

وہ 21 سالہ لڑکی تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی جانب رواں تھی تنگ سی
گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ تیزی سے اپنے گھر میں داخل ہو چکی
!! تھی۔

اج تو اس کی مورے سے اس کی ڈانٹ پکی تھی انہوں نے صبح ہی اسے گھر
سے جاتے وقت بولا تھا کہ گھر جلدی واپس آجانا لیکن شور و م میں کام زیادہ
!! ہونے کی وجہ سے وہ اج لیٹ ہو گئی تھی۔

مورے معاف کر دیں قسم سے آج بہت زیادہ کام تھا اسی لیے میں لیٹ ہو گئی اور زلا خانزادی جیسے ہی گھر داخل ہوئی اپنے کندھے پر لٹکے بیگ کو ہینگر کے ساتھ لٹکاتے جلدی سے اپنے کندھے کے گرد سے شال اتار کر !! چارپائی پر پھینکتے اپنے مورے کے کمرے میں بھاگ کر گئی تھی۔۔

کمرے کے اندر داخل ہونے پر حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی کیونکہ کمرے میں صرف اور صرف اس کی مورے نہیں بیٹھی تھی اس کے ساتھ دو موٹی موٹی انٹی بھی بیٹھی ہوئی تھی ان کے کپڑوں سے دیکھ کر ہی پتہ چلتا تھا کہ وہ کس قدر اونچی خاندان سے ہے اور ساتھ ہی ان کے چہرے پر ناگواری کو دیکھ کر اور زلہ نے حیرت سے اپنی مورے کی !! طرف دیکھا تھا۔۔

مورے یہ لوگ اور زلہ خانزادی اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے اپنی ماں کی !! طرف دیکھ کر ابھی اپنا جملہ مکمل بھی نہیں کر پائی تھی۔۔

یہ ہے اپ کی بیٹی جس کی اپ بہت زیادہ تعریف کر رہی تھی ویسے شکل و صورت سے تو بہت پیاری ہے لیکن اس کے چہرے پر معصومیت نہیں ہے بیٹی ذرا چل کر تو دکھانا ہمیں ہم دیکھے تو صحیح کہ تم ہمارے بیٹے کے معیار پر!! پورا اترتی ہو کہ نہیں۔۔

ان دونوں انٹیوں میں سے ایک انٹی جو اپنے چہرے پر بنسبت دوسری انٹی سے زیادہ میک اپ تھوپ کرائی تھی انہوں نے اور زلہ خانزادی کی طرف!! دیکھتے ہوئے غرور سے کہا تھا۔۔

اس کی مورے (یمنا بیگم) نے حیرت سے اس عورت کی طرف دیکھا تھا جو ان کی بیٹی پر ایسے حکم چلا رہی تھی جیسے رشتہ مانگنے نہیں بلکہ وہ انہیں اس کی!! اوقات بتانے آئی ہے۔۔

وہ ایک سمجھدار خاتون تھی اس سے پہلے کہ یمنا بیگم ان دونوں کو دیکھ کر!! کچھ بول پاتی اس کو اپنی بیٹی کی آواز سنائی دی تھی۔۔

انٹی اب ایسا کریں کہ سب سے پہلے تو اپنے بیٹے کو بلائیں جن کے لیے آپ
رشتہ لے کر آئے ہیں پہلے وہ میرے سامنے چل کر دکھائے گا اگر اس کی
ناک ٹھیک ہوئی اس کی آنکھیں خوبصورت ہوئی اس کے بال سلکی ہوئے
اور وہ قد و جسامت میں مجھ جیسا اچھا ہوا اور اگر وہ میرے معیار پر پورا اترتا
تو بھی میں اس رشتے کے لیے ہاں کروں گی ورنہ وہ رہا دروازہ اور زلہ
خانزادی نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا آپ وہاں سے
!! نکل کر اپنے گھر جا تشریف لے کر جاسکتے ہیں۔۔

اس قدر بے عزتی پر ان دونوں انٹیوں کے چہرے غصے سے لال ہو گئے تھے
!! وہ کس طرح سے ان کے بیٹے کے بارے میں ایسا بول سکتی تھی۔۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے بیٹے کے بارے میں ایسا بولنے کی وہ تم سے
100 برابر گنا اچھا ہے اور تم سے اچھی لڑکی مل سکتی ہے اسے اس کی ماں جو
!! وہاں پر بیٹھی تھی انہوں نے چیخ کر اس بدتمیز خانزادی سے کہا تھا۔۔

توانٹی مجھ سے اچھی لڑکی مل سکتی ہے تو مجھ سے اچھی لڑکی ڈھونڈ کر اپنے بیٹے کے ساتھ ان کی شادی کر لیں میرے پاس آنے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی آپ کو اور دوسری بات اگر آپ کو اپنے بیٹے کے لیے یہ باتیں اتنی بری لگ رہی ہیں تو آپ کو دوسروں کی بیٹیوں کے بارے میں بھی ایسا بولنے سے !! پہلے سوچ لینا چاہیے تھا۔

ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے تو آپ کون ہوتی ہے میرا مذاق بنانے والی یا پھر مذاق اڑانے والی کہ میں آپ کو چھل کر دکھاؤں میں تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے الحمد للہ بالکل ٹھیک ہو مجھ میں کوئی بھی خرابی نہیں ہے نہ ہی میں پیر سے لنگڑی ہوں نہ ہی میں آنکھ سے کاڑی ہوں اور نہ ہی میں کانوں سے !!! بہری ہوں۔۔

مثال کے طور پر فرض کریں کہ اگر آپ کسی ایسی لڑکی کے پاس چلی جاتی جس کی آنکھ کاڑی ہوتی اس کو اگر آپ اس طرح سے ریجیکٹ کر کے چلی جاتی تو اس کے دل پر کیا گزرتی اب جانتی ہے اللہ کے سامنے رو کر اگر وہ

اپ لوگوں کی شکایت کرتی تو اپ لوگوں کا یہ غرور ایک سیکنڈ سے پہلے مٹی
!! میں مل جانا تھا۔

اسی لیے جائیں اور کہیں اور اپنے بیٹے کے لیے رشتہ مانگے لیکن رشتہ مانگنے
سے پہلے ان لوگوں سے تمیز سے بات بھی کر لیجئے گا ورنہ یقیناً اپ کا بیٹا
!! کنوارا ہی زندگی گزار لے گا۔

اور زلہ خانزادی نے نہایت ہی دھیمی آواز میں پرسکون ہوتے ان کے
سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا انہیں یہ لوگ بالکل بھی پسند نہیں
ائے تھے خیر اس طرح سے کسی لڑکی کا مذاق بنانا اس کا حق تو ان لوگوں کو
بالکل بھی نہیں تھا ٹھیک ہے رشتہ مانگنا تھا تو مانگے نہ مانگتے تو اس طرح سے
!! مذاق اڑانے کا حق تو اس ان لوگوں کو کسی نے بھی نہیں دیا تھا۔

وہ دونوں ان کی تقریر سن کر اپنے ناک سے مٹی اڑانے والے انداز میں اٹھی
!! اور ان ماں بیٹی کو گھورتے ہوئے وہ لوگ گھر سے نکل گئی تھی۔

یمنا بیگم نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی اور اپنی بیٹی اور زلہ خانزادی
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ میری جان اتنی دیر کیوں ہو گئی
!! تمہیں۔۔

وہ ایک سمجھدار خاتون تھی اپنی بیٹیوں کو کانفیڈنٹ بنانے والی اور غلط کے
خلاف آواز اٹھانے والی انہوں نے خود ہی اپنی بیٹیوں کو اس قابل ہی بنایا تھا
یمنا بیگم کا دل پر سکون تھا کہ اس کی بیٹی نے ان لوگوں سے بد تمیزی کے
بغیر ہی نہایت ہی خوبصورت انداز میں ان لوگوں کو صحیح کے بارے میں بتا
!! دیا تھا۔۔

اوہو مورے ایک تو آپ بھی ناہر دوسرے روز کسی نہ کسی انٹیوں کو گھر پر
رشتہ لانے کے لیے کہہ دیتی ہیں کیا اتنی بوجھ ہو گئی ہوں میں آپ پر کہ اب
!! آپ میری شادی کرنا چاہتی ہیں صرف 21 سال کے ہی تو ہوں میں۔۔
نہ میری جان ایسا نہیں کہتے یمنا بیگم نے تڑپ کر اسے اپنے پاس صوفے پر
بلا یا اور تو اٹھ نہیں سکتی تھی اپنے پیروں پر معذور ہونے کی وجہ سے اسی

لیے اور زلہ خانزادی اٹھ کر اپنی ماں کے پاس گئی اور ان کی گود میں سر
!! رکھتے ہوئے لیٹ گئی تھی۔۔

میری جان تم تو میری حالت سے واقف ہو تم دونوں بہنوں کی فکر لگی رہتی
ہے مجھے تمہاری طرف سے تو میں اتنی فکر مند نہیں ہوں تم تو اپنے حق کے
خلاف اواز اٹھا سکتی ہو لیکن تمہاری چھوٹی بہن مہزلہ وہ ابھی صرف اور
صرف 15 سال کی ہے اور وہ کس قدر ڈر و خوف سے سہمی رہتی ہے تم اس
بات سے واقف ہوا گے چل کر دنیا میں اس کو میرا یا تمہارا سہارا لینا ہی
پڑے گا وہ تمہاری طرح کانفیڈنٹ نہیں ہے اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ
اگر اس دنیا سے میں رخصت ہو کر بھی جاؤں تو تمہیں ایسے ہاتھوں میں
!! سونپوں کہ تمہاری بہن بھی پر سکون ہو گئی تمہارے گھر اسکے۔۔

یمنابگم کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر کے بہہ رہے تھے اور زلہ خانزادی
اپنی مورے کے آنسوں پر تڑپ اٹھی تھی اور ان کے آنسو کو جلدی سے
صاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ مورے اپ فکر کیوں کرتی ہے میں ہوں نا

مہزلہ کا خیال میں خود رکھوں گی آپ کو اس کے لیے پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائے اور دوبارہ اس دنیا

!! سے جانے کی بات اور ہمیں اکیلا کرنے کی بات بالکل بھی نہ کرے گا۔

اور زلہ خانزادی کی بات سن کر یمنہ بیگم نے اپنے انسو صاف کیے اور کہا کہ

!! جاؤ بیٹی تم تھک گئی ہو گی نا کھانا کھالو میں بنا چکی ہوں۔

مورے کتنی بار کہا ہے کہ آپ مت بنایا کریں میں شور و م سے اکر بنا دیا

کروں گی اور زلہ خانزادی نے اب کی بار گھور کر اپنی ماں کی طرف دیکھا

!! تھا۔

مورے مجھے آپ سے ایک بات کہنی ہے اس سے پہلے کہ اس کی مورے کا

دوبارہ سے لیکچر سٹارٹ ہوتا کہ وہ تھک کر افس سے اتی ہے دوبارہ سے وہ

کام گھر کے کرتی ہے اس طرح سے وہ بہت زیادہ تھک جاتی ہے جلدی سے

!! اور زلہ خانزادی نے اپنی بات اپنی ماں کے سامنے رکھی تھی۔

ہاں میری جان تم جاؤ کھانا کھا لو تب تک میں نماز پڑھتی ہوں پھر میرے
کمرے میں اجانا میں تمہاری بات سکون سے سنوں گی ابھی نماز کا ٹائم جا رہا
ہے یمنا بیگم نے پیار سے اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے کہا تھا تو اور زلہ
!! خانزادی بھی ہاں میں سر ہلا کر چھوٹی سے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔
ان کا یہ گھر نہایت ہی چھوٹا دو کمروں پر مشتمل تھا ایک چھوٹا سا کچن تھا کچن
کے ساتھ اٹیچ ہی ایک باتھ روم اور پھر اس کے ساتھ ہی چھوٹا سہن یہ گھر
ان لوگوں نے کرائے پر لیا تھا چھوٹے سے کچن کی طرف اکرا اور زلہ
خانزادی نے سب سے پہلے ہینگر پر لٹکے اپنے بیگ کو اٹھایا اور ساتھ ہی اسے
کے چیٹ (love) اپنا موبائل نکال کر جلدی سے واٹس ایپ پر جا کر لو
کو اوپن کرتے ہوئے اسے ایک ٹک بھیجا تھا وہ دیکھنا چاہ رہی تھی کہ وہ ان
!! لائن ہے یا ف لائن۔۔

مزید اب وہ انتظار نہیں کر سکتی تھی اے دن اس کی ماں اس کے لیے رشتے
لا رہی تھی آج تو وہ صاف صاف بات کر کے اس کو اپنے رشتے کے لیے اپنے
!! گھر بلانا چاہ رہی تھی۔۔

اسے ان لائن ہوتا دیکھ کر جلدی سے اور زلہ نے اسے اڈیو کال ملائی اور
موبائل کو کان کے ساتھ لگاتے وہ اس کا فون اٹھانے کا انتظار کرنے
!! لگی۔۔

مہزلہ سکول سے آکر سو گئی ہو گی اور اس کی ماں نماز پڑھ رہی تھی اسی لیے وہ
!! مطمئن جلدی سے اس خاندان سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔

آرش خاندان سے تم میرے لیے رشتہ لے کر آنا چاہتے ہو یا نہیں یا پھر کسی دن
اپنے گھر اے رشتے کو میں اپنے مورے کے سامنے ہاں کر کے شادی کے
لیے تیار ہی ہو جاؤ دوسری طرف سے فون اٹھانے کی دیر تھی کہ اور زلہ
!! خاندان سے اس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔

دوسری طرف آرش خانزادہ کے چہرے پر ناگواری چھائی تھی اور جلدی سے اپنے لہجے کو دھیمابناتے ہوئے کہا تھا کہ میری جان اگر تم کہتی ہو تو میں شام تک رشتہ لے کر اجاتا ہوں اس میں تو کوئی مشکل بات نہیں ہے بس تم ہاں کرو آرش خانزادہ نے نہایت ہی سمجھداری سے اس مسئلے کو سلجھانا چاہا !! تھا۔

ٹھیک ہے ابھی مورے نماز پڑھ رہی ہے نماز پڑھ کر میں ان سے بات کروں گی تم ایسا کرو کہ چار بجے تک گھرا جاؤ اپنے ماں اور باپ کے ساتھ رشتہ لینے کیونکہ ہر روز میں لوگوں کے سامنے جا کر تھک چکی ہوں ہر !! دوسرے دن گھرا کر کوئی نہ کوئی رشتہ مانگتا رہتا ہے میرا۔

اور زلہ خانزادی کی آواز میں اس بار نروٹے پن کو محسوس کرتے عرش خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ چائی تھی اور کہا تھا کہ میری جان پریشان مت ہو ٹھیک ہے میں تمہارے گھر پہنچ جاؤں گا اب تم سے فیس ٹو فیس ہی !! ملاقات کروں گا۔

اتجھے سے تیار ہو جانا اور ریڈ کلر کا ڈریس بالوں کو کھلا چھوڑنا آرش خانزادہ
نے اب اسے تیار ہونے کے لیے کہہ دیا تھا جس طرح سے وہ اسے پسند تھی
!!! بالکل اسی طرح۔

جی جی جناب اپ کا حکم سر انکھوں پہ اپ بس جلدی سے اجائیں تب تک
میں بھی تیار ہوتی ہوں اور زلہ خانزادی کی آواز میں خوشی صاف محسوس کی
!! جاسکتی تھی۔

ٹھیک ہے پھر فون رکھوں تھوڑا سا کام ہے ایک گھنٹے میں نیٹا کر میں
تمہارے گھر کی طرف ہی اتا ہوں پہلے ہم نکاح کریں گے اس کے بعد رات
تک میں اپنے ماں باپ اور چاچا چاچی کے ساتھ تمہارے گھر پر حاضر ہو
!! جاؤں گا میری جان۔

آرش خانزادہ کی بات سن کر اور زلہ خانزادی کا ماتھا ٹھٹکا تھا بدلا پہلے نکاح بعد
!! میں اپنے گھر والوں کو لانا یہ کیا ماجرہ تھا۔

ایسے کیسے آرش اپ جانتے ہیں کہ مورے اس طرح سے نہیں مانے گی
اپ پہلے نکاح کریں گے اس کے بعد اپنے ماما بابا کو بلائیں گے ایسا تو نہیں ہو
!! سکتا اپ اپنے ماما بابا کے ساتھ اے نکاح کریں۔۔

میری جان تمہارے مورے کو کیسے منانا ہے وہ تم مجھ پر چھوڑ دو اور ویسے
بھی ابھی ماما بابا کسی کام سے سوات دادا کی حویلی کی طرف گئے ہیں شام میں
جب تک وہ لوگ اسلام آباد آتے ہیں تب میں انہیں ڈائریکٹ ہی تمہارے
!! گھر پر ہی چھوڑ دوں گا ٹھیک ہے۔۔

آرش خانزادہ نے اسے مطمئن کرتے ہوئے کہا تھا تو دوسری طرف اور زلہ
خانزادی بھی مطمئن ہو گئی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی اپنی زندگی میں انے
والے طوفان کو کہ اب سے کچھ دیر بعد اس کی زندگی میں کس طرح سے
!! ادھم مچنے والا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر او کے اللہ حافظ اور زلہ خانزادی نے کہا تو ساتھ ہی آرش
!! خانزادہ نے بھی اللہ حافظ کہتے ہوئے فون رکھ دیا تھا۔۔

ان دونوں کے دھواں دار عشق کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا یہ بات تو
بس چھ مہینے پہلے کی ہی ہے جب اور زلہ خانزادی اپنے نوکری کی تلاش میں
کسی شوروم کے اندریوں ہی داخل ہو گئی تھی اور وہاں کے بوس یعنی کہ
آرٹھ خانزادہ نے اسے کام پر رکھ لیا تھا اس کے بعد اہستہ اہستہ آرٹھ
خانزادہ جس طرح سے اس کی کیئر کرتا تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کی
تعریف کرتا تھا اور اس کی شاندار پرسنلٹی کو دیکھتے ہوئے اور زلہ خانزادی
اس کی طرف پیش قدمی کر گئی تھی اور زلہ خانزادی صدا کی پیار کی بھوکی
اپنوں سے جدا ہونے والی اس کے زندگی میں جب اتنا کیئر کرنے والا انسان
ایا تو اور زلہ خانزادی بھی عام لڑکیوں کی طرح اس کی طرف پیش قدمی
کر گئی تھی لیکن اسے اس کی حدود معلوم تھی اسی لیے تو وہ ڈائریکٹلی ہی آج
اس سے رشتے کی بات کر چکی تھی اپنی مورے کا سروہ شرم سے جھکانا نہیں
چاہتی تھی اسی لیے ڈائریکٹلی آرٹھ خانزادہ اس سے محبت کا دعویٰ دار تھا تو
اس سے نکاح کر لیتا اور آج جب وہ اس کے ساتھ نکاح کرنے ا رہا تھا وہ

رشتے کے لیے مان گیا تھا تو اور زلہ خانزادی بھی اپنے آپ کو ہواؤں میں
!!! اڑتی محسوس کر رہی تھی۔۔

وہ کتنی خوش نصیب تھی جس سے محبت کی اس کو پالیا تھا ایسا اور زلہ
!! خانزادی کا سوچنا تھا۔۔

جلدی سے کچن سے نکل کر وہ باتھ روم کے اندر گھسی اور نہانے گئی اپنے
لیے ایک سادہ سالال کلر کا کرتا اپنی الماری سے نکالا وہ شارٹ فرائڈ تھا
ساتھ ہی اس کے ساتھ پجامہ پہنا تھا جو اس کے نازک سے سراپے پر
!! قیامت کی طرح ڈھارہا تھا۔۔

کمرے کی طرف جاتے اس نے چھوٹے سے شیشے کی طرف بھڑتے جلدی
سے اپنے گیلے بالوں کو سلجھایا تھا اپنی پشت پر انہیں کھلا چھوڑتے ہوئے ان
کے سوکھنے کا انتظار کرنے لگی ساتھ ہی چھوٹی سی الماری سے ایک باکس کو
نکالتے ہوئے اس نے زمین پر بیٹھ کر اس باکس کو کھولا اور ساتھ ہی اس سے
چھوٹے چھوٹے سے ٹاپس نکال کر اپنے کانوں میں پہنے ساتھ ہی میک اپ

باکس نکال کر اس سے ایک لائٹ سی پنک لپ گلو ز نکال کر اپنے لبوں پر
!! لگائی تھی۔۔

اتنی سی تیاری میں ہی وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی بڑی بڑی براؤن
انکھوں والی وہ لڑکی بھرے بھرے گال تھیکی سی ناک گول چہرے کے
ساتھ پتلے ہونٹ وہ بے انتہا خوبصورت تھی اس کے پٹانی نین نقش کو
دیکھتے ہوئے تو اے دن اس کے لیے رشتے اتے رہتے تھے لیکن وہ اپنے
!! حسن سے لا پرواہ ایک خاندان کے کوہی دل دے بیٹھی تھی۔۔

براؤن انکھوں میں آج کچھ الگ سے ہی چمک تھی ابھی وہ شیشے میں دیکھ کر
کچھ سوچ رہی تھی کہ گھر کے دروازے پر دستک ہوئی وہ حیران ہوئی کہ
!! اتنی جلدی پہنچ بھی گیا۔۔

گھڑی کی طرف انکھیں اٹھا کے دیکھی تو وہ چار کاہندسہ بھی عبور کر چکی تھی
وہ حیران ہوئی کہ اسے تیاری میں اتنی دیر لگ گئی کہ چار سے بھی اوپر کا ٹائم
ہو گیا سب سے پہلے تو وہ جلدی سے دروازے کی طرف بھاگی دروازہ کھولا

تو سامنے ہی آرش خانزادہ اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ کھڑا بلیک کلر کا
تھری پیس سوٹ پہنیں خوبصورت سی کھائی رنگ کی آنکھوں پر بلیک چشمہ
چڑھائے ہاتھوں میں برینڈ ڈگھڑی پہنے پیروں میں چمچماتے شوز اپنی قیمت
!! اپ بتا رہے تھے۔

اندرا نے کے لیے نہیں کہو گی یہیں پر کھڑے رہ کر میرا دیدار کرنا ہے
کیا؟؟؟

آرش خانزادہ کونہ جانے کیوں لیکن دل میں ڈھیروں سکون پیدا ہوا تھا جس
طرح سے اور زلہ خانزادی اسے دیکھ رہی تھی اسے پکا یقین ہو چلا تھا کہ وہ
!! اس کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی ہے۔

ہاں ہاں اندراؤ اور زلہ خانزادی نے چونک کر جلدی سے اس کے لیے راستہ
!! چھوڑا تو وہ گھر کے اندر داخل ہوا۔

کہاں پر ہے تمہاری مورے؟؟ آرش خانزادہ نے اس بار اپنی کھائی رنگ
!! کی آنکھوں سے چشمہ اتارتے ہوئے کہا تھا۔

اندر ہے او میرے ساتھ اور زلہ خانزادی نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ
!! کیا تو آرش خان زادہ بھی اس کے پیچھے ہی چل پڑا تھا۔

مورے اپ جاگ رہی ہے نے اپنے مورے کے کمرے میں داخل ہوتے
!! کہا جو اپنے ویلچر پر بیٹھی اپنے ہاتھوں میں تسبیح لیے ہوئے تھی۔
اور زلہ کے ساتھ کسی انجان شخص کو کمرے کے اندر داخل ہوتے دیکھ کر
یمنابگم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے کس کو
!! ساتھ لائی ہوا اپنے۔

مورے یہ میرے شوروم کے باس ہیں یہ اپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں
اور زلہ خانزادی نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا اس کو اپنے مورے سے بات
کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملا تھا اور اب اچانک سے آرش خانزادہ بھی ٹپک پڑا تھا
!! اسی لیے ڈرتے ڈرتے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کہا تھا۔

یمنا بیگم سمجھدار عورت تھی اپنی بیٹی کی تیاری کو دیکھ کر اور اس لڑکے کو
اتے دیکھ کر انہوں نے تحمل سے آرش خانزادہ کو اپنے سامنے رکھے صوفے
!! پر بیٹھنے کے لیے کہا تھا۔

آرش خانزادہ قدم ب قدم چلتا صوفے پر بیٹھا اور دوسری طرف اور زلہ
!! خانزادی پر سکون ہوتی کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔

جی بولے کیا بات کرنی ہے آپ کو یمنا بیگم نے آرش خانزادہ کی طرف
!! دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں زیادہ جھنجھلاہٹ میں نہیں پالوں گا اور
دو ٹوک بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں وہ
بھی آج ابھی اور اسی وقت آرش خانزادہ نے مضبوط لہجے میں اپنی بات ان
!! کے سامنے رکھی تھی۔

یمنا بیگم کو حیرت تو ہوئی تھی کہ وہ شاندار مردِ اُخراں کی بیٹی کا رشتہ مانگنے
کیسے اسکتا ہے لیکن اپنی بیٹی کی آنکھوں میں پینتے ہوئے جذبے اور اس لڑکے

کو مضبوط لہجے میں بات کرتے دیکھ کر یمنابگم جیسی سمجھدار خاتون بھی اس
!! سے امپریس نظر آرہی تھی۔

تو کیا تمہارے گھر میں کوئی بڑے نہیں ہیں کے تم یوں ہی خود اپنے رشتے کی
بات کرنے چلے آئے ہو یمنابگم نے اپنے دل میں کھٹکتا ہوا سوال آرش
!! خانزادہ سے پوچھا تھا۔

ضرور ہے لیکن سوات میں ہماری حویلی ہے وہاں پر شاید دادا کو کوئی کام تھا
جس کی وجہ سے بابا اور مورے حویلی گئے ہیں سوات جیسے ہی وہ رات تک
اسلام آباد آتے ہیں میں ایرپورٹ سے ڈائریکٹلی انہیں یہی پرلے اوں گائب
تک ہم نکاح کی رسم ادا کر لیتے ہیں ویسے بھی میرے ماں باپ کو منانا مشکل
کام نہیں ہے انہوں نے پہلے ہی سارے اختیارات میرے ہاتھ میں دے
!! رکھے ہیں۔

آرش خانزادہ نے اس بار تفصیل سے یمنابگم کے سامنے اپنی بات رکھی وہ
اس عورت کے جریوزدہ چہرے کو دیکھ کر رہ گیا تھا جس کا ایک وقت میں

اس کا چاچا دیوانہ تھا اس عورت کا اور اپنی پہلی بیوی کو وہ کتنا درد اور تکلیف
!! دے گئے تھے صرف اور صرف اس عورت کی خاطر۔۔

ٹھیک ہے لیکن پھر بھی مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا وقت چاہیے بیٹی کا معاملہ
ہے اس طرح جلد بازی سے میں اس کا نکاح نہیں کر سکتی رات تک جب
تک تمہارے ماں باپ نہیں اجاتے تب تک تم بھی انتظار کرو ان کے آنے
کے بعد ہی ہم نکاح رکھ لیں گے ابھی کوئی بھی جلدی نہیں ہے نہ کہیں کوئی
!! جارہا ہے۔۔

یمنابگم نے اس بار تحمل سے کام لیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ ساری زندگی کا
فیصلہ وہ اپنی بیٹی کے لیے ایک ہی دم سے کر لے سامنے بیٹھے انسان میں
بظاہر تو کوئی خامی سی نظر نہیں آرہی تھی لیکن وہ اس کے دل کے اندر تک
!! تھوڑی نہ پہنچ سکتی تھی اس لیے اس سے تھوڑا ٹائم مانگا تھا۔۔

لیکن میں اپ کی بیٹی سے ابھی اور ایسی وقت نکاح کرنا چاہتا ہوں چاہے تو
اپ اپنی بیٹی سے پوچھ سکتی ہیں وہ پچھلے چھ مہینے سے میرے ساتھ ریلیشن

شپ میں ہے آرش زادہ نے اس بار وہ داؤ کھیلا تھا جس کی وجہ سے اس کی خانزادی کی عزت پر ہی داؤ لگ جاتا لیکن است یہ پرواہ کہاں پہ تھی وہ تو بس !! ابھی اور اسی وقت کسی طرح سے اپنا نکاح کرنا چاہتا تھا۔

یمنا بیگم کو نہ جانے کیوں لیکن اچھا نہیں لگا تھا اپنی بیٹی کا اتنے عرصے تک اپنے آپ سے کوئی بات چھپانا لیکن خیر وہ پہلے اور زلہ خانزادی سے بات کرنا چاہتی تھی اس کے بعد ہی وہ اس لڑکے کو بھی نکاح کے لیے اجازت !! دینے والی تھی یا نہیں بعد میں طے ہونا تھا۔

ٹھیک ہے تم 10 منٹ انتظار کرو میں ابھی اتی ہوں یمنا بیگم نے کہا اور ساتھ ہی ویلچر کو گھسیٹتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر صحن کی طرف آگئی تھی جہاں پہ اور زلہ خانزادی بیٹھی آسمان کو دیکھ کر گہری سوچوں !! میں گم تھی۔

کیا تم اس لڑکے کے ساتھ پچھلے چھ مہینے سے ریلیشن شپ میں ہو یمنا بیگم !! نے بنا لگے لیٹی دو ٹوک اپنی بیٹی سے سوال پوچھا تھا۔

ہاں مورے میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتی تھی لیکن ایم سوری اور زلہ
خانزادی نے شرمندگی سے اپنی آنکھیں نیچی کر لی تھیں وہ اپنی غلطی مانتی تھی
اسے پہلے اپنی مورے سے بات کر لینی چاہیے تھی اس کے بعد ہی اس کو
!! آرش خانزادہ کو بلانا چاہیے تھا۔

تمہیں مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا اور زلہ اب میں اسے کیا جواب دوں جب تم
پہلے ہی سب کچھ طے کر چکی ہو تو اسے بلانے کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو
ضد پراڑا ہے کہ اسے ابھی اور اسی وقت تم سے نکاح کرنا ہے اور اپنے ماں
باپ کو وہ رات میں لے کر انا چاہتا ہے کیا کروں اب میں یمنابگم نے
!! ناراض ناراض سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

مورے پلیز ایک بار اس کی اور میری محبت پر یقین کر کے ہمارا نکاح کر دیں
وہ کبھی بھی آپ کو مایوس نہیں کرے گا مجھے یقین ہے وہ مجھے بہت عزت دیتا
ہے پچھلے چھ مہینوں میں اس نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ آج کل کے
ریلیشن شپ کس طرح سے ہوتے ہیں آپ خود بہتر جانتی ہیں اس نے آج

تک مجھ سے میری ایک پکچر تک نہیں مانگی اپ اس پر بھروسہ کر سکتی ہیں
اور زلہ خانزادی اپنی محبت کے خاطر اپنی ماں کی گھٹنوں سے لگی زمین پہ
!! بیٹھی انہیں منانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے اگر تم کہتی ہو تو میں مان لیتی ہوں یمنابگم نے بھی اپنی بیٹی کی
خوشی کی خاطر ہاں کر لی تھی ورنہ اس کا دل اندر سے عجیب طرح سے ہی ڈر
رہا تھا لیکن اپنی بیٹی کی خوشی کی خاطر وہ سب کچھ کرنے کے لیے تیار
!! تھی۔۔

جاؤ بلا کر لاؤ اسے اس سے پہلے کے اور زلہ خانزادی اٹھ کر اندر آرش
خانزادہ کو بلانے جاتی وہ پہلے ہی یمنابگم کے سامنے حاضر تھا شاید وہ کمرے
کے دروازے پر ہی کھڑا ان لوگوں کی باتیں سن رہا تھا ایسا یمنابگم نے اپنا
!! اندازہ لگایا تھا۔۔

ٹھیک ہے بیٹا مجھے منظور ہے تم نکاح کا انتظام کرو ایک یاد و گھٹے بعد ہم نکاح
!! کر لیں گے یمنابگم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایک یاد و گھنٹے بعد کیوں انٹی ابھی ہی کرتے ہیں مولوی صاحب اور گواہان
باہر ہی میری گاڑی میں بیٹھے ہیں آرش خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی جلدی
سے دروازے کی طرف بڑھتے سب کو وہ گھر کے اندر لا کر سہن میں بٹھا چکا
!! تھا۔

دونوں ماں بیٹی اس کی اتنی جلد بازی اور تیاری پر حیران تھی کیا اس کو اتنا
کافیڈنٹ تھا خود کے اوپر کہ وہ اس کی مورے کو منالے گا اس لیے وہ
مولوی اور گواہان کو اپنے ساتھ ہی لایا تھا اور زلہ خانزادی نے حیرت سے
!! اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

یمنابگم بھی پریشان تھی اس کی اتنی جلد بازی پر لیکن پھر خیر کیا ہونا تھا اگر
ان کی بیٹی خوش تھی تو وہ بھی مطمئن تھی اور پھر اگلے پانچ منٹ کے اندر
اور زلہ عالم زیب خانزادی سے وہ اور زلہ عرش اور نگزیب خانزادی بن
!! چکی تھی۔

دس منٹ کے بعد سب گواہن اور مولوی صاحب بھی جا چکے تھے عرش خانزادہ نے اپنے ساتھ مٹائیوں کے ٹھوکریں لاتے گارڈز کو اندر آنے کا حکم دیا تھا اب ان کا چھوٹا سا صحن ہر طرف مٹائیوں کے ٹھوکروں سے بھرا !! ہوا تھا۔

انٹی مجھے اجازت دیں میں صرف اور صرف دو گھنٹے بعد ہی اپنی بیگم کی رخصتی لینے آؤں گا اپنے ماں باپ کے ساتھ اب آرش خانزادہ نے یمنابگم !! کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو یمنابگم نے بھی پریشان ہوتے ہاں میں سر ہلا دیا تھا اتنی ہڑ بڑی میں سب کچھ ہوا تھا کہ یمنابگم کو کچھ سمجھ ہی نہیں رہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے ایک ہی گھنٹے کے اندر اندر وہ لڑکا سب کچھ کر چکا تھا اسے راضی بھی کر چکا تھا اور اپنے نکاح کے لیے منا بھی چکا تھا اور نکاح کر کے باقاعدہ اب اپنے گھر جا کر !! اپنے ماں باپ کو رخصتی کے لیے لانے بھی جا رہا تھا۔

یمنابیگم نے ہاں میں سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی آرش خانزادہ
جانے سے پہلے اور زلہ خانزادی کی طرف مڑا اور ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے
کہا تھا کہ میری جان نکاح مبارک ہو بہت جلد صرف دو گھنٹے بعد تمہیں
لینے آؤں گا اس کے بعد تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر سے رخصت ہو کر
میرے ساتھ چلی جاؤ گی آرش خانزادہ نے اور زلہ خانزادی کے کان میں
گمبھیر سرگوشی کرتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس کی کان کی لو کو دانتوں تلے
!! دبایا تو اور زلہ خانزادی کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی۔۔
آرش خانزادہ طوفان کی طرح آیا تھا اور واپس طوفان کی طرح چلا بھی گیا تھا
اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ اور زلہ خانزادی کی بارات لانے والا تھا یا پھر وہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے اس کی زندگی میں طوفان برپا کر کے چلا گیا تھا؟

یہ منظر ہے سوات جیسے خوبصورت علاقے کا جہاں پر خان حویلی نہایت ہی
شان و شوکت سے کھڑی ہر آنے جانے والے کو اپنی طرف متوجہ کر رہی
تھی حویلی تھی تو پرانے زمانوں کی لیکن اندر داخل ہونے پر حویلی کے نیو
جنریشن نے پوری حویلی کو اس طرح سے رینویٹ کر دیا تھا کہ اس میں
!! جدید طور کی ہر طرح کی رینویشنز کروائی گئی تھی۔

خانزادہ حویلی اپنی قیمت اپ تھی حویلی کو دیکھ کر ہی پتہ چلتا تھا کہ ان
خانزادوں کی قیمت کیا ہے رات ہو یا دن کا سماہر وقت حویلی روشنیوں میں
!! نہائی ہوتی تھی۔

بشیر خانزادہ (دادا) پروین خانزادی (دادی) ان کی شادی کے بعد اللہ تعالیٰ
نے تین اولادوں سے نوازا تھا دو بیٹے اور ایک ان کی لاڈلی بیٹی بڑا بیٹا
اور نگزیب خانزادہ چھوٹا بیٹا عالم زیب خانزادہ اور ان کی لاڈلی بیٹی نرگھس
!!! خانزادی۔

اور نگزیب خانزادہ کی شادی ان کی چچا زاد نائلہ خانزادی سے ہوئی تھی جو نہایت ہی صوبر خاتون تھی صبر کرنے والی ان کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور !! ایک بیٹی سے نوازا تھا۔

بڑا بیٹا آر ش خانزادہ 28 سال کا مغرور شہزادہ گاڑیوں کا بے انتہا شوقین !! اسلام آباد کے شہر میں خود کا شوروم چلانے والا۔

دوسرا بیٹا بصیر خانزادہ جس نے چھوٹی عمر میں ہی اسلام آباد جیسے شہر میں اپنا بزنس ایمپائر کھڑا کر رکھا تھا وہ بے انتہا کھڑوس مانا جاتا تھا خانزادہ حویلی کے لڑکیوں کے مطابق اپنے کام سے کام رکھنے والا صرف اپنے بھائیوں جیسے !! لڑکوں کے ساتھ ہی کھل کر بات کرنے والا۔

اور ان کی چھوٹی بیٹی عنایہ خانزادی 20 سال کی چلبلی وہ لڑکی خانزادہ حویلی میں اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی جان وہ انتہا کی شرارتی لڑکی مانی جاتی تھی !! حویلی میں۔

عالم زیب خانزادہ جس نے دو شادیاں کر رکھی تھی ایک حویلی میں اپنی خالہ!!
زاد شائلہ خانزادی سے جس سے ان کے دو بیٹے تھے۔۔

بڑا بیٹا ملیار خانزادہ جو رش خانزادہ سے صرف ایک مہینہ چھوٹا تھا اس کا
جگری یار اور ان سب سے الگ تھلگ پولیس کی فیلڈ جوائن کرنے والا اپنے
پیشے کو لے کر بے انتہا پوزیسو وہ انسان جرم کی دنیا میں نا انصافی کرنے
!! والوں کا خاتمہ کرنے کے لیے نکلا تھا۔۔

دوسرا بیٹا برلاس خانزادہ جو 25 سال کا یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ تھا اپنے
سارے بھائیوں کی جان ہمیشہ اپنے بھائیوں کی ناک میں دم کر کے رکھنا
بصیر خانزادہ کا اسے بالکل اپنے بچوں کی طرح ماننا اور اس کے ہر ضد کو پورا
!! کرنا۔۔

دوسری بیوی یمنہ خانزادی جس سے عالم زیب خانزادہ کی دو بیٹیاں تھی
!! اور زلہ خانزادی اور مہزلہ خانزادی۔۔

جب بشیر خانزادہ (دادا) کو اپنے بیٹے عالم زیب خانزادہ کے دوسرے نکاح کے بارے میں پتہ چلا تھا تب بشیر خانزادہ نے عالم زیب خانزادہ کو دھمکی دی تھی کہ وہ اپنی شہر کی بیوی کو چھوڑ دے ورنہ وہ اسے اپنی ساری جائیداد!! سے عاق کر لیں گے اور اسے گھر سے نکال لیں گے۔

اپنی عیاشیوں میں دوت عالم زیب خانزادہ نے اپنے باپ کی دھمکی میں اگر اپنی محبت یمن خانزادی کو شہر میں ہی دردِ دل کی ٹھوکروں کے لیے چھوڑ دیا تھا تب اسے صرف اپنی ایک ہی بیٹی کا علم تھا اور زلہ خانزادی اسے مہزلہ خانزادی کے بارے میں علم نہیں تھا کہ ایک معصوم سی چھوٹی سی جان کو وہ اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی یتیم کر چکا تھا اور اس کے سر سے باپ کا سایہ!! اٹھا چکا تھا۔

جب شائلہ خانزادی کو اپنے شوہر عالم زیب خانزادہ کے دوسرے نکاح کا علم ہوا تھا تب وہ بہت زیادہ تڑپی تھی وہ عالم زیب خانزادہ سے محبت کرتی تھی اور اس نے اپنی محبت کی خاطر ہی عالم زیب خانزادہ کو معاف کر کے ان

کے ساتھ ایک پرسکون زندگی گزاری تھی جب دادا نے اسے جائیداد سے عاق کرنے کا حکم دیا تو وہ کمزور اور بزدل انسان اپنی شہر میں دوسری بیوی کا ساتھ چھوڑ کر حویلی میں ہی اپنی پہلی بیوی شائلہ کے ساتھ پرسکون زندگی !!! گزارنے لگا تھا اپنی دو معصوم سی بیٹیوں کو بے اسرا کر کے۔۔

بشیر خانزادہ کی لاڈلی بیٹی نرگھس خانزادی جس کی شادی بشیر خانزادہ نے اپنے جگری دوست کے بیٹے دریاب خان سے کروائی تھی لیکن افسوس کہ وہ دونوں زیادہ دیر تک اس دنیا میں رہ نہیں پائے تھے ان کے تین بچے !! تھے۔۔

بڑا بیٹا زرم خانزادہ بشیر خانزادہ کا لاڈلہ پوری حویلی میں اس کا رعب چلتا تھا 30 سال کا زرم خانزادہ حویلی کا سب سے بڑا سپوت تھا اپنے سارے بھائیوں کو خود کے ساتھ اتنا مضبوط بوند بنانے والا کہ کچھ بھی ہو جائے اس کے سارے بھائی سب سے پہلے اگر مسئلہ اس کے ساتھ ہی شیر کرتے تھے اور وہ بھی بڑے بھائی کے حق سے ان کے سارے مسئلے سمجھداری سے

حل کرتا تھا حویلی پر اس کا کافی روعب تھا حویلی کی ساری لڑکیاں کی اس کو
"روڈ بوائے" کے نام سے پکارا کرتی تھی اکیلے میں سامنے تو کسی کے منہ
!! سے اواز تک نہیں نکلتی تھی۔۔

زریش خانزادی اپنے بھائی زرم خانزادہ کی لاڈلی حویلی کی سب سی بولڈ لڑکی
اور اس کو یہ کانفیڈنٹ یہ مان ہے یہ غرور صرف اور صرف اپنے بھائی زرم
خانزادہ کی وجہ سے ہی ملا تھا وہ مضبوط لڑکی اپنے اعصابوں پر قابو پانے والی
کسی کے سامنے بھی اپنے ایموشنز کو ظاہر نہ کرنے والی بے انتہا مضبوط
!! تھی۔۔

جب نرگھس خانزادی اور دریاب خانزادہ ایک فنکشن سے واپس اپنی حویلی
کی طرف لوٹ رہے تھے تب ان کے ساتھ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی گل
!! ورین خانزادی بھی موجود تھی گاڑی میں۔۔

گاڑی کا اچانک سے بریک فیل ہو جانا اور گاڑی کھائی میں گر جانا نر گھس
خانزادی اور دریاب خانزادہ کی موت ہو جانا اور گل ورین خانزادی کا لاپتا ہو
جانا،،،،

حویلی والے اب تک یہی سمجھتے رہے تھے کہ گل ورین خانزادی بھی اپنے
ماں باپ کے ساتھ اس دنیا سے منہ موڑ کر چلی گئی ہے لیکن اس کے بھائی
زرم خانزادہ کو ایسا بالکل بھی نہیں لگتا تھا اس کو ایسا لگتا تھا کہ اس کی چھوٹی
گڑیا گل ورین خانزادی زندہ ہے اور وہ اس کی تلاش میں ہی جب سے ہوش
سنجھالا ہے تب سے ہی گھوم رہا ہے اپنے ماں باپ کی موت کو بھی وہ حادثاتی
نہیں ٹھہراتا تھا بلکہ گاڑی کا بریک فیل ہو جانا وہ کسی سازش کا ہی حصہ بنے
!! تھے وہ اسی کی تلاش میں تھا۔

(hope so aap sab Logon Ko intro samajh
a Gaya hoga)

رات کے تقریباً اٹھ بجے کا وقت تھا جب دروازے پر دستک کو سنتے مہزلہ خانزادی بھاگ کر گئی اور دروازہ کھولا جی اپ لوگ کون ہے بے انتہا!! معصومیت سے پوچھتے آرش خانزادہ کو وہ کوئی گڑیا ہی لگی تھی۔۔

اندر بیٹھی اور زلہ خانزادی اور یمنابگم اس کی معصومیت بھری آواز سن کر گہری سانس بھر کر رہ گئی تھی یمنان خانزادی ہمیشہ اس کو سمجھاتی تھی کہ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے اپنی آواز کو سخت بنانا لیکن ہمیشہ ہی اس کی آواز!! میں معصومیت ہی ہوتی تھی۔۔

اور زلہ خانزادی نے اس کی باتیں سن کر جلدی سے باہر آکر صحن میں دیکھا!! تو آرش خانزادہ اپنی پوری بارات کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔۔

آرش خانزادہ کو دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں بے اختیار دھڑکنے شروع ہوئی تھی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا جلدی سے مہزلہ کو انہیں اندر لانے کے

لیے کہا اور ساتھ ہی اپنی مورے کو بھی ان کے آنے کے بارے میں آگاہ کر
!! لیا تھا۔

یمنا بیگم جس کو ابھی تک ڈر تھا کہ کہیں وہ خانزادہ جس طرح طوفانی ہواؤں
کی طرح آکر اس کی بیٹی کو اپنا کر چلا گیا تھا وہ واپس آئے گا بھی یا نہیں لیکن
اب ان کے آنے کے بارے میں سن کر ہمنابیگم کا دل پر سکون ہو گیا
!! تھا۔

ٹینشن کے چکر میں صبح سے انہوں نے اپنی دوائی بھی نہیں کھائی تھی وہ
ایک ہارٹ پیشن تھی اور ساتھ ہی وہ اپنے دونوں پیروں سے معذور بھی ہو
!! چکی تھی۔

آرش خانزادہ نے اس چھوٹی گڑیا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ گڑیا سائیڈ پر
ہواپ کی مورے سے ملنے میرے مورے اور بابا چچا اور چچی آئے
!! ہیں۔

مہزلہ خانزادی نے آرش خانزادہ کی بات سن کر ہاں میں سر ہلایا اور ان لوگوں کو اندرانے کے لیے کہہ دیا تھا دروازے کو بند کرتے ہوئے وہ جیسے ہی پلٹی تو عالم زیب خانزادہ کے پشت سے اس کا سر زور سے ٹکرا گیا !! تھا۔

اہسہ انکل اپ نے میرا سر توڑ دیا بے اختیار ہی مہزلہ خانزادی کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے عالم زیب خانزادہ نے مڑ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو ماضی میں اس کو یمنابگم کی یاد دلا گئی تھی اس کا دل زور سے دھڑکا تھا اس معصوم سی گڑیا کو دیکھ کر اس کو اپنی محبت کی یاد آخر کیوں آئی !! تھی۔

سوری بیٹا اپ کو زیادہ لگی تو نہیں عالم زیب خانزادہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکتے ہوئے کہا تو مہزلہ خانزادی نے نہ میں سر ہلا کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی پیچھے عالم زیب خانزادہ ابھی بھی کشمکش میں کھڑا تھا کہ تب ہی

انہیں شائلہ خانزادی مخاطب کرتی تھی اپنے ساتھ صحن میں بچی دو
!! چارپائیوں پر بٹا گئی تھی۔۔

بیٹا جی ہمیں نہیں معلوم تھا کہ آپ کو اتنی جلدی ہے شادی کی کم از کم اپنے
نکاح میں انوائٹ ہی کر لیتے اور نگزیب خانزادہ نے اپنے بڑے بیٹے آر ش
!! خانزادہ کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

اور نگزیب خانزادہ کو ابھی تک تپ چڑھی ہوئی تھی کس طرح سے ان کے
بیٹے نے پرائیویٹ کی طرح اکرا اپنے ہی ماں باپ کو سوات سے ہر بڑی میں
اسلام آباد بلا کر کہا تھا کہ اس نے نکاح کر لیا ہے اور وہ آج ہی رخصتی بھی
چاہتا ہے اگر وہ دونوں انا چاہتے ہیں تو وہ لوگ بھی اسکتے ہیں اسی بات کو لے
کرا بھی تک اور نگزیب خانزادہ کے ماتھے کہ بل ہی نہیں جا رہے
!! تھے۔۔

اوہو اب آپ جب بھی ہو جائیں دوبارہ میرے بات بیٹے کو ڈانٹنے کی
ضرورت نہیں ہے کتنا سپیشل ڈے ہے آج اس کا شائلہ خانزادی آر ش

خانزادہ کی ماں نے اپنے شوہر کو ڈانٹتے ہوئے کہا تھا تو اور نگزیب خانزادہ بھی
!! ایک نظر اپنے لاہرواہ بیٹے کو دیکھ کر چپ ہو گیا تھا۔

چچی اج اپ کا بدلہ پورا ہو جائے گا اپ نے بچپن میں جتنے بھی انسو بہائے
تھے اج ان سب کا ازالہ کروں گا میں آرش خانزادہ نے اپنے چچی کے پاس
ہی چار پائی پر بیٹھتے ہوئے ان کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا
!! تھا۔

کیا مطلب ہے اپ کا میری جان نائلہ خانزادی واقف تھی آرش خانزادہ
کے خود سے ایٹچمنٹ کے بارے میں اسی لیے وہ اسے اپنے بچوں سے زیادہ
پیار کرتی تھی لیکن اب آرش خانزادہ کی ایسی بات سن کر ان کا دل بے
اختیار دھڑکا تھا کہیں وہ کچھ غلط تو نہیں کر بیٹھا تھا نائلہ خانزادی نے بے
اختیار ہی اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تھا جہاں کھائی رنگ کی آنکھوں
!! میں کچھ الگ ہی چھمک تھی۔

میری طرف دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا کیا ہے میری بات مانو کچھ بھی غلط مت کرنا ورنہ ساری زندگی کے لیے صرف پچھتاوا ہی تمہارے ہاتھ ائے گا نائلہ خانزادی نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا تھا لیکن آرش خانزادہ نے ان کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چوم کے عقیدت سے کہا تھا کہ چچی جان اپ بے فکر ہو گئے یہاں پر ہونے!! والا ڈرامہ دیکھے صرف۔۔

اس سے پہلے کہ نائلہ خانزادی مزید آرش خانزادہ کو آنے والے وقت کے لیے آگاہ کرتی یمنابگم کے ویلچیر کو گھسیٹتے ہوئے اور زلہ خانزادی باہر صحن!! میں سب لوگوں کے سامنے یمنابگم کو لا کر کھڑا کر چکی تھی۔۔ اور زلہ خانزادی کی سب سے پہلی نظر ہی آرش خانزادہ پر گئی تھی جس کی آنکھوں کی چھمک کو دیکھتے ہوئے وہ محبت کو پانے کی خوشی اقرار دے گئی تھی لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ اب جو اس کی زندگی میں طوفان مچنے والا تھا!! اس کے بعد اس کو محبت جیسے لفظ سے ہی نفرت ہو جانی تھی۔۔

یمنابگم کو ویل چیئر سے اٹھتا نہ دیکھ کر شائلہ بیگم جلدی سے ان کی طرف
بھڑی اور ان کو گلے لگاتے ہوئے سلام کیا تھا اور نگزیب خانزادہ نے بھی
!! سلام کیا تھا۔

اس کے بعد یمنابگم کی نظر جیسے ہی عالم زیب خانزادہ سے ٹکرائی تو وہ اپنی
جگہ پتھرا چکی تھی اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا وہ جو دیکھ
رہی ہے کیا وہ سچ ہے چار سال کی تھی اور زلہ جب عالم زیب خانزادہ اسے
چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اب عالم زیب خانزادہ کو اپنے سامنے دیکھ کر یمنابگم کو
!! ایسا لگا جیسے اس کے جسم سے کسی نے جان نکال دی ہو۔

دوسری طرف عالم زیب خانزادہ کا حال بھی یمنابگم سے مختلف نہ تھا اتنے
سالوں بعد اپنے سامنے اپنی محبت کو دیکھ کر عالم زیب خانزادہ کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہو گئے تھے سب ہی ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے
جو دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے شائلہ بیگم
حیرت سے عالم زیب خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں سے آنسو

جاری تھے اس سے پہلے کہ ان کا ہاتھ اٹھ کر عالم زیب خانزادہ کے کندھے پر تسلی دینے کے لیے اٹھتا اسے دوبارہ سے آرش خانزادہ کی آواز اپنے کان میں سنائی دی جو کہہ رہا تھا کہ چلیں چچی جان اب ڈرامہ سٹارٹ کرتے !! ہیں۔۔

چپ کر جاؤرش تمہیں میرا واسطہ ہے پلینز چپ کر جاؤ اس عورت کی حالت دیکھو وہ پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے اب اگر تم نے کچھ بھی کہا تو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی جان سے ہی ہاتھ دو بیٹھ مئے شائلہ بیگم یمنہ بیگم کی حالت کو دیکھتے !! ہوئے ترس بھری نگاہوں سے آرش خانزادہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

اوہو چچی جان چپ کریں اور اگے دیکھ کے ہوتا ہے کیا آرش خانزادہ نے !! سفاکی سے کہتے اپنی آنکھ وینک کی اور ساتھ ہی وہ چار پائی سے کھڑا ہوا۔۔

جی تو انٹی یہ ہے آپ کے سابقہ شوہر عالم زیب خانزادہ اور چچا جان یہ ہے !! آپ کی یونیورسٹی کی محبت یمنہ انٹی۔۔

اور یہ ہے ان کی سو کو لڈ بیٹی اور زلہ خانزادی مجھ سے محبت کی دعویدار مجھے
نکاح کے لیے خود ہی بولنے والی اب اپ لوگ خود سے سمجھ سکتے ہیں کہ جو
لڑکی خود سے ایک لڑکی کو نکاح کے لیے بول سکتی ہے وہ کیا کچھ اور نہیں کر
!! سکتی۔۔

چھ مہینے تک میرے شور و م میں کام کرنے والی اور چھ مہینے سے ہی میرے
ساتھ ریلیشن شپ میں رہنے والی اس نے تو پہلے دن ہی اگر مجھے اپنی اداؤں
میں پھنسا لیا تھا مجبوری میں اگر اس نے کل ہی مجھے کال کی کہ میری مورے
میرا رشتہ کسی اور کے ساتھ کر رہی ہے اپ ابھی آئیں اور مجھ سے نکاح
کریں یقین نہیں اتنا تو یہ لڑکی یہیں پر کھڑی ہے اپ خود پوچھ لیں اس نے
!! مجھے نکاح کے لیے کال کیا تھا یا پھر نہیں۔۔

آر ش خانزادہ کی باتوں کو سنتے اور زلہ خانزادی نے بے یقین ہوتی نظروں
سے آر ش خانزادہ کو دیکھا تھا بے ساختہ اسے اپنے اندر کچھ ٹوٹا محسوس ہو
!! رہا تھا لیکن یہ کیا آواز باہر کیوں نہیں آرہی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں بے یقینی کو دیکھتے مسکراتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا اسی لمحے کا تو وہ انتظار کرنا چاہتا تھا اور آج فائنلی چھ !! مہینوں کے بعد اس کا انتظار ختم ہو چکا تھا۔

اس نے ایک نظر یمنابگم پر ڈالی جو بمشکل ہی اپنے سینے پر ہاتھ رکھے سانس لے رہی تھی۔

سفا کی کی انتہا تو آر ش خانزادہ نے تب کر ڈالی جب ان کے قریب بڑھ کر ویلچر پر ہاتھ رکھتی زمین پر بیٹھتے انہوں نے یمنابگم سے کہا کہ اپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں اپ کی بیٹی سے میں نے نکاح بدلے کے لیے کیا ہے تاکہ میری چچی جان کی انسو کا بدلہ میں اپ کی بیٹی کے ذریعے اپ سے لے سکوں۔

وہ کیا ہے ناکہ مجھے اپنی چچی جان بہت عزیز ہے بچپن میں انہیں بہت روتے تڑپتے دیکھا ہے اپنے چچا جان کی دوسرے نکاح کی وجہ سے تو اب اپ کا

وقت ہے اپ کی بیٹی کو تکلیف پہنچا کر میں نے اپ کو نہیں تڑپایا تو میرا نام
!! بھی آرش اور نگزیب خانزادہ نہیں۔۔

سب ہی دھم سادے آرش خانزادہ کی باتیں سن رہے تھے رات کے وقت
صحن میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی ایک پیلی سی روشنی تھی جس
نے ہر طرف اجالا کر رکھا تھا مہزلہ خانزادی بھی حیرت سے آرش خانزادہ
کی باتیں سن رہی تھی اب وہ 15 سال کی تھی اتنی چھوٹی بچی بھی نہیں تھی
!! کہ وہ باتوں کو سمجھ نہ سکے۔۔

اپ کو ایک بات۔۔۔ چپ ہو جاؤ خبردار اگر تم نے اپنے منہ سے ایک اور
اواز بھی نکالی ابھی مزید آرش خانزادہ اپنی سفاکی کی انتہا پر یمنابگم کی
سانسیں بند کر داتا اپنی باتوں سے کہ اور زلہ خانزادی ہوش میں اتی اسے
!! اپنی مورے کے پاس سے جھٹک چکی تھی۔۔

اور زلہ خانزادی نے غصے میں آکر آرش خانزادہ کو اپنی پوری قوت سے اپنی مورے کے پاس سے جھٹکا تھا جس جھٹکے کے لیے وہ بالکل بھی تیار نہیں تھا !! اور وہ بے ساختہ ہی زمین پر پیچھے کی طرف گر چکا تھا۔

آرش خانزادہ وہ مغرور خانزادہ تھا جس کو آج تک ہر جگہ صرف اسٹینشن ہی ملی تھی اسی مغروریت کی وجہ سے وہ آج اپنی انا کی تسکین کے لیے دوزندہ وجودوں کو لاشوں میں تبدیل کر چکا تھا اس کو جب دھکا پڑا اور خود کو زمین پر لیٹے دیکھا تو اس کے اندر اس کی انا نے دوبارہ سے سراٹھایا تھا اور غصے سے ایک جھٹکے سے زمین سے اٹھتے ہوئے اور زلہ خانزادی کو ہاتھ سے پکڑ کر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے اس کے چہرے پر اپنے !! بھاری ہاتھ کا ایک زناٹے دار تھپڑ دے مارا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم آرش خانزادہ پر ہاتھ !! اٹھا سکو۔

اسے جبرے سے دبوچتے ہوئے آرش خانزادہ نے بغیر کسی کی پرواہ کیے
!! اسے خود سے پیچھے کی طرف جھٹکا تھا۔

آرش تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا یہ کیا کرنے لائے ہو تم یہاں پر اور
کیسی باتیں کر رہے ہوں کیا یہی تربیت کی ہے میں نے تمہاری کہ تم
عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے پھر و شما کله خانزادی نے جب اسے اور زلہ خانزادی
پر ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو انہوں نے ایک جھٹکے سے آرش خانزادہ کی طرف
بڑھتے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں زور سے پکڑ لیا تھا مبادا وہ کہیں دوبارہ
!! سے اور زلہ خانزادی کی طرف جا کر اسے مارنے نہ لگ جائے۔

اور زلا تو ایسی تھی جیسے اس کے جسم میں جان تک نہ بچی ہو زندگی کی بے بسی
کسے کہتے ہیں انجاسے سمجھایا تھا ایک طرف اس کی ماں تھی اپنی ماں کو وہ
اکھڑتی سانسوں کے ساتھ دیکھ رہی تھی اور دوسری طرف اس کا باپ تھا
جس کے سامنے اس کے شوہر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا لیکن اس نے اپنی بیٹی
!! کے حق میں ایک لفظ تک نہیں بولا تھا۔

شوہر کیا وہ گھٹیا مرد واقع میں اس کے شوہر کہلانے کے لائق تھا گلے ہی
!! پل اور زلہ کے اندر سے اواز آئی تھی۔۔

نہیں نہیں اور زلہ تجھے تیری ماں نے اس دن کی بے بسی کے لیے اتنا
کانفیڈنٹ نہیں بنایا تھا چلو اٹھو جاؤ اپنی ماں کی طرف اور اسے ہسپتال لے
!! کر جاؤ ورنہ تمہاری ماں یہیں پر اپنے سانسیں گوا دے گی۔۔

اور زلہ کو اپنے اندر سے ایک اور اواز آئی تھی جس سے وہ صحن میں کھڑے
!! سبھی لوگوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ماں کی طرف بڑھی تھی۔۔

مہزلہ جلدی سے اندر جاؤ اور میری اور اپنی چادر لے کر اوامورے کو
ہسپتال لے کر جانا ہو گا جاؤ جلدی اپنی ماں کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور زلہ
خانزادی نے چیخ کر مہزلہ سے کہا تھا جو اپنے لرزتے ہوئے وجود پر قابو پاتے
!! جلدی سے اندر جا کر اس کے لیے اور اپنے لیے چادر لے کر آئی تھی۔۔

جلدی سے چادر خود پر اوڑتے ہوئے اور زلہ خانزادی نے بغیر کسی پر توجہ
دیے اپنی ماں کے ویلچر کو گھسیٹتے ہوئے دروازے سے باہر نکال کر لے جا
!! چکی تھی۔

سب ہی اور زلہ خانزادی کی طرف دیکھ رہے تھے جو دروازے سے باہر
نکل چکی تھی نائلہ خانزادی دھڑم سے چارپائی پر گری تھی اپنے چہرے کو
چھپاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر وہ رونا شروع ہوئی تھی اخراں کی تربیت
میں کہاں پر ایسی غلطی ہو گئی تھی کہ ان کے بیٹے نے اتنا گھٹیا کام کر ڈالا تھا
!! اگر اس عورت کو کچھ ہو گیا تو۔

!! اس سے اگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

آر ش اج جو تم نے کچھ بھی کیا ہے اس کے بعد میرا نام تم اپنے نام کے
ساتھ نہ ہی لگاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہو گا اور نگزیب خانزادہ نے دکھ کی انتہا
!! کو پہنچتے ہوئے آر ش خانزادہ سے کہا تھا۔

جس کو ابھی بھی اپنے کیے پر ذرا سا بھی پچھتاوا نہیں تھا اور وہ مغروریت سے
!! ناک چڑاتے ہوئے اس چھوٹے سے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔

ارادہ تو وہ رخصتی کا ہی لے کر آیا تھا تا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ اس عورت
کی بیٹی اور زلہ خانزادی کو اپنی قید میں رکھے لیکن اب وہ اپنا ارادہ تبدیل کر
چکا تھا کیونکہ اس کے مطابق اس لڑکی نے اسے دھکا دیا تھا جس کی وجہ سے
وہ زمین پر گر گیا تھا تو اسی لیے وہ اس کے ساتھ رہنے کے لائق ہی نہیں
!! تھی۔

عالم زیب میرے خیال سے تم اس لڑکی کے باپ ہو تو جاؤ اس کے پاس اور
ہو سکے تو شرم کر لو تھوڑی سی اور اپنی بیوی کو بچاؤ اگر محبت کرتے نکاح تک
اس کو پہنچا یا تو اس کو نبھانے کی شرم بھی خود میں پیدا کر لیتے یا ابھی بھی
تمہیں جائیداد کا ڈر ہے جو تم بالکل چھپ کھڑے تھے اور نگن زیب خانزادہ
نے عالم زیب خانزادہ کو بالکل چھپ کھڑے انسو بہاتے دیکھ کر چیخ کر کہا
!! تھا۔

عالم زیب خانزادہ بھی بھاگتے ہوئے گھر سے نکل کے اپنی بیٹیوں اور بیوی
کے پیچھے روانہ ہو چکا تھا جو تقریباً بھاگتے ہوئے روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی
اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہ جلدی سے ان کی طرف اپنی گاڑی کو بڑھا چکا
!! تھا۔

لیلا دیرہ خائستہ دہ
ارہ وری ری اور بل ری
ورہ ورمستنہ رہ
ارہ وری ری اور بل ری
لیلا دیرہ خائستہ دہ

(it's a Pashto song)

زرباش خانزادی وائٹ کلر کالانگ پیروں کو چھوتا فراک پہنے ہاتھوں میں
ڈالے (Curl) ریڈ کلر کے گجرے براؤن بالوں میں نیچے سے ہلکے سے
دوپٹے کو گلے میں ایک طرف لٹکائے اپنی بڑی بڑی گرے آنکھوں کے
ساتھ شیشے میں کھڑی موبائل کو ڈریسنگ ٹیبل پر سیٹ کیے اپنی خود ہی ریل
!! شوٹ کر رہی تھی۔۔

اج اس کی دوست کی بارات انی تھی جس کے لیے وہ بہت سمپل سا ہی تیار
ہوئی تھی بڑی بڑی گرے آنکھوں والی زرباش خانزادی اس وقت قیامت
!! ڈھاتی سوات میں کسی بھی خانزادے کا ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔۔

وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی اس کے نین نقش کافی اٹریکٹو چھوٹی سی
ناک اور بھرے بھرے لب اور اس کے تھوڑی کے نیچ و نیچ چمکتا ہوا کالا تل

پہلی بار دیکھنے والوں کو ایسا ہی لگتا جیسے اس نے نظر کا ٹیکہ لگایا ہے لیکن نہیں!! وہ تل تو اس کے حسن میں چار چاند لگا دیتا تھا۔

ریل کو شوٹ کرنے کے بعد اب وہ خود کو ہی دیکھ رہی تھی "یا اللہ زہ سومرا خیسٹہ یکم" (یا اللہ میں کتنی پیاری ہوں) خود کی تعریف خود ہی کرتے اب وہ جلدی سے اپنے ڈریسنگ روم کے اندر داخل ہو گئی اپنے وائٹ کلر کی ہیلز نکالتی واپس سے ڈریسنگ روم کے باہر آ کر کمرے میں صوفے پر بیٹھتی، ہیلز!! پہننے لگی۔

ہیلز پہننے کے لیے وہ جیسے ہی جھکی اس کے سلکی گرے بال ابشار کی طرح اس کے کندھے پر آگے گرے تھے جس کی وجہ سے اس کی خوبصورتی مزید!! نمایاں ہو رہی تھی۔

اللہ اب جلدی جاتی ہو ایسا نہ ہو پھر وہ جن اجائے جس کو مجھ سے ہمیشہ ہی مسئلہ ہے زرش خانزادی خود سے کہتی جلدی جلدی ہیل پہنتی الماری سے!! اپنی بلیک کلر کی شال اٹھاتی نیچے کی طرف بھاگ چلی تھی۔

!! مورے میں جارہی ہوں گل مکتی کے گھر۔۔

نیچے کی طرف اتی زرش نے شائلہ بیگم کے گلے میں باہے ڈالے ان کے
!! گال پر کس کی اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

اللہ یہ لڑکی کیسی ہے طوفان کی طرح اتا ہے اور طوفان کی طرح جاتا ہے
دادی نے خالص پشتو لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پیچھے سے پکارا تھا
لیکن زرش خانزادی انہیں ان سنا کرتی باہر نکل گئی تھی جانتی تھی کہ اگر
!! ان کا لیکچر شروع ہو جاتا تو مزید دو گھنٹے وہ لیٹ ہو جاتی۔۔

مورے جانے دینا اج اس کی دوست کی بارات ہے شائلہ بیگم نے سرخ
چہرے کے ساتھ کہا تھا زرش کی بولڈنس سے سب ہی عورتیں واقف
تھی وہ کتنے آسانی سے اکرا ان کے گال کو چوم کر گئی تھی جس کی وجہ سے
!! شائلہ بیگم کا پورا چہرہ ہی شرم سے سرخ ہوا پڑا تھا۔۔

تم نے ہی اس کو اتنا بگاڑا ہے عورت ذات ہے اتنا کھلا چھوٹا اچھا نہیں ہوتا
دادی کا ہمیشہ کی طرح لیکچر شروع ہوتا شاملہ بیگم سر نیچے کیے انہیں سن
رہی تھی کچھ کر ہی نہیں سکتی تھی اور نہ ہی کچھ بول سکتی تھی اسی لیے
!! خاموشی سے سننے میں ہی بہتری تھی۔

دوسری طرف زرش خانزادی جلدی سے لمبی سی راہداری سے گزرتے
اپنے اوپر بلیک شول اوڑتی ابھی اس نے نہ ہی اپنے بال ڈکے تھے اور نہ ہی
اس نے اپنے چہرے کو چھپایا تھا کہ اس کی ٹکڑ زوردار تصادم سے بصیر
!! خانزادہ سے ہوئی۔

بصیر خانزادہ افس سے تھکا ہارا اتنا زنان خانے کے اندر جا رہا تھا لیکن راستے
میں ہی زرش خانزادی بقول اس کی دشمن سے ٹکڑ ہوتے دیکھ کر اس نے
!! اپنے چہرے کے روڈ تاثرات کو مزید ناگوار بنایا تھا۔

بصیر خانزادہ نے اسے بالکل بھی پکڑنے کی غلطی نہیں کی تھی زرش
خانزادی اس سے ٹکرا کر زمین پر بیٹھی گھور کر اپنے عشق کو دیکھ رہی تھی جو
!! ہمیشہ ہی اس سے ایسا ہی لا پر و اسا نظر آتا تھا۔

انکھیں نہیں ہے آپ کے پاس اگر میں گر رہی تھی تو آپ مجھے پکڑ نہیں
سکتے تھے کیا مجھے چھوٹ لگ گئی زرش خانزادی نے کھڑے ہوتے سنجیدہ
!! سا چہرہ بناتے بصیر خانزادہ سے کہا تھا۔

نہیں میرے پاس تو نہیں ہے لیکن تمہارے پاس تو ہے تم ہی استعمال کر
لیتی اور ویسے بھی راستے میں پڑی گری ہوئی چیزوں کو میں بالکل بھی نہیں
اٹھا تھا اور نہ ہی انہیں تھامنے کے لیے بصیر خانزادہ اپنے ہاتھ اگے کرتا ہے
بصیر خانزادہ کا زلی روڈ انداز جو ہمیشہ ہی ہر کسی سے بات کرتے ایسے ہی ہوتا
!! تھا زرش خانزادی سے بھی وہ ایسے ہی مخاطب ہوا۔

آپ تو چیزوں کی بات کر رہے ہیں نا لیکن یہاں پر آپ کے سامنے
خوبصورت سی حویلی کی زرش خانزادی کھڑی ہے کیا آپ کو میں انسان نظر

نہیں اتنی خود کے اگنور کرنے پر اور اتنے برے الفاظوں میں خود کا موازنہ
!! اسے کرتے دیکھ کر زرش خانزادی نے تلملاتے ہوئے اسے کہا تھا۔
سامنے سے ہٹو اور اگر تم باہر جا رہی ہو تمہارے بال میں نے کھلے دیکھے یا
پھر تمہارے چہرے کو میں نے ڈھکا ہوا نہ دیکھا تو قسم سے یقین مانو اسی
حویلی میں قید کر کے رکھ لوں گا بصیر خانزادہ کی نظر جب اس کے بالوں اور
کھلے چہرے پر پڑی تو سرد انداز میں کہتے اسے وارن کرتی نگاہوں سے دیکھا
!! تھا۔

اب جانتے ہیں کہ میں حویلی سے آج تک کھلے بالوں یا پھر کھلے چہرے کے
ساتھ کبھی بھی نہیں گئی تو یہ سب کہنے کا مطلب کیا میں یہ سمجھوں کہ اب
مجھ پر حق جتا رہے ہیں یا پھر یہ تعریف کرنے کا کوئی نیا طریقہ نکالا ہے بصیر
خانزادہ نے اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے زرش خانزادی نے
!! بصیر خانزادہ کے آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑتے ہوئے کہا تھا۔

جاؤ یہاں سے بد تمیز لڑکی میں تمہارے منہ لگنا بھی پسند نہیں کرتا بصیر
خانزادہ نے اس بد تمیز لڑکی کو دیکھا جو ہمیشہ ہی اس سے ٹکرا کر اس پر ہی
چڑھ دوڑتی تھی اسے عجیب سی چھڑ تھی اس لڑکی سے نہ جانے کیوں لیکن
!! اس کو نفرت تھی۔

تو آپ کو کیا لگتا ہے کہ زرش خانزادی بصیر خانزادہ کو منہ لگانا پسند کرتی ہے
لہجے میں ایڈیٹیوڈ ہی ایڈیٹیوڈ تھا جس کو دیکھتے ہوئے بصیر خانزادہ کا چہرہ غصے
!! سے سرخ ہوا تھا ماتھے کی رگیں تن کر ابھرائی تھی۔

بصیر خانزادہ کی سرخ سفید چہرے کو دیکھتے زرش خانزادی اس کی
خوبصورتی کو دیکھ کر رہ گئی تھی اس کی مڑی ہوئی خمدار پلکیں اور اس کی
براؤن آنکھیں ماتھے پر بکرے سلکی بال گنی مونچھوں تلے انابی لب اور
گھنی بیرڈ اس کے خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے زرش خانزادی کو پورا سوات
!! ہی پھیکا پھیکا سالگ رہا تھا۔

اسے اپنی طرف اتنی محویت سے دیکھتا پا کر بصیر خانزادہ کا خون رگوں میں
دوڑتا مزید تیز ہوتا چلا گیا تھا وہ لڑکی کتنی بے باک تھی کتنی بے باکی سے اس
کو کھلے عام گھور رہی تھی حویلی کے کسی لڑکی سے اس کو ایسی امید بالکل بھی
!! نہیں تھی۔

جاؤ یہاں سے بصیر خانزادہ تقریباً اس کے چہرے پر غراتا ہوا اسے مخاطب
!! کرتا اس کی محویت ٹوٹنے کا باعث بنا تھا۔

جاتی ہوں اتنا بھاؤ کس خوشی میں کھارہے ہو بڑا ایاز ریش خانزادی اس کی
دھاڑ پر لرزتی ہوئی جلدی سے خود پر قابو پاتے اپنے شال سے چہرہ ڈکھتے
!! ہوئے دوسرے ہی پل جلدی سے پورچ کی طرف بڑھ گئی تھی۔
ارادہ اس کا اپنی دوست کے گھر اپنی گاڑی میں جانے کا تھا لیکن یہ خانزادے
کبھی کسی چیز پر پابندی نہ لگائے تو یہ خانزادے کیسے کہلائیں گے زریش
خانزادی نے دل میں سوچا اور منہ بناتے ہوئے وہ خان بابا کے ساتھ گاڑی
!! میں بیٹھ کر اپنی دوست کے گھر کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔

بصیر خانزادہ تب تک اسے وہی راہداری سے کھڑے ہو کر دیکھتا رہا جب
تک اس کی گاڑی حویلی سے نہیں نکلی تھی وہ جانتا تھا کہ زربیش خانزادی
ضرور ایسی حرکت کرے گی کہ وہ خود اپنی گاڑی ڈرائیو کر کے جائے گی
لیکن خانزادہ حویلی سے آج تک کوئی عورت اکیلی باہر گئی ہے کیا جو وہ اس کو
جانے دیتا اسی لیے تو اس کی گاڑی کو پہلے ہی گیراج میں بند کرتے گیراج کی
چابی ہی اپنے ساتھ اٹھالایا تھا اور خان بابا کو پہلے ہی آگاہ کر لیا تھا کہ وہ زربیش
خانزادی کو بتادے کہ اگر وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے تو ٹھیک ورنہ وہ
!! حویلی ہی رکے۔۔

عجیب نفرت تھی بصیر خانزادہ کی اسے وہ اپنے سامنے برداشت بھی نہیں
!! تھی اور اسے اکیلے کہیں باہر چھوڑتا بھی نہیں تھا۔۔

&&&&&&&

عنایہ خانزادی اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹی چاروں طرف کتابوں کو پھیلانے
!! ہوئے پوری طرح سے پڑھائی میں گم نظر رہی تھی۔

ابھی اس کے سیکنڈ ایر کے ایگزامز قریب ہی تھے تبھی وہ پوری دلجمی کے
سپیشلسٹ کی (eye) ساتھ پڑھائی کرنے میں مگن تھی وہ پڑ لکھ کرائی
!! ڈاکٹر بننا چاہتی تھی یہ اس کا خواب تھا۔

اور اس گھر میں سب سے زیادہ سپورٹ اسے اس کا بھائی آر ش خانزادہ ہی
کرتا تھا آر ش خانزادہ کے کہنے پر ہی تو اس کو کالج میں ایڈمشن دلایا گیا تھا اور
اب سیکنڈ ڈیر میں وہ اچھے نمبروں کے ساتھ پاس ہونا چاہتی تھی تاکہ اگے
!! اس کو میڈیکل کالج میں ایڈمیشن مل سکے۔

ابھی وہ پچھلے دو گھنٹے سے بیٹھی کیمسٹری کے ساتھ اپنا سر کیا رہی تھی لیکن
کیمسٹری کے نو میریکلز تھے کہ اس کے دماغ میں بیٹھ ہی نہیں رہے تھے
بری طرح سے تنگ اس نے کیمسٹری کی بک کو بند کرتے ہوئے خود
!! سے دور بیڈ پہ پھینکا تھا۔

عجیب ہی کیمسٹری ہے اللہ پوچھے اس انسان کو خود تو اللہ کے پاس سکون سے
رہ رہا ہو گا لیکن ہمارے لیے کیمسٹری جیسے سبجیکٹ کا عذاب دنیا میں ہی
!! چھوڑ گیا ہے حد ہوتی ہے اتنی مشکل کیمسٹری کون بناتا ہے۔۔۔

عنایہ خانزادی کی دہائیاں عروج پر تھی وہ شرارتی لڑکی ہر وقت شرارتیں
کرتے ہوئے بالکل بھی نہیں تکتی تھی لیکن جب بھی وہ پڑھائی کرنے بیٹھتی
اور جس دن اس کی کیمسٹری کا سبجیکٹ ہوتا تو اس دن عنایہ خانزادی کی شکل
دیکھنے والی ہوتی تھی پوری حویلی سنسان پڑی ہوتی تھی کیونکہ سب کو پتہ
ہوتا تھا کہ آج ضرور عنایہ خانزادی کا کیمسٹری کا ٹیسٹ ہو گا تبھی تو حویلی اتنی
!! پر سکون ہے۔۔

پتہ نہیں ملتا لالا آگئے ہونگے یا نہیں کیمسٹری میں تو ایک وہی کھڑوس ہی
اچھے ہیں کیمسٹری کی بک اور اپنا رجسٹر اور ایک پین اٹھا کر خود پر اچھی طرح
سے دوپٹہ اوڑا اور اپنے کمرے سے نکل کے ملیا خانزادہ کے کمرے کی
!! طرف چل پڑی تھی۔۔

ایک تو نہ جانے کب اس کیمسٹری سے جان چھوٹے گی تاکہ اس کھڑوس لالا
!! سے بھی میری جان چھوٹے۔

انایہ کی دہائیاں عروج پر تھی اس کا دل بری طرح سے گھبرار ہا تھا اس کے
سامنے تو وہ کھانا کھانے بھی نہیں جاتی تھی جہاں پر ملیار خانزادہ ہوتا وہ جگہ
!! عنایہ خانزادی کے لیے جیسے حرام ہو جاتی تھی۔

!! لیکن اپنی پڑھائی کی خاطر عنایہ خانزادی کو یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی تھا۔
ملیار خانزادہ کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے عنایہ نے خود کو پھر سکون
کیا اور اپنے دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے ہوئے اس نے دروازے پر
!! ناک کیا۔

!! اندر سے اگلے ہی پل جواب آیا تھا کہ اجائیں۔

ملیار خان کی بھاری گمبھیر آواز کو سنتے عنایہ کا دل ابھی سے ہی سرپٹ
دوڑنے لگا تھا نہ جانے کیوں اس انسان کی آواز ہی اتنی گمبھیر تھی کہ عنایہ
!! کی بدن پر کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔

عنایہ کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو پورے کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ صوفے پر ہی بیٹھا ٹیبل پر اپنے پاؤں رکھے گود میں !! لیپ ٹاپ رکھے شاید کوئی کام کر رہا تھا۔

کون ہے کافی دیر تک کسی کی آواز نہ سنتے دیکھ کر ملیار خانزادہ نے دوبارہ سے !! اپنی بھاری گھمبھیر آواز میں کہا تھا۔

میں میں ہوں لالا "عنایہ نے منمنناہٹ بھری آواز میں کانپتے ہوئے کہا" !! تھا۔

اس کی آواز سن کر ملیار خانزادہ نے بے ساختہ ہی لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کے عنایہ کو دیکھا تھا لیکن اندھیرے میں وہ اسے نظر نہیں آئی تھی اگلے ہی !! پل جلدی سے اٹھ کر بورڈ پر ہاتھ مارتے اپنے کمرے کو روشن کیا تھا۔ سامنے کڑی لڑکی کی آواز سے ہی وہ پہچان گیا تھا کہ اس کا عشق اس کے پاس وہ چل کر آیا ہے اسے بالکل بھی یقین نہیں رہا تھا لیکن جب اس کے ہاتھوں !! میں کیمسٹری کی بک کو پکڑے دیکھا تو وہ سارا ماجرا ہی سمجھ گیا تھا۔

کیا ہوا تم یہاں پر کیا کر رہی ہو ملیار خانزادہ نے جان بوجھ کر اس سے کہا تھا
!! تاکہ وہ یہاں آنے کی وجہ بتائے اسے۔۔

اس کی سریلی آواز کو سنتے ملیار خانزادہ کو ایسا لگا جیسے اس کا دن ہی بن گیا
!! ہو۔۔

وہ وہ میمیر اکیم کیمسٹری کلک ٹیسٹ ہے ے ے کلل تتو پل پلیری یہ یہ
انا یہ خانزادی کو اپنی بے بسی پر غصہ آیا تھا اور اپنے لفظوں پر اس سے بھی
زیادہ غصہ آیا تھا آخر کیا تھا وہ جلاد اسے کھا تو نہیں جاتا اپنے کانٹے ہوئے لہجے
پر قابو پانے کے باوجود بھی عنایہ خانزادی کے لفظ کانپ رہے تھے اور وہ اپنا
!! جملہ تک مکمل نہیں کر پار ہی تھی۔۔

اس کے کپکپاتے ہوئے لفظوں کو سنتے ادھے ادھورے جملے سے بھی ملیار
خانزادہ کو اپنے عشق کی بات سمجھ گئی تھی بچپن سے عاشق تھا وہ اس چھوٹی
!! گنگریا لے بالوں والی گڑیا کا۔۔

بیٹھو صوفے پر میں تیاری کروادیتا ہوں ملیار خانزادہ نے کھلی دل سے اسے
افر کی تھی آخر اس کا عشق اس کے پاس آیا تھا وہ اسے خالی ہاتھ تو اپنے در سے
!! لوٹانا نہیں چاہتا تھا۔

عنایہ خانزادی نے اس کی آواز سنی تو خود کو پر سکون کرتے ہوئے صوفے پر
!! جا کر بیٹھ گئی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اسے بیٹھتے دیکھ کر خود بھی اس کے پاس ہی صوفے پر ٹک
گیا تھا ملیار خانزادہ جیسے ہی صوفے پر بیٹھا گلے ہی پل عنایہ خانزادی جھٹکے
!! سے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کیا ہوا بیٹھو یہاں پر ملیار خانزادہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا اب وہ کچھ
!! زیادہ ہی اس سے ڈر رہی تھی وہ کوئی جن تھوڑی تھا جو اسے کھا جاتا۔

جج جج عنایہ نے دوبارہ اپنے لفظوں سے اس کا چہرہ ہنسی سے سرخ کیا
!! تھا۔

دکھاؤ کون سا ٹاپک سمجھ نہیں ارہا عنایہ کو ہاتھ سے زبردستی پکڑتے صوفے پر ڈھک کر کے بٹھایا تھا لیکن خود سے دور ساتھ ہی اسے بک کھولنے کا !! اشارہ بھی کیا تھا۔

عنایہ اب یہاں آنے پر پچھتا رہی تھی اسے تھا کہ وہ یوٹیوب سے دیکھ کر ہی سیکھ لیتی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ نہ تو اس کے پاس موبائل تھا اور نہ ہی لپ ٹاپ اور اس وقت اس کے دونوں لالا بھی گھر پر نہیں تھے تاکہ وہ ان سے !! جا کر مانگ لے تھی۔

زربیش اپنی بھی اپنی دوست کی طرف گئی ہوئی تھی اسی لیے ناچار اس کے !! پاس آخری راستہ ملیار خانزادہ ہی بچتا تھا۔

عنایہ خانزادی نے جلدی سے کیمسٹری کا ایک چیپر نکالتے ہوئے اسے !! پکڑایا تھا جس کا کل اس کے کالج میں ٹیسٹ ہونا تھا۔

ٹھیک ہے لاؤر جسٹر اور پین دو ملیار خانزادہ نے بک اس کے سامنے رکھی !! ساتھ ہی رجسٹر پر پین کو گھسیٹتے ہوئے اسے سمجھانے لگا تھا۔

عنایہ خانزادی بھی اس کا سارا دھیان بکس کی طرف متوجہ دیکھ کر خود بھی
!! اپنا دھیان اس کے سمجھانے کی طرف کر چکی تھی۔۔

ادھے گھنٹے تک مسلسل نان سٹاپ ملیار خانزادہ بولتا رہا اسے کافی سارے
!! ٹاپکس جن میں الجھنز تھی عنایہ خانزادی کو وہ سارا سمجھ اچکا تھا۔۔
سمجھ آیا تمہیں ادھے گھنٹے بعد چپ ہوتے ملیار خانزادہ نے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تھا جو بے بی پنک کلر کا گھٹنوں تک فراک اور اس کے ساتھ
ہی نیچے کھلا سا پجامہ پہنے دوپٹے کو سر پر اچھی طرح سے اڑے اس کے
!! سامنے بیٹھی سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

ججی بہت شکریہ لالا اپ کا عنایہ خانزادی کو واقعی میں ہی جلدی سے سمجھ اگیا
تھا یہی تو مسئلہ تھا کہ ملیار خانزادہ اسے اتنے آسانی سے سب کچھ سمجھا دیتا تھا
کہ اب کیمسٹری کا سبجیکٹ اور اسے ملیار خانزادہ کے علاوہ کسی اور سے سمجھ
!! ہی نہیں آتا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے اپنے لیے اس کے منہ سے لالا کا لفظ سنا تو اس نے گھور کر
عنایہ خانزادی کو دیکھا تھا جاؤ یہاں سے ملیار خانزادہ کو غصہ ہی اگیا تھا اس
کے لالا کہنے پر اب وہ مزید عنایہ خانزادی کے منہ سے خود کے لیے لالا
نہیں سن سکتا تھا وہ آج ہی آرش خانزادہ سے اس بابت بات کرنے کا ارادہ
!! رکھتا تھا۔

ہے اے انہیں کیا ہو گیا عنایہ خانزادی نے دھڑکتے ہوئے دل کے
ساتھ جلدی سے اپنی بکس اٹھائی اور اگلے ہی پر کمرے سے ایسی بھاگی جیسے
!! وہ کبھی اس کے کمرے میں آئی ہی نہ ہو۔

اس کے بھاگنے کی سپیڈ کو دیکھتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی ملیار خانزادہ کے
ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا اور مسکراتے وقت اس کا قاتل ڈمپل شو
!! ہوتا اسے مزید حسین بنا گیا تھا۔

ایک بار یہ لڑکی اس کی پناہوں میں آجائے اس کے بعد وہ اس کو اچھی طرح
سے اپنی شدتوں سے بوکھلانے کا ارادہ رکھتا تھا اس کے معصوم سے چہرے

پر وہ اپنے بوسوں کی بو چھار کر ناچا ہتا تھا ساتھ ہی اس کے نرم ملائم ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی قید میں لیتے ہوئے وہ بری طرح سے اس کی سانسیں!! سینے میں اٹکانا چاہتا تھا۔

سوچتے ہوئے ہی اس کی ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی!! ہائے یہ لڑکی اس کا عشق ملیار خانزادہ کو بے چینی کے انتہا پر پہنچا گیا تھا۔

زرباش خانزادی اپنی دوست گل مکئی کے بارات میں بیٹھی ہوا نجوائے کر رہی تھی اس کے پٹانی نین نقش کو دیکھتے ہوئے ہر عورت اس کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی اور وہ بھی سب کو لا پرواہی سے نظر انداز کیے ہوئے اپنی دوست گل مکئی کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

یار مجھے تو سمجھ نہیں رہا یہ سب تمہیں ہی کیوں دیکھ رہے ہیں آخر دلہن تو
میں ہونا گل مکئی کی آواز زرش خانزادی کی کانوں میں گنجی تو زرش کا بے
اختیار ہی قہقہہ بلند ہوا تھا۔

زنان خانے میں بیٹی ساری عورتوں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تھا ہنستے
ہوئے وہ خانزادی حوروں کو بھی مات دے رہی تھی۔

یار اب مجھے کیا پتا تم ان سب سے پوچھو نادیکھو ابھی بھی دیکھ رہی ہے میں تو
خود پریشان ہوں زرش خانزادی نے پریشان ہونے کی ناکام سی ایکٹنگ کی
تھی۔

ابھی گل مکئی مزید کچھ کہتی کہ زرش خانزادی کا فون بج اٹھا تھا اس نے اپنے
فون کی طرف دیکھا جہاں لالا لکھا ہوا تھا زرش خانزادی نے اگلے ہی پل
جلدی سے فون اٹھا کر کان سے لگاتے سلام کیا تھا۔

زرم خانزادہ نے سلام کا جواب دینے کے بعد اپنی بہن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ گڑیا کہاں ہو تم واپس حویلی اجاؤ دیر ہو رہی ہے شام ہونے سے پہلے ہی گھرا جاؤ زرم خانزادہ نے نرمی سے کہا تھا۔

ٹھیک ہے لالابس صرف 10 منٹ میں ارہی ہوں زرش خانزادی نے بھی اپنے لالا کے حکم پر سر جھکاتے ہاں کرتے کہاں تھا۔ چل گل اب میں چلتی ہوں لالا کا حکم اگیا ہے شام سے پہلے حویلی پہنچنا ہی ہے زرش خانزادی نے گل مکتی کو گلے لگاتے ہوئے کہا تو گل نے بھی منہ بناتے ہوئے اسے الوداع کیا تھا۔

زریش خانزادی لمبی سی راہداری سے گزرتے ہوئے گل مکتی کے گھر سے باہر نکلنے ہی والی تھی اسے سامنے اپنا ڈرائیور یعنی خان بابا بھی نظر آ گئے تھے وہ ان کی طرف بڑھتی کہ اسے اپنے پیچھے سے اواز آئی۔

زریش خانزادی مجھے تم سے بات کرنا ہے اواز سنتے زرش نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں پر سوات کا ایک عجیب نمونہ ہی کھڑا تھا زرش کو بالکل بھی اچھا

نہیں لگا تھا اسے تم کہہ کر خود کو مخاطب کرنا اسی لیے اپنے چہرے کو پہلے
سے ہی ڈھک لیا تھا اور اپنے چہرے پر ناگواری سجاتے ہوئے کہا تھا کہ کیا
بات کرنی ہے کرو میرے پاس صرف اور صرف دو منٹ ہے تمہیں دینے
کے لیے اس کے بعد میں یہاں سے چلے جاؤں گی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے میری بات سنتی جاؤ ہم تم سے شادی کرنا چاہتا ہے اور
ہم تم کو پسند بھی کرتا ہے سامنے کھڑے لڑکے نے اظہار محبت زربیش
خانزادی سے کیا تھا جو زربیش خانزادی کے تن بدن میں اگ لگا گیا تھا۔
زربیش خانزادی شاید اس بات سے واقف نہیں تھی کہ وہ سامنے کھڑا لڑکا
ان کے خاندان کے دشمنوں میں سے ایک ہے۔

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم ایک خانزادی سے اظہار محبت کر رہے ہو اور
مجھے نہیں لگتا کہ تم ایک خانزادے ہو کیونکہ تمہاری گھٹیا اوقات کو یہاں
سے ہی میں اندازہ لگا چکی ہوں کہ تم میرے سامنے کھڑے ہو کر نہایت ہی
گھٹیا حرکت سرانجام دے چکے ہیں محبت ہوتی تو سیدھا حویلی رشتہ لے کر

اتے یوں بیچ راستے میں مجھے روک کر اپنا گھٹیا اظہار محبت مجھ سے نہ کرتے۔

زرباش خانزادی نے دبے اواز میں غصے سے کہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ باہر اس کا تماشہ بنے کیونکہ سامنے کھڑے لڑکے کو تو کوئی قصور وار نہیں ٹھہراتا لیکن ہاں وہ خانزادی تھی سب اس کو قصور وار ٹھہراتے وہ ڈرتی نہیں تھی کسی سے ہر کسی کو وہ منہ تو جواب دے سکتی تھی لیکن اس کو اپنے لالا کی عزت بہت ہی عزیز تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے کوئی اس کے لالا کو سوات میں باتیں سنائیں ویسے بھی کون واقف نہیں تھا خانزادہ حویلی والوں سے۔

لڑکی تم ہمارا خانزادہ ہونے پہ شک کر رہا ہے یہاں کھڑا کھڑا ہی میں تمہاری عزت کو نیلام کر سکتا ہوں سامنے کھڑے باران خانزادہ نے اپنے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے نہایت ہی گھٹیا الفاظوں سے زرباش خانزادی کے غصے کو ایک بار پھر سے انتہا پر پہنچایا تھا۔

اچھا ہمت ہے تو کر کے دکھاؤ میں بھی دیکھوں کہ اس گھٹیا خانزادے میں کتنی ہمت اگئی ہے کہ وہ ایک حویلی کی خانزادی کی عزت کو نیلام کر سکتا ہے چلو کر کے دکھاؤ شاباش میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے میں نے حویلی بھی جانا ہے زریش خانزادی نے لائیو سٹیوڈیو سے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے چھٹکی بجاتے ہوئے اسے اگلا حکم دیا تھا۔ اور اس کے اس انداز کو دیکھتے ہوئے باران خانزادہ بری طرح سے غصے سے سرخ ہوا تھا اسے سامنے کھڑی لڑکی کا انداز بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ تو سمجھا تھا کہ وہ حویلی کی دبوسی لڑکی ہوگی جس سے اظہار محبت کر کے وہ اسے اپنے جال میں پھنسا کر اپنی حویلی لے جا کر ان خانزادوں کی عزت کو نیلام کر دیتا لیکن یہاں تو وہ لڑکی اس کی عزت کو ہی نیلام کرنے میں لگی ہوئی تھی وہ صرف اپنی باتوں سے۔

مجھے لگتا ہے کہ تم صرف باتیں کرنے والے میں سے ہی تھے تم کچھ بھی نہیں کر سکتے چلو پھر میں چلتی ہوں ہاں لیکن اسندہ میرے راستے میں بالکل

بھی مت انا کیونکہ ابھی تو صرف میں نے تمہیں باتوں سے ہی جواب دیا ہے
اسندہ مجھے خود پر کوئی بھی بھروسہ نہیں ہے کیا پتہ میرا ہاتھ بھی اٹھ جائے
تم پر ظاہر ہے۔

خانزادی نے اسے خود کی طرف گھورتا پا کر غصے سے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ
وہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔

اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس کا موڈ بری طرح سے اف ہو چکا تھا اسے
غصہ ہی غصہ ا رہا تھا نہ جانے کیوں لیکن اس کا سر درد کرنا شروع ہو چکا تھا
غصے میں ہمیشہ اسے ایسا ہی لگتا ہے جیسے اس کی دماغ کی رگیں پٹھنے کے
قریب ہے لیکن مجال ہے کہ کوئی پٹ کر اس کا کام اسان کر دیتی۔
اپنے سر کو سیٹ کی پشت سے لگا کر اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو ماتھے پر ٹکا کر
اس کی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر اس کے نقاب میں ہی جذب ہو گیا تھا۔
نہ جانے یہ آنسو کس بات پر نکلا تھا اس گھٹیا خان زادے نے اس سے اظہار
محبت کیا تھا اس پر یا پھر جب وہ حویلی سے نکل رہی تھی تب اس کے من

پسند خانزادے نے اس کو "زمین پر پڑی ہوئی چیزوں" کے مترادف ٹھہرایا
تھا اس پر نکلا تھا۔

اس ٹائم تو وہ یہ جملہ بہت ہی ہلکے مذاق میں لے چکی تھی لیکن اس جملے پر
اس کا دل ابھی تک بھرایا ہوا تھا اور شاید اب تو اس کو موقع بھی مل گیا تھا
رونے کا۔

اپنے انسو کو سختی سے صاف کرتی زربیش خانزادی نے زور سے اپنی آنکھیں
میچھی تھی وہ رونے والی لڑکیوں میں سے بالکل بھی نہیں تھی لیکن کیا
کرتی یہ عشق اچھے اچھوں کو رلا کر رکھ دیتا ہے وہ تو پھر ایک کمزور سی
خانزادی تھی یہ اس کا ماننا تھا۔

ناجانے بصیر خانزادہ بچپن سے ہی اس کے دل میں اپنے عشق کے پنچے کس
طرح سے گاڑ چکا تھا زربیش خانزادی خود بھی ناواقف تھی آخر اس عشق کا
کیا انجام ہونا تھا اس کا دل یہ سوچ کر بری طرح سے دھڑک اٹھتا تھا کیا وہ

اس کے نصیب میں لکھا جا چکا تھا یا پھر اس کو پانے کے لیے زریش خانزادی کو ابھی اور بھی بہت ساری تکلیفوں اور مشکلوں کا سامنا کرنا باقی تھا۔

یہی سب کچھ سوچتے اس کی گاڑی حویلی کے اندر داخل ہو چکی تھی حویلی کی لمبی سی راہداری میں گاڑی کورکتے دیکھ کر زریش خانزادی نے اپنے انسو بھری آنکھوں کو سختی سے میچتے اپنے ہاتھوں سے بے دردی سے صاف کیا تھا صرف ایک انسو بہاتے ہی اس کی آنکھیں بری طرح سے لال ہو چکی تھی اور اس کے گرے آنکھیں لال ہوتی اس وقت اس کے قیامت خیز حسن پر قیامت ڈھا رہی تھی۔

حویلی کے زنان خانے کے اندر داخل ہو کر زریش نے اپنے چہرے کا نقاب کھولا اور ساتھ ہی شال کو اپنے گرد سے ہٹا کر اپنے ہاتھ پر رکھ کر وہ اپنے چہرے پر سنجیدگی سجاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی بغیر کسی کو مخاطب کیے۔

ایسا بہت کم ہی ہوتا تھا کہ زربش خانزادی کہیں باہر سے آتی اور اپنے مورے کے پاس جا کر نہیں بیٹھتی وہ ہمیشہ باہر سے آنے کے بعد اپنی موری کے پاس بیٹھ کر بہت ساری باتیں کرتی اور اس کے بعد ہی وہ اپنے کمرے میں جاتی لیکن آج اس کی غیر معمولی سنجیدگی کو دیکھتے ہوئے اس کی موری شائلہ بیگم بھی بری طرح سے حیران ہوئی تھی کہ خزان کی بیٹی کو کسی نے کچھ کہہ دیا تھا کہ وہ اتنی اداس اور اپنے خیالوں میں گم نظر رہی تھی کہ وہ انہیں مخاطب کیے بغیر ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

زربش خانزادی سے بعد میں ان کا مسئلہ پوچھتے ہوئے شائلہ بیگم دوبارہ سے ملازموں کو ہدایت دینے میں لگ گئی تھی کہ رات کے کھانے میں کیا بنے گا تقریباً شام ہونے والی تھی اور رات میں تو حویلی کے سب لوگ ہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ایک ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے۔

&&&&&&

اسلام آباد کے ہاسپٹل کے سرد کوری ڈور میں وہ دونوں بہنیں بیچ پر بیٹھی
بری طرح سے اپنے ہچکولے لیتے بدن کو سنبھالتی لبوں پر اپنے اللہ تعالیٰ سے
اپنی ماں کی لمبی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

ایک ان کی ماں ہی تو تھی جنہوں نے ہمیشہ ہی انہیں زمانے کے سرد و گرم
ہواؤں سے اپنی محفوظ چھاؤں میں چھپا رکھا تھا اور زلہ خانزادی جانتی تھی
کہ وہ جب چار سال کی تھی تب ہی اس کا باپ اس کو چھوڑ کر چلا گیا تھا اس
کے بعد سے اس کی ماں ہی اس کو پالتے ہوئے آئی تھی اور جب وہ اسلام آباد
کے لوگوں کے کپڑے سیا کرتی تھی انہی کپڑوں کو سیتے سیتے وہ اپنی زندگی
گزارائی تھی اور جب وہ بڑی ہوئی اور کام کرنے کے قابل ہوئی تو زندگی
نے ان سے وہ مہلت ہی چھین لی اور ان کا بری طرح سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا
وہ اپنے دونوں پیروں کو گنوا چکی تھی۔

اور زلہ خانزادی جانتی تھی کہ اس کی ماں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی خوشی محسوس ہی نہیں کی تھی زندگی نے اس سے امتحان ہی اتنے لیے تھے کہ یمنہ بیگم تو زندگی کو بس زندہ لاش ہوتے ہوئے گزار رہی تھی۔

اور زلہ اور مہزلہ دونوں بہنیں بیٹھی روتے ہوئے ابھی بھی دعاؤں میں مصروف تھی کہ اپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ساتھ ہی ڈاکٹر باہرائی تو اور زلہ بھاگ کر ان کے پاس گئی اور وہ روتے ہوئے اس ڈاکٹر کو دیکھ ہی رہی تھی اس سے کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔

دیکھیں اپ اپنے پیشنٹ سے جا کر مل لیں ان کے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے وہ کسی بھی وقت اپنی سانس سے گواہ سکتی ہے اور اپ پہلے ہی اس بات سے واقف تھی اور میں پہلے ہی اپ کو آگاہ کر چکی تھی کہ پیشنٹ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ ہارٹ پیشنٹ ہے مزید انہیں کوئی بھی دکھ یا سٹریس بالکل بھی نہیں دینا اور آج کے دن نہ تو انہوں نے اپنی دوائیاں کھائی ہے اور اوپر سے

ان کو سٹر لیس اور ڈپریشن اس قدر ہوا ہے کہ ان کا ہارٹ ریسپانس دینا ہی بند کر چکا ہے۔

ڈاکٹر ان دونوں بہنوں کو ترس بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے انہیں ان کی ماں کے بارے میں بتا رہی تھی لیکن ڈاکٹر اپنی طرف سے بتا رہی تھی لیکن اور زلہ اور مہزلہ کو ایسا لگ رہا تھا کہ ڈاکٹر ان کے کانوں میں صور پھونک رہی ہو۔

اور زلہ اور مہزلہ بری طرح سے روتے ہوئے اپریشن تھیٹر کے اندر گئی تھی باہر جو ان کا باپ کھڑا تھا وہ دونوں ان سے بالکل ہی لا تعلق سی تھی کیونکہ اب تک زندگی میں جب ان کے باپ نے انہیں پوچھا نہیں تھا تو اب زندگی کے آخری مقام پر وہ ان کی زندگی میں آکر کیا ثابت کرنا چاہ رہے تھے یہ بات اور زلہ کو بالکل بھی سمجھ نہیں آتی تھی اس لیے ان پر بنا دھیان دیے وہ اپنی ماں سے ملنے اپریشن تھیٹر کے اندر چلی آئی تھی۔

مورے۔ اپنی ماں کو مشینوں میں جکڑا دیکھ کر بے اختیار ہی مہزلہ اپنی بڑی بہن اور زلہ کے گلے لگتے ہوئے شدت سے رودی تھی۔

سنجھالو خود کو مہزلہ مورے کو کچھ بھی نہیں ہو گا وہ ہم دونوں کو اکیلا چھوڑ کر بالکل بھی کہیں بھی نہیں جائے گی میری بات کو سمجھ رہی ہونا اور زلہ اس سے زیادہ خود کو تسلی دے رہی تھی اپنی ماں کو مشینوں میں جکڑا دیکھ کر اس کا دل اندر تھک کانپ کر رہ گیا تھا۔

وہ دونوں روتے ہوئے بری طرح سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی کہ یمنہ بیگم نے اپنی لاغر سی آنکھوں کو اٹھا کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھا تھا ان دونوں کو اس طرح سے تڑپتا دیکھ کر وہ خود بھی تڑپ اٹھی تھی اولاد کو تڑپتا ہوا بلا ماں کہاں دیکھ سکتی ہے۔

بول نہیں سکتی تھی وہ کیونکہ ان کے چہرے پر اکیسجن ماسک کو لگایا گیا تھا اسی لیے اپنے ڈرپ زدہ ہاتھ کو اٹھا کر دھیرے سے ان دونوں کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔

میرے بعد اپنی بہن کا خیال رکھنا ٹھیک ہے اور زلہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے یمنہ بیگم نے اکیسجن ماسک کو ہٹاتے ہوئے دھیمی آواز میں اور زلہ کو مخاطب کیا تھا۔

مورے کیسی باتیں کر رہی ہیں اپ اپ کو کچھ بھی نہیں ہوگا اپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی اور میری فکر اپ کو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
اپ بس بالکل ٹھیک ہو جائیں ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور پہلے کی طرح اپنی زندگی گزاریں گے جس میں بس صرف اور صرف ہم تینوں ہوں اور زلہ اب بری طرح سے روتے ہوئے اپنی ماں کے ہاتھ کو پکڑتے اپنے لبوں سے چوم رہی تھی اور بار بار ان سے یہی التجا کر رہی تھی کہ مورے پلیز ٹھیک ہو جائیں ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔

بہن کو زیادہ تنگ نہیں کرنا اور زلہ کی باتوں کو سنتے یمنہ بیگم کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا اس لیے اس کی طرف سے اپنا منہ موڑتے ہوئے انہوں نے مہزلہ کو دھیمی آواز میں مخاطب کیا تھا۔

میں تنگ کروں گی میں سب کو تنگ کروں گی میں اپ کو بھی تنگ کروں
گی اور میں اپی کو بھی تنگ کروں گی جب تک اپ میرے پاس گھر دوبارہ
واپس نہیں اجاتی میں اپ کو تنگ ہی کرتی رہوں گی۔۔

مہزلہ چھوٹی تھی اس لیے ضد لگاتے ہوئے وہ اپنی ماں کے پاس بیٹھ کر ان
کے سینے پر اپنا سر رکھتی بری طرح سے رونے لگی تھی۔

دونوں بہنوں کے انسوٹپ ٹپ کر کے ایسے لگ رہے تھے جیسے وہ ہسپتال کو
ہی اپنے ساتھ بہا لے جائیں گے۔

ان دنوں کا غم ایک ہی جیسا تھا تینوں ہی ایک دوسرے کے دلوں کو دیکھتے
ہوئے تڑپ رہے تھے انسوجاری تھے ان تینوں میں اسے کوئی بھی چپ
ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا تینوں ہی بری طرح سے رو رہی تھی کہ تب ہی
یمینہ بیگم نے دوبارہ سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا اور بہن کا بھی اور میری موت کا ذمہ دار خود کو بالکل بھی نہ
ٹھہرانہ میں تمہارے اس بے رحم خانزادے کو کبھی بھی معاف نہیں کروں

گی جس نے میری پھولوں جیسی بیٹھی پر ہاتھ اٹھایا تھا اور زلہ کے ایک گال کو
ابھی تک سرخ اور سوجا دیکھ کر یمنہ بیگم کا دل تڑپ اٹھاتا وہ دل جو پہلے ہی
رہسپانس نہیں کر رہا تھا وہ اب بالکل ساکت ہو چکا تھا۔
مشین کی لائنز بالکل سیدھی ہو گئی تھی اور یمنہ بیگم بھی اور زلہ کو دیکھتے
ہوئے ساکت ہو گئی تھی۔

مورے اٹھے مجھ سے باتیں کرے نامورے ایسے نہیں کریں مجھے چھوڑ کر
نہ جائیں مورے۔۔

ان کی باڈی میں کسی طرح کا کوئی بھی رہسپانس نہ ہوتے دیکھ کر مہزلہ نے ان
کے سینے پر سے اپنا سراٹھا کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا لیکن جانے
والوں کو کوئی بھلا کبھی روک سکتا ہے کیا اور یمنہ بیگم بھی دنیا سے روٹھ کر
چلی جا چکی تھی۔۔

کمرے میں مہزلہ کی چیخیں بری طرح سے گونج اٹھی تھی اور زلہ اسے اپنے
سینے سے لگاتی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہا رہے تھے وہ اپنی مورے کو دیکھ

کر بالکل بھی چیخنی نہیں تھی کیونکہ اس کی مورے نے اسے آخری وقت میں یہی کہا تھا کہ اپنی بہن کا خیال رکھنا اور اگر وہ بھی اس طرح سے رونے لگ جاتی تو شاید اس کی بہن کو سنبھالنے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔

مہزلہ کی چیخوں کو سنتے ہوئے عالم زیب خانزادہ بھی بوکھلا کر اپریشن روم کے اندر داخل ہوئے تھے لیکن اپنی محبت کو ایک ہی جگہ ساکت ہوتے دیکھ کر زمین پر بیٹھ کر وہ بھی دھاڑے مار مار کر رونا شروع ہو چکے تھے۔ ان کی محبت نے تو انہیں اتنی تک مہلت نہیں دی تھی کہ وہ ان سے معافی مانگ لیتے وہ تو ان سے ناراض ہو کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی تھی ہمیشہ اپنی محبت سے دستبردار رہنے والا وہ شخص اپنی محبت کے چلے جانے پر دھاڑے مار مار کر رو رہا تھا۔

اپنی بیٹیوں کو دیکھتے ہوئے ان کا غم الگ تھا وہ بھی تو ان سے ناراض تھی لیکن اس وقت اسے اپنی محبت کا غم سب سے بڑا لگ رہا تھا لیکن یہی اس کی

سزا تھی شاید اپنی محبت کو دنیا کی دردِ در کی ٹھوکروں کے لیے اکیلا چھوڑ دینے کے بعد وہ اسے سزا کے لائق تھا۔

اور نگزیب خانزادہ جو زبردستی آرش خانزادہ کو پکڑ کر ہاسپٹل میں نا بیگم سے ملنے اور معافی مانگنے لائے تھے لیکن انہیں ساکت ہوتے دیکھ کر اور ساتھ ہی اپنے بھائی اور اپنی بھتیجیوں کی دل دہلا دینے والی چیخوں کو سن کر اور نگزیب خانزادہ کو لگا کہ آج وہ اپنی زندگی میں ہار گیا صرف اور صرف اپنے بیٹے کی وجہ سے۔

آرش خانزادہ کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے زمین ابھی پھٹے گی اور وہ اس میں سما جائے گا یہ اس سے کیا ہو گیا تھا وہ جو شام سے ہی اپنی جیت کا جشن منا رہا تھا اب اور زلہ خانزادی کو یوروتا دیکھ کر اسے لگا کہ وہ جیت کر بھی ہار گیا ہے۔ یہ اس نے کیا کر دیا تھا دو بیٹیوں کو اپنی ماں سے جدا کر دیا تھا کاش وہ اس کی زندگی میں کبھی اتنا ہی نہیں نہ وہ اتنا اور نہ یہ سب کچھ ہوتا وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ پر سکون اپنی زندگی گزار رہی ہوتی۔

ایک بدلے کی خاطر اس نے کیا سے کیا کر دیا تھا تین وجودوں کو اس نے
الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا تھا ایک وجود جو زندہ ہوتے ہوئے بھی لاشوں کی
طرح اپنی زندگی گزار رہی تھی صرف اور صرف اپنی بیٹیوں کی خاطر اسے
ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سلا دیا تھا۔

اور دو وجود اور زلہ اور مہزلہ جو صرف اور صرف اپنی ماں کی خاطر ہی دنیا
میں جی رہی تھی ان دونوں سے جینے کی وجہ ہی چھین لی۔
مہزلہ تو چوٹی تھی اس کو تو اور زلہ سنبھال سکتی تھی لیکن اور زلہ اس کا کیا کرتا
اس کا تو سب کچھ ہی لوٹ گیا تھا اور زلہ کے گال کو ابھی تک سرخ اور سو جا
دیکھ کر آرش خان زادہ کو اپنے دل میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔
یہ اس نے کیا کیا تھا بری طرح سے اس کا دماغ جھنجھلا گیا تھا اسے ایسا لگ رہا
تھا کہ اسے بھی مر جانا چاہیے تھا لیکن کیسی بے بسی تھی کہ موت اگر اسے
گلے بھی نہیں لگا رہی تھی ابھی تو اس کی سزا سٹارٹ ہوئی تھی۔

ابھی بلا اتنی جلدی موت اس کو کہاں گلے لگانے والی تھی ابھی تو زندگی نے اس سے بدلہ لینا تھا اس معصوم کی زندگی کو برباد کرنے کا۔

ابھی تو اس کا صرف پچھتاوا ہی شروع ہوا تھا اتنی جلدی کہاں اس کی جان خلاصی ہونے والی تھی۔

عالم زیب سنبھالو خود کو جاؤ اپنی بیٹیوں کے پاس سنبھالو اسے اور میت کے کفن و دفن کا انتظام میں کرتا ہوں میت کو ہم حویلی لے کر جائیں گے۔

میت کا لفظ سن کر اور زلہ کا دل تڑپ اٹھا تھا کس طرح سے وہ اپنی ماں کے بغیر اپنی زندگی گزارے گی اسے تو کوئی راہ ہی نظر نہیں آرہی تھی۔

میری ماں اپ لوگوں کے حویلی نہیں جائے گی جو مرتبہ ان کو ان کے جیتے جی نہیں ملا ان کے مرنے کے بعد بھی اس حویلی میں ان کا وجود برداشت نہیں کیا جائے گا اپ لوگوں کے باپ سے۔

اور زلہ نے سپارٹ چہرے کے ساتھ اور نگن زیب اور عالم زیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

بیٹے ضد مت کرو انہیں تکلیف ہوگی میں مانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ بہت ہی غلط ہوا ہے اور تمہاری مورے کے ساتھ بھی لیکن مجھے اپنا تایا سمجھ کر ایک بار میرا مان رکھ لو چلو ہمارے ساتھ حویلی ہم وہاں ہی تمہاری ماں کے کفن و دفن کا انتظام کریں گے اور انہیں آخری مقام پر پہنچانے کے لیے ہم انہیں حویلی سے ہی رخصت کریں گے۔

میری مورے کو کچھ بھی نہیں ہوا اپ لوگوں کو سمجھ نہیں رہی انہیں کچھ بھی نہیں ہوا وہ ابھی ٹھیک ہو جائیں گی وہ ابھی اٹھے گی وہ ایسی ہی ہمیں تنگ کر رہی ہے مہزلہ کا یہ سننا ہی تھا کہ کفن و دفن کا انتظام کریں گے تو اور زلہ کے گلے لگتے ہوئے وہ چیختے ہوئے بولے تھی پورے اپریشن تھیر میں مہزلہ کی چیخی گونج رہی تھی۔

مہزلہ میری جان سنبھالو خود کو کیا ہو گیا ہے ایک نہ ایک دن ہم سب نے جانا ہوتا ہے اور زلہ خانزادی نے یہ جملہ کس ضبط سے بولا تھا وہ خود ہی جانتی تھی اس کی آنکھیں بری طرح سے لال ہو گئی تھی۔

اس کا پورا چہرہ سو جا ہوا تھا انکھیں رونے کی وجہ سے اور ناک بھی سرخ ہو چکی تھی ایک گال پر ابھی تک آرش خانزادہ کے محبت کا ثبوت تھا وہ بھی تھپڑ کی صورت میں۔

اس بے حس انسان نے بھی شاید اسے اپنی پوری قوت سے تھپڑ مارا تھا تبھی تو اب تک اس کے گال کی نہ سو جن کم ہو رہی تھی اور نہ ہی سرخ پن۔ اور زلہ خانزادی نے ایک بار بھی آرش خانزادہ کی طرف انکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا وہ اس انسان کا چہرہ اپنے سامنے برداشت ہی نہیں کر سکتی تھی اس وقت وہ ایسے حالت میں تھی کہ سب کچھ بلائے وہ صرف اور صرف اپنی بہن کو ہی سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی۔

اور نگزیب خانزادہ باہر نکلا اور ہاسپٹل کی سارے چار جز کو کلیر کرنے کے بعد باہر ایمبولنس کو ریڈی کیا اور واپس اپر لیشن تھپڑ کے روم میں آیا اور زلہ اور مہزلہ کو بڑی ہی مشکل سے اور نگزیب خانزادہ نے منا کر اپنی گاڑی میں

بٹھایا تھا تاکہ وہ انہیں حویلی لے کر جا سکیں ورنہ وہ دونوں ہی ضد کر رہی تھی کہ انہیں اپنی ماں کے ساتھ ایمو لنس میں ہی جانا ہے۔

اور نگزیب خانزادہ نے ایمو لنس میں عالم زیب اور آر ش خانزادہ کو بٹھایا اور انہیں حویلی کی طرف روانہ کر لیا تھا اور ساتھ ہی وہ اپنی دونوں بھتیجیوں کو لیتے ایمو لنس کے پیچھے ہی حویلی کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

ابھی انہیں کافی ٹائم لگ جانا تھا اسلام آباد سے سوات پہنچنے میں اسی لیے ان دونوں کو ہر گز بھی وہ ایمو لنس میں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اور نگزیب خانزادہ چاہتا تو عالم زیب یا آر ش خانزادہ میں سے بھی کسی کو ان دونوں کے ساتھ بھیج سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ دونوں ہی اس قابل نہیں ہے کہ ان بچیوں کو وہ حویلی لے جاسکے اسی لیے وہ خود ہی ان دونوں کو حویلی لے کر جا رہا تھا۔

&&&&&&&&

حویلی کے بالکل نیچ و نیچ یمنابیگم کی میت رکھے اس کے ارد گرد سارے
!! حویلی کے لوگ موجود تھے۔

اور زلہ اور میزلہ بھی اپنی ماں کی سر کے پاس بیٹھی اپنی آنکھوں کی پیاس بجا
رہی تھی کیونکہ دونوں اس بات سے واقف تھی کہ یہ آخری بار دیدار ہو رہا
!! ہے۔

دادا اور دادی بھی آنکھوں میں آنسو لیے اور زلہ اور میزلہ کو ترہم بھری
نگاہوں سے دیکھ رہے تھے شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم بھی ان دونوں کو تسلیہ
دیتی تھک گئی تھی لیکن ان دونوں کی آنکھیں تو خشک ہونے کا نام ہی نہیں
!! لے رہی تھی۔

زریش خانزادی اور عنایہ خانزادی بھی ایک طرف کھڑی آنکھوں میں آنسو
لیے اپنی نیوکزنز کو دیکھ رہی تھی اور ان کی حالت کو دیکھتے ہوئے ان دونوں
!! کا دل اندر سے پٹ رہا تھا۔

بصیر خانزادہ ملیار خانزادہ آر ش خانزادہ اور زرم خانزادہ چاروں ہی مل کر
باہر مردان خانے میں بیٹھے ائے ہوئے لوگوں کی تعزیت کو قبول کر رہے
!! تھے۔

عجیب بات تھی ناکہ یمنابگم کے زندہ ہوتے ہوئے پورے سوات کو نہیں
پتہ تھا کہ عالم زیب خانزادہ کی دوسری بیوی بھی ہے لیکن ان کے مرنے
کے بعد پورے سوات کو پتہ چل گیا تھا کہ عالم زیب خانزادے کی دوسری
!! بیوی کا انتقال ہوا ہے اور اب لوگ تعزیت کرنے ارہے ہیں۔

اور نگزیب خانزادہ اور عالم زیب خانزادہ بھی باہر مردان خانے میں کھڑے
!! مختلف لوگوں کے تعزیت قبول کر رہے تھے۔

اسلام آباد سے حویلی پہنچنے میں انہیں تقریباً چار گھنٹے لگے تھے اور حویلی پہنچتے
ہی اور نگزیب خانزادہ نے سب کے سامنے ساری ہی سچائی سب کو ہی بتا
دی تھی کسی کو بھی اس بات سے بے خبر نہیں رکھا تھا اور سارے سب کچھ

سب کو بتادیا تھا حتیٰ کہ آرش خانزادہ نے بھی جو کچھ بھی کیا تھا وہ بھی سب
!! کو بتادیا تھا۔

سب ہی آرش خانزادہ پر غصہ تھے لیکن سچویشن ایسی تھی کہ کوئی بھی اسے
!! کچھ کہہ نہیں پارہا تھا۔

ماموں مجھے لگتا ہے کہ ٹائم ہو گیا ہے اب ہمیں انہیں آخری مقام پر لے کر
جانا ہو گا زرم خانزادہ نے اور نگزیب خانزادہ کے پاس اکرا ان کے کان میں
جکھتے کہا تھا سارا سب کچھ انتظام زرم خان زیادہ اور نگزیب خانزادہ نے مل
!! کر ہی کیا تھا۔

برلاس خانزادہ کو بھی سب نے اطلاع کر دی تھی اور وہ بھی اپنی یونیورسٹی
سے حویلی کے لیے نکل گیا تھا لیکن شاید اسے انے میں دیر لگ جانی تھی اسی
!! لیے ان لوگوں نے یمنابگم کو دفنانے کا فیصلہ کیا تھا۔

ہاں چلو سب کو بلاؤ اور نگزیب خانزادہ نے تھکے تھکے انداز میں کہا اور ساتھ ہی وہ سب خانزادے حویلی کے اندر زنان خانے کی طرف چلے گئے !! تھے۔

زرم خانزادہ جیسے ہی زنان خانے کے اندر داخل ہوا اس کی سب سے پہلی !! نظر ہی ان دونوں بہنوں کی طرف اٹھی تھی۔

ان دونوں میں سے مہزلہ کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں تقریباً باہر کو ابلنے کو آئی تھی کیسا حسین اتفاق تھا جس لڑکی کو وہ پچھلے ایک سال سے ہر جگہ !! ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکا تھا وہ اس کے ماموں کی بیٹی نکل آئی تھی۔

اس کے معصوم سے نین نقش کو دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ ایک سال پہلے ہی اپنا دل اس لڑکی پر ہار گیا تھا لیکن اس ایک ملاقات کے بعد زرم خانزادہ کو وہ لڑکی کبھی بھی میسر نہیں آئی تھی اور وہ اسے اسلام آباد کے ہر کھونے !! میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکا تھا لیکن وہ اسے ڈھونڈ نہیں پایا تھا۔

اس کا مطلب یمنہ بیگم مہزلہ کی ماں ہے زرم خانزادہ کا یہ سوچنا ہی تھا کہ اس کا دل درد سے پٹ اٹھا تھا مہزلہ کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ جس طرح سے اور زلہ کے گلے لگا کر چیخ رہی تھی زرم خانزادہ کو لگا کہ وہ سانس !! نہیں لے پائے گا۔

جس لڑکی سے وہ پہلی نظر کی محبت کا دعویٰ دار تھا اج اس کو اپنے سامنے !! روتے دیکھ کر زرم خانزادہ کی سانسیں بے اختیار رکنے لگی تھی۔ چلے آگے لالا کیا رہے ہیں بصیر خانزادہ نے پیچھے سے آکر زرم خانزادہ کے !! کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہوش لانا چاہا تھا۔

ہممم چلو کہتے کے ساتھ ہی سارے خانزادے آگے بڑے اور "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے میت کو اٹھانے لگے تھے میت کو اٹھانے کے ساتھ ہی مہزلہ کی جو چیخیں گونجی تھی وہ زرم خانزادہ کے دل کو چیرنے کے لیے کافی !! تھی۔

مت لے کر جاؤ میری مورے کو۔۔ مت لے کر جاؤ۔۔ وہ ہمیں تنگ کر رہی ہے۔۔ ابھی وہ اٹھ جائے گی۔۔ اپنی اپ تو انہیں سمجھائیں ناکہ موری کو مت لے کر جائیں۔۔ اپ ان کے بغیر کیسے رہیں گی۔۔ اپ تو ان کے بغیر سانس بھی نہیں لیتی نا۔۔ تو کہیں نہ ان کو کہ مورے کو نہیں لے کر جائے۔۔ مہزلہ مسلسل چبختی ہوئی اور زلہ کو جھنجھوڑ رہی تھی جو بس ایک ہی جگہ پتھر بنی زندہ لاشوں کی طرح بیٹھی اپنی ماں کو اپنی انکھوں کے سامنے !! جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔

چپ ہو جاؤ گڑیا ایک نہ ایک دن ہم سب نے جانا ہوتا ہے اور سب ہی چلے جاتے ہیں اور زلہ خانزادی نے بڑی ضبط سے یہ جملہ کہا تھا اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ نقصان تو اسی کا ہوا تھا اور وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ساری سچویشن کو فیس کر رہی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اسے کانفیڈنٹ بنایا تھا اور اپنے اوپر ہر آئی مشکل کو اسے لڑنے کے لیے بہادر !! بنایا تھا۔۔

اپنی مورے۔۔ مہزلہ نے جیسی ہی اورزلہ کی طرف سے رخ موڑتے
مورے کی طرف دیکھنا چاہا لیکن وہاں کسی کو بھی نہ پا کر اگلے ہی پل وہ زمین
!! بوس ہو گئی تھی۔۔

گڑیا میری جان اٹھو کیا ہو گیا ہے اورزلہ کے تو ہاتھ پیر ہی پول گئے تھے
مہزلہ کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر زرم خانزادہ نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا
تھا اس بے جان سی گڑیا کو زمین پر خوش و ہوا اس بے گانا دیکھ کر اس کی
انکھیں ضبط سے لال ہو گئی تھی کہا اسان تھا اپنی محبت کو اس تکلیف زدہ
!! سچویشن میں دیکھ کر۔۔

لیکن یہ ایک تلخ حقیقت تھی ایک نہ ایک دن یہ سچویشن سب پر ہی انی
!! تھی۔۔

پانی لے کر اوپلیز اورزلہ نے زرش خانزادی کی طرف دیکھتے ہوئے روتے
ہوئے التجا کی تھی اگلے ہی پل زرش بھاگتے ہوئے کچن کی طرف جا کر

گلاس میں پانی ڈال کرائی تھی اور گلاس اسکو پکڑا کر وہ اس کے پاس ہی بیٹھ
!! چکی تھی۔

پانی کا چڑکاؤ کرنے کے بعد بھی اسے ہوش میں اتانہ دیکھ کر جلدی سے دادا
جی اگے بڑے اور اور زلہ سے کہا کہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے گئے جاؤ ہم
!! ابھی ڈاکٹر کو فون ملاتا ہے۔

اور زلہ نے ان کی آواز سن کر نفرت بھری آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا
تھا لیکن اس سچویشن کو وہ کس طرح سے ہینڈل کر سکتی تھی اسے کچھ سمجھ
!! ہی نہیں آرہا تھا۔

ابھی اور زلہ اسے گود میں اٹھاتی ہی کہ برلاس خانزادہ وائٹ چمچماتے ہوئے
کاٹن کا سوٹ پہنیں اپنی بارو عب پر سنلٹی کے ساتھ حویلی کے اندر داخل
ہوا اسے سب کچھ کال پر بصیر خانزادہ نے ہی بتا دیا تھا اسی لیے وہ واقف تھا
!! کہ اور زلہ اور مہزلہ اس کی بہنیں ہیں دونوں۔

رک جاؤ اسے میں اٹھاتا ہوں پیچھے او میرے برلاس خانزادہ نے اپنی چھوٹی
سی گڑیا کو گود میں اٹھاتے بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف لے کر گیا
اور زلہ بے انتہا حیرانی سے اس لڑکے کی طرف دیکھ رہی تھی جو ایسا اور ایک
ہی پل میں اس کی بہن کو اس کی گود سے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گیا
!! تھا۔

ہوش میں اتے ہی وہ اس کے پیچھے بھاگی اور کہا کہ کون ہیں آپ اور اس
طرح کیسے میری بہن کو آپ اپنی گود میں اٹھا کر ادھر لا سکتے ہیں اور زلہ
بالکل شیرنی کی طرح غرائی تھی مزید اب وہ اس حویلی کے خانزادوں پر
!! بالکل بھی یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔

برلاس خانزادہ نے احترام اپنی نگاہوں کو جھکایا تھا وہ اس کی بہن کے
عہدے پر فائز تھی وہ بالکل بھی ان سے کسی بھی طرح کی بد تمیزی نہیں
!! کرنا چاہتا تھا۔

میں اپ کا بھائی ہوں برلاس۔۔ برلاس خانزادہ نے اسے اپنا تعارف کروایا
بھی تو کس رشتے سے بھائی کے رشتے سے اور بھائی کا لفظ سنتے ہی اور زلہ کے
!! دونوں ہاتھ اس کے گریبان سے چھوٹ کر پہلو میں گرے تھے۔

معذرت کے ساتھ میں اس رشتے کو بالکل بھی قبول نہیں کر سکتی کیونکہ
!! اس حویلی کے خانزادوں پر مجھے بالکل بھی یقین نہیں رہا۔

اور زلہ خانزادی نے سر دلچے میں کہتے اس کی طرف سے اپنا رخ موڑا تھا وہ
جس طرح سے احتراماً اس کے سامنے اپنی نگاہوں کو جھکا گیا تھا اور زلہ
خانزادی کا دل اس کے لیے پگل گیا تھا لیکن اس بار وہ رز سک بالکل بھی
نہیں لے سکتی تھی ایک خانزادے نے اس کی ماں چھین لی کیا پتا اب دوسرا
!! خانزادہ اس کا بھائی اس کی بہن کو ہی چھین لے اس سے۔۔

کوئی بات نہیں ایک نہ ایک دن تو اپ کا دل پگھل جائے گا لیکن پھر بھی اپ
میری بہن ہیں اور بہن ہی رہیں گی میں اپ دونوں کو اب بالکل بھی اکیلا
نہیں چھوڑوں گا مجھے ہمیشہ سے ہی بہن کی خواہش رہی ہے اور اب دیکھو

اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نہیں دو دو بہنوں سے نوازا ہے تو ان کی ناقدری میں
!! بالکل بھی نہیں کروں گا۔

برلاس خانزادہ نے نرمی سے کہا تھا اور ساتھ ہی اپنا فون نکال کر جلدی سے
ڈاکٹر کو بھی کال ملا گیا تھا اپنی چھوٹی گڑیا کے چہرے پر اتنی معصومیت کو
دیکھتے ہوئے برلاس خانزادہ کا خدا کے اگے سجدہ کرنے کا دل چاہ رہا تھا کہ
!! اللہ تعالیٰ نے انہیں دو معصوم معصوم سی بہنوں سے نوازا تھا۔

اور زلہ نے اس کی باتوں کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا وہ بس اس سے رخ
موڑے مہزلہ کے سرہانے بیٹھی اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی
!! تھی۔

ادھا گھنٹے گزرنے کو آیا تھا ڈاکٹر آئی تھی اور مہزلہ کا چیک اپ کر کے گئی تھی
!! اور ڈاکٹر نے بے ہوشی کی وجہ نہ کھانے پینے کی وجہ بتائی تھی۔

ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اسے جلد ہی ہوش اجائے گا لیکن اب ادھا گھنٹہ گزرنے کو آیا تھا لیکن مہزلہ اس کے پاس بیٹھی اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر !! رہی تھی لیکن وہ ہوش میں ہی نہیں ارہی تھی۔۔

وہ ہوش میں اجائے گی آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے برلاس خانزادہ جو پچھلے ادھے گھنٹے سے اور زلہ اور مہزلہ کے پاس ہی بیٹا تھا انہیں کسی بھی چیز کی کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی تھی اسی لیے وہ یہاں سے !! باہر گیا ہی نہیں تھا۔۔

ابھی اور زلہ اسے کوئی جواب دے دی کہ مہزلہ نے اپنی مندی مندی انکھوں کو کھولا تھا اور انکھوں کو کھولتے ہی اس کی انکھوں سے ٹپ ٹپ کر !! کے انسو دوبارہ سے بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔

اپنی مورے۔۔ صرف اتنا ہی کہا تھا مہزلہ نے اور وہ دوبارہ سے ہچکیوں سے رونا شروع ہو چکی تھی اور زلہ اور برلاس خان دونوں اس کے انسو کو دیکھتے

ہوئے تڑپ اٹھے تھے مہزلہ کو جلدی سے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے اسے
!! چپ کروانے کی کوشش کی تھی۔۔

گڑیا برلاس خانزادہ اس کے رونے پر تڑپ اٹھا تھا نہ جانے کیسا احساس تھا کہ
ایک ہی پل میں اس کے دل میں اپنی بہنوں کے لیے اتنا پیار جاگ گیا تھا بیڈ
پر بیٹھ کر مہزلہ کے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے
!! ہوئے اسے پکار رہا تھا۔۔

اپ اپ کون ہیں اور اپ مجھے گڑیا کیوں بلارہے ہیں مہزلہ خانزادی اس کی
پکار پر حیران ہوتے اور زلہ کے سینے سے اپنا چہرہ نکالتے ہوئے سرخ
!! چہرے کے ساتھ اس کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔۔

میں تمہارا بھائی ہوں اور تمہیں مزے کی ایک بات بتاؤں تمہارا ایک اور
!! مجھ سے بھی بڑا بھائی ہے۔۔

اور وہ میں ہوں اس سے پہلے کہ برلاس خانزادہ مزید کچھ کہتا ملیا خانزادہ
نے دروازہ کھول اندر اتے ہوئے کہا تھا وہ دونوں ہی اپنی بہنوں کے پاس

اے تھے جانتے تھے کہ اس مشکل وقت میں وہ دونوں ہی اپنی بہنوں کا
!! سہارا بن سکتے ہیں۔۔

اپ دونوں میرے بھائی نہیں ہیں اگر آپ دونوں میرے بھائی ہوتے تو ہم
آپ لوگوں کے پاس رہتے یا پھر آپ لوگ ہمارے ساتھ رہتے مہزلہ نے
!! اپنے بچنے کا ثبوت دیتے ہوئے معصومیت سے کہا تھا۔۔

اس کے معصومیت سے کہنے پر جہاں ملیر خانزادہ اور برلاس خانزادہ کے
چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی وہی اور زلہ خانزادی کی آنکھوں سے آنسو بہے
!! تھے۔۔

وہ کیسے اپنی معصوم سی بہن کو سنبھالے گی یہی فکر اس کو کھائے جا رہی
!! تھی۔۔

ہم تو آپ لوگوں کے پاس اس لیے نہیں رہتے تھے کیونکہ میں ابھی بھی
ہوسٹل میں رہتا ہوں وہاں پڑھائی کرنی ہوتی ہے نا اور لالا سے خود پوچھ لو
کہ وہ تمہارے پاس کیوں نہیں رہتے میں نے تو ان کو کہا تھا کہ مہزلہ کے

پاس چلے جائیں برلاس نے خود کو اپنی چھوٹی گڑیا کے سوالوں سے بچاتے
!! ہوئے اپنے لالا کو میدان میں گھسیٹا تھا۔

ارے وہ میں شہر میں کام کرتا ہوں ناملیار خانزادہ نے بوکھلاتے ہوئے اسے
جواب دیا تھا وہ دونوں ناکام سی ایکٹنگ کر رہے تھے اپنی چھوٹی گڑیا کا
!! دھیان اس کی مورے کی طرف سے ہٹانے کے لیے۔

اب ہماری چھوٹی گڑیا ہمیں معاف کرے گی نا اور ہمارا ساتھ اسی گھر میں
رہے گی نا ہمیشہ کے لیے ملیار خانزادہ نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے
!! ہوئے کہا تھا۔

اپا اس سے پوچھ لیں اگر اپنی یہی پر رہے گی تو میں بھی یہی پر ہی رہوں
گی اور اگر اپنی یہاں سے جائے گی تو میں بھی اپنی کے ساتھ ہی جاؤں گی
!! مہزلہ نے بڑی معصومیت سے اپنے دونوں بڑے لالا کو جواب دیا تھا۔

نہیں میری جان ہم نے یہاں نے رہنا ہم واپس اپنے گھر اسلام آباد جائیں
گے اور زلہ نے پیار سے مہزلہ کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تھا اور اسے اپنے ساتھ
!! لگایا تھا۔

بس تو پھر میں بھی اپنی کے ساتھ ہی اسلام آباد جاؤں گی یہاں نہیں رہوں گی
!! مہزلہ نے بھی اپنے دونوں لالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ارے ایسے کیسے میں تم دونوں کو اب یہاں سے بالکل بھی کہیں بھی جانے
نہیں دوں گا اور تم دونوں یہیں پر ہمارے پاس حویلی میں ہی رہو گی ملیار
!! خانزادہ نے سنجیدگی سے اور زلہ خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

معذرت کے ساتھ اپ دونوں کو ایک بات بولنا چاہیو گی اب تک کی ساری
زندگی ہم نے اکیلے مرد کے بغیر ہی گزاری ہیں میں نہیں چاہتی کہ اپ
دونوں کی عادت ہمیں لگ جائے اور اس کے بعد اپ دونوں بھی ہمیں
چھوڑ کر چلے جائیں اسی لیے ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں اور ہمیں یہاں
!! سے جانے دیں۔

اور زلہ خانزادی نے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ اٹھی اور مہزلہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا ملیار خانزادہ بے بس نظر ا رہا تھا برلاس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ !! جایا روک انہیں۔۔

برلاس خانزادہ بھی جلدی سے ان کے پیچھے آیا تھا اس نے ایک نظر اور زلہ اور مہزلہ کی طرف دیکھا جواب زنان خانے تک پہنچ چکی تھی سب لوگ !! نیچے ہی بیٹھے تھے۔۔

بیٹا کہاں جا رہی ہو تم اور زلہ اور مہزلہ کو زنان خانے سے باہر جاتا دیکھ کر عالم !! زیب خانزادہ نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔

مجھے نہیں لگتا کہ میں اپ کو جوابدہ ہوں انہوں نے (اور نگزیب خانزادہ) مجھ سے بہت مان سے کہا تھا کہ میں ان کی بات مان لوں اور اپنی ماں کو اس حویلی میں لے کر اوں جہاں پر وہ تھوڑا سا ہی صحیح اپنا آخری وقت گزار لے

اور وہ انہیں حویلی سے ہی رخصت کرنا چاہتے تھے اب جب سب کچھ ہو چکا
!! ہے تو میں اور میری بہن ہم لوگ اپنے گھر اسلام آباد جا رہے ہیں۔۔

اور زلہ خانزادی نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے سپارٹ چہرے کے ساتھ کہا
تھا اور وہ سختی سے مہزلہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھی جیسے اس کی
زندگی کا کل سہارا بھی یہ حویلی والے اس سے چھین لیں گے لیکن وہ ایسا
!! بالکل بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے بے بس ضبط سے سرخ آنکھوں کے ساتھ اپنی بیوی کا یہ
فیصلہ سنا تھا وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی وہی لڑکی جو کبھی اس کے
ساتھ زندگی گزارنے کے وعدے کیا کرتی تھی لیکن یہ سب کچھ کیا درابھی
!! تو اس کا خود ہی کا تھا اب سزا بھی تو اسے ہی گزارنی تھی۔۔

بیٹا یہیں پر رک جا تم دونوں وہاں اکیلے اپنی زندگی کیسے گزارو گی یہاں پہ
میں ہوں تمہارا باپ تمہارے دو بڑے بھائی ہیں تمہارے تایا ہے دادا ہے
دادی ہے تمہاری تائی ہے سب ہیں یہاں پر یہی رہ جاؤ عالم زیب خانزادہ

نے تڑپتے ہوئے اپنی دونوں بیٹیوں کو اپنے پاس رہنے کے لیے منانا چاہا
!! تھا۔

لیکن یہاں پر میری ماں نہیں ہے،، بے ساختہ ہی اور زلہ خانزادی نے اپنے
!! صرف نام کے باپ کو جواب دیا تھا۔

زرم خانزادہ کی نگاہیں تو مہزلہ کے اوپر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی جو بالکل
چھوٹے بچے کی طرح اپنی بہن کے سینے میں گھسی جیسے سب سے چپھنا چاہ
!! رہی تھی۔

اپنی بہنیں پر رہ جاتے ہیں نا یہاں پر سب ہے وہاں ہم دونوں کو اکیلے ڈر لگے
گاپلیزا بھی اور زلہ خانزادی مزید اپنے باپ سے کچھ کہتی کہ مہزلہ نے اس
کے کان میں سرگوشی نما اواز سے کہا تھا لیکن ان دونوں کا باپ جو اس کی
!! نہایت ہی قریب کھڑا تھا وہ اپنی چھوٹی بیٹی کی سرگوشی سن چکا تھا۔

دیکھا اب تو مہزلہ بھی یہیں پر رہنا چاہتی ہیں چھوڑ دو اپنی ضد کو اور یہی پر
رہو ہمارے ساتھ عالم زیب خانزادہ کو اس وقت ٹوٹ کر اپنی چھوٹی بیٹی پر

پیارا یا تھا جو صرف ڈرنے کے ڈر سے حویلی سے جانا ہی نہیں چاہ رہی
!! تھی۔۔

تم یہیں پر رہنا چاہتی ہوں اور زلہ نے مہزلہ کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے
ہوئے سب کے سامنے پوچھا تھا تو بے اختیار ہی اس کا چہرہ ہاں میں ہلا
!! تھا۔۔

پھر آپ اسکول کیسے جاؤ گے اور ابھی تو آپ کے نائنٹھ کے پیپر بھی سٹارٹ
ہونے والے ہیں اور آپ کا مدرسہ بھی تو ہے قرآن پاک کیسے کمپلیٹ کروں
!! گی۔۔

!! اور زلہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا۔۔

اس کے جب بھی نائنٹھ کے پیپر سٹارٹ ہوں گے میں اس کو خود ہی اپنے
ساتھ اسلام آباد لے کر جاؤں گا ویسے بھی میں وہاں پر فلیٹ میں رہتا ہوں
اور میری یونیورسٹی بھی ہے وہاں پر مہزلہ خانزاری کو کنفیوز ہوتے دیکھ کر
!! جلدی سے برلاس خانزادہ نے اپنی رائے پیش کی تھی۔۔

ہاں دیکھیں اپنی لالا مجھے پڑھائیں گے بے اختیار ہی مہزلہ کی انکھیں چمکی تھی
اور اس نے اپنے لالا برلاس کی طرف دیکھا تھا جو مسکراتی نظروں سے اس
!! کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

وہ چھوٹی بچی تھی ابھی اس کا ذہن جس طرح سے اپنی ماں کی طرف لگا ہوا
تھا وہ رورہی تھی تو اگلے ہی پل اس کا ذہن سب لوگوں نے صس پاس میں
بھٹکا کر رکھ دیا تھا اسی لیے تو اب اس کی انکھیں انسو نہیں بہا رہی تھی اس کا
ذہن بھٹکا ہوا تھا اور یہی سوچ اور زلہ خانزادی کو یہیں پر رہنے پر مجبور کر
رہی تھی کہ اگر اس کی بہن کا ذہن بٹکا رہے گا تب ہی وہ ٹھیک رہے گی ورنہ
اگر وہ اپنے اسلام آباد کے گھر چلی جاتی تو وہاں پر اس کی ماں کی یادیں ہونی
تھی اور پھر جب وہ اپنی جاب پر جاتی پھر اس کے پیچھے اس کی بہن کا خیال
کون رکھتا اور وہ جانتی تھی کہ مختلف سوچو اس کے ذہن میں گھڑتی رہتی اسی
لیے نہ چاہتے ہوئے بھی مجبور ہو کر اس نے یہیں حویلی پر رہنے کا فیصلہ کیا
!! تھا۔

ٹھیک ہے اور قرآن پاک آپ کو کون پڑھائے گا پھر اور زلہ خانزادی نے اپنی
!! معصوم سی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں پڑھالوں گی اپنی چھوٹی سی شہزادی کو کیوں مجھ سے پڑھو گی نہ قرآن
پاک زرش خانزادی نے جلدی سے مہزلہ کی طرف بڑھتے ہوئے اسے
اس کی بہن کی باہوں سے ازاد کرتے ہوئے اپنی باہوں میں بھرتے کہا تھا
اور جھوٹی سی بچی کچھ ہی دیر میں سب کے دلوں پر راج کرنا شروع ہو چکی
تھی حویلی کی سب سے چھوٹی عمر والی لڑکی سب کے دلوں پر اونچے درجے
پر فائز ہو چکی تھی اور اس کو سب سے بڑھ کر پیار ملنے والا تھا کیونکہ وہ سب
!! سے چھوٹی جو تھی۔

نہیں پڑھوں گی آپ کون ہیں۔۔۔ آپ اپنی مہزلہ نے گھبراتے ہوئے کہا تھا
اس کے چہرے پہ ڈر و خوف کو دیکھتے ہوئے سب ہی تقریباً پریشان ہوئے
!! تھے۔

میری جان ریلیکس ہو جاؤ وہ اپ کی کزن ہے بالکل میری طرح اپ کی بہن
ہی ہے اور زلہ خانزادی نے دوبارہ اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا کیونکہ وہ
زربیش خانزادی کے باہوں سے خود کو آزاد کر کے اس کی طرف بڑھائی
!! تھی۔۔

اچھا پھر میں اپ سے پڑھ لوں گی اس بار معصومیت سے کہتے ہوئے مہزلہ
نے زربیش کی طرف دیکھتے کہا تھا تو زربیش بھی پر سکون ہو گئی تھی ورنہ اس
!! لڑکی کے چہرے پہ ڈر و خوف کو دیکھ کر وہ خود ہی پریشان ہو گئی تھی۔۔
یہ اتنا ڈرتی کیوں ہے سب سے زربیش نے مہزلہ کو اور زلہ کے سینے میں
گھسے دیکھ کر مہزلہ سے سوال پوچھا تھا جس کا جواب تقریباً سبھی حویلی والی
!! سننا چاہتے تھے۔۔

کیونکہ یہ کبھی اسلام آباد میں گھر سے باہر جاتی ہی نہیں تھی سکول اور سکول
سے بس مدرسے اس کے بعد سے اس کی زندگی بس میری اور مورے تک

ہی محدود تھی اسی لیے یہ اجنبی لوگوں سے ملتے ہوئے پہلی بار میں ڈرتی ہے
!! لیکن پھر اس کے بعد نارمل ہو جاتی ہے۔۔

اور زلہ نے اونچی آواز میں ساری حویلی والوں کو اپنی چھوٹی بہن کے ڈرو
!! خوف کے بارے میں بتایا تھا۔۔

اپی میں نہیں ڈرتی وہ تو انہوں نے مجھے ڈرایا تھا ہے نا اپی اپا نہیں بتائیں نا
میں اپ سے نہیں ڈری اپ نے مجھے ڈرایا تھا مہزلہ نے زریش سے کیا تھا نہ
جانے کیوں لیکن اسے اچھا نہیں لگا تھا کہ اس کی بہن نے سب کے سامنے
اس کے ڈرو خوف کو واضح کیا تھا اسی لیے جلدی سے زریش کی طرف دیکھتے
!! ہوئے اس نے بہانہ بنایا تھا۔۔

جی جی اس کو میں نے ہی ڈرایا تھا یہ بالکل بھی نہیں ڈری تھی زریش
خانزادی نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے اور زی کی طرف دیکھتے ہوئے
!! کہا تھا تو اس کے چہرے پہ بھی اسودگی بھری مسکراہٹ آئی تھی۔۔

مہزلہ کے اس انداز کو دیکھتے ہوئے تقریباً ساری حویلی والوں کے چہرے پر
مسکراہٹ اُٹی تھی زرم خانزادہ تو مہزلہ کو ہی دیوانہ وار دیکھتا جا رہا تھا اس کو
سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کا دل آیا بھی تو کس پر ایک سکول جانے والی بچی
پر خود وہ 30 کا ہونے والا تھا اور پیار اس نے 15 سالہ لڑکی سے کیا تھا بہت
!! مشکل ہے انی تھی اس کو اپنی محبت کو اپنے نکاح میں لینے کے لیے۔
لیکن خیر زرم خانزادہ ہر اس مشکلوں کو پار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جس کے
!! بعد اس کی محبت اس کی ہو جانی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

— — —

اج یمننا بیگم کی موت کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا سب لوگ دوبارہ سے اپنی
!! روٹین پر اچکے تھے سوائے اور زلمہ خانزادی کے۔

اس کی زندگی تو ایک جگہ پر بس رک کر ہی رہ گئی تھی مہزلہ بھی اپنی روٹین کی طرف واپس لوٹائی تھی وہ روز ڈیلی صبح زریش سے قرآن پاک بھی پڑھتی تھی اور اس کے بعد وہ برلاس خانزادہ سے اپنے نائنٹھ کے پیپرز کی تیاری بھی کر رہی تھی لیکن ایک پوری حویلی میں اور زلہ خانزادی ہی تھی جو سب سے الگ تھلگ ایک روم میں خاموشی سے بیٹھی ایک ہی جگہ کو !! یک ٹک گھورتی ہی رہتی تھی۔۔

سب ہی تقریباً اپنی کوشش کر چکے تھے اسے دوبارہ سے زندگی کی طرف !! لوٹانے کی لیکن ہر کسی کی کوشش ناکام ہی گئی تھی۔۔

سب کو اور زلہ خانزادی ایک ہی جواب دیتی کہ اسے تھوڑا سا وقت چاہیے زندگی کی طرف لوٹنے کے لیے ظاہر سی بات ہے اتنا بڑا حادثہ ایک ہی دن میں ہو جانا، ایک ہی دن میں اس کا نکاح ہو جانا، اس کے شوہر کا دوبارہ اس کے پاس واپس انا، اسے اپنا بدلہ کہنا، اسے تھپڑ مارنا، اس کی ماں کا ایک ہی دن میں مر جانا، یہ سب کچھ اتنا انسان نہیں تھا زندگی اپنی ڈگر پر چل

رہی تھی وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن اور زلہ خانزادی کے لیے تو وقت بس
!! ایک ہی جگہ پر رک کر رہ گیا تھا۔

دیکھا جائے تو اس سارے معاملے میں نقصان تو سب سے زیادہ اور زلہ
خانزادی کا ہی ہوا تھا مہزلہ خانزادی تو چھوٹی تھی پوری حویلی والے اس کا
دھیان ادھر سے ادھر بھٹکاتے رہتے تھے اس کی سوچیں اس کی مورے
کی طرف لے کر جاتے ہی نہیں تھے اسے کبھی اکیلا چھوڑتے ہی نہیں تھے
کہ وہ کچھ سوچ پاتی اور اس سب کے لیے وہ پوری حویلی والوں کی شکر گزار
بھی تھی لیکن وہ خود کا کیا کرتی نہ تو اس کے ہاتھ اس کا شوہر ایسا جو جس سے وہ
محبت کی دعویٰ دار تھی اور نہ ہی اس کی ماں اس کی زندگی میں رہی ایک دن
میں ہی اتنا بڑا حادثہ ہو جانا اور زلہ خانزادی کے لیے کسی قیامت سے کم
!! نہیں تھا وہ دن۔

خیر وقت کا کام تھا گزر جانا اور وہ گزرتا چلا گیا اور اج ایک ہفتے بعد بھی
اور زلہ خانزادی کو ایسا ہی لگتا کہ وہ ابھی تک اس دن سے باہر نکل ہی نہیں
!! پائی تھی۔

ابھی بھی وہ ایک کمرے میں بیٹھی مختلف سی سوچیں سوچ رہی تھی اسے ایسا
لگتا تھا کہ ان سوچوں سے اس کا دماغ پٹ کر رہ جائے گا لیکن وہ کیا کرتی ہے
!! پورا دن وہ حویلی میں بولائی بولائی سی پھرتی رہتی تھی۔

سب تو اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کرتے لیکن وہ کسی کو بھی خود
سے مخاطب نہیں کرتی تھی اگر کوئی اس سے بات کرتا بھی تو صرف ہوں
!! ہاں میں جواب دیتی تھی۔

&&&&&&&

یار مجھے تجھ سے ایک بہت ہی ضروری بات کرنی ہے ملیار خانزادہ اس وقت
آرٹھ خانزادہ کے اسلام آباد کے شوروم میں بیٹھا اس سے مخاطب ہوا
!! تھا۔

ہممم بول کیا بات ہے آرش خانزادہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے سیگنل کا گہرا
!! کش لگاتے ہوئے ملیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کیا تو اس چیز کو تھوڑی دیر کے لیے ہٹا نہیں سکتا ملیر خانزادہ کا اشارہ سیگنل
!! کی طرف تھا۔

نہیں یہی آخری اور واحد سہارا ہے میرے دردِ دل کو کم کرنے کا ورنہ تو
حویلی سے تو سب ہی مجھ سے اپنا منہ موڑ چکے ہیں مانتا ہوں کہ میں نے اس
لڑکی کے ساتھ غلط کیا میری وجہ سے اس کی ماں بھی اس دنیا میں نہیں رہی
لیکن میں معافی کے قابل بھی نہیں ہوں نہ میں اس کے سامنے جا کر اس
!! سے معافی مانگ سکتا ہوں۔

تجھے پتہ ہے کہ پچھلے ایک ہفتے سے میں حویلی کیوں نہیں آیا میں اسلام آباد
اپنے گھر میں ہی کیوں رہ رہا ہوں صرف اور صرف اسی وجہ سے تاکہ وہ مجھے
!! دیکھ کر اس کے دکھ میں مزید اضافہ نہ ہو۔

بڑی چپ ہو جا میں تیرے ساتھ ہوں نا کچھ نہیں ہو گا مانتا ہوں تم نے غلط
کیا ہے اور اس کے لیے تمہیں معافی بھی اتنی جلدی نہیں ملے گی لیکن اس
سب کے بیچ تھوڑی سی خوشیاں لانے کا تو ذریعہ بن سکتا ہے ناملیار خانزادہ
نے نہایت ہی نرمی سے اس کا ٹیبل پر پڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر اس کی
!! ہتھیلی پر اپنی انگلی سے اپنے عشق عنایہ کا نام لکھنے لگا تھا۔

وہ شاید دنیا کا پہلا ایسا بہنوئی تھا کہ اپنے سالے کے ہاتھ پر ہی اپنے عشق اور
!! اس کی بہن کا نام لکھ رہا تھا۔

کیسی خوشیاں کیا بولنا چاہتا ہے تو صاف بول آرش خانزادہ نے گھور کر اس کی
طرف دیکھا تھا اسے ہمیشہ سے ہی ملیار خانزادہ کے اس بات سے چڑھوتی
تھی کہ وہ سیدھے سیدھے بات نہیں کرتا تھا بلکہ اگلے بندے کو سسپنس
!! میں ڈال دیتا تھا۔

بتا دیتا ہوں میں تیری بہن عنایہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں کل یا پھر پرسوں
تک میں جانتا ہوں کہ تو اپنے باپ سے خود ہی بات کر لے گا اسی لیے میں

تیرے پاس ہی آیا ہوں ملیار خانزادہ کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا اور وہ اس کے
!! ہتھیلی پر بار بار "جانِ عنایہ" لکھ رہا تھا۔

تیرا دماغ خراب ہے تو کیسے بات کر رہا ہے آرش خانزادہ نے ایک ہی پل
میں اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے اسے گھور کر غصے سے دیکھتے
!! ہوئے کہا تھا۔

کیسی بات کر رہا ہوں بچپن سے تیری بہن سے عشق کرتا ہوں اور تو بھی
میری آنکھوں کو بخوبی پڑھ سکتا ہے تو میرا جگری یار ہے سب سے زیادہ تو
میرے دل کے قریب ہے تو ضرور جانتا ہو گا کہ تیری بہن میرے لیے کیا
معنی رکھتی ہے اب جب میں اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہوں تو اس میں
دماغ خراب کرنے والی کیا بات ہے ملیار خانزادہ نے بھی اسے ڈبل گھوری
!! سے نوازتے ہوئے کہا تھا۔

تو میں جانتا ہوں کہ تو عاشق ہے لیکن جانا میرے باپ سے بات کر میرے
پاس کیوں آرہا ہے پہلے سے ہی تو جانتا ہے کہ پوری حویلی میرے خلاف

کھڑی ہے ایسے میں جب میں ان سے بات کروں گا تو تجھے کیا لگتا ہے کہ وہ
!! لوگ مانیں گے۔۔

آر ش خانزادہ نے اسے عقل دلائی چاہی تھی ملیر خانزادہ کی عقل پر وہ
صرف افسوس ہی کر سکتا تھا وہ کتنا پاگل تھا بجائے اپنے باپ سے یہ بات
!! کرنے کے وہ اس کے پاس اکر بات کر رہا تھا۔۔

ان سے بھی بات ہو جائے گی لیکن تو جانتا ہے کہ سب کو منانے کے لیے
پھر بھی دوبارہ مجھے تیرے پاس ہی انا ہے اسی لیے میں سب سے پہلے
تیرے پاس ہی آیا تھا کیونکہ عنایہ سب سے زیادہ تیرے ہی قریب ہے اور
اسے منانے کے لیے تجھے ہی میرا ساتھ دینا پڑے گا ملیر خانزادہ نے بھی
!! اس بار تحمل سے بات کرتی ہوئے آج آر ش خانزادہ سے کہا تھا۔۔

منانے و انانے کا کوئی کام نہیں ہے صرف ایک ہی بار اس سے اس کی
رضا مندی پوچھوں گا اگر وہ ہاں کرے تو ٹھیک اور نہ کرے تو نکاح کینسل

سمجھ اس بار آرش خانزادہ نے بھی آنکھوں میں شرارت لیے ملیار خانزادہ کو
!! تنگ کرنا چاہا تھا۔

ٹھیک ہے اگر تو نہیں منانا چاہتا اس کو تو میں اس کو پھر اپنے طریقے سے ہی
مناؤں گا ظاہر سی بات ہے جو تم کو بالکل بھی پسند نہیں آئے گا ملیار خانزادہ
نے اس کی آنکھوں کی شرارت کو بھانپتے ہوئے اسے بھی تنگ کیا تھا جانتا تھا
!! کہ آرش خانزادہ اپنی بہن کے لیے کس قدر پوزیسو ہے۔

اگر تو نے اس کے ساتھ ذرا بھی زبردستی کرنے کی کوشش کی زبردستی تو
چھوڑ دور کی بات ہے تو نے اس سے اگر بات بھی کرنے کی کوشش کی تو
میں بھول جاؤں گا کہ تو میرا جگری یار ہے آرش خانزادہ نے اس بار اٹھتے
!! ہوئے اسے گریبان سے پکڑتے ہوئے غرا کر کہا تھا۔

چل تو اگر تجھے میرا بات کرنا ٹھیک نہیں لگتا تو تو خود ہی بات کر لے آسان
سی بات ہے وہی بات اگئی نامیں نے پہلے بھی تجھ سے یہی کہا تھا کہ تو خود
بات کر اور اب بھی آخر میں یہی بات کر رکھتی ہے کہ تو خود ہی بات کر ملیار

خانزادہ نہایت ہی شاطر انسان تھا وہ ایک پولیس والا تھا اگے انسان کے دماغ میں کیا چل رہا تھا اس کے چہرے سے ہی دیکھ کر وہ جان جاتا تھا تو وہ کس طرح سے اپنے جگری یار کے دماغ اور دل میں چلتی باتوں کو نہ پہچان !! پاتا۔

ٹھیک ہے میں کر لوں گا بات کچھ دنوں بعد حویلی اوں گا تو بابا سے بات کر لوں گا آرش خانزادہ نے تھکے ہوئے اعصابوں کے ساتھ اس کے بگربیان سے ہاتھ ہٹا کر اپنے پہلو میں گرائیں اور ساتھ ہی سیگریٹ ختم ہونے پر دوبارہ سے اپنے جیب سے لائٹر اور سیگریٹ کو نکالتے ہوئے اسے سلگانا !! شروع کیا تھا۔

دو تین دن بعد نہیں میں اب مزید صبر نہیں کر سکتا تو آج بلکہ ابھی ہی چل میرے ساتھ میرا بھی کام ختم ہو گیا ہے میں بھی حویلی ہی چل رہا ہوں ملیار خانزادہ نے اس کے قریب بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے سیگریٹ لے کر اس کے شاندار سے افس میں پھینکی اور اپنے چمچماتے ہوئے بوٹ تلے اس

سیکریٹ کو کچل دیا تھا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے اس کے افس سے نکالتے ہوئے گاڑی میں بٹا کر حویلی کی طرف روانہ کر چکا !! تھا۔

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے انہیں حویلی پہنچتے پہنچتے نو ضرور بچ !! جاتے۔

آر ش خانزادہ نے بھی مزید کوئی بھی مزاحمت کیے بغیر اس کی گاڑی میں بیٹھ !! کر حویلی کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

گاڑی نہایت ہی تیزی سے ملیار خانزادہ دوڑا رہا تھا اسلام آباد کے موٹروے !! کی طرف موڑ چکا تھا۔

گاڑی نہایت ہی صاف ستھرے روڈ پر فراٹے مارتے ہوئے تیزی سے روانہ !! تھی اور آر ش خانزادہ پسینہ جبر سیٹ پر بیٹھا گہری سوچوں میں گم تھا۔

موٹر وے سے گزرتے ہوئے اسے بے اختیار ہی ایک ریڑھی والا نظر آیا تھا جس کے پاس بہت سارے اخروٹ اور بادام پڑے تھے مختلف سی ڈرائی !! فروٹس سے اس کی ریڑھی بھری ہوئی تھی۔۔

اس ریڑھی والے کو دیکھ کر آرش خانزادہ گہری سوچوں میں گم ہوتا چلا گیا !! تھا۔۔

خانزادے میری اپ سے ایک ہی خواہش ہے دوپہر کے وقت شوروم کے افس میں چیئر پر آرش خانزادہ اور صوفے پر اور زلہ خانزادی بیٹھی تھی جب !! اور زلہ نے اسے خود کی طرف مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

جی میری خانزادی کیا خواہش ہے اپ کی اپ کی ہر خواہش سرانکھوں پہ حکم کرے بس اپ آرش خانزادہ نے بھی نہایت محبت سے اس کی طرف !! دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔۔

اچھا تو بس میری یہی خواہش ہے کہ شادی کے بعد اپ جب بھی حویلی آئیں گے تو میرے لیے اپنے ساتھ بہت سارے ڈرائی فروٹس لانا پھر ہر

رات دودھ کے ساتھ میں وہ کھاؤں گی مجھے بہت زیادہ پسند ہے بادام
!! اخروٹ کا دودھ ٹھیک ہے۔۔

ضرور میری خانزادی کی صرف اتنی سی خواہش ہے یہ تو اس کا خانزادہ ابھی
پورا کر لے گا آرش خانزادہ نے چٹکی بجائی تھی جس کی وجہ سے اور زلہ
خانزادی کی کلکھلاہٹ پورے افس میں گونجی تھی جس کو دیکھتے ہوئے
!! آرش خانزادہ بھی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا تھا۔۔

حقیقت میں آرش خانزادہ کو ابھی تک اور زلہ خانزادی کی کلکھلاہٹ اپنے
کانوں میں سنائی دے رہی تھی اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو چکی تھی
ایک ہستی کھیلتی مسکراتی لڑکی کو اس نے کیا سے کیا بنادیا تھا نہ جانے اس کا
کیا حال ہو گا ایک ہفتے میں وہ اپنے اندر ہمت ہی نہیں پیدا کر پایا تھا کہ وہ
حویلی جاسکے اور اب جب وہ حویلی جا رہا تھا تو اس کی حالت غیر ہو رہی
!! تھی۔۔

گاڑی روک بڑی بے ساختہ ہی ایک دوسری ریڑھی ڈرائی فروٹ سے
بھری آرش خانزادہ کو نظر آئی تو اس نے ملیار خانزادہ کو گاڑی روکنے کا کہا
!! تھا۔

ملیار خانزادہ نے بھی حیرت سے گاڑی روکی تھی اور آرش خانزادہ کو دیکھا
تھا جواب گاڑی سے اتر کر ریڑھی والے کے پاس گیا اور پانچ سے دس منٹ
کے بعد اپنے ہاتھوں میں ڈرائی فروٹس کی بھری بھری تھیلیاں لا کر گاڑی
!! میں رکھ چکا تھا۔

یہ کس کے لیے لایا ہے تو اتنے سارے ڈرائی فروٹس ملیار خانزادہ نے
حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا وہ حد سے زیادہ ہی ڈرائی فروٹس خرید کر
لے آیا تھا اتنا کہ پوری حویلی والے دو دن تک کھاتے پھر بھی وہ ختم نہ
!! ہوتے۔

اپنی بیوی کے لیے اسے پسند ہے بہت دودھ کے ساتھ ڈرائی فروٹس کھانا
آرش خانزادہ نے بے ساختہ ہی میکانیکی انداز میں ملیار خانزادہ کو جواب دیا تھا

اس کا جواب سن کر ملیار خانزادہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا کیا وہ
!! سچ میں اس لڑکے سے محبت کا دعویٰ دار تھا۔

کیا تو سچ میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہے ملیار خانزادہ نے حیرت سے اس کی
!! طرف دیکھ کر پوچھا تھا۔

نہیں بے ساختہ ہی آرش خانزادہ نے اسے جواب دیا تھا گہری سانس ہوا کے
سپر د کرتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے اس نے اپنی آنکھیں موندی
!! تھی۔

میں اس سے عشق کرتا ہوں،، آرش خانزادہ اور زلہ خانزادی سے عشق
کرتا ہے،، محبت کا درجہ تو بہت ہی کم ہے،، میں عشق کے اس درجے پر فائز
ہوں جہاں سے لوٹنا ناممکن ہے،، وہ میری چلتی سانسوں کی وجہ ہے،، میرا
دھڑکتا ہوا دل ہے،، مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر وہ کبھی مجھ سے دور ہوئی،، تو
میری دھڑکنیں رک جائیں گی،، ایسا لگتا ہے کہ اس کے دل کے دھڑکنے
سے اور اس کے سانسوں لینے سے ہی آرش خانزادہ زندہ ہے، ش کتنا انتظار

کیا تھا میں نے کہ وہ میرے نکاح میں اجائے،، لیکن نہ جانے نکاح والے
دن مجھے کیا ہو گیا تھا،، مجھ پر بدلہ سوار ہو گیا تھا چچی کے دکھ کا اور میں اس
سے بدلہ لے بیٹھا اور اس بدلے میں میں صرف اپنا ہی نقصان کر بیٹھا
!! ہوں۔۔

تجھے پتہ ہے جب میں اسے محسوس کرتا ہوں اس کی چلتی سانسوں کو دیکھتا
ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ آرش خانزادہ بھی زندہ ہے،، جب وہ مجھ سے
ناراض ہوتی ہے،، وہ مجھ سے منہ موڑتی ہے،، وہ میری طرف دیکھتی نہیں
ہے،، تو مجھے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوتی ہے،، مجھے نہیں پتہ کہ یہ عشق
کا کون سا مقام ہے،، لیکن جو کوئی سا بھی ہے آرش خانزادہ اور زلہ خانزادی
سے عشق آخری حد تک کرتا ہے،، میں اسے اپنا لمس محسوس کروانا چاہتا
ہوں،، وہ میری جاناں ہے،، میں اس کے لیے دیوانہ ہوں،، وہ میرے دل
کا ٹکڑا ہے،، مجھے اس کے بارے میں نہیں پتا کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی

ہے یا نہیں،، لیکن میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ "اور زلہ خانزادی کی چلتی
"سانسیں آرش خانزادہ کی چلتی سانسوں کے ساتھ ہے

ملیار خانزادہ حیرت کے انتہا پر پہنچتے اپنے آنکھوں کو ناقابل حد تک پہلا تھے
اپنے جگری یار اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا جس نے آج تک اسے اپنے دل کی
!! خبر نہ ہونے دی تھی۔۔

کیا وہ لڑکی تیرے لیے اتنی ضروری ہو گئی تھی ملیار خانزادہ نے حیرت سے
!! اس سے پوچھا تھا۔۔

تصیح کر تھی نہیں ہے آرش خانزادہ کی طرف سے پرسکون لہجے میں جواب
!! ایا تھا۔۔

اس کے جواب کو سنتے ہوئے اس کے بعد سے ملیار خانزادہ اور آرش خانزادہ
!! کے بیچ میں کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی حویلی پہنچنے تک۔۔

تقریباً نو بجے کا وقت تھا جب ملیار خانزادہ اور آرش خانزادہ کی گاڑی حویلی
!! کی لمبی سی راہداری پورچ میں اکر رہی تھی۔۔

تھکے تھکے انداز میں وہ دونوں باہر نکلے اور اپنی اپنی بار وعب پر سنلٹی کے
!! ساتھ وہ حویلی کے اندر داخل ہو گئے تھے۔

زنان خانے کی طرف اکردونوں نے دیکھا کہ سب ہی تقریباً ڈائمنگ ٹیبل
پر بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے وہ دونوں بھی جا کر سب کے ساتھ ہی بیٹھ
!! گئے تھے۔

کسی نے بھی وُرش خانزادہ سے کوئی بھی سلام یا پھر دعا نہیں کی تھی دل کڑا
کر وہ سب کے بیچ بیٹھا سب کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اس کی آنکھیں جس
!! جی متلاشی تھی وہ اس کو ڈائمنگ ٹیبل پر نظر نہیں آئی تھی۔

بابا میں نے آپ سے ایک بہت ہی ضروری بات کرنی ہے عرش خانزادہ نے
اور نگزیب خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اور نگزیب خانزادہ نے ہاں
!! میں سر ہلا کر اسے اگے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔

ملیاری چاہتا۔ ایک سیکنڈ رک جاؤ یہ بات میں خود کہنا چاہتا ہوں کیا مجھے پہلے
بولنے دو گے عالم زیب خانزادہ سمجھ چکے تھے کہ آرش خانزادہ اپنے باپ
!! سے کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں اسی لیے اس نے پہلے بولنا چاہا تھا۔
ٹھیک ہے اپ پہلے بات کر لیں آرش خانزادہ کو حیرت بھی ہوئی تھی اج
سے پہلے یہ حرکت ان کے چاچو عالم زیب خانزادہ نے کبھی بھی نہیں کی
!! تھی۔

بھائی میں مانتا ہوں کہ میں نے اپنی ماضی میں بہت ساری غلطیاں کی ہیں
لیکن اب میں مزید غلطیاں نہیں کرنا چاہتا یقین مانیں بہت دل سے اپ کی
بیٹی عنایہ کا رشتہ اپنے بڑے بیٹے ملیاری خانزادہ کے لیے مانگنا چاہتا ہوں جانتا
ہوں کہ عنایہ میری بھی بیٹی ہے لیکن پھر بھی اپ اس کے باپ ہیں اپ
زیادہ بہتر طریقے سے اس کے اچھے اور برے کے بارے میں جانتے ہیں
!! اسی لیے مجھے امید ہے اپ مجھے مایوس نہیں لوٹائیں گے اپنے در سے۔

عالم زیب خانزادہ نے یہ بات کی تو اور نگزیب خانزادہ کی تو دل کی جیسے مراد پوری ہوئی تھی وہ تو خود چاہتے تھے کہ ان کی اکلوتی بیٹی اسی حویلی میں ہی رک جائے اور ایسا ہی ہوا تھا ان کے چھوٹے بھائی نے ان کا مان توڑا نہیں تھا مسکرا کر عالم زیب خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ ضرور میں سوچ !! کر تمہیں جواب دوں گا۔

عنا یہ خانزادی جو سب کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی سب بڑوں کو اپنی اور ملیار کے بارے میں ایسی باتیں کرتے دیکھ کر بے اختیار ہی خوف سے اس کا دل دھڑکا تھا جس انسان کے ساتھ وہ ایک ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتی تھی ڈر و خوف کی وجہ سے اس کی بھاری گھمبیراواز اور اس کی بار و عب پر سنلٹی کو دیکھتے ہوئے اس کی جان جاتی تھی وہ ہمیشہ ہی اس سے خار کھاتی تھی۔

نہیں نہیں وہ اس کے ساتھ پوری زندگی کیسے گزار سکتی ہے اگر وہ ایک ٹیبل پر اس کے ساتھ کھانا تک نہیں کھا سکتی تو پوری زندگی تو بہت دور کی

بات تھی بے ساختہ ہی وہ اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف دوڑ کر چلی گئی تھی
سب بڑوں کے بیچ میں وہ ایسے انکار کر کے اپنے بھائی اور بابا کا سر نہیں جھکانا
!! چاہتی تھی۔۔

وہ چوٹی موٹی سے لڑکی دراصل ملیار خانزادہ کے باڈی بلڈر جسم کو دیکھتے
!! ہوئے اس سے ڈر رہی تھی۔۔

حویلی کے سارے نیوجزیشنز کے جو خانزادے تھے انہوں نے اپنے لیے
حویلی میں ہی جم بنارکھا تھا اور وہ ڈیلی وہاں جا کر ایکسرسائز بھی کرتے تھے
کیونکہ اپنے ہیلتھ کے معاملے میں وہ سارے خانزادے کچھ زیادہ ہی
!! کانشیس تھے۔۔

ان سارے خانزادوں کے ہی پھولے ہوئے بازو چھوڑا سینہ کسرتی جسم
کثرت سے ان کے جم جانے کا پتہ دیتے تھے وہ سارے ہی خانزادے اپنی
!! عمروں سے بڑے لگتے تھے۔۔

آر ش خانزادہ نے ملیار خانزادہ کی طرف گھور کر دیکھا تھا جس نے اپنے باپ سے پہلے ہی بات کر رکھی تھی لیکن اس کے پاس اگر اسی بھی بتانا ضروری سمجھا تھا اب آر ش خانزادہ کو اس کی ساری گیم سمجھائی تھی وہ دراصل اسے !! حویلی ہی بلانا چاہ رہا تھا جو ایک ہفتے سے وہ حویلی نہیں ارہا تھا۔

آر ش خانزادہ کے خود کے طرف دیکھنے پر ملیار خانزادہ نے اسے انکھ و نک کی تھی اور مزے سے وہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو چکا تھا اب اسے عنایہ خانزادی کی طرف سے فکر لگی تھی کہ کہیں وہ منع ہی نہ کر دے نکاح کے لیے صبح وہ اس سے بھی بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

آر ش خانزادہ بھی دل کھڑا کر کھانے کی ٹیبل سے اُٹ چکا تھا اس نے کھانے کا ایک نوالہ تک نہیں لیا تھا جس کے لیے وہ حویلی آیا تھا وہ تو وہاں تھی ہی نہیں اسی لیے اٹھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف چل پڑا تھا اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ سا ہو گیا تھا۔

نہیں نہیں میں اس سے نکاح کیسے کر سکتی ہوں میں تو اس سے اتنا ڈرتی ہوں
ہم دونوں کا تو زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ گزارا ہی نہیں ہو سکتا کہا
وہ اتنے باڈی بلڈر کھڑوس اور غصہ ہمیشہ ناک پر سجانے والا اور کہا میں
!! معصوم سی میں بالکل بھی اس سے نکاح نہیں کروں گی۔

لیکن کیا کروں منع کیسے کروں گی عنایہ خانزادی مختلف سے سوچیں سوچ
رہی تھی کہ اچانک ہی اس کے دماغ میں ایڈیا یا کہ ہاں اگر بھائی اور پھر بابا
!! مجھ سے رضامندی پوچھنے کے لیے آئیں گے تو میں انکار کر دوں گی۔

ہاں یہی ٹھیک رہے گا ویسے بھی میں اس کھڑوس کے ساتھ بالکل بھی
زندگی نہیں گزار سکتی اور پھر وہ تو مجھ سے اتنے بڑے ہیں اور میں تو چھوٹی
ہوں اور ابھی میں نے ڈاکٹر بھی تو بننا ہے بہت ساری پڑھائی بھی تو کرنی ہے
!! اسی لیے میں ان سے نکاح نہیں کروں گی۔

عنا یہ نے رات سے یہ بات جب سے سنی تھی تب سے ہی وہ پریشان ہو رہی تھی اب جا کر اس بات کا حل نکلا تھا اور تقریباً صبح ہو گئی تھی دو سے تین گھنٹے تو اس نے اپنی پڑھائی میں ہی صرف کر دیے تھے اور اب صبح ہونے والی تھی اسے کالج جانا تھا لیکن اسے شدید نیند بھی آرہی تھی لیکن کالج جانا بھی ضروری تھا کیونکہ آج اس کے بہت اہمپورٹنٹ ٹیسٹ ہونے والے !! تھے اس کو وہ مس ہر گز نہیں کر سکتی تھی۔۔

اسی لیے جلدی فوراً سے اٹھی اور ٹائم دیکھا تو چھ بج رہے تھے سب سے پہلے باتھ روم جا کر وضو کیا اور باہر آکر جائے نماز بچا کر فجر کی نماز ادا کی اس کے بعد اپنے کالج کا یونیفارم چینج کرنے کے بعد اپنے الجھے بالوں کو سلجھایا ساتھ ہی ساتھ اپنے چہرے پر کریم لگا کر اور آنکھوں میں کاجل ڈال کر بالوں کی اونچی پونی بنائیں دوپٹے کو اچھی طرح سے سیٹ کیے اپنا بیگ اٹھا کر کندے پر رکھا اور دوبارہ سے ٹائم دیکھا تو اب سات بجنے میں دس منٹ باقی !! تھے۔۔

ساڑھے سات تک وہ ناشتہ کر لیتی اس کے بعد اس کا لالہ اسے کالج
چھوڑنے جائے گا یہی سوچ لیتے ہوئے وہ نیچے ڈائننگ ٹیبل کی طرف چلی
!! گئی تھی۔

وہ نیچے ڈائننگ ٹیبل پر آئی تو وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا اس کی مورے نائلہ
!! بیگم کچن میں ملازمین کے ساتھ ناشتہ تیار کر رہی تھی۔

مورے مجھے بھی ناشتہ دے دیں پھر میں نے کالج جانا ہے عنایہ خانزادی
نے ٹیبل پر بیٹھے بیٹھے ہی اونچی آواز میں اپنی مورے کو آواز دی تھی اور ساتھ
ہی وہ اپنا موبائل نکال کر اس میں سکروولنگ کرنے میں مصروف ہو گئی تھی
!! کیونکہ ابھی ناشتہ بننے میں دیر تھی۔

ملیار خانزادہ جس کا آج صبح ہی ایک بہت ہی امپورٹنٹ کیس پولیس
اسٹیشن میں آگیا تھا اس لیے وہ جلدی اٹھتے ہوئے پولیس اسٹیشن کی طرف
اسلام آباد جانے کے لیے نکل رہا تھا لیکن ڈائننگ ٹیبل پر اکیلے عنایہ کو بیٹھے

دیکھ کر اس نے سوچا کہ کیوں نہ بات کر لی جائے اور ویسے بھی اس کے بعد
!! وہ رات میں حویلی آنے والا تھا اور تب تک شاید عنایہ سو جاتی۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے میرے ساتھ چلو ملیار خانزادہ نے عنایہ خانزادی
کے پاس جا کر دھیرے سے اسے مخاطب کیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کچن میں
!! کھڑی اس کی تائی سن لے۔۔

عنایہ خانزادی نے اپنے کان کے پاس اتنی گمبھیر آواز سنی تو ایک پل کے
لیے اس کے ہاتھ لرزے تھے موبائل یوز کرتے ہوئے لیکن اگلے ہی پل
خود کو مضبوط بناتے ہوئے سوچا تھا کہ وہ کھا تھوڑی نہ جائیں گے اور ویسے
!! بھی یہاں پر اس کی مورے بھی موجود تھی۔۔

مجھے آپ سے کوئی بھی بات نہیں کرنی عنایہ خانزادی نے ہمت کرتی ہوئے
ملیار خانزادہ سے کہا تھا لیکن وہ کہاں واقف تھی کہ ابھی اس کی یہ ہمت
بھاری پڑ سکتی تھی اور شاید وہ اس پر بھارے بھی پڑ گئی تھی ملیار خانزادہ نے
اگلے ہی پل اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کیچتے ہوئے حویلی کی بیک سائیڈ پر لے

کر چلا گیا تھا ویسے بھی صبح کا ٹائم تھا کوئی بھی نہیں تھا اور حویلی کی بیک سائیڈ
!! تو ویسے ہی سنسناسن پڑی ہوتی تھی۔۔

عنایہ تو اس کے حصار میں کانپ کر رہ گئی تھی اس نے دل میں سوچا کہ اس
نے یہ جملہ بولا ہی کیوں تھا بری طرح سے کانپتے ہوئے اس کا پورا چہرہ پسینے
سے تر ہو چکا تھا ہاتھ پیر اس کے لرزنا شروع ہو گئے تھے نہ جانے سامنے
والی کی پر سنلٹی میں ایسی کیا بات تھی کہ وہ عنایہ خانزادی کو کانپنے پر مجبور
!! کر دیتا تھا۔۔

بیک سائیڈ پر لا کر ملیار خان زادہ نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور گھور کر اس کی
!! طرف دیکھا تھا۔۔

اب بتاؤ بات سنی ہے میری یا نہیں ملیار خان زادہ جانتا تھا کہ وہ لڑکی اس کی
ذرا سی سختی پر ڈر جاتی ہے اسی لیے اپنے لہجے کو تھوڑا سا سخت بناتے ہوئے
!! اس عنایہ خانزادی سے کہا تھا۔۔

ہاں۔۔ہاں۔۔س سنی۔۔ہے۔۔کانپتے ہوئے لہجے میں عنایہ خانزادی نے
کہا تھا اس کا دل ڈوب کر ابراہیم مقابل کی ذرا سی سختی اس کی آنکھوں میں
!! انسولانے کا باعث بن چکی تھی۔۔

سرخ سفید چہرے پر انسوپسالتا ہوا اس کے تھوڑی تک آیا اور تھوڑی سے
نیچے گرنے سے پہلے ہی ملیار خان زادہ نے نیچے اپنی ہتھیلی رکھی تو وہ انسوملیار
!! خان زادہ کے ہتھیلی پر گرایا تھا۔۔

اس کا سرخ سفید چہرہ اس وقت ہر قسم کے میک اپ سے پاک معصومیت
لیے بڑی بڑی گرین آنکھیں بالوں کی اونچی پونی بنائیں اس سے کچھ شرارتی
لڑے اس کے چہرے کو چومتے ہوئے اس وقت ملیار خانزادہ کے دل میں
!! عجیب سادھم مچا گئی تھی۔۔

اس کے پتلے سے ہونٹوں کو دیکھ کر بری طرح سے ملیار خان زادہ کے گلے
میں گلٹی بھر کر معدوم ہوئی تھی بے اختیار ہی اسے اپنے گلے میں کھانٹے
سے چھپتے محسوس ہوئے لیکن ابھی سامنے معصوم لڑکی پر اس کا کوئی بھی

حق نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ اسے چھو پاتا بری طرح سے بے چین ہوتے
ملیار خانزادہ نے اس کی طرف سے اپنا رخ موڑتے اپنے بالوں میں بے بسی
!! سے ہاتھ پھیرا تھا۔

میری بات سنو جب تمہارے بابا یا پھر تمہارا بھائی تم سے نکاح کی
رضامندی پوچھنے کے لیے آئے تو تم ہاں کر دو گی سمجھ رہی ہو نا میری بات کو
!! کہ میں بولنا کیا چاہ رہا ہوں۔

ملیار خانزادہ نے گھور کر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تھا وہ تو اس کی طرف
انکھیں اٹھا کر بھی نہیں دیکھ رہی تھی خیر یہ سب تو بعد میں طے ہو جانا تھا
!! پہلے اس کا نکاح کے لیے رضامندی ظاہر کرنا زیادہ ضروری تھا۔

میں۔۔ میں۔۔ رض۔۔ رضا۔۔ مندی۔۔ نہیں۔۔ دوں۔۔ گی۔۔ ہمت
کرتے ہوئے عنایہ خانزادی نے صرف اتنا ہی کہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ
اس کا فیوچر برباد ہو جائے ایک بار اگر نکاح ہو گیا تو ظاہر سی بات ہے پھر اس
کی شادی بھی ہو جائے گی لیکن وہ پہلے ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اس کے بعد وہ

شادی کرنا چاہتی تھی ابھی تو شادی دور دور تک اس کے ذہن میں نہ
!! تھی۔۔

کیوں نہیں دو گی تم رضامندی کیا خرابی ہے مجھ میں کیا خامی ہے کیوں تم
مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی جواب دو مجھے ملیار خانزادہ کو تو غصہ ہی اگیا تھا
اس کا عشق اس کے سامنے کھڑا اس سے نکاح کے لیے رضامندی ظاہر
نہیں کر رہا تھا اس سچویشن میں غصہ نہ اتا تو کیا ہوتا ملیار خانزادہ نے غصے سے
اس کا بازو زور سے اپنے ہاتھ میں جکڑا تھا کے عنایہ خانزادی سسک کر رہ گئی
!! تھی۔۔

انسو جو آنکھوں میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے بازو کے درد کو برداشت نہ
!! کرتے ہوئے وہ گالوں پر دوبارہ سے بہہ گئے تھے۔۔

پلیز چھوڑیں درد ہو رہا ہے عنایہ خانزادی نے کانپتے ہوئے لہجے میں ملیار
خانزادہ سے کہا اور اس کی سرخ آنکھوں میں انسوؤں کو دیکھتے ہوئے ملیار
!! خانزادہ تڑپ اٹھا تھا۔۔

لیکن اگر وہ اس وقت عنایہ خانزادی پر نرمی دکھا دیتا تو ظاہر سی بات تھی کہ وہ زندگی بھر کے لیے اس کے ہاتھوں سے نکل جاتی اور اگر ایک بار اس نے نکاح کے لیے اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی تو اس کے بعد شاید اس کے بابا !! اور بھائی کبھی بھی نہیں مانیں گے ملیار خانزادہ کا یہی سوچنا تھا۔

اگر تم رضامندی ظاہر نہیں کرو گی اپنے بابا کے سامنے تو ظاہر سی بات ہے کہ میں تمہیں کہ کڈنیپ کر لوں گا اور اس کے بعد میں تم سے نکاح کر لوں گا نکاح تو میں تم سے ہر حال میں کروں گا لیکن کڈنیپ کرتے ہوئے تمہارے بابا کی جو بدنامی ہو گی اس کو تم خود ہی سوچ سکتی ہو ملیار خانزادہ نے صرف اسے ڈرانے کے لیے ہی کہا تھا تا کہ وہ اپنی رضامندی ظاہر کر لے !! نکاح کے لیے۔۔

عنایہ اس کے ارادے جان کر بری طرح سے آنکھوں میں بے یقینی لیے اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی تھی کیا وہ اتنا گھٹیا انسان تھا کہ اگر وہ اسے نکاح

کے لیے اپنی رضامندی ظاہر نہ کرتی تو وہ اس کو کڈنیپ کر دیتا اسے بالکل
!! بھی یقین ہی نہیں رہا تھا۔

اپ۔۔ اپ۔۔ ایسا۔۔ ایسا۔۔ کچھ۔۔ کچھ۔۔ بھی۔۔ نہیں۔۔ کریں۔۔
گے۔۔ عنایہ نے خوف سے بری طرح سے کانپتے ہوئے ملیار خانزادہ سے
!! کہا تھا۔

میں بالکل ایسا ہی کروں گا اگر تم نے نکاح کے لیے اپنی رضامندی ظاہر
نہیں کی تو ملیار خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں بے یقینی کو دیکھتے ہوئے دکھ
!! سے کہا تھا لیکن لہجے کو مضبوط بھی بنایا تھا۔

ٹھیک ہے اپ کچھ بھی ایسا مت کرنا میں نے کہا کہ لیے رضامندی ظاہر
کروں گی اور اپ سے ہی نکاح کروں گی لیکن اپ اس کے بعد ایسا کچھ بھی
نہیں کریں گے عنایہ خانزادی نے ڈر سے کانپتے ہوئے ملیار خانزادہ سے کہا
!! تھا۔

ملیار خانزادہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قدم اٹھا کر وہ اپنے عشق کے دل میں اپنی
!! لیے بدگمانی کی ایک دیوار کھڑی کر چکا ہے۔۔

امید کرتا ہوں کہ تم بالکل ایسا ہی کرو گی اور اپنی رضامندی ظاہر کرو گی
رات ڈیوٹی سے واپس آکر میں بابا سے تمہارے رضامندی کی بات کروں گا
!! پھر انشاء اللہ کل ہم نکاح کریں گے۔۔

ملیار خانزادہ نے اس سے کہا اور ساتھ ہی اس کی طرف دیکھے بغیر بیک سائیڈ
!! سے ہی حویلی سی نکل گیا تھا پولیس سٹیشن کی طرف۔۔

پیچھے عنایہ خانزادی بیک سائیڈ پر زمین پر بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع
ہو چکی تھی کیسی بے بسی تھی کیسا خوف تھا کیسا ڈر تھا کہ وہ کچھ کر ہی نہیں پا
رہی تھی نہ کسی سے وہ کچھ شیر کر سکتی تھی اور نہ ہی خود اس میں اتنی ہمت
!! تھی کہ وہ کچھ کر پاتی۔۔

گڑیا گڑیا کہاں ہو تم کالج نہیں جانا کیا تم نے بے ساختہ ہی اسے اپنی بھائی
آر ش خانزادہ کی اوازیں سنائی تھی تو جلدی سے اپنے پورے انسو سے تر
!! چہروں کو صاف کرتے ہوئے اپنے بھائی کی طرف گئی۔۔

بھائی میں یہاں ہوں چلیں چلتے ہیں کالج آج میرا بہت اہمپورٹنٹ ٹیسٹ ہے
عناہ خانزادی نے اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے کہا تھا وہ بالکل بھی
اپنے فیورٹ بھائی کو اداس نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی ان کا سر جھکا ہوا دیکھ
سکتی تھی آر ش خانزادہ نے بھی اسے اپنے بازو کے ایک حصار میں لیتے
!! عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا تھا۔۔

اور کہا تھا کہ چلو چلتے ہیں پھر عناہ خانزادی کو کالج چھوڑنے کے بعد آر ش
!! خانزادہ بھی اسلام آباد اپنے شوروم کی طرف روانہ ہو چلا تھا۔۔

عناہ خانزادی پورا دن کالج میں اداس اداس سی بیٹھی تھی نہ ہی اس کا کوئی
لیکچر لینے کا دل کر رہا تھا اور نہ ہی ٹیسٹ دینے کا لیکن پھر مجبوری بھی تھی
دل کڑا کر چھٹی تک بوریت میں ٹائم گزارنے کے بعد آخر کار چھٹی کا ٹائم

بھی اگیا تھا اور باہر ڈرائیور کو کھڑا دیکھ کر وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اور
!! ڈرائیور بھی اسے حویلی پہنچانے کے لیے گاڑی نکال گیا تھا۔

عنایہ خانزادی گھر پہنچنے کے ساتھ ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اس کا سر
درد سے پٹ رہا تھا کمرے میں جا کر اس نے اپنا بیگ صوفے پر رکھا اور
!! ساتھ ہی بغیر چینج کیے وہ لائٹ اف کرتے ہیں سو گئی تھی۔

شام کے وقت جب چھ بج رہے تھے تب جا کر عنایہ خانزادی کی آنکھ کھلی
تھی اس کا سر درد ابھی بھی کر رہا تھا وہ اٹھی اور کسل مندی سے باتھ روم
کی طرف چلی گئی فریش ہو کر کپڑوں کو چینج کر کے وہ وہاں نکلی اور ساتھ ہی
!! وہ نیچے لاؤنج میں اپنی مورے کے پاس چلی آئی تھی۔

اچھا ہوا بیٹا کہ تم نیچے ہی آگئی ابھی میں تمہارے پاس اوپر ہی آنے والی تھی
نائلہ بیگم نے اپنی خوبصورت سی بیٹی کو دیکھ کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ
کیا عنایہ حیران بھی ہوئی تھی کہ اس کی ماں کو ایسا بھی کیا کام پڑ گیا تھا کہ وہ
!! اوپر اس کے کمرے تک انا چاہ رہی تھی۔

جی کہیں مورے کیا بات ہو گئی ہے عنایہ خانزادی نے ان کے گود میں اپنا سر رکھتے ہوئے کہا تھا اور اس کی مورے بھی اہستہ اہستہ اس کے بالوں کو!! سہلاتے ہوئے اس کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

بیٹا تمہارے بابا نے مجھ سے بات کی تھی رات میں کہ میں تم سے تمہاری رضامندی پوچھوں دراصل بھائی صاحب نے تمہارے لیے ملیار بیٹے کا!! رشتہ مانگا ہے تو تمہارے بابا تمہاری رضامندی پوچھنا چاہ رہے تھے۔۔

عنایہ کا یہ سنتے ہی دل بری طرح سے دھڑک اٹھا تھا اور اسے صبح کا ہوا پورا واقعہ ہی یاد آگیا تھا یاد آنے کی کیا بات تھی اس واقعے کو وہ بھول پاتی تب دوبارہ سے وہ اسے یاد آتا اس نے تلخی سے سوچا تھا اور اپنے مورے کی گود میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے دل کڑا کر اپنی رضامندی ہاں میں ظاہر کر دی!! تھی۔۔

خوش رہونے کے جو بیٹے اور بیٹیاں اپنی مورے اور بابا کا کہنا مانتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی زندگی میں خوش رہتے ہیں نائلہ بیگم نے پیار سے اس کے سر پر لب

رکھتے ہوئے کہا تھا لیکن وہ اپنی بیٹی کی حالت سے ناواقف تھی کہ اس وقت
!! اس کا دل کتنی بری طرح سے خوفزدہ ہوتا دھڑک رہا تھا۔

ایک بولا بھٹکا انسو عنایہ کی آنکھ سے نکل کر اس کے مورے کے گود میں ہی
جذب ہو گیا تھا عنایہ خانزادی ایک ہی جھٹکے سے اٹھی اور بنا کسی کو مخاطب
!! کیے وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

حویلی میں تقریباً سب ہی مطمئن تھے عنایہ خانزادی کی رضامندی جان کر
اور سب ہی خوش تھے اور ملیار خانزادہ نے جب اس کی رضامندی سنی تو
اس کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ آئی تھی اور وہ خوش ہو گیا تھا کہ چلو اچھا
!! ہی ہوا کہ عنایہ خانزادی پر اس کا تھوڑا سا تاثر ہوا تھا۔

اور ملیار خانزادہ نے سب کو اس بات سے واضح بھی کر لیا تھا کہ اس کو کل ہی
نکاح کرنا ہے اپنا اور سب تقریباً بوکھلا کر رہ گئے تھے اس کی بات سن کر
کیوں کہ اتنے کم وقت میں تیاریاں کیسے ہو پاتی سبھی تقریباً پریشان تھے
!! لیکن ملیار خانزادہ کو اپنی ضد سے کوئی پیچھے ہٹا سکتا تھا بھلا۔

اب سب ہی تقریباً پوری حویلی والے سرپٹ دوڑتے کل کے نکاح کی
تیار یوں میں مگن ہو چکے تھے

عنا یہ خانزادی ولد اور نگزیب خانزادہ کیا آپ کا نکاح ملیار خانزادہ ولد عالم
زیب خانزادہ سے 10 لاکھ حق مہر کے ساتھ کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح
قبول ہے۔۔!! (اگر ادھر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو اور میں غلطی پر ہوں
تو اس کے لیے معذرت)

اس وقت حویلی کالاؤنج پورا بہت ہی خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا سٹیج
کو نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا سفید لڑیھوں کی دیوار بیچ میں بنائیں
ایک طرف ملیار خانزادہ بلیک کلر کی شیروانی میں اپنے سر پر سہرا سجائے

گولڈن انکھوں میں چمک لیے ہاتھوں میں برینڈ ڈگھڑی پہنے اور چمچماتے
!! برینڈ ڈشوز پہنے بے انتہا وجیہا لگ رہا تھا۔

تو دوسری طرف عنایہ خان زادی وائٹ کلر کا غرارہ اور شارٹ کرتی پہنیں
اپنے دوپٹے کو سٹائل سے سیٹ کیے بالوں کا جوڑا بنائیں جس سے دولٹے
اس کے چہروں کو چومتی آج بھی نظر آرہی تھی ڈیسنٹ سہ میک اپ کیے
ہو نوٹوں کو لال رنگ سے مزین کیے ہلکی پھلکی جو لیری پہنے اس وقت وہ
!! خان زادی بے انتہا خوبصورت نظر آرہی تھی۔

عنایہ خان زادی کے سائٹ میں زرش خان زادی سمپل سابلک کلر کو پاؤں کو
چھوتا فراک پہنیں ہاتھوں میں ریڈ کلر کے گجرے پہنے بالوں کا خوبصورتی
سے ہیئر سٹائل بنائیں گرے انکھوں میں چمک لیے کسی بھی خان زادے کا
!! دل دھڑکا سکتی تھی۔

زریش خان زادی کے پاس ہی کھڑی مہزلا خان زادی اس وقت بے بی پنک کلر
کے شارٹ فراک اور پجامے میں ملبوس اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے چہرے

پر صرف اور صرف ہونٹوں پر پنک لپ کلوز لگائے اپنے چہرے پر
معصومیت میں زربش خانزادی اور زلہ خانزادی دونوں کو مات دے
!! چکی تھی۔

اور زلہ خانزادی بھی سنجیدہ چہرے کے ساتھ سمپل سی بلیک کلر کی شلوار
قمیض پہنیں دوپٹے کو اچھی طرح اپنے سر پر سلیقے سے سجائے بنامیک اپ
کے پاک چہرہ لیے پٹھانی نین نقش کے ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک
!! خوبصورت لگ رہے تھے۔

عنایہ بیٹا مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں جواب دوناتلہ بیگم نے کافی دیر
تک اپنی بیٹی کو بیٹھے دیکھا تو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے مخاطب
!! کرتے ہوئے کہا تھا۔

قب قبول۔۔ ہے۔۔ اپنی ماں کے مخاطب کرنے پر عنایہ خانزادی نے
اپنے آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو لیے سر جھکائے ہی مولوی صاحب کو اپنا
جواب دیا تھا اس کا دل اس وقت خوف سے بری طرح سے دھڑک رہا تھا نہ

جانے نکاح کے بعد اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا؟ یہی سوچ سوچ کر وہ
!! اپنی چھوٹی سی جان کو ہلکان کیے ہوئے تھی۔۔

مولوی صاحب نے تین بار عنایہ خانزادی سے ملیار خان زادہ کو قبول کرنے
کے لیے کہا تھا اور تینوں ہی بار عنایہ خانزادی نے ملیار خان زادہ کو اللہ اور اس
کے رسول کو حاضر و ناظر مان کر ملیار خان زادہ کو اپنی زندگی میں قبول کیا
!! تھا۔۔

ملیار خان زادہ ولد عالم زیب خان زادہ کیا آپ کا نکاح عنایہ خانزادی ولد
اور نگزیب خان زادہ سے 10 لاکھ حق مہر کے ساتھ کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ
نکاح قبول ہے۔۔!! (اگر ادھر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو اور میں غلطی پر
ہوں تو اس کے لیے معذرت)

ملیار خان زادہ تو اسی کے لیے تیار بیٹھا تھا مولوی صاحب نے جیسے ہی اس سے
اس کی رضامندی پوچھی وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنے بچپن کے
!! عشق کو اپنی زندگی میں قبول کر چکا تھا۔۔

حق رضامندی پوچھنے کی دیر تھی اور ملیار خانزادہ نے اس کو اپنی پوری
زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے دل کے سب سے اونچے درجے پر بٹھا
لیا تھا وہ 20 سال کی عنایہ خانزادی 28 سال کے ملیار خانزادہ کی چلتی
!! سانسوں کی وجہ بن بیٹھی تھی۔

نکاح ہونے کی دیر تھی کہ دونوں طرف مبارکباد کی گونج اٹھ چکی تھی ملیار
خانزادہ اٹھا اور سب سے پہلے اپنے جگری یار آرش خانزادہ کے زور سے گلے
لگا تھا اسے اپنے گلے میں نیچتے ہوئے وہ بے انتہا خوش نظر رہا تھا آرش
!! خانزادہ بھی اسے اپنے گلے سے لگا کر مسکرا گیا تھا۔

یہ لے مٹائی کھا خوش ہو جا بصیر خانزادہ نے اس کے منہ میں گلاب جامن
پورا ہی ٹوس لیا تھا جس کو کھاتے ہوئے ملیار خانزادہ نے گھور کر اس کی
!! طرف دیکھا تھا لیکن وہ بے نیاز مبتاب اس کے گلے لگ رہا تھا۔

برلاس نے اس کے گلے لگتے ہوئے کہا تھا کہ بھائی تیرے تو مزے ہو گئے
ایک ہم ہی کنوارے رہ گئے ہیں پتہ نہیں ہماری سپنوں کی رانی کب ہماری
!! دنیا میں آکر ہمارے کنوارے پن کو مٹا پائے گی۔۔

برلاس خانزادہ کے چہرے کے ایکسپریشن کو دیکھتے ہوئے اور جس ڈرامیٹک
انداز میں اس نے اپنا یہ شوشہ چھوڑا تھا زرم خانزادہ کے علاوہ باقی سب کا ہی
قہقہہ چھوٹا تھا زرم خانزادہ ان سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا وہ سب سے بڑا
تھا تو اس کے سامنے وہ لوگ اپنے بے باک بھرے جملے نہیں بول سکتے
!! تھے۔۔

تو کب سے ترسی ہوئی روح بن گیا ہے اگر اتنی ہی جلدی ہے تو بول نا
مورے سے وہ تو تیرے لیے کل ہی لڑکی ڈھونڈنے لگ جائے گی اور پھر
چٹ منگنی پٹ بیا تیرا بھی ہو جائے گا ملیار خانزادہ نے اسے ہنستے ہوئے
!! جواب دیا تھا۔۔

ایسے کیسے کسی بھی لڑکی سے میں شادی کر لوں گا اس لڑکی کا اپنا سٹینڈرڈ ہونا
چاہیے برلاس خاندان سے نکاح کرنے کے لیے اور ویسے بھی ایک بار اس
کے میری زندگی میں داخل ہونے کی دیر ہے بیچاری اپنے نشانات کو چھپاتی
پھرے گی برلاس خاندان نے ایک انکھ و نک کرتے ہوئے ان تینوں کے
!! چہرے کو اپنے بے باک بھرے جملوں سے سرخ کیا تھا۔

چل جادو ہو یہاں سے کوئی بھی اچھی بات کبھی بھی تیرے منہ سے نہیں
!! نکلتی آرش خاندان نے اس کے کندھے پر مکہ جھاڑتے ہوئے کہا تھا۔
ہاں تو کیا کروں شدید سنگل ہوں ایک اپ لوگوں کو ہی اپنے دل کی بڑاس
!! سنا سکتا ہوں ورنہ بیچارے یہ کنوارا کیا ہی کر سکتا ہے۔

برلاس خاندان بھی بھی باز نہیں آیا تھا اپنے چہرے کے کیوٹ سے

ایکسپریشنز کو بناتے ہوئے وہ اپنے چاروں کزنز کو بلند قمقمے لگانے پر مجبور کر رہا

تھا اس بار تو ذرم خاندان بھی ان کی طرف اگیا تھا اور وہ بھی برلاس خاندان

!! کی باتوں کو سنتے ہوئے اپنے قمقمے کو کنٹرول نہیں کر پایا تھا۔

خواتین تو نکاح ہونے کے بعد ساری ہی زنان خانے کی طرف چلی گئی تھی کیونکہ جس طرف لڑکے تھے وہاں پر سارے ہی لڑکوں کے دوستائے ہوئے تھے اور بہت بڑی ہی نکاح کی سرمنی ان لوگوں نے رکھی تھی جلدی جلدی میں بھی دادا عالمزیب اور اور انگزیب نے کوئی بھی کمی نہیں چھوڑی تھی اور ساتھ زرم خانزادہ بھی تھا تو انہیں کسی چیز کی ٹینشن ہی نہیں!! تھی۔۔

ان سب کی نظروں میں زرم خانزادہ نہایت ہی صابر اور ذمہ دار بچہ تھا جو ہر!! ایونٹ میں اپنے ماموں اور نانا کی ساری ٹینشنز کو دور کر دیتا تھا۔۔ سارے ہی محفل میں کھڑے لوگ تقریباً مڑ مڑ کر ان پانچوں خانزادوں کو دیکھ رہے تھے جو اپنی ہی مثال اپ تھے وہ پانچوں کھڑے اس وقت اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ بے ساختہ ہی دادا نے اپنے دل میں تین مرتبہ سورہ کوثر پڑھ کر اپنے پانچوں خانزادوں پر پھونکی تھی تاکہ محفل میں!! کسی بھی کھڑے حاسدوں کی نظر ان کے پانچوں پوتوں کو نہ لگے۔۔

عنایہ خانزادی کا نکاح ہونے کے بعد لاؤنج کے صوفے پر لے جا کر بٹالیا گیا
تھا صوفے پر بیٹھتے ہی جو پار لروالے نے عنایہ کے دوپٹے کا گھونگٹ نکالا
تھا وہ عنایہ نے ایک ہی جھٹکے میں اپنے چہرے پر سے ہٹا دیا تھا اسے عجیب سی
گھٹن محسوس ہو رہی تھی اس کا دل اندر ہی اندر ڈوب رہا تھا انے والے
!! وقت کو سوچ کر۔۔

بری طرح سے گھبرا کر شاید اس کا بی پی لو ہو گیا تھا اس کے ہاتھ پیر ہل رہے
!! تھے۔۔

عنایہ میری جان کیا ہو گیا ہے تمہیں طبیعت ٹھیک ہے تمہاری زرش
خانزادی نے اس کے ہاتھ اور پیروں کا ہلنا محسوس کیا تو جلدی سے اس کے
!! پاس بیٹھ کر بولی تھی تو عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

مجھے لگتا ہے کہ تم نے صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے اسی لیے شاید تمہارا بی پی لو
ہو گیا ہے میں ابھی ملازمہ سے کہہ کر تمہارے لیے کھانے کو کچھ منگواتی
ہوں زرش خانزادی نے کہا اور اگلے ہی پل دوڑ کر وہ کچن کی طرف گئی تھی

کچن میں ملازمہ سے کہہ کر اس نے جلدی سے ایک ٹرے بنائی کھانے کی
!! اور ساتھ ہی وہ عنایہ خانزادی کے لیے لے کر آگئی تھی۔۔

سب سے پہلے زرش خانزادی نے اسے جو س پلایا تھا جس کو پینے کے بعد
!! عنایہ خانزادی کو اپنا دل تھوڑا ٹھیک ہوتا محسوس ہوا۔۔

اور اب وہ کھانے کے چھوٹے چھوٹے نوالے کھانے میں مصروف تھی اس
وقت اس نے سب ٹینشنوں کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے صرف اور صرف
کھانے پر ہی توجہ دی تھی جب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا تو وہ کیوں کر اس
انسان کے بارے میں ٹینشن لے؟؟

اپنی اپ بہت پیاری لگ رہی ہیں ابھی وہ کھانے میں مصروف ہی تھی کہ
اسے معصوم سی آواز اپنے کانوں میں سنائی تھی عنایہ خانزادی نے اپنے بائیں
طرف مڑ کر دیکھا تو وہاں پر ان کی چھوٹی گڑیا مہزلہ خانزادی بیٹھی اشتیاق
!! سے دیکھ رہی تھی۔۔

اچھا لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور بھی پیارا لگ رہا ہے عنایہ خانزادی نے اس کے مومی سفید مارش میلو جیسے گالوں پر اپنی انگلی پیرتے !! ہوئے کہا تھا۔۔

ہیں اپنی اپ سے کون اچھا لگ رہا ہے مجھے بھی بتائیں تاکہ میں بھی دیکھوں اگلے ہی پل مہزلہ خانزادی کی نیلی آنکھوں میں چمک دیکھنے لائق تھی اس کی خوبصورت نیلی آنکھیں اور اس پر اس کی مڑی ہوئی لمبی خمدار پلکیں پہلی بار !! دیکھنے والوں کو اپنی طرف مہبوت کر لیتی تھی۔۔

ابھی وہ لڑکی میرے پاس ہی بیٹھی ہے اور اس کا نام ہے مہزلہ۔۔۔ عنایہ خانزادی نے شرارت سے اس کے گال کو اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی !! میں پکڑ کر ذرا سا کھینچتے ہی چھوڑا تھا۔۔

اس کے صرف ذرا سا کھینچنے پر ہی مہزلہ خانزادی کا وہ گال اس جگہ سے سرخ ہو گیا تھا اور دوسرے ہی پل وہ شرم سے اپنا چہرہ اور زلہ خانزادی کی گود میں چھپا چکی تھی۔۔!!۔

اس کی معصوم سی حرکتوں کو دیکھتے ہوئے زرش خانزادی کا قہقہہ بے اختیار
تھا اور زلہ اور عنایہ کے چہرے پر بھی گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا
!! تھا۔

اپنی میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں مورے سے بولے ناکہ مجھے کمرے میں
جانے دیں مزید صبح سے بیٹھ بیٹھ کر میری کمر اکڑ چکی ہیں مجھے نیندار ہی ہے
!! اور مجھے یہ ڈریس سے بھی الجھن ہو رہی ہے میں نے چیئنج کرنا ہے۔

عنایہ خانزادی نے اپنے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے زرش
خانزادی سے ریکویسٹ کی تھی اور زرش خانزادی بھی اس کے چہرے پر
معصومیت بھری تھکن کو دیکھتے ہوئے مورے کی طرف چلی گئی تھی تاکہ
مورے سے اجازت لے سکے اور عنایہ کو اپنے کمرے میں لے جا
!! سکے۔

مورے میں عنایہ کو کمرے میں لے کر جا رہی ہوں وہ بہت سی زیادہ تھک
گئی ہے زرش خانزادی نائلہ بیگم کے پاس آکر بولی جو دوسری عورت کے

ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف تھی زرش کی بات سن کر نائلہ بیگم نے
ہاں میں سر ہلایا تھا اور اسے اجازت دی تھی کہ ہاں وہ اسے کمرے میں لے
!! جاسکتی ہے۔۔

چلو اجاؤ تمہیں کمرے میں لے کر چلوں مورے نے اجازت دے دی ہے
تم دونوں بھی کمرے میں چلو تھک گئی ہو گی ناب تو بس باقی مہمان جانے
والے ہیں اور مورے اور چچی نیچے ہیں وہ باقی سب مہمانوں کو ریسو کر لے
گی زرش خانزادی نے عنایہ خانزادی کو اٹھایا اور ساتھ ہی اور زلہ اور میں
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا تو وہ دونوں بھی سر ہلا کر اٹھ چکی تھی اور اب وہ
!! چاروں خانزادیاں ہی اپنے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔

عنایہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی سب سے پہلے تو اس نے وہ 20 کلو کا
دوپٹہ اپنے سر سے ہٹایا تھا اور دوپٹے کو ہٹا کر اسے ایسا لگا جیسے سر سے اس
نے پہاڑ کو سر کا لیا ہو اس غرارے کا دوپٹہ نہایت ہی بھاری تھا اور اب

دوپٹے کو ہٹا کر اس کو ریلیکس انداز میں ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی ایک
!! ایک کر کے اپنی جیولری اتار رہی تھی۔

جولیری کو اتار لینے کے بعد اس نے اپنے بال کھولے اور بال کھولنے کے
بعد اب وہ اپنے کبڈ کی طرف بڑھتی اپنی لیے آرام دہ ڈریس لے کر واش
روم میں جانے ہی والی تھی کہ کلک کی آواز کے ساتھ اس کے کمرے کا
!! دروازہ کھلا تھا۔

حیرت سے اس نے دروازے کی طرف دیکھا تھا اور اسے یاد آیا تھا کہ زربش
خانزادی کے جانے کے بعد اس نے دروازے کو اچھی طرح سے لاک کیا
!! تھا تا کہ کوئی بھی اس کے کمرے میں نہ اس کے وہ آرام کرنا چاہتی تھی۔
ملیار خانزادہ کو اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر عنایہ خانزادی کا دل خوف
سے دھڑکا تھا اور اس کی حالت دیکھنے لائق تھی اس کی ٹانگیں بری طرح
!! سے کانپنا شروع ہو کر گئی تھی۔

کیوں۔۔ کیوں۔۔ ائے۔۔ ہیں۔۔ اپ۔۔ یہاں۔۔ پر۔۔ جائے۔۔
میرے۔۔ کمرے۔۔ سے۔۔ اپ۔۔ نے۔۔ جو۔۔ بولنے۔۔ کے۔۔
لیے۔۔ اور۔۔ جو۔۔ کرنے۔۔ کے۔۔ لیے۔۔ کہا۔۔ تھا۔۔ میں۔۔
کر۔۔ تو۔۔ چکی۔۔ ہوں۔۔ اب۔۔ اپ۔۔ کیوں۔۔ ائے۔۔ ہیں۔۔
!! میرے۔۔ پاس۔۔

عنایہ نے خوف سے کانپتے ہوئے اپنے لرزتے لہجے پر قابو پانا چاہا تھا لیکن
دل دھڑکنے کی وجہ سے وہ اپنے لہجے پر قابو نہ پاتے ہوئے لڑکھاتے ہوئے
!! بول چکی تھی۔۔

میری جان بڑی مشکل سے سب سے چھپ کر اور جان بچا کر یہاں پر اپنی
بیوی کو نکاح کی مبارکباد دینے آیا ہوں اب جب میری بیوی مجھے ایسے
کمرے سے نکالے گی تو سب میرے اوپر ہنسیں گے ملیار خانزادہ نے اس
کے کمرے کا دروازہ لاک کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ

اس وقت ٹائٹ کرتی اور غرارہ پہنے ملیار خانزادہ کے دل میں بری طرح
!! سے ادھم مچھا گئی تھی۔۔

جائیں یہاں سے مجھے اپ کی مبارکباد بالکل بھی نہیں چاہیے ہے عنایہ
خانزادی نے خوف سے آنکھوں میں آنسو لیے ملیار خانزادہ سے کہا تھا اس کی
بار وعب پر سنلٹی پر شیر وانی جس قدر رنج رہی تھی ایک نظر دیکھ کر تو عنایہ
!! خانزادی کا دل بھی پوری طرح سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

حق ملکیت کا احساس ہوتے ہی اس کے بکھرے ہوئے سراپے کو دیکھ کر
!! ملیار خانزادہ کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھی۔۔

قدم ب قدم اس کے قریب جاتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اپنے ہاتھ اس
کے کندھے پر رکھے اور جھکتے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنے سرد لب رکھتے
!! ہوئے کہا تھا کہ "نکاح مبارک ہو میری خانزادی"۔۔

عنایہ اس کے سرد لبوں کا لمس اپنے ماتھے پر محسوس کرتے ایک عجیب سے
!! ہی فطری شرم و حیا نے اسے اگیرا تھا۔۔

مجھے مبارکباد نہیں دو گی ملیار خانزادہ نے اس کی جھکی ہوئی آنکھوں کو دیکھا
تھا اور ساتھ ہی وہ اپنا انگوٹھا اس کے سو فٹ سے گالوں پر پھیرتا عنایہ
!! خانزادی کے جسم میں بجلی دوڑانے کا باعث بن گیا تھا۔

چھوڑیں۔۔ چھوڑیں۔۔ پلینز۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ کوئی اجائے گا جائیں
یہاں سے عنایہ خانزادی نے اس کا ہاتھ اپنے گال پر سے ہٹانا چاہا تھا لیکن وہ
!! ایسا کرنے میں ناکام ہو گئی تھی۔

کوئی نہیں اے گا میری جان ڈر کیوں رہی ہو اور ویسے بھی میں دروازہ لاک
کر کے آیا ہوں ملیار خانزادہ نے اپنی قربت میں عنایہ خانزادی کے چھوٹے
سے وجود کو دیکھا تھا جو بری طرح سے اس کی قربت میں لرزنا شروع ہو گیا
تھا ڈر و خوف تو عنایہ کا کہیں دور جا سو یا تھا اب تو اسے ملیار خانزادہ سے
شرم ارہی تھی اور شرم کی وجہ سے وہ اپنا سر تک اٹھا نہیں پارہی تھی اس
!! کے سامنے۔

اس کے مومی گالوں کا نرم پن دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں خمار
اترا تھا اور اس کے بائیں گال پر نرمی سے اپنے لب رکھتے ہوئے وہ عنایہ
!! خانزادی کے پیٹ میں تتلیاں پڑ کا گیا تھا۔

عنایہ کا دل ڈوب کر ابرا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کا اپنے پیروں پر
کھڑے رہنا محال ہے پہلی بار اس نے اپنے محرم کا لمس محسوس کیا تھا اور
!! اس کی حالت بے ہوش ہونے کے در پر تھی۔

ملیار خانزادہ کے لب تو مزید گستاخی کرنے کے لیے اسے مجبور کر رہے تھے
اور اپنے دل کی خواہش پر لبیک کہتا ملیار خانزادہ اس کے دوسرے گال پر
بھی جھکتے انہیں اپنے لبوں میں بھر کر ان پر اپنا گیلہ لمس چھوڑنے لگا
!! تھا۔

اہہ عنایہ کے منہ سے نکلنے والی سسکی بے اختیار تھی پہلی بار کوئی مرد اس
کے قریب آیا تھا اور ملیار خانزادہ جیسا بار وعب پر سنلٹی والے مرد کے
!! سامنے تو وہ ویسے ہی چوٹی موٹی سی لگتی تھی اب اس کا ڈرنا تو بنتا تھا۔

اجازت ہے کہ میں تمہارے ان پنکڑیوں جیسی نرم لبوں کا لمس محسوس کروں ملیار خانزادہ نے اس کے دونوں گالوں کو اپنی شدتوں سے سرخ کرنے کے بعد اب اپنی زبان نکال کر اس کی لبوں پر پھیری تو بے ساختہ ہی عنایہ خانزادی نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے اس کی !! شیروانی کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔

ملیار خانزادہ کی اتنی سی شدت عنایہ خانزادی سے برداشت نہیں ہو رہی !! تھی اگے جانا تو بہت دور کی بات تھی۔

پلیز پلیز کوئی اجائے گا عنایہ نے اس بار اس کی قربت میں لرزتے ہوئے !! روہان سے ہوتے آواز میں کہا تھا۔

کوئی بھی نہیں آئے گا تم چپ کرو ملیار خانزادہ کی آواز اس کی قربت میں مزید !! بھاری ہو گئی تھی۔

ملیار خانزادہ جھکا اور مزید اپنے اوپر برداشت نہیں کر سکتا تھا ان لبوں نے تو کل سے ہی اس کا چین لوٹ لیا تھا اس کے پنکھڑیوں جیسے نرم لبوں کا لمس !! اپنے لبوں میں بھر کر ملیار خانزادہ محسوس کر رہا تھا۔

ملیار خانزادہ اس قدر نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھر کر چوم رہا تھا کہ عنایہ خانزادی کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اس پر عجیب سی مدہوشی طاری ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی حالت سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گی ٹانگیں اس کی بری طرح سے کپکپا رہی تھیں وہ اس وقت اپنا پورا وزن ملیار کے اوپر دیے کھڑی تھی ورنہ یقیناً وہ زمین !! بوس ہو جاتی۔

ملیار خانزادہ تو اس کے ہونٹوں کا لمس پا کر کسی اور ہی جہاں میں چلا گیا تھا وہ اس کے بالائی لب اور نچلے لب کو اتنی نرمی سے اور رومینٹک انداز میں چوم رہا تھا کہ عنایہ خانزادی کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اسے اپنے ریڑ کی ہڈی

میں سنسناہٹ سے اترتی محسوس ہو رہی تھی بار بار اس کے جسم میں عجیب
!! سی بے چینیاں پیدا ہو رہی تھی۔۔

ملیار خاندان تو اس کے ہونٹوں پہ جھکا شاید پیچھے ہٹنا ہی بھول چکا تھا عنایہ
خاندانی نے اس کے کندھے پر رکھے اپنے ہاتھ کو ذرا سا ہلا کر اسے محسوس
!! کروانا چاہا کہ وہ انسان ہے اور اسے بھی سانس لینا ہے۔۔

ملیار خاندان کا دل نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے لبوں کو چھوڑ چکا تھا تشنگی
ہی تشنگی تھی جو مٹ ہی نہیں رہی تھی اور بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی عنایہ
خاندانی تو شرم سے سرخ پڑتے کہیں جگہ ڈھونڈ رہی تھی تاکہ وہ سامنے
!! کھڑے بے شرم انسان سے اپنا اپ چھپا سکے۔۔

کیوں ہو تم اتنی میٹھی مجھے تو لگ رہا ہے کہ بچپن سے میں تم سے عشق کا
دعویٰ دار تھا لیکن اب تو لگ رہا ہے کہ یہ عشق تو میرے جذبات کو بیان
!! کرنے کے لیے بہت ہی چھوٹا لفظ ہے۔۔

یقین جانو جب سے تمہیں اپنی زندگی میں قبول کیا ہے یہ دل دھڑکنا چھوڑ
ہی نہیں رہا ملیار خانزادہ نے اس کا ہاتھ اٹھا کر اپنے دل کے مقام پر رکھا تو
اس کی دھڑکنوں کو سنتے ہوئے عنایہ خانزادی کا اپنا دل بھی دھڑک اٹھا
!! تھا۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جو میں بیان کر سکوں کہ تمہیں پا کر میں کتنا
خوش ہوں میں بتا نہیں سکتا کہ مجھے اس وقت خود سے خوش نصیب مرد
کوئی بھی نہیں لگ رہا مجھ جیسے خوش نصیب مرد نے جس سے عشق کیا اسے
پالیا اس سے زیادہ مجھے اپنی زندگی میں اور کچھ بھی نہیں چاہیے بس میرے
پاس صرف اور صرف عنایہ خانزادی ہو تو ملیار خانزادہ کو ایسا لگے گا کہ پوری
!! دنیا ہی اس کے پاس ہے۔

کیونکہ میرے لیے پوری دنیا ہی تم ہو ملیار خانزادہ ہنوز اس کے کھلے لمبے
بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کر رہا تھا اس کی سانسیں ابھی
!! تک بری طرح سے اوپر نیچے ہوتی ملیار خانزادہ کو مزید بہکا رہے تھے۔

لیکن ملیر خانزادہ جانتا تھا کہ اب اگر مزید اس نے تھوڑی سی بھی اپنے
لبوں کی تشنگی مٹانے کی کوشش کی تو اس کی بیوی بے ہوش ہو جائے
!! گی۔۔

عناہ خانزادی آنکھوں میں آنسو لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی اسے یہ
بات بالکل بھی بھول نہیں رہی تھی کہ ملیر خانزادہ نے اسے کس طرح
!! سے دھمکی دی تھی کہ وہ اسے کڈنیپ کر اس سے نکاح کر لے گا۔۔
جائیں یہاں سے اور دوبارہ میرے قریب مت آئیے گا میں اس بات کو
بالکل بھی نہیں بھول سکتی کہ اپ نے مجھے کس قدر گھٹیا دھمکی سے منایا
ہے اپنے نکاح کے لیے یہ بات تو اب شاید پوری زندگی ہی میرے دل میں
رہے عناہ خانزادی کو جیسے ہی یاد آیا کہ سامنے انسان اس کے باپ کے
عزت کی فکر بھی نہیں کرتا اور اسے کڈنیپ کر کے نکاح کر لیتا گلے ہی پل
نہ جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی کہ بنا ٹکے بنا کا نپتے ہوئے وہ اپنا
!! جملہ بول کر ملیر خانزادہ کی آنکھیں حیرت سے پہلا گئی تھی۔۔

تو میں اور کیا کرتا عنایہ میری جان تم مان ہی نہیں رہی تھی میرے پاس یہی
آخری راستہ تھا تمہیں منانے کے لیے ملیار خانزادہ نے اپنی طرف سے اس
کادل صاف کرنا چاہا تھا لیکن عنایہ خانزادی نے اس کی طرف سے اپنا رخ
موڑ کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے کندھے پر سے جھٹکتے ہوئے بھاگ کر واش
!! روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔

عنایہ میری جان دروازہ کھولو یہ کیا حرکت ہے مجھے بولنے تو دو مجھے صفائی کا
موقع تو دو ایک بر ملیار خانزادہ نے پریشان ہوتا واش روم کا دروازہ کھٹکھٹاتا
!! اسے پکار رہا تھا لیکن دوسری طرف سے ہنوز خاموشی تھی۔

ملیار خانزادہ بری طرح سے پریشان ہو گیا تھا ایسا تو اس نے بالکل بھی نہیں
چاہا تھا کہ عنایہ اس سے بدگمان ہو جائے وہ تو اسے صرف نکاح کے لیے
!! منانا چاہتا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس بات سے اپنی بیوی کے دل میں اپنے لیے بدگمانی
پیدا کر لے گا اور اب اس بدگمانی کو نکلانے کے لیے ملیر خانزادہ کو اگے جا کر
!! بہت جتن اور محنت کرنی پڑے گی۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے پریشان چہرہ لیے وہ اپنے کمرے کے سمت
چلا گیا تھا عنایہ ناراض تھی اس سے بدگمان تھی لیکن وہ اب پر سکون ہو گیا
تھا اسے یقین تھا خود پر کہ وہ اسے منالے گا اور اسے ہمیشہ ہی اپنی باہوں میں
قید رکھے گا۔

— — —

سوات کا موسم اج بے انتہا خوبصورت تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی۔۔

اسمان پہ بادلوں کا گھیرا تھا اس وقت اور زلہ خانزادی چھت پر کھڑی اپنے
!! اپ میں ہی سو گوار سا حسن لیے گم نظر رہی تھی۔۔

وہ اس وقت گہری سوچوں میں گم تھی اور زلہ خانزادی سے دور اسے گہری
نگاہوں سے دیکھتا آرش خانزادہ اس وقت چھت کے ایک سائیڈ پر کھڑا
اپنے ہاتھ میں سیگریٹ لیے گہرے گہرے کش لگاتے وہ پر سوچ نظروں
!! سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اس کا معصوم سا ادا اس چہرہ دیکھ کر آرش خانزادہ بے چینی کی گہرائیوں تک
پہنچ گیا تھا جانتا تھا کہ ادا سی کی وجہ وہ تو بالکل بھی نہیں ہو گا ادا سی کی وجہ
صرف اس کی مورے ہی ہو گئی وہ تو اسے اپنے کسی غلط فہمی میں بھی اب
!! شامل نہ کرے یہ سوچ آرش خانزادہ کی تھی۔۔

سگریٹ ختم ہونے کے بعد اسے اپنے اپنے جوتوں تلے مسل کر آرش خانزادہ آج تقریباً ڈیڑھ ہفتے بعد اور زلہ خانزادی کے پاس بات کرنے کے لیے چلا۔

اگر اسی طرح وہ اس سے منہ موڑ کر بالکل چپ بیٹھا رہا تو آرش کو یقین تھا!! کہ ان دونوں کے بیچ جو ناراضگی ہے وہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگی۔
ہممم اس کے قریب پہنچ کر آرش نے اپنا گلا کھنکھارتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا لیکن وہ ہنوز سادہ سے براؤن کلر کے شلوار قمیض میں دوپٹے کو شال کی طرح اپنے گرد اڑے آسمان کو دیکھنے میں مصروف!! تھی۔

کیوں ائے ہیں آپ یہاں؟ آرش ابھی الفاظ ڈھونڈ ہی رہا تھا کہ وہ کس طرح سے اور زلہ کو مخاطب کرے تب ہی اسے اور زلہ کی آواز سنائی دی اور وہ حیران نہیں ہوا تھا جانتا تھا کہ اس کی خانزادی اسے اس کی خوشبو سے پہچان!! لیتی ہے۔

تم سے بات کرنے آیا ہوں اجازت مل سکتی ہے آرش خانزادہ نے متوازن
لہجے میں اگے جا کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا تھا لیکن اور زلہ خانزادی نے اس کی
!! یہ کوشش ناکام بنادی کیونکہ وہ اس سے دور چلی گئی تھی۔

مجھے نہیں لگتا کہ میں آپ کو اگر منع کروں گی تو آپ پھر اپنی بات نہیں کہیں
گے اسی لیے مجھ سے اجازت لے کر خود کو میرا غلام مت بنائیں اور کہیں جو
بھی بات کرنی ہے ویسے بھی آپ پر یہ نرم انداز بالکل بھی سوٹ نہیں کر رہا
اور زلہ خانزادی ہنوز آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے آرش کو جواب دے رہی
!! تھی۔

تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے آرش خانزادہ چاہتے ہوئے بھی اس
!! سے معافی نہیں مانگ پایا تھا معافی مانگتا بھی تو کس منہ سے۔

مجھے اگر کسی چیز کی ضرورت ہوگی بھی تو یقین کریں آپ کے پاس بالکل
بھی نہیں آؤں گی اور بس تھوڑے ہی وقت کی بات ہے جیسے ہی مورے

کے 40 دن پورے ہو جائیں گے میں مہزلہ کو یہاں سے لے کر ہمیشہ کے
!! لیے کراچی چلی جاؤں گی۔۔

تم ایسا بالکل بھی نہیں کرو گی تمہیں کیا لگتا ہے کہ ایک خاندان کی بیوی
ہونے کے بعد میں تمہیں اتنی آسانی سے حویلی سے باہر نکلنے دے سکتا ہوں
آر ش خاندان کا تو خون ہی بھڑک اٹھا تھا کیسے وہ اس کے دسترس میں ہوتے
ہوئے اس کے سامنے ہی اس کی حویلی سے جانے کی بات کر رہی
!! تھی۔۔

یہ جواب کے خون میں جوش بھڑک رہا ہے نا اسے خود کے لیے ہی محدود
رکھیں تو زیادہ بہتر ہو گا ویسے بھی میں شہر کی لڑکی ہوں اس حویلی کے چار
دیواری اور اونچی اونچی دیواروں میں میرا گزارا بالکل بھی نہیں ہو سکتا اور
جہاں تک رہی ہماری رشتے کی بات تو اس کے لیے بھی آپ کو پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں رشتہ آپ سے ختم۔۔۔

اور زلہ کے الفاظ اس کے منہ میں ہی دھپ کر رہ گئے تھے آرش خانزادہ جو پہلے ہی نہایت غصے سے اس کی حویلی کی جانے کے بابت بات سن رہا تھا رشتہ ختم کرنے کی بات سن کر وہ اس کے ہونٹوں پر جکھا اس کے سارے !! الفاظ ہی اس کے ہونٹوں میں دبا گیا تھا۔

آرش خانزادہ بری طرح سے اپنا غصہ اس کے ہونٹوں پر انڈیلتا اس کے !! نچلے لب کو دانتوں تلے کچل رہا تھا۔

اور زلہ خانزادی اس اچانک ہوئے افتداد پر بو کھلا کر رہ گئی تھی ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری اسے رج کر آرش پر غصہ ایا تھا اپنے ہاتھوں کے مکے بنائیں اس نے اپنی پوری قوت سے آرش خانزادہ کے سینے پر مارے !! تھے۔

لیکن وہ پٹھان خانزادہ جنون لیے اپنا لمس اپنی خانزادی پر چھوڑ رہا تھا اس وقت وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا اس کے لبوں پر جو اپنا غصہ اتار رہا تھا اس کے

لبوں کو چھونے کی دیر تھی کہ اس کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا
!! تھا۔

آرش خانزادہ نے اس کے ہونٹوں کا بوسہ پہلی بار لیا تھا اور اس کے نرم
پنکڑیوں جیسی لبوں کو چھوتے آرش خانزادہ خود کو کسی دوسرے جہاں میں
ہی محسوس کر رہا تھا اپنے سینے پر اس کے مکوں کی برسات کو دیکھتے ہوئے
آرش خانزادہ کو ہنسی بھی بہتار ہی تھی لیکن اس وقت تو وہ اپنی خانزادی پر
!! جو کھا اپنی طلب پوری کر رہا تھا۔

اور زلہ اس کے حصار میں بن آب پانی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی اس کا
بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو رینگ سے نیچے ہی گرا دے یا پھر اس پاگل
خانزادے کو جو اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی اس کے قریب رہا
!! تھا۔

آرش خانزادہ خود کو سیراب کرنے کے بعد پیچھے ہٹا اور اس کے نچلے لب پر
!! وہ گہرا زخم چھوڑ گیا تھا۔

اپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے قریب آنے کے خود کو سمجھتے کیا ہیں جب
بھی اپ کی ہوس جاگے گی تو اپ میرے قریب آئیں گے اور جب بھی اپ
کا بدلہ لینے کا دل چاہے گا تو مجھے کسی بے جان چیز کی طرح پیک دیں
!! گے۔۔

کیا سمجھوں میں اپ کو کہ اپ ایک ہوس کے پجاری انسان ہیں جو صرف
اپنی طلب پوری کرنے کے لیے کسی بھی عورت کے پاس جاسکتے ہیں
خبردار خبردار مجھے بیوی بالکل بھی مت بلائے گا اسے منہ کھولتے دیکھ کر
اور زلہ جیسے جانتی تھی کہ وہ اسے یہی کہے گا کہ وہ کسی عورت نہیں بیوی
!! ہے اس کی۔۔

اگر میں بیوی ہوتی اپ کی تو سب کے سامنے مجھے بدلہ نہ کہتے سب کے
سامنے میری عزت کو رسوا نہ کرتے میری مورے کے سامنے کس طرح
جھک کر میں نے بھیک مانگی تھی اپنی محبت کے لیے کس طرح سے انہیں
یقین دلایا تھا کہ ایک بار اپ کو موقع دے دے میں نہیں جانتی تھی کہ

کس انسان کے لیے میں بھیک مانگ رہی ہوں وہ انسان جس کے لیے میں
نے میری مورے کے قدموں میں بیٹھ کر بھیک مانگی کہ اسے ایک موقع
دے دے اسی انسان نے مجھے مورے کے سامنے میرے چہرے پر تھپڑ مار
!! کر میرے سارے بھرم کو خاک میں ملا دیا تھا۔

شوہر ایسے تو نہیں ہوتے اور اگر شوہر آپ کی طرح ہوتے ہیں تو میری دعا
!! ہے کہ دنیا کی کسی عورت کو بھی آپ جیسا شوہر بالکل بھی نہ ملے۔
اور زلہ خانزادی چیختے ہوئے انسو سے تر چہرہ لیے آرش خانزادہ پر چیخ رہی
!! تھی۔

آرش خانزادہ تو بالکل سٹل ساکت سا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا غصے سے اس کی
ماتھے کی رگیں پھول گئی تھی وہ اسے کس طرح سے ہوس کا پجاری انسان
کہہ رہی تھی وہ تو اپنی ہلال بیوی کے پاس آکر صرف اسی ایک کس رہی کر رہا
تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیوی اس وقت اس کی کس کو ہوس سمجھ
!! بیٹھی گی۔

آر ش یہاں پر غلط تھا اس کی ناراضگی کو مٹائے بغیر اسے معافی مانگے بغیر وہ
اسے خود سے سیراب کر رہا تھا لیکن آر ش خانزادہ کا ماننا تھا کہ اس کے
ہونٹوں سے لپٹنے کا عمل ایک فطری تھا وہ تو اسے صرف چپ کروانا چاہتا تھا
وہ بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان دونوں کے رشتے پر ذرا سی بھی انچائے پھر
!! وہ خانزادی اتنی آسانی سے کیسے رشتہ ختم کرنے کی بات کر سکتی تھی۔۔
ٹھیک ہے اگر میں تمہیں ہوس کا پجاری انسان لگتا ہوں تو یقیناً مانو اج کے
بعد تمہیں ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا جب تک تم مجھے خود سے اجازت نہیں
!! دوں گی۔۔

اج اور نگزیب خانزادہ تم سے یہ معافی مانگتا ہے میں جانتا ہوں کہ میں نے
تمہارے ساتھ جو بھی کیا غلط کیا معافی تو بہت چھوٹا لفظ ہے میں جانتا ہوں
تم اب مجھ پر یقین بالکل بھی نہیں کرو گی لیکن "میں اور نگزیب خانزادہ
اپنے پورے خوش و حواس میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ جب تک اور زلہ آر ش

خانزادی مجھے خود سے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دے گی میں اسے حد
!! تک نہیں لگاؤں گ۔

تم بھی یہ بات اپنے ذہن نشین کر لوں کہ اس رشتے کو ختم کرنے کی بات
کبھی بھی اپنے منہ پر نہیں لاؤ گی سمجھ رہی ہوں نامیری بات "خانزادہ ہوں
مر جاؤں گا لیکن رشتہ کبھی بھی ختم نہیں کروں گا" اور نہ ہی اپنی دسترس
میں آئی ہوئی عورت کو کسی اور کے لیے چھوڑوں گا اور رہی بات اس حویلی
سے نکلنے کی تو یہ بات بھی اپنے ذہن میں اچھی طرح سے بٹھالو کہ میں کبھی
!! بھی تمہیں حویلی سے ایک قدم بھی باہر نکالنے نہیں دوں گا۔

آرش خانزادہ نے غصے سے تقریباً دھاڑتے ہوئے اسے کہا تھا اس کی انکھیں
غصے سے سرخ ہو چکی تھی بس خون چھلکنے کی دیر تھی خود کے لیے اس نے
ہوس کا پجاری انسان کا لفظ کس طرح سے برداشت کیا تھا وہ صرف وہی
جانتا تھا اگر اس وقت اور زلہ خانزادی کے علاوہ کوئی اور ادھر ہوتا تو کوئی
!! بعید نہ تھی کہ آج وہ آرش خانزادہ کے ہاتھوں سے قتل ہو جاتا۔

لیکن وہ اپنے غصے کو ضبط کر چکا تھا کیونکہ یہاں پر بات اس کی بیوی کی بھی
!! نہیں تھی اس کے من پسند عورت اس کے عشق کی بات تھی۔۔
آر ش خانزادہ اپنی بات کہتا لمبے لمبے ڈاگ برہتا چھت سے نیچے اپنے
!! کمرے میں جا چکا تھا۔۔

اور زلہ نیچھے ہی چھت کی زمین پر بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی
تھی کیسی زندگی تھی جو ٹھیک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی آخر وہ
انسان کس حق سے اس کے قریب اسکتا ہے سب کے سامنے اس کی عزت
کو دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا تھا اس سے اپنا بدلہ کہا تھا ساتھ ہی ساتھ اسے
سب کے سامنے تھپڑ بھی مارا تھا اب وہ اس انسان کو ویسے اپنے قریب آنے
دے سکتی تھی کس طرح سے اسے خود کو چھونے کی اجازت دے سکتی
!! تھی۔۔

کافی دیر تک رونے کے بعد اور زلہ خانزادی اٹھی اور وہ بھی چھت سے نیچے
!! اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

آر ش خانزادہ تو جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر اپنے دونوں ہاتھ اپنی پوری قوت سے مارے تھے کہ اس کے دونوں ہاتھ ہی لہو لوہان ہو گئے تھے اس کے ہاتھ سے بل بل خون بہتا !! ڈریسنگ ٹیبل کی شیشی کو داغدار کر رہا تھا۔

ا،،،،، غصے سے آر ش خانزادہ نے اپنی پوری قوت سے اپنے کمرے میں چیخ ماری تھی صد شکر کے اس کا کمرہ ساونڈ پروف تھا اسی لیے اس کی اوازیں باہر نہیں جا رہی تھی چاہے وہ جتنا بھی اپنے کمرے میں چیختا چلاتا باہر والے کو کوئی بھی آواز نہ جاتی اور یہی فائدہ آر ش کو ہوا تھا اپنے پورے کمرے کو وہ دوہی منٹ میں تھس تھس کر چکا تھا وہ کمرہ جو پہلے نفاست سے سجا ہوا تھا !! اب دو منٹ میں ہی اس کا نقشہ آر ش خانزادہ نے بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ کوئی بھی مرد خود کے لیے ہوس کا پجاری انسان کا لفظ بالکل بھی نہیں سن !! سکتا اور یہی حال آر ش خانزادہ کا بھی تھا۔

اسے اپنی عزت پر یہ کاری وار بالکل بھی سہن نہیں ہو رہا تھا اس کا بس نہیں
چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے بے بسی تھی کہ وہ اپنے عشق کو اپنی بیوی کو کچھ
کہہ بھی نہیں سکتا تھا وہ پہلے ہی اس سے کافی ناراض تھی اور اس کے اس
!! عمل سے وہ اس سے مزید ناراض ہو گئی تھی۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے ایک ہی جھٹکے سے اپنی قمیض اپنی
تن سے جدا کی اور واش روم کی طرف بڑھ کر ٹھنڈا شاور اپنے اوپر کھول دیا
!! تھا۔

خود کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے یہ اس کے پاس واحد یہی راستہ بچا
!! تھا۔

&&&&&&&&

مہزلہ خانزادی اس وقت اپنے لالا برلاس خانزادہ کے روم میں بیٹھی اس
سے پڑھائی کر رہی تھی لیکن برلاس خانزادہ کو ضروری کال آنے کی وجہ

سے وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا اور اب مہزلہ کمرے میں اکیلی بیٹھی
!! پڑھ رہی تھی۔۔

مہزلہ اس وقت لائٹ پر پل کلر کے ڈریس میں ملبوس اپنے بالوں کو اونچی
پونی میں قید کیے دوپٹے کو سلیقے سے اپنے سر پر جمار کھا تھا لیکن لالا کے
کمرے سے نکلنے کے بعد وہ دوپٹے کو اپنے سر سے اتار کر سائیڈ کندھے پر
!! لٹکا چکی تھی۔۔

وہ اپنی پڑھائی میں مصروف تھی کہ تب ہی دروازہ کھلا اسے لگا کہ اس کا لالا
اگیا ہے لیکن سر اٹھانے پر اس نے دیکھا کہ وہاں پر ذرم خان زادہ کھڑا اپنی لو
!! دیتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

لالا اپ یہاں اپ کو کچھ کام تھا مہزلہ نے بوکھلاتے ہوئے جلدی سے دوپٹہ
اپنے سر پر جمایا تھا وہ چھوٹی تھی لیکن ان سب باتوں کی سمجھ اس کی اپی
اور زلہ نے اسے سمجھا رکھی تھی کہ بڑوں کے سامنے اپنے سر پر دوپٹہ لینا
!! ہے اسے۔۔

زرم خانزادہ تو اس حسین اتفاق پر اپنی جگہ سٹل ہو کر کھڑا رہ گیا تھا وہ لڑکی جو اس کے راتوں کا نیند چھین چکی تھی وہ اس کے سامنے بیٹھی اپنے معصومیت !! بھرے چہرے کے ساتھ اس کے دل میں ادھم مچا چکی تھی۔۔

نہیں کوئی بھی کام نہیں تھا اچانک ہی زرم خانزادہ کو اپنا پاسٹ یاد آیا تو اگلے ہی پل اس کی معصومیت سے نظریں چرا کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا !! تھا۔۔

اسے اپنے دل سے اپنا اختیار کھوتا محسوس ہو رہا تھا وہ اپنے دل کو بالکل بھی سنبھال نہیں پارہا تھا اس کا دل اس لڑکی کی طرف ہمکنے لگا تھا لیکن وہ جانتا تھا !! کہ وہ بہت ہی زیادہ چھوٹی ہے۔۔

وہ اس کی کبھی بھی نہیں ہو سکتی زرم خانزادہ جانتا تھا لیکن وہ اپنے اس نادان دل کا کیا کرتا جو بری طرح سے اسے ضد لگائے بیٹھا تھا کہ اسے وہ لڑکی چاہیے تو چاہیے زرم خانزادہ حویلی میں رہتے ہوئے اس معصومیت بھری

لڑکی سے کس طرح سے اپنی نگاہیں چراتا تھا یہ صرف زرم خانزادہ ہی جانتا
!! تھا۔

اس کا دل بری طرح سے اس لڑکی کے لیے دھڑکتا تھا جو صرف 15 سال
کی تھی لیکن وہ بھی کیا کرتا محبت کسی سے دیکھ کر بلا تھوڑی ناکی جاتی
!! ہے۔

محبت یا پھر عشق کرنا کوئی بڑی بات نہیں تھی وہ کر بھی لیتا اس لڑکی سے
لیکن وہ اپنے پاسٹ کا کیا کرتا اپنے پاسٹ میں اس کا ریلیشن شپ جو رہا تھا وہ
نہایت ہی برابر رہا تھا اور اسے بالکل بھی نہیں لگتا تھا کہ مہزلہ کی بہن کے
ساتھ آرش جو کچھ کر چکا ہے اس کے بعد اور زلی اپنی بہن کا رشتہ اس سے
!! کرائے گی۔

لیکن خیر اسے کسی بھی چیز کا ڈر نہیں ہے نہ ہی محبت ہونے کا اور نہ ہی
اور زلہ یا پھر آرش کا اسے صرف اور صرف ڈر تھا تو اپنے پاسٹ کا اگر

اور زلہ یا پھر مہزلہ میں سے کسی کو بھی اس کے پاسٹ کا پتہ چلا تو تو وہ یقیناً
!! مہزلہ کا رشتہ اس سے بالکل بھی نہیں کروائے گی۔۔

&&&&&&&&&

یہ ایک یتیم خانے کا منظر تھا جہاں یتیم خانے کے چھوٹے سے گارڈن میں
ویل چیئر پر بیٹھی ایک لڑکی اپنے آپ سے بیگانہ زمین کو دیکھتے ہوئے گہری
!! سوچوں میں گم تھی۔۔

میرا کیا قصور تھا دھیرے سے اس کے لب ہلے تھے وہ لڑکے اپنی زندگی سے اتنی بگانا نظر آرہی تھی کہ اسے آس پاس کے کھیلنے بچوں کے شور سے بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ تو ایسی تھی جیسے اپنی الگ ہی دنیا قائم کر کے بیٹھی ہو جس میں صرف اور صرف وہ اور اس کا اللہ تھا۔

اس لڑکی کی زرد رنگت ہاتھ پیر سرخ سفید سے تھے زرد رنگت کو دیکھتے
!! ہوئے شدت سے اس میں خون کی کمی معلوم ہوتی تھی۔۔

اس کے لمبے کالے بالوں میں جگہ جگہ سفید بال ائے ہوئے تھے اور وہ بھی
!! صرف اور صرف 17 سال کی عمر میں۔۔

ڈری سہمی وہ لڑکی ہر وقت اس کے چہرے پر خوف چھایا رہتا تھا اس لڑکی کو
دیکھ کر ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ اس دنیا میں رہتی ہے چھوٹی ہی عمر میں وہ
دنیا کا اتنا بھیانک روپ دیکھ چکی تھی کہ اب اس کے چہرے پر خوف ہی
!! خوف رہتا تھا۔۔

وہ بس زندہ لاشوں کی طرح ایک ہی جگہ پر بیٹھی رہتی اگر کبھی وارڈن جو
اس کی ماں کی عمر کی تھی اسے باہر گارڈن میں لا کر درخت کے چھاؤں میں
بٹھالیتی تو ٹھیک ورنہ تو وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلتی تھی پورا پورا دن وہ
اپنے کمرے میں بند رہتی تھی وہ خود میں ہی کھوئی رہتی تھی ہمیشہ وہ سوچتی
!! تھی کہ اس کا کیا قصور تھا۔۔

نہ جانے اس کی زندگی کبھی بدلنے والی تھی یا نہیں وہ تو خود کی طرف
!! سے نہ امید سی ہو گئی تھی۔۔

!! لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہتے ہیں ناکہ ناامیدی مایوسی کفر ہے۔۔
اس کی زندگی میں سب کچھ سنبھل جانا تھا لیکن تھوڑے وقت کے
!! بعد۔۔

ابھی بھی وہ لڑکی گل یوہی درخت کے چھاؤں میں بیٹھی اب زمین پر سے
اپنی نگاہوں کو ہٹا کر ہنستے مسکراتے کھلتے ہوئے بچوں کو دیکھ رہی تھی ان
بچوں کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک حسرت سی جاگی تھی کہ کاش وہ بچپن
!! میں یوں ہی کھلتی رہتی لیکن اس کا تو بچپن ہی برباد ہو گیا تھا۔۔

گہری سانس وہ ہوا کے سپرد کرتی اب انتظار کر رہی تھی کہ کب واڈرن
ائے اور اسے واپس اس کے کمرے میں چھوڑ دیں اسے تو وہی اندھیری
راتوں کی عادت سی ہو گئی تھی وہ کسی کو خود سے مخاطب بھی نہیں کرتی تھی
!! بس ایک ہی جگہ چپ چاپ بیٹھی رہتی تھی۔۔

&&&&&&&&

جانو میں تو جانو تیری باتیں میٹھی میٹھی۔۔

پر کروں کیسے کروں میں بروسہ۔۔۔

بڑی مشکل ہے یہ ڈرتا ہے دل ہے۔۔۔

ہونہ جائے کہیں کوئی دھوکا۔۔۔

ز ریش خانزادی بلیک کلر کے پلین شلوار قمیض پہنیں ساتھ ہی بلیک کلر کا
نیٹ کا دوپٹہ اپنے کندھے کے گرد لٹکائے بالوں کو لوز کر ل ڈالے نہایت
گاتی موبائل کو ہمیشہ کی طرح ڈریسنگ (lyrics) ہی خوبصورتی سے
!! ٹیبل پر سیٹ کیے اپنی ریل شوٹ کر رہی تھی۔۔

وہ بے انتہا شوقین تھی ریل شوٹ کرنے کی وہ اپنے موبائل میں گیلری
میں ہی اپنے پاس سیور کھتی تھی وہ جب بھی نیا سوٹ پہنتی تو اپنی پکس بنانا
!! اور ریل شوٹ کرنا تو جیسے اس کے لیے عام سی بات تھی۔۔

ایک ہاتھ میں کرچی پہنے دوسرے ہاتھ میں نازک سہ ڈریسلٹ پہنیں جو
اس کی سرخ سفید کلائی پر بے انتہا جج رہا تھا کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس

پہنے لبوں کو پنک لپ گلوں سے مزین کیے اس وقت بے انتہا خوبصورت
لگ رہی تھی اس لڑکی کو دیکھ کر تو ایسا لگتا کہ وہ کچھ بھی پہنتی تو وہ
خوبصورت ہی لگتی اور بلیک کلر تو اس کے دودھیار نگت پر بے انتہا جج رہا
!! تھا۔

ہائے کوئی کیسے دیوانہ نہ ہو میرا میں اتنی خوبصورت جو ہوں اور ویسے بھی وہ
مغرور خانزادہ تو میری خوبصورتی کو دیکھ کر ویسے ہی فلیٹ ہے وہ تو بس اپنی
!! ناک کو اونچی کرنے کی خاطر مجھ پر غصہ کرتا رہتا ہے۔

زربیش خانزادی خود کی ریل شوٹ کیے بار بار دیکھتی خود کی ہی تعریف
!! کرتی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ سیلف اپریشن لڑکی حویلی کی سب سے بولڈ اور کانفیڈنٹ لڑکی تھی اور یہ
کانفیڈنٹ جو اس کو ملا تھا وہ صرف اور صرف اپنے لالا کی طرف سے ملا
!! تھا۔

&&&&&&&&

آپی کیا میں اپ کے کمرے میں اندر اجاؤں مہزلہ خانزادی معصومیت سے
!! عنایہ کے کمرے کے اندر راتے ہوئے بولی تھی۔

عنایہ جو کمرے میں بیٹھی بائیو لوجی کے سوالات کو یاد کرنے کی کوشش کر
رہی تھی مہزلہ کی آواز سن کر اس کی طرف دیکھا جو کمرے کے اندر ہوتے
ہوئے بھی اس سے پوچھ رہی تھی کہ میں کمرے کے اندر اجاؤں عنایہ نے
!! اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔

جی جی میری جان اندر اجاؤ اپ کیا بات ہے او بیٹھو عنایہ خانزادی اس کے
!! معصوم چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو مہزلہ خانزادی بھی چلتی ہوئی اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی اور کہا کہ آپ اپ
!! بڑی تو نہیں ہیں۔۔

نہیں میری جان میں بڑی نہیں ہوں اپ بتائیں اپ کو کیا کام ہے عنایہ نے
اس کی مومی مارش میلو جیسے سفید گالوں کو اپنی انگلی سے چھوتے ہوئے بولا
تھا عنایہ کو مہزلہ کے سفید مارش میلو جیسے گال بہت ہی پسند ہے اس لیے تو
ہر وقت جب بھی اس کے پاس ہوتی اسے اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتی
!! رہتی اسے یہ چھوٹی سی گڑیا بہت ہی پسند تھی۔۔

وہ آپ میں بس گھر میں بور ہو رہی ہوں تو اپ میرے ساتھ کرکٹ کھیل
سکتی ہیں جب ہم اسلام آباد میں رہتے تھے نا تو میرے ساتھ اور زلہ آپ بھی
کھیلتی تھی لیکن ابھی تو یہاں اپ بھی ہے اور زرش آپ بھی ہیں تو ہم
چاروں مل کر ٹکٹ کھیلے نیچے گارڈن میں ویسے بھی اپ لوگوں کا گارڈن
بہت بڑا ہے مہزلہ نے اشتیاق سے عنایہ کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھ کر کہا
!! تھا۔۔

اس کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی کودیکھ کر عنایہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں
کر پائی تھی اور ہاں میں سر ہلا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چلو پھر زرش آپنی
اور اور زلہ آپنی کو بھی کہتے ہیں اور چاروں پھر نیچے جا کر کرکٹ کھیلتے
!! ہیں۔۔

عنایہ نے اس سے کہا پھر دونوں ہی زرش کے کمرے کی طرف بڑھ گئے
تھے زرش جو کمرے میں بیٹھی موبائل پر سکرولنگ کرنے میں مصروف
تھی ان دونوں کو اتادیکھ کر وہ بیڈ سے اٹھی اور ان دونوں کو اب بیڈ پر اپنے
!! پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

آپنی ہم دونوں چاہتے ہیں کہ اپ ہمارے ساتھ کرکٹ کھیلیں اور ہمارے
ساتھ چل کر اور زلہ آپنی کو بھی منائیں تاکہ ہم چاروں ہی نیچے گارڈن میں
!! کرکٹ کھیلے بہت ہی مزہ ائے گا۔۔

کیوں نہیں میری جان میں تو ویسے بھی فری بیٹھی ہوئی ہوں چلو چل کر
تمہاری اور زلہ آپنی کو بھی مناتے ہیں زرش خانزادی نے پیار سے مہزلہ کی

ناک کو اپنی انگلی سے چھوا تھا اور ساتھ ہی اب وہ تینوں اٹھ کر اور زلہ کے
!! کمرے کی طرف چل پڑی تھی۔

اور زلہ اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگنے میں مصروف تھی تبھی
وہ تینوں دروازہ کھول کر اندرائی اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کے دعا ختم ہونے کا
!! انتظار کرنے لگی۔

دعا ختم کرنے کے بعد اور زلہ نے جائے نماز کو ٹیبل پر رکھا اور ساتھ ہی ان
!! تینوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

وہ اور زلہ ہم تینوں چاہتے ہیں کہ ہم سب نیچے جا کر گارڈن میں کرکٹ
کریں تو تم بھی ہمارے ساتھ چلو ویسے بھی اب تو تمہارا کوئی بھی کام نہیں
ہے نا یہاں پر زرش خانزادی نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
!! تھا۔

کام نہیں ہے لیکن میرا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا نیچے جا کر کرکٹ کھیلنے کو
اور زلہ خانزادی نے اپنے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے اس میں کیچر پسایا اور
!! ساتھ ہی ان تینوں کو جواب دیا تھا۔

آپی پلیز چل کر کھیلیں نا اور ویسے بھی یہ دونوں بھی میری ضد پر ہی نیچے
چل رہے ہیں تو آپ بھی چلیں میرے ساتھ آپ پہلے بھی تو میرے ساتھ
کرکٹ کھیلتی تھی نا تو ابھی بھی چلیں مہزلہ نے اس کے پاس اٹھ کر اس کا
ہاتھ پکڑ کر ضد کرتے ہوئے کہا تھا تو نہ چارہ ہوتے اور زلہ بھی ان تینوں کے
!! ساتھ نیچے گارڈن کی طرف چلی گئی تھی۔

اب نیچے گارڈن کا منظر کچھ یوں تھا کہ عنایہ بیٹ پکڑے کھڑی تھی اور
ساتھ ہی مہزلہ اسے بال ڈال رہی تھی مہزلہ کے تھوڑے سے پیچھے زریش
کھڑی تھی بقول مہزلہ کہ مہزلہ نے اسے کیچ پکڑنے کے لیے کھڑا کیا تھا
اور ساتھ ہی مہزلہ نے عنایہ کے پیچھے کیپر کے طور پر اور زلہ کو کھڑا کیا
!! تھا۔

ان تینوں میں سے میچ تو کسی کو بھی کھیلنا نہیں آتا تھا لیکن تینوں ہی اس وقت
!! مہزلہ کے ضد پر کھڑی اس کے ساتھ کھیل کھیلنے میں مصروف تھی۔
ابھی مہزلہ نے صرف ایک بال ہی ڈالی تھی کہ عنایہ نے بال کو بیڈ کے
!! ساتھ ذرا سا ٹچ کرتے ہوئے دور ہی پھینکا تھا۔

اپنی پوری قوت لگانے کے بعد بھی عنایہ بال کو زیادہ دور تک نہیں پیک
سکی تھی اس سے پہلے کہ مہزلہ جا کر بال اٹھاتی وہاں سے برلاس خانزادہ بھی
گارڈن میں داخل ہوا تھا ان چاروں کو میچ کھیلنے دیکھ کر اس کے چہرے پر
گہری مسکراہٹ آئی تھی اور کہا تھا کہ اکیلے اکیلے میچ اکیلا جا رہا ہے مجھے کسی
!! نے بتایا بھی نہیں۔

لالا اپ کو کھیلنا آتا ہے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کیلے مہزلہ نے اسے کھلے دل
!! سے افر کی تھی وہ تو چاہتی ہی یہی تھی کہ سب مل کر کرکٹ کھیلیں۔

ہاں ہاں ضرور اوچلو پہلے تو عنایہ کو ہم اوٹ کرتے ہیں یہاں سے برلاس
خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی بال اٹھا کر اب وہ سامنے کھڑا عنایہ کی طرف
!! بال ڈالنے کے لیے تیار کھڑا تھا۔

لالا بال اہستہ ڈالنا زیادہ تیز مت ڈالنا مجھے کھیلنا نہیں اتنا عنایہ نے اسے دور
سے اپنی طرف اتے بھاگتے دیکھ کر روہانے ہوتے لہجے میں کہا تھا عنایہ بال
سے بہت ہی زیادہ ڈرتی تھی کہ کہیں اسے چوٹ نہ لگ جائے اسی لیے تو وہ
!! بال کو زیادہ دور تک پیک بھی نہیں پائی تھی۔

ہاں ہاں آرام سے ہی پیکیوں کا برلاس کی آنکھوں میں شرارت صاف ناچ
رہی تھی برلاس خانزادہ نے بھاگتے ہوئے اپنی پوری قوت سے عنایہ کی
طرف بال پیکی تھی عنایہ جو پہلے ہی بال سے ڈر رہی تھی بال کو پوری قوت
سے اپنی طرف اتادیکھ کر اس نے بیڈ کو نیچے پیکا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے
!! اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔

برلاس نے بال اتنے زیادہ زور سے بھی نہیں پھینکی تھی لیکن عنایہ ڈر رہی تھی اسی لیے بال سیدھا جا کر اس کے بائیں پسلی پر لگی تھی جس پر ہاتھ رکھ !! کر عنایہ کراہ اٹھی تھی۔۔

عنایہ کو زمین پر بیٹھے کراتے دیکھ کر اور زلہ جلدی سے اس کی طرف باہگی تھی کیونکہ سب سے زیادہ قریب اور زلہ تھی عنایہ کو اٹھا کر اور زلہ نے !! پوچھا کہ زیادہ لگ گئی کیا تمہیں۔۔

عنایہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا اسے واقعی میں ہی کافی زور سے لگی تھی جس کی وجہ سے انسوٹپ ٹپ کر کے اس کے گال سے بہتے اس کے !! گردن پر سفر کر رہے تھے۔۔

زیادہ لگ گئی کیا تمہیں بتاؤ۔۔ اوں تمہیں اندر لے کر چلوں برلاس اس کے پاس بھاگتے ہوئے آیا تھا اس نے تو اپنی طرف سے بول بہت ہی زیادہ سلوڈالی تھی لیکن اسے نہیں پتہ تھا کہ عنایہ یوں ڈر کر بیٹھ ہی جائے !! گی۔۔

برلاس خانزاد نے عنایہ کا ہاتھ پکڑا اور روتی ہوئی عنایہ کو تسلی دیتے ہوئے
حویلی کے اندر لا کر لاؤنج کے صوفے پر بٹھالیا تھا زربیش اور زلہ اور مہزلہ
بھی اپنے چہرے پر پریشانی سجائے اس کے پیچھے لاؤنج کے اندر داخل ہوئی
!! تھی۔

لاؤنج کے صوفے پر پہلے سے بیٹھی نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم بھی عنایہ کو
روتے دیکھ کر بوکھلا کر اٹھی تھی اور جلدی سے اس کی طرف بڑھی
!! تھی۔

کیا ہوا اسے یہ روکیوں رہی ہے یہ تم لوگ تو سب گارڈن میں کھیل رہی
تھی نا تو کیا ہو گیا اسے نائلہ بیگم نے تڑپتے ہوئے اپنی بیٹی کی طرف بڑھ کر
!! پوچھا تھا۔

وہ تائی ہم بس کرکٹ ہی کھیل رہے تھے تو میں نے اسے بال کرائی تھی تو یہ
بیڈ کو پیک کر بیٹھ گئی تھی اسی لیے بال اس کی پسلی پر لگی ہے اب چیک کر
لیں اگر زیادہ کچھ مسئلہ ہوا تو میں ڈاکٹر کو کال کر دیتا ہوں برلاس خانزادہ

نے شر مندہ ہوتے اپنے نظرے جھکاتے ہوئے کہا تھا وہ واقعی میں ہی
!! شر مندہ ہوا تھا اسے عنایہ کی طرف بال پھینکنے ہی نہیں چاہیے تھی۔۔
کیا ہوا سب لوگ اتنے جھمکٹا کر کے کیوں کھڑے ہو کچھ ہو گیا ہے کیا ملیار
!! خانزادہ نے حویلی کے اندر کیا داخل ہوتے کہا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے ایک نظر اپنے فون پر سے اٹھا کر صوفے پر بیٹھی اپنی چھوٹی
سی جان کو دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا عنایہ کا پورا چہرہ انسو سے تر
تھا اس کی آنکھیں سرخ پڑ گئی تھی اور وہ ہچکیوں سے روتے اپنے مورے
!! کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی اسے دیکھ کر۔۔

کیا ہوا ہے اسے یہ رو کیوں رہی ہے مجھے بتاؤ کہیں درد ہو رہا ہے کیا؟؟؟ عنایہ
میری جان کیوں رو رہی ہو کیوں میری جان ہلکان کرنے پر لگی ہوئی
!! ہو۔۔

وہ بیٹا یہ سب بچے باہر کر کٹ کھیل رہے تھے تو اس کے پسلی پر بال لگ گئی
زیادہ کچھ بھی مسئلہ نہیں ہوا نائکہ بیگم نے ملیار خانزادہ کے خوبصورت

چہرے کو پریشان ہوتے دیکھا تو اپنی بیٹی کی قسمت پر دل میں رشک بھی کیا
!! تھا اور قسم خدا کا شکر بھی بہت ادا کیا تھا۔

تو اپ لوگ ابھی ادھر اسے بٹھائے کیوں رکھے ہیں ڈاکٹر کو کال کرو جلدی
ملیاری خانزادہ نے دھاڑتے ہوئے برلاس خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا
آخر وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا عنایہ کی انکھوں میں انسو ایک ہی جھٹکے سے
اسے اس کے مورے کے سینے سے الگ کرتے ہوئے اپنے گود میں اٹھایا
اور اوپر سیڑھیوں کی طرف بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں لے کر جا چکا
!! تھا۔

عنایہ کی سانس سے سینے میں اٹکی تھی خود کے پیرو کو ہواؤں میں محسوس کرتے
اس نے اپنی انکھیں کھولی تو ملیاریا سے اپنی گود میں اٹھائے اپنے کمرے میں
لے کر داخل ہو چکا تھا اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے اس نے عنایہ کا چہرہ جلدی
!! سے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔

زیادہ درد ہو رہا ہے کیا میری جان بتاؤ مجھے ملیار خانزادہ نے پیار سے اس کی
!! گال پر لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔

اس کے گال پر لب رکھنے کی دیر تھی کہ عنایہ کی سسکیاں دوبارہ سے
شروع ہو گئی تھی وہ ملیار خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کر
!! گئی تھی۔

دور دور ہو جائیں پاس مت آئے ہوں میرے عنایہ نے ہچکیوں سے روتے
سمیت اس کی طرف دیکھتے کہا تھا اور دوبارہ سے اپنی آنکھوں کو بے دردی
سے صاف کیا تھا جو اس کے بے دردی سے صاف کرنے سے پہلے ہی سرخ
!! ہوئی پڑی تھی۔

عنایہ میری جان اس وقت ناراضگی کو چھوڑو تمہیں تکلیف ہو رہی ہے نا
میرے پاس او میرے سینے سے لگو تمہاری ساری تکلیف ختم ہو جائے گی
ملیار خانزادہ بے چینی کے انتہا پر پہنچتے ہوئے زبردستی اسے اپنے قریب
!! کرتے ہوئے اسے اپنے سینے میں زور سے بیچ لیا تھا۔

کہاں برداشت کر سکتا تھا ملیار خانزادہ عنایہ خانزادی پر ذرا سی بھی چھوٹ کو
اس کی آنکھوں میں تو آنسو تک گوارا نہیں تھے اور اوپر سے یہ سوچ کر ہی
اس کی جان جا رہی تھی کہ اس کی بیوی اس کے عشق کو چھوٹ لگی ہے وہ
!! درد میں مبتلا ہے۔۔

ملیار خانزادہ نے سختی سے اسے اپنے سینے میں بیچے دھیرے دھیرے سے
اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلا کر اسے پرسکون کر رہا تھا لیکن عنایہ
خانزادی تو اپنی مزاحمت جاری رکھے ہوئے تھی وہ اس انسان کو بالکل بھی
!! اپنے پاس محسوس نہیں کر سکتی تھی۔۔

دور ہو جائیں آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی نہیں مل رہا مجھے سکون آپ
کے سینے سے لگ کر دور ہو جائیں کیوں میرے پاس رہے ہیں جان بوجھ کر
عنایہ خانزادی نے اس بار اپنی پوری قوت سے اس کے سینے پر اپنے دانت
!! گاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

اپنے سینے پر اٹھے اس میٹھے سے درد کو برداشت کرتے ہوئے پل میں ہی
!! ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی۔۔

اس کے سخت الفاظوں کو بھولاتے ملیار خانزادہ نے اپنے سینے سے اس کا سر
نکال کے اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھے اس کی سانسوں کو قید کرتا چلا
!! گیا۔۔

ملیار خانزادہ کے لمس میں آج بھی بے انتہا نرمی تھی وہ بے انتہا نرمی سے اس
کے نچلے لب اتنے رومینٹک انداز میں چوم رہا تھا کہ عنایہ کو اپنے بدن میں
سپارک سے اٹھتے محسوس ہو رہے تھے بار بار اس کی تیز ہوتی سانسوں کی
!! وجہ سے اس کا پیٹ کبھی اندر تو کبھی باہر جا رہا تھا۔۔

زبان نکالوا اپنی ملیار خانزادہ نے صرف ایک سیکنڈ کے لیے اس کے لبوں پر
سے اپنے ہونٹ ہٹائے تھے اور اسے اپنی زبان نکالنے کا کہہ کر وہ دوبارہ
!! سے اس کے لبوں پر جھوک گیا تھا۔۔

عناہ خانزادی کا دل بے حد خوف سے دھڑک رہا تھا لیکن ملیار خانزادہ کے کہنے پر اس نے اپنی زبان باہر بالکل بھی نہیں نکالی تھی اور اوپر سے اسے عجیب سی بے چینی سی ہو رہی تھی جب بھی ملیار خانزادہ اس کے ہونٹوں کو اتنے رومینٹک سے انداز میں چومتا تو اس کے بدن میں سپارک سے اٹھتے !! جس کو سمجھنے سے وہ ناقاصر تھی۔

بے شک میاں بیوی کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں عناہ خانزادی سب کچھ بہتر طریقے سے جانتی تھی لیکن یہ بالکل بھی اسے پتہ نہیں تھا کہ محرم کے قریب اتنے اس کے چومنے سے اس طرح سے بدن میں بے چینی اور سپارک سے اٹھتے ہیں اسی لیے وہ پریشان سے اپنے آنکھوں سے آنسو !! بہاتی ملیار خانزادہ کو خود سے دور کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

اس کے لبوں کو چومتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اس بار اس کے ہونٹوں کو ازاد کرنے کے بعد بغیر اس کی طرف دیکھے اس کی سراجی دار گردن پر جھکتے

اس کی گردن کی سکن کو اپنے لبوں میں بھر کر وہاں پر لو بائٹ دی تو عنایہ
!! خانزادی کی تو سانسیں ہی رک گئی تھیں۔۔

اسے اپنی سانسیں روکتے دیکھ کر ملیار خانزادہ جلدی سے بوکھلاتے ہوئے
پیچھے ہٹا تھا یہ لڑکی تو اس کی سمجھ سے ہی باہر تھی جب بھی وہ اس کے قریب
اتا تو اسے خود سے دور کر دیا کرتی تھی اور اب جب وہ اس کے لبوں کو چومنے
کے بجائے اس کی گردن کو چوم رہا تھا تو وہ اپنی سانس ہی روک بیٹھی
!! تھی۔۔

سانس لو عنایہ ورنہ میں اگر اپنی پر ایا تو سچ میں تمہاری ان سانسوں کو اتنی
بھی مہلت نہیں دوں گا کہ وہ ذرا سی بھی سانس لے سکے ملیار خانزادہ نے
اس کی گردن پر سے اپنے ہونٹ کو ہٹاتے ہوئے عنایہ کی طرف دیکھتے کہا
!! تھا تو بالکل سٹل ساکت سی اپنی سانس روک کے بیٹھی تھی۔۔

اس کی بات سن کر عنایہ نے خوف سے لرزتے ہوئے گہری سانس ہوا کے
سپر دکی تھی عنایہ کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ خوف سے لرز رہی ہے لیکن وہ نہیں

جانتی تھی کہ ملیار خانزادہ کی قربت میں اتنی تپش ہے کہ وہ بار بار اپنے ہاتھ
!! اور پیروں کی لرزش کو روک ہی نہیں پار ہی تھی۔۔

جائیں میرے کمرے سے کوئی اجائے گا عنایہ نے بوکھلاتے ہوئے جلدی
سے ملیار خانزادہ سے کہا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ ملیار خانزادہ اسے اپنے
!! کمرے میں لایا ہے۔۔

میری جان چلا جاتا ہوں آپ کے کمرے سے لیکن تھوڑا بیٹھنے تو دوا بھی ڈاکٹر
ائے گی آپ کا چیک آپ کرے گی اس کے بعد جب وہ آپ کو دوائی دے گی
تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور تم آرام کر لینا ملیار خانزادہ نے پیار سی اس
!! کے گردن پر بنی لو بانٹ پر اپنا انگوٹھا پیرا تھا۔۔

نہیں نہیں آپ ابھی یہاں سے جائیں عنایہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ اپنی
گردن پر سے ہٹایا اور اپنے دوپٹے کو اپنے سر پر اس طرح سے جمایا تھا کہ
!! اب اس کا ایک بال بھی نظر نہیں آرہا تھا۔۔

اس بار ملیار خانزادہ بھی اس کی مانتا گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اپنے ہی
!! کمرے سے اپنی بیوی کے کہنے پر نکل چکا تھا۔

&&&&&&&

یہ کون ہے بصیر اور تم نے اس کا ہاتھ کیوں پکڑا ہوا ہے کیا میں جان سکتا
ہوں کہ کون ہے یہ لڑکی رات کے کھانے پر جہاں خانزادہ حویلی میں سب
بیٹھے ٹیبل پر رات کا کھانا کھا رہے تھے وہیں پر بصیر خانزادہ حویلی کے اندر
داخل ہوتے اپنے ایک ہاتھ میں اپنی محبت انا بیہ کا ہاتھ تھا مے سب کے
!! پاس آکر کھڑا ہوا تھا۔

دادا اپ بیٹھیں غصہ نہیں کریں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کون ہے یہ لڑکی
بصیر خانزادہ نے اپنے چہرے کے تاثرات کو ذرا سا نرم بناتے ہوئے دادا
سے کہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی محبت سے نکاح کرنے کے بعد کوئی بھی
!! اس کی گھر والوں میں سے اس سے ناراض ہو جائے۔

تم بتاتا کیوں نہیں کون ہے یہ لڑکی دادا نے ایک بار پھر سے گرجداراواز
میں بصر خانزادہ سے پوچھا تھا جو بات ان کا دل سوچ رہا تھا اگر وہ سچ ہوئی تو
!! ان کی نوا سی زرش کا کیا ہوگا۔

نانا پلیراب بیٹھے وہ بتاتا ہے ناکہ کون ہے زرم خانزادہ نے جلدی سے اپنے
!!! نانا کی طرف بڑھتے ہوئے انہیں کرسی پر بیٹھا کے کہا تھا۔

یہ لڑکی انا بیہ میری سیکرٹری ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اس لیے
میں نے اس سے اج نکاح کر لیا ہے بصیر خانزادہ کہ منہ سے یہ نکلنے کی دید
تھی کہ اس نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا ہے بے ساختہ ہی دادا کا ہاتھ اپنے
دل پر گیا تھا ان کی سانسیں اوپر نیچے ہو رہی تھی زرش خانزادی تو سٹل
انکھیں پھاڑے بصیر خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جو اس سے بے وفائی کر گیا
!! تھا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا ایسے کسی تم کسی بھی غیر لڑکی سے نکاح کر کے حویلی لا سکتے ہو اور نگزیب خانزادہ جلدی سے اپنے بیٹے بصیر کی طرف !! بڑے تھے اور ان سے گرجدار اواز میں سوال پوچھا تھا۔

بابا یہ کوئی غیر لڑکی نہیں ہے میری محبت ہے اور اب میری نکاح میں اتے ہوئے یہ ایک خانزادی ہے میں بالکل بھی برداشت نہیں کروں گا اس کی !! عزت پر کوئی بھی ایک بات بصیر خانزادہ نے سر دلہجے میں کہا تھا۔

زریش خانزادی تو بنا کسی کو مخاطب کیے اپنے چہرے پر ایک بھی تاثرات کو !! اے بغیر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

بصیر خانزادہ نے ایک نظر بھی زریش خانزادی کی طرف اٹھا کر نہیں دیکھا !! تھا۔

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو تم دونوں کو میری عزت کا ذرا بھی خیال ہے کہ نہیں ایک بیٹے نے میری اپنی ہی بھانجی سے نکاح کر کے اسے بدلہ قرار دے دیا تو دوسرے بیٹھے نے اپنی سیکرٹری کا ہاتھ پکڑ کر نکاح کر کے حویلی لا کر کھڑا کر

دیا ہے کیا تم دونوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اس عمر میں اپنی باپ کے سر پر
!! خاک ملنی ہے تو ملنی ہی ہے۔۔

اور نگزیب خانزادہ کا تو ضبط ہی جواب دے گیا تھا ان کے دونوں بیٹے نے ہی
حویلی میں کسی کے سامنے بھی انہیں منہ دکھانے کے قابل بلا چھوڑا ہی کہا
!! تھا۔۔

بابا پلیمیری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں میں اس سے محبت کرتا تھا اور
اسی لیے میں نے نکاح بھی کیا ہے بصیر خانزادہ نے عاجزاتے ہوئے اپنے
باپ کو سمجھانا چاہا تھا ان کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ تڑپ اٹھا
!! تھا۔۔

اگر محبت تھی تو عزت سے اگر مجھے بتا دیتے میں لے کر جاتا نا تمہارا رشتہ
عزت کے ساتھ کرواتا نا تمہارا رشتہ کرواتا میں تمہارا نکاح کرواتا لیکن یہ
کون سا طریقہ ہوا کہ کسی بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر حویلی لے آئے اور کہا کہ
میں نکاح کر چکا ہوں اور نگزیب خانزادہ ایک بار پھر سے دھاڑے تھے ان کا

توبی پی ہی شوٹ کر چکا تھا بے ساختہ ہی دھڑم سے وہ کرسی پر گرے
!! گہرے گہرے سانس لینے لگے تھے۔

(scene to be continue)..

—

اور نگزیب خانزادہ ایک بار پھر سے دھاڑے تھے ان کا توبی پی ہی شوٹ کر
چکا تھا بے ساختہ ہی دھڑم سے وہ کرسی پر گرے گہرے گہرے سانس لینے
!! لگے تھے۔

بابا کیا ہو گیا ہے اپ کو سنبھالے خود کو سب لوگ بے ساختہ ہی اور نگزیب
خانزادہ کی طرف بڑھے تھے اور جلدی سے گلاس میں پانی ڈال کر ان کو پلایا

تھا پانی پینے کے بعد ان کی سانسیں کچھ بہتر ہوئی تو انہوں نے بصیر خانزادہ
!! کی طرف سے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔

زربیش زربیش کہاں چلی گئی ہے زربیش کہاں ہو تم بیٹی سب نے بے ساختہ
ہی زربیش کو پکارا تھا آخر بصیر خانزادہ کے حوالے سے اس کے دل میں پینتے
!! ہوئے جذبات سے کون واقف نہیں تھا۔

وہ آپی اپنے کمرے میں چلی گئی ہے عنایہ نے بے ساختہ ہی سب کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تھا اور اس کی بات سن کر سب کے ہی دل دھڑکے تھے
سب کو ہی لگا تھا کہ زربیش خانزادی شاید اپنے کمرے میں اسی وجہ سے گئی
ہے کہ شاید اپنے ساتھ کچھ غلط نہ کر لیں سب اوپر زربیش خانزادی کے
!! کمرے کی طرف دوڑ رہے تھے۔

زربیش بیٹا دروازہ کھولنا نلکہ بیگم نے دروازے کو کٹکٹاتے ہوئے پوچھا تھا
ان کا تو کلیجہ منہ کو اڑھا تھا زربیش خانزادی کے کمرے کا دروازہ لاکڈ تھا اس کو

ہمیشہ انہوں نے اپنی بیٹی ہی بن کر پالا تھا ان کی کوئی بیٹی نہیں تھی اسی لیے
!! زربش کو ہی اپنی بیٹی بنا کر ہمیشہ کے لیے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔

بصیر خان زادہ اور انابیہ بھی سب کے ساتھ اوپر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ
زربش خانزادی دروازہ نہیں کھول رہی اس سے پہلے کہ نائلہ بیگم زرم ملیار
سے کچھ کہتی کہ دروازہ تھوڑا دیر زربش نے اچانک جھٹکے سے ہی دروازہ کھولا
!! تھا۔

کیا ہو گیا ہے مورے رات کے اس وقت سب میرے کمرے کے باہر
جھمکٹا لگا کر کیوں کھڑے ہیں سب نے سونا نہیں ہے کیا زربش خانزادی
نے دروازہ کھول کر سب کو اپنے کمرے کے باہر کھڑا دیکھا تو حیرت سے
اپنے ڈارک بلیک کلر کے بالوں کو اپنے شانے سے پیچھے جھٹکتے ہوئے کہا
!! تھا۔

کھلے سے وائٹ کلر کے شلوار قمیض میں زربش خانزادی بال رفت سے
جوڑے میں قید کرتی دو لڑکیوں کے چہرے پر جھولتی وہ شاید اپنے سونے

کی تیاری میں تھی لیکن سب کو اپنے کمرے کے باہر کھڑا دیکھ کر وہ حیران
!! بھی ہو رہی تھی۔۔

اس کے حسن کو دیکھ کر بھی ساختہ ہی بصیر خانزادہ کا دل آج پہلی بار دھڑکا
تھا اور اس نے اپنی نظریں چڑھائی تھی یہ لڑکی کسی بھی طور پر اسے اپنی
!! زندگی میں قبول نہ تھی وہ اس سے نفرت کرتا تھا تو کرتا تھا۔۔

میری جان مورے کی جان تم ٹھیک ہونا تمہیں کچھ ہوا تو نہیں میرا تو دل ہی
گھبرا گیا تھا کہ کہیں تم کمرے میں خود کو کچھ نقصان ہی نہ پہنچا لو اوپر سے
تمہارا کمرہ بھی لاک تھا نائلہ بیگم نے تڑپتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگایا
تھا اور ان کی مامتا کو سکون سا مل گیا تھا زرش خانزادی انہیں اپنی بیٹیوں سے
بھی زیادہ عزیز تھی نہ جانے کیسا رشتہ تھا ان کا زرش سے تھی وہ ان کی نند
!! کی بیٹی لیکن نائلہ بیگم کو ہمیشہ ایسا لگتا تھا کہ وہ ان کی اپنی ہی بیٹی ہے۔۔

اوہو مورے ایسا بھی کیا ہو گیا ہے کہ زرش خانزادی کمرے میں اندر گھس
کر خود کو نقصان پہنچائے گی کیا آپ واقف نہیں ہیں کہ میں کتنی مضبوط

ہوں اور ویسے بھی رات کا ٹائم ہے تو سونے کے لیے کمرے کے اندر جب
میں جاتی ہوں تو آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ میں دروازہ لاکر کھتی ہوں پھر اج
آپ کو کیا ہو گیا ہے زرش خانزادی نے پیار سے نائلہ بیگم کا ماتھ چھوما تھا
اگر نائلہ بیگم کو وہ دل سے عزیز تھی تو زرش خانزادی بھی انہیں اپنی جان
!! سے عزیز ہتی تھی۔۔

گزرش خانزادی کو بالکل ٹھیک چل انداز میں دیکھ کر سب بڑے ہی نیچے کی
طرف اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے اب سب کو بصیر کے حوالے سے
!! ٹینشن تھی نہ جانے وہ کس لڑکی سے نکاح کر کے حویلی لے آیا تھا۔۔

مورے میری جان جائیں اپنے کمرے میں اور آرام کریں میں بھی سونا
چاہتی ہوں اور آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کی بیٹی اتنی گئی گزری نہیں ہے
کہ دو ٹکے کی محبت کے لیے وہ کمرے کے اندر جا کر خود کو نقصان پہنچائیں
اور ویسے بھی جس کے نصیب میں میں لکھی ہوں گی نا وہ دنیا کا سب سے
خوبصورت نصیب والا بھرپور مرد ہو گا مجھے لے کر آپ پریشان نہ ہو

زربش خانزادی نے بصیر خانزادہ اور انابیہ کو ان کے کمرے کی طرف بڑھتا دیکھ کر اونچی اواز میں بصیر خانزادہ کو جتلا نا چاہا تھا کہ اس کے نکاح کرنے !! سے اسے ذرا سا بھی فرق نہیں پڑا ہے۔۔

بصیر خانزادہ اس کی بچکانہ بات سن کر ہنسا تھا لیکن جو سچ تھا وہ سچ تھا زربش خانزادی واقعی میں ہی ایسی لڑکی تھی کہ جس بھی مرد کے زندگی میں قدم !! رکھتی اس مرد کی زندگی خوشیوں سے بھر دیتی تھی۔۔

ٹھیک ہے میری جان جا کے سو جاؤ نائلہ بیگم نے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا تو زربش بھی کمرے کے اندر جا چکی تھی اور نائلہ بیگم بھی !! پر سکون ہوتے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

کمرے کا دروازہ بند کرنے کی دیر تھی کہ زربش خانزادی کی آنکھ سے ایک بولا بھٹکا ہوا انسوا اس کے گال سے بہہ کر اس کی گردن پر سفر کر چکا !! تھا۔۔

ہاں زریش خانزادی تم سٹرانگ ہو دوسری لڑکیوں کی طرح تم اپنی محبت
!! کے چلے جانے پہ غم بالکل بھی نہیں مناؤ گی بلکہ لیٹس پارٹی۔۔

چل انداز میں کہتے ہوئے زریش خانزادی کا دل تو بہت اداس تھا لیکن وہ
اپنے دل کو کسی بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنا موبائل اون کرتی ڈریسنگ
!! ٹیبل پر سیٹ کرتی اب اپنی ریل شوٹ کرنا سٹارٹ کر چکی تھی۔۔

زریش خانزادی کا ماننا تھا کہ وہ کیوں کسی کے لیے روئے جب سامنے والے
بندے کو اپ کی فکر نہیں ہوتی تو کیوں اپ اس کی فکر میں ہلکان ہو کر اپنے
انسو بہا کر خود کے ساتھ زیادتی کرے؟؟

زریش خانزادی کا نفیڈنٹ لڑکی تھی اس کا ماننا تھا کہ اگر بصیر خانزادہ کو اللہ
نے اس کے نصیب میں لکھا ہو گا تو ضرور وہ اس کے نصیب میں خود بخود
چل کر آجائے گا اسے رونے کی تکیا بھگونے کی یا پھر اونچے ہٹکنڈے اپنانے
!! سے بصیر خانزادہ نہیں ملنے والا۔۔

اور یہی چیز اس کو سب سے زیادہ مضبوط بنائے ہوئی تھی کہ اس نے اپنا
!! فیصلہ اپنے رب پر چھوڑ دیا تھا۔

&&&&&&&&&&&

میں نے تمہیں کافی لانے کے لیے بولا تھا یہ چائے لانے کے لیے بولا تھا
تمہارے دماغ خراب ہو گیا ہے کیا سارا سارا دن گھر میں گھومتی رہتی ہو
لیکن ایک کام تم سے ڈھنگ کا نہیں ہوتا آرش خانزادہ ملازمہ پر چلاتے
!! ہوئے اسے اپنے کمرے سے باہر نکلنے کے لیے کہہ چکا تھا۔

نہ جانے کیوں آج وہ اتنے غصے میں تھا کہ ملازمین سارے اس کے قہر کا نشانہ بن رہے تھے ساتھ ہی ساتھ وہ آج اسلام آباد اپنے شوروم میں بھی اپنے سارے سٹاف کو اچھا خاصا ڈانٹ کر آیا تھا غصے سے اس کی ماتھے کی رگیں !! ابھر رہی تھی وہ اس وقت غصے میں معلوم ہو رہا تھا۔۔

ملیار خانزادہ جو اس کے کمرے کے پاس سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف
جا رہا تھا لیکن اس کے کمرے کے اندر سے اتنے چیخنے چلانے کی آوازوں کو

سنتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا ملازمہ بیچاری چائے کے ٹوٹے ہوئے کپ کو
!! اٹھا رہی تھی۔۔

کیا ہو گیا تو اتنے غصے میں کیوں ہے تو جو بات بات پر ملازمین کو ڈانٹ رہا ہے
کیا ہو گیا ہے تجھے ملیار خانزادہ نے اپنی سرخ آنکھوں سمیت اس کی طرف
!! گھور کر دیکھا تھا۔۔

نکل جا میرے کمرے سے کیا میں نے تجھ سے پوچھا کہ حویلی کے پورچ
کے اندر اپنی گاڑی کھڑی کرتے ہوئے تم نے گاڑ کو کیوں بلا وجہ غصہ کیا تھا
جواب تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میں غصے میں کیوں ہوں آرش خانزادہ کو
جب کوئی اور اپنا غصہ نکالنے کے لیے نہ ملا تو ملیار خانزادہ کے اوپر ہی چڑھ
!! دوڑا تھا۔۔

اگر میں غصہ ہوں تو مجھے وجہ بھی پتہ ہے اپنے غصے میں ہونے کی لیکن تجھے
بھی پتہ ہے تیرے غصے میں ہونے کی وجہ کیا ہے ملیار خانزادہ نے گھور کر

سرخ آنکھوں سمیت دوبارہ سے اس کے چہرے پر تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا
!! تھا۔

ملازمہ بیچاری تو ان دونوں کی دھاڑے سنتے ہوئے تھر تھر کانپتی ہوئی اپنا ادھا
!! کام چھوڑ کر ہی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر بھاگ گئی تھی۔

تجھے کیوں بتاؤں میں اور تو کیوں اتنا اتنا ولا ہو رہا ہے میرے غصے میں ہونے
کی وجہ جان کر جا چل دفع ہو جا یہاں سے دوبارہ میری نظروں کے سامنے
نہ انا آرش خانزادہ نے اس کی طرف سے اپنا رخ موڑتے ہوئے کہا
!! تھا۔

تو جب تک بتائے گا نہیں میں یہاں سے نہیں جاؤں گا ملیار خانزادہ بھی بضد
!! وہیں پر کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔

س۔ ا۔ ل۔ ے۔ ک۔ م۔ ی۔ ن۔ ے میں تو اسی وجہ سے غصہ ہوں کہ
پچھلے ایک ہفتے سے میں نے میری بیوی کی جھلک بھی نہیں دیکھی وہ تو اتنی
ظالم بن گئی ہے کہ ہاتھ لگانا تو دور کی بات ہے وہ تو میں نے اس پر ہی چھوڑ دیا

ہے کہ جب وہ مجھے اجازت دے تب ہی میں اسے ہاتھ لگاؤں گا لیکن اپنا
!! دیدار کروائیں تاکہ ان آنکھوں کی دید تو سمجھ سکے۔۔

آرٹھ نے اس بار بے بس اتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھتے ہوئے
!! اسے بتایا تھا۔۔

تیری ظالم بہن نے بھی پچھلے ایک ہفتے سے مجھے اپنا دیدار نہیں کروایا ہے
اور نہ ہی میں اس سے ملا ہوں وہ بھی مجھ سے ناراض ہے ملیار خانزادہ نے
بھی اس کا مسئلہ سننے ہوئے غائب دماغی سے اسے اپنے غصے سے میں ہونے
!! کی وجہ بھی بتادی تھی۔۔

آرٹھ خانزادہ نے بے ساختہ ہی اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا ملیار
خانزادہ نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا دونوں دو سیکنڈ تک ایک
دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہی اس کے بعد دونوں کے ہی کمرے میں
جناتی قہقہے گونج اٹھے تھے کہ کمرے کے در و دیوار بھی ہل کر رہ گئے
!! تھے۔۔

وہ دونوں ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے ایک دوسرے پر گرتے ہوئے بیڈ پر
گر گئے تھے اور دونوں کے قہقہے ابھی بھی بند نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ
دونوں کی آنکھوں میں آنسو تک آگیا تھا لیکن دونوں تھے کہ ایک دوسرے
!! کی طرف دیکھ کر چپ ہی نہیں ہو رہے تھے۔

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تم دونوں کا جوا اتنی زور زور سے ہنس رہے ہو بندہ
کم از کم اپنے کمرے کا دروازہ ہی بند کر لے تاکہ دوسروں کے کانوں سے
خون تو نہ نکلے تم دونوں کے جناتی قہقہوں کو سنتے ہوئے زرم خانزادہ ان کے
قہقہوں کی آوازوں کو سنتے ہوئے ان کے کمرے کے اندر داخل ہوتے
ہوئے بولا تھا زرم خانزادہ اور آرش خانزادہ کے کمرے کے بیچ صرف ایک
دیوار کا ہی فاصلہ تھا دونوں کے کمرے ہی ساؤنڈ پروف تھے لیکن بد قسمتی
سے دونوں کے کمرے کے دروازے ہی کھلے رہ گئے تھے جس کی وجہ سے
!! زرم خانزادہ یہاں پہ کھڑا اب ان کی کلاس لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زرم کی دھاڑتی ہوئی آواز کو سنتے ہوئے آرش خانزادہ اور ملیار خانزادہ سیکنڈ
!! میں ہی سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔

سوری لالا اب دوبارہ سے ایسا نہیں ہو گا ملیار خانزادہ نے اپنی آنکھیں نیچے
!! کرتے ہوئے پل میں ہی اپنے بڑے لالا سے سوری کہا تھا۔

ٹھیک ہے یار لیکن آرام سے اتنا زور زور سے بھی کون ہنستا ہے گھر میں
!! بچیاں ہیں ڈر جائیں گی۔

زرم کو ان دونوں کے جھکے ہوئے سر کو دیکھتے ہوئے اچھا نہیں لگا تھا اسی
لیے چل انداز میں شرارت سے کہتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا اور
!! اس بارتینوں کے ہی قہقہے کمرے میں گونج اٹھے تھے۔

اچھا چلو اب بس کرو میں چلتا ہوں میری امپورٹنٹ میٹنگ چل رہی ہے تم
دونوں بھی چپ کر جاؤ یا پھر کمرے کا دروازہ ہی بند کر لو کافی دیر ہنسنے کے
بعد زرم خانزادہ نے ان دونوں سے کہا اور ساتھ ہی آرش کے کمرے سے
!! نکلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

یار چل اب میں بھی دیکھتا ہوں کہ میری بیوی آخر کہاں چھپی ہوئی ہے اتنی بڑی حویلی میں ملیار خانزادہ نے لاہر واہ انداز میں کہتے ہوئے اسے جلانے کی!! خاطر انکھ و نک کی اور ساتھ ہی وہ باہر نکل گیا تھا۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ میری بیوی کہاں ہے آخر وہ بھی تو تمہاری بہن ہے میں بھی دیکھوں کہ وہ آخر حویلی میں کہاں چھپی ہوئی ہے آزش خانزادہ نے بھی اسے جلانے کی خاطر انکھ و نک کرتے ہوئے کہا تھا وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو جلاتے ہوئے بے حد کیوٹ انداز میں عرش کے کمرے سے نکلتے ہوئے اپنی اپنی بیوی کو ڈھونڈے حویلی کی طرف بڑھ چکے!! تھے۔

ملیار خانزادہ تو جیسے ہی عنایہ خانزادی کے کمرے میں داخل ہوا وہ ہمیشہ کی طرح کتابوں کو بیڈ پر پہلائے اس کے بیچ میں بیٹھی بالوں کو اونچے جوڑے میں قید کیے اس میں سینسل کو پسائے چشمے کو اپنی ناک پر سجائے اس وقت!! ملیار خانزادہ کی خانزادی بے حد کیوٹ لگ رہی تھی۔

کیا بات ہے بیوی اتنا پڑھائی کر کے کیا کرو گی تھوڑا سا اپنے شوہر کو بھی پڑھ
لو تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں ثواب مل جائے ملیار خانزادہ نے اسے مخاطب
کرتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ اس کے پاس چل کر بیڈ پر کتابوں کو
!! اٹھائیں اپنے لیے جگہ بنا کر اس کے پاس ہی ٹک کر بیٹھ گیا تھا۔

عناہ خانزادی تو اس کی آواز سن کر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگ گئی
تھی جو اس کے پاس ہی بیٹھا اپنی آنکھوں میں پیار لیے اس کی طرف ہی دیکھ
!! رہا تھا۔

کیوں آئے ہیں یہاں یہاں جا یہاں سے عناہ خانزادی نے ہمت کرتے
!! ہوئے اسے اپنے کمرے سے جانے کے لیے بولا تھا۔

میں اسی لیے آیا ہوں میری جان "ملیار خانزادہ آگے بڑھا اور اس کے ماتھے "
پر لب رکھے "کہ میں نے تمہیں ایک ہفتے سے "اب ملیار خانزادہ نے اس
کے دائیں گال پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے تھے "نہیں ملا تھا اسی لیے میں
تم سے ملنے آیا ہوں "اپنی بات پوری کر لینے کے بعد ملیار خانزادہ نے اس

کے بائیں گال کو شدت سے اپنے لبوں میں بھر کر سک کرتے ہوئے اس
!! کے گال پر سرخ نشان چھوڑ دیا تھا۔

عناہ خانزاری تھر تھر اس کے لمس پر کانپتی ہوئی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے
!! اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔

اپ بہت بے شرم ہیں میں اپ کی شکایت مورے سے لگاؤں گی کہ اپ
مجھے بہت تنگ کرتے ہیں عناہ خانزادی بولتے ہوئے اپنی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو لیے اپنی طرف سے ملیار خانزادہ کو بہت بڑی دھمکی
!! دے گئی تھی۔

اچھا ایسا ہے میری جان تو کیا بتاؤ گی تم مورے کو کہ میں تمہیں کیسے تنگ
کرتا ہوں ملیار خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے اس بار اس کی کمر
میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال کر اسی ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں شفٹ کر لیا
!! تھا۔

چھوڑیں مجھے مجھے پڑھنے دیں جائیں یہاں سے اپ عنائیہ خانزادی اس کے
گود میں بیٹھتے ہوئے شرم سے سرخ چہرے کے ساتھ بولتی اس کے
!! کندھے پر اپنا دباؤ ڈالے اسے خود سے دور کرنے لگی تھی۔

پہلے میرے قریب او جان ملیار خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی اسے زور سے
اپنے گلے میں نیچتے ہوئے اس کے سینے کی ہلکے سے ناز کی کو اپنے سینے پر
!! محسوس کرنا چاہا تھا۔

اس کے سینے کی ناز کی کو اپنے سینے پر محسوس کرنے کی دیت تھی کے ملیار کی
!! انکھیں خمار الودگی سے سرخ ہو گئی تھی۔

!! عنائیہ تو اس کے اس عمل پر بالکل ساکت ہو کر رہ گئی تھی۔

چھوڑیں مجھے اس بار عنائیہ خانزادی نے روہان سے ہوتے ملیار کو خود سے دور
!! کرنے کے لیے کہا تھا۔

میری جان صرف ایک کس دے دو اس کے بعد میں چلا جاؤں گا پلیز ایک ہفتے سے تمہیں دیکھا تک نہیں تھا ملیار خانزادہ نے عنایہ خانزادی کے کان !! میں سرگوشی کرتے ہوئے التجا کرنے والے انداز میں کہا تھا۔

عنایہ تو اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی جو کہ اسے کس کرنے سے پہلے بھی اجازت مانگ رہا تھا اس نے حیرت سے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھا تھا پہلے ملاقات کے ملیار خانزادہ میں اور اپ کی ملاقات کے ملیار خانزادہ میں زمین اور آسمان !! کا فرق اسے نظر آ رہا تھا۔

پہلی ملاقات میں ملیار نے اسے زبردستی کس کیا تھا اور اب ملیار اس سے التجا !! کر رہا تھا۔

نہیں اپ جائیں یہاں سے عنایہ جانتی تھی کہ کس طرح سے ایک ہفتے سے اس نے ملیار کو اگنور کر رکھا تھا اور ہر طرح سے خود کو اس سے چھپا رکھا تھا تبھی تو ملیار تڑپتا ہوا اس کے پاس ابھی چلا آیا تھا اس کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے !! نہ جانے کیوں لیکن عنایہ کو خوشی مل رہی تھی۔

تمہیں کس کیے بغیر تو میں بالکل بھی نہیں جاؤں گا نرمی سے بات کر رہا
ہوں تو لگتا ہے کہ تم کشتہ زیادہ ہی پیل رہی ہو ملیار خانزادہ نے گھور کر اس
کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل اس کے بالوں میں سے پینسل کو نکالتے
ہوئے انہیں اس کی پشت پر کھلا چھوڑا اور اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتے
ہوئے اس کی گردن کو توڑا پیچھے کی طرف کیا اور ساتھ ہی اس کے ہونٹوں
پر جھک کر شدت سے اس کے نچلے لب کو نہایت ہی رومینٹک انداز میں
!! چومنے لگ گیا تھا۔

ملیار خانزادہ شدت سے اس کی سانسیں پیتا عنایہ خانزادی کو بوکھلا کر رکھ
چکا تھا اس کے بالائی اور نچلے لب کو بری طرح سے اپنی شدتوں سے لال
کرنے کے بعد ملیار نے اب اس کی زبان کو اپنے منہ میں لیتے ہوئے
!! رومینٹک سے انداز میں اس کے زبان کو سک کرنے لگ گیا تھا۔
عنایہ تو شدت سے بوکھلاتے ہوئے تڑپتے ہوئے دل سے انکھیں بند کیے
!! لرز رہی تھی۔

ملیاری کو اب جب لگا کے مزید وہ سانس نہیں لے پائے گی تب اس کے
ہونٹوں پر سے پیچھے ہوا اور اس کے گیلے لبوں کو اپنے انگوٹے سے رب
کرتے ہوئے کہا تھا کہ جی میری جان بتائیں تو کیسی لگی ایک ہفتے کی بات کی
!! "رومینٹک سی زبان والی کس"۔۔۔

عنایہ تو بری طرح سے اپنے بکھرے ہوئے تنفس کو بحال کرتی اپنے
دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی اس کا چہرہ اس وقت بے حد سرخ
!! ہوا پڑا تھا شرم سے اس کی گھنی پلکیں گالوں پر سجدہ ریز ہوئی تھی۔۔
اہہ میری جان تمہارا اثر مانا مجھے بہت کچھ کرنے پہ مجبور کر رہا ہے پر کیا
کروں ابھی تو رخصتی سے پہلے مجھے صرف صبر ہی کرنا ہے دوبارہ سے ملیا
خانزادہ نے اسے شدت سے اپنے سینے میں بھیجا تھا کہ اس پوزیشن پر جو
عنایہ ایک بار پھر سے سرخ ہو گئی تھی اس کا جسم ہولے ہولے لرزاتے
!! ہوئے ملیار خانزادہ کو بھی سرخ کر گیا تھا۔۔

&&&&&&&&

چلو گر لڑکچھ شاپنگ پہ چلتے ہیں ویسے بھی حویلی میں رہ رہ کر بوریت کے
علاوہ کچھ بھی نہیں ہے زریش خانزادی نے پہلے سے ہی رات سے اپنے
سوچے ہوئے پلان پر عمل کیا تھا وہ حویلی سے باہر نکل کر کھل کر توڑ اسانس
!! لینا چاہتی تھی۔

اسی لیے عنایہ اور زلہ اور مہزلہ کی طرف دیکھ کر کہا تھا جو اس وقت نیچے
!! لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

اور زلہ تو ان سب سے الگ تھلگ ایک صوفے پر بیٹھی اج بھی گہری
سوچوں میں گم تھی وہ دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی اس کے آنکھوں کے
نیچے ڈارک سرکل اتنے گہرے ہو رہے تھے اس کا چہرہ بھی شدت سے زرد
!! ہو گیا تھا۔

حویلی والے سارے ہی اسے دیکھ کر کافی پریشان رہتے تھے نہ جانے وہ
لڑکی اپنے اندر ہی اندر کون سا ایسا غم پالے ہوئے تھی جو وہ دن بدن اس
!! قدر کمزور ہوتی جا رہی ہے۔۔

ایک ہفتے سے اور زلہ خانزادی اپنا آپ آر ش خانزادہ سے ہر جگہ چھپائے
!! رکھتی تھی۔۔

ابھی بھی وہ لاؤنج میں بیٹھی پر سکون تھی کہ آر ش خانزادہ کام پر چلا گیا ہوگا
!! کیونکہ اس وقت صبح کے 10 بج رہے تھے۔۔

آر ش خانزادہ جو اج اپنے شور و م پر نہیں گیا تھا اپنے کمرے سے نیچے لاؤنج
کی طرف اتے اور زلہ خانزادی کو دیکھ کر وہ بالکل شاکڈ اپنی حالت میں سٹل
!! ہو کر کھڑا رہ گیا تھا۔۔

کیا وہ جو اپنی آنکھوں دیکھا دیکھ رہا تھا کیا وہ سچ تھا وہ زندگی سے بھرپور لڑکی
جس کے چہرے پر ہر وقت شادابی اور مسکراہٹ رہتی تھی کیا وہی لڑکی اس
!! کے سامنے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔۔

اس کے آنکھوں کے نیچے اتنی گہرے ہلکے اور اس کے زرد چہرے اور دن بدن اس کی کمزور ہوتی حالت کو دیکھ کر آرش خانزادہ تڑپ اٹھا تھا اس نے ایک زندگی سے بھرپور جینے والی لڑکی کے ساتھ کیا سے کیا کر دیا تھا اسے سمجھ بھی نہیں رہا تھا کہ وہ کرے تو کیا کرے اسے زندگی کی طرف کس طرح سے لائے شاید اور زلہ خانزادی اپنی ماں کے ساتھ کچھ زیادہ ہی اٹیچ !! تھی تبھی تو دن بدن اس کی حالت ہی خراب ہوتی جا رہی تھی۔

اگر اس کی ماں کو کچھ ہوا ہوتا وہ اسے دنیا میں چھوڑ کر اکیلی چلی جاتی لیکن اگر اس کے ساتھ اس کے شوہر کا ساتھ ہوتا تو شاید پھر بھی وہ زندگی کی طرف لوٹ سکتی تھی لیکن اس ایک دن کے حادثے نے اس کی پوری زندگی کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا اسے تو دونوں طرف سے ہی دھوکہ کھانے کو ملا تھا شوہر کی طرف سے بھی اور اس کی ماں بھی اس کو دنیا میں اکیلا چھوڑ کر !! چلی گئی تھی۔

بے بسی ہی بے بسی تھی تڑپ ایسی تھی کہ مٹائیں نہیں مٹ رہی تھی وہ کس
طرح سے اپنی محبت اپنے عشق کے پاس جا کر اسے اپنے سینے سے لگا کر کہتا
کہ پریشان نہ ہو اتنا غم اپنے دل میں نہ پالو تمہارا شوہر تمہاری محبت
!! تمہارے پاس ہے لیکن کیا اس نے اس قابل خود کو چھوڑا تھا۔

آر ش خانزادہ بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا خود کو اس
وقت بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا نہ جانے کہاں سے اس کی آنکھ سے
ایک آنسو نکل کر اس کے بیرڈ میں جذب ہو گیا تھا اپنے عشق کو اس مقام پر
!! دیکھنا بلا کہاں اسان تھا۔

اور زلہ میں کب سے تمہیں ہی پکار رہی ہوں چل رہی ہوں نا تم ہمارے ساتھ
شاپنگ پر اج اسلام آباد زریش خانزادی کافی ٹائم سے اسے پکار رہی تھی
لیکن اسے گہری سوچ میں گم دیکھ کر اس کا کندھا ہلا کر اسے اپنی طرف
!! متوجہ کرنا چاہا تھا۔

ہوں ہاں اور زلہ نے چونک کر زریش کی طرف دیکھا تھا وہ کب لاؤنج میں
اٹی تھی اسے بالکل بھی پتہ نہیں چلا تھا اپنے درد سے پٹھتے سر کو تھامتے
ہوئے اور زلہ شاید خود پر مزید قابو نہ رکھتے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہانا
!! جاری کر چکی تھی۔

ایک کے بعد ایک ٹپ ٹپ کر کے اس کے آنسو اس طرح سے جاری ہوئے
تھے جیسے اس کی آنکھوں سے کوئی جھرنابہہ رہا ہو زریش خانزادی نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا اسے شدت سے وہ لڑکی ڈسٹرب لگی تھی
اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے زریش خانزادی بے حد پریشان ہو گئی تھی
!! عنایہ اور مہزلہ بھی جلدی سے بھاگ کر اور زلہ کی طرف اٹی تھی۔
آپی کیا ہو گیا ہے آپ کو آپ روکیوں رہی ہیں مہزلہ نے اپنے ہاتھوں سے
اس کے آنسو کو صاف کرتے ہوئے اپنے آنکھوں میں بھی آنسو لاتے
!! ہوئے اور زلہ سے پوچھا تھا۔

آر ش خانزادہ اس کے انسو پر تڑپ اٹھا تھا کیا کرے اسے کچھ سمجھ نہیں رہا
تھا شدت سے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سامنے بنے پلر پر اپنا سر زور سے
مارے تاکہ اس کے سر سے خون بہتا ہو اسے اس دنیا سے ہی غافل کر دے
لیکن ابھی کہاں ابھی تو اسے اپنے عشق کو اس مقام پر دیکھنا تھا جہاں پر وہ خود
!! ہی تڑپ تڑپ کر مر جاتا۔

اسے شدت سے روتا دیکھ کر آر ش خانزادہ مزید خود پر قابو نہ رکھتے ہوئے
!! جلدی سے لاؤنج کی طرف بڑا تھا۔

کیا تھوڑی دیر کے لیے میں اور زلہ سے بات کر سکتا ہوں آر ش خانزادہ نے
اپنی سرخ آنکھوں سے زریش خانزادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا
مطلب وہ اسے عنایہ اور مہزلہ کو یہاں سے لے کر جانے کی بات کر رہا تھا
زریش سمجھ چکی تھی اسی لیے دونوں کو اپنے کمرے کی طرف لے کر جاتے
ہوئے آر ش اور زلہ کو اکیلا چھوڑ گئی تھی شاید اور زلہ آر ش کے ساتھ ہی
!! ٹھیک ہو سکتی تھی کیونکہ وہ ہی اس کا شوہر اور ہمسفر تھا۔

آر ش خانزادہ نے اگے بڑھ کر نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا اسے صوفے پر سے اٹھاتے ہوئے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اپنے کمرے کی طرف اسے لے !! کر بڑچکا تھا۔

اور زلہ خانزادی چپ چاپ اس کے حصار میں چلتی جا رہی تھی اسے نہیں پتہ تھا اس وقت اس کا دماغ اسے کیا کہہ رہا تھا یا پھر دل کیا کہہ رہا تھا اسے بالکل بھی سمجھ نہیں رہا تھا اس کی حالت بالکل پاگلوں کی طرح ہو رہی تھی !! اور یہی دیکھ کر آر ش اندر ہی اندر تڑپ رہا تھا۔

اور زلہ اور مہزلہ کو حویلی اے تقریباً ایک مہینہ گزر چکا تھا مہزلہ تو سب کے ساتھ گھل مل سی گئی تھی لیکن اور زلہ حویلی میں جس طرح سے پہلے دن تھی اب ایک مہینے کے بعد بھی بالکل اسی طرح سے رہ رہی تھی بالکل چپ چاپ کسی کی باتوں میں ذرا سا بھی انٹرسٹ نہ لینے والی اپنی گہری سوچوں !! میں گم۔

سب کچھ اپنے اندر ہی دبائے رکھتی تھی اور زلہ اور شاید یہی غم اس کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اپنی مورے کے موت پر بھی وہ کھل کر رو نہیں پائی تھی مہزلہ کی وجہ سے کیونکہ اسے پتا تھا کہ اگر وہ روتی تو مہزلہ کو کون سنبھال تھا اسی لیے بڑی بہن کا فرض ادا کرتے ہوئے سب کچھ اپنے اندر ہی دبائے رکھا چہرے پر تو وہ سب کے ساتھ مسکراتی تھی لیکن اندر ہی اندر !! اسے یہ غم کھائے جا رہا تھا۔

اور زلہ خانزادی کو بھی شاید سہارے کی ضرورت تھی اسی لیے تو انج ایک !! مہینے بعد آرش کو اپنا ہاتھ پکڑنے پر کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھی۔ آرش اسے اپنے کمرے میں لے کر داخل ہوا اور ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے لاک کیا اور دوبارہ سے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر لا کر بیڈ پر !! بٹھایا تھا۔

بتاؤ مجھے کیا ہو گیا ہے میری جان کو آرش خانزادہ نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اب اپنی گود میں رکھا تھا وہ بالکل بھی اس کی اجازت کے بغیر اسے چھونا نہیں چاہتا تھا۔

اور زلہ خانزادی نے انسو بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے اب تک انسو جاری تھے آرش نے بھی تڑپتے ہوئے اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھا تھا اور حسرت سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا اس کا دل تھا کہ اس کے انسو اپنے لبوں سے چن لیں لیکن کیسے وہ تو اس کی اجازت کے بغیر اس کے قریب بھی نہیں جاسکتا تھا۔

اسے بس انسو بھری آنکھوں کے ساتھ خود کی طرف تکتے پا کر آرش خانزادہ بے ساختہ کہہ اٹھا تھا۔

دل پر غبار جمع ہے نکالنا ہے اپنے اندر کی ساری بڑا اس نکالنی ہے آرش خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں تکتے اس کے دل کی بات اس سے کہی تھی تو

بے ساختہ نہ جانے اور زلہ کو کیا ہو گیا تھا کہ اس کا سرہاں میں ہل گیا
!! تھا۔

آر ش خانزادہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ
کیا تھا اور کسی ٹرانس کی کیفیت میں اور زلہ بھی آگے بڑھتی اس کے سینے پر
اپنا سر رکھ گئی تھی آر ش خانزادہ نے بھی اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا
!! اسے اپنے سینے میں بیچ لیا تھا۔

اور زلہ خانزادی کا سر اس کے سینے سے لگنے کی دیر تھی کہ اور زلہ اتنی چیخ
چیخ کر روئی تھی کہ آر ش کے آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے تھے وہ اس
قدر شدت سے آر ش خانزادہ کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑے اس
کے سینے سے لگی چیخ رہی تھی کہ آر ش خانزادہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس
!! ہو رہی تھی۔

صد شکر تھا کہ آر ش خانزادہ کا کمرہ ساؤنڈ پروف تھا ورنہ کوئی بعید نہ تھی کہ
اور زلہ کی چیخیں سن کر پوری حویلی والے ہی اس کے کمرے میں جمع ہو

جاتے وہ اتنی مضبوط لڑکی اپنے اندر اتنا غبار جمع کیے ہوئے تھی کہ آرش کو
!! اپنا دل پٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

ایک مہینے کا غبار اور زلہ خانزادی کے انسو کے ذریعے نکل رہا تھا چیخ چیخ کر
روتے ہوئے اس کے گلے میں خراشیں پڑ گئی تھی لیکن آرش نے اسے
بالکل بھی چپ نہیں کروایا تھا وہ چاہتا تھا کہ اس کا سارا غبار ہی ایک ہی بار
میں نکل جائے اندر ہی اندر اس کو یہی غم کھائے جا رہا تھا دن بدن اس کی
حالت خراب ہوتی جا رہی تھی آرش خانزادہ کے لیے اسے سنبھالنا بے حد
مشکل ہو گیا تھا کیونکہ وہ چیخنے کے ساتھ ساتھ بری طرح سے اس کی شرٹ
!! کو بھی اپنی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

اور زلہ خانزادی کو شاید سہارے کی ہی ضرورت تھی وہ اس قدر دل دہلا
دینے والی چیخوں کے ساتھ رو رہی تھی کہ آرش بھی بوکھلا اٹھا تھا اسے
بالکل بھی نہیں پتہ تھا کہ اور زلہ کے دل پر اتنا غبار جمع ہے شدت سے اس

کے کمر کے گرد اپنے حصار کو مزید مضبوط کرتے ہوئے اسے اٹھا کر ایک ہی
!! جھٹکے میں اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔

پچھلے ادھے گھنٹے سے چیخ چیخ کر روتے ہوئے اور زلہ خانزادی چپ ہونے کا
نام ہی نہیں لے رہی تھی آرش خانزادہ اس کی کمر کو سہلاتے سہلاتے اس
!! کے چپ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

شاید اپنے مورے کے غم کا غبار نکلنے کے بعد اب اور زلہ خانزادی اس بے
وفا کے سینے سے لگی اسی کے بدلے اسی کے بے وفائی کے غم کے انسو رو
!! رہی تھی۔

میری جان چپ کر جاؤ بے بس اتے ہوئے آرش خانزادہ نے اپنی بھاری
گسبیر ہوتی آواز سے کہا تھا اس کے انسو بھی اس کی آنکھوں سے جاری تھے
اپنے عشق کو اس قدر تڑپتا دیکھ کر آرش کا دل چاہا وہ خود ہی تڑپ کر مر
!! جائے۔

اور زلہ خانزادی تھوڑی دیر بعد خود ہی اس کے سینے سے الگ ہوئی اور اس کی گود سے اترنے کی کوشش کی لیکن آرش نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا اس کی کمر پر اپنے بازوؤں کا حصار مضبوط کرتے ہوئے آرش نے اسے !! اپنی گود میں ہی بیٹھے رہنے دیا تھا۔

اس کی بھیگی آنکھیں اور اس کے ماتھے کو چومنے کی حسرت لیے آرش خانزادہ چپ چاپ اس کے چہرے کے نقوش کو دیکھ رہا تھا اتنی نزدیکی سے بھلا آج سے پہلے آرش نے اسے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا اور آرش نے محسوس کیا تھا کہ وہ لڑکی جتنی دور سے خوبصورت نظر آتی تھی پاس آنے پر !! وہ اتنی ہی پرکشش اور مزید خوبصورت نظر آتی تھی۔

ان دونوں کے بیچ کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی دونوں ہی بالکل چپ بیٹھے تھے اور زلہ خانزادی اپنے دل کا غبار نکالنے کے بعد خود کو ہلکی پھلکی سی محسوس کر رہی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے دل پر سے ایک بہت بڑا !! غم کا پہاڑ جیسے اتر گیا ہو۔

کیا میں تمہاری گال پر لب رکھ لوں بے ساختہ اپنی بھاری ہوتی گمبھیراواز
کے ساتھ آرش نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تھا اور اس
کی بات سن کر اور زلہ ایک ہی جھٹکے سے اس کی گود سے اٹھتے اسے حیرت
سے دیکھ رہی تھی بغیر اس کی بات کا کوئی بھی جواب دیے اور زلہ کمرے
کے دروازے کی طرف بڑھتی کھولتے ہوئے اسے باہر نکلنے ہی والی تھی کہ
آرش نے اس کا ہاتھ پکڑے دوبارہ کمرے کے اندر لا کر دروازے کو لاک
!! کر دیا تھا۔

ٹھیک ہے نہیں کہتا میں تمہیں کچھ بھی،، نہیں کروں گا کوئی بھی گستاخی،،
اور نہ ہی کوئی بے باک بات کروں گا،، بس بیٹھ جاؤ یہاں سے جاؤ نہیں اور
تمہارے دل پر مزید جو بھی بڑا اس ہے وہ ساری بات مجھ سے شیئر
!! کرو۔

آرش خانزادہ نے نرمی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ابھی تو اس کی
انکھوں کی دید بھی بجھ نہ سکی تھی اور وہ ظالم لڑکی دوبارہ سے اس کے

کمرے سے نکل رہی تھی اسے اپنے سینے سے ابھی تک اور زلہ کی سانسوں
کی خوشبو اتنی محسوس ہو رہی تھی ساتھ اس کے شرٹ سینے پر سے پوری
!! طرح سے بھگ چکی تھی۔

ہٹے میرے راستے سے مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے اور اپ سے بالکل
کوئی بھی بات نہیں کرنی اور زلہ اس وقت بری طرح سے خود پر تپی ہوئی
تھی کہ آخر ضرورت ہی کیا تھی اس انسان کا سہارا لینے کی جیسے اس نے ہی
!! دنیا میں بے سہارا کیا تھا۔

تمہاری راستے سے ہٹنا تو ناممکن ہے کیونکہ میں تو تمہارے ہر راستے میں
ہمیشہ ہی تمہارے ساتھ کھڑا رہنا چاہتا ہوں تمہیں ادھے راستے میں
چھوڑنے کا تو میں نے بالکل بھی نہیں سوچا ہے تو اسی لیے دل میں جو بھی
بات ہے وہ مجھ سے شیئر کرو آرش خانزادہ نرمی سے کہتا اسے اپنے ساتھ
تھوڑا سا ہی صحیح پر باتوں میں مصروف کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کا ماسنڈ ڈائیوڈ ہو

جائے اور وہ اپنے مورے کے بارے میں تھوڑی دیر کے لیے ہی صحیح پر
!! سوچنا بند کر دے۔۔

آرش خانزادہ اگر نہیں چاہتے کہ میں خود کو کوئی بھی نقصان پہنچاؤں تو
میرے راستے سے ہٹے اور جانے دے مجھے یہاں سے اور زلہ نے اس بار
غصے میں آکر آرش کو دھمکی لگائی تھی اور آرش خانزادہ اس کی بات کو
سیریس لیتے ہوئے تڑپ کر جلدی سے اس کے راستے سے ہٹا دروازہ اس
کے لیے کھول چکا تھا اور زلہ خانزادی بھی اس کی طرف مزید ایک نظر بھی
!! دیکھے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔

آرش جانتا تھا جو وہ کہتی وہ کر کے بھی دکھاتی ہے اور اس وقت تو اس کی
حالت بالکل بھی ایسی نہیں تھی کہ وہ کچھ سوچ پاتی ڈائریکٹلی وہ ہر بات پر
عمل کرتی اسے نظر آرہی تھی اسی لیے جلدی سے اس کے راستے سے ہٹ
!! کر اسے یہاں سے جانے دیا تھا۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ بھی اب بیڈ کی طرف بڑھ چکا تھا تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے ساری رات ہی اس نے جاگ کر گزار دی تھی اور زلہ کی یادوں میں اور اب جب وہ اس کے سینے سے لگتی اس کے لمس کو وہ محسوس کر رہا تھا اس کے خوشبو کو اپنے سانسوں میں بھر کر محسوس کر رہا !! تھا تو یہ لمحہ آرش کے لیے بے حد پر سکون لمحہ تھا۔

&&&&&&&

اگئی تم چلو اب جلدی چلو تیار ہو ہمیں شاپنگ کے لیے نکلنا ہو گا ویسے ہی زیادہ دیر نہ ہو جائے اور زلہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی زریش عنایہ اور مہزلہ کو اپنے بیڈ پر بیٹھے پایا زریش نے جلدی سے اسے مخاطب !! کرتے ہوئے کہا تو اور زلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

لیکن آپی شاپنگ پہ جانے کے لیے پیسے بھی تو ہونے چاہیے میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہے اب میں کیا کروں عنایہ نے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے !! معصومیت سے بھرے لہجے میں کہا تھا۔

یہی ایک سوال صبح سے اور زلہ کو بھی تنگ کیے ہوئے تھا کہ اگر وہ شاپنگ پر جا رہی ہے تو پیسے بھی تو اس کے پاس ہونے چاہیے تبھی تو وہ صبح سے ان لوگوں کو ٹال رہی تھی اور مزلہ کو بھی وہ انکھوں ہی انکھوں سے نہ جانے!! کے اشارے کر رہی تھی۔۔

لو تم لوگ واقعی میں ہی اتنے بے وقوف ہو یا پھر صرف میرے سامنے بننے کی کوشش کرتے ہو ظاہر سی بات ہے اگر تمہارے پاس پیسے نہیں ہے تو تمہارا شوہر گھر میں موجود ہو گا نا جاؤ اپنے شوہر سے پیسے لے کر آؤ اسے کہو کہ اپنا کارڈ دو مجھے شاپنگ پر جانا ہے اور تم بھی چلو جاؤ اپنے شوہر سے کارڈ لے کر آؤ اور میں بھی جاتی ہوں اپنے لالا کے پاس ان کے پیسے اڑانے کے لیے زریش خانزادی نے پہلی بات عنایہ کو دیکھ کر کہی تھی اور ساتھ ہی!! ساتھ وہ اور زلہ کو بھی ہدایت دے چکی تھی۔۔

میرے پاس میرے خود کے پیسے ہیں اور زلہ خانزادی نے دھیمی آواز میں زریش سے کہا تھا اسے یاد تھا جب وہ گھر سے نکل رہی تھی تب اس نے کچھ

پیسے اپنے پاس رکھے تھے وہیں پیسے اس کے پاس ابھی تک رکھے ہوئے ہیں
اسی لیے وہ آرش خانزادہ کے پاس تو بالکل بھی نہیں جانا چاہتی تھی اور اس
!! کے سامنے ہاتھ پھیلا نا تو بہت دور کی بات تھی۔۔

اچھا کتنے پیسے ہیں تمہارے پاس زرش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ
!! کر کہا تھا۔۔

جتنے بھی ہیں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے شاپنگ آرام سے
ہو جائے گی اور زلہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا تھا وہ جانتی تھی کہ اس
کے پاس صرف پانچ ہزار ہیں اور اس میں ان دونوں کی شاپنگ نہیں ہو
پائے گی لیکن خیر وہ اپنے لیے کچھ لینا ہی نہیں چاہتی تھی بس مہزلہ کی
!! ضروریات پوری ہو جائے اسے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔

ٹھیک ہیں عنایہ میری جان جاؤ تم اپنے شوہر سے اس کا کریڈٹ کارڈ لے کر
اوشہزادی تم میرے پاس اوہم دونوں میرے لالا سے پیسے لے کر اتے
ہیں۔۔!! زرش نے عنایہ سے کہا ساتھ ہی مہزلہ کا ہاتھ پکڑ کے زرم

خانزادہ کے روم کی طرف چل پڑی تھی اور زلہ اسے بولتے بولتے تھک گئی تھی کہ مہزلہ کو اپنے ساتھ نہ لے کر جائے اس کے پاس پیسے ہے وہ مہزلہ کی ضروریات پوری کر سکتی ہے لیکن زریش خانزادی نے بلا کہا کسی کی سنی تھی !! جو اور زلہ خانزادی کی سنتی۔۔

عنایہ تو ملیار کے کمرے میں بالکل بھی جانا نہیں چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ اس کے پاس جا کر وہ صرف اس سے رو مینس کرے گا اور اسے تنگ کرنے کے بعد اسے اپنا کریڈٹ کارڈ دے گا بھی یا نہیں وہ اس بات کو لے کر بھی پُر یقین نہیں تھی اسی لیے ملیار کے کمرے میں جانے کے بجائے اپنے لالا !! آرش کے کمرے میں اگئی تھی۔۔

لالہ مجھے اپ کا کریڈٹ کارڈ چاہیے ہم سب شاپنگ پر جا رہے ہیں عنایہ خانزادی نے اپنے لالا کے کمرے میں داخل ہوتے کہا ملیار خانزادہ جو آرش سے کچھ بات کرنے آیا تھا عنایہ کو بے دھڑک کمرے میں داخل ہوتے دیکھ

کر اور اس کی بات سن کر اس کے ماتھے پر بل ائے تھے جو اس کی بیوی اس
!! کے پاس پیسے مانگنے کے بجائے اس کے سالے کے پاس ارہی تھی۔۔
جی جی گڑیا ضرور یہ لو اس سے پہلے کہ آرش خانزادہ اپنی گڑیا کو کریڈٹ
کارڈ تھماتا کریڈٹ کارڈ بیج میں ہی ملیار نے آرش کے ہاتھ سے کھینچ لیا تھا اور
کہا تھا کہ یہ میری بیوی تو اس کی سارے ضروریات بھی میں ہی پورے
کروں گا اس کو پیسے بھی میں ہی دوں گا تو اپنی بیوی کا خیال رکھ آرش خانزادہ
کے منہ پر صاف صاف بات کہتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اب عنایہ کا ہاتھ
!! پکڑا اور اپنے کمرے کی طرف لے کر چلا گیا تھا۔۔
تو مجھے باہر مل پھر دیکھ میں کیا کرتا ہوں آرش خانزادہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا
اسے سخت تپ ہی چھڑ گئی تھی اپنے ہی سامنے اپنی ہی بہن کا ہاتھ اس کا
دوست اس طرح سے پکڑ کر لے گیا تھا جیسے اس کی بہن پر اس کا حق ہی
!! نہیں ہے۔۔

&&&&&&&&

تم بتاؤ کیا میں مر گیا تھا جو تم اپنے بھائی کے پاس جا رہی ہو پیسے مانگنے میرے پاس نہیں اسکتی تھی کیا بتاؤ مجھے ملیار خاں زادہ عنایہ کو کمرے کے اندر گھسیٹ کر چھوڑتے دروازے کو لاک کرنے کے بعد اس کے چہرے پر تقریباً !! دھاڑتے ہوئے پوچھا رہا تھا۔

وہ۔۔ وہ۔۔ میں۔۔ میں۔۔ عنایہ اس کی دھاڑ پر بری طرح سے لرزتے ہوئے اندر تک کانپ کر رہ گئی تھی مقابل کا ایسا روپ بلا پہلے کہاں دیکھا !! تھا۔

کیا وہ وہ میں میں لگا رکھا ہے جواب دو میری بات کا سیدھے طریقے سے ملیار خاں زادہ کو نہ جانے کیوں غصہ ہی اگیا تھا وہ اب اس کی ذمہ داری تھی وہ اس کی بیوی تھی تو وہ کس طرح سے اپنی ضروریات کے ذریعے میں اپنے بھائی کے پاس جاسکتی تھی خیر یہ اتنے غصہ کرنے والی بات نہیں تھی لیکن !! ہمارے پوزیسو خاں زادہ کو کچھ زیادہ ہی غصہ چڑھ گیا تھا۔

وہ۔۔ اہ، ہسیہ عنایہ اپنے کانپتے ہوئے آواز میں مزید کچھ بولتی ہی ابھی کہ
ملیار خانزادہ جھکا اور اس کے کندھے پر سے قمیض کو ہٹاتے اس کے دودھیا
سفید کندھے پر اپنے دانت گاڑ دیے تھے جس کی وجہ سے عنایہ کی دردناک
!! چیخ کمرے میں گونجی تھی۔۔

ملیار خانزادہ کا غصہ تو اس کے دودھیا سفید کندھے کو دیکھ کر ہی جھاگ کی
مانند بیٹھ گیا تھا اس کے کندھے پر اپنے دانت گاڑنے کے بعد اب اسی جگہ
!! اپنے نشان پر ملیار خانزادہ بارہا اپنے لب رکھ رہا تھا۔۔

زیادہ درد ہوا میری جان کو ملیار خان زادہ اسے شدت سے روتا دیکھ کر اس کا
چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرے اس کے آنکھوں پر نرمی سے اپنے لب رکھے
!! پوچھ رہا تھا۔۔

عنا یہ خانزادی اس کے خوف سے تھر تھر کانپتی ابھی تک اس کی آنکھوں میں
نہیں دیکھ پارہی تھی اور نہ ہی اس کی کسی سوال کا جواب دے رہی تھی وہ
!! بس کسی بھی طرح سے اس کمرے سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔

اسے اپنے کندھے میں واقع ہی درد محسوس ہو رہا تھا یہ انسان اسے درد دینے کا موقع کبھی بھی اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا ایسا عنایہ سوچ رہی !! تھی۔۔

عنایہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ بری طرح سے اس کے حصار میں کانپتی ہوئی روتی اسے خود سے دور کر رہی تھی ملیار خانزادہ نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی ضرورت ہی کیا تھی اس چھوٹی سی جان !! پر ضرورت سے زیادہ غصہ کرنے کی۔۔

اچھا میری جان انی ایم ریلی سوری مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ایم سوری دیکھو میں نے اپنے کان بھی پکڑے ہیں ملیار خانزادہ نے اسے منانے کے !! خاطر اپنے کان پکڑے تھے اور اسے سوری بھی کہا تھا۔۔

عنایہ ہنوز رونے میں ہی مصروف اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی اس بار ملیار خانزادہ نے اس کے گردن کی ابھری ہوئی ہڈی پر اپنے لب رکھے تو

عنایہ سرخ چہرے سمیت اس کی طرف سے اپنا رخ موڑتی دیوار کی طرف
!! اپنا رخ کر چکی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اس کے اس پوزیشن پر خمار الود بھری نظروں سے اس کی
طرف دیکھ کر رہ گیا تھا ملیار خانزادہ نے اپنے ہاتھ اگے لے جا کر اس کے
چھوٹے سے دھڑکنوں کے مقام پر رکھے اور ساتھ ہی اس کی پچھلی گردن پر
لب رکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کا دباؤ اس کے سینے پر بڑھایا تو عنایہ توجہ جان
!! سے اس کے حصار میں کانپ کر رہ گئی تھی۔۔

چھوڑو مجھے یہ اپ کیا کر رہے ہیں عنایہ تو اس کے ہاتھوں کو اپنے دھڑکنوں
کے مقام پر سے ہٹاتی چیخ اٹھی تھی بلا اس نے پہلی بار ایسا لمس محسوس کیا تھا
تو وہ اندر تک کانپ کر رہ گئی تھی اس کا پورا بدن ہچکولے لیتا ہلکے ہلکے سے
لرز رہا تھا رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ پڑ گئی تھی اور ساتھ اس کی
ناک بھی سرخ ہو رہی تھی اور رہی صحیح کسر ملیار خانزادہ نے اپنی قربت سے
!! اس کے گالوں کو بھی انار کی طرح دھک کر لال انگار ا بنا دیا تھا۔۔

اسی لیے میں آپ کے پاس نہیں آرہی تھی کہ آپ مجھے ایسا تنگ کرتے ہیں
مجھ پر اتنا شاؤٹ کیا مجھے ڈانٹا میں آپ سے دوبارہ کبھی بات ہی نہیں کروں
گی عنایہ خانزادی نے غصے سے ملیار خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
اسے خود سے دور ہٹایا تھا وہ الگ بات تھی کہ ملیار خانزادہ اس کے جھٹکے سے
!! ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تھا۔

عنایہ نے روتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر جانا چاہا تھا لیکن ملیار خانزادہ
اس کی ناراضگی پر بے چین ہوتا اس کا دوبارہ سے ہاتھ پکڑ بیٹھا تھا اسے خود کی
بے اختیاری پر غصہ بھی جی بھر کر رہا تھا وہ مانتا تھا کہ ان دونوں کے عمروں
میں کافی فرق تھا وہ ایک میچور مرد تھا لیکن عنایہ ابھی صرف 20 سال کی
تھی وہ بھی اتنی میچور نہیں ہوئی تھی جس طرح سے اسے ہونا چاہیے تھا اور
یہ سب بھی اس کا صرف اور صرف حویلی میں رہنے کی وجہ سے تھا اس نے
باہر کی دنیا کبھی دیکھی ہی نہیں تھی کہ وہ اپنی معصومیت کو کھو کر کر سمجھدار
!! اور بے باک لڑکی بنتی۔

کارڈ تو لیتی جاؤ شاپنگ پہ نہیں جانا میری جان کو ملیار خانزادہ نے پیار سے
اسے اپنے قریب کرنا چاہا تھا لیکن عنایہ نے دوبارہ سے اس کے ہاتھوں کو
!! اپنے چہرے پر آنے سے پہلے ہی اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا تھا۔

نہیں جانا مجھے شاپنگ پر چھوڑیں میرا ہاتھ عنایہ خانزادی نے بد تمیزی سے
کہتے ہوئے اسے خود سے دور جھٹکا اور اگلے ہی پل بھاگتے ہوئے اس کے
!! کمرے سے نکل چکی تھی۔

ملیار خانزادہ سرخ آنکھوں سمیت اسے اپنے کمرے سے بھاگتا ہوا دیکھ رہا تھا
!! اس کا بد تمیزانہ لہجہ کسی طور پر بھی قبول نہیں تھا۔

لیکن بڑی بات وہ اسے خود سے ناراض کر چکا تھا اس کی ناراضگی پر وہ بے
!! چین ہوتا اسے کس طرح سے منائے گا اسے کچھ سمجھ نہیں رہا تھا۔

اب وہ کیا کرے گا بے چینی سے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتا وہ اسے
!! منانے کے ایڈیاز سوچنے میں لگ گیا تھا۔

لالا وہ ہم سب نے اُج شاپنگ پہ جانا ہے تو مجھے اپ کا کارڈ چاہیے زریش
خانزادی مہزلہ کو اپنے ساتھ لیے زرم خانزادہ کے کمرے میں داخل ہوتے
!! ہوئے بولی تھی۔۔

زرم خانزادہ جو اپنے کمرے میں بیٹھالیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف
تھا زریش کی آواز پر اس نے اپنی نگاہوں کو اٹھا کر دیکھا لیکن زریش کے
!! ساتھ کھڑی مہزلہ کو دیکھ کر اس کی نگاہیں وہیں پر ٹک کر رہ گئی تھی۔۔
وہ 15 سالہ لڑکی اس وقت شارٹ کُرتی اور ساتھ پجامہ پہنے دوپٹے کو سلیقے
سے اپنے سر پر سجائے معصومیت سے اس کے سیدھا دل میں اتر رہی
!! تھی۔۔

لالا میں اپ سے مخاطب ہوں ہمیں اپ کا کارڈ چاہیے شاپنگ کے لیے
زریش خانزادی سمجھدار لڑکی تھی اپنے لالا کی نظروں کو مہزلہ کے اوپر

محسوس کرتے وہ بہت کچھ سمجھ چکی تھی ویسے بھی اس کی لالا کی نظروں میں جو تپش تھی جو جنونیت اس کے لالا کے نظروں میں نظر آرہی تھی پہلے کبھی بھی زرش خانزادی نے ایسا اپنے لالا کی نظروں میں بالکل بھی نہیں !! دیکھا تھا۔

ہاں یہ لوزرم خانزادہ نے اپنے خیالوں سے باہر اتے زرش کی طرف اپنا کریڈٹ کارڈ بڑھایا تھا اور ساتھ ہی اس سے پوچھا تھا کہ کس کے ساتھ جا !! رہے ہو تم سب لوگ؟؟

وہ لالا ہم سب ڈرائیور کے ساتھ جارہے ہیں اور اپ کا بہت بہت شکریہ اب ہم چلتے ہیں چلو شہزادی ویسے بھی دیر ہو رہی ہے چلو جلدی کرو زرش خانزادی نے اپنے لالا کا شکریہ ادا کیا اور ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے !! وہ مہزلہ کا ہاتھ پکڑتے ان کے کمرے سے نکل رہی تھی۔

گڑیا کیلے ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانا اسلام آباد تک ویسے بھی چار گھنٹے کا فاصلہ ہے تم سب کو لے کر میں کوئی بھی رسک نہیں لے سکتا اسی لیے میں

بھی افس اسلام آباد ہی جا رہا ہوں تو تم سب لوگ میرے ساتھ چلو واپسی پر
جب کام ختم ہو گا تو رات تک میرے ساتھ ہی واپس بھی جانا زرم خانزادہ
نے بے ساختہ ہی بولا تھا نہ جانے کیوں لیکن اس کا دل دھڑک اٹھاتا ان
لوگوں کو اکیلے بھیجنا اس کو بالکل بھی مناسب نہیں لگا تھا اور پھر یہاں پر تو
!! بات اس کے جنونیت بھری محبت کی تھی۔

ٹھیک ہے لالا اگر آپ ہمیں لے کر جانا چاہتے ہیں تو اس سے اچھی تو کوئی اور
بات ہو ہی نہیں سکتی زرش خانزادی نے خوش ہوتے کہا اور وہ دوبارہ سے
کمرے سے نکل گئے تھی مہزلہ کے کمرے سے چلے جانے کے بعد زرم
خانزادہ کو اپنا کمرہ پیکا پیکا سالگ رہا تھا سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کرتا تو کیا کرتا کہ
اس لڑکی کو ہمیشہ کے لیے اپنی باہوں میں اور اپنے کمرے میں قید کر کے رہ
!! جاتا۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے جلدی سے ٹیبل پر سے اپنی گاڑی
کی چابی اٹھائی اور ساتھ ہی وہ نیچے لاؤنج کی طرف بڑھ گیا تھا ج سیٹر ڈے کا

دن تھا اس کو افس نہیں جانا تھا لیکن اس طرح سے اکیلے ساری لڑکیوں کو وہ حویلی سے باہر جانے بھی نہیں دے سکتا تھا اسی لیے مہزلہ کی خاطر اس نے اپنے سارے کام کو پینڈنگ پر چھوڑتے ہوئے سب سے پہلے انہیں !! اسلام آباد شاپنگ کی طرف لے کر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

اور زلہ عنایہ ابھی جاؤ یا راتنا بھی کیا ٹائم لگ رہا ہے تم دونوں کو زریش خانزادی لاؤنج میں کھڑی اور زلہ اور عنایہ کو نیچے سے چیخ چیخ کر بلارہی تھی پچھلے پانچ منٹ سے وہ ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ دونوں تھی کہ انے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اس کے چیخ کر بلانے پر اور زلہ اور عنایہ میں سے تو کوئی نہیں نکلا ہاں لیکن اپنے کمرے میں سے بصیر خانزادہ اور اس کے ساتھ ہی انابیہ اسے سیڑھیوں سے اترتے نظر آئے تھے۔

کیا مسئلہ ہے کیوں اتنا چیخ رہی ہو زلہ تمیز نہیں ہے تمہیں بصیر خانزادہ نے نیچے اترتے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تھا زریش خانزادی کو اتنا تیار دیکھ !! کہ اس نے اچھپنے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

مسٹر خانزادہ میں چیخوں،، چلاؤں،، روں،، مسکراؤ،، ہنسو،، کھیلو،، بیٹو،،
کھاؤں،، کچھ بھی کروں اپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور ویسے بھی مجھے
نہیں لگتا کہ میں اپ کی حویلی میں بیٹھی ہوں یا پھر میں اپ کی جیب سے کھا
!! رہی ہوں جو اپ اس طرح سے مجھ پر روب جمار ہے ہیں۔۔

[stay away from me Mr KhanZada,,]

زریش خانزادی نے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ سے لہجے
میں جواب دیا تھا اس کے جواب کو سنتے بصیر خانزادہ کا چہرہ غصے سے سرخ
ہوا تھا اور ساتھ ہی انابیہ کو بھی بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا اس لڑکی کا اس
!! طرح سے اپنے شوہر سے بات کرنا۔۔

ایکسیو زمی تم میرے شوہر۔۔ ابھی انابیہ زریش کو کوئی بات کہہ پاتی کہ
زریش نے کہا کہ "سوری میں اجنبی لوگوں سے بات نہیں کرتی" زریش
خانزادی نے اگ لگا کر مہزلہ کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی اور زلہ کو اپنے پیچھے
انے کا اشارہ کرتی وہ پورچ کی طرف بڑھ گئی تھی عنایہ کو شاید جانا ہی نہیں

تھا اس لیے تو وہ ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی اس لیے عنایہ کو چھوڑتے وہ
تینوں پورچ کی طرف بڑھتے زرم خانزادہ کی گاڑی میں بیٹھتے حویلی سے
!! نکل گئے تھے۔

پیچھے بصیر خانزادہ اور انابیہ کے چہرے غصے اور خفت سے سرخ پڑ گئے تھے
اور لڑکی دو ہی منٹوں میں انہیں مزہ چکا کر نہایت ہی پرسکون ہوتے حویلی
!! سے نکل گئی تھی۔

تمہیں میں نے کل رات ہی بات واضح طور پر سمجھائی تھی کہ تم زرش سے
کوئی بھی بات نہیں کرو گی چاہے وہ اچھے وے میں ہو یا پھر برے وے میں
اور نہ ہی میرے حوالے سے تم زرش سے کوئی بھی بات کرو گی اسندہ میں
تمہیں اس کے ساتھ کوئی بھی بات کرتا ہوا نہ دیکھوں بصیر خانزادہ نے
سپارٹ سے لہجے میں انابیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ اسے
!! وہی چھوڑ کر ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

سوری ہسپینڈ جی جب تک میں اپنی بے عزتی کا بدلہ نہیں لے لیتی تب تک
تو میں بالکل بھی چپ نہیں بیٹھوں گی انابیہ کے چہرے پر ایک مکاری
!! مسکراہٹ تھی۔۔

&&&&&&&&

اج سیٹرڈے کا دن تھا اسی لیے کوئی بھی اپنے کام پر نہیں گیا تھا سارے ہی
خانزادے گھر پر تھے اور اس وقت صبح کے 11 بج رہے تھے کہ ایک ایک
!! اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہے ہیں۔۔

گڑیا کیا ہوا تم شاپنگ کرنے نہیں گئی زربش لوگوں کے ساتھ آرش خانزادہ
!! نے اسے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے کا ناشتہ کرتے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
نہیں لالا وہ میرا موڈ نہیں تھا اور کل میرا ٹیسٹ بھی ہے تو بس اسی لیے میں
نہیں گئی عنایہ نے ناشتہ کرتے ہوئے ایک نظر بس اپنے لالا کی طرف دیکھا
تھا اور ملیا خانزادہ کی نظرے خود پر محسوس کر کے اس کی طرف ایک نظر
!! بھی دیکھے کے بغیر وہ دوبارہ سے ناشتے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

اچھا آرٹس خانزادہ نے جواب دیا اور وہ خود بھی اپنے ناشتے میں مصروف ہو
!! گیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے عنایہ کی طرف دیکھا جس کا رویہ ویسا سا سرخ چہرہ اسے بے
چین کیے ہوئے تھا اسے اب خود پر غصہ رہا تھا کہ اگر وہ اسے سیدھے
طریقے سے اپنا کریڈٹ کارڈ دے دیتا تو شاید وہ بھی شاپنگ پر جا کر سب
لوگوں کے ساتھ انجوائے کر پاتی لیکن اب وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی اور
!! ملیار خانزادہ کو اس کو منانا تھا۔

&&&&&&&

زرم خانزادہ نے اپنی گاڑی جیسے ہی اسلام آباد کے شہر میں داخل کی تو
ٹھنڈی ہواؤں کا اپنے چہرے سے ٹکرا کر زلہ خانزادی کو پر سکون کر گیا
تھا اس ہواؤں کو محسوس کرنے کے لیے وہ پچھلے ایک مہینے سے تڑپ رہی
تھی اور آج جا کر اسے حویلی سے باہر نکلنے کا موقع ملا تھا اس نے اپنی زندگی

کے 21 سال اسلام آباد جیسے شہر میں گزارے تھے تو اسلام آباد کو بھولنے کا!! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پہلے ہم میرے گھر چلے جاتے ہیں ویسے بھی دوپہر کا ٹائم ہے کھانا کھانے کے بعد میں تم لوگوں کو شاپنگ مال پر چھوڑ دوں گا پھر تم لوگ آرام سے شاپنگ کر لیں نا جب واپس آنا ہو تو مجھے کال کر کے بلا لینا ٹھیک ہے زرم خانزادہ نے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا اور زرم خانزادہ نے اپنے گھر کے سامنے گاڑی روکی گاڑی سے نکلتے!! ان تینوں کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

زرم خانزادہ کا گھر دیکھتے ہوئے تو زریش اور زلہ نے کوئی بھی ری ایکٹ نہیں کیا تھا لیکن مہزلہ کا تو منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا تھا اسے تو بس اپنا ڈریم سا سویمنگ پول نظر آ رہا تھا اور اس کا دل لچک لچک کر سویمنگ پول کی طرف جا!! رہا تھا کہ وہ جلدی سے جا کر اس سویمنگ پول میں ڈبکی لگائے۔

آپی اپ کے لالا کا گھر تو بہت اچھا ہے زرم خانزادہ نے اپنی پیٹ کے پیچھے یہ
معصومانہ جملہ سنا تو وہ مسکرایا تھا وہ ایک بزنس ٹائیکون تھا مختلف سے شہروں
اور اوٹ اف کنٹری میں اس کا بزنس پہلا ہوا تھا تو اس گھر کو تو وہ فورڈ کر ہی
!! سکتا تھا۔

ویسے بھی وہ گھر نہایت ہی شاندار تھا بلکہ اس کو سفید محل کہا جائے تو برا
نہیں ہو گا کیونکہ گھر کے اندر داخل ہونے سے لے کر کے کھونے تک ہر
چیز ہی سفید تھیم میں بنائی گئی تھی اور وہ گھر بے انتہا خوبصورت لگ رہا
!! تھا۔

اسمہ جا کر دوپہر کے کھانے کی تیاری کرو زرم خانزادہ نے اپنی ملازمہ اسمہ
سے کہا دوپہر کا کھانا تقریباً تیار ہی تھا اسے بس ڈائمنگ ٹیبل پر لگانا رہتا تھا
کیونکہ زرم خانزادہ نے حویلی سے نکلتے ہی اسمہ کو کھانا بنانے کے لیے بول
!! دیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد زرم نے وہی لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ کر تھوڑی دیر
اپنے موبائل میں سکرولنگ کی تب تک وہ لڑکیاں واش روم سے فریش ہو
کر واپس آگئی تھیں اور اب تقریباً چار بجے کے قریب زرم خانزادہ نے انہیں
!! اپنی گاڑی میں بٹھایا اور مال کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

جاؤ اب تم سب لوگ شاپنگ کرو جب شاپنگ مکمل ہو جائے تو مجھے دوبارہ
سے کال کر دینا میں تم لوگوں کو لینے آجاؤں گا زرم خانزادہ نے زرش کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرش نے بھی ہاں میں سر ہلاتے اور زلہ اور مہزلہ
!! کو اپنے ساتھ لیے مال کے اندر داخل ہو گئی تھی۔

تقریباً دو گھنٹے لگا کر زرش اور مہزلہ نے شاپنگ کی تھی اور زلہ تو بس ایک
کونے میں چپ چاپ بیٹھی لوگوں کا بھیڑ دیکھ رہی تھی باقی زرش اور مہزلہ
نے خوب شاپنگ کی تھی مہزلہ نے تو کچھ بھی اپنے لیے نہیں لیا تھا لیکن
اسے سب کچھ زرش نے ہی دلایا تھا اور اب فوڈ کاسٹر میں وہ ٹیبل پر بیٹھی

زربش نے اپنے لالا کو کال کر دیا تھا جب تک اس کا لالا مال تک پہنچتا وہ
!! تینوں کچھ ہلکا پلکا سا کھا بھی لے تھی۔۔

ابھی وہ تینوں ٹیبل پر بیٹھی باتیں ہی کر رہی تھی کہ ایک اوارہ لڑکوں کا
!! گروپ ان تینوں کی طرف بڑھا اور ان تینوں کو چھیڑنے لگا۔۔

زربش اور اورزلہ کو تو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا لیکن مہزلہ تو ڈر سے کانپنے لگ
گئی تھی اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے اورزلہ نے
اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تسلی امیز نظروں سے دیکھا تھا جیسے کہہ
!! رہی ہو کہ چپ کر جاؤ میں ساتھ ہو تمہارے۔۔

اوہو میری چھمک۔۔ اس سے پہلے کہ ان اوارہ لڑکوں کے گروپ میں سے
وہ ایک لڑکا مزید زربش کی طرف دیکھ کر کچھ بھی بولتا پیچھے سے بصیر
خانزادہ نے اس کے شرٹ کو کھیچتے ہوئے اس کے منہ پر اپنے بھاری ہاتھ کا
ایک مکہ مارا تھا جس کی وجہ سے اس لڑکے کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا
!! محسوس ہوا تھا۔۔

زربش خانزادی تو بصیر خانزادوں کو اس وقت مال میں اپنے سامنے کھڑا
دیکھ کر منہ کھولے حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی اسے بالکل بھی
اندازہ نہیں تھا کہ یہاں پر بصیر خانزادہ ہو گا زربش خانزادی نے اس کے
پیچھے دیکھا تو وہاں پر انابیہ بھی کھڑی تھی اس کو دیکھ کر زربش کا پورا موڈ ہی
!! خراب ہو گیا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی اسے ان گھٹیا الفاظوں سے نوازنے کی دوبارہ اسے
دیکھ کر کچھ بولے گا بھی بصیر خانزادہ نے انتہائی غصے سے اس لڑکے کے
چہرے پر دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے بعد نہ رکنے والا مکوں کا سلسلہ جاری
ہو چکا تھا بصیر خانزادہ نے اپنے بھاری ہاتھ کے مکوں سے اس لڑکے کا منہ
!! پورا خون سے بھر دیا تھا۔

اور زلہ سنجیدگی سے کھڑی بصیر خانزادہ کھودیکھ رہی تھی اور اس کے گلے
لگی مہزلہ تھر تھر کانپتے ہوئے انسو بہانے میں مصروف تھی جبکہ زربش
خانزادی تو اس پورے واقعے کو خوب بھرپور انجوائے کر رہی تھی اس نے

بصیر کو روکنے کی ایک کوشش بھی نہیں کی تھی وہ تو چاہتی تھی کہ وہ خوب
مارے اخر اس کا خواب جو پورا ہو گیا تھا کہ کوئی اسے چھیڑے اور بصیر
!! خانزادہ اس کے چھترے اڑا دے۔۔

لیکن اگلے ہی پل اس کا دل ادا اس ہو گیا تھا اس کا خواب پورا ہوا بھی تو کس
وقت پر اس خانزادے کی بیوی اس کے پہلو میں ہی کھڑی عجیب سی نگاہوں
!! سے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

بصیر کیا ہو گیا ہے تجھے بس کر تماشہ مت لگا یہاں پر زرم خانزادہ جو بیڑ کو
دیکھتے ہوئے مال کے اندر داخل ہوا تھا بصیر کو ایک لڑکے کے ساتھ گتم
گھتا دے کر جلدی سے اس کی طرف بڑھتا اسے اس لڑکے سے الگ کر چکا
!! تھا۔۔

لالا چھوڑے مجھے اس لڑکے کو تو میں سانس لینے کے قابل بھی نہیں
چھوڑوں گا اخر اس کی ہمت کیسے ہوئی زریش کو کچھ بھی کہنے کی چھوڑیں

مجھے لالا بصیر خانزادہ نے غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ اس کی طرف
!! دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

بس جو بھی بولا ہے اس نے اس سے زیادہ ہی اس لڑکے کو سزا دے دی ہے
تو نے اب چل یہاں سے مزید تماشہ مت لگا چلو زریش او زرم خانزادہ نے
بصیر کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی ان سب کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا لیکن
ایک نظر وہ اور زلہ کے گلے لگے مہزلہ کو بھی دیکھ گیا تھا جو کانپتے لرزتے
!! ہوئے اپنی بہن کے گلے لگی ٹپ ٹپ انسو بہانے میں مصروف تھی۔۔
لالا اپ نے مجھے چھوڑا کیوں نہیں ابھی مزید اس لڑکے کو پیٹنے کی ضرورت
تھی ابھی اس کا دماغ ٹھکانے نہیں لگایا تھا غصے سے اس وقت بصیر خانزادہ کا
برا حال ہو رہا تھا اس کی ماتھے کی وینز پوری طرح سے ابھر کر نظر آرہی
!! تھی۔۔

بصیر خانزادہ نے اس قدر دھاڑتے ہوئے کہا تھا کہ مہزلہ کی چیخ بے ساختہ
تھی اس وقت مہزلہ کا دل بری طرح سے دھڑکتا ہوا خوف سے بند ہونے
!! کے در پر تھا۔

بصیر چپ کر جا باقی جو بھی بات ہے گھر چل کر کرتے ہیں ابھی چپ زرم
خانزادہ نے مہزلہ کو چیختے دیکھ کر بے چین ہوتے گاڑی کی سپیڈ کو بڑھاتے
!! ہوئے بصیر خانزادہ سے کہا تھا۔

لیکن بصیر خانزادہ پر اس وقت غصہ سوار ہوا تھا وہ کسی کی سن ہی کب رہا تھا
اس نے اپنے بلیک شرٹ کے استینوں کو غصے سے اپنے کونیوں تک
چڑھاتے ڈیش بورڈ پر اپنے ہاتھوں کا مکہ مارتے خود کے غصے کو کسی بھی
!! طرح سے نکالنا چاہا تھا۔

تم اسندہ سے حویلی سے باہر قدم رکھ کر دکھاؤ تمہاری ٹانگوں کو توڑ کر میں
نے تمہیں حویلی میں قید نہ کیا تو میرا نام بھی بصیر خانزادہ نہیں ضرورت ہی
کیا تھی کہ دن دھاڑے حویلی سے نکلنے کی کہ تمہیں شاپنگ پر جانا ہے اسندہ

میں تمہیں فضول حویلی سے باہر نکلتے نہ دیکھو بصیر خانزادہ کا غصہ جب کسی بھی طرح سے کنٹرول نہ ہوا تو پیچھے مڑتے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے اس قدر غصے سے دھاڑا تھا کہ ایک پل کے لیے تو زریش جیسی لڑکی کا دل !! بھی خوف سے دھڑکا تھا۔

بصیر خانزادہ جب بھی اس طرح سے دھارتے ہوئے گاڑی میں چنچتا تو مہزلہ کی چیخ بھی اس کے ساتھ گونجتی جسے دیکھتے ہوئے زرم کو بھی بصیر پر غصہ آتا لیکن اس وقت وہ بے بس گاڑی کو فل سپیڈ میں چلاتے ہوئے وہ گھر کی !! طرف روانہ تھا۔

مسٹر خانزادہ تمہیں مجھ پر اتنا غصے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اتنا حق جمانے کی ضرورت ہے ویسے بھی میرا بھائی یہاں پر موجود ہے مجھے کہاں جانا ہے اور کہاں نہیں وہ میں ان سے اجازت لے کر جاسکتی ہوں تم کون ہوتے ہو میرے معاملے میں بولنے والے تمہارا مجھ پر کسی بھی طرح کا کوئی بھی حق نہیں ہے زریش خانزادی بھی بلا کہاں پیچھے رہنے والی تھی

بصیر خانزادہ کو غصے میں دیکھ کر اس خانزادی کا دماغ بھی گھوم گیا تھا اور وہ
بھی غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پیستے جواب دینے لگے
!! گی۔۔

بصیر خانزادہ جو پہلے ہی غصے میں تھا اور اس کی یہ بات اسے مزید غصہ دلانے
کا سبب بنی تھی وہ کیسے کیسے کہہ سکتی تھی کہ اس کا کو بھی حق نہیں ہے
!! زرش خانزادی پر۔۔

گھر پہنچنے دوپھر زرش خانزادی تمہیں بصیر خانزادہ بتائے گا کہ میں کتنا حق
رکھتا ہوں زرش خانزادی پر بصیر خانزادہ نے اس بار مہزلہ کی وجہ سے
!! دانت پیستے گھور کر زرش خانزادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔
تم دونوں چپ کرو گے ضرورت ہی کیا ہے گاڑی میں جھگڑا کرنے کی گھر
پہنچو پھر دیکھو تم دونوں کے ساتھ میں کیا کرتا ہوں بچے ہو کیا دونوں جو چیخ
کر ایک دوسرے کو مخاطب کر رہے ہو کیا اتنے فاصلے پر بیٹھے ہو کہ ایک
دوسرے کو پکارنے کے لیے تم دونوں کو چیخنا پڑ رہا ہے بصیر خانزادہ اور

زربش خانزادی کو کسی بھی طرح سے چپ نہ ہوتے دیکھ کر اس بار زرم
خانزادہ کا بھی میٹر غصے سے اوٹ اف کنٹرول ہوا تھا اور زرم خانزادہ کی دھاڑ
تو سنتے ہوئے مہزلہ کو ایسا لگا جیسے اسلام آباد کا پورا شہر ہی اس کے سر پر اگرا
!! ہو۔۔

اپ سب لوگ پلیر چپ کر سکتے ہیں اس طرح سے چیختے ہوئے اپ لوگ
میری بہن کو ڈرارہے ہیں اور زیادہ چیخ و پکار کو سنتے ہوئے اگر وہ یہیں پر بے
ہوش ہو گئی تو ایک الگ سے مسئلہ کھڑا ہو جائے گا ان سب لوگوں کو چپ نہ
ہوتے دیکھ کر اس بار اور زلمہ خانزادی نے پہلی بار ان سب کے بیچ میں بولا
!! تھا۔۔

گھر پہنچتے سب سے پہلے مجھے زربش خانزادی کو اپنے نکاح میں لے کر اسے
بتانا ہے کہ میں اس پر کتنا حق رکھتا ہوں لالا اپ سن رہے ہیں نا گھر پہنچتے ہی
اپ زربش کا نکاح مجھ سے کروائیں گے بصیر خانزادہ نے زرم کی طرف
!! رخ موڑتے ہوئے دھیمی مگر سپاٹ سے لہجے میں زرم سے کہا تھا۔۔

کیوں میں کیا تمہاری باپ کا مال ہوں کہ جب بھی دل چاہا نکاح کر لیا اور
جب دل چاہا کسی اور کو میرے سامنے لا کر محبت کا نام دے کر کھڑا کر دیا
زریش خانزادی کا تو میسٹر ہی شارٹ ہو گیا تھا بصیر خانزادہ کی بات سن کر اسی
!! لیے چیختے ہوئے کہا تھا۔

ایک بار گھر پہنچنے دوپھر میں دیکھتا ہوں کہ باپ کا مال ہے یا پھر نہیں اور اج
تو میں تم پر تمہارا حق جتا کر ہی رہوں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ میرا تم پر کیا
حق ہے بصیر خانزادہ نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ دگنی
!! اواز میں چیختے ہوئے کہا تھا۔

ان دونوں کی چیختی دھاڑتی ہوئی آوازوں کو سنتے ہوئے اور مہزلہ کی سانسیں
!! بے اختیار ہی اس کے سینے میں اٹکی تھی۔

مہزلہ مہزلہ انکھیں کھولوا اپنی کیا ہوا ہے مہزلہ میری جان انکھیں کھولوا بھی
مزید زریش خانزادی بصیر خانزادہ کو کوئی جواب دے پاتی کے اور زلہ کی

پریشانی میں ڈوبی ہوئی آواز پر سب نے بے ساختہ ہی اور زلہ اور مہزلہ کی
!! طرف دیکھا تھا۔

مہزلہ اس کے سینے سے لگی اپنی آنکھیں بند کیے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو
چکی تھی ڈر و خوف اس پر اس قدر حاوی ہوا تھا کہ وہ اپنی سانسیں تک بند کر
!! چکی تھی جس کی وجہ سے اس کا وجود ڈیلا پڑ گیا تھا۔

—

یہ بس ڈر اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے باقی کوئی بھی مسئلہ نہیں
ہو شاید ان کا بی پی لو ہو گیا تھا اسی لیے ڈر کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی تھی
باقی کریٹیکل سچویشن نہیں ہے ابھی تھوڑی دیر بعد ان کو ہوش آجائے گا

ڈاکٹر مہزلہ کا چیک اپ کرنے کے بعد لاؤنج میں کھڑی سب کو مہزلہ کے
!! کنڈیشن کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔

بہت شکریہ اپ کا ڈاکٹر انیں میں اپ کو باہر تک چھوڑ کر اتا ہوں زرم
خانزادہ نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی انہیں مینشن سے باہر تک
چھوڑنے گیا اور واپس سے لاؤنج میں اکرا اس نے اب اپنا رخ بصیر خانزادہ
!! اور زرش خانزادی کی طرف کیا تھا۔۔

بصیر میں ایک بات تم سے کہنا چاہتا ہوں صرف میری یہ لاسٹ بات خود
کے لیے ہدایت کے طور پر سمجھنا میں میری بہن کا نکاح نہیں کروانا چاہتا تم
سے زرم خانزادہ نے بہت سوچ سمجھ کر بصیر خانزادہ کو جواب دیا تھا وہ اس
کے چھوٹے بھائیوں جیسا تھا اسی لیے جتنا مناسب الفاظ میں وہ نکاح کے
!! لیے منع کر سکتا تھا اس نے منع کیا اپنی طرف سے۔۔

!! وجہ؟؟ بصیر خانزادہ نے سپاٹ لہجے میں ایک لفظی سوال پوچھا تھا۔۔

وجہ بالکل تمہارے سامنے کھڑی ہے کل تک تم اپنی محبت سی نکاح کر کے
ایک لڑکی کو حویلی لے آئے اور اج تمہیں میری بہن سے نکاح کرنا ہے
صرف اپنے اسی ضد کی وجہ سے کہ تم اس پر اپنا حق جتنا چاہتے ہو بصیر شاید
تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ جتنا تم میری زندگی میں اہمیت رکھتے ہو
اسے کئی زیادہ زرخیز میری زندگی میں اہمیت رکھتی ہے کیونکہ وہ میری بہن
ہے اور بھائی ہونے کے حیثیت سے میں اس کی زندگی کے اچھے اور برے کا
فیصلہ کر سکتا ہوں اس لیے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ میں اس سے تمہارا
!! نکاح نہیں کرواؤں گا۔

ٹھیک ہے میں آپ کے اس فیصلے کا احترام کرتا ہوں اور آپ سے سوری بھی
کرتا ہوں کیونکہ غصے میں شاید میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا آپ میرے لالا
ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی وجہ سے ہم دونوں کے اس رشتے میں
کوئی بھی غلط فہمی پیدا ہو اور ہم دونوں ایک دوسرے سے دور ہو جائیں
بصیر خانزادہ کا غصہ ٹھنڈا ہونے کی دیر تھی جب ایک ایک کر کے سارے

واقعات اسے یاد اتے چلے گئے تو اسے اپنی بیوقوفی پر افسوس بھی ہوا تھا اور اب وہ اس وقت ذرم خانزادہ کے بالکل پاس صوفے پر بیٹھا ان کے کندھے پر سر رکھے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔

مجھے تم سے اسی سمجھداری کی امید تھی اور میں جانتا ہوں کہ تم غصے میں تھے اس لیے وہ سب کچھ تم نے بولا لیکن اسندہ ایسا کبھی بھی مت بولنا اور بچپن سے تمہیں یہی بات سمجھاتے رہا ہوں کہ غصہ تھوڑا کم کیا کرو کسی دن اسی غصے کی وجہ سے تم اپنا بہت بڑا نقصان کر بیٹھو گے ذرم خانزادہ نے پیار سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے ہدایت بھی کی !! تھی۔

جب تک میرے لالا میرے ساتھ ہو مجھے کوئی کچھ بھی نہیں بول سکتا ذرم خانزادہ کے کندھے میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے بصیر خانزادہ نے نروٹے !! انداز میں کہا تھا تو ذرم خانزادہ اس کے انداز پر مسکرا کر رہ گیا تھا۔

زربش خانزادی کا تو دل ہی ٹھنڈا ہو گیا تھا اپنے لالا کو اپنے ساتھ دیکھ کر اسے ٹوٹ کر اپنے لالا پر پیار بھی آیا تھا لیکن بصیر خانزادہ کو اس طرح سے اپنے لالا سے چپکتا دیکھ کر زربش خانزادی کو غصہ بھی آیا تھا لیکن خیر وہ اب اتنا تو برداشت کر ہی سکتی تھی آخر اس کے لالائے اسے اتنی بڑی مصیبت سے جو!! بچا لیا تھا وہ کسی کی بھی زندگی میں دوسری بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے اپنے لالا کی طرف دیکھا اور بعد میں بات کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف اس سے پہلے کہ چلتی زرم خانزادہ نے اسے مخاطب کیا تھا کہ گڑیا حویلی چلتے ہیں ایسا نہ ہو!! کہ رات ہو جائے دیر ہو جائے گی۔۔۔

ٹھیک ہے لالا اپ گاڑی تیار کروائیں میں جب تک اور زلہ اور مہزلہ کو بھی بلا کر لاتی ہوں اب تک تو مہزلہ کو بھی ہوش اگیا ہو گا زربش خانزادی نے اپنے لالا سے کہا وہ مسلسل بصیر خانزادہ کی نگاہیں خود پر محسوس کر سکتی تھی

لیکن لاپرواہی سے اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے اس کی طرف ایک نظر بھی
!! دیکھ کے بغیر وہ اور زلہ اور مہزلہ کے کمرے کی طرف بڑھ چکی تھی۔

&&&&&&&

رات کے تقریباً نو بج رہے تھے جب زرم خانزادہ اور بصیر خانزادہ کی گاڑی
!! خانزادہ حویلی کے پورچ میں اکرا ایک ہی ساتھ رکی تھی۔

زربیش اور زلہ اور مہزلہ تو گاڑی کے رکتے کے ساتھ ہی حویلی کے اندر
داخل ہو چکی تھی زرم خانزادہ بھی ان کے پیچھے چل دیا تھا مہزلہ کو دیکھ کر
اس کا دل اچک کر اس کے پاس جانے کو ہمک رہا تھا لیکن مجبوری تھی کہ وہ
!! اس لڑکی پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔

چلو کیا اندر نہیں جانا تم نے بصیر خانزادہ نے انابیہ کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا جوا بھی تک گاڑی میں بیٹھی منہ پلائے دوسری طرف دیکھنے میں
!! مصروف تھی۔

اپ نے غصے میں بھی کیسے اس لڑکی سے نکاح کرنے کے لیے اس کے بھائی
اجازت مانگی تھی اپ تو مجھ سے محبت کے دعویدار تھے تو کس طرح سے
میرے ساتھ نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اپ دوسرے نکاح کے لیے اپنی
ذہن میں یہ سوچ لا سکتے تھے انابیہ نے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے
!! انتہائی بد تمیزانہ لہجے میں چیخ کر اسے سوال پوچھا تھا؟؟۔۔

میں نے تم سے نکاح مجبوری کے تحت کیا اس بات سے تم اچھی طرح سے
واقف ہو اور مجھ پر الزام لگانے کی ضرورت نہیں ہے تمہاری یک طرفہ
محبت کو دیکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی نہ تمہیں شے دی ہے اور نہ ہی کوئی
ایسی حرکت انجام دی ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ لگے کہ بصیر خانزادہ
تمہاری محبت میں مبتلا ہے اسی لیے اسندہ سے سوچ سمجھ کر میرے سامنے
بات کرنا اور جتنا ہو سکے اپنے لہجے کو قابو رکھنا میرے سامنے سمجھا رہی ہے
میری بات بصیر خان زیادہ نے ناگوار لہجے میں اس کی بات سنی اور دانت

پیتے ہوئے اسے جواب دیا تھا وہ اپنے سامنے کسی بھی لڑکی کی اونچی آواز سن
!! ہی نہیں سکتا تھا سوائے اپنے ماں کی اور من پسند عورت کی۔۔

بصیر خانزادہ کی بات سن کر خفت اور شرم کی وجہ سے انابیہ کا چہرہ غصے سے
سرخ ہوا تھا وہ کس طرح سے نکاح کے بعد بھی یہ بات کر سکتا تھا انابیہ اس
بات سے ناواقف تھی وہ تو یہی سوچ لیے ہوئے تھی کہ جب نکاح ہو جائے
گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ زبردستی سے کیا ہوا
نکاح اور کسی کے دل میں زبردستی محبت ڈالنا دونوں الگ الگ بات
!! ہے۔۔

بصیر خانزادہ نے اسے جواب دیا اور اس کے بعد اس کی طرف ایک نظر
دیکھے بغیر گاڑی سے نکلتا حویلی کے اندر داخل ہو چکا تھا پیچھے انابیہ بھی
!! ہڑبڑاتے ہوئے جلدی سے گاڑی نکلی اور اس کے پیچھے چلی گئی تھی۔۔

&&&&&&&&

یہ دیکھو میری سیٹیاں بھی اگئی اب اس خوشخبری کو ہم اور زلہ کو بھی سناتے ہیں عالم زیب خانزادہ ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھے سب سے مخاطب ہوئے تھے !! اور زلہ اور مہزلہ کو ساتھ ہی اپنے پاس آنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔

کیسی خوشخبری اور ہمارے پیچھے پیچھے آپ لوگوں نے ایسی بھی کیا بات ہے طے کر لی ہیں کہ خوشخبری ہی بن گئی زرم خانزادہ نے بھی خوشگوار موڈ میں اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ساتھ زرش خانزادی اور زلہ اور مہزلہ بھی ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی تھی اور زلہ کے چہرے پر بھی تجسس نظر آ رہا !! تھا۔

بصیر خانزادہ اور انابیہ بھی اکرا اپنی اپنی کرسی سنبھال گئے تھے اب ڈائمننگ ٹیبل پر تقریباً خانزادہ حویلی کے سارے مکین ہی موجود تھے۔

بابا میں نے اور بھائی نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ ہماری چوٹی شہزادی عالم زیب خانزادہ نے مہزلہ کی طرف دیکھا اور مزید آگے کہا کہ مہزلہ اور زرم

خانزادہ کا نکاح اگلے ہفتے کروائیں گے عالم زیب خانزادہ نے اپنی بات کہتے ہوئے اور زلہ کی طرف دیکھا جیسے اس کی رائے جاننا چاہتے ہو۔۔

دادا جی عالم زیب اور اورنگزیب کے علاوہ باقی سب کے یہ بات سنتے ہی چہرے پر حیرت کے ساتھ خوشی کے اثرات بھی صاف دکھائی دے سکتے تھے سوائے اور زلہ کے۔۔

آپی یہ نکاح کیا ہوتا ہے ابھی کسی نے کسی سے کوئی بھی سوال جواب نہیں کیا تھا کہ سب کو ہی مہزلہ کی معصوم سی آواز سنائی دی سب نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا لیکن حیرت بھی ہوئی تھی کہ اسے ابھی تک نکاح کا مطلب!! بھی نہیں پتہ۔۔

آپی کی جان اپ کمرے میں جاؤ میں بعد میں اکراپ کو نکاح کا مطلب سمجھاؤں گی ٹھیک ہے جاؤ اوپر کمرے میں اور زلہ نے مہزلہ کو پیار سے سمجھاتے ہوئے اسے کمرے میں بھیجنا چاہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ دوبارہ سے غصے اور چیختے دھارتے ہوئے آوازیں کو سن کر وہ بے ہوش ہو جائے اسی

لیے اسے کمرے میں بھیجا اور مہزلہ بھی ہاں میں سر ہلاتے اٹھ کر کمرے کی
!! طرف چلی گئی تھی۔

زرم خانزادہ کی تودل کی مراد پوری ہوئی تھی وہ بے انتہا خوش نظر ارہا تھا
اس کے چہرے پر بکھرے خوشی کے اثرات کو دیکھ کر زریش خانزادی کو
اپنے لالا کے اوپر ٹوٹ کر پیار ارہا تھا اور اس نے سوچا تھا کہ کمرے کے اندر
جا کر جلدی سے اپنے لال کی نظر اتارے گی تاکہ ان کی خوشی کو کسی کی نظر
!! نہ لگے۔

اپنے کس سے پوچھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ایک بار بھی مجھے بتانا
ضروری نہیں سمجھا اور زلہ مہزلہ کے جانے کے بعد اب عالم زیب خانزادہ
!! سے مخاطب ہوئی تھی۔

اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے میں باپ ہوں تم لوگوں کا اور تم لوگوں
کے اچھے اور برے فیصلے لینے کا حق ہے میرے پاس عالم زیب خانزادہ نے

نرمی سے اور زلہ کو جواب دیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مزید اپنے اور اپنی
!! بیٹی کے بیچ کا رشتہ خراب کر دے پہلے ہی وہ ان سے ناراض تھی۔۔

نہ ہی میں اپ کو باپ مانتی ہوں اور نہ ہی مہر زلہ اپ کو اپنا باپ مانتی ہے اسی
لیے بہتر یہی ہو گا کہ اپ ہمارے اچھے اور برے کے فیصلے نہ ہی کریں تو بہتر
ہو گا اور ویسے بھی اس نکاح کے لیے میں رضامندی نہیں دے سکتی وجہ
اپ سب کے سامنے ہیں سب لوگوں کے سامنے ابھی میری چھوٹی 15
سال بہن نے نکاح کا مطلب پوچھا تھا نکاح کا مطلب تک اسے نہیں پتہ اور
میں اسے ایک 30 سالہ خاندان کے نام کر دوں اتنی بے وقوف نہیں
!! ہوں میں۔۔

اسی لیے میں اس رشتے سے انکار کرتی ہوں اور زلہ خاندانی نے سنجیدگی
سے سب بڑوں کو تمیز کے دائرے میں جواب دیا تھا وہ اپنی بہن کو ایک
ارام دہ زندگی دینا چاہتی تھی یہ نہیں کہ ایک خاندان کے قید میں دے کر
وہ اپنی بہن کی زندگی کو برباد کر لیتی ویسے بھی ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی

صرف 15 سال اور اس کا نکاح وہ 15 سال بڑے لڑکے سے کروالیتی
!! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

اور زلہ کیسے باتیں کر رہی ہو تم اور کیا تمہیں تمہارے مورے نے تمیز
نہیں سکھائی تھی جو تم بڑوں کے سامنے اس طرح سے باتیں بنا رہی ہو
!! دادی جی نے اور کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تھا۔

جی بالکل ٹھیک کہا آپ نے میرے 21 سالہ زندگی میں اور مہزلہ کی 15
سالہ زندگی میں ہمارے اوپر نہ باپ کا سایہ تھا اور نہ ہی بھائیوں کا سایہ تھا
ہمارے پاس صرف اور صرف ہماری مورے ہی تھی اچھے اور برے کی
تمیز سکھانا، کانفیڈنٹ بنانا، غلط کا ساتھ نہ دینا، کس طرح سے لوگوں کو
اپنا حق استعمال نہ کرنے دینا، اگر کوئی زیادتی کرے تو اسے جواب دینا، یہ
سب ہماری مورے نے ہمیں سکھایا ہے اور اسی لیے میں کانفیڈنٹ بھی
ہوں میں مورے کی شکر گزار بھی ہوں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں
ہمیں اتنی اہمیت دی کہ ہمیں ہمارے حق کے لیے لڑنا سکھا کر گئی ہے وہ اج

اگر مہزلہ کچھ بول نہیں سکتی تو اس کے ساتھ اس کی بڑی بہن اور زلہ خانزادی کھڑی ہے اور میں میری مورے کی اس بات کی تاقیامت تک شکر گزار رہوں گی اگر وہ ہمیں ہمارے حق کے لیے بولنا نہیں سکھاتی تو جس طرح سے ان بظاہر نام کے (آر ش) شوہر خانزادہ نے میرے گھرا کر میرے کندھے پر بندوق چلا کر محبت کے نام پر مجھ سے نکاح کیا بعد میں بدلہ لیا اسی طرح سے میری دوسری بہن کا بھی انجام ہوتا اگر میری مورے مجھے میرے حق میں بولنا نہیں سکھاتی۔۔ میں مہزلہ کے ساتھ ہی کھڑی ہوں اس کا نکاح میری اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کروا سکتا نہ !! اس کا سگا باپ اور نہ ہی اس کے سوتیلے بھائی۔۔

اور زلہ بولنے پہ اتنی تو بولتی چلی گئی اسے دادی جی کی یہ بات بہت بری طرح سے چھپی تھی اگر اس کی مورے زندہ نہیں تھی تو ان کی تربیت پر سوال اٹھانا تو دادی کی تربیت بھی گوارا نہیں کرتی پر بڑوں کو کون سمجھاتا تھا

اسی لیے اپنی طرف سے اپنے حصے کا جواب دیتے ہوئے وہ اٹھ کر ڈانٹنگ
!! ٹیبل سے جانا چاہتی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے دکھ بھری نظروں سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے
اپنی آنکھیں کرب سے بند کی تھی واقعی میں اس سے اپنی زندگی کی وہ غلطی
ہوئی تھی جس کی معافی تلافی شاید اس دنیا میں تھی ہی نہیں ایک عورت کی
عزت نفس کو مجروح کرنے کے بعد مرد کو اتنا حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے یا
پھر تیسرے دن عورت سے معافی مانگ کر اسے اپنی سر آنکھوں پر بٹھا کر
سب کچھ بھول جائے اور یہی حال اور زلہ کی طرف سے بھی تھا وہ اسے
معاف ہی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی عزت نفس اتنی گئی گزری نہیں تھی
کہ معافی کے چند الفاظ بول کر وہ اس ایک دن کے ہادثے کو بھول جاتی جس
!! نے اس کی زندگی تباہ و برباد کر کے رکھ دی تھی۔۔

اور زلہ اس میں میرا یا پھر برلاس کا کیا قصور ہے ہم تمہارے بھائی ہیں اور
جیسے تمہارا فیصلہ ہو گا ہم تمہارے ساتھ ہی کھڑے ہوں گے اگر تم مہزلہ کا

نکاح زرم لالا سے نہیں کروانا چاہتی تو میں تمہارے اس فیصلے کا احترام کروں گا اور میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں بظاہر تمہارے بڑے بھائی کی طرح ملیار خانزادہ نے اٹھ کر اور زلہ کے پاس اکرا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے !! ہوئے اسے ایک مہینے کے بعد بڑے بھائیوں جیسے مان سے نوازا تھا۔۔۔

شکر ہے کہ بڑی بہن کے معاملے میں نہ صحیح اپ کو چھوٹی بہن کے معاملے میں بولنا یاد آیا اور میں اپ دونوں سے یہی امید کروں گی اگر اپ لوگ میرے معاملے میں کچھ نہیں بول سکے میرا ساتھ نہیں دے سکے تو کم از کم اس معاملے میں میرے ساتھ کھڑے رہیں تاکہ میری چھوٹی بہن کے ساتھ یہ سفاک حویلی والے کچھ نہ کر سکیں یہی امید میں اپ دونوں سے لگائیں بیٹھی ہوں اور زلہ نے ملیار کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے بہت !! کچھ بتا دیا تھا۔۔۔

اور زلہ خانزادی کی باتیں سننے کے بعد ملیار خانزادہ کی نگاہیں خود بخود شرم سے جھک گئی تھی وہ جانتا تھا کہ ایک مہینے سے وہ حویلی میں رہ رہی تھی لیکن

ملیار خانزادہ نے اسے کبھی بھی خود سے مخاطب نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے پاس بیٹھ کر اس کا غم دور کرنے کی کوشش کی تھی بلکہ وہ تو بڑی خوشی سے اپنا نکاح کر بیٹھا تھا حالانکہ اس نے آرش خانزادہ سے اس بات کے بارے میں کوئی ایک لفظ تک نہیں پوچھا تھا ملیار خانزادہ کو شدت سے اپنی غلطی کا اندازہ ہوا تھا سرخ آنکھوں کے ساتھ اس نے اور زلہ کی طرف دیکھا جو !! اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اج کے بعد تم جو بھی فیصلہ کرو گی تمہارا بڑا بھائی بن کر تمہارے ہر فیصلے میں تمہارا ساتھ دوں گا اور اپ سب بھی سن لیں اور زلہ کے اجازت کے بغیر مہزلہ کا نکاح زرم لالا سے نہیں ہو گا اب کوئی میری بہنوں کی طرف غلط آنکھ کیا غلط بات بھی کہے تو اسے اور زلہ اور مہزلہ تک پہنچنے کے لیے پہلے ملیار خانزادہ سے نیٹنا ہو گا ملیار خانزادہ نے پہلا جملہ اور زلہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ حویلی والوں سے مخاطب ہوتا دھاڑتے

ہوئے انہیں اپنے فیصلے سے اگاہ کرتا وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا
!! تھا۔

اور زلہ خانزادی بھی بنا کسی کو مخاطب کیے اوپر کمرے کی طرف بڑھ چکی
تھی اسے اب امید تھی کہ حویلی والے اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر
!! سکیں گے۔

&&&&&&&

زرم خانزادہ اس وقت حویلی کے چھت پر کھڑا تھا میں سگریٹ لیے
گہرے گہرے کش لگاتا آسمان کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں گم نظر رہا
!! تھا۔

جن بھائیوں کو بچپن سے لے کر اب تک اس نے ہر معاملے میں ان کا
ساتھ دیا تھا آج وہی بھائی اس کی محبت کے خلاف کھڑے ہو گئے تھے دکھ
سے اس کی آنکھیں بالکل سرخ سی پڑ گئی تھی اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا
کہ ملیر خانزادہ ایسا کہے گا اور زلہ کی طرف سے تو اسے پہلے ہی دھڑکا لگا تھا

کہ وہ منع کرے گی لیکن اب تو ملیار خانزادہ بھی اس کے خلاف کھڑا ہو گیا
!! تھا۔

سگریٹ کو ختم ہوتے دیکھ کر آخری کی بیچی ہوئی سگریٹ کو اپنی انگلیوں کے
!! پوروں سے مسلتے ہوئے اس نے جلن کی بالکل بھی پرواہ نہیں کی تھی۔
ایک اور سگریٹ جلا کر وہ دوبارہ سے گہرے کش لینے کے ساتھ اپنے اندر
!! کی جلن کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

لالا لالا کی پکار سن کر زرم خانزادہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آرش،، ملیار،،
!! برلاس،، بصیر،، سب ہی اس کے پیچھے کھڑے تھے۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے سگریٹ کو دوبارہ سے انگلیوں کے پورے
سے مسلتے اس سے پہلے ہی برلاس نے اگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے
!! سگریٹ کو لے کر اپنے چمچماتے بوٹ تلے کچل دیا تھا۔

کیوں ائے ہو تم سب لوگ یہاں زرم خانزادہ نے ایک نظر گھور کر برلاس
کی طرف دیکھا تھا جو لاپرواہ بنا اب ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا
!! ساتھ ہی ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے سوال پوچھا تھا۔

لالہ میں معافی چاہتا ہوں اگر میری باتوں سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہو
!! ملیار خانزادہ نے اپنا سر نیچے کیے شرمندگی سے کہا تھا۔

کیا تم چاروں میں سے کسی کو پتہ تھا کہ میں اس لڑکی سے جنونیت بھری
محبت کر بیٹھا ہوں؟ زرم خانزادہ نے اپنی طرف سے ان چاروں کو بہت
!! بڑی بات بتائی تھی۔

اپنے لالا کی بات سن کر چاروں نے حیرت سے اپنے سروں کو ایک ہی جھٹکے
میں اٹھا کر عجیب و غریب نظروں سے زرم خانزادہ کی طرف دیکھا تھا ان
کی آنکھوں کے سوالوں کو پڑھتے ہوئے زرم خانزادہ نے گھور کر ان چاروں
کی طرف دیکھا تھا برلاس کے سر پر ایک چیت لگاتے ہوئے زرم خانزادہ
نے کہا تھا کہ کیا میں مذاق کر رہا ہوں تم لوگوں سے سچ کہہ رہا ہوں میں کر

بیٹھا ہوں محبت میں اس لڑکی سے جنون بن گئی ہے وہ میرا پچھلے ایک مہینے
!! سے۔۔

اور یہ ہماری پہلی ملاقات نہیں ہے میں مہزلہ کو پچھلے ایک سال سے جانتا
ہوں اور اسے ڈھونڈ بھی رہا تھا بزنس ٹائیکون ہونے کی وجہ سے ان کے
سکول میں بزنس کی کلاس کے دوران ایک کمپٹیشن ہوا تھا جس کی وجہ
سے ادھے گھنٹے کے لیے میں ان کے سکول ان کی پرنسپل کی بہت منت اور
سماجت پر گیا تھا اور وہاں مہزلہ کو میں نے پہلی بار دیکھا تھا لیکن وہ پہلی بار ہی
ہو گیا تھا اس کے بعد ایک سال تک میں اسے ڈھونڈتا رہا لیکن قسمت کی ستم
ظرفی بھی تو دیکھو میں اس سے ملا بھی تو کس دن جس دن اس کی مورے کا
جنازہ میں اپنے کندھے پر اٹھا کر لے جا رہا تھا تب ایک سال بعد ہماری
دوبارہ سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد وہ لڑکی جو ایک سال پہلے
میری نیند اور راتوں کی چین اڑالے جا چکی تھی ایک مہینے سے مسلسل اسے
اپنی نظروں کے سامنے حویلی میں دیکھ کر زرم خان زادہ کی سانسیں رکنے کے

مترادف ہو جاتی ہے جب وہ 15 سالہ لڑکی میرے سامنے نہیں ہوتی
!! تو۔۔

زرم خانزادہ نے ان چاروں کی طرف سے رخ موڑتے ہوئے آسمان کی
طرف دیکھتے گہری سوچ میں گم ہوتے اپنے بھائیوں کو اپنے دل کی حالت
!! سے آگاہ کیا تھا۔۔

وہ چاروں حیرت سے کھلے ہوئے منہ کے ساتھ زرم خانزادہ کی پیٹھ کو دیکھ
رہے تھے ان چاروں کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ان کا بڑا لالا اتنی جلدی
!! بازی مار لے گا۔۔

اپ بھی مجھ سے آگے ہو گئے پیار میں لیکن ایک میں ہی کنوارا رہ گیا ہوں
مجھے تو لگتا ہے کہ اس حویلی میں ایک معصوم اور کنوارا میں ہی رہ گیا ہوں
برلاس خانزادہ کا تو الگ ہی رونا تھا وہ تو ساری سیریس سچو لیشن کو بھاڑ میں
!! جھونکتے ہوئے ہوئے اپنا رونا رو رہا تھا۔۔

بصیر خانزادہ کو شدت سے اپنے چھوٹے خان پر ٹوٹ کر پیارایا تھا اور اسے
ہنسی بھی ارہی تھی جو کسی بھی سیریس سچویشن میں سیریس ہونا تو جیسے جانتا
!! ہی نہیں تھا۔

اب کیا پ سب لوگ میری طرف گھور کر کیوں دیکھ رہے ہیں میں
جھوٹ تھوڑی نہ بول رہا ہوں زرم آرش اور ملیار خانزادہ نے گھور کر
برلاس کی طرف دیکھا تو وہ جلدی سے بصیر خانزادہ کے پیٹ کے پیچھے نہ
محسوس انداز میں چپ گیا تھا جیسے کہ اسے پتہ تھا کہ اب تینوں ڈرائیکولا کی
!! طرف سے ایک معصوم سے بچے پر ظلم ہونے والا ہے۔

لیکن لالا اب کیا ہو گا ملیار لالانے تو سب کے سامنے کہہ دیا ہے کہ جو
اور زلہ بھا بھی کا فیصلہ ہو گا وہی میرا آخری فیصلہ ہو گا بصیر خانزادہ نے ملیار
خانزادہ کی ناکام سے ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر سب کے قہقہے ہوا
!! میں چھوٹے تھے اور ملیار خانزادہ نے گھور کر بصیر کی طرف دیکھا تھا۔

ہاں سمجھ نہیں اتنا اب کیا ہو گا زرم خانزادہ کا یہ سن کر دل ہی ادا اس ہو گیا تھا
یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے نہ تو اور زلہ کے ساتھ اتنا گھٹیا رویہ اپناتا
نہ تو اس کے ساتھ اس کے گھر جا کر زیادتی کرتا اور نہ یہ سب کچھ ہو رہا ہوتا
ملیار خانزادہ نے آرش کے کندھے پر ایک مکا مارتے ہوئے کہا تھا تو آرش
!! نے بھی دکھ بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

آرش خانزادہ نے کسی کو کوئی بھی جواب نہ دیا تھا بس اب جہاں پہلے زرم
خانزادہ ان کی طرف سے رخ موڑے کھڑا تھا اب اسی جگہ پر آرش خانزادہ
!! کھڑا ہو گیا تھا۔

میں مانتا ہوں کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے بلکہ غلطی نہیں میں نے
گناہ کیا ہے اس گناہ کی تلافی کرنے کے لیے بھی تیار ہوں لیکن میں جانتا
ہوں کہ وہ اتنی جلدی مجھے معاف نہیں کرے گی میری وجہ سے اس کی
زندگی تباہ و برباد ہو گئی اور ساتھ ہی اس کی مورے بھی اس دنیا سے چلی گئی
وہ اتنی جلدی مجھے معاف نہیں کرے گی اور نہ ہی اس رب کی طرف سے

اتنی جلدی مجھے معافی ملے گی ابھی تو میرے مقدر میں تڑپ کی سزا شروع
!! ہوئی ہے جو مجھے نہیں لگتا کہ اتنی آسانی سے ختم ہو پائے گی۔

آر ش خانزادہ نے نہایت ہی دکھی لہجے میں کہا تھا سب ہی اس پر غصہ تھے
لیکن اس کی تڑپ اس کی شرمندگی کو دیکھتے ہوئے کوئی کچھ بھی کہہ نہیں
!! پاتا تھا۔

اچھالا لا چھوڑیں اب جب آپ سب لوگوں نے اپنا اپنا انتظام کر ہی لیا ہے تو
!! مجھ جیسے معصوم کنوارے کا بھی کوئی انتظام کر لیں۔

میں بھی اپنے کنوارے ہاتھوں کو پیلا کر ناچا ہتا ہوں تاکہ میں بھی شادی
شدہ کی کیٹگری میں شامل ہو جاؤں برلاس خانزادہ نے ماحول کو سنجیدہ
ہوتے دیکھ کر ایک چٹکھ چھوڑا تھا جس پر سب کے بے اختیار ہی قمقمے ایک
!! بار دوبارہ سے چھت پر گونجنے لگے۔

اچھا اب بس بھی کرو باقی کی باتیں صبح کریں گے جاؤ جا کر دیر ہو رہی ہے
!! ویسے بھی کل سنڈے ہے تو صبح سب مجھے جم پر ملنا۔

بھائی میں اور زلہ سے بات کروں گا اپ کے لیے چاہے پھر وہ مجھے غلط سمجھے
یا پھر صحیح لیکن میں ایک بار اپ کے لیے کوشش ضرور کرنا چاہوں گا جانے
سے پہلے ملیار خانزادہ نے زرم خانزادہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
!! تھا۔۔

نہیں اب تم اس سے کوئی بھی بات نہیں کرو گے اگر وہ خود رشتہ کرنا چاہے
تو ٹھیک ورنہ تو میں مہزلہ کو کیڈ نیپ کر لوں گا زرم خانزادہ نے ہلکے ہلکے لہجے
!! میں کہا تھا ایک بار دوبارہ سے سب کے قہقہے گونجنے تھے۔۔

سب کو لگا کے زرم خانزادہ نے بس ایسی مذاق میں کہا ہے لیکن یہ تو انے
والے وقت پر پتہ چلتا کہ وہ مذاق کر رہا تھا یا پھر سنجیدہ تھا اسی سوچ کو رکھتے
ہوئے سب ہی اہستہ اہستہ کر کے نیچے چلے گئے تھے سوائے آرش خانزادہ
کے آج بھی اس کی رات اکیلے تنہا چھت پر ہی کٹنی تھی کمرے میں جا کر تو
اسے شدت سے اور زلہ کی یاد آرہی تھی اسی لیے وہ خود پر قابو پاتے ہوئے

چھت پر ہی رات گزارتا تھا اور تقریباً فجر کے وقت پر وہ نیچے جا کر سب کو
!! ایسے ہی شو کرتا جیسے وہ رات بھر سے سو رہا ہے۔۔

عنایہ خانزادی واشٹروم سے فریش ہو کر نکلی کھلے بال آبشار کی طرح اس
کے کمر کر پانی کی بوندیں چھوڑ رہیں تھیں۔۔

ملیار خانزادہ بیڈ پر بیٹھا اپنا موبائل چلانے میں مصروف تھا کھٹک کی آواز کے
ساتھ نظریں پھسل کر واشٹروم کے دروازے کی طرف گئی تھی۔۔

پیلے کلر کی کھلی کھرتی پہنے اس وقت عنایہ خانزادی کھلتی ہوئی سورج مکھی کا
پھول لگ رہی تھی۔۔

وہ بے نیاز دوپٹہ پہنے بغیر ڈریسنگ ٹیبل کے قریب جاتی اپنے بال تولیے سے سکھانے لگی۔۔

ملیار خانزادہ اپنی بیوی کی ہر ادا کو دیکھتے بہک رہا تھا۔

گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔

بے ساختہ ہی عنایہ کی نظر مر ر میں سے ملیار خانزادہ سے ٹکرائی تو عنایہ شاکڈ کے عالم میں کھلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ پیچھے پلٹ کر ملیار خانزادہ کو دیکھتے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنے چیخ کا گلا گونٹ گئی تھی۔۔

آ۔آ۔پ۔پ۔ یہاں پر کیا کر رہے ہیں جائے اپنے کمرے میں عنایہ نے جلدی سے دوپٹے کی تلاش میں اپنی نظریں گھمائی تو دوپٹہ اسے صوفے پر پڑا ہوا دکھائی دیا۔۔

میری جان میں یہاں پر تمہیں منانے آیا ہوں اس لیے یہاں سے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ملیار خانزادہ نے اس کی نظریں صوفے پر دوپٹے پر محسوس کی تو اہستہ اہستہ سے اٹھتے قدم بڑھا کر اس کے قریب آکر کہا تھا۔

میں میں اپ سے ناراض نہیں ہوں جا یہاں سے عنایہ میں خوف سے اپنے
دھڑکتے ہوئے دل پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا۔۔

اچھا اگر تم ناراض نہیں ہو تو ہر جگہ مجھے منہ پھلا کر کیوں دیکھتی ہو اور جہاں
بھی میں بیٹھتا ہوں وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی ہو تو اسے میں تمہاری ناراضگی
نہ سمجھوں تو اور کیا سمجھوں ملیار خانزادہ نے پاس اکرا اس کی بیگھی ہوئی چند
لٹوں کو اس کے چہرے پر سے ہٹا کر اس کے کان کے پیچھے اڑ سے تھے۔۔
عنایہ اس کی انگلیوں کے لمس پر کپکپا کر رہ گئی تھی اپنے تڑپتے ہوئے دل پر
قابو پانے کے بعد عنایہ نے لرزاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کے لفظ
منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔

ملیار خانزادہ قہقہہ لگا اٹھا اپنی خانزادی کے لرستے ہوئے بدن کو دیکھ کر اسے
بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ عنایہ اس سے اتنی خوف زدہ ہو گی۔۔

میری جان اتنا ڈر کیوں رہی ہو میں کون سا کچھ کرنے آیا ہوں اور ویسے بھی شوہر ہو تمہارا اگر ایک ادھی کس کر بھی لی تو اس میں کانپنے والی کیا بات ہے ملیار خانزادہ نے بہکے بہکے لہجے میں کہتے اسے مزید اپنے قریب کیا۔۔ جس پر عنایہ خانزادی نے خوف سے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے سے ملیار خانزادہ کو دیکھا تھا۔۔

ملیار خانزادہ تو ان بڑی بڑی ڈارک بلیک کلر آنکھوں میں آنسو دیکھتے بے چین ہوا تھا اور جلدی سے اس کی بیگھی آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے اسے زور سے اپنے گلے میں بیچا تھا۔۔

کیا ہوا ہے میری جان کو اتنا ڈر کیوں رہی ہو چلو میں کچھ نہیں کروں گا بس میرے پاس ہی رہو ملیار خانزادہ نے اسے اپنے قریب کرتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا عنایہ کے جسم میں ایک سپارک سا اٹھا تھا جب بھی ملیار خانزادہ سے اپنے قریب کرتا عنایہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوتا۔۔

عنا یہ اب اس کے سینے پر سر رکھے انکھیں بند کیے اس فیلنگ کو محسوس کر رہی تھی جو انجانے میں ہی صحیح پر اسے سکون پہنچانے کا باعث بن گئی تھی۔۔

میں تمہارے لیے ایک چیز لایا ہوں کیا تم اسے لے کر اور اسے پہن کر مزید قیمتی بناؤ گی میری جان ملیار خانزادہ اہستہ اہستہ اس کے بیگمکی زلفوں میں اپنی انگلیاں چلاتے ہوئے اسے خود سے مخاطب کر رہا تھا۔۔

عنا یہ خانزادی نے اس کے سینے پر سے سر اٹھا کر حیرت سے انکھیں ناقابل حد تک پھیلاتے ہوئے ملیار خانزادہ کی یہ بات سنی تھی اسے بالکل بھی یقین نہیں ا رہا تھا کہ یہ خانزادہ بھی اس کے لیے کچھ لا سکتا ہے۔۔

میری جان کیوں اپنی ان معصوم معصوم سی اداؤں کو دکھا کر اس خانزادی کو بہکا رہی ہو پھر اگر میں نے کچھ کیا تو تمہاری انہی انکھوں میں انسو بھی اجائیں گے ملیار خانزادہ نے ان بڑی بڑی انکھوں میں اپنی انکھیں گاڑتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اس کی انکھوں پر دوبارہ سے اپنے لب رکھے تھے۔۔

کیا لائے ہیں آپ میرے لیے عنایہ خانزادی نے ہمت کرتے ہوئے آخر
پوچھ ہی لیا تھا اس کا دل تھوڑا سا ہی پر ملیار خانزادہ کی طرف بہل رہا تھا وہ
اس کے لیے تحفہ لایا تھا یہ احساس ہی کتنا خوشی والا تھا۔

اچھا میری جان دیتا ہوں ملیار خانزادہ نے اپنی براؤن کلر کے قمیض کے
جیب میں ہاتھ ڈالا اور ساتھ ہی ایک وائٹ کلر کا شاپر نکالتے ہوئے اس میں
سے ریڈ گلابوں کے گجرے نکالے تھے۔

گجروں کی خوشبو پورے کمرے میں پھیل گئی تھی وہ گجرے بہت ہی فریش
نظر آ رہے تھے اور عنایہ خانزادی گجروں کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئی تھی
اس نے بے اختیاری میں ہی اپنی سفید کلائی اگے کرتے ہوئے ملیار خانزادہ
کو آنکھوں سے ہی اشارہ کیا تھا جیسے کہہ رہی ہو کہ اب اگر لائے ہیں تو پہنا
بھی دیں۔

ملیار خانزادہ نہایت ہی خوش ہوا تھا اس کے لیے تو عنایہ خانزادی کا یہ چھوٹا
سا اشارہ ہی کافی تھا جلدی سے شاپر کو ڈسٹ بن میں بیٹھتے ہوئے دونوں

گجرے اس کے دونوں سفید چھوٹی کلائیوں میں پہنائیں جو اس کی سفید
دودھیا کلائی پر بے انتہا جج رہے تھے۔۔

ملیار خانزادہ بے اختیار ہی جھکا اور اس کی ہتھیلی پر اپنے لب رکھے تھے اس کی
مونچھوں کی چبن اپنی ہتھیلی پر محسوس کرتے عنایہ کسمائی تھی۔۔

چھوڑیں پلیز عنایہ نے بے چین ہو تو کہا تو ملیار خانزادہ نے اپنے لب بالکل
اسی طرح اس کی دوسری ہتھیلی پر بھی رکھے اور اس کی سفید کلائیوں کو اپنے
انکھوں کے ساتھ لگاتے تھوڑی دیر ان کی نرماہت کو محسوس کرنے کے
بعد ملیار خانزادہ نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔۔

ملیار خانزادہ اس وقت عنایہ خانزادی کو اپنی قید میں لیے کھڑا تھا عنایہ
خانزادی دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑی تھی ساتھ ہی ملیار خانزادہ اس
کے اگے دیوار پر ایک ہاتھ لگائے اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے گال
کو اہستہ اہستہ سے سہلاتا عنایہ خانزادی کو سرخ گلاب بنے پر مجبور کر رہا
تھا۔۔

اب اپ جائیں یہاں سے کوئی اجائے گا عنایہ نے لرزتے لبوں کے ساتھ
اس کا ہاتھ اپنے گال پر سے ہٹاتے کا کہا تھا۔

ابھی کہا میری جان ابھی تو ان آنکھوں کی پیاس ہی نہیں بجھی اور ان لبوں کی
پیاس تو تمہارے ان لبوں کو دیکھ کر تشنگی ہی پکڑتی جا رہی ہے ملیار خانزادہ
نے کہا اور اچانک ہی جھک کر اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔

اس کے لبوں پر لب رکھنے کی دیر تھی کہ عنایہ خانزادی کو اپنے جسم میں
ایک عجیب سی بجلی دوڑتی محسوس ہوئی تھی اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا ملیار
خانزادہ اس کے دونوں لبوں کو اپنے لبوں میں پپوست کیے بری طرح سے
جکڑے اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔

ملیار خانزادہ اس کے دونوں لبوں کے ساتھ ساتھ اس کی زبان کے ساتھ
بھی چھیڑ خانی کرتے ہوئے عنایہ خانزادی کو بری طرح سے شرم سے
سرخ کر گیا تھا۔

ملیار خانزادہ کے ہاتھ اس کے دھڑکنوں کو چھونے کے لیے بے چین تھے اور اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے اگلے ہی پل ملیار خانزادہ نے اپنا ہاتھ اس کے دل کے مقام پر رکھا تو عنایہ اس کے حصار میں اچھل کر رہ گئی تھی۔۔

عنایہ کے سانسوں کے ساتھ اچھی خاصی چیر خانی کرنے کے بعد ملیار خانزادہ نے اس کے لبوں پر سے اپنے لب ہٹائے اور اس کی شہ رگ کو اپنے لبوں میں دباتے ہوئے عنایہ کی چیخ نکلا گیا تھا۔۔

ملیار خانزادہ اپنے ہاتھوں کی بے باکی سے عنایہ کی جان حلق میں اٹکا گیا تھا۔۔

ملیار خانزادہ تو عنایہ کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا جو مدہوشی سے بند تھی اور وہ اس کے حصار میں کھڑی لرز رہی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے دل کے مقام پر زور بڑھایا تو عنایہ نے بے ساختہ ہی آنکھیں کھول کر ملیار خانزادہ کی طرف دیکھا لیکن اس کی

انکھوں کی سرخی اور بے باکی کو برداشت نہ کرتے ہوئے عنایہ نے اس کی گردن میں ہی اپنا چہرہ چھپالیا تھا اس بار عنایہ نے دیوار کی طرف رخ موڑنے کی غلطی بالکل بھی نہ کی تھی کیونکہ پچھلی ملاقات میں وہ رخ موڑنے کا اچھی طرح سے مطلب اسے سمجھا گیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے بھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے زمین سے اوپر اٹھا کر زور سے اپنے گلے میں پیچ لیا تھا اس کے بالوں کی بھینی بھینی سی خوشبو اپنے سانسوں میں اتارتے ملیار خانزادہ کے سر پر جنون سوار ہو گیا تھا بے ساختہ ہی وہ اسے لے کر بیڈ کی طرف بڑا بیڈ پر لٹا کے وہ خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا عنایہ کی تو خوف سے سانسیں جیسے بند ہونے کے درپر تھی اس کا دل بری طرح سے اس کی دھڑکنوں سے سرپٹکتا ہوا باہر آنے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔

ملیار کیا کر رہے ہیں پلیز پیچھے ہٹے کوئی اجائے گا اس بار عنایہ نے انکھوں میں آنسو لیے اسے خود پر سے ہٹانے کی کوشش کی تھی اس کے سینے پر اپنے

دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اسے خود کے ساتھ ٹپچ ہونے سے خود کو ہی بچا رکھا تھا۔۔

میری جان تھوڑا سا مجھے سکون محسوس کر لینے دو ویسے بھی تمہارا یہ خاندان بہت ترسہ ہوا ہے تمہارے لیے بچپن سے عشق ہو تم میرا میری دھڑکنوں میں سانسیں بن کر رہتی ہو تم اگر میرا دل دھڑکتا ہے تو صرف اور صرف عنایہ خاندانی کی وجہ سے ملیار خاندانہ نے گمبھیراواز میں اس کی کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اس کی کان کی لوح کو اپنے لبوں میں دباتے وہ عنایہ خاندانی کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ کا باعث بنا تھا۔۔

نہیں پلیز کوئی اجائے گا عنایہ نے ایک بار پھر سے کہا تھا اس کی کوئی اجائے گا کوئی اجائے گا کی رٹ سے جھنجلاتے ہوئے اس بار ملیار خاندانہ جھکا اور اس کی گردن کو اپنے جنونیت سے مہکانے لگا۔۔

عنایہ خانزادی سسکتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی ناکام سی کوششیں کر رہی تھی لیکن عنایہ خانزادی اس باڈی بلڈر جیسے وزنی جسم کو ایک انچ بھی اپنے ہاتھ سے ہلا نہیں پائی تھی۔۔

ملیار خانزادہ جھکا اس کی گردن کی سکن کو اپنے لبوں میں بھر کر کینچتا تو عنایہ سسک رہ جاتی اس کی سسکیوں سے سکون محسوس کرتے ملیار خانزادہ اس کی پوری گردن پر سرخ نشانات بناتا چلا گیا تھا۔۔

عنایہ خانزادی کی تو حالت ہی بگڑ گئی تھی اسے لگ رہا تھا کہ ابھی نہیں تو کب اس کی سانسیں بس نکلنے کی ہی درپر تھی بری طرح سے اس کی سانسیں گڈ مڈ ہوتی اس کی نشیب و فراز کا اس قدر خوبصورت سا منظر قائم کیے ہوئے تھی کہ اس کی گردن سے چہرہ نکالے ملیار خانزادہ اس کے نشیب و فراز پر اپنی نگاہیں گاڑے اسے اپنی بے باک نگاہوں سے گھور رہا تھا اس کی بے باک نگاہوں کی وجہ سے عنایہ خانزادی کی جان ادھی ہو رہی تھی۔۔

بس بھی کر دے پلیز میری سانسیں بند ہو جائے گی اسے اپنے دل کے مقام پر جھکتے عنایہ بے اختیار سکروں ہو کر بیڈ کے آخری کونے پر پہنچ گئی تھی انکھوں میں انسو لیے وہ خوف سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی کیونکہ اس وقت ملیار خانزادہ کی سرخ آنکھیں اس کی ریڈ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر گئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کی طرف دیکھ کر رہ گیا تھا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا جس طرح سے عنایہ اس کے حصار سے نکلی تھی اسے رہ رہ کر اس پر غصہ ا رہا تھا لیکن غصہ کر کے وہ اپنی بیوی کو مزید خود سی بدگمان نہیں کر سکتا تھا اسی لیے اپنے بالوں میں ہاتھ پیر کر بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی یہ انتظار کی گڑیاں تو کچھ زیادہ ہی مشکل اختیار کرتی جا رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے میری جان ڈرو نہیں بیٹھ جاؤر یلیکس ہو جاؤ میں چلا جاتا ہوں یہاں سے ملیار خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ریلیکس انداز میں کہا

تھا اس کے پر سکون انداز کو دیکھتے ہوئے عنایہ بھی پر سکون ہوئی تھی اور اپنی سانسوں کو بحال کرنے کے بعد وہ بیڈ پر بیٹھ کر ابھی بھی ہیرنی جیسی آنکھوں میں خوف لیے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی یہ اس کا خوف نہیں تھا دراصل وہ ملیار خانزادہ کی قربت کو برداشت ہی نہیں کر پاتی تھی اسی لیے تو اس کے پاس آنے پر وہ خوف سے لرزنے لگ جاتی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اپنے بالوں میں ہاتھ پیرتے پیڈ سے اٹھا اور اپنی قمیض کے شکنوں کو درست کرتے ہوئے اس نے اپنی قمیض کو جھاڑا تھا بے اختیار ہی اس کے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ آئی تھی محرم کی قربت میں جو سکون حاصل تھا بے شک وہ سکون کہیں پر بھی نہیں تھا اس کا اس وقت دل چاہ رہا تھا کہ عنایہ کی گود میں اپنی آنکھیں بند کر کے پر سکون سی نیند سو جائے اس نے جب سے پولیس کی فیلڈ جوائن کی تھی راتوں کی نیند تو اس کی حرام ہی ہو گئی تھی ہر ایک کیس اسے اتنا ڈفیکل ملتا کہ دن رات محنت کرنے کے بعد ہی اسے اس کا پھل ملتا۔

جار ہا ہوں میری جان پر سکون ہو جاؤ ملیار خانزادہ اس کی طرف گیا اور اس کے ماتھے پر نرمی سے اپنے لب رکھتے ہوئے اس کے بالوں پر ہاتھ پیرتے اس کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا وہ پر سکون تھا کہ کم از کم عنایہ کی ناراضگی تو ختم ہو گئی تھی وہ بھی صرف گجروں سے ملیار خانزادہ کو اپنے معصوم سی بیوی پر ٹوٹ کر پیار بھی ایا تھا جو صرف گجروں سے ہی مان گئی تھی۔۔

پیچھے عنایہ بھی پر سکون سی سانس خارج کر گئی تھی اور اپنے کلائیوں کو اپنی ناک کے پاس لے جا کر اس نے گجروں کی خوشبو سونگی تو اس کے چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا جلدی سے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بھاگ کر مرر میں اپنے گردن کو دیکھا تو وہ پوری سرخ ہوئی پڑی تھی بری طرح سے شرماتے ہوئے اس نے مرر سے ہی اپنا رخ موڑ لیا تھا۔

عنایہ کی دھڑکنیں بری طرح سے دھڑک رہی تھی اسے اپنے دل کے مقام پر ابھی بھی اس بے شرم خانزادی کا ہاتھ محسوس ہو رہا تھا بری طرح سے

سرخ پڑتے وہ جلدی سے بیڈ پر جا کر لیٹتے کمر ٹر میں خود کو چھپا گئی تھی جیسے
ساری کمرے کی چیزیں اسے دیکھ کر چڑھا رہی ہو وہ شرماتے ہوئے خود کو
کمر ٹر میں ہی چھپا گئی تھی۔۔

برلاس خانزادہ پچھلے ایک ہفتے کی طرح اب بھی یتیم خانے کے چھوٹے سے
گارڈن میں بیٹھا پیڑ کے چھاؤں تلے ویلچر پر دنیا سے بیگانہ لڑکی کو تنکے میں
!! مصروف تھا۔

پچھلے ایک ہفتے سے جیسے یہ اس کا معمول بن گیا تھا ہر روز اس دنیا سے
بیزار لڑکی کو دیکھتا جو دنیا کے خوف کے سائے تلے ہمیشہ اس پیڑ کے چھاؤں
تلے شام کے وقت بیٹھی ہنستے مسکراتے کھیلتے بچوں کو صرف دیکھتی ہی
!! رہتی۔۔

برلاس خانزادہ تو ایک ہفتہ پہلے اپنے دوست کے ساتھ اس یتیم خانے کو
ڈونیشن دینے آیا تھا اسے کیا پتہ تھا کہ ڈونیشن دیتے وقت اس کا دل ایک ہی
!! لڑکی پر تھم کر رہ جائے گا۔

اسے خوف تھا وہ اس لڑکی سے محبت نہیں کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ محبت
میں اگر محبوب اپ کو نہ ملے تو اپ کی کیسی حالت ہو جاتی ہے سانس رکنے
کے درپر ہوتی ہے وہ بالکل بھی اس لڑکی سے محبت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن
محبت تو اسے ایک نظر دیکھ کر ہی ہو گئی تھی اب تو جیسے اس کی محبت عشق کا
!! مقام لینے جا رہی تھی۔

اسے ڈر لگتا تھا وہ یہاں پر انا بھی نہیں چاہتا تھا لیکن پچھلے ایک ہفتے سے اس
نے صرف ایک دن یہاں نہیں گزارا تھا اور اس ایک دن میں اس کو ایسا لگا
جیسے دنیا ہی الٹ پلٹ کر رہ گئی ہو اس کا سارا سکون برباد ہو چکا تھا راتوں کی
!! نیند چین سب غارت ہو چکے تھے۔

اس معصوم سی لڑکی کو تو پتہ بھی نہیں تھا جو دنیا جہاں سے ڈر کر بس اس پیڑ
کے چاؤ تلے چھپی بیٹھی رہتی تھی اسے کیا معلوم تھا کہ وہ ایک خانزادے کا
!! دل کا چین برباد کر چکی ہے۔۔

اج بہت ہی ہمت کر کے برلاس خانزادہ اٹھا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ
اس لڑکی کی طرف چل پڑا تھا یتیم خانے کا گارڈن صرف وہ دو ہی قدموں
!! میں عبور کر کے اس لڑکی کے پاس پہنچ چکا تھا۔۔

گل نے دھیمی دھیمی قدموں کی چھاپ اپنے پیٹھ تلے محسوس کی تو بے
اختیار ہی اس کا دل لرزنے لگا خوف سے اس کے کان سائیں سائیں کرنے
لگے بری طرح سے اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگے تھے شاید اسے پینک اٹیک
ایا تھا بری طرح سے ابھی برلاس خانزادہ نے کچھ کہا بھی نہیں تھا اور وہ کان
!! پر ہاتھ رکھ کر چیختے ہوئے بچاؤ بچاؤ کے نعرے لگانے لگی۔۔

برلاس خانزادہ شکاڈ کے عالم میں اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو کان پر ہاتھ رکھے
انکھیں بند کیے اس قدر زور سے چیخ رہی تھی کہ یتیم خانے کی وارڈن بھاگتے

ہوئے اس کے پاس انی تھی اور اسے بازو سے ہلا کر انکھیں کھولنے کے لیے !! کہہ رہے تھے لیکن گل ہنوز اپنے کان پر ہاتھ رکھے چیخ رہی تھی۔

اسے کسی بھی طرح سے چپ نہ ہوتے دیکھ کر واڈرن نے بے بسی کے عالم میں اسمان کی طرف دیکھا تھا اور دوبارہ سے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ گل کی طرف متوجہ ہوئی جو ہنوز بس چیخنے میں ہی مصروف تھی بے ساختہ ہی برلاس نے اپنے قدم گل کی طرف بڑھائے لیکن واڈرن نے !! اسے اگے آنے سے منع کر دیا تھا۔

پلیز اپ پیچھے ہو جائیں وہ اپ کو دیکھ کر ہی اتنا چیخ رہی ہے اسے اٹیک آیا ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹھیک ہو جائے گی اسے مردوں سے ڈر لگتا ہے اس لیے کوشش کریں کہ اپ اس کے سامنے نہ آیا کریں واڈرن نے بے انتہا نرمی سے برلاس خانزادہ کو بتایا تھا وہ جانتی تھی کہ وہ ان کے یتیم خانے کو ڈونیشن دیتا ہے اسی لیے نرمی سے بات کی تھی اور واڈرن یہ بھی جانتی تھی

کہ مسلسل ایک ہفتے سے وہ یتیم خانے ڈونیشن کے بہانے اتا اور گھنٹوں
!! گارڈن میں بیٹھ کر گل کو تکتے ہی رہتا۔

اپ پلینز مجھے ایک موقع دے مجھے کیا پتا میں اسے ٹھیک کر دوں برلاس
خانزادہ گل کی حالت کو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا وہ کیسے اس قدر چیخ رہی تھی
ضرور کوئی اور ہی بات تھی فی الوقت وہ اپنے ساری سوچوں کو جھٹکتا بس
اس وقت گل کو ٹھیک کرنا چاہتا تھا اسے پینک اٹیک آیا تھا اور وہ یہاں پر
!! سکون سے کھڑے رہ کر اس کا تماشا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

او کے واڈرن نے مختصر سا جواب دیا اور باقی سب کو وہ اپنے اپنے کمروں میں
جانے کے لیے کہہ چکی تھی اب برلاس خانزادہ گارڈن کی زمین پر بیٹھا وہ
مغرور خانزادہ پہلی بار اپنی محبت کے لیے زمین پر بیٹھا تھا دھیرے سے اس کا
ہاتھ اس کے کانوں پر سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ہاتھ کی پشت
کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے خوف سے ہیرنی کی مانند گولڈن بند
!! انکھوں کو دیکھ رہا تھا۔

نہیں چھوڑو مجھے چھوڑو بچاؤ کوئی ہے پلیز بچاؤ چھوڑو میرا ہاتھ برلاس
اب اسے ہی دیکھ رہا تھا جو مسلسل چیختے ہوئے اس سے اپنا ہاتھ چڑھانے کی
!! کوشش کر رہی تھی۔

برلاس خانزادہ نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور دھیمی آواز میں کہا کہ "اپنی آنکھیں
!! کھولو"۔

بھاری گمبھیر آواز ایسی تھی جس کی وجہ سے نہ چار گل نے پٹ سے اپنی
آنکھیں کھولی تھی آنکھوں کو کھولتے ہی اسے یتیم خانے کا گارڈن دکھائی دیا
منظر بالکل صاف تھا وہ جس خوف کے سائے تلے اپنی ماضی کی اس رات
!! میں کھو گئی تھی اس رات کا ایک انسر بھی یہاں پر نمایاں نہیں تھا۔

سب سے پہلے تو گل نے چیخنا چلانا بند کیا دوسری سوچ جو اس کی گئی تھی وہ
اس آواز کی طرف تھی کس نے اسے اتنی گمبھیر آواز میں پکارا تھا کہ اپنی
آنکھیں کھولو بے ساختہ ہی اس نے نیچے دیکھا جہاں پر ایک مغرور خانزادہ

اس کے قدموں میں بیٹھا انکھوں میں نرمی کا تاثر لیے اسے ہی دیکھ رہا
!! تھا۔

پہلے پہل تو اس کی انکھوں میں دیکھ کر گل بے تحاشہ گھبرائی تھی لیکن اس
کی انکھوں میں نہ جانے کیا تھا اور اس کی انکھوں کا نرم پن دیکھتے ہوئے گل
بے ساختہ ہی ریلیکس ہوئی تھی اور یہ گل کی 17 سالہ زندگی میں آیا ہوا پہلا
مرد تھا جس کو اس نے ریلیکس انداز میں دیکھا تھا اور نہ تو وہ ہر مرد سے ہی
دور دور بھاگتی تھی ماضی کی اس ایک سیاہ رات نے اسے مردوں سے خوف
!! زدہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

برلاس خانزادہ کافی دیر اس کی انکھوں میں دیکھتا رہا کافی دیر اپنی انکھوں کی
دید کو بچھا کر برلاس خانزادہ بنا کچھ کہے اٹھا اور وہاں سے چلا گیا تھا برلاس
خانزادہ کے جاتے وقت قدم ڈگمگائے تھے وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو گیا
تھا پاس جانے پر اس لڑکی کی قیامت خیز حسن کو دیکھتے ہوئے برلاس خانزادہ
!! کو ڈر تھا اگر اس کی محبت عشق اختیار کر گئی تو پھر کیا ہو گا۔

اسے عشق کرنے سے ڈر نہیں لگتا تھا اور نہ ہی عشق کو نبھانے سے ڈر تو
صرف محبوب کی جدائی سے لگتا تھا عشق میں جب محبوب کی جدائی آپ کا
مقدر بن جائے تو وہ جیتے جی آپ کو اندر ہی اندر سے مار دیتی ہے برلاس
خانزادہ واقف تھا کیا وہ اپنے سامنے اپنے بھائی آرش خانزادہ کا حال نہیں
دیکھ رہا تھا جس کے عشق میں محبوب کی جدائی آگئی تھی اور وہ تڑپ رہا تھا مر
!! رہا تھا لیکن سامنے محبوب کی سنگدلی کو بھی برداشت کر رہا تھا۔

گل بھی مطمئن تھی اس کی زندگی میں پہلا مرد آیا تھا جس نے اسے ہوس کی
نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا ورنہ گل کی زندگی میں تو مردوں کی بس اتنی ہی
اہمیت تھی کہ مرد ہمیشہ بیڑیے کی طرح گات لگائے بیٹھے ہیں انہیں جب
بھی عورت دکھائی دیتی ہے وہ بیڑیے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں
سامنے والی صنف نازک سے انہیں کوئی فرق تھوڑی نہ پڑتا ہے انہیں تو بس
اپنی ہوس کی پیاس بجانی ہوتی ہے بعد میں وہ صنف نازک جیسے یا مرے ان
!! کی طرف سے وہ بھاڑ میں جائے مردوں کو فرد تھوڑی نہ پڑتا تھا۔

گہری سانس ہوا کے سپرد خارج کرتے گل نے آسمان کی طرف دیکھا تھا
جہاں پر اب ہلکا ہلکا سا اندھیرا ہونے کو آیا تھا بادل نے پورے آسمان کو اپنے
گھیرے میں لے لیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے اگلے ہی پل بارش ہونے کو آئی
!! ہے۔۔

جلدی سے گل نے اپنے ویل چیئر کو گھسیٹنا چاہا تھا تاکہ وہ بارش سے بچ کر
اندر جاسکے لیکن بلا ہوا وارڈن کا جس نے بروقت آکر اس کی ویلچر کو سنبھال
لیا تھا ورنہ گھسیٹنے کی وجہ سے اگے پتھر تھا جس پر گر کر اس کے سر پر
چوٹ بھی آسکتی تھی وارڈن اسے لیے اندر اس کے کمرے کی طرف لے کر
!! چل پڑی تھی۔۔

&&&&&&&&

کیا تم سے تھوڑی دیر کے لیے بات ہو سکتی ہے زریش خانزادی اور زلہ
!! خانزادی کے کمرے دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولی تھی۔۔

زربش خانزادی نے ہاں کر کے اسے کمرے کے اندر بلایا اور بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسے اب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو کہ کہو جو !! بات کرنی ہے۔۔

میرے لالا میں کیا برائی ہے زربش خانزادی جو اپنے لالا کے چہرے چمک کو ہی دیکھتی تھی جو ایک دم اچانک سے بجھ سی گئی تھی اب نہ چار ہو کر وہ !! اور زلہ سے بات کرنے آگئی تھی۔۔

برائی زرم خانزادہ میں نہیں ہے برائی تو اور زلہ اور مہزلہ کے حالات میں چل رہی ہے اور زلہ نے بیڈ شیٹ پر انگلیوں سے "مورے جان" لکھتے !! ہوئے کہا تھا۔۔

زربش جیسے اس کے ایک ہی جملے میں لا جواب ہو گئی تھی زربش نے دوبارہ سے اس لڑکی کی طرف دیکھا جو جب سے ان کی حویلی میں آئی تھی اپنی ہی !! خول میں خود کو بند کیے ہوئے رکھتی تھی۔۔

لیکن میرا لالا تمہاری بہن سے محبت کرتا ہے زربیش خانزادی نے بہت
!! سوچ سمجھ کر یہ الفاظ اور زلہ کے سامنے ادا کیے تھے۔

آرش خانزادہ بھی مجھ سے محبت کرتا تھا ہنوز بیڈ پر بار بار مورے جان لکھتے
!! ہوئے اور زلہ نے اسے ایک بار پھر سے لاجواب کیا تھا۔

ضروری نہیں ہے کہ آرش لالا کی طرح میرا لالا بھی تمہاری بہن مہزلہ کو
دھوکہ دے یقین مانو میرا لالا تمہاری بہن کو دل سے چاہتا ہے اور وہ انہیں
زندگی کی ہر خوشی سے روشناس کروائے گا زربیش خانزادی نے دوبارہ سے
!! اپنے لالا کے حق میں بولنا شروع کیا تھا۔

سب خانزادے ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں میں آرش پر یا پھر تمہارے
لالا زرم پر کوئی بھی انگلی نہیں اٹھا رہی اور نہ ہی میں ان کے کریکٹر کو جج کر
رہی ہوں بس میرا مدد یہی ہے کہ ابھی فی الوقت میری بہن بہت چھوٹی ہے
15 سال کی عمر میں میں اس کا نکاح کسی 30 سالہ خانزادہ سے نہیں کروانا
!! چاہتی میرے پاس یہی سب سے بڑا مدد ہے۔

لیکن میرا لالا محبت کرتا ہے مہزلہ سے اور ویسے بھی حضرت عائشہؓ کا نکاح بھی تو کتنی کم عمر میں ہوا تھا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے !! ساتھ۔۔

اس بار زریش خانزادی نے اور زلہ خانزادی کو اپنے جواب سے لاجواب کیا تھا اور زلہ کافی دیر تک چپ بیٹھی رہی اس کے پاس بولنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا واقعی میں وہ اپنے نبی کی سنت کو تو جیسے نظر انداز ہی کر بیٹھی تھی لیکن وہ اپنی بہن پر کوئی رسک بھی نہیں لینا چاہتی تھی اگر کل کو ذرم بھی آرش جیسا نکلا تو اس کی زندگی تو پہلے ہی برباد ہے ساتھ میں اس کی بہن کی !! زندگی بھی برباد ہو جائے گی۔۔

میرے پاس اس بات کا کوئی بھی جواب نہیں ہے اور زلہ خانزادی نے جھکے ہوئے سر کے ساتھ کہا تو زریش خانزادی کو بھی نہ چار وہاں سے اٹھنا پڑا ٹھیک ہے یار چھوڑو سب باتوں کو میں جلتی ہوں زریش خانزادی نے

ہشاش ہشاش لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اور زلہ کے کمرے سے نکلتے چلی
!! گئی۔۔

&&&&&&&&

زریش خانزادی اور زلہ کے کمرے سے نکلتے ہوئے موبائل میں سکرو لنگ
کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی کے اچانک ہی اس کا پیر
مڑا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی کسی نے اپنے کھر درے ہاتھوں سے
نہایت ہی سختی سے اس کا بازو تھامہ تھا کہ زرش خانزادی کو مقابل کی
!! انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

اہہ چھوڑو میرا ہاتھ جنگلی انسان اتنا تو گر کر مجھے تکلیف نہیں ہوتی جتنا تم
نے اپنے لکڑی جیسی سخت انگلیاں میری بازو میں گاڑ کر مجھے تکلیف دی
ہے زرش خانزادی کا غصہ تو اس وقت بڑا جب اپنے سامنے بصیر خانزادہ کو
!! سرخ آنکھوں کے ساتھ خود کو گھورتا پایا۔۔

تو دیکھ کر چلنا تھا نا کیوں ہر جگہ گری پڑی رہتی وہ تم بصیر خانزادہ نے بھی
!! مقابل کو دیکھتے ہوئے جلے کٹے انداز میں اسے جواب دیا تھا۔

میں گھر میں گری پڑی ہوں باہر گلی میں گری پڑی ہوں سب لوگوں کے
سامنے نمائش کرتی گری پڑی ہوں اپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے مسٹر
خانزادہ اگر تو اپ کو یہ لگتا ہے کہ یہ اونچے ہٹکنڈے اپنا کر اور مجھے ہارٹ کر
کے اپ خود کو میری طرف متوجہ کر سکتے ہیں تو یہ اپ کی سب سے بڑی
!! بھول ہے مسٹر خانزادہ۔

مجھے خود کو تمہاری طرف متوجہ کرنے کے لیے یہ کرنا پڑے اتنے برے
دن نہیں آئے ابھی بصیر خانزادہ کے بصیر خانزادہ نے بھی ایٹمیٹوڈ سے
!! جواب دیتے ہوئے زریش کو مزید سلگایا تھا۔

برے دن تو بصیر خانزادہ کے تب ہی شروع ہو گئے تھے جب سے اس نے
انابیہ سے نکاح کیا تھا زریش خانزادی کو چھوڑ کر زریش خانزادی نے بھی

ایڈیٹیوڈ پراتے ہوئے سامنے والے کا لحاظ کیے بغیر اس کے منہ پر جواب دیا
!! تھا۔

اوتو اس کا مطلب زرش خانزادی کو جلن ہو رہی ہے وہ بھی انابیہ بصیر
خانزادی سے عزت کیا کرو اس کی بھابھی ہے وہ تمہاری بصیر خانزادہ نے
!! اس کی طرف دیکھ کر نہ جانے کے احساس کے تلے اسے جواب دیا تھا۔
عزت مائی فٹ ویسے اپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ زرش خانزادی
عزت انہی کی کرتی ہے جو عزت کے قابل ہوتے ہیں زرش خانزادی نے
ایڈیٹیوڈ سے اپنے بال جھٹکے اور وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگی دو قدم
اٹھانے کے بعد ذرا اسے پیچھے موڑ کر بصیر خانزادہ کے دھواہ دار ہوتے چہرے
!! کی طرف دیکھتے کہا کہ۔

جیلز تو اب تمہیں ہونا پڑے گا بصیر خانزادہ اور وہ بھی مجھ سے اب تم
دیکھتے جاؤ تمہارے معیار سے بہترین مرد میرے لیے میرے اللہ نے لکھا
ہو گا جس پر زرش خانزادی اپنی جان بھی واردے گی افسوس کہ تم ان

مردوں میں شامل ہی نہیں ہو جو عورت کی محبت کے اکلوتے وارث ہوتے
ہیں تم تو بد نصیب مردوں میں شامل ہوں جس نے زریش خانزادی کی
محبت کو ٹکرا کر ایک عام سی لڑکی سے شادی کی عجیب ہی ایڈیٹیوڈ تھا اس کی
آنکھوں میں بصیر خانزادہ تو اس کی باتوں کو سن کر بالکل سن ہی رہ گیا تھا اسے
!! کہا اندازہ تھا کہ زریش خانزادی ایسا کہے گی اس سے۔۔

کہتے کے ساتھ ہی زریش خانزادی وہاں سے چلی گئی تھی پیچھے بصیر خانزادہ
کو بالکل سٹل اپنی جگہ شاکڈ کے عالم میں چھوڑ کر گئی کیا وہ واقعی میں ہی بد
نصیب مردوں میں شامل تھا ایک پل کے لیے ہی صحیح پر بصیر خانزادہ کی
ذہن میں یہ سوچ ضرور آئی تھی اگلے ہی پل اپنی ساری سوچوں کو جھٹکتے
!! ہوئے وہ دوبارہ سے لا پرواہ بصیر خانزادہ بنتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

&&&&&&

مہزلہ روتے ہوئے اپنے کمرے سے رات کے پہرا ندھیرے میں نکلی
راہداری کو عبور کرتے ہوئے تیزی سے بھاگتے ہوئے اور زلہ خانزادی کے

کمرے میں بس کسی طرح اڑ کر پہنچنا چاہتی تھی شاید اس نے کوئی برا خواب
دیکھ لیا تھا اسی خواب کے زیر اثر آنکھوں سے بل بل آنسو بہاتی وہ اپنے ناک
کو اپنے استین سے صاف کرتی تیزی سے بھاگ رہی تھی کہ اس کی ٹھکر
زرم خانزادہ سے ہوئی جو اس وقت اپنے کمرے سے کچن کی طرف گیا تھا
!! تاکہ اپنے لیے کافی بنا کر وہ اپنے افس کا کام سکون سے کر سکے۔

زرم خانزادہ کو اپنے پاس پا کر مہزلہ بے اختیار ہی اس کے سینے سے لگ کر
آنسو بہانا شروع کر چکی تھی اپنے خوف کو کم کرتے ہوئے وہ اس کے سینے
!! میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔

زرم خانزادہ تو شاکڈ کی حالت میں آنکھوں کو باہر نکالے اپنے سینے میں چھپی
اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس کی دل کی دنیا میں پہلے ہی ادھم مچائے ہوئے
تھے اور اب اپنے ان معصوم سی نادانیوں کی وجہ سے وہ مزید اس کا ضبط
!! اڑانے پر تلی ہوئی تھی۔

بے اختیار ہی زرم خانزادہ کا ہاتھ اس کے پیٹ کو سہلانے لگا تھا کہ وہ

پر سکون ہو جائے کیونکہ اب اس کی سسکیاں مزید تیز ہو رہی تھیں زرم

خانزادہ کو پریشانی ہو رہی تھی کہ نہ جانے کیا ہو گیا تھا اس کو کہ وہ اتنی شدت
!! سے رو رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے میرا بچہ کیوں رو رہا ہے اتنی شدت سے زرم خانزادہ نے تڑپ

کر اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالا تھا جو انسوؤں سے تر تھا اس وقت چاہ کر

!! بھی وہ اپنے لہجے میں سموئے محبت کو دور نہیں رکھ پا رہا تھا۔

وہ وہ مورے اتنا کہہ کر دوبارہ سے مہزلہ شدت سے روتی اس کی شرٹ

!! سے اپنی ناک صاف کر گئی تھی۔

زرم خان زیادہ تو بالکل شک تھا وہ صفائی نفاست پسند انسان وہ مغرور

خانزادہ ہے جو اپنے کپڑوں میں ایک شکن تک برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ

اج اس کی من پسند لڑکی اس کی شرٹ سے اپنی ناک صاف کر گئی اور اسے

!! کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا حیرت کی بات تھی۔

مورے خواب میں ائی تھی کیا تمہارے ذرم خانزادہ پل میں ہی اس کی
ساری بات سمجھ گیا تھا مہزلہ خانزادی نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا
ذرم کو اس وقت ٹوٹ کر مہزلہ پر پیارایا تھا جو بچوں جیسے سر ہلا ہلا کر اسے
!! اپنی بات کا یقین دیلارہی تھی۔۔

ذرم خانزادہ نے پیار سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرا اور اس
کے انسوؤں سے تر چہرے کو حسرت سے دیکھتے ہوئے ذرم خانزادہ کا دل چاہا
کہ اس کا پورا چہرہ اپنے لبوں سے خشک کر لے لیکن ابھی کوئی حق نہیں تھا
اس لڑکی پر اس کا اسی لیے اپنے انگوٹھے سے اس کا تر چہرہ صاف کرتے
!! ہوئے بے اختیار ہو کر دوبارہ سے اس کو اپنے گلے سے لگالیا تھا۔۔

میری جان رونا بند کرو کچھ بھی نہیں ہوگا میں تمہارے ساتھ ہوں نا تمہیں
کوئی کچھ بھی نہیں بول سکتا ذرم خانزادہ نے جذب کے عالم میں کہتے ہوئے
!! اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔۔

اس پورے واقعے میں پہلی بار مہزلہ کو ٹوٹ کر شرمائی تھی وہ کس طرح
سے زرم لالا کے گلے لگی ہوئی تھی جلدی سے اس سے دور ہوتے ہوئے
اپنے شرم سے سرخ چہرے کو صاف کرتے ہوئے مہزلہ نے بھاگ کت
اور زلہ کے کمرے میں جانا چاہا تھا لیکن زرم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ
!! سے اپنی طرف کھینچا تھا۔

اور اس کے کمرے کے گرد دونوں بازو حائل کرتے ہوئے کہا کہ کہاں جا رہا
ہے میرا بچہ اپنے کمرے میں نہیں سونا زرم خانزادہ نے پیار سے اس کا گال
سہلاتے ہوئے کہا جو شرم سے سرخ پڑ رہی تھی وہ مہسوت ہو کر اس کے
چہرے کے حسین رنگوں کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے کہ اس سے کوئی غلطی
!! ہوتی وہ اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا اس لمحے سے وہ نکلنا چاہتا تھا۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا وہ اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لے کر ہی اس پر اپنا
لمس محسوس کرنا چاہتا تھا اسی لیے اس کے کمرے کے گرد سے ہاتھ ہٹائے اور

اگلے ہی پل مہزلہ بھاگتے ہوئے اور زلہ کے کمرے کے اندر داخل ہو چکی
!! تھی۔۔

زرم خانزادہ اس کو بھاگتا ہوا دیکھ کر رہ گیا تھا بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پیرا
اس کے قریب آکر اس کے جذبات کو جگا کر وہ لڑکی بڑی ہی آرام سے اب
سونے کے لیے اپنی بہن کے کمرے کے اندر جا چکی تھی اس کی نیند کو برباد
!! کر کے۔۔

اسے کچھ کر کے جلد از جلد مہزلہ کو اپنے نکاح میں لینا ہی تھا اب مزید وہ صبر
نہیں کر سکتا تھا چاہے مہزلہ کے لیے اسے کسی کے پیروں میں ہی کیوں نہ
گرنا پڑے وہ اپنی محبت کو اپنی باہوں میں بھر کر ہی دم بھرنا چاہتا تھا مزید
!! اب وہ اپنی زندگی یوں اکیلے تنہا پن میں نہیں گزارنا چاہتا تھا۔۔

ٹھک ٹھک دروازے پر دستک ہوئی تو ملیار خانزادہ نے سراٹھا کے
دروازے کی طرف دیکھا جہاں پر اور زلہ خانزادی کھڑی اندرانے کی
!! اجازت مانگ رہی تھی۔

اجاؤ بہنا وہاں پر کیوں کھڑی ہو اور ویسے بھی تمہارے بھائی کا کمرہ ہے تو اندر
انے سے پہلے حق سے ایا کرو نوک کر کے مت ایا کرو ملیار خانزادہ نے اس
کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بیڈ پر بٹھایا تھا اور اسے کمفر ٹیبل فیل
!! کروانے کے لیے وہ خود صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

کہو کیا بات ہے ایزی ہو جاؤر یلیکس ہو کر بات کرو ملیار خانزادہ نے اسے
!! شیش وینچ کا شکار ہوتے دیکھا تو نرمی سے یہ کہا تھا۔

گہری سانس خارج کرتے ہوئے اور زلہ خانزادی نے ملیار خانزادہ کی طرف
دیکھا جو اسے بھائیوں جیسا مان بخشنے میں نہ کامیاب ہوا تھا لیکن اس کی چھوٹی
بہن مہزلہ کے معاملے میں وہ اسے بھائیوں والا مان بخش گیا تھا اور اسی وجہ

سے اور زلہ کا ملبار سے وہ گلا ختم ہو گیا تھا اسی لیے وہ بہت سوچ سمجھ کر ملبار
خانزادہ کے پاس اپنا فیصلہ سنانے آئی تھی اسے یقین تھا کہ وہ اس بات میں
!! اس فیصلے میں اس کا ساتھ ضرور دے گا۔

پہلے پہل تو ہم جب اسلام آباد میں رہتے تھے تو کمانے والا کوئی نہیں تھا تو
اسی لیے مجبوری میں مجھے اپنی پڑھائی کو بیچ میں ہی روکنا پڑا اور کام کے سلسلے
میں میں باہر روڈوں پر دھکے کھا کر کامیاب ہوئی تھی تو بس اتنی کہ مجھے
آرٹھ کے شوروم میں کام مل گیا تھا یہ سب کچھ آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں
کیونکہ میری پڑھائی رک گئی تھی اور میں نے یونیورسٹی کے صرف دو سال
ہی پڑے تھے اور میری پڑھائی دو سال رہ گئی تھی اب میں چاہتی ہوں کہ
میں اپنی پڑھائی اگے مکمل کرنے کے لیے یہاں سے ہاسٹل جاسکوں اور مجھے
وہاں پر مسلسل رہنا ہے مہزلہ کے ساتھ اور زلہ خانزادی نے ایک ہی سانس
میں ملبار خانزادہ کے گوش ساری بات اتار لی تھی اب وہ اس کے جواب کا
!! انتظار کرنے لگی۔

ٹھیک ہے تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں مجھے بس یونیورسٹی کا نام بتا دو تاکہ میں وہاں پر جا کر تمہارے لیے فارم وغیرہ لاسکوا اور ساتھ ہی مجھے اپنی فیلڈ بھی بتاؤ ملیار خانزادی کو اس بات میں کوئی برائی نظر نہیں آئی تھی اگر وہ اگے پڑھنا چاہتی تھی تو اسے روک کر وہ بالکل بھی برا نہیں بننا!! چاہتا تھا۔

Riphah International University

اور زلہ خانزادی نے بس ایک ہی لفظ میں اسے یونیورسٹی کا نام بتا دیا تھا میں وہاں پر سکالرشپ پہ تھی اسی لیے امید کرتی ہوں آپ کو کسی بھی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور میں نے جسٹ اپنا سیمسٹر فریز کروایا تھا اب جب نیو سمسٹر سٹارٹ ہونے والے ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ میں اپنی!! پڑھائی انہیں کے ساتھ بٹینیو کرو۔

ٹھیک ہے کب جانا ہے تم نے ملیار خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا اور مہزلہ کو تم یہیں چھوڑ دو وہ اپنی پڑھائی برلاس سے کر رہی ہے

اب جب اس کے نانتھ کے پیپر سٹارٹ ہوں گے تو برلاس اسے اسلام آباد
لے کر اجایا کرے گا اسانی سے اسی لیے مہزلہ کو تم یہی چھوڑ دو ملیار خانزادہ
!! نے کہا ساتھ ہی اسے مہزلہ کو یہی پر چھوڑنے کا مشورہ بھی دیا تھا۔

نہیں مہزلہ میرے ساتھ ہی جائے گی ہاسٹل کا روم ہم بک کر لیں گے وہیں
پر وہ میرے ساتھ ہی رہے گی میں اسے اس کی پڑھائی کروالوں گی وہ دو
سال وہ میرے ساتھ وہیں پر رہے گی میں مہزلہ کے معاملے میں کوئی
رسک نہیں لینا چاہتی اور زلہ کا تو دل ہی دہل گیا تھا اس کا مشورہ سن کر مہزلہ
کے لیے ہی تو وہ یہاں سے جانا چاہتی تھی حویلی میں جس طرح سے اس کی
رشتے کی باتیں چل رہی تھی وہ بالکل بھی نہیں چاہتی تھی کہ مہزلہ کے
چھوٹے سے ذہن پر کوئی بھی بات اثر کرے اسی لیے تو اس نے راتوں رات یہ
فیصلہ لیا تھا اور اپنی پڑھائی کو اگے بٹھائی کرنا چاہتی تھی دو سال بعد جب وہ
حویلی کی دہلیز پر قدم رکھتی تو اور زلہ خانزادی کچھ بن کر حویلی کی دہلیز پر
!! قدم رکھنا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے جیسے تمہیں بہتر لگے ملیار خانزادہ نے اس بات میں بھی اس کا
ساتھ دیا تھا کہ کہیں اسے ایسا نہ لگے کہ وہ لوگ اسے حویلی میں قید کرنا
چاہتے ہیں یا پھر وہ لوگ ڈر رہے ہیں کہ وہ حویلی سے بھاگ رہی ہے اسی
لیے اس کی بہن کو حویلی میں بٹھا کر اسے باہر بھیجنا چاہتے تھے ملیار خانزادہ
نے اسے ہر بات میں کھلی اجازت دی تھی وہ بس اپنی بہنوں پر بھروسہ کرنا
چاہتا تھا اور وہ کر بھی رہا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس کی بہنیں اس کا مان کبھی بھی
نہیں تھوڑیں گی ملیار خانزادہ اٹھا اور زلہ خانزادی کے ماتھے کو عقیدت سے
چومتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے بھائی کا مان کبھی بھی نہیں
!! تھوڑوں گی۔۔

اس لمحے تو اور زلہ خانزادی بالکل سٹل شکڑ ہو گئی تھی اتنا مان اسے پہلے بلا
کہاں ملا تھا مرد کا ایسا روپ بھی وہ دیکھ سکتی تھی اس بات سے وہ ناواقف
تھی اس کا بھائی اسے اتنا مان سوپ رہا ہے اور زلہ خانزادی کی آنکھوں میں
انسو چمکے تھے میں اپنی طرف سے اپنی عزت اور مہزلہ کی عزت کا اپنی جان

سے بڑھ کر خیال رکھوں گی لیکن اپنے بھائی کی عزت پر کوئی بھی انچ نہیں
!! اے دوں گی اور زلہ نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ملیار خان زادہ اب بے حد پر سکون تھا اس کی آنکھوں میں نیم رضا مندی کو
دیکھتے ہوئے ملیار خان زادہ نے اس کی ناک کو ہلکا سا چھوتے ہوئے کہا تھا کہ
چلو اب بس بھی کرو میری بہناروتے ہوئے اچھی بالکل بھی نہیں لگتی چلو
اپنے بھائی سے تم ٹریٹ تولے ہی سکتی ہو اس کے بعد تو تم ہاسٹل چلی جاؤ گی
ویسے ایک اور بات میں ہو سٹل تم سے ملنے ضرور آیا کروں گا اس بات کے
لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور بلا جھجک کسی بھی چیز کی
ضرورت ہو سب سے پہلے تم نے مجھے فون کرنا ہے ورنہ میں ناراض ہو
!! جاؤں گا۔

ملیار خان زادہ نے اسے ڈھیر ساری بوڑھی اماؤں کی طرح نصیحتیں کی تھی
اور اسکی نصیحتوں کو سنتے ہوئے بے ساختہ ہی اور زلہ کے چہرے پر

مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اور یہ ایک مہینے اور پانچ دن بعد حویلی میں اس کی پہلی مسکراہٹ تھی جو اس کے بھائی کو دیکھنا نصیب ہوئی تھی۔

میں آج سے پانچ دن بعد جب مورے کے 40 دن پورے ہو جائیں گے اس سے اگلے دن ہی میں ہاسٹل کے لیے روانہ ہونا چاہتی ہوں اور زلہ نے!! ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ٹھیک ہے پھر تو ہمارے پاس بہت دن ہیں بہنا پھر تو ہم بہت ساری مستی کر سکتے ہیں ملیار نے شرارت سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا تو یہ دوسری مسکراہٹ تھی جو ملیار خانزادہ نے اپنی بہن کے چہرے پر دیکھی تھی اور ملیار خانزادہ کو احساس ہوا تھا کہ سکون صرف محرم کی قربت میں نہیں بلکہ اپنی ماں اور بہنوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر بھی سکون محسوس کیا جا سکتا ہے اس وقت اس کے دل میں ڈھیروں سکون اتر رہا تھا۔

چلو اب یہاں سے سیدھا تم چھت پر جاؤ میں ملازمہ سے کہہ کر چائے اور پکوڑے بنواتا ہوں ویسے بھی موسم بہت اچھا ہو رہا ہے اور میں تب تک

تمہارے پیچھے ہی اتا ہوں اج ہم سب بہن بھائی چھت پر موسم انجوائے
کریں گے ملیار خانزادہ نے اور زلہ سے کہا تھا تو اور زلہ نے بھی مسکرا کر ہاں
!! میں سر ہلایا اور اوپر چھت کی طرف اپنا فون لے کر چلی گئی تھی۔

ملیار خانزادہ بھی اس کے پیچھے گیا لیکن وہ پہلے ملازمہ سے چائے اور پکوڑوں
کا کہہ کر اوپر گیا تھا چلو تم یہاں پر بیٹھو میں تب تک برلاس کو فون کرتا ہوں
!! تاکہ وہ اپنے ساتھ ہماری گڑیا کو بھی اوپر لے آئے۔

ملیار نے برلاس کو فون ملا کر اسے حکم دیا کہ وہ مہزلہ کے ساتھ اوپر جائے
اور اگلے پانچ منٹ میں برلاس اور مہزلہ بھی اب ان کے ساتھ چھت پر
!! بیٹھے ہلکی پلکی بارش کو انجوائے کر رہے تھے۔

ہائے کتنا پیارا موسم ہو رہا ہے نہ آپنی مہزلہ نے یہ جملہ کوئی 10 بار دہرایا تھا
اس جملے کو سن کر ملیار خانزادہ اور زلہ خانزادی کے چہرے پر مسکراہٹ اتی
تھی کہ وہ کتنا ایکساٹڈ ہو رہی ہے لیکن دوسری طرف اب تو برلاس خانزادہ
!! کو موقع ہی مل گیا تھا اپنی چھوٹی بہن کو تنگ کرنے کا۔

کہاں ہیں مجھے تو نظر نہیں ارہا برلاس خانزادہ نے حیران ہوتے ہوئے
!! ایکٹنگ کی تھی۔۔

کیا نظر نہیں ارہا پ کو چھوٹے لالا مہزلہ جان بوجھ کر اسے چھوٹے لالا کہتی
تھی کیونکہ وہ اس کے چھوٹے لالا بولنے سے ہمیشہ چڑھ جایا کرتا تھا برلاس
نے اسے کہی بار کہا تھا کہ وہ صرف اسے لالا ہی کہے لیکن نہیں مہزلہ کو تو
!! اسے تنگ کرنا تھا اس لیے چھوٹے لالا کہتی تھی۔۔

سو کی لکڑی ذرا رینگ سے پیچھے ہو جاؤ ایسا نہیں ذرا تیز ہوا اے اور وہ تمہیں
اڑالے جائے برلاس نے بھی اسے پورا تنگ کیا تھا اور اس سے اپنا بدلہ لیا تھا
!! اس نے سیدھا مہزلہ کے چھوٹی موٹی ہونے پر اٹیک کیا تھا۔۔

لالا اااااااااااا صدے سے مہزلہ کی اواز اتنی تیز نکلی تھی کہ بے ساختہ ہی
برلاس کا قہقہہ ہوا میں گونجا تھا اور اس کے قہقہے کو دیکھتے ہوئے اور زلہ اور
!! ملیار نے بھی اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

کیوں تنگ کر رہے ہو تم میری گڑیا کو ملیار خانزادہ نے اب کی بار مہزلہ کا
!! روہانے ہوتے چہرہ دیکھا تو برلاس کو مصنوعی سا ڈانٹا تھا۔

برلاس کو ڈانٹ پڑتے دیکھ کر مہزلہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا
تھا اور وہ ملیار خانزادہ کے پیٹ کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کو ٹینگا دکھاتے
!! ہوئے کہہ رہی تھی جیسے جتنا ناچار ہی ہو کہ اب بول کر دکھاؤ کچھ۔

برلاس خانزادہ نے بھی منہ کے ایکسپریشن کچھ اس طرح سے بنائے تھے
جیسے اس سے بیچارہ کوئی ہے ہی نہیں اور اسے دیکھتے ہوئے مہزلہ کا چھوٹا سا
!! قہقہہ گونجا تھا جسے سنتے ہوئے اور زلہ سرشار ہوئی تھی۔

اس سے پہلے کہ ملیار خانزادہ مزید برلاس کو ڈانٹ تھا چھت کے ایک
کھونے میں سے عنایہ خانزادی نے اپنا چہرہ باہر نکالتے کہا تھا کہ میں بھی اب
سب لوگوں کے پاس اجاؤں عنایہ نے اس قدر معصومیت سے پوچھا تھا کہ
بے ساختہ ہی ملیار کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا اور بے ساختہ ہی ہاں میں سر
!! ہلایا اور اسے اپنے پاس بلا چکا تھا۔

عنایہ خانزادی بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اور زلہ کے پاس جا کر کھڑی
!! ہو گئی تھی۔۔

میں نے تمہیں کہا کہ میرے پاس آکر کھڑی ہو جاؤ اور تم وہاں چلی گئی ملیار
خانزادہ نے بنا اپنے بہنوں کا لحاظ کیے اس کا ہاتھ پکڑا اور خود کے پہلو میں
کھڑا کیا تھا اور زلہ نے مسکراہٹ دبا کر ان کی طرف سے اپنا رخ موڑ لیا تھا
!! اور البتہ برلاس اور مہزلہ دوبارہ سے اپنی لڑائی میں غافل ہو چکے تھے۔۔
اور زلہ رینگ کے پاس کھڑی نیچے دیکھنے میں مصروف تھی نیچے سے حویلی
!! کا پورا گارڈن اور پورچ صاف نظر آتا تھا۔۔

وہ نیچے دیکھنے میں ہی مصروف تھی گارڈن کا منظر بے انتہا پیارا لگ رہا تھا
ہرے بھرے پودوں پر پانی کے قطرے بے انتہا خوبصورت لگ رہے تھے
!! یکایک اس کی نظر پورچ میں رکتی سیاہ پراڈوپر پڑی۔۔

جس میں سے آرش خانزادہ نکلا اور اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے
سفید قمیض کے استینوں کو اپنی کمنیوں تک چڑھائے مضبوط چال چلتے

ہوئے وہ حویلی کے اندر چلا آیا تھا اور زلہ نے دیکھا تھا وہ بارش سے بیگا ہوا تھا کہ اس کی قمیض اس کے سینے سے چپک کر رہ گئی تھی اسے ایسے دیکھ کر بے ساختہ ہی اور زلہ کو اپنے اور اس کے درمیان وہ نکاح سے پہلے پہلی بارش کا !! وہ منظر یاد آیا تھا۔

خانزادہ اپ کو میں اپنی ایک اور خواہش بھی بتاؤں یہ منظر ایک خوبصورت سے پارک کا تھا جہاں پر قدرے کھونے میں آرش خانزادہ بیچ پر بیٹھے اور زلہ خانزادی کو ہی دیکھ رہا تھا جو پارک کے کھونے میں کھڑی بارش میں بھیگ رہی تھی بارش کچھ اتنی خاص تیز نہیں تھی اور نہ ہی پارک کے کھونے میں کوئی اسے دیکھ سکتا تھا اسی لیے وہ ریلیکس ہو کر وہاں پر کھڑی !! تھی۔

جی خانزادی بتائیں اپ کا یہ خانزادہ اپ کے خواہش کو پورا کرنے کی ضرور کوشش کرے گا

آر ش خانزادہ بھی اس کی سنگت میں خوش رہتا تھا اور ابھی بھی دل و جان
!! سے اس کی طرف محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں چاہتی ہوں کہ ہماری شادی کے بعد جب بھی ہماری پہلی بارش ہو تو ہم
اپ لوگوں کی حویلی کے چھت پر انجوائے کریں اپ باہر سے بھگے آئیں اور
سب سے پہلے چھت پر آئیں اپ کو پتہ ہو کہ خانزادی اپ کی منتظر ہے اپ
آئیں پیار سے پکوڑے پلیٹ میں ڈال کر لائیں ساتھ ایک کپ گرم گرم
چائے ہو اور اپ آئیں اور میری سنگت میں کھڑے ہو کر پہلے میرے ماتھے
پر بوسہ دیں اس کے بعد ہم بارش کو انجوائے کرتے بہت ساری باتیں

کریں یہ میری خواہش ہے اپ پوری کریں گے نا اور زلہ خانزادی نے اپنے
!! خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرماتے سرخ چہرے کے ساتھ کہا تھا۔

ضرور خانزادی یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے ویسے مجھے لگتا ہے کہ تمہارے
ماتھے پر بوسہ دینے والی خواہش پر ہمیں ابھی عمل کرنا چاہیے آر ش خانزادہ
نے شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ چیخ پڑی تھی اور اس کی

طرف مارنے کے لیے بھاگی تو آرش خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اسے بیچ پر بٹھاتے خود اس کے قدموں میں بیٹھے کہا تھا کہ میری خانزادی اپ کا یہ خانزادہ اپ کی ساری خواہشات کو پورا کرے گا اور مجھے پتہ ہے کہ نکاح سے پہلے تمہیں ہاتھ بالکل بھی نہیں لگانا آرش خانزادہ کی یہ بات اور زلہ !! خانزادی کا دل بے ساختہ ہی دھڑکا گئی تھی۔

آپی آپی اپ کہاں پر کھو گئی ہیں یہاں ایں نا وہاں نیچے کیا دیکھ رہے ہیں اپ مہزلہ کے کندا ہلانے پر اور زلہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی اور بے ساختہ ہی اسے افسوس ہوا تھا کہ وہ اس انسان کے سوچوں میں گم ہی کیوں ہوئی تھی اور مسکراتے ہوئے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور وہ مہزلہ اور برلاس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی کیونکہ ملیر تو اب اپنی منکوحہ کے ساتھ !! بڑی نظر ا رہا تھا۔

عنایہ سرخ سی اس کے حصار میں کھڑی برستی ہوئی بارش کو دیکھتے ہوئے خوش ہو رہی تھی وہ اپنے چہرے کے اوپر نظروں کی تپش باسانی محسوس کر

سکتی تھی لیکن اس نے ابھی تک اپنی نظریں ملیار خانزادہ کی طرف نہیں کی
!! تھی۔

ملیار خانزادہ نے بے ساختہ ہی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب
کرتے ہوئے اپنے بدن کے ساتھ لگایا تھا عنایہ خانزادی سرخ پڑتی اپنی کمر پر
سے اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی گرفت مضبوط
تھی اسی لیے نہ چار ہوتے ایک غصے بھری نظر ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے
!! وہ دوبارہ سے بارش میں انجوائے کرنا شروع ہو گئی تھی۔

ملازمہ ابھی تک پکوڑے اور چائے لے کر نہیں آئی لالا مہزلہ نے ملیار کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ملیار خانزادہ نے مسکراتے ہوئے نہ علمی میں اپنے
کندھے اچکائے تھے جیسے کہہ رہا ہو کہ میں تو کہہ کر آیا تھا پتہ نہیں وہ اب
!! تک کیوں نہیں آئی۔

ابھی مہزلہ مزید کچھ کہتی کہ ملازمہ چائے کے چار کپ اور دوسرے ہاتھ
!! میں دو پلیٹ پکوڑے لے کر ان کے سامنے حاضر تھی۔

یہ تو چار کپ ہے تو عنایہ بھا بھی کے لیے چائے نہیں ہے مہزلہ نے افسوس سے عنایہ کی طرف دیکھتے کہا تھا وہ تو اپنی معصومیت میں عنایہ کی طرف ترس بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جسے چائے کا کپ نہیں ملا تھا لیکن !! معصومیت میں ہی صحیح پر وہ سب کا دھیان اس طرف دیا گئی تھی۔

کوئی بات نہیں ہم ایک ہی کپ میں شیر کر لیں گے ملیار خانزادہ نے عنایہ !! کی طرف دیکھتے کہا تو سب ہی اس کی بات سے سمت نظر ائے تھے۔

ابھی سب نے اپنے اپنے چائے کے کب ہاتھوں میں اٹھائے ہی تھی کہ آرش خانزادہ اور زرم خانزادہ بھی چھت پر چلے آئے تھے اور ان سب کو !! یہاں دیکھ کر خوشگوار حیرت سی ہوئی تھی انہیں۔

اب اپ دونوں کو چائے کون دے گا مہزلہ کو تو شاید صرف اپنے چائے کے کپ کی فکر تھی وہ اپنے چائے کے لیے کچھ زیادہ ہی پوزیسو نظر آرہی تھی اور وہ کسی کے ساتھ بھی شیر نہیں کرنا چاہ رہی تھی اسی لیے کسی کو بھی چھت !! پر اتے دیکھ کر مہزلہ کو سب سے پہلے اپنے چائے کی ہی فکر ہوتی۔

ندیدی تم کیوں سب کے چائے کی فکر کر رہی ہو تم صرف اپنی ہی پیو کوئی تم
سے نہیں کہے گا کہ مجھے بھی دے دو برلاس خانزادہ نے گھور کر اپنی چھوٹی
بہن کی طرف دیکھا تھا جسے بس صرف اپنے چائے کے کپ کی ہی فکر
!! تھی۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی مہزلہ نے معصومیت سے کہا اور ساتھ ہی وہ
!! گھونٹ گھونٹ بھرتی اپنے چائے پینے لگی۔۔

زرم خانزادہ تو اس کی چائے کے لیے پیار کو دیکھتے ہوئے حیران تھا کہ کسی کو
!! چائے اتنی زیادہ پسنداسکتی ہے۔۔

یہ لو جان ہمارے نکاح کے بعد کی پہلی بارش میں گرم گرم تمہارے من
پسند شوہر کی جھوٹی چائے ملیا خانزادہ نے اپنے کپ سے صرف ایک ہی
!! سپ لیا تھا اس کے بعد اپنا کپ وہ عنایہ خانزادی کے حوالے کر گیا تھا۔۔

عنا یہ بھی سرخ سی سب کے سامنے اس کے بے باک ہاتھ کو اپنے دوپٹے سے چھپائے گھونٹ گھونٹ چائے پینے لگی ساتھ ہی ساتھ وہ پکوڑے بھی !! کھا رہی تھی۔۔

وہ دیکھ رہی تھی کب سے ملیار خانزادہ کو جب بھی وہ پکوڑا پلیٹ سے اٹھاتی ادھا وہ کھاتی تو ادھا ملیار خانزادہ اس کے ہاتھ سے لے کر اپنے منہ میں ڈال لیتا سبھی دبی دبی مسکراہٹ سے ملیار خانزادہ کو دیکھ رہے تھے جو عنایہ کو کب سے تنگ کرنے پر تلا ہوا تھا بے ساختہ ہی آرش خانزادہ نے ملیار کو !! گھور کر دیکھا تھا جو اس کے سامنے ہی اس کی بہن کو تنگ کر رہا تھا۔۔

گڑیا تم میرے پاس اجاؤ ملیار خانزادہ کو اسے بہت زیادہ تنگ کرتے دیکھ کر اور اس کے روہان سے چہرے کو دیکھ کر آرش خانزادہ نے اسے اپنے پاس آنے !! کیافر کی تھی۔۔

عناہ تو اڑ کر اپنے بھائی کے پاس پہنچنا چاہتی تھی لیکن ملیار خانزادہ کے ہاتھ کا کیا کرتی جو سانپ کی مانند اس کی کمر کے گرد لپٹا اسے یہاں سے ہلنے بھی !! نہیں دے رہا تھا۔

ابھی مزید کوئی کچھ کہتا کہ زرش خانزادی بھی تھپ تھپ کرتی اپنا موبائل اٹھائے چھت پر اچکی تھی ارے واہ یہاں پر تو سب ہی جمع ہے تو کیا میری کمی کسی کو محسوس نہیں ہوئی جو کسی نے بھی مجھے نہیں بلایا زرش نے نروٹے پن سے کہتے ہوئے جا کر مہزلہ کے ساتھ ہی کرسی سنبھال لی !! تھی۔

نہیں تم اتنی خاص نہیں ہو کہ کوئی تمہیں یاد کریں کسی نے کوئی جواب تو نہیں دیا تھا لیکن اوپر اتے بصیر خانزادہ انابہ کے ساتھ چھت پر داخل !! ہوتے اس کی بات سن کر اسے جواب دے گیا تھا۔

ارے یار یہ چائے اور پکوڑے ذرا مجھے بھی تو کھلاؤ مجھے بھوک لگ رہی ہے زرش خانزادی نے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا اور لا پر واہی

سے بالوں کو جھٹکتے ہوئے وہ پکوڑے کھانے میں مصروف ہو چکی
!! تھی۔۔

بصیر خانزادہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر سب کی ہی دبی دبی مسکراہٹ
چہرے پر آئی تھی سبھی اس کی بے عزتی کو دیکھ کر رہ گئے تھے زریش
خانزادی نے جس طرح سے اسے انکور کیا تھا سب کے چہرے پر مسکراہٹ
!! نے احاطہ کیا تھا۔۔

لالا اپ بیٹھے ہیں میں اپنے لیے سٹور روم سے کرسی لے کر آجاتی ہوں عنایہ
کو اچھا نہیں لگا تھا کہ اس کا بھائی کھڑا تھا اسی لیے اسے اپنی کرسی پر بٹھاتے
کہا تو مجبور املیار کو بھی وہاں سے اٹھنا پڑے کیونکہ وہ تو اپنی منکوحہ کے ساتھ
ہی بیٹھنا چاہتا تھا بصیر کو گھور کر دیکھتے ہوئے وہ عنایہ کے ساتھ اسٹور روم کی
طرف چل دیے تاکہ وہاں سے دو کرسی لے کر آئے اور وہ دونوں بھی وہاں
!! ان کے ساتھ بیٹھ کر موسم کو انجوائے کر سکیں۔۔

عنایہ نے جیسے ہی سٹور روم کا دروازہ کھولا تو اس کے پیچھے ملیار خانزادہ سٹور روم میں داخل ہوا سٹور روم چھت کے آخری کونے پر بنا ہوا تھا اور وہاں پر ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں اسی لیے وہاں پر سے دو کرسیوں کو اٹھاتے اس سے پہلے کہ عنایہ خانزادی سٹور روم سے نکلتی ملیار خانزادہ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے دیوار کے ساتھ پن کیا اور ساتھ ہی اس کے دھڑکنوں کے مقام پر نرمی سے اپنے لب رکھے تھے عنایہ کی تو جیسے سانے بے اختیار ہی رُک سی گئی تھی اس کا پر تپش لمس اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتی عنایہ تڑپ کر اس کے کندھے پر سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی !! تھی۔۔

اہہ میری جان ابھی تو میں نے صرف اپنے لب رکھے ہیں انہیں تو سک کیا ہی نہیں ہے ابھی سے یہ تمہارے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر مجھے شدت سے تمہاری سانسیں گھوٹنے کا دل کر رہا ہے ملیار خانزادہ نے کہا ساتھ ہی

اس کے ہونٹوں پر جھک کر بری طرح سے اس کی سانسیں اپنی سانسوں
!! میں قید کر کیے اسے تڑپانے لگا۔

شدت سے قطرہ قطرہ اس کی سانسیں پینے کے بعد ملیار خانزادہ اپنی من
مرضی کرنے کے بعد اس سے الگ ہوا تو عنایہ نے سرخ چہرے کے ساتھ
اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا تھا ساتھ ہی وہ اپنا بگڑا ہوا تنفس بحال
!! کرنے کے لیے گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

بھلا ایسا ہو سکتا تھا کہ ان کے نکاح کے بعد پہلی بارش تھی اور ملیار خانزادہ
کے پہلو میں اس کی جائز بیوی کھڑی ہو کر رومانس کا موقع اپنے ہاتھ سے
جانے دے سکتا تھا اسی لیے اسے جیسے ہی موقع ملا خود کو سیراب کرنے کے
لیے اس کی پنکڑیوں جیسے نرم لبوں پر جھکے وہ اپنے جلے ہوئے دل پر ٹھنڈی
!! ٹھنڈی سی پوار کو برسا گیا تھا۔

باہر چلیں سب انتظار کر رہے ہوں گے عنایہ نے اپنے سانسوں کو درست
!! کرتے ہوئے نظریں نیچے کیے ہی ملیاں سے کہا تھا۔

جی جان چلیں ضرور باہر چلتے ہیں ملیاں خانزادہ نے شرارت سے اس کے
گال کو چھوا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں دونوں
کرسیوں کو گھسیٹتے ہوئے وہ سب کے پاس لایا اور وہیں پر وہ دونوں بھی چیر
!! لگا کر بیٹھ گئے تھے۔

آرش خانزادہ کی نظریں اور زلہ پر ہی تھی جو چائے کے کپ کے گرد اپنے
انگلیاں پیرتے ہوئے گہری سوچ میں گم نظر رہی تھی یا پھر شاید وہ اس کے
!! سامنے بیٹھ کر خود کو ایسا ظاہر کرنا چاہ رہی تھی۔

اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنی ماضی کی باتوں کو یاد کرتے
ہوئے آرش خانزادہ کاشد ت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اٹھے اور اس کے

ماتھے پر بوسہ دے کر اس کی خواہش کو پورا کرے لیکن ابھی تو یہ بہت ہی ناممکن نظر آ رہا تھا کیونکہ وہ خود سے عہد کر گیا تھا کہ جب تک اور زلہ اسے!! اجازت نہیں دے گی تب تک وہ اسے ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

اپنی کوئی سونگ سنائیں نا ابھی آرش خانزادہ مزید کچھ سوچتا ہی کہ اسے اپنی گڑیا کی آواز سنائی دی اور وہ بھی ان سب کی طرف متوجہ ہوا جو زریش!! سے کہہ رہی تھی کہ وہ کوئی سونگ سنائے۔

ضرور اپنی کی جان ضرور میں سونگ سناؤں گی لیکن سونگ میری اپنی مرضی کا ہو گا زریش تو جیسے تیار بیٹھی تھی جیسے ہی عنایہ نے فرمائش کی وہ!! ریڈی ہو گئی تھی۔

اوکے چلیں پھر ٹھیک ہے سٹارٹ کرتے ہیں عنایہ نے بھی ایکساٹڈ ہو کر!! کہا اور ساتھ ہی زریش کو سونگ سٹارٹ کرنے کا کہا تھا۔

زریش بھی آنکھوں کو بند کیے ہلکے ہلکے آواز میں سیڈ سونگ گاتی وہ اپنی!! خوبصورت آواز کے جلوے بارش میں بکھیرنے لگی۔

کرنے والے نھباتے محبت سدا

تجھ سے بڑھ کر کسی کو نہ اپنا کہا

غمزدہ ہے تو کہتے ہو خوش تم رہو

پاس اکر کہو گے کہ اب نہ ملو

زخم دیتے ہو کہتے ہو سیتے رہو

جان لے کر کہو گے کہ جیتے رہو

ایک پل کے لیے زریش رکی نہ جانے کیوں لیکن پلکوں کے باڑپہ اسے نمی

سی محسوس ہوئی جلدی سے سب کی طرف سے رخ موڑتے ہوئے وہ

!! دوبارہ سے سونگ گنگنا نے لگی تھی۔۔

دل سے چاہا تھا تجھ کو ہر پل سدا

پروفاؤں کے بدلے ہے دکھ ہی ملا

ہم نے سمجھا تمہیں تم سمجھ نہ سکے ےےے

اچانک ہی زربش چپ ہوئی اب اگے اس کے لیے گانا نہایت ہی مشکل ہو رہا تھا اسی لیے مسکراتے ہوئے سب کی طرف رخ موڑا اور کہا کہ یار مزید مجھے نہیں آتا کیا کروں قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے کہا تھا اور اس کے قہقہے میں صرف اور صرف کھوکھلا پن تھا جسے محفل میں بیٹھے صرف اس کے لالا اور بصیر خان زادہ نے ہی محسوس کیا تھا ظاہر سی بات ہے اور زلہ کو تو جاننا تھا کیونکہ وہ تو خود بھی زربش کی راہ پر ہی چل پڑی تھی اس کی آنکھوں میں بھی!! نمی صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

زربش خانزادی نے یہ سونگ جیسے صرف بصیر خان زادہ کے لیے ہی گایا تھا جس طرح سے وہ اپنی فیلنگ اس میں بیان کر پار ہی تھی بصیر کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا اس کے لفظوں میں جتنا درد بصیر خان زادہ نے محسوس کیا تھا بصیر خان زادہ کو لگا کہ اب وہ دوبارہ سانس نہیں لے پائے گا اتنی شدت!! پسند محبت یا پھر عشق آج سے پہلے اس سے کس نے کیا تھا بلا؟؟

بصیر خانزادہ ساکت ہوتی نظروں سے اپنی دیوانی کو دیکھ رہا تھا جو سب کے
بیچ ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے آنکھوں میں ابھی بھی نمی موجود تھی ساتھ ہی
اسے اپنے ہاتھ پر انابیہ کا لمس محسوس ہوا تو اس نے چونک کر انابیہ کی
طرف دیکھا تھا جو زریش کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی اس کے بازو میں
اپنا ہاتھ ڈالے استحقاق بھری نظروں کے ساتھ اس کے پاس بیٹھی
!! تھی۔

بصیر خانزادہ نے زریش کی طرف دیکھا تو وہ ان کی طرف رتی برابر بھی
متوجہ نہیں تھی اور وہ خود ہی مہزلہ کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی تھی
جیسے اسے بصیر خانزادہ یا پھر انابیہ سے رتی برابر بھی فرق ہی نہیں پڑتا وہ
دونوں کچھ بھی کرے۔

آرش خانزادہ کا دل جو چھت پر اتے ہی دھڑک اٹھا تھا وہ جانتا تھا اپنی ماضی
کی اس بات کو وہ یاد تھی اسے لیکن وہ کیا کرتا وہ بے بس تھا اور زلہ کو دیکھتے
!! ہوئے اس کی آنکھوں میں موجود نمی کو دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا تھا۔

وہ کیا کرتا وہ بے بس تھا اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے لیکن اپنے اس دیوانے دل کا کیا کرتا جو ہمیشہ ہی اپنے عشق کو !! تکلیف میں دیکھ کر ٹپ اٹھتا تھا۔

اسے یاد تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سب کو بھاڑ میں جھونکے وہ اگے آئے اس کے لیے اپنے ہاتھوں سے چائے بنائے اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے اور اسے ڈھیر ساری باتیں کرے اس کا دل اس کی طرف ہمکنے لگا تھا لیکن کیا کرتا بے بسی ہی بے بسی تھی ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی کسی نے آرش خانزادہ کو کچھ کہا تو اس کی آنکھوں سے !! آنسو چھلک پڑیں گے۔

زریش خانزادی کو کب سے ہی اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی اس نے بصیر کی طرف دیکھا تو وہ ساکت ہوئی نظروں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا ایک انیسر واچکاتے ہوئے زریش خانزادی نے اپنے

چہرے کے زاویے کچھ اس طرح سے بنائے جسے پوچھ رہی ہو کہ اب کیا کر
!! دیا ہے میں نے جو اس طرح سے خونخوار نظروں سے گھور رہے ہو۔۔

بصیر خانزادہ ہوش میں آیا اور اگلے ہی پل اپنے نظروں کا زاویہ بدل دیا تھا
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسے شدت سے اکسیجن کی کمی محسوس ہوئی وہ اپنے
چیرے سے اٹھا اور رینگ کی طرف جا کر کھڑا ہو گیا گہرے گہرے سانس لیتے
وہ اپنے دل کی جگہ کو مسلنے لگا تھا وہ دونوں بھائی پیار اور محبت کے معاملے
میں کتنے بد نصیب نکلے تھے نایک بھائی نے خود ہی اپنے پیار محبت کو لات
مار کر ٹکرا دیا تھا تو دوسرے کا بھی وہی حال تھا اس نے جس مجبوری کے
تحت کسی اجنبی عورت کو اپنے نکاح میں لیا اب وہ اپنی ہی محبت اور عشق کے
لیے تڑپ رہا تھا لیکن بصیر خانزادہ کے اگے کہی نہ کہی ابھی بھی اناڑے ا
رہی تھی وہ زرش خانزادی کے اگے اپنی فیلنگ ایکسپریس ہی نہیں کرنا
!! چاہتا تھا۔۔

اچھا سب میری طرف متوجہ ہو میں نے سب کو ایک بات بتانی ہے ملیار
خانزادہ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا اگر سب ادھر ایک ہی محفل میں
بیٹھے تھے تو وہ کیوں نہ مہزلہ اور اور زلہ کے جانے کی بابت سب کو بتا
!! دیتا۔

اور زلہ نے اگے اپنی پڑھائی کو بڑھٹینو کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ چاہتی ہے
کہ دو سال یونیورسٹی میں پڑھ کر وہ کچھ بنے اور ساتھ ہی وہ یہ دو سال ہاسٹل
میں گزارنا چاہتی ہے مہزلہ کو اپنے ساتھ لے کر ملیار خانزادہ نے سب کو
اپنی طرف متوجہ دیکھا تو سب کو ایک ہی سانس میں ساری بات بتادی
!! تھی۔

آرٹھ خانزادہ کا یہ سن کر ری ایکشن بالکل ہی ساکت سا ہو گیا تھا اپنا دل
اسے دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا اس جگہ پر بیٹھ کر اس بات کو سن کر اسے کیسا
ری ایکشن دینا چاہیے تھا آرٹھ خانزادہ کو بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن
اب کی بار اس کی آنکھوں سے جو آنسو پہلے نہیں آئے تھے وہ اب چھلک

پڑے تھے بے ساختہ ہی وہ سب کے بیچ سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈاگ بھرتے
!! نیچے اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

اور زلہ جو اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی اسے لگا تھا کہ شاید وہ ایک ہی بار
ہی صحیح پر اسے روکنے کی کوشش تو کرے گا لیکن وہ تو سب کے بیچ سے اٹھ
کر نیچے ہی چلا گیا تھا چلو اچھا ہی ہوا اس کا یہ بھرم بھی ٹوٹ گیا تھا کہ وہ اسے
روکے گا اور سکون بھری سانس اس نے خارج کی تھی اسے لگا تھا کہ شاید
آر ش خانزادہ بہت زیادہ تماشہ کھڑا کرے گا لیکن وہ خاموشی سے نیچے چلا
!! گیا تھا بغیر کوئی بھی تماشہ کر بیٹ کیے۔

دوسری طرف زرم خانزادہ کا بھی یہی حال معلوم ہو رہا تھا اس نے مہزلہ کی
طرف دیکھا تھا جو خود بھی حیرت سے اپنی آپ کی طرف دیکھ رہی تھی شاید
!! اسے بھی یہ بات ابھی ہی پتہ چلی تھی۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ جانے سے پہلے مہزلہ کا نکاح اس سے ہو جاتا اور
اس کا دل مطمئن ہو جاتا وہ جانتا تھا کہ وہ معصوم سی لڑکی کبھی بھی اسے

دھوکا نہیں دے گی لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں اس کا دل عجیب عجیب سا ہو
رہا تھا یہ خیال ہی اس کے لیے سہانے روح تھا کہ مہزلہ اس سے دور ہو رہی
ہے ایک سال کے انتظار کے بعد وہ اس کے سامنے تھی اور اب دوبارہ وہ دو
سال کے لیے اس سے جدا ہو رہی تھی تو یہ دو سال کا عرصہ زرم خانزادہ
کے لیے کسی افیت سے کم نہیں گزرنے والا تھا بے شک وہ اس سے ملنے
جاتا چھپ کر بھی اس سے مل لیتا 24 گھنٹے اس کا خیال بھی رکھتا ہے لیکن
جس طرح سے وہ حویلی میں موجود اس کے سامنے ہوتی تھی وہ کسی بھی
وقت گھبراتا تھا اور اسے دیکھتا تھا جو سکون اس کی روح میں سرایت کرتا تھا
!! اب وہ سکون اسے حویلی میں میسر نہیں ہو گا۔

اس کا دل بھی دھڑک رہا تھا لیکن خوف سے محبت میں محبوب کی جدائی کس
قدر افیت ناک ہوتی ہے وہ کون اس سے بہتر سمجھتا ہے ایک سال کی جدائی
کاٹ کر ابھی تو اسے لگا تھا کہ اسے اس کے صبر کا پل مل گیا ہے لیکن اب

مزید دو سال اس لڑکی کے جانے کا سن کر اس کا دل اب ٹوٹ سا گیا
!! تھا۔

کافی دیر تک اپنی نگاہوں کے حصار میں مہزلہ کو رکھنے کے بعد اب کی بار
!! زرم خانزادہ بھی اٹھا اور وہ بھی نیچے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔
میں تمہیں بہت ہی مس کروں گا ندیدی برلاس خانزادہ نے نہایت ہی
!! افسوس سے کہتے ہوئے مہزلہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

لیکن میں اپ کو بالکل بھی مس نہیں کروں گی چھوٹے لالا مہزلہ بلا کسی سے
کم تھی کیا اس کی شرارتیں تو واپس لوٹ آئی تھی اور وہ بھی اپنے لالا کو ٹکرا
!! جواب دیتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے جھٹک گئی تھی۔

تم نے برلاس خانزادہ کا ہاتھ جھٹکا جس ہاتھ کے لیے دنیا کی ساری لڑکیاں
مرتی ہے تم نے وہ ہاتھ جھٹکا برلاس خانزادہ نے ناکام سی ایکٹنگ کرتے
!! ہوئے حیرت سے مہزلہ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

میں بھی اپ دونوں کو بہت مس کروں گی جلدی جلدی سے واپس آجائیے
گاعنایہ نے بھی اور زلہ اور مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اداس سے لہجے میں
!! کہا تھا۔

یار چلو بس بھی کرو اب وہ دونوں کل کے کل ہی نہیں جا رہی کہ تم لوگوں
نے پورا کا پورا ماحول ہی ایمو شنل کر دیا چلو اٹھو چاروں ایک یاد گار سی سیلفی
بناتے ہیں زرش خانزادی نے چل موڈ میں کہا اور ساتھ ہی اور زلہ مہزلہ
اور عنایہ کو اٹھاتے اپنے موبائل کا کیمرہ اون کیا اور ساتھ ہی وہ چاروں کی
خوبصورت سی پکچر بنا گئی تھی جس میں چاروں کے چہرے پر ہی مسکراہٹ
تھی عنایہ اور مہزلہ کے چہرے پر تو زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی
اور زلہ کے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ تھی اور زرش خانزادی تو
ہمیشہ چل موڈ میں رہنے والی اپنے تاثرات کو سب سے چھپانے والی ہونٹوں
!! پر مسکراہٹ لیے پکچر میں ہستی ہوئی نظر آرہی تھی۔

چلو اب سب نیچے چلتے ہیں شام ہونے والی ہے ملیار خانزادہ نے سب سے کہا
تو سب ہی نیچے کی طرف چل دیے تھے سوائے بصیر خانزادہ کو چھوڑ کر وہ
ابھی تک چھت پر شام کے ڈلتے ہوئے مناظر کو دیکھنے میں مصروف تھا اور
!! گہری سوچ میں گم نظر رہا ہے۔

بصیر خانزادہ نے انابیہ کو بھی اپنے پاس رکنے کے لیے نہیں روکا تھا اور اسے
بھی سب کے ساتھ ہی نیچے بیچ دیا تھا اب وہ گہری سوچوں میں گم نظر رہا تھا
اسے بچپن کے وہ لمحے یاد رہے تھے جس میں وہ ہمیشہ زرش خانزادی سے
چھڑتا رہتا تھا حالانکہ زرش تو اسے کچھ بھی نہیں کہتی تھی نہ جانے کس
موڑ کس مقام پر اگر بصیر خانزادہ کی انا اور اس کی نفرت زرش خانزادی
کے لیے اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت اور عشق
!! جیسے جذبے کو دیکھ ہی نہیں پایا تھا۔

بچپن میں جیسے دادا ہمیشہ ہی اسے اپنے پاس بیٹھا کر کہا کرتے تھے کہ وہ ان
کی نواسی سے شادی کرے گا یعنی کہ زرش خانزادی سے تو وہ ہمیشہ ہی چڑ

جایا کرتا تھا اسے لگتا تھا کہ گھر میں اس کا لالا بھی تو ہے اور اس سے چھوٹا
برلاس بھی تو ہے لیکن ملیر آرٹس اور برلاس میں سے دادا نے صرف اس کا
ہی انتخاب کیا تھا یہی وجہ تھی اس کی زریش سے نفرت کی نفرت میں وہ
اس قدر اگے بڑھ گیا تھا کہ اسے زریش کے جذباتوں کو قتل کرنے میں
ایک پل بھی نہیں لگا تھا اور یہ سچ تھا کہ انابیہ سے نکاح کرتے وقت بصیر
خانزادہ کو زریش کی ایک جھلک تک دکھائی نہیں دی تھی ہاں لیکن اس کا
دل عجیب سا تھا مطلب اس کے دل میں سکون نہیں تھا اور نہ ہی اس کی
زندگی میں اسے لگا تھا کہ شاید وہ شادی کر لے گا اس کے بعد وہ اپنی بیوی کی
قربت میں سکون حاصل کرے گا لیکن اس کا تو انابیہ کے پاس جانے کا دل
ہی نہیں کرتا تھا اور اگر کبھی وہ انابیہ کے پاس جانے کی کوشش بھی کرتا تو
ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی ایسا کام بن جاتا تھا کہ وہ اسے ادھورا چھوڑ کر ہی چلا جاتا
!! تھا۔

^^^&&&&^^^

کیا وہ ہمیشہ کے لیے مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ تم سے محبت کی دعویدار ہے وہ ایسا کیسے تمہیں چھوڑ کر جاسکتی ہے وہ صرف باہر حویلی سے پڑھنے کے لیے جا رہی ہے اس کے بعد وہ واپس آجائے گی پچھلے ایک گھنٹے سے آرش خانزادہ اپنے دل کو سمجھا رہا تھا لیکن دل تھا جو !! سمجھنے کی حالت میں تھا ہی نہیں۔۔

عجیب سے وسوسے رہے تھے اسے کہ شاید اور زلہ خانزادی حویلی سے نکل کر اس سے دور جانا چاہ رہی ہے اس کا دل اس بات پر آمادہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اور زلا حویلی سی ہاسٹل جائے وہ بھی تو روزانہ صبح اسلام آباد شوروم جاتا تھا اور رات تک وہ واپس بھی آجاتا تھا تو وہ اس کے ساتھ بھی تو جاسکتی تھی اس کے ساتھ واپس بھی تو آسکتی تھی لیکن نہیں اور زلہ خانزادی نے حویلی سے !! جا کر ہاسٹل میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا کیوں ایسا کیوں۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ کرے تو کیا کرے وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اسے روکتا تو وہ بالکل بھی نہیں رکتی کیونکہ وہ تو اسے روکنے کا حق تک کھو چکا تھا

کاش کاش کمزور لمحے کی زد میں آکر شیطان کے بہکاوے میں نہ آکر وہ اس دن اس سے بدلہ نہ لیتا وہ اسے تھپڑ نہ مارتا اس کی مورے کے سامنے اسے !! بدلہ نہ کہتا کاش کاش کاش۔۔

اب پیچھے رہ جاتا ہے تو صرف کاش ہی کیونکہ جو وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا وہ دوبارہ واپس تو آنے سے رہا اور ہمیشہ ہی نفرت کی بھٹی میں آرش خانزادہ کو جلنا تھا تو وہ جل بھی رہا تھا اپنے کیے کی سزا بھگتنی تھی تو وہ بھگت بھی رہا !! تھا۔۔

اہہ ایک زوردار چیخ کے ساتھ آرش خانزادہ نے ٹیبل پر پڑی ساری قیمتی بیش بہا چیزوں کو ایک ہی جھٹکے میں زمین بوس کر لیا تھا نیچے کمرے میں !! کالین ہونے کی وجہ سے کوئی بھی چیز ٹوٹی نہیں تھی۔۔

اچانک ہی سامنے مر رہے اسے اپنا عکس دکھائی دیا جو اس پر زوردار قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا جب پہلے میں تم سے کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی کی قدر کرو وہ تم سے محبت کرتی ہے تو تم اسے اپنا بدلہ کہتے تھے اب جب تم نے اس سے اپنا بدلہ

لے لیا ہے اب جب وہ تم سے دور رہنا چاہتی ہے وہ یہاں سے جا رہی ہے تم سے دور ہونے کے لیے تو تم اتنا کیوں تڑپ رہے ہو مر میں واضح ہوتے !! عکس نے اس پر زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

وہ صرف اپنی پڑھائی کے لیے ہاسٹل جا رہی ہے وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا رہی سمجھا رہی ہے نادو سال بعد وہ دوبارہ میرے پاس میری حویلی میں آجائے گی اور وہ میری باہوں میں ہوگی یہ میرا تم سے وعدہ ہے دو سال میں آرش خانزادہ اپنی خانزادی کو منالے گا یہ آرش خانزادہ کا خود سے وعدہ ہے اور اگر وہ نہیں مانی تو اسے مزید ٹائم لے گا اسے منائے گا لیکن اسے کبھی بھی خود سے دور نہیں کرے گا خود کے حصار سے کبھی بھی اسے آزاد ہونے نہیں دے گا مر میں واضح ہوتے عکس کے ساتھ آرش خانزادہ نے چیختے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی نیچے سے اپنی فیورٹ پرفیوم کی بوتل اٹھا کر زوردار آواز کے ساتھ اسے اپنی پوری قوت سے شیشے پر مارا تھا چھناک کی آواز کے

ساتھ پورا ڈریسنگ ٹیبل کا مرنے کا لین پر پھیل کر جگہ جگہ چکنا چور ہو گیا
!! تھا۔

شائلہ بیگم جو آرش کے پاس ہی رہی تھی کافی وقت سے اس نے آرش سے
بالکل بھی باتیں نہیں کی تھی آرش کے کمرے کا دروازہ کھول کر سامنے کا
منظر دیکھ کر وہ حواس باختہ سی ہو گئی تھی آرش میری جان یہ کیا کیا ہے تم
نے شائلہ بیگم کمرے کے اندر داخل ہو کر ایک ہی جھٹکے میں اس کا رخ اپنی
!! طرف موڑ کر اسے اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔

چاچی چاچی اپ اپ نے دیکھا وہ مجھے چھوڑ کر اس حویلی سے جا رہی ہے وہ
اب مجھ سے محبت نہیں کرتی میں نے اس کی آنکھوں میں ویرانی دیکھی ہے
چاچی اسے ایسا لگتا ہے کہ وہ مجھے کھو چکی ہے چاچی اپ دیکھ رہی ہے نا اسے
وہ مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے آرش خانزادہ اپنی چاچی شائلہ بیگم کے گلے لگے
!! بچوں کی طرح روتے ہوئے شائلہ بیگم کو اپنے دل کا حال سنارہا تھا۔

میری جان وہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جائے گی چپ ہو جاؤ آرش خانزادہ کی
انکھوں میں انسو دیکھ کر شائلہ بیگم تڑپ اٹھی تھی بلا ج سے پہلے انہوں
نے آرش خانزادہ جیسے مضبوط مرد کی انکھوں میں انسو کہاں دیکھے تھے آج
وہ اس لڑکی کے لیے رو رہا تھا جسے ایک مہینے پہلے اس نے اپنا بدلہ کہا تھا بڑی
ہوئی شیو کے ساتھ سرخ انکھوں کے ساتھ انکھوں کے نیچے ہلکے واضح
نمایاں ہو رہے تھے شائلہ بیگم اس کی حالت کو دیکھ کر تڑپ اٹھی تھی بلا وہ
!! اپنے بیٹے کی ایسی حالت کہاں برداشت کر سکتی تھی۔۔

ایک بار ایک بار تم مجھ سے کہہ تو دیتے کہ تم ایسا کرنے جا رہے ہو بلا تم نے
مجھے بتایا تو ہوتا کہ تم اس لڑکی سے نکاح کرنے جا رہی ہو اور تم اسے میرا
بدلہ لینے جا رہے ہو میں تمہیں روک دیتی ہوں میری جان ایسا کرنے کی
تمہیں ضرورت نہیں تھی میرے پاس تو تم تھے نا بچپن میں اپنے ننھے ننھے
ہاتھوں سے جب تم میرے انسو پہنچتے تھے تو مجھے ایسا لگتا تھا جیسے میری
ساری اذیتیں ہی ختم ہو چکی ہیں تو پھر تم نے میرے لیے اپنی زندگی اتنی

افیت ناک کیوں بنائی کہ اب تم اس افیت کو سہ ہی نہیں پارہے ہو شائلہ
بیگم اس کے درد میں تڑپتے ہوئے اس کے ساتھ خود بھی روتے ہوئے کہہ
!! رہی تھی۔۔

مجھ سے غلطی ہو گئی ہے چاچی لیکن اب وہ مجھے معاف ہی نہیں کر رہی اور
اپ کو پتہ ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد یہاں سے چلی جائے گی دو سال کے لیے
اپنی پڑھائی کے لیے لیکن جو میرا دل ہے نا یہ ڈر رہا ہے یہ مجھے بار بار کہہ رہا
ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ کر جا رہی ہے وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا رہی چچی وہ
صرف اپنی پڑھائی کے لیے ہاسٹل جا رہی ہے لیکن میں اس نادان دل کا کیا
!! کروں جو سنبھل ہی نہیں رہا ہے۔۔

میری جان اگر وہ اپنی پڑھائی کے لیے جا رہی ہے تو وہ واپس حویلی آجائے گی
نکاح کا رشتہ کوئی مذاق نہیں ہوتا کہ جب بھی کسی کا بھی دل چاہے تو وہ چھوڑ
کر چلا جائے وہ اپ کے نکاح میں ہیں اپ کے پاس اس کے جائز حقوق ہے
تو اسی لیے اپنے دل کو سمجھائیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تم نے اس

لڑکی کے ساتھ برا کیا ہے تو ظاہر سی بات ہے وہ تمہیں اتنی جلدی معاف
نہیں کرے گی اس کے مورے کے سامنے ہم سب کے سامنے تم نے
اسے بدلہ کہا اسے تھپڑ مارا تو اتنی آسانی سے وہ اس افیت کو نہیں بھول پائے
گی اور سب سے بڑا نقصان تو اس کا ہوا ہے اس کی مورے اس دنیا میں نہیں
رہی تو وہ اتنی جلدی اس بات کو نہیں پھول پائے گی میری جان شائلہ بیگم
روتے ہوئے آرش خانزادہ کو سمجھا رہی تھی وہ خود ایک عورت تھی اور
!! دوسری عورت کے دل پر کیا گزرتی ہو گی وہ سمجھ سکتی تھی۔۔
ٹھیک ہے میں اسے وقت دوں گا پیار دوں گا تو وہ میرے پاس آجائے گی نا
آرش خانزادہ نے بچوں جیسے سوال کیا تھا جس پر شائلہ بیگم نے مسکرا کر ہاں
!! میں سر ہلا کر اسے دوبارہ سے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔

اور زلہ کمرے کے کھڑکی میں کھڑی اداس سی اداس شام کے ڈھلتے مناظر
کو دیکھ رہی تھی اج اس کی مورے کے 40 دن گزر گئے تھے اج حویلی
والوں نے کافی بڑے پیمانے پر دعوت کی تھی بکرے کٹوائے گئے تھے
قرآن خانیاں کروائی گئی تھی سورہ یاسین کی تلاوت کروائی گئی تھی بہت
سارے لوگ آئے تھے اس کے مورے کے پیچھے حویلی والوں نے بہت ہی
خیرات کیے تھے جس کی وجہ سے وہ ان کی شکر گزار تھی وہ خود بھی ایک
طرف انہی لڑکیوں میں بیٹھی اپنی مورے کے لیے قرآن پاک کی تلاوت
کر رہی تھی مہزلہ کا ابھی تک قرآن پاک کمپلیٹ نہیں ہوا تھا وہ زربش سے
پڑھ رہی تھی اس لیے ابھی اس نے صرف اپنے مورے کے پیچھے سورہ
یاسین کی تلاوت ہی کی تھی ابھی ابھی اس کا دل اداس تھا کل وہ اس حویلی
سے چلی جائے گی تو شاید کھل کر وہ سانس لے پائے گی ہاسٹل کے لیے اس
نے روم پہلے سے ہی بک کر لیا تھا کیونکہ اس یونیورسٹی میں اس کی بہت
بھی تھی اور کچھ ملیار کی بدولت سب کچھ جلدی جلدی سے ساری فرینڈز

ہو گیا تھا سارا سامان پھیک تھا بس کل صبح 10 بجے تک اور زلہ اور مہزلہ نے
یہاں سے نکل کے دو سال کے لیے حویلی والوں کی شکل تک نہیں دیکھنی
!! تھی۔۔

گہری سانس ہوا میں خارج کر کے گہری سانس برتتے اور زلہ نے اب کی بار
اپنا رخ الماری کی طرف کیا تاکہ ایک بار پھر سے سب کچھ دیکھ لے تاکہ کسی
چیز کی کوئی کمی نہ رہ گئی ہو صبح ان لوگوں نے ٹائم پہ نکلنا تھا وہ کسی بھی حال
میں یہ موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھی بے شک وہ صرف
پڑھائی کے لیے جا رہی تھی لیکن دو سال کے لیے ہی صحیح پر وہ ان سب
!! معاملات سے دور جانا چاہتی تھی۔۔

اسے کسی بھی طور پر ذہنی سکون حویلی والوں کے ساتھ میسر ہی نہیں رہا تھا
ذہنی سکون کے لیے یہ لازم تھا کہ وہ کچھ عرصے تک حویلی سے نکل جائے
اسی لیے تو اس نے ملیار سے یہ بات پہلے ہی واضح کر لی تھی کہ وہ چھٹیوں

میں بھی حویلی نہیں آئے گی وہ فل دو سال تک حویلی والوں سے کٹ کر رہنا
!! چاہتی تھی۔۔

سب اداس تھے آرش اور زرم کے چہرے پر اداسی کو سب واضح طور پر
محسوس کر سکتے تھے زرم کے چہرے پر عشق اور محبت کے تاثرات دیکھ کر
ساری ینگ جنریشن کو ہی پتہ چل گیا تھا کہ زرم خانزادہ مہزلہ کے محبت میں
گرفتار ہو چکا ہے لیکن حویلی کے بڑوں تک ابھی کسی نے ہی بات نہیں
!! پہنچائی تھی۔۔

ابھی وہ مزید کچھ سوچ پاتی کہ مہزلہ کمرے میں داخل ہوئی اور کہا کہ آپ
نیچے سب کھانے پر اپ کا انتظار کر رہے ہیں مہزلہ نے کہا تو ساتھ ہی اور زلمہ
نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا مہزلہ کی طرف دیکھنے پر اور زلمہ کو
اندازہ ہوا تھا کہ اہستہ اہستہ اس کی بہن بڑی ہو رہی ہے اور پانچ دن کے بعد
!! تو اس کی برتھ ڈے بھی ارہی ہے جب وہ 16 سال کی ہو جائے گی۔۔

ٹھیک ہے چلو مہزلہ کے دوبارہ پکانے پر اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلاتے
!! نیچے ڈائننگ ٹیبل کی طرف کھانا کھانے کے لیے بڑھ چکی تھی۔۔

کھانا کھانے کے دوران سب کے بیچ تقریباً خاموشی ہی تھی کسی نے بھی
اور زلہ اور مہزلہ کو جانے سے روکا نہیں تھا اور سب کو ملیار خانزادہ نے پہلے
ہی اس بات سے واقف کر لیا تھا کہ کوئی بھی اور زلہ اور مہزلہ کو روکنے کی
کوشش نہیں کرے گا وہ اس کی اجازت کی بنا پر ہی جارہی ہے عالم زیب
خانزادہ نے تو بڑا اوویلا مچایا تھا کہ ان کی سیٹیاں اب ان کی حویلی میں ہی
رہے لیکن ملیار خانزادہ کے سامنے ان کی بھی نہ چلی ملیار خانزادہ نے جس
قدر سختی سے اپنے باپ کو اس بات سے واضح کیا تھا تو عالم زیب خانزادہ بھی
چپ ہو گئے تھے دادا جی کو بھی اس بات پر کافی اعتراض تھا کہ اب گھر کی
بچیاں ہاسٹل میں جا کر رہیں گی لیکن عالم زیب خانزادہ کی طرح یہاں پر دادا
جی کی بھی ملیار خانزادہ کے سامنے بالکل بھی نہ چلی تھی ملیار خانزادہ ایک
بات کے پیچھے اگر ڈٹ جائے تو بھلا کوئی اس کو اپنی بات سے پیچھے ہٹا سکتا

ہے کیا ساری حویلی ہی اس بات سے واقف تھی وہ جس قدر روعب دار
انداز میں اپنے بہنوں کے بارے میں اپنے ہی باپ اور دادا کو واقف کر رہا
!! تھا عالم زیب اور دادا جی کو نہ چار ہوتے اس کی بات مانتی ہی پڑی تھی۔۔

کھانا کھانے کے بعد سب ہی اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے تھے
آر ش خانزادہ کے چہرے کے تاثرات بالکل سپارٹ تھے وہ کسی سے کوئی
بھی بات نہیں کر رہا تھا حالانکہ اپنے بڑی ملیار خانزادہ سے بھی ناراض تھا وہ
ملیار خانزادہ سے بھی کوئی بات نہیں کر رہا تھا اور یہ ملیار خانزادہ کی ہی سوچ
!! تھی کہ آر ش اس سے اور زلہ کے معاملے پر ناراض ہو گیا ہے۔۔

کیا تو مجھ سے ناراض ہے رات کے 12 بج رہے تھے جب ملیار خانزادہ بے
چین ہوتی آر ش خانزادہ کے کمرے میں پہنچ چکا تھا اب وہ اس کے بیڈ پر بیٹھا
!! اس سے پوچھ رہا تھا جس کی انکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔

نہیں بلا میں تجھ سے کیوں ناراض ہوں گا تم نے کچھ کیا ہے کیا آر ش خانزادہ
نے پر سکون ہوتے اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کی فکر میں پریشان ہوتے

رات کے 12 بجے اس کے کمرے میں پہنچ گیا تھا اس وقت حویلی پورے
سنائے میں گھری ہوئی تھی ہر کوئی اپنے اپنے کمرے میں خواب خرگوش
!! کے مزے لوٹ رہا تھا۔

اچھا مجھے لگا تم مجھ سے اور زلہ کے معاملے میں ناراض ہوں کہ میں اسے
ہاسٹل بھیج رہا ہوں لیکن یقین مان یہ اس کا خود کا ہی فیصلہ ہے میں تو بس اس
کے فیصلے میں ساتھ دے رہا ہوں نہ جانے کیوں لیکن ملیار خانزادہ ادھر
!! اپنے صفائی دینے ہی بیٹھ گیا تھا۔

میں نے تجھ سے صفائی تو نہیں مانگی میں جانتا ہوں میں اس کا اپنا فیصلہ ہے وہ
حویلی سے جانا چاہتی ہے تو اور وہ جا بھی رہی ہے اب اس سے زیادہ میں کچھ
بھی نہیں کہہ سکتا اور تو پریشان نہ ہو میں ناراض نہیں ہوں تم سے آرش
خانزادہ نے پرسکون ہوتے کہا تھا ساتھ ہی آعش خانزادہ نے تکیہ اٹھا کر
ملیار کی گود میں رکھا اور اس پر اپنا سر رکھ چکا تھا اس کا سر اس وقت درد سے
!! پٹ رہا تھا۔

سرد با میرا درد ہو رہا ہے آرش خانزادہ نے کہا تو ملیار خانزادہ مسکرایا تھا اور اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے ہوئے دھیرے دھیرے سے دبائے لگا اس کے ماتھے کو چھونے پر ملیار خانزادہ کو احساس ہوا تھا کہ اسے ہلکا ہلکا بخار ہو رہا ہے ملیار خانزادہ نے اس سے استفسار بھی کیا تو آرش خانزادہ نے یہ کہہ کر اسے ٹال دیا تھا کہ میں دوائی لے چکا ہوں اور اب ملیار خانزادہ دھیرے دھیرے سے اس کا سرد باتا سے دیکھ رہا تھا اس کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ کو اس پر ترس بھی ا رہا تھا اور غصہ بھی ا رہا تھا اگر وہ اپنے ساتھ یہ سب کچھ نہ کرتا تو آج شاید اس کی بہن اس کی پہلو میں پر سکون سی زندگی گزار رہی ہوتی لیکن آرش خانزادہ کے غصے نے اس پر اس کا گھر ہی تباہ و برباد کر دیا تھا کافی دیر تک اس کا سرد دبائے کے بعد ملیار خانزادہ کو لگا سر تکیے پر رکھا اور ساتھ کے اب جب وہ سو گیا ہے تو ملیار خانزادہ نے اس کا اس کے پاس ہی وہ بھی لیٹ گیا تھا سونے کے لیے اب اس کا اپنے کمرے

میں جانے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا اسی لیے وہ ادھر ہی لیٹ گیا تھا آرش کے
!! پاس۔۔

&&&&&&&&

صبح کے 10 بج رہے تھے سب ہی تقریباً حویلی والی نیچے لاؤنج میں جمع
اور زلہ اور مہزلہ کو رخصت کرنے کے لیے کھڑے تھے ملیار خانزادہ بھی
تیار کھڑا ان دونوں کو اسلام آباد چھوڑنے کے لیے کھڑا تھا اور زلہ نے ایک
نظر آرش خانزادہ پر ڈالی جو آنکھوں میں لوں دیتے جذبات کا احساس لیے
اسے ہی دیکھ رہا تھا ایک پل صرف ایک پل اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی دیر
تھی اور اگلے ہی پل اور زلہ خانزادی نے اپنی نگاہیں اس کی نظروں سے ہٹا
لی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس لمحے وہ کمزور پڑے اگر اسے کچھ بننا تھا تو
اسے مضبوط تو سب سے پہلے بننا تھا اسے اپنا کریر بنانا تھا تو اسے اس حویلی
کے چار دیواری کو پار کرنا تھا اسی لیے اپنے آپ کو مضبوط بناتی وہ مہزلہ کا ہاتھ
!! پکڑے حویلی کا گیٹ عبور کر چکی تھی۔۔

یہاں سے اور زلہ اور مہزلہ کی زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہوا تھا اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر اپنے نئے سفر کی طرف روانہ ہو چکی تھی اور زلہ نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی اس دو سال کے عرصے میں اس نے بہت کچھ کہنا تھا اپنی بہن کو جسمانی طور کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر بھی بڑا کہنا تھا اس کی تربیت بھی کرنی تھی وہ ابھی چھوٹی تھی اپنا کریئر بھی سیٹ کرنا تھا انہی دو سال میں دو سال کے بعد اگے کوئی اسے حویلی سے نکلنے دیتا یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی لیکن دو سال میں وہ اتنی خود مختار ہونا چاہتی تھی کہ !! اگر وہ حویلی میں بھی بیٹھی ہو تو اس کے پیچھے اس کا سارا کام چل رہا ہو۔

MBA

کی دو سال پڑھائی کی تھی اس نے اور اگے ابھی دو سال (ایم بی اے) کرنا رہتا تھا دو سال میں وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ اپ کو اپنا بزنس کس طرح سے کھڑا کر کے گرو کرنا ہے بس اسے ہو سٹل تک جانے کی دیر تھی اس کے !! بعد سے اس نے جو سوچ رکھا تھا اس پر وہ عمل کرنا چاہتی تھی۔

بہنا جب دو سال بعد تم حویلی میں اوگی تو میں اپنی رخصتی بھی کرواؤں گا
ملیار خانزادہ نے اسے سوچوں میں گم دیکھا تو جلدی سے اپنی بات ڈال
!! دی۔۔

ارے واہ پھر تو مجھے بہت جلدی انا پڑے گا دو سال بعد میرے بھائی کی
شادی ہوگی تو میں اس کے لیے بہت خوش ہوں مہزلہ نے ان کی بات میں
حصہ ڈالتے ہوئے کہا اس کی ایکساٹڈ آواز کو سنتے اور زلہ کے چہرے پر
!! مسکراہٹ آئی تھی اور ملیار خانزادہ بھی اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔
میں آپ کے لیے دعا کروں گی لاکھ اللہ آپ کی زندگی خوشیوں سے بھر
دے اور زلہ نے بھی ملیار خانزادہ کے چہرے کی چمک دیکھ کر دل میں
!! ماشاء اللہ کہتے ہوئے ملیار خانزادہ سے کہا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے بھی اس بات پر اس کی طرف مسکراہٹ اچھالی تھی اور اس
!! کے بعد ان تینوں کے بیچ گاڑی میں کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی۔۔

&&&&&&&

اب مہزلہ اور اورزلہ آپنی کو چھوڑ کر اگتے ہاسٹل رات کے تقریباً 10 بجے
تھی جب ملیار خانزادہ تھکا ہارا حویلی کے اندر داخل ہوا تو گیٹ کے پاس ہی
بے چینی سے ٹہلتے عنایہ نے جلدی سے ملیار خانزادہ سے استفسار کیا
!! تھا۔

ہاں چھوڑ کر اگیا میں اسے تم اب تک سوئی نہیں ملیار خانزادہ نے خوشگوار
حیرت سے اپنی منکوحہ کو دیکھا تھا جو رات کے دس بجے لاؤنج میں ٹہلتے اس
کا انتظار کر رہی تھی صرف اس بات کے لیے کہ اس نے اپنی بہنوں کو
!! ہاسٹل چھوڑا ہے یا نہیں۔

اچھا چلو بتاؤ کہ کیا بات ہے مل یار خانزادہ چلتا چلتا اپنے کمرے کے اندر
داخل ہوا تھا تو عنایہ کو بھی مجبوراً کمرے کے اندر داخل ہونا پڑا تھا کیونکہ کل
اس کا کیمسٹری کا پورے ایک چیپٹر کا ٹیسٹ تھا جسے وہ کسی بھی حال میں دینا
چاہتی تھی کیونکہ وہ چیپٹر بہت اہم پورٹنٹ تھا اور اسے سمجھ نہیں رہا تھا اسی

لیے تو 10 بجے تک اس کھڑوس کا انتظار کرنا پڑا تھا صرف اور صرف
!! کیمسٹری کے ٹیسٹ کے لیے۔۔

وہ وہ میرا کیمسٹری کا ٹیسٹ ہے پورے ایک چھیڑ کا اسی لیے میں اپ کا
انتظار کر رہی تھی عنایہ خانزادی نے شرمندہ ہوتے کہا تھا وہ اس کے بارے
میں کیا سوچ رہا ہو گا کہ ویسے تو اس کے آنے سے پہلے ہی کمرے میں بھاگ
جاتی ہے اور اج جب اپنی مطلب کی بات آئی تو 10 بجے تک اس کا انتظار ہو
!! رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے جاؤ اپنے بک اور رجسٹر لے کر او میں تب تک فریش ہو جاتا ہوں
ملیار خانزادہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا وہ شرمندہ ہوتے ہوئے
اسے بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی اسی لیے اسے ریلیکس کرتے ہوئے
ہنس کر کہا تھا تو عنایہ بھی پرسکون ہوتی جلدی سے اپنے کمرے کی طرف
!! بھاگ کر اپنی بکس وغیرہ کو لینے چلی گئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اب تقریباً 10 منٹ کے بعد فریش ہوتا صوفے پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہا تھا کہ جب ہی وہ اسے کمرے میں اتے دکھائی دی کمرے کا دروازہ بند کر کے اوں ملیار خانزادہ نے موبائل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے حکم نامہ جاری کیا تھا تو عنایہ کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی آیا تھا کہ وہ کمرے کا دروازہ کیوں بند کر وارہا ہے لیکن پھر بھی اب جب ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی تو اس کی بات تو ماننی پڑی تھی تو نچار ہو کے وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے دوبارہ اس کے پاس صوفے پر بیٹھ کر !! بک کھول کر اس کے سامنے رکھ چکی تھی۔۔

یہی چیپٹر ہے ملیار خانزادہ نے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے تصدیق کی تو عنایہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا اب ملیار خانزادہ اسے پورے کنسنٹریشن کے ساتھ ایکویشن اور نومیریکلز وغیرہ سمجھا رہا تھا ایک گھنٹے سے اوپر کا ہو گیا تھا رات کے تقریباً 11 بج چکے تھے اور ملیار خانزادہ ابھی تک اسے ایک ایک پوائنٹ کو کافی ڈیٹیلز کے ساتھ سمجھا رہا تھا اور عنایہ خانزادی بھی پورے

و ثوق کے ساتھ اس کا سمجھایا ہوا سمجھ رہی تھی اور اپنا انٹرسٹ بھی شو کر رہی تھی ملیار خانزادہ اس سے جو بھی کوئی کو سچیز پوچھتا تو وہ اس کا جواب !! ایزلی دے رہی تھی کیونکہ اسے کافی اچھا سمجھ رہا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ اسے سمجھا کر فارغ ہوا تو تھکے ہارے انداز میں صوفے کی پشت پر اپنا سر گرادیا تھا وہ کافی تھکا ہارا پولیس اسٹیشن سے آیا تھا اور اب ایک !! گھنٹہ مزید بیٹھنے کی وجہ سے اس کی کمر اکھڑ چکی تھی۔

انی ایم سوری میں نے اپ کو تھکا دیا پہلے سے ہی تھکے ہوئے تھے لیکن کل میرا ٹیسٹ تھا اسی لیے عنایہ کی شر مندہ ہوتی آواز ملیار خانزادہ کے کان میں گونجی تو اس نے حیرت سے عنایہ کی طرف دیکھا تھا جو انکھیں نیچے کیے !! پسینسل اپنے ہاتھ میں پکڑے ادھر ادھر گھمار رہی تھی۔

ملیار خانزادہ نے ایک ہی جھٹکے میں اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا اور اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر اٹھایا اور اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ میری جان تمہارے کام کرنے سے ملیار

خانزادہ بالکل بھی نہیں تھکتا بلکہ تمہیں دیکھ کر میری ساری تھکن ہی اتر چکی تھی ملیار خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی اس کے پیردائیں بائیں رکھتے ہوئے اسے شدت سے اپنے گلے میں بیچ لیا تھا اور گلے لگانے کی دیر تھی کہ ملیار خانزادہ کو سچ میں ہی اپنی ساڑی تھکن اڑن چھو ہوتی محسوس ہوئی !! تھی۔

عنایہ خانزادی بھی سرخ پڑتی اس کی گردن میں چہرہ چپائی گہری گہری !! سانسیں بھر رہی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اس کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کی تو اس کے جذبات کنٹرول سے باہر ہو رہے تھے جلدی سے عنایہ کو اپنے گلے سے ہٹایا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اس کے گال پر اپنے لب رکھے تھے !! اور کہا کہ میری جان میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔

یہ لواگلے ہی پل ملیار خانزادہ نے اپنے رف سے ٹراؤزر کے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چاکلیٹ نکال کر عنایہ کو تھمایا عنایہ تو چاکلیٹ دیکھ کر بے انتہا

خوش ہوئی تھی اور خوشی خوشی میں وہ جذبات میں اکر ملیار خانزادہ کے گلے زور سے لگ گئی تھی کہ ملیار خانزادہ نے اس کے سینے کی ناز کی اپنے سینے پر !! محسوس کی تو انکھیں سرخ ہو گئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اسے نرمی سے صوفے پر لٹایا اور ساتھ ہی اس کے اوپر اس انداز میں سایہ فگن ہوا تھا کہ اس کے جسم پر ذرا سا بھی وزن نہیں ڈالے ہوئے تھا اپنا جانتا تھا کہ وہ نازک سا جسم اس کے باڈی بلڈر جیسے جسم کے وزن کو برداشت نہیں کر سکتا اسی لیے اس پر بالکل بھی اپنا وزن نہیں ڈالا !! تھا عنایہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا ہوا ہے۔۔

کچھ نہیں بے بی بس تھوڑا سا پیار کرنے کا دل چاہ رہا ہے ملیار خانزادہ نے کہا اور اس کے سرخ سی گردن پر جھکا تھا اور اس کی گردن پر جا بجا اپنا شدت زدہ لمس چھوڑتے وہ عنایہ کو بوکھلا کر رکھ چکا تھا عنایہ کی سانسیں بری طرح !! سے گڈ مڈ ہو رہی تھی۔۔

مل ملیار رر رر عنایہ نے اپنی سسکی کو روکتے ہوئے بے ساختہ ہی اسے

مد ہوش ہوتی آواز سے پکارا تھا عنایہ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس کے گلے میں
گلٹی بھر کر معدوم ہوئی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے ملیار
خانزادہ کے ہاتھ اس کے دھڑکنوں کو انتہائی سختی سے چھو رہے تھے جس کی
وجہ سے عنایہ شرم سے سرخ پڑتی اپنی گہری ہوتی سانسوں پر قابو تک نہیں
!! رہی تھی۔۔

میری جان مزید اب صبر نہیں ہوتا دو سال کے بعد میں تمہاری اور اپنی
رخصتی کی بابت گھر کے بڑوں سے بات کروں گا نہ جانے دو سال تک میں
خود پر کیسے قابو رکوں گا ملیار خان زیادہ نے اس کے سرخ ہوتے چہرے کی
!! طرف دیکھتے ہوئے شدت سے اس کے گال پر لب رکھتے کہا تھا۔۔

ملیار خان زادہ کے ہاتھ اب اس کی بے بی پنک کلر کے سٹریپ میں الجھے
تھے لیکن اس سے پہلے کہ ملیار خان زادہ کوئی گہری بے باک شرارت کرتا
!! عنایہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اسے روکنا چاہا تھا۔۔

میری جان صرف ایک لو بائٹ ہی بناؤں گا اس سے زیادہ کچھ نہیں ملیار
خانزادہ نے پیار سے اس کی ناک کو چومتے کہا تو اس کے مطالبے پر ہی عنایہ
خانزادی بری طرح سے سرخ پڑی تھی دل دھڑکنوں سے باہر آنے کو بے
!! تاب ہو رہا تھا۔

عنایہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا تو ملیار خانزادہ نے التجائے نظروں
سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ پلیز کرنے دو صرف
!! ایک لو بائٹ کی ہی تو بات ہے۔

اور اس کی آنکھوں میں التجا کو پڑھتے ہوئے نہ جانے کیوں کس احساس کے
تلے عنایہ خانزادی نے اس کے ہاتھ پر سے اپنا ہاتھ ہٹا دیا تھا ملیار خانزادہ گہرا
!! مسکرایا تھا اور اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔

ساتھ ہی اس کی شرٹ کو اس کے دھڑکنوں تک اوپر کرتے ہوئے ملیار
خانزادہ نے دیکھا اور اس کے بے بی پنک کلر کے سٹریپ میں اس کے
دودھیا بدن کو دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ کی آنکھیں جذبات کی حدت سے

مزید سرخ ہوئی تھی ملیار خانزادہ نے سٹریپ کے اوپر سے ہی عنایہ کے
دھڑکنوں پر اپنا انگوٹھا پیرا تو بے ساختہ عنایہ کے منہ سے نکلنے والی سسکی کا
!! باعث بنا تھا۔

ملیار خانزادہ نے دھیرے سے اس کا آخری پردہ بھی اس کے دودھیا چھلکتے
بدن سے ازاد کیا تو عنایہ سرخ سی پڑتی اپنی انکھیں بند کر چکی تھی وہ اپنی
سانسوں کو کنٹرول ہی نہیں کر پار ہی تھی اس کی گہری ہوتی سانسوں کے
سبب اس کے نشیب و فراز ہیلے جلتے ایک الگ ہی منظر قائم کیے ہوئے
!! تھے۔

ملیار خانزادہ جھکا اور اس کے دھڑکنوں کے مقام کو اپنے لبوں میں بھر کر
شدت سے سک کرتے ہوئے وہاں پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتے لو بائٹ
!! بنانے لگا۔

کمرے میں ایک عجیب سا ہی منظر قائم ہو گیا تھا ملیار اور عنایہ دونوں کی
سانسیں گڈمڈ ہوتی کمرے میں ایک عجیب سا رومینٹک ماحول بنا گئی تھی

عنایہ کی سسکیاں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی عنایہ اپنے نچلے لب کو
دانتوں تلے بری طرح سے چباتی اپنی سسکیوں کو روکنے کی ناکام سی
کوشش کر رہی تھی لیکن سسکیاں تھی جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی
!! تھی۔

ملیار خانزادہ جھکا اس کے دھڑکنوں کے مقام کو لبوں میں سک کرتا کسی اور
ہی جہاں میں پہنچ گیا تھا اس قدر سکون اس نے پہلے کبھی محسوس ہی کہا کیا
تھا اور اج محرم کی قربت میں وہ جو سکون محسوس کر رہا تھا وہ بیان کرنے
!! سے نہ قابل تھا۔

اس کے دونوں دھڑکنوں کے مقام پر اپنا لمس چھوڑتے ملیار خانزادہ نے
اس کے دھڑکنوں کے مقام کو دیکھا جو پوری طرح سے سرخ پڑ گئے تھے
اور جگہ جگہ دھبے بنے ہوئے تھے اور ملیار خانزادہ کے دانتوں کے نشان
واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے ملیار خانزادہ نے اب اپنے بالوں میں
!! ہاتھ پیر کر عنایہ کی طرف دیکھا تھا۔

جوانکھیں بند کیے اس وقت سرخ پڑھتے چہرے کے ساتھ اس کے لمس کو محسوس کر رہی تھی ملیار خانزادہ نے اس کے لرزتے ہوئے پلکوں پر اپنے لب رکھتے اس کے شرٹ کو صحیح کرتے اسے صوفی پر بٹھایا تھا وہ جانتا تھا کہ اب اگر مزید وہاگے بڑھا تو وہ خود پر قابو نہیں رکھ پائے گا اور ابھی یہ بات ان دونوں کے لیے بالکل بھی ٹھیک نہیں تھی کہ وہ ہر حد سے گزر !! جاتے۔۔

اس کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن عنایہ کے لیے مسئلہ بن سکتا تھا ابھی اس کی اتج چھوٹی تھی اور اوپر سے وہ اپنی پڑھائی کے لیے بے حد پوزیسو بھی تھی وہ پڑھنا چاہتی تھی تو اسے کہیں ایسا نہ لگے کہ ملیار خانزادہ نے اس سے اپنا حق لے کر اس پر پابندیاں عائد کر دی ہے اسی لیے ملیار خانزادہ نے کس قدر مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا یہ بات بس وہی جانتا تھا بری طرح سے اس کا دل خود بھی دھڑک رہا تھا اس کے ہاتھ پیر ہل رہے تھے اسے بس تھا کہ بس شدت سے اسے خود میں بھینچ لیتا ملیار خانزادہ نے اسے زور سے اپنے

گلے لگایا اور اپنے پسینے سے تر ہوتے چہرے کو صاف کرتے اس کے گال پر
!! شدت سے اپنے لب رکھے تھے۔

میری جان جاؤ اپنے کمرے میں ایسا نہ ہو کہ میں ہر حد سے گزر جاؤں خود پر
کنٹرول کرنا بہت ہی مشکل ہو رہا ہے تمہاری قربت میں تمہاری شرم و حیا کو
دیکھتے ہوئے میرا دل بری طرح سے دھڑک رہا ہے ملیار خانزادہ نے گسبھیر
آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کرتی کہا تو انایا بھی سرخ پڑتی جلدی سے
!! صوفے سے اٹھتے کمرے سے بھاگ چلی تھی۔

—

اور زلہ اور مہزلہ کی اپنی زندگی دوبارہ سے اسی ڈگر پر چلنا شروع ہو گئی تھی
اور زلہ صبح میں یونیورسٹی جاتی تو رات میں اکروہ اپنے اسٹنمنٹ وغیرہ اور
ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی فرینڈ ہدا سے بزنس گرو کرنے کے لیے ٹپس بھی لیتی

تھی ابھی وہ ایم بی اے کی سٹوڈنٹ تھی اور اسے کافی حد تک بزنس کے بارے میں ناالج تھی تو جیسے ہی اس نے ہاسٹل میں اپنے قدم جمائے اس کے !! بعد سے وہ محنت کرنا سٹارٹ ہو گئی تھی۔۔

اہستہ اہستہ سے اس نے اپنا بزنس سٹارٹ کیا سب سے پہلے تو بزنس انڈسٹری میں جا کر اس نے ایک چھوٹا سا افس اپنے لیے خریدا تھا پیسے اس کے پاس نہیں تھے اس نے بس اتنا کرنا تھا کہ اس افس میں کچھ ایڈوانس پیمنٹ ملیار سے لے کر افس والے کو دے دی تھی اب ہر منٹھ اسے افس والے بوس کو پیمنٹ کرنی ہوتی تھی اور اب اہستہ اہستہ سے اس نے اپنا سٹاف بھی ہائر کر لیا تھا وہ اتنی جلدی سے اوپر کی طرف جارہی تھی کہ وہ !! مطمئن تھی کہ دو سال بعد وہ اپنا بزنس ایزبیلی گرو کر پائے گی۔۔

مہزلہ کو بھی اس نے اس کی پڑھائی کی طرف متوجہ کر لیا تھا رات میں اگر ایک گھنٹہ ہی صحیح پر وہ مہزلہ کے ساتھ ضرور بیٹھتی اسے رشتے کی نوعیت بتاتی اسے کس طرح سے سیلف ڈیفنس کرنا ہے اپنے حق کے لیے اواز اٹھانا

ہے ان سب کے بارے میں ہی اور زلہ اسے سمجھاتی رہتی اور مہزلہ بھی
!! اسے سنتی رہتی اور سمجھتی بھی۔۔

اور زلہ نے سب کچھ اکیلے ہی نہیں کیا تھا افس میں اس کی 50 پر سنٹ شیئر
جو تھے وہ اس کی دوست ہدا کے تھے دونوں نے مل کر اپنے آپ کو اس
بلندی پر پہنچایا تھا ہدا بھی ان کی کلاس میں انٹیلیجنٹ بچوں میں سے ایک
تھی اور اسے بھی کافی معلومات تھی بزنس کے بارے میں دونوں نے ہی
جب اپنے اپنے ایڈیاز ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کیے تو دونوں ہی اس
مقام پر پہنچی تھی افس کو اگر 50 پر سنٹ اور زلہ چلا رہی تھی تو دوسری
!! طرف 50 پر سنٹ اسے ہدا بھی چلا رہی تھی۔۔

پیمنٹ کے سارے معاملات ہدا کے ہاتھ میں ہی ہوتے تھے بس اگر بزنس
ڈیل کسی سے کرنی ہو تو وہ ہدا ہمیشہ اور زلہ کو ہی اگے کرتی
کیونکہ پوری یونیورسٹی میں مشہور تھا کہ اور زلہ کس قدر کانفیڈنٹ لڑکی
ہیں سامنے والے سے وہ اس قدر کانفیڈنٹ ہو کر بات کرتی کہ سامنے والا

اس سے امپریس ہو جاتا اور اس کی یہی کانفیڈنس اسے اس بلندی پر پہنچا گئی تھی جب ان کی پہلی ڈیل ہو رہی تھی تب ہدایتی طرح سے کپکپاتے ہوئے لفظوں کے ساتھ پریزنٹیشن دے رہی تھی لیکن جب اور زلہ کو لگا کے ہدا سے کچھ بھی نہیں ہو پائے گاتب اور زلہ نے اسے بٹھایا تھا اور خود کانفیڈنس کے ساتھ کھڑی ہو کر اس نے پہلی ڈیل ہی اپنے نام کر لی تھی وہ اس قدر کانفیڈنس سے پریزنٹیشن کو ڈیلر کے سامنے بیان کر رہی تھی کہ ڈیلر نے !! امپریس ہو کر اسی ٹائم ان کی کمپنی سے ڈیل ایکسیپٹ کر لی تھی۔

چونکہ ابھی صرف دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا تو ان کی کمپنی ٹاپ فائف یا پھر ٹاپ 10 میں اتنی جلدی نہیں آنے والی تھی لیکن ان کی کمپنی اس قابل ہو گئی تھی کہ وہ اپنے سارے سٹاف کو اچھا خاصا پے کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ان کی کمپنی کی ڈیلر بھی بہت تھے وہ دونوں اپنا کام نہایت ہی ایمانداری سے نبھا رہی تھی اور اسی ایمانداری اور بیسٹ کو الٹی کو دیکھتے ہوئے سارے ڈیلر ہی "خانزادی انٹرپرائزز" (پتہ نہیں میں نے صحیح لکھا

ہے یا غلط لیکن کچھ اس نام میں مجھے مسٹیک مطلب کنفیوز تھی میں
انٹرپرائز کے بارے میں اپ دیکھ لیں اگر غلط لکھا ہے تو معذرت کی
طرف ہی زور کرتے اور خانزادی سے ہی ڈیل کرنا زیادہ اچھا سمجھتے
!! تھے۔

اور زلہ نے بزنس کی دنیا میں کسی پر بھی اپنا نام واضح نہیں کیا تھا اور آرش
خانزادہ کا نام تو بالکل بھی نہیں کیونکہ وہ جانتی تھی کہ آرش خانزادہ کس
قدر مشہور تھا بزنس کی دنیا میں اور زلہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے نام کے
اگے آرش کا نام آئے اور سب اسے آرش کے بنا پر ہی ڈیل کرے اسی لیے
بزنس کی دنیا میں اس نے اپنا نام ہی شو نہیں کروایا تھا اس نے صرف اور
صرف خود کو خانزادی ہی کہلوایا تھا اور آج بھی سب اسے صرف اور صرف
خانزادی کے نام سے ہی جانتے تھے آج بھی کسی کو بھی اور زلہ کا نام نہیں
!! پتا تھا۔

دو سال میں وہ محنت کر کے اتنی اوپر تو آگئی تھی لیکن آج بھی اسے سکون کسی بھی طور پر کہیں بھی میسر نہیں تھا ایک عجیب سی خلا میں ہی وہ نہ جانے کتنی کتنی ہی دیر گھورتی رہی تھی اپنا دماغی توازن اسے بے حد بگڑتا محسوس ہوتا لیکن چاہ کر بھی وہ ہاسپٹل کی طرف نہیں جا پاتی تھی ہاسپٹل کی وہ سرد رات اس کی مورے کا انتقال ہو جانا وہ رات وہ دن جیسے اس کے ذہن میں نقش ہو کر رہ گیا تھا جو نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور زلہ اتنے کامیابی اتنی بلندی پر پہنچ گئی تھی لیکن اور زلہ کو ایسا لگتا تھا کہ جیسے آج بھی وہ وہی دو سال پہلے والی اور زلہ ہے وہ بے بس اور زلہ جو اپنے مورے کو بچا نہیں پائی تھی جو اپنی محبت اپنے مان اپنے غرور کو ٹوٹنے سے بچا نہیں پائی تھی وہ مہزلہ کو بھی اپنی طرف سے پورا وقت دینے کی کوشش کر کے اسے ذہنی طور کے ساتھ ساتھ شادی کے رشتے کی نوعیت کے بارے میں بھی بتا دیتی اپنے حق کے لیے کس طرح سے آواز اٹھانا ہے اسے بتاتی بے شک وہ معصوم تھی لیکن اس کی معصومیت اسے مار دے گی ایسا کبھی بھی اور زلہ نے نہیں سوچا تھا اور

نہ ہی مہزلہ کو سوچنے دیا تھا وہ اپنی بہن کو دنیا کی رنگین رنگوں میں کھونا بھی نہیں چاہتی تھی وہ معصوم اور سادہ تھی تو اور زلہ کو اپنی بہن ایسی ہی چاہیے تھی وہ اسے رشتے کی نوعیت کے بارے میں بتا چکی تھی اور ویسے بھی اب ماشاء اللہ سے دو سال بعد وہ 18 سال کی ہو گئی تھی نائن اور میٹرک میں بھی اس نے اچھی پوزیشن حاصل کی تھی ساتھ ہی اب وہ اسلام آباد کے کالج فرسٹ ایئر میں ایڈمیشن لے کر وہاں پر بھی اپنی پڑھائی سٹارٹ کر چکی !! تھی۔۔

اور زلہ نے مہزلہ کو کبھی بھی کسی بھی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی مہزلہ کے پاس ایک یہی ایڈوانٹج تھا کہ اس کے پاس اس کی بڑی بہن موجود تھی جس کے ساتھ وہ اپنے دکھ غم سب کچھ شئیر کر سکتی تھی اور اور زلہ کی بھی یہی کوشش ہوتی کہ جب بھی مہزلہ اس کے پاس آتی وہ اپنے سارے !! کام کو پستے پشت ڈال کر مہزلہ کی متوجہ رہتی۔۔

اس دو سال کے عرصے میں ملیار خاندان بھی ان سے ملنے اتار ہاتھ ہر ہفتے وہ ان سے ضرور ملنے اتار اور زلہ کے نانا کرنے کے باوجود بھی ان کے اکاؤنٹ میں کافی رقم ٹرانسفر کروا تھا اور زلہ نے سوچ رکھا تھا کہ جب بھی وہ کمانے کے قابل ہوگی تو وہ ملیار خاندان کو اس کے پیسے سارے واپس کر دے گی اور ایسا ہوا بھی تھا وہ جب کمانے کے قابل ہوئی تو اس نے ملیار کو اس کی رقم واپس ادا کرنی چاہی لیکن ملیار اس سے ناراض ہو گیا تھا اور اس بات پر ان دونوں کے بیچ جھگڑا بھی ہوا تھا اور ان دونوں کی ناراضگی ایک مہینہ چلی تھی ایک مہینے کے بعد اور زلہ نے اسے خود فون کر کے بلایا تھا اور !! ان دونوں کی ناراضگی اپنے مابین ختم کر گئی تھی۔

برلاس خاندان اور ملیار خاندان نے اگر کہا جائے تو اپنے بھائی ہونے کا فرض بالکل صحیح طریقے سے نبھایا تھا اور زلہ اور مہزلہ کو جس بھی کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑتی دونوں ہی حاضر ہوتے برلاس خاندان تو مہزلہ کو کئی کئی بار اپنے فلیٹ دکھانے بھی لے جا چکا تھا لیکن اور زلہ اس کے لاکھ

کوشش کے باوجود بھی اس کے ساتھ نہیں جاتی تھی گوں کے شاید وہ اس بات سے واقف ہو کہ اس کے فلیٹ پر آرش خانزادہ ہو یہ بات سچ تھی یہ جھوٹ نہیں پتہ تھا لیکن ایسا اور زلہ کا سوچنا تھا لیکن وہ بالکل بھی کہیں بھی نہیں جا پاتی تھی ہاں مہزلہ کو اس کے ساتھ ضرور بھیج دیتی تھی تاکہ وہ ایک !! ہی جگہ پر رہ کر بورنہ ہو اور وہ باہر گھومتی پھرے۔۔

دو سال کس طرح سے گزرے انہیں بالکل بھی پتہ ہی نہیں چلا تھا اور زلہ کی زندگی تو بس ایک ہی جگہ پر جیسے تھم کر رہ گئی تھی لیکن اپنے آپ کو اس خلع سے باہر نکالنے کے لیے اس نے پوری کوشش کی تھی لیکن وہ تب بھی نکل نہیں پائی تھی دو سال پہلے اگر اور زلہ کا دل اداس تھا تو اس کا دل اداس آج بھی تھا دو سال کے عرصے میں کبھی بھی کھل کر اس کے چہرے پر کسی !! نے مسکراہٹ کا شیبہ تک نہیں دیکھا تھا۔۔

اسی لیے ہر چیز کو پیش پشت ڈال کر اس نے کامیابی کی بلندیوں کو چھوا اور اپنی زندگی کو صرف اور صرف اپنی بہن تک ہی محدود کر لیا تھا اس کے لالا

بھی تھے وہ ان سے بھی ملنے آتے رہتے لیکن اس نے کبھی بھی کلہ کر کسی سے بھی اپنی دل کی حالت بیان نہیں کی تھی حتیٰ کہ مہزلہ کے ساتھ بھی نہیں غم تو اسے اس بات کا تھا کہ ان کے نام نہاد باپ نے دو سال میں ایک بار بھی ان کی طرف مڑ کر دیکھا تک نہیں تھا اور نہ ہی وہ ایک بار بھی ان سے ملنے آئے تھے کو دکھ تو تھا لیکن شاید وہ اس دکھ سے بھی نکل آئی !! تھی۔۔

آپی اپ کی اور میں نے اپنی ساری پیکنگ کر لی ہے اب صرف کل ہمیں یہاں سے حویلی جانا ہے اللہ آپی میں تو بہت خوش ہوں دو سال کے بعد زریش آپی عنایہ بھا بھی سب سے ملیں گے ہم کتنا مزہ آئے گا نا وہاں پر دوبارہ سے اور زلہ اپنی گہری سوچوں میں گم دو سال گزرے وقت کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ تب ہی اسے مہزلہ نے اسے پکارا تھا اور کھڑکی کی طرف سے مہزلہ کی طرف رخ موڑتے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر ہاں

میں سر ہلایا تھا اور ساتھ ہی اسے سونے کی ہدایت بھی کی تھی کیونکہ کافی
!! رات ہو چکی تھی۔

&&&&&

وہ تکارا بندہ عشق کا مارا بندہ محبوب کی جدائی کا غم لیے پچھلے دو سالوں کی
طرح آج کی رات بھی چھت پر بیٹھے سیکریٹ ہاتھ میں لیے گہرے گہرے
کش لگاتا کھڑا تھا آرش کا زیادہ کا پچھلے دو سالوں سے معمول ہی بند گیا تھا
جب اور زلہ یہاں پر تھی تو تب تو پانچ یا 10 منٹ کے لیے ہی صحیح رات
میں اس کی آنکھ لگ جاتی تھی لیکن جس دن سے اور زلہ اس کی حویلی سے
ہاسٹل گئی تھی تب سے اب تک دو سال گزرنے کے بعد بھی آرش خانزادہ
!! پر راتوں کی نیند جیسے حرام ہو گئی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ سوتا نہیں تھا لیکن جیسے ہی رات آتی اس کی بے چینی دل کا
درد تڑپ احساس جذبات سارے ہی جاگ جاتے اور اسے کسی بھی طور پر
اپنے ذہن سے چھوٹ نہ ملتی کہیں بار اس نے نیند کی گولیاں لینے کی

کوشش بھی کی تھی لیکن نتیجہ وہی نکلا تھا نیند کی گولیاں کھانے کے باوجود بھی اس کے دماغ پر لرزہ طاری ہو جاتی اس کا دماغ غنودگی میں جانا بھی چاہتا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کو بند ہی نہیں کر پاتا کیونکہ آنکھوں کو بند کرنے کے بعد اسے اور زلہ کا وہ بے بس سرخ شر مندگی سے لرزتا ہوا بدن ایک گال پر اس کے تھپڑ کے نشان کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں مان اور غرور کا ٹوٹنا سب کچھ یاد آ جاتا تھا اسے اسی لیے ڈر کر اس نے اپنی آنکھوں کو بند کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

دو سال کا عرصہ آرش خانزادہ کے لیے کسی افیت ناک بٹھی میں رہنا بالکل ایسے ہی گزرا تھا اس دو سال کے عرصے میں آرش خانزادہ سب سے کٹ کر رہ گیا تھا وہ بالکل کسی سے بھی کوئی بھی بات چیت نہیں کرتا تھا ایک ملیار خانزادہ تھا اگر وہ خود سے اس کے پاس آتا تو آرش خانزادہ اس سے بات کرتا لیکن اگر ملیار خانزادہ بھی اس کے پاس نہ آتا تو آرش اس سے بھی بات نہیں کرتا تھا اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے اس کے ہونٹ سیگریٹ کی

نوشتی کی وجہ سے سیاہی میں تبدیل ہو چکے تھے سرخ سفید رنگت پر پہلے
جہاں لڑکیاں مرتی تھی اب وہی رنگت بالکل زرد سی نمایاں ہوتی
!! تھی۔۔

اگر اور زلہ نہیں تھی تو اس نے اپنا حال یہی بنا لیا اب وہ دو سال کے عرصے
میں اس سے ملنے گیا تھا بارہا اس سے ملنے گیا تھا لیکن وہ اسے مل کر نہیں آیا
ہمیشہ دور سے ہی اسے دیکھ کر دل خوش ہو جایا کرتا تھا اس کی اے دن کی
کامیابوں اور بلندیوں کی پہنچنے کی خبریں ہمیشہ ہی اس کے پاس اتی رہتی تھی
اور وہ خوش بھی ہوتا تھا لیکن اندر سے کہیں وہ لڑکی مرسی گئی تھی ایسا آرش
خانزادہ کو لگتا تھا اور شاید یہ سچ بھی تھا اتنی بلندی اور کامیابی پر پہنچنے کے بعد
بھی آرش خانزادہ نے اس لڑکی کے چہرے پر کبھی بھی کھل کر مسکراہٹ
دیکھی ہی نہیں تھی جو نکاح سے پہلے چھ مہینے کے ریلیشن شپ میں ہوتی
!! تھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ۔۔

اب وہ کل دوبارہ سے حویلی آنے والی ہے اور اس خبر کو ملیار خانزادہ کے منہ سے سنتے تو جیسے آرش خانزادہ کی عید ہی ہو گئی تھی اور وہ بے انتہا خوش ہو گیا تھا اب جب وہ دوبارہ اس کے پاس آرہی ہے تو دوبارہ وہ دو سال کے بعد اسے منانے کی کوشش کر سکتا تھا وہ اس کے پاس رہتی تو اس سے بات کر سکتا تھا دو سال کے عرصے میں وہ اس کے پاس کچھ اس وجہ سے بھی نہیں گیا تھا کہ کہیں اسے دیکھ کر اس کا ضبط ہی نہ ٹوٹ جائے اور وہ جو اپنے کریئر پر فوکس کیے ہوئے تھی وہ کہیں ٹوٹ نہ جائیں ایک دو سال کا عرصہ بہت زیادہ ہوتا ہے کسی بھی انسان کو کامیاب بننے کے لیے لیکن اگر اس کے ارادے مضبوط ہو اور ایسا ہی اور زلہ کے ساتھ بھی ہو اس کے ارادے مضبوط تھے تو دو سال کے عرصے میں اس نے خود کو کامیابی کی بلندیوں پر!! پہنچا دیا تھا۔

&&&&&&

کیا کیا میں اندر اسکتی ہوں عنایہ خانزادی ملیار خانزادہ کے کمرے کی دہلیز پر
!! کھڑے ہو کر کانپتے ہوئے آواز میں بولی تھی۔

نہیں ملیار خانزادہ نے بنا لحاظ کیے اسے کمرے کی دہلیز کے اندر آنے سے منع
!! کر دیا تھا۔

مجھے ایک بار اندر آنے دیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے عنایہ نے آنکھوں
میں موٹے موٹے آنسو لاتے ہوئے کہا تھا کہاں وہ پیار کرنے والا انسان اور
پچھلے چھ مہینے سے وہ اس سے اتنی بے رخی برت رہا تھا کہ اندر ہی اندر عنایہ
!! کو اس کی بے رخی سیتے مر رہی تھی۔

اس کے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے ضبط سے ملیار خانزادہ کھڑکی کے پاس جا کر
کھڑا ہو گیا تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی بھلا کہا انسان تھا اپنی محبت کو
!! اپنی پہلو میں ہی کھڑا کر کے آنسو کے ساتھ دیکھنا۔

اجاؤ اندر اور کہو کیا بات کرنی ہے تمہیں ملیار خانزادہ نے اس بار لہجے کو
دھیمسا بناتے کہا تھا وہ اس لڑکی سے شکوہ نہیں کر سکتا تھا جو کچھ بھی تھا اس

میں اس کی اپنی ہی غلطی تھی اسے عنایہ خانزادی کو اتنا پیار کر کے اپنے سر پر
!! چڑھانا ہی نہیں چاہیے تھا کہ وہ اتنا فری ہو گئی تھی۔۔

میں میں اپ سے سوری کرنے آئی ہوں پلینز مجھے معاف کر دیں آئی ایم ریلی
سوری مجھے نہیں اندازہ تھا کہ اس بات سے اپ اتنا ہارٹ ہو سکتے ہیں اسندہ
کبھی بھی ایسا نہیں ہو گا میں نے اپنی ساری دوستوں سے ساری فرینڈ شپ
بھی تھوڑ دی ہے پلینز مجھ سے صحیح سے بات کریں اور پہلے والے ملیار بن
جائے پلینز عنایہ خانزادی نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے ملیار خانزادہ
!! سے التجا کی تھی۔۔

ابھی تو چھ مہینے گزرے ہیں عنایہ خانزادی اور تم چھ مہینے میں ہی تڑپ کر رہ
گئی ہو میری تڑپ کا اندازہ لگایا ہے کہ ایک سال اور چھ مہینے میں کس اذیت
میں تڑپا ہوں یقیناً تم اندازہ نہیں لگا سکتی ہو گی کیونکہ تمہاری طرح رو کر میں
!! تمہارے سامنے کھڑا تھوڑی نہ ہو سکتا ہوں۔۔

بلکہ اب میں سوچ رہا ہوں کہ بہت ٹائم تم نے ازادی سے گزار لیا ہے اور
ویسے بھی دو سال کا مطالبہ بھی پورا ہو گیا ہے تو کیوں نہ گھر کے بڑوں سے
!! بات کر کے اب رخصتی کر ہی لی جائے۔۔

رخصتی کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا تمہیں اپنی باہوں میں قید کر کے تمہیں
بتاؤں گا کہ کس طرح سے تم نے ایک سال چھ مہینے اپنے عاشق ملیار خانزادہ
کو تڑپایا ہے اور بے رخی کی مار تو تم نے مجھے ماری ہے عنایہ میں سوچ بھی
نہیں سکتا کہ میری معصوم سی عنایہ میرے ساتھ اتنا کچھ کر جائے گی اور
ویسے میں غلط بھی تھا کہیں نہ کہیں مجھے تمہیں اتنا فری نہیں کرنا چاہیے تھا
ملیار خانزادہ کی انکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی
!! اگلے ہی پل اس کی انکھوں سے آنسو چھلک پڑیں گے۔۔

میں شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دے ایک پل کے لیے تو عنایہ
خانزادی کا دل لرزہ تھا رخصتی کی بات پر لیکن رخصتی تو کرنی ہی تھی اج

نہیں تو کل اور ویسے بھی ملیار خانزادہ نے اسے دو سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ
!! وہ رخصتی کرے گا اپنی بہنوں کے حویلی اجانے کے بعد۔۔

مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے اور جاؤ یہاں سے اس سے پہلے
کہ تمہارے اس خوبصورت چہرے کا میں حشر نشر بگاڑ دو میرے غصے کی زد
میں تم بھی اجاؤ گی جاؤ یہاں سے ملیار خانزادہ نے اس کے حسین چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے دھاڑتے کہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے غصے میں اگر وہ
اس لڑکی کے ساتھ کچھ برا کر جائے یا پھر اسے ہارٹ کر دے اسی لیے اسے
!! یہاں سے جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔۔

اپ ماریں مجھے کچھ بھی کر لیں لیکن میں یہاں سے نہیں جاؤں گی عنایہ
اب باقاعدہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اپنے لرزتے ہوئے بدن کے ساتھ
ملیار خانزادہ سے کہہ رہی تھی چھ مہینے سے افیت میں رہ کر اسے اندازہ ہوا
تھا کہ اس نے ملیار خانزادہ اتنے محبت کرنے والے انسان کے ساتھ کتنا برا
!! کر لیا تھا۔۔

عنایہ کے کہنے پر اسے شدید غصہ آیا تھا نہ جانے کیوں وہ اپنا غصہ کنٹرول ہی نہیں کر پار ہا تھا ورنہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوا تھا کہ عنایہ خانزادی اس کے پاس ہو اور ملیار خانزادہ کو غصہ آیا ہو ایک ہی جھٹکے سے اس کی طرف بڑھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے ہونٹوں پر جھکا انتہائی غصے سے اس کے !! لبوں کو اپنے دانتوں میں لے کر چبانے کے انداز میں چومنے لگا۔

عنایہ خانزادی سانس لینے کے لیے تڑپنے لگی اس کی باہوں میں مچلنے لگی لیکن ملیار خانزادہ اس پر جھکا اپنا غصہ اتار رہا تھا دو سال کے بعد دو سال کے بعد ان لبوں کو چھونے کا موقع ملا تھا تشنگی ہی بڑھتی جا رہی تھی جنونیت ہی !! جنونیت تھی جو عنایہ خانزادی کے ہونٹوں پر نکل رہی تھی۔

عنایہ خانزادی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اتنے برے رویے کی امید اسے بالکل بھی نہیں تھی ملیار خانزادہ اس کے ہونٹوں پر جھکا ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اپنی منمائی کرنے کے بعد ملیار خانزادہ پیچھے ہٹا اور سرد گرم سانسیں اس کے لبوں پر چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اس کے نچلے لب کے

زخم کو بری طرح سے اپنے انگھوٹے سے مسلنے لگا کہ عنایہ کی کراہ بے
!! ساختہ تھی۔۔

تکلیف ہو رہی ہے ابھی اس سے اور زیادہ تکلیف ہوگی اسی لیے کہتا ہوں کہ
میرے پاس مت آیا کرو پچھلے دو سال سے اس کمرے میں تمہیں اسے لیے
انے کے لیے منع کر دیتا ہوں کہ مت آیا کرو کیونکہ جب تم پاس ہوتی وہ تو
تمہاری ساری غلطیاں مجھے یاد آتی ہے جس طرح سے تم مجھے نظر انداز کرتی
رہی ہو ایک سال چھ مہینے کے عرصے میں میرے دل میں آگ سے لگ
جاتی ہے میرے اوپر تم نے کسی اور کو فوقیت دی یہ بات مجھے کبھی بھی
بھولتی ہی نہیں ہے جاؤ یہاں سے اگر تم یہاں پر کڑی رہی تو مزید تمہیں
!! تکلیف سے دوچار کر دوں گا۔۔

عنایہ خانزادی بری طرح سے لرزتے ہوتے ہوئے اس کی کمرے سے
بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی غلطیاں تھی پچھتاوا تھا جو بڑتا ہی جا
رہا تھا لیکن وقت تھا کہ واپس مر کر کبھی بھی نہیں اتا تھا وقت اس کے ہاتھ

سے نکل گیا تھا اپنے وقت میں وہ اپنے سے محبت کرنے والے انسان کا دل
اس قدر دکھا چکی تھی کہ اب وہ انسان اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا تھا
!! جس کی اس کی شکل دیکھنے کے بعد ساری تکن ہی اتر جاتی تھی۔

ایک بار رخصتی ہو جائے تو پھر میں اسے منالوں کی عنایہ خانزادی نے چھ
مہینوں کی طرح دوبارہ سے اس کی طرف سے دیے جانے والے زخم کو
محبت پیار میں لیتے ہوئے ایک نئے عظم کے ساتھ دوبارہ سے اسے منانے
!! کے لیے جتن کرنا شروع کر چکی تھی۔

— — —

مجھے اس ہفتے کے اندر اندر اپنی رخصتی چاہیے ملیا ر خانزادہ ڈائمننگ ٹیبل پر
!! بیٹھا اپنے باپ عالم زیب خانزادہ اور دادا جی سے مخاطب ہوا تھا۔

ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھے سب لوگ ہی چونک اٹھے تھے کسی کو بھی یقین نہیں
!! تھا کہ ملیار خانزادہ یہ بات اتنے اچانک سے کرے گا۔

عناہ کے دل میں ایک ہونک سی اٹھی تھی کیا اب وہ وقت قریب آگیا تھا
کہ اس کی سزا کے دن شروع ہونے والے تھے اس کی بے رخی کی مار تو وہ
پچھلے چھ مہینے سے سہتی رہی تھی لیکن اب کیا ایک کمرے میں رہتے ہوئے
وہ اس سے منہ موڑے باتیں بھی نہیں کرے گا عناہ کا دل لرز اٹھا تھا اور
کیا وہ اپنا حق لے لے گا عناہ بری طرح سے لرزتے ہوئے یہ سوچ رہی
!! تھی۔

لیکن ابھی تو عناہ پڑھا ابھی اور نگزیب خانزادہ کچھ کہتا کہ ان کی بات نیچ میں
!! کاٹتے ہوئے ملیار خانزادہ نے کہا تھا۔

تایا جان میں عناہ پر کوئی پابندی تو نہیں لگا رہا اور ویسے بھی صرف ایک
کمرے کی ہی تو بات ہے اپنے کمرے سے نکل کر اس نے میرے کمرے
میں آنا ہے اور پڑھائی وہ اپنی بکٹینیور کھ سکتی ہے مجھے اس معاملے سے کوئی

بھی لینا دینا نہیں ہے ملیار خانزادہ نے سپارٹ سے لہجے میں کہا تھا جتنا کا
واویلا عنایہ خانزادی نے میڈیکل یونیورسٹی جانے سے پہلے کیا تھا وہ سمجھ گیا
!! تھا کہ عنایہ خانزادی اپنے پڑھائی کے لیے کس قدر سیریس ہے۔۔
مجھے بھی پھر ساتھ میں ہی رخصتی چاہیے ہے ابھی سب بڑے مزید کچھ
سوچ پاتے کہ بصیر خانزادہ بھی بولا تھا اور زرم خانزادہ نے اسے کس قدر
!! گھوری سے نوازا تھا یہ زرم خانزادہ ہی جانتا تھا۔۔

تمہاری رخصتی تو ہم ایسے کر ہی نہیں سکتے رخصتی سے پہلے ہم زرشچی کی
اجازت لیں گے اگر وہ راضی ہوئی تب ہی ہم رخصتی کریں گے ورنہ نہیں
دادا جی نے گھور کر بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ایک سال پہلے
جتنا تماشہ بن گیا تھا زرشکا وہی بہت تھا اب مزید وہ اپنی نواسی کو کسی کے
سامنے بھی جھکانا نہیں چاہتے تھے نکاح تو اس کی مرضی کے بغیر ہو گیا تھا
لیکن اب رخصتی اس کی مرضی کے بغیر وہ لوگ بالکل بھی نہیں کرنا چاہتے
تھے دادا جی جانتے تھے کہ ان کی لاڈلی نواسی ان سے ناراض ہو کر اپنے بھائی

کے اسلام آباد کے فلیٹ میں پچھلے ایک سال سے رہ رہی ہے اور وہ پچھلے
!! ایک سال سے حویلی اتی تک نہیں ہے۔۔

انابیہ کو طلاق دینے کا تمہارا اپنا فیصلہ تھا جس طرح سے بنا بتائے تم نے اس
سے نکاح کیا تھا بالکل اسی طرح بنا بتائے تم نے اسے طلاق بھی دے دی
تھی لیکن اب زریش کے معاملے میں ایسا بالکل بھی مت سمجھنا یہاں اس
کے بھائی سے پہلے اس کا نانا بیٹھا ہے اب اگر میری نو اسی کے بارے میں
کسی نے کچھ بھی غلط کہنے یا پھر کرنے کی کوشش کی تو میں بشیر خان زادہ قسم
کھاتا ہوں کہ اس انسان کو میں حویلی میں ایک منٹ بھی رہنے نہیں دوں
!! گا۔۔

بصیر خان زادہ تو اپنا سامنہ لے کر رہ گیا تھا ایک سال پہلے جو کچھ تماشہ اس گھر
میں بن گیا تھا وہ جانتا تھا کہ زریش اس سے کافی ناراض ہو گئی لیکن اس کو
اس نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اس بات پر ہی وہ کافی پرسکون سا تھا پچھلے
ایک سال سے وہ ہر روز اسلام آباد میں اپنے ذرم لالا کے فلائٹ میں جا کر

اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا لیکن زرش خانزادی تو اتنی ظالم اور سنگدل بن گئی تھی کہ جب بھی اسے پتہ لگتا کہ بصیر خانزادہ فلیٹ میں آیا ہے وہ اپنے کمرے کا دروازہ بند رکھتی اور جب تک وہ فلیٹ سے چلا نہیں جاتا وہ کمرے سے باہر نہیں نکلتی بصیر خانزادہ اسے بول بول کر تھک جاتا کہ پلیز صرف ایک بار میری بات سن لو لیکن زرش خانزادی اپنے کان بند کیے کمرے کے اندر ہی رہتی وہ اپنے نانا سے بھی کافی ناراض تھی اور اسی وجہ سے وہ حویلی بھی نہیں جا رہی تھی۔

باقی سب ملیاں اور عنایہ بچی کی رخصتی کی تیاریاں کروا کر انشاء اللہ اگلے ہفتے جمعے اور ہفتے کے دن رخصتی کریں گے دادا جی نے اپنا فیصلہ سنایا اور ساتھ ہی زرم سے کہا تھا کہ زرم بچے تم کام پر جا رہے ہو تو مجھے بھی ساتھ لے کر جاؤ مجھے اپنی نواسی سے بات کرنی ہے ایک سال سے اس کا چہرہ تک نہیں دیکھا دادا جی نے شکستہ خور لہجے میں کہا تھا وہ انہیں اپنی نواسی بہت ہی زیادہ عزیز تھی اور انہیں بے حد پچھتاوا بھی ہو رہا تھا کہ اگر ایک سال پہلے وہ اسے نکاح کے

لیے نہیں بولتے تو زرش خانزادی اپنے لالا کے کہنے پر بھی نکاح نہیں کرتی
لیکن اس نے صرف ایک بار صرف ایک بار اپنے نانا کے کہنے پر نکاح کر لیا
تھا اور اس کے بعد وہ زرم کے ساتھ اسلام آباد کے فلیٹ میں رہ رہی تھی اور
اس کی وجہ سے مجبوراً زرم کو بھی فلیٹ میں رہنا پڑ رہا تھا وہ کبھی کبھار ہی
!! اپنے فلیٹ میں ہی رہا تھا۔ حویلی اتا ورنہ زیادہ تر وہ پچھلے ایک سال میں
خانزادہ حویلی میں تو خوشیوں کی لہر ہی دوڑ گئی تھی ساری خواتین اب
پریشان تھی کہ ایک ہفتے میں اتنی جلدی تیاریاں کیسے ہوں گے لیکن زرم
خانزادہ نے سب کو ہی پر سکون کر دیا تھا کہ وہ سب انتظامات دیکھ لے
!! گا۔

اب سب تقریباً پر سکون ہی تھے اور زلہ اور مہزلہ بھی زرم خانزادہ کے
ساتھ واپس رات تک حویلی میں پہنچ جائے گی اور عنایہ بھی سرخ پڑتے
چہرے کے ساتھ اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاری دل کے ساتھ چل
!! پڑی تھی۔

خانزادہ حویلی میں تو سب جیسے بکھر کر رہ گئے تھے وہ پانچوں خانزادوں کے
!! چہرے پر بھی سکون کا شبہ تک ملنے کو نہ دکھتا تھا۔

ملیاری کے چہرے پر جہاں ہر وقت شادابی اور سرخ سفید رنگت میں
مسکراہٹ گلی ہوتی تھی اب انہی چہرے کو دیکھ کر ملیاری خانزادہ کی ماں کا دل
کٹ کر رہ جاتا تھا اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے مزید نمایاں ہو
رہے تھے وہ تو اپنی بیٹی کی مسکراہٹ کو دیکھنے کے لیے تڑپ کر رہ گئی
!! تھی۔

بصیر خانزادہ بھی طلاق کے بعد اور زربیش سے نکاح کرنے کے بعد چپ
چپ سارہنے لگ گیا تھا اس کے لہجے میں جو غرور اچھا لگتا تھا وہ اب کہیں کھو
کر رہ گیا تھا اس انسان میں انا تو باقی ہی نہیں رہی تھی اب تو ایسا لگتا کہ بصیر
!! خانزادہ کے لہجے میں اور اخلاق میں عاجزی ہی عاجزی چھلکتی رہتی۔

زرم خانزادہ تو حویلی میں پچھلے ایک سال سے نہ ہونے کے برابر تھا لیکن
اس کے چہرے پر بھی دکھ کو صاف محسوس کیا جاسکتا تھا لیکن اتنا دکھ بھی

نہیں جتنا ملیار بصیر اور آرش کے چہرے پر سب بخوبی دیکھ سکتے تھے زرم خانزادہ اپنے تینوں بھائیوں کو دیکھ کر اپنے غمزہ تاثرات کو چھپا کر ہمیشہ ہی !! انہیں تسلی دیا کرتا تھا۔

زرم خانزادہ تو ہمیشہ ہی مہزلہ کے یاد میں کھویا رہتا کہیں کہیں بار وہ مہزلہ سے برلاس کے فلیٹ میں مل بھی چکا تھا اور ہمیشہ ہی مہزلہ کو دیکھ کر اسے نئے سرے سے اس کے جذبات ستاتے تھے اور وہ مہزلہ کو اپنی باہوں میں قید کرنے کے لیے تڑپ کر رہ جاتا اہستہ اہستہ جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے تھے زرم خانزادہ کی بے تابیاں اور بے چینیاں عروج پر پہنچتی جا رہی !! تھی۔

وہ چاہتا تو زور زبردستی سے بھی اپنا نکاح دو سال پہلے ان کی حویلی جانے سے پہلے ہی کروالیتا لیکن نہیں ان دونوں بہنوں نے جتنا سہا تھا مزید ان کے دکھ میں وہ اضافہ نہیں کر سکتا تھا اسی لیے ان کی سکون کی خاطر وہ پچھلے دو سالوں سے اگ کی بھٹی میں جل رہا تھا اپنے جذبات پر وہ کس طرح سے

قابو پاتا تھا یہ بات صرف زرم خانزادہ ہی جانتا تھا راتوں کو اٹھ اٹھ کر
سگریٹ پیتے وہ اپنے اندر کی بے چینیوں کو قابو کرتا جب بھی وہ برلاس کے
فلیٹ میں مہزلہ کودیکھتا تو وہ تڑپ کر رہ جاتا وہ لڑکی اس کے انگ انگ میں
!! بے سکونی پیدا کر گئی تھی وہ بھی صرف خود کے لیے۔

میں بھی اپ لوگوں کے ساتھ فلیٹ جاؤں گا کم از کم اس بے قرار دل کو
تھوڑا سکون تو اے گا ورنہ اپ کی لاڈلی نواسی تو سنگ دل اور ظالم بنی بیٹھی
ہیں جب بھی جاتا ہوں وہ کمرے میں خود کو بند کر لیتی ہے اور ایک سال سے
اس کا دیدار تک نہ ہوا زرم خانزادہ اور دادا کے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ہی
بصیر خانزادہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا دادا جی نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا
!! لیکن اسے کچھ بول نہیں سکتے تھے اگر وہ جانا چاہتا تھا تو اس کی مرضی۔

زرم خانزادہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور ساتھ ہی وہ سب لوگ شہر کی طرف
روانہ ہو گئے تھے ملیار خانزادہ کو اپنی طبیعت کچھ بھاری بھاری سی لگ رہی
تھی اسی لیے اس نے کمرے میں جا کر آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا پولیس

اسٹیشن کا سارا کام آج وہ گھر سے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا کمرے میں جا کر
دہکتے ہوئے سر کو سنبھالتے ملیار خان زادہ لیپ ٹاپ لے کر صوفے پر بیٹھا
!! کسی کریمنل کی انفارمیشن نکالنے میں لگ گیا تھا۔

ایک گھنٹے سے وہ مسلسل بہتی ہوئی ناک کے ساتھ شدید سردی میں بیٹھا
کام کر رہا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے اور زلہ کی کال بھی آئی تھی کہ وہ اسے
لینے نہیں آیا تو ملیار خان زادہ نے اپنی طبیعت خرابی کا بتا کر اسے کہا تھا کہ زرم
داد اور بصیر اسے لینے آرہے ہیں تو اور زلہ نے بھی جی اچھا کہہ کر کال کاٹ
!! دی تھی۔

سردرد کی وجہ سے اسے اب مزید اگے کام نہیں ہو رہا تھا بند ہوتی آنکھوں
کے ساتھ اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور ساتھ ہی اٹھا اور اوپر فلور سے ہی نیچے
چینٹے ہوئے ملازمہ کو کہہ رہا تھا کہ اس کے لیے ایک عدد چائے کا کپ لے
ائے تاکہ اس کا سردرد کچھ ٹھیک ہو۔!!۔

عنایہ جو اپنے کمرے میں بیٹھی بک کھولے پڑھائی کرنے میں مصروف تھی
ملیار کی چیختی ہوئی بات سن کر اس نے اپنی کمرے سے ذرا سا جھانک کر
دیکھا تو اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے عنایہ خانزاعی کو اس کی فکر ہوئی
اگلے ہی لمحے اس نے ملیار خانزادہ کے کمرے کی طرف اپنے قدم بڑھا دیے
تھے کیونکہ ملیار خانزادہ اب اپنے کمرے میں جا چکا تھا ملازمہ کو چائے کا کہہ
!! کر۔۔

کیا ہوا اپ کی طبیعت ٹھیک ہے اپ کی آنکھیں اتنی سخت کیوں ہو رہی ہے
انا یہ نے کمرے کے اندر داخل ہو کر اس کی حالت دے گی تو فکر مندی سے
اس کے پاس جا کر کہا تھا۔۔!!۔۔

کم از کم اس وقت تو ملیار خانزادہ عنایہ خانزادی کی ملاقات کی توقع یہاں پر
نہیں رکھ سکتا تھا سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا
کہ جاؤ اپنے کمرے میں مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے اگر مجھے بخار ہے یا
پھر طبیعت خراب ہے تو میں خود ہینڈل کر سکتا ہوں جاؤ یہاں سے ملیار

خانزادہ نے تھوڑا روڈ لہجے میں کہا تو عنایہ خانزادی نے اپنے انسو پر قابو پاتے
!! ہوئے اس کے قریب جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

اپ کا سر درد کر رہا ہے تو کیا میں دبا دوں عنایہ خانزادی نے اس کو اپنے سر پر
چھوٹے چھوٹے سے مکے مارتے دیکھا تو جلدی سے پوچھا تھا ملیار خانزادہ نے
!! کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا وہ بالکل چھپ تھا۔

عنایہ خانزادی نے دھیرے سے اس کا ہاتھ ہٹایا اور اپنے چھوٹے نرم ملائم
ہاتھ سے دھیرے دھیرے سے اس کا سر دبائے لگی پیشانی کو چھوتی ہی عنایہ
کو ایسا لگا جیسے اس نے کسی گرم تندور پر اپنا ہاتھ رکھ لیا ہے اسے سخت بخار
چھڑا ہوا تھا تبھی تو اس کی آنکھیں بند تھی اور سر میں بھی شدید درد ہو رہا
!! تھا۔

عنایہ پریشان سی اپنی آنکھوں میں انسو لیے دھیرے دھیرے سے اس کا سر
دبارہی تھی اور اسے سکون پہنچانے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کر
!! رہی تھی۔

ملیار خانزادہ کو اس کی ہاتھوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس ہوا تو اسے نہایت ہی سکون ملا تھا نہ جانے کیوں لیکن ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں بار بار آنسو رہے تھے اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کس طرح سے اپنے آنسو چپائے وہ عنایہ کے سامنے بالکل بھی نہیں رونا چاہتا تھا لیکن شاید طبیعت خرابی کا اثر تھا جو اس کا دل اتنا بھرایا تھا پچھلے ایک سال اور چھ مہینے کے افیت کو سوچتے !! ملیار خانزادہ کا اپنا دل خود کے لیے ہی کٹ کر رہ جاتا۔

کیوں کیا تم نے میرے ساتھ وہ سب کچھ اگر تم وہ سب کچھ نہ کرتی مجھے اتنی افیت میں مبتلا نہ کرتی تو شاید آج ہم دونوں خوشی خوشی اپنی رخصتی کی تیاری کر رہے ہوتے میں تمہیں شاپنگ پر لے کر جاتا اپنے پسند کے تمہیں کپڑے دلاتا لیکن نہیں تم نے سب کچھ برباد کر دیا میری محبت میرا عشق میرا بھروسہ میرا اعتبار میرا مان سب کچھ توڑ دیا تم نے اچانک ہی ملیار خانزادہ نے اس کی گود میں اپنا چہرہ چھپائے ہی کہا تھا وہ اس بے حس لڑکی کو !! اپنے آنسو بالکل بھی دکھانا نہیں چاہتا تھا۔

اس کی باتیں سنتے عنایہ کا دل لرزہ تھا اسی وقت سے تو وہ ڈرتی تھی اور شادی کے بعد شاید نئی زندگی شروع کرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے یہ باتیں اس کی مقدر کا حصہ بننے والی تھی اہستہ اہستہ اپنی لپ کو وہ ملیار کی انسوؤں سے بھگیتا ہوا محسوس کر سکتی تھی لیکن کیا کرتی وہ بے بس تھی خود کی بھی آنکھوں میں انسو لیے وہ ٹپ ٹپ گرتے ملیار خانزادہ کے بالوں میں جذب !! ہو گئے تھے۔

یہ ساری اسی کی غلطی تھی نہ وہ اتنا فری ہوتی اور نہ ہی وہ یونیورسٹی میں اتنی گندی لڑکیوں سے دوستی کرتی نہ وہ ان کی باتوں میں اتنی اور نہ ہی وہ ملیار خانزادہ کو اس طرح سے خود سے دور کر پاتی بری طرح سے عنایہ کا وجود اب ہچکیاں بھرتا رونے میں مصروف تھا ملیار خانزادہ تو شاید اہستہ اہستہ غنودگی میں ہی چلا گیا تھا اب اپنے پیٹ پر عنایہ کو اس کی سانسیں تک محسوس نہیں ہو رہی تھی عنایہ کا دل گھبرا گیا تھا جلدی سے اسے سیدھا

کرتے اس کا سر تکیے پر رکھا اور اس کے ناک کے پاس ہاتھ لے جاتے چیک
!! کیا تو اس کی سانسیں نہایت ہی دھیمی دھیمی چل رہی تھی۔

گھر میں تو کوئی بھی نہیں تھا کہ وہ ڈاکٹر کو بلا پاتا اس لیے جلدی سے بھاگتے
ہوئے اپنے کمرے میں گئے اور اپنا میڈیکل باکس اٹھا کر لے آئی تھی دو
سال میں وہ اتنا کچھ تو سیکھ گئی تھی کہ بخار کو بھگانے کے لیے کیا کرنا ہے
جلدی سے کمرے میں آکر اپنا میڈیکل باکس اٹھایا ساتھ ہی جلدی سے ایک
بال میں ٹھنڈا پانی لیا اور ہاتھ روم سے ٹاول لے کر ٹھنڈے پانی سے گیلا
کرتے اہستہ اہستہ سے اب وہ ملیار خانزادہ کی پٹیاں کرنے لگی تاکہ اس کا بخار
!! اتر جائے۔

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ مسلسل ملیار خانزادہ کی پٹیاں کرنے میں مصروف
تھی ملازمہ چائے رکھ کر چلی گئی تھی ملیار خانزادہ کا بخار تھرمامیٹر کے
ذریعے چیک کرنے کے بعد عنایہ خانزادی کو اس کے بخار میں تھوڑی

بہتری محسوس ہوئی تو نیم غنودگی میں اسے پکارتے اس کا گال تھپتھپائے
!! تھے اسے جگانے کی کوشش کی تھی تاکہ وہ میڈیسن لے سکے۔۔

تھوڑی سی مشقت کرنے کے بعد ملیار خانزادہ نے اپنی انکھیں کھولی تو عنایہ
نے جلدی سے اسے میڈیسن دی تھی میڈیسن کھانے کے بعد ملیار خانزادہ
دوبارہ سے تکیے پر اپنا سر رکھتے سو گیا تھا اب جب اس کا بخار قدرے بہتر
حالت میں تھا تو عنایہ خانزادی نے اس کے سرخ سفید رنگت کی طرف
!! دیکھا تھا۔۔

اس کے خوبصورت نقش کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ ہی عنایہ خانزادی کا دل
لرزہ تھا اس کو اس بات میں کوئی بھی عار محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ اسے
اپنے محرم سے محبت ہو گئی ہے اس کے انکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے کو
دیکھتے عنایہ خانزادی کو دکھ بھی ہوا تھا اس کے خوبصورت نقوش کو اپنی
انگلی سے چھونے کی حسرت لیتے وہ دھیرے دھیرے سے دوبارہ اس کا سر
!! دبائے لگی۔۔

عنایہ خانزادی نے دھیرے سے اس کی پیشانی پر اپنے نرم پنکھڑیوں جیسے
لب رکھے تھے نہ جانے کیوں عنایہ خانزادی کو اج سے پہلے ملیار خانزادہ
کبھی بھی اتنا خوبصورت نہیں لگا تھا یا پھر شاید عنایہ خانزادی نے اسے کبھی
اتنا قریب سے دیکھا ہی نہیں تھا نکاح کے کچھ ٹائم بعد سے ان دونوں کے بیچ
ایسی دوریاں آئی کہ ایک سال چھ مہینے تک تو عنایہ ظالم اور سنگ دل بنی اس
کا چہرہ ہی نہیں دیکھ رہی تھی اور اس کے بعد سے چھ مہینے سے وہ اس سے
خود ہی دور ہو گیا دھیرے سے اس کے بائیں گال پر نرمی سے اپنے لب
!! رکھتے عنایہ کا دل بے ساختہ ہی دھڑکا تھا۔

ملیار خانزادہ کو تھوڑا پر سکون دیکھ کر عنایہ بھی پر سکون ہوئی تھی اور وہ بھی
تھکی ہوئی تھی رات بھر اس نے ٹیسٹ کی تیاری کی تھی تو بیڈ کی پشت سے
!! ٹیک لگانے کی دیر تھی کہ اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئی تھی۔

ملیار اور عنایہ خانزادہ دونوں ایک دوسرے کے پہلو میں پر سکون سے
سوئے تھے دونوں ہی ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے لیکن

دونوں نے ایک دوسرے کو سزا بھی دینی تھی اس وقت وہ دونوں سوئے
!! ہوئے ایک مکمل کیل کی نشان دہی کر رہے تھے۔۔

&&&&&&&

زریش میری نواسی دروازہ کھولو میں ہوں زریش خانزادی اپنے کمرے میں
بندوائٹ کلر کا سمپل ساڈریس پہنے دوپٹے کو کندھے پر لٹکائے ہمیشہ کی
طرح موبائل کو ڈریسنگ ٹیبل پر سیٹ کیے ریل بنانے میں مصروف تھی
کہ تب ہی اسے اپنے نانا کی آواز آئی خوشگوار حیرت لیے اس نے جلدی سے
اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیا دوپٹے کو اپنے سر پر سلیقے سے سجاتے
ہوئے اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو اس کے نانا کھڑے تھے۔۔!!۔۔

نانا نانا جی آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں زریش نے انہیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے
کمرے کے اندر لا کر صوفے پر بٹھایا تھا ابھی وہ بھی صوفے پر بیٹھتی کہ بصیر
خانزادہ بھی پیچھے سے تھپ تھپ کرتا اس کے پیٹھنے سے پہلے ہی صوفے پر
!! بیٹھ گیا تھا۔۔

بصیر خانزادہ کو ایک سال بعد اپنے سامنے دیکھ کر زربیش خانزادی بالکل ساکت سی رہ گئی تھی کہا اندازہ تھا کہ ایک سال بعد وہ شتمگر اس طرح سے اس کے سامنے آئے گا اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے زرد ہوتی رنگت گلابی ہونٹ جو پہلے تھے اب وہ سیاہ دکھ رہے تھے شیو بھڑی ہوئی تھی ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہے تھے اس حال میں بھی اپنی نیلی آنکھوں کے ساتھ وہ زربیش خانزادی کا دل !! بری طرح سے دھڑکا گیا تھا۔

تم یہاں پر کیا کر رہے ہو اور کس نے تمہیں گھر کے اندر آنے کی اجازت دی اور اگر گھر کے اندر ابھی گئے تھے تو میرے کمرے میں آنے کی کیا ضرورت تھی نکلو یہاں سے اگلے ہی پل پچھلے ایک سال کا منظر آنکھوں کے آگے لہرایا تو زربیش خانزادی نے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ چھٹکی بچاتے نانا کے سامنے ہی اسے اپنے کمرے سے نکل جانے کے لیے کہا تھا

کہاں برداشت کر سکتی تھی زرش خانزادی اپنی بے عزتی اسی لیے اسے
!! اگلے ہی پر ٹھک سے کمرے سے باہر نکلنے کے لیے کہہ دیا تھا۔

بصیر خانزادہ پہلے تو شاکڈ ہوا کہ وہ نانا کے سامنے اس طرح سے اس سے
بات کر سکتی ہے اگلے ہی پل اس کے دل میں اسے سمجھایا کہ یہ زرش
خانزادی ہے تمہارا عشق جو کسی کے سامنے کچھ بھی کر سکتی ہے اور بڑوں
کے سامنے اسے اپنی عزت کروانا تو بصیر خانزادہ کا صرف خواب ہی رہ
جائے گا۔!!۔

تمیز سے نہیں کہہ سکتی شوہر ہوں میں تمہارا یہ کس طرح سے بات کر رہی
ہو تم میرے ساتھ دادا جی اپ دیکھ رہے ہیں یہ کس طرح سے مجھ سے
بات کر رہی ہے اگلے ہی پل صدمے سے باہر اتے بصیر خانزادہ نے دادا جی
کو اس کی شکایت لگائی تھی چھوٹے بچوں کی طرح۔!!۔

زبردستی کے منکوح ہو تم میرے شوہر نہیں ہو نکلو یہاں سے نانا جی اس کو
نکالے یہاں سے ورنہ میں اپ سے بھی بات نہیں کروں گی زرش نے

بھی ضد پر اتے ہوئے ناناجی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور بشیر خانزادہ تو
اپنے نواسی اور پوتے کے بیچ پھنس کر رہ گئے تھے کس کو وہ سمجھاتے دونوں
!! ہی اپنے اپنے ضد کے پکے تھے۔

—

زبردستی کے منکوح ہو تم میرے شوہر نہیں ہو نکلویہاں سے ناناجی اس کو
نکالے یہاں سے ورنہ میں اپ سے بھی بات نہیں کروں گی زریش نے
بھی ضد پر اتے ہوئے ناناجی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور بشیر خانزادہ تو
اپنے نواسی اور پوتے کے بیچ پھنس کر رہ گئے تھے کس کو وہ سمجھاتے دونوں
!! ہی اپنے اپنے ضد کے پکے تھے۔

میری نواسی تم میرے پاس یہاں آکر بیٹھو میری جان اس سے تمہیں لڑنے
کی کوئی ضرورت نہیں ہے دادا جی نے زرش کی طرف دیکھ کر پیار سے
اسے اپنے پاس بلایا اور اسے بیچ میں بٹھا دیا یوں کہ اب زرش خانزادی کے
!! بصیر خانزادہ کی طرف پیٹ تھی۔

بصیر خانزادہ نے گھور کر اس کی پیٹھ کو دیکھا تھا وہ یہاں پر اس کی پیٹ دیکھنے
!! تو بالکل بھی نہیں آیا تھا گلے ہی پل دماغ میں شرارت کا کیڑا جاگا تھا۔
میری لاڈلی نواسی ناراض کیوں ہے دادا جی نے پیار سے اس کے چہرے کی
طرف دیکھا تھا جہاں اس کے چہرے میں انہیں اپنی بیٹی کی جھلک دکھائی
!! دیتی تھی۔

بصیر خانزادہ نے نہ محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اس کے کمر کے گرد سانپ کی
مانند لپٹایا تھا اور اس کے کمر پر دھیرے سے اپنی شہادت کی انگلی ٹریس کی
تھی تو بے ساختہ ہی زرش کے جسم میں کپکپاہٹ اس نے واضح طور پر
!! محسوس کی تھی۔

زربش خانزادى بالكل سٹل بنا حر كٲ كى سانس رو كى بٲٹھى ٲھى وه ٲونہ
ٲٲچھى مڑ كر ديكھ سكتى ٲھى اور نہ ہى اٲنہ دادا كو كوئى جواب دينے كى قابل
!! رھى ٲھى۔۔

كيا ہوا زربش بٲٹھى جواب دونہ دادا جى نے اسے بالكل سٹل يوں خود كى
!! طرف ديكتا ٲا كر اسے كندھى سے ہلا كر اٲنى طرف متوجہ كيا ٲھا۔۔
ك۔ كچھ ك۔ كچھ نہيں زربش خانزادى نے كاٲتے ہوئے لہجے ميں كہا ٲھا
اور ساٲھ ہى دادا جى كى نظروں سے بچ كر نا محسوس انداز ميں اٲنا ہاٲھ ٲٲچھى
لے جا كر بصير خانزادہ كى ہاٲھ ٲر اٲنہ نو كيلے ناخن اس كى ہاٲھ كى جلد ميں
!! بے دردى سے كھبوائے ٲھے۔۔

جس ٲر بصير خانزادہ بلبلا كر رہا كيا ٲھا اور گھور كر اس كى ٲٲٹھ كى طرف ديكتا ٲھا
اس كا بس نہيں چل رہا ٲھا كہ ابھى اس كا رخ اٲنى طرف موڑے اور اس
كے لبوں كو اٲنہ لبوں كى قيد ميں لے كر اسے اس بات كى سزا دے كٲنى بے
دردى سے اس نے ناخن كھبوائے ٲھے اس كى ہاٲھ كى جلد ميں ليكن ٲھر

بھی بصیر خانزادہ ڈیٹ بنے اس کے کمر سے اپنا ہاتھ ایک انچ بھی نہیں اٹھایا
!! تھا۔

کیا تم مجھ سے اتنی ناراض ہو کہ بات بھی نہیں کرو گی اور حویلی بھی نہیں
چلو گی میرے ساتھ دادا جی نے اس کی آنکھوں میں خفگی کا تاثر دیکھا تو فکر
مندی سے اس کی طرف دیکھ کر بولے تھے۔!!۔

زریش خانزادی تو اپنے نانا کو دیکھ کر رہ گئی تھی اب وہ انہیں کیسے بتاتی کہ
بیچے ان کا بے شرم پوتا کس حرکت کی وجہ سے اسے بات کرنے نہیں دے
رہا تھا نانا جی کو تو وہ بتا نہیں سکتی تھی لیکن اپنے تہے سے اس نے اس کا ہاتھ
!! ہٹانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ تو ڈھیٹ بنا ہاتھ بھی نہیں ہٹا رہا تھا۔

نہیں نانا ایسی بات نہیں ہے میں آپ کے ساتھ حویلی چلوں گی دل پر پتھر
رکھتے ہوئے زریش خانزادی نے وہ فیصلہ کیا جسے ایک سال پہلے اس نے کہا
تھا کہ وہ کبھی بھی اس حویلی میں قدم نہیں رکھے گی لیکن اپنے دادا کو ایک
سال بعد دیکھ کر ان کے بوڑھے جھریوں زدہ ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر

زربش خانزادى نے مضبوط بنتے ہوئے کہا تھا وہ اس عمر میں اپنے نانا کے ساتھ رہنا چاہتی تھی خدا جانے ان کی زندگی کتنی باقی تھی لیکن پھر بھی جتنی بھی رہتی تھی وہ اپنے نانا کے ساتھ ہی یہ سارا وقت گزارنا چاہتی تھی بصیر خانزادہ کی وجہ سے وہ اپنے اپنوں سے دور کیوں رہتی زربش خانزادى نے !! دل میں سوچا اور وہ فیصلہ کیا جو ایک سال سے وہ کر نہیں پارہی تھی۔

میری نواسی مجھے تم سے یہی امید تھی دادا جی اگے بڑے اور اس کے

کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا

زربش خانزادى بھی دل میں پرسکون ہوتی ابھی بھی بے چین تھی کیونکہ

!! ان کا بے شرم اور ڈیٹ پوتا ہاتھ اس کے کمر سے ہٹا ہی نہیں رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں تمہارا باہر انتظار کرتا ہوں اور تم بھی اپنا ضروری سامان اٹھا کر

اجاؤ پھر ہم حویلی کی طرف روانہ ہوں گے زرم نے مہزلہ اور زلہ کو بھی

ہاسٹل سے لینا ہے تب تک تم اپنا سامان اکٹھا کر لو دادا جی نے ان سے کہا اور

ساتھ ہی وہ کمرے سے نکل گئے تھے تاکہ ان کی نواسی اور پوتا اکیلے میں
!! بات کر کے ان دونوں کے بیچ جو کوئی بھی مسئلہ تھا وہ حل کر سکے۔

کمرے کا دروازہ بند ہونے کی دیر تھی زرش خانزادی نے جھٹکے سے اپنا رخ
موڑا اور بصیر خانزادہ کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے گھور کر سرخ آنکھوں سے اس کی
!! طرف دیکھا تھا۔

بصیر خانزادہ نے اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھا اس کے خونخوار شیرنی بنے
تاثرات کو دیکھ کر وہ خوب اس کے غصے کو انجوائے کرنے لگا غصے سے زرش
کی ناک سرخ ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی سرخ لکیر بن چکی تھی
اس وقت اس کا غصہ عروج پر پہنچا ہوا تھا بصیر خانزادہ اس بات سے واقف
تھا اسی لیے تو وہ اس کے غصے سے لطف اٹھاتا شرارت بھری آنکھوں سے
!! اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی بے شرم خانزادے کریک ہے کیا تمہارا دماغ کس
طرح سے تم نے میری کمر کو چھوا ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے چھونے کی

زربش خانزادی نے اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر غصے سے اس کی
!! طرف بڑھتے اس کے گریبان کو پکڑتے ہوئے پوچھا تھا۔

اھ میری جان اگر تم چاہو تو میں دوبارہ تمہارے کمر کو چھو کر تمہیں بتا سکتا
ہوں کہ میں نے کس طرح سے تمہاری کمر کو حق بھرے انداز میں چھوا تھا
تمہاری کمر کیا اب تو تم پوری کی پوری ہی کریک دماغ والے خانزادے کی
ہو اب جو بھی ہو میں اس حق سے بالکل بھی دستبردار نہیں ہو سکتا اور ویسے
بھی تم تو اتنی خوبصورت ہو تو کیوں نہ تمہارے سامنے بندہ ہے بشر بیٹھا ہو
اور وہ بہکے نہ بصیر خانزادہ ابھی بھی اس کے تاثرات سے مزہ اٹھاتا اس سے
بات کر رہا تھا بصیر خانزادہ کو اس کے غصیلے بھرے تاثرات مزہ دے رہے
تھے کم از کم اس نے غصہ تو کیا ورنہ پچھلے ایک سال سے وہ جس طرح سے
!! چھپ تھی بصیر خانزادہ کا اسے چپ دیکھ کر دل بیٹھا جا رہا تھا۔

دور رہو مجھ سے مسٹر خانزادہ اگر ہاتھ بھی لگانے کی کوشش کی تو انگلی توڑ کر
تمہارے ہاتھ میں دے دوں گی زربش خانزادی نے چیخ کر سرخ آنکھوں

کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اس وقت زریش کا غصہ اوٹ
اف کنٹرول ہو رہا تھا اس خانزادی کا دماغ جب گھومتا تو اس طرح سے گھومتا
کہ اگلے بندے کو وہ کچھ بولنے ہی نہیں دیتی اور بصیر خانزادہ اس کے
سامنے بول رہا تھا یہ بات اس کے غصے کو آخری سیٹی پر پہنچانے کے لیے کافی
!! تھی۔۔

میری جان غصہ کیوں کرتی ہو پاس او تو تمہارے لبوں کو چوم کر بتاؤں کہ
بصیر خانزادہ کی دیوانگی کی حد کیا ہے بصیر خانزادہ نے بہکے ہوئے لہجے میں
کہا اس کی آنکھیں اب سرخی پن اختیار کرتی جا رہی تھی زریش کی قربت
اس کے حواسوں پر چارہی تھی پہلی بار حق کا اس طرح سے اس پر سرور
چھایا تھا کہ بصیر خانزادہ کا دل چاہا کہ اس کے ہونٹوں کو اس قدر شدت سے
چھو مے اور اسے بتائے کہ کیا رکھا ہے اس کے ہونٹوں کے سوا اس دنیا
!! میں۔۔

اس کے بھرے بھرے ہونٹ جو اس وقت بے بی پنک کلر کے لپسٹک
سے مزین نظر آرہے تھے زرش خانزادی اب بصیر خانزادہ کو غصے میں مزید
کچھ بھی بول رہی تھی لیکن بصیر خانزادہ کا دماغ تو اس وقت اس کے ہلتے
جلتے ہونٹوں میں رک سا گیا تھا غائب دماغی کے ساتھ بصیر خانزادہ اس کے
بے بی پنک ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا جو اس کا ضبط شدت سے ازارہے
!! تھے۔

تم سن بھی رہے ہو کہ کیا کہہ رہی ہو میں تمہیں زرش خانزادی جو کب
سے اسے غصے سے باتیں سنارہی تھی اسے سٹل اپنے ہونٹوں کی طرف
!! دیکھتا پا کر گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا تھا۔

میری جان میں کیوں سنو تمہاری باتیں تمہارے ہونٹ اس قدر نرم دیکھ
رہے ہیں کہ میرا دل چاہ رہا ہے کہ انہیں اپنے لبوں میں بھر کر اس قدر
رومینٹک انداز میں چوموں کہ تمہاری سانسوں میں طلاطم برپا کر
!! دوں۔

زربش خانزاري كو خطرے كى گھنٹياں اپنے ارد گرد بھتى محسوس هورہى تھى
وہ كريك دماغ والا خانزادہ اب اپنے ٹريك سے نيچے اتر رہا تھا اس كى باتين
اس قدر بے باك اور بولڈ تھى زربش خانزادى كو بالكل بھى اندازہ نہيں تھا
دل تو اس كا پہلے سے ہى دھڑك رہا تھا جب سے اسے ديكا تھا ليكن بے
باك اور بولڈ باتين كرتے ہوئے وہ اس كى جان بھى اداھى كر رہا تھا ليكن خير
زربش خانزادى اپنے تاثرات چھپانے ميں ماہر لڑكى تھى اور ابھى بھى ايسا هوا
اگلے ہى پل زربش نے جلدى سے اپنے چہرے كے تاثرات كو سخت بناتے
ہوئے اس كا ہاتھ پكڑا اور غصے سے اس كے سرخ سفيد ہاتھ پر اپنے نو كيلے
!! موتيوں جيسے دانت گاڑ ديے تھے۔

بصير خانزادہ مسكرا كر رہا گيا تھا اپنى جنگلى بلى بنى بيوى كى طرف ديكا تھا شايد
وہ پہلا ايسا شوہر تھا جو اپنى بيوى كے لمس كو محسوس كرنے كے بجائے اس
كے دانتوں كا لمس اپنے ہاتھ پر محسوس كر رہا تھا بصير خانزادہ نے اسے

روکنے کی بالکل بھی کوشش نہیں کی تھی زربیش خانزادی بھی اپنی پوری
!! قوت سے اس کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑے ہوئے تھی۔۔

زربیش خانزادی نے دل کھول کر پوری قوت سے اس کے ہاتھ میں اپنے
دانت گاڑے تھے اور اپنی مرضی سے جب وہ پیچھے ہوئی اور اس کے ہاتھ
کی طرف دیکھا تو اس کے نوکیلے دانتوں کا نشان واضح اس کے سرخ سفید
سے ہاتھ پر نظر آ رہا تھا اس پاس کی ساری جگہیں سرخ ہو گئی تھی اور اس
کے ہاتھ سے ہلکا ہلکا سا خون بھی رسنے لگا تھا لیکن اس ظالم کریک دماغ
والے بے شرم خانزادے نے اسے روکنے کے بالکل بھی کوشش نہیں کی
!! تھی۔۔

اب میری باری زربیش خانزادی نے جیسے ہی اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا
بصیر خانزادہ نے آنکھوں میں چمک لیے اس کی طرف دیکھا تھا بے ساختہ
ہی زربیش خانزادی کا دل دھڑکا تھا کیا اب وہ اس سے اپنا بدلہ لے گا جس
طرح سے اس نے اپنے دانت اس کے ہاتھ میں اپنی پوری قوت سے

گاڑے تھے کیا بصیر خانزادہ بھی ایسا کرنے والا تھا زرش خانزادی اگلے ہی پل جلدی سے صوفے سے اٹھی اور کمرے سے باہر بھاگنے ہی والی تھی کہ بصیر خانزادہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک ہی جھٹکے میں صوفے پر گرایا تھا خود !! اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا۔

کہا میری جان میری جذباتوں میں طوفان لا کر تم اتنی اسانی سے اپنا پ مجھ سے نہیں چڑوا سکتی بصیر خانزادہ نے اس کی خوبصورت سی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا اور وہی وہ لمحہ تھا جب زرش خانزادی نے بصیر خانزادہ کا پہلا پیار بھرا لمس اپنی آنکھوں پر محسوس کیا تھا بے ساختہ ہی اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا مانا کہ وہ جتنی بھی چاہے کانفیڈنٹ لڑکی تھی لیکن اس طرح سے کوئی پہلا مرد ہی اس کے قریب آیا تھا اور اسے اتنی نزدیک سے چھوا تھا کہ زرش خانزادی بھی اور لڑکیوں کی طرح مدہوش ہوئی !! تھی۔

بصیر خانزادہ نے مسکرا کر اس کی بند آنکھوں کو دیکھا تھا اس کی لرزتی ہوئی
پلکوں کو دیکھ کے بصیر خانزادہ کو حیرت ہوئی تھی کہ وہ اتنی کانفیڈنٹ لڑکی
اس کی قربت میں آکر کانپ رہی ہے بصیر خانزادہ کو اس کی شرم و حیا دیکھ کر
مزید اپنی دیوانی سے عشق ہوا تھا شدت سے وہ اس کے لبوں پر جھکا اور اس کا
پہلا ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہوئے بصیر خانزادہ نے اس پر بالکل بھی رحم نہیں
کیا تھا شدت سے وہ اس کا منہ کھولے اس کے ہونٹوں کو اتنی بے دردی
سے سک کر رہا تھا کہ زربیش خانزادی کو لگا تھا کہ یہ اس کا آخری لمحہ
!! ہے۔۔

بصیر خانزادہ اس کے بالائے لب کو اپنے دونوں لبوں میں بھرے
رومینٹک انداز میں چھوم رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی زبان سے چھیڑ
خانی کرتے ہوئے وہ زربیش کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھرے اپنے
انگوٹھے سے اس کے کان کی لو کو بھی سہلا رہا تھا۔!!۔

زربش خانزادی کو اپنے جسم میں شرارے سے پھوٹے محسوس ہو رہے
تھے وہ کس قدر بے دردی سے اسے چھو رہا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے جہاں
تھوڑی رحم دلی جو اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی وہ دوبارہ سے بصیر خانزادہ
کے لیے ختم ہو گئی تھی زربش خانزادی نے اپنا ہاتھ بے دردی سے اس کے
پیٹھ پر مکوں کے انداز میں مارا تھا کہ بصیر خانزادہ کو اپنی پیٹھ میں جلن
محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ جھکاشت سے اس کے
!! لبوں کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

بصیر خانزادہ پانچ منٹ بعد اسے الگ ہوا اور زربش کو دیکھا جو بگڑے ہوئے
تنفس کے ساتھ اپنے سانسوں کو سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی
تھی بصیر خانزادہ جانتا تھا کہ ابھی اس کا شیرنی موڈ ان ہو جائے گا اور وہ اسے
بالکل بھی نہیں چھوڑنے والا تھا شرم و حیا صرف تب تک تھی جب تک وہ
اسے نرمی سے چھو رہا تھا لیکن اب اس کی شرم و حیا غصے میں تبدیل ہو چکی
تھی زربش خانزادی کو تین منٹ لگے تھے اپنا بگڑا ہوا تنفس بحال کرنے

میں اور اپنی سانسوں کو درست کرنے میں اس کی سانسوں کو روانی میں
انے کی دیر تھی زربش خانزادی نے اس کو اپنے اوپر سے ہٹایا اور خود
صوفے پر بیٹھ کر اسے بنا کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے اس کے باتیں گال پر
!! شدت سے جھکی اور اپنے نوکیلے دانت وہاں پر گاڑھے تھے۔

اس بار موقع ایسا نہیں تھا کہ بصیر خانزادہ اسے روکتا نہ پچھلی بار وہ اس کے
ہاتھ پر دانت گاڑے ہوئے تھی تو ادھر اتنا درد اور جلن کا احساس نہیں ہوا
تھا لیکن اب وہ اس کے گال پر اپنے دانت گاڑے ہوئے تھے جہاں بصیر
خانزادہ کو میٹھے سے لمس کے ساتھ ساتھ درد بھی ہو رہا تھا اسی لیے اسے
پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بصیر خانزادہ نے اسے کندھے سے پکڑ
کر دور ہٹانا چاہا نتیجہ اس کے گال پر کچاؤں پڑتے وہ کراہ بھر کر رہ گیا
!! تھا۔

زربش خانزادی بھی اپنے مرضی سے پیچھے ہوئی اور اس کے گال پر نظر پڑی
تو وہ سرخ سی پڑ گئی تھی اس کا گال بھی بالکل اس کے ہاتھ کی طرح سرخ پڑ
!! گیا تھا اور وہاں سے بھی ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔

تمہارا دماغ خراب ہے کیا یہاں پر اتنی زور سے دانت گاڑنے کی کیا
ضرورت تھی اپنے دانت یہاں پر گاڑتی میٹھا میٹھا لمس محسوس ہوتا تو شاید
میں بھی بہک کر تمہارے دل کے مقام پر لو بائٹ بنا لیتا بصیر خانزادہ تو مزید
بہک گیا تھا زربش کو لگا تھا کہ ابھی وہ اس پر غصہ کرے گا لیکن ایسا بالکل
بھی نہیں ہوا تھا اب آج تو سب کچھ الٹ ہی ہو رہا تھا زربش جتنا چاہ رہی تھی
کہ وہ اس پر غصہ کرے لیکن بصیر خانزادہ کو تو آج غصہ ہی نہیں ا رہا تھا وہ
اس کے ہر ایکٹ ہر عمل کو پوزیٹو میں لے کر مزید پوزیٹو ہی جا رہا تھا اب تو
اس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھٹھاٹھاٹے مارتا سمندر دیکھ کر زربش اٹھی اور
!! اگلے ہی پلک کمرے سے جھپک سے غائب ہو گئی تھی۔

ارے میری ظالم بیوی اس نشان کو چھپانے میں میری مدد تو کرو اپنا پیٹ
(میک اپ) سے میرا یہ نشان تو چھپاؤ ورنہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل
ہی نہیں رہوں گا کیا تمہیں اچھا لگے گا کہ تمہارے لالا کے سامنے اور باقی
سب کے سامنے میں یہ نشان سب لوگوں کو دکھاتا پھر جلدی سے کمرے
میں واپس آؤ بصیر خانزادہ نے بنا باہر اپنے دادا کے بیٹھنے کا لحاظ کیے زور سے
زریش خانزادی کو بلایا تھا صد شکر کے دادا دوسرے کمرے میں بند آرام فرما
رہے تھے چار گھنٹے کے سفر سے شاید وہ تھک گئے تھے اسی لیے ان کی آنکھ
لگ گئی تھی اور انہوں نے اس بے شرم کریک دماغ والے خانزادے کی
!! کوئی بھی بات نہیں سنی تھی۔

زریش خانزادی کچن میں گئی اور پانی کا ایک گلاس گٹا گٹ پینے کے بعد اس کی
بات سنتے خود کو کوستی ہوئی وہ دوبارہ سے کمرے میں آئی اور اسے دیکھا جو
!! اب شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے نشان کا بھرپور نظارہ کر رہا تھا۔

یہ نشان تو چھپا دونا میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق ہی نہیں رہوں گا سب سوچیں گے کہ کیسی بیوی ہے بے شرم کہیں کی کہ اپنے شوہر کے گال پر دانت گاڑ دیے بصیر خانزادہ نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے زرش کی طرف دیکھا تھا اور زرش کو اس وقت اتنا غصہ رہا تھا کہ اس کے معصوم !! چہرے پر بھی اسے بالکل بھی پیار نہیں رہا تھا۔

سیدھے کر کے یہاں پر کھڑے ہو میں کچھ کرتی ہوں زرش خانزادی نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا اور ساتھ ہی ٹیبل میں سے سامنے پڑھا کنسیلر اٹھا کر ہلکا سا اپنے ہاتھ پر لگایا اور ساتھ ہی اس کے گال پر اپنی انگلی سے بے دردی سے ملا تھا۔

بصیر خانزادہ مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا بصیر خانزادہ کو اس کے ہونٹ تھوڑے تھوڑے سے سو جھے ہوئے نظر آئے اس نے اتنی بے دردی سے اس کی سانسیں گھوٹی تھی کہ زرش خانزادی کے ہونٹ ہی پھول گئے تھے وہ بھی ذرا سے دور سے دیکھنے پر بالکل بھی محسوس نہیں ہوتا

تھا لیکن وہ اس کے اس قدر پاس کھڑی تھی کہ بصیر خانزادہ کو نہ چاہتے
ہوئے بھی اس کے ہونٹوں پر اپنی نگاہیں گاڑنی پڑ رہی تھی ورنہ اس کے
ہونٹوں کو دیکھتے ہی بصیر خانزادہ کاشد ت سے دل چاہتا تھا کہ انہیں چھوم
!! لے۔۔

کیا ہے

تمہارے ہونٹوں کو چومنے کے علاوہ۔۔۔

بھلا اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے۔۔۔

بصیر خانزادہ جان بوجھ کر اونچی آواز میں اس نے وہ شیر عرض کیا تو زریش
خانزادی نے جس قدر غصیلی بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا
بصیر خانزادہ اگلے ہی پل بالکل اچھے بچوں کی طرح چھپ چھاپ اپنے
ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے اب وہ کچھ بھی نہیں بولے گا تم اپنا
!! کام کرو۔۔

زربش خانزادى نى كنسىلر اس كى چهرى ٲر كچھ اس طرأ سى لكايا آھا كى
اس كا بالكل بھى ٲتہ نھىں چل رھا آھا اور اس كا وھ نشان بھى چھٲ كيا آھا جو
!! اس كى بد ولى آھى بصير خانزادہ كو ملا آھا۔

يار يہ اچھا ہى يہ جادوى كرىم آم كھاں سى لائى ہو مجھى بھى آتاؤ ميں بھى اپنے
لىى آرىدوؤ كاائى دن اب مجھى آمھارے نشان چھٲانے ٲڑىں كى نا اور آم
آو ٲھر ظالم بن كى كمرے سى نكل جاؤ كى بعد ميں سب كى سامنى مجھى انا
ٲڑے كا اسى لىى ميں بھى اپنے لىى آرىد لىتا هوؤ زربش كى عصىلى بھرى
نكا هوؤ كا ايك بار وھ ٲھر سى نشانہ بنا آھا اسى لىى معصومىآ سى زربش
خانزادى سى كھا آھا آو وھ اكلے هى ٲل اس كى باآ سن كر برى طرأ سى اس
كى دل كى مقام ٲر مكى مارآى كمرے ميں 200 كى سٲىڈ سى غائب هوئى
!! آھى۔

مجھى نھىں ٲتہ آھا كى مىرى بيوى كى اندر مىرے لىى آنا غصہ جمع ہى كى وھ
مجھى مارتے هوئے نكالے كى آير بصير خانزادہ يہ آواب آمھارى زندگى كا

معمول بن جانا چاہیے رومانس کے دوران تمہارے پیٹ پر مکوں کی برسات
اور رومانس کے بعد غصے کا نشانہ بنتے ہوئے تمہارا سینہ اس کے مکوں کا نشانہ
بنے گا واہ رے واہ کیا ہی نصیب پائی تھی بصیر خانزادہ نے اپنی بیوی کے
!! ہاتھوں کھٹ کھانے والا وہ پہلا شوہر تھا۔

بصیر خانزادہ نے مرر میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے خود سے ہی کہا تھا اور
ساتھ ہی چہرے پر دل فریب مسکراہٹ سجا کر اپنے بالوں کو ذرا سائیٹ کیا
اور ساتھ ہی وہ کمرے سے نکل کر زریش کی طرف دوبارہ سے اسے تنگ
!! کرنے کے لیے چلا گیا تھا۔

— — —

انج دو سال بعد وہ حویلی کے اندر دوبارہ سے قدم رکھنے جا رہی تھی دو سال پہلے جہاں وہ عزم کر کے نکلی تھی کہ وہ اس حویلی میں دوبارہ کچھ بن کر لوٹے گی تو وہ اپنے عزم میں کامیاب بھی ہو گئی تھی وہ ایک کامیاب بزنس وومن بن کر دوبارہ سے اس حویلی میں لوٹی تھی لیکن اس کا دل شاید وہی کا !! وہی تھا دو سال پہلے والا۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے مہزلہ کا ہاتھ پکڑا اور حویلی کے اندر داخل ہو گئی تھی ان سے پہلے دادا جی بھی حویلی کے اندر داخل ہو چکے تھے وہ دونوں جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئے حویلی کے سب بڑے ہی تقریباً !! لاؤنج میں ان کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے تھے۔۔

سب سے پہلے تو شائلہ بیگم ہی اگے بڑھی اور اور زلہ اور مہزلہ کو اپنے گلے لگایا تھا دیکھو تو صحیح میری بچہ کتنی کمزور ہو گئی ہے کیا اپنا خیال نہیں رکھ رہی تھی وہاں پر شائلہ بیگم نے اس قدر محبت سے کہا تھا کہ اور زلہ تو حیران ہی

رہ گئی تھی یقین کر پانا مشکل تھا کہ شائلہ بیگم ان سے اتنے پیار اور محبت سے
!! پیش آرہی ہے۔۔

چلو کوئی بات نہیں اب تم دونوں حویلی اگئے ہونا تو اب کھانے میں کوئی بھی
چھوٹ نہیں ملے گی تم دونوں کو شائلہ بیگم نے پیار سے اور زلہ کا ماتھا
چومتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ میز لہ کی طرف بھی بڑی اور اسے بھی
اپنی باہوں میں بھرتے ہوئے ساتھ اس کے ماتھے پر بھی بوسہ دیا تھا وہ
مہزلہ کو دیکھ رہی تھی جو پہلے سے بڑھ کر خوبصورت اور معصومیت کی پیکر
!! بن کر حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔

مہزلہ کے چہرے پر جہاں معصومیت ہی معصومیت تھی اب اس سے بھی
زیادہ معصومت اس کے چہرے پر دکھائی دے رہی تھی ماشاء اللہ سے وہ
18 سال کی ہو گئی تھی اور 18 سال کی خوبصورت دوشیزہ بن کر وہ حویلی
میں واپس لوٹی تھی اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں کوئی بھی دیکھتا تو یقیناً وہ
ڈوب جاتا اس کے پٹانی نین نقش کافی اٹریکٹو تھے اس کے سفید سے گال

جن پر ہمیشہ ہی سرخی قدرتی طور پر رہتی تھی اس کے بھرے بھرے سے
ہونٹ، وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی پہلی نظر میں ہی شائلہ بیگم نے
!! مہزلہ کی نظر اتاری تھی۔

میں بھی یہاں پر ہوں زرش خانزادی کی ناراض ناراض سی آواز نائلہ بیگم
نے سنی تو وہ جلدی سے اپنے دل کے ٹکڑے کے پاس پہنچی تھی اور اسے
اپنے گلے میں بیچ لیا تھا میری جان اپنی مورے کو چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھی
ایک بار جانے سے پہلے اپنی مورے کی بھی فکر نہیں تھی تمہیں ایک سال
تم اپنے مورے سے دور کیسے رہی نائلہ بیگم نے اپنی آنکھوں میں آنسو لاتے
!! ہوئے زرش خانزادی سے کہا تھا۔

مورے یار بس بھی کریں اب میں واپس آگئی ہوں ناب میں آپ کو چھوڑ کر
کہیں بھی نہیں جاؤں گی جلدی سے آنسو صاف کریں زرش نے ہاتھ سے
ان کے آنسو صاف کیے تھے اور ساتھ ہی ان کے گلے لگتے ہوئے کان میں

سرگوشی نما اواز میں کہا تھا کہ آپ کے بے شرم بیٹے کی وجہ سے گئی تھی اب!!
واپس آگئی نا تو آپ کو میری پروٹیکشن کرنی ہے اس سے۔۔

نائلہ بیگم نے اس کی بات سنی تو ان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا زریش خانزادی اب بیٹی کے ساتھ ساتھ ان کی بہو کے عہدے پر بھی فائز تھی یہ خیال ہی کتنا پیارا تھا زور سے اسے اپنے گلے میں بینچتے ہوئے ان کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا اور اور زلہ اور مہزلہ سے بھی ملتے ہوئے وہ سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر پہنچ چکے تھے کیونکہ رات کا کھانا اب تک خان حویلی میں کسی نے بھی نہیں کھایا تھا سب ہی اور زلہ اور مہزلہ کا انتظار کر رہے تھے اب جب سب واپس آگئے تھے تو اب کھانا کھانے کی طرف بڑھ!!
چکے تھے۔۔

ارش بیٹا کھانا کیوں نہیں کھا رہے ہو کھاؤ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری شائلہ بیگم آرش کی طرف متوجہ ہوئی جو بس اپنے پلیٹ کو گھورے ہی جا رہا تھا لیکن اس نے ابھی تک اپنے پلیٹ سے ایک نوالہ بھی نہیں کھایا تھا شائلہ

بیگم نے اونچی آواز میں آرش کو ٹھوکا تو اور زلہ نے بے ساختہ ہی سر اٹھا کر
!! آرش خانزادہ کو دیکھا تھا۔

اور زلہ نے آرش کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تو اسے حیرت سی ہوئی تھی کہ
آخر وہ اپنا سر کیوں جھکایا ہوا ہے پھر یکا یک آرش خانزادہ نے اپنا سر اٹھا کر
شمالہ بیگم کو کچھ کہا تھا اور زلہ نے تو وہ سنا ہی نہیں تھا وہ تو سٹل اس کے
چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی کیا یہ وہی آرش خانزادہ تھا جو نکاح سے پہلے
تھا سوٹ بوٹ والا وہ مغرور خانزادہ انکھوں میں فتح کی چمک لیے سرخ
سفید سی رنگت کے ساتھ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہوئے برانڈڈ سوٹ
برانڈڈ گھڑی برانڈڈ جو توں کو ہر وقت پہنے رہتا تھا کیا یہ وہی آرش خانزادہ
تھا اور زلہ سٹل اپنی بڑی بڑی انکھوں سے آرش خانزادہ کی طرف دیکھ رہی
تھی اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے پائے گی یہ آرش خانزادہ سے وہ کیا بن
گیا تھا انکھوں کے نیچے گہرے ہلکے رنگت پہلے جہاں سرخ تھی اب وہ زرد
پڑ گئی تھی انکھوں کی چمک بھی جیسے بالکل غائب ہو گئی تھی ہونٹ سیاہ ہو

رہے تھے اور زلہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ا رہا تھا کہ دو سال میں آرش خانزادہ اتنا تبدیل ہو چکا ہے کہ اس نے اپنی حالت اس قدر بری بنالی !! ہے۔۔

چلو بچیوں تم سب نے عنایہ اور ملیار کی رخصتی کی تیاریاں بھی کرنی ہے جلدی سے کل ہی تم سب لوگوں نے شاپنگ پر جانا ہے اور اگے ہی بہت کم دن رہ گئے ہیں تو کل ہی سب کے سب شاپنگ تم لوگوں نے کمپلیٹ کر کے انا ہے میں کسی کی یہ بات بالکل بھی نہیں سنوں گی کہ ہمارا یہ رہ گیا ہے ہم نے دوبارہ شاپنگ کرنے جانا ہے نائلہ بیگم نے سب ہی لڑکیوں کو سختی سے تاکید کی تھی۔۔

لالا؟ اور زلہ نے کچھ حیرت سے ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا رخصتی کے نام پر ملیار خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ بالکل بھی نہیں آئی تھی اس کی آنکھیں بالکل ویران اور تاثرات بالکل سپارٹ سے تھے اور زلہ کو کچھ حیرت سی ہوئی تھی ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ جس عنایہ پر وہ جان چھڑکتا تھا اور

رخصتی کی بات ائی اور وہ خوش نہ ہوں بے ساختہ ہی اور زلہ نے عنایہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی آنکھوں میں نمی لیے ملیار خانزادہ کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔

ہاں یار تم دونوں کو بتانے کا موقع ہی نہیں ملا سب نے کل ہی سب کچھ ڈیسا ہیڈ کیا ہے اب تم دونوں اگئے ہو تو سب کچھ دیکھ لینا ملیار خانزادہ نے اور زلہ کی حیرت بھری نظروں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی تھی اس کی مسکراہٹ فیک نظر رہی تھی اور زلہ دیکھ سکتی تھی بعد میں بات کرنے کا سوچتے ہوئے!! اور زلہ نے ہا میں سر ہلایا تھا۔۔

سو کھی لکڑی اب تو تمہاری جان بھی بن گئی ہے تو اب میں تمہیں موٹی بول سکتا ہوں سب جب چپ ہوئے تو برلاس خانزادہ کے اندر شرارت کا کیڑا!! جاگا تھا اور وہ اپنی چھوٹی بہن کو تنگ کرنے لگ گیا تھا۔۔

لالا اپ تو بات ہی مت کریں مجھ سے میں اپ سے بہت سخت ناراض ہوں
اور اگر اپ مجھے منانے کی کوشش کریں گے تو میں مانوں گی ہی نہیں مہزلہ
!! نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

یار میری موٹی چھوٹی سی شہزادی ناراض کیوں ہوتی ہو ایک کپ چائے کے
ہی تو بات ہے بنا کر دے دیتا ہوں میں تمہیں ابھی برلاس خانزادہ نے
!! دوبارہ سے شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو اس بار تو مہزلہ کی چھوٹی سے ناک پر غصے کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ وہ قہقہہ
لگا اٹھا تھا اور کہا کہ ارے دیکھو تو صحیح کہ میری موٹی سی بہن کو غصہ ارہا ہے
برلاس زیادہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنس رہا تھا وہ اس وقت اس قدر کیوٹ لگ
!! رہی تھی کہ برلاس خانزادہ کا اسے اور تنگ کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔

لالا برلاس خانزادہ کو چپ نہ ہوتے دیکھ مہزلہ نے معصومیت بھری آواز
سے ملبار خانزادہ کو پکارا تھا اور دو سال بعد اس پکار کو سنتے ہوئے ملبار خانزادہ
کے چہرے پر اب واقعی میں ہی مسکراہٹ آئی تھی اور برلاس خانزادہ کو

گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ اب تمہاری یہ سزا ہے کہ کل شاپنگ گڑیا
ساری کی ساری تمہاری پیسوں سے ہی کرے گی ملیار خانزادہ نے برلاس
خانزادہ کو سزا کے بارے میں بتایا تو وہ صدمے میں چلا گیا تھا کیا وہ نہیں جانتا
تھا کہ اس کا بینک بیلنس اس کی گڑیا سارا خالی کر دے گی صرف اور صرف
!! اسے سزا دینے کے لیے۔۔

لیکن میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہے میں تو کوئی کام دھندہ ہی نہیں کرتا
میں تو بس ادھر ادھر سے ہی اتنے لے لیتا ہوں برلاس خانزادہ نے معصوم
سا چہرہ بناتے ہوئے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھا تھا جیسے کہ وہ ہی اس کا
آخری سہارا ہو اور وہ ہی اسے اب بچا سکتا ہو لیکن بصیر خانزادہ نے بھی مسکرا
!! کر اس معاملے میں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کی تھی۔۔

ہاں ہاں میرے بھائی جیسے کہ میں جانتا نہیں ہوں کہ تمہارے بینک کے
اکاؤنٹس میں اس وقت کتنے پیسے پڑے ہوئے ہیں ملیار خانزادہ نے گھور کر
برلاس خانزادہ سے کہا تو رونی صورت بناتے ہوئے وہ چپ بیٹھ گیا تھا اب

اور اپنی اس موٹی بہن کو بھی دیکھا تھا جو ہمیشہ ہی اس کی شکایت لالا سے
لگاتی تھی اور وہ پھنس جاتا تھا اب مہزلہ زبان نکالے اسے چڑا رہی تھی جیسے
کہہ رہی ہو کہ اب دوبارہ تنگ کر کے دکھاؤ اب اگر برلاس خانزادہ اسے
دوبارہ تنگ کرتا تو کوئی بعید نہ تھی کہ اس بار ملیار خانزادہ اسے یہ بھی کہہ
دیتا کہ ساری لڑکیوں کو شاپنگ کروانے تم لے کر جاؤ گے کیا وہ نہیں جانتا
تھا کہ لڑکیوں کے سو نخرے ہوتے ہیں اور ادھر اس کا پورا دن برباد ہونے
!! والا تھا اسی لیے چپ بیٹھتے ہوئے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔
سارے بڑے ہی ان لوگوں کی نوک جھوک کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہے
تھے آج خانزادہ حویلی میں دو سال بعد دوبارہ سے جیسے خوشیاں لوٹائی تھی
عالمزیب خانزادہ نے بھی حسرت سے اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھا تھا اور
انہیں اپنے سینے سے لگانے کی یہ حسرت تو شاید وہ دنیا سے اپنے ساتھ لے
!! کر ہی جانے والے تھے۔

زرم خانزادہ کی نظریں تو کسی بھی طور پر مہزلہ سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی
اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ابھی ہی ابھی سب بڑوں سے بات کرے اور اسے
اپنے نکاح میں لے لے لیکن سب کچھ جتنا زرم خانزادہ کو اسان نظر رہا تھا
!! اسان نہیں تھا سب کچھ اپنا۔

اس کے حُسن اور معصومیت کو دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ کی رات تواج
انکھوں میں ہی کٹنے والی تھی اس کے جذبات میں تو پوری طرح سے
طوفان لا کر کھڑا کر دیا تھا مہزلہ خانزادی نے وہ کیا کرتا وہ بے بس تھا اپنے
دل کو تو وہ سمجھا ہی نہیں پار رہا تھا اور دل بھی بضد تھا کہ اسے چاہیے تو صرف
!! اور صرف مہزلہ خانزادی ہی۔

سب ہی تقریباً ڈائنگ ٹیبل سے اٹھ گئے تھے صرف اور صرف اور زلہ اور
آرش خانزادہ ہی ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے تھے اور زلہ بھی وہاں سے اٹھ کر جانا
ہی والی تھی کہ آرش نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تھوڑی دیر
بات ہو سکتی ہے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں التجا کو محسوس کرتے

اور زلہ خانزادی اپنی چیئر پر بیٹھ گئی تھی اور منتظر نظروں سے اس کی طرف
!! دیکھ رہی تھی کہ وہ کب اپنی بات شروع کرتا ہے۔۔

کیسی ہو اور زلہ خانزادی جو اس کی طرف ہی متوجہ تھی اس کے سوال کو سن
کر وہ حیرت میں مبتلا ہوئی اگلے ہی پل سنبھل کر جواب دیا کہ میں ٹھیک
!! ہوں تم کیسے ہو۔۔

آرش خانزادہ کو امید نہیں تھی کہ وہ اس سے اس کا حال بھی پوچھی گئی اسی
لیے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا تھا کہ میں بھی ٹھیک ہوں
!! تمہارے سامنے ہی ہوں۔۔

اس کے بعد دونوں کے بیچ گہری خاموشی چھا گئی تھی آرش خانزادہ کو لفظ ہی
نہیں مل رہے تھے کہ وہ اس سے کیسے بات کرے کیسے معافی مانگے کیسے
اسے خود کے پاس آنے کے لیے کہے تو دوسری طرف اور زلہ بھی خاموش
اس کو بولنے کا موقع دے رہی تھی کہ وہ کچھ تو کہے لیکن اس کی طرف سے

بھی گہری خاموشی کو دیکھتے ہوئے وہ اٹھ کر ڈائمنگ ٹیبل سے اپنے کمرے
!! کی طرف چلی گئی تھی۔

آر ش خانزادہ نے اسے جاتے دیکھا تو بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پیر
کر رہ گیا تھا کیا کرتا وہ اپنے بے چین دل کا جو اسے سامنے دیکھ کر دھڑک
دھڑک کر پاگل ہی ہو جاتا اور جب بھی وہ دور جاتی تو وہ بالکل ویران سا ہو
جاتا آر ش کے اندر اور باہر بالکل سناٹا سا ہو گیا تھا خاموشی ہر طرف گہری
خاموشی تھی آر ش خانزادہ کو جو کچھ یاد رہا تھا تو اس دن کا وہ تھپڑ اس پر
الزام لگانا اس کی مورے کے سامنے سے خود سے دور جھٹکنا اس کا زمین پر
گرنا بے بسی کے انتہا پر پہنچتے ہوئے عرش خانزادہ کے چہرے سے انسور وانہ
شروع ہو گئے تھے کس طرح سے وہ اپنی غلطی کی تلافی کرتا اسے سمجھ نہیں
آتا تھا اللہ کے سامنے رور و کر تو اس نے معافی مانگی تھی تہجد میں اور اٹھ کر
اس نے اپنی اور زلہ کی سلامتی اس کی کامیابی اس کا دل اپنے لیے نرم ہونے
اٹھا کی دعائیں رور و کر گڑ گڑا گڑا گڑا کر اپنے خدا سے مانگی تھی آر ش خانزادہ

اور انسو سے بھری آنکھوں کے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا
!! تھا۔

آر ش خانزادہ سمجھا نہیں تھا یہ اور زلہ کا دل ہی اس کے لیے نرم ہوا تھا کہ وہ
اس کی بات سننے کے لیے اس کے پاس اس کے ایک بار مخاطب کرنے پر
ہی بیٹھ گئی تھی ورنہ دو سال پہلے تو وہ اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی
اور نہ ہی وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی آر ش خانزادہ سمجھ نہیں پارہا تھا
لیکن خدا نے اسے موقع دیا تھا خدا نے اس کی غلطیوں کو معاف کیا تھا اور
قطرہ قطرہ کر کے اور زلہ کا دل بھی آر ش خانزادہ کے لیے نرم ہو رہا
!! تھا۔

&&&&&&&

کیا میں اندر آسکتی ہوں اور زلہ خانزادی نے ملیار خانزادہ کے کمرے پر دستک
دیتے ہوئے کہا تھا ملیار خانزادہ جو اندر بیڈ پر بیٹھا گہری سوچوں میں گم تھا

چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور ہاں میں سر ہلاتے اور زلہ کو کمرے
!! کے اندر آنے کی اجازت دے گیا تھا۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے تمہارے آنکھوں میں مجھے خوشی بالکل بھی نظر نہیں
ارہی تمہاری آنکھیں ویران سی کیوں ہیں کیا تمہارے اور عنایہ کے بیچ سب
ٹھیک ہے اوزلہ خانزادی نے صوفے پر بیٹھتے ہی دو ٹوک انداز میں ملیار
خانزادہ سے بات کی تھی اپنے لالا کے چہرے پر بے چینی کو دیکھتے ہوئے نہ
!! جانے کیوں اس کا دل بھی اندر ہی اندر بے چین ہو رہا تھا۔

سب ٹھیک ہے تھوڑی سی طبیعت ٹھیک نہیں تھی فیور ہو رہا تھا شاید اسی
وجہ سے تمہیں ایسا لگا ہو گا ورنہ سب ٹھیک ہے ملیار خانزادہ نے اپنے
چہرے پر مسکراہٹ کو سجاتے ہوئے اسے مطمئن کرنا چاہا تھا لیکن وہ نہیں
جانتا تھا کہ سامنے بھی اس کی بہن بیٹھی ہے جو سامنے والے کی آنکھوں میں
!! دکھ اور پریشانی تو چھٹکیوں میں بانپ جاتی تھی۔

جھوٹ بول رہے ہو وہ بھی مجھ سے اور زلہ خانزادی نے اس کی طرف
!! دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں تمہیں کیا ہی بتاؤں عنایہ نے مجھے ایسے چھوٹ پہنچائی ہے جس کے
بارے میں میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا تمہیں پتہ ہے اس نے میرا عشق
میرا اعتبار میرا مان میرا بھروسہ سب کچھ پل میں ہی تباہ کر کے رکھ دیا ہے
اس نے مجھ پر کسی اور کو فوقیت دی افیت کے بارے میں تم جان سکتی ہو
کس طرح سے میں نے اپنے دل کو قابو رکھا ہے یہ میں ہی جانتا ہوں میرا
دل چاہتا ہے کہ میں خود کو مار دوں اس افیت سے بہتر مر جانا ہے ملیا ر خا
زادہ کو جب لگا کہ وہ بالکل بھی نہیں ٹلے گی تو اپنے دل کی حالت اس کے
سامنے بیان کرنے لگا ضبط سے اس کی انکھیں سرخ ہو رہی تھیں انسو جھلکنے کو
بے تاب تھے لیکن اپنے پلکوں کو جھپکتے ہوئے اس نے اپنے انسو کو اندر اتارا
!! تھا وہ بالکل بھی کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

میں نہیں جانتی کہ تم دونوں کے بیچ کیا مسئلہ ہوا ہے لیکن میری ایک بات یاد رکھنا عنایہ جس اتج میں ہیں اس اتج میں لڑکیوں کی کچی عمر کی نادانیاں بالکل بھی بھولی نہیں جاتی اور عنایہ ام میچور ہے اور تم میچور ہو اس بات کو یاد رکھ کر اسے سزا دینا میں نہیں جانتی کہ اس نے تم پر کسی اور کو فوقیت دی تو تم نے اس کے پیچھے وجہ جاننے کی کوشش کی ہے؟ اس سے جا کر ایک بار !! بیٹھ کر بات تو پوچھو کہ بات کیا ہے۔۔

صرف ایک نظر میں نے اسے دیکھا تھا اور اس کی آنکھوں میں جلتی محبت کے دیپ دیکھے تھے میں نے وہ تم سے محبت کر بیٹھی ہے وہ اس وقت امیچور ہے اور تم اک میچور مرد ہو تو ایک بار بٹھا کر اسے سمجھا کر اس کی پوری بات تحمل سے سنو تو صحیح شاید تم دونوں کے بیچ جو بھی غلط فہمیاں ہو جو بھی غلطیاں ہوں وہ سب کچھ سورٹ اوٹ ہو جائے اور زلہ نے تحمل سے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ملیار خانزادہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے !! اور زلہ کو اندازہ ہو رہا تھا کہ بات کس قدر پیچیدہ ہے۔۔

ٹھیک ہے تمہارے کہنے پر میں ایک بار بیٹھ کر اس کی زبانی بات سننے کی پوری کوشش کروں گا ملیار خانزادہ نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے تحمل بھرے انداز میں کہا تھا۔!!۔

ملیار خانزادہ کو اندازہ ہوا کہ وہ واقعی میں ہی امیچور ہے تو ایک بار اسے بیھٹا!! کر بات ضرور کرنی چاہیے۔

اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور جانے سے پہلے اس سے کہا تھا کہ اب کل کے کل ہی تم دونوں کے بیچ جو بھی مسئلے ہیں وہ سارے حل ہونے چاہیے شادی ارہی ہے تم لوگوں کی شادی کو انجوائے کرو بار بار تھوڑی نا اتے ہیں یہ دن اور اپنے منہ پر یہ 12 بجا کا نیچے مت آیا کرو پریشان ہو جائیں گے سب اور زلہ خانزادی نے روعب جھاڑتے ہوئے کہا تو ملیار خانزادہ!! کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے میری بہنا جو حکم ملیار خانزادہ نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر کو
جھکا کر کہا تو اور زلہ خانزادی بھی مسکرا کر اس کے کمرے سے چلی گئی
!! تھی۔۔

&&&&&&&

تم یہاں پر کیا کر رہے ہو نکلو یہاں سے ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں
اندراخل ہونے کی زریش خانزادی نے بصیر خانزادہ کو کھڑکی کے ذریعے
!! اندر اپنے کمرے میں کھودتے دیکھا تو چیخ کر کہا تھا۔۔

میری جان جب تم کمرے کا دروازہ نہیں کھولو گی تو مجھے اس طرح سے ہی
تمہارے کمرے کے اندراخل ہونا پڑے گا کیا تھا اگر میں کب سے دروازہ
!! کھٹکھٹا رہا تھا تو اگر کھول دیتی تو مجھے اتنی محنت اور مشقت نہ کرنی پڑتی۔۔

بصیر خانزادہ تم شاید بھول رہے ہو کہ تم نے ایک سال پہلے میرے ساتھ
کیا کیا تھا لیکن میں بالکل بھی نہیں بھول سکتی اور نہ ہی میں تمہاری اس غلطی

کو اتنی جلدی معاف کروں گی جاؤ یہاں سے زربش خانزادی نے سپاٹ
!! لہجے کے ساتھ اسے گھورتے ہوئے یہاں سے جانے کے لیے کہا تھا۔
میں تم سے تا عمر معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں بس تم تا عمر میرے ساتھ
میرے دل کے اندر ہو جانتا ہوں کہ میں نے زبردستی کی ہے تمہارے
ساتھ تمہیں دکھ پہنچایا ہے لیکن یقین کرو جو بھی میں نے کیا اس میں ہم
دونوں کے لیے ہی بہتری ہے تم بھی تو مجھ سے محبت کرتی ہو ناب کیوں
دور دور بھاگ رہی ہو مجھ سے کیا ہو گیا ہے بصیر خانزادہ نے اس کی بات کو
سن کر اور اس کے سپاٹ لہجے کو سن کر خود بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے اسے کہا
!! تھا۔

نہیں کرتی میں تم سے محبت جاؤ یہاں سے ایک بار کی کہی بات تمہیں سمجھ
نہیں اتی اس بار چیختے ہوئے زربش نے اسے کمرے سے نکل جانے کے
!! لیے کہا تھا لیکن مجال تھی کہ بصیر خانزادہ وہاں سے ہلا تک بھی ہو۔

اچھا محبت نہیں تو عشق کرتی ہو کیا بصیر خانزادہ کا سوال بے ساختہ تھا اور
زریش خانزادی نے اس کے سوال پر غور کیا تو اس کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا
کہ کیا وہ مرد اتنا اس کے دل کے قریب ہو گیا تھا کہ اب اس کے اندر کی
باتیں بھی وہ سمجھنے لگا تھا اسے کیسے پتہ کہ زریش خانزادی اس سے محبت
!! نہیں عشق کی راہ پر چل پڑی ہے۔۔

جاؤ یہاں سے میں نے تمہیں کہانا اپنے اندر کے چور کو چھپانے کے لیے
!! زریش نے اس بار دھیمے لہجے میں اسے جانے کے لیے کہا تھا۔۔
چلا جاؤں گا میں تو صرف تمہیں ایک گڈنائٹ کس کرنے کے لیے آیا تھا
اب دیکھو میں رہا سنگل اب جب مجھے ایک خوبصورت سی بیوی مل گئی ہے
!! تو بھلا کیوں میں اپنے اندر کے طوفانوں کو سنبھال کر رکھوں۔۔

ایک گڈنائٹ کس دو تو میں پکا چلا جاؤں گا بصیر خانزادہ نے معصومیت سے
کہا تو زریش خانزادی منہ کھولے اسے دیکھ کر رہ گئی تھی کس قدر بے باک
!! تھا وہ زریش خانزادی کو اندازہ نہیں تھا۔۔

تمہاری گڈنائٹ کس کی تو ایسی کی تیسری زرش خانزادی نے بیڈ پر سے اپنا پلو اٹھا کر کھینچ کر اس کے چہرے کا نشانہ لیتے ہوئے اسے مارا تھا لیکن بروقت بصیر خانزادہ نے پلو کو اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کھینچ کیا تھا اور اس کی !! قریب جاتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے خود کے قریب کیا تھا۔ خالی محبت سے بات نہیں بنی گی۔

تمہیں چھی شھی بھی دینی پڑے گی۔

بصیر خانزادہ نے اس کے کان میں جھکتے ہوئے شیر کہا اور ساتھ ہی اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں تلے دبایا تو بے ساختہ ہی زرش کے ہاتھوں کے !! گرفت اس کے شرٹ پر مضبوط ہوئی تھی۔

زرش خانزادی کے جسم کے اندر ایک بجلی سے دوڑی تھی اپنے جذبات پر کنٹرول کرتے ہوئے زرش نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جو اپنی باتوں سے اس کی جان ہمیشہ ادھی کی رکھتا تھا۔

میری جان کیا کروں میں تم سے دور رہا ہی نہیں جاتا بصیر خانزادہ نے اس کے گال پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے کہا تو زرش نے زور سے اپنی آنکھیں!! میچی تھی۔۔

بصیر خانزادہ کا ہاتھ اس کی کمر پر اوپر سے نیچے تک رینگ رہا تھا جس کی وجہ سے زرش کو اپنی پیٹ میں تتلیاں اڑتی محسوس ہو رہی تھی اسے عجیب سا لگ رہا تھا بصیر خانزادہ کا ہاتھ اوپر آتے آتے اس کے سٹریپ میں الجھا تھا اس سے پہلے کہ بصیر خانزادہ اس کی سٹریپ کو کھولتا۔۔۔ زرش جھٹکے!! سے اس سے پیچھے ہوئی تھی۔۔

جاؤ یہاں سے بد تمیز کر یک دماغ والے خانزادے زرش نے دانت پیستے ہوئے بصیر خانزادہ سے کہا تھا اسے اس قدر بے باکی کی امید بصیر خانزادہ سے بالکل بھی نہیں تھی اس کا جسم ابھی تک لرز رہا تھا وہ کیا کرنے جا رہا تھا اگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتا تو زرش اس کے سامنے سر اٹھانے کے قابل نہ رہتی بری طرح سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا بصیر خانزادہ نے

اس کی حالت دیکھی تو اس کے پاس جا کر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے گال پر دانت گاڑتے ہوئے جلدی سے اس کے کمرے سے غائب ہوا !! تھا۔

بد تمیز بے شرم کریم دماغ والے خانزادے تم ملیو مجھے باہر دیکھو میں پھر تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں تمیز تو تمہیں چھو کر نہیں گزری نازریش خانزادی نے اسے کمرے سے باہر جاتے دیکھا تو چیخ کر اپنے دل کی بڑاس نکالی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے گال کو بھی بری طرح سے سہلا کر سرخ کر !! چکی تھی جہاں پر بصیر خانزادہ نے اپنے دانت گاڑے تھے۔

چلو جلدی کرو لڑکیوں دیر ہو رہی ہیں لالا چلے جائیں گے پھر ہمیں وہ واپس
لے کر نہیں آئیں گے جلدی کرو اگر لالا بھی چلے گئے تو شاپنگ کرنے کا
چانس آج مس ہو جائے گا زریش خانزادی نیچے لاؤنچ میں کھڑی آواز لگاتے
ہوئے سارے لڑکیوں کو مخاطب کر رہی تھی زرم ان سب کو اپنے ساتھ
اسلام آباد لے کر جا رہا تھا کیونکہ اسے بھی کام پر جانا تھا۔

اور زلہ بھی کب سے صوفے پر بیٹھی عنایہ اور مہزلہ کا انتظار کر رہی تھی جو
اوپر سے نیچے آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

ابھی مزید اور زلہ کچھ کہہ پاتی زریش سے کہ اور زلہ کو ہدا کی کال آئی اس
نے جیسے ہی پک کر کے کان سے لگائی تو وہاں دوسری طرف سے ہدا کی
بوکھلائی ہوئی آواز اور زلہ کو سنائی دی جو کہہ رہی تھی کہ یار ایک بہت ہی
ارجنٹ میٹنگ آرینج کی ہے تم ان لائن اٹینڈ کر لو گی پلیز۔

یار ہدا کی سی باتیں کر رہی ہو میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ میں یہاں پرانی
ہوں تو شادی ہے تو اتنی مصروفیت سے میں ٹائم کیسے نکال سکتی ہوں ابھی تو

سب شاپنگ پر جا رہے تھے ساتھ میں بھی جا رہی تھی اور اب تم میٹنگ کا کہہ رہی ہو اگر زیادہ امپورٹڈ نہیں ہو تو کینسل کر لو اور زلہ نے اسے نرمی سے بات کا حل بتایا تھا۔

یار وہی تو کہہ رہی ہوں اگر امپورٹمنٹ نہ ہوتی تو میں خود بھی تمہیں ڈسٹرب بالکل بھی نہ کرتی اس سے کمپنی کو کافی لاس ہو سکتا ہے تو پلیز ان لائن ہی ہے ایک گھنٹے کے اندر ختم ہو جائے گی اسٹینڈ کر لو ہدائے اسے دوبارہ سے انسٹ کیا تو اور زلہ کو ماننی ہی پڑی اب وہ کیا کرتی کہ اچانک سے ہی ایسے سچویشن بیچ میں آگئی تھی شاپنگ وہ پھر بعد میں ان لائن بھی تو کر سکتی تھی یہی سوچ کر وہ اٹھی تھی۔

زرش یار میری ایک بہت ہی امپورٹمنٹ میٹنگ آگئی ہے تو مجھے وہ اسٹینڈ کرنی ہوگی ایسا کرو تم سب لوگ چلے جاؤ میں پھر بعد میں ان لائن شاپنگ کر لوں گی ابھی ایک گھنٹہ لگ جائے گا پھر تم لوگوں کی بھی شاپنگ بیچ میں رک جائے گی اس لیے تم لوگ جاؤ میں پھر بعد میں کچھ کر لوں گی زرش کو

جلدی جلدی سے بتاتے اوزلہ نے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگائی تھی
کیونکہ ہدائے کہا تھا کہ اگلے پانچ منٹ کے اندر ڈیلران لائن آنے والے
ہیں۔۔

یار اور زلہ یہ کیا بات ہوئی بس بھی کر دو میٹنگ کو اب تم بزنس وومن ہو
ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں لیکن اب اتنی بھی کیا مصروفیت کہ تم شاپنگ والے
دن بھی اپنی مصروفیت کو دور نہیں ہٹا رہی۔۔

یار ایمریلی سوری مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ میٹنگ بیچ میں ایسے
جائے گی میں تو اپنی ساری مصروفیت کو ختم کر کے ہی تم لوگوں کے ساتھ
شاپنگ کرنے والی تھی لیکن اب کیا کروا میپورٹنٹ اور ارجنٹلی اگئی
ہے ورنہ میں بالکل بھی میٹنگ اٹینڈ نہیں کرتی کینسل کر دیتی ائی ایمریلی
سوری میری جان میں اپنی شاپنگ کا کچھ کر لوں گی تم لوگ جاؤ اور جلدی
سے شاپنگ کر کے اجاؤ اور ہاں میرا یہ کریڈٹ کارڈ رکھ لو مہزلہ کو دے دینا
ٹھیک ہے اور زلہ نے اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر چیختے ہوئے

زربش سے کہا تھا اور ساتھ ہی اس کی طرف اچھالتے ہوئے اپنا کریڈٹ کارڈ بھی دیا تھا تاکہ وہ مہزلہ کودے سکے اور وہ آرام سے شاپنگ بھی کر سکے زربش تو منہ بنا کر اس کا کریڈٹ کارڈ لے چکی تھی۔۔

جلدی چلولا لا باہر گاڑی میں ہمارا انتظار کر رہے ہیں زربش دوبارہ سے منہ کھول کر عنایہ اور مہزلہ کو چیخ کر پکارنے ہی والی تھی کہ ان دونوں کو سیڑھیوں سے نیچے اترتا دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ بھی کر دیا تھا۔۔

اور تینوں پورچ کی طرف بڑھتے گاڑی میں بیٹھے اور ساتھ ہی زرم انہیں اسلام آباد کی طرف لے کر جانے کے لیے اپنی گاڑی سڑک پر دوڑا چکا تھا۔۔

&&&&&&&&

یار ہدا حد کرتی ہو تم بھی تمہیں پہلے ٹھیک سے پتہ لگانا چاہیے تھا کہ ان لوگوں نے میٹنگ کرنی بھی ہے یا نہیں اب دیکھو میں پچھلے دس منٹوں

سے ان لائن ائی ہوئی ہوں لیکن ابھی تک وہ لوگ ان لائن ہی نہیں ائے
اس کا مطلب ان لوگوں نے میٹنگ کرنی ہی نہیں ہے تم دوبارہ سے فون کر
کے پوچھو انہیں کہ میٹنگ کرنی ہے یا نہیں اور زلہ سخت جنجلائی ہوئی تھی
ایک تو وہ شاپنگ کرنے سے رہ گئی تھی اور دوسرا اب میٹنگ بھی نہیں ہو
رہی تھی ہذا کو فون پر اچھا خاصا ڈانٹ کے اب وہ انتظار کر رہی تھی کہ وہ
کہے کہ میٹنگ کرنی ہے ان لوگوں نے یا نہیں۔۔

تقریباً پانچ منٹ اور زلہ نے انتظار کیا تھا اس کے بعد دوبارہ سے ہذا کی کال
ائی پک کرتے اس نے کان کے ساتھ لگایا اور کہا کہ کہو کہ میٹنگ کرنی ہے یا
نہیں ان لوگوں نے دوسری طرف ہدا نے کہا کہ نہیں یا وہ لوگ مزید ٹائم
مانگ رہے ہیں ابھی وہ لوگ کسی اور میٹنگ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں اسی
لیے وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم کل میٹنگ کریں گے ہدا نے جلدی سے
اور زلہ کو ساری بات بتائی۔۔

حد ہوتی ہے مطلب ہماری کوئی ویلیو نہیں ہے کیا ہماری مصروفیت نہیں ہوتی جو اپنا قیمتی ٹائم نکال کر ان لوگوں کو دیں اور پھر یہ لوگ کل پر میٹنگ رکھ لیں تم ایسا کرو کہ میٹنگ کو کینسل کر دو بلکہ ان سے وہ ڈیل ہی کینسل کر دو اور ان سے کہو کہ ہمیں اپنی کمپنی کے لیے اپ جیسے ڈیلیر کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے جنہیں وقت کا احساس ہی نہ ہو اور زلہ نے کہا اور ساتھ ہی کال کٹ کر دی تھی اسے سخت غصہ آیا ہوا تھا اگر میٹنگ آج کی ہی تھی تو ان لوگوں نے آج ہی ڈیل کرنا تھا تو پھر وہ کیسے کسی دوسری کمپنی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں خیر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ابھی تو فی الحال وہ اپنے شاپنگ کے لیے ٹینشن میں پڑ گئی تھی۔

اپنے بالوں کا رفلے سا جوڑا بناتے انہیں قید کیا اور ساتھ ہی دوپٹے کو اچھی طرح سے اپنے سر پر جماتے ہوئے وہ آرش کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اب سوائے آرش کے اسے شاپنگ پر جانے کے لیے کوئی بھی دوسرا

راستہ نظر نہیں ا رہا تھا اب صرف آرش ہی اسی شاپنگ پر لے کر جاسکتا تھا
ورنہ زربش لوگ تو جا چکے تھے۔۔

آرش خانزادہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اس نے اندر آنے کی
اجازت چاہی اور اگلے ہی پل اجازت مل بھی گئی تھی وہ کمرے کے اندر
داخل ہوئی تو وہ صوفے پر بیٹھالپ ٹاپ پر جھکا تیزی سے ٹائپنگ کرنے
میں مصروف تھا۔۔

جی کہیں کیا بات ہے آرش خانزادہ نے لپ ٹاپ پر جھکے ہی کہا تھا اسے لگا
کہ کوئی ملازمہ ہوگی کسی کا کوئی پیغام دینے آئی ہوگی اسی لیے اس نے لپ
ٹاپ سے سر اٹھا کر دیکھا ہی نہیں تھا لیکن کافی دیر تک جب کوئی جواب
موصول نہ ہوا تو اس نے لپ ٹاپ سے سر اٹھا کر سامنے والے کی طرف
دیکھا تو وہاں اور زلہ کو دیکھ کر وہ چونک گیا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا
کہ اور زلہ اس کے کمرے میں آئے گی اور وہ بھی اس طرح اچانک سے۔۔

اُو بیٹھو وہاں پر کھڑی کیوں ہو آرش خانزادہ نے جلدی سے ہوش میں اتے
اور زلہ کو اپنے پاس صوفے پر بیٹھنے کے لیے بولا تھا اور زلہ بھی جھجکتے
ہوئے صوفے پر جا کر اس کے پاس بیٹھ گئی تھی اب آرش خانزادہ محبت
بھری نرم نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور زلہ خانزادی پزل ہو
رہی تھی اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے بات کیسے شروع کرے۔۔
وہ سب لوگ شاپنگ پر چلے گئے میری امپورٹنٹ میٹنگ اگئی تھی تو اس وجہ
سے میں سب لوگ کے ساتھ نہیں گئی لیکن وہ میٹنگ اب کینسل بھی ہو
گئی ہے اور سب لوگ شاپنگ پر چلے بھی گئے ہیں تو تو کیا آپ مجھے شاپنگ پر
لے کر جاسکتے ہیں اور زلہ نے جھجکتے ہوئے ساری بات آرش خانزادہ کے
گوش اتاری تھی اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتے وہ بے حد نروس
نظر آرہی تھی۔۔

آرش خانزادہ کو تو اپنے کھانوں پر یقین ہی نہیں رہا تھا کہ ایسا جو وہ سن رہا ہے
وہ صحیح سن رہا ہے یا پھر غلط اسی یقین نہیں رہا تھا کہ اور اس کے سامنے بیٹھی

اس کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے بول رہی ہے آر ش خانزادہ کا دل تو مانو خوشی سے جھوم اٹھاتا۔۔

جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے اسے جیسے اپنی طرف سے اگاہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ اسے ضرور اپنے ساتھ لے جائے گا لیکن لب تو جیسے آر ش خانزادہ کے کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا بولے اور زلہ کے سامنے اسی لیے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا کہ کہی وہ ایسا نہ سمجھ بیٹھے کہ وہ اپنے کام میں مصروف اس کو شاپنگ پر لے کر نہیں جانا چاہتا وہ تو اپنا دل و جان اس لڑکی پر وارد دینا چاہتا تھا جو اس کا عشق تھا شاپنگ تو بہت چھوٹی سی بات تھی۔۔

اور زلہ نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے شکر ادا کیا تھا کہ وہ مان گیا تھا اسے شاپنگ پر لے جانے کے لیے ورنہ اسے تو پکا ہی لگا تھا کہ اسے ان لائن ڈریسز پر ہی کام چلانا پڑے گا اور وہ صحیح اتنی یا غلط اسے پھر بعد میں چیلنج بھی نہیں کروا سکتے تھے اور پھر سائز کا مسئلہ بھی اجاتا تھا اسی لیے اس نے خود جا

کراف لائن شاپنگ کرنا زیادہ بہتر سمجھی تھی شادی کے ایونٹ پر اتنا بڑا
رسک ان لائن شاپنگ کر کے وہ نہیں لے سکتی تھی۔۔

اوکے میں بس ابھی کے ابھی اپنی چادر لے کر اتی ہوں اور زلہ نے کہا اور
بھاگ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی تو آرش خانزادہ بھی مسکرا کر
اٹھا اپنے گاڑی کی چابی والٹ اور اپنا قیمتی فون اٹھا کر وہ پورچ کی طرف چل
پڑا تھا اب اس کی بیوی نے پہلے بار نکاح کے بعد اس سے فرمائش کی تھی تو وہ
اگر پورا نہ کرتا تو بھلا کون کرتا آرش خانزادہ کا دل اس وقت خوشی سے
ناچنے کا کر رہا تھا۔۔

اور زلہ خانزادی بھی جلدی سے پورچ کی طرف گئی اور آرش خانزادہ نے
اسے گاڑی میں بٹھا کر اسلام آباد کی طرف شاپنگ کے لیے روانہ کر دیا
تھا۔۔

&&&&&&&&

رات کے تقریباً 10 بجے وہ سب ینگ جنریشن حویلی کے اندر داخل ہوئے
تھے حویلی اس وقت پوری اندھیروں میں گھری ہوئی تھی حویلی کے
سارے مکین ہی اس وقت اپنے اپنے کمرے میں خواب خرگوش کے
مزے لوٹ رہے تھے اور وہ لوگ اس وقت اسلام آباد سے سوات حویلی
پہنچے تھے۔۔

اسلام آباد شاپنگ مال پر پہنچتی ہی زریش لوگوں نے اور زلہ کو بھی آرش
کے ساتھ شاپنگ کرتے ہوئے دیکھا تو اور زلہ بھی ان کے پاس ہی چلی گئی
تھی اور اب سب شاپنگ کمپلیٹ کر کے وہ لڑکیاں اس وقت تک ہی ہاری
لاؤنج کے صوفے پر گری پڑی تھی آرش خانزادہ اور زرم خانزادہ بھی فل
بور ہوئے تھے اینڈ لڑکیوں کے شاپنگ اور نانا اور میچنگ میں ان لوگوں کو
پورا دن لگ گیا تھا اور وہ دونوں بھی اس وقت بری طرح سے تھکے ہوئے
نظر آ رہے تھے لیکن آرش خانزادہ نے اپنے چہرے پر تھکن کے آثار کو بالکل

واضح ہونے نہ دیا تھا کہ کہیں اس کی اور زلہ کو ایسا نہ لگے کہ وہ اس کی وجہ سے تھک گیا ہے اور وہ شر مندہ فیل کرے۔۔

تھوڑی سی دیر لاؤنچ میں بیٹھنے کے بعد ساری ہی لڑکیاں اب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلی گئی تھی ارادہ سب کو اپنے شاپنگ دکھانے کا صبح ہی کیے ہوئے تھا کیونکہ اس وقت وہ لوگ بہت بری طرح سے تھکی ہوئی تھی اور پھر اوپر سے شام میں مہندی کا فنکشن بھی تھا اس لیے وہ لوگ ابھی اس وقت فل نیند لینا چاہتی تھی تاکہ کل وہ فریش دکھائی دے سکے سب ہی اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ چکے تھے تو زرم اور آرش بھی چلے گئے تھے اپنے کمرے میں سونے کے لیے۔۔

&&&&&&

صبح فجر کی اذان ہوتے ہی پوری خانزادہ حویلی روشنیوں میں نہا گئی تھی ایک نئی صبح نہیں خوشیوں کا آغاز لانے والی تھی اور وہ لا بھی چکی تھی آج عنایہ اور ملیار کے مہندی کا فنکشن تھا تو سب لوگ ہی صبح سویرے اٹھے تیار یوں

میں جھٹ گئے تھے ملازم بھی ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنے میں مصروف تھے تو بڑے بھی ملازموں کو کام بتانے کے ساتھ ساتھ خود بھی کام میں بٹے ہوئے تھے ینگ جنریشن ابھی تک خواب کے مزے لے رہی تھی حویلی کے سب بڑوں کو پتہ تھا کہ وہ لوگ تو ساتھ یا اٹھ بجے سے پہلے اٹھنے نہیں والے اسی لیے بڑے خود ہی کاموں میں لگے ہوئے تھے وہ لوگ اپنے کام ختم کرتے تب ہی ینگ جنریشن اٹھتے اور وہ لوگ بھی اپنے کاموں میں جھٹ جاتے اتنی مصروفیت تھی کہ کوئی ایک دوسرے سے بات کرنے کے لیے بھی فری نہیں تھا۔

اور ساری تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد وہ وقت بھی اگیا کہ مہندی کا فنکشن سٹارٹ ہونے میں صرف اور صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا لان کو پوری طرح سے خوبصورت سی شکل دے کر مہندی نائٹ کے لیے سجا دیا گیا تھا ساتھ ہی ساتھ دولہا اور دلہن کے لیے خوبصورت سا سیٹج سجایا گیا تھا اور وہاں پر ایک صوفہ رکھا گیا تھا جو پھولوں کی لڑیوں سے پوری طرح سے

ڈکا ہوا تھا اور وہ ڈیکوریشن بھی انتہا خوبصورت دکھ رہی تھی کیونکہ پوری
ڈیکوریشن کا تھیم وائٹ اینڈ ریڈ کلر کے فلابور سے تھا اور اس وقت پورا لائن
ہی ریڈ اور وائٹ کلر کے فلابور سے سجایا ہوا تھا پوری حویلی کی اونچی اونچی
دیواروں کو مختلف لائٹس کے ذریعے سجایا گیا تھا حویلی پوری دلہن کی تیار
اس وقت پورے ہی سوات کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی سوات کے
خانزادے کی شادی تھی تو بلا اس طرح سے کیسے ہوتا کہ ایک خانزادے کی
ہو۔۔۔ شادی ہو اور پورے سوات کو پتہ نہ

ارے یار میرا حجم کا کدھر گیا جو کل میں لائی تھی ابھی تک تو الماری میں ہی
بڑا ہوا تھا میں چلا بری طرح سے روحان سے ہو کر اپنے جھمکے کو ڈھونڈ
ڈھونڈ کر تھک چکے تھے جو اس نے گرین کلر کے لہنگے کے ساتھ بالکل میچ
ہوتا ہوا لیا تھا اور اب وہ تھا کہ مل کے نہیں دے رہا تھا اس وقت اور مسئلہ
اور زرش اور زلا کے کمرے میں تھی نو تیار ہو رہی تھی اور سارا ہی سامان

اور ذرا کے کمرے میں ادھر سے ادھر پھیلا ہوا تھا پورا کمرہ زرش مہجلا اور
اوزلا کے کپڑوں جو توں اور جو لری سے بھرا پڑا تھا۔۔۔

یار شہزادی ادھر دیکھ لو نادھر ادھر کہیں پڑا ہوا ہو گا اتنا سارا سامان ہے تو
کسی کپڑے کے نیچے چپ گیا ہو گا ڈھونڈ لو وہ تم سے ویسے ہی انکھ مچولی کھیل
رہا تھا میرے توکل سے ہی نیت تمہارے جھمکوں پر خراب تھی وہ اتنے
خوبصورت لگ رہے تھے لیکن میرے کہنے سے پہلے تم نے ہی لے لیے
تھے زرش نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا اس وقت وہ پنک سی گڑیا معلوم ہو
رہی تھی وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی بالوں کا خوبصورت سا ہیر سٹائل
بنائیں اگے کی طرف کیے ہوئی گرین کلر کے لہنگے کے ساتھ اس نے پنک
پنک سامیک اپ کیے ہوئے تھا اور اب اس کا جھمکا ہی ملنے کو نہیں دے رہا
تھا زرش کو تو ایسا لگ رہا تھا کہ اسے نظر نہ لگ جائے وہ بھی زرش کے
ہی۔۔۔

اور زلہ ابھی اپنی بہن کو دیکھتے بار بار اس کے صدقے واری جا رہی تھی میک
اپ اور کپڑے تو ان لوگوں نے بھی پہنے تھے لیکن مہزلہ کے چہرے پر جو
معصومیت تھی وہ اسے ان سب سے خوبصورت بنائے ہوئے تھی اب وہ
نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی اور زلہ اور زریش نے
سیم اوٹ فٹ پہن رکھا تھا دونوں نے گرین کلر کالانگ فرائیڈ پہن رکھا
تھا بالوں کا میسی بن بنائیں دونوں نے گرین کلر کے بالکل میچ ہوتے جیولری
بھی پہن رکھی تھی اور وہ دونوں اس وقت ٹونز معلوم ہو رہی تھی میک اپ
بھی دونوں نے ایک جیسا ہی کر رکھا تھا اور وہ صرف اور صرف اسی لیے
کیونکہ نائلہ بیگم نے کہا تھا کہ ان کی دونوں بہنیں انہیں بالکل ایک جیسے
کپڑوں میں ملنی چاہیے اسی لیے ان دونوں نے انج میچنگ کی تھی اور وہ
دونوں اس وقت بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

اللہ یہ رہا آپنی مل گیا آپ کے کپڑوں کے نیچے ہی چھپا ہوا تھا مہزلہ بے اختیار
ہی چیخ کر اور زلہ اور زریش سے کہا تھا ان دونوں نے دل دہلا کر مہزلہ کی

طرف دیکھا تھا اس نے اتنی خوفناک چیخ ماری تھی کہ وہ دونوں بوکھلا کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

مل گیا تو اب پہن لو اور اتنی سی تو ہو پتہ نہیں اتنی بڑی آواز کہاں سے نکل جاتی ہے تمہاری زریش نے اسے تھوڑا سا ڈانٹتے ہوئے کہا تو اگلے ہی پل مہزلہ کے انکھوں میں آنسو چمکے تھے۔۔

ارے یار اب میں نے اتنا بھی نہیں ڈانٹا کہ تم رونے لگ جاؤ تمہارا سارا میک اپ خراب ہو جائے گا جو میں نے اتنی محنت سے کیا ہے چپ ہو جاؤ جلدی کروائی ایم سوری اچھا میں سوری بولتی ہوں چپ ہو جاؤں زریش نے اسے روتے دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ٹشواٹھایا اور اس کی آنکھ سے آنسو نکلنے سے پہلے ہی ٹیشو سے صاف کر لیا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے اب جب آپ سوری بول رہی ہے تو میں چپ کر جاتی ہوں اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے ہنستے مہزلہ نے احسان کرنے والے انداز میں ان دونوں سے کہا تھا دونوں نے گھور کر اس کی طرف دیکھا

تھا اس کی معصومیت میں ہمیشہ اکروہ اور مہزلہ سے معذرت کر جاتے تھے
ایسا ہمیشہ اکثر اور زلہ کے ساتھ بھی ہوتا تھا اور انج زریش کے ساتھ بھی یہ
حادثہ پیش آیا۔

اچھا اب جلدی کرو دوبارہ سے دونوں لڑنے نہ بیٹھ جانا زریش کو منہ کھولتے
دیکھ کر اور زلہ نے اسے وقت کا احساس دلایا کہ ان لوگوں کو عنایہ کو بھی
دیکھنے جانا ہے وہ ادھر اکیلی پولروالے کے ساتھ کمرے میں بند تھی اور ان
تینوں کا انتظار کر رہی ہوگی۔

ہاں بس میں تو تیار ہوں چلے جلدی کریں زریش اور مہزلہ نے بھی جلدی
سے اپنا دوپٹہ بیڈ پر سے اٹھایا اور اسے سٹائلش انداز میں سیٹ کرتے ہوئے
اب وہ لوگ اور زلہ کی طرف متوجہ ہوئی جو اپنے جوتے پہن رہی تھی
جوتے پہننے کے بعد اور زلہ نے بھی دوپٹہ اٹھایا اور ان دونوں کے جیسے ہی
سٹائل سی اپنے وجود پر لپٹتے ہوئے وہ تینوں اب عنایہ کے کمرے کی طرف
بڑھ چکی تھی۔

عناہ کو اس وقت پولروالی نے پورا تیار کر لیا تھا وہ اپنا مہندی کا ڈریس بھی پہنے ہوئے تھے جو بے انتہا خوبصورت سی سٹائش کرتی کے ساتھ نیچے لہنگ پہنا ہوا تھا اس کے خوبصورت سے لمبے بالوں کو نیچے سے ہلکا ہلکا کر کے اس کے دونوں شانوں پر بکھیر دیا تھا اور ساتھ ہی اس کے دوپٹے کو خوبصورت انداز میں اس کے سر پر ٹکاتے آگے کی طرف ایک پلوسیٹ کیے اس کے ہاتھ میں تمامادیا تھا اور اب پولروالی اس کی جولیری سیٹ کو اٹھاتے اسے جولیری پہنا رہی تھی دو پولروالی کو زرم نے گھر پر بلایا تھا اسے تھا کہ شاید زریش لوگ بھی پولروالی سے تیار ہو لیکن نہیں وہ لوگ تو خود پولروالی بنی بیٹھی تھی خود کو خود ہی تیار کر رہی تھی اور دو پولروالی کی بنسبت عناہ کی تیاری جلدی مکمل ہو پائی تھی۔۔۔

ہاتھوں میں بھر بھر کر گرین کلر کی چوڑیاں پہنے گرین کلر کا خوبصورت سا چوکر اور ساتھ ہی ایرنگز پہنیں چہرے پر معصومیت لیے پنک لپسٹک کے ساتھ ساتھ گالوں پر ریڈ بلسٹون آنکھوں پر ڈیسٹائی میک اپ کیے وہ اس

وقت اسمان سے اتری ہوئی حوروں کو مات دے رہی تھی خوبصورتی کے
ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر جو نروس نیس تھی وہ اس کو مزید خوبصورت
بنائے ہوئے تھی بار بار اس کے ہتھیلیوں کا پسینے سے بھیک جانا اور گھبرا کر
جلدی سے پولروالی سے چھپ کر اس کا اپنے پسینے کو صاف کرنا وہ اس وقت
بہت ہی کیوٹ معلوم ہو رہی تھی۔

اور زلہ مہزلہ اور زریش عنایہ کے کمرے میں داخل ہوئی تو عنایہ کے
چہرے میں جیسے جانائی تھی وہ تینوں اس کو اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی وہ ان
تینوں سے ناراض بھی تھی لیکن اس وقت تو ان تینوں کو اپنے پاس دیکھ کر
اس کا دل پر سکون سا ہو گیا تھا۔

اللہ آپ اپنی کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں سب سے پہلے مہزلہ نے اگے بڑھ
کر اس کی بھرپور دل سے تعریف کی تھی۔

ہاں بھئی خوبصورت تو لگنا ہی ہے کسی کے دل پر بجلیاں جو گرانی ہے زریش
نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تو عنایہ کا چہرہ بری طرح سے سرخ ہو گیا تھا۔

دیکھو دیکھو کیسے سرخ پڑ گئی ہے ابھی سے شر مار ہی ہے پتہ نہیں کمرے میں
اس کا کیا حال ہو گا زربش خانزادی نے اسے دوبارہ سے چھیڑا تو اس بار اس
کے چہرے پر روہانے سے تاثرات کو دیکھتے اور زلہ نے اگے بڑھ کر اسے اپنے
گلے سے لگاتے ہوئے زربش کو ڈانٹتے کہا تھا کہ چپ کر جاؤ ابھی سے اسے
تنگ کیوں کر رہی ہو۔۔

اچھا بھئی نہیں ڈانٹتی تمہاری لاڈلی بھابھی کو چلو بھئی اب چلو جلدی سے نیچے
اس سے پہلے کہ مورے اوپر ائے اور ہمیں ڈانٹنے لگ جائے زربش نے
جلدی سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اس نے بھی ہاں میں سر ہلا
کر عنایہ کو زربش اور مہزلہ کے حوالے کرتے خود اس کے پیچھے چل پڑی
تھی۔۔

یہ بچیاں ابھی تک نیچے کیوں نہیں آئی تقریباً دو گھنٹے پہلے میں انہیں تیار
ہونے کے لیے کہہ چکی تھی تاکہ وقت پر تیار ہو کر وہ لوگ فنکشن میں نیچے آ
سکے لیکن اب دیکھو اتنی دیر ہو گئی ہے لیکن ان لوگوں کے آنے کے اشار تک

نظر نہیں ارہے نائلہ بیگم نے شاملہ بیگم سے کہا وہ دونوں بھی اس وقت
سمپل سی شلوار قمیض پہنے نفیس سے دوپٹے کو سلیقے سے اپنے سر پر جمائے
چوڑا کیے جو لری پہنے ڈیسنٹ سے میک اپ کیے دونوں اس وقت
خوبصورت لگ رہی تھیں۔

پتہ نہیں میں تو خود پریشان ہوں پتہ نہیں اتنی دیر کیوں لگ گئی میں بلا کر
لائی ہوں اس سے پہلے کہ شاملہ بیگم حویلی کے اندر جاتی انہیں مہزلہ اور
زریش کے سائے میں چلتی عنایہ نظر آئی اور ان تینوں کے پیچھے اور زلہ بھی
دکھائی دی تھی ان بچیوں کو باہر اتادیکھ کر دونوں نے سک بھری سانس لی
تھی اور شکر ادا کیا تھا کہ وہ لوگ جلدی اتو گئی ورنہ اب اگر مزید لیٹ ہو جاتی
تو انہیں حویلی جانا پڑتا۔

شکر ہے تم لوگ اگئے ہو اتنی دیر لگا دیتے ہو کب سے تیار ہونے کے لیے کہا
تھانائلہ بیگم نے ان سب کو ڈانٹا اور انہیں جلدی جلدی سے انایا کو سٹیج پر

بٹھانے کے لیے کہا تھا کیونکہ اب سب رشتے داروں سے مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔

ہاں مورے اس میں ہماری کیا غلطی خوبصورت بھی تو لگنا تھا نا آخر بہن کی شادی جو تھی زرش خانزادی نے نائلہ بیگم کی طرف بڑھتے ہوئے ان سے اپنی تعریف بٹورنی چاہی اور اپنا فراق اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے چاروں طرف گھوم کر دکھایا تھا اور کہا تھا کہ چلیں مورے بتائیں کہ میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔

میری بیٹی کو کسی کی نظر نہ لگے وہ تو چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے نائلہ بیگم نے اپنی خوبصورت سی بیٹی کو دیکھا تھا جو ہمیشہ ہی تیار ہو کر سب سے پہلے ان کے پاس ہی آتی اور ان سے ہی اپنی تعریف کرواتی تھی نائلہ بیگم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے کہا کہ جلدی جاؤ وہاں پر سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور آرام سے چلنا کہی ہیل پہن کر گرنہ جاؤ۔۔

نائکہ بیگم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے دھیرے دھیرے سے لان کے بیچ میں چلتے سیڑج کی طرف قدم بقدم بڑھا رہی تھی بصیر خانزادہ نے دور سے ہی اسے اپنے مورے کے پاس دیکھ لیا تھا وہ کس طرح سے خوبصورت طریقے سے اپنے فرائد کو ہاتھوں میں لیے چاروں طرف گھوم کر اس کی مورے کو دکھا رہی تھی حالانکہ اسے تو اپنے شوہر کے پاس انا چاہیے تھا اپنی تعریف کروانے کے لیے لیکن خیر اس کی بیوی انوکھی تھی تو اس نے کام بھی انوکھے ہی کرنے تھے۔۔

بصیر خانزادہ زرم خانزادہ اور برلاس خانزادہ اور آرش خانزادہ نے ایک جیسے ہی وائٹ کلر کے کرتے پہن رکھے تھے ملیار خانزادہ نے بھی وائٹ کلر کا کرتا پہن رکھا تھا لیکن اس کے اوپر اس نے گرین کلر کا ویسٹ کوٹ بھی پہن رکھا تھا تاکہ اس کی تھوڑی بہت ہی صحیح پر عنایہ کے ساتھ میٹنگ ہو سکے۔۔

سب لڑکے بھی خوبصورتی میں اپنے آپ مثال نظر رہے تھے ان سب کے
چھوڑے جسم پھولے ہوئے مسلز اور سکس پیک کی وجہ سے نمایاں ہوتے
چھوڑے سینے سفید سے کرتے میں سب کے چھلک رہے تھے۔

اب سب سے پہلے تو سب بڑے اے اور ان لوگوں نے مہندی کی رسم کی
اب ساری ینگ جنریشن سٹیج پر کھڑے عنایہ اور ملیار کو چھیڑ رہے تھے ملیار
پر تو کوئی واضح فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا لیکن عنایہ کا تو سرخ ہو کر برا حال
ہو گیا تھا بظاہر اس کی آنکھوں سے بس آنسو چھلکنے کی دیر تھی اسے دکھ ہو رہا
تھا کہ ملیار خانزادہ کسی کو بھی چپ نہیں کروا رہا تھا حالانکہ اسے یہ پتہ تھا کہ
عنایہ کی اس وقت کیا حالت ہو رہی ہوگی لیکن سب ہی اسے چھیڑ رہے
تھے خاص کر کے زریش۔

مورے کو بلائیں پلیز میں کمرے میں جانا چاہتی ہوں میں تھک گئی ہوں
ملیار خانزادہ چھپ سپاٹ تاثرات کے ساتھ بیٹھا سب کو ہی دیکھ رہا تھا کہ
تبھی اسی روہانسی ہوتی آواز عنایہ کی سنائی دی تھی۔

وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا اس نے تو عنایہ کی طرف ایک پل کے لیے دیکھا بھی نہیں تھا وہ اس کی خاطر تیار ہوئی تھی اور ملیار خانزادہ نے اسے دیکھا نہیں یہ دکھ ہی ملیار خانزادہ کے لیے بہت تھا۔

اؤ میں تمہیں کمرے میں لے کر چلتا ہوں ملیار خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا لیکن نروٹے پن سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے عنایہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نہیں رکھا تھا کب سے سب اسے تنگ کر رہے تھے اب وہ خاصی جھجھلائی ہوئی تھی اسی لیے غصے میں اس نے ملیار خانزادہ کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔

میں خود چلی جاؤں گی اب بس مورے کو بلا دے اب کے باقاعدہ عنایہ کے اواز میں انسو کے امزیش بھی تھی ملیار خانزادہ چونکا تھا وہ رورہی تھی اور ملیار خانزادہ کو اس کی فکر نہیں تھی وہ تڑپ اٹھاتا ناراضگی ایک طرف بڑا سے بڑا گناہ بھی عنایہ خانزادی سے ہوتا تو ملیار خانزادہ اپنے دل سے لگا کر اسے اس کی غلطی کے لیے معاف کر دیتا ہے لیکن عنایہ اسے اس کی غلطی

کے لیے معاف کر دیتا ہے لیکن عنایہ ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں آنسو ملیار خانزادہ کو بالکل بھی برداشت نہیں تھے۔۔

ضبط کھوتے ہوئے وہ اٹھا اور ساتھ ہی بنا کسی کا بھی لحاظ کیے اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھایا اور لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے بنا کسی کی طرف دیکھ کے وہ عنایہ خانزادی کو حویلی کے اندر لے کر جا چکا تھا اسے اپنے پیچھے اپنے کزنز جیسے بھائیوں اور ساتھ ہی لڑکیوں میں سب سے اونچی آواز زریش کی ہو ٹنگ کرتے ہوئے سنائی دی تھی۔۔

سب بڑے منہ کھولے ملیار خانزادہ کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے سب کے چہروں سے صاف ہی واضح تھا کہ ان لوگوں کو ملیار کی یہ حرکت بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی لیکن کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عنایہ خانزادہ اس کے نکاح میں تھی نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور کو عنایہ خانزادی پر اتنا حق جتانے کا بالکل بھی حق نہیں تھا جتنا ملیار خانزادہ کا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا اور ساتھ ہی اسے اندر لے کر جاتے ہوئے واپس دروازہ اپنے پاؤں سے بند کر کے اسے لا کر صوفے پر بٹھایا تھا اس کے چہرے سی گھونگٹ نما پلو کو ہٹاتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا تھا اتنا خوبصورت بھی کوئی ہو سکتا تھا اس وقت ملیار خانزادہ کی دھڑکنوں میں ادھم سا مچ گیا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ عنایہ خانزادی پر اتنا ٹوٹ کر روپایا تھا کہ وہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی وہ بھی صرف اپنے مہندی والے دن ابھی تو کل اور پرسوں کی تیاریاں باقی تھیں۔۔

عنایہ کا چہرہ انسو سے تر تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کا پورا بدن لرز رہا تھا سب کے بیچ سے وہ اس قدر بے باکی سے کمرے میں اٹھا کر لایا تھا یہ سوچ کر ہی عنایہ کی حالت غیر ہو رہی تھی سب نہ جانے ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے اس کا پورا چہرہ انسو سے تر تھا اپنے چہرے کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے اس نے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھا تو وہ

اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا بری طرح سے سرخ پڑتے اس نے اپنی آنکھیں نیچے کر لی تھی۔۔

کیا ہوا میری جان رو کیوں رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے کیا ملیار خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تڑپ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بڑھتے ہوئے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔۔

رو مت یار کیا ہو گیا ہے مجھے بتاؤ تو صحیح کیا ہوا ہے عنایہ کو مزید ہچکیوں سے روتا دیکھ کر ملیار خانزادہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

اپ۔۔ اپن ناراض۔۔ ہیں۔۔ نا۔۔ مجھ۔۔ سے۔۔ بری طرح سے ہچکیوں کے درمیان عنایہ خانزادی نے صرف اتنا سا جملہ ہی کہا تھا اور وہ ملیار خانزادہ کی دھڑکنیں منتشر کر چکی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکالا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا سرخ سی آنکھیں بجا بجا سا چہرہ وہ اس وقت سیدھا ملیار خانزادہ کے دل کے تار چیر چکی تھی ملیار خانزادہ جھکا اور اس کے پنک کمر کے لپسٹک سے سب

ہو نوٹوں پر جھکتے قطرہ قطرہ کر کے اس کی سانسیں پینے لگا شدت سے جنونیت سے وہ اس پر جھکا اس کی سانسیں حلق میں گھونٹ گیا تھا۔

ملیار خانزادہ کا ایک ہاتھ اس کے کان کی لو کو سہلاتے ہوئے اس کی بیک گردن پہ گیا اور اس کی بیک گردن کو ملیار خانزادہ نے اپنی شہادت کی انگلی سے ٹریس کرتے اس کے گردن کو مٹھی میں بھر کے دبو چھا تو عنایہ کے پورے جسم میں سپارک سے اٹھے تھے اس کی پیٹ میں تتلیاں اڑ رہی تھی اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا عجیب سی سچویشن تھی اس کی دل لرز رہا تھا پتہ نہیں کیا ہو رہا تھا اسے۔

اپ کی بار ملیار خانزادہ اس کے ہونٹوں پر جھکا شدت سے اس کی سانسیں پینے کے ساتھ ساتھ اپنا ہاتھ اس کی بیک قمیض کے ڈوریوں میں الجھا گیا تھا ایک ہی جھٹکے سے اس کی کرتی کی ڈوری کو کپتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اس کی کرتی کو ڈیلا کرتے اس کے کندھے پر سے ہٹایا اور اب وہاں پر شدت سے اپنے دانت گاڑتے اسے سکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

عنایہ تور و نابھول کر اب بوکھلا کر اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی حالت
بگاڑنے میں لگا ہوا تھا عنایہ کی سانسیں بری طرح سے گڈمڈ ہوتی اس کی
نشیب و فراز کو واضح طور پر نمایاں کر رہی تھی۔۔

اب کی بار ملیار خانزادہ کا ہاتھ اس کے دل کے مقام پر رکتے اسی زور سے
سہلاتے ہوئے عنایہ کی سسکیوں کا باعث بنا تھا عنایہ بری طرح سے سسکتے
ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے اس کی شرٹ کو مٹھیوں
میں دبوچے ہوئے اس کی شدتوں کو برداشت کر رہی تھی لیکن عنایہ سے
اپنے دل کے مقام پر اس کے ہاتھوں کا لمس بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہا
تھا اس کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا اس کی انکھیں مدہوشی سے سرخ ہو
گئی تھی۔۔

مل ملیار ک کو کوئی آ آ جا جائے گا ااااا عنایہ نے بری طرح سے کانپتے ہوئے
اسے دور رہنے کے لیے کہا تھا اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی انہ جائے ملیار

خانزادہ نے اس کی بات سن کر اس سے دور ہوتے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔

اج تو روک رہی ہو لیکن کل تو بالکل بھی روک نہیں پاؤ گے اور تیار کر لو خود کو میری شدتوں کو سہنے کے لیے کل بالکل بھی کوئی بھی جھوٹ نہیں ملے گی تمہیں سمجھ رہی ہوں اور کل میں تمہارا بہانہ بھی نہ سنوں کہ کوئی اجائے گا کوئی اجائے گا شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے ان کی نمی کو چنتے ملیار خانزادہ نے اسے وان کیا تھا ساتھ ہی وہ اٹھا اور لمبے لمبے ڈاگ لیتے ہوئے اس کے کمرے سے نکل آیا تھا۔

ملیار خانزادہ اور زلہ کی باتوں پر یقین کرتے ہوئے کل اسے اپنے پاس بٹا کر خود سے ساری بات جاننا چاہتا تھا وہ اسے سمجھنا چاہتا تھا اور کل ہی ساری غلط فہمیوں کو دور کرتے وہ اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنا چاہتا تھا۔

انج رات میں بارات تھی حویلی میں پورے زور و شور سے بارات کی تیاریاں جاری تھی ایک طرف خانزادہ حویلی والے خوشیوں کی تیاریوں میں مگن رات میں بارات کی تیاری کرنے میں مصروف تھے تو دوسری طرف ان کے دشمن اپنی چال چلنے میں مصروف تھے۔

شام سے ہی پولروالی کو حویلی میں دوبارہ سے بلا لیا گیا تھا انج تو زربش کا پورا ارادہ تھا پولروالی سے تیار ہونے کے لیے ساتھ ہی ساتھ اس نے مہزلہ اور اورزلہ کو بھی کہہ دیا تھا کہ انج وہ تینوں بھی پولروالی سے تیار ہوگی اور اس وقت وہ چاروں عنایہ کے کمرے میں پورے زور و شور سے مصروف اپنی اپنی تیاریوں میں مگن تھی۔

مہزلہ اپنا پنک کھر کا باربی فرائک بیڈ پر رکھے اس وقت پولروالی کے سامنے بیٹھی اپنا میک اپ کروا رہی تھی اور اورزلہ بھی اس کے پاس میں ہی

بیٹھی موبائل میں مصروف ہدا کے ساتھ افس کے کچھ معاملات ڈسکس کر رہی تھی۔۔

اس وقت دو پولروالی تھی ایک تو عنایہ کو مسلسل تیار کرنے میں مصروف تھی تو دوسری مہزلہ کو تیار کر رہی تھی مہزلہ کے بعد زریش کا نمبر تھا اور زریش کے بعد کہی اور زلہ کا نمبر انے والا تھا تو ابھی اور زلہ کے پاس بہت ٹائم تھا وہ بھی بڑے چل انداز میں بیٹھی افس کے معاملات ڈسکس کر رہی تھی کیونکہ ابھی بارات میں کافی ٹائم تھا نوبے کا وقت تھا سب کو لان میں پہنچنے کے لیے اور ابھی صرف چھ ہی بج رہے تھے۔۔

زریش کی کمرے میں ایک طرف بیٹھی موبائل میں مصروف نظر آرہی تھی۔۔

چلیں آپ میرامیک اپ ہو گیا ہے اب اب اجائیں 20 منٹ گزرنے کی دیر تھی کہ زریش کو مخاطب کیا تھا مہزلہ نے اور خود وہ مرر کے سامنے جا کر کھڑی ہو کر اپنے میک اپ جائزہ لینے لگی تھی۔۔

ماشاء اللہ تم تو خوبصورت لگ رہی ہو اوج تو لگتا ہے کہ بارات میں کسی نہ کسی
لڑکے کو تمہارا بے ہوش کرنے کا ارادہ ہے دیکھو تو صحیح ابھی تو تم نے اپنا
باربی فرائڈ بھی نہیں پہنا اور تم پر اتنا ٹوٹ کر روپا رہا ہے اتنا روپ تو
عنایہ کو بھی نہیں آیا جس کی شادی ہو رہی ہے زریں نے مہزلہ کو چھیڑتے
ہوئے کہا تو بے ساختہ ہی عنایہ اور زلہ کی ہنسی نکلی تھی۔۔

آپی اب بھی مہزلہ نے اور زلہ کو ہنستے دیکھا تو روہان سے ہو کر کہا تھا زریں کی
تو کسی سے بھی جان نہیں چھوٹتی تھی وہ تو وہ سب کو ہی تنگ کرنے میں لگی
رہتی تھی کبھی عنایہ تو کبھی مہزلہ لیکن ہاں اور زلہ کے سپاٹ تاثرات کو
دیکھتے ہوئے اس نے اور زلہ کو کبھی بھی چھیڑا نہیں تھا۔۔

اچھا آپی کی جان نہیں ہستی میں چلو جاؤ جلدی سے کمرے سے اپنے جوتے
لے کر او تمہاری ہیل تم نے باربی فرائڈ کے ساتھ پہننے ہیں نا اور زلہ نے
اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو جلدی سے اس کا دھیان اس کے جوتوں کی
طرف دلوایا تھا تو مہزلہ نے بھی جلدی سے پھلک جھپکتے ہوئے اپنے آنسو کو

اپنے اندر اتار اور بھاگ کر عنایہ کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی پیچھے وہ تینوں اس کی جلد بازی کو دیکھ کر مسکرا کر رہ گئی تھی وہ واقعی میں ہی معصوم تھی ایک ہی پل میں کوئی بھی اسے ہنسا بھی سکتا تھا اور رُلا بھی سکتا تھا۔

اب کمرے میں دوبارہ سے خاموشی چھا گئی تھی اور زلہ اپنے موبائل میں مصروف تھی اور عنایہ اور زریش تو میک اپ کروانے میں مصروف نظر آرہی تھی۔

عنایہ کا تواج خوف سے برا حال تھا اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کمرے میں موجود سب کو اس کی دل کی دھڑکنے کی اوازیں بخوبی سنائی دے رہی ہوگی۔

کل ہی ملیار خانزادہ نے اسے واضح طور پر سختی سے تاکید کی تھی کہ کل اس کی ایک بھی نہیں چلے گی اور اج رات کو عنایہ کو لگ رہا تھا کہ وہ اپنی فل منمائی کرے گا اور اس کی بالکل بھی نہیں سنے گا اس کے نازک وجود کو وہ

الٹ پلٹ کر کے رکھ دے گا اسی لیے آنے والے وقت کو سوچ کر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو رہی تھی اس کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا اپنے پیٹ میں اسے تتلیاں اڑتی محسوس ہو رہی تھی نہ جانے آج اس کا کیا ہونے والا تھا اس کی ہتھیلیاں بار بار پسینے سے بھگی تھیں اسے بری طرح سے گھبرانے پر مجبور کر رہی تھی ملیر خان زادہ کا شدت زدہ لمس جنونیت زدہ انداز وہ کس طرح سے برداشت کرے گی آنے والے وقت کو سوچ کر اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔

مجھے لگتا ہے کہ آپ کچھ زیادہ ہی نروس ہو رہی ہے اور ڈر بھی رہی ہے اسی وجہ سے بار بار آپ کے ماتھے پر پسینہ آ رہا ہے پلیز آپ ریلکس کریں اگر اسی طرح آپ ڈرتی رہی تو میں آپ کا میک اپ نہیں کر پاؤں گی اس بار پولروالی نے عاجزاتے ہوئے عنایہ کو بول ہی دیا تھا تین مرتبہ وہ اس کے ماتھے کا پسینہ بے سے صاف کر چکی تھی جب بھی اس کے ماتھے پر پسینہ آتا تو اسے دوبارہ سے اس کے چہرے پر میک اپ لائی کرنا پڑتا تھا اس بار پولروالی نے عاجز

اتے ہوئے اسے ٹھوک دیا تھا پالروالی کی بات سن کر اور زلہ اور زریش بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

کیا میں پانچ منٹ عنایہ سے بات کر سکتی ہوں پلینز اور زلہ نے پالروالی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پوروالی نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا اسے یہ لڑکی ان سب میں تھوڑی سمجھدار لگی تھی کیا پتہ وہی عنایہ کو سمجھا سکے اور وہ ایزیلی اس کامیک اپ کر سکے ویسے بھی پانچ منٹ کی ہی بات تھی اور ابھی ٹائم بھی تھا اس کی بارات میں اسی لیے پوروالی نے بیڈ پر بیٹھ کر اسے اجازت دے دی تھی کہ اپ عنایہ سے بات کر سکتی ہیں۔۔

اور زلہ اس کے سامنے بیٹھی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اور زلہ کو محسوس ہوا کہ شاید وہ سچ میں ڈر رہی ہے اور اوپر سے وہ بری طرح سے نروس بھی ہو رہی ہے کیونکہ اس کی ہتھیلیاں ابھی بھی پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا ہے ڈر لگ رہا ہے مجھے بتاؤ اور زلہ نے نرمی سے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے نرمی کو دیکھتے ہوئے عنایہ کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔۔

عنایہ نے بے ساختہ ہی ہاں میں سر ہلایا تھا پتہ نہیں کیوں وہ اور زلہ کو اپنے دل کی بات بتا گئی تھی کہ اسے واقعی میں ہی آنے والے حالات کو سوچ کر ڈر لگ رہا ہے اور شاید یہ عنایہ نہیں جس بھی لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو آنے والے وقت کو سوچ کر اسے ڈر لگتا ہے یہ بات عام سی تھی۔۔

دیکھو میری جان اپ تو اپنے گھر سے کہیں باہر ہی نہیں جا رہی ہیں یہی سوچ کر اپنے دل کو مطمئن کرو تمہارے ماما بابا تمہارے بھائی سب ہی اسی گھر میں ہے تو تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے ویسے بھی اب میرا لانا اتنا بھی کڑوس نہیں ہے کہ تم اتنا ڈر رہی ہو اور زلہ نے اسے پیار سے سمجھایا اور آخر میں تھوڑی شرارت سے ملیار کے بارے میں بتایا تھا۔۔

عنا یہ کے چہرے پر مسکراہٹ بے ساختہ تھی ملبار تو واقعی میں ہی اسے
بہت پیار کرتا تھا لیکن پھر بھی وہ ایک لڑکی تھی اور انے والے وقت کو سوچ
کر اس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا وہ ڈر بھی رہی تھی اور اپنی نئی
شروع ہونے والی زندگی کے لیے فکر مند بھی تھی۔

میں جانتی ہوں کہ یہ وقت ساری ہی لڑکیوں کے لیے بہت ہی مشکل ہوتا
ہے بچپن سے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنا اور پھر ایک دم سے ایک ہی دن
میں اپ کی زندگی پلٹ جانا نکاح کے دو بول بول کر کسی شخص کو اپنے دل و
جان کا مالک بنانا جس کو اپ جانتے ہی نہ ہو پریشانی تو وہاں پیش آتی ہے کہ
جہاں اپ کو اپنے شوہر کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ ہو اس کے اعداد و
اطوار کے بارے میں کچھ بھی اندازہ نہ ہو وہاں اپ کو مشکل پیش آتی ہے
لیکن اب خود سوچو تم تو ایک ہی گھر میں رہ رہی ہو اور بچپن سے ہی تم ملبار
لالا کو جانتی ہو ان کا کس طرح سے نیچر ہے وہ کس بات پر غصہ ہوتا ہے کس
بات پر خوش ہوتے ہیں تمہیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہے تو تم تو بہت لکی

ہو یا اس کے لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ملیا رلا لا تو
بچپن سے ہی تمہیں اس گھر میں دیکھتے ارہے ہیں انہیں بھی تو اندازہ ہو گا نا
کہ ان کی بیوی کس طرح کی ہے ان کیس میں یہ بولنا چاہ رہی ہوں کہ تم
دونوں اگر ایک دوسرے کو بچپن سے ہی جانتے ہو تو ابھی تمہیں اتنا
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اللہ پر بھروسہ رکھو کچھ بھی نہیں
ہو گا اور اب اس ڈر کو دور بھگاؤ اور اپنے انکھوں سے انسو صاف کرو تمہارا
اٹی میک اپ خراب ہو جائے گا اور زلہ نے اسے نرمی سے ساری بات
سمجھائی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ اسے ٹوک بھی رہی تھی کہ وہ ابھی سے نہ
روئیں۔۔

اور زلہ کی بات سن کر عنایہ نے بے اختیار ہی گہری سانس ہوا کے سپرد کی
تھی اور ٹیبل پر سے ٹشو کو اٹھاتے ہوئے اپنی انکھوں کو صاف کیا تھا اب وہ
پر سکون تھی اور زلہ نے جو اسے باتیں سمجھائی تھی وہ اسے پر سکون کرنے
کے لیے کافی تھی وہ واقعی میں ہی ملیا کے بارے میں جانتی تھی اور ملیا

بھی اس کے بارے میں جانتا تھا تو اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی باقی تو ساری باتیں بعد کی تھی۔۔

چلو جلدی کرو لڑکیوں دیر نہ ہو جائیں ٹائم دیکھا ہے سات بج گئے ہیں اور صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے ہیں شاملہ بیگم اور نائلہ بیگم کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

ہاں ہاں مورے ہم بس تیار ہی ہو رہے ہیں زریش نے جلدی سے نائلہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا تو نائلہ بیگم نے مسکرا کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تھا۔۔

یہ کیا تم دونوں تیار ہو رہی ہو اور میری بیٹی کو چھوڑ رکھا ہے یہ تو بہت ہی بری بات ہے شاملہ بیگم نے اور زلہ کی طرف جاتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے اپنے گلے سے لگایا تھا اور زلہ کو ان سے ہمیشہ ہی مامتا کی خوشبو اتی تھی اور وہ ان کے گلے لگ کر ایک عجیب سا ہی سکون محسوس کرتی تھی۔۔

اوہو چچی اپ کی بیٹی بھی تیار ہو جائے گی پہلے دلہن کو تیار ہونے دیں ابھی تو
مہرلہ اٹھ کر گئی ہے اب میں تیار ہو جاؤں تو اس کے بعد ہی اور زلہ کا نمبر
ائے گازر لیش خانزادی نے اپنی چچی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اور زلا
کو محبت بھری نرم نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جس طرح سے ایک ماں اپنے
بچے کو دیکھتی ہے اور اس کے صدقے واری جاتی ہے۔۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن جلدی کرنا اور میری بیٹی کو بھول مت جانا اور میری
بات سنیں اپ میری بیٹی کو اچھا سا تیار کرنا اور راج تو اسے ریڈ کلر کی لپسٹک
ضرور لگانا میری بیٹی بھی تو نئی نئی دلہن ہے اور ویسے بھی وہ تو اتنی
خوبصورت ہے ریڈ کلر کے لپسٹک اس پر خوب ججے گی شائلہ بیگم نے پولر
والے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو نہ جانے کیوں لیکن اور زلہ بلش کر گئی
تھی اور اس کے گال بری طرح سے سرخ ہو گئی تھے۔۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ میری بہو کو کسی کی نظر نہ لگے نائلہ بیگم جلدی سے اگے
ہوئی اور اپنے پرس سے پانچ پانچ ہزار کے کافی سارے نوٹ نکالتے ہوئے

اس کے سر پر وار تے ہوئے ملازمہ کو آواز دے کر پیسے ان کے ہاتھ میں تمنا
چکی تھی۔۔

مورے میں بھی یہاں پر موجود ہوں زریش خانزادی نے نائلہ بیگم کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا نائلہ بیگم بھی مسکرا کر اس کی طرف بڑی اور اس
پر بھی بہت سارے پیسے کو وار تے ہوئے ملازمہ کو دے چکی تھی اب شائلہ
بیگم اور نائلہ بیگم دونوں عنایہ کی طرف متوجہ تھی اپنی چھوٹی سی بیٹی کو
دلہن کے روپ میں ڈھلتا دیکھ کر شائلہ بیگم کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔
نائیلہ کیا کر رہی ہو بچی اسی گھر میں ہی تو رہے گی اس لیے رونے دھونے والا
سین بالکل بھی نہیں کرنا شائلہ بیگم نے نائلہ کو ٹھوکا تو نائلہ نے بھی اپنی
آنکھوں سے آنسو کو صاف کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی طرف بڑھ کر اس کے
ماتھے پر بوسہ دیا تھا عنایہ کی آنکھوں میں بھی آنسو چمکے تھے اور وہ بنا اپنے
میک اپ کا خیال کیے اپنی ماں کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو
چکی تھی۔۔

پولروالی پھر سے گہرا سانس لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی اب تو عنایہ کا میک اپ اتنا خراب ہو گیا تھا کہ پولروالی کو عنایہ کا فیس واش کروا کر اس کے بعد دوبارہ نئے سرے سے میک اپ سٹارٹ کرنا تھا۔

عنایہ کو اس طرح سے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ کر شمائلہ بیگم اور زلہ اور زریش کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھی ایک بیٹی کے لیے کہا اسان ہوتا ہے اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑنا اپنے ماں باپ کے سائے تلے پوری زندگی رہنے کے بعد کسی اور شخص کے زندگی میں جانا ایک بیٹی کے لیے یہ لمحہ بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔

چلو بس کرو رو نابد کرو پچی کا سارا میک اپ ہی خراب کر دیا ہے شمائلہ بیگم نے دونوں کو الگ کیا اور عنایہ کے انسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اپنی معصوم سی بہو کی طرف دیکھا تھا جو میک اپ کے بغیر بھی خوبصورت ہی لگ رہی تھی۔

چلو اب جلدی سے تم سب لوگ تیار ہو کر ٹائم پر نیچے لان میں اجانا بارات
بھی لے کر جانی ہوگی کہیں جانا وانا تو نہیں ہے بس لیکن سارے خاندانوں
کی ڈیمانڈ ہے کہ انہیں عنایہ کو باہر سے چکر لگوا کر واپس حویلی لے کرانا ہے
اسی لیے جلدی کرو شائلہ بیگم نے ساری لڑکیوں کو تاکید کی اور ساتھ ہی وہ
نائلہ بیگم کے ساتھ ہوتے کمرے سے نکل کر نیچے کی طرف بڑھ گئی تھی وہ
دونوں تیار تھی تو ایک نظر ساری تیاریوں پر دوڑانے کے لیے وہ نیچے جا چکی
تھی۔۔

&&&&&&&&

عنایہ خانزادی فل ریڈی کھڑی اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ مرر
میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی وہ اس وقت فل ریڈ کلر کا بھری سالہنگ پہنے اس
کے ساتھ ہی شارٹ کرتی میں ملبوس تھی اس کے چہرے کے نقوش کو
میک اپ کر کے مزید خوبصورت بنا دیا گیا تھا ہونٹوں پر بلیڈ ریڈ کلر کی
لپسٹک آنکھوں پر ڈیسنٹ سائٹی میک اپ اور ساتھ ہی اس کے گالوں پر ریڈ

کلر کا بلش ان لگایا گیا تھا بھاری جولری کے ساتھ وہ اس وقت بے انتہا
خوبصورت لگ رہی تھی دلہن بننے کا اس اس پر ٹوٹ کر روپایا تھا اس کے
ہاتھوں کی مہندی بھی گہرا رنگ چھوڑ چکی تھی ہاتھوں میں بھر بھر کراج
ریڈ کلر کی چوڑیاں پہنی گئی تھی ساتھ ہی بالوں کو جوڑے میں قید کیے
دوپٹے کو سٹائل سے سجائے اوپر سے وہ گھونگٹ نماپلو بھی لے چکی تھی تاکہ
اس کا چہرہ اس کے محرم کے سوا کوئی بھی غیر مرد نہ دیکھ سکے۔۔

اور زلہ مہزلہ اور زریش بھی تیار کھڑی عنایہ کو نیچے لے کر جانے والی تھی
مہزلہ نے پنک کلر کا باربی فراک پہنا تھا اس کے ساتھ ہی اس نے وائٹ کلر
کے جوتے پہن رکھے تھے کیونکہ اینڈ ٹائم پر اس کی ہیل ٹوٹ گئی تھی جس
پر مہزلہ نے کافی واویلا بھی مچایا تھا اور تقریباً دھے گھنٹے تک تو وہ روتی رہی
تھی اس کا میک اپ بھی خراب ہو گیا تھا تو مجبوراً پالروالی کو اسے دوبارہ سے
تیار کرنا پڑا تھا۔۔

زربش اور زلہ بھی اآج ہلکے سے پیچ رنگ کی کرتی اور ساتھ ہی سترنگی لہنگی
میں ملبوس تھی ان دونوں نے اآج بھی ایک جسمیک اپ ہیر سٹائل
جیولری کپڑے پہن رکھے تھے وہ دونوں اآج بھی ٹوینز معلوم ہو رہی
تھی۔۔

چلو اب دیر ہو رہی ہے زربش نے اگے بڑھ کر عنایہ کو پکڑا اور ساتھ ہی
مہزلہ نے بھی عنایہ کی دوسری طرف اکر اپنی جگہ سنبھالی تھی اور زلہ اآج
بھی ان کے پیچھے ہی چل رہی تھی۔۔

لان کو اآج بھی نہایت ہی خوبصورت طریقے کے ساتھ سجایا گیا تھا بارات کی
ساری کی ساری ڈیکوریشن ہی چینج ہو کر رہ گئی تھی سیٹیج کو نہایت ہی
خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا اور حویلی کا لان کافی بڑے پیمانے پر بڑا
تھا اسی وجہ سے بیچ میں پارٹیشن لگا کر مردوں اور عورتوں دونوں کی جگہوں
کو الگ الگ کر رکھا تھا سارے خانزادے جتنے بھی ماڈرن زمانے میں تھے
لیکن پھر بھی پردے کا لحاظ انہوں نے لازمی رکھنا تھا۔۔

عناہ کو لا کر سیٹج پر بٹھالیا گیا تھا اور اب سب ہی تقریباً ملیار خانزادہ کی اینٹری کا ویٹ کر رہے تھے۔۔

پانچ منٹ کے بعد سیاہ پراڈو کی چار سے پانچ گاڑیاں بالکل لان کے احاطے میں اکرر کی تھی ساری لڑکیاں ہی اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہاں پر چھپ کر کھڑی سارے خانزادوں کی اینٹری کو دیکھ رہی تھی سب سے پہلے گاڑی کا دروازہ کھول کر زرم خانزادہ نکلا تھا اس نے وائٹ کلر کا کرتا پہن رکھا تھا اور ساتھ ہی اس پر بلیک کلر کا ویسٹ کوٹ پہنے اس کا دراز قد مزید نمایاں ہو رہا تھا پھولے ہوئے مسلنز کے ساتھ ہاتھوں میں برانڈڈ گھڑی پہنے اور ساتھ ہی برانڈڈ جوتوں کے ساتھ بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے زرم خانزادہ اپنی گاڑی کے پاس کھڑے ہو کر اپنے نمونوں بھائیوں کا انتظار کرنے لگا۔۔

زرم خانزادہ کے بعد آرش خانزادہ نکلا پھر برلاس اور سب سے آخر میں جا کر بصیر خانزادہ نکلا تھا چاروں ہی کھڑے ہو کر اب ملیار خانزادہ کے گاڑی سے

نکلنے کا انتظار کر رہے تھے چاروں نے تقریباً ایک جیسی ہی ڈریسنگ کر رکھی تھی اور چاروں ہی اس وقت بے انتہا خوبصورت اپنے ہاتھوں میں پسٹل پکڑے ملیر خانزادہ کے گاڑی سے نکلنے کا ویٹ کر رہے تھے۔

ابے نکل بھی جاتو دلہن ہے کیا جو نکلنے سے پہلے اپنی تیاری کو دیکھ رہا ہے یقیناً مان یہاں پر ہم نے کوئی بھی فوٹو گرافر کو کھڑا نہیں کر رکھا نکل جادو منٹ گزرنے کے بعد برلاس کے زبان میں کجلی ہوئی تو اس نے گاڑی کا شیشہ کھٹکھٹاتے ہوئے ملیر خانزادہ سے کہا تھا۔

اس کی بات سن کر زرم آرش اور بصیر نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی وہ یہاں بھی باز نہیں آ رہا تھا اور ملیر کو تنگ کر رہا تھا۔

ملیر خانزادہ نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ساتھ ہی برلاس کو گھوری سے نوازنا چاہا تھا لیکن اس کے بھائیوں نے اسے گھوری ڈالنے کی مہلت تک نہ دی ملیر خانزادہ کے گاڑی سے نکلنے کی دیر تھی کہ چاروں نے

ہی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل کا رخ آسمان کی طرف کرتے ہوئے گولیوں کی تر تراہٹ سے لان میں مزید شور برپا کیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے مسکرا کے ان چاروں کی طرف دیکھا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ چاروں خانزادے اسے اس قدر سر پرانز کریں گے وہ چھاروں اب اس کے سنگ ہی لان کے اندر داخل ہو گئے تھے۔

ملیار خانزادہ کو ان چاروں نے ہی سیٹج پر لا کر عنایہ کے ساتھ بٹھایا تھا بصیر اور آرش نے اگے بڑھ کر عنایہ کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا ان کی بہن انج پرائی ہو جانے والی تھی دونوں کے دل ہی بہت ادا اس تھے لیکن وہ لوگ خوش بھی تھے کہ وہ ان کے آنکھوں کے سامنے اسی گھر میں رہے گی۔

بصیر خان زیادہ کی نگاہیں بھٹک کر زرش خانزادی پر رکی تھی جو مسکراتے ہوئے موبائل ہاتھ میں پکڑے شاید ان کی اینٹری کی ویڈیو بنا رہی تھی۔ اس کے حسن کو دیکھ کر بصیر خانزادہ انج بھی اپنی جگہ حیران ہو کر رہ گیا تھا یہ لڑکی تو دن بدن خوبصورت ہی ہوتی جا رہی تھی اور وہ اس کے عشق میں

ڈوبتا ہی جا رہا تھا وہ اسے خوبصورتی سے اپنا اسیر بنائے جا رہی تھی اور وہ اس کا غلام بندہ بھی جا رہا تھا۔

کیا بات ہے آج تو کوئی بہت ہی خوبصورت لگ رہا ہے اور کسی کے دل پر بجلیاں بھی گرا رہا ہے بصیر خان زادہ نے اس کے پاس جا کر اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نہایت ہی دھیمی آواز میں اس کے کان میں سرگوشی نما آواز سے کہا تھا اور ساتھ ہی نہ محسوس انداز میں اپنی زبان نکال کر اس کی کان کی لو کو بھی چھوا تھا۔

زرباش خانزادی نے کرنٹ کھا کر اس کی طرف دیکھا بصیر خانزادہ کو دیکھ کر اسے غصہ آیا نہ جگہ کا لحاظ کرتا تھا اور نہ ہی محفل کا۔

بہت ہی خراب ہے آپ یہ کوئی جگہ ہے تمہاری اس طرح کے بے شرم حرکتیں کرنے کی زرباش خانزادی نے دانت پیستے ہوئے اسے کہا تھا۔
میں اس کی محبت کا حساب بھلا کیسے لگاؤں۔

باہوں میں گر کر کہتی ہے۔

اپ بہت خراب ہے۔۔     بصیر خانزادہ نے اس کے قاتل
روپ کو دیکھ کر ہاتھ بڑھا کر اس کے روئی جیسے گال کو چھوا اور ساتھ ہی شیئر
بھی گنگنا یا تھا۔۔

تمہیں کوئی اور کام نہیں ہے چیچپوری حرکتیں کرنے کے علاوہ زریش
خانزادی نے اس کی طرف غور کر کہا اور ساتھ ہی اس کی نظریں بصیر
خانزادہ کے ہاتھ میں پکڑے پسٹل کو دیکھ کر چمکی تھی۔۔

ایک بار مجھے بھی چلانے دو نہ پلیز بے بصیر خانزادہ اسے کوئی جواب دیتا کہ
زریش خانزادی نے اس کے ہاتھ میں پکڑی پسٹل کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے التجائے نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا وہ اس وقت بصیر خانزادہ
کو اس قدر کیوٹ لگی تھی کہ بصیر خانزادہ اسے بالکل بھی منع نہیں کر پایا تھا
اور بے ساختہ ہی ہاں میں سر ہلا کر اس کے ہاتھ میں پسٹل تمنائی تھی۔۔

کیسے چلاتے ہیں یہ تو بتاؤ میں کوئی پرو فیشنل توڑی ہوں پسٹل چلانے میں جو
بس ہاتھ میں تھمادی پسٹل کے باری وزن کو سنبھالتے ہوئے زریش
خانزادی نے بوکھلا کر بصیر سے کہا تھا۔

بصیر خانزادہ نے اس کی پیٹھ اپنی طرف موڑی اس کی پیٹھ کو اپنے سینے سے
لگاتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد سانپ کی مانند لپیٹا اور
دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا مے پسٹل پر رکھ کر آسمان کی طرف رخ کیا
اور ساتھ ہی دو فائر کیے تھے۔

بصیر خانزادہ نے فائر کرنے کے بعد زرش کی طرف دیکھا جو خوشی سے بس
ناچنے کے درپر تھی کہ اس نے پسٹل ہاتھ میں پکڑ کر فائر کیے ہیں۔
سارے ہی لان میں کھڑے لڑکیوں نے زرش خانزادی کی طرف دیکھا
تھا جو ہمیشہ لڑکوں کی طرح حرکتیں کر کر ساری ہی لڑکیوں کو حیران کر
دیتی تھی۔

یہ س۔ ل۔ ا۔ تو میری بہن کو اپنے جیسا بنائے گا زرم خانزادہ نے گولیوں کی
آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا تو زرش کے ہاتھ میں پستل کو دیکھ کر حیران ہوتے
ہوئے آرش سے کہا تھا آرش نے بھی مسکرا کر بصیر اور زرش کی طرف
دیکھا تھا جو دونوں بالکل اک اور پانی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ گھل
مل گئے تھے۔

آرش خانزادہ کی نظر بار بار بٹک کر اور زلہ کو ڈھونڈ رہی تھی اور زلہ تو کال
انے کی وجہ سے حویلی کے اندر گئی تھی اب دوبارہ سے لان میں اکرا س نے
اینٹری مس کر دی تھی۔

لان کے اندر داخل ہونے کے بعد وہ سیٹج پر اکر ر کی اور مہزلہ کی طرف دیکھا
جو برلاس کے سینے میں چہرہ چپائے ہوئے کھڑی تھی۔

اسے کیا ہوا ہے طبیعت ٹھیک ہے اس کی اور زلہ نے فکر مندی سے برلاس
کی طرف جاتے ہوئے اور مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ہاں ابھی ہماری گنڈی نماز ریش نے فائر کیے تھے تو بس یہ اسی سے ڈر گئی
تھی برلاس خانزادہ نے مسکرا کر زریش کی طرف اور پھر اپنی گڑیا کی طرف
دیکھا تھا جو اس کے سینے میں چھپی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

کیا ہوا یہ اسے یہ کانپ کیوں رہی ہے ملیار خانزادہ نے فکر مندی سے
سوئے سے اٹھ کر مہزلہ کی طرف بڑا تھا اور اسے برلاس کے سینے سے الگ
کرتے ہوئے اس کا چہرے ہاتھوں میں بھر کر پوچھا تھا۔

کچھ نہیں لالابس یہ ڈر گئی تھی اسی وجہ سے رو رہی ہے اور زلہ نے ملیار کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے واپس سے صوفے کی طرف
جانے کے لیے کہا تھا اور ملیار خانزادہ نے اپنی گڑیا کے انسو صاف کیے اس
کے ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد اسے چپ کر وایا اس کے بعد ہی جا کر وہ
صوفے پر بیٹھا تھا۔

کیسی ہو اور زلہ کے قریب جاتے ہوئے آرش خانزادہ نے اس سے فاصلہ
برقرار رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

اور زلہ نے بے ساختہ ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں پر آرش خانزادہ اپنی
ساحرانہ پرسنلٹی کے ساتھ کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا اور زلہ نے ہاں میں سر
ہلاتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو باہر آنے سے پہلے نظر کا ٹیکہ لگا لینا تھا کسی کی
نظر لگ گئی میری خوبصورت بیوی کو تو پھر کیا ہو گا آرش خانزادہ نے
شرارت سے اس کے خوبصورت سے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا اس کے
پٹانی نین نقش پر میک اپ اور ریڈ کلر کی لپسٹک اس کے بڑے بڑے
ہونٹوں پر اس کے قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ بے ساختہ ہی آرش
خانزادہ نے تھوک نگلتے ہوئے اپنے سوکھے ہوئے حلق کو تر کیا تھا۔

آرش کی بات سن کر اور زلہ کے گال مزید سرخ ہوئے تھے عرش نے اس
کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا وہ اس کے گال کو چھو نہیں
سکتا تھا ابھی آرش خانزادہ مزید کچھ بولتا کہ نائلہ بیگم نے اس کے پاس آکر
کہا تھا کہ رخصتی کرتے ہیں کافی دیر ہو گئی ہے سب لوگوں نے گھر بھی جانا

ہوگا آرش خانزادہ نے ہاں میں سر ہلایا اور زرم کی طرف بڑھتے ہوئے
اسے ساری بات سے اگاہ کیا تھا اور ساتھ ہی رخصتی کا شور بلند ہوا تھا۔
رخصتی کے وقت عنایہ پھوٹ پھوٹ کر اپنے بھائیوں کے گلے لگ کر روئی
تھی ساتھ ہی وہ اپنے بابا کے گلے لگ کر بھی خوب ساراروئی تھی سب کی
انکھیں ہی نم تھی واقع میں ہی یہ لمحہ بالکل بھی اسان نہیں ہوتا۔
ملیار خانزادہ نے بہت ہی ضبط سے خود پر قابو کر رکھا تھا اس لڑکی کی انکھوں
میں آنسو نہ جانے کیوں ملیار خانزادہ کے دل پر آگ کے جیسے برستے تھے اور
اس کا دل جل جاتا تھا بہت ہی مشکل سے سب سے الگ کرتے ہوئے ملیار
خانزادہ نے اسے اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا اور ساتھ ہی سب کو اگاہ کیا تھا کہ وہ
انجرات بالکل بھی حویلی انے کا ارادہ نہیں رکھتا اور وہ کہاں جا رہا تھا یہ بھی
کسی کو نہیں بتایا تھا اور بتائے بغیر ہی عنایہ کو لے کر وہ جا چکا تھا پیچھے سب
منہ کھولے ملیار خانزادہ کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے سب نے تو سوچ
رکھا تھا کہ عنایہ کو ایک چکر لگوا کر انیں گے اور اس کے بعد جب وہ واپس

ائیں گی تو بہت ساری رسموں کے ساتھ اسے ملیار خانزادہ کے کمرے میں
بھیجیں گے لیکن ملیار خانزادہ نے تو ایک دم ان سب کے وقت بدل دیا
جذبات بدل دیے سب ہی غصے سے ملیار خانزادہ کی اس حرکت کے بارے
میں سوچ رہے تھے جب کہ زرم اور آرش کے چہرے پر دہلی دہلی
مسکراہٹ سب نے محسوس کی تھی۔۔

&&&&&&&&

میری جان رونا بند کرو ابھی سے ہی کیوں چاہتی ہو کہ گاڑی میں ہی میں
خود پر سے ضبط کھو کر گولڈن نائٹ بیہیں پر منانا شروع کر دو ملیار خانزادہ کو
پتہ تھا کہ وہ نرمی سے بالکل بھی چپ نہیں کرے گی بلکہ اس کا ساتھ پا کر وہ
رونا شروع کر دے گی اسی لیے اسے چپ کرنے کے لیے دھمکی لگائی
تھی۔۔

اور اس کی دھمکی صحیح بھی ثابت ہوئی تھی اگلے ہی پل عنایہ خانزادی چپ ہو گئی تھی اب گاڑی تیزی سے روڈ پر دوڑتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد سوات کے ایک خوبصورت سے فلیٹ کے سامنے اکر رکی تھی۔

وہ جگہ بے انتہا خوبصورت تھی فلیٹ کے بالکل پاس نیچے ہی بہتا ہوا دریا کا پانی آس پاس ہر ابھر اسماحول تھا ملیار خانزادہ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور دوسری طرف اکر عنایہ خانزادی کی طرف کا بھی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھا کر فلیٹ کے اندر لے آیا تھا۔

عنایہ خانزادی کو صوفے پر بٹھا کر ملیار خانزادہ اس کے بالکل پاس ہی بیٹھا تھا اس کا گونگٹ نما پلو ملیار خانزادہ نے بے چینی سے پیچھے کرتے ہوئے اس کے چہرے کا طواف کیا تھا اور اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ملیار خانزادہ کو آس پاس کا سارا منظر ہی رکتا ہوا محسوس ہوا دریا کا بہتا ہوا پانی ایک جگہ پر بالکل سا گیا تھا۔

اتنی خوبصورت بن کر کیوں اتنی ہو مارنے کا ارادہ ہے کیا ملیار خانزادہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے دلفریب انداز میں اپنے لبوں سے چومتے ہوئے کہا تھا۔

عنایہ کی پوری باڈی میں سپارک سا ہوا تھا اور وہ چپ رہی تھی اس نے ملیار خانزادہ سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی۔

عنایہ میری جان میری طرف دیکھو ہم دونوں کے بیچ جو بھی غلط فہمی ہے اس کو ہم دونوں مل کر سالو کریں گے اپنی زندگی کی نئی شروعات کے بعد میں ایسا نہیں کہہ رہا کہ مجھے تمہارے جسم کی چاہ ہو رہی ہے یا پھر جلد بازی میں تمہاری بات نہیں سن سکتا لیکن یقین مانو ابھی جس قدر تم میرا ایمان ڈگمگا رہی ہو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم ساری بات مجھے بتاؤ گی اور میں سنوں گا ہی نہیں میرا دھیان بس تمہارے ہلتے چلتے ہونٹوں کی طرف ہی ہو گا اسی لیے بہتر ہے کہ ہم دونوں اپنی غلط فہمی کو صبح ہی ختم کرے ابھی

اس وقت صرف اور صرف میرے پاس اجاؤ ملیار خانزادہ نے بہکی ہوئی آواز
میں کہا اور ساتھ ہی اسے زور سے اپنی گلے میں بٹچ لیا تھا۔

عنایہ ملیار خانزادہ کے سینے پر اپنا سر رکھے اس کے جسم سے اٹھتے دل فریب
مہک اور فیوم کی خوشبو کو گہری سانس بھر کر اپنے اندر اتار رہی تھی انے
والے وقت کو سوچ کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

ملیار خانزادہ نے اسے زور سے اپنے گلے میں بٹچ رکھا تھا وہ اسے شدت سے
اپنے گلے سے لگائے اس کے سینے کی ناز کی اپنے سینے پر محسوس کرتا مزید
خود کو بہکا رہا تھا۔

عنایہ تو سرخ پڑتی اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی وہ کیا
ہی سانس کرتی ملیار خانزادہ کو۔

ملیار خانزادہ نے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور ساتھ ہی وہ اسے فلیٹ کے ایک
شاندار سے کمرے کے اندر لے کر داخل ہوا تھا اسے بالکل دروازے کے

پاس ہی اتار کر ملیار خانزادہ نے دروازہ بند کیا اور عنایہ کو دیکھا جو فلیٹ کے اس کمرے کو انکھیں پھاڑے دیکھنے میں مگن تھی۔۔

عنایہ کمرے کو دیکھنے میں ہی مصروف تھی جو بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا دروازے سے لے کر بیڈ تک سرخ گلاب کے پتیوں کو سجا رکھا تھا جہاں جہاں وہ قدم رکھتی وہاں پر سرخ پتیاں ہی تھی بیڈ کے چاروں کونوں پر بے انتہا خوبصورت سے ریڈ کلر بلون کے ساتھ ساتھ ریڈ فلاور بھی لگا رکھے تھے کمرے پر جگہ جگہ پورے دیوار پر سرخ پتیوں سے "ملیار کی عنایہ" لکھا ہوا تھا کمرہ بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا لائٹس اف تھی اور ڈم سی لائٹس کو ان کر رکھا تھا کمرے کا ماحول اس وقت فل رومانوی اور رومینٹک سا بنا ہوا تھا۔۔

کیسا لگامیری جان کو کمرہ ملیار خانزادہ نے عنایہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا ساتھ ہی اپنی زبان کو نکال کر اس کے کان کے گرد رومینٹک انداز میں پیرا تو عنایہ اپنی جگہ کھڑی کھڑی اچھل پڑی تھی۔۔

ابچ اچھا ہے۔۔

عنایہ نے بس اتنا سا ہی جواب دیا اور اب وہ کھڑی اپنی ہتھیلیوں کو صاف کر رہی تھی جو دوبارہ سے پسینے سے بیگ چکے تھے۔۔

ملیار خانزادہ نے اسے کنفیوز ہوتے دیکھا تو مسکرا کر اسے اپنے پاس کھینچا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے بدن کے ساتھ لگا کر ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھا کر کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھالیا تھا اور اب وہ ایک ایک کر کے اسے اس کی بھاری جیولری سے آزاد کر رہا تھا۔۔

جہاں جہاں ملیار کا ہاتھ لگتا عنایہ کے جسم پر عنایہ کے بدن میں سپارک سے اٹھتے بری طرح سے دل دھڑک رہا تھا اور اس کے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے انے والے وقت کو سوچ کر اس کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔

ڈر لگ رہا ہے میری جان کو ملیار خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے کان سے ایرنگز بھی نکالے تھے۔۔

عنایہ نے گھبراتے ہوئے ہائیں سر ہلایا تھا ملیار خانزادہ اب اس کے بھاری
ایرنگز کی وجہ سے سرخ پڑتے کانوں کو اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی
مدد سے سہلار ہاتھا۔

ڈر کیوں رہی ہو یار سچ مانو بالکل بھی درد نہیں دوں گا ملیار خانزادہ نے
شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے چل کر ناچا ہاتھا۔

لیکن اس کی بات سنتے عنایہ مزید ڈر گئی تھی خوف سے سہمی ہوئی آنکھوں
کے ساتھ وہ ملیار خانزادہ کی طرف دیکھ رہی تھی ملیار خانزادہ اس کی آنکھوں
میں ڈر کو بھانپتے ہوئے مسکرایا اور اس کی آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے کہا تھا
کہ میری جان کیوں پریشان ہوتی ہو جب میں تمہارے پاس ہوں تو۔

ملیار خانزادہ نے اب اس کا بھاری دوپٹہ بھی اس کے تن سے جدا کر لیا تھا
اب وہ اس کے گہرے ہوتے گلے کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز پر بے
باکی سے اپنے نظریں گاڑے ہوئے تھا اور اسے محسوس کرتے عنایہ کی
جان ادھی ہو رہی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اس کے بلڈ ریڈ کلر لپسٹک سے مزین ہونٹوں پر جھکتے بنا
اس کی سنیں شدت سے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کرتے ہوئے
اپنے دونوں ہاتھ اس کے کمر پر باندھ لیے تھے۔۔
عنایہ کی سانسیں بری طرح سے سینے میں اٹکی تھی ملیار خانزادہ کے ہونٹوں
کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے اس کی دل کی دھڑکنیں حد سے سواہو
گئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ تو آس پاس کا ہوش بلائے اس کے نرم پنکھڑیوں جیسے لبوں پر
جھکا جیسے پیچھے ہٹنا ہی بھول چکا تھا اس کے لبوں کو اپنی لبوں کی قید میں وہ اس
کی سانسوں پر اس طرح سے پہرا بٹھائے ہوئے تھا کہ عنایہ کو سانس لینے
کی مہلت تک نہیں دے رہا تھا۔۔

اس کے ہونٹوں کے ساتھ اپنے ہونٹوں کو لپٹائے ملیار خانزادہ نے اسے
اپنی گود میں اٹھایا اور اسے بیڈ کی طرف لے کر چل پڑا تھا بیڈ پر اسے لٹاتے

ہوئے وہ خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھا
جو پسینے سے تر گہری سانسیں لے رہی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اس کے گردن پر جھکا گردن پر اپنا شدت زدہ لمس بکھیرنے لگا
اس کی گردن پر جگہ جگہ گردن کے سکن کو اپنے لبوں میں بھر کر وہ اس
قدر شدت سے سک کرتا کہ عنایہ کی سسکیاں نکل جاتی اس کی پوری
گردن پر ملیار خانزادہ کی جنونیت سے سرخ دھبے بن گئے تھے اس کی پوری
گردن سرخ ہوئی پڑی تھی جگہ جگہ ملیار خانزادہ نے اس کی گردن کو لو
بائٹ سے بھر دیا تھا۔۔

عنایہ تو بری طرح سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے سسکیاں بھر
رہی تھی کمرے میں عجیب سا ہی ماحول بن گیا تھا ان دونوں کی سانسیں
بری طرح سے گڈ مڈ ہوتی کمرے میں گونج رہی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اپنے ہاتھ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر لے جاتے ہوئے
انہیں بری طرح سے سہلار ہاتھ اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس کے گردن کی

گہرائیوں پر جھکا اپنے لبوں کا بیگامس بھی چھوڑتا جا رہا تھا ملیار خانزادہ اس کے گردن کی گہرائیوں پر جھوکا اپنے لبوں کا لمس بکھیرتے بار بار اسے عنایہ کی شرٹ بیچ میں ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کی کمر پر ہاتھ لے جاتے ہوئے اس کی ڈوریوں کو ایک ہی جھٹکے میں یکپا تھا جس کی وجہ سے عنایہ کی پہلے سے ہی لوز شرٹ مزید اس کے کندھوں پر سے ڈھلک کر نیچے تک اچکی تھی۔۔

اب ملیار خانزادہ نے ذرا سا اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے اس کی شرٹ کو اس کے تن سے جدا کیا اور ساتھ دوبارہ اسے تکیے پر لٹاتے ہوئے اس پر سایہ فلگن ہوا تھا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے ملیار خانزادہ نے اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتے ہوئے بیڈ کی پشت سے لگایا تھا اور وہ جھکا اس کے گردن کی گہرائیوں پر لو بائٹ بنانے میں مصروف ہو چکا تھا۔۔

عنایہ کا حال تو اس وقت بہت ہی برا ہو رہا تھا اس کا دل دھڑک دھڑک کر باہر ہی ا رہا تھا عنایہ کو ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ اس کی سانسیں اگلے ہی پل تھم جائے گی مگر ملیار خانزادہ اس پر گہری گھٹاکی مانند چائے ہوئے اسے بے حد کبھی نرمی سے کبھی جنونیت سے کبھی شدت زیادہ لمس سے بوکھلائے ہوئے تھا۔

ملیار خانزادہ نے اس کے دودھیابدن پر چمکتے ہوئے ریڈ کلر کے سٹریپ میں اب اپنی انگلیاں الجھائی تھی بری طرح سے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو اپنے ہاتھوں سے سہلانے کے بعد اب ملیار خانزادہ کا اسے اس نازک پردے سے بھی ازاد کرنے کا ارادہ تھا کمر کے پیچھے ہاتھ لے جاتے ہوئے اس نے ایک ہی جھٹکے سے اس کے ریڈ کلر کے سٹریپ کی ہک کھول کر اسے اس نازک پردے سے بھی ازاد کر دیا تھا۔

عنایہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بری طرح سے دھڑکتے دل سے شرم سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

ملیار خانزادہ اس کی بند آنکھوں کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کی بند آنکھوں پر
لب رکھتے ہوئے اب کی بار ملیار اتنی شدت سے اس کی دھڑکنوں کے مقام
پر جھکا تھا کہ عنایہ حواس باختہ سی ہو کر اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا چکی
تھی۔۔

ملیار خانزادہ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکا اپنے دوسرے ہاتھ سے اس
کے دل کے مقام کو بری طرح سے سہلاتے ہوئے عنایہ کی سسکیوں کا
باعث بنا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو سرخ کرتے ہوئے چھوڑا
اور اب وہ اس کے ناف کے گرد اپنی زبان پیر رہا تھا عنایہ بری طرح سے
تڑپتے ہوئے پینک ہوتی ٹانگوں سے اسے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی
لیکن ملیار نے اسے ایک ہی جھٹکے میں سارے پردوں سے آزاد کرتے
ہوئے بے باک نگاہوں سے اس کی طرف گھورا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے خود کو بھی ہر پردے سے آزاد کرتے ہوئے اب اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھر کر نیچے ہاتھ لے جاتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سہلایا تو عنایہ بری طرح سے تڑپ کر اس کے ہونٹوں کو اپنے دانتوں میں لے کر چبا چکی تھی۔۔

ملیار مسکرایا تھا وہ اپنی جان کو تڑپتا ہوا دیکھ رہا تھا مزید اسے ترپانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے ملیار نے بیڈ کے ارد گرد اپنے دونوں ہاتھ جمائیں اور اس سے پہلے کہ وہ اس کی روح کی گہرائیوں میں شدت سے اترتا عنایہ کی انکھ سے انسو نکلے تھے۔۔

کیا ہوا جانم رو کیوں رہی ہوا بھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے ملیار خانزادہ نے اس کے انسو اپنے لبوں سے چنتے ہوئے کہا تھا عنایہ کا ڈروہ سمجھ سکتا تھا عنایہ کوئی پہلی لڑکی نہیں تھی جسے اپنی ویڈنگ نائٹ پر ڈر لگ رہا تھا عموماً ساری لڑکیوں کا یہی حال ہوتا ہے اور عنایہ بھی بری طرح سے ڈر رہی تھی کہ اسے درد ہو گا۔۔

میری جان ریلیکس ہو جاؤ درد ہو گا تھوڑا سا برداشت تو کرنا پڑے گا ناملیار
نے اسے ریلیکس کرتے ہوئے اس کے گال پر کس کیا اور ساتھ ہی اس کے
بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے ریلیکس کرنا چاہا تھا عنایہ خانزادی نے
بھی ہاں میں سر ہلا کر پرسکون ہوتے گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور ملیار
خانزادہ کی طرف دیکھا تھا۔

اپ کی بار ملیار نے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے اس لمحے بنایا
عنایہ کو سمجھنے کا موقع دیے شدت سے ایک ہی چھٹکے میں اس کی روح کی
گہرائیوں میں داخل ہوا تو عنایہ کی چیخ اس کے ہونٹوں میں ہی دب کر رہ گئی
تھی درد کے ضبط کو برداشت نہ کرتے ہوئے عنایہ نے ملیار کے ہونٹوں کو
اپنے دانتوں تلے چبا دیا تھا۔

ایک کے بعد ایک کر کے عنایہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے ملیار
خانزادہ بے حس و حرکت اس کے ہونٹوں کو نہایت ہی پیار بھرے انداز

میں چوم رہا تھا اور اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ
اسے درد ہو رہا ہو گا۔۔

میری جان تم ٹھیک ہو دس منٹ گزرنے کے بعد ملیار خانزادہ نے اسے
پوچھا تھا اس دوران ملیار خانزادہ چھوٹی چھوٹی سی کسز کرتے ہوئے عنایہ کو
ریلیکس کر رہا تھا کبھی اس کے گال پر کبھی گردن کے اوپر کبھی ناک پر کبھی
انکھوں پر کبھی گال پر اور کبھی اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیتے ہوئے وہ اسے
پیار بھرے انداز میں اپنی طرف سے منارہا تھا۔۔

عنایہ نے انکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اسے ٹوٹ
کر اپنے شوہر پر پیار ایا تھا جو اس وقت بھی اور مردوں کی طرح اپنی طلب
کے پیچھے نہ بھاگ تھا بلکہ اس کے درد کی انتہا کو دیکھتے ہوئے وہ رک کر اسے
پیار بھرے انداز میں منارہا تھا۔۔

عنایہ کو پر سکون ہوتے دیکھ کر ملیار نے نہایت ہی دھیرے دھیرے سے
اس پر اپنی شدتیں لٹانا شروع کی تھی۔۔

عنایا بھی پر سکون ہوتی اس کی کمر پر اپنے ناخنوں کو زور سے رگڑتی اس کی شدت برداشت کر رہی تھی کہ اچانک ہی ملیار خانزادہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو چھوا اور ساتھ ہی اس پر اپنی شدتوں میں اضافہ کر دیا تھا۔

عنایہ خانزادی نے بوکھلا کر اس کی طرف دیکھا تھا ملیار خانزادہ کا اس وقت قمقہ بلند ہوا تھا اور ساتھ ہی شدت سے اسے اپنی باہوں میں نیچتے ہوئے ملیار خانزادہ نے پورے ہی شدت کے ساتھ اس کی روح کی گہرائیوں میں داخل ہو کر اس پر اپنی ناختم ہونے والی شدتیں لٹانا شروع کر دی تھی۔

— — —

صبح کے تقریباً 12 بجے کا وقت تھا کہ کھڑکیوں سے اتنی دھوپ کی وجہ سے عنایہ خانزادی کی نیند میں خلل پڑا تھا ملیار خانزادہ نے دیکھا کہ دھوپ اس

کے چہرے پر پڑ رہی ہے اور وہ بے چین ہو رہی تھی دھوپ کی وجہ سے تو اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے تھوڑا اوپر رکھتا کہ اس کی جان پر اس کے ہاتھ کا !! سایہ بنا رہے اور وہ ڈسٹر ب نہ ہو اور وہ نیند اپنی پوری کر سکے۔۔

عنایہ کی نیند تقریباً پوری ہو چکی تھی اپنے ہاتھ پر سایہ بنے دیکھ کر اس نے گھبرا کر انکھیں کھولی تو ملیار خانزادہ کو اپنے پاس ہی پایا تھا ملیار خانزادہ اسے ہی دیکھ رہا تھا گھبرا کر انکھیں کھولنے پر ملیار خانزادہ نے جلدی سے عنایہ کا چہرہ اپنی طرف موڑا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر پرسکون ہو سکے اور وہ ہو بھی گئی !! تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے کل رات کے بعد اسے بالکل بھی نہ چھیڑا تھا وہ جانتا تھا کہ ابھی عنایہ کو پرسکون نیند کی ضرورت ہے اور اسے مزید درد بھی ہو گا اگر وہ اپنی طلب اور بھی مٹائے گا اسی لیے کل رات کے بعد سے عنایہ کو اس نے !! سونے دیا تھا اور اب 12 بجے جا کر عنایہ کی نیند بیدار ہوئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اسے خمار الودگی بھری آنکھوں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا
کمر ٹر سے دیکھتے اس کی سرخ سی گردن پر جگہ جگہ اپنے جنونیت کے
نشانات کو دیکھ کر ملیار خانزادہ کی آنکھیں دوبارہ سے اس کی قربت کی خمار
میں سرخ ہو رہی تھی لیکن خود پر ضبط کرتے ہوئے اس نے پلک چپکتے عنایہ
!! کو بیڈ پر بٹھایا اور ساتھ ہی وہ خود بھی بیٹھ گیا تھا۔

عنایہ نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا تھا کہ شاید اب وہ اسے سچائی جانے
کے لیے بے تاب ہے تب ہی اسے بٹھایا ہے گہری سانس ہوا کے سپرد
کرتے عنایہ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا ملیار
خانزادہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے لبوں سے چومتے
!! ہوئے جیسے اسے اپنی طے سے ریلیکس کرنا چاہا تھا۔

ریلیکس ہو جاؤ یار کانپ کیوں رہی ہو میں کچھ تھوڑی نہ بول رہا ہوں بس جو
بھی ہوا تم مجھے کھل کر بیان کر دو اس سے اگے میں تمہیں کچھ بھی نہیں
بولوں گا اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو ملیار خانزادہ نے ہاتھ میں لیتے

ہوئے عنایہ سے کہا تھا وہ ہنوز کانپ رہی تھی ملیار خانزادہ کو اس کا کانپنا
!! پریشان کر رہا تھا۔

چلو ٹھیک ہے اگر تم کمفر ٹیبل نہیں ہو اور نہیں بتانا چاہتی تو نہ بتاؤ لیکن کم از کم
ڈرو تو مت ملیار خانزادہ نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا
اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ڈر دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ کو بالکل بھی اچھا
نہیں لگا تھا وہ اس سے محبت کرتا تھا اور اسے اپنے ساتھ کمفر ٹیبل فیل کروانا
چاہتا تھا یہ تو اس نے کبھی بھی نہیں چاہا تھا کہ اس کی محبت اس کے پہلو میں
ہو نئی زندگی کی شروعات کرنے کے بعد پہلی صبح ہو اور وہ اپنی محبت کے
!! آنکھوں میں اپنے لیے ڈر دیکھے۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ میں اپ کو اج ہی سب۔۔ کچھ بتاؤں گی اگر۔۔ اگر۔۔
اپ۔۔ اپ۔۔ ک۔۔ کسی اور سے پتہ چلا تو اپ۔۔ کو زیادہ ہرٹ۔۔
ہو گا اسی لیے۔۔ عنایہ نے کسی بھی طرح سے اپنے کانپتے ہوئے لہجے میں
ملیار خانزادہ کو آگاہ کیا تھا کہ وہ اسے ساری بات اج ہی بتانا چاہتی ہے خود میں

ڈھیر ساری ہمت پیدا کرتے ہوئے عنایہ نے ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں
!! دیکھا تھا۔

ٹھیک ہے میری جان بتاؤ لیکن ریلیکس ہو جاؤ ملیار خانزادہ ہنوز اپنا ہاتھ اس
کے گال پر رکھے اپنے انگوٹھے سے اس کے مومی گال کو اہستہ اہستہ سے
سہلارہا تھا جہاں پر اس کے دانتوں کے نشان واضح طور پر اس کے مومی
!! سفید سے گال پر نظر آرہے تھے۔

دو سال پہلے جب آر ش لالانے میرا ایڈ مشن میڈیکل کالج میں کروایا تھا
تب وہ میرا پہلا دن تھا میں اپنے پہلے ہی دن بہت ہی زیادہ نروس تھی سچ مانو
تو میں بہت ہی ڈر رہی تھی کہ پتہ نہیں کیا ہو گا کیونکہ انٹرنیٹ میں اس
مشہور کالج کے بارے میں میں پڑھ چکی تھی کہ وہاں پر کس طرح سے
!! لڑکیوں کی ریگنگ کی جاتی ہے۔

اپنے پہلے ہی دن جب میں کالج کے اندر داخل ہوئی تو ایک لڑکوں اور
لڑکیوں کے گروپ نے مجھے گہرا تھا میں نہیں جانتی کہ انہوں نے مجھے

معصوم یا پھر بیوقوف سمجھ لیا تھا یا پھر کچھ اور لیکن میں ڈر رہی تھی کہ اب وہ لوگ مجھے کچھ عجیب ساٹاسک دیں گے اور ڈر کے مارے مجھے وہ کرنا بھی پڑے گا لیکن حیرت مجھے تب ہوئی جب ایک بولڈ سی لڑکی نے جس نے چھوٹا سا ٹاپ اور شرٹ ویئر کی تھی اس نے مجھے دوستی افر کی اور کہا کہ تم !! ہمارے گروپ میں شامل ہونا چاہو گی۔۔

مجھے بہت عجیب سا لگا تھا میں اس کی دوستی قبول نہیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن میرے دل کے اندر کہیں نہ کہیں ڈر بھی تھا مجھے تھا کہ اگر یہ لوگ پوری کالج کے لڑکیوں اور لڑکوں کی رینگ کرتے ہیں تو اگر میں ان کی دوست ہوں گی تو میں ان کی رینگ سے بچی رہوں گی میرے ساتھ ساتھ حیرت سے اس لڑکی کو اس کے گروپ کے فرینڈز بھی عجیب طرح سے گھور رہے تھے کہ وہ مجھ سے دوستی کیوں کرنا چاہ رہی ہے خیر میں نے بھی کانپتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اس کی دوستی کی افر کو قبول کیا تھا !! لیکن دل میں ڈر کی وجہ سے۔۔

اور پھر دوستی کر لینے کے بعد وہ لوگ مجھے ہر چیز میں گائیڈ کرتی رہیں کلاس
کس طرف ہے کون سی کلاس کس ٹائم پر ہونی ہے کون سے سر کا کس طرح
سے نیچر ہے اور کون کون سے سبجیکٹ میں کون کون سا بچہ اچھا ہے ساری
باتوں سے انہوں نے مجھے آگاہ کیا تھا حتیٰ کہ میں ڈیلی کالج جاتی تھی تو
وہ لوگ ڈیلی ہی کالج کے گیٹ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہوتے تھے پورا
گروپ ہی اور میں حیران ہوتی تھی اہستہ اہستہ مجھے بھی ان کی دوستی کی
عادت سی ہو گئی تھی اب مجھے جو کوئی بھی پریشانی ہوتی تو سب سے پہلے وہ
گروپ میرے سامنے کھڑا ہوتا تھا اور یہ ایک عام سی بات ہے کہ اگر کوئی
فرد پریشانی میں اپنی مدد کرتا ہے تو آپ دل سے اس کے احسان مند یا پھر
شکر گزار ہوتے ہیں اور میرے ساتھ بھی یہی ہوا کالج میں کوئی بھی پریشانی
!! اتنی تو وہ گروپ ہمیشہ ہی میرے ساتھ کھڑا رہتا۔

ایک دن جب آپ مجھے کالج چھوڑنے گئے تو وہ لوگ گیٹ پر ہی کھڑے میرا
انتظار کر رہے تھے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تھا اور میرے کالج کے اندر

جانے کے بعد ان سب لوگوں نے مجھے گھیر لیا تھا اور سبھی مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ اپ کون ہیں میں نے بھی شرما کر کہا تھا کہ اپ میرے شوہر ہیں لیکن ابھی ہماری رخصتی نہیں ہوئی اور جب سب لڑکیوں نے یہ سنا تو سب کافی حیران بھی ہوئی تھی اور میں چھوٹی تھی لیکن نہ سمجھ نہیں تھی کسی کسی کے چہرے پر مجھے حسد بھی نظر آ رہا تھا شاید ان سب لڑکیوں کو اپ کو زیادہ ہی ہینڈ سم لگے تھے اسی لیے تو مجھے عجیب عجیب سی باتیں سکھانے لگی تھی۔۔

اور پھر تو یہ جیسے معمول ہی بن گیا تھا وہی ان کے گروپ کی ایک بولڈ سی لڑکی جس نے مجھ سے دوستی کی تھی وہ مجھے عجیب عجیب سی باتیں سکھاتی رہتی کہ تم لوگوں کی حویلی قید ہے اور تمہارے ماں باپ نے تمہیں چھوٹی ہی عمر میں ابھی سے ہی رشتے میں باندھ لیا ہے اور تمہیں تمہارے شوہر کے حوالے کر دیا ہے یہ عمر تو لڑکیوں کی کھل کر جینے کی ہوتی ہے وہ کالج جاتی ہے بوائے فرینڈ بناتی ہے رات بھر ان سے باتیں کرتی ہے چیٹنگ

کرتی ہے ویڈیو کال پر باتیں کرتی ہے انہیں طرح طرح کی تصاویر اور انہیں
طرح طرح کی ویڈیوز وغیرہ سینڈ کرتی ہے اور ابھی سے تمہارے ماں باپ
نے تم پر ایک پابندی سی عائد کر دی ہے کہ تم اپنی لائف میں انجوائمنٹ
!! بالکل بھی نہیں کر سکتی۔۔

ان لڑکیوں کی باتیں سن کر مجھے حیرت بھی ہوتی تھی کہ نہ جانے کس طرح
کی وہ لڑکیاں ہیں جو ایسی حرکتیں کرتی ہوگی خیر میں کافی حیران بھی رہتی
تھی وہ کہتے ہیں نا کہ اگر آپ سخت سخت پتھر پر بھی مسلسل ہنوز چھوٹے
سے پتھر سے بھی وار کرو گے تو اس پتھر میں ایک نہ ایک دن دراڑ پڑ ہی
جائے گی اور وہی میرے ساتھ بھی ہوا تھا ان لڑکیوں کی طرح طرح کی
باتیں سن کے اور انہیں پورے کالج میں ہر دوسرے دن کسی دوسرے
لڑکے کے ساتھ دیکھ کر مجھے بھی ان کی جیسے ہی عادت لگ گئی تھی وہ بڑے
کہتے ہیں نہ کہ ہمیشہ دوستی ایسی لڑکیوں سے کرنا جن کی صحبت اچھی ہو ورنہ

اگر آپ برے صحبت والے لڑکیوں سے دوستی کرو گے تو آپ ان کے

!! صحبت میں برے بن جاؤ گے اور میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

عنایہ خانزادی نے اتنی بات بتا کر گہری سانس لی تھی اور اپنی آنکھوں سے
آنسو صاف کیے تھے وہ لمحہ کتنا تکلیف دے تھا ج بھی یاد کرتے اس کے آنسو

آنکھوں سے جاری تھے ملیار خانزادہ بھی اسے بناٹو کے چپ چاپ اس کی

باتیں ضبط کیے سن رہا تھا غلطی کہیں نہ کہیں اس کی بھی تھی کیونکہ کالج

جانے کے بعد سے ملیار نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ اپنی

پڑھائی پر کنسنٹریت کرے اور اس کی وجہ سے وہ ڈسٹرب نہ ہو لیکن ملیار

کو کہا اندازہ تھا کہ وہ بری صحبت کی لڑکیوں کے جال میں پھنس چکی

!! ہے۔۔

پھر میری پاکیزگی کا اللہ گواہ اس سے پہلے کہ عنایہ خانزادی اپنی پاکیزگی کے

حوالے سے ملیار خانزادہ سے کچھ کہتی ملیار خانزادہ نے اس کے ہونٹوں کو

اپنے لبوں میں قید کرتے ہوئے نہایت ہی رومینٹک انداز میں چومتے
!! ہوئے اسے جیسے اگے کی بات کرنے سے باز رکھنا چاہا تھا۔

عناہ تو اس اچانک افتداد پر بری طرح سے حواس باختہ سے ہوتی اس کی
شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوج چکی تھی جبکہ اس نے ملیار خانزادہ کو بالکل
بھی روکنے کی کوشش نہ کی تھی ملیار خانزادہ ہنوز جھکا اس کے ہونٹوں کو خود
سے سیراب کرنے کے بعد پیچھے ہوا اور اسے دیکھا جو اپنی سانسیں ہموار کر
!! رہی تھی۔

میری جان تمہیں اپنی پاکیزگی کا ثبوت دینے کی مجھے بالکل بے ضرورت
نہیں ہے تم پاک صاف ہو اور صرف میری عناہ ہو صرف اور صرف
"ملیار کی عناہ" اسندہ میں تمہارے منہ سے تمہاری پاکیزگی کے حوالے
سے ایک لفظ بھی نہ سنو تم کتنی پاک ہو یہ بات مجھے کل رات ہی پتہ چل گئی
تھی اور اس بات سے تم بھی واقف ہو کہ چاہے جتنا بھی بڑا حادثہ ہوا تھا
ہماری زندگیوں میں دو سال پہلے میں نے کبھی بھی تمہاری پاکیزگی پر کوئی

بھی سوال نہیں اٹھایا تھا میری محبت یا پھر میرا عشق اس بات کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ محبوب کے کردار پر انگلی اٹھائے اور اس کے منہ سے اس کی پاکیزگی کی گواہی سنے "وہ عشق ہی کیا جس میں اپ اپنے محبوب پر بھروسہ!! یا پھر اعتبار نہ کرتے ہو"۔۔

عنایہ خانزادی نے ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں اس کے لیے محبت، عقیدت، عزت، مان، اعتبار، عشق کے سارے جذبے دیکھنے کو ملتے تھے عنایہ خانزادی جتنا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا وہ خود کو دنیا کے خوش!! قسمت ترین لڑکی سمجھتی تھی جسے ملیار خانزادہ ملا تھا۔۔

!! عنایہ خانزادی نے ہاں میں سر ہلایا اور اگے بولنا شروع ہوئی تھی۔۔ پھر ایسا ہوا کہ اس گروپ میں جتنے بھی لڑکے تھے کالج کے شروع دن سے ہی میں گروپ کے کسی بھی لڑکے سے سلام دعا تک نہیں کرتی تھی میری!! دوستی بس لڑکیوں تک ہی محدود تھی۔۔

پھر اچانک سے ایک دن ایسا ہوا کہ جب میں کالج کے گیٹ تک پہنچی تو ہمارے گروپ کا ہی ایک لڑکا ہاتھوں میں ریڈ کلر کا فلاں اور چاکلیٹ پکڑے گھٹنا زمین پر رکھے پروپوز کرنے والے انداز میں بیٹھا تھا مجھے اس پر ہنسی بھی بہت آئی تھی اور جا کر اپنے گروپ کی لڑکیوں کے ساتھ کھڑی ہو چکی تھی لیکن وہ سب بھی دبی دبی مسکراہٹ سے میری طرف ہی دیکھ رہی تھی میں حیران تھی کہ نہ جانے کیا ہو گیا ہے لیکن اگلے ہی پر میری حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی جب وہ لڑکا گیٹ کے پاس سے اٹھ کر دوبارہ سے میرے سامنے زمین پر اپنا ایک گھٹنا رکھے بیٹھا اور ساتھ ہی وہ فلاں اور چاکلیٹ میری طرف بڑھا کے مجھے پروپوز کرنے لگا میں تو اپنی جگہ بالکل سٹل حیرت کے مارے پلک جھپکنا بھی بھول چکی تھی مجھے بالکل بھی یقین نہیں رہا تھا کہ وہ لڑکا مجھے پروپوز کر سکتا ہے کیونکہ میں سب کے سامنے ہی اپ کے اور اپنے رشتے کی حقیقت سب پر واضح کر چکی تھی کہ میرا اپ سے

نکاح ہو چکا ہے اس کے باوجود بھی وہ لڑکا مجھے پروپوز کر رہا تھا تو میری
!! حیرت کی انتہا ہونی تو بنتی تھی۔۔

پھر یکایک میرا ہاتھ اٹھا تھا اور اس لڑکے کے گال پر نشان چھوڑ چکا تھا مجھے
اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی بالکل بھی اندازہ نہیں تھا لیکن میں اس پر ہاتھ
اٹھا چکی تھی اور اس کے فلاں اور چاکلیٹ کو بھی زمین پر پھینک کر وہاں سے
غصے میں اپنی کلاس میں جا چکی تھی میرے اندر اتنا غصہ تھا کہ مجھے لگ رہا تھا
کہ نہ جانے میں کیا کر بیٹھوں کیوں کہ مجھے اس بات پر غصہ تھا کہ جب
انہیں پتہ تھا کہ میں نکاح شدہ ہوں تو پھر پروپوز کرنے کی کیا تکبنتی تھی
اس وقت میں اپنے دل کے اندر بہت زیادہ ڈری ہوئی ہوئی تھی کہ میں نے
کچھ غلط تو نہیں کر دیا اور میں نے اکثر انٹرنیٹ پر بہت ایسی کہانیاں پڑی ہیں
کہ کوئی لڑکا اپ کو پروپوز کرے اور اسے سب کے بھی تھپڑ مار دے تو
وہ اسے انتقام لیتا ہے اور اسی بات کو سوچتے ہوئے میرا دل بھی شدت

گھر سے دھڑک رہا تھا اور اس دن بنا کسی کو مخاطب کیے بنا کلاسز لیے میں
!! پہنچ چکی تھی۔۔

اس دن کے بعد پھر مجھے شدت سے بخار چڑھا تھا جس کی وجہ سے میں ایک
ہفتہ کالج بھی جا نہیں پائی تھی اور ایک ہفتہ بعد جب میں دوبارہ سے کالج گئی
تو میں ڈری ہوئی تھی لیکن کالج کے اندر جانے پر ہنوز پہلی دن کی ہی طرح
وہ سارے گروپ والے گیٹ وہی کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے مجھے لگا
تھا کہ اب سب مجھ سے دوستی توڑ لیں گے لیکن پھر بھی ایسا نہیں ہوا تھا اور
حیرت ہوئی جب وہ لڑکا خود میرے پاس آکر مجھ سے معافی مانگنے لگا تو میرا
دل بھی مطمئن ہو گیا تھا اور میں نے بھی اسے معاف کر کے اس ٹاپک کو
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا تھا لیکن اپنی طرف سے میں نہیں جانتی تھی
کہ کہانیوں میں ہوئی وہ بات میرے ساتھ بھی سچ ہونے والی ہے اور وہ لڑکا
!! اچھا بن کر مجھ سے انتقام لینے والا ہے۔۔

پھر وہ پارٹی کی رات آئی تھی جو ہمارا ایک سال پورا ہونے کی وجہ سے ہم سے
جو نیڑے ہمیں پارٹی دی تھی میں جانتی ہوں کہ ایک ایک سال کے
عرصے میں میں نے آپ کو بہت ہی اگنور کیا اور ہمیشہ ہی جب بھی آپ کا
کرتے تو میں کٹ کر دے دیتی تھی اور آپ سے اپنی پڑھائی کا بہانہ بناتی تھی
اور ساتھ ہی ساتھ نہ میں آپ کے ساتھ کالج جاتی تھی اور نہ ہی واپس آتی
تھی بلکہ اب جہاں کبھی بھی ہوتے تو میں وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی کیونکہ
کہیں نہ کہیں ان لڑکیوں کی باتوں کا اثر مجھ پر ہو رہا تھا جو کہہ رہی تھی کہ
میرے ماں باپ نے مجھے ایک ایسے بندے کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ مجھے
کبھی بھی کھل کر اپنی زندگی جینی نہیں دے گا اور یہ عمر میری انجوائمنٹ کی
ہے اسی وجہ سے میرا دل آپ کی طرف سے بھی برا بن گیا تھا اور میں آپ
کے ساتھ بھی برا کر بیٹھی تھی اپنے دوستوں کی وجہ سے میں آپ کو بھی
اگنور کر بیٹھی تھی اور ہمیشہ ہی آپ سے بد تمیزی سے پیش آتی تھی اور آپ کو
!! اپنے قریب بالکل بھی آنے نہیں دیتی تھی۔

اور پھر وہ پارٹی کی رات جو آپ مجھے لینے آئے تھے وہ کچھ ایسی رات تھی کہ وہ ریڈ فلاور اس لڑکے نے ہی مجھے میرے ہاتھ میں تمائے تھے وہ اس دن کسی اور لڑکی کو پروپوز کرنے والا تھا اور میرا یقین مانے وہ فلاور میں نے بس !! اپنے ہاتھ میں پکڑے تھے میرا ان سے کوئی بھی لینا دینا نہیں تھا۔

آپ آئے آپ نے مجھے دیکھا وہ سچویشن ہی کچھ ایسی بن گئی تھی کہ جیسے وہ لڑکا مجھے پروپوز کر رہا تھا اور میں اس سے وہ فلاور لے کر اسے پروپوزل کے لیے ہاں بول چکی ہوں لیکن ایسا بالکل بھی نہیں تھا۔

جب آپ نے مجھے ایسے دیکھا تھا تو مجھے بہت ہی برا لگا تھا میں آپ کے پیچھے آنے ہی والی تھی آپ کے پاس یقین جانیں مجھے احساس ہوا تھا کہ محرم کی قربت میں جو سکون ہے وہ کہیں بھی میسر نہیں ہے آپ کا دل دکھا کر کہیں نہ کہیں میرا دل بھی ادا اس سار ہتا تھا کیونکہ ایک عرصے تک آپ کو تنگ کرنے کے بعد آپ خود بھی میری طرف پہل نہیں کرتے تھے جہاں میں ہوتی آپ وہاں پر اتے ہی نہیں تھے نہ کال نہ میسجز نہ میرے قریب آنا

نہ میرے کمرے میں انانہ مجھے پہلے جیسے تنگ کرناپ نے سب کچھ ترک
کر دیا تھا جس کی وجہ سے میرا دل اداس سا رہتا تھا اور ایک عجیب سی بے
چینی میں میں مبتلا رہتی تھی جیسے کہ میرے جسم کا ایک حصہ ہی کہی کھو گیا
!! ہو میں نہیں جانتی تھی کہ اس حصے کو میں نے خود ہی ناراض کر دیا تھا۔

اپ کے پیچھے اس دن آنے کے بعد وہ میرا آخری دن تھا ان لڑکیوں کے
ساتھ اس کے بعد سے میں نے زیادہ تر کالج جانا ہی ترک کر دیا تھا اور ساتھ
ہی ان لڑکیوں سے میں نے دوستی بھی توڑ دی تھی کیونکہ ان کی صحبت ہی
ایسی تھی کہ ان کا اثر مجھ پر بھی ہو رہا تھا تو میں نے ان سے دور رہنا بھی بہتر
سمجھا اگر کبھی کبھار میں کالج جاتی بھی تو میں ان سے الگ الگ رہتی سب
میرے پاس آتے مجھے دوبارہ سے ورغلانے والی بات ایک کرتے تو اسی لیے
میں نے کالج جانا ہی ترک کر دیا تھا اب میں گھر میں ہی پڑھتی ہوں ان لائن
کلاسز لیتی ہوں لالا سے میں نے بات کی تھی انہوں نے پرنسپل سے کہہ دیا
تھا کہ ہم انہیں ان لائن کلاسز دے لیا کریں گے لیکن یقین جانیں مجھے

کیمسٹری اُج بھی سمجھ میں نہیں اتی ساری بات بتانے کے بعد عنایہ خانزادی
کادل بالکل ایسے ہوا جیسے اس کے اوپر سے سوات کا ایک بڑا سا پہاڑ کسی نے
!! سر کا دیا ہو۔۔

ملیار خانزادہ جو اس کی پوری بات نہایت ہی ضبط سے سن رہا تھا اس کی آخری
کیمسٹری والی بات پر ملیار خانزادہ کادل فریب قہقہہ کمرے میں گونجا تھا جسے
سننے عنایہ خانزادی بھی سرشار ہوئی تھی اسی ڈر تھا کہ کہیں وہ پوری بات
ملیار خانزادہ کے گوش اتارے تو کہیں وہ اس سے ناراض نہ ہو جائے کہ اس
نے پہلے یہ بات اسے کیوں نہیں بتائی لیکن اسے مطمئن دیکھ کر وہ خود بھی
مطمئن ہو گئی تھی غلطی اس کی تھی اسی ٹائم پر اسے بتانا چاہیے تھا لیکن وہ کیا
کرتی وہ تو خود ہی اسے خود سے فاصلے پر کھڑا کر چکی تھی اس سے بے رخی
!! برت کر۔۔

تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے میں نے سنی کہیں نہ کہیں میری بھی غلطی ہے
کہ میں نے تمہیں چھوٹ دے دی تھی تمہیں اکیلا چھوڑنا ہی نہیں چاہیے

تھا مجھے انشاء اللہ ابھی ایک سے دو ہفتے بعد تم ریگولر کالج جانا سٹارٹ کرو گی
تمہاری پڑھائی پر میں کوئی بھی رسک نہیں لے سکتا اور باقی ان لڑکوں اور
لڑکیوں کی بات ہے وہ تو مجھ پر چھوڑ دو کہ ان کا کیا کہنا ہے جس لڑکے نے
تمہیں پروپوز کیا تھا واللہ میں اس کی سانسیں روک دوں گا اس نے ملینا
خانزادہ کی ملکیت کو پروپوز کیا تو کیسے کیا ملینا خانزادہ نے ضبط سے سرخ ہوتی
!! انکھوں کے ساتھ عنایہ سے کہا تو عنایہ ڈر گئی تھی۔۔

(the moral of the story:

بس یہی بات اپ لوگوں سے واضح کرنی تھی کہ آج کل کے کالج اور
یونیورسٹیز میں ایسے بہت ساری لڑکیاں اور لڑکے ہوتے ہیں جو آپ کو غلط
کاموں کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو سٹوری میں نے یہاں پر لکھی ہے تو
میں نے خاصی ریسرچ کر کے لکھی ہے بس یہی بات کہنا چاہتی ہوں کہ
ہمیشہ اچھے دوستوں کے صحبت میں رہے تو آپ کی صحبت بھی اچھی ہی رہے
(گی۔۔)

!! گھر گھر چلیں عنایہ نے جلدی سے اسے ریلیکس کرنے کی خاطر کہا تھا۔
بالکل بھی نہیں میری جان ابھی تک تو میں نے اپنی گولڈن نائٹ منائی ہی
نہیں ہے کل تو میں نے تم سے بہت ہی نرمی برت لی تھی کیونکہ تمہارا
فرسٹ ٹائم تھا لیکن آج تو تمہیں بالکل بھی کوئی بھی چھوٹ نہیں ملنے والی
ملیار خانزادہ نے اس کی سرخ ہوتی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے شدت
سے اپنے انہی نشانوں پر لب رگڑے تھے جس کی وجہ سے عنایہ نے زور
سے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے اس کے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوج کر اسے
!! دور کرنا چاہا تھا۔

اپا نے کتنا روڈی مجھ سے بات کی تھی ایک دم سے عنایہ کو اس کے چھ
!! مہینوں سے بے رخی برتنے والی بات یاد آئی تو اس نے شکوہ کر ڈالا تھا۔

رکھ کر تیرے لبوں پہ لب اپنے
تیری ساری شکایتیں مٹا دیں گے ہم

ملیار خانزادہ نے اس کا شکوہ سنا تو اس کے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے اس کا شکوہ دور کرنا چاہا اور ساتھ ہی اس کے لبوں پر جھک کے شدت سے اس کا منہ کھولتے اس کی سانسیں انہیل کرنے لگا۔

عنایہ خان زادی بری طرح سے بوکھلاتے ہوئے شدت سے اسے خود پر برستا ہوا دیکھ رہی تھی اور وہ بھی اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھاتی اسے مزید مدہوش کرنے لگے۔

پہلے پہل تو میں اپنی رضا سے چوموں گا اسے
اس کے بعد جہاں سے وہ جس طرح سے چاہے
ملیار خانزادہ نے اس کے ہونٹوں سے اپنے لبوں کو جدا کرتے ہوئے بری طرح سے اپنے انگوٹھے سے رگڑتے ان کی نمی کو اپنے انگوٹھے سے ختم کرتے ہوئے ایک اور بے باک شعر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پکارا تھا عنایہ خانزادی کے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر اکر رہا تھا وہ بری طرح سے سرخ انار ہو گئی تھی۔

عنا یہ اس وقت صرف اور صرف ملیار خانزادہ کے وائٹ کلر کی شرٹ میں
ملبوس تھی ملیار خانزادہ نے اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں بٹھایا اور
اس کی گردن پر جھکتے ہوئے اس کی گہرائیوں پر بنے اب سرخ نشانات پر
!! اپنے لبوں کا بیگا لمس رکھنے لگا۔

عنا یہ بری طرح سے سرخ پڑتی اپنے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کی
شرٹ کو اب مٹھیوں میں نہیں جکڑ سکتی تھی کیونکہ وہ شرٹ سے خود کو ازاد
!! کر گیا تھا۔

کیا ارادے ہیں ایک بار پھر سے تمہاری روح کی گہرائیوں میں اتر جائے
ملیار خانزادہ نے انکھ و نک کرتے ہوئے عنا یہ سے کہا تو وہ سرخ پڑتی اس
کے شارٹ لیس سینے میں اپنا چہرہ چھپاتی زور سے اپنے دانت اس کے سینے
!! پر گاڑ گئی تھی۔

ملیار نے سرشار ہوتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھساتے ہوئے اس کا چہرہ
اپنے سامنے کیا اور ساتھ ہی اسے اسے شرٹ سے ازاد کرتے ہوئے اس

کے دھڑکنوں کے مقام کو دیکھا جو اس کی شدتوں سے سرخ ہوئے پڑے
تھے ملیار خانزادہ نے دھیرے سے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو لبوں میں
!! بھر کر اسے سسکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہاتھ سے کمفرٹر کو خود پر اور اس پر درست کرتے ہوئے اس کی روح کی
گہرائیوں میں شدت سے سماتے ہوئے ملیار خانزادہ اب اس پر ٹوٹ کر
برس رہا تھا جو کمی کل رات اس کی شدتوں میں رہ گئی تھی اب وہ بھرپور
!! طریقے سے اس پر اپنی شدتوں کو انڈیل رہا تھا۔

— — —

اپنے تو مجھے منہ دکھائی کا گفٹ بھی نہیں دیا عنایہ خانزادی آئینے کے
سامنے کھڑی بلیک کلر کالونگ فرائک پہنے ہاتھوں میں بھر بھر کر ریڈ کلر کی
چوڑیاں پہنے اور ہونٹوں پر لپسٹک لگائے بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے انتہا

خوبصورت لگ رہی تھی اس پہ ٹوٹ کر روپ ایا تھا اور ملیار خانزادہ کی
سنگت میں رہ کر اور ملیار خانزادہ کے پیار کی وجہ سے اس وقت اس کی
رنگت چمک رہی تھی اس کے گال سرخ انار ہوئے پڑے تھے اسے بلسٹون
!! کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔

اچانک ہی اسے یاد آیا کہ ملیار خانزادہ نے تو اسے منہ دکھائے گا گفٹ ہی
نہیں دیا تو حیرت سے اپنے بالوں کو چھوڑے رخ پلٹے وہ ملیار کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی جو پہلے ہی والہانہ نگاہوں سے سے دیکھ رہا تھا اس کے چمکتے
!! دکتے روپ کو دیکھ کر ملیار خانزادہ کی دھڑکنوں میں ادھم مچ گیا تھا۔

ملیار خانزادہ اس کے بچوں جیسے ری ایکشن کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کے
قریب جاتے ہوئے اس کے کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کر کے
اپنے بدن کے ساتھ لگاتے کہا تھا کہ میری جان تمہیں پورا کا پورا ملیار
خانزادہ منہ دکھائی کے گفٹ میں ملا ہے کیا یہ گفٹ تمہارے لیے کافی نہیں

ہے ملیار خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی اس کے بالوں کو اس کے چہرے سے
!! ہٹائے تھے۔۔

عنایہ کا دل دھڑکا تھا ملیار خانزادہ کی سرد انگلیوں کا لمس اپنے گال پر محسوس
کرتے اس نے انکھیں میچی تھی اور جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا جیسے کہنا
چاہ رہی ہو کہ یہ گفٹ میرے لیے کافی نہیں ہے مجھے اور بھی کچھ
!! چاہیے۔۔

اچھا ٹھیک ہے میری جان بتاؤ تمہیں کیا چاہیے ملیار خانزادہ نے اس کے کان
میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنے سرد لب اس کے نرم سے
مومی گال پر رکھے تھے عنایہ کانپ اٹھی تھی اس کا لمس محسوس کر
!! کے۔۔

اپ۔۔ دور۔۔ تو۔۔ ہوں۔۔ تب۔۔ ہی تو میں اپ۔۔ کو بتا پاؤں۔۔ گیم۔
عنایہ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا تھا ملیار خانزادہ کو تو ہر وقت ہی رومانس
سو جھتا تھا اب تو وہ اس کے قریب آنے سے بھی ڈرتی تھی کہ اس کے شوہر

میں نہ جانے کون سی ایسی روح سماگئی تھی جو ہر وقت تھی وہ اسے چومتا رہتا
!! تھا۔۔

دیکھو میری ڈول پیچھے رہنے والی بات بالکل بھی نہ کروں بتاؤ کیا چاہیے
تمہارے لیے تو ملیار خاندانہ کی جان بھی حاضر ہے ملیار خاندانہ نے شدت
سے اس کی سرخ لبوں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ عنایہ جیسی چوٹی موٹی
!! سی لڑکی اپنی جگہ سے اچھل کر رہ گئی تھی۔۔

ابھی تو آپ حویلی چلیں رات میں ولیمے کا فنکشن بھی ہونا ہے اور ہم لیٹ ہو
گئے ہیں باقی پھر آپ اپنی مرضی سے رات میں کچھ بھی میرے لیے منہ
دکھائی کے گفٹ کے طور پر لے آئیے گا عنایہ خاندانی نے اس کے سینے
میں چہرہ چپاتے ہوئے کہا تھا کیوں کہ یہ اسے آخری فرار ہی نظر آ رہا تھا
کیونکہ جب تک وہ ملیار خاندانہ کے سامنے تھی تب تک تو وہ اس کی
گستاخیوں پر بند نہیں باند سکتی تھی اسی لیے اسی سے چھپنے کے لیے اسی کے
!! سینے میں ہی پناہ لی تھی۔۔

ٹھیک ہے میری جان جیسی اپ کی مرضی ملیار خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ کو
دباتے ہوئے کہا تھا اسے اپنی ڈول کی یہ معصوم سی ادا بہت ہی پسند آئی تھی
کہ وہ اسی سے بچنے کے لیے اسی میں ہی چپ رہی تھی شدت سے اسے اپنی
گود میں اٹھاتے ہوئے اس کے پاؤں اپنی کمر کے گرد باندھے اور اسے اپنے
!! گلے سے لگایا تھا۔

ویسے تو عنایہ خانزادی کا قد صرف اس کے سینے تک ہی اتنا تھا لیکن اسے گود
میں اٹھاتے ہوئے اسے شدت سے گلے لگاتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اس
کی گردن میں اپنا چہرہ چپاتے ہوئے اس کے جسم کی بھینی بھینی سی خوشبو
اپنے اندر اتاری تھی اور اس خوشبو میں آج ملیار خانزادہ کو اپنی بدن کی خوشبو
!! بھی رچی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

انایا اس کے گلے لگانے کے انداز پر حواس باختہ سی ہوئی تھی اسے کہا یقین
تھا کہ اس کا بے شرم شوہر اسے کسی بھی حالت میں خود سے دور کر ہی نہیں
سکتا تھا چاہے وہ جتنا بھی اس سے چپنے کی کوشش کرتی عنایہ نے اس کی

گردن کے گرد اپنے بازو زور سے حائل کیے تھے کہ کہیں وہ اس کی گود سے گرنے جائے۔۔

ابھی ملیار خانزادہ مزید اس کے جسم میں بہک کر کوئی گستاخی کرتا کہ اس کا موبائل ایک بار پھر سے بج اٹھا تھا اور اس بار تو خراب موڈ کے ساتھ ملیار!! خانزادہ نے موبائل کھول اٹھا ہی لی تھی۔۔

کیا ہے تجھے ذرا سا بھی سکون نہیں ہے اور شرم نہیں اتی تجھے ایک شادی شدہ کیل کوڈسٹرب کرتے ہوئے وہ بھی ان کی شادی کے صبح ہی کیوں بار بار کال کر کے تنگ کر رہا ہے تو ملیار خانزادہ نے کال اٹھاتے ہی اگلی طرف یہ سمجھا کہ شاید رات کی طرح ابھی بھی آرش خانزادہ اسے صرف تنگ!! کرنے کے لیے ہی کال پر کال کر رہا ہے۔۔

تو صرف حویلی پہنچنے کی جلدی کر ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شادی کے صبح صبح ہی اس نیو کیل کا میں اوپر کا ٹکٹ کاٹ دوں اگے سے فون پر زرم خان زیادہ

کی سرداواز ملیار خانزادہ کے کانوں میں گونجی تو موبائل اس کے ہاتھ سے
!! چھوٹے چھوٹے بچا تھا۔

لالا پاپ میں بس بس ابھی ہی پہنچ رہا ہوں ملیار خانزادہ سے تو باتیں کرنا
ہی مشکل ہو گیا تھا اسے تو لگا تھا کہ شاید ابھی بھی آج ہی اسے تنگ کر رہا تھا
اسی لیے بنا سوچے سمجھے جو بھی منہ میں آیا وہ بول اٹھتا لیکن آگے سے زرم
خانزادہ کی سرداواز کو سنتے ہوئے ملیار خانزادہ تیر کی طرح سیدھا ہوا تھا اور
!! اسے جلد ہی اپنے پہنچنے کا بتایا تھا۔

عناہ جو اس کی شکل کے اتار چڑاؤ ہی دیکھ رہی تھی اس کے ماتھے پر آئے
پسینے کو دیکھتے ہوئے اور اس کے ہاتھوں سے فون کو گرتے ہوئے دیکھتے وہ
اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر پائی تھی اور وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی ملیار خانزادہ
نے فون بند کرتے ہوئے گھور کر اپنی چھوٹی سی ڈول کو دیکھا تھا جو اس پر
ہنس رہی تھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ

سرشار ہوا تھا لیکن چہرے پر مصنوعی غصے کو سجاتے ہوئے کہا تھا کہ تمہیں
!! شرم نہیں اتی شوہر پر ہنستے ہوئے۔۔

بالکل بھی نہیں اتی شرم مجھے اب چلے جلدی کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ سے
زرم لالا کی کال آئے اور وہ دوبارہ سے اپ کو ڈانٹنے لگ جائے اور اپ تیر کی
طرح سیدھے ہو جائیں عنایہ خانزادی نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا تھا
لیکن اسے نہیں پتہ تھا کہ اسے تنگ کرنا اس پر ہی بھاری پڑ سکتا ہے ملیار
خانزادہ نے ایک ہی جھٹکے میں اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے اپنی طرف
کھینچا اور بنا کچھ بھی کہے اس کے گردن پر جھکتے لبوں میں بھر کر اس کی سکن
!! کو اس قدر زور سے کھینچا تھا کہ عنایہ خانزادی چیخ اٹھی تھی۔۔

عنایہ آنکھوں میں آنسو بھرے اسے اپنی گردن سے پیچھے ہٹانے کی کوشش
کر رہی تھی لیکن وہ چھوٹی سی جان بلا ایک باڈی بلڈر جیسے جسم کو کہاں دور
ہٹا سکتی تھی وہ بھی صرف اپنے ہاتھوں سے اسے اپنی گردن پر در دسا اٹھتا

محسوس ہوا تھا کیونکہ ملیار خانزادہ ابھی تک اپنے لبوں میں اس کی گردن کی
!! سکن کو بھرے کھینچ ہی رہا تھا۔

پلیز۔۔ چھوڑیں۔۔ درد ہو رہا ہے عنایہ نے انسو بھری آنکھوں کے ساتھ
درد بھرے لہجے میں ملیار خانزادہ سے کہا تو ملیار خانزادہ بھی ہوش کی دنیا
میں قدم رکھتا اس کے گردن سے پیچھے ہٹا تھا اس کی گردن کی سکن انتہائی
سرخ ہو گئی تھی اور گول سا سر کل نما نشان اس کی گردن پر بن گیا تھا ملیار
خانزادہ نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا اس کے قریب جا کر
!! وہ بہک ہی جاتا تھا۔

اے ایم سوری میری پیاری سی ڈول میں اپ کو بالکل بھی ہرٹ نہیں کرنا
چاہتا تھا ملیار خانزادہ نے اس کی آنکھوں پر عقیدت سے لب رکھتے ہوئے
اس کے انسوؤں کو صاف کیا تھا وہ تو تڑپ ہی گیا تھا اپنی بیوی کے آنکھوں
میں انسو دیکھ کر بلا کہا سوچا تھا کہ بیوی کی آنکھوں میں انسو کو شادی کے بعد

اپنی وجہ سے لے ائے گا اسی لیے جلدی سے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے
!! اس کے انسو صاف کیے اور اسے پیار سے منایا تھا۔

چلو یار جلدی کرو بہت زیادہ دیر ہو گئی ہے ملیار خان زیادہ نے اسے راضی
ہوتے دیکھا تو جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی وہ فلیٹ سے باہر نکل
کر گاڑی میں بیٹھ کر حویلی کی طرف روانہ ہو چکے تھے مزید اب شام ڈھلنے
کو آئی تھی اور رات میں ان کے ولیمے کا فنکشن بھی رکھا گیا تھا اسی لیے گاڑی
!! کی سپیڈ کو دوڑاتے ہوئے وہ حویلی کے طرف روانہ ہو گئے تھے۔

&&&&&&&

اج بھی حویلی کی وسیع لان میں ہی ولیمے کے فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا بیچ میں
پارٹیشن کو رکھتے ہوئے اج بھی مرد اور عورتوں کے لیے جگہ کو سپیریٹ کر
رکھا تھا اور اج بھی باقی دو دنوں کی طرح ڈیکوریشن شاندار تھی اور اج بھی
سارا کا سارا تیم ہی چینج تھا اج پورا تیم ہی پنک کلر پر رکھا گیا تھا ساری
ڈیکوریشن فلاور بلون سب کچھ ہی پنک کلر کے تھیم پر رکھا گیا تھا کیونکہ

عنایہ خانزادی خود بھی پنک کلر کا ڈول فراک پہننے گلے میں نازک سا ڈائمنڈ
سیٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے اور پنک کلر کا ہی ربن لگائیں وہ اس وقت
ڈول ہی معلوم ہو رہی تھی اس کے پاس میں ہی ملیار خانزادہ تھری پیس
بلیک کلر کے سوٹ میں اپنی ساحرانہ پرسنلٹی کے ساتھ غضب ڈھارہا تھا وہ
لوگ حویلی تقریباً دھاگھنٹہ پہلے ہی پہنچے تھے ملیار خانزادہ نے ایک کام
انتظار عقل کا کیا تھا کہ عنایہ کو بھی راستے میں ہی پولا تار کر 20 منٹ کا
کرنے کے بعد اسے بالکل تیار حویلی لایا تھا اسی لیے اگر بس صرف عنایہ نے
ڈریس چینج کیا تھا اور جو لری پہنی تھی اسی وجہ سے سب بڑوں سے وہ
ڈانٹ سے بچ گیا تھا ورنہ اگر مزید عنایہ کے میک اپ میں بھی دیر لگتی تو
!! شاید آج تو ملیار خانزادہ کی خیر نہیں ہونے والی تھی۔

ذرم آرش بصیر اور برلاس نے آج وائٹ کلر کے تھری پیس سوٹ پہنیں وہ
سب بھی اپنی اپنی پرسنلٹی کے ساتھ ساری ہی لڑکیوں کے دل دھڑکانے
!! کا سبب بنے تھے۔

مہزلہ بھی پیاری پیاری سی تیار تیار سی گھومتی زرم خانزادہ کا دل دھڑکانے
!! کے لیے آج بھی اپنی معصومیت کے ساتھ حاضر تھی۔

آج سوات میں سردی کی شدت کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی تھی کیوں کہ صبح میں
ہی گرج چمک کے ساتھ برف باری ہوئی تھی اور اسی وجہ سے اب سوات کا
!! موسم کافی سرد اور ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

مہزلہ کو کئی بار اور زلہ اور زلزلہ لٹک چکی تھی کہ تمہارا ڈریس کافی نہیں
ہے اس سردی سے تمہیں بچانے کے لیے تم سوئٹریا پھر شال اپنے گرد اوڑ
لو لیکن مہزلہ کی ایک ہی ضد تھی کہ اسے سردی نہیں لگ رہی اور وہ نہیں
اوڑے گی شال اور نہ ہی سوئٹر پہنے گی اس کا ماننا تھا کہ اگر وہ سوئٹر پہنے گی یا
پھر شال اوڑے گی تو اس کی وجہ سے اس کا ڈریس چھپ جائے گا اور اس کا
فیشن خراب ہو جائے گا عجیب ہی منطق تھی مہزلہ کی سردی سے تھر تھر
کانپتے ہوئے بھی وہ اپنے فیشن کو خراب نہیں کرنا چاہتی تھی وہ نہایت ہی
!! سیلف انٹیلیجنٹ لڑکی تھی۔

زرم خانزادہ کب سے ہی صرف اور صرف مہزلہ کو ہی سارے فنکشن میں
نوٹ کر رہا تھا وہ جب بھی مردوں کے سائیڈ سے عورتوں کی طرف کسی
بھی کام کی وجہ سے تھا تو اس کی نظر مہزلہ کی طرف اٹھتی اور تین بار وہ کام
کی وجہ سے عورتوں کے طرف اچکا تھا اور تینوں ہی بار اسے مہزلہ سردی
سے کانپتے ہوئے لگی تھی زرم کو اس کی فکر بھی ہو رہی تھی اور وہ حیرت زدہ
!! بھی تھا کہ وہ شال یا پھر سویٹر کیوں نہیں پہن رہی۔۔

یہ مہزلہ سویٹر یا پھر شال کیوں نہیں اڑ رہی جو سردی سے کانپ رہی ہے
زرم کو اس کی کچھ زیادہ ہی فکر ہوئی تو اس نے اگلے ہی پل جلدی سے
!! زریش کو کال ملاتے ہوئے کہا تھا۔۔

اوہو بھائی اپ کو کچھ زیادہ ہی فکر نہیں ہو رہی مہزلہ کی ویسے اپ کو بتاتی
چلوں کہ اپ کی جو محترمہ ہے وہ صرف اسی لیے سویٹر یا پھر شال نہیں اڑ
رہی کیونکہ وہ ایسا نہیں چاہتی کہ اس کا ڈریس چھپ جائے اور اس کا فیشن
خراب ہو جائے اسی لیے وہ سردی سے کانپ رہی ہے لیکن اس نے سویٹر یا

پھر شمال اوڑنے سے منع کر دیا ہے اب آخری راستہ اور حل یہی بچتا ہے کہ
!! اپ خودائیں اور اسے اپنی ہی شمال اڑادیں۔۔

لیکن میرے پاس ابھی ادھر شمال نہیں ہے مجھے حویلی کے اندر ہی جانا
پڑے گا تو اس سے اچھا ہے کہ میرے کمرے سے شمال لا کر تم ہی اسے اڑا
دو زرم خانزادہ نے کسی بھی طرح سے بس مہزلہ کو شمال اڑانے تھی چاہے
پھر وہ خود ہو یا پھر اپنی بہن کے ہاتھ سے اسے بس تھا کہ وہ سردی سے بچ
!! جائے۔۔

نہیں بھائی سوری میں یہ کام سرانجام نہیں دے سکتی اپ خود ہی دیکھ کے
ان سب کو زریش خانزادی نے صاف صاف جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے
فون کو بھی بند کر کے مورے کو تمنا دیا تھا کہ وہ پکڑ کیونکہ زریش خانزادی کا
ہر فنکشن میں یہی حال ہوتا تھا کہ وہ کلچ یا موبائل فون کچھ بھی ہاتھ میں لے
!! کر جاتی تو لے کر اس کی مورے نے ہی انا ہوتا تھا۔۔

&&&&&&&

زرم خانزادہ اب بے چینی کی انتہا کو پہنچ گیا تھا اسے کسی بھی طور پر سکون محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا وہ بے چینی سے ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا تقریباً دو گھنٹے گزرنے کو ائے تھے کہ اسے کام سے فرصت ہی نہیں مل رہی تھی کبھی ایک ویٹر سے کہہ کر کسی ٹیبل پر کھانا پہنچانا ہوتا تھا کبھی عالمزیب خانزادہ اسے اواز لگا کر کسی کام کے حوالے کر دیتا کبھی دادا تو کبھی اور نگزیب خانزادہ بری طرح سے وہ بگ دوڑ میں لگا ہوا تھا لیکن کسی بھی وقت ایک سیکنڈ کے لیے بھی اس کے دل سے مہزلہ کا خیال نہیں گیا تھا اس کے چہرے پر بے چینی کو واضح محسوس کیا جاسکتا تھا۔

لالا کیا ہوا ہے آپ کے چہرے پر اتنی بے چینی کیوں ہے آرش خانزادہ نے اس کے پاس اتے ہوئے کہا تھا وہ بھی زرم کے ساتھ ساتھ ہی کام کر رہا تھا لیکن شادی والا گھر تھا کام تو سب نے ہی کرنا تھا اسی لیے سبھی اپنے حصے کا کام کرنے میں مصروف تھے۔

کچھ نہیں بس تم دو منٹ کے لیے یہاں سب کچھ سنبھالو میں بس جلدی ہی
اتا ہوں مجھے حویلی میں کچھ کام ہے زرم خانزادہ نے سب کچھ آرٹس کے
حوالے کرتے ہوئے جلدی سے حویلی کے اندر بھاگتے ہوئے گیا تھا کہ
کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ سے کوئی اسے روک کر کسی اور کام کے حوالے کر
دے لان میں ایک نظر دوڑانے کے بعد اسے مہزلہ کہیں بھی نظر نہیں آئی
تو اس کا دل بے چین ہو گیا تھا کہ کہیں اس کی طبیعت تو خراب نہیں ہو گئی تو
جلدی سے حویلی کے اندر جاتے ہوئے وہ تیزی سے اوپر دوولے پورشن میں
جار ہا تھا کیونکہ سب بینگ جنریشن کے کمرے اوپر والے پورشن میں ہی بنے
!! ہوئے تھے۔۔

ابھی وہ تیزی سے اوپر جاتا ہے کہ اسے دبی دبی سسکیوں کی آواز کچن کی
طرف سے سنائی دی وہ بے چین ہوا تھا کیونکہ مہزلہ کی آواز تو وہ سیکنڈ سے
پہلے ہی پہچان لیتا تھا تیزی سے وہ کچن کی طرف بھاگتا اور کچن کے اندر آکر
اس نے سامنے مہزلہ کو دیکھا تو اس کا دل دہل گیا تھا اس کی انگلی سے کس

قدر خون بہہ رہا تھا زرم خانزادہ خوا اس باختہ ہو کر اس کی طرف بڑھا اور
!! جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر سینگ کے اندر پانی کے نیچے پکڑ لیا تھا۔
کیا کر رہی تھی تم کچن میں اتنے لا پرواہ تم کیسے ہو سکتی ہو کہ تمہاری انگلی سے
اتنا خون بہہ رہا ہے کیا اتنی چھوٹی بچی ہو کہ تمہیں اپنی ذرا سی بھی پرواہ نہیں
ہے بتاؤ مجھے کس طرح سے یہ چوٹ لگی زرم خانزادہ نہیں اسے سکتے تڑپتے
ہوئے دیکھا تو بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے دھاڑتے ہوئے اس سے
جواب طلب کرنا چاہا تھا اسے نہیں پتہ تھا کہ مہزلہ اس کے دھاڑنے کی وجہ
!! سے ڈر جائے گی۔

وہ وہ میں میں تو بے بس مہزلہ کانپتے ہوئے لہجے میں اپنی بات زرم
کے اگے رکھنا چاہ رہی تھی لیکن اس سے بات ہی مکمل نہیں ہو پائی اور وہ
پھوٹ پھوٹ کر زرم کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑاتے اپنے چہرے پر
رکھتی رونا شروع ہو چکی تھی زرم خانزادہ بوکھلاتے ہوئے اس کی طرف

بڑھا اور بغیر کچھ سوچے سمجھے اسے اپنی گود میں اٹھا کر اسے شلف پر بٹھاتے
!! اس کے انسو سے ترچہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔

رومت میرا بچہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا درد ہو رہا ہے کیا مجھے بتاؤ زرم خانزادہ
نے اس کی فکر میں تڑپتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کی
انگلی کو دیکھا جو کافی گہرائی میں کٹ چکی تھی لیکن وہ کس چیز سے کٹی تھی
!! اس کا اندازہ زرم کو نہیں تھا۔

مہزلہ مسلسل بس روئی ہی جا رہی تھی وہ بات ہی نہیں کر رہی تھی کچھ تو
خوف کی وجہ سے اور کچھ درد کی وجہ سے زرم خانزادہ سے وہ دوسری بار ہی
اکیلے میں بات کر رہی تھی اس سے پہلے زرم سے اس نے کبھی بھی بات
نہیں کی تھی نہ ہی اکیلے میں اور نہ ہی سب کے بیچ اور ابھی جس طرح سے
وہ اس پر دھاڑا تھا اس کی وجہ سے تو مہزلہ کے دل میں خوف مزید بڑھ گیا
!! تھا۔

کچن میں تو کچھ بھی اس کے ہاتھ پر لگانے کے لائق نہیں تھا اسی لیے زرم
خانزادہ نے اس کی فکر میں تڑپتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور سیدھا
کچن سے باہر نکالتے ہوئے اسے اپنے کمرے کی طرف لے کر بھاگا
!! تھا۔

چھوڑیں ادتارے مجھے اپنی اپنی کہاں پر ہیں مہزلہ اس وقت شدید ڈری
ہوئی تھی اس طرح سے زرم نے اسے اٹھایا اور وہ اسے جس طرح سے لے
کر بھاگ رہا تھا مہزلہ کو لگا کہ شاید وہ اسی کہیں لے کر جا رہا ہے یا پھر حویلی
!! کے باہر ہی پیک دے گا۔

چھپ ہو جاؤ میری جان کچھ بھی نہیں بولوں گا میں بس اپ کے ہاتھ پر
دوائی لگاؤں گا اور اس کے بعد اپ کو یہاں سے جانے دوں گا اس لیے چپ
ہو جاؤ زرم خانزادہ نے اسے اپنے کمرے میں لا کر صوفے پر بٹھایا اور خود
اس سے فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا تھا کیونکہ مہزلہ کے چہرے پر ڈر کو صاف
!! محسوس کیا جاسکتا تھا۔

مہزلہ تو بس اپنے رونے میں ہی مصروف تھی اس کے میرا بچہ میری جان
!! جیسے الفاظ بولنے پر تو اس کی توجہ سرے سے گئی ہی نہیں تھی۔۔

زرم خانزادہ نے گہری سانس بھری تھی اور الماری میں سے میڈیکل باکس
کونکا لے ہوئے وہ مہزلہ کے قریب گیا اور زمین پر بیٹھتے ہوئے اسے اپنا
ہاتھ اگے کرنے کے لیے کہا اسے بالکل بھی چھوا نہیں تھا اور اس کے نا
چونے پر مہزلہ بھی تھوڑی سی پر سکون نظر آرہی تھی اس لیے اپنا ہاتھ اگے
!! کیا اور اسے آرام سے بینڈج کرنے دیا تھا۔۔

درد تو نہیں ہو رہا بینڈج کرنے کے بعد میڈیکل باکس کو بند کرنے کے
ساتھ ساتھ زرم خانزادہ نے اس سے پوچھا تو مہزلہ نے ناں میں سر ہلایا تھا
!! اور کہا کہ بس۔۔ بس۔۔ ججلن ہو رہی ہے۔۔

کوئی بات نہیں وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی اگر درد ہوا تو میرے پاس اجانا میں
دوائی دے دوں گا ٹھیک ہے زرم خانزادہ نے نرمی سے مہزلہ سے بات کی تو
مہزلہ بھی اس کے ساتھ پر سکون سی ہو گئی تھی مہزلہ کو اب بھی بس ڈرنا ہی

اتنا تھا کسی سے بھی پہلی بار بات کرنے پر اسی لیے پہلی بار میں ہی جب زرم خانزادہ اس پر دھاڑا تو مہزلہ کی جان نکلنے کے درپر تھی ڈر کی وجہ سے لیکن اب وہ اس سے نرمی سے بات کر رہا تھا تو مہزلہ تھوڑی سی پر سکون !! سی ہو گئی تھی۔۔

الماری میں میڈیکل باکس رکھنے کے بعد زرم خانزادہ واش روم کی طرف گیا اور ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی شال بھی لے لیا تھا اور اس سے پہلے کہ مہزلہ اٹھ کر باہر جاتی اسے روکتے ہوئے زرم خانزادہ نے اپنے چہرے پر ذرا سی سختی سجاتے ہوئے اسے سخت تاکید کی تھی کہ اب وہ باہر لان میں اسے اس شال کے بغیر دکھائی نہ دے کیونکہ باہر بہت ہی !! سردی ہے۔۔

نہ جانے کیوں لیکن زرم خانزادہ کے شال سے اٹھتی اس کی پرفیوم کی مہک جب مہزلہ کے نتھوں سے ٹھکرائی تو اس کا دل دھڑک اٹھا تھا جلدی سے

انکھوں کو نیچے کرتے ہوئے وہ دوسے کی سپیڈ سے زرم خانزادہ کے کمرے
!! سے باگی تھی شال کو اپنے ساتھ لے کر۔

زرم خانزادہ مسکرا کر رہ گیا تھا کل صبح ہی وہ اور زلہ سے بات کرنے کا ارادہ
رکھتا تھا کیونکہ اتنا تو زرم خانزادہ جان گیا تھا کہ جب تک اور زلہ کی مرضی
نہیں ہوگی تب تک تو مہزلہ اس کی بالکل بھی نہیں ہو سکتی اور یہ بس آخری
بار یہ بات کرنا تھا اگر اب بھی اور زلہ نے اسے اس رشتے سے انکار کیا تو
اس کے بعد تو زرم خانزادہ کیا ہی کرنے والا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا ایک
بار سیدھی طرح سے اس نے بات کر کے دیکھ لی تھی اور عزت کے ساتھ
رشتہ بھی مانگا تھا لیکن اور زلہ نے منا کر دیا تھا اب اس بار بھی ایسا ہی ہوا تو وہ
!! جو کرنے کا سوچا ہوئے تھا وہی کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

— — —

تم ٹھیک ہو اور تمہیں یہ چوٹ کیسے لگی دیھان کہاں ہوتا ہے تمہارا اور زلہ
نے مہزلہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا جو اس کے کمرے میں بیڈ پر بالکل چپ بیٹھی
!! اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔۔

اب بولو بھی چپ کیوں بیٹھی ہوا بھی ہی فنکشن ختم ہوا تھا اور زلہ جب اپنے
کمرے میں آئی تو مہزلہ کو اپنے کمرے میں ہی بیٹھے دیکھ کر اس کے پاس گئی
اور اس کی انگلی پر لگی چوٹ کو دیکھ کر وہ اس کی فکر میں اسی کو ڈانٹ رہی
!! تھی۔۔

وہ میں کچن میں پانی پینے گئی تھی مجھے نہیں پتہ تھا گلاس کا کونا پہلے سے ہی ٹوٹا
ہوا تھا میں جب گلاس ہاتھ میں اٹھانے والی تھی تو وہ میری انگلی پر لگ گیا اور
کٹ لگ گیا تھا تو اسی سے خون بہہ رہا تھا مہزلہ نے اپنی آنکھوں میں آنسو
!! لاتے ہوئے اپنی بہن کو کچن میں ہوئی بات بتائی تھی۔۔

اچھا تو پھر یہ بینڈج کس نے کی اور زلہ نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے انسو صاف کیے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اس کی !! انگلی کو دیکھا جس پر بہت ہی پروفیشنل طریقے سے بینڈج کی گئی تھی۔ وہ وہ مہزلہ نے گھبراتے ہوئے اپنی بہن کی طرف دیکھا تھا اسے لگا کہ جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو اور زلہ نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور اسے گھبراتے دیکھ کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا اور اسے ریلکس !! کرنے کی خاطر اس کی کمر کو رب کیا تھا۔

اچھا اچھا ڈر کیوں رہی ہو نہ بتاؤ لیکن ڈرو تو نہیں اسے مسلسل کانپتے دیکھ کر اور زلہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ایسی بھی کیا بات ہو گئی تھی اس نے تو صرف بینڈج کا پوچھا تھا لیکن وہ اتنا گھبرا کیوں رہی !! تھی۔

مہزلہ اس کے سینے سے لگے اس سین کو یاد کر رہی تھی جب زرم خان زادہ نے اسے اپنی گود میں اٹھا کر شلف پر بٹھایا اور اس لمحے کو یاد کر کے اس کے

گال بری طرح سے سیب کی طرح سرخ ہو گئے تھے اسے لگا کہ شاید اگر وہ اور زلہ کو بتائے گی تو کہیں وہ اسے ہی غلط نہ سمجھے لیکن اگلے ہی پل اس کے دماغ میں بات پھر سے آئی کہ وہ اسے غلط کیوں سمجھے گی وہ تو اس کی بہن اور !! اس نے تو کچھ کیا بھی نہیں ہے۔۔

وہ وہ زرم لالانے بینڈج کیا تھا مہزلہ نے گھبراتے ہوئے اپنے سرخ سے !! گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور زلہ کو جواب دیا تھا۔۔

اچھا تو اس میں اتنی شرمانے والی کیا بات ہے ہاتھ ہٹاؤ اپنے گال سے شرما کیوں رہی ہو اور تمہارے یہ گال اتنے ریڈ کیوں ہو رہے ہیں اور زلہ کو حیرت ہوئی کہ صرف بینڈج کرنے میں یا پھر بتانے میں وہ اتنا شرما کیوں !! رہی ہے۔۔

وہ وہ آپنی وہ بہت اچھے ہیں آپ کو پتہ ہے بینڈج کرتے ہوئے انہوں نے مجھے ٹچ تک نہیں کیا تھا آپ نے کہا تھا نا کہ مہزلہ ہمیشہ بیڈ ٹچ اور گڈ ٹچ کو

سمجھتی ہے تو میں نے سمجھا انہوں نے بالکل بھی مجھے بیڈ ٹچ نہیں کیا تھا اور
بینڈج کرتے وقت تو انہوں نے مجھے ٹچ ہی نہیں کیا تھا نہ جانے مہزلہ کو کیا
!! ہوا تھا کہ اس نے اور زلہ کے سامنے ظلم کی اچھائیاں بیان کر دی تھی۔۔
اچھا جیسا کہ میں نے اپ کو سمجھایا تھا کہ ایک شہزادہ اے گا اپ کی زندگی
میں اور وہ اپ کی ساری خواہشات کو پورا کرے گا تو اگر وہ شہزادہ زرم لالا
ہوئے تو کیا تو زرم لالا کے ساتھ پوری زندگی گزار سکو گی اور زلہ نے نہ
جانے کیوں مہزلہ سے پوچھ لیا تھا کیونکہ وہ سب کے تاثرات سے جان گئی
تھی کہ اب تو مہزلہ کی عمر بڑی ہو گئی ہے اور اب اور زلہ کے پاس کوئی بہانہ
نہیں ہو گا زرم اور اس کا نکاح کروانے پر لیکن ابھی بھی وہ سب کی وجہ سے
ان دونوں کا نکاح نہیں کروا رہی تھی وہ صرف اپنی بہن کی رائے لینا چاہتی
تھی اگر اس کی بہن چاہتی ہے کہ وہ زرم کے ساتھ ساری زندگی گزار سکتی
ہے تو اسی کوئی بھی مسئلہ نہیں تھا لیکن اگر اس کی بہن بالکل بھی نہیں چاہتی

تو اور زلہ اس کے لیے سٹینڈ دوبارہ سے لے گی اور اسے بالکل بھی زرم
!! خانزادہ کے حوالے نہیں کرے گی۔۔

بتاؤ مجھے اگر زرم لالا کے ساتھ تمہیں ساری زندگی گزارنی پڑے تو کیا تم
گزار دو گی۔۔!!۔

آپی اپ نے کہا تھا کہ جو بیڈ ٹچ نہیں کرتے وہ اچھے ہوتے ہیں اور ان کے
ساتھ زندگی گزارنی جاسکتی ہے تو انہوں نے مجھے بیڈ ٹچ نہیں کیا اور آپ کو
پتہ ہے انہوں نے مجھ پر غصہ کیا لیکن بالکل آپ کی طرح مجھے ڈانٹا تھا کہ
میں خود کی پرواہ کیوں نہیں کرتی تو اگر آپ کہتی ہے تو میں ان کے ساتھ
ساری زندگی خوشی خوشی گزار لوں گی مہزلہ نے اس انداز سے کہا تھا کہ
جیسے بچے کو ٹانی دی جاتی ہے اور وہ کہتے کہ ہاں وہ اسے اپنے پاس ہمیشہ کے
!! لیے رکھ لے گا۔۔

مہزلہ نا سمجھ نہیں تھی وہ شادی کے بعد کے سارے تعلقات اور حقوق و
حقوق کو جانتی تھی لیکن ابھی اسے اپنی آپی کے سامنے کہتے ہوئے شرم ا

رہی تھی ظاہر سی بات ہے اور زلہ نے ان دو سالوں میں اسے ساری چیزوں
سے آگاہ کر دیا تھا جسمانی طور کے ساتھ ساتھ اسے ذہنی طور پر بھی شادی
کے حوالے سے وہ گائیڈ کرتی رہی تھی اسی لیے مہزلہ کو شادی کے بارے
!! میں سب کچھ پتہ تھا۔

آپی کیا وہ مجھے گجرے بھی لا کر دیں گے اور چوڑیاں بھی مہزلہ نے اشتیاق
سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو اور زلہ جو گہری سوچ میں گھوم
تھی چونک کر اس کی طرف دیکھتی اس کی بات کو سمجھتے مسکرا کر ہاں میں
سر ہلاتے اسے اپنے سینے سے لگا گئی تھی اس کی بہن اب بڑی ہو گئی تھی اور
وہ جاتی تھی کہ آج نہیں تو کل دوبارہ کوئی بھی حویلی میں اس بات کو ضرور
اٹھائے گا اب جب اس کی بہن نے زندگی ہنسی خوشی گزارنی تھی اور وہ اس
کے لیے ہاں کر چکی تھی تو وہ کون ہوتی تھی زرم اور اس کے بیچ میں دیوار کی
!! طرح بنتی۔

ٹھیک ہے اب تم جاؤ اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ پھر انشاء اللہ ہم صبح بات کریں گے جاؤ ابھی تھک گئی ہو گی نا تم اور زلہ نے اسے آرام کرنے کے لیے!! اپنے کمرے میں بھیجا اور وہ خود بھی اپنے بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔
مہزلہ بھی ہاں میں سر ہلاتی تھکن کی وجہ سے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو!! زبردستی کھولتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جا چکی تھی۔۔۔

&&&&&&&

دو گھنٹے گزرنے کو آئے تھے لیکن اور زلہ تھی جو بیڈ پر لیٹی کبھی ادھر تو کبھی ادھر کروٹ پر کروٹ لیے ہوئے تھی اس کی آنکھوں سے نیند کو سوں دور تھی تھکن بھی حد سے سوا تھی لیکن اسے نیند ہی نہیں ارہی تھی بری طرح سے جھنجھلاتی ہوئی وہ بیڈ سے اٹھی اور اپنے کھلے ہوئے بالوں کو جوڑے میں قید کرتے اٹھ کر واش روم میں فریش ہونے چلی گئی تقریباً دس منٹ کے بعد وہ واپس نہا کر باہر آئی اور اب وہ ایک کمفر ٹیبل سے کپڑوں میں ملبوس تھی پہلے بھی کمفر ٹیبل سے ہی کپڑے پہنے تھے لیکن نیند نہیں ارہی تھی تو

اس لیے جھنجھلا کر اس نے کپڑے بھی بدل دیے تھے آخری راستہ اس کے پاس صرف نیند کی گولیاں ہی بچی تھی کیونکہ پچھلے دو سالوں سے وہی تو اس !! کا سہارا تھی۔۔

نیند کی گولیوں کا پورا ڈبہ ابھی اس کے ہاتھ میں ہی تھا وہ کھول کر اس سے دو سے تین گولیاں کھا کر نیند لینا چاہتی تھی کہ اچانک ہی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور آرش خانزادہ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر اور زلہ چونک اٹھی تھی وہ اس وقت یہاں پر کیا کر رہا تھا تو دوسری طرف آرش خانزادہ بھی اسے اور اس وقت جاگادیکھ کر اور اس کے ہاتھ میں نیند کی گولیاں دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور !! ہو گیا تھا۔۔

وہ تو جب سے حویلی آئی تھی ہر رات ہی تین بجے کے بعد آرش خانزادہ اس کے کمرے میں آکر اس کے بیڈ کے سرانے بیٹھ کر اسے اپنی نظروں سے دیکھتا رہتا تھا تا کہ اس کی دید کی پیاس بجھ سکے وہ اسے بہت ساری باتیں بتانا

چاہتا تھا معافی مانگنا چاہتا تھا اپنے دل کی حالت اس کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس وقت اتنی گہری نیند میں سوئی ہوئی کہ اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے چہرے کے اوپر تک محسوس نہیں کر پاتی تھی اور آرش خانزادہ ہمیشہ یہی سمجھا تھا کہ شاید اس کی نیند ہی اتنی گہری ہے کہ وہ اٹھ نہیں پاتی لیکن اب اس کے ہاتھ میں نیند کی گولیاں دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور تھا کہ وہ نیند کی گولیاں کھا کر سو رہی ہوئی تھی اس لیے وہ نیم غنودگی میں ہوئی تھی اور اس کے ہاتھوں کا لمس تک محسوس نہیں کر پاتی تھی اور نہ ہی یہ بات کہ اس کے پاس کوئی !! بیٹھا ہے یا نہیں۔۔

اب یہاں پر کیا کر رہے ہیں ہوش میں اتے اور زلہ نے سب سے پہلے نیند کی گولیاں جلدی سے دراز کے اندر ڈال کر دراز کو بند کیا تھا اور ساتھ ہی اس کی طرف دیکھتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا یہ بات اس کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھی کہ وہ پچھلے دو سالوں سے نیند کی

گولیاں کھا کر ہی رات میں سوتی ہے اور جس دن اس کی نیند کی گولیاں نہ
!! ہوتی تو اس دن تو وہ پوری رات ہی جاگتے ہوئے گزارتی ہے۔۔

آر ش خانزادہ نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور قدم ب قدم چل کر اس کے
پاس آتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں پر صرف اور صرف اسے
ویرانی ہی نظر آرہی تھی آر ش خانزادہ اس کی آنکھوں میں اتنی ویرانی کو دیکھ
کر تڑپ اٹھا تھا یہ سب کچھ اس کا اپنا کیا دراتھا نہ کہ دو سال پہلے وہ یہ سب
کچھ کرتا اور نہ ہی جاگتی جیتی وہ لڑکی اپنی زندگی سے اتنی مایوس ہو
!! جاتی۔۔

تم رات میں نیند کی گولیاں کب سے لے رہی ہو آر ش خانزادہ کو اپنی ہی
!! اواز کسی کھائی سے اتنی محسوس ہو رہی تھی۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ اس بات سے آپ کو کچھ خاص اتنا فرق پڑنا چاہیے اور ویسے
بھی وہ نیند کی گولیاں ہیں میں ابھی سے لوں یا پھر کتنے ہی ٹائم سے آپ کو
اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے اور زلہ نے شکڈ انداز میں اس کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا تھا وہ اتنی جلدی اس کے دوائیوں کا نام بھی پڑھ چکا تھا اور
!! اسے پتہ بھی چل چکا تھا کہ وہ نیند کی گولیاں ہے۔۔

مجھے فرق نہیں پڑے گا تو اور کسے پڑے گا اور تم نیند کی دوائیاں کیوں لیتی ہو
کیا کبھی خود سے بھی سونے کی کوشش کی ہے کیا وجہ بتاؤ مجھے کیوں لیتی ہو
تم نیند کی گولیاں آرش خانزادہ کو ایک دم سے ہی اس پر غصہ آیا تھا وہ اتنی
!! لا پرواہ خود کی طرف سے کب سے ہو گئی تھی۔۔

اپ کو کیوں میری اتنی فکر ہو رہی ہے جا یہاں سے اور زلہ خانزادی نے
اسے اتنے غصے میں دیکھ کر اسے اپنے کمرے سے جانے کے لیے کہا تھا اسے
!! سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ اس کی فکر میں اتنا پاگل کیوں ہو رہا تھا۔۔

تمہیں میری بات سمجھ نہیں رہی کب سے کہہ رہا ہوں کہ کیوں لے رہی
ہو تم نیند کی دوائیاں اور کب سے لے رہی ہو جو اب دیتی ہو یا نہیں آرش
خانزادہ نے اس بار دہاڑتے ہوئے کہا تھا اس کے پاس جا کر وہ اسے اپنے
قریب نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک

اور زلہ اسے خود سے اجازت نہیں دے دیتی وہ اسے ہاتھ تک نہیں لگائے گا
!! اور اسی قسم میں بندے ہوئے وہ اس کی طرف بڑتک نہیں پار ہاتھا۔

نہیں اتی مجھے نیند پچھلے دو سال پہلے جو آپ نے میرے ساتھ سب کچھ کیا تھا
وہ نیندیں اڑالے چکا ہے میری ذمہ دار بن چکی ہوں میں اب اب میرے
اوپر میرے مورے کا سایہ نہیں ہے کہ ان کی گود میں سر رکھتے میں اپنے
سارے دکھ درد ان کے حوالے کر دوں ایک بہن ہے میری اس کی ذمہ
داری ہے میرے کندھوں پر اس کی اچھی تربیت کرنا اسے اچھا کھلانا پلانا
اسے کپڑے جوتے یہ سب کچھ اس کا مجھ پر اچکا ہے اور اوپر سے میری
زندگی کا سب سے بڑا نقصان کہ میرے اوپر میرے کسی بھی بڑے کا سایہ
نہیں ہے ایک مورے تھی وہ بھی بد قسمتی سے آپ میری زندگی میں آئے تو
آپ نے وہ بھی چھین لی تو کیا کروں میں جب نہیں اتی مجھے نیند اور آپ کے
بارے میں تو میں بالکل بھی کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ آپ نے جو
میرے ساتھ کیا وہ آپ کا کیا دھرا تھا اور اب میں کچھ بھی آپ کے ساتھ

تو میں آپ کو کسی بھی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ یہ میرا ظرف ہے اور معافی صورت نہیں دوں گی کیونکہ پچھلے دو سال سے جس اذیت سے میں گزر رہی ہوں وہ شاید اب میں آپ کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی اور زلہ نے چیختے چلاتے ہوئے اس کا گریبان اپنے ہاتھوں سے پکڑا اور پھوٹ پھوٹ !! کرر ونا شروع ہو گئی تھی۔۔

پچھلے دو سالوں کا جو دکھ درد تھا وہ کسی کو بیان تک نہیں کر سکتی تھی کتنی بار گر کر وہ خود کھڑی ہوئی تھی اور کتنی ہی بار اسے کتنی ہی اذیتوں سے گزرنا پڑا تھا کتنی ہی بار وہ راتوں میں ڈر کر اوٹ جایا کرتی تھی اور اپنے سرہانے اپنے مورے کو ناپا کر وہ گھٹ گھٹ کر روتی تھی کہ کہیں اس کے رونے کی !! آواز اس کی بہن نہ سن لے اور وہ کہیں نیند سے جاگ نہ جائے۔۔

آر ش خانزادہ اپنے آنکھوں میں آنسو لیے ضبط سے اپنے ہاتھوں کی موٹھیاں نیچے ہوئے کھڑا تھا وہ لڑکی اتنا دکھ درد اپنی زندگی میں جی رہی تھی اتنی اذیت ناک زندگی گزار رہی تھی پچھلے دو سالوں سے اس بات سے تو آر ش

خانزادہ واقف تھا لیکن افیت کی انتہا تو اب ہو گئی تھی کہ وہ اپنا دکھ درد اس کے سامنے بیان کر رہی تھی اگر اس کی آنکھوں میں اس کے دکھ سن کر آنسو!! اگئے تھے تو نہ جانے اور زلہ پر کیا گزرتی ہوگی۔۔

اگر آپ یہاں پر مجھ سے معافی مانگنے آئے ہیں تو پلیز مجھ سے معافی مانگ کر مجھ پر مزید کوئی ظلم مت کرے کیونکہ میں آپ کو معاف نہیں کر سکتی یہ میرے بس میں نہیں ہے جب کبھی بھی میرا دل آپ کی طرف سے پچھلے گا تو میں ضرور آپ کو معاف کر دوں گی خود سے ہی آپ کو بولنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی لیکن اس وقت معافی مانگ کر میرے ساتھ زیادتی مت کریں مجھے اپنا دکھ منالینے دے اتنی جلدی معافی مانگ کر خود کو آزاد مت!! کریں۔۔

اور زلہ اس وقت بری طرح سے غم سے نڈل اس کے سینے سے لگی رہی تھی تو یہ بات اکثر ہی بھول جایا کرتی تھی کہ جب کبھی بھی اپنے دکھ یاد رکھی کسی کو سنانے ہو تو وہ سب سے پہلے ہی آرش کے پاس آتی تھی یا پھر آرش ہی

اس کے پاس اجاتا تھا اور وہ ہمیشہ ہی آرش کے سینے سے لگ کر اپنے انسو بہاتے ہوئے اپنے دکھ درد اسی سے ہی شیئر کر کے اسی کو ہی بتاتی تھی وہ اسے معاف نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کا دل ہی اندر سے نہیں مان رہا تھا لیکن وہ دوسری بات تھی کہ اس کے پاس جا کر اسے بھی سکون محسوس ہو رہا تھا یہ بات اور زلہ سمجھنے سے ناقص تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ راتوں کی نیند اس کی اسی وجہ سے اڑی ہوئی ہے کیونکہ وہ سکون محسوس نہیں کر رہی اور سکون تو اس کی مورے کے بعد شاید صرف اور صرف اس کے محرم کی قربت میں ہی رکھا ہوا ہے اگر وہ آرش کے پاس جاتی اس کے قریب ہو کر محسوس کیوں ہوتا تھا یہ بات بھی اس کے سینے سے لگ کر اسے اتنا سکون !! اور زلہ سمجھنے سے نہ قاصر تھی کیونکہ اس کا سکون صرف آرش تھا۔ آرش خانزادہ تو اپنی جگہ پر بالکل جم کر رہ گیا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ اگے جانے سے اس کے قدم ہی انکاری ہو رہے تھے نہ ہی وہ ہاتھ اٹھا کر اسے زور سے اپنے گلے میں بیچ سکتا تھا اور نہ ہی وہ اس کے انسو کو اپنے لبوں سے چن کر

اسے سکون محسوس کروا سکتا تھا عجیب سی بے بسی تھی وہ کیسے اس لڑکی کا
دُکھ درد ختم کر سکتا تھا اسے خود بھی سمجھ نہیں رہا تھا وہ تو خود ہی اس سے
شرمندہ تھا اسے معافی مانگ کر وہ مزید اسے کیا دُکھ دیتا آرش خانزادہ کی
انکھ سے ایک بولا بھٹکا ہوا انسو اور زلہ کے بالوں میں جذب ہو گیا تھا اور زلہ
کے دیکھنے سے پہلے ہی آرش خانزادہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی
انکھوں کو بری طرح سے مسلاتھا کہ انسو صاف ہو جائیں لیکن پھر بھی اس
!! کی ہری انکھوں میں نمی رہ گئی تھی وہ ضبط سے سرخ بھی ہو رہی تھی۔۔
ہوش میں آتے اور زلہ جلدی سے اس سے پیچھے ہوئی تھی اس سے پہلے کہ
اور زلہ مزید اسے کچھ کہہ پاتی آرش خانزادہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اس کے
کمرے سے نکل گیا تھا آرش خانزادہ کو اتنی جلدی میں اپنے کمرے سے نکلتا
دیکھ کر اور زلہ خانزادی حیران ہوئی تھی لیکن پھر اپنی سوچوں کو جھٹک کر
وہ نیند کی گولیاں کھا کر اپنے بیڈ پر لیٹ چکی تھی آرش خانزادہ جلدی میں
اسی لیے نکلا تھا کہ وہ اس کی انکھوں کی نمی کو دیکھ نہ سکے اگر وہ اس کی

انکھوں کی نمی کو دیکھتی تو کہیں اور زلہ کو ایسا نہ لگتا کہ وہ رو کر یا پھر دکھ درد
اس کے سامنے اپنے بیان کر کے ہمدردی جتا کر اس سے معافی مانگنا چاہتا
ہے اسی لیے اس کو اپنے انسونہ دکھاتے ہوئے وہ کمرے سے ہی چلا گیا تھا
!! اس کی نظر اپنے چہرے پر پڑنے سے پہلے۔۔

&&&&&&&

عنا یہ خانزادی مر رہی اس وقت کھڑی اپنا نازک سا ڈائمنڈ سیٹ نکال کے
ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ میں اپنی جیولری بھی ریمو کر
رہی تھی اسے یہ بھاری سا فراک جلدی سے اتارنا تھا کیونکہ اب مزید اس
!! بھاری فراک میں اسے سانس نہیں آرہی تھی۔۔

وہ فراک اتنا بھاری تھا کہ اب اسے عجیب سی گھٹن سی ہونے لگ گئی تھی اسی
لیے جلدی سے بس اپنی جیولری کو ریمو کرتے وہ واش روم جا کر گرم پانی
!! سے شاور لے کر پرسکون ہونا چاہتے تھے۔۔

جلدی جلدی کرنے کے باوجود بھی ملیار خانزادہ کمرے کے اندر اہی چکا تھا
اور اسے اپنی جیولری ریموو کرتا دیکھ کر وہ حیران ہوا اور جلدی سے اس کے
!! پاس اکرا اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے کہ میرے آنے سے پہلے ہی اپنا بنا بنائیں روپ بگاڑ
رہی ہو مجھے ٹھیک سے دیکھنے تو دیتی وہاں سے بھی اتنی جلدی میں آئے اور
پھر باہر بھی سارے دوستوں کو اسٹینڈ کرتے میں بمشکل دس منٹ ہی
تمہارے ساتھ گزار کر مردوں والی سائیڈ پر چلا گیا تھا تمہیں دیکھنے کا موقع
تک نہیں ملا اور تم ظالم بیوی بنتی کمرے میں آکر بھی اپنا سب کچھ اتار چکی ہو
!! ملیار خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نروٹے انداز میں کہا تھا۔

ملیار مجھے بہت زیادہ گھٹن ہو رہی ہے یہ فراک بہت بھاری ہے مجھے اس میں
سانس نہیں آرہی پلیز اتارنے دیں میں ابھی دو منٹ میں شاور لے کر آتی
ہوں عنایہ خانزادی نے اس کی طرف التجایا نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا

وہ جانتی تھی کہ ابھی اس کارومینٹک موڈان ہوگا تو وہ اسے بالکل بھی نہیں
!! چھوڑے گا اسی لیے التجا کرنا بہتر سمجھا تھا۔

ارے میری جان اگر تمہیں اتنی گھٹن ہو رہی ہے تو ابھی تک یہ تم نے پہنا
کیوں رکھا ہے کمرے میں اکرا سے بھی اتار دیتی ملیار خانزادہ نے شرارت
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس کے بالوں سے اس کا پنک
کلر کاربین نکالا تھا جس میں وہ اج بالکل ڈول کی طرح ہی لگ رہی تھی اس
کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے ملیار خانزادہ نے اس کے کان کی لو
!! کو اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے سہلایا تھا۔

ملیار پلیزنہ کریں جانے دیں مجھے مجھے گھٹن ہو رہی ہے اپ کو سمجھ کیوں
نہیں ارہی عنایہ خانزادی نے اس بار چیڑ چھڑے انداز میں کہا تھا اسے واقعی
میں ہی اس فراک سے گھٹن ہو رہی تھی اسے بس جلدی سے اس فراک
سے ازاد ہونا تھا اور کوئی کمفر ٹیبل سا سوٹ پہننا تھا لیکن اس کے شوہر کا

رومینٹک موڈ کے ساتھ ساتھ شرارتی موڈ بھی ان ہو چکا تھا اب اسے بری !! طرح سے رونا رہا تھا وہ اسے چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے رونا نہیں چلو میں تمہیں اس فراق سے آزاد کر دیتا ہوں ملیار خانزادہ نے کہا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے بنا کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے اس کی کمر پر ہاتھ لے جا کر زب کو ایک ہی جھٹکے سے کھولا تو فراق جو پہلے ہی ڈیلی تھی وہ پوری عنایہ خانزادی کے تن سے جدا ہو گئی تھی عنایہ اس افتاد پر بری طرح سے بوکھلائی تھی اور اسے خود سے دور جھٹکتے ہوئے جھپک کر واش روم میں بند ہو گئی تھی اسے ملیار خانزادہ سے اتنی بے باکی کی امید بالکل بھی نہیں تھی وہ تو اسے بالکل شریف سمجھے ہوئے تھی لیکن جس طرح سے پچھلے دو سے تین دنوں سے اس کا رومینٹک موڈ ان تھا عنایہ خانزادی کی جان کا وبال بن گیا تھا دروازہ بند کرنے کے بعد عنایہ خانزادی کو ملیار خانزادہ کی قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی اسے کئی سلوتوں سے نوازتے ہوئے وہ جلدی سے شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی تھی۔۔

تقریباً 10 منٹ کے بعد شاور لینے کے بعد اسے یاد آیا کہ وہ تو اپنے کپڑے
ہی لے کر نہیں آئی اور اب بری طرح سے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ رولے
باہر تو اس کا بے شرم شوہر تھا اگر وہ اسے کہتی تو وہ پہلے اسے تنگ کرتا پھر
اس کے بعد ہی اسے اس کے کپڑے دیتا لیکن اس کے علاوہ اس کے پاس
!! کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا۔

دل ہڑا کر اس نے دروازہ کھول کر ملیار کو آواز دی کہ اسے اس کے کپڑے
چاہیے اور ملیار خانزادہ جو باہر اسی بات کی طاق میں بیٹھا ہوا تھا وہ جلدی سے
بنا سے تنگ کیے اس کے کپڑے لیتا شرافت سے اس کی طرف دینے بڑھ
!! گیا تھا۔

عنایہ خانزادی حیران بھی تھی کہ وہ اتنی جلدی کیسے مان گیا لیکن خیر اس
نے کپڑے لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ایک ہی جھٹکا لگا اس کے جسم کو اور وہ
!! اگلی ہی پل ملیار خانزادہ کے سامنے تھی۔

اسے دیکھ کر بری طرح سے ملیار خانزادہ کا موڈ خراب ہو گیا تھا اور وہ منہ
کھولے عنایہ کو ہی دیکھ رہا تھا اسے عنایہ خانزادی سے اتنی سمجھداری کی
!! امید بالکل بھی نہیں تھی۔

اب کی بار ہنسنے کی باری عنایہ کی تھی عنایہ اس کا منہ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس
دی تھی عنایہ جانتی تھی کہ وہ ضرور ایسی حرکت کرے گا اسی لیے اسے
کیڑوں کے لیے اواز لگانے سے پہلے ہی وہ باتھ روب اپنے گرد لپیٹ کی
!! تھی۔

زیادہ ہنسی نہیں ارہی تھیں ملیار خانزادہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے اس کی
طرف دیکھ کر کہا تھا لیکن اگلے ہی پل اس کی آنکھیں چمکی تھی اس کی گوری
گوری ٹانگوں کو دیکھ کر ملیار خانزادہ کا ایمان بری طرح سے ڈگمگا گیا تھا اور
اس کے گورے گورے ہاتھوں کو دیکھ کر بھی ملیار خانزادہ کی آنکھیں مزید
!! سرخ ہوئی تھی۔

عنا یہ اس کی سرخ آنکھوں میں جذبات کا ٹھٹھا مارتا سمندر دیکھ کر بری طرح سے بوکھلائی تھی اور کسی بھی طرح سے دوبارہ سے ہاتھ روم یا پھر ڈریسنگ روم میں بند ہونا چاہتا تھا لیکن اگلے ہی پل ملیار خانزادہ اس کے ارادے جان کر اسے اپنے گود میں اٹھا کر بیٹھ کی طرف لے کر چل پڑا تھا میری جان اب بھاگنے کا ارادہ بند کرو اور آج رات کا سین بناتے ہیں ملیار خانزادہ نے بے باکی سے اس کی کان کی لوں کچ دانتوں تلے دباتے کہا اور !! ساتھ ہی اسے بیڈ پر دھڑم کر کے پھینکا تھا۔

اس کی قربت کی وجہ سے سرخ آنکھوں کو دیکھ کر عنا یہ خانزادی کو آج اس سے ڈر لگا تھا اس کی شدتیں وہ صبح کے وقت بالکل بھی نہیں بھولی تھی تو اب کیسے بھول جاتی وہ تو اپنی شدتوں میں اس قدر جنونی ہو گیا تھا کہ اسے !! اس کی پرواہ بھی نہیں رہی تھی۔

ملیار پلیز آج نہیں بہت درد ہو رہا ہے یقین مانے آپ کی صبح والی شدتیں میں ابھی تک برداشت نہیں کر پار ہی اور اب دوبارہ سے پلیز پلیز نہیں عنا یہ

خانزادی نے اسے بیڈ پر چڑھتے اپنے قریب اتے دیکھ کر جلدی سے کہا تھا
اج تو اس کی شدت بالکل بھی برداشت نہیں کر سکتی لیکن ملیار کا اسے آج
چھوڑنے کا کوئی بھی ارادہ نہیں تھا اسی لیے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے
ہوئے اسے پاؤں سے پکڑ کر اپنے نیچے کھینچا اور خود اس پر سایہ فگن ہوا
!! تھا۔

ملیار خان زادہ اس کے تن سے بات رو کو ایک ہی جھٹکے میں ریمو کر گیا تھا
اور اب وہ اس کے مکمل حصار میں چھپی ہوئی تھی۔!!۔
عنایہ کی پینک ہوتی ٹانگوں کو اپنے ٹانگوں کے ساتھ لوک کرتے ہوئے ملیار
خان زادہ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکے وہاں پر اپنا شدت زدہ لمس
بکھیرنے لگا جس کے باعث عنایہ کی سسکیاں پوری روم میں گونجنے لگی
تھی ملیار خان زادہ جنوبی انداز میں اس کی دھڑکنوں کے مقام پر جھکے وہاں پر لو
ہائٹ بنانے میں بے انتہا مصروف نظر رہا تھا عنایہ کی سسکیاں اسی سکون سا
!! پہنچا رہی تھی۔

اس کے دھڑکنوں کے مقام کو اپنے شدت زدہ لمس سے سرخ کرنے کے
بعد ملیار خانزادہ نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کی گردن پر لو
ہائٹ بنائے اور ساتھ ساتھ اس کے دھڑکنوں کے مقام کو اپنے ہاتھوں
سے سہلانے لگا جس کے باعث عنایہ کی سسکیاں اس کے کانوں میں
!! گو نجی اسے سکون سا پہنچا رہی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اب کی بار عنایہ خانزادی کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں بند
تھی اور وہ ہلکا ہلکا سالر زر رہی تھی اب اس کی بیوی اس کے ساتھ فریکل نہیں
ہونا چاہتی تھی کیونکہ اسے درد تھا اور وہ ڈر بھی رہی تھی اس کی شدتوں سے
سو بھلا ملیار خانزادہ اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کے قریب جاسکتا
بالکل بھی نہیں وہ محبت تھی وہ اس کا عشق تھا جو عنایہ خانزادی کہتی وہ ملیار
!! خانزادہ پر فرض ہوتا تھا وہی کرنا۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کی وہی شرٹ اٹھائی جو وہ اسے واش روم میں دینے جا رہا تھا اور اسے پہنا کر خود پر اور اس پر کمفرٹر کو درست کرتے ہوئے اسے !! اپنی باہوں میں چھپا کر نیند کے لیے لیٹ چکا تھا۔

عنا یہ بھی پر سکون ہو گئی تھی کہ چلو اچھا ہے کہ ملیار خانزادہ نے اس کی بات مان لی اسے یقین تھا کہ اگر وہ منع کرے گی تو ملیار خانزادہ اس کے قریب نہیں آئے گا اور اس یقین کو برقرار رکھتے ہوئے ملیار خانزادہ نے ایسا ہی کیا تھا اور اس یقین کو برقرار رکھتے ہوئے ملیار خانزادہ نے ایسا ہی کیا تھا اس کے سینے کے گرد اپنے ہاتھوں کو لپیٹتے ہوئے عنا یہ خانزادی بھی نیند کی وادیوں !! میں اترنا شروع کر چکی تھی۔

انج وہ کافی عرصے بعد یتیم خانے آیا تھا ان دو سالوں میں وہ ہر روز ہی اتا تھا
لیکن اب پچھلے کچھ دنوں سے ملیار لالا کی شادی کی وجہ سے وہ یتیم خانے
کافی ٹائم بعد آیا تھا ان دو سالوں میں مسلسل اس نے گل سے بلکل بھی بات
نہیں کی تھی جب گل کو وہ دور اپڑا تھا اس کے بعد سے وہ پچھلے دو سالوں
سے صرف گارڈن میں بیٹھ کر اس کو دیکھا ہی کرتا تھا کبھی بھی بات کرنے
!! کی ضرورت اسے پیش نہیں آئی تھی۔

وہ بس ہمیشہ اتا اور گارڈن میں بیٹھ کر اسے تکتا ہی رہتا جب تک گل خود ہی
یتیم خانے کے اندر نہیں چلی جاتی تب تک برلاس خانزادہ وہاں سے ہلتا بھی
نہیں تھا اب تو اسے ان دو سالوں میں گل بھی جان گئی تھی کہ وہ لڑکا اتا ہے
اور اسے دیکھ کر چلا جاتا ہے وہ اسے تھوڑا تھوڑا سا جان گئی تھی کہ یہ وہی
لڑکا ہے جس کی آنکھوں میں اس نے اپنے لیے پہلی بار عزت دیکھی
!! تھی۔

اب تو گل کو بھی لاشعوری طور پر اس کا انتظار رہتا تھا پچھلے ایک ہفتے سے وہ یتیم خانے میں نہیں آیا تھا اور آج جب وہ آیا تو گل کا چہرہ دیکھ کر وہ چونک اٹھا کیونکہ گل کے چہرے کے تاثرات اسے حیرت میں مبتلا کر رہے تھے وہ اس سے ناراض ناراض سی دکھ رہی تھی اور اپنے چہرے کو ناراضگی کا تاثر!! دیے ہوئے تھی۔

اسے لگا کہ شاید اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اسی لیے ساری سوچوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے وہ اپنے پرانی والی جگہ پر جا کر بیٹھا جہاں پر وہ گل کو باسانی دیکھ!! سکتا تھا۔

اس کے بیٹھنے کی ہی دیر تھی کہ گل نے اس کی طرف سے اچانک سے رخ موڑ کر درخت کی طرف اپنا رخ موڑ لیا تھا برلاس خانزادہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے کیا وہ لڑکی اس سے اپنی ناراضگی شو کر رہی ہے یہ کیا ماجرا تھا!! اسے سمجھ نہیں رہا تھا۔

ابھی برلاس خانزادہ کچھ سمجھ پاتا یا پھر سوچ پاتا اسے منانے کے لیے کچھ کرتا یا پھر اس کے پاس اٹھ کر جاتا ایک بچی اس کے پاس بھاگی بھاگی انی اور کہا کہ وہ آپنی اپ کو بلارہی ہے انج تو برلاس خانزادہ کو لگا کہ جیسے اس کے حیرت ہونے کا دن ہوا اتنی حیرت اتنی حیرت اسے سنبھالی نہیں جارہی تھی دوسری طرف دل میں خوشی کے لڈو بھی پھوٹ رہے تھے کہ وہ لڑکی اس کی طرف متوجہ ہو رہی ہے اور وہ اس کے ساتھ کمفر ٹیبل بھی فیل کر رہی ہے اور جلدی سے اپنی خوشی کو چھپائے چہرے پر نرم سے تاثرات سجاتے !! اس کے پاس چلا گیا۔

جی اپ نے مجھے بلایا گل کے پاس برلاس خانزادہ نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو گل نے اپنے چہرے پر نہ سمجھی کہ تاثرات سجاتے تھے اس نے بلا اسے کب بلایا گل نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تو برلاس خانزادہ کو لگا کہ شاید وہ مذاق کر رہی ہے اس لیے گھور کر اس کی طرف !! دیکھا تھا۔

اور اس کے یوں گوریلے تاثرات کو دیکھ کر بھی گل کا دل شدت سے دھڑکا
تھا ہلکے ہلکے سے اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگ گئے تھے دل اندر سے جیسے
!! ٹوٹنے کے بعد باہر نکلنے کے درپر تھا۔

کیا ہوا ہے کانپ کیوں رہی ہو میں کھا تھوڑی نہ رہا ہوں ریلیکس ہو جاؤ چلو
ٹھیک ہے تم نے مجھے نہیں بلایا ریلیکس ہو جاؤ برا اس خانزادہ نے اس کے
چہرے پر ڈر و خوف کے تاثرات دیکھے تو جلدی سے اپنے لہجے کو نرم بناتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنے آنکھوں میں بھی نرمی کا تاثر لیے اس کے پاس
زمین پر ایک گھٹنا موڑے بیٹھ گیا تھا ہاں لیکن اسے چھونے کی کوشش
بالکل بھی نہیں کی تھی جانتا جو تھا کہ اگر وہ اسے چھوئے گا تو وہ مزید اس
!! سے ڈر جائے گی۔

گل نے بھی اس کے منہ سے یہ سنا کہ اسے اس نے نہیں بلایا تو ریلیکس ہو
گئی تھی اور اسے اپنے پاس بیٹھے دیکھ کر اس کا دل ڈر تو رہا تھا لیکن وہ کیا کرتی

چینتی چلاتی کیا کرتی وہ اس کے پاس بیٹھا آنکھوں میں نرم سا تاثر لیے اس کی
!! طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھ سے بات کرو گی برلاس خانزادہ نے بہت ہی سوچ سمجھ کر بس اتنی سی
ہی بات گل کے سامنے رکھی تھی گل کے سامنے بات کرتے ہوئے برلاس
خانزادہ کو اپنا بے باکی کا موڈ اور شرارتی سا موڈ بالکل ایک دم سادہ رہا رکھنا
تھا وہ اس کے ساتھ بہت سوچ سمجھ کر بات کر رہا تھا کہ کہیں اس کی کسی
!! بات سے وہ ڈر نہ جائے۔

گل نے جلدی سے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا تھا وہ اس سے بات بالکل بھی
نہیں کرنا چاہتی تھوڑی دیر پہلے جہاں پر دل اداس تھا کہ وہ اتنے دنوں بعد
اس سے ملنے کیوں آیا تھا وہ ایک ہفتے تک کہا تھا اب دل میں ناراضگی کا تاثر
!! بھی کہیں دور جا کر دفن ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے بات مت کرو لیکن ریلیکس ہو جاؤ گھبرانے کی
ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کچھ بھی نہیں کہوں گا ایٹ لیسٹ ہم دوست

تو بن سکتے ہیں نابر لاس خانزادہ نے اپنی اگلی بات اس کے سامنے رکھی اور گل کے چہرے کے تاثرات میں ڈر و خوف کو کم ہوتا دیکھ کر بر لاس خانزادہ کا دل بھی پر سکون ہوا تھا وہ آج دو سالوں کے بعد اس لڑکی سے بات کر رہا تھا اس نے کبھی بھی گل سے نہ بات کی تھی اور نہ ہی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آج اس کے قریب آکر اس کے معصومیت سے بھرپور چہرے کو !! دیکھ کر بر لاس خانزادہ اس سے بات کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

دوست کے بارے میں سن کر گل نے ہاں میں سر ہلایا تھا دوستی اس کے قریب اتنے معنی رکھتی تھی جیسے کہ وہ یتیم خانے کے چھوٹے چھوٹے بچوں سے دوستی کرتی اور وہ ہمیشہ ہی مشکل کے وقت اس کے کام آتے تو دوست کا ورڈ سن کر گل کے تاثرات بھی نرم ہوئے اور اس نے اثبات میں سر ہلا کر بر لاس خانزادہ کو شاید دو سالوں بعد ان کے بیچ کوئی تعلق بن سکتا !! تھا اس کا ایک سراہا تھ میں تھمایا تھا۔

برلاس خانزادہ بھی خوش ہوا اور جلدی سے اپنا ہاتھ ہینڈ شیک کرنے کے لیے اگے کیا اور کہا کہ فرینڈز لیکن گل اس کے ہاتھ کو دیکھتی ہی رہی تھا !! نہیں تھا۔

جب برلاس خانزادوں کو لگا کہ وہ اس کا ہاتھ نہیں تھا میں گی تو مجبوراً اسے ہاتھ پیچھے کرنا پڑا تھا وہ برلاس خانزادہ جہاں یونیورسٹی کی ساری لڑکیاں اس کے ساتھ سے بات کرنے کے لیے بھی ترستی تھی وہ یتیم خانے میں ایک لڑکی کے پاس درخت کے نیچے گھٹنا موڑے بیٹھا اس سے دوستی کرنا چاہ رہا !! تھا اور وہ لڑکی اس کا ہاتھ تک تا منا نہیں چاہ رہی تھی۔

برلاس خانزادہ کے چہرے پہ مایوسی کو دیکھتے ہوئے نہ جانے کیوں لیکن گل کو اچھا نہیں لگا تھا اس کے چہرے کے ناراضگی بھرے تاثرات کو دیکھنا اچھا نہیں لگا اسی لیے اب کی بار گل نے خود سے اپنا ہاتھ اگے کیا تھا ہینڈ شیک کرنے کے لیے لیکن منہ سے کچھ بھی نہیں بولا تھا۔

برلاس خانزادہ کا دل تو مانو ایسا تھا جیسے وہ اسمانوں میں اڑ رہا ہو بلا وہ خود سے
اس کے ساتھ ہینڈ ٹریک کرنا چاہتی تھی تو وہ کون ہوتا تھا کہ اپنی محبت اپنے
عشق کا ہاتھ ٹکراتا اپنی انا کو برباد کرتے ہوئے برلاس خانزادہ نے اب کی بار
پورے شوق و وثوق کے ساتھ گل کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تھا
برلاس خانزادہ خوش تھا وہ اتنے میں ہی بہت خوش تھا وہ لڑکی اسے صدیوں
کی تھکی ہوئی لگتی تھی اور اسے وہ زندگی کی طرف موڑنا چاہتا تھا پہلی نظر کی
محبت میں برلاس خانزادہ نے کبھی بھی یقین نہیں کرا تھا لیکن دو سال پہلے
جب خود کو اس نے پہلی نظر کے عشق میں گرفتار ہوتے دیکھا تو اسے یقین
ہو چلا تھا کہ پہلی نظر کی محبت آج بھی دنیا میں قائم ہے محبت کب کہاں کس
سے ہو جائے یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا یہ تو پہلی نظر کی محبت کچھ اس
طرح سے ہوتی ہے کہ ہم کہیں جائیں اور ہماری آنکھوں کو کوئی ایک شخص
دل و جان سے بھا جائے تو پہلی نظر کی محبت کے ساتھ ساتھ ہماری روحیں

بھی مل جاتی ہیں اور جب روحیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تب تو
!! جدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چلو اب ہم فرینڈز بن گئے ہیں نا تو اب کل میں اپ کے لیے چاکلیٹ لاؤں
گا ابھی میں گھر چلتا ہوں ٹھیک ہے برلاس خانزادہ نے گھڑی میں وقت
دیکھا تو تقریباً شام ڈھلنے کو آئی تھی اور تقریباً گل کے بھی اندر جانے کا ٹائم
ہو گیا تھا وارڈن کو باہر اتے دیکھ کر برلاس خانزادہ نے بھی ہاتھ ہلا کر اسے
!! اللہ حافظ کہا اور ساتھ ہی وہ یتیم خانے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

گل تب تک اس کے پیٹ کو دیکھتی رہی جب تک وہ یتیم خانے کا گیٹ
عبور نہیں کر گیا تھا اس کے جانے کے بعد اس نے وارڈن کی طرف دیکھا تو
وارڈن بھی تھوڑی سی خوش نظر آ رہی تھی کہ چلو اچھا ہی ہوا کہ وہ
کسی کی طرف متوجہ تو ہو رہی ہے ورنہ اپنے بچپن سے لے کر جوانی تک کا
سفر وہ اس یتیم خانے میں گزار چکی تھی لیکن ابھی تک اس نے کسی سے
!! ایک لفظ تک نہیں کہا تھا سات سال کی عمر کے بعد۔

آر ش خانزادہ اس وقت حویلی کے بیک سائیڈ کے وسیع بیک یارڈ کی طرف
بنے سوئمنگ پول کے اندر شرٹ لیس کھڑا نہار ہاتھارات تقریباً ہو چکی تھی
اور اندھیرا ہر طرف پھیل چکا تھا لیکن نہ جانے آر ش خانزادہ پر آج کون سا
جنون سوار تھا جو رات کے وقت وہ سوئمنگ پول میں نہار ہاتھ حویلی کا
سوئمنگ پول سارے ہی لڑکوں کے خواہش پر بنایا گیا تھا جب حویلی کو نئے
سرے سے ری نوئیٹ کروا رہے تھے سارے خانزادے تب سب نے ہی
خواہش ظاہر کی تھی کہ ایک سوئمنگ پول بھی ہونا چاہیے اور وہ بیک یارڈ پر
اس لیے رکھا گیا تھا کہ کسی کی نظروں میں نہ آئے کیونکہ ان کے دادا جی کو
کہاں پسند تھا کہ خانزادے گھر کے عورتوں کے سامنے بغیر شرٹ کے نہا
!! رہے ہوں۔۔

اور زلہ خانزادی جو حویلی کے اندر بہت زیادہ گھٹن محسوس کر رہی تھی وہ
حویلی کے لان سے ہوتے ہوتے بیک یارڈ کی طرف نکل آئی تھی اور بیک

یارڈ کے کھلے ہوئے حصے کو دیکھ کر اسے یہ جگہ اپنی تنہائی کے لیے سب سے بہتر لگی تھی حویلی میں اتنے دنوں سے رہنے کے بعد اور زلہ خانزادی کو اج جا کر بیک یارڈ آنے کا ٹائم ملا تھا بیک یارڈ کا حصہ نہایت ہی خوبصورتی سے بنا ہوا تھا ایک طرف اسطبل تھا جہاں پر ہر رنگ اور ہر نسل کے گھوڑے رکھے گئے تھے یہ خانزادوں کے شوق بھی اور زلہ نے گہری سانس بھری اور دوسری طرف نظر دوڑائی تو وہاں پر گرینری ہی گرینری تھی وہ جگہ اسے کافی پسند آئی تھی اور اب جب اس نے اپنی نظریں اپنے پیٹھ کے پیچھے رخ موڑ کر دیکھا تو وہاں پر سویمنگ پول تھا اور سویمنگ پول کا پانی ہل جل رہا تھا اور زلہ کو حیرت ہوئی کہ اتنی رات کو سویمنگ پول میں اس وقت اندازہ تھا کہ اس کا شوہر پاگل ہی ہے کون پاگل ہے جو نہار ہا ہے اسے نہیں!! جو نہار ہا ہے۔۔

اور زلہ حیرت سے سویمنگ پول کے قریب گئی اور قریب جانے پر اسے پتہ لگا کہ کوئی سویمنگ پول میں ہے تو صحیح لیکن وہ سویمنگ پول کے اندر لیٹا ہوا

ہے اور اس کی پیٹھ باہر کی طرف ہے اور اس کا چہرہ پانی کے اندر ہے اور زلہ کو اس سچویشن کو دیکھ کر ایسا لگا کہ شاید جو کوئی بھی ہے وہ سویمنگ پول کے !! اندر یا تو ڈوب کر مر چکا ہے یا پھر ڈوب رہا ہے۔۔

کون ہے اپ کیا اپ ٹھیک ہیں اور زلہ کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ آرش خانزادہ ہے آرش نے اور زلہ کی آواز سیکنڈ سے پہلے پہچانی تو حیرت سے اپنا چہرہ پانی سے باہر نکالتے ہوئے اسے دیکھا تھا سویمنگ پول کا پانی کافی گہرا تھا لیکن آرش خانزادہ کا قد بھی تو اونچا تھا اسی لیے اسے پانی میں کھڑا ہونے پہ کوئی !! بھی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔۔

تم تم یہاں پر کیا کر رہے ہو سویمنگ پول سے جب آرش خانزادہ نے اپنا چہرہ باہر نکالا اور اور زلہ نے آرش کا چہرہ دیکھا تو حیرت سے اس سے پوچھا !! تھا۔۔

کیا مطلب ہے انکھیں نیچ کر آئی ہو نظر نہیں ا رہا کہ میں کیا کر رہا ہوں یہاں پہ ظاہر سی بات ہے سویمنگ پول کے اندر ہوں تو نہا ہی رہا ہوں گانا آرش

خانزادہ نے شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اس کے شرارتی
موڈ کو دیکھ کر اور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر اور زلہ نے چونک
!! کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

نہیں وہ مجھے لگا کہ کچھ نہیں اور زلہ جو پریشانی سے اس طرف آئی تھی کہ
شاید کوئی ڈوبا ہوا ہے لیکن آرش خانزادہ کو بالکل صحیح سلامت دیکھ کر اس
نے سوچا کہ وہ یہ بات اسے کیوں بتائے اسی لیے کچھ نہیں کا تاثر دیتے
ہوئے وہ آگے بڑی تھی لیکن تھوڑا سا آگے کی طرف ہی چلی تھی کہ بیک
یارد میں جگہ جگہ پر پتھروں سے ایک خوبصورت سارا ستہ بنایا گیا تھا اسی
پتھر میں اس کا پیراٹکا اور اگلے ہی پل وہ سوئمنگ پول کے اندر گر چکی
!! تھی۔

آرش خانزادہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا کہ وہ واپس جا رہی ہے اس سے پہلے کہ
وہ اسے پکارتا اس کا پیراٹکا اور وہ اگلے ہی پر سوئمنگ پول میں گر چکی تھی

آر ش خانزادہ نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو اونچا قہقہہ لگایا تھا وہ اسے پانی میں
!! ہاتھ مارتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

آر ش۔۔ آر ش۔۔ مجھے۔۔ بچاؤ۔۔ اور زلہ پانی میں بری طرح سے اپنے
ہاتھ پیر مارتے ہوئے اپنا سر پانی سے باہر نکالتے آر ش سے اٹکتے ہوئے کہہ
!! رہی تھی بچاؤ۔۔ مجھے۔۔ تیرنا۔۔ نہیں۔۔ اتا۔۔ پلیز۔۔

عرش نے اسے دیکھا وہ واقعی میں ہی پانی میں ہاتھ پر مارتے ہوئے جیسے
ڈوبنے سے خود کو بچا رہی تھی سیکنڈ سے پہلے آر ش خانزادہ اس کی طرف
پہنچا تھا اور اسے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے سویمنگ پول میں کھڑا کیا تھا اس
!! کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے۔۔

اور زلہ نے اس کے سہارے اپنے آپ کو کھڑا پایا تو بری طرح سے حواس
باختہ ہو کر آر ش کے گود میں چڑ کر اپنے دونوں پیر اس کے کمر کے ارد گرد
باند چکی تھی دونوں بازوؤں کو اس کے گلے کے گرد مضبوطی سے حائل

کرتے ہوئے اور زلہ اس کے گردن میں چہرہ چپائے بری طرح سے

!! کھانس رہی تھی وہ ڈر گئی تھی وہ واقعی میں ہی ڈوبنے سے ڈر گئی تھی۔۔

آرش کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا ڈر جائے گی اس کے دل میں وہ طوفان لا

چکی تھی اس طرح سے خود سے قریب اکرا اور اس کی گود میں چڑھ کر آرش

خانزادہ بھی بندے بشر بہکتا نا تو اور کیا کرتا رات کا اندھیرا سمینگ پول میں

اس کی بیوی اس کے گود میں چھڑی اس کے گردن میں اپنا چہرہ چپائے اپنی

گہری ہوتی سانسیں اس کے گردن پر چھوڑ رہی تھی اور اوپر سے کانسنے کی

وجہ سے اس کے لب بار بار جب آرش خانزادہ کی گردن سے ٹکراتے تو

اس کے جسم میں سپارک سے اٹھتے آرش خانزادہ نے اس کی کمر کورب

کرتے ہوئے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ پر سکون ہو بھی

گئی تھی اور اب کھانسنے بند کر کے ہنوز اس کی گردن میں چہرہ چپائے ہوئے

!! تھی شاید وہ ڈر گئی تھی اسی لیے تو وہ اسے چھوڑنا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔۔

اپنے جواں جذبات اور اپنے دل میں جذبات کی اتنی تو غیانی سے ڈر کر اور
آر ش خانزادہ نے اسے خود سے نیچے پانی میں اتارنا چاہا تھا لیکن وہ مزید اور
اس کے قریب ہوتے مضبوطی سے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو حائل
کر گئی تھی آر ش خانزادہ اب بے بس ہوا تھا اس کی آنکھیں قربت کی خمار
سے سرخ ہو رہی تھی کیونکہ اور زلہ خانزادی مزید اس کے قریب ہو کر
!! اپنے سینے کی ناز کی اسے بھرپور محسوس کروا رہی تھی۔

خانزادی نیچے اتر وڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں پاس ہی ہوں آر ش
خانزادہ نے اس کے کان میں سرگوشی نما گھمبیر آواز میں کہا تھا اس کی آواز
میں بھاری اور بوجھل پن خود ہی اگیا تھا کہ وہ ابھی تک اپنے قسم پر قائم تھا اور
اسے کسی بھی غلط طریقے سے چھو نہیں رہا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ
اور زلہ کو اسی پانی میں لٹھایا اور اس کے دھڑکنوں کے مقام پر اس قدر
شدت سے اپنا لمس چھوڑے جس طرح شدت سے وہ اس کے دل میں
!! جذبات کا طوفان لا کر کھڑا کر چکے ہیں۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ پلیز۔۔ مجھے۔۔ باہر۔۔ نکالیں۔۔ ادھر پانی میں۔۔

مت۔۔ اتاریں۔ م اور زلہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں آرش خانزادہ سے التجا کی تھی اور شاید یہ پہلی بار تھا کہ حویلی میں آنے کے بعد اور زلہ خود سے اس کی قریب ارہی تھی چھ مہینے کے جو ریلیشن شپ میں رہتے ہوئے بھی ان دونوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور نہ ہی آرش خانزادہ!! نے اس معاملے میں مجبور کیا تھا۔

آرش خانزادہ بے بس ہوتے ہوئے پانی میں دھیرے دھیرے سے چلتا اسے ایک کنارے پر لے جا گئے بٹانا چاہتا تھا اور وہ پانی میں نہایت ہی دھیرے دھیرے چل رہا تھا اسے یہ لمحات بالکل بھی جلدی نہیں گزارنے تھے اور زلہ جس طرح سے اس کے قریب اس کے باہوں میں اس سے لپٹی ہوئی تھی آرش خانزادہ کا دل چاہا تھا کہ یہ لمحہ یہیں پر رک جائے یا پھر ایسے ہی یہ سلسلہ چلتا رہے لیکن یہ سب بلا کہاں اتنی جلدی ممکن ہو سکتا!! تھا۔

آر ش خانزادہ کنارے پر لا کے اسے ایک جگہ پر بٹھا چکا تھا ابھی بھی اور زلہ کے پیر پانی میں ہی تھے اور زلہ خوف سے سہمی ہوئی بچے کی طرح آر ش خانزادہ کی طرف دیکھ رہی تھی اور وہ اس کے ہاتھوں کو ابھی بھی اپنے ہاتھ میں لیے ہوئی تھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور زلہ نے جیسے کہ وہ اس کی کندھے سے ہاتھ ہٹائے گی اور وہ دوبارہ سے پانی میں گر جائے گی اس لیے خوف سے وہ اس کے کندھے پر اپنے ہاتھوں کو جمائے!! ہوئے تھی۔۔

خانزادی ریلیکس ہو جاؤ ڈرو نہیں کچھ بھی نہیں ہو گا میں ہوں نہ تمہارے پاس آر ش خانزادہ نے دھیرے سے اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے!! کہا تھا۔۔

اور زلہ خانزادی نے بس اس بات میں ہی سر ہلایا تھا مزید اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا اس کے ہاتھ دھیرے دھیرے سے کانپ رہے تھے آر ش

خانزادہ محسوس کر سکتا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ اور زلہ اتنی ڈر جائے
!! گی۔۔

آر ش خانزادہ خود پانی سے باہر آیا اور اسے دوبارہ سے اپنی گود میں اٹھا کر
حویلی کے اندر اس کے کمرے کی طرف لے کر چل پڑا تھا کیونکہ وہ اس
حالت میں نہیں تھی کہ وہ خود اپنے کمرے میں جاسکے اور زلہ خانزادی بھی
چپ چاپ بنا چوں چراں کیے اس کی گود میں سختی سے اسے تھامے اسے کچھ
!! بھی نہیں بول رہی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے اسے اس کے کمرے میں لا کر صوفے پر بٹھایا اور کمرے
کا دروازہ بند کرنے کے بعد دوبارہ اس کے پاس آیا تھا اور زلہ بالکل چپ
چاپ بیٹھی تھی آر ش خانزادہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر اس
کے الماری کی طرف بڑھتے ہوئے ٹاول نکال کر وہ اس کے پاس اچکا تھا اس
کے گیلے لمبے بالوں کو وہ دھیرے دھیرے ٹاول سے سکھانے لگا کیونکہ

کمرے میں اے سی فل سپیڈ سے ان تھا اور وہ اس وقت فل گیلے لباس میں
!! موجود تھی اسی لیے اسے فکر ہوئی کہ کہیں اسے سردی نہ لگ جائے۔
بال سکھانے کے بعد آرش خانزادہ نے الماری میں سے اس کا ایک آرام داہ
ڈریس نکال کر اس کے ہاتھ میں تمایا اور کہا کہ جاؤ چلیج کر کے او اس کے
بعد سو جانا آرش خانزادہ نے کہا اور اور زلہ خانزادی نے اس بار بھی چپ
چاپ اس کے ہاتھ سے کپڑے تھام لیے تھے وہ جب اٹھ کر واش روم کی
طرف جانے لگی تو آرش خانزادہ بھی اپنے کمرے میں جانے کے لیے قدم
بڑھا ہی رہا تھا کہ اور زلہ نے اسے کہا کہ "اپ جا رہے ہیں مجھے اکیلا چھوڑ
!! کر" وہ ایک جملہ آرش خانزادہ کے دل پر ٹھاہ کر کے لگا تھا۔

— — —

اب جا رہے ہیں مجھے اکیلا چھوڑ کر "وہ ایک جملہ آرش خانزادہ کے دل پر"
!! ٹھاہ کر کے لگا تھا۔

آرش خانزادہ نے اس کا جملہ سنا تو تڑپ کر اس کی طرف مڑ کر دیکھا تھا وہ بلا
کب اپنی زندگی کو چھوڑ کر جاسکتا تھا اس کی سانسیں نہ بند ہو جائے اگر وہ
!! اسے چھوڑ کر جائے تو۔

چینج کرنے جا رہا ہوں جب تک تم واپس آؤ گی پرومیں میں یہیں پر تمہارے
پاس ہی کھڑا ہوں گا آرش خانزادہ نے نرم لہجے میں اور زلہ خانزادی سے
کہا تھا تو اس کے چہرے پر بھی تھوڑے سے پرسکون تاثرات دیکھ کر آرش
خانزادہ بھی پرسکون ہوا تھا اس کے بعد اور زلہ خانزادی واش روم چینج
کرنے چلی گئی تو دوسری طرف آرش خانزادہ بھی بھاگ کر اپنے کمرے کی
طرف گیا تھا اسے چینج کرنا تھا اور زلہ خانزادی کے واش روم نکلنے سے پہلے
!! ہی اسے واپس سے اپنی خانزادی کے کمرے میں جانا تھا۔

آرش خانزادہ تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوا اور جلدی سے وارڈر اپ سے اپنا راف ساٹراؤزرا اور شرٹ کو نکالتے چینیج کرنے چلا گیا تھا نہا کر چینیج کرنے کے بعد بنا بالوں کو بنائیں وہ اور زلہ خانزادی کے کمرے میں واپس آ گیا تھا اور زلہ ابھی تک چینیج کر کے نہیں نکلی تھی واش روم سے پانی گرنے کی اوازیں آرہی تھی تو آرش خانزادہ پر سکون ہوا کہ وہ جب نکلے گی اسے اپنے پاس دیکھ کر وہ ڈرے گی نہیں آرش خانزادہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اس کی طرف سے کچھ نہ کچھ رسپانس تو اسے مل رہا تھا آرش خانزادہ اس سے معافی بھی مانگے گا لیکن ایسے نہیں کہ اس کے قدموں میں بیٹھ کر وہ معافی مانگے وہ تو اسے بہت سپیشل طریقے سے معافی مانگنا چاہتا تھا وہ گھر میں ہی نہیں وہ اسے کہی اور سر پر انڈر پلان کر کے لے کر !! جانا چاہتا تھا اور پھر ادھر ہی معافی مانگنے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔

ابھی وہ مزید کچھ سوچ پاتا کہ واش روم کا دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھولا تھا اور اور زلہ خانزادی باہر آئی تھی بے بی پنک کلر کے نائٹ سوٹ میں وہ

اس وقت خود ہی بچی لگ رہی تھی بال گیلے تھے لیکن انہیں ٹاول میں لپیٹ
!! رکھا تھا۔

آرش خانزادہ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے چیئر پر
بٹھایا اور ساتھ ہی ڈرائیور کی مدد سے اس کے بالوں کو سکھانے لگا ٹاول بھی
وہ اتار چکا تھا اور زلہ خانزادی یک ٹک اسے مرر میں سے دیکھ رہی تھی اس کا
اور اپنا عکس اس وقت اور زلہ خانزادی کو اس قدر خوبصورت لگ رہا تھا کہ
!! وہ نظرے ہی نیچے کر گئی تھی۔

اور زلہ خانزادی اب گہری سوچوں میں گم ہو چکی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ
کیا کوئی اس کا بھی اس قدر خیال رکھ سکتا تھا جتنا تو آرش خانزادہ کا ایک الگ
ہی روپ اس کے سامنے اشکار ہوا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ
آرش خانزادہ جس نے اسے اس کی ماں کے سامنے تھپڑ مارا تھا وہ اس قدر
کیرنگ بھی ہو سکتا ہے اسے یہ نیا نیا احساس اچھا لگ رہا تھا اسے بالکل بھی
اندازہ نہیں تھا کہ اس کی مورے کے بعد کوئی اس کے لیے اتنا فکر مند اور

اتنا کیرنگ ہو سکتا تھا لیکن آج آرش خانزادہ کو اس قدر اپنے لیے فکر مند اور کیرنگ ہوتا دیکھ کر اور زلہ خانزادی بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ شاید ابھی بھی کوئی ہے جو اس کا خیال رکھ سکتا ہے اس کی مورے کے بعد !! بھی۔۔

اجاؤ تمہارے بال سوکھ گئے ہیں اب تم سو جاؤ اس کے بالوں کو اچھا خاصا سکھانے کے بعد آرش خانزادہ نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ بھی اس بات میں سر ہلا کر اٹھی اور بیڈ کی طرف جا کر لیٹ کر اپنے اوپر کمفرٹر کو درست کر گئی تھی اسے نہایت ہی سردی لگ رہی تھی کیونکہ سوات کا موسم اس وقت خاصا ٹھنڈا ہوا پڑا تھا اور اوپر سے کمرے میں اے !! سی بھی فل سپیڈ میں ان تھا۔۔

آرش خانزادہ نے ٹیبل پر سے اے سی کاریموٹ اٹھا کر اے سی کو بند کیا اور پھر لائٹ اف کرتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑھا لیمپ ان کیا اور خود جا کر سونے پر بیٹھ کر اب اور زلہ کے سونے کا انتظار کرنے لگا وہ ڈر کر اس

کے پاس بیڈ پر نہیں بیٹھا تھا کہ کہیں اسے برانہ لگ جائے اور کہیں وہ ایسا نہ سمجھ بیٹھے کہ آر ش خانزادہ جان بوجھ کر اس کے قریب آئے جا رہا تھا اب وہ اپنے موبائل میں سکرولنگ کر رہا تھا اور اور زلہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اور زلہ کے سر میں بھی شدید درد شروع ہو چکا تھا سویمنگ پول کا پانی بھی اچھا خاصا ٹھنڈا تھا اس کے بعد کمرے میں آکر اس نے گرم پانی سے ہی شاور لیا تھا لیکن اس کے بعد بھی ابھی بھی اسے سردی لگ رہی تھی اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے تھے اور اس کے سر میں بھی شدید درد ہونا شروع ہو گیا !! تھا اوپر سے اسے نیند بھی نہیں آرہی تھی۔۔

تقریباً دو گھنٹے گزرنے کو آئے تھے اور زلہ خانزادی کروٹ پر کروٹ لیے ادھر سے ادھر بے چینی سے بیڈ پر سکرول ہو رہی تھی لیکن مجال تھی کہ اسے نیند آجائے سر کا درد بھی اب مزید بڑھنا شروع ہو گیا تھا اس سر کے درد سے تو پچھلے دو سالوں سے وہ تنگ آگئی تھی نہ جانے اس کے سر میں کیا مسئلہ ہو جاتا تھا ایک بار درد ہوتا تو پھر ٹھیک ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا اس

نے شدید بے چینی میں آرش خانزادہ کی طرف دیکھا تو وہ ابھی بھی بظاہر
!! موبائل میں ہی مصروف تھا۔

آرش خانزادہ نے اس کی نظروں کی تپش اپنے اوپر محسوس کی تو چونک کر
اس کی طرف دیکھا وہ تو پہلے ہی اس کی طرف متوجہ تھا بس اسے دکھانے
کے لیے بظاہر وہ موبائل پر اپنی نظریں گاڑے ہوا تھا لیکن اب جب وہ اس
!! کی طرف دیکھ رہی تھی تو آرش کا چونکنا تو بنتا تھا نا۔

کیا ہوا نیند نہیں آرہی؟ آرش خانزادہ نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے
!! پوچھا تو اور زلہ نے لیٹے لیٹے ہی نفی میں سر ہلایا تھا۔

سر میں درد ہو رہا ہے کیا جوا نکھیں سرخ ہو رہی ہے تمہاری؟ آرش خانزادہ
نے ایک اور سوال پوچھا اور دوسری طرف اور زلہ نے دوبارہ سے لیٹے لیٹے
!! ہی ہاں میں سر ہلایا تھا۔

آر ش خانزادہ جلدی سے اس کے پاس اٹھ کر گیا اور بیڈ پر بیٹھا تھا ساتھ ہی اسے اپنا سر اپنی گود میں رکھنے کے لیے کہا تھا اور زلہ خانزادی بھی اپنا سر!! اس کے گود میں رکھ چکی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے اپنی گود میں اس کا سر دیکھا تو اس کی روح میں سکون سرایت کر گئی تھی آر ش خانزادہ دھیرے دھیرے سے اس کا سر دباتے ہوئے اس پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونک رہا تھا تاکہ وہ سو جائے اور ساتھ!! ہی ساتھ اس کے سر کا درد بھی ٹھیک ہو جائے۔۔

آر ش خانزادہ بلند آواز میں قرآنی آیات پڑھ کر اور زلہ پر پھونک رہا تھا کہ اس کی بے چینی کم ہو اسے نیند بھی آجائے اور اس کے سر کا درد بھی ٹھیک!! ہو جائے۔۔

اور اس کے بلند آواز میں پڑے جانے والی قرآنی آیات کو سنتے سکون سے اپنی آنکھیں موند گئی تھی اب نہ جانے کیوں آر ش کے گود میں اسے اتنا سکون ملا تھا کہ اس کی آنکھیں خود بخود ہی بند ہو رہی تھی آر ش کے گرم

ہاتھوں کا لمس اپنے سر پر محسوس کرتے بھی اور زلہ خانزادی اپنے سر کے
درد میں کمی واقعی طور پر محسوس کر سکتی تھی اور یہ شاید دو سالوں میں ایسا
پہلی بار ہوا تھا کہ اور زلہ خانزادی نیند کی گولیاں کھائے بغیر ہی آرش کے
!! گود میں پر سکون ہو کر سو گئی تھی۔

آرش خانزادہ لیمپ کی پیلی پیلی سی روشنی میں بہت غور سے اس کے
چہرے کے نقوش کو دیکھ رہا تھا جس میں معصومیت ہی معصومیت تھی وہ
اتنی سٹرانگ نہیں تھی جتنی وہ باہر سے بننے کی کوشش کرتی تھی اس کی
کندھے پر اس کی بہن کی ذمہ داری اگئی تھی اس کی اچھی تربیت کی ذمہ
داری اگئی تھی اسی لیے اور زلہ خود کو بہت ہی سٹرانگ شو کرواتی تھی باہر
باہر سے لوگوں کے سامنے لیکن اندر سے وہ کس قدر ٹوٹی ہوئی تھی یہ بات
!! آرش خانزادہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

آرش خانزادہ دھیرے سے اپنے انگوٹھے سے اس کی گھنی مڑی ہوئی پلکوں
کو چھو رہا تھا اس نے بہت ہی بڑی زیادتی کی تھی وہ بھی اور زلہ کے ساتھ

پہلے وہ خود کو تو معاف کر دیتا جس پر اس نے اتنی ظلم اتنی ذاتیاں کی تھی اس کے بعد ہی وہ اور زلہ سے معافی مانگنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا اس نے اپنے عشق کے ساتھ بہت ہی برا کیا تھا اور یہ بات برا کر جانے کے بعد اسے محسوس ہوئی تھی اج اسے پتہ چلا تھا کہ اور زلہ کے بغیر تو وہ سانس بھی نہیں لے سکتا اور جس قدر وہ اج اس کے قریب اس کی گود میں پر سکون ننھے سے بچے کی طرح سکون سے سو گئی تھی آرش خانزادہ کو لگا کہ وہ اب شاید مرنے کے بعد ہی اور زلہ سے پر سکون ہو سکتا ہے جب اس کے جسم میں سانس باقی نہیں رہے گی ورنہ تو موت سے پہلے تو اسے کوئی بھی اور زلہ سے جدا نہیں کر سکتا تھا اب۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائی اور اور زلہ کے نرم سلکی بالوں میں اہستہ اہستہ سے اپنا ہاتھ پھیرنے لگا اور ساتھ ہی اس کے بالوں سے نا محسوس انداز میں وہ کھیل رہا تھا تا کہ وہ اٹھے نہ اور وہ !! پر سکون بھی ہو۔۔

آر ش خانزادہ اب گہری سوچو میں گم تھا اسے اگے کیا کرنا تھا وہ سب سوچ چکا تھا اب تو چاہ کر بھی وہ اور زلہ خانزادی کو خود سے دور بالکل بھی نہیں کر سکتا تھا وہ ہمیشہ ہی اسے اپنے باہوں میں چھپا کر دنیا کے سرد ہواؤں کے !! تھپڑوں سے اسے اپنے نرم باہوں میں چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔

آر ش خانزادہ حسرت سے اس کے ماتھے اور لبوں کو دیکھ رہا تھا اسے چھونے کی حسرت وہ اپنے دل میں ہی دبائے بیٹھا تھا ورنہ اس وقت اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی اس کے پاس ہی لیٹے اور اسے اپنے سینے میں بیچ کر وہ بھی پر سکون نیند سو جائے بلا وہ بھی پچھلے دو سالوں سے کب سکون سے سویا تھا وہ بھی تو اسی کی طرح ہمیشہ ہی بے چینی سے ساری رات !! کروٹ پر کروٹ لیے گزار لیتا تھا۔

آر ش خانزادہ کی اب ساری رات جیسے آنکھوں میں ہی کٹنے والی تھی اور اور زلہ کو دیکھ کر ہی آج پہلی بار وہ اسے اس قدر نزدیکی سے دیکھ رہا تھا جب بھی وہ رات میں اس کے کمرے میں اسے دیکھنے آتا تو وہ ایک فاصلہ بنا کر

اسے بیٹھ کر دیکھتا تھا لیکن آج ان دونوں کے بیچ فاصلے ختم ہو گئے تھے اور وہ
!! اس کے گود میں سر رکھ ہوئے تھی اور وہ اسے باسانی دیکھ سکتا تھا۔

&&&&&

تم یہاں پہ کیا کر رہے ہو تمہارا اور کوئی کام نہیں ہے ہر وقت تم میرے
کمرے میں آجاتے ہو رات کے وقت نکلو یہاں سے نکلو زربش خانزادی
نے آج دوبارہ سے بصیر خانزادہ کو اپنے کمرے میں کھڑکی کی طرف سے اتار
ہوا دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے پیچھے کی طرف
!! دھکیلتے ہوئے کہا تھا۔

چھوڑو ظالم لڑکی میں گر جاؤں گا یہاں سے کم از کم اندر تو آنے دو بصیر
خانزادہ نے کھڑکی کے بیچ میں ہی کھڑے ہوتے ہوئے دہائی دیتے ہوئے کہا
تھا وہ اسے مسلسل پیچھے کی طرف دھکے دے رہی تھی وہ بیچ میں ہی تھا اگر
کھڑکی کے ہینڈل پر اس نے اپنا ہاتھ نہ پکڑا ہوا ہوتا تو وہ ضرور زربش کے
!! دھکے دینے پر پیچھے کی طرف گر جاتا کون ہے۔

نہیں اچھا ہی ہوا اگر تم ایک بار گر جاؤ گے تو اس کے بعد تم دوبارہ کھڑے
کی طرف سے یہاں آنے کی کوشش بھی نہیں کرو گے زرش خانزادی نے
اس بار اپنی پوری قوت سے اسے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا تو بصیر خانزادہ اپنا
بیلنس برقرار نہ رکھ پایا اور وہ پیچھے کی طرف گرنے کے بجائے زرش
خانزادی کے کمرے کے اندر ہی اس کے اوپر گر گیا تھا اب زرش خانزادی
!! نیچے اور وہ اس کے اوپر گرا ہوا تھا۔

اہہ میری کمر توڑ دی تم نے اٹھو میرے اوپر سے ظالم انسان کم از کم اپنا 20
کلو کا وزن مجھ پر گرانے والے تھے تو سائیڈ پر ہی وہ جاتے تاکہ میرے اوپر
تو نہ گرتے زرش خانزادی بری طرح سے دہائی دیتے ہوئے اپنے بائیں
طرف کی پسلی پر ہاتھ رکھے ہوئے بصیر خانزادہ پر چیخ رہی تھی وہ واقعی میں
ہی اس کی کمر توڑ گیا تھا اسے بری طرح سے اپنے بائیں پسلی میں درد کی لہریں
اٹھتی محسوس ہو رہی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات سے بھی پتہ چل
!! رہا تھا کہ وہ اس وقت درد میں مبتلا ہے۔

اُنی ایمریلی سوری یار مجھے کہاں اندازہ تھا کہ میں تمہارے اوپر گرجاؤں گا
میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ مت دودھکے میں گرجاؤں گا لیکن تم مان ہی
نہیں رہی تھی اچھا ہوا کہ تمہیں سبق مل گیا اب دوبارہ میں جب کبھی بھی
اؤں گا تو تم مجھے دھکے نہیں دو گی بصیر خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے
ہوئے شرارتی انداز سے کہا تھا اس کے چہرے پہ درد تھا وہ محسوس کر سکتا تھا
لیکن اس وقت تو وہ اسے تنگ کرنا چاہ رہا تھا خرا یک موقع تو اس کے ہاتھ آیا
!! تھا۔

تمہاری تو ایسی کی تیسری زرش خانزادی بپھری ہوئی اٹھی اور جا کر اس کے
!! بالوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر نوچنے لگی تھی۔
چھوڑو جنگلی بلی بصیر خانزادہ دہائیاں دیتا رہ گیا تھا لیکن زرش نے جب تک
اپنی دل کی کسس پوری کی پوری نہ نکالی تھی تب تک اس کے بالوں کو چھوڑا
نہیں تھا اس کے بالوں کا حشر نثر بگاڑ کر زرش خانزادی نے دور ہٹتے ہوئے

اپنے دوبارہ سے کمر میں اٹھتے درد پر ہاتھ رکھتے کراہ کر بیڈ پر بیٹھ گئی
!! تھی۔۔

زیادہ درد ہو رہا ہے کیا زرش اسی طرح برتھ ڈے دیکھ کر بصیر خانزادہ نے
اپنے بدلے اور شرارت کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ اس کی طرف بڑھا اس
کے چہرے پر درد بھرے تاثرات کو دیکھ کر بصیر خانزادوں کو اندازہ ہوا کہ
!! اسے کافی چھوٹ لگ چکی ہے۔۔

تم بیڈ پر لیٹو میں کوئی کریم یا پھر ٹیوب لادیتا ہوں تمہارے کمر پر لگا دیتا ہوں
تاکہ تھوڑا سا تمہیں فرق پڑے اس کے بعد بھی اگر ٹھیک نہ ہوا تو میں
تمہیں ہاسپٹل لے کر چلا جاؤں گا بصیر خانزادہ نے اب اسے دیکھا اس کی
انکھوں میں واضح ہوتی نمی کو دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا تھا اسی لیے جلدی سے اس
کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں برہتے ہوئے کہا
!! تھا۔۔

زربش خانزادی بھی اس وقت درد میں مبتلا تھی اس لیے اسے کچھ بھی نہیں
کہا تھا اور بصیر خانزادہ نے اس کے ماتھے پر شدت سے اپنے لب رکھے اب
وہ جلدی سے اس کی کمرے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھ گیا تھا تاکہ
جلدی سے جلدی اس کے لیے کوئی ٹیوب یا پھر کمر درد کی کریم لا
سکے۔۔

ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ 15 منٹ میں ہی ایک میڈیکل سٹور سے
کمر درد کی ٹیوب لے کے دوبارہ سے حویلی پہنچ چکا تھا اب وہ لمبے لمبے ڈاگ
برہتا جلدی سے بس زربش کے کمرے کی طرف جانا چاہ رہا تھا کیونکہ یہ
15 منٹ اس نے کس طرح سے گزارے تھے اسے بالکل بھی اندازہ نہیں
!! تھا اس کی جان ادھر درد میں تھی اور اسے جلدی جلدی جانا تھا۔۔

زربش کے کمرے میں داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ زربش کروٹ لیے بیڈ
پر لیٹی ہوئی تھی اس کی کمر میں درد تھا اسی لیے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی
!! تھی۔۔

زر میری جان کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے بصیر خانزادہ تڑپ کر اس کے پاس بڑا تھا زربش جواب دھیرے دھیرے سے نیند کی وادیوں میں اترنے لگی تھی بصیر خانزادہ کی آواز سن کر چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کے ہاتھ میں کمر درد کی ٹیوب دیکھ کر زربش خانزادی نے اسے نفی میں سر ہلاتے دیکھا تھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ بالکل بھی مت لگانا وہ خود!! لگالے گی۔۔

زر میری جان ضد مت کرو میرے جان کاٹو ٹھا بھی جلدی ہی ٹھیک ہو جائے گا بصیر خانزادہ اس کے پاس بیٹھا اور بنا اس کی سنیں اس کی شرٹ کو اس کی کمر پر سے اوپر کی طرف اٹھا دیا تھا زربش کی دودھیا کمر کو دیکھتے ہوئے ایک پل کے لیے ہی صحیح لیکن بصیر خانزادہ کا دل دھڑک اٹھا تھا اور پھر اس کے درد پر دھیان دیتے ہوئے اس نے دھیرے سے ٹیوب اس کے کمرے پر لگائی اور اب وہ دھیرے دھیرے سے ہلکے ہاتھوں سے اس کی کمر پر مساج کرنے لگا۔۔

میڈیکل سٹور والے نے اسے بتایا تھا کہ یہ ٹیوب جو ہے یہ اس جگہ کو سن کر دے گی اور اس کے درد کو آرام دے گی اسی لیے زربیش کو بھی اپنی اس جگہ میں درد کم ہوتا محسوس ہو رہا تھا زربیش خانزادی بھی پر سکون ہوئی تھی بصیر خانزادہ کے سر دہاتھوں کے مساج پر اس کا دل بھی بری طرح سے دھڑک رہا تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ بصیر کتنا ضدی ہے جب تک وہ اپنی بات پوری نہیں کرے گائب تک تو وہ اسے بالکل بھی چھوڑنے نہیں والا تھا۔

اب کچھ بہتری محسوس ہو رہی ہے درد میں زربیش دھڑکن بتاؤ بصیر خانزادہ اس کے پاس ہی بیڈ پر لیٹا اور اس کی طرف منہ کیے ہوئے پوچھا تھا تو زربیش خانزادی نے بھی اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھتے ہوئے پھلک پھلک!! جھپکتے ہوئے اپنی آنکھوں سے ہی ہاں کا اشارہ دیا تھا۔

اوکے یہاں پاس او میرے سینے پر سر رکھو اور سکون سے سو جاؤ بصیر خانزادہ نے اس کی کمر میں دھیرے سے اپنا ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے خود کے

قریب کیا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھنا چاہا لیکن زرش خانزادی نے ایسا
!! ہونے نہیں دیا اور وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی رہی۔۔

زر میرا کیوٹ سا پانڈا نہیں ضد مت کرو درد ہو گا بصیر خانزادہ نے نرمی سے
اس کے لبوں کو چومتے ہوئے کہا تو زرش خانزادی نے بدلے میں اس کے
!! نچلے لب کو اپنے دانتوں تلے دبا کر چبا دیا تھا۔۔

بصیر خانزادہ اس کی اس ادھر مزید بہکا تھا اور اسے اپنی طرف کرتے ہوئے
اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبائے وہ اسے بھرپور رومینٹک
انداز میں کس کرنے لگا ساتھ ہی ساتھ اس کی سانسے اس کے حلق میں ہی
!! گھونٹنے لگا۔۔

زرش بھی اس کے کالر کو اپنے مٹھیوں میں دبوچے اس کا بھرپور مقابلہ کر
رہی تھی بصیر خانزادہ جہاں نہایت ہی نرم انداز میں اس کے لبوں کو چھو رہا
تھا تو وہیں پر زرش خانزادی اتنا ہی وائلڈ بیہیو کرتی ہوئی اگر یسو بنتی اس
!! کے لبوں کو اپنے دانتوں سے تقریباً چبا رہی تھی۔۔

تقریباً 10 منٹ کے بعد جب دونوں کی سانسیں پھولی تو دونوں نے ہی ایک دوسرے کے لبوں کو جدا کرتے ہوئے اپنے سانسوں کو ہموار کرنے لگے سانسوں کو ہموار کرنے کے بعد بصیر خانزادہ نے اس کی قربت سے سرخ آنکھوں کے ساتھ ہی اس کی طرف دیکھا تو زرش خانزادی اسے ہی دیکھ رہی تھی بصیر خانزادہ نے داد دیتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف !! دیکھا تھا۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری وائلڈ بیوی اتنا اگریسو بہیو کرتے ہوئے بھی اتنا چھار ومانس کر سکتی ہے بصیر خانزادہ نے اس کے کمر پر دھیرے دھیرے سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے بیک پر اپنا ہاتھ رکھ کر مٹھیوں میں !! دبو چتے ہوئے دبایا تو زرش کی سسکی بے ساختہ تھی۔

زریش مدہوش ہوتی سرخ آنکھوں کے ساتھ بصیر خانزادہ کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جیسے اسے وارن کر رہی ہو کہ چھوڑو ورنہ تو میں تمہارا بھی برا !! حال کر دوں گی۔

بصیر خانزادہ بھی اسے چیلنج کرتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کہ جیسے جو بھی کرنا
ہے کر لو میں تو نہیں چھوڑنے والا وہ مسلسل اس کی بیک کو اپنے دونوں
ہاتھوں میں بھرے مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے اسے دبا رہا تھا اور زربیش اپنا
نچلا لب دانتوں تلے دباتی اپنی سسکیوں کو روکنے کی ناکام سے کوشش
!! کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

ہاتھ ہٹاؤ اپنے کریک دماغ والے خانزادے زربشاخا زادی نے دانت پیستے
!! ہوئے بصیر خان زالہ سے کہا تھا۔

نہیں ہٹاؤں گا کیا کر لو گی بصیر خانزادہ نے مزید اپنے ہاتھوں کا دباؤ اس کے
بیک پر بڑھاتے ہوئے کہا تو زربیش نے اپنی سسکی دبانے کے لیے اس کی
گردن میں چہرہ چھپاتے اپنے نوکیلے دانت اس کی گردن پر گاڑ دیے
!! تھے۔

اہہ جنگلی بلی اتنا میٹھا میٹھا درد کیوں محسوس کروا رہی ہو کیوں چاہتی ہو کہ
میں مزید بہکواؤں ہر حد سے گزر جاؤں اور تمہاری اور خود کی جان ایک کر

دوں بصیر خانزادہ نے بہکی بہکی ہوئی آواز میں اپنی گردن پر میٹھا سادرد
محسوس کیا تو اپنے ہاتھوں کا دباؤ مزید اس کے بیک پر بڑھاتے ہوئے انہیں
مزید زور سے دبانے لگا اور زریش خانزادی سسکیاں دبانے کے لیے اس
!! کے گردن پر اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھانے لگی تھی۔

بصیر خانزادہ نے اپ کے بار برداشت نہ کرتے ہوئے اسے اٹھا کر نیچے بیڈ پر
لٹایا اور خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوتے ہوئے مزید اسے کچھ بھی سمجھنے کا
موقع دیے بغیر اس کی شرٹ اس کے کندھے پر سے کسکاتا اس کے دودھیا
!! کندھے کی سکن کو اپنے لبوں میں بھر کر سک کرنے لگا۔

زریش خانزادی حواس باختہ سی ہوئی تھی اس کا دل بری طرح سے
دھڑکنے لگا ساتھ ہی ساتھ وہ مدہوشی سے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے بیڈ
!! شیٹ کو مٹیہوں میں جکڑ چکی تھی۔

بصیر خانزادہ نہایت ہی بے باک تھا اس کا اندازہ تو زربیش خانزادی کو تھا لیکن وہ جس طرح سے اس کے جسم کے ایک ایک جگہ کو چھوتا تھا زربیش !! اس کے انداز کو دیکھ کر مدہوش نہ ہوتی تو اور کیا کرتی۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کے کندھے پر لوہا ٹس بناتے ہوئے اپنی سرخ آنکھوں سمیت اس کی طرف دیکھا جو مدہوشی سے اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی بصیر خانزادہ نے بھرپور مسکرا کر اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھتے دوبارہ سے اس کا سر اپنی سینے پر رکھتا اسے سونے کے لیے کہہ چکا !! تھا۔۔

زربیش خانزادی اپنا بلا بدلہ کہاں بولنے والی تھی وہ سونے کے لیے لیٹتی بصیر خانزادہ کے دل کے مقام پر عین سینے پر اپنے نوکیلے دانت گاڑتی اسے !! مزید میٹھی سے لمس میں مبتلا کر گئی تھی۔۔

میری جان سو جاؤ کیوں چاہتی ہو کہ میں مزید بہکوں کیوں میری جان کا ٹوٹا بصیر خانزادہ نے اس کا سر اپنے سینے سے نکالتے ہوئے اس کے لبوں پر

زوردار بوسہ دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے زور سے اپنے سینے میں بیچ
!! لیا تھا وہ لڑکی اس کی زندگی بنتی جا رہی تھی یار۔۔

زرباش خانزادی بھی اپنا بدلہ لے کے اب اس کے سینے پر سر رکھے پر سکون
سی اپنی انکھیں موند گئی تھی وہ بھلا کہاں کسی کے ساتھ اپنے بدلے کو
!! پینڈنگ پر رکھتی تھی۔۔

— — —

گڈ مارنگ ملیار کی عنایہ کیسی ہیں اپ اٹھ بھی جائے یار اور کتنا ویٹ کروانا
ہے صبح کے نو بج چکے ہیں اور اپ ہے کہ اپ کی نیند ہی پوری ہونے کا نام
نہیں لے رہی جہاں تک میرا خیال ہے میں نے تو رات میں اپ کو دکھا بھی
نہیں تھا اور جلدی بھی سونے دیا تھا پھر اتنی تھکن کس بات کی ملیار خانزادہ

دھیرے دھیرے سے عنایہ خانزادی کے کان میں سرگوشی نماواوازیں
بولتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھو رہا تھا کل رات تو اس کی بیوی
نے یہ کہہ کر اسے اپنے پاس آنے نہیں دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ فریقل
نہیں ہونا چاہتی لیکن اب تو صبح ہو گئی ہے اب تو وہ اس کی بالکل بھی نہیں
!! ماننے والا۔۔

عنایہ جو گہری نیند میں تھی اپنے کان کو کسی کے لبوں میں دبا ہوا محسوس کر
کے وہ گھبرا کر اٹھی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے پاس ملیار خانزادہ کو دیکھ کر
اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی اس کا دل دھڑک اٹھا تھا نہ جانے
شاید اس نے ایسا سوچا کہ شاید وہ خواب دیکھ رہی ہو لیکن حقیقت تھی اور وہ
!! اس وقت ملیار خانزادہ کے پاس ہوئی تھی۔۔

اپنے صبح ہی صبح مجھے ڈرا دیا عنایہ نے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے
ملیار خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو شرٹ لیس اپنے بکھرے ہوئے
!! بالوں کے ساتھ سیدھا اس کے دل کی دھڑکنوں میں ادم مچا رہا تھا۔۔

اچھا کیوں میرے جان میں کوئی کیا ڈرائی کو لا نظر رہا ہوں جو تم مجھے دیکھ کر
ڈر گئی ملیار خانزادہ نے اس کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے ایک ہی
!! جھٹکے میں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا تھا۔

ملیار کیا کر رہے ہیں اب چھوڑے مجھے صبح ہو گئی ہے نیچے چلتے ہیں مجھے
نہانے دے چیخ کر نا ہے اس کے بعد اب بھی تیار ہو جائے گا پھر ساتھ ہی
نیچے چلیں گے عنایہ خانزادی نے اس کی آنکھوں میں محبت کے جلتے ہوئے
دیپ دیکھے تو گھبرا کر اسے جلدی سے دور رہنے کے لیے کہا تھا اور بہانے
!! بھی بنائے تھے۔

میری جان کہتے ہیں ناکہ "مل کر نہاؤ پانی بچاؤ" "اج اسی بات پر ہم دونوں
بھی عمل کرتے ہیں ویسے بھی اب تو ہم میاں بیوی ہے ایک دوسرے کا
لباس ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ مل کر نہانے میں کوئی بھی بری بات ہے چلو
اج دونوں شاور لیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہم ایک رومینٹک سامارنگ
!! رومنس بھی باتھ ٹب میں کریں گے۔

ملیار خانزادہ نے دھیرے سے مسکراہٹ دبا کر اس کے کان میں دوبارہ سے گمبھیر سرگوشی کرتے کہا تھا ملیار کے لہجے کے بوجھل پن کو محسوس کرتے عنایہ کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا بارات والی رات کے گزرنے کے بعد صبح والی شدتیں اسی ابھی تک یاد تھیں نہ جانے ملیار پر ایسا کون سا جنون سوار ہو جاتا تھا جو رات میں وہ بالکل نرم بن جایا کرتا تھا اور صبح ہوتے ہی وہ جنونیت والا رو مینس کرتا تھا جس میں اس کی شدتیں برداشت کرنا عنایہ !! کے بس سے باہر ہوتا تھا۔

انج میرا موڈ نہیں ہے چھوڑیں مجھے عنایہ خانزادی نے اس کے گود سے اترنے کے لیے بچوں جیسے ہاتھ پیر مارنا شروع کیے تھے لیکن ملیار خانزادہ نے اس کے پیٹ کے گرد اپنے دونوں بازو حائل کرتے ہوئے اپنی گرفت !! کو اس پر مضبوط بنائے رکھا تھا۔

میری جان موڈ بننے میں کتنا ٹائم لگتا ہے ابھی چلو اندر ابھی تمہارا موڈ بنا دیتا ہوں اس کی بات سن کر تو ملیار خانزادہ کی آنکھیں ہی چمک اٹھیں تھیں جلدی

سے خود بھی بیڈ سے اتر اور اسے بھی اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے وہ واش
!! روم کے اندر لے جا کر جھپک سے غائب ہو گیا تھا کمرے سے۔

ملیار خانزادہ اس وقت صرف اور صرف ہاف وائٹ پینٹ میں ملبوس تھا اور
اس کے سامنے عنایہ صرف اور صرف اپنی ڈھیلی ڈھالی سی شرٹ میں
ملبوس تھی عنایہ کی بلیک کلر کی شرٹ اتنی لوز تھی کہ اس کا ایک سر اس
!! کے کندھے کو واضح طور پر دکھا رہا تھا۔

ملیار پلیز نیچے اتاریں مجھے کیا کر رہے ہیں اپ اپ سے تو مجھے بات ہی نہیں
کرنی چاہیے تھی ہر بات کا رخ صرف اپنی طرف ہی موڑ لیتے ہیں اور
رو مینس کا تو بس اپ کو ایک اشارہ چاہیے ہوتا ہے اب میں نے کہہ دیا کہ
میرا موڈ نہیں تو اب اپ کو میرے موڈ بنانے کی پڑ گئی ہے چھوڑیں مجھے کیا
کر رہے ہیں ملیار خانزادہ اسے واش روم کے اندر لے کر کھڑا ہوا تھب کو نیم
!! گرم پانی سے بھرنے کے لیے چھوڑ چکا تھا۔

میری جان اب جب تم نے فرمائش کی ہے کہ میرا موڈ نہیں ہے اب
تمہارے شوہر پر فرض ہے تمہارا موڈ بنانا تو اب دیکھو کہ کیسے میں سیکنڈ میں
تمہارا موڈ بنالیتا ہوں ملیار خانزادہ نے اس کی ناک کے ساتھ اپنی ناک کو
مس کرتے ہوئے کہا تو بے ساخت ہی عنایہ کا دل دھڑکا تھا وہ کیا کرنے والا
تھا اس کی سرخ آنکھوں سے ہی پتہ چل گیا تھا عنایہ کو وہ کس قدر شدت
!! سے اس پر برسنے والا تھا عنایہ کو اندازہ تھا۔

پلیز۔۔ پلیز۔۔ چھوڑ دیں میں نے تو بس مذاق کیا تھا عنایہ نے اپنی آنکھوں
میں انسو لاتے ہوئے کہا تھا اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا اور وہ خوف
!! میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔

میری جان یہ تو تمہیں بولنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا نا ملیار خانزادہ نے اس
!! کی آنکھوں میں خوف کو دیکھتے ہوئے مذاق میں اس کی بات کو اڑایا تھا۔

ملیار خانزادہ نے ایک نظر ہاتھ ٹب کو دیکھا اور اسے ہاتھ ٹب میں اچھال کر لٹایا تھا عنایہ ہاتھ ٹب میں پوری طرح سے گیلی ہو چکی تھی ملیار خانزادہ اب !! اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گھاڑے ہوئے تھے۔

ملیار خانزادہ نے اپنے پینٹ کے بیلٹ پر ہاتھ رکھا اور اسے ایک ہی جھکٹے میں !! کھول دیا تھا۔

یہ یہ اپ کیا کر رہے ہیں عنایہ نے خوف سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ملیار خانزادہ نے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیا بات ٹب میں داخل ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو ہاتھ ٹب کے ارد گرد اپنے ہاتھوں سے قید کرتے ہوئے اپنی انگلیاں اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائیں اسے اٹھا کر اپنی !! گود میں بٹھایا اس کے دونوں ہاتھ اپنے گلے میں ڈالے تھے۔

کیا ہوا ہے ملیار کی عنایہ کو اتنا خوف اس کے چہرے پر اچھا نہیں لگ رہا ملیار خانزادہ نے اس کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس کے گال کو !! اپنے لبوں کے لمس سے مہکایا تھا۔

ملیار خانزادہ نے دھیرے سے اپنے پیٹ کو سر کھایا اسے بھی اس کے
!! پہناوے سے ازاد کرتے ہوئے خود کو اس میں اتارنے لگ گیا تھا۔
عنایہ بری طرح سے حواس باختہ سی ہوتی اس کی شدت پر اس میں اپناپ
!! چھپا گئی تھی۔

ملیار خانزادہ اس پر جنونیت کے ساتھ اپنی شدتیں نچا کر رہا تھا ساتھ ہی
ساتھ ساتھ کانیم گرم پانی اچھلتا ہوا زمین پر گر رہا تھا اور ملیار خانزادہ اسے
!! اپ میں سموئے ہوئے اس پر اپنی شدتیں مزید بڑھا رہا تھا۔

ملیار اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکتا وہاں پر اپنا گیلہ لمس چھوڑنے کے
ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس میں سموئے اسے بری طرح سے بوکھلانے پر
!! مجبور کر رہا تھا۔

عنایہ بری طرح سے سسکتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اسے
برداشت کر رہی تھی عنایہ سے اس کی شدتیں برداشت نہیں ہو رہی تھی
!! اور اس کے آنکھوں سے تھر تھرا نسو بہہ رہے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ملیار خانزادہ کی جنون خیزیاں برداشت کرنے کے بعد جا کر عنایہ خانزادی کی جان چھوٹی تھی اور وہ اس وقت بری طرح سے نڈل اپنے سر کو تھکے ہوئے انداز میں ملیار خانزادہ کے کندھے پر گرائے!! ہوئے تھی۔۔

ملیار اب بہت برے ہیں میرے پوری جسم میں بہت زیادہ درد ہو رہا ہے میں اسندہ سے اپ سے بات ہی نہیں کروں گی عنایہ خانزادی نے روتے ہوئے کہا اور اس کے گلے کے گرد اپنے بازو حائل کیے تھے عجیب بات تھی وہ اس سے شکوے بھی کر رہی تھی اور رونے کے لیے اس سے لپٹ بھی رہی تھی ملیار خانزادہ اس کی بات سن کر گہرا مسکرایا تھا اور ساتھ اسے شدت سے خود میں بھیچا تھا کہ اس کے سینے کی نازک سی جگہ اپنے سینے پر محسوس کرتے ملیار خانزادہ کا ضبط مزید جواب دے رہا تھا لیکن اب اگر وہ!! مزید بہکا تو جانتا تھا کہ عنایہ اس سے ناراض ہو جائے گی۔۔

ٹھیک ہے میری جان رونا بند کرو اب کچھ نہیں کہوں گا پکا چلو او شاور لیتے
ہیں اس کے بعد تم چینیج کر کے سو جانا میں تمہیں پین کلر دے دوں گا ٹھیک
ہے میرا جان کاٹو ٹاملیار خانزادہ نے اسے ریلیکس کرنے کے لیے اس کے
!! بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

عنایہ نے کچھ بھی نہیں کہا تھا ہنود اس کے گلے لگے بس روئے جا رہی تھی
ملیار خانزادہ نے اب کی بار نہایت ہی احتیاط سے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور
!! لے جا کر شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا تھا۔

تقریباً 15 منٹ کے بعد وہ دونوں شاور لے کر فری ہوئے اور اس کے بعد
ملیار نے اسے ہاتھ روپ پہنایا اور ساتھ دوبارہ سے اسے اپنی گود میں اٹھا کر
!! کمرے میں لا کر بیڈ پر بٹھالیا تھا۔

عنایہ ابھی بھی چھپ تھی منہ سے کچھ بھی نہیں بول رہی تھی ناراض
ناراض سے منہ پھولائے وہ اس سے باتیں ہی نہیں کر رہی تھی اور نہ ہی
!! اس کے کسی بھی سوال کا کوئی جواب دے رہی تھی۔

ملیار خانزادہ نے ڈرائر سے اس کے بالوں کو سکھایا اس کے بعد وارڈروب
میں سے اس کا خوبصورت ساڈریس نکالتے ہوئے اسے پہننے کے لیے کہا
!! لیکن عنایہ خانزادی نے تب بھی اسے کوئی رسیپانس شو نہیں کیا تھا۔
عنایہ میری جان تم خود پہنو گی یا پھر یہ کام بھی میں اپنے ہاتھوں سے کروں
ملیار خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تو
عنایہ حواس باختہ سی اٹھی اور اس کے ہاتھ سے ڈریس لے کر ڈریسنگ روم
!! میں غائب ہو گئی تھی۔

ملیار خانزادہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور وارڈروب میں سے اپنے لیے بھی بلیک
کلر کے شلوار قمیض نکالتے ساتھ ہی شال کو بھی صوفے پر رکھتے وہ واش
روم میں جا کر چینج کرنے لگا چینج کرنے کے بعد وہ واپس سے کمرے میں آیا
تو کمرہ ابھی تک خالی تھا اسے لگا کہ عنایہ نیچے چلی گئی ہو گی لیکن نہیں
ڈریسنگ روم کا دروازہ ہنوز ابھی تک بند ہی تھا تو اسے پکا یقین ہو چلا تھا کہ
!! اس کی بیوی اندر بیٹھ کر رونے کا شغل فرما رہی ہو گی۔

ملیار خانزادہ نے جلدی سے جا کر سائیڈ ٹیبل کے دراز میں سے ڈریسنگ روم کی ڈپلیکیٹ کی نکالی اور ساتھ ہی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو عنایہ ایک طرف زمین پر کھونے میں بیٹھی رو رہی تھی !! ڈریس وہ چیخ کر چکی تھی۔

عنایہ میری جان کیا ہو گیا ہے ملیار خانزادہ تڑپ کر اس کے پاس جا کر زمین پر بیٹھتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا لیکن عنایہ ضد کر کے اس کے ہاتھ پیچھے جھٹک چکی تھی۔

دور رہیں مجھ سے مجھے اپ سے کوئی بھی بات نہیں کرنی بری طرح سے ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے اپنی سرخ ناک کو بار بار رگڑتے ہوئے !! عنایہ نے ملیار خانزادہ سے کہا تھا۔

جان کیوں ناراض ہو رہی ہو اچھا ایم ریلی سوری دوبارہ سے پکا گے ایسا نہیں کروں گا جس سے میری جان کو درد ہو ملیار خانزادہ نے اس کی سرخ

ناک کو چومتے ہوئے کہا تو اس بار تو عنایہ غصے میں ہی آگئی تھی اس کے سینے
!! پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے اپنی پوری قوت سے پیچھے دھکیلا تھا۔

ملیار خان زادہ اپنے آپ کو جو ڈھیلا چھوڑے ہوئے تھا اس کے دھکا دینے پر وہ
ایک سے دو قدم پیچھے ہوا تھا اور عنایہ نے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیا ڈریسنگ
سے نکل کر وہ سیدھا کمرے سے ہی نکل گئی تھی اور اپنے پرانے کمرے کے
اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے دروازہ بند کیا اور زمین پر بیٹھ کر وہ پھوٹ
!! پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔

ملیار خان زادہ اس بار واقع ہی نازک سی عنایہ خانزادی کے ساتھ زیادتی کر
گیا تھا رات سے ہی وہ اس کی شدتوں سے بری طرح سے پریشان تھی اور
اب صبح بھی وہ اس قدر اس نے اسے تنگ کیا تھا کہ اس کے جسم کا انگ
انگ اب درد کرنے لگا تھا رونے کی وجہ سے اب اس کے سر میں بھی درد
ہو گیا تھا عنایہ خانزادی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اٹھی اور جا کر بیڈ پر
!! اوندھے منہ لیٹے روتے روتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

دوسری طرف ملیار خانزادہ ابھی تک حیرت سے کھڑا تھا اس کے دھکادے
کر جانے پر ملیار خانزادہ نے اسے کمرے میں بھی جا کر دیکھا لیکن وہ کمرے
سے ہی نکل گئی تھی ملیار خانزادہ اب کی بار سچ میں پریشان ہوا تھا اسے تو لگا
تھا کہ وہ اسے منائے گا تو وہ مان جائے گی لیکن وہ جس طرح سے رو رہی تھی
واقعی میں ہی اسے شاید درد ہو رہا تھا اسی لیے تو اس کا اتنا ہارش ری ایکشن
دیکھنے کو ملا تھا ورنہ اس کی معصوم سی خانزادی میں اتنا غصہ بلا کہاں سے آیا
!! تھا۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ نیچے کی طرف گیا تھا ابھی کچھ دنوں کے
لیے اس کی پولیس اسٹیشن سے چھٹیاں تھی وہ جانتا تھا کہ عنایہ بھی اپنے
کمرے میں جا کر سو گئی ہو گئی اسی لیے اس کے اٹھنے کا انتظار کرتے ہوئے وہ
نیچے بڑھ گیا تھا ہاں لیکن نیچے جانے پر اس نے سب کے ساتھ ناشتہ بالکل
بھی نہیں کیا تھا اگر اس کی خانزادی ناراض تھی اس نے ناشتہ نہیں کیا تھا تو
!! اس کے خانزادہ کا ایک نوالہ بھی حلق سے نیچے اترنے والا نہیں تھا۔



صبح ہے صبح وہ بالکل تیار ہڑا سلام اباد جانے کے لیے اپنے افس جانے کے لیے تیار تھا لیکن افس جانے سے پہلے اسے اور زلہ سے بہت ہی ضروری !! بات کرنی تھی وہ بھی رشتے کے بابت مہزلہ کے لیے۔۔

اس وقت بلیک پینٹ اور سفید کالر والی شرٹ پہنے ہاتھوں پر برینڈ ڈگھڑی پہننے شرٹ کے استینوں کو بازوؤں تک موڑے بالوں کو سیٹ کیے چمچماتے ہوئے برینڈ ڈشوز پہنے وہ بالکل تیار اپنے اونچے لمبے قد کاٹ اور سرخ سفید سی رنگت کے ساتھ تیار کھڑا تھا اس کی گولڈن انکھوں میں اس وقت چمک !! تھی اور اپنے عشق کو پانے کی طلب۔۔

زرم خانزادہ جب بالکل ریڈی ہو چکا تو اپنے کمرے سے نکلا نیچے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا نیچے اگر اور زلہ ہوتی تو ہی وہ اس سے بات کرنے کے لیے لان یا پھر بیک یارڈ جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس طرح سے صبح ہی صبح

اس کے کمرے میں جانا اسے کچھ اچھا نہیں لگا اسی لیے وہ نیچے کی طرف بڑھ
!! گیا تھا۔

نیچے ڈائننگ ٹیبل پر عنایہ کے علاوہ تقریباً سب ہی بیٹھے تھے ملیار کو اس نے
دیکھا لیکن ملیار بھی اپنا سر نیچے کیے بس ناشتے کو گھور رہا تھا کھا نہیں رہا تھا
اس نے ایک نظر اور زلہ کو دیکھا جو سنجیدگی سے بیٹھی ناشتہ کرنے میں
مصروف سا تھی ساتھ مہزلہ کو بھی ناشتہ کرنے کے لیے ڈانٹ رہی تھی
زرم نے اب کی بار مہزلہ کی طرف اپنی نظریں اٹھائی تو اسے لگا کہ آج تو
شاید اس کا دل اس مقام پر اکڑے بس ہونے والا ہے وہ اس وقت اس کے
سامنے بلیک کلر کا شارٹ فرائیڈ اور ساتھ ہی پجامہ پہنے دوپٹے کو اپنے
کندھے پر رکھے بالوں کا آگے سے فریج سٹائل بنائیں اور پونی ٹیل میں اپنے
باقی سارے بالوں کو قید کیے ایک لٹ کو اپنے چہرے پر کھلا چھوڑے اپنے
چہرے کی معصومیت کے ساتھ وہ اس وقت بری طرح سے زرم خانزادہ کی

محرم نہ ہوتے ہوئے بھی اس کا دل شدت سے دھڑکانے کا سبب بنی
!! تھی۔۔

لالہ ناشتہ کر لے ادھر کیا دیکھ رہے ہیں بعد میں دیکھ لیجئے گا ابھی اس کے
پاس اس کی بہن بیٹھی ہوئی ہے بصیر خانزادہ نے اس کے کان میں سرگوشی
نما اواز میں شرارت سے کہا تھا وہ مسلسل زرم خانزادہ کی نگاہیں مہزلہ پر
!! محسوس کر سکتا تھا۔۔

زرم خانزادہ نے بصیر کی اواز سن کر اس کی طرف چونک کر دیکھا تو بصیر
انکھوں میں شرارت لے اے ہی دیکھ رہا تھا زرم خانزادہ نے گھور کر اس کی
!! طرف دیکھا تھا۔۔

تم نے کب سے برلاس کی سیٹ سنبھال لی ہے زرم خانزادہ کا اشارہ اس
!! کے تنگ کرنے پر تھا۔۔

جب سے اپ نے اس کی بہن پر نظریں ڈالنا شروع کی ہے اب وہ بیچارہ اپنی
بہن کے لیے تو اپ کو تنگ نہیں کر سکتا کیونکہ سامنے بھی اس کی بہن ہے

جانتا ہے اگر وہ اپ کو تنگ کرے گا تو اسے اپنی بہن کے بارے میں ہی مذاق کرنے کا موقع ملے گا اب وہ ٹھہرا ایک غیرت مند خاندان اپنی بہن کے لیے اپنے منہ سے تو کیا کسی کے منہ سے بھی الفاظ نہیں سن سکتا تھا مذاق والے تو بس اس کی سیٹ کونہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ہی سنبھالنا پڑا بصیر خاندان نے تفصیل سے اسے بتاتے ہوئے ساتھ ساتھ پرالے کا نوالا !! بھی اپنے منہ میں رکھا تھا اور چائے کا گھونٹ بھی بھرا تھا۔

چپ کر زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے ذرم خاندان نے گھور کر سرخ آنکھوں سے سرداواز میں اسے کہا تو اگلے ہی پل بصیر خاندان سیدھے ہو کر اپنے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا ذرم خاندان ان سب میں بڑا تھا اور سارے ہی بھائیوں کو اپنے روعب میں بھی رکھا تھا اور خود کے ساتھ دوستوں کی طرح فری بھی رکھا تھا جب کبھی بھی اس کا موڈ ٹھیک ہوتا تو سارے ہی مذاق کرنے لگ جاتے تھے اور اگر اس کی سرخ آنکھیں اور سرداواز سنتے تو سب تیر کی طرح سیدھے بھی ہو جاتے جس طرح اس وقت

بصیر خانزادہ تیر کی طرح سیدھا ہوتا اب ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا
اب اس کی مجال تھی جو وہ انکھیں اٹھا کر بھی زرم خانزادہ کو دیکھ سکے بالکل
!! بھی نہیں۔۔

اور زلہ کے فون پر ہدا کی کال آئی تو وہ کال کو پک کرتے لان کی طرف نکل
گئی تھی زرم خانزادہ بھی جلدی جلدی میں اپنا ناشتہ ادھورا چھوڑتا اس کے
پیچھے لان میں ہی تقریباً دس منٹ کے بعد چلا گیا تھا اس کے اس طرح سے
جلدی سے بھاگنے پر کسی نے بھی کچھ اتنا خاص نوٹس نہیں کیا تھا لیکن ہاں
آر ش خانزادہ ضرور نوٹس کر چکا تھا کہ وہ اور زلہ کے پیچھے ہی گیا ہے اور زلہ
کے ساتھ اس نے صرف اور صرف مہزلہ کے رشتے کی بابت ہی بات کرنی
ہو گی اس کی جلد بازی کو دیکھ کر آر ش خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے
!! احاطہ کیا تھا۔۔

ہدا کے ساتھ فون پر افس کے معاملات ڈسکس کرتے کے بعد جیسے ہی
اور زلہ خانزادی نے اپنا رخ موڑا تو زرم خانزادہ کو اپنے پیچھے دیکھ کر اس نے

چونک کر زرم کی طرف دیکھا تھا زرم نے اسے پاس ہی بیچ پر بیٹھنے کے لیے
کہا تو اور زلہ خانزادی بیچ پر جا کر بیٹھ گئی تھی اور خود زرم فاصلہ بنا کر اس
!! سے دور کھڑا ہو گیا تھا۔

مجھے آپ سے ایک بہت ہی ضروری بات کرنی ہے اب میں بہن کی نظر سے
آپ کو دیکھتا ہوں تو بالکل آپ بھی کمفرٹیبل ہو کر بیٹھے میں بھی آپ کا بڑا
بھائی ہی ہوں زرم خانزادہ نے اسے انکمفرٹیبل ہوتے دیکھا تو پہلے یہ بات
!! بتانا ضروری سمجھا تھا۔

میں کمفرٹیبل ہی ہوں زرم لالا آپ بتائیں آپ نے کیا بات کرنی ہے اور میں
جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں تو آپ میرے بھائی ہی ہوں گے
اور زلہ خانزادی نے نرم لہجے میں زرم خانزادہ سے کہا تھا خدا گواہ تھا کہ اس
نے زرم میں کبھی بھی کوئی بھی خامی نہیں دیکھی تھی اور اس وقت جو اس
نے رشتے کے لیے منع کیا تھا وہ حالات دیکھ کر منع کیا تھا زرم میں خوبی یہ
!! خامی دیکھ کر نہیں۔

میں بہت ہی سوچ سمجھ کر یہ بات آپ سے کرنے جا رہا ہوں میں مہزلہ کے
رشتے کے بابت آپ سے بات کرنا چاہ رہا تھا کافی دنوں سے لیکن پھر ملیار کی
شادی میں تقریباً سب ہی بڑی ہو گئے تھے تو بس اسی وجہ سے بات کرنے
میں کچھ لیٹ ہو گیا میں مہزلہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جانتا ہوں کہ ابھی
اس کی عمر چھوٹی ہے تو جب آپ کی مرضی اس کے رخصتی کروا لیجئے گا لیکن
ابھی اس وقت میں صرف اس سے نکاح کر کے اسے اپنے نام کرنا چاہتا
ہوں میں اس سے عشق کرتا ہوں بڑے بڑے دعوے نہیں کروں گا آپ
بھی اس گھر میں ہیں اور میں بھی اس گھر میں ہوں مہزلہ آپ کے سامنے ہی
اس گھر میں رہے گی تو آپ بہتر جانتی ہو گی کہ اگر وہ آپ کے گھر آپ کے
انکھوں کے سامنے ہو گی تو آپ کو ہی تسلی ہو گی اور سب سے بڑی بات میں
اس سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں اسی لیے آپ کے پاس دوبارہ سے التجا
ٹوک کرنے آیا ہوں رشتے کے لیے ہاں کرنے پر زرم خانزادہ نے دو
اور زلہ کے سامنے اپنی بات رکھی تھی اس نے بات کو بالکل بھی ادھر ادھر

گھمانے کی کوشش نہیں کی تھی وہ جانتا تھا کہ نہ ازلہ کے پاس ٹائم ہے اور نہ ہی اس کے پاس ٹائم ہے تو پہیلیاں بجوانے سے بہتر تھا کہ وہ سیدھی !! سیدھی بات کرتا اور وہ بات کر بھی چکا تھا۔

میں نے اس بات کے بارے میں کافی سوچا اور اس رشتے کے بارے میں بھی لیکن میں ایک بار مہزلہ سی بھی بات کرنا چاہتی ہوں وہ چھوٹی ہے لیکن پھر بھی میں اس کی رائے کا اظہار سن کر ہی اپ کو ہاں یا پھر نہ کا جواب دے سکتی ہوں اگر مہزلہ اس رشتے کے لیے تیار ہاں کر دے تو مجھے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر وہ اس رشتے میں نہیں بندنا چاہتی تو میری طرف سے معذرت اور زلہ نے دو ٹوک بات کی تھی وہ جانتی تھی کہ مہزلہ اس کے لیے ہاں کر چکی ہے لیکن ایک بار وہ پھر دوبارہ سے مہزلہ سے پوچھنا چاہتی تھی وہ بچی تھی نادان تھی اس زندگی کا فیصلہ اسی طرح ایک بار پوچھنے میں نہیں ہو جاتا وہ ایک بار دوبارہ بھی اس سے پوچھ کر اپنے دل کو تسلی دینا

چاہتی تھی اس کے بعد ہی وہ ذرم کے سامنے کوئی بات رکھنا چاہتی تھی اس
!! سے پہلے وہ ذرم کو کوئی بھی امید نہیں دلانا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا لیکن امید یہی کروں گا کہ
جواب صرف اور صرف اس بات میں ہوں ورنہ آگے کے نتائج کے بارے
میں میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیا کر بیٹھوں گا اب بہتر جانتی ہے کہ
ایک خاندان کے عاشق بننا اتنا آسان نہیں ہوتا میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ
عشق مجھے ہی صرف ہوا ہے یا پھر میں دنیا کا واحد مرد ہوں کہ مجھے عشق ہوا
ہے لیکن یہ بات آپ بھی یاد رکھیے گا کہ عشق کرنے میں اور ساری عمر
نبھانے میں بہت فرق ہوتا ہے تو اگر آپ کی بہن نادان ہے تو آپ تو سمجھدار
ہیں آپ تو اس کی زندگی کا بہتر فیصلہ کر سکتی ہے ذرم خاندان نے سنجیدگی
سے سپاٹ سے لہجے میں اور زلہ کے سامنے دوبارہ سے اپنی بات رکھی اور
بغیر اس کا جواب سنیں وہ پورچ کی طرف بڑھتا اپنی سیاہیوں میں بیٹھا اور
!! حویلی کے پورچ سے اپنی گاڑی کو نکالتا چلا گیا تھا۔

اور زلہ خانزادی گہری سوچوں میں گم اور اس کی سیاہ پراڈ کو تیزی سے نکالنے کے باعث ہوا میں اڑتے دھوئیں کو دیکھ رہی تھی اگے کیا ہونے والا تھا وہ تو اللہ کے فیصلے تھے لیکن وہ ایک بار مہزلہ سے پوچھ کر ہی اسے جواب!! دینا چاہتی تھی۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس وقت اس نے اپنے دماغ کو فریش اپ کرنا چاہا تھا کیونکہ اس کا سر کا درد رات میں بس کچھ ہی وقت کے لیے ٹھیک ہوا تھا اور اب دوبارہ سے درد کرنا سٹارٹ کر چکا تھا ابھی اس کی بہت ہی امپورٹنٹ میٹنگ بھی ہونے والی تھی اور یہ سر کا درد مجال تھا جو دو ایسوں!! سے ٹھیک ہو جاتا۔۔

کل رات کے سارے مناظر کو یاد کر کے نہ جانے کیوں لیکن اور زلی کے گال انار کی طرح سرخ ہوئے تھے اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کے گود میں سر رکھے ہی وہ سو جائے گی لیکن نہ جانے کیوں اسے آرش خانزادہ کے گود میں سر رکھنے کے بعد کچھ پتہ ہی نہیں چلا تھا وہ سکون جو اپنے مورے کے

گود میں وہ محسوس کرتی تھی وہ اس نے آرش خانزادہ کے گود میں محسوس کیا اور بالکل ایسے ہی ہوا تھا کہ دن بھر کی تھکان دکھ درد لے کر رات میں جب اپنے وہ مورے کے گود میں اپنا سر رکھتی اور سو جاتی بالکل اسی طرح کل رات بھی ہوا تھا وہ آرش خانزادہ کے گود میں پر سکون ہو کر سو گئی تھی اس کا قرآنی آیات اس پر پڑھ کر پھونکنا اور زلہ خانزادی کو ایسا لگا جیسے وہ اس کو اپنے حصار میں باندھ رہا ہو اور وہ بند چکی ہے دو سال اور ایک مہینے میں یہ پہلی بار ہوا تھا کہ اور زلہ خانزادی اکیلے بیٹھ کر اپنی مورے یا پھر افس کی ٹینشن اپنی بہن کو سوچنے کے علاوہ آرش خانزادہ کے بارے میں سوچ کر !! شر مار ہی تھی۔۔

آرش خانزادہ کے لیے اس کا دل دن بدن پگھلتا ہی جا رہا تھا آرش خانزادہ کا کل رات والا کیئرنگ انداز دیکھ کر اور زلہ خانزادی اس کی اسیر ہو چکی تھی اور اب جس طرح سے صبح سے وہ ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے اس کو اپنے نظروں

کے حصار میں لیے ہوئے تھا اور زلہ خانزادی اپنے آپ کو لا پرواہ ظاہر
!! کرنے کے باوجود بھی اس کی نظروں سے گھبرار ہے تھے۔

ابھی وہ مزید کچھ سوچ پاتی کہ دوبارہ سے اس کے کال پر رنگ ہوئی تھی اس
بار اس نے کال پر دیکھا تو وہ چونک اٹھی تھی آرش خانزادہ حویلی کے اندر
ہوتے ہوئے بھی اسے کال کیوں کر رہا تھا حیرت میں مبتلا ہو کر اس نے کال
!! اٹھائی اور کہا کہ جی کیا ہوا ہے۔

کچھ بھی نہیں اندر آ جاؤ باہر لان میں سردی ہو رہی ہے اور کل رات سے ہی
تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی بخار ابھی ہو رہا ہو گا اور سر کا درد بھی ٹھیک
نہیں ہو گا فون پک ہوتے ہی آرش خانزادہ نے جلدی سے اسے ساری بات
!! سے آگاہ کیا تھا اور اسے حویلی کے اندر آنے کے لیے کہا تھا۔

اور زلہ خانزادی حیران ہوئی تھی کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ لان میں اکیلے
بیٹھی سوچو میں گم ہے اور اسے سردی بھی لگ رہی ہے وہ حیرت سے ادھر
ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں کسی کمرے کی کھڑکی یا پھر بالکنی میں تو وہ کھڑا

اسے نہیں دیکھ رہا لیکن ایسا بالکل بھی نہیں ہوا تھا آرش خانزادہ اپنے کمرے کے سٹڈی روم میں بیٹھا اسے کہہ رہا تھا کیونکہ آرا سے کہہ رہا تھا کیونکہ !! آرش کو اندازہ تھا کہ وہ اب تک باہر ہی ہو گی اندر نہیں آئی ہو گی۔

اب یہ بعد میں سوچ لینا کہ میں تمہیں کہاں سے دیکھ رہا ہوں ابھی فی الحال اندر آ جاؤ باہر بہت سردی پڑ رہی ہے خانزادی آرش خانزادہ نے اسے ایک بار پھر سے مخاطب کرتے ہوئے کہا تو اس بار دوبارہ سے چونکنے کی بھاری اور زلہ خانزادی کی تھی اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی اف جھنجھلاتے ہوئے اس نے بنا کچھ کہے کال بند کر دی !! تھی۔

دوسری طرف اس کے جھنجھلانے پر آرش خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اور اور زلہ بھی ساری باتوں کو جھٹکتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی بس اس کی میٹنگ سٹارٹ ہونے والی تھی تو اس نے ادھر اب توجہ دینا !! تھا۔

میرے پاس بیٹھو مجھے اپ سے ایک بہت ہی ضروری بات کرنی ہے او
یہاں پر بیٹھو مہزلہ جو اور زلہ کے کمرے میں اکرا اس کا موبائل لے کر بیٹھی
سکرو لنگ کرنے میں مصروف تھی اب اور زلہ نے اسے اپنا موبائل لے کر
!! سائیڈ پر رکھا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا تھا۔

کیا بات ہے آپ جب بھی میں موبائل لیتی ہوں تو آپ کو بات کرنا یاد آجاتا
ہے جلدی کہیں پھر میں نے موبائل بھی یوز کرنا ہے اس کے بعد تو آپ
بولیں گی کہ پڑھائی کرو میری میٹنگ ہے کال کرنی ہے امپورٹنٹ اور زلہ
کی نقل اتارتے ہوئے مہزلہ اس وقت اتنی کیوٹ لگی کہ بے ساختہ ہی
!! اور زلہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

اچھا اب میری بات سیریس ہو کر سنو جو میں کہنے جا رہی ہوں بہت سوچ سمجھ کر مجھے اپنے ہاں اور نہ کافیصلہ سنانا ہے اپ نے ٹھیک ہے اور زلہ نے اسے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اس کے خوبصورت سے معصومت !! بھرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

او کے آپ کی کہیں کیا بات ہے مہزلہ نے بھی سیریس ہوتے کہا تھا مذاق اور !! شرارت کرنا ایک جگہ لیکن تھی تو وہ اپنی آپ کی سمجھدار بیٹی ہی نہ۔۔۔
زرم لالا کو تو آپ پہلے سے ہی جانتی ہیں اس گھر میں رہتے ہیں اور سب سے بڑے بھی ہیں تو بس میں اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ ان سے شادی کرنے کے لیے راضی ہیں اور ہاں شادی نہیں ابھی صرف نکاح ہو گا رخصتی جب آپ بعد میں چاہیں تب ہم کر لیں گے ابھی آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ زرم لالا سے شادی کرنا چاہتی ہے میرا مطلب نکاح اور زلہ خانزادی نے بہت ہی سوچ سمجھ کر اس کے سامنے اپنی بات رکھیں اور مہزلہ کے چہرے !! کے اتار چڑھاؤ کو دیکھنے لگی۔۔۔

آپی اپ بتائیں ناکہ مجھے غصہ ہونا ہے شرمانا ہے خوش ہونا ہے یا پھر سیڈ ہونا ہے کیونکہ مجھے کچھ سمجھ نہیں ارہا کہ میں نے کیا فیصلہ کرنا ہے اپ جو بہتر جانتی ہیں اب وہ کریں اور ویسے بھی میں اسی گھر میں اپ کے پاس رہوں گی اس سے زیادہ اور کیا اچھی بات ہو سکتی ہے مہزلہ نے اگے ہوتے ہوئے اپنی آپی کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا اور زلہ نے بھی اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار تنگ کرتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بیچا تھا اس کی چھوٹی بہن بڑی ہونے جارہی تھی اور اس نے اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی بہن کے !! حوالے کیا تھا اور زلہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

ٹھیک ہے اگر اپ نے اپنا فیصلہ مجھ پہ چھوڑ ہی دیا ہے تو میں پھر ہاں کر دیتی ہوں اور زلہ خانزاری نے شرارت سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے باہر !! نکالتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر بوسہ بھی دیا تھا۔

آپی وہ مجھے چوڑیاں اور گجرے تو لا کر دیں گے نا مہزلہ نے معصومیت سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ اس کے سوال پر مسکرا کر ہاں

میں سر ہلا گئی تھی اللہ اس کی بہن کے نصیب اچھے کرے اور اسے ہمیشہ ہی ایسے ہی خوش رکھے شدت سے اور زلہ کے دل سے دعا نکلی تھی اپنی بہن کے لیے۔۔

ارے واہ ہمیں تو میسج کر کے بلایا گیا تھا کہ یہاں پر کوئی ضروری بات چل رہی ہے ضروری بات کرنی ہے لیکن یہاں پر تو دو بہنوں کا پیار ہی چل رہا ہے اور مجھے تو اپ لوگ بھول ہی گئے ہو برلاس خانزادہ کمرے کے اندر!! داخل ہوتے بولا اور جا کر ان کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

اور زلہ اور مہزلہ نے مسکرا کر برلاس کی طرف دیکھا تھا جو ہمیشہ ہی ان کے بیچ بیٹھ کر انہیں اپنی تیسری بہن ہی فیل کرواتا تھا ان دونوں کو کبھی ایسا فیل ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ ان کا بھائی ہے وہ ہمیشہ ان کے ساتھ اتنا فری ہو کر بیٹھتا اتنا فری ہو کر باتیں کرتا مذاق کرتا کہ ان دونوں کو ایسے فل ہوتا جیسے!! برلاس ان کی تیسری بہن ہے۔۔

اب بتا بھی دیں ایسے مسکرا مسکرا کر کیوں دیکھ رہی ہیں مجھے شرم ارہی ہے
برلاس خانزادہ نے اور زلہ کو اپنی طرف مسکراتا دیکھ مہزلہ کا دوپٹے کا کونا
اپنے دانتوں تلے دبا کر شرمانے کی ناکام سے ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا
!! تھا۔

چھوڑیں میرا دوپٹا چھوٹے لالا مہزلہ نے ایک بار پھر دوبارہ سے اسے تنگ
!! کرتے ہوئے کہا تھا تو برلاس خانزادہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔
اچھا چپ کر جاؤ دونوں دوبارہ سے لڑنے مت لگ جانا اور زلی نے دونوں کو
شروع کرنے سے پہلے ہی ڈانٹا تھا ایک بار اگر وہ دونوں شروع ہو جاتے تو
!! گھر میں ہر کسی کو پتہ تھا کہ ان کی بحث ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔
ملیار لالا کہاں ہے میں نے ان سے بھی بات کرنی تھی میں نے انہیں بھی
میسج کر کے بلایا تھا کمرے میں اور زلہ نے اب برلاس کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تو اس سے پہلے کہ برلاس کوئی جواب دیتا ملیار خانزادہ خود ہی
!! اور زلہ کے کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے آج سب یہاں پر ایک ساتھ اکٹھا کیوں ہے ملیار خانزادہ نے
اگے بڑھتے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر اور زلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
!! تھا۔

میں نے ہی آپ دونوں کو میسج کر کے بلایا تھا ضروری بات کرنی تھی دراصل
کل ایسا ہوا تھا کہ لان میں زرم لالانے مجھ سے مہزلہ کے رشتے کی بابت
بات کی تھی وہ چاہتے ہیں کہ وہ مہزلہ سے صرف نکاح کرنا چاہتے ہیں
رخصتی بعد میں جب ہم چاہے تب وہ کر لیں گے تو میں نے ان کو یہی جواب
دیا تھا کہ پہلے میں مہزلہ سے اس کی رضامندی پوچھوں گی اگر اس کا جواب
ہاں میں ہوا تو ہم رشتے کے لیے ہاں کر دیں گے اور اگر نہ میں ہوا تو
!! معذرت۔

اور زلہ خانزادی نے ساری بات برلاس اور ملیار کے سامنے رکھی اور اب
ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان کے کسی جواب کا انتظار کرنے
!! لگی۔

اچھا تو پھر مہزلہ کیا کہتی ہے کیا اسے یہ رشتہ قبول ہے ملیار خان زادہ نے
تھوڑی دیر کے بعد اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو اور زلہ نے ہاں
!! میں سر ہلایا تھا کہ جیسے مہزلہ کی طرف سے رضامندی ہی ہے۔۔

اپ دونوں کیا چاہتے ہیں اپ دونوں بھی اپنی اپنی رائے دیں اپ دونوں
مہزلہ کے بھائی ہیں اپ سے بغیر پوچھے تو میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی
اور زلہ نے ملیار اور برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو ان دونوں کا مان
اپنی بہن پر اور بھی زیادہ بڑا تھا وہ ان سے ان کی رائے پوچھنے کے لیے اپنے
کمرے میں بلانے آئی تھی دونوں کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی
!! تھی اور دونوں کے ہی چھوڑے سینے مزید پھیل گئے تھے۔۔

ٹھیک ہے اگر مہزلہ اپنی رضامندی ظاہر کر گئی ہے تو زرم لالا میں کوئی بھی
برائی نہیں ہے وہ بچپن سے ہمارے ساتھ گھر میں رہ رہے ہیں اور ہمارے
بڑے لالا بھی ہیں تو مجھے بھی اس رشتے سے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے میری
طرف سے بھی ہاں ہے لیکن اس بات کو تو تم اچھی طرح سے جانتی ہو نا کہ

مہزلہ 15 سال چھوٹی ہے ذرم لالا سے اور ظاہر سی بات ہے ذرم لالا
میرے بھائی ہیں تو میں ایسا بالکل بھی نہیں بولوں گا کہ 15 سال چھوٹی
لڑکی سے اس کا نکاح تم کیوں کروا رہی ہو ملیار خانزادہ نے صوفے کی پشت
!! سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔

لیکن ایک بات کو ہمیں نکاح سے پہلے ذرم لالا سے بول دینا چاہیے انہیں یہ
سچائی مہزلہ کے بارے میں بتانا بہت ضروری ہے کہیں شادی کے بعد ایسا نہ
ہو کہ ذرم لالا ہم سے ناراض ہو جائے کہ شادی سے پہلے ہم نے مہزلہ کی
سچائی انہیں نہیں بتائی برلاس خانزادہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے ملیار اور
اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا تو تینوں کے چہرے پر ہی حیران کن اور
!! نہ سمجھی جیسے تاثرات واضح ہوئے تھے۔

کیسی سچائی برلاس کیا بات کر رہے ہو پہیلیاں مت بھجواؤ سیدھے سیدھے
بات کرو ملیار خانزادہ نے تھپ کر اپنے بھائی کی اس سسپنس پیلانے والی
!! بات پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔

لیکن بھائی ہمیں زرم لالا کو سچائی تو بتانی ہوگی نامہزلہ کے بارے میں
برلاس خانزادہ نے ایک بار پھر سے سنجیدہ ہوتے ہوئے اور زلہ اور ملیار کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا تو اس بار مہزلہ بھی پریشان ہوئی تھی کہ ایسی کون
سے سچائی ہے اس کے بارے میں جو اس کا بھائی جانتا ہے اور زرم لالا سے
!! بولنے والا تھا وہ۔۔

کیا بات ہے آخر تم بتاتے کیوں نہیں ہو میں اٹھ کر ابھی تمہارا سر پھاڑ دوں گا
ملیار خانزادہ نے تھپ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ
!! کوئی فضول بکو اس ہی کرے گا۔

لیکن بھائی زرم لالا کو بتانا تو ضروری ہے ناکہ مزلہ کو ہم نے کچرے کے
ڈبے میں سے اٹھایا تھا اگر کل کو کسی اور سے یہ بات انہیں باہر سے پتہ چلی
تو انہیں ہرٹ ہو گا اسی لیے نکاح سے پہلے ہمیں انہیں یہ سچائی ضرور بتانی
چاہیے برلاس خانزادہ نے ایک دم سے ہی اچانک چیختے ہوئے کہا تو مہزلہ

نے گھبرا کر جلدی سے اور زلہ کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی وہ
!! واقعی میں ہی ڈر گئی تھی اس کے چیخنے پر۔۔

اس کی بات سن کر ملیار خانزادہ نے اٹھتے ہوئے اپنی پشاوری چپل کو اتار کر
کھینچ کر اس کی طرف پھینکا تھا لیکن بروقت برلاس خانزادہ نیچے ہوا جس کی
وجہ سے ملیار کا جو تھا بیڈ کے پیچھے کی طرف گر گیا تھا اور زلہ خانزادی نے
بھی اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا اور مہزلہ کی طرف اب تینوں نے دیکھا تو مہزلہ
کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے جسے دیکھ کر وہ تینوں ہی اب سنجیدہ
!! ہوئے تھے۔۔

لالا مہزلانے آنکھوں میں آنسو لیے ملیار خانزادہ کو پکارا تو ملیار خانزادہ تڑپ کر
اگے بڑھتے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا اس کے آنسو کو
صاف کرتے ہوئے کہا کہ میری جان وہ جھوٹ بول رہا ہے صرف آپ کو
تنگ کرنے کے لیے آپ رو نہیں ویسے آپ کو میں ایک سیکریٹ کی بات
بتاتا ہوں اس کو ہم نے بتایا نہیں لیکن مورے نے اسے بھی ندی میں سے

ہی اٹھایا ہے ملیار خانزادہ نے جھک کر مہزلہ کے کان میں کہا تو مہزلہ کھلکھلا
!! کر ہنسی تھی۔۔

اس وقت اتنی خوبصورت لگی کہ مہزلہ کے بے ساختہ ہی تینوں نے دل میں
ماشاء اللہ کہا تھا انکھوں میں آنستے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر
!! معصومیت لیے وہ بے انتہا کیوٹ لگ رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے اگر سب راضی ہیں تو پھر تو یہ خوشخبری زرم لالا کو دینی بنتی ہے نا
وہ بھی خوش ہو جائیں گے برلاس خانزادہ نے جلدی سے فون نکال کر زرم
کو کال کر کے انہیں فیصلہ بتانا چاہا تھا لیکن اس سے پہلے ہی ملیار خانزادہ نے
!! اس سے فون چھین لیا تھا۔۔

کیا ہوا بتانے دینا مجھے زرم لالا کو فون کیوں چھینا میرا برلاس خانزادہ نے ملیار
!! کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

زرم لالانے اور زلمہ سے بات کی تھی اب ارزولہ کو ہی انہیں جواب دینے
دو تم چپ کر کے بیٹھو ہر معاملے میں زیادہ اوپر اوپر نہ چھڑا کرو ملیار خانزادہ

نے اسے دوبارہ سے کٹ لگائی تو برلاس منہ بنا کر بیٹھ گیا تھا اسے منہ بنا کر
بیٹھنے پر مہزلہ کی ایک بار دوبارہ سے کلکھکھلاہٹ ان تینوں نے سنی
!! تھی۔۔

اللہ تمہیں ہمیشہ ایسے ہی خوش رکھیں ہنستا مسکراتا رکھے تم دونوں کو ملیار
خانزادہ نے ان دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کہا کہ
چلو اب میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے ملیار خانزادہ نے کہا اور کمرے سے
نکل گیا تھا برلاس نے بھی اور زلہ کے سر پر ہاتھ رکھا لیکن مہزلہ کے سر پر
ہاتھ رکھتے ہی اس نے بری طرح سے اس کے بال کھینچے اور وہ کمرے سے
بھاگ گیا تھا پیچھے مہزلہ کی چیخ اسے اپنے کان میں سنائی دے رہی
!! تھی۔۔

مہزلہ میری بات سنو مت جاؤ اس کے پیچھے مت بھاگو مہزلہ اور زلہ نے
اسے روکنے کی کوشش کی لیکن مہزلہ تو 200 کی سپیڈ سے برلاس کی
طرف بھاگی تھی اسے بھی تو اپنا بدلہ اتھارنا تھا اتنی جلدی وہ کہاں اسے

معاف کرنے والی تھی مہزلہ پیچھے نفی میں سر ہلاتی رہ گئی تھی لیکن مہزلہ نے
!! جو کرنا تھا وہ تو کرنا ہے چلی گئی تھی۔۔

ارے سو کی لکڑی تم تو میرے پیچھے ہی بھاگ گھر ارہی ہو دور ہٹو مجھ سے
برلاس جو چل انداز میں نیچے کی طرف جا رہا تھا مہزلہ کو اپنے پیچھے بھاگتا دیکھ
کر اس نے بھی سپیڈ سے دوڑ لگائی تھی اور باقی وہ دونوں لان میں نکل ائے
تھے اب برلاس اگے اگے اور مہزلہ اس کے پیچھے پیچھے اسے پکارتی جو چیز
!! بھی ہاتھ میں اتی اسے اٹھا کر پھینک کر اسے مار رہی تھی۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا اتنا بڑا پتھر اٹھا کر مجھے مارو گے خون نکل
ائے گا میرا نیچے رکو اس پتھر کو برلاس خانزادہ نے مہزلہ کے ہاتھ میں اتنا بڑا
پتھر دیکھا جو اس نے لان کے کیاری میں سے اٹھایا تھا اب اس کے پیچھے
پیچھے لے کر بھاگ رہی تھی چیختے ہوئے اسے پتر نیچے رکھنے کے لیے کہا تھا
لیکن مہزلہ ہنستے ہوئے وہ پتھر اس کے پیچھے لے کر بھاگ رہی تھی
!! مسلسل۔۔

مہزلہ رک جاؤ پیکنا نہیں چھوٹ لگ جائے گی مجھے برلاس خانزادہ نے اس
بار اپنے چہرے پر معصومیت سی سجاتے ہوئے کہا تھا لیکن مہزلہ رکی نہیں
اور اگلے ہی پل پتھر کھینچ کر اسے مارا تھا اس سے پہلے کہ پتر برلاس خانزادہ
پر لگتا برلاس خانزادہ نیچے ہوا اور پتھر زرم خانزادہ کو لگتے لگتے بچا تھا زرم
خانزادہ اس اچانک ہوئی افتداد پر دونوں کو گھور کر رہ گیا تھا دونوں لان میں
بچوں کی طرح بھاگم بھاگی کر رہے تھے وہ تو گھر کے اندر جا رہا تھا اچھا ہوا
اسے پتھر نہیں لگا ورنہ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ برلاس کا کیا حال
!! کرتا۔۔

زرم کو دیکھتے وہ دونوں تیر کی طرح سیدھے ہوئے اور اپنی نظروں کو جھکا لیا
تھا اب تو اب وہ دونوں مجرم کی طرح اپنا سر نیچے کیے زرم خانزادہ کے
!! سامنے کھڑے تھے اور زرم گھور کر ان کے سروں کو دیکھ رہا تھا۔۔
سوری یہ سب کچھ برلاس لالا کی وجہ سے ہوا ہے انہوں نے ہی میرے بال
کھینچے تھے اس سے پہلے کہ زرم لالا انہیں ڈانٹتا جلدی سے مہزلہ نے اپنی

صفائی دی تھی اس کے چہرے کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے تو زرم خانزادہ
ہمیشہ ہی اپنے حواس کھودیتا تھا تو اب کیا بلا اس نے مہزلہ کی بات سنی ہوگی
بالکل بھی نہیں ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اس نے مہزلہ کو گھر کے اندر
!! جانے کے اشارہ کیا۔۔

اس کا اشارہ سمجھتے ہی مہزلہ نے گھر کے اندر دوڑ لگائی تھی اور اس سے پہلے
کہ زرم خانزادہ برلاس سے کچھ کہتا برلاس نے بھی مہزلہ کے پیچھے دوڑ لگائی
!! تھی۔۔

زرم ان دونوں کو دیکھ کر رہ گیا تھا کہ دونوں اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی
بھاگ گئے تھے گہری سانس بھر کر وہ بھی حویلی کے اندر داخل ہو گیا
!! تھا۔۔



کمر کا درد اب کیسا ہے تمہارا دوپہر کے کھانے کے بعد زرش خانزادی کے
پیچھے پیچھے بصیر خانزادہ بھی اس کے کمرے کے اندر داخل ہوتا ہوا بولا
!! تھا۔

زریش خانزادی نے تھپ کر اس کو اپنے پیچھے دیکھ کر کہا کہ تم اپنے کام پر
کیوں نہیں جاتے سب سے پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کیا تم نے اپنا بزنس چھوڑ کر
اس بزنس کو اپنا لیا ہے کہ ہر وقت بس زرش کے پیچھے ہی گھومنا پھرنا ہے
!! اور کچھ نہیں کرنا زرش خانزادی میں چھیڑ کر اسے کہا تھا۔

زر میری جان اگر سچائی والی بات جاننا چاہتی ہو تو جس طرح سے تم کھانا کھا
رہی تھی مجھے تمہاری لبوں کی شدت سے طلب ہوئی ہے اسی لیے میں
تمہارے پیچھے پیچھے تمہارے کمرے میں آیا تاکہ تمہارے لبوں کو شدت
سے چوم کر خود کو سراب کروں ان سے بصیر خانزادہ نے اس کے کمر میں
ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنے قریب کیا اور اس کے لبوں کو بے باکی سے انگوٹھے
!! سے سہلایا تھا۔

نیچے کر واپنا ہاتھ ورنہ اس ہاتھ کو کاٹ ڈالوں گی زرش خانزادی نے دانت
پستے ہوئے دھیمی آواز میں کہا تھا کیونکہ وہ اس کے چہرے پر تقریباً جھکا ہوا
تھا اگر وہ ذرا سا بھی تیز آواز میں بولتی تو کوئی بعید نہ تھی کہ اس کے لب
!! بصیر خانزادہ کے لبوں سے ٹکرا جاتے۔۔

میری جان بس ایک ہی کس کی تو بات ہے ایک کس دو اس کے بعد میں پکا
چلا جاؤں گا اور میرے دل میں تمہارے ان دھڑکنوں کو چھونے کی جو
حسرت ہے وہ اپنے دل میں لیے ہی چلا جاؤں گا بصیر خانزادہ نے اب کی بار
اپنا چہرہ نیچے جھکاتے اس کے دھڑکنوں کے مقام پر سہلایا تو زرش خانزادی
نے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے دبا کر اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنا چاہا
!! تھا۔۔

دور ہٹو بے شرم انسان کرک دماغ والے خانزادے تمہارا تور ومانس کے
علاوہ کوئی اور کام ہی نہیں ہے دور ہٹو مجھ سے ورنہ اس بار چیختے ہوئے
ساری حویلی کو اس کمرے میں اکٹھا کر دوں گی زرش خانزادی نے اس بار

اسے دھمکی لگائی تو بصیر خانزادہ نے اس کی دھمکی کو سنتے اپنا چہرہ اس کے
دھڑکنوں کے مقام پر جھکاتے اس کے شرٹ کے اوپر سے ہی اپنے دانتوں
سے ذرا سا کھینچا تو زریش خانزادی کے جسم میں سپارک سا اٹھاتھا اور اس
!! کے سسکی بے ساختہ تھی۔

دور ہٹو مجھ سے ورنہ میں سچ میں تمہیں مار ڈالوں گی کریک دماغ والے
خانزادے دور ہٹو زریش خانزارے نے اس بار چلاتے ہوئے اسے خود سے
دور کرنے کی کوشش کی بصیر خانزادہ اپنی مسکراہٹ دبا کر اسے سیدھا کرتا
اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو اس وقت پورا سرخ ہوا تھا اس کی بے باک
!! گستاخی پر زریش خانزادی کا سارا خون مٹ کر چہرے پر آگیا تھا۔
جاو یہاں سے نکلو میرے کمرے سے نکلو میرے کمرے سے زریش
!! خانزادی تو اس بار غصے میں ہی آگئی تھی۔

میری جان غصہ کیوں ہو رہی ہو ادھر او تمہارے لبوں کو چوموں ایک کس
کیے بغیر تو میں یہاں سے بالکل بھی نہیں جاؤں گا تم بھی بصیر خانزادہ کی ضد

سے اچھی طرح سے واقف ہو اسی لیے راضی راضی او اور کس دو میں چلا
جاؤں گا اور اگر نہیں زبردستی کرنا چاہتی ہو تو او دو دو ہاتھ کریں بصیر خانزادہ
نے جلدی سے اپنے وائٹ قمیض کے بازو کو استینوں تک چڑھاتے اسے
!! اگے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

تمہارا میں منہ توڑ دوں گی دو دو ہاتھ کے بچے کر یک دماغ والے خانزادے
قریب اگر دیکھا کہ میں تمہارا کیا حال کرتی ہوں تم صرف بصیر خانزادہ
کے عزت سے واقف ہو لیکن زرش خانزادی بھی ضد پر اجائے تو کسی کی
نہیں سنتی پاس اگر دکھاؤ پھر جانو میں کہ تم بصیر خانزادہ ہو اپنی ضد کے پکے
!! ہو زرش خانزادی نے بھی اسے اوپن چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا۔

اچھا اگر ایسی بات ہے تو پھر تو اب یہ کس میری ضد ہی بن گئی ہے بصیر
خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی قدم بقدم بڑھاتے زرش کی طرف بڑھا
زرش بھی بنا پلکوں کو جیکھائے اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی اس نے پیچھے
!! جانے کی بالکل بھی کوشش نہ کی تھی۔

بصیر خانزادہ نے جیسے ہی اس کے کمر میں ہاتھ ڈالنا چاہا ذریش خانزادی نے
!! اس کا وہی ہاتھ پکڑا اور اپنے دانت اس کی کلائی پر گاڑے تھے۔۔

جنگلی بلی چوڑو میرا ہاتھ کیا کر رہی ہو لگ رہی ہے مجھے بصیر خانزادہ نے
شدت سے اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا لیکن ذریش خانزادی تو اپنی پوری
!! قوت سے اس کے کلائی پر اپنے دانت گاڑے ہوئے تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد ذریش خانزادی پیچھے ہوئی اس کے ہاتھ کودیکھا جہاں پر ہلکا
ہلکا سا خون رس رہا تھا اور اس کے دانت کے نشان واضح طور پر دکھائی دے
رہے تھے اپنے بالوں کو پیچھے جٹھکتے ہوئے ایٹمیٹوڈ سے ہاتھ باندھتے
ہوئے کہا تھا کہ جی کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے کس چاہیے اب اگر دکھاؤ اور کس
!! لو مجھ سے پھر میں جانوں کے بصیر خانزادہ پکی ہے یا کچی۔۔

بصیر خانزادہ جو اپنے ہاتھ کودیکھ رہا تھا اس کی بات سن کر آگے بڑھا اور کہا کہ
تمہاری تو اور ساتھ ہی اس کے لبوں پر جھکتے ہوئے شدت سے اس کے لبوں
!! کو اپنے لبوں میں دبائے اس کی سانسے اس کے حلق میں ہی گھونٹنے لگا۔۔

اچانک ہوئی افتداد پر زریش کو بالکل بھی سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا اور وہ پیچھے جا کر بیڈ پر گر گئی تھی بصیر خانزادہ بھی اس کے اوپر سایہ فگن ہوتا اس کے اوپر گرا اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبائے بری طرح سے اس کے !! لبوں کو سک کر رہا تھا۔

زریش خانزادی پوری طرح سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے میں لگی ہوئی تھی لیکن بصیر خانزادہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کرتے ہوئے اس کے بالوں کے اوپر پن کرتا بری طرح سے اس کے لبوں !! کو سک کر رہا تھا خراپنا بدلہ بھی تو اتارنا تھا بصیر خانزادہ نے۔

بصیر خانزادہ کو جب لگا کے اب وہ سانسیں نہیں لے پائے گی تو اس کے لبوں سے پیچھے ہٹا زریش خانزادی اپنے سانسیں ہموار کرنے میں لگے ہوئے تھی سانسوں کو ٹھیک کرنے کے بعد زریش خانزادی نے جنگلی خنخوار نظروں سے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھا اور اس کے سینے پر چٹکی !! کاٹتے ہوئے ڈریسنگ روم میں جا کر غائب ہو گئی تھی۔

ارے میری جان باہر تو او میں کم از کم دیکھوں تو کہ تمہارے لب کس
طرح سے سرخ ہوئے ہیں میری ضد سے واقف ہو گئی ہونا تم بصیر خانزادہ
نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے کہا تھا زرش خانزادی نے اس کی بات کو سنا ان
سنا کرتے ہوئے ڈریسنگ روم کے دروازے کو لک لگایا تھا اب جب تک
بصیر کمرے سے جانے نہیں والا تھا تب تک تو زرش خانزادی اپنے
!! کمرے میں نہیں جانے والی تھی۔۔

—

وہ مجھے اپ سے ضروری بات کرنی تھی کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں
رات کے وقت جب سب لوگوں نے کھانا کھا لیا تھا تب اور زلہ زرم

خانزادہ کے پاس جا کر بولی تھی زرم خانزادہ نے ہاں میں سر ہلایا اور اسے
!! اپنے پیچھے بیک یارڈ کی طرف آنے کا اشارہ کیا تھا۔

بیٹھے اپ اور کہیں کہ کیا بات کرنی ہے اپ نے زرم خانزادہ نے بیک یارڈ پر
اتے پیارے سے صوفے کی جانب اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا اور زلہ بھی اس
صوفے پر بیٹھی تھی اور زرم خانزادہ کی طرف دیکھا تھا جواج بھی اس سے
فاصلہ برقرار کیے ہوئے تھا اور اس کی آنکھیں نیچی تھی اگر وہ بندے کو دیکھ
کر بات بھی کرتا تھا تو ہمیشہ اس کی آنکھوں سے سامنے والے بندے کے
!! لیے عزت ہی دیکھنے کو ملتی تھی۔

!! اور زلہ کو اس کی یہ عادت بہت ہی اچھی لگتی تھی۔

ہاں وہ اپ نے رشتے کے لیے بات کی تھی مہزلہ کے بارے میں تو میں نے
مہزلہ سے بات کی وہ اس رشتے کے لیے راضی ہے تو اب اپ اپنے بڑوں کو
بول کر رشتہ مطلب نکاح کی ڈیٹ کو فکس کر سکتے ہیں اور زلہ خانزادی نے

انکھیں نیچے کیے ہی اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ
!! کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی نوید سنادی تھی۔۔

کیا واقعی زرم خانزادہ کو اپنے کانوں پر بالکل بھی یقین نہیں ارہا تھا کہ جو اس
!! نے سنا ہے ایا وہ سچ ہے یا پھر اس کو سننے میں ہی کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔

جی مہزلہ نے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے اور زلہ نے ایک بار پھر سراٹھا کر
زرم خانزادہ کے چہرے کو دیکھا تو اس کی انکھوں کی چمک کو دیکھتے ہوئے
اور زلہ حیران رہ گئی تھی کیا وہ صرف رشتہ کہ ہاں کرنے پر اتنا خوش ہوا تھا
واقعی میں ہی اسے اپنی بہن کے قسمت پر رشک ہوا تھا اور دل سے ڈیروں
دعائیں بھی نکلی تھی اپنی بہن کے لیے کہ اللہ اسے خوش رکھے اس وقت
زرم خانزادہ کے چہرے کے تاثرات سے کوئی بچہ بھی اسانی سے پتہ لگا سکتا
!! تھا کہ وہ کس قدر خوش ہے۔۔

ٹھیک ہے انشاء اللہ کل صبح ہی داد ایا پھر ماموں لوگ تم سے بات کریں گے
تو تم رشتے کے لیے ہاں بول دینا اور ڈیٹ بھی فائنل کوئی دینا ہے ٹھیک ہے

نکاح کے لیے میں اسے جلد از جلد نکاح کر کے اپنے نام کرنا چاہتا ہوں زرم
خانزادہ نے خوشی سے چمکتے ہوئے آنکھوں کے ساتھ اور زلہ خانزادی سے
بچوں کی طرح خوشی لیتے ہوئے کہا تو اور زلہ خانزادی نے بھی ہاں میں سر
!! ہلایا تھا اور اب وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں اندر چلی گئی تھی۔

پچھے زرم خانزادہ خوشی سے بیک یارڈ میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے مہزلہ
کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا دوپہر کے وقت کس طرح سے وہ اس کے
سامنے آگئی تھی اور پھر کس طرح اپنے چہرے پر معصومیت جا کر اس کی
ڈانٹ سے بچ بھی گئی تھی اس منظر کو یاد کرتے ہوئے بے ساختہ ہی زرم
!! خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

کتنی معصوم تھی اس کی ہونے والی بیوی "بیوی" اس نے ہلکی سی سرگوشی
کرتے ہوئے خود سے کہا تو ایک بار پھر دوبارہ سے اس کے چہرے پر گہری
!! مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

جس طرح سے دردناک اس کا ماضی گزرا تھا اب سب بڑوں کے مطابق
زرم خانزادہ کو خوش رہنے کا حق تھا اور اج اسے اپنی زندگی میں پہلی بار
عشق ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ جب ماضی کا دردناک باب اور زلہ یا پھر مہزلہ کے
سامنے کھلے گا تو ان دونوں کا کیاری ایکشن ہو گا اس بات سے وہ خود بھی نہ
واقف تھا لیکن اسے اس بات میں کوئی بھی برائی نظر نہیں آرہی تھی کہ
ایک چار سالہ بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایک 18 سالہ لڑکی سے نکاح
!! کرنے جا رہا ہے۔۔

ایک ہفتے بعد تو اس کا بیٹا بھی سکول والوں کے ساتھ ٹور سے واپس حویلی ا
جائے گا پھر وہ سب کو کیا جواب دے گا کیا اسے پہلے اور زلہ کو اپنے اعتماد
میں لینا چاہیے یا پھر نہیں اگر وہ اور زلہ کوئی یہ بات بتائے گا تو ہو سکتا ہے کہ
اس کے رشتے پر کوئی برا اثر پڑے اور وہ کہیں اس رشتے سے دوبارہ انکار نہ
!! کر دے۔۔

زندگی میں پہلی بار اسے کسی لڑکی سے عشق ہوا تھا کسی لڑکی کی طلب ہوئی
تھی اور کسی لڑکی کو اپنی باہوں میں چھپانے کا شدت سے دل چاہا تھا اس
ایک لڑکی میں اسے اپنی پوری دنیا نظر آرہی تھی اس لڑکی کو وہ اپنے نکاح
میں لینا چاہتا تھا اپنے نام کرنا چاہتا تھا اب وہ بالکل بھی مہزلہ کو کھونا نہیں
چاہتا تھا اسے بس مہزلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے باہوں کے حصار میں
چھپانا تھا اس کا دل کرتا تھا کہ جب بھی وہ افس سے تھکا ہارا اپنی معصوم سی
بیوی کا چہرہ دیکھتا تو اس کی ساری تھکن دور ہو جاتی لیکن ایسا کبھی بھی نہیں
ہوا تھا دو سال اس کی پہلی شادی چلی تھی لیکن ان دو سالوں میں ایک بھی
سکون کا دن نہیں گزرا تھا سوائے اس دن جب اس کا بیٹا اس دنیا میں آیا تھا
باقی اب مہزلہ کو دیکھ کر اسے ہمیشہ ہی اسے اپنی باہوں میں چھپانے کی ہی
پڑی رہتی تھی مہزلہ کو دیکھ کر اسے عشق کرنے کے بعد اسے پتہ چلا تھا کہ
وہ واقعی ہی زندگی گزار رہا ہے ورنہ پہلے تو ایسا لگتا تھا کہ بس زندگی گزار رہی
!! ہے۔۔

وہ شدت سے خوش تھا وہ نانا سے بات کرنے والا تھا اور انہیں کل صبح ہی
اور زلہ سے بات کر کے اسی ہفتے وہ مہزلہ کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا تھا وہ
نہیں چاہتا تھا کہ جب اور زلہ کے سامنے اس کی پہلی شادی کی سچائی کھلے اور
اسے یہ پتہ چلی کہ اس کا ایک بیٹا بھی ہے وہ بھی چار سال کا تب وہ رشتے سے
انکار کر دے اس سے پہلے پہلے ہی وہ مہزلہ کو اپنے نام کرنا چاہتا تھا اب کل
صبح کیا ہونے والا تھا یہ تو صبح ہی دیکھنے کو ملتا گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے
وہ اپنے نانا کے کمرے کی طرف چل دیا تھا خوشی میں اسے اس وقت
"وقت" کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ اس وقت تو نانا سو گئے ہوں گے پھر جب
تھوڑی دیر کے بعد یاد آیا کہ اس وقت نانا نانی دونوں سو رہے ہوں گے تو
!! اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

یہ رات تو اس کی آنکھوں میں ہی کٹنے والی تھی صبح کا انتظار اسے شدت سے
تھا وہ بس جلدی نانا سے بات کرنا چاہتا تھا کہ وہ اور زلہ سے بات کر کے
!! نکاح کی ڈیٹ فکس کرے اور وہ مہزلہ کو اپنے نکاح میں لے لے۔

ایک طرف اسے خوشی بھی تھی اور خوشی کے ساتھ ساتھ اور دوسری
ٹینشن بھی ہو رہی تھی وہ ٹینشن میں بھی مبتلا تھا کہ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو
جائے جلدی سے وہ واش روم کی طرف گیا اور وضو کر کے باہر آیا جائے نماز
کو بچاتے وہ دو رکعت خیر کے نفل پڑھنے لگا تاکہ اس کا اور مہزلہ کا نکاح بخیر و
عافیت اللہ کی رضا مندی سے ہو جائے اور اس نکاح میں کوئی بھی ٹینشن یا
!! پھر مسئلہ نہ بنے۔۔

سچ کہتے ہیں مرد جب کسی عورت سے سچے دل سے محبت یا پھر عشق کرتا ہے
!! تو اسے اپنے اللہ تعالیٰ سے رورو کر دعاؤں میں مانگتا ہے۔۔
دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد اور خیر کی دعا کرنے کے بعد زرم خان زادہ
اٹھا اور بیڈ پر لیٹ کر اور زلہ کی پکچر اپنے موبائل میں دیکھنے لگا جو اس نے
!! چھپ کر اور زلہ کی تصویریں بنائی تھی وہ بھی ملیار کی شادی میں۔۔

اب وہ ان خوبصورت اور معصومیت سے بھرے تصاویر کو دیکھ کر ہی اپنے
اگے کی رات گزارنے والا تھا کیونکہ نیند تو اس کی آنکھوں سے کوسوں دور
!! تھی۔



اور زلہ خانزادی زرم خانزادہ سے بات کرنے کے بعد اپنے کمرے میں
داخل ہوئی اور اپنی دُکتے ہوئے سر کو ہاتھوں میں تھام کر اپنی آنکھوں کو زور
!! سے میچا تھا۔

مجال تھا جو اس کے سر کا درد کسی دوائی یا پہ کسی بھی نسخے سے ٹھیک ہو جاتا بیڈ
پر بیٹھتے رہنے کے بعد اور زلہ خانزادی اپنے آپ کو برداشت نہ کرتے
ہوئے اٹھی اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے نیند کی گوریوں کا ڈھبہ اٹھایا ایک
ساتھ تین نیند کی گولیاں اپنے ہاتھ میں رکھتے ابھی وہ گلاس میں پانی ڈال
!! بھی رہی تھی کہ دھاڑ کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

کمرے کے بالکل نیچے و نیچے آرش خانزادہ کو سرخ آنکھوں کے ساتھ اپنی طرف گھورتا پا کر اور زلہ خانزادی نے تھوک نگلاتھا نہ جانے کیوں وہ اسے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اور زلہ کو وہ دن یاد آیا تھا جب وہ انہی سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کے گھرا کر اس کی !! ذات کا تماشہ بنا کر گیا تھا۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں ایک بار ان گولیاں کو لینے سے میں منع کر چکا ہوں نا تو دوبارہ سے کیوں نیند کی گولیاں کھا کر میری جان کو سولی پر لٹکانا چاہتی ہو سزا دینا چاہتی ہو تو کسی اور طریقے سے ہی دے دو لیکن یہ کیا طریقہ ہے آرش خانزادہ نے سرخ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر دھاڑا تھا یہ نیند کی گولیاں اس کے صحت کے لیے کس قدر نقصان دہ ہو سکتی تھی سوچ سوچ کر ہی آرش خانزادہ کا دل بیٹھا جا رہا تھا اور زلہ خانزادی سے جدائی تو اب موت کے مترادف تھی اور وہ اور زلہ کو خود سے

کبھی بھی دور نہیں کرنا چاہتا تھا وہ تو اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنا چاہتا
!! تھا ہنسی خوشی۔۔

آر ش خانزادہ نے ڈاکٹر سے نیند کی گولیاں لینے کے بابت بات کی تھی جب
ڈاکٹر نے نیند کی گولیوں کے سائیڈ ایفیکٹس اسے بتائیں تو اس کا دل لرز اٹھا
تھا صرف اور صرف اپنی خانزادی کے لیے ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ نیند کی
گولیاں اس قدر خطرناک ہو سکتی ہے کہ
قبض یا اسہال۔

خشک منہ۔

سر درد۔

پٹھوں کی کمزوری۔

ہاضمے کے مسائل بشمول گیس، جلن اور متلی۔

خراٹے اور نیند کی کمی کو خراب کر سکتا ہے۔

اور اور زلہ کا تو ہر وقت ہی سر میں درد رہتا تھا اس کے سر کا درد تو ٹھیک ہی
!! نہیں ہوتا تھا۔

مجھے میری دوائیاں واپس کرو مجھے اس کے بغیر نیند نہیں آتی پچھلے دو سالوں
سے اسی کے سہارے تو میں رات میں سوتی آئی ہوں ورنہ سر کا درد تو کسی
دن میری جان ہی لے لے گا اور زلہ خانزادی نے پاگلوں کی طرح اس کے
ہاتھ سے نیند کی گولیوں کا ڈبہ چھیننا چاہا تھا لیکن آرش خانزادہ نے نیند کی
گولیوں کا ڈبہ جلدی سے اگے کی طرف بڑھتے بالکنی کا دروازہ کھولا اور دور
!! پھینک دیا تھا۔

یہ یہ تم نے کیا کیا اب اب میں کک کیسے سو نگی اور زلہ صدمے کی
! کیفیت میں آرش پر چلائی تھی۔

مجھے اجازت دو کے میں تمہارے قریب آ کر تم کو ہاتھ لگا کر سکون بھری
نیند سلا سکوں یقین مانو تمہیں ان دوائیوں کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی

آر ش خانزادہ نے اس کے وجود کو گرنے سے بچاتے ہوئے تھامتے کہا
!! تھا۔

دوگی مجھے اجازت اسے گہری سوچ میں گم دیکھ کر آر ش خانزادہ نے دوبارہ
!! سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

اور زلہ خانزادی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا واقعی میں ہی اس کی گود
میں سر رکھے وہ پر سکون سی سو سکتی ہے اور زلہ خانزادی نے نہ جانے کس
احساس کے تحت بے ساختہ ہی اپنا سر ہاں میں ہلا کر اسے اس کی قسم سے
!! ازاد کر دیا تھا اور اسے اپنے قریب آنے کی اجازت دے دی تھی۔

آر ش خانزادہ نے خوش ہوتے ہوئے اسے شدت سے اپنے سینے میں بینچا
تھا اتنے عرصے بعد نکاح کے بعد اس نے پہلی بار اپنی بیوی اپنی خانزادی
اپنے عشق کو گلے لگایا تھا شدت سے اس کی کمر میں اپنے بازوؤں کی گرفت
کو مضبوط کرتے ہوئے آر ش خانزادہ نے اسے اس قدر زور سے اپنے سینے

میں بیچا تھا کہ اور زلہ کو اپنی پسلیاں تقریباً ٹوٹی ہوئی محسوس ہو رہی
!! تھی۔۔

چھوڑیں مجھے پلینز درد ہو رہا ہے اور زلہ کی روہانسی اواز اپنے کانوں میں
آرش خانزادہ کو سنائی دی تو وہ ہوش میں اتا اس نے اپنے بازوؤں کا حصار
!! اور زلہ پر ڈھیلا کیا تھا لیکن اسے چھوڑا نہیں تھا۔۔

اؤ میں تمہیں سلاؤں آرش خانزادہ نے شدت سے اس کے ماتھے پر اپنے
لب رکھتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑتے بیڈ کی طرف لے کر چل پڑا تھا
ساتھ لائٹ بھی اف کرتے سائیڈ لیمپس کو ان کرتے ہوئے اور زلہ نے
اسے اپنی گود میں سر رکھنے کے لیے کہا تھا اور زلہ اس کی گود میں اپنا سر رکھا
تو آرش خانزادہ نے اسی دن کی طرح باواؤ قرآنی آیات پڑھ کر اس کے سر
پر پھونکنا شروع کیا تھا اور ساتھ ساتھ وہ اپنے سرد و گرم ہاتھوں سے اور زلہ
!! خانزادی کا سر بھی دبا رہا تھا۔۔

قرآنی آیات کی اواز اپنے کانوں میں اور زلہ کو سنائی دے رہی تھی رفتہ رفتہ
وہ نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی اور نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو رہی
!! تھی۔

آرش خانزادہ نے قرآنی آیات کو ختم کرنے کے بعد اپنا سر جھکاتے ہوئے
اور زلہ کو دیکھا جو اس کی گود میں پر سکون سی ہو کر سو گئی تھی اسی دن کی
طرح دوبارہ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے آرش خانزادہ بیڈ کی
!! پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔

اور باقی کی رات اسی طرح سے اس کی انکھوں میں کٹنے والی تھی آرش
خانزادہ اپنی انکھیں موند گیا تھا لیکن ابھی تک اس کا ہاتھ اور زلہ کے بالوں
میں سفر کر رہا تھا وہ خوش تھا کہ اور زلہ نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت
!! دی ہے۔



صبح ہوتے ہی سب سے پہلے زرم خانزادہ نے نانا کو ساری بات بتائی تھی اور اسے دوبارہ سے اور زلہ اور اپنے ماموں عالم زیب خانزادہ سے رشتے کے بابت بات کرنے کے لیے کہا تھا بشیر خانزادہ زرم کے لیے بہت خوش تھا کہ نہ جانے کتنے ہی ٹائم بعد وہ ان کے غمزدہ پوتے کے چہرے پر ہنستے مسکراتے تاثرات دیکھ رہے تھے بشیر خانزادہ ضرور عالم زیب اور اور زلہ سے بات کرنے والے تھے بشیر خانزادہ نے ہاں میں اسے جواب دیا تو زرم !! کی خوشی دوبالا ہو گئی تھی۔۔

سب لوگ صبح کے ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے صبح ہو گئی تھی اور تقریباً سب ہی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اپنا اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے لیکن ملیار خانزادہ کی نگاہیں تو اپنی بیوی پر ہی جو سرخ آنکھوں اور سرخ چہرے کے ساتھ اپنی نظریں نیچے کیے بس پلیٹ کو گھور رہی تھی ناشتہ نہیں کر رہی تھی کل کے بعد سے وہ ابھی ہی اپنے کمرے سے نکلی تھی کسی نے اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا تھا کیونکہ کوئی اس بات کے بارے میں جانتا ہی

نہیں تھا کہ عنایہ نے پورا دن اور رات اپنے پرانے کمرے میں گزارے
ہیں ملیار خانزادہ کتنا ہی کوشش کر چکا تھا اس کے کمرے میں جانے کی کئی بار
اس نے دروازہ کٹکٹایا ملازمہ سے ڈپلیکیٹ کی منگوائی لیکن کی بھی کام نہیں
آئی تھی اس کی،، پوری رات وہ اس کے دروازے کے باہر کھڑا رہا کہ کسی نہ
کسی وقت اسے بھوک یا پھر پیاس تو لگے گی تو وہ اسی ٹائم نکل آئے گی تو ملیار
اسے اپنے سینے میں بیچ کر اسے پیار سے منائے گا لیکن اس کی ظالم خانزادی
نے دروازہ کھولا بھی تھا تو صبح کے وقت اور اس کی ایسی حالت کو دیکھ کر ملیار
خانزادہ تڑپ اٹھتا ضرور اس کو شدید بخار ہو رہا تھا اور وہ نیم غنودگی میں تھی
تبھی تو اس نے پوری رات یا پھر دن میں دروازہ نہیں کھولا تھا سب تو یہی
سمجھ رہے تھے کہ عنایہ شرم کی وجہ سے اپنے کمرے سے نہیں نکل رہی
لیکن کوئی اصل بات سے واقف ہی کہا تھا کہ وہ ملیار خانزادہ سے ناراض
!! ہے۔۔

ہم اپ لوگوں سے بات کرنا چاہتے ہیں بشیر خان زادہ نے اپنا گلا کھنکھارتے ہوئے کہا تھا تو سب ہی ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھے ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے زرم خان زادہ نے بھی اپنی نگاہیں مہزلہ پر سے ہٹاتے ہوئے اپنے نانا کی طرف دیکھا تھا جواب بات کرنے والے تھے اس کا دل دوسوں کی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ شاید اس کے پاس میں بیٹھے بصیر کو !! بھی اس کے دل کے دھڑکنے کے اواز بخوبی سنائی دے رہی ہے۔

میں عالم زیب اور اور زلہ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے ذرم بچے کے لیے مہزلہ کا رشتہ دے بشیر خان زادہ نے سب کے سامنے کہا تو مہزلہ بری طرح سے سرخ ہوئی تھی جلدی سے اٹھتے وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی زرم خان زادہ نے اس کی پیٹھ کو گہری نظروں سے دیکھا تھا اور اس کے سرخ چہرے کو اپنے آنکھوں کے سامنے لاتے ہوئے اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی دی اور اس کے گال بری طرح سے سرخ ہوئے تھے بصیر !! خان زادہ نے جان بوجھ کر شرارت سے اپنا گلا کھنکھارا تھا۔

عالم زیب خانزادہ نے چونک کر اور زلہ کی طرف دیکھا تھا جیسے کہ وہ اس کی مرضی جاننا چاہ رہے ہو اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بابا کو جیسے اپنی رضامندی دی تھی عالم زیب خانزادہ خوش ہوئے تھے کہ ان کی دونوں بیٹیاں اسی گھر میں ہی خوش رہیں گی اور آباد رہیں گی عالم زیب خانزادہ نے بھی خوشی سے ہاں میں سر ہلایا تھا اور ان کے ہاں میں سر ہلانے کی دیر تھی کہ ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھے سب لوگوں کے چہرے پر ہی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا سب ہی خوش تھے کہ زرم اور مہزلہ کا رشتہ ہو گیا ہے لیکن سب کے دل میں ہی کہیں نہ کہیں ڈر تھا زرم کے پہلے رشتے کو لے کر کہ اور زلہ کو پتہ چلے گا تو وہ کیساری ایکشن دے گی اس بارے میں تقریباً سب کے ہی دلوں میں ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

تو اب جب رشتہ پکا ہو گیا ہے تو ہم نکاح کی ڈیٹ بھی فائنل کر لیتے ہیں اور ویسے بھی نیک کام میں دیری کیسی بشیر خانزادہ نے عالم زیب اور اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ ان کی اتنی جلدی مچانے پر حیران بھی ہوئی

تھی لیکن پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی تھی کہ چلونیک کام میں دیری
!! کیسی۔۔

ٹھیک ہے جب آپ لوگ چاہیں نکاح کی ڈیٹ رکھ سکتے ہیں عالم زیب
خانزادہ نے اس بار دوبارہ سے اور زلہ کی طرف دیکھا تو اور زلہ نے اپنی بات
کہی تھی سبھی تقریباً خوش نظر رہے تھے اور اس افراد تفریح کے چکر میں
سب ہی زرم خانزادہ کے چار سالہ بیٹے کو بلا بیٹھے تھے زرم خانزادہ اپنے بیٹے
کو اپنے دل میں بسائے ہوئے تھا وہ اسے کسی بھی حال میں بھول نہیں سکتا
تھا وہ تو اس کا شہزادہ تھا پچھلے ہفتے جب وہ سکول والوں کے ساتھ ضد کر کے
ٹور پر گیا تھا تب سے ہی زرم خانزادہ اسے دیکھنے کے لیے اور اپنے گلے سے
لگانے کے لیے بے چین تھا لیکن چلو ایک ہفتہ ایک اور ہی سے ہی اس کے
!! بعد اس کا بیٹا اس کے پاس ہی آنے والا تھا۔۔

سب کی رضامندی کے ساتھ اگلے ہفتے کے جمعہ کے دن کی ڈیڈ فائنل ہو
پائی تھی اور اس سے ایک دن بعد یعنی کہ ہفتے کو اس کا بیٹا سکول ٹور سے

واپس آنے والا تھا اس قدر شدت سے اندر سے دھڑک رہا تھا نہ جانے اگے
کیا ہونے والا تھا نرم خانزادہ کو اندر ہی اندر اس بات کی فکر کھائے جا رہی
!! تھی۔۔

فی الحال تو وہ اپنا اس وقت پورا کا پورا ادھیان مہزلہ کو دینا چاہتا تھا مہزلہ ابھی
ایم میچور تھی ابھی وہ اس کے پیارے محبت اور نرم رویے پر ہی اس کی
طرف متوجہ ہو سکتی تھی اگر وہ سختی کرے گا اس کو ڈانٹے گا غصہ کرے گا تو
وہ بالکل بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوگی اور نہ ہی اسے اس سے پیار
!! ہوگا۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ اٹھا اور اپنے افس کی طرف چل دیا تھا
اسے اب اسے جانا تھا اپنے بہت سارے ضروری کام نبھانے تھے اس کے
بعد سے وہ نکاح کے بعد سے ہی افس جانے کا ارادہ رکھتا تھا نکاح کے بعد وہ
!! اپنا سارا طاقم مہزلہ اور اپنے بیٹے روحان خانزادہ کو دینا چاہتا تھا۔۔

خانزادہ حویلی میں نکاح کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ ہر طرف خوشی کا ماحول تھا ہر کوئی بھاگ دوڑ کرنے میں لگا ہوا تھا۔ کہیں کوئی پھولوں کی لڑیوں کو سیٹ کر رہا تھا تو کہیں کوئی کھانے کا انتظام دیکھ رہا تھا۔ اسی سب کے بیچ انج بھی زرم خانزادہ کھڑا اپنے ہی نکاح کی تیاریوں میں فل زور و شور سے ملازموں کی مدد کر رہا تھا۔

یار بس بھی کر دے جانتا ہوں کہ تو پاگل ہے اپنے عشق کو پانے کے لیے۔ لیکن اب اتنی تیاریاں بھی مت کر جا جا کے تیار ہو جا دو گھنٹے بعد تیرا نکاح شروع ہونے والا ہے۔ اب تو اہستہ اہستہ کر کے مہمان بھی انا شروع ہو جائیں گے۔ اور ہم باقی چاروں خانزادوں کے چہرے پر لعنت ہی بھیجیں گے۔ کہ ہم دو لہے میاں سے کام کر رہے ہیں۔ بصیر

خانزادہ نے زرم خانزادہ سے کہا جوا بھی بھی ملازم سے اپنے عشق کے لیے چوڑیاں اور گجرے لانے کا کہہ رہا تھا۔

چلا جاؤں گا اور ٹھیک ہے لوگ انیں اور دیکھیں تم لوگوں کو کہ آج بھی میں اپنے نکاح والے دن بھی خود ہی کام کر رہا ہوں۔ لیکن میرے چاروں بھائیوں نے صبح سے اب اپنا چہرہ دکھانے کی زحمت دکھائی ہے۔ ابھی بھی نہ اتنے تم لوگ جاؤ زرم خانزادہ ان سے کافی ناراض نظر رہا تھا۔ سرد لہجے میں کہے جانے والی بات پر سارے خانزادے تیر کی طرح سیدھے ہوئے تھے۔ آرش خانزادہ نے جلدی سے اگے بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پھولوں کی ٹوکری لیتے ہوئے ملازم کے پیچھے لے کر بھاگا تھا۔ ملیار خانزادہ بھی جلدی سے دوسرے ملازم کے پیچھے بھاگتا تھا تاکہ اسے لان کی

ڈیکوریشن کے بارے میں بتایا جاسکے۔ برلاس خانزادہ نے تو کہا کہ ٹھیک ہے میں تیار ہونے چلتا ہوں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں وقت سے پہلے فنکشن میں پہنچ جاؤں گا۔ بصیر خانزادہ اکیلا کھڑا اب

حیران و پریشان زرم خانزادہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو غصے سے سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ارے لالا پریشان کیوں ہوتے ہیں میں بھی جانتا ہوں ناکسی کام کے لیے۔ بصیر خانزادہ کو جب کوئی کام نہ ملا تو وہ ایویں ہی لان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اپنے چارے بھائیوں کو اس طرح سے صرف ایک ہی بار کہنے پر ارد گرد کاموں میں مصروف دیکھ کر زرم خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

مسکرا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اج تو زرم خانزادہ کی آنکھوں کی چمک ہی نرالی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی جو جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس کا دل خوشی سے سرشار تھا۔ جس لڑکی سے اس نے محبت کی عشق کیا اج اسی کو وہ اپنے نکاح میں لینے والا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اج اس کی زندگی کا سب سے یادگار دن بننے والا ہے۔ اب یہ تو وقت آنے پر پتہ چلنا تھا کہ وہ یاد خوشی کی ہوتی یا پھر غم کی۔

اپنے کمرے کی طرف بڑھ کر وہ تھوڑی دیر کے لیے آرام کرنا چاہتا تھا۔
کیونکہ صبح سے ہی وہ تقریباً گھن چکر کر بنا ہوا تھا۔ کبھی ادھر تو کبھی
ادھر۔۔ اور اب جب اس کے چاروں بھائی نیچے ہے۔۔ تو اسے بھی کسی کام
کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ سب کچھ وہ لوگ
سنجھال لیں گے۔۔ اسی لیے تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد تیار ہو کر ہی وہ
نیچے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ آج اسے شدت سے اپنے بیٹے روحان خانزادہ
کی یاد آرہی تھی۔۔ لیکن وہ بھی سکول ٹور پر تھا کل آنے والا تھا۔ اس بات
سے وہ پرسکون تھا کہ چلو اچھا ہے کہ وہ نکاح کے بعد آنے والا ہے۔۔
اپنی کیا میں آج پرانی ہو جاؤں گی۔۔ مہزلہ نے آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو
لیے اور زلہ خانزادی سے کہا۔۔ جو بیڈ پر بیٹھے لیپ ٹاپ ہاتھ میں پکڑے
افس کا کام کر رہی تھی۔۔

ایسا کس نے کہا تم سے۔۔ اور زلہ پریشان ہوتی اس کی آنکھوں سے آنسو
صاف کرتے ہوئے اسے اپنے پاس بیڈ پر بٹھا گئی تھی۔۔

زربش آپی نے۔۔ سوں سوں کرتے ہوئے مہزلہ کی طرف سے ایک اور
جواب آیا۔ اس کا جواب سن کر اور زلہ خانزادی نے گہری سانس بھری
تھی۔۔ زربش نے اسے صرف تنگ کرنے کے لیے کہا ہو گا۔۔ نوڈاؤٹ
لیکن اس کی معصوم سی بہن رونے لگ گئی تھی کہ وہ پرانی ہونے جارہی
ہے۔۔

میری جان ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔۔ زربش آپی صرف اپ کو تنگ
کر رہی تھی۔۔ اور ابھی بس تھوڑا سا ہی ٹائم رہ گیا ہے پالروالی اتی ہوگی تو
اپ تیار ہو جانا۔ اس طرح نکاح سے پہلے روگی تو تم بالکل بھی پیاری نہیں
لگوگی میک اپ کرنے میں۔۔ اور زلہ نے جلدی سے اسے کسی بھی بہانے
سے چپ کروانا چاہا تھا۔ اور اگلے ہی پل مہزلہ چپ بھی ہو گئی تھی۔۔
لیکن آپی میں نے تو چوڑیاں اور گجرے بھی مانگی تھی۔۔ کیا کوئی میرے
لیے گجرے لایا ہے اور کانچ کی چوڑیاں بھی۔۔ مہزلہ نے اشتیاق سے
جلدی سے اور زلہ سے پوچھا تھا۔۔ صبح سے تقریباً یہ بات وہ کوئی دسویں بار

پوچھ رہی تھی۔۔ مزید اور زلہ اس کا جواب دے دے کر تنگ آگئی تھی۔۔
لیکن مہزلہ تجی جو سوال کر کے تنگ بالکل بھی نہیں آ رہی تھی۔۔
میری جان آپ جا کے تیار ہو جاؤ۔۔ جب آپ تیار ہوں گی تو چوڑیاں اور
گجریں آپ کے پاس آجائیں گی۔۔ پریشان نہ ہو جاؤ۔۔ اور زلہ نے اسے ہر
بار والا جواب دیتے ہوئے تسلی سے پرسکون کرنا چاہا تھا۔۔
مہزلہ نے بھی اس کی بات سنی۔۔ اور وہ اٹھی اور زریش کے کمرے کی
طرف چل پڑی تھی۔۔ کیونکہ زریش نے کہا تھا کہ پولروالی اسے اس کے
کمرے میں ہی تیار کرے گی۔۔ اسی لیے وہ ادھر ہی جا رہی تھی۔۔
زرم کے کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے نہ جانے کیوں اس کا دل زور
سے دھڑکا تھا۔۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ ایک بار وہ زرم سے اپنی چوڑیوں
اور اپنے گجروں کا ہی پوچھ لے۔۔ وہ چوڑیوں اور گجروں کی کتنی دیوانی
تھی۔۔ یہ بات یہی سے اندازہ لگالیں کہ وہ معصومیت میں اپنے منکوح کے

کمرے میں خود ہی اس سے اپنی چوڑیوں اور گجرے کے بارے میں پوچھنے
جارہی تھی۔۔

زرم خانزادہ کے کمرے پر دستک دیتے ہوئے اس نے باہر ہی کھڑے ہو کر
اندرا نے کی اجازت چاہی تھی۔۔ اگلے ہی پل جب اسے زرم کی آواز سنائی
تھی کہ اندراجائیں۔۔ تو وہ کمرے کے اندر داخل ہوئی۔۔ لیکن کمرے کے
اندر داخل ہونے پر اسے پتہ چلا کہ وہ کسی کمرے میں نہیں کسی محل میں آکر
کھڑی ہو گئی ہے۔۔

اتنا بڑا کمرہ بے ساختہ ہی اس کے منہ سے نکلا تھا۔۔ اور زرم خانزادہ جو بیڈ پر
اوندھے منہ لیٹا اپنی نیند سے ہوتی بند آنکھوں کو بمشکل ہی کھولے ہوئے
تھا۔۔ کیونکہ وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔۔ اگر وہ سوتا تو اپنے نکاح کے لیے لیٹ
ہو جاتا۔۔ مہزلہ کی آواز سن کر اسے ایسا لگا کہ کہیں وہ خواب دیکھ رہا ہے لیکن
اگلے ہی پل جب اس نے اپنی آنکھوں کو کھول کر اور سر اٹھا کر دیکھا تو مہزلہ
اس کے کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی پورے کمروں کو چاروں طرف سے دیکھ

رہی تھی۔۔ زرم کو بالکل بھی یقین نہیں ہوا کہ وہ اس کے کمرے میں اس کے پاس کھڑی ہے خوشی سے اٹھتے ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

اپ کا کمرہ اتنا بڑا کیوں ہے۔۔ ایسا لگ رہا ہے کہ ساری حویلی والے اس ایک کمرے میں ہی سو سکتے ہیں۔۔ مہزلہ نے اوٹ پٹانگ سا سوال کیا اور پھر واپس خود ہی خود کو جواب دیا۔ اس کی بات سن کر زرم نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ واقعی میں ہی پوری حویلی میں اس کا کمرہ ہی سب سے بڑا تھا۔۔

اچھا یہ بتاؤ کہ کیوں اتنی ہو یہاں پہ کوئی کام تھا کیا۔۔ زرم خانزادہ نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس کے پاس آکر کھڑے ہو کر نرم لہجے میں پوچھا تھا۔۔ تو اور زلہ خانزادی نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

زرم کو اس کے بچوں جیسا انداز پر مسکراہٹ اتنی تھی۔۔ وہ بالکل اس کے سامنے کھڑی ہو کر بچی ہی لگ رہی تھی۔۔ زرم کا قد چھ فٹ سے بھی اوپر کا تھا۔۔ اور مہزلہ بمشکل اس کے سینے سے بھی نیچے آرہی تھی۔۔ وہ واقعی میں

ہی اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے چھوڑے وجود کے اندر بالکل چپ چکی تھی۔۔ اور وہ بالکل اس کے سامنے بچی ہی لگ رہی تھی۔۔

وہ اپ میرے لیے چوڑیاں اور گجرے لائے ہیں۔۔ مہزلہ نے اگلے ہی پل جلدی سے اس کے تھوڑا سا قریب ہوتے ہوئے اس کے کان کے پاس ایڑیوں کے بل اوپر ہو کر کہنا چاہا تھا۔۔ لیکن افسوس کہ زرم خانزادہ کے اونچے قد کی وجہ سے وہ اس تک پہنچ ہی نہیں پائی تھی۔۔ اور منہ پھلا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔ تو اس کے منہ پلانے پر زرم خانزادہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔۔ اور اگلے ہی پل خود اس کے برابر نیچے آیا تھا اور اپنے چہرے کو اس کے منہ کے پاس کرتے ہوئے اشارہ دیا تھا۔۔ کہ جیسے اب بتاؤ کہ کیا بتانا چاہ رہی ہو۔۔

مہزلہ بھی خوش ہوتی دوبارہ سے اس کے کان میں بولی تھی۔۔ کہ کیا اپ میرے لیے چوڑیاں اور گجرے لائے ہیں۔۔

جی میری جان میں ملازم سے کہہ چکا ہوں۔۔ اپ تیار ہو جائیں تب تک وہ
اپ کے لیے چوڑیاں اور گجرے بھی لے ائے گا۔۔ زرم خانزادہ نے اپنی
معصوم سی بیوی کو دیکھا تھا۔۔ جو چوڑیوں اور گجروں کے لیے دیوانی
تھی۔۔

بس ٹھیک ہے میں یہیں پوچھ رہی ہوں ائی تھی اب میں چلتی ہوں۔۔ مہزلہ
کو جب اپنے مطلب کا جواب مل چکا تھا تو اب وہ جانے کے لیے مڑ چکی
تھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ جاتی زرم خانزادہ نے اسے اپنی طرف مخاطب
کیا تھا۔۔ اور اس کا رخ دھیرے سے اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا تھا۔۔
کہ کیا تم اس نکاح سے خوش ہو۔۔ زرم خانزادہ نے نہ جانے کیوں دل میں
ایسا سوال زبان پر لاتے ہوئے مہزلہ سے پوچھا تھا۔۔

اس کے سوال پوچھے جانے پر بے ساختہ ہی مہزلہ نے اس کے حسین سے
چہرے کی طرف دیکھا تو اس کا دل دھڑکا تھا۔۔ مہزلہ نے جلدی سے اپنی
انکھیں نیچے کرتے ہوئے بری طرح سے نروس ہوتے ادھر سے ادھر اپنی

نظریں دوڑائی تھی۔۔ اور اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اس سوال کا کیا جواب دے۔۔

پیت پیت نہ نہیں۔۔ مہزلہ نے اپنے ہاتھوں پر اے پسینے کو دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر اپنی نروس نیس کو کم کرنا چاہا تھا۔۔ لیکن وہ بری طرح سے کانپنا شروع ہو گئی تھی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہاں ا کر اس نے خود پر ہی ظلم کیا ہے۔۔ اور اب اسے اندازہ ہو رہا تھا اپنے چوڑیوں اور گجروں کے لیے دیوانی وہ اپنے منکوح کے کمرے میں تو اچکی تھی۔۔ لیکن اب جب وہ اس سے ایک سوال ہی پوچھ رہا تھا۔۔ تو مہزلہ کی جان ہوا ہو رہی تھی۔۔

زرم خانزادہ نے اسے اتنا نروس اور اتنا کانپتے دیکھا تو اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ اپنی معصوم سی بیوی پر اسے جی بھر کر پیار بھی آیا تھا۔۔ زرم کا دل چاہا کہ اس وقت اگر وہ اس کی محرم ہوتی۔۔ تو اسے وہ شدت سے اپنے

گلے سے لگا کر اسے بتاتا۔ کہ اس کا کانپنا اس کے دل میں کتنا طوفان مچا گیا ہے۔۔

میں جاؤں ابھی مجھے تیار بھی ہونا ہے۔۔ مہزلہ نے جلدی سے معصومیت سے اپنی آنکھوں کو پٹکا پٹکا کر کہا تھا۔۔ زرم خانزادہ نے اس کے آنکھیں پٹکانے پر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔۔ تو اس کی گنی مڑی ہوئی پلکوں میں تو زرم خانزادہ کا دل ہی اٹک کر رہ گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے جاؤ زرم خانزادہ نے اپنے دل سے ڈر کر اسے یہاں سے بھیجنا چاہا تھا۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں بے خودی میں آکر وہ اس کے ساتھ کوئی گستاخی ہی سرانجام نہ دے دے۔۔ ویسے بھی اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں کو زور سے چومے۔۔ اور اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا کر شدت سے اس کی سانسیں گھونٹے۔۔ جس لبوں سے وہ اپنے لیے معصوم بنتے ہوئے چوڑیوں اور گجروں کی فرمائش کرنے آئی تھی۔۔

اس کی اجازت ملنے کی دیر تھی۔۔ مہزلہ نے کمرے سے ایسے دوڑ لگائی۔۔
جیسے کہ وہ کبھی اپنے منکوح کے کمرے میں اپنے لیے چوڑیوں اور گجرے
کی فرمائش کرنے آئی ہی نہیں تھی۔۔ اس کی سپیڈ کو دیکھتے ہوئے زرم
خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

پاگل لڑکی یہ لڑکی تو اسے اپنے عشق میں دیوانہ کر کے ہی چھوڑے گی۔۔
ویسے بھی ابھی وہ کم دیوانہ نہیں تھا۔۔ زرم خانزادہ نے خود سے سوچا اور
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مرر کے سامنے اکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔
اپنی فٹ سی باڈی کو دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ کی آنکھوں میں خود کے لیے
ستائش ابھری تھی۔۔ وہ کتنا ہینڈ سم تھا اپنی شرٹ کو اپنی تن سے جدا کرتے
ہوئے اس نے اپنے سکس پیک پھولے ہوئے مسلز اور چوڑے سینے پر
ایک نظر ڈالی تو اسے یقین ہو چلا تھا۔۔ کہ مہزلہ کو وہ ضرور پسندائے گا مسکرا
کر وہ واش روم کی طرف شاو ر لینے چلا گیا تھا۔۔ وہ بالکل بھی ذرا سا بھی دیر
نہیں کرنا چاہتا تھا۔ م ابھی تقریباً ایک گھنٹہ پڑا ہوا تھا۔۔ لیکن اسے تو بس

جلدی سے یہ گھنٹہ اپنے بیچ سے نکالنا تھا تاکہ وہ جلدی سے مہزلہ کو اپنے نام کر لے۔۔

زرم خانزادہ کا فون بیج بیج کر بند ہو گیا تھا۔ اسکول والے جو اسے کال کرنا چاہتے تھے۔۔ کہ ان کا ٹرپ ایک دن پہلے ہی سوات اچکا ہے وہ اپنے بیٹے کو اکر اسکول سے لے جائے۔۔ لیکن فون نہ اٹھانے کی صورت میں پرنسپل روحان اور خانزادہ فیملی کو بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔ اسی لیے اسے اسکول بس کے حوالے کرتے ہوئے پرنسپل نے سختی سے ڈرائیور کو تاکید کی تھی۔۔ کہ اسے خانزادہ حویلی میں بالکل صحیح سلامت چھوڑ کر آئیں۔۔ کیا وہ خانزادوں کے قہر سے واقف نہیں تھا۔۔ اسی لیے پہلے سے ہی احتیاط برتنا ٹھیک لگا تھا۔۔ اور ڈرائیور نے بھی ہاں میں سر ہلاتے اپنی ذمہ داری پر روحان کو اپنے پاس بٹھالیا تھا۔۔ اور اب اسکول بس خانزادہ حویلی کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔۔

دوسری طرف اب سب ہی تقریباً نکاح کی تیاریوں سے آزاد ہو کر اپ خود
کی طرف دھیان دینے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ چکے تھے۔۔ کیونکہ
اب مزید ایک گھنٹہ باقی تھا۔۔ اور انہیں تیار ہو کر مہمانوں سے پہلے ہی لون
میں پہنچنا تھا۔۔



ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد مہزلہ بالکل تیار اپنی آپ کے سامنے کھڑی اسے
بتا رہی تھی کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔۔ اور زلہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو
وائٹ کلر کی سٹائش کرتی نیچے غرارہ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے نیچے سے ہلکا
سا کرل کیے ہوئے ادھے آگے اور ادھے پیچھے پشت پر تھے۔۔ ڈیسنٹ سا
میک اپ کیے پنک لپ گلوں کو اپنے ہونٹوں کا حصہ بنائے۔۔ ریڈ کلر کے
گجروں کو اپنے ہاتھوں میں پہنے۔۔ ساتھ ہی بھر بھر کر دونوں ہاتھوں میں
ہاف وائٹ چوڑیوں کو بھرے ہو اس وقت ایک معصوم سی پری نظر آرہی
تھی۔۔

اور زلہ نے جلدی سے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ نہ جانے کیوں مہزلہ کو دیکھ کر اج بار بار اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔۔ کاش اس خوشی کے موقع پر ان کی مورے بھی ان کے ساتھ ہوتی تو بہت ہی اچھا ہوتا۔۔ لیکن خیر اس موقع پر وہ اپنی بہن کو اداس نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اسی لیے دل سے اس کی تعریف کرتے ہوئے اسے کہا کہ وہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔

ابھی مہزلہ مزید کچھ کہتی کہ دروازہ کھول کر برلاس اور ملیار خانزادہ کمرے کے اندر آئے تھے۔۔ ملیار خانزادہ اسے دیکھ کر مسکرا کر اس کی طرف بڑھتے۔۔ اور زلہ کی طرح اس کے ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد اس کی تعریف کرتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔ جب کہ برلاس خانزادہ ابھی تک دروازے کے پاس منہ کھولے کھڑے حیرت سے مہزلہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اپنی کیا ہوا کیا میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔ برلاس لالا میری طرف اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ مہزلہ نے جلدی سے گھبراتے ہوئے خود کو شیشے میں دیکھا تھا۔۔ لیکن اس کا سب کچھ تو ٹھیک تھا تو برلاس لالا اس کی طرف یو حیرت سے کیوں دیکھ رہے تھے۔۔

میری چھوٹی سی گڑیا وہ بس اپ کو تنگ کر رہے ہیں۔۔ باقی اپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔ اج تو میری گڑیا سے کوئی بھی پیارا نہیں لگ رہا۔۔ اس کی آپی بھی نہیں۔۔ ملیار خانزادہ نے شرارت سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ تو اور زلہ اس کی شرارت کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔

ہاں چڑیل چڑیل بھی اس قدر پیاری لگ سکتی ہے۔۔ برلاس خانزادہ نے صدمے سے باہر اتے ہوئے حیرت سے کہا تھا۔۔ اور خود کو چڑیل کہے جانے پر مہزلہ نے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھا تھا۔۔ ملیار خانزادہ نے اسے رونے سے منع کرتے ہوئے برلاس کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ پکڑا اور

کمرے سے باہر نکال دیا تھا۔۔ برلاس لالا کی اتنی عزت افزائی پر مہزلہ
کلکھکھلا کر ہنسی تھی۔۔

اب چلو جلدی کرو سب تقریباً نیچے اہی چکے ہیں۔۔ اور مولوی صاحب بھی ا
چکے ہیں۔۔ اور زرم لالا بھی نیچے سیٹج پر بیٹھیں اپنی دلہنیا کا انتظار کر رہے
ہیں۔۔ ملیار خانزادہ نے جلدی سے اور زلہ اور مہزلہ سے کہا۔۔ تو وہ دونوں
بھی جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی دروازہ کھول کر باہر کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔ برلاس نے ان تینوں کو ناراض ناراض سی نظروں سے دیکھا تھا۔۔
اور ساتھ ہی ان کے پیچھے ہو لیا تھا۔۔ تینوں کے چہرے پر ہی مسکراہٹ
تھی اس کے ناراض سے چہرے کو دیکھ کر۔۔ لیکن وہ اسے بعد میں منانے
کا ارادہ رکھتے تھے۔۔

نیچے سیٹج پر اور زلہ نے مہزلہ کو بٹھایا اور خود جا کر وہ آرش خانزادہ کے پاس جا
کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔ آرش جو وائٹ کلر کا کرتا پہنے ہوئے اس میں
غضب ڈھارہا تھا۔۔ اپنی سرخ سفید رنگت کے ساتھ اس نے اپنے پاس

کھڑی اپنی خانزادی کو دیکھا۔ تو اس کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔ وہ اس وقت وائٹ کلر کے لانگ فرائک میں اس کے قدر خوبصورت لگ رہی تھی۔ ڈیسنٹ سا تیار ہوئے کہ آرش کا دل چاہا کہ وہ اسے اپنی باہوں میں سب سے چھپا کر رکھ لے۔

مولوی صاحب نکاح سٹارٹ کریں عالم زیب خانزادہ نے اپنی بیٹی مہزلہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مولوی صاحب کو نکاح شروع کرنے کے لیے کہا تھا۔

زرم خانزادہ جو مہزلہ کو دیکھنے میں ہی لگا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر گھونگٹ کو دیکھتے ہوئے وہ بد مزہ ہوا تھا۔ اور شدت سے وہ نکاح کا انتظار کرنے لگا تا کہ نکاح کے بعد وہ اس کے خوبصورت سے معصوم چہرے کو دیکھ کر اپنے دل کی پیاس بجاسکیں۔

مولوی صاحب نے بھی ہاں میرے سر ہلاتے نکاح کے کلمات کو ادا کرتے ہوئے ابھی مہزلہ سے قبول ہے پوچھنا ہی تھا کہ لان کے اندر داخل ہوتے

روحان نے چیخ کر کہا تھا کہ "بابا"۔۔ اور مسکراتے ہوئے وہ سیٹج کی طرف
بڑھتے زرم خانزادہ کے پاس جا کر اس کے سینے سے لپٹ چکا تھا۔۔
لان میں کھڑے تقریباً سب ہی دھم سادے حویلی والے ایک دوسرے
سے نگاہیں چراتے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ مہزلہ اور اورزلہ کی طرف
دیکھ رہے تھے۔۔

بابا نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ شاید مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔
بے ساختہ ہی مہزلہ نے اپنے دل میں سوچا تھا۔۔ اب وہ اتنی بھی چھوٹی نہ
تھی کہ کسی چھوٹے بچے کو زرم کو بابا بلا تے دیکھ کر وہ یہ نہ سمجھ سکتی ہوتی کہ
اس کی پہلے بھی شادی ہو چکی ہے۔۔

یہ یہ کون ہے۔۔ اورزلہ نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ آرش خانزادہ
سے پوچھا تھا۔۔ اس کا اشارہ روحان کی طرف تھا۔۔ روحان زرم خانزادہ
کے گلے لگے اس سے اپنا پیار بٹور رہا تھا۔۔ لیکن اس نے اج محسوس کیا تھا
کہ اس کا بابا اسے زور سے اپنے سینے میں نہیں بیچ رہا تھا۔۔ زرم خانزادہ تو

بالکل دھم سادے اپنی جگہ پر بالکل شل ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اسے یہ جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ تو اب کیا اس کا عشق اس سے دور جانے والا تھا۔ یہ خیال ہی کتنا سہانے روح تھا۔ بے ساختہ ہی اپنے دل کی جگہ کو مسلتے ہوئے اس نے گہری سانسیں برہنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہوا میں اکسیجن کی کمی اسے شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

روحان کو دھیرے سے اپنے سے جدا کرتے ہوئے اسے اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود کھڑے ہوتے اور زلا کی طرف بڑھتے اس سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا لیکن بے ساختہ ہی اس کے قدم ڈگمگائے تھے اور اس کے بائیں طرف کہ دل کی جگہ میں ایک نہ ختم ہونے والا درد اٹھاتا تھا اسے پورا لان اپنی آنکھوں کے سامنے چکراتا ہوا نظر آیا سب کے عکس اسے بلر بلر سے نظر آرہے تھے اس سے پہلے کہ وہ کسی کو کچھ کہتا اپنے ہوش و حواس گواہ تھا وہ سیٹج پر اپنی پورے کٹ کے ساتھ زمین بوس ہوا تھا یہ خیال ہی اس کی جان لے گیا تھا کہ اس کا عشق اس سے جدا ہونے والا ہے شاید وہ اب تک خود بھی نہیں جانتا تھا کہ

وہ محض العسی کتنا پیار کہتا ہے کہ صرف اس کے جدا ہونے کے خیال سے ہی اس کا یہ حال ہو گیا ہے اگر کبھی سچ میں اسے محض اس سے یہ جدا ہونے پڑے تو کوئی بھائی نہ تھی کہ زرم خان زیادہ اپنی جان گوا دیتا۔

سب بے ساختہ ہی چیختے ہوئے زرم کی طرف بڑے تھے۔ لالا، بھائی، بچے، بابا، حویلی کے تقریباً سب کے مکین ہی اسے پکارتے اس کی طرف بڑھتے چیختے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

ملیار جاؤ جلدی سے گاڑی نکالو لالا کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں۔ ان کی حالت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔ زرم خانزادہ کے ہونٹ نیلے پڑتے دیکھ کر آرش خانزادہ نے دھڑکتے ہوئے دل سے ملیار سے کہا تھا۔ ملیار جلدی سے باہر گاڑی نکالنے کے لیے بھاگا تھا۔ اور زرم کو بصیر برلاس اور آرش اٹھاتے باہر کی طرف لے کر بھاگے تھے۔

زرم خانزادہ کے ہونٹ نیلے پڑتے دیکھ کر آرش خانزادہ نے دھڑکتے

ہوئے دل سے ملیار سے کہا تھا۔۔ ملیار جلدی سے باہر گاڑی نکالنے کے لیے

بھاگا تھا۔۔ اور زرم کو بصیر برلاس اور آرش اٹھاتے باہر کی طرف لے کر

بھاگے تھے۔۔

سب بچوں کو ہاسپٹل جاتا دیکھ کر عالم زیب اور اورنگزیب خانزادہ بھی

جلدی سی ان کے ساتھ ہی ہاسپٹل کی طرف نکلے۔۔ جبکہ دادا کو سب نے

گھر رکنے کے لیے ہی کہا تھا۔۔ ایک تو ان کی ویسے بھی طبیعت ٹھیک نہیں

رہتی تھی۔۔ کہیں ہاسپٹل جا کر مزید خراب نہ ہو جائے۔۔

زرش بری طرح سے روتے ہوئے ان سب کے ساتھ جانے کی کوشش کر

رہی تھی۔۔ لیکن اسے عنایہ اور اورزلہ نے زبردستی پکڑ کر صوفے پر بٹھا

دیا تھا۔۔ کہ زرم لالا کی پہلے طبیعت ٹھیک ہو لینے دو۔۔ پھر ہاسپٹل بھی

چلے جائیں گے۔۔

مہزلہ کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا تھا۔ وہ ابھی تک بالکل سٹل سیٹج پر
صوفے پر ویسے ہی انداز میں بیٹھی اس سارے واقعے کو سمجھنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔۔ بے ساختہ اسے وہیل یاد آیا تھا۔۔۔ جب اس کی مورے کو بھی
ہاسپٹل لے جایا گیا تھا۔ اور واپس انہیں سفید کفن میں لا کر گھر میں میت
کے طور پر اندر داخل کیا گیا تھا۔ دوسری طرف روحان بھی سہا سہا سا
صوفے میں دب کر بیٹھا اپنے بابا کی حالت کو ابھی تک بلا نہیں پارہا تھا۔
روحان اٹھا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا زریش خانزادی کے پاس صوفے
کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنے نچلے ہونٹ کو باہر نکالے روتے ہوئے زریش کو
پکارا تھا۔ کہ "پھوپھو بابا" زریش اپنے چھوٹے سے بھتیجے کی طرف متوجہ
ہوئی۔۔۔ اور اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے اس کے سرخ سفید چہرے
سے انسوؤں کو صاف کرتے اسے اپنے سینے سے لگاتے کہا تھا کہ پھوپو کی
جان بابا بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ اور وہ ابھی واپس آجائیں گے۔ دیکھنا تم بابا تو
بہت بریو ہے نا بابا کو کچھ بھی نہیں ہوگا۔

زربش اسے اپنے سینے سے لگائے روحان سے زيادہ جيسے خود کو تسلي دے
رہی تھی۔۔

اور زلہ نے گول مٹول سے سرخ سفيد رنگت لیے روحان خانزادہ کو ديکھا
تھا۔۔ جو وائٹ کلر کی شرٹ کے ساتھ پينٹ پہنا شوز پہنے اتنا خوبصورت
لگ رہا تھا۔۔ کہ بے ساختہ ہی اور زلہ کو اس پر ٹوٹ کر پيار ايا تھا۔۔ جس
طرح سے مليار برلاس اس کے بابا اور آر ش نے اسے بتايا تھا یہ بچہ ان کے
بتائے ہوئے نقوش سے زيادہ ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

{***** نکاح کی ڈیٹ فائنل ہونے سے پہلے *****}

رات کے دو بج رہے تھے جب اور زلہ اپنے کمرے میں بے چینی سے ادھر
سے ادھر ٹہل رہی تھی۔۔ اسے کسی بھی طور پر سکون میسر ہو ہی نہیں رہا
تھا۔۔ ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے اسے اکسیجن کی کمی شدت سے کمرے

میں محسوس ہو رہی تھی۔۔ دوپٹے کو اپنے ارد گرد اچھی طرح سے لپیٹتے ہوئے اس نے لان میں جانے کا سوچا تھا۔۔

لان میں اتے ہی جب کُلی ہوانے اس کا استقبال کیا۔۔ تو گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اسے اپنی حالت میں تھوڑی سی سدھار محسوس ہوئی۔۔ ورنہ اندر تو اس کا دم ہی گھٹ رہا تھا۔۔

لان میں ایک طرف رکھے بیچ پر جا کر وہ ابھی صرف بیٹھی ہی تھی کہ ملیار بھی اسے لون کے ایک طرف ٹہلتا ہوا دکھائی دیا۔۔ اور اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ بھی تھا۔۔

ملیار نے بھی اسے دیکھا تو مسکرا کر اس کے پاس ہی چلا آیا۔۔ اور بیچ پر اس کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے کہا کہ اتنی رات کو یہاں پر کیا کر رہی ہو۔۔

طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔ ملیار خانزادہ کو اس کے چہرے پر بے چینی صاف واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔۔

جی جی لالا طبیعت ٹھیک ہے بس ایک عجیب سی بے چینی پورے وجود میں
سرائیت کر رہی ہے۔۔ پتہ نہیں دل ایسا کہہ رہا ہے جیسی کچھ بہت برا ہونے
والا ہے۔۔ کہیں میں مہزلہ کے معاملے میں بہت زیادہ جلد بازی تو
نہیں کر رہی۔۔ کہی میں اسے کسی غلط انسان کے حوالے تو نہیں کر رہی
نا۔۔ اپ تو بچپن سے ہی یہاں زرم لالا کے ساتھ رہتے ہیں۔۔ بظاہر تو ان
میں کوئی بھی خامی نظر نہیں آتی۔۔ لیکن پھر بھی میرے اندر ایک عجیب سی
بے چینی ہے۔۔ پتہ نہیں کچھ تو ہے جیسے میں نظر انداز کر رہی ہوں۔۔
اور زلمہ نے ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے تفصیلاً اپنے حالات سے آگاہ کیا تھا۔
ملیار خانزادہ نے چائے کا آخری گونٹ پی کر کپ کو لان کی زمین پر رکھتے
گہری سانس بھری تھی۔۔ وہ جو بات اس سے چھپائے ہوئے تھا۔۔ مزید وہ
اپنی بہنوں کے ساتھ کچھ بھی برا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ اسی لیے تو ادھی
رات کو وہ بھی لان میں بے چینی سی ٹھل ہی رہا تھا۔ ایک طرف بھائیوں
جیسا کہ زن تھا جو بچپن سے ہی ان کی بالکل اپنے باپ کی طرح تربیت کرتا آیا

تھا۔ تو دوسری طرف اس کی چھوٹی سی گڑیا تھی۔ اس کی بہن جو بس ابھی دو سال پہلے ہی تو اسے ملی تھی۔ اپنی چھوٹی سی گڑیا کے ساتھ وہ کسی بھی طور پر کوئی بھی زیادتی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ اور ویسے بھی اور زلہ کو اس بات کے بارے میں جاننا بہت زیادہ ضروری تھا۔ اسی لیے اسے بتانے کا فیصلہ کیا تھا ملیار نے۔

میں جانتا ہوں کہ ابھی شام کے وقت ہی تم نے مجھ سے میری رضامندی پوچھی تھی۔ مہزلہ اور زرم لالا کے رشتے کے لیے تب تو میں ہاں کر چکا تھا۔ لیکن میں تمہیں ایک بات بتانا چاہ رہا ہوں۔ اس کے بعد تمہارا کیا فیصلہ ہو گا اس میں میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ ملیار نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اس پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا تھا۔ تو اور زلہ نے سمجھداری سے ہاں میں سر ہلاتے اسے جیسے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔

زرم لالا کی 20 سال کی عمر میں پہلے بھی ایک شادی ہو چکی تھی۔۔ اور زلہ بالکل شو کڈ کی کیفیت میں ملیار کی بات سن رہی تھی۔۔ اس نے کچھ بولنا چاہا۔۔ لیکن زرم نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلے میری بات سنو پوری اس کے بعد ہی کچھ بولنا تم۔۔

سال کی عمر میں زرم لالا کی شادی دادا جی نے زبردستی اس لڑکی سے 20 کروائی تھی۔۔ جوان سے عمر میں تقریباً پانچ سال بڑی تھی۔۔ 25 سال کی روزینہ کو لالا سے پہلی نظر والی محبت ہو گئی تھی۔۔ لیکن وہ محبت نہیں صرف اٹریکشن تھی۔۔ تب زرم لالا بھی اتنے سٹیبلش نہیں تھی۔۔ اور نہ ہی وہ شہر میں اپنا بزنس کرتے تھے۔۔ مطلب یوں سمجھ لو کہ وہ اتنی جاب تو کرتے تھے کہ انہیں گھر میں نہ ہی بابا بتایا اور دادا پر ڈیپینڈ کرنا پڑتا تھا۔۔ وہ اپنی بیوی اور بہن اور خود کا خرچہ خود ہی اٹھاتے تھے۔۔ لیکن روزینہ لالا کے ساتھ کبھی بھی خوش نہیں رہتی تھی۔۔ لالا کی بے لوث

محبت کے اگے بھی روزینہ ہمیشہ ہی اے دن حویلی میں کوئی نہ کوئی واویلا کرتی رہتی تھی۔۔

روزینہ کو ہمیشہ سے ہی ماڈرن کلاس اور ہائی سوسائٹی میں رہنے کی عادت تھی۔۔ لیکن لالا جنہوں نے دادا کی مرضی سے شادی کی تھی۔۔ وہ زبردستی کا بندھن ہی صحیح پر اپنی طرف سے 100 پر سنٹ ایفرٹ کر کے اس رشتے کو نبھا رہے تھے۔۔ اے دن روزینہ حویلی میں جو تماشے لگاتی تھی وہ یہی ہوتا تھا۔۔ کہ زرم لالا اس کی کوئی بھی خواہشات کو پورا نہیں کرتا۔۔ اور نہ ہی اس کے پاس پیسے ہیں۔۔ روزینہ زرم لالا کو پسند کرتی تھی اور انہوں نے ہی دادا کو ایسی زبردستی کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔ ورنہ دادا کو بھی وہ لڑکی بالکل بھی پسند نہیں تھی۔۔ اور اس وقت دادا اور روزینہ کے بابا کی بہت اچھی دوستی تھی۔۔ دادا اس دوستی کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔۔ اور دوستی کو بچانے کے چکر میں انہوں نے اپنے نواسے کی زندگی کو برباد کر دیا تھا۔۔ یوں کہا جائے کہ روزینا ایک خود غرض اور خود سر لڑکی تھی تو

زرم لالا کو وہ پہلے پسند کرتی تھی۔۔ لیکن بالکل بھی غلط نہیں ہو گا۔۔
شادی ہونے کے بعد زرم لالا سب کچھ تو برداشت کر سکتے تھے۔۔ لیکن
اپنی عورت پر کسی دوسرے شخص کا سایہ بالکل بھی برداشت نہیں کر سکتے
تھے۔۔ اس وقت ہم سب بھی چھوٹے تھے۔۔ اتنی کنڈیشن سمجھنے کی
صورت میں نہیں تھے۔۔ لیکن پھر بھی ہم نے لالا کو راتوں میں چپ چپ
کر روتے دیکھا تھا۔۔ اپنی زندگی سے لڑتے دیکھا تھا۔۔ کہ وہ کس طرح
سے اے دن روزینہ کے حویلی میں تماشہ لگانے پر پریشان رہتے تھے۔۔
پوری پوری رات لالا حویلی سے باہر گزار دیتے۔۔ کیونکہ ایسا روزینہ چاہتی
تھی۔۔ شادی کے شروع کے ایک سال میں تو سب کچھ ٹھیک رہا۔۔ لیکن
پھر معاملہ وہاں سے خراب ہوا۔۔ جب سوات میں کچھ لوگوں کی شادی
تھی۔۔ وہ شادی کافی بڑے پیمانے پر تھی۔۔ اور خانزادہ حویلی والوں کو بھی
انوائٹ کیا گیا تھا۔۔ اور وہاں پر زرم لالا کے ساتھ روزینہ بھی گئی تھی۔۔

اور بس پھر روزینہ کو جب لالا سے کوئی اور امیر اور خود کے ہم عمر اور پیسوں والا لڑکا دکھا تو وہ اس پر فدا ہو گئی تھی۔۔

لالا نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی۔۔ لیکن روزینہ تھی جو بالکل بھی نہیں جھک رہی تھی۔۔ اسی بیچ دادا اور روزینہ کے بابا کی دوستی بھی اسی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔۔ کہ روزینہ کے اے دن تماشہ لگانے پر دادا جی نے روزینہ کے بابا سے بات کی۔۔ تو روزینہ کے بابا کا بھی یہی کہنا تھا کہ زرم کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔۔ اپ تو ان کے نانا ہیں اور حویلی میں حصہ تو صرف آپ کے پوتوں کا ہو گا نو اسے کا نہیں۔۔ دادا کو ان کی بات سن کر کافی دکھ ہوا تھا اور اب دادا کو اہستہ اہستہ سب سمجھ رہا تھا کہ کس طرح سے دوستی کی آڑ میں ان کے سب سے قریبی دوست نے ان کے ساتھ کس طرح سے دھوکہ کیا تھا۔۔

اب دادا بھی پریشان رہنے لگے تھے۔۔ اور ان سب پریشانی اور جھنجھٹوں کی وجہ سے پوری حویلی پر ہی کافی برا اثر پڑا تھا۔۔ زرباش اور عنایہ اس وقت

کافی چھوٹی تھی۔۔ لیکن اتنی بھی نہیں تھی کہ وہ ان باتوں کو سمجھ نہ سکتی ہو۔۔ سب پر ہی اثر پڑتا تھا سب ہی تقریباً اپنے اپنے کمروں میں بند رہتے تھے۔۔ اگر کوئی جو روزینہ کی چیختی چلاتے ہوئے آواز کو سنتا بھی تو جان بوجھ کر اپنے کمرے میں خود کو بند کر دیتا تھا۔۔ کیونکہ پوری حویلی والوں کے سامنے تو صرف زرم لالا ہی سر جھکائے شرمندہ شرمندہ سے کھڑے رہتے تھے۔۔ لیکن زرم لالا وہ انسان ہیں۔۔ جس نے اپنے منہ سے ایک شکوہ تک دادا کے لیے نہ نکالا تھا۔۔ اور زلمہ میری ایک بات یاد رکھنا زرم لالا کو کبھی بھی ان کی زندگی میں وہ خوشی نہیں ملی جو انہوں نے چاہا تھا۔۔ اتنی بڑی عمر کے نہیں تھے وہ۔۔ جب ان کے کندھے پر زریش کی ذمہ داری آگئی تھی۔۔ بالکل تمہاری طرح لیکن مہزلہ تو بڑی تھی۔۔ اس کی تربیت تمہاری ماں کر چکی تھی۔۔ لیکن یہاں پہ تو زریش کافی چھوٹی تھی۔۔ اس کی تربیت سے لے کر اس کی خواہشوں کو پورا کرنا سب کچھ زرم لالا کے کندھے پر آگیا تھا۔۔ زرم لالا کے ماں باپ مر گئے تھے چھوٹی عمر میں بہن

کی ذمہ داری تربیت،، ماں باپ کو کھونا،، اپنے نانا کی حویلی میں اکر رہنا،، یہ سب ہی نہایت ایک چھوٹے سے بچے کے لیے بہت برا ہوتا ہے۔۔ اب تم یہ مت سمجھنا کہ یہ بات مجھے کہاں سے پتہ چلی تو دادی اکثر اس سارے قصے کا واقعہ کرتی رہتی ہے۔۔ جو سب کے انکھوں میں ہی انسولا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔۔ تمہیں ایک بات بتاؤں زرم لالا کی امتحان کی گھڑی یہیں پر بس نہیں ہوئی تھی۔۔ کہ ایک چھوٹی سی بہن کی ذمہ داری اور تربیت کرنا،، ماں باپ کو کھونا،، اس کے بعد بھی زندگی نے انہیں بہت بڑا دکھ دیا۔۔ اور وہ دکھ یہ تھا کہ ان کی چھوٹی سی بہن بھی اس ہادثے میں مر گئی تھی۔۔ لیکن زرم لالا ہمیشہ یہی سوچتا ہے کہ ان کی چھوٹی گریز زندہ ہے۔۔ اور ابھی تک زرم لالا ان کی تلاش میں ہے۔۔ ان کی انکھیں جو ویران رہتی تھی۔۔ وہ یوں ہی نہیں رہتی تھی۔۔ ان انکھوں میں کافی گہرا دکھ بسا ہوا ہے۔۔ اس سارے دکھ بھرے ماحول میں اگر کوئی ایک خوشی کی بات ہوئی تھی زرم لالا کے لیے۔۔ تو وہ تھارو حان کی پیدائش۔۔ شادی کے دو سال بعد

وہ پیدا ہوا تھا۔ روزینہ تو اپنا بورشن کروا کر اس بچے کو ضائع کر دینا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے یہی لگتا تھا کہ یہ بچہ اس کے پیروں میں قید کی زنجیر ڈال دے گا۔ اور اسے ہمیشہ کے لیے اس سر پرے خانزادے کے قید میں رہنا پڑے گا۔ اسی لیے وہ اس بچے کو پیدا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ کہتے ہیں ناکہ اللہ نے جس کا دانہ پانی دنیا میں لکھا ہوتا ہے وہ تو دنیا میں اکر ہی رہتا ہے۔ اور ایسا ہی کچھ ہوا تھا زرم لالانے اس ایک سال کے عرصے میں روزینہ کا بالکل سایہ بن کر رہا تھا۔ اسے وہ پانی پینے کے لیے اکیلے کچن میں بھی جانے نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ ایک سال تک روزینہ کے ساتھ رہنے پر زرم لالا کو اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو کچھ بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اسی لیے ایک سال تک روزینہ کا سایہ بنے رہنا۔ اور اس کے بعد روحان کی پیدائش جب ہوئی تو وہیں پر اس قصے کا اینڈ ہو گیا تھا۔

کیونکہ روزینہ نے اپنے بچے کا چہرہ دیکھنے سے پہلے ہی رات و رات ہاسپٹل کے کمرے سے بھاگ گئی تھی۔ اسے بس ایک موقع چاہیے تھا کہ اس

کے پاس زرم لالا نہ ہو۔۔ اور اسے وہ موقع ہاسپٹل میں مل ہی گیا تھا۔۔
روحان کو پیدا کرنے کے بعد روزینہ اس کمرے سے ہی ہاسپٹل سے بھاگ
گئی تھی۔۔ زرم لالا اور پوری حویلی والوں کو ذرا بھی دکھ نہیں ہوا تھا۔۔
روزینہ سے اچھی تربیت اس کی زرم لالا خود ہی ماں اور باپ بن کر کر سکتے
تھے۔۔ لیکن زرم لالا کو دکھ تھا تو صرف اتنا کہ اس کے حصے میں بھی ماں
باپ کا پیار بالکل بھی نہیں آیا تھا۔۔ اور اب اس کے چھوٹے سے بیٹے کو بھی
ماں کا پیار بالکل بھی نہیں ملے گا۔۔

خیر پھر جب یہ سارا قصہ تمام ہوا ہم سب پر سکون ہوئے کہ اب روزینہ کا
قصہ ہمیشہ کے لیے ان کی زندگی سے تمام ہو چکا ہے۔۔ لیکن یہ ہم سب کی
محض غلط فہمی ہی تھی۔۔ کیونکہ ایک مہینے کے بعد ہی زرم لالا کو خلا کانوٹس
روزینہ کی طرف سے مل چکا تھا۔۔ اور دادا جی بھی کافی دکھ کا شکار رہنے لگے
تھے۔۔ اسی وقت سے دادا بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض بن گئے تھے۔۔
زرم لالا کے دکھ کو دیکھتے ہوئے جب دادا کی یہ حالت ہوئی تو زرم لالا نے

بھی پل نہیں لگایا تھا۔ روزینہ کو خود سے جدا کرنے میں اور اسے ہمیشہ کے لیے اس رشتے سے آزاد کر دیا تھا۔

اور یہ مدت سوچنا کہ جب تم دونوں دو سال پہلے حویلی آئی تھی اور 40 دن حویلی میں گزار کر گئے تھے۔ تب روحان کہاں پر تھا۔ تو روحان کو ان دنوں ٹائیفائیڈ اور ملیریا جیسے دونوں خطرناک بیماریوں نے جکڑ لیا تھا۔ روحان بہت ہی صحت مند بچا تھا۔ ابھی اس کی صحت اس کی بیماری کے بعد اتنی گری تھی۔ کہ وہ پورے دو مہینے ہاسپٹل میں گزار کر آیا تھا۔ اور ہم سب کی تو جیسے جان پر بن گئی تھی۔ پوری حویلی کی جان ہے وہ اپنی چھوٹی موٹی شرارتوں سے وہ سب کے ناک میں ہی دم کیے رکھتا ہے۔ ملیر خانزادہ روحان کے بارے میں بتاتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔ اس کی شرارتوں کو سوچتے ہوئے زرم لالا کو کافی ہنسی بھی آتی تھی کہ وہ تو اپنے بچپن میں بالکل بھی یشرار تیں نہیں کرتے تھے۔ لیکن پتہ نہیں اس کا بیٹا کس پر چلا گیا تھا۔

جب تم لوگ گئے اس کے 20 دن بعد روحان کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کیا گیا تھا۔ تب اس کی حالت بہت خراب تھی۔ اس کی صحت پوری طرح سے گر گئی تھی۔ اور اب ماشاء اللہ سے پوری حویلی کی طرف سے اس کا خیال اتنا رکھا جاتا ہے۔ کہ اب اس کی حالت دن بدن ٹھیک ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن وہ ابھی بھی پہلے جیسے صحت مند نہیں ہو پایا۔ جتنا وہ پہلے جیسا تھا ہم سب اسے موٹا گول کیا آلو یہ سب کہہ کر پکارتے تھے۔ اور وہ کافی چڑتا بھی تھا۔ اور ابھی بھی وہ حویلی میں نہیں ہے۔ کیونکہ زرم لالا سے ضد کر کے وہ سکول والوں کے ساتھ ہنزہ کی طرف ٹرپ پر گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر واپس ابھی جائے۔ تو تم اس سے ضرور ملنا۔ ملیار خان زادہ نے ساری بات اور زلک کو سنائی تو اور زلہ کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ وہ تو سمجھتی تھی کہ دکھوں نے صرف اس کی طرف ہی رخ موڑا ہوا ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ سارے انسان کی

زندگی میں اپنے اپنے ہی دکھ ہے اور سب کو اپنا دکھ ہی سب سے بڑا لگتا ہے۔۔

اب تمہیں جیسا بہتر لگتا ہے تم بالکل ویسا ہی کرو۔۔ میں اسی وقت جب شام میں تم نے مجھ سے میری رضامندی پوچھی تھی۔۔ اسی وقت تم کو یہ بات بتانا چاہتا تھا۔۔ برلاس نے مجھے میسج کر کے بھی بتایا تھا۔۔ کہ اور زلہ کو ساری بات بتا دیتے ہیں۔۔ لیکن اس وقت تمہارے پاس مہزلہ تھی۔۔ اور مہزلہ کو مجھ سے زیادہ تم بہتر طریقے سے سمجھا سکتی ہو۔۔ شاید میری بات سن کر وہ پینک کر جاتی۔۔ یا پھر وہ چھوٹی ہے نادان ہے غصے میں اکر کوئی غلط قدم بھی اٹھا سکتی تھی۔۔ اسی لیے اس وقت میں نے تم سے یہ بات کرنا بہتر نہیں سمجھا۔۔ اور ابھی دیکھو میں کل ہی تم سے بات کرنے والا تھا۔۔ لیکن ابھی تم ادھر مل گئی۔۔ تو ادھر ہی صحیح۔۔ ملیا خانزادہ اب اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔ انکھوں سے انسو صاف کرنے کے بعد اور زلہ نے مطمئن سی نظروں سے ملیا کی طرف دیکھا تھا۔۔

اپ کا بہت بہت شکریہ لالا کہ آپ نے ساری بات سے مجھے پہلے ہی واقف کر دیا۔۔۔ ورنہ شاید اس بار بھی حویلی والے ہم دونوں بہنوں کے ساتھ زیادتی کر جاتے۔۔۔ اور اپنی باری میں تو میں زیادتی برداشت کر گئی۔۔۔ لیکن مہزلہ کے باری میں۔۔۔ میں یہ زیادتی بالکل بھی برداشت نہیں کر پاتی۔۔۔ اگر نکاح ہو جاتا اور تب اس بات کا مجھے پتہ چل جاتا تو یقین مانیں میں کیا کرتی ہوں میں خود بھی اس بات سے واقف نہیں ہوں۔۔۔ ابھی بھی میں یہی کہنا چاہوں گی کہ اس ساری بات سے میں مہزلہ کو واقف کروں گی۔۔۔ اس کے بعد ہی جو بھی مہزلہ کا فیصلہ ہو گا۔۔۔ میں وہی کروں گی۔۔۔ کیونکہ زرم لالا کے ساتھ زندگی میری بہن نے گزارنی ہے۔۔۔ میں نے نہیں اور وہ جیسا چاہتی ہے ویسا ہی ہو گا۔۔۔

میں جانتا ہوں اور زلمہ کہ ہم سب تمہارے ساتھ زیادتی کر گئے ہیں۔۔۔ لیکن یقین مانو آرش کے معاملے میں ہمیں کوئی بھی کان و کان خبر تک نہیں تھی۔۔۔ کہ وہ ایسا کرنے والا ہے۔۔۔ اور ویسے بھی میرا شکریہ ادا کرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔۔ مہزلہ میری بہن ہے میری چھوٹی گڑیا۔۔ اس کے ساتھ میں زیادتی بالکل بھی ہونے نہیں دے سکتا تھا۔۔ شاید تمہیں کوئی اور بتائے یہ نہ بتائے لیکن مہزلہ میری بہن ہے۔۔ اور ایک بھائی پر فرض ہوتا ہے اپنی بہن کو اچھی زندگی فراہم دینا۔۔ اسی کسی اچھے انسان کے حوالے کرنا۔۔ اور یقین مانو ذرم لالا کی آنکھوں میں میں نے محبت کے نہیں عشق کے دیپ جلتے دیکھے ہیں۔۔ جن آنکھوں میں پہلے ویرانی رہتی تھی۔۔ روزینہ کے ٹائم اب انہی آنکھوں میں ایک دنیا جہاں بستے دیکھا ہے۔۔ وہ بھی صرف اور صرف مہزلہ کے لیے۔۔

ہاں جانتی ہوں میں میں نے بھی ذرم لالا کی آنکھوں میں مہزلہ کے لیے جذبات دیکھے ہیں۔۔ لیکن میں اپنی بہن کے ساتھ زیادتی نہیں کرنا چاہتی۔۔ میں اس سے کل صبح بات کروں گی۔۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ذرم لالا کو بتاؤں گی۔۔ اب میں چلتی ہوں اندر کی گھٹن اور بے چینی اب نے کافی حد تک کم کر دی ہے۔۔ اور زلہ نے مسکراتے کہا تو ملیا نے بھی

ہاں میں سر ہلاتے اسے اندر جاتے دیکھتا تھا۔ اور زلہ کے معاملے میں بھی وہ آرش سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اپنی بہن کے چہرے پر ویرانی اور آنکھوں میں دکھ درد اب مزید ملیار کے بس میں نہیں تھا دیکھنا۔

{**** حال ****}

اور زلہ ابھی تک لاؤنچ کے صوفے کے پاس ہی کھڑی روحان کے معصومیت بھرے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یاد تھا جب ملیار خانزادہ نے اسے ساری بات سے واقف کیا تھا۔ تو صبح ہی صبح کس طرح سے اس کے بابا اس کے کمرے میں آئے تھے۔ اور اسے بھی ذرم کے پہلی شادی کے حوالے سے سب کچھ بتا کر گئے تھے۔ اور اور زلہ اس بات کو لے کر خوش بھی تھے۔ کافی حد تک کہ اس کے بابا کو اس کی نہ صحیح لیکن اپنی چھوٹی بیٹی کی قدر تو ہے۔ اور اس کے بابا کے جانے کے بعد آرش خانزادہ بھی اسے سچائی بتانے آیا تھا۔ اور اور زلہ کو بالکل بھی امید نہیں تھی۔ کہ آرش بھی اسے یہ بتائے گا ذرم کی شادی کے بارے میں۔ لیکن آرش

نے اکرا اس کی ساری غلط فہمیوں کو مٹا دیا تھا۔ اور اس کی امیدوں پر پورا اتر ا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ زرم لالا اس کے ساتھ دھوکہ کر رہے تھے۔ یہ سب نابتا کر لیکن کہیں نہ کہیں اس کے دکھ اور اس کے سارے قصے کو ملیار کی زبانی سنتے ہوئے اور زلہ کو وہ ٹھیک لگا تھا۔ اپنی خوشیوں کے لیے خود غرض ہوتے ہوئے صرف اور صرف اپنے عشق کے لیے وہ اپنی سچائی اسے بتا نہیں رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اور زلہ کو وہ خود بتاتا تو شاید اتنی صفائی سے وہ اسے ساری بات سے آگاہ نہیں کرتا۔ جتنی دیپ باتوں سے ملیار خانزادہ نے اسے واقف کیا تھا۔ اور زلہ زرم کے حوالے سے بالکل بھی ناراض نہیں تھی۔ اور وہ مہزلہ کو بھی ساری بات سے آگاہ کر چکی تھی۔ جس طرح سے الف سے لے کر یہ تک ملیار نے اسے سب کچھ بتایا تھا۔ بالکل اسی طرح اور زلہ نے بھی اسے الف سے لے کر یہ تک ساری بات سے آگاہ کیا تھا۔

مہزلہ شکڑ تھی لیکن غصہ نہیں ہوئی تھی۔۔ اور اس نے اس بار بھی اپنا فیصلہ اپنی آپی پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اس کی آپی اس کے لیے جو بھی کرتی وہ اس کے لیے بہتر تھا۔ مہزلہ کو بس یہی بات سمجھ میں آئی تھی۔۔ باقی کسی بات سے اس کا کوئی لینا دینا ہی نہیں تھا۔ کیونکہ وہ زرم کا مستقبل اور حال بن کر اس کی زندگی میں جانے والی تھی۔ اس کے ماضی کا قصہ اٹھا کر اس کے ساتھ نکاح نہ کرنا یہ کوئی ایک بہت ہی بڑی اعلیٰ قسم کی بے وقوفی تھی ایسی مہزلہ کی سوچ تھی۔۔

اس طرح سے اچانک روحان کا حویلی میں نکاح کے عین ٹائم پر ہی انا زرم کو لگا کے ساری سچائی مہزلہ اور اورزلہ کے سامنے آگئی تھی۔۔ اور اب اس کا عشق اس سے جدا ہونے والا تھا۔ شاید اسی وجہ سے اس کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی۔ اورزلہ یہی سوچ رہی تھی کہ اچانک ہی اس کا دھیان مہزلہ کی طرف گیا۔ جو ابھی تک پتھر آئی ہوئی آنکھوں سے اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں پر زرم گرا تھا۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

جاری ہے۔۔

سب لوگوں سے امید کرتی ہوں کہ بس تھوڑا سا صبر کر لیا کریں پورے ناول کو صرف ایک ایپیسوڈ سے جج نہ کیا کریں اب اگر ایک ایپیسوڈ میں

ٹوسٹ ایا ہے سٹوری چیلنج ہونے والی ہے تو ظاہر سی بات ہے رائٹر نے کچھ
نہ کچھ سوچ کر ہی لکھا ہو گا اور میں سب سے یہی ریکویسٹ کرتی ہوں کہ
ایک لپیسوڈ کی بنا پر پورے لپیسوڈ کو یہ مت بھولے گا کہ دھوکہ دھوکہ
دھوکہ حد ہوتی ہے بندہ دوسرے لپیسوڈ کا ویٹ کر لیتا ہے ایک تو ہوتا ہے
ریویوز دینا دوسرا ہوتا ہے رائٹر کے لکھے ہوئے پر تنقید کرنا تھوڑا سا اگر آپ
لوگ ویٹ کریں اور دوسری لپیسوڈ میں جب آپ لوگوں کو ماضی کے
بارے میں پتہ چلنے کے امکانات بھی ہوں تو بندہ پہلے سے ہی اتنا نیگٹو نہیں
ہوتا اس لیے کہتی ہوں کہ تھوڑا سا صبر کر لیا کریں۔۔

— — —

ہاسپٹل میں تقریباً سنان سی خاموشی تھی۔۔ پورے ہاسپٹل کا عملہ اس وقت تیزی سے بھاگ دوڑ کرنے میں مصروف زرم خانزادہ کوائی سی یو روم کے اندر لے کر جا چکے تھے۔۔ پچھلے تین گھنٹے سے باہر سارے خانزادے کھڑے اپنے لالا کی صحت کے لیے دعائیں کرنے میں مصروف تھے۔۔ ہر کسی کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔ کسی نے نہیں سوچا تھا کہ ان پر یہ ٹائم آئے گا۔۔ جب ان کے لالا کی خوشی کا دن ہو گا۔۔ اور انہیں اس طرح سے ہسپتال لے کر آیا جائے گا۔۔

ملیار بصیر برلاس اور آرش چاروں کے چاروں اس وقت جلے پیر کی بلی کی مانند ہاسپٹل کے سرد سے کوری ڈور میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے۔۔ کسی نے بھی نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا۔۔ حتیٰ کہ وہ لوگ تو بیچ پر بیٹھ کر انتظار بھی نہیں کر رہے تھے۔۔ بس یوں ہی ٹہل کر لبوں پر اپنے لالا کے لیے دعائیں جاری کیے۔۔ ضبط سے اپنے انسور و کے وہ ایک دوسرے کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔۔ حالانکہ چاروں خانزادے جانتے تھے کہ ایک

دوسرے کے چہروں کو دیکھنے کے بعد وہ اپنا ضبط کو دیں گے۔۔ کیونکہ چاروں خاندانوں کے آنکھوں میں نمی کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا تھا۔ لیکن چاروں کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعاؤں کا ورد جاری کیے ہوئے تھے۔۔

مسلسل تین گھنٹے ہو گئے تھے۔۔ لیکن ڈاکٹر نے ابھی تک انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔۔ گھر سے بار بار کالز پر کالز آرہی تھیں۔۔ عالم زیب اور اورنگزیب خاندانہ بیچ پر بیٹھے اپنے بچوں کے لیے دعا گو تھے۔۔ ان دونوں کو بھی بار بار گھر سے کالز آرہی تھیں۔۔ سب سے زیادہ توزریش بصیر کو تنگ کیے جا رہی تھی۔۔ کالز پر کالز کرتے وہ بس کسی بھی طرح اپنے لالا کے پاس اڑ کر ہاسپٹل آنا چاہتی تھی۔۔ جیسے کہ اس کے آنے سے زرم خاندانہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ بصیر خاندانہ نے اس کی کال ایک بار بھی اٹینڈ نہیں کی تھی۔۔ جانتا تھا کہ وہ اس سے طرح طرح کے سوال کرے گی۔۔ لیکن اس وقت وہ ایسی پوزیشن میں بالکل بھی نہیں تھا۔۔ کہ اس کے کسی

بھی سوال کا جواب دے سکے۔۔ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔۔

روم سے باہر آئے۔۔ تو ICU مزید ادھا گھنٹہ گزرنے کے بعد ڈاکٹر سب خاندانوں نے سیکنڈ نہیں لگایا تھا۔۔ ان کی طرف جاتے ہوئے۔۔ ڈاکٹر نے چاروں خاندانوں کو دیکھا ان چاروں کو کون نہیں جانتا تھا۔۔ اور پھر زرم خاندان کا بزنس تو پورے پاکستان کے ساتھ ساتھ باہر ملکوں میں بھی پہلا ہوا تھا۔۔ تو ڈاکٹر بخوبی سوات کے ان خاندانوں کو جانتے تھے۔۔ جو رحم دل ہونے کے ساتھ ساتھ بروں کے لیے برے بھی تھے۔۔ ڈاکٹر نے اپنے چہرے سے ماسک اتارتے ہوئے ہاتھوں سے گلوں بھی اتارے تھے۔۔

دیکھیں آپ کے پشینٹ کی حالت اب بالکل سٹیبل ہیں۔۔ ہارڈاٹیک ہوا نہیں تھا بس سمٹمز ہی کچھ ایسے ٹائپ کے تھے۔۔ کہ ہارڈاٹیک ہونے والا تھا۔۔ اگر آپ لوگ انہیں بروقت ہاسپٹل نہ لاتے تو نوڈاؤٹ کچھ بھی ہو

سکتا تھا۔۔۔ اپ بہتر جانتے ہیں کہ ہارٹ اٹیک والے پیشینٹ اس طرح سے اتنی جلدی ریکور نہیں کرتے۔۔۔ لیکن پیشینٹ کے اندر کمزوری بہت زیادہ اچکی ہے۔۔۔ اپ انہیں طاقت والی چیزیں کھلائیں۔۔۔ تاکہ ان کے اندر جو کمزوری اچکی ہے۔۔۔ وہ دوبارہ سے ریکور کر سکیں۔۔۔ ڈاکٹر نے سارے خاندان کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں جواب دیا۔۔۔ تو چاروں نے ہی سکھ بھری سانس بھری تھی۔۔۔ اور چاروں ہی ایک دم سے دھپ کر کے بیچ پر بیٹھتے گہری سانسیں لینے لگے تھے۔۔۔ اتنے سے وقت میں ان کی جان لبوں پر اگئی تھی۔۔۔ زرم خاندان کی اہمیت سے وہ پہلے بھی واقف تھے۔۔۔ وہ تو ان کا بھائی نہیں ان کے باپ جیسا تھا۔۔۔ انہیں ہر شرارتوں سے بچانا، ہر مسئلوں سے بچانا، ہر مسئلے میں سب سے اگے ان کے لیے کھڑا رہنا، زرم خاندان تو وقت ان پر ان کا باپ بھی بنتا تو وقت ان پر ان کا دوست بھی بن جاتا، اور بھائی تو وہ جیسے صدیوں سے تھے۔۔۔

شکر ہے اللہ کا میرے بچے کو اپنے حفظ و امان میں رکھا اللہ نے،، اور نگزیب
اور عالم زیب خانزادہ نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا تھا۔ اور ڈاکٹر نے
مسکرا کر اب وہاں سے جانا بہتر سمجھا تھا۔

بابا اب میرے خیال سے اپ دونوں کو بھی گھر چلے جانا چاہیے۔ میں اور
ملیار یہاں پر رک جاتے ہیں۔ بصیر اور برلاس کو بھی اپ دونوں ساتھ
لے جائیں۔ ویسے بھی میرے خیال سے لالا کی کنڈیشن کو دیکھتے ہوئے
رات انہیں ڈاکٹر ہاسپٹل میں ہی گزارنے دیں گے۔ انشاء اللہ صبح ہم لالا
کو ساتھ ہی حویلی لے کر آجائیں گے۔ اور جا کر حویلی میں باقی سب کو بھی
بتادے کہ لالا کی کنڈیشن اب ٹھیک ہے۔ آرش خانزادہ نے انہیں
سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
میں نہیں جاؤں گا میں لالا کے پاس ہی رکوں گا۔ برلاس نے جلدی سے
کہا تو بصیر نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔ آرش خانزادہ نے دونوں کو گھور کر
دیکھا تھا۔ جو ہر وقت ہی ایک دوسرے سے یوں جڑے رہتے تھے۔

جیسے دونوں کے ایک دوسرے میں گردے فٹ کیے ہوئے ہو۔۔ صبح تو ہم
ویسے بھی گھرانے والے ہیں۔۔ اور ابھی رات کے وقت ہم بابا کو اور چاچو
کو اکیلے بھی نہیں بچ سکتے۔۔ جاؤ تم دونوں ان لوگوں کے ساتھ ہر جگہ ضد
نہیں کری جاتی۔۔ آرش خانزادہ نے دونوں کو نرمی سے سمجھایا تو دونوں
نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ بات ان کے بابا اور چاچو پر اگئی تھی۔۔ اور وہ
انہیں ایک کھروچ بھی انے نہیں دے سکتے تھے۔۔ اسی لیے عرش اور
ملیار کو ناراض ناراض سی نظروں سے گھورتے ہوئے وہ اور نگزیب اور عالم
زیب کے ساتھ حویلی کے لیے نکل چکے تھے۔۔

شاید ہم سے غلطی ہو گئی بڑی ہمیں پہلے ہی لالا کو اس بات سے آگاہ کر لینا
چاہیے تھا۔۔ کہ اور زلہ اور مہزلہ ساری بات جانتی ہے۔۔ انہیں بے خبر
رکھنا ہمیں بہت بڑا نقصان دے گیا ہے۔۔ اگر ہم انہیں وقت پر آگاہ کر لیتے
تو شاید انہیں اتنا بڑا صدمہ نہ پہنچتا۔۔ آرش خانزادہ نے ملیار کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا تو ملیار نے بھی دکھ سے انکھیں موندتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھا تھا۔

ملیار کو اس وقت شدت سے سکون کی تلاش تھی۔ اور وہ سکون عنایہ کے باہوں میں جا کر ہی مل سکتا تھا۔ لیکن اس وقت زہنی ٹینشن میں وہ اس قدر میں مبتلا تھا۔ کہ انکھیں موندتے ہوئے اس کے سر کا درد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ عنایہ کو اس دن کے بعد سے اس نے منا لیا تھا۔ اسے بخار تھا اور دوائی لے کر وہ ٹھیک بھی ہو گئی تھی۔ نکاح کی تیاریوں میں عنایہ کو وہ کافی چھوٹ دے چکا تھا۔ لیکن اب وہ اسے دور رہنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتا تھا۔

تیری طبیعت ٹھیک ہے کیوں اتنا ڈل ڈل سا ہو رہا ہے۔ آر ش خانزادہ نے ملیار کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ نہیں یار میں ٹھیک ہوں بس ذرا ساسر میں درد ہے ملیار خانزادہ نے اس کے کندھے پر سر رکھے ہوئے ہی کہا تھا۔

اگر سر میں زیادہ درد تھا تو تو بھی گھر جا کر آرام کر لیتا۔۔ آرش خانزادہ نے اس کی فکر میں مبتلا ہوتے کہا تھا۔۔ تو ملیار نے اس کے محض ناں میں ہی سر ہلایا تھا۔۔ اس وقت جو سکون اپنی بڑی کے کندھے سر رکھے اسے مل رہا تھا۔۔ وہ محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔ اسی لیے ناں میں ہی سر ہلاتے ملیار خانزادہ نے مزید عرش خانزادہ کی منہ پر انگلی رکھتے ہوئے۔۔ جیسے اسے اشارہ کیا تھا کہ اب کچھ نہ بولنا۔۔ آرش خانزادہ بھی اس کی حالت کو دیکھتے ہو چپ ہوا تھا۔۔

&&&&&&

ماموں ماموں لالا کی طبیعت کیسی ہے وہ ٹھیک ہے نا نہیں کچھ ہوا تو نہیں۔۔ زرش خانزادی نے جیسے ہی دیکھا کہ اور نگزیب اور عالم زیب خانزادہ حویلی کے اندر داخل ہوئے وہ بھاگ کر بنا اپنے دوپٹے کا ہوش لیے اپنے مامو کے سامنے کھڑی اپنے لالا کے بارے میں استفسار کر رہی تھی۔۔

ماموں کی جان زرم بالکل ٹھیک ہے اللہ نے کرم کیا ہے بروقت ہاسپٹل پہنچنے کی وجہ سے وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ انشاء اللہ تھوڑی سی کمزوری ہے اس میں لیکن صبح تک وہ حویلی اجائے گا ملیار اور آرش کے ساتھ۔۔ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ عالم زیب خان زادہ نے اسے خود کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

اس وقت مہزلہ کھڑی اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو اپنی بھانجی کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔ اور اسے شدت سے اس وقت اپنے باپ کے سینے کی ضرورت تھی۔۔ لیکن اس کے باپ نے تو اسے اپنے پاس بلایا ہی نہیں تھا۔۔ وہ شدت سے اور زلہ کے سینے میں دوبارہ سے اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ اس کے لیے تو اس کی مورے اور اس کے بابت دونوں ہی اس کی آپی ہی تھی۔۔ شدت سے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے مہزلہ نے اس کے کمر کے گرد اپنے بازو مضبوطی سے حائل کیے تھے کہ کہیں اس کی آپی بھی اسے چھوڑ کر نہ چلی جائے۔۔

میری جان رونا بند کرو بابا نے کہا ہے ناکہ وہ ٹھیک ہیں۔۔ اب رونے کا کیا
فائدہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ وہ ٹھیک ہیں۔۔ مہزلہ کو تسلی دیتے ہوئے اور زلہ
نے اس کے بال سہلائے تھے۔۔ عالم زیب خانزادہ کی نظر ان دونوں کی
طرف گئی۔۔ تو زریش کو اور نگزیب خانزادہ کے حوالے کرتے ہوئے وہ
اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف بڑھے تھے۔۔ اور زلہ نے تو اسے اپنے پاس
دیکھ کر کوئی رسپانس نہیں کیا تھا۔۔ لیکن مہزلہ کو ہاتھ لگاتے ہی مہزلانے
جب اپنی روتی روتی سی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا۔۔ تو عالم زیب
خانزادہ نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ اور میزلہ کو بھی اپنے بابا
کا سینہ میسر ہوا۔۔ تو وہ مزید ہچکیوں سے روتی اپنے باپ کو بھی رلا چکی
تھی۔۔ عالم زیب خانزادہ کو تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ان کی چھوٹی بیٹی اتنی
حساس ہے۔۔ مہزلہ کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے عالم زیب خانزادہ نے
انہیں ایک اور بار اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

اور ساتھ وہ اور زلہ کی طرف حسرت سے دیکھ رہے تھے۔۔ جیسے کہ وہ بھی ابھی بچپن کی طرح اس کی طرف ائے گی۔۔ اور اسے کہے گی کہ بابا مجھے گودی میں اٹھائے اور علمزیب خانزادہ اسے اپنی گود میں اٹھا کر اسے باہر چیزیں دلوانے لے کر جائے گا۔۔ لیکن اور زلہ ان سے تھوڑے سے فاصلے پر ہوتی اب عنایہ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

عالم زیب خانزادہ نے دکھ سے اسے دیکھا تھا۔۔ ان کی بڑی بیٹی ان سے کتنی بدگمان بدگمان تھی۔۔ نہیں شاید وہ اپنی جگہ ٹھیک تھی۔۔ زندگی نے اس کے ساتھ جو کیا جتنی تلخ تلخیاں دکھ درد وہ سہ چکی ہے۔۔ وہ اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھی۔۔ عالم زیب خانزادہ سوائے اسے وقت دینے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔۔ ہاں وہ اپنی بیٹی کو منا ضرور سکتے تھے۔۔ اور وہ اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ان کی دونوں بیٹیاں اب ان کے سائے تلے ہمیشہ خوشیوں بھری زندگی گزارے۔۔

بصیر خانزادہ جو تھکے ہوئے اعصاب کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا تھا۔
زربیش کو اس طرح سے بنادو پٹے کے صوفے پر روئی روئی سی آنکھوں کے
ساتھ بیٹھے دیکھ کر اس کا غصہ آسمان کو پہنچا تھا۔ ایک تو خود اس کے
اعصاب اتنے تھکے ہوئے تھے۔ اور اوپر سے اس کی خانزادی سب لوگوں
کے سامنے بنادو پٹے کے بیٹھی ہوئی تھی۔ مانا کے لالا کا غم بہت بڑا تھا۔
لیکن اتنا بڑا تھا کہ کیا وہ اپنے دوپٹے کا ہوش بھی بلا بیٹھی تھی۔ غصے سے
بصیر خانزادہ کی رگیں تن گئی تھیں۔ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بنا کسی کا
لحاظ کیے ایک ہی جھٹکے سے ہاتھ سے پکڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتے وہ اوپر
کی طرف جاتا اپنے کمرے میں لے کر ٹھاک سے دروازہ بند کر چکا تھا۔
باقی سب منہ کھولے اس بے باک خانزادے کو دیکھ رہے تھے۔ جو بنا
کسی کا لحاظ کیے اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں لے کر جا چکا تھا وہ بھی ان کے بیچ
سے۔

پتہ نہیں اللہ نے کیسی اولاد دی ہے مجھے بے شرم کہیں کے اور نگزیب
خانزادہ نے بصیر کی پیٹ کو دیکھتے ہوئے بڑ بڑاتے کہا تھا۔۔ نائلہ بیگم نے
گھور کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا کہ اپ کی ہی اولاد ہے اپ پر ہی گئی ہیں اپنا
ٹائم بھول گئے ہیں کیا۔۔ نائلہ بیگم کے یاد دلانے پر انہیں جب اپنا ٹائم یاد آیا
تو وہ بوکھلا اٹھے تھے۔۔ جوانی میں شادی ہونے کے بعد وہ بھی ایسے کئی بار
حرکتیں کر چکے تھے۔۔ اور نگزیب خانزادہ نے چپ ہونے میں ہی بہتری
جانی تھی۔۔

&&&&&

یہ کیا حرکت ہے جانتا ہوں کہ تمہارا لالا ہاسپٹل میں ہے۔ م لیکن اس
طرح سے سب کے بیچ اپنے دوپٹے کا ہوش بلائے تم کیسے بیٹھ سکتی ہو۔۔ کیا
تم نہیں جانتی کہ تم ایک خانزادے کی عزت ہو۔۔ اور خانزادے اپنی
عزت پر کسی کی بھی نظروں کو برداشت نہیں کر سکتے۔۔ تو تم کیسے دوپٹے
کے بغیر نیچے سب کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ بصیر خانزادہ نے اس کے

ڈھیلی ڈھالی قمیض سے جھلکتے اس کے نشیب و فراز پر نظر ڈالتے ہوئے اس کے چہرے پر تقریباً ہاڑتے ہوئے کہا تھا۔

زریش خانزادی کو واقعی میں ہی اندازہ ہوا تھا کہ اس نے غلطی کی ہے۔

اسے اپنے دوپٹے کا واقعہ میں ہی ہوش نہیں تھا۔ اپنے قمیض کے گلے کو

ٹھیک کرتے ہوئے تھوک نکلتے ہوئے اس نے بصیر خانزادہ کے غصے کو

دیکھا تھا۔ بصیر خانزادہ کے غصے سے وہ بچپن سے ہی واقف تھی۔ وہ

جب غصے میں ہوتا تو ذرم لالا بھی اسے سنبھال نہیں سکتے تھے۔ اس کا

غصہ اتنا تیز تھا۔ اور اس کے غصے سے تو زریش کی بھی جان جاتی تھی۔

اور اس وقت اس کے ماتھے کی تنی ہوئی رگوں کو دیکھ کر زریش کا اندازہ تھا

کہ وہ کس قدر غصہ ہے۔ ظاہر سی بات ہے اس نے حرکت ہی ایسی کی

تھی کہ اس کا غصہ ہونا تو بنتا تھا۔ ہاتھوں کی رگیں بری طرح سے پھول کر

اپنی جھلک دکھلا رہی تھی۔

زربش نے روئی روئی سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے اس سے کچھ کہنا چاہا تھا۔ لیکن بصیر خانزادہ نے اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اس کے لبوں کو اپنے لبوں کے قید میں کرتے ہوئے اس کے الفاظ اس کے حلق میں ہی گھونٹ لیے تھے۔ بصیر خانزادہ اس پر جھکا اس کے نچلے لب کو بے دردی سے دانتوں تلے کچل رہا تھا۔ وہ شاید زربش کے کیے کی سزا سے دے رہا تھا۔ زربش نہیں جانتی تھی کہ وہ واقعی ہی اس کی اس حرکت سے کتنا غصہ ہے۔ زربش خانزادی نے بوکھلا کر اس کے شرٹ کے کالر کو مضبوطی سے تھاما تھا۔ اس میں بالکل بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ خود کو چھڑوا سکے۔ وہ بالکل چپ کھڑی بصیر خانزادہ کے شدت کو برداشت کر رہی تھی۔

بصیر خانزادہ اس کے لبوں کو اچھی طرح سے بے دردی سے سرخ کرنے کے بعد اس کی زبان کو اپنی زبان سے سک کرتے ہوئے وہ اس کے ہونٹوں کے گرد اب اپنی زبان کو پھیر رہا تھا۔ زربش خانزادی کو اب اپنی

سانسیں گھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔ سانس لینے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے بصیر خانزادہ کے کالر کو مٹھیوں میں دبو چھتے اسے پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔

بصیر خانزادہ اس کے لبوں کو چھوڑے اب اس کی گردن پر جھکا اس کے گردن کو اپنی زبان سے لک کر رہا تھا۔۔ زرش خانزادی کے جسم میں سپارک سے اٹھ رہے تھے۔۔ بصیر خانزادہ تواج اسے کرنٹ پر کرنٹ دیے جا رہا تھا۔۔ اپنی جنونیت سے،، اس کی شدتیوں بھری جنونیت تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔ اب کی بار بصیر خانزادہ نے اس کی ڈھیلی ڈھالی قمیض کو اس کے کندھے سے نیچے کرتے ہوئے اس کی گردن کی گہرائیوں پر جھکتے اپنے دانت گاڑتے اسے سکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ اس کے دل کے مقام پر اوپر سے ہی لب رکھتے ہوئے انہیں کینچا تو زرش خانزادی بری طرح سے سکھتے ہوئے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ مزید وہ اس کی گستاخیاں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ اس کی

ٹانگیں کانپنے لگ گئی تھی۔۔ بصیر خانزادہ کا غصہ کہیں حد تک ختم ہو گیا

تھا۔۔ زرش کے کمر میں اپنے ہاتھوں کی گرفت کو مضبوط کرتے

ہوئے۔۔ اسے اپنے بازو میں اٹھا کر اسے بیڈ کی جانب لے کر چلتا بیڈ پر بیٹھا

چکا تھا۔۔ جانتا تھا کہ زرش کی حالت اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنے پیروں

پر کھڑا رہ سکے۔۔ یقیناً اس لڑکی نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا یا پیا ہو گا تبھی

تو وہ اتنی ڈل ڈل سی تھی۔۔

زیادہ درد تو نہیں دیا میں نے اپنی زر کو بصیر خانزادہ نہ دیرے سے اپنا انگوٹھا

اس کے دل کے مقام پر پھیرا۔۔ تو زرش خانزادی نے سسکتے ہوئے نیچے

لب کو اپنے دانتوں تلے کھلتے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اسے مزید

گستاخ ہونے سے روکا تھا۔۔

پلیز۔۔ پلیز۔۔ نہ کریں ایسا اور اور مجھے بتائیں کہ لالا لالا کی طبیعت کیسی

ہے۔۔ کمال تھا آج تو زرش خانزادی بصیر خانزادہ کی قربت میں لڑکھڑا

رہی تھی۔۔ بصیر جانتا تھا کہ اس پر اپنے لالا کی طبیعت کی ٹینشن سوار

ہے۔۔ اور ساتھ وہ اس پر غصہ بھی کر چکا تھا۔۔ اسی لیے وہ اب اسے ناراض تھی۔۔

ناراض نہ ہو میری جان میں نے کچھ زیادہ غصہ کر دیا کیا۔۔ بصیر خانزادہ نے دھیرے سے اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔ اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے شدت سے اپنے گلے میں بھینچا تھا۔۔ اور زرش بھی اس کا سہارا پاتی اس کے گردن میں چہرہ چھپاتی سکون سے انکھیں موند گئی تھی۔۔

میرا بچہ بصیر خانزادہ نے اسے مزید اپنے قریب کرتے ہوئے اپنے گلے سے لگا کر اس کے کمرے کو سہلاتے کہا تھا زرش بھی سکون سے اس کے موندے اس کے گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔۔

میری جان لیٹ جاؤ زرش تھک گئی ہو گئی نا تم۔۔ بصیر خانزادہ نے اس کے تھکن بھرے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ تو خود بیڈ پر لیٹا اور اسے بھی اپنے سینے کے اوپر لٹایا تھا۔۔ زرش تقریباً اپنا پورا وزن اس کے اوپر ڈالے اس کے سینے پر سر رکھے اپنی انکھوں کو بند کر چکی تھی۔۔

سرش یار اس طرح سے لیٹ کر تو میرا اب ایمان ڈگمگا رہی ہو بعد میں کہو
گے کہ اپ نے ایسا کیوں کیا بصیر خان سادہ نے اس کے سینے کی ناز کی اپنے
سینے پر محسوس کی تو اسے وان کرتے ہوئے کہا تھا مگر زرش خان جاری کو تو
جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا اس کے کان میں جوں تک نہ رہیں گی تھی اور
وہ ہنوز ویسے ہی اس کے سینے پر سر رکھ کے اتنا پورا وزن اس پہ ڈالے
انکھوں کو موندے ہوئے تھی۔۔

جب تھوڑی دیر تک زرش کی طرف سے کوئی بھی سوال نہیں آیا تو بصیر کو
لگا کہ شاید وہ سو گئی ہے لیکن اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ انکھیں
کھولیں اس کے سینے پر جان بوجھ کر اپنا وزن ڈالیں اسے تنگ کر رہی
تھی۔۔

بصیر خان زادہ نے اب کی بار اسے جھٹکے سے بیڈ پر منتقل کرتے اس کے اوپر
سائے فگن ہوتے بنا اسے کچھ بھی کہے اس کے دھڑکنوں پہ جکتا بے رحم بنتا
وہاں پر اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔

اس اچانک ہوئی افتداد پر زربش خانزادی بری طرح سے بوکھلائی تھی۔
بصیر خانزادہ کو اپنے دھڑکنوں کا دشمن بنتے دیکھ کر زربش نے بیڈ شیٹ کو
اپنے مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے اپنی سسکیوں کو روکنا چاہا تھا۔ وہ بری
طرح سے اس کے شرٹ کے اوپر سے ہی اس کے دھڑکنوں کا دشمن بنتا
زربش کی سسکیاں نکالنے کا باعث بنا تھا۔

اپنی منہمانی کرنے کے بعد بصیر خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو
مدہوشی سے اس کی آنکھوں کو بند دیکھ کر بصیر نے مسکراتے ہوئے اس کی
آنکھوں پر لب رکھے۔ زربش اپنی آنکھیں کھولتی نروٹے پن سے اس کی
طرف دیکھتے اس کے سینے میں چہرہ چپایا تھا جس کے باعث بصیر خانزادہ کا
دلکش قہقہہ کمرے میں گھونچا تھا۔

او کے او کے میری جان اب جنگی بلی نہ بن جانا میری شہزادی چلو اب سو جاؤ
بصیر خانزادہ نے اس کے ماتھے پر آنکھوں پر ناک پر لبوں پر گالوں پر اپنی

بوسوں کی بو چھاڑ کرتے ہوئے اپنے سینے میں شدت سے بھینچتے پر سکون
ہو کر اپنی زندگی کو اپنے گلے لگائے وہ اپنی انکھیں موند گیا تھا۔

^&&&&&^

—

لالا اب کیسی طبیعت سے اپ کی بہتر ہے نا پ۔۔ آرش نے زرم خانزادہ
کے انکھوں کے نیچے دیکھے۔۔ تو فکر مندی سے اس کی طرف بڑھتے
ہوئے پوچھا تھا۔

زرم خانزادہ نے دکھ سے اپنی انکھیں موندی تھی۔۔ اسے تو بس یہی دکھ
کھائے جا رہا تھا۔ کہ وہ ایک بار پھر سے اپنی شہزادی کو کھو چکا ہے۔۔ ٹھیک
ہوں میں۔۔ زرم خانزادہ نے اہستہ سے اپنے لبوں کو ہلاتے آرش اور ملیار
کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔

لالا ہمیں معاف کر دینا ہمیں یہ بات آپ کو پہلے ہی بتادینی چاہیے تھی۔۔
کہ ساری بات ساری سچائی سے میں اور زلہ اور مہزلہ کو پہلے سے ہی آگاہ کر
چکا تھا۔۔ میں نے ہی سب سے پہلے اور زلہ کو اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ لالا
کی پہلی شادی ہو چکی ہے۔۔ اور ان کا بچہ بھی ہے۔۔ اور وہ دونوں ہی اس
بات کو جانتی تھی۔۔ تب ہی نکاح کے لیے رضامند بھی تھی۔۔ بس ہم
سے غلطی یہی ہو گئی کہ ہم نے آپ کو بتایا نہیں تھا۔۔ اور آپ نے تو کسی کو
بولنے کا موقع تک نہیں دیا۔۔ اور طبیعت خراب کر لی آپ نے۔۔ ملیار
خانزادہ نے افسوس سے اپنا سر ہلاتے اپنے ذرم لالا کی عقل پر ماتم کناہ تھا۔۔
ذر م خانزادہ جو دکھ سے اپنی آنکھوں کو بند کیے ہوئے اپنے آنکھوں کے
سامنے صرف اور صرف مہزلہ کا معصومیت سے بھرا چہرہ ہی دیکھ رہا تھا۔۔
ملیار کی بات سن کر جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولتا بے یقینی سے ملیار کو دیکھنے
لگا۔۔ کیا ابھی جو بات اس کے کانوں نے سنی تھی کیا وہ واقعی میں ہی سچ
تھی۔۔ کیا مہزلہ ساری بات کو جان کر اس کے ساتھ ایک بچہ ہونے کے

باوجود بھی نکاح کے لیے راضی تھی۔۔ یقین کر پانہ بہت مشکل تھا زرم کے لیے۔۔

تم تم سچ سچ کہہ رہے ہونا۔۔ زرم خانزادہ نے بے یقینی سے لڑ کھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔ تو ملیار خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔ کہ لالا میں اپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا۔۔ مہزلہ میری گڑیا اپ سے نکاح کے لیے مان گئی تھی۔۔ بس اپ کو ہی جلدی تھی اپنی طبیعت خراب کرنے کی۔۔ ورنہ اب تک اپ اپنی نکاح کی مٹھائی کھا رہے ہوتے۔۔ ملیار خانزادہ نے شرارت سے اپنی آنکھوں کو سکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

اچھا اب مریضوں کی طرح مجھے یہاں ہاسپٹل کے بیڈ پر کیوں لٹایا ہوا ہے۔۔ مجھے جلدی سے گھر لے کر جاؤ تا کہ میں ابھی اور اسی وقت نکاح کر کے تمہاری گڑیا اور میری شہزادی کو اپنے نکاح میں لے سکوں۔۔ زرم خانزادہ نے بے تاب ہوتے جلدی سے اپنے ہاتھ سے ڈرپ کو ایک ہی

جھٹکے میں کینچھا تھا۔ اور ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بے تابی سے کہا تھا۔ ملیار اور آرش کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ انہوں نے اپنے لالا کی بے تابی کو دیکھا ان کا چہرہ تو یہ خبر سنتے ہی ایک ہی پل میں ٹھیک ہو گیا تھا۔ چہرے کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

لالا ریلیکس رہیں کیا ہو گیا ہے ہم اگلے ہفتے نکاح کر لیں گے مناسب لوگوں کو شامل کر کے عرش کو اب شرارت سوجی تھی اسی لیے ملیار کو انکھ دبا کر اپنے زرم لالہ کو تنگ کرنا چاہا تھا۔

تمہاری تو ایسی کی تیسری کیا مطلب ہے تم دونوں کا ایک ذرا سہا ہارٹ اٹیک زرم خانزادہ کو کمزور بنا سکتا ہے۔ تم دونوں کا محتاج نہیں ہوں میں۔ ابھی اور اسی وقت میں خود بھی ڈرائیو کر کے حویلی جاسکتا ہوں۔ نہیں ہے مجھے تم دونوں کی ضرورت۔ جاؤ یہاں سے۔ زرم خانزادہ کو تو غصہ ہی اگیا تھا۔ مزید اب و تاخیر کیوں کرتا ہے جب سب کچھ ٹھیک تھا۔ وہ

بھی ٹھیک تھا سچویشن بھی ٹھیک تھی۔۔ مہزلہ بھی مان گئی تھی تو۔۔ اگلے ہفتے نکاح رکھنے کی کیا ضرورت بنتی تھی بلا۔۔

ارے ارے لالا غصہ کیوں کرتے ہیں میں لے کر جاتا ہوں ناپ کو۔۔ ملیار جلدی سے اگے بڑھا اس سے پہلے کہ زرم خانزادہ جذباتی ہو کر خود ہی حویلی کے لیے نکل جاتا۔۔ اور وہاں پہنچ کر ان دونوں کو اپنے اپنے بابا سے مار پڑوا تھا۔۔ جلدی سے آرش اور ملیار دونوں ہی اگے بڑھے تھے۔۔

تم دونوں کے کرتوت بھی میں جانتا ہوں۔۔ کوئی بے خبر نہیں ہوں۔۔ جو تم ادھی ادھی رات کو اپنی بیوی کے کمرے میں جا کر صبح سویرے ہی نکل اتے ہو سب جانتا ہوں میں۔۔ زرم خانزادہ نے آرش کی شرارت بھری نظروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ منہ کھولے حیرت سے اپنے لالا کو دیکھنے لگا۔۔ اور تم تمہیں بھی شادی کے صبح میں نے پوری رات عنایہ کے کمرے کے باہر کھڑا ہوتے دیکھا تھا۔۔ شاید بیوی کو ناراض کر بیٹھے تھے تم۔۔ زرم خانزادہ نے اب ان دونوں کی دُکھتی ہوئی رگ دبائی

تھی۔۔ دونوں ہی بے یقین بھری نظروں سے صدمے کی حالت میں اپنے
لالا کو دیکھ رہے تھے۔۔ یہ بات ان کے لالا کو کیسے پتہ چلی تھی۔۔ اب
انہیں سمجھ آیا تھا کہ ان کا لالا ان کو واقعی میں ایسے ہی نہیں جانتا۔۔ ان کی
رگ رگ سے وہ واقف تھا تبھی تو وہ ان کو اتنی گہرائیوں سے جانتا تھا۔۔
لے کر جاتے ہو تم دونوں مجھے حویلی۔۔ صدمہ کم ہوتا ہے دونوں کا یا پھر
میں خود ہی چلا جاؤں۔۔ زرم خانزادہ کا تو سو گیا ہی الگ تھا۔۔ ہر بات میں
دھمکی مطلب ارام سے بات کرنا تو زرم خانزادہ نے صرف اپنے حویلی کی
عورتوں کے سامنے سیکھا تھا۔۔ ورنہ تو کوئی پوچھتا کہ زرم خانزادہ باہر
لوگوں کو ڈیل کیسے کرتا ہے۔۔

غصہ کیوں ہوتے ہیں یا رے لے کر چلتے ہیں۔۔ اب کی بات تو سچ مچ ملیار
خانزادہ نے کہا اور گاڑی کی چابی اٹھاتے وہ باہر نکل آیا تھا۔۔ ہاسپٹل کے
سارے چار جز تو آرش خانزادہ پہلے ہی بھر چکا تھا۔۔ اور اب اس کے خیال

سے اس کا لالا بالکل ٹھیک تھا۔ اگر وہ انہیں دھمکیاں دے سکتا تھا۔ تو ہاسپٹل کے کمرے سے باہر گاڑی تک وہ خود ہی چل کر اسکتا تھا۔

ملیار کو باہر جاتا دیکھ کر آر ش خانزادہ نے اگے بڑھ کر زرم کو سہارا دینا چاہا تھا۔ لیکن زرم خانزادہ نے ائیر واپکا کر اس کی طرف دیکھا۔ جواباً آر ش خانزادہ نے بھی دونوں ائیر واپکا کر اپنے لالا کی طرف دیکھا تھا۔

دور ہٹو میں خود جا سکتا ہوں۔ زرم خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی وہ بیڈ سے خود اٹھا۔ اور وہ کپڑے اٹھائے جو صبح ہی آر ش خانزادہ نے حویلی فون کر کے کہا تھا۔ کہ ملازم کے ہاتھ ہاسپٹل زرم لالا کا ایک عدد سوٹ بھجوا دیں۔ کپڑوں کو اٹھائے زرم خانزادہ ہاسپٹل کے واش روم کی طرف بڑھا۔ اور اگلے پانچ منٹوں میں وہ دوبارہ سے باہر بھی گیا۔ تھا بلیک کلر کے شلوار قمیض پہنے۔ اور اوپر سے بلیک ہی شال اڑے۔ پشاور کی چیل کے ساتھ زرم خانزادہ کے چہرے کی چمک کو دیکھتے ہوئے کہیں سے بھی وہ ایسا نہیں لگ رہا تھا۔ کہ وہ ابھی کل ہی ہارٹ اٹیک جیسے بیماری سے گزرا

ہے۔۔ سچ کہتے ہیں کہ محبوب کی ایک نظریا پھر ایک بات جواب کو خوشی
میں مبتلا کر دے۔۔ وہ بہت اہمیت رکھتی ہے۔۔ جو سچے دل سے آپ کو
چاہتے ہیں۔۔

&&&&&

ہاسپٹل سے حویلی تک کار راستہ تقریباً دھم گھنٹے کا تھا۔۔ اور ادھم گھنٹے کے
بعد وہ تینوں حویلی کے اندر موجود لاؤنج میں بیٹھے سب کو زرم کے حوالے
سے تسلیاں دے رہے تھے۔۔ زرم خانزادہ خود بھی سب کو بتا چکا تھا کہ وہ
ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔ لیکن اس کی دونوں مامی اور اس کی نانی اس کی فکر
میں گھلتی بار بار کبھی ایک چیز اس کو کھلا رہی تھی تو کبھی دوسری چیز۔۔
کیونکہ اور نگزیب خانزادہ انہیں اس بات سے آگاہ کر چکا تھا۔۔ کہ ڈاکٹر نے
کہا ہے کہ زرم کو زیادہ سے زیادہ طاقت والی چیزیں کھلائیں تاکہ اس کے
باڈی کے اندر طاقت آئے۔۔

زربش خانزادی تو اپنے بھائی کے سینے سے دور ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔ ایک سائیڈ پر زربش اپنے بھائی کے سینے سے لگی تھی۔۔ تو دوسری سائیڈ پر اس کا بیٹا روحان اس کی گود میں اپنا ڈیرا جما چکا تھا۔۔ روحان نے جب سے اپنے بابا کو حویلی میں دیکھا تھا۔۔ وہ چہکتے ہوئے اپنے بابا کے گود سے نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

زرم خانزادہ پر سکون تھا۔۔ لیکن اس کے وجود میں بے چینی تھی جو بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ تقریباً سب ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے سوائے مہزلہ کے۔۔ اور زلہ بھی صوفے پر بیٹھی اس سے اس کے طبیعت کے بارے میں پوچھ چکی تھی۔۔ لیکن ابھی تک مہزلہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔ اس نے ادھر سے ادھر نظر گھماتے ہوئے بس کسی بھی طرح جادو کی چھڑی گھما کر اپنے سکون کو اپنے پاس دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اسے بھی اپنے گلے لگانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی حساس ہے۔۔ اس کے جانے کے بعد ضرور وہ روئی بھی ہوگی۔۔

مہزلہ نظر نہیں ارہی وہ کہاں ہے۔۔ زریش نے اپنے بھائی کی نظروں کو
ادھر سے ادھر پورے لاؤنج میں گھومتے دیکھا۔۔ تو اورزلہ کی طرف دیکھتے
ہوئے کہہ کر اپنے بھائی کی مشکل کو اسان کرنا چاہا تھا۔۔ زرم خان زادہ بظاہر
روحان کے گال کو چھوتے ہوئے اپنے سارے حواسوں کو صرف اور
صرف اورزلہ کی طرف لگائے ہوئے تھا۔۔ کہ وہ کیا کہتی ہے کہ مہزلہ
کہاں ہے اور وہ باہر کیوں نہیں آئی۔۔

پتہ نہیں جب میں لاؤنج میں ارہی تھی تب تو کمرے میں سو رہی تھی۔۔
اب شاید اٹھ گئی ہو۔۔ اورزلہ نے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔
تو زریش نے بھی ہاں میں سر ہلاتے دوبارہ سے اپنے بھائی کے سینے کا حصہ
بنی تھی۔۔

وہ مسلسل بصیر خان زادہ کی نظروں کی تپش اپنے اوپر محسوس کر سکتی تھی۔۔
لیکن فی الحال اس کا کوئی بھی ارادہ نہیں تھا۔۔ اس کی طرف دیکھ کر سب

لوگوں کے سامنے بلش کرنے کا۔ اس لیے وہ صرف اور صرف اس وقت اپنے بھائی کے سینے کا حصہ ہی بنی ہوئی رہنا چاہتی تھی۔

میں اپ سب لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی انج ہی مہزلہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ زرم خان زادہ نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی شرمندہ ہوتے اسے اپنی بات کی معافی بھی سب لوگوں کے سامنے مانگی تھی۔ اگر اس کی غلطی تھی۔ تو اس کو معافی بھی سب کے سامنے ہی مانگنی تھی۔ اور ویسے بھی معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا۔ غلطی کو ایک سیپٹ کرنا ہی سب سے بڑا ہمت والا کام ہوتا ہے۔

میں راضی ہوں ویسے بھی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ میں مہزلہ کو میں ابھی بتا دیتی ہوں۔ اور زلہ نے کہا اور لاؤنج میں سب کے بیچ سے اٹھ کر وہ اوپر مہزلہ کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

باقی سب بھی تیاریوں میں مگن ہو چکے تھے۔ تیاریاں کیا ہی کرنی تھی۔۔
بس مولوی صاحب کو لے کر انا تھا۔ اور گواہن کے طور پر تو زرم خانزادہ
کے چار نمونے بخوبی حاضر تھے۔۔

دوپہر کی نماز پڑھنے کے بعد سارے خانزادے ہی اس وقت مردان خانے
میں مولوی صاحب کے سامنے بیٹھے مولوی صاحب کو نکاح شروع کرنے کا
کہہ گئے تھے۔۔

مولوی صاحب نے بھی نکاح پڑھنا شروع کیا۔ اور پھر اگلے صرف اور
صرف پانچ منٹوں میں ہی "مہزلہ عالم زیب خانزادہ" سے "مہزلہ زرم
خانزادہ" بن گئی تھی۔ صرف پانچ منٹوں کا کھیل ہی ہوتا ہے دو بول
بولنے سے آپ کے پوری زندگی کا مالک ایک اجنبی انسان بن جاتا ہے۔
بچپن سے آپ جس گھر میں رہتے ہیں۔ جس گھر میں آپ اپنے بچپن سے
لے کر جوانی کی دہلیز کو پار کرتے ہیں۔ پھر پانچ منٹوں کے اندر دو بول

بول کر اسی گھر کو چھوڑ کر اپ نے اس اجنبی کے سنگ دوسرے گھر چلے جانا ہوتا۔۔ ہے یہی ہوتا ہے ہم لڑکیوں کی زندگی میں۔۔

عرش اور ملیار خان زادہ اندر گئے تھے اور محزلا سے نگاہ نامے پر سائن کروا کر بھی لے ائے تھے۔۔

نکاح ہونے کے بعد سب کے بیچ میں ہی تقریباً مبارکباد کا شور اٹھا تھا۔ ہر کوئی زرم خان زادہ کے گلے لگ کر مبارک باد دے رہا تھا۔ اور ساتھ ہی مٹائی بھی کھلا رہے تھے۔۔ زرم خان زادہ کے چند ایک ضروری دوست کے علاوہ باقی کوئی بھی زرم خان زادہ کی طرف سے اس نکاح میں شامل نہیں تھا۔ ادھا گھنٹہ گزرنے کے بعد سب ہی تقریباً باتیں کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ چکے تھے۔ تو سارے خان زادے بھی زنان خانے کے اندر کر کر لاؤنج کی طرف بڑے تھے۔ عورتوں میں بھی کسی کو نہیں بلایا گیا تھا۔ اور اس وقت لاؤنج میں سب حویلی کی عورتیں ہی بیٹھی

ہوئی تھی۔۔ خانزادوں کو اندر اتے تھے دیکھ کر اور زلہ آنکھوں میں آنسو
لیے جلدی سے صاف کرتی مہزلہ کے پاس سے اٹھی تھی۔۔

زرم خانزادہ جیسے ہی لاونج کے اندر داخل ہوا۔۔ وہ مہزلہ کے پاس جا کر
صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔ مہزلہ خود میں سمٹی سے تھی۔۔ اور ذرا سا فاصلہ بھی
بنایا تھا۔۔

لالا ہم سب کو تو مبارک باد دے دی اپنے نے۔۔ اب اپنی بیوی کو بھی نکاح
کے مبارکباد دے دیں۔۔ بصیر خانزادہ نے شرارت سے زرم خانزادہ کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ تو سارے ینگ جنریشن میں ہی ہوٹنگ ہوئی
تھی۔۔

یہ سب سن کر مہزلہ کا ننھا سادل کانپ کر رہ گیا تھا وہ تو پہلے ہی گھبرائی ہوئی
تھی۔۔ اور اب مزید ان لوگوں کی ایسی بے باک باتوں پر بری طرح سے

اس کے دونوں گال سرخ ہوئے تھے۔ اور زلہ بھی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے سب کو خوش ہوتے دیکھ رہی تھی۔ اور اپنی بہن کو بھی جو ذرا سی بات پر اپنے گال سرخ کیے بیٹھی تھی۔ اور زلہ کے دل سے دعائنگی تھی کہ اللہ اس کی بہن کو ہمیشہ ہی ذرم لالا کے سنگ خوشیوں بھری زندگی عطا کرے۔

چلو زرم بیٹا اب جب سب کہہ رہے ہیں تو ان کے کہنے پر اپنی بیوی کو نکاح کے مبارکباد دے ہی دو۔ اس بار دادا نے بھی زرم خانزادہ کو فورس کیا۔ تو زرم خانزادہ جو خود بھی بے چین تھا۔ مہزلہ کی طرف رخ موڑتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور اس کے بعد اس کی نازک سی چھوٹی کمر میں اپنے مضبوط بازوؤں کو حائل کرتے اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ کچھ اس طرح سے کہ مہزلہ کا سارا وجود ہی زرم خانزادہ کے چھوڑے وجود میں چھپ کر رہ گیا تھا۔

اووہوووووینگ۔ جنیشرنگ کے بیچ ایک بار پھر سے شور گونجتا تھا۔ ہر کوئی ہی قہقہے لگاتے ہوئے زرم خانزادہ کو دیکھ رہا تھا۔ جس میں کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر اپنی بیوی کو اپنی باہوں میں بھر لیا تھا۔ زرم خانزادہ جو سکون محسوس کرنا چاہتا تھا۔ مہزلہ کو اپنی باہوں میں بھر کر لیکن ان اس کے چار نمونوں سے بلا اس کا سکون کہاں برداشت ہو سکتا تھا۔ اسی لیے کہا کہ لالا بس بھی کر دیں میں سنگل ہوں یہاں پر۔۔ برلاس نے صرف اتنا سا جملہ کہا اور حویلی کے تقریباً سارے مکینوں کے چہرے پر ہی مسکراہٹ کو پہلا گیا تھا۔

نکاح مبارک ہو میری جان۔۔ زرم خانزادہ نے دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔ مہزلہ کے لرزتے ہوئے بدن کو دیکھ کر زرم نے مسکراہٹ دباتے اس کو خود سے دور کیا تھا۔ اور پاس ہی صوفے پر بیٹھتے اسے اپنے قریب بھی کر لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب مزید سکون وہ صرف اور صرف کمرے میں ہی مہزلہ کو گلے لگا کر حاصل کر سکتا ہے۔۔

ورنہ ادھر تو اس کے یہ چار نمونے بالکل بھی اسے سکون سے سانس بھی لینے نہیں دیں گے۔۔

دیکھ لے بابا پ تو ہمیں ہی کہتے ہیں کہ ہم اپ کی بے شرم اولاد ہیں۔۔
بتائے لالا کس پر چلے گئے ہیں۔۔ بصیر خانزادہ مزید شرارت پر آمادہ ہوتا
اور نگزیب خانزادہ سے مخاطب ہوا تھا۔۔

تم سب لوگوں کا باپ یہی ہے شرم میں پانچوں خانزادوں نے پی ایچ ڈی کر
رکھی ہے۔۔ عالم زیب خانزادہ نے پانچوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو
پانچوں کے چہرے پر ہی کھسیانی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔
لے بھئی اپ کے جوانی کے دن تو چلے گئے اب ہمیں تو اپنی جوانی کے دن
بھرپور طریقے سے انجوائے کرنے دیں۔۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ ہم نے
پی ایچ ڈی کی کار کھی ہے۔۔ پی ایچ ڈی سے بڑا بھی کوئی رتبہ ہوتا تو ضرور ہم بے
شرمی اور بے باکی میں وہ بھی کر لیتے ہیں۔۔ اس بار برلاس خانزادہ نے بھی
چپ نہ ہوتے ہوئے اپنے باپ کو جواب دیا تھا۔۔

بے شرم کہی کا کھوتا میرا جوتا کہاں ہے ذرا دو تو۔۔ عالم زیب خانزادہ نے اپنا
جود اتار کر برلاس کو مارنا چاہا تھا۔۔ کہ برلاس خانزادہ نے اپنے اگے بصیر
خانزادہ کو کرتے اس کے وجود میں چپ سا گیا تھا۔۔

ان دونوں کی پوزیشن دیکھتے ہوئے حویلی میں سب کے ہی ایک بار دوبارہ
سے قہقہے گونجنے لگے۔۔

اور زلہ کا دل اداس سا ہو گیا تھا نہ جانے کیوں شاید اسے شدت سے اپنے
مورے کی کمی ستارہ ہی تھی۔۔ سب ہی تو خوش تھے سب ہی تو قہقہے لگا
رہے تھے۔۔ مگر ان کے بیچ کوئی نہیں تھا تو صرف اور صرف اس کی
مورے ہی نہیں تھی۔۔ سب سے ایکسکیوز کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی
طرف چلی گئی تھی۔۔ آرش خانزادہ جو ان سب کے بیچ بیٹھ کر مسکرا رہا
تھا۔۔ اور زلہ کو اس طرح سے اداس کمرے کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بھی
بے چین ہوا تھا۔۔ اور وہ بھی اور زلہ کے پیچھے اٹھ کر گیا تھا۔۔ کسی نے اس

بات کو نوٹس نہیں کیا تھا سوائے ملیار کے۔۔ ملیار خانزادہ اپنی بہن کے
چہرے پر ادا سی بھی دیکھ چکا تھا۔۔

وہ پر سکون ہوا تھا کہ آرش اس کے پیچھے گیا ہے۔۔ اور وہ ضرور اسے منا
لے گا۔۔

&&&&&&

کیا ہوا یوں سب کے بیچ سے تم اٹھ کر یہاں پر کیوں آگئی سب ٹھیک ہے
نا۔۔ آرش خانزادہ نے کمرے کے اندر داخل ہوتے اور زلہ سے کہا تھا۔۔
جو کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی ادا سی لان میں دیکھ رہی تھی۔۔
کچھ نہیں سب ٹھیک ہے میں بس ایسی ہی آئی ہوں۔۔ اور زلہ نے کھڑکی کی
طرف رخ موڑے ہی کہا۔۔

آرش خانزادہ اس کے پاس آیا۔۔ اور اس کے کمر کو اپنے سینے سے لگاتے
ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد مضبوطی سے حائل کیے اور
اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی رکھی تھی۔۔

اس اچانک ہوئے عمل پر اور زلہ بھی کان کر رہ گئی تھی۔۔۔ آرش خانزادہ سکون محسوس کرتا اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا۔۔۔ دوپٹے کو اس کے سر سے نیچے کرتا اب وہ اس کی بالوں کی خوشبو خود میں اتارنے لگا۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ پیچھے ہو پلینز میرے قریب مت آیا کریں۔۔۔ اچانک ہی نہ جانے اور زلہ کو کیا ہوا کہ اس نے آرش خانزادہ کو خود سے دور جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ آرش نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی طرف دیکھا جو اسے خود سے دور جھٹک چکی تھی۔۔۔

یو بے یقینی بھری نظروں سے میری طرف نہ دیکھیں۔۔۔ خود جانتے ہیں کہ میں کس کیفیت میں ہوں۔۔۔ اس کے باوجود بھی میرے قریب اگر میرے جسم پر حق نہ جتایا کرے۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ اس طرح جب آپ میرے قریب آتے ہیں پلینز دور رہیں۔۔۔ بے شک میں نے آپ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی ہے۔۔۔ لیکن اتنی بھی نہیں کہ آپ ہر وقت مجھ

سے چپکتے رہیں۔۔ اور زلہ خانزادی نے انسو بہاتے ہوئے نہ جانے کس کیفیت میں طاری ہوتے کہا تھا۔۔

اور زلہ اس وقت ذہنی دباؤ میں اکر آرش پر شاید اپنا غصہ اتار رہی تھی۔۔ نہ جانے کیسا دکھ تھا جو ختم ہونے کو ہی نہیں ارہا تھا۔ اس کی مورے کو اس دنیا سے گئے ہوئے اتنا وقت گزر چکا تھا۔ لیکن اور زلہ تھی۔۔ جو اپنی زندگی میں اگے ہی نہیں بڑھ رہی تھی۔۔ نہ جانے کون سی ایسی چیز تھی جو اسے اپنی ہی جگہ پر روک کر رکھے ہوئے تھی۔۔

ٹھیک ہے پریشان نہ ہواؤ میرے پاس میرا بچہ میری جان پریشان نہیں ہوتے اؤ یہاں پر۔۔ آرش خانزادہ اس کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے نرمی سے اسے اپنے پاس بلارہا تھا۔ اور زلہ اس کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔ اور اپنے بالوں کو نوچنے کے درپر تھی۔۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے اپنے دونوں گھٹنوں کو سینے سے لگاتے اپنا چہرہ چپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔

میری جان میری بیوی ہے ایسا بھی کیا دکھ ہے جو تمہیں اندر ہی اندر کھائے
جا رہا ہے۔۔ ایک بار مجھ سے شئیر تو کرو تمہارے سارے دکھوں کو میں خود
پر لے لوں گا۔۔ اور مسکراہٹ کو ہمیشہ کے لیے تمہارے لبوں کا حصہ بنا
لوں گا۔۔ آرش خانزادہ نے بے بسی کی انتہا کو پہنچتے ہوئے اس کے پاس ہی
زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔ لیکن اسے ہاتھ بالکل بھی نہیں لگایا تھا۔۔
جانتا تھا کہ کہیں وہ دوبارہ سے غصہ نہ کر جائے۔۔

اپ کو اپ کو پتہ ہے میرا دل کرتا ہے میں اپ کے قریب آؤ۔۔ اپ کی گود
میں سر رکھے مجھے بالکل مورے کی طرح سکون ملتا ہے۔۔ جس طرح سے
میں اپنے مورے کے گود میں سر رکھ کر سوتی تھی۔۔ بالکل اسی طرح اپ
کے گود میں بھی سر رکھتے ہوئے مجھے سکون محسوس ہوتا ہے۔۔ لیکن نہ
جانے کیوں جب بھی میں اپ کے قریب آتی ہوں۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ
کہیں دور مورے کھڑی مجھے ناراضگی سے دیکھ رہی ہے۔۔ کہ جس انسان
کی وجہ سے ان کی جان چلی گئی۔۔ میں اسی انسان کی باہوں میں سکون کو

تلاش کر رہی ہوں مجھے بہت برا لگتا ہے۔۔ میں چاہ کر بھی آپ کے قریب نہیں اسکتی۔۔ کیا کروں میں پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے آرش خانزادہ سے کہا تھا۔۔

آرش نے اور زلہ کو بے بسی سے دیکھا تھا یہ حقیقت تو بدلی نہیں جاسکتی تھی۔۔ کہ اس کی مورے کی جان اسی کی باتوں کی وجہ سے گئی ہے۔۔ قریب او میرے میں تم کو آیت آلکرسی پڑھ کر سناتا ہوں۔۔ شاید تمہارے اندر کی بے چینی اور تمہارے سر کا درد ٹھیک ہو جائے۔۔

عرش خانزادہ نے اپنے ہاتھوں کو پہلاتے ہوئے اسے اپنے قریب آنے کے لیے کہا تھا اور زلہ بھی سکون کی تلاش میں بے چین ہوتی اس کے قریب ہوتے اس کے سینے پر اپنا سر رکھتی اس کی باہوں میں خود کو چپاتی روتے ہوئے اس کی قمیض کو اپنی مٹیوں میں جکڑ چکی تھی۔۔

آر ش خانزادہ نے اسے شدت سے اپنے گلے میں بینچتے ہوئے آرام آرام سے اس کے کان نے تقریباً سرگوشی کرتے ہوئے آیت الکرسی پڑھ کر سنانا شروع کی تھی۔۔

ایک سکون اور زلہ کے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔ آر ش خانزادہ جب بھی اپنی خوبصورت سی آواز میں اس کے کان میں تلاوت کرتا تو نہ جانے ایک عجیب سا سکون اور زلہ خانزادی کو ملتا۔ اور ابھی بھی کچھ ایسے ہی ہوا تھا۔ کل رات کی جاگی آر ش کے باہوں میں جانے کی دیر تھی کہ اور زلہ خانزادی پر سکون سی اپنی انکھیں موند گئی تھی۔ اور نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔

آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھنے کے بعد آر ش خانزادہ نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے دیکھا۔ تو اس کے چہرے پر مٹے مٹے انسو کے نشان کو دیکھ کر آر ش خانزادہ کا دل تڑپ اٹھا تھا۔ وہ کیا کرتا اسے کس طرح سے سمجھاتا کہ جس انسان کا جتنا دانہ پانی دنیا میں لکھا ہوتا ہے۔ اس کے لیے کوئی نہ

کوئی بہانہ بن ہی جاتا ہے۔۔ اور شاید اس کی مورے کا اتنا ہی دانہ پانی اس دنیا میں لکھا گیا تھا۔۔ اور وہ بہانہ وہ بن گیا تھا۔۔ اب اگر وہ اسے سمجھاتا تو اور زلہ کو یہی لگتا کہ شاید وہ اسے اپنی صفائی دے رہا ہے۔۔ کہ وہ اسے معاف کر دے۔۔ لیکن ایسا نہیں تھا وہ کس طرح سے اسے سمجھاتا آرش کے سمجھ سے باہر تھا۔۔ اس کے اعصاب مزید چٹخ رہے تھے۔۔ اور زلہ کو شدت سے دوبارہ سے اپنے گلے میں بینچتے ہوئے۔۔ وہ یوں ہی زمین پر بیٹھے اسے آرام دہ انداز میں اپنی گود میں لیٹھاتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنا شروع کر گیا تھا۔۔

بہت جلد وہ اسے اس افیت ناک بھری زندگی سے چٹکارا دینا چاہتا تھا۔۔ اس سارے ماحول سے وہ اسے دور لے کر جانا چاہتا تھا۔۔ لیکن ایک بار وہ اس کے ساتھ چلے تو۔۔ لیکن اس بار وہ اس کی بات نہیں ماننے والا تھا۔۔ اب جلد از جلد ہی اسے کچھ کرنا تھا۔۔ اور زلہ تھوڑی دیر کے لیے اس ماحول سے دور ہو جاتی تو شاید وہ ٹھیک ہو جاتی۔۔ اگلے ہی پل آرش کے

دماغ میں ایک بات آئی۔۔ اور جلدی سے اپنے جیب سے موبائل فون کو نکالتے ہوئے اپنے سیکریٹری کو فون کرتا بولا کہ مجھے دو دن کے بعد کی آسٹریلیا کی دو ٹکٹ چاہیے فل ہنیمون بیچ۔۔ آرش نے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔ اور دوسری طرف سے صرف یس کا جواب سنتے ہوئے اس نے فون کو ٹھک سے بند کر دیا تھا۔۔ اب اسے اگے کیا کرنا تھا وہ سوچ چکا تھا۔۔ اس طرح سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے وہ بیٹھ کر اپنی بیوی اپنی خانزادی کی یہ حالت نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

&&&&&

مہزلہ تھکی تھکی سی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اس کے ساتھ اس کے کمرے میں روحان بھی داخل ہوا تھا۔۔ مہزلہ کی روحان سے ابھی تک فیس ٹوفیس اکیلے میں بات چیت بالکل بھی نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن روحان کو ہی اشتیاق تھا کہ اسے مہزلہ کے ساتھ ہی اس کے کمرے میں جانا ہے مہزلہ نے بھی اسے منا نہیں کیا اور وہ اس کے کمرے میں ہی ساتھ آگیا تھا۔۔

واؤاپ کتنی بیوٹی فل ہیں روحان نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے مہزلہ کو دیکھا جو
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی پنک کلر کی کلوز کو ٹشواٹھا کر صاف کر
رہی تھی۔۔

اچھا کیا تم نے مجھے باہر نہیں دیکھا جواب کمرے میں ا کے تمہیں تعریف
کرنا یاد ارہا ہے مہزلہ نے نروٹے پن سے مسکرا کر روحان کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تھا۔۔

دیکھا تھا نا لیکن سب کے سامنے اگر تعریف کرتا تو بابا ڈانٹ دیتے۔۔

کیونکہ جب میں اپ کی طرف مسلسل دیکھ رہا تھا۔۔ تو بابا نے کان میں کہا
تھا کہ وہ صرف میری لٹل فیری ہے۔۔ اسی لیے اپ کو اسے نہیں دیکھنا اسی
لیے میں نے باہر اپ کی تعریف نہیں کی۔۔ روحان ایک سمجھدار بچہ تھا اور
اس کا دماغ بہت تیز چلتا تھا اسے لیے باہر کی بات اب تک اسے یاد تھی اور وہ
اپنے بابا کا سیکریٹ اپنی ماما کے سامنے کھول چکا تھا۔۔

اس کی بات سن کر مہزلہ بری طرح سے سرخ پڑی تھی لٹل فیری خود سے
سرگوشی کرتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔
اچھا چلو اپ یہیں پر میرا ویٹ کرو میں چینیج کر کراتی ہوں اس کے بعد اب
میرے ساتھ ادھر ہی سو جانا ٹھیک ہے مہزلہ نے کہا تو روحان نے بھی
سمجھداری سے سر ہلاتے ہاں کہا تھا۔

مہزلہ گئی اور چینیج کر کے جب واش روم سے باہر آئی تو اس نے ایک ڈیلی
ڈالیسی پنک کلر کی شاید اور اس کے ساتھ ہی نیچے کھلا ہوا پجامہ پہن رکھا تھا
اس کے شرٹ پر ایک پیاراسا مکی ماؤس بھی بنا ہوا تھا۔

— — —

واؤ لٹل فیری اپ کا شرٹ کتنا پیارا لگ رہا ہے۔۔ روحان نے جیسے ہی مہزلہ
کو دیکھا تو اس کے شرٹ پر بنے مکی ماؤس کو دیکھ کر اشتیاق سے بولا تھا۔
اپ کو اچھا لگا یہ مہزلہ نے کہا تو روحان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اپ کو
پتہ ہے یہ میری آپی نے مجھے دلایا تھا۔ اور یہ صرف ایک نہیں ہے
میرے پاس میرے پاس ساری شرٹ ایسی ہی ہیں۔۔ مہزلہ نے بھی اب
روحان کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے اشتیاق سے اسے بتانا شروع کیا تھا۔
اپ کے بابا اپ کو نہیں دلاتے میکی ماؤس والی شرٹ۔۔ مہزلہ نے روحان
سے پوچھا تو روحان نے نفی میں سر ہلایا۔ اور کہا کہ میں نے بابا سے کبھی
مانگا ہی نہیں۔۔ اور اب مانگوں گا اور اپ کے لیے اور اپنے لیے ایک جیسے
شرٹ لاؤں گا۔ پھر دونوں اس میں پکچر کلک کروائیں گے لان میں جا
کر۔۔ روحان نے اشتیاق سے اسے ساری بات بتائی۔۔ تو مہزلہ بھی
ایکسا سٹڈ ہوئی۔۔ ہاں ہاں ضرور مہزلہ نے بچوں جیسے ہاں میں سر ہلایا۔ اور

پھر وہ دونوں بیڈ پر لیٹ کر روحان کے ٹیب میں باربی والی مووی دیکھنا شروع ہوئے تھے۔

کیونکہ مہزلہ کے پاس اپنا موبائل نہیں تھا۔ تو اس لیے روحان ہی اپنا ٹیب اپنے کمرے سے اٹھا کر لے آیا تھا۔ اور اب وہ دونوں آرام دہ انداز میں بیڈ پر لیٹے کفر ٹراپنے اوپر اوڑے نہایت ہی سیریس انداز میں کمرے میں اندھیرا کیے باربی مووی دیکھنے میں ہی مصروف نظر رہے تھے۔

زرم خان زادہ جو نگھن سے چور کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن روحان کو کمرے میں نہ پا کر اس نے گہری سانس بھری تھی۔۔ جانتا تھا کہ روحان اس کی لٹل فیری کے کمرے میں گیا ہو گا۔ اس کا بیٹا تو اس سے بھی دو ہاتھ اگے تھا۔۔ کچھ دیر پہلے اپنے ہی منکوحہ کو اس نے سرگوشی میں لٹل فیری کیا بھلا دیا تھا۔ اس کے بیٹے کے کان میں سننے کی دیر تھی۔۔ اور اب اس کا بیٹا بھی اس کی منکوحہ کو لٹل فیری بلانے لگا۔ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے پہلے فریش ہونے کا سوچا۔ اس کے بعد ہی وہ مہزلہ کے

کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آخر اپنی منکوحہ سے نکاح کے بعد پہلی ملاقات بھی تو کرنی تھی۔ کمرے میں زرم خانزادہ نے اس کی حالت کا سوچتے ہوئے مسکراہٹ دباتے وہ واش روم کے اندر فریش ہونے چلا گیا تھا۔

اگلے 10 منٹوں کے بعد شاور لے کر فریش ہونے کے بعد زرم خانزادہ اب رف سے حلیے میں موجود اپنے گیلے بالوں کو ڈرائر سے سکاٹا نہیں ایسے ہی بکھرتے ہوئے چھوڑتا وہ مہزلہ کے کمرے کی طرف چل پڑا تھا۔ مہزلہ کے کمرے کے اندر جیسے ہی اس نے اپنا پہلا قدم رکھا اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ جی بھر کر حیران ہوا تھا۔ کہ ان دونوں کو اس کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی۔ اور اندھیرے میں اس نے بیڈ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی۔ تو ٹیب کی روشنی روحان کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ساتھ مہزلہ کا چہرہ بھی ٹیب کی روشنی میں روشن جگمگاتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں باربی مووی کی آواز کو سنتے زرم خانزادہ

نے گہری سانس بھری تھی۔۔ اسے تو پہلے ہی احساس میں ایسا لگا جیسے وہ دو بچے پال رہا ہو۔۔ روحان تو ضد کر کے اسے بھی اپنے ساتھ باربی مووی دکھاتا تھا۔۔ کہ وہ بھی اس کے ساتھ دیکھے تو مجبوراً زرم خانزادہ کو بھی دیکھنا پڑتا تھا۔۔ اور اب اس معاملے میں تو اس نے شکر ادا کیا تھا کہ اب اسے اس باربی مووی کو نہیں دیکھنا پڑے گا۔۔ کیونکہ باربی مووی کو بار بار سن کر اس کرتے تھے۔۔ اب وہ دونوں ساتھ دیکھ رہے تھے۔۔ تو کے کان پک جایا زرم خانزادہ تھوڑا پر سکون بھی ہوا تھا۔۔

تم دونوں سوئے نہیں زرم خانزادہ کی بھاری آواز اس اندھیرے میں سنتے وہ دونوں اچھل پڑے تھے۔۔ زرم خانزادہ نے ان دونوں کو ڈرتے دیکھا۔۔ تو جلدی سے کمرے کے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے لائٹ ان کی تھی۔۔ کمرہ جیسے ہی روشنیوں میں نہایا ان دونوں نے زرم کو دیکھا تو چہرے کی رنگت میں کچھ سدھار محسوس ہوا تھا۔۔ زرم ان دونوں کی حالت کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلا گیا تھا۔۔ جو صرف اس کی آواز سے ہی ڈر گئے تھے۔۔

بابا پ نے ڈرا دیا ہم کو کم از کم اپ بتا کے ہی اجاتے ہم ڈر گئے تھے۔۔۔ ہے
نالٹل فیری روحان نے اپنے بابا سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ تاکید کے لیے
میزلہ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹا۔۔ اور میزلہ نے بھی بالکل روحان کی طرح
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ زرم خانزادہ کی یہاں موجودگی اس کا دل دھڑکا گئی
تھی۔۔

اچھا لیکن اپ لوگوں کو اندھیرا نہیں کرنا چاہیے تھا پھر روم میں کہ اپ
لوگ ڈر گئے۔۔ زرم خانزادہ اپنے مضبوط قدم اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھ کر
کے ساتھ ہی جڑ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

اپ نے اپنے کمرے میں نہیں سونا کیا۔۔ زرم خانزادہ نے روحان کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو روحان نے نفی میں سر ہلا کر جلدی سے میزلہ کا
بازو پکڑتے کہا تھا کہ میں لٹل فیری کے ساتھ سوؤں گا آج ہے نالٹل
فیری۔۔ اپ مجھے اپنے ساتھ سلاؤ گے نا۔۔ روحان نے میزلہ سے بھی
منوانا چاہا۔۔ تو میزلہ کنفیوز ہوتے ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔ زرم خانزادہ کی

اپنے پاس موجود گی اور اس پر تضاد وہ اس کے پاس بالکل جڑ کر بیٹھنا مہزلہ تو کنفیوز ہی ہو گئی تھی۔۔

نہیں اپ جاؤ بابا کے ساتھ ہی اپ سو گئے روم میں جاؤ۔۔ بس میں ابھی ہی اتنا ہوں ورنہ پھر میں کل اپ کو فٹ بال کھلانے کے لیے لے کر بالکل بھی نہیں جاؤں گا۔۔ زرم خانزادہ نے اپنے چھوٹے سے فتنے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو روحان خانزادہ بھی سیدھا ہوا تھا۔۔

او کے بابا گڈ نائٹ گڈ نائٹ فیری روحان نے اپنے بابا کو گڈ نائٹ کہا اور ساتھ ہی اٹھ کر مہزلہ کے گال پر لب رکھتے ہوئے گڈ نائٹ کہتے وہ کمرے سے بھاگ گیا تھا۔۔ زرم خانزادہ نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے چھوٹے سے فتنے کو دیکھا تھا۔۔ جو اس کی لٹل فیری پر ایسے حق جتا کر گیا تھا جیسے کہ وہ اس کی ہو۔۔ بلکہ اس کے باپ کی نہیں۔۔

مہزلہ شرم سے سرخ پڑھتی جلدی سے زرم سے تھوڑا فاصلے پر ہوئی
تھی۔۔ لیکن زرم خانزادہ نے اس سارے فاصلے کو مٹاتے ہوئے ایک ہی
جھٹکے میں اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔
کہاں میری جان میں جتنا بے چین ہوں ان فاصلوں کو مٹانے کے لیے۔۔
تم اتنے ہی فاصلے بناتی جا رہی ہو۔۔ زرم خانزادہ نے اسے اپنے سینے میں
بینچتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اس کے کان میں کہا۔۔ ساتھ ہی اس کے
کان کی لوح کو ہلکے سے چھوا تو مہزلہ کا پورا بدن ہی کانپ اٹھا تھا۔۔ جسے زرم
خانزادہ نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔

کیا ہوا لٹل فیری ڈر کیوں رہی ہو۔۔ مہزلہ کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے
ہوئے زرم خانزادہ نے پیار سے اس کے گال پر اپنا انگوٹھا رب کرتے ہوئے
کہا۔۔ تو مہزلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ بری طرح سے اس کے حصار
اس کی قربت میں کنفیوز ہوتے بس نہ اور ہاں میں ہی اس کے سوالوں کا
جواب دے رہی تھی۔۔

اس کا دل بری طرح سے دھڑکتا اس کو بے چین کر گیا تھا۔ اس کا دل
دھک دھک کرتا ہوا میزلہ کے گال کو بری طرح سے سرخ کر گیا تھا۔
اپنی بیوی کے گالوں کو بے وجہ سرخ پڑتے دیکھ کر ذرم خان زادہ نے
مسکراہٹ دبائی تھی۔ اور زلہ بالکل ٹھیک کہتی تھی کہ اس کی بہن بہت
معصوم ہے۔ مہزلہ کی معصومیت کو نزدیکی سے دیکھتے ہوئے ذرم خان زادہ
تو جیسے اپنی فیری کا اسیر ہوا تھا۔

میری میری ہارٹ بیٹ اتنی اتنی تیز کیوں ہو رہی ہے مہزلہ نے
لڑکھاتے ہوئے ذرم خان زادہ کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے سوال
پوچھا تو ذرم کو ٹوٹ کر اپنی منکوحہ پر پیار ایا تھا۔

وہ اسی لیے کہ میں آپ کے قریب آکر آپ کو پیار کر رہا ہوں نہ ذرم
خان زادہ نے اس کے معصومیت کو دیکھتے ہوئے اسے معصوم سا جواب دیا
تھا۔ اور ساتھ ساتھ وہ اس کے گال کو ابھی تک اپنے انگھوٹے سے رب

کر رہا تھا۔ مہزلہ کو اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے دھڑکنوں میں ادم مچانے کے لیے کافی تھا۔

زرم خانزادہ نے دھیرے سے اس کے مومی سے سفید گال پر اپنے لب رکھے۔ تو مہزلہ نے زور سے اپنی انکھیں میٹھی تھی۔ مہزلہ کے دونوں ہاتھ جو اس کے سینے پر مقید تھے۔ اس کے سینے پر شرٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبو چا تھا۔

زرم خانزادہ اس کی بند لرزتے ہوئے پلکوں کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس کی بیوی کتنی معصوم تھی۔ وہ نہایت ہی خوش نصیب تھا کہ اسے دنیا میں رہ کر ایک معصومیت سے بھری لڑکی کا ساتھ نصیب ہوا تھا۔ اب وہ اس کے بیوی کے عہدے پر بھی فائز ہو چکی تھی۔ زرم خانزادہ نے اسے دھیرے سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

مجھے مجھے نیندار ہی ہے۔ مہزلہ نے روہان سے ہوتے کہا کیونکہ اب مزید اسے اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنا بہت ہی مشکل لگ رہا تھا۔ زرم

خانزادہ نے اسے حد سے زیادہ لرزاتے دیکھا تو عافیت اسی میں جانی کہ وہ
اسے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا جائیں۔۔ لیکن ابھی بھی اس کا دل نہیں
کر رہا تھا۔ کہ وہ اسے چھوڑ کر جائے زرم خانزادہ نے اس کے ماتھے پر
بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ ٹھیک ہے فیری سو جاؤں۔۔ ساتھ ہی اس کے گال
پر لب رکھتے کہا اور اس پر کمفرٹر کو درست کرتے ہوئے اس کے کمرے کی
لائٹ اف کی اور اس کے کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔

باپ اور بیٹے دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔۔ مہزلہ نے بڑ بڑاتے اور ساتھ ہی
کروٹ کے بل لیٹتے ہوئے وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔ دونوں کے
عمل کو سوچتے ہوئے شرم سے برا حال تھا۔۔ زور سے اپنی آنکھیں میچتے
ہوئے دل کی دھڑکنوں پر قابو پایا۔۔ اور اب ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے
سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

&&&&&

چلو کتابیں بند کرو اب یہ وقت صرف اور صرف میرا اور تمہارا ہے۔۔
پچھلے کچھ دنوں سے بہت نرمی برت رہا ہوں۔۔ اسی لیے پھیل مت جایا
کرو۔۔ ملیار خانزادہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔۔ عنایہ کو بیڈ پر بیٹھے
اپنے کتابوں کو ادھر سے ادھر بیڈ پر پھیلاتے دیکھا۔۔ تو اس کے سارے
کتابوں کو بند کرتے ہوئے خود ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیے۔۔ اور اسے اپنے
قریب کھینچ کر اپنی باہوں میں بھرتے کہا تھا۔۔

کیا ہو گیا ہے ملیار اپ کو میں پڑھ رہی تھی نا۔۔ عنایہ نے حیرانگی سے منہ
کھولے اسے دیکھ کر کہا تھا۔۔

لیکن میری جان ابھی میں نے یہی کہا نا کہ یہ وقت صرف اور صرف ہم
دونوں کے پیار کا ہے۔۔ تمہاری پڑھائی کرنے کا نہیں پورا دن تو میں
پولیس اسٹیشن میں ہوتا ہوں۔۔ اس وقت کیوں نہیں پڑھتی تم۔۔ ملیار
خانزادہ نے اس کے کھلے ہوئے لبوں کو اپنے لبوں میں پوسٹ کرتے
ہوئے اس کی سانسیں حلق میں گھوٹنا شروع کر دی تھی۔۔

عنا یہ اس اچانک ہوئے افتداد پر بری طرح سے گھبرائی تھی۔۔ اس کے کالر کو اپنے میٹھوں میں دبوت چکی تھی۔۔۔

میری جان اج تو ہم دونوں کو اج کی رات کا سین بنانا چاہیے۔۔ کیا کہتی ہو ویسے بھی شادی کے دن کے علاوہ میری جنونیت نہیں سہی تم نے۔۔ ملیار خانزادہ نے اس کے لبوں کو ایک منٹ کے لیے چھوڑتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔۔ اور پھر دوبارہ سے بغیر اسے اپنی سانسوں کو درست کرنے کا موقع دیے۔۔ اس کے لبوں پر جھک کر اس بار اپنا ہاتھ اس کے پچھلی گردن پر لے جاتے مزید اپنے قریب کرتے ملیار خانزادہ پیاسوں کی طرح جو کچے اس کے ہونٹوں کا جام پی رہا تھا۔۔

اس کے ہونٹوں پر اپنی من مرضی کرنے کے بعد اس کے نچلے لب کو دانتوں تلے کھتے ملیار خانزادہ نے اب اپنی زبان سے اس کی زبان کے ساتھ چڑھ خانی کرنا شروع کی تھی۔۔

عناہ کی سانسے گڈ مڈ ہوتی وہ خود کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن
ملیار خانزادہ اتنا ہی اسے مدہوش کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔ ملیار خانزادہ کے
ہاتھ اب اس کی دھڑکنوں کو سہلاتے۔۔ اس کی گردن پر اپنی زبان بھی
ساتھ ہی ساتھ رب کر رہے تھے۔۔

عناہ سسکتے ہوئے مدہوشی سے اب اپنی آنکھیں بند کیے اپنے سر کو کبھی
دائیں تو کبھی بائیں طرف کر رہی تھی۔۔ بے چینی کے انتہا کو پہنچتے ہوئے
عناہ خانزادی نے ملیار خانزادہ کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے مزید
اپنے قریب کر کے اپنے بدن کے ساتھ لگایا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے اسے ایک ہی جھٹکے میں بیڈ پر لٹایا اور ساتھ ہی اس کو اوپری
پہناوے سے آزاد کرتے وہ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکے وہاں پر بے
باکی سے اپنا لمس بیکھرنے لگا۔۔ عناہ خانزادی سسکتے ہوئے ملیار خانزادہ
کے بالوں میں ہاتھ الجھائے اس کا چہرہ مزید جیسے اپنے اندر گھسنا چاہ رہی
تھی۔۔

اپنی جان کو اس طرح سے بے چین ہوتے دیکھ کر ملیار خانزادہ نے اس کی انکھوں میں دیکھا۔۔ تو وہ تڑپ کر اپنی انکھیں بند کر گئی تھی۔۔ ملیار خانزادہ اس کے اوپر سایہ فگن ہوتا۔۔ اس کی انکھوں پر اپنے لب رکھتے اس کے گردن پر اپنے دانت گاڑ گیا تھا۔۔

ملیار خانزادہ اب مزید بے چین ہوتے اسے اپنے قریب کرتا خود نیچے بیڈ پر لیٹتے اسے اپنے اوپر کر گیا تھا اور بے باکی سے عنایہ خانزادی کی انکھوں میں دیکھتے تھا۔۔

کیا ہوا عنایہ نے بمشکل یہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔۔ جس بے چینی تک وہ پہنچ گئی تھی اب اس مقام سے واپس ادھورا انا عنایہ بے بس ہو رہی تھی۔۔ اس کی انکھیں سرخ پڑ گئی تھی۔۔ ملیار خانزادہ نے اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالے اس کی انکھوں میں دیکھ کر کہنے لگا کہ مجھے میرے سینے پر تمہارے لبوں کے بو سے چاہیے۔۔

عنایہ خانزادی تو اپنے بے باک خانزادے کی اس فرمائش پر انکھیں کھولے
حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ بوسہ بھی نہیں بوسے اس نے جس انداز
سے کہا تھا رحم بالکل بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

چلو میری جان شروع ہو جاؤ ملیار خانزادہ نے انکھیں بند کرتے سکون سے
اب اپنی خانزادی کا لمس محسوس کرنا چاہا تھا۔

عنایہ خانزادی خود میں ہمت مجتمع کرنے کے بعد دھیرے سے اس کے
سینے پر جھکتے اپنے پنکڑیوں جیسے نرم لب وہاں پر رکھ چکی تھی۔۔ اس سے
پہلے کہ عنایہ خانزادی اپنے لب وہاں سے ہٹاتی۔۔ ملیار خانزادہ نے اس کے
بالوں میں ہاتھ الجھاتے اس کی کمر کورب کرتے مزید اس کا لمس اپنے سینے
پر محسوس کرنا چاہا تھا۔

ملیار خانزادہ جیسے ہی اس کی بیک کو چھوتا عنایہ سسکتے ہوئے تڑپ کر جوش
میں آتے ملیار خانزادہ کے سینے پر بائٹ کرتی۔۔ جس سے ملیار کو میٹھا میٹھا سا
لمس محسوس ہوتا سکون اس کی پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔

ملیار خانزادہ جتنی زور سے اس کی کمر کو اپنی مٹھیوں میں بھر کر سہلاتا عنایہ خانزادی اتنے ہی جوش سے اس کے اپری باڈی پر اپنا لمس چھوڑتی اسے جگہ جگہ کاٹ رہی تھی۔۔

عنایہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ملیار خانزادہ سے پیچھے ہوئی اور اس کے بدن کو دیکھا تو آج اسے صحیح معنوں میں اپنی جنگلی بلی ہونے کا احساس ہوا تھا۔ اس کی پوری اوپری باڈی پر عنایہ نے جگہ جگہ اپنے دانتوں کا لمس چھوڑتے سرخ گھڑے بنا دیے تھے۔۔

ملیار خانزادہ نے اب عنایہ خانزادی کی آنکھوں میں اپنی طلب دیکھی۔۔ تو وہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکتے اسے پیچھے بیڈ کی طرف دھکیل گیا تھا۔ عنایہ خانزادی اب نیچے اور ملیار خانزادہ اس پر سائے فگن ہوتا اس کے بالائی لب کو سک کرتا ساتھ ہی ساتھ اپنے ہاتھوں کی بے باکی اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جاری کیے ہوئے تھا۔۔

عنایہ تڑپتے ہوئے ملیار خانزادہ کے شرٹ لس پشت پر اپنے ناخن رگڑتے ہوئے اپنی سسکیوں کو اس کے حلق میں ہی گھونٹتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔
ملیار خانزادہ اب نیچے کی طرف سفر کرتا اس کی گردن کی گہرائیوں پر جکھتے وہاں پر لو بائٹ بنانا شروع کر گیا تھا۔ اس کی پوری گردن کی گہرائیوں پر لو بائٹ چھوڑتے ہوئے ملیار خانزادہ نے اب کی بار اس کے دل کے مقام پر اپنی شدتیں لٹانا شروع کی تھی۔۔۔ عنایہ بری طرح سے سسکتے ہوئے ملیار خانزادہ کے کبھی بالوں میں ہاتھ الجھاتی تو کبھی اس کی پشت پر اپنے ناخن رگڑتے ہوئے اپنی سسکیوں کو برداشت کر رہی تھی۔۔۔

کمرے میں ان دونوں کی پھولی ہوئی سانسوں کی آوازیں جاری تھی۔۔۔
دونوں کے ہی جسم ایک دوسرے کو پانے کے لیے تڑپ رہے تھے۔۔۔
دونوں پسینے سے شرابور ایک دوسرے کی سرخ آنکھوں میں دیکھے ایک دوسرے کی طلب لیے ہوئے تھے۔۔۔

ملیار خانزادہ نے اس بار اسے ہر نازک پردے سے آزاد کرتے ہوئے اس کی
ٹانگوں کو اپنے کمر کے ارد گرد لپٹائے اس کے گہرائیوں میں اترتا عنایہ
خانزادی کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔ ملیار خانزادہ جس طرح شدت
سے اس کی گہرائیوں میں اترتا تھا عنایہ کو پورا کمرہ چکراتا محسوس ہوا تھا۔
وہ نازک سی لڑکی اس باڈی بلڈر جیسے جسم والے انسان کی جنونیت بلا کیسے
سہ سکتی تھی۔۔ عنایہ خانزادی کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنے
ہاتھوں کو الجھائے ملیار خانزادہ انہیں بیڈ کے ساتھ ٹکا تھا اب اس پر اپنی
شدتیں لٹانا شروع کر چکا تھا۔

ملیار خانزادہ نے ساتھ ساتھ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر اپنا لمس
چھوڑتے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی شدتوں سے عنایہ خانزادی کو حواس باختہ
کر رکھا تھا۔ عنایہ سسکتے تڑپتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنے دانت گاڑتی
اپنی سسکیوں کو روکنے کی اس بار بالکل بھی کوشش نہیں کر رہی تھی۔

آخری مراحل پر پہنچتے ملیار خانزادہ نے اس کے بدن کو اپنے بدن کے ساتھ
لگاتے پسینے سے شرابور ہوتے تھک کر وہ عنایہ خانزادی کے گردن میں ہی
اپنا چہرہ چھپا چکا تھا اور پھر تو اس کے بعد جیسے نہ ختم ہونے والا سلسلہ رات
بھر کے لیے جاری ہو چکا تھا۔



کوئی ناراض ہے اپنے دوست سے۔۔ برلاس خانزادہ یتیم خانے میں معمول
کے مطابق گل کے ویل چیئر کے پاس زمین پر ایک گھٹنا موڑے بیٹھا اسے
منار ہاتھا۔۔ برلاس خانزادہ پچھلے کئی دنوں سے اس کے پاس ملے نہیں آیا
تھا۔۔ کیونکہ وہ حویلی سے یونیورسٹی ہی نہیں آیا تھا اپنے لالا کی طبیعت خرابی
کی وجہ سے اور اسی وجہ سے وہ کئی دنوں تک نہ آنے کی وجہ سے اپنی پیاری
سی دوست کو ناراض کر چکا تھا۔

گل نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا اس کے ہاتھوں میں آج بھی چاکلیٹ
کو دیکھتے ہوئے گل نے آنکھوں میں چمک لیے چاکلیٹ کو اپنی طرف کرتے

ہی جلدی سے چاکلیٹ سے ریپر ہٹاتے اسے کھانا شروع ہوئی تھی۔۔
برلاس خانزادہ اس کے اس طرح سے بچوں جیسے چاکلیٹ کھانے پر مسکرایا
تھا اور اسے افسوس ہوا تھا کہ ایک کے بجائے اگر وہ دو لے اتا تو اس کی
دوست کا پیٹ بھر جاتا۔۔

کیا میں اپنی دوست کو دس منٹ کے لیے باہر روڈ کا ایک چکر لگوا کر اسکتا
ہوں۔۔ ملیار خانزادہ کو وارڈن سے معلوم ہوا تھا کہ وہ سات سال کی عمر
کے بعد سے یتیم خانے سے قدم تک نہیں نکال پائی تھی۔۔ وارڈن تو اس
کی منتیں کرتی کہ گارڈن میں او باہر بیٹھو باہر گھومنے جاؤ پڑھو لکھو لیکن گل
تھی کہ اس نے سات سال کی عمر کے بعد اپنے ساتھ ہوئے زیادتی کے بعد
سے یتیم خانے سے نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔ دنیا کا گھنونا روپ دیکھتے ہوئے
چھوٹی ہی عمر میں وہ لڑکی بڑی ہو چکی تھی۔۔

وہ بالکل بھی باہر جا کر دوبارہ سے کسی کی درندگی کا شکار نہیں ہونا چاہتی
تھی۔۔ گل کو یہی لگتا کہ وہ جب بھی باہر جاتی ہے تو سارے مردوں کی

نظریں صرف اس پر ہی ہوتے ہیں۔۔۔ نروس ہوتی اس کو کئی بار پینٹ اٹیک بھی اچکے ہیں کیونکہ وائڈرن نے کئی بار اسے زبردستی باہر بھیجنے کی کوشش بھی کی تھی۔۔۔ نتیجہ کیا نکلا تھا وہ جب بھی باہر جاتی پینک اٹیک کی وجہ سے ہاسپٹل لے کر جانا پڑتا کیونکہ اسے جب بھی پینک اٹیک آتا وہ اپنے جسم کو اپنے گال کو اپنی گردن کو نوچنے لگتیم۔۔۔ پینک اٹیک کے بعد اس کے سارے جسم پر خراشوں کے نشانات کو دیکھتے وارڈن کی آنکھوں میں آنسو جاتے تھے۔۔۔

وارڈن نے اسے بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پالا تھا۔۔۔ تین سال کی ہی تھی وہ جب کوئی اسے یتیم خانے کے دروازے کے پاس رات میں ہی چھوڑ گیا تھا۔۔۔ اور وارڈن کو افسوس بھی ہوا تھا کہ رات میں باہر نہ آنے کی وجہ سے اس چھوٹی تین سالہ معصوم سی بچی نے پوری رات سردی میں یتیم خانے کے باہر گزاری تھی۔۔۔ صبح ہوتے جیسے ہی وارڈن یتیم خانے سے کسی کام سے باہر آئی تو نیچے تین سالہ معصوم سی گل کو دیکھتے ہو اسے اٹھا کر اپنے سینے

سے لگا کر یتیم خانے لے آئی تھی۔۔ سات سال کے ہوتے اس کو سکول بھیجنا شروع کیا وارڈن نے تو اس کے ساتھ یہ حادثہ ہوا اس کے بعد تو گھلنے جیسے سب کچھ خود پر حرام کر لیا تھا۔۔

برلاس کی کی ہوئی بات پر گل نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا چاکلیٹ کھاتا ہاتھ اب ہوا میں ہی رک چکا تھا۔ انکھوں کو پھیلاتے ہوئے وہ برلاس خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ ایسا نہیں تھا کہ اس کا دل برلاس خانزادہ پر بھروسہ نہیں کرتا تھا وہ شاید دنیا میں پہلا مرد تھا جس پر گل نے بھروسہ کیا تھا لیکن باہر وہ باہر تو مر کر بھی نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

برلاس نے اس کی آواز کبھی بھی نہیں سنی تھی وہ ہمیشہ ہی اسے صرف نفی اور اثبات میں سرہلا کر ہی جواب دیتی تھی۔۔ گل کو بولنا تھا وارڈن کہتی تھی کہ وہ بچپن میں بہت چہکتی رہتی تھی۔۔ اور وہ ایک باتونی بچی بھی تھی لیکن حادثے کے بعد سے اس نے اپنے لبوں پر قفل لگا لیا تھا۔۔ اور وہ کسی سے بھی نہیں بولتی بس سب کو ہی ہاں یا پھر نام میں جواب دیتی تھی۔۔

اتنے سالوں سے چپ رہ کر گل نے جیسے الفاظوں کو بھی نہ بول کر راحت پہنچائی تھی۔۔

گل نے نفی میں سر ہلایا تو برلاس نے بھی جیسے ہا میں سر ہلاتے اس کی بات مانی تھی۔۔ وہ بالکل بھی گل کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا جانتا تھا۔۔ کہ اگر وہ اس کو زبردستی باہر لے کر گیا۔۔ تو شاید پینک اٹیک کی وجہ سے وہ اسے ہاسپٹل ہی لے کر نہ جانا پڑے۔۔ اس سے اچھا تھا کہ وہ گل کو یہی گارڈن میں ادھر سے ادھر گھمالتا۔۔

تو پھر اگر ہم باہر نہیں جاسکتے تو ہم گارڈن میں تو ادھر سے ادھر گھوم سکتے ہیں نا۔۔ برلاس خانزادہ نے اس بار نرمی سے گل کی طرف دوبارہ سے دیکھتے ہوئے کہا تو گل نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ یتیم خانے سے باہر جانا تو اس نے خود پر جیسے حرام کر رکھا تھا اس لیے وہ باہر بالکل بھی جانا نہیں چاہتی تھی۔۔

اس کے ہاں میں سر ہلانے برلاس خانزادہ نے گہری سانس بھری اور جلدی
سے اس کے ویل چیئر کو گھسیٹتے ہوئے وہ گارڈن میں ادھر سے ادھر
گھمانے لگا۔ برسوں بعد اس منظر کو دیکھتے ہوئے گل کی صحت پر تھوڑا سا
اچھا اثر ہوا تھا۔ کیونکہ وہ گارڈن کے اس حصے میں کبھی بھی نہیں آئی
تھی۔۔۔ جوان وہ اتنے برسوں بعد برلاس کی خاطر آگئی تھی۔۔۔

برلاس خانزادہ بھی اسے ادھر سے ادھر گھماتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ
چھوٹے موٹے سوال بھی پوچھ رہا تھا جسے گل ہاں یا پھر نہ میں جواب دیتی
پورے گارڈن میں اپنی نظروں کو ادھر سے ادھر گھمار ہی تھی۔۔۔
اب گل کے دل میں جیسے پچھتاوا پیدا ہوا تھا اور اسے اہستہ اہستہ سے افسوس
بھی ہو رہا تھا کہ وہ یتیم خانے میں گارڈن میں تو گھوم ہی سکتی تھی۔۔۔ گارڈن
کا منظر بے انتہا پیارا تھا۔ گل تو صرف ادھے گھنٹے کے لیے باہر آتی اپنی
مخصوص جگہ درخت کے نیچے بیٹھ کر دوبارہ سے وہ اندر چلی جاتی۔۔۔ اب

سے گل نے دل میں ہی طے کر لیا تھا کہ وہ باہر گارڈن میں اتے اس حصے
میں بھی ضرور آیا کرے گی۔۔

تم اپنی پیکنگ کر لو اور ساتھ ہی ساتھ اگر تم میری پیکنگ بھی کر لو گی تو
احسان ہو گا میری بیوی کا مجھ پر آرش خانزادہ اور زلہ خانزادی کے کمرے
کے اندر داخل ہوتا بولا اور زلہ جو بیڈ پر لیپ ٹاپ لیے بیٹھی کوئی ضروری
میٹنگ کی فائل بنا رہی تھی اس کی بات سن کر چونک کر اس کی طرف
دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

کیوں کرنی ہے مجھے اپنی پیکنگ اور اپ کی اپ کہیں جا رہے ہیں کیا اور زلہ
نے یہاں پر اس کی موجودگی پر حیرانگی بالکل بھی نہیں منائی تھی وہ جانتی
تھی کہ آرش خانزادہ بار بار اس کے کمرے میں اتا ہے اب تو تقریباً جب

سے اس نے آرش خانزادہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی ہے تب سے
آرش خانزادہ اپنے کمرے سے زیادہ اس کے کمرے میں پایا جاتا تو یہ بات
کہنا غلط نہ ہوگی۔۔

میں نہیں ہم دونوں جارہے ہیں آرش خانزادہ مزے سے اس کو بولتا اس
کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھا اور لیپ ٹاپ کو ٹھک سے بند کرتے ہوئے اس کی
گود میں تکیا رکھیں وہ اسی گود میں لیٹ گیا تھا تکیہ بھی احتیاط اس لیے رکھا تھا
کہ کہیں اسے برانہ لگ جائے ورنہ آرش خانزادہ کا دل کرتا تھا کہ جس
طرح وہ اس کی گود میں پر سکون سو جاتی ہے بالکل اسی طرح اس کی گود میں
بھی وہ سکون حاصل کرے لیکن فی الحال اس کے لیے احتیاط کرنے میں ہی
بہتری تھی۔۔

اور زلہ اس اچانک ہوئے عمل پر بری طرح سے بوکھلائی تھی اسے اندازہ
نہیں تھا آرش کی اتنی بے باکی پر کہ وہ اس طرح سے اس کی گود میں اپنا سر
رکھے ہی لیٹ جائے گا اور زلہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے

دور کرنے کی کوشش کی وہ مسلسل اس کے سر کو اٹھا رہی تھی لیکن لبوں سے کچھ بھی نہیں بولا تھا۔

آرش خانزادہ بھی مسلسل اپنے آپ کو ڈیٹ بنائیں سر کو مزید اس کی گود میں رکھے تکیے پر ٹائٹ کرتا اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا وہ بھی اب یہ دودو ہاتھوں والی جنگ کو مزید انجوائے کرنے لگا تھا کس طرح سے اس کی خانزادی بنا کچھ بولے اسے اپنی گود سے اٹھا رہی تھی بالکل اسی طرح وہ بھی بنا کچھ بولے اس کی گود میں ہی لیٹا رہا تھا۔

اٹھیں آپ کیا کر رہے ہیں کوئی اجائے گا دیکھ لے گا دروازہ بھی کھلا ہے اور زلہ خانزادی نے تھکتے ہوئے کہا تھا اس کے ہاتھوں کے زور سے تو وہ ڈیٹ خانزادہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اوپر سے دروازے کو کھلا دیکھ کر اس کی جان لبوں پر آئی تھی اگر اسی طرح مہزلہ اس کے کمرے کے اندر جاتی تو اس کی چھوٹی بہن کے سامنے اس کی کیا ہی عزت رہ جانی تھی۔

اٹھتے ہو تم یا پھر لگاؤں میں دو تمہیں اور زلہ نے اس بار غصے میں اتے آرش
خانزادہ سے کہا تھا اور آرش حیران ہوتے جلدی سے اس کے گود سے اٹھتے
اسے دیکھنے لگا اس کے لفظوں پر آرش کا دل چاہا کہ وہ قہقہہ لگائے کیا وہ اسے
دو تھپڑ مارنے کے لیے اپنے ہاتھ سے اسے چھونے کا شرف بخشنے والی
ہے۔۔

ضرور مارو مجھے تاکہ تمہارے ہاتھوں کا لمس میرے چہرے پر پڑے اور اس
تڑکھتے بھڑکتے دل کو سکون محسوس ہو آرش خانزادہ نے مزید ڈیٹ بنتے
ہوئے اس کے سامنے بیٹھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چیلنجی انداز
میں کہا تھا اور زلہ تو اس کی آنکھوں کی چمک کو دیکھ کر رہ گئی تھی انج نہ جانے
آرش کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ اتنا چہک رہا تھا اور زلہ کو بالکل بھی سمجھ نہیں آرہی
تھی۔۔

شرم نہیں آتی اپ کو اس طرح سے باتیں کرتے ہوئے جائیں یہاں سے
اور زلہ اپنے چہرے کی سرخی کو چھپاتے جلدی سے اسے یہاں سے جانے
کے لیے کہہ چکی تھی۔۔

اچھا سنو میری بات میں یہاں ایک بہت ہی ضروری بات کرنے آیا ہوں
مذاق کو چھوڑو اور ادھر میری طرف دیکھو آرش خانزادہ نے ہمت کرتے
ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے کہا تھا اس کے مومی ہاتھ
جو پہلے انتہائی نازک ہوا کرتے تھے اب انہی ہاتھوں کو اتنا سخت دیکھ کر
آرش کے دل میں جلن سی ہوئی تھی اس کے کتنے پیارے ہاتھ تھے پہلے
نازک نازک سے اور اب اس کے ہاتھ کتنے سخت ہو گئے تھے شاید یہ کام
کے نتیجے کی وجہ سے آرش بے ساختہ جو کھا اور اس کے دونوں ہتھیلیوں کو
اپنے لبوں سے چوما تھا۔۔

اس کے مونچوں کی چبن اپنے ہتھیلیوں کے بالکل نیچے و نیچے محسوس کرتے
اور زلہ کے دل میں گد گدی سی ہوئی تھی جلدی سے اپنے ہاتھ اس نے

چڑانے چاہے لیکن اس کے ہاتھوں پر آرش کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی اور
اسے اپنے قریب کھینچتے ہوئے آرش نے شدت سے اسے گلے سے لگاتے
اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔

آرش خانزادہ دوبارہ سے اس کی کیفیت کو بھول بیٹھا تھا کل وہ کس طرح
سے پنک اٹیک کی وجہ سے اس کے قریب نہیں جانا چاہ رہی تھی اور نہ ہی وہ
اسے اپنے قریب آنے دینا چاہ رہی تھی اب دوبارہ سے آرش اس طرح اس
کے قریب گیا تو اور زلہ کو ایک عجیب سی فیلنگ ہوئی تھی نہ جانے کیوں
لیکن اس کے دل میں کوئی ایسی پانکھس اٹک گئی تھی کہ وہ آرش کو اپنے
قریب نہیں آنے دینا چاہ رہے تھے وہ چاہتی تھی کہ آرش دور رہے ابھی ان
کارشتہ کچھ اس طرح سے مضبوط تو نہیں ہوا کہ آرش بہانے تلاش کرتا ہے
اسے چھونے کے ابھی تک تو نہ ہی آرش نے اس سے معافی مانگی ہے اور نہ
ہی اور زلہ نے اسے معاف کیا ہے اور زلہ کی یہی سوچ تھی کہ آرش اس
سے معافی مانگے گا تو تب بھی اور زلہ اسے معاف نہیں کرے گی کیونکہ

اور زلہ نے یہی آرش سے کہا تھا کہ اس کا جب دل اس کی طرف سے
صاف ہو جائے گا مطمئن ہو جائے گا تو وہ خود اسے معاف کر دے گی۔۔
پپ پلینز پپ کچھے ہوں اور زلہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں آرش خانزادہ کو
خود سے دور رہنے کے لیے کہا تھا۔۔

آرش بھی جلدی سے ہوش میں آتا اس سے دور ہوا اور دوبارہ سے اس کے
ہاتھوں کو اپنے گرفت میں لیتے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں
آسٹریلیا جائے تھوڑے ٹائم کے لیے تمہیں اس ماحول سے باہر نکالنا چاہتا
ہوں تاکہ وہاں جا کر تمہارا ذہن کچھ ٹائم کے لیے ان ساری جھنجھٹوان
ساری چیزوں سے دور ہو جائے اور تم پر سکون محسوس کرو آرش خانزادہ
نے ڈرتے ڈرتے اور زلہ کے سامنے اپنی بات رکھی تھی آرش کو ڈر تھا کہ
کہیں وہ اسے منع نہ کر دے ورنہ پھر وہ اسے کس طرح نارمل کر پائے گا
آرش کو دوسرا راستہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

اور زلہ اس کی بات سن کر صدمے کی حالت میں اسے دیکھ رہی تھی کیا اتنا
اسان تھا یہاں سے جانا تنا بزنس اس نے دو سال کی محنت سے کھڑا کیا تھا
اس کو سب کو باڑ میں جھونک کر وہ یہاں سے آسٹریلیا چلی جائے اپنی بہن
کو اکیلے چھوڑ کر وہ آسٹریلیا جائے صرف اپنے ذہنی سکون کے لیے بالکل
بھی نہیں ایسا تو وہ بالکل بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

اور زلہ میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے جواب دو کیا تم میرے ساتھ جانا چاہتی
ہو تھوڑے دن کے لیے ایک ہفتے کے لیے ہی سہی لیکن میرے ساتھ چلو
تاکہ تھوڑی ہی دیر کے لیے تمہارا مائنڈ ان سب چیزوں سے ڈائیورٹ ہو
سکے اور تمہیں اپنے بزنس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں پہلے ہی
ہداسے بات کر چکا ہوں اور وہ مجھے بتا چکی ہے کہ وہ سب کچھ اکیلے مینج کر لے
گی بس ایک ہی ہفتے کی تو بات ہے میں تمہیں لے کر جاسکتا ہوں اور مہزلہ
اس سے تو میری بات کرنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی مہزلہ سے تم خود بات
کرو اور ایک ہفتے کے لیے ہی صحیح پر میرے ساتھ چلو آرش نے جیسے منت

کرتے ہوئے کہا تھا اور زلہ نے اس کی آنکھوں میں التجا کے ساتھ ساتھ ہلکی سی نمی کو محسوس ہوئی تو وہ یہیں پر ہار گئی تھی۔۔

لیکن یہاں سب کچھ میں اتنی آسانی سے چھوڑ کر نہیں جاسکتی اس بزنس کے پیچھے میرے دو سال کی محنت ہے اتنی آسانی سے میں سب کچھ ہدا کے حوالے نہیں کر کے جاسکتی جب کہ اس کا کانفیڈنس اتنا ڈیولپ نہیں ہے کہ وہ میٹنگ میں کھڑے ہو کر پریزنٹیشن دے سکیں اس نے صرف اسی وجہ سے کہا ہو گا کہ میں وہاں پہرے سکون ہو کر جاسکوں لیکن میں نہیں جانا چاہتی آپ کے ساتھ اور مہزلہ کو یہاں اکیلے چھوڑ کر تو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پلیز مجھ سے التجا مت کریں اور زلہ نے اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں کی نمی سے اپنی نظروں کو چراتے کہا تھا وہ اس انسان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی نہ جانے کیوں لیکن اس کا دل نہیں مان رہا تھا مہزلہ کو یہاں اکیلے چھوڑ کر جانے پر۔۔

تو ہم مہزلہ کو اپنے ساتھ لے کر چلے جاتے ہیں آرش خانزادہ اس کا انکار کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا تھا اسے تو ہر حال میں اپنے ساتھ لے کر جانا ہی تھا تا کہ وہ اپنا ذہنی سکون کو تلاش کر سکے۔

نہیں ایسے نہیں ہو سکتا آپ مجھے تھوڑا سوچنے کا ٹائم میں آپ کو سوچ کر جواب دیتی ہوں آرش کو ضد کرتے دیکھ کر اور اپنی ہر بات کو رد کرتا دیکھ کر اور زلہ اسے وقت لینے پر مجبور ہو چکی تھی وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ کیا کر سکتی تھی آرش ضد پر اڑا اسے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا۔

نہیں میں تمہیں وقت نہیں دے سکتا تم ابھی ہی سوچ کر مجھے بتاؤ بہت سارے پھر اگے کے کام بھی دیکھنے ہیں آرش تو بالکل چھوٹے بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا جیسے کہ بچوں کو بچپن میں جو کھلونا چاہیے ہوتا تھا وہ اسے بھی چاہیے تھا اور ابھی اور اسی وقت بعد میں لینے کا تو اس نے بالکل بھی سوچا تک نہیں تھا اسی طرح وہ اور زلہ کو بھی بات کا ٹائم بالکل بھی نہیں دینا چاہتا تھا جو بھی فیصلہ ہے اسے ابھی یہی سنانا ہو گا۔

اپ کیوں بچوں کی طرح ضد پر اڑ گئے ہیں بات سمجھ نہیں ارہی اپ کو اگر
میں سوچنے کا وقت مانگ رہی ہوں تو مجھے مہزلہ سے تو پوچھنے دیں اس طرح
سے اسے بتائے بغیر میں اپ کے ساتھ ایک ہفتے کے لیے بیرون ملک چلی
جاؤں اور اسے یہاں اکیلا چھوڑ جاؤں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے جبکہ اپ
جانتے ہیں کہ وہ پچھلے دو سالوں سے ایک پل کے لیے بھی مجھ سے دور
نہیں رہی اب اسے اکیلے یہاں پر چھوڑ کر جانا اتنا اسان نہیں ہو گا اور زلہ تو
اس کی ضد کو دیکھ کر چڑھ چکی تھی اپنے ناک کو سکھڑتے ہوئے اسے کیوٹ
سے انداز میں غصہ کرتے کہا تھا۔

اس وقت مجھے ڈانٹتے ہوئے تم بہت کیوٹ لگ رہی ہو یقین مانو دل کر رہا
ہے کہ تمہاری چھوٹی سی ناک کو اپنے دانتوں تلے دبا کر تم کو سسکنے پر مجبور
کر دو آرش نے بے باک جملہ کہہ کر اسے شرمانے پر مجبور کر دیا تھا۔
جائیں اپ یہاں سے مزید اپنی ٹریک سے پسپائی کی ضرورت نہیں ہے اپ کو
میں اپ کو بعد میں جواب دے دوں گی اور زلہ نے اس بار سختی سے اسے

کمرے سے جانے کے لیے کہا تھا جانتی تھی کہ اب اگر مزید وہ بے باک
خانزادہ یہیں پر رکاتا تو وہ اپنے ٹریک سے پھسل سکتا ہے۔۔

جاتا ہوں لیکن امید کرتا ہوں کہ جواب میری ہی مرضی کا ہو گا اور تم
میرے ساتھ ہی جاؤ گی یہ بات یاد رکھنا آرش خانزادہ نے اسے وارن کرتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ اس کے کمرے سے نکل گیا تھا آرش کے لیے اس
کی صحت سے زیادہ کچھ بھی ضروری نہیں تھا اسے ہر حال میں اور زلہ کو
اپنے ساتھ آسٹریلیا لے کر جانا ہی تھا تا کہ جگہ بدلنے سے اس کا دماغ
پر سکون ہو سکے۔۔

اسے کمرے سے جاتا دیکھ کر اور زلہ پر سکون ہوئی اور دوبارہ سے لیپ ٹاپ
اٹھا کر وہ فائل بنانا شروع کی تھی ابھی اس وقت اسے اپنا دھیان اپنے کام پر
لگانا تھا بعد میں وہ مہزلہ سے بات کر لے گی۔۔

@@@@

کیا ہم پکڑم پکڑائی کھلے روحان اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا تیزی سے
مہزلہ کے پاس اتے بولا جولاؤنج میں بیٹی ٹی وی پر اس وقت کارٹون دیکھنے
میں مصروف نظر رہی تھی۔۔

ہاں ہاں کیوں نہیں چلو چل کر کھیلتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم کرکٹ بھی
کھیلیں گے ٹھیک ہے مہزلہ تو جیسے تیار بیٹھی تھی وہ تو ترس ہی گئی تھی اپنے
پرانے گھر اسلام آباد میں وہ کتنا کھیلتی تھی اور یہاں پر اگر تو سب ہی مصروف
ہوتے تھے وہ تو کسی کے ساتھ کھیل ہی نہیں پاتی تھی اور اب جب اسے
روحان اس کے ساتھ کھیلنے والا پارٹنر مل گیا تھا تو وہ کیوں کر منع کرتی اس کو
کھیلنے سے۔۔

روحان بھی جلدی سے زور و شور سے ہاں میں سر ہلا کر اسے اپنے ساتھ
لان میں آنے کے لیے کہہ چکا تھا اور مہزلہ بھی اس کے ساتھ لان کی طرف
نکل آئی تھی مہزلہ اس وقت شارٹ سے فرائک میں ملبوس کھلا سا ٹراؤزر

پہنے چھوٹی سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی ساتھ ہی روحان بھی اس وقت ٹی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس چھوٹا سا خاندان زادہ معلوم ہو رہا تھا۔

لان میں نکلتے ہی دونوں کی نظریں پہ ساختہ ہی گیلی سی مٹی کی طرف اٹھی تھی جو صبح ہی شاید مالی بابا گارڈن میں نئے پودوں کو لگانے کے لیے لائے تھے اس مٹی کو دیکھ کر دونوں کی ہی آنکھیں چمک اٹھی تھی وہ اس مٹی میں بھی کھیل سکتے تھے اور انہیں بھاگنے سے زیادہ اس مٹی میں کھیلنے میں زیادہ مزہ آنے والا تھا دونوں نے بے ساختہ ہی مٹی سے نظریں ہٹا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک ہی وقت میں دونوں کو سر ہلاتے ایک دوسرے کی مرضی جان کر دونوں مسکراتے ہوئے اس مٹی کی جانب بھاگ گئے تھے اس وقت مالی بابا بھی وہاں پر موجود نہیں تھے۔

اس گیلی مٹی میں بیٹھ کر وہ دونوں اب اس مٹی سے طرح طرح کی چیزیں بناتے وہاں پر کھیلنے میں مصروف ہو چکے تھے ان دونوں نے ہی لائٹ کلر کے کپڑے پہن رکھے تھے جس پر مٹی لگنے کی وجہ سے وہ دونوں اس وقت

کیچڑ میں لتھڑے وہ دونوں اس وقت مٹی میں نہائے ہوئے نظر آرہے تھے
مہزلہ اپنے بالوں کو کیچڑ میں قید کر گئی تھی۔۔

روحان نے ایک نظر اسے دیکھا جو گیلی مٹی میں مصروف گھر بنانے میں
بڑی نظر آرہی تھی اس کے چہرے کو بالکل صاف دیکھ کر روحان شرارت
سے اپنے ہاتھ میں مٹی اٹھاتا اس کے چہرے پر لگا گیا تھا مہزلہ نے مسکرا کر
اس کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل وہ روحان کے چہرے پر بھی مٹی لگا گئی
تھی وہ دونوں اس وقت بے انتہا خوش طرح طرح کی چیزیں گیلی مٹی سے
بناتے ایک دوسرے کو مٹی لگاتے کھلکھلاتے ہوئے بچے ہی معلوم ہو رہے
تھے۔۔

وہ دونوں کھلکھلاتے ہوئے ہنس رہے تھے دونوں کو ہی اس وقت بالکل
بھی ہوش نہیں تھا اور اس وقت تقریباً کھیلتے کھیلتے انہیں شام کے پانچ بج
چکے تھے۔۔

شام کے تقریباً پانچ بجے کا وقت تھا جب زرم خانزادہ کی گاڑی حویلی کے پورچ میں اکر چکی تھی تھکے ہوئے انداز میں وہ گاڑی سے نکلا آج اتنے دنوں بعد افس جا کر بہت سارا کام پینڈنگ پر تھا جو زرم خانزادہ نے آج کے آج ہی سارا نیٹایا تھا ابھی وہ لان سے ہو کر حویلی کے اندر جانا چاہ رہا تھا جب ہنسنے کی اور کلکلاہٹوں کی آواز اس نے اپنے کانوں سے سنی تو وہ حیران ہوا اور جب پیچھے مڑ کر وہ لون کے اس حصے میں گیا جہاں پر مٹی تھی وہاں پر مہزلہ اور اپنے بچے کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا وہ دونوں مٹی میں تقریباً نہائے ہوئے نظر آرہے تھے دونوں کو ہی دیکھ کر زرم خانزادہ حیرت سے دیکھ رہا تھا مہزلہ بھی اس وقت روحان کے ساتھ بچی بنی مٹی میں کھیل کے طرح طرح کی چیزیں بنا رہی تھی اور روحان بھی بار بار اکر اسی تنگ کرتا جا رہا تھا۔

ویسے مہزلہ بچی ہی تھی اگلے ہی پل زرم خانزادہ کے دل نے اقرار کیا تھا دونوں کو دیکھ کر اور دونوں کے ہنسنے کی آوازیں اپنے کانوں میں سنتے زرم خانزادہ کی ساری تھکن پل میں ہی اڑن چو ہوئی تھی۔

اپنے چہرے پر مصنوعی غصہ اور سپاٹ سے تاثرات سجاتے وہ ان دونوں کی کلاس لینے ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

کیا کر رہے ہو تم دونوں یہاں پر بچے ہو جو مٹی میں کھیل رہے ہو وقت دیکھا ہے شام کا ٹائم ہو رہا ہے اگر مٹی میں سے کسی چیز نے کاٹ لیا تو زرم خانزادہ کی غسیلی بھری آواز سن کر روحان اور مہزلہ جو ہنس رہے تھے دونوں ہی زرم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے چہرے پر کوئی غسیلے تاثرات کو دیکھ کر روحان جلدی سے مہزلہ کی گود میں چھپا تھا جو خود کہی چکنے کے لیے جگہ ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ وہ وہ اب وہ وہ کیا لگا رکھی ہے بتاؤ مجھے یہاں پہ دونوں کیوں کھیل رہے ہو اندر کیوں نہیں گئے زرم خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے کہا تھا دونوں کے ہی چہرے اس وقت زرد پڑ رہے تھے اس کے ڈر و خوف سے زرم کو نہیں پتہ تھا کہ وہ اپنے دونوں بچوں کو اس طرح سے ڈرا سکتا ہے۔

دونوں کو ہی چپ دیکھ کر زرم خانزادہ نے انہیں کہا کہ چلو اب اوپر کمرے
میں دونوں زرم خانزادہ نے کہا تو مہزلہ اور روحان کو ایسا لگا جیسے کہ وہ انہیں
کمرے میں سزا دینے کے لیے جا رہا ہے۔۔

وہ دونوں بھی چپ چاپ اٹھے اور اس کے پیچھے پیچھے چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھاتے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے لاؤنج میں سے گزرتے
ہوئے برلاس خانزادہ نے اپنی چوٹی بہن کو اس طرح سے مٹی میں کھیلنے اور
ساتھ ہی اس چھوٹے ٹڈے روحان کو مٹی میں لت پت دیکھا تو اس کی ہنسی
بے ساختہ تھی مہزلہ اور روحان دونوں نے اسے جن نظروں سے دیکھا تھا
وہ اپنی ہنسی کو بالکل بھی دبائے رکھا تھا دونوں کی نظروں میں اس وقت التجا نظر
ارہی تھی کہ جیسے وہ انہیں اس کھڑوس سے بچالے برلاس بھی لا پر واہ بنتا
ان دونوں کو زرم خانزادہ کے پیچھے جانے کے مزید اشارے کر رہا تھا کہ جاؤ
جاؤ۔۔

برلاس خانزادہ کے ساتھ بعد میں نیپٹنے کا سوچ کر مہزلہ اس وقت روحان کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

زرم خانزادہ نے اس وقت مہزلہ کو اندر جا کر نہانے کا اشارہ کیا تھا ساتھ ہی اپنے رف سی شرٹ اور ٹراؤزر بھی اسے پکڑائی تھی تاکہ وہ ابھی پہن سکے بعد میں کمرے میں جا کر وہ اپنی ڈریس پہن سکتی تھی۔۔

مہزلہ اس کے حکم کی تابعدار بنتی جلدی سے کپڑے لے کر واش روم کے اندر جانے والی تھی کہ پیچھے سے روحان نے اس کی قمیض سے اسے پکڑ کر کہا تھا کہ پارٹنر مجھے اکیلا چھوڑ کر جاؤ گی روحان نے جس انداز سے کہا تھا مہزلہ کا بالکل بھی دل نہیں چاہا اس زرم کے پاس روحان کو چھوڑنے کا۔۔

پارٹنر کے بچے ذرا یہاں اؤتمہاری تو میں کلاس لیتا ہوں اور جاؤ تم یہاں پر کھڑی ہو اب تک روحان کو اپنے پاس بلا کر اور مہزلہ کو واش روم کی طرف بھیج کر روحان کو اپنے پاس کھڑا کر کے گٹھنے کے بل زمین پر بیٹھتا ہوا روحان کی طرف دیکھنے لگا۔۔

ہاں تو اب تم بتانا پسند کرو گے کہ لان میں کیوں گئے تھے مٹی میں کھیلنے زرم خانزادہ نے اپنی خوبصورت سے خانزادے کو دیکھا جس کا سفید سا چہرہ مٹی سے بھرا ہوا تھا۔

میں تو نہیں گیا تھا وہ تو پار ٹرنے کہا تھا لٹل فیری نے کہ میرے ساتھ کھیلنے چلو روحان معصوم بنتا سارا الزام ہی مہزلہ پر ڈال گیا تھا اور مہزلہ بیچاری اندر اس کی فکر میں گھل رہی تھی کہ زرم اسے کہیں ڈانٹ نہ دے۔

اچھا ایسی بات ہے زرم نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے اپنے بیٹے کے چہرے پر لگی مٹی کو ہاتھوں سے صاف کر کے کہا تھا تو روحان نے بھی زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا جیسے کہ اس کے باپ کو پتہ نہیں تھا کہ اس کا بیٹا اس وقت جھوٹ بول رہا ہے۔

پھر تو اپ کی پار ٹرن کو سزا دینی چاہیے ابھی وہ باہر نکلتی ہے تو میں اس کو سزا دوں گا اور ایک ٹانگ پر دو گھنٹے کے لیے کھڑا کروں گا زرم خانزادہ نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا اس کی بات سن کر تو روحان کے چہرے کی ہوائیاں

اڑی تھی اپنے بیٹے کو اس طرح سے دیکھ کر زرم کا دل چاہا کہ وہ قہقہے لگا اٹھے وہ سمجھدار بننے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے نہیں پتہ تھا کہ سامنے بھی اس کا باپ ہے۔۔

نہیں نہیں بابا باپ پارٹنر کو کوئی بھی سزا امت دینا باپ مجھے سزا دے دیں روحان نے جلدی سے لائن پر اتے اپنے باپ سے کہا تھا ابھی مزید زرم اسے کوئی جواب دیتا کہ مہزلہ واش روم کا دروازہ کھول کر اس کے شرٹ اور ٹراؤزر کو پہنے باہر نکلی تھی مہزلہ کو اپنے شرٹ اور ٹراؤزر میں دیکھ کر زرم خانزادہ کا دل مچلا تھا۔۔

نایورٹن گوجاؤ اور اب تم نہا کر او زرم خانزادہ نے اسے اس کے کپڑے دیے اور اسے واش روم کے اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔

روحان بھی جلدی سے اپنے کپڑے لیتا واش روم کے اندر بھاگ گیا تھا وہ ایک سمجھدار بچہ تھا اور اب وہ خود سے ہی اپنے سارے کام کیا کرتا تھا اس لیے زرم بھی اسے خود سے ہی اس کے سارے کام کرنے بھی دیتا تھا۔۔

چلو اب تم ادھر اؤ اور بتاؤ مجھے کہ کیوں مٹی میں کھیل رہے تھے بچے ہو تم
دونوں زرم خانزادہ نے مہزلہ کو اپنے سامنے کھڑا کرتے اس کا ہاتھ اٹھاتے
آستین کو فولڈ کرتے کہا تھا جس میں اس کے ہاتھ پوری طرح سے چپ گئے
تھے۔۔

میں میں توٹی وی پر کارٹون دیکھ رہی تھی روحان ہی خود ایا تھا کہ اؤ کھلتے ہیں
مہزلہ کا جواب سن کر اس بار زرم نے اپنی مسکراہٹ کو روکا نہیں تھا اس
کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اس کا دل چاہا کہ وہ قہقہے لگا
کر ہنسنے کس طرح سے اس کی منکوحہ اس کے بیٹے پر الزام لگا رہی تھی اور
اس کا بیٹا اس کے منکوحہ پر الزام لگا رہا تھا دونوں اپنے بچوں جیسے دماغ کا
ثبوت دے رہے تھے زرم اب مہزلہ کے قدموں میں بیٹھانچے سے اپنی
ٹراؤزر کو بھی پنچوں سے فولڈ کر رہا تھا کیونکہ وہ حد سے زیادہ مہزلہ پر لمبی
تھی۔۔

شرٹ اور استینوں کو فولڈ کرنے کے بعد زرم خانزادہ نے اس کا چہرہ اٹھایا اور اس کے سفید سے مومی گال پر اپنے لب رکھے تھے پہلی بار مہزلہ کو محسوس کرتے زرم خانزادہ کی روح میں سکون سرایت کر گئی تھی۔۔۔ اس اچانک ہوئے عمل پر مہزلہ بری طرح سے گھبراتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اپنے لرزتے ہوئے جسم پر قابو پانا چاہتی تھی۔۔۔ زرم خانزادہ نے اسے اپنے مزید قریب کیا اور اپنی گود میں اٹھاتے اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھایا تھا اور کہا کہ کیا میں تمہاری سانسوں پر پہرے بیٹھا سکتا ہوں۔۔۔

زرم کی بات مہزلہ کے سر کے اوپر سے گزری تھی اسے سمجھ نہ آیا دھڑکتے ہوئے سانسوں کے ساتھ اس نے زرم کی طرف نہ سمجھ نظروں سے دیکھا تو اس کی نہ سمجھی پر زرم گہرا مسکرایا تھا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتے وہ اس کی سانسیں گھونٹ گیا تھا۔۔۔

اس کا سکون اس کی بیوی اس کے پاس تھی تو وہ کیوں کر اپنی بیوی سے دور رہتا شدت سے اس کے لبوں کو چومتے ہوئے زرم خانزادہ نے اپنی بیوی کہ گردن کے پیچھے ہاتھ ڈال کر اسے اپنے مزید قریب کیا مہزلہ کا دل دھڑکتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں تھا لیکن زرم خانزادہ اس پر مزید اپنی شدتیں بڑھاتا چلا گیا تھا۔

اس کے لبوں سے خود کو سیراب کرنے کے بعد گرم خان زیادہ نہیں اس کے لبوں کو ازادی بخشی اور محض لاکھوں میں انسولین گہری گہری سانسیں بھرتی حواس باختہ سی نظر آرہی تھی۔

زرم خان زادہ اہستہ اہستہ اس کی پیٹھ کو ر ب کرتے ہوئے اسے اپنے قریب کرتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا مہزلہ کی سانسیں ابھی تک روانی میں ہی نہیں آرہی تھی۔

اس سے پہلے کہ زرم خانزادہ مزید کچھ کہتا روحان بھی باہر آیا تھا اور روحان کو بھی اٹھا کر زرم نے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھاتے ڈرائیئر کو ان کرتے ان دونوں کے بال سکھانا شروع کر دیے تھے۔

مہزلہ بھی اب نظریں چراتے انکھیں نیچے کیے بالکل چپ چاپ بیٹھی تھی جب کہ روحان ابھی بھی کسی نہ کسی طرح شرارت کرنے میں مصروف تھا۔

مہزلہ کو چپ دیکھ کر زرم خانزادہ نے ڈرائیئر بند کیا اور دونوں کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا تھا کہ میرے بچے اور دونوں کو ہی اپنے سینے سے لگایا تھا روحان تو بڑ چڑ کر اپنے بابا کی گود میں چڑھ گیا تھا حالانکہ مہزلہ زمین پر کھڑے ہی اس کے سینے میں اپنا چہرہ چپا چکی تھی اس کے گال اس وقت سرخ ہو رہے تھے اور وہ زرم سے چھپانا چاہ رہی تھی کہ وہ شرمارہی ہے۔ چلو جاؤ اب تم اپنے کمرے میں جا کر چینج کرو اس کے بعد نیچے کھانا کھانے جانا اور اپ جلدی سے جا کر اپنے سکول کا ہوم ورک فنش کریں زرم نے

دونوں کو ہی کام پر لگا کر ان دونوں کو ہی کمرے سے بچ کر اپنے تڑپتے
بھڑکتے جذبات پر قابو رکھ لیا تھا۔

مسکراتے ہوئے اس نے بھی اپنا ایک سوٹ نکالا اور واش روم کی طرف
فریش ہونے چلا گیا تھا۔

— — — — —

مہزلہ میری بات سنو اور زلہ نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے مہزلہ کے
کمرے میں داخل ہوتے بولا مہزلہ جو بیڈ پر بیٹھی اپنے کتابوں کو ارد گرد
پھیلانے پڑھائی کرنے میں مصروف تھی اپنی آپ کی بات سن کر ان کی
طرف متوجہ ہوتے ہاں میں سر ہلاتے جیسے انہیں کہنے کا اشارہ کیا تھا۔
وہ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے اور زلہ کو بہت عجیب لگ رہا تھا
اپنی چھوٹی بہن کو بتاتے ہوئے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ آسٹریلیا جائے یا

پھر نہیں لیکن وہ کیا کرتی آرش بھی تو ضد لگا کر بیٹھا تھا کہ اسے اپنے ساتھ ہر حال میں لے کر جانا ہے تو جانا ہی ہے۔۔

وہ وہ کیا میں ایک ہفتے کے لیے اگر بیرون ملک چلی جاؤں تو تمہیں یہاں پر رہنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اور زلہ نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا تھا وہ ابھی ڈائریکٹلی اسے یہ نہیں بتا پائی تھی کہ وہ آرش کے ساتھ آسٹریلیا جانے کی بات کر رہی ہے۔۔

اوہو آپ کی کیا ہو گیا ہے اگر یہ بات آپ مجھے ہاسٹل میں بتاتی تو میں آپ کو بالکل بھی جانے نہیں دیتی لیکن یہاں پر تو ملیر لالا لالا ہے برلاس لالا ہے اور زر کچھ نہیں بس آپ جائیں مہزلہ زرم کا نام لیتے لیتے چپ ہوئی تھی اس کے گالوں پر اس کا نام لیتے سرخی پڑ گئی تھی زرم کے اس عمل کو سوچتے ہوئے بے ساختہ ہی مہزلہ کا دل بھی دھڑکا تھا اور اس بے شرم نے کس طرح سے اس کے گال پر کیس کیا تھا اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے اپنا

چہرہ چھپائے وہ تکیے پر اپنا سر پٹخ چکی تھی کیونکہ اس کے گال پوری طرح سے سرخ ہو چکے تھے۔۔

اور زلہ حیران سی اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جو زرم کا نام لیتے لیتے رکی تھی زرم کا نام لینے پر اس کے چہرے کی سرخی کو دیکھتے اور اسے اس طرح سے شرماتے تکیے میں اپنا سر پٹکتے دیکھ کر اور زلہ کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آئی تھی اپنی معصوم سی بہن پر اور اس کی حرکتوں کو دیکھ کر۔۔

اوہو اب تو اپنی بہن سے چپکے چپکے شرمایا بھی جا رہا ہے مہزلہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور زلہ نے مزید اسے چھیڑا تھا جس پر روہان سے ہوتی وہ تکیے سے اپنا چہرہ نکالتے ہوئے چلاتے ہوئے بولی تھی کہ اپ بھی نہ کریں ناکیا ہو گیا ہے اپ کو اور مہزلہ کی روہانسی اور چلاتی ہوئی آواز کو سن کر اور زلہ کا ناچاہتے ہوئے بھی اس بار دلکش سا قہقہہ کمرے کے در و دیوار میں گونجا تھا۔۔

ہائے میری معصوم سی بہن چلو نہیں کہتی میں تمہیں کچھ بھی میری بات کا جواب دو میں ایک ہفتے کے لیے آسٹریلیا چلی جاؤں وہ وہ بھی آ آ آر ش کے

ساتھ اور زلہ نے ڈرتے ڈرتے اب اپنی معصوم سی بہن کو ساری بات بتائی تھی۔۔

کیا آپ واقعی میں آر ش لالا کے ساتھ آسٹر یلیا جانا چاہتی ہیں مہزلہ نے حیران ہوتے کہا تھا وہ کہاں جانتی تھی کہ اس کی آپ کا دل اب اہستہ اہستہ سے اپنے منکوح کے لیے نرم ہو رہا ہے اسی لیے تو وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔۔

اپنی آپ کی بات سن کر مہزلہ نے بھی اپنی آپ کو تسلی دی اور کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنی اپ چلی جائیں میں یہاں کسی کو بالکل بھی تنگ نہیں کروں گی اور سب کی بات مانوں گی اور اچھے بچوں کی طرح رہوں گی میری وجہ سے آپ اپنا ٹرپ کینسل نہ کریں اور اپ جائیں انجوائے کریں لیکن ہاں مجھے پکچر ضرور بھیج دیے نا مہزلہ نے اپنی آپ کے چہرے کی چمک اور آنکھوں میں سوال کو دیکھتے ہوئے انہیں جلدی سے جانے کے لیے رضا مندی دی تھی اور اور زلہ بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتے اس کے پاس جاتے اس کے

ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد اس کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی یہ خوشخبری آرش کو بتانی تھی کہ وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے راضی ہے۔۔

اور زلہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی کمرے کے اندر داخل ہو کر اس نے سب سے پہلے فون اٹھایا اور آرش کو کال کر کے کہا کہ میرے کمرے میں انا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے سنجیدہ سے لہجے میں کہتے ہوئے اور زلہ نے اسے تنگ کرنا چاہا تو دوسری طرف آرش خانزادہ بھی بوکھلاتا ہوا سیکنڈ سے پہلے اس کے کمرے میں پہنچا تھا۔۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا اس طرح سے مجھے اپنے کمرے میں ار جنٹلی کیوں بلایا ہے کسی نے کچھ کہا ہے کہیں درد ہو رہا ہے بتاؤ مجھے چپ کیوں کھڑی ہو آرش خانزادہ نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے اس کی فکر میں گھلتے ہوئے کہا تھا اور زلہ بیٹھ کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جو اس کے

دونوں بازوؤں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے جھنجھوڑتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا کہ اسے کیا ہوا ہے اس کی فکر کو دیکھتے ہوئے اور زلہ مسکرائی تھی۔ اور کہا کہ میں آپ کے ساتھ آسٹریلیا جانے کے لیے تیار ہوں میں مہزلہ سے بات کر چکی ہوں وہ کہتی ہے کہ آپ اپنی چلی جائیں اور زلہ نے اسے یہاں بلانے کی وجہ بتائی تو آرش خانزادہ صدمے کی حالت میں منہ کھولے اپنی آنکھوں کو ان کی سائز سے بڑا کیے اور زلہ کی طرف حیرانی سے دیکھ رہا تھا اسے ابھی تک اور زلہ کی باتوں پر یقین بالکل بھی نہیں رہا تھا کیا واقعی ہی وہ اس کے ساتھ آسٹریلیا جا رہی تھی۔

سچ سچ سچ میں میں آرش خانزادہ کی زبان بے ساختہ ہی بولتے ہوئے لڑکھرائی تھی اور اس کی لڑکھڑاتی زبان کو دیکھ کے ہوئے اور زلہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

آرش خانزادہ بے حد خوش تھا وہ اپنی خوشی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا اس کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری تھی اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ اپنے

کس عمل سے وہ اور زلہ کو بتائے کہ وہ کتنا خوش ہے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کو بھی دیکھتے ہوئے وہ کتنا خوش تھا۔

بے ساختہ ہی آرش خانزادہ نے اس کے مسکراتے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھر کر اپنے قریب کیا اور اس کے پنکڑیوں جیسے نرم لبوں کو اپنے سخت عنابی لبوں کی قید میں لیتے ہوئے اس سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگا۔

اس اچانک ہوئے افتداد پر اور زلہ بری طرح سے حواس باختہ ہوتی اسے خود سے جھجھوڑتے دور کرنے میں لگی تھی لیکن آرش خانزادہ تو اس کے لبوں کا جام پیتا اسے بس یہ بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کتنا خوش ہے۔

قطرہ قطرہ کر کے اس کی سانسوں کو پیتا خود کو سیراب کرتا آرش خانزادہ اس کے بالائی لب کو سک کرنے کے بعد اس کے نچلے لب کو دانتوں تلے

چباتے گہرا کٹ لگاتے خون کی بون کو اپنے لبوں سے نہایت ہی رومینٹک انداز میں چومنے کے بعد اسے اپنے قریب کرتا اس قدر زور سے اپنے سینے

میں بچ چکا تھا کہ اور زلہ کی دھڑکنیں اس کے سینے سے مس ہوئی تو دونوں کے ہی دل کے شور بلند ہوئے تھے۔

اور زلہ کا چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا گہراتے ہوئے وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں تھی اسے بالکل بھی یقین نہیں رہا تھا کہ آرش ایسی حرکت کر سکتا تھا اور آرش جو خوشی میں تھا اسے بالکل اپنی بھی سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ اس وقت کیا کر رہا ہے اسے تو بس اپنی خوشی کا کسی بھی طرح سے اظہار کرنا تھا اور وہ کر بھی چکا تھا شدت سے اس کی کمر میں اپنی باہوں کو ڈالے وہ ابھی تک اسے اپنے سینے میں بچے ہوئے تھا۔

چھوڑیں مجھے کیا ہو گیا ہے میری ہڈی پسلی توڑنے کا ارادہ ہے کیا آرش خانزادہ کی گرفت لمحہ بہ لمحہ اپنی کمر پر مضبوط ہوتے دیکھ کر اور زلی نے نہ چاہتے ہوئے بھی گٹھی گٹھی آواز میں کہا تھا۔

میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ اس وقت میں کتنا خوش ہوں ہم دونوں وہاں پر اکیلے جائیں گے بہت سارہ وہاں پر گھومیں گے جو جو چیز تمہیں چاہیے وہ میں

سب کچھ تمہیں دیلا دوں گا کچھ وقت کے لیے ہم سب لوگوں سے دور جا کر اکیلے ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں گے ایک دوسرے کو سمجھیں گے تو سمجھ پائیں گے ایک دوسرے کی غلط فہمیاں دور کریں گے آرش خانزادہ نے اسے دونوں کندوں سے مضبوطی سے تھامتے ہوئے اسے پورے کمرے میں گول گول گھمایا تھا اس کی خوشی تھی کہ بس ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اور زلہ بھی اب حیران ہوتے اس کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اس نے ایسی بھی کون سی اتنی بڑی بات بتادی تھی کہ اس کے شوہر کی خوشی ہی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

حیران ہو کر مت دیکھو میرا دل اس وقت شدت سے چاہ رہا ہے کہ تمہیں چوم لوں تمہارے اس خوبصورت سے چہرے پر اپنی بوسوں کی بو چھاڑ کر دوں کیا تم ناراض تو نہیں ہوگی آرش خانزادہ نے اس قدر بچوں کی طرح التجا کرتے ہوئے اور زلہ سے پوچھا کہ اور زلہ کا دل بے ساختہ ہی دھڑکا تھا

اس کی بے باک باتوں کو سن کر اور زلہ نے جلدی سے اپنے چہرے پر سختی
سجا کر اسے بالکل نوکاسائن دیا تھا۔

اچھا اچھا نہیں کرتا تمہیں کس لیکن یہاں پر او اور مجھے بتاؤ کہ ہم وہاں پر جا
کر کیا کریں گے اور تمہارے کیا پلانز ہیں آرش خانزادہ اب اسے اپنے
ساتھ لے کر صوفے پر بیٹھتا اس سے اس کے پلانز کے بارے میں پوچھنے
لگا اور زلہ جتنی حیران ہوتی اتنا ہی کم تھا آخر اس نے آرش کا یہ روپ بلا اب
سے پہلے کب دیکھا تھا کہ وہ اس کے لیے اس کے ساتھ وقت گزارنے کے
لیے اتنا تناولہ ہوا جا رہا ہے کہ وہ ابھی سے ہی سب کچھ طے کرنے میں لگا ہوا
ہے۔۔

ابھی تو میرے کچھ بھی پلان نہیں ہے یہ تو آسٹریلیا جا کر ہی پتہ لگے گا کہ ہم
نے وہاں کیا کرنا ہے ابھی میری بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے تو کیا میں کام کر
لوں اور زلہ نے جلدی سے اسے کمرے سے بیچنا چاہا تھا اس کی چہرے کی

خوشی کو دیکھتے ہوئے اور زلہ کو ڈر تھا کہ کہیں اسے اس کی نظر ہی نہ لگ جائے۔۔

بہت کھڑوس ہو تم ہمیں ابھی پلان کرنا چاہیے اور تم ابھی کام کرنے میں لگ جاؤ گے آرش نے تو اس طرح بچوں کی طرح منہ پیلاتے کہا تھا کہ اور زلہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھی تھی۔۔

ہاں تو آپ کے ساتھ جانے کے لیے مجھے سب سے پہلے اپنے کام تو سارے نیٹانے ہوں گے نا اس کے بعد ہی میں وہاں آرام سے جا سکوں گی ورنہ اگر یہاں پر کام کا پریش ہو گا تو میں وہاں پر انجوائے بھی نہیں کر سکوں گی اور زلہ نے بھی مسکرا کر اسے جواب دیا تھا اور ساتھ ہی ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے اسے ان کرنے لگی اشارہ صاف تھا کہ اب کوئی بات نہیں کرنا اس کی میٹنگ سٹارٹ ہونے والی ہے آرش خانزادہ بھی منہ پھلاتا اس کے کمرے سے چلا گیا تھا اسے اس کے کام میں وہ ڈسٹرب بالکل بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اور ویسے بھی اچھی بات ہی تھی کہ وہ ابھی سے اپنا سارا کام نیٹالے بعد میں وہاں جا کر ایک ہفتے کے لیے تو وہ اسے بالکل بھی کام کو ہاتھ بھی لگانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

آر ش خانزادہ اب خوشی خوشی اپنے کمرے کی طرف بڑھتا ذہن میں بہت ساری سوچے لیتے وہ آسٹریلیا جانے کے پلان بنا رہا تھا۔

سب سے پہلے تو کمرے کے اندر داخل ہو کر اس نے جلدی سے اپنا موبائل نکالا اور آسٹریلیا کی سب سے بیسٹ جگہ پکنک کو سرچ کر کے دیکھنے لگا بہت ساری خوبصورت جگہیں تھیں جو ایک ہی بار سرچ کرنے میں آگئی تھی ان سارے خوبصورت مقامات کو دیکھتے ہوئے آر ش نے دل میں یہی سوچا تھا کہ ساری جگہوں پر وہ اور زلہ کو گھمانے ضرور لے جائے گا وہ تو ابھی سے اتنا خوش ہو رہا تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ اس خوشی میں وہ کل کی فلائٹ بک کر چکا ہے اور اس نے ابھی تک پیکنگ بھی نہیں کی۔

پیکنگ تو جلدی جلدی سے ہو جانے کی لیکن وہ اور زلہ کو بتا نہیں پایا تھا کہ اس نے کل کی فلائٹ بک کر لی ہے رات 10 بجے کی ابھی تو تقریباً شام کے ساتھ بج رہے تھے اور کل 10 بجے تک جانا تھا تو وہ اور زلہ کو صبح ہی بتانے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ اپنے سارے کام جلدی جلدی سے نپٹاتے ہوئے اس کے ساتھ اس کے سپنوں کے شہر میں داخل ہو جہاں پر صرف ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہ ہو ان کے بیچ۔۔

مسکراتے ہوئے آرش نے بھی اب اپنے موبائل کو سائیڈ پر رکھا اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے سارے پینڈنگ کام کو جلدی جلدی سے نپٹا کر اپنے سیکرٹری کے حوالے کرنا چاہتا تھا کہ اس کے آسٹریلیا چلے جانے کے بعد پاکستان سے اسے اپنے افس کی طرف سے ایک فون بھی نہ آئے۔۔

آرش خوش تو بہت تھا اور وہ اور زلہ کو اپنے ساتھ اسی لیے لے کر جانا چاہتا تھا کہ وہاں جا کر اس کی ساری محرومیوں کو دور کر سکے اور اسے جی بھر کر پیار کر سکیں۔۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ کیا وہ اور زلہ کو خوش کر پاتا اور کیا اور زلہ اپنے دل کو مزید نرم کرتے اپنے ہی شوہر کو معاف کر پاتی اور اس کی خوشیوں میں خوش ہوتی یا پھر نہیں یہ تو انے والے وقت میں ہی پتہ چلتا تھا۔

&&&&&

اس وقت کہاں جا رہی ہو تم پتی دوپہر میں باہر کیوں جانا ہے تم نے اور وہ بھی اتنا تیار ہو کر بصیر خان زادہ جواج جلدی ہی اسلام آباد سے حویلی میں لوٹ آیا تھا کیونکہ وہ کچھ ٹائم زریش کے ساتھ سپینڈ کرنا چاہتا تھا لیکن زریش کو اس پتی دوپہر میں حویلی سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ حویلی کے اندر لاتے پوچھا تھا۔

اپ کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ میں کہاں جاؤں اور کہاں نہیں چھوڑیں میرا ہاتھ مجھے میرے دوست کے گھر جانا ہے چھوڑیں زریش

خانزادی نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا جو بصیر خانزادہ کے سخت گرفت میں قید تھا۔۔

اب تمہارے سارے راستے میرے سے ہو کر ہی نکلتے ہیں تو ایسا تو بالکل بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اپ کو کیا فرق پڑتا ہے ٹھیک ہے بات سمجھا رہی ہے نا تمہیں بصیر خانزادہ نے اسے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لا کر چھوڑا اور کمرے کا دروازہ لاک کرتے ہوئے اس کی طرف اپنے قدم بڑھاتے کہا تھا۔۔

جانے دو مجھے یہاں سے ورنہ میں سب کو یہاں بلا کر اکٹھا کر لوں گی بے شرم خانزادے ہر وقت مجھے روم میں بند کرتے رہتے ہو جہاں کہیں بھی موقع ملتا ہے تو زربیش خانزادی نے اس بار اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تھا اس وقت تو اتنا خوبصورت تیار ہوئی تھی اور اب وہ پتہ نہیں کریک دماغ والا خانزادہ کہاں سے ٹپک پڑا تھا کہ اب وہ اسے جانے نہیں دینا چاہ رہا تھا۔۔

ہاں تو میں کام سے اسی لیے جلدی آیا ہوں تاکہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کر سکوں بصیر خانزادہ نے اس کے خوبصورت سے چہرے کو لائٹ میک اپ میں دیکھ کر جیسے مدہوش ہوا تھا اس کے نین نقش بہت ہی اٹریکٹو تھے اور میک اپ کر کے اسے خوبصورت اور بھی بنا دیا گیا تھا اس کے بھرے بھرے لبوں پر پنک گلوں کا اس وقت بصیر خانزادہ کو بری طرح سے اپنی طرف اٹریکٹ کر رہی تھی۔

بصیر خانزادہ کی نظروں کو اپنے لبوں پر دیکھتا پا کر زریش نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ اپنے لبوں پر رکھتے انہیں چھپایا تھا جیسے کہ وارن کیا تھا کہ اس کی تیاری کو بالکل بھی خراب نہ کرنا اسے اپنی دوست کے گھر جانا ہے۔

چلو ایک ڈیل کرتے ہیں مجھے ایک گھنٹہ دو تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا ہے میں نے اس کے بعد میں خود تمہیں تمہارے دوست کے گھر چھوڑ کر اوں گا لیکن یہ ایک گھنٹہ بالکل میری مرضی کا ہو گا میں جو بھی کروں تم

مجھے بالکل بھی منع نہیں کرو گی بصیر خانزادہ نے چالا کی سے اس کے سامنے
اپنی شرط رکھی تھی۔۔

زرباش نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا جو اپنے چالا کی میں ایک خانزادی
کو پنسا رہا تھا زرباش خانزادی اگے ہوئی اور اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھوں
کو گاڑتے ہوئے کہا تھا کہ نادان لڑکیوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جو اپنی
چالا کی میں پھسا لوگے کیا میں تمہیں یا پھر تمہاری بے شرمی کو جانتی نہیں
ہوں جو میں ایک گھنٹہ خود کو تمہارے حوالے کروں گی اور جیسا کہ مجھے پتہ
نہیں ہے کہ تم اس ایک گھنٹے میں میرے ساتھ کیا کیا کرو گے میری پوری
تیاری کو تم بگاڑ کے رکھ دو گے اسی لیے ایسا کرنے کا یا پھر اس شرط کو ماننے کا
تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا زرباش خانزادی نے عقل کو استعمال میں لاتے
ہوئے بصیر خانزادہ کو جواب کیا تھا۔۔

اوواؤ میں نہیں جانتا تھا کہ میری بیوی میری خانزادی اتنی عقلمند ہے لیکن تم
جتنی بھی عقلمند ہو جاؤ کیا فائدہ جو میں نے کہا ہے وہ تو میں کر کے ہی رہوں گا

تمہیں اپنے پاس سے دور تمہیں بالکل بھی نہیں چھوڑ سکتا بصیر خانزادہ نے
کہا ساتھ ہی اس کا نازک سامر مری ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اس پر اپنے
لبوں کا لمس چھوڑا تھا۔

مونچوں کی چبن کو محسوس کرتے زرش خانزادی کا پورا وجود اندر سے
کانپ گیا تھا۔

چھوڑو مجھے اور جانے دو یہاں سے میری دوست کا آج برتھ ڈے ہے اور
مجھے اس کے گھر جانا ہے تو جانا ہے مجھے مورے سے اجازت لے چکی ہوں
زش خانزادی نے خونخواہر نظروں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا تھا جس کے ارادے اس کی تیاری کو فل بگاڑنے کے لگ رہے تھے۔

ہر گز نہیں تم بالکل بھی نہیں جاؤ گی جب تک میں تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ
نہیں کر لے تا سچ مانو مجھے میری طبیعت بہت ڈاؤن ڈاؤن سی فیل ہو رہی ہے
تمہارے لبوں کو چوم کر میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا اور تمہاری ان نازک
سے دھڑکنوں کو اپنے لبوں سے چوتے یقین مانو میں بالکل فٹ فٹ ہو

جاؤں گا بصیر خان زادہ نے بے باکی کی حد کرتے ہوئے اسے اپنے قریب کھینچا
اور دیوار سے پن کرتے ہوئے اس کے ارد گرد اپنے ہاتھوں کو رکھتے اسے
جیسے قید کیا تھا۔

میں بتا رہی ہوں اگر تم نے میری تیاری ذرا سا بھی خراب کرنے کی کوشش
کی تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی اور میں بالکل بھی تمہاری بات نہیں
مانوں گی پھر زریش خانزادی نے اسے پہلے ہی وان کیا تھا وہ اس وقت بہت
خوبصورت لگ رہی تھی اپنے مطابق لیکن اس وقت وہ بصیر خانزادہ کے
دل میں ہلچل مچا چکی تھی سمپل سی ریڈ کلر کی کرتی اور ساتھ ہی ریڈ کلر کا کھلا
سائٹراؤزر اور ریڈ کلر کے دوپٹے کو اپنے گلے میں ڈالے بالوں کو کھلا چھوڑی
ڈیسنٹ سامیک اپ کیے وہ اس وقت سچ میں ہی بصیر خانزادہ کے جذبات کو
جگا چکی تھی۔

کوئی بات نہیں میری جان تم دوبارہ سے تیار ہو جانا بصیر خانزادہ نے جیسے
اس کی بات کو مذاق میں اڑایا تھا اور ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھ اس کے دل

کے مقام پر رکھتے اسے نرمی سے سہلاتے جیسے زربش کو بھی اپنے ساتھ
مدہوش کرنا چاہا تھا۔۔

زربش سرخ پڑتی اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتی اس کے ہاتھ کو اپنے
دھڑکنوں پر سے ہٹانا چاہ رہی تھی لیکن بصیر خانزادہ نے اس کے دونوں
ہاتھوں کو اس کے کمر پر پن کرتے ہوئے اب اپنے ایک ہاتھ سے ہی زربش
کے دل کے مقام کو ہاتھوں میں بھرے سہلاتے ہوئے اسے مدہوش کر رہا
تھا۔۔

زربش خانزادی کو اپنے جسم میں تتلیاں پڑھتے محسوس ہو رہی تھی اس کا
دل ڈوب کر ابھرا تھا گلے میں گلٹی بھر کر معدوم ہوئی تھی بصیر خانزادہ اس
کو مدہوش کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی زربش خانزادی
انکھیں بند کرتی خود پر قابو پاتے اسے کسی بھی طرح سے خود سے دور کرنا
چاہا تھا لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی۔۔

دور ہو جاؤ بے شرم خانزادے میں ناراض ہو جاؤں گی تم سے زریش
خانزادی نے مدہوش ہوتے اس کے کان میں سرگوشی نماوازا میں کہا اور
ساتھ ہی اس کی کان کی لوں کو دانتوں تلے زور سے دباتے وہ اس بار بصیر
خانزادہ کو سسکی لینے پر مجبور کر چکی تھی۔

وہ پہلی ایسی بے باک خانزادی تھی جو اپنے شوہر کو سسکیاں لینے پر مجبور کر
رہی تھی۔

بصیر خانزادہ نے اب دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ اپنے کان سے پیچھے
کرتے اس کے لبوں پر شدت سے جھکتے اس کے نچلے لب کو اپنے دونوں
لبوں میں بھرے انتہائی رومینٹک انداز میں چومنے لگا۔

بصیر خانزادہ زریش کو دیکھ رہا تھا جو اپنی ضد پر اڑی اپنے منہ کو سختی سے بند
کیے اسے کس کرنے سے جیسے روک رہی تھی بصیر خانزادہ بھی اپنا ہاتھ سختی
سے اس کے جبرے پر رکھتے ہوئے اس کے منہ کو کھولتا اب زریش کی
سانسیں اس کی حلق میں گھونٹ رہا تھا۔

بصیر خانزادہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتے
دیوار سے پن کیا تھا جو اسے بار بار اپنی کس کے دوران ڈسٹرب کر رہے
تھے۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کے دونوں لبوں کو اپنی شدت سے سرخ پڑتا دیکھ کر
اور اسے مزید اپنے کس کی وجہ سے سانسیں نہ لیتے دیکھ کر وہ پیچھے ہوا تھا اور
مسکراتے ہوئے زربیش خانزادی کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ رہا تھا جو وہ دو
منٹ میں ہی بگاڑ چکا تھا گہری گہری سانسیں بھرتے زربیش خانزادی اس
وقت اس کا دل پوری طرح سے ڈگمگا رہی تھی۔۔

زربیش خانزادی نے اپنا بگڑا ہوا تنفس بحال کرنے کے بعد اسے خونخوار
نظروں سے دیکھا تھا اور بصیر خانزادہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کو
دیکھتے ہوئے تو زربیش خانزادی کا غصے سے برا حال ہوا تھا اس نے اس کی
حالت پوری بگاڑ دی تھی اس کی قمیض کو شکنوں سے بھر دیا تھا اور اس کے

لبوں پر سے اس نے لپسٹک کو بھی کھالیا تھا تقریباً اس کے بال بھی بگڑ چکے تھے۔۔

بصیر خانزادہ کی طرف بڑھتے زریش خانزادی میں اب جیسے ہی غصے نے انگڑائی لی تھی تو اسے اس بار اپنے قریب کرتے ہوئے زریش خانزادی نے بھی اپنا بدلہ اتارنا چاہا لیکن اس کے بدلہ لینے کا انداز نہایت ہی یونیک تھا اس کی قمیض کے بٹنوں کو کولتے ہوئے اس قدر زور سے اپنے دانت اس کے سینے پر گاڑھے تھے کہ بصیر خانزادہ کے چہرے پر درد بھری میٹھی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔

وہ اسی لیے تو زریش خانزادی کو چھیڑتا تھا تا کہ وہ غصے میں آئے اور اپنا وائٹلڈ ایگریسور میمنس اس کے ساتھ کرے اور اس وقت بھی زریش خانزادی کافی غصے میں لگ رہی تھی اسی لیے تو وہ اس کے سینے پر سے اپنے دانتوں کو ہٹانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی حتیٰ کہ زریش خانزادی کو مزید اپنے منہ

میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا تب جا کر اس نے اپنے دانت بصیر خانزادہ کے سینے سے ہٹائے تھے۔۔

اہہ بہت ہی میٹھا لیکن درد بھرا لمس ہے تمہارا بصیر خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اس کے لبوں پر زوردار بوسہ دیتے کہا تھا اور اس کے کان میں تقریباً سرگوشی نما گسبیراواز میں کہا تھا کہ اب میری باری میں بھی تمہاری ان دھڑکنوں پر اپنے لبوں سے لو بائٹ بنانا چاہتا ہوں بصیر خانزادہ نے دلفریب انداز میں اس کے دھڑکنوں پر اپنی انگلیوں کو بجاتے کہا تو زریش خانزادی کے دل نے بے ساختہ ہی ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

تم نے میرا حولیہ بگاڑا اور میں نے اپنا بدلا بھی اتارا اب حساب برابر اپ مجھے یہاں سے جانے دوزریش خانزادی نے سرداواز میں اسے اپنی طرف بڑھنے سے روکا تھا۔۔

بالکل بھی نہیں جان ایسا تو بالکل بھی نہیں ہو رہا بصیر خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے کہا تھا اور اس کے قریب بڑھتے اس کی ریڈ شرٹ کو ایک

ہی جھٹکے میں اس کے دھڑکنوں تک اوپر کرتے اس کی بے بی پنک کمر کے
اسٹریپ میں اپنی انگلیاں الجھاتے وہ اسے اس نازک پر پردے سے بھی آزاد
کرتے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے دل کے مقام کو اپنے لبوں میں
بھر کر وہ اس کی سانسوں کو اس کے سینے میں ہی اٹکا گیا تھا۔

زربیش خانزادی سسکتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ الجھاتی جیسے مزید
اسے خود سے دور بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور پاس بھی نہیں کرنا چاہتی تھی
لیکن اس کی سسکیاں بصیر خانزادہ کو مدہوش کرتی اپنی شدتوں کو بڑھانے
کا موقع ضرور دے رہی تھی۔

بے شرم کریک دماغ والے خانزادے مت کر و زربیش نے سسکیوں کے
دوران بصیر خانزادہ کو باز رہنے کا اشارہ دیا تھا لیکن بصیر خانزادہ تو اس وقت
اس کے دھڑکنوں کے حصار میں جکڑا اس کی بات سن ہی کہاں رہا تھا۔
بصیر خانزادہ نے شدت سے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو بے باکی سے
چھوتے وہاں پر جگہ جگہ لوہاٹ بنائی تھی اور زربیش خانزادی تو اس کریک

دماغ والے خاندان کو دیکھ کر رہ گئی تھی جس نے اپنا کہا پورا کر دکھایا تھا۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کی حالت بگاڑ کر رکھ دی تھی اور اس وقت تو زرخش کو خود کو دیکھ کر غصہ بھی ا رہا تھا اور شرم سے اس کا چہرہ سرخ بھی ہو رہا تھا بصیر خانزادہ اب دیکھ رہے تھے نہایت ہی نرمی سے اس کے دل کے مقام پر اپنے بنائے گئے لوہائیں پر اپنی شہادت کی انگلی پیرتے ہوئے مزید اس کے جسم میں سپارک پیدا کرنے کا باعث بنا تھا۔۔

تم اپنی یہ بے باکیاں بند کرو گے یا نہیں بے ساختہ ہی زرخش خانزادی نے غصہ ہوتے اسے خود سے دور کیا اور جلدی سے اپنی حالت کو سدھارتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ بصیر کی طرف دیکھا تو بصیر خانزادہ نے دوبارہ سے اس کے قریب ہوتے اب کی بار اسے سینے سے لگاتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔۔

بہت خوبصورت ہو تم قسم سے اور خاص کر کے تمہارے نشیب و فراز کو محسوس کرتے تو آج یہ بصیر خانزادہ اس خانزادی کا اسیر ہی ہو گیا ہے یقین مانو پہلے میں صرف تمہارا عاشق تھا لیکن اب تو میں مزید تمہارا دیوانہ بھی ہو گیا ہوں بصیر خانزادہ گمبھیر سرگوشی کرتے دھیرے دھیرے سے اپنی نرم گرم سانسوں اس کی گردن پر چھوڑتے زربش خانزادی کی اپنے سٹائل میں تعریف کر رہا تھا۔

میں نے اپنی دوست کے گھر جانا تھا اور تم نے میری ساری تیاری ہی بگاڑ دی زربش خانزادی نے روہان سے ہوتے کہا تھا اب وہ اپنے دوست کے گھر کیسے جائیں گے اب اگر دوبارہ سے وہ تیار ہونے لگتی تو وہاں پہنچنے میں بھی ٹائم لگ رہا تھا اور اس کو تیار ہونے میں بھی کیونکہ جس حالت میں وہ تھی وہ بالکل بھی باہر نہیں جاسکتی تھی ان کپڑوں میں اور جب تک وہ تیار ہوتی وہاں پر پہنچتی سب کچھ ختم ہو چکا ہوتا یہ سوچا تے ہی زربش خانزادی کا دل ادا سدا اس ہوا تھا کتنے دل سے وہ تیار ہوئی تھی اپنے دوست کے گھر جانے

کے لیے لیکن اس کے بے شرم خاندانے نے سب کچھ برباد کر دیا تھا اسے
خود سے دور کرتی وہ ناراضگی سے چہرہ موڑتی اس کے کمرے سے نکل گئی
تھی۔۔

اور بصیر خاندانہ کی تو جیسے جان پر بن گئی تھی اپنی جان کو ناراض ہوتے دیکھ
کر۔۔

وہ بھی جلدی سے اس کے پیچھے جاتا اسے ابھی اور اسی وقت ہی منانا چاہتا تھا
بالکل بھی وہ اسے خود سے ناراض رہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

— — — — —

وہ بھی جلدی سے اس کے پیچھے جاتا اسے ابھی اور اسی وقت ہی منانا چاہتا تھا
بالکل بھی وہ اسے خود سے ناراض رہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

زربش روہانسی ہوتی تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے کمرے کی طرف تیزی سے
بڑھ رہی تھی جانتی تھی کہ اس کے پیچھے بصیر خانزادہ ارہا ہے اس سے پہلے
ہی وہ کمرے کے اندر جا کر دروازے کو لاک لگانا چاہتی تھی اس نے اپنی
مرضی جو کرنی تھی وہ کر چکا تھا اب مزید وہ اس کے پاس کیوں ارہا ہے
زربش بالکل بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔

کمرے کے اندر داخل ہو کر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ زور سے ٹھک سے
بن کرتی بصیر خانزادہ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا دروازے کے بیچ میں
اپنے چپماتے بوٹ میں مقید پاؤں دروازے کے بالکل بیچ حائل کر دیتا
ہے اور اسے دروازہ لوک لگانے سے پہلے ہی کمرے کے اندر داخل ہو جاتا
ہے۔

کیوں ائے ہیں اب اب میرے پیچھے اپ نے اپنی مرضی تو کر لی اب اور کیا
چاہتے ہیں اب زربش نے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے نارمل سے

لہجے میں کہا تھا جیسے کہ یہ بات اس کے لیے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی کہ وہ اس کے پیچھے کیوں آیا ہے۔۔

ناراض کیوں ہو رہی ہو یا راؤ میں تمہیں تمہاری دوست کے گھر چھوڑ دیتا ہوں بصیر خانزادہ اس کے نارمل لہجے میں بات کرنے پر مزید بے چین ہوا تھا جانتا تھا کہ زرش جب بھی کسی سے ناراض ہوتی ہے تو وہ بالکل چپ ہو جاتی ہے سامنے والے پر اپنی تاثرات بالکل بھی ظاہر نہیں کرتی۔۔

مجھے اب نہیں جانا پ جائیں میرے کمرے سے مجھے سونا ہے زرش نے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اب مزید وہ یہاں سے چلا جاتا تو دونوں کے لیے بہتر ہوتا ایسا زرش نے دل میں سوچا تھا۔۔

جب تک تم مجھ سے راضی نہیں ہو جاتی یہاں سے جانے کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتا بصیر خانزادہ اگے ہوتا زرش کو اپنے حصار میں لینے کی کوشش کرتا ہے لیکن زرش اس کی یہ کوشش ناکام بنا دیتی ہے۔۔

پلیز دور رہیں ضروری نہیں ہے کہ ہر بات میں آپ میرے قریب اہہ کر
مجھ سے چپکتے رہیں جائیں یہاں سے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی سمجھ نہیں
ارہی آپ کو ایک دم سے ہی زرش خانزادی کے وجود میں غصے کی ایک تیز
لہر دوڑی تھی ابھی بھی مزید اس کی حالت کو بھگاڑنے کے بعد بھی وہ اس
کے قریب آکر اسے منارہا تھا جیسے کہ باتوں سے تو وہ ماننے سے رہی۔۔
اچھا غصہ کیوں کرتی ہو نہیں اتنا میں تمہارے قریب آؤ صوفے پر چل کر
بیٹھو بیٹھ کر بات کرتے ہیں بصیر خانزادہ نے اس کو غصے میں دیکھ کر اپنے
لہجے کو نارمل بناتے ہوئے کہا تھا اب جب وہ غصے میں تھی تو بصیر خانزادہ کو
اس کا غصہ برداشت بھی کرنا تھا کیونکہ غلطی بھی اسی کی تھی۔۔
مجھے بات ہی نہیں کرنی آپ سے پھر کھڑے ہو کر یا پھر بیٹھنے کا تو سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا آپ پلیز جائیں یہاں سے زرش خانزادی نے اس بار اپنا
دوپٹہ بیڈ پر رکھتے ہوئے کبڈ کی طرف بڑھتے وہاں سے اپنے لیے ایک سادہ
سasuٹ نکالتے ہوئے واش روم کی طرف جانا چاہا تھا۔۔

زربش چينج كيون كر رهي هو يار او ميں تمهيں اپن ساءه لے كر چلتا هوں نا
تمهاري دوست كے گهر نارض كيون هو رهي هو اچھا چلو ميں سوري بهي بول
ديتا هوں بصير خانزاده نے عاجز اتے هوئے بولا تها مزيد اس كي نارضگي جيے
بصير خانزاده كے جان پر بن رهي تهي۔۔

جب ميں اپ سے ايك بار كهہ چكي هوں كه ميں نے نهیں جانا اب مزيد اپ
لے كر چلتا هوں لے كر چلتا هوں كي گردان بند كريں اور مهرباني فرما كر اپن
كرمے ميں چلے جائیں زربش خانزادي نے اس باردانت چباتے هوئے كهيا
تھا مزيد اب اس سے برداشت نهیں هو رها تھا۔۔

تمهيں نارض چھوڑ كر تو ميں يهاں سے بالكل بهي نهیں جاؤں گا جب تك تم
مجيھ سے راضي نهیں هو جاتي بصير خانزاده نے اس كي طرف بڑھتے كچه كهنا
چاها تھا اس سے پہلے هي زربش خانزادي خود كو واش روم ميں بند كرتي ٹهك
سے دروازے كو بند كرتے لاك لگاليتي هي۔۔

اب اس کا ارادہ تب تک باہر جانے کا نہیں تھا جب تک بصیر خانزادہ اس کے کمرے سے ہی نہیں چلا جاتا۔

اور بصیر خانزادہ بھی ڈیٹ وہی بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا کیوں کہ وہ اس کو ناراض تو خود سے رہنا ہی نہیں دینا چاہتا تھا اب چاہے اس کے لیے یہاں پر بیٹھ کر اسے رات تک انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے وہ ضرور انتظار کرتا۔

@@@@

تمہارے کالج والوں کی طرف سے فون آیا تھا کچھ ضروری ڈاکو منٹس تم نے اپنے سبمٹ کروانے ہیں تو اسلام آباد جانا پڑے گا تم ایسا کام کروں کہ برلاس لالا کے ساتھ چلی جاؤ کیونکہ میں تو بہت بڑی ہوں اور زلہ مہزلہ کے کمرے میں داخل ہوتے بولی تھی۔

اچھا ابھی چلی جاؤں گی آج نہیں کل آج میں بہت تھکی سی ہوں مہزلہ نے
اور زلہ کے موبائل پر گیم کھیلتے ہوئے کہا تھا آج وہ بالکل بھی جانا نہیں چاہ
رہی تھی اس کا بدن نہ جانے کچھ نہ کر کے بھی تھکن سے چور سا تھا۔
طبیعت ٹھیک ہے تمہاری کام وام تو تم کرتی نہیں ہو تو پھر تمہارے بدن
میں درد کیوں ہو رہا ہے ادھر پاس آؤ اور زلہ کو تو فکر ہی اس کی ستانے لگ گئی
تھی اس کے قریب جاتے ماتھے پر ہاتھ رکھتے اور زلہ کو محسوس ہوا تھا اسے
ہلکا ہلکا سا بخار ہو رہا تھا۔

تمہیں تو بخار ہو رہا ہے ہلکا سا مہزلہ اور زلہ نے مہزلہ کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا تو مہزلہ نے اسے بالکل کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا وہ ہنوز موبائل میں
مصروف گیم کھیلنے میں اپنا سر نیچے کیے ہوئی تھی۔

مہزلہ میں تم سے بات کر رہی ہوں یہ کیا طریقہ ہے بند کرو موبائل کو اور
میری طرف دیکھو اور زلہ نے اس بار ذرا سی سختی کرتے ہوئے کہا تھا اس کی
طبیعت خراب تھی اور وہ ہنوز موبائل میں سر نیچے کیے ہوئے بیٹھی تھی اور

اوپر سے وہ اسے جواب بھی نہیں دے رہی تھی تو اور زلہ کو نہ چاہتے ہوئے
بھی سختی کرنی پڑی تھی۔۔

ابھی مزید اور زلہ کچھ کہتی یا پھر مہزلہ اسے موبائل واپس کرتی کہ روحان
مہزلہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

اپ میری لٹل فیری پر شاؤٹ کر رہی ہیں میں بابا کو اپ کی شکایت لگاؤں گا
روحان نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور جا کر وہ مہزلہ کے ساتھ
ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا تقریباً اس کے بازو سے چپکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

شاؤٹ نہیں کروں تو اور کیا کروں اپنی لٹل فیری کو دیکھو تو صحیح طبیعت
خراب ہے اور پھر بھی موبائل پر گیم کھیلنے کی ضرورت اپڑی ہے اسے

اور زلہ نے پیار سے روحان کو اپنی طرف بلاتے کہا تھا اور روحان بھی اس
کی طرف جاتے اس کی گود میں بیٹھ کر اب اس کی بات سن رہا تھا۔۔

اچھا تو میں اور بابا لٹل فیری کو ڈاکٹر انکل کے پاس لے کر چلے جاتے ہیں وہ
بھی لٹل فیری کو میری طرح انجیکشن لگائیں گے اور کڑوی کڑوی سی دوائی

دیں گے تو پھر لٹل فیری ٹیھک ہو جائے گی روحان نے اپنی سمجھ کے مطابق کافی سمجھدار بات کی تھی۔۔

اور زلہ اس کے اس طرح سے بولنے پر مسکرائی تھی کیونکہ کڑوی کڑوی دوائیوں اور انجکشن کے نام پر اس کے چہرے کے زاویے کچھ بگڑے سے تھے اور اور زلہ جان گئی تھی یہ چھوٹے سے روحان خانزادہ کو کڑوی کڑوی دوائیوں اور انجکشن سخت زہر لگتے ہیں۔۔

ضرور ہم اپ کی لٹل فیری کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے لیکن ابھی اپ کے لٹل فیری کی زیادہ والی طبیعت خراب نہیں ہوئی ابھی کم والی طبیعت خراب ہے اس لیے ہم انہیں کڑوی سی دوائی دے کر انہیں جلدی سے ٹھیک کر لیتے ہیں اور زلہ کو بھی اب روحان کے ساتھ باتیں کرنے میں مزہار ہا تھا اس لیے وہ بھی اسے جواب دیتے بولی تھی۔۔

ان دونوں کو باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر مہزلہ بالکل چپ بیٹھی ابھی تک اپنے گیم میں ہی مصروف نظر رہی تھی۔۔

اور زلہ اور روحان نے مہزلہ کی طرف دیکھا تو اسے ابھی تک موبائل میں
گم ہوتے دیکھ کر اور زلہ نے اسے اپنا موبائل تقریباً چھینتے ہوئے لیا تھا اور
گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا اور اس کے چہرے کے روہانے تاثرات کو
دیکھتے ہوئے روحان جلدی سے اپنی لٹل فیر کی طرف بھاگا تھا۔

لٹل فیری رونا نہیں میں اپنا ٹیب اپ کو دے دیتا ہوں اپ اور زلہ چاچی کا
موبائل نالے ٹھیک ہے روحان نے اس قدر کیوٹ انداز میں مہزلہ سے کہا
تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کا چاچی بولنا اور زلہ کو بہت اچھا لگا تھا کہ اس کے
چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ساتھ ہی ساتھ مہزلہ نے بھی ہاں
میں سر ہلا کر اسے اپنے گلے سے لگایا تھا۔

لٹل فیری اب اب اپ دوائی کھا لو کہ اپ ٹھیک ہو جاؤ پھر ہم بہت سارا کھیلیں
گے ٹھیک ہے ویسے بھی آج تو سنڈے نائٹ ہیں آج اگر اپ کی طبیعت
خراب ہوئی تو میں تو گھر میں بور ہو جاؤں گا روحان نے سمجھداری کا مظاہرہ

کرتے ہوئے اسے کہا تھا جیسے کہ وہ ٹین اتج بچہ ہو اور سنڈے نائٹ کو اس نے بہت دھوم دھام سے سیلیبریٹ کرنا ہے۔۔

اس کی بات سن کر مہزلہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اور ہاں میں اشارہ کرتے جیسے اسے اپنے ٹھیک ہونے کا بتایا تھا۔۔

میں تمہارے لیے کچن سے دودھ لے کر آتی ہوں اور پھر تم اس کے ساتھ دوائی کھا لینا اور زلہ نے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا اور زلہ کچن کی طرف چلی گئی تھی ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر۔۔

میں بابا کو اپ کی طبیعت کے بارے میں بتاؤں پارٹنر روحان نے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے نہ میں سر ہلایا تھا۔۔

ٹھیک ہے نہیں بتاتا روحان نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور اب وہ مہزلہ کو لیٹنے کا اشارہ کرتے اس کا سر دبانے کے چکروں میں تھا۔۔

پار ٹنراپ لیٹ جاؤاپ کی طبیعت خراب ہے نامیں اپ کا سرد بالیتا ہوں
روحان نے معصومیت سے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

نہیں میری جان میری طبیعت ٹھیک ہے مہزلہ نے روحان کے چھوٹے
چھوٹے ہاتھوں پر لب رکھتے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے بیڈ سے اٹھاتے کہا تھا
کہ چلو نیچے آپی کے پاس چلتے ہیں دوائی کھائیں گے پھر اس کے بعد لان میں
کھینے جائیں گے مہزلہ نے کہا تو روحان بھی پر جوش ہوتے زور زور سے ہاں
میں سر ہلاتے اس کے ساتھ ہی نیچے کی طرف چلنے کے لیے کمرے سے
نکل گیا تھا۔۔

صبح کا وقت تھا سب ہی لوگ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے کے لیے اپنے
اپنے کمرے سے نکل رہے تھے روحان بھی مہزلہ کا ہاتھ پکڑے سیڑھیوں
سے نیچے اتر رہا تھا ابھی وہ لوگ صرف پانچ ہی سیڑھیوں کو عبور کر پائے
تھے سیڑھیوں کے بالکل نیچے ہی تھے کے برلاس اور زرم بھی ایک

ساتھ ہی اپنے کمرے سے نکلے تھے اور وہ بھی نیچے کی طرف بڑے تھے
لیکن وہ لوگ ابھی سیڑھیوں تک پہنچ نہیں پائے تھے۔۔

مہزلہ نے پانچویں سیڑھی کو عبور کرتے جیسے ہی چھٹی سیڑھی پر قدم رکھنے
کے لیے اپنا پیر اٹھایا چانک سے ہی اس کے آنکھوں کے اگے اندھیرا چھایا
تھا اور شدید چکرانے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی پیر لڑکھڑانے
لگے روحان نے جو اس کا ہاتھ پکڑا تھا اس پر روحان نے اپنی گرفت مضبوط
کی اور مہزلہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کیے سر ایک طرف
لڑک رہا تھا اسی وقت روحان نے چیختے ہوئے بابا کو پکارا تھا۔۔

روحان نے ایک ہاتھ میں ابھی تک مہزلہ کا ہاتھ اپنی گرفت میں پکڑے
ہوئے تھا لیکن مہزلہ بے ہوش ہوتے اپنے ساتھ سیڑھیوں سے نیچے
گرتے ہوئے روحان کو بھی نیچے گرا چکی تھی۔۔

اچانک ہی حویلی میں روحان کی چیخ گونجی تھی حالانکہ روحان مہزلہ کے
اوپر تھا اور مہزلہ نیچے تھی مہزلہ کے ماتھے پر شدید چوٹ آئی تھی اور اس کی

کوئی سے بھی مسلسل خون بہنا شروع ہو گیا تھا کیونکہ اگے کافی سیڑھیوں کا سفر ابھی رہتا تھا۔

ایک دم سے سب کچھ اتنی اچانک ہوا تھا کہ ان کے پیچھے جو برلاس اور زرم رہے تھے انہیں بھی کچھ سمجھنے کا موقع نہیں ملا اور تیر کی تیزی سے وہ دونوں نیچے روحان اور مہزلہ کی طرف بھاگے تھے۔

زرم کی تو جیسے جان پر بن آئی تھی اپنے دونوں بچوں کو اس طرح سے خون میں لت پت دیکھ کر مہزلہ کے ماتھے سے خون مسلسل بہہ رہا تھا اور اس کی کوئی سے بھی خون بہہ رہا تھا اور اس کے پیر کا ناخن بھی پوری طرح سے اکھڑ چکا تھا وہاں سے بھی خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

روحان کے ہاتھ پر بھی چوٹ لگی تھی لیکن اس کی بچت کچھ اس طرح سے ہو گئی تھی کہ وہ مہزلہ کے اوپر تھا نیچے نہیں اگر وہ مہزلہ کے نیچے ہوتا تو یقیناً جو چھوٹے مہزلہ کو لگی تھی وہ اسے لگ جاتی۔

روحان کی چنیں جب حویلی میں گونجی تو سب ہی جو ڈاننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے کے لیے بیٹھے تھے وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف ائے تھے اور زلہ جو کچن میں مہزلہ کے لیے دودھ لے کر جانے والی تھی وہ بھی جلدی سے دودھ کا گلاس شلف پر چھوڑتی تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی اسے تو یہی لگا تھا کہ شاید روحان کو چوٹ لگ گئی ہے اس لیے وہ چیخ بھی رہا ہے لیکن سیڑھیوں کے قریب آکر اس نے دیکھا کہ اس کی بہن ہوش و حواس سے بیگانہ زرم کے گود میں پڑی ہے۔

زرم بری طرح سے بوکھلا گیا تھا سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس کے ایک ہاتھ کے حصار میں روحان تھا تو دوسرے ہاتھ کے حصار میں ہوش و خواہش سے بیگانہ خون میں لت پت پڑی اس کی بیوی تھی۔

بابا پار ٹنر کو چکرا گئے تھے پار ٹنر گرنے والی تھی اسی لیے میں نے پار ٹنر کا ہاتھ پکڑا تھا اور پار ٹنر گری تو مجھے بھی اپنے ساتھ گرا گئی روحان زور و شور سے روتے ہوئے اپنے بابا کو ساری داستان سنارہا تھا۔

روحان نے ابھی تک اپنے ہاتھ سے بہتا ہوا خون نہیں دیکھا تھا برلاس
جلدی سے اپنے چھوٹے سے بھتیجے کے قریب جاتے اسے اپنی گود میں اٹھا
کر اپنے سینے سے لگا چکا تھا جو اس پورے واقعے سے بے انتہا ڈر چکا تھا اور بار
بار لٹل فیری اور پار ٹنر بابا چیتے ہوئے کہہ رہا تھا اسے اپنی فکر تو جیسے ہو ہی
نہیں رہی تھی اسے یاد تھا اس کے بابا نے اسے بتایا تھا کہ لٹل فیری اس کی ماما
ہے اور اس نے پہلی بار اپنی ماما کو دیکھا تھا اور نہ اس سے پہلے تو اس نے ماں کا
لمس تک محسوس نہ کیا تھا۔

زرم نے بنا وقت کو ضائع کیا ہے مہزلہ کو اٹھایا اور جلدی سے اوپر اپنے
کمرے میں لے کر بھاگا تھا اور اسے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس کے اوپر کمفرٹر
اور رُیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے بھائیوں کی بھی اس کی بیوی پر غلطی سے
بھی نظریں پڑے۔

جلدی سے اپنا فون نکالیں ایک ہاتھ سے اپنے ماتھے کو رب کرتے ہوئے وہ
اس وقت شدید ٹینشن کا شکار لگ رہا تھا سانسوں کی کمی اسے شدت سے

محسوس ہو رہی تھی اپنے ایک دوست جو بہترین ڈاکٹر تھا اسلام آباد کا ابھی تک تو وہ اسلام آباد کے لیے نکلانہ ہو گا رہتا وہ یہی سوات میں ہی تھا جلدی سے اپنے دوست کو کال کرتے ہوئے اسے اپنے گھر بلایا تھا اور اس کے دوست نے بھی اسے دس منٹ میں پہنچنے کے لیے کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔۔

میرا بچہ میری جان انکھیں کھولو اپنی اس طرح سے کیسے تم مجھے اتنی اذیت دے سکتی ہو ابھی تو میں تمہارے پاس ہی رہا تھا نا تم کمرے میں نہیں تھی تو میں تم سے نیچے ہی ملنے والا تھا انکھیں کھولو اپنی پلیز اس طرح سے مجھے نہ تڑپاؤں جانتی تو ہو کہ تمہارے بغیر تو مجھے اب سانسیں بھی مشکل سے آنے لگی ہے کیوں تڑپا رہی ہو انکھیں کھولو پلیز زرم مسلسل اس کا سراپنی گود میں رکھے اس کے چہرے کو تپتپاتے ہوئے کہہ رہا تھا لیکن مہزلہ ہوش و حواس سے بیگانی بیڈ پر پڑی تھی۔۔

اور زلہ آرش ملیار برلاس زریش عنایہ تقریباً سب ہی تیزی سے زرم کے
کمرے میں داخل ہوتے زرم کی باتوں کو سنتے تکلیف سے اپنی آنکھیں موند
گئے تھے سارے خانزادہ نے پہلی بار اپنے لالا کو اس قدر تڑپتے ہوئے دیکھا
تھا جو ہر مشکل سے مشکل سچویشن میں کام ڈاؤن اور ریلیکس رہتا تھا اس
مشکل میں وہ خود پر سے قابو ہٹا گیا تھا اس وقت زرم خانزادہ بے بسی کے
انتہاؤں پر تھا اس کی آنکھوں سے صرف آنسو چھلکنے کی دیر تھی باقی اس کی
آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی تھی۔

مہزلہ کا خون میں لت پت وجود دیکھ کر اور زلہ بے ساختہ ہی لڑکھڑائی تھی
آرش خانزادہ جلدی سے اگے ہوتا اسے پیچھے سے اپنے بازوؤں میں بھر چکا
تھا اور زلہ بے یقینی کی کیفیت سے مہزلہ کو دیکھ رہی تھی پانچ منٹ پہلے تو وہ
بالکل ٹھیک تھی اور اس سے باتیں بھی کر رہی تھی اور اب یہ اس کی بہن کو
کیا ہو گیا تھا ضرور یہ اس کی بہن نہیں ہوگی کوئی اور ہوگی ورنہ اس کی بہن تو
آنکھیں بند نہیں رکھتی تھی۔

یہ یہ میری میری بہن بہن نہیں ہے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں اور زلہ نے
بے یقینی کی کیفیت سے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آرش نے بغیر
کسی کی بھی پرواہ کیے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا اور زلہ بے آواز سی انسو
بہاتی اپنی بہن کی طرف دیکھنے کی ہمت تک نہیں کر پار ہی تھی۔

کہاں ہو تم کب سے بولا ہے تمہیں کہ جلدی او جلدی آیا نہیں جا رہا یا پھر
میں اپنی بیوی کو ہاسپٹل ہی لے کر چلے جاؤں دوبارہ سے اپنے دوست کو
فون کرتے ہوئے ارزم تقریباً دھاڑتے ہوئے فون پر کہہ رہا تھا اسے بالکل
بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

زرم نے بنا کچھ کہے جلدی سے فون کٹ کیا تھا اور دروازے سے سب کو
دور رہنے کے لیے کہا تھا کیونکہ اس کے دوست نے کہا کہ وہ تقریباً حویلی
پہنچ ہی گیا ہے ساری عورتوں کو لے جایا گیا تھا کیوں کہ یہ شاید واحد پہلا
زرم کا ایسا دوست تھا جو ایمر جنسی میں زنان خانے کے اندر رہا تھا۔

مجھے بھی اپنی بہن کے پاس جانا ہے پلیز چھوڑیں مجھے اور زلہ آرش کے
حصار سے خود کو چھڑاتے ہوئے بولی تھی آرش نے اسے مزید اپنے قریب
کرتے ہوئے کان میں تقریباً سرگوشی اواز میں کہا تھا کہ وہاں پر لالا کا
دوست آیا ہے بے پردہ جاؤ گی وہاں پر یہیں پر رکو ابھی وہ چیک اپ کر کے
چلا جائے گا تو لالہ سے مہزلہ کی حالت کے بارے میں پوچھ لینا۔

اور زلہ مسلسل اب رو رہی تھی عنایہ اور زرش کی آنکھوں میں بھی پریشانی
صاف جھلک رہی تھی عالمزیب خانزادہ بھی جھکے ہوئے کندھوں کے ساتھ
صوفے پر ہارے ہوئے جوار کی طرح بیٹھا تھا بیٹی کے خون میں لت پت
وجود کو دیکھ کر انہیں بھی صدمہ لگا تھا اچانک سے ہی سب کچھ ہو گیا تھا ورنہ
صبح تک تو سب کچھ بالکل ٹھیک تھا۔

عالمزیب مجھے لگتا ہے کہ بچی کا صدقہ نکالنا چاہیے اللہ نے ان دونوں کو بچا لیا
ہے دادا جی نے عالمزیب اور اورنگزیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں
نے ہی جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا دونوں نے جلدی سے ہی اپنے

موبائل نکال کر اپنے وفادار ملازم سے بکرے لانے کے لیے کہا تھا تاکہ
بچوں کے ہاتھ لگا کر انہیں صدقہ کیا جاسکے۔۔

سب ہی تقریباً اب مہزلہ کے لیے دعا گو تھے پتہ نہیں اسے اچانک سے چکر
کیوں اگئے تھے حالانکہ اور زلہ نے سب کو بتایا تھا کہ اسے بس ذرا سا بخار تھا
اور وہ کچن میں اس کے لیے دودھ لینے گئی تھی تاکہ وہ اسے دوائی دے سکے
اور اس کا بخار اتر سکے اور واپس آنے پر اس کی یہ حالت ہو گئی تھی۔۔

تقریباً دھاگھنٹہ گزرا تھا کہ ڈاکٹر جب واپس چلا گیا تو سب ہی تقریباً دوبارہ
سے زرم کے کمرے میں گئے تھے اور اور زلہ نے جب مہزلی کو دیکھا تو اس
کے ماتھے پر سفید پیٹی اور کوئی پر پیٹی اس کے پاؤں پر بھی پیٹی تھی اپنی بہن کی
حالت کو دیکھتے ہوئے وہ رودی تھی بہن نہیں بالکل بیٹی بن کر پالا تھا اس
نے مہزلہ کو اب جب یہ حالت ہوئی تھی تو اس کا رونا تو بنتا تھا۔۔

کیا کہا ہے ڈاکٹر نے اسے کیا ہو گیا تھا کہ یہ اچانک سے چکر اکر بے ہوش ہو
گئی تھی اور زلہ نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خود بھی سرخ ہوتی

انکھوں سے مہزلہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے دوسرے بازوؤں میں
حائل روحان کے ہاتھ پر بھی پٹی باندھی گئی تھی وہ بھی اپنی بابا اور لٹل فیری
کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے کہا ہے کہ کمزوری کی وجہ سے اسے چکر اگئے تھے وہ شاید اسے بخار
بھی تھا زرم نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ نے ہاں میں سر
ہلایا تھا اور ساتھ کہا کہ بخار اتنا تیز نہیں تھا کہ اسے چکر آجاتے ہیں۔
سنجھالو خود کو اور زلہ اگر تم ایسے رہو گی تو جب وہ ہوش میں آئے گی تو اسے
کون سنبھالے گا زلہ نے اگے بڑھتے ہوئے اور زلہ کے کندھے پر ہاتھ
رکھے کہا تھا۔

ملیاری اور برلاس بھی دونوں پریشان تھے ملیاری تو اپنی گڑیا کے پاس اس کے
سرہانے بیٹھا اس کی سفید پٹی پر کہیں بار اپنے لب رکھ چکا تھا اور برلاس تو
بس سرخ نگاہوں سے مہزلہ کو دیکھ رہا تھا کیسا بھائی تھا وہ جس نے اپنی بہن کو

بچا یا تک نہیں تھا اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہی سیڑھیوں سے گر کر
خود کو اتنی چوٹ لگوا چکی تھی۔۔

اب وہ ٹھیک ہے چلو اسے آرام کرنے دو باقی ہم سب نیچے چلتے ہیں قرآن
خوانی بھی کروا لیتے ہیں اور بچیوں کا صدقہ بھی دے دیتے ہیں المزیب
خان زادہ نے کہا اور ساتھ ہی آرش کو اور زلہ کو بھی اپنے ساتھ لانے کا اشارہ
کیا تھا ورنہ اگر وہ مہزلہ کے سرہانے یوں ہی بیٹھی رہی تو اس کا بھی رور و کر
براحال ہو جائے گا۔۔

اجاؤ چلتے ہیں کمرے میں اسے آرام کرنے دو جب اسے ہوش آئے گا تو اس
سے مل لینا بھی ویسے بھی وہ بے ہوش ہے آرش نے اور زلہ کو اپنے باہوں
میں بھرتے کمرے کی طرف لے کر جاتے ہوئے کہا تھا اور اور زلہ بھی
روتے ہوئے اس کے ساتھ کمرے کی طرف چل پڑی تھی۔۔

بابا لٹل فیری ٹھیک ہو جائے گی نارو حان نے اپنے بابا کا چہرہ اپنی طرف
موڑتے کہا تھا اور زرم نے بھی اپنے چھوٹے سے بیٹے کے ماتھے پر لب

رکھتے ہاں میں سر ہلاتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا اج اس کے بیٹے نے واقعی ہی بہادری والا کام کیا تھا ورنہ اگر وہ اور زلہ کا ہاتھ نہ پکڑتا تو وہ شاید اسے اور زیادہ چوٹ لگ سکتی تھی۔۔

زرم نے اپنے قریب مہزلہ کا وجود دیکھا اور اس کے ماتھے پر کوئی پر اور اس کے پیر کے انگوٹھے پر لب رکھتے ہوئے روحان کو بھی اپنے قریب کرتے اب وہ مہزلہ کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

— — — — —

رات کا ٹائم تھا مندی مندی انکھوں کو کھولتے ہوئے اس نے کمرے کو پہچاننے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا سر شدت سے چکرارہا تھا جس کی وجہ سے وہ انکھوں کو کھول ہی نہیں پارہی تھی چکراتے سر کے ساتھ اس نے انکھیں دوبارہ سے موند لی تھی۔۔

پانی پیاس کی تڑپ لیے اس کے منہ سے بس ایک لفظ نکلا تو وہ بھی صرف
پانی زرم جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا اس کی آنکھ لگ گئی تھی اس کو مہزلہ کی
آواز بالکل بھی سنائی نہیں دی تھی۔۔

اپنے چکراتے سر کے ساتھ آنکھوں کو کھول کر اس نے ادھر سے ادھر
دیکھنے کی کوشش کی تو بائیں طرف دیکھنے پر اسے زرم اور اپنے بالکل پاس
روحان سویا ہوا نظر آیا تھا زرم کو دیکھتے اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے ہلانے کی
کوشش کی تھی لیکن اس کا ہاتھ زرم تک پہنچ ہی نہیں پایا تھا کیونکہ بیچ میں
روحان سویا ہوا تھا اور اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ہل سکے۔۔

آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے اس کے پیر کے انگوٹھے میں شدت
سے درد کی ایک لہر اٹھی تھی ساتھ ہی ساتھ اس کا سر بھی ابھی تک چکرارہا
تھا اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔۔

جب مہزلہ کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے رونا شروع کر دیا تھا شدت سے روتے
اب اس کی ہچکیاں بن گئی تھی اس کا وجود دھیرے دھیرے سے ہچکولے

بھرتا اس کے وجود میں پیاس کی شدت کو مزید بڑھا گیا تھا اس کا حلق اب سوکنے لگا تھا سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔۔

زرم جس کی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی انکھ لگی تھی وہ پورے نیند کی وادیوں میں اتر نہیں تھا کسی کی ہچکیوں کی آواز سنتے ایک دم سے ہی اس نے اپنی انکھیں کھولی تھی اور بیڈ پر مہزلہ کو لیٹے تڑپتے روتے دیکھ کر اور اپنی طرف دیکھتا پا کر زرم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

جلدی سے مہزلہ کی طرف بڑھتے ہوئے اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کر اپنی گود میں بٹایا تھا اور ساتھ اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے میرے بچے کو کیوں اتنا تڑپ تڑپ کر رہا ہے۔۔

زرم کی آواز سنتے مہزلہ نے اس کے سینے سے سر نکالتے ہوئے پانی کے جگ کی طرف آس بھری نظروں سے دیکھا تھا اس وقت شدت سے اس کو اپنے گلے میں درد ہوتا محسوس ہو رہا تھا زرم نے اس کے انکھوں کو پانی پر دیکھتا پا کر جلدی سے جگ میں سے ایک گلاس پانی ڈال کر اسے دیا اور اس

کے لبوں سے لگاتے مہزلہ نے ایک گلاس کو ایک ہی سانس میں پی لیا تھا وہ
شدت سے پیاسی تھی۔۔

زرم نے اسے اتنی ہڑبڑاہٹ میں پانی پینے دیکھا تو اس کی کمر کو رب کیا تھا
تاکہ اسے کھانسی کا دورہ نہ پڑ جائے۔۔

اور بھی پینا ہے زرم نے مہزلہ کی طرف دیکھتے کہا تو مہزلہ نے نفی میں سر
ہلایا تھا اور اس کے کندھے پر تھکے ہوئے انداز میں سر لگاتے اپنے چکراتے
ہوئے سر کو بس کسی طرح سے قابو پانا چاہا تھا۔۔

کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے میرے بچے کی زرم نے اس کے بالوں میں ہاتھ
پھیرتے کہا تھا تو مہزلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

سر۔۔ سر۔۔ چچ چکرا۔۔ رہا۔۔ ہے۔۔!! مہزلہ نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے
میں زرم سے کہا تھا تو زرم اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر تڑپ گیا تھا اس کی
آنکھوں پر جھکتے اپنے لب رکھتے دوبارہ سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا
کہ میری جان تم پورا دن بے ہوش تھی اور تم نے کل رات سے کچھ بھی

نہیں کھایا میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں اس کے بعد تم
دوائی کھا لینا پھر تمہارا سر بالکل ٹھیک ہو جائے گا زرم نے اسے بالکل بچوں
کی طرح بچکارتے کہا تھا۔

مہزلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا زرم نے بیڈ پر تکیے کو درست کرتے اسے
ٹیک لگا کر بٹھایا تھا اور اپنا انتظار کرنے کے لیے کہا تھا۔

زرم خانزادہ جلدی سے اٹھا اور وہ نیچے کچن کی طرف چلا گیا تھا کچھ بنانا تو
اسے نہیں آتا تھا لیکن وہ کم از کم اس کے لیے دودھ تو بوائٹل کر سکتا تھا جلدی
سے فرج میں سے دودھ کو نکال کر اسے بوائٹل کرنے کے لیے رکھا اور
ساتھ ہی ساتھ جلدی سے فرج میں دیکھا کہ رات کا کھانا ہے تو اسے بریانی
نظر آئی جو شاید کل رات میں ہی بنی تھی جلدی سے بریانی کو بھی ایک پلیٹ
میں نکالتے ہوئے اس نے اون کے اندر گرم کرنے کے لیے رکھ دیا تھا۔
دس منٹ کے بعد اس نے جلدی سے گرم دودھ گلاس میں نکالا اور بریانی
تو وہ پانچ منٹ بعد ہی نکال چکا تھا جلدی سے ساری چیزوں کو ٹرے میں

رکھتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف گیا اور مہزلہ کے پاس ٹرے رکھتے ہوئے اسے اپنے ہاتھ سے بریانی کھلانے لگا وہ خالی پیٹ تھی اس لیے تو اسے چکرار ہے تھے کل رات سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا تو اب چکر آنا نارمل سی بات تھی پورا دن بے ہوشی میں اس کا گزرا تھا اور اب رات میں اتنی دیر میں جا کر اسے ہوش آیا تھا۔

اور زلہ تو ہر پانچ منٹ کے بعد اسے دیکھتی اس کے پاس بیٹھتی اس کے سر کو بار بار چومتی اور اسے ہوش میں آنے کا کہتی لیکن اب وہ ہوش میں آئی بھی تو رات کے اس وقت کے زرم چاہ کر بھی اسے بلا نہیں سکتا تھا اب وہ صبح ہی مل رہی تھی اس سے تو بہتر تھا۔

بریانی کو کھلانے کے بعد زرم نے اسے گرم دودھ دیا اور ساتھ ہی ڈاکٹر کی بتائی ہوئی میڈیسن بھی اس کے ہاتھ میں رکھ کر اسے کھانے کے لیے کہا تھا میڈیسن کو دیکھ کر تو مہزلہ نے نہایت ہی کیوٹ سا چہرہ بنایا تھا اور اس کے کیوٹ سے چہرے کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ ہی زرم نے اپنی مسکراہٹ

دبائی تھی کیوں کہ وہ بالکل روحان کی طرح چہرہ بنا کر دوائی نہ کھانے کے
بہانے ڈھونڈ رہی تھی لیکن زرم کو اپنے چہرے پر سختی سجانی تھی تاکہ وہ
دوائی کھالے اس کی صحت پر وہ بالکل کوئی بھی کمپر و مائز نہیں کرنا چاہتا
تھا۔

جیسے تیسے کر کے مہزلہ نے دوائی نگلی لی تھی اور دودھ کا گلاس خالی کرنے
کے بعد اسے اپنا سر تھوڑا اٹھیک ہوتا محسوس ہوا تھا۔

آپی کہاں ہیں اس نے اب زرم کی طرف دیکھ کر کہا تھا وہ اس وقت زرم
کے کمرے میں تھی مہزلہ کو پتہ چل گیا تھا۔

تمہاری آپی تمہارے پاس نہ جانے کتنی بار اچکی ہے اور وہ کافی ٹینشن میں
بھی تھی لیکن اب تو بہت زیادہ رات ہو گئی ہے تم ان سے صبح مل لینا بھی
سو جاؤ تم زرم نے پیار سے اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تھا تو مہزلہ نے
شرم سے اپنی پلکوں کو جھکا لیا تھا۔

مہزلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا زرم نے اس کے تکیے کو درست کیا اور پیار سے لیٹا لیا تھا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زرم اس کے پاس ہی بیٹھا تھا اس کا کنگ سائز بیڈ کافی بڑا تھا ایک طرف دیوار کے سائیڈ پر روحان سویا ہوا تھا تو دوسری طرف زرم اور مہزلا تھے زرم مہزلہ کے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے اس کی آنکھوں کو ہی دیکھ رہا تھا جو آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔

زرم نے دوبارہ سے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے اس کا تو دل ہی نہیں بھر رہا تھا وہ تو خدا کا شکر گزار تھا کہ اس کے بیٹے اور بیوی کو کچھ ہوا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی بڑے نقصان سے بچا لیا تھا کل کے کل ہی وہ ان دونوں کا صدقہ دینے والا تھا گھر والوں کی الگ بات تھی لیکن وہ دونوں تو اس کی جان تھے اس لیے وہ خود الگ سے بھی ان دونوں کا صدقہ نکالنے والا تھا۔

زرم نے اب مہزلہ کی طرف دیکھا جس کی پلکیں لرزنا بند ہو گئی تھی شاید وہ
نیند کی وادیوں میں دوبارہ سے جا چکی تھی زرم پر سکون ہوا تھا اس کے پاس
ہی لیٹتے دھیرے سے اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا تاکہ اسے تکلیف بھی نہ
ہو اور وہ اس کے پاس بھی رہے۔۔

زرم نے نہایت ہی دھیرے سے اس کا سراپنہ سینے پر رکھا تھا اور زرم نے
محسوس کیا تھا کہ آج اسے پر سکون سی نیند آنے والی ہے کیونکہ اس پر سکون
سی نیند کے لیے تو وہ ترس ہی گیا تھا اور آج جب اس کا عشق اس کی من پسند
بیوی اس کے پاس تھی تو کیونکر بلا اسے نیند نہیں آنی تھی۔۔

&&&&

رات تقریباً کافی ہو چکی تھی اور ملیار ابھی تک گھر نہیں آیا تھا عنایہ یہی سوچ
سوچ کر پریشان ہو رہی تھی اس کے پاس کوئی فون بھی نہیں تھا کہ وہ ملیار
کو کال کر کے پوچھ سکتی کہ وہ کہاں پر ہے عنایہ اس بات سے تو واقف تھی
کہ اسے پولیس اسٹیشن کی طرف سے ضروری کال آئی تھی اور وہ اس کے

بعد سے شہر اپنے پولیس اسٹیشن کی طرف نکل گیا تھا اور اب تو تقریباً ایک
بجئے والا تھا رات کا اور وہ اب تک آیا نہیں تھا عنایہ پریشان ہو رہی تھی اس
کے لیے۔۔

اب دھیرے دھیرے سے اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے ملیار
خانزادہ اگر اپنی بیوی کے چہرے پر اپنے لیے اتنی تکلیف اور اتنی تڑپ
پریشانی دیکھ لیتا تو شاید غش کھا کر بے ہوش ہی ہو جاتا۔۔
نہیں نہیں عنایہ تو نے رونا نہیں ہے جلدی سے جا بھائی کے پاس اور اسے
بول کے ملیار کو کال کرے تاکہ وہ واپس آئے یا پھر اس سے پوچھ سکے ابھی
عنایہ خود سے یہی بول رہی تھی کہ اسے کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلنے
کی آواز آئی تھی اور اس کی نظریں جیسے ہی دروازے کی طرف گئی تو ملیار
خانزادہ پولیس یونیفارم میں کمرے کے اندر تھکا ہوا سادا خل ہوا تھا۔۔
ارے تم ابھی تک جاگ رہی ہو ملیار خانزادہ نے پلٹ کر بیڈ کی طرف دیکھا
تو عنایہ وہاں پر بیٹھی تھی عنایہ نے پل نہیں لگایا تھا اور بھاگ کر اس کے

سینے سے لگ کر اپنے دونوں بازوؤں کو اس کے کمر کے گرد مضبوطی سے
باندھ گئی تھی۔۔

کیا ہو گیا ہے میری جان کو کسی نے کچھ کہا ہے کیا ملیار خانزادہ تو پریشان ہی
ہو گیا تھا اپنے سینے سے قمیض کو بھگتا پا کر وہ سمجھ گیا تھا کہ عنایہ رورہی ہے
اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے اس کے چہرے کو اپنے سینے سے نکالنا
چاہا تھا لیکن عنایہ نے اس کی کوشش کو نہ کام بناتے ہیں مزید زور سے اپنا سر
اس کے سینے سے لگایا تھا۔۔

ملیار اب پریشان ہو گیا تھا اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے اس کی
ہچکولے بھرتے وجود کو ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھاتے اس کے
پیروں کو ارد گرد اپنے کمر کے گرد باندھ گیا تھا عنایہ نے گرنے کے ڈر سے
اس کے کندھے میں زور سے اپنے دونوں بازوؤں کو حائل کیا تھا اور دوبارہ
سے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر وہ شدت سے رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

عنایہ میری جان تم مجھے پریشان کر رہی ہو ہوا کیا ہے بتاؤ تو صحیح یا پھر کسی نے کچھ کہا ہے بتاؤ اس طرح سے روکیوں رہی ہو یا رملیار خانزادہ تو تڑپ ہی گیا تھا کہا برداشت تھا مقابل کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا کیا وہ اپنی جان نہیں دے دیتا عنایہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر۔۔

اپ۔۔ اپ۔۔ اتنی۔۔ اتنی۔۔ دیر سے انیں کہ مجھے رونا گیا عنایہ نے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہی گھٹی گئی آواز میں سسکیوں کے درمیان اسے اپنے رونے کی وجہ بتائی تو رملیار خانزادہ کے پریشان چہرے پر مسکراہٹ میں احاطہ کیا تھا۔۔

آہا میری جان اتنا پھر رونے کی کیا ضرورت تھی جب میری فکر ہو رہی تھی تمہیں تو جیسے ہی میں کمرے میں داخل ہوا تو وہ کمرے میں پر لب رکھتے میری سانسیں گھونٹنی تھی نا اس طرح سے رونے سے تو کام بالکل بھی نہیں بننا تھا میری جان رملیار خانزادہ نے بے باکی سے کہتے اس کی کمر کے گرد زور سے اپنے بازو حائل کیے اور اسے مزید زور سے اپنے سینے میں بھینچا تھا

عنایہ کی نرم گرم سانسیں اور ہلتے جلتے لب اپنے گردن پر محسوس کر کے
ملیار خانزادہ کے جذبات میں بری طرح سے طغیانی مچا گئے تھے۔

عنایہ تو اب جا کر ہوش میں آئی تھی اور اس کی گود میں چلتے ہوئے نیچے
اترنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوشش کو ملیار خانزادہ نے ناکام
بناتے ہوئے اب کی بار اپنے گردن سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں
بھرتے باہر نکالا اور اسے اپنے آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے اس کے
بھگے چہرے کو بے باکی سے دیکھا تھا۔

عنایہ نے اس کی بے باک ایکسرے کرتی نگاہوں کو اپنے وجود کے آر پار
ہوتا محسوس کیا تو وہ اس کے گود میں کانپ کر رہ گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ
مزاحمت کرنا شروع کرتی اس کی گود سے اترنے کی ملیار خانزادہ نے اس
کے پچھلے گردن پر ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ مزید اپنے قریب کیا تھا لیکن اس
کے لبوں پر لب نہیں رکھے تھے ملیار اپنی نرم گرم سانسیں اس کے لبوں پر
چھوڑ کر وہ شاید آج عنایہ خانزادی کو تڑپانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

عنایہ کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا ملیار خانزادہ کا فکر کرنا اسے کافی
بھاری پڑ گیا تھا اور وہ جو اس سے کئی دنوں سے بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی
اس کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی وہ سو جاتی تھی آج شاید ملیار خانزادہ کو
اپنا بدلہ اتارنے کا موقع وہ خود سے دے گئی تھی۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ عنایہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں پر
شرارت صاف ناچ رہی تھی عنایہ نے تڑپتے ہوئے اس کے چہرے سے
اپنے چہرے کو دور کرنا چاہا تھا لیکن ملیار خانزادہ نے اس کی یہ کوشش بھی
ناکام بنادی تھی ملیار خانزادہ اب اس کا چہرہ ایسی ہی اپنے چہرے پر جھکائے
قدم اٹھاتا اسے بیڈ کے جانب لے کر چلا گیا تھا۔

عنایہ تو بالکل دم سادے سانس رو کے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اگر
وہ ذرا سا بھی اپنے لبوں کو حرکت دیتی تو کوئی بعید نہ تھی کہ اس کے لب
ملیار خانزادہ کے لبوں سے ٹکرا جاتے اور ملیار تو شاید موقع ہی یہی ڈھونڈ رہا
تھا۔

ملیار خانزادہ نے اسے بیڈ پر بٹھایا خود بھی بیڈ پر اس کے پاس بیٹھا اور اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا تھا اس کے پچھلی گردن پر دوبارہ سے ہاتھ ڈالتے اسے مزید اپنے قریب کر کے ملیار خانزادہ بیڈ پر لیٹا اور اسے اتنے اوپر لیٹاتے اپ کی بار ملیار خانزادہ کا برداشت جواب دے گیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے شدت سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھر کر انہیں سک کر ناشروع کیا تھا اس کے بالائی لب کو اپنے دونوں لبوں میں بھرے وہ اس قدر شدت سے اسے سک کر رہا تھا کہ عنایہ کے ہاتھ بے ساختہ ہی اس کے کالر پر مضبوط ہوئے تھے۔

عنایہ شدت سے تڑپتے ہوئے اپنی پینک ہوتی ٹانگوں سے اس کی ٹانگوں پر مارتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی ملیار خانزادہ نے اس کی دونوں ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں لاک کرتے ہوئے اس کے جبرے کو اپنے ہاتھ میں دبوچتے اس کا منہ کھولے شدت سے اس کی سانسیں سینے میں ہی اٹکانے لگا۔

عناہ مزاحمت کرتی اس کے سینے پر مکے مار رہی تھی لیکن ملیار خانزادہ پر اس کی مزاحمت کا کوئی بھی اثر نہیں ہو رہا تھا اس بار ملیار خانزادہ نے اس کی دہکتی سانسوں کو محسوس کرتے اس کے لبوں کو ازادی بخشی تھی۔۔

ساتھ ہی اس کی گردن پر جھکتے وہاں پر اپنے دانت گاڑتے اس کی گردن کی سکن کو لبوں میں بھرتے سک کر ناشروع کیا تھا ملیار خانزادہ اب وہاں لو بائٹ بنا ناشروع ہو گیا تھا شدت سے اس کی پوری گردن پر جگہ جگہ لب رکھتے وہ عناہ کے جسم میں بے چینی کا باعث بنا تھا عناہ اپنی سسکیوں کو روکتے ہوئے اس کے کندھے پکڑتے اسے خود سے دور کرنے میں لگی ہوئی تھی لیکن اس بار ملیار خانزادہ نے جب اس کے گردن پر اپنے دانت گاڑے تو اس کے ہاتھ جیسے مزاحمت ہی نہیں کر پائے تھے۔۔

اتنے دنوں سے میرا بدلہ پینڈنگ پر تھا اور آج تو تم نے خود ہی موقع دے دیا ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑنے والا ہوں تمہارے اس نازک سے وجود کو میں نے آج الٹ پلٹ کر کے نہ رکھ دیا تو میرا نام بھی

ملیار خانزادہ نہیں ملیار نے اس کے گردن سے اپنا چہرہ نکالتے اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے بے باکی سے ایک انکھ و نک کی اور اپنے لب کو تلے دباتے وہ عنایہ کی دھوکتی مانند چلتی سانسوں کے باعث اس کے ہلتے جلتے نشیب و فراز پر نظر گاڑیں اسے بھی اشارہ کر گیا تھا۔

عنایہ بری طرح سے سرخ پڑتی اپنے سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کے سانسیں تو مزید دہکتی کی مانند چلتی اس کا دل دھڑکانے کا سبب بن رہی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اس کے دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھا تھا عنایہ کی سانسیں مزید تیز ہونا شروع ہو گئی تھی وہ بری طرح سے گہری گہری سانسیں لیتے ملیار خانزادہ کو دیکھ رہی تھی ملیار خانزادہ شرارت سے اپنا ہاتھ بس اس کے دل کے مقام پر رکھے ہوئے تھا اسے مو و بالکل بھی نہیں کر رہا تھا عنایہ کی گہری گہری سانسیں بھرنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ اوپر نیچے ہوتا ملیار خانزادہ کی انکھوں کو مزید سرخ کر گیا تھا۔

کیا خیال ہے آج باتھ روم رومینس کیا جائے یا پھر ڈریسنگ روم رومینس کیا جائے بتاؤ تمہارا کیا کہنا ہیں آخر تم نے میرا ساتھ بھی تو دینا ہے تمہاری سسکیوں کو سن کر ہی تو میں مزید مدہوش ہوتا ہوں ملیار نے بے باکی سے کہا ساتھ ہی اس کے لبوں پر شدت سے بوسہ دیا تھا۔

عنایہ اس کی بے باک بات سنتی گردن تک سرخ پڑتی اس نے ملیار کی بات کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا وہ بالکل چپ تھی۔

ملیار خانزادہ نے اب کی بار بنا وقت کو ضائع کیے خود کو اور اس کو ہر ایک نازک پردے سے ازاد کرتے اس کے گردن کی گہرائیوں پر جھکتے شدت سے اپنے لبوں کا لمس اب وہاں پر بھی چھوڑنا شروع ہو گیا تھا۔

ملیار خانزادہ اب عنایہ کو دیکھ رہا تھا عنایہ اپنی آنکھوں کو چڑیا کی مانند بند کیے جیسے اس سب سے چھپنا چاہ رہی تھی ملیار خانزادہ اس کی ٹانگوں کو اپنے کمر کے گرد لپٹائے اپنی پوزیشن کو سیٹ کرتا شدت سے اس کی روح میں سرایت کر گیا تھا۔

عنایہ کی چیخ بے ساختہ تھی ملیار خانزادہ شدت سے اس کی روح میں اترتا
اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے کا باعث بنا تھا ملیار خانزادہ جھکا اور اس کے لبوں
کو اپنے لبوں سے لپٹائے اس کی چیخوں اور سسکیوں کی آوازوں کو گھونٹنے
لگا۔

ملیار خانزادہ شدت سے اس پر اپنی شدتوں کو ڈھانے کے ساتھ ساتھ اس
کے دل کے مقام پر بھی اپنے دونوں ہاتھوں سے بے باکیاں کرنے میں
مصروف تھا۔

عنایہ اس کے بھاری وجود کے تلے تقریباً نیچے دبی ہوئی تھی ملیار خانزادہ تو
اس کی حالت کو دیکھ کر اپنی ہنسی دبائے جا رہا تھا کیونکہ وہ اس کی شدت سہتی
سہتی ادموئی ہو گئی تھی۔

ملیار خانزادہ نے اپ کی بار اپنی شدتوں کو ڈھانے کے ساتھ ساتھ اس کے
دل کے مقام کو اپنے لبوں میں بھر کر وہاں پر بھی اپنی بے باکیوں کی داستان
رقم کرتا چلا گیا تھا۔

عنایہ سہمتی ہوئی ملیار کی آنکھوں میں دیکھتی تو ملیار مزید اس کے دل کے
مقام پر اپنے لبوں کی بے باکیاں بڑھا دیتا عنایہ سسکتے ہوئے اس کے بالوں
میں ہاتھ الجھائے اس کے کمر کو اپنے ناخنوں کی خراشوں سے بھر گئی
تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اس بار اس کو پلٹتے اس کی کمر کو اپنے سامنے کرتے اس کی کمر
پر جگہ جگہ اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے لگا۔

عنایہ سسکتی ہوئی اس کے شدتوں کو برداشت کر رہی تھی جو کہ اس کے
بس سے باہر ہو رہا تھا مزید وہ کیا کرتی اسے سمجھ نہیں رہا تھا وہ تو جیسے پاگل
ہونے کے درپہ تھی سسکتے ہوئے وہ ملیار خانزادہ کا سراپے دھڑکنوں پر سے
ہٹا گئی تھی۔۔

پلیز بس کریں مجھے نیند ارہی ہے عنایہ نے التجا کرتے کہا تھا ملیار خانزادہ نے
اس کی التجا کوئی رد کرتے دوبارہ سے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے پوزیشن

کو سیٹ کرتے اس کی روح کی گہرائیوں میں اترتا وہ دوبارہ سے اس کی
سسکیوں اور چیخوں کا باعث بنا تھا۔

ملیار خاندان اس کے نازک سے وجود کو الٹ پلٹ کرتا جاپنے دو سے تین
دن کی بے قرار یوں کا وہ جم کر بدلا لینے میں مصروف تھا اب تو عنایہ کو ایسا
لگ رہا تھا کہ فجر تک بھی اس کی جان بالکل بھی نہیں چھوٹنے والی۔
ملیار خاندان دونوں پر کمفرٹ اوڑے ایک دوسرے کو اپنی باہوں میں
چھپاتے اپنی شدتوں کی ایک نئی داستان قائم کر دتا عنایہ کے نازک سے
وجود کو اپنی باہوں میں چھپاتا اس پر اپنی شدتوں کو ڈھانا شروع کیا تھا۔

— — —

اب تو پر سکون ہونا تم دیکھ کر اگئی اسے ٹھیک ہے ناب وہ اور زلہ اپنے
کمرے میں بیڈ پر بیٹھی لیپ ٹاپ کھولیں کسی گہری سوچوں میں گم تھی کہ

جب ہی آرش اس کے کمرے میں داخل ہوتا بولا اور ساتھ ہی دروازے کو لاک لگا گیا تھا۔۔

اور زلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا اس وقت رات کے تقریباً 10 بج رہے تھے ایک تو اس وقت اس کے کمرے میں کیا کر رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔

جی میں دیکھ کر اگئی تھی مہزلہ کو ٹھیک ہے اب وہ اور اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہے میں نے ابھی اسے دوائی بھی کھلائی ہے اور کھانا بھی کھلایا ہے اور زلہ نے آرش کی طرف دیکھ کر سکون بھرے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔ اچھا کیا۔۔ میں تم سے ایک بات کر سکتا ہوں آرش نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ہچکچاتے پوچھا تھا اب اس سچویشن میں وہ کیسے پوچھ سکتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ابھی آسٹریلیا چلے۔۔

وہ ہم دونوں نے آسٹریلیا جانا تھا آج رات 10 بجے کی ہی ٹکٹ تھی؟؟؟

آرش خانزادہ ٹکٹ تو کینسل کروا گیا تھا وہ تو بس اور زلہ کاری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیا بولتی ہے کیا وہ سچ میں اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی یا پھر وہ اپنی بہن کی وجہ سے رک گئی تھی۔

آرش مجھے لگتا ہے کہ ابھی ہمیں دو سے تین دن رک جانا چاہیں گے دو سے تین دن کے بعد جب مہزلہ کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تو ہم انشاء اللہ ضرور جائیں گے لیکن ابھی نہیں پلیر اور زلہ نے منت کرتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

آرش نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا اور اس کے دل میں سکون کی لہر دوڑی تھی شکر تھا کہ اور زلہ تلخ نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی بہن کو اس حالت میں چھوڑ کر یہاں سے کیسے جاسکتی ہے یہ وہ آرش نے مسکرا کے اس کی طرف دیکھا تھا اور مطمئن ہو کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔

وہ اور زلہ مجھے نا بہت پیاس لگ رہی ہے اور یہ پیاس مجھے تمہارے ہونٹوں سے بجانی ہیں اب کیا مجھے اجازت ہے تو میں تمہارے پاس آکر تھوڑی سی

تمہاری سانسیں گھونٹ سکو آرش خانزادہ نے اس قدر اپنے چہرے پر
معصومیت طاری کرتے ہوئے پوچھا تھا کہ اور زلہ خانزادی عیش عیش کر
اٹھی تھی اس کی بات پر۔۔

اور زلہ سرخ پھڑتے ہوئے اس کی طرف سے اپنی نگاہوں کو ہٹا گئی تھی وہ
نہیں جانتی تھی کہ آرش خانزادہ اتنا بے باک ہو سکتا ہے۔۔

اپنے کمرے میں جائے اپنے سونا نہیں ہے اور زلہ نے گہری سانس
بھرتے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آرش نے جلدی سے نفی میں سر
ہلایا تھا جیسے کہ اسے تو سونا ہی نہیں ہے اور ویسے بھی آرش خانزادہ کا
پسندیدہ کام تو اور زلہ کے پاس بیٹھنا تھا باتیں کرنا تھا اور اپنے بے باک باتوں
سے اس کے چہرے کو سرخ کرنا تھا۔۔

اس کے چہرے کو سرخ دیکھتے ہوئے آرش خانزادہ سمجھ گیا تھا کہ اسے شرم
ارہی ہے اس لیے وہ اسے اجازت بالکل بھی نہیں دے گی اور خود سے ہی
اس کے قریب بڑھتے جلدی سے لیپ ٹاپ کو اس کی گود سے ہٹایا تھا اور

ساتھ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہیں اسے اپنے قریب کرتے اپنی گود میں
بٹھایا تھا۔۔

اس اچانک ہوئی افتداد پر اور زلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا وہ
آر ش خانزادہ سے یہ بے باکی بالکل بھی تصور نہیں کر سکتی تھی۔۔
آر ش مجھے نیچے اتارے کیا کر رہے ہیں اپ کوئی اجائے گا اور زلہ نے
بکھلاتے ہوئے تقریباً اس کے چہرے پر چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

آر ش نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنے
گلے میں ڈالتے ہوئے اس کے چہرے پہ تھوڑا سا جکھتے اپنی نرم گرم
سانسیں چھوڑتے اپنی زبان کو نکالے اس کے ہونٹوں پر پیر کر اس کے منہ
کو بند کرنے لگا۔۔

رات کے اس وقت کوئی پاگل ہے جو منہ اٹھا کر تمہارے کمرے میں ا
جائے گا اور ویسے بھی تم میری پر سنل پر اپرٹی ہو نکاح میں ہو تم میرے کوئی

اگر مجھے تمہارے ساتھ دیکھ بھی لے تو اس میں کون سی بڑی بات ہو جائے گی۔۔

آرش نے مسکراتے ہوئے اس کے بھگی لبوں پر اپنے انگوٹھا پیرتے کہا تھا جو کہ اس کی زبان پیرنے کی وجہ سے گیلے ہو گئے تھے اور زلہ کے وجود میں ایک سرد سی لہراٹھی تھی۔۔

اور زلہ کا ثواب منہ ہی بند ہو گیا تھا وہ تو کچھ بول ہی نہیں پار ہی تھی اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اسے ایسا لگا کہ جیسے اچانک سے ہی اس کا دل نیچے گیا اور پھر واپس اوپر اگیا تھا اسے اپنی حالت سمجھ نہیں آرہی تھی پہلی بار وہ ایسا لمس محسوس کر رہی تھی آرش خانزادہ وہ پہلا مرد تھا جو اس کے اتنا قریب آیا تھا اور وہ بھی محرم کے روپ میں۔۔

آرش خانزادہ نے اس کی طرف دیکھا وہ جو باہر سے بولڈ اور کانفیڈنس خود کو ظاہر کرتی تھی وہ اندر سے اتنی ہی بھگی بلی بنی اس وقت اس کے حصار میں

تقریباً کانپ رہی تھی آرش نے اپنی ہنسی کو دباتے مزید اس کے کمر پر ذرا سا اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو اور زلہ کی سسکی بے ساختہ تھی۔۔

کیا ہوا میری جان ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے ابھی سے ہی تمہاری سسکیاں نکلنا شروع ہو گئی ہیں آرش خانزادہ نے جان بوجھ کر ایسے ظاہر کیا تھا کہ جیسے غلطی سے اس کی کمر پر اس نے اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈال دیا ہو اور زلہ نے اب گھور کر اس کی طرف دیکھتا تھا اس کی چلا کی وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔

اگلے ہی پل اس کے قریب ہوتے اور زلہ نے اس کے گود سے اترنا چاہا لیکن آرش نے اس کی یہ کوشش ناکام بنادی تھی اور دوپٹے کو اس کے گلے سے نکالتے ہوئے اس کی سفید بے داغ گردن پر جھکتے اپنے دانت گاڑ گیا تھا۔۔

پہلی بار لمس کو محسوس کرتے اور زلہ کا وجود کانپ کر رہ گیا تھا وہ بری طرح سے آرش کے حصار میں لرز کر رہ گئی تھی آرش کے لبوں اور دانتوں کا

لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اور زلہ کے ہاتھ اس کے کندھے پر سے
قمیض کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئے تھے جیسے کہ وہ اس کے لمس میں مدہوش
ہو رہی ہو اور زلہ نے دھیرے سے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کے میٹھے سے
لمس کو محسوس کیا تھا۔

آر ش خانزادہ اس کے سفید بے داغ گردن پر حکھے اپنے دانتوں کو گاڑنے
کے بعد اب ادھر سے وہی سکُن کو منہ میں بھرتا سک کرتے وہاں پر لو بائٹ
بنا گیا تھا اس کی سفید بے داغ گردن پر وہ سرخ کلر کا دبا اس وقت آر ش کو
اتنا خوبصورت لگا کہ بے ساختہ ہی اپنی قمیض کی جیب سے موبائل کو نکالتے
ہوئے اس لو بائٹ کی پکچر بنا کر اور زلہ کے سامنے کرتے اسے اشارہ کیا تھا
کہ جیسے دیکھو۔

اور زلہ نے جب آر ش کے موبائل میں اپنی گردن پر بنے سرخ کلر کے لو
بائٹ کو دیکھا تو وہ شرماسے گردن تک سرخ پڑتی اس نے گھور کر آر ش کی

طرف دیکھنا چاہا تھا لیکن آرش کی آنکھوں میں اب وہ دیکھ ہی کہاں رہی تھی۔۔

ہاں میری جان اتنا بھی شرمانے کی ضرورت نہیں ہے آرش نے اسے مزید ایک جھٹکا دیتے ہوئے اپنے قریب کیا تو اور زلہ کے لب خود بخود اس کے لبوں سے اٹکرائے تھے اور زلہ نے جلدی سے اپنے لبوں کو اس کے لبوں کی پہنچ سے دور کیا تھا۔۔

بڑی ظالم بیوی ہو میری اگر اب لب آپس میں ٹکرا ہی گئے تھے تو مجھے میری پیاس ہی بجھانے دیتی اتنی جلدی دور کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی آرش خانزادہ نے اپنے آنکھوٹے اور شہادت کی انگلی میں اس کے نچلے لب کو پکڑتے کہا تو اور زلہ نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹانا چاہا لیکن آرش نے اس کی کوشش ناکام بناتے اپنے قریب کرتے اس کے نچلے لب کو اپنے لبوں میں بھر کر سک کر ناشروع کیا تھا۔۔

اس کے نرم سے لمس پر اور زلہ جیسے پاگل ہونے کوائی تھی آرش خانزادہ
اس کے لب کو اتنی نرمی سے اپنے دونوں لبوں میں بھرے سک کر رہا تھا
اور نہایت ہی رومینٹک انداز میں چوم رہا تھا کہ اور زلہ کے جسم میں بے
چینیاں سی پیدا ہونے لگی۔۔

آرش اس کے لبوں پہ جھکا خود کی پیاس کو شدت سے مٹاتا اور زلہ کے جسم
میں بے چینیاں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اسے تڑپا بھی رہا تھا وہ جس
قدر نرمی سے اس کی لبوں کو سک کر رہا تھا اور زلہ تڑپتی نہیں تو اور کیا
کرتی۔۔

اور زلہ نے اب کی بار اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے قمیض کو زور زور سے ہلا
کر اسے ہوش دلانے چاہا تھا کہ اب اسے پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔۔

آرش خانزادہ خود کو سیراب کرنے کے بعد اس کی ہونٹوں کو سرخ کرنے
کے بعد اپنے لمس سے بھگانے کے بعد پیچھے ہوا اور اس کے بھگے لبوں کو
انگوٹھے سے سہلاتے ساتھ ہی اپنے ایک ہاتھ میں اس کا چہرہ بھرے اس

کے سرخ سے گال کو اپنے لبوں میں بھر کر وہاں پر بھی اپنا بیگالمس چھوڑنے لگا۔

اس کی چھوٹی سی تنکی ناک کو بھی لبوں سے چومتے ہوئے آرش خانزادہ نے جیسے اس کی ناک کو بھی معتبر کیا تھا۔

اور اسے دیکھ کر رہ گئی تھی جو اسے قیمتی اثاثے کی طرح نہایت ہی دھیان سے چھو رہا تھا کہ کہیں سختی کرنے پر وہ ٹوٹ نہ جائے اور زلہ اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ کس قدر نرمی سے اس کے چہرے کے ایک ایک حصے کو کس قدر نرمی سے اپنے لبوں سے مہکا رہا ہے۔

اس کے پورے چہرے پر اپنے لبوں کا بیگالمس چھوڑتے ہوئے آرش خانزادہ نے اب کی بار اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور زلہ کی آنکھوں کو اس وقت بند دیکھ کر اور اپنا لمس محسوس کرتے دیکھ کر آرش خانزادہ مسکرایا تھا یعنی کہ اس کی بیوی اس کا لمس محسوس کر رہی ہے اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔

آر ش خانزادہ نے اس کی گردن میں اپنا منہ چھپاتے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سہلاتے کہا تھا کہ میری جان کیا بات ہے تم سسک کیوں نہیں رہی کیا مجھے ایگر یسو والار ومانس کرنا چاہیے تاکہ تمہاری سسکیاں میرے کانوں کو راحت پہنچا سکے۔۔

اور زلہ تو اس بار اس کی بولے ہوئے لفظوں پر کانپ کر رہ گئی تھی کیونکہ بولتے ہوئے اس کے لب اور زلہ کے گردن سے ٹکراتے تو اور زلہ بری طرح سے اس کے حصار میں لرز کر رہ جاتی تھی اور زلہ اس کے حصار میں بالکل چپ چاپ تھی ایسے کہ جیسے اس نے بچپن سے جیسے ہی بولنا ہی نہ سیکھا ہو اس کے گود میں بیٹھے وہ صرف اور صرف اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے دباتے اپنے سسکیوں کو روکنے کی کوششوں میں تھی۔۔

کچھ بولو تو سہی کیا ہو گیا ہے آر ش نے اسے چپ دیکھ کر اس کی گردن سے چہرہ باہر نکالتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آر ش کو لگا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو گئی ہو لیکن اسے شیش و پنچ میں مبتلا دیکھ اور اپنے نچلے لب پر ظلم

ڈھاتے دیکھ کر آرش سے برداشت نہ ہوا تو جلدی سے اس کے نچلے لب کو اس کے دانتوں کے ظلم سے چڑوا یا تھا۔

کیا بات ہے اگر ان پر ظلم ڈھانہ ہی ہے تو مجھ سے کہو میں تمہاری ان پنکڑیوں جیسی نرم لبوں کو اپنے لبوں میں بھر کر ظلم کی ایک نئی رقم داستان کر لوں گا لیکن یہاں یہ کیا طریقہ ہے خود سے اپنی لبوں پر ظلم کرنے کا عارش نے اس کے نچلے لب کو حد سے زیادہ سرخ پڑتے دیکھ کر دھیرے سے اپنے انگوٹھے سے سہلاتے کہا تھا۔

اور زلہ اس کی باتوں پر سرخ پڑتی بات بے بات پہ اسے گھور بھی نہیں رہی تھی کیوں کہ اسکی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ اپنی آنکھوں کو جھکا لیتی تھی۔

آرش بس بھی کریں کیا ہو گیا ہے آپ کو اس بار اور زلہ نے اس کے ہاتھ اپنے دل کے مقام کی طرف بڑھتے دیکھ کر گہری سانس بھرتی جلدی سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر روہان سے ہو کے کہا تھا۔

میری جان میں نے تو کہا تھا کہ مجھے پیاس لگ رہی ہے اور مجھے شدت سے تمہارے لبوں سے ہی وہ پیاس بچانی ہیں آرش خانزادہ نے دوبارہ سے اپنی بات دہرا کر اس کی جڑ دیکھتے کہا تھا وہ کچھ زیادہ ہی پیل گیا تھا اس کی آنکھوں کی سرخی اس وقت اور زلہ کی قربت میں اسے صاف اشارے سے بتا رہی تھی کہ اب اگر وہ دور رہا تو وہ یہ دوری سہ نہیں پائے گا۔

اور اس کے آنکھوں میں خود کے لیے جذبات کا ٹاٹا مارنا اب دیکھ کر اور زلہ روہانسی سی ہو گئی تھی اور اسے کیسے روکے اسے سمجھ نہیں رہا تھا آرش خانزادہ تو کچھ زیادہ ہی اس کے پاس آکر پیل رہا تھا اس کی بے باکیاں دھیرے دھیرے سے بڑھتی جا رہی تھی اور زلہ نے اب کی بار اس پر غصہ کرنے کا سوچا لیکن وہ غصہ کیسے کرتی وہ تو اس کے حصار میں سب سی بیٹھی ہوئی تھی اور آرش مسلسل اپنے ہاتھوں سے اس کے کمر کو سہلاتے اسے مزید مدہوش کرنے کی کوششوں میں تھا۔

اور ابھی میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ شروع ہونے والی ہے پلیز مجھے اس کی پریپریشن کرنے دے اور زلہ نے جلدی سے بہانہ بناتے آرش سے خود کو دور کرنا چاہا تھا لیکن آرش نے اس بار اسے بیڈ پر لٹاتے اس کے اوپر سایہ فگن ہوتے اپنے وجود کا پورا وزن تقریباً اس کے اوپر ڈالتے اس کے دل کے مقام پر اپنا چہرہ رگڑتے وہ اور زلہ کے دھڑکنوں کو بڑھانے کا سبب بنا تھا۔۔

آرش کیا کر رہے ہیں اب دور ہو جائیں اور زلہ نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کہا تھا اس کی آنکھوں سے بس آنسو نکلنے کی کسر باقی رہ گئی تھی پہلی بار لمس کو محسوس کرتے اور زلہ کی حالت ہی عجیب سی ہو رہی تھی اس کی پینک ہوتی ٹانگوں کو آرش نے جب اپنی ٹانگوں سے لاک کیا تو اور زلہ کو لگا کہ اب تو جیسے اس کے جان نکلنے کے درپر ہو۔۔

آرش خانزادہ خود بیڈ پر لیٹا اور ساتھ ہی اس سے اپنے اوپر لیٹاتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے گردن میں چھپاتے کہا تھا کہ میری جان مجھے بس ایسے ہی سونا

ہے مجھے سکون محسوس کر لینے دور جو صرف تمہاری باہوں میں ہی ملتا ہے
آر ش خانزادہ نے کہا اور شدت سے اسے اپنی باہوں میں بیچ لیا تھا۔
ان ہونے کے باوجود بھی Ac کمرے میں اسی ان تھاقل سپیڈ سے
اور زلہ کے ماتھے پر اب پسینے کے ننھے ننھے سے بوندیں چمکنے لگی تھی وہ بری
طرح سے اس کے حصار میں نروس ہوتی اسی بس کسی بھی طرح سے اپنے
کمرے سے بیجنا چاہتی تھی۔

سو جاؤ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا اس لیے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں
ہے آر ش نے اسے اب اپنے اوپر سے نیچے اتارتے اس کا سر اپنے سینے پر
رکھتے اسے بالکل تکیے کی طرح اپنے آپ میں بیسختے کہا تو اور زلہ تھوڑی سی
پر سکون سی ہوئی تھی کم از کم وہ اسے اپنے اوپر سے تو نیچے اتار کر گیا تھا وہ بیڈ
پر جو تھی اور اس کے حصار میں مجبور اسے بھی اپنی انکھوں کو بند کرنا پڑا تھا
اب مزید وہ اور کیا کر سکتی تھی اس کے بے باک شوہر نے اس کے کمرے
سے تو جانا نہیں تھا تو اس کے پاس سے ہی آخری حل بچتا تھا کہ وہ خود ہی سو

جاتی۔۔

《<••>》

زرم خانزادہ اج کافی عرصے بعد بذات خود چل کر اسلام آباد کے اس وتے سے یتیم خانے میں آیا تھا جو کہ برلاس کے یونیورسٹی سے تھوڑی ہی فاصلے پر تھا اج بھی اسے یہاں پر اتفاقاً ناپڑا کیونکہ وہ برلاس سے ملنے اس کے یونیورسٹی گیا تھا جبکہ اس کے دوستوں نے اسے بتایا کہ وہ تو یتیم خانے میں ہے زرم خانزادہ کو حیرت بھی ہوئی تھی کہ وہ یتیم خانے میں کیا کر رہا ہے اسی لیے وہ یہاں پر چلا رہا تھا اس تیم خانے میں وہ اتنا تو نہیں تھا لیکن ہاں اپنے منیجر کے ذریعے وہ اس تیم خانے میں ڈو نیشن ضرور بھجواتا تھا۔۔

یتیم خانے کے اندر داخل ہوتے ہیں اسے چھوٹا سا گارڈن نظر آیا ادھر سے ادھر نظر گھمانے پر برلاس ایک درخت کے نیچے ایک لڑکی جو ویل چیئر پر بیٹھی تھی اس کے پاس بیٹھا نظر آیا تھا زرم کو پہلے سے بھی زیادہ حیرت کا

سامنا کرنا پڑا تھا برلاس ایک لڑکی کے لیے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا یہ بات ہضم کرنا زرم کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

زرم نے ان دونوں کو ڈسٹرب نہ کرتے ہوئے یتیم خانے کے اندر جاتے ہوئے وارڈن کے افس میں داخل ہوتے اس لڑکی اور برلاس کے بارے میں پوچھنا چاہا تھا کہ برلاس یہاں پہ کب سے رہا ہے اور وہ لڑکی کون ہے جس کی حالت دیکھنے کے قابل نہیں تھی کیونکہ وہ بس ایک ہی جگہ پر اپنے نظروں کو ٹکائے ہوئے تھی آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے رنگت زرد سی تھی۔

وارڈن کے افس میں داخل ہوتے وارڈن نے کھڑے ہو کے اسے سلام کیا تھا زرم خانزادہ کو جانتی تھی وہ اے روزٹی وی پر یا پھر اخباروں میں اس کے اشتہار لگے رہتے تھے اسے جلدی سے ایک کرسی پر بھی بٹھاتے ہوئے وارڈن نے اسے چائے یا پھر کافی کا پوچھا تھا لیکن زرم خانزادہ نے منع کر دیا تھا۔

میں یہاں پر آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں اس بات کے بارے میں زرم خانزادہ نے سنبھل کر اپنی بات کو رکھا تھا واڈرن کے سامنے۔۔

یہ جو باہر گارڈن میں درخت کے نیچے ویل چیئر پر ایک لڑکی بیٹھی ہے کیا آپ مجھے اس کے بارے میں بتا سکتی ہیں کچھ زرم خانزادہ یہ سوال پوچھنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن بے ساختہ ہی اس کے منہ سے یہ سوال نکل گیا تھا ورنہ وہ بھی تو یہاں پہ بالکل بھی نہیں آیا تھا۔۔

واڈرن نے اس کا اشارہ گل کی طرف سمجھا پا کر بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں کوئی ہوس یا پھر بے قدری تو نظر نہیں آرہی تھی تو وہ گل کے بارے میں کیوں پوچھ رہا تھا واڈرن سارے بچوں سے زیادہ گل کے قریب تھی وہ اسے بالکل بھی کسی بھی غلط باتوں میں سونپنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

اپ کو کیوں پوچھنا ہے اس کے بارے میں کوئی وجہ ہے آپ کے پاس
واڈرن نے اس بار سخت لہجے میں زرم خانزادہ سے پوچھا تھا اسے بالکل بھی
اندازہ نہیں تھا کہ شہر کا جانا مانا مشہور بزنس میں ابہ کرا ایک لڑکی کے
بارے میں اس طرح سے معلومات لے گا وہ بھی گل کے بارے میں
حیرت تو بنتی تھی واڈرن کی۔۔

پتہ نہیں میں نے کیسے آپ سے یہ سوال پوچھ لیا ریلی سوری اگر آپ کو برا لگا
ہو لیکن میری انٹینشن بالکل بھی کوئی بھی غلط نہیں تھی بس مجھے عجیب سی
بے چینی ہوئی اس لڑکی کو دیکھ کر ایسا لگا کہ جیسے مجھے اپنی بچپن کی کوئی ہوئی
بہن دکھ گئی ہو زرم خانزادہ نے جلدی سے بکھلاتے ہوئے سامنے بیٹھی
وارڈن کو جواب دیا تھا وہ اس کے بارے میں کچھ غلط سوچ رہی تھی زرم کو
اندازہ بھی نہیں تھا ورنہ وہ یہ سوال بالکل بھی نہ پوچھتا اور ویسے بھی یہ
سوال بھی بے ساختہ ہی اس کے منہ سے نکلا تھا ورنہ وہ ایسی بات کے
بارے میں یہاں پر معلوم کرنے تو بالکل بھی نہ آیا تھا۔۔

اچھا نہیں یہ اپ کی بہن نہیں ہو سکتی وارڈرن نے سخت سے لہجے میں کہا تو
زرم خانزادہ شرمندہ سا ہو گیا تھا اور وہ وہاں سے اٹھا اور اس سے پہلے کہ وہ
افس سے باہر نکلا وارڈرن نے پیچھے سے پکارتے کہا تھا کہ امید کروں گی کہ
اپ اس بات کو پوچھنے کے لیے دوبارہ یہاں پہ نہیں آئیں گے۔

زرم خانزادہ نے مزید کوئی بھی بات نہیں کی اور کوئی بھی سوال پوچھے بغیر
وہ اس یتیم خانے سے باہر نکل آیا تھا گھر جا کر وہ برلاس سے اس بارے میں
بات ضرور کرنے والا تھا کہ آیا اس کا شک ٹھیک ہے یا پھر غلط اس لڑکی کو
دیکھ کر اسے اپنی بہن کی یاد کیوں آئی تھی۔

زرم خانزادہ جیسے ہی یتیم خانے کے افس سے باہر گارڈن کی طرف نکلا تو
برلاس اسے کہیں پر بھی نظر نہ آیا اور ساتھ اور لڑکی اب دوبارہ سے اس
سی شام کا اس ہی منظر نظر آرہی تھی زرم خانزادہ کو کیوں اس کے چہرے
کے نقش زریش سے کافی ملتے جلتے نظر آرہے تھے زرم خانزادہ اس وقت
اس لڑکی سے بات کر کے کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا پہلے وہ برلاس

سے بات کرنا چاہتا تھا اس لڑکی کے بارے میں بعد میں ہی وہ کوئی نتیجہ اخذ کرتا گہری سانس بھرتے اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔

زریش خانزادی بے انتہا داس سی کمرے کی کھڑکی میں کھڑی نیچے لان میں شام کے ڈھلتے ہوئے مناظر کو دیکھ رہی تھی آج اس کے دل پر ایک بہت ہی بڑا بوجھ تھا اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ کیا کرے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ رورو کر اپنے دل کی بڑا اس نکال لے۔

آج وہی دن تھا آج سے تقریباً تین سال پہلے جب بصیر خانزادہ انا بیہ کے ساتھ نکاح کر کے اس حویلی میں آیا تھا آخر اس دن کو وہ کیسے بھول سکتی تھی وہ دن تو بچے گاڑ کر اس کے دل میں ہی بیٹھ گیا تھا اس دن کو وہ کیسے بھول

سکتی تھی اپنے عشق اپنے پیار محبت کو کسی اور کے پہلو میں دیکھنا کسی اور کا ہاتھ پکڑے حویلی کے اندر لانا کہ وہ اس سے نکاح کر چکا ہے اور وہ اس کی بیوی ہے انسو متواتر زرش خانزادی کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے اس نے جلدی سے جا کر دروازے کو لاک کیا تھا کہ کہیں کوئی اگر اس کے انسو نہ دیکھ لے باہر سے سٹرانگ نظر آنے والی زرش کسی کو بھی اپنے انسود کھا کر خود کو کمزور نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔

زرش اب کمرے میں اندھیرا کیا ہے بیڈ کے پاس ہی نیچے زمین پر بیٹھے اپنے دونوں گھٹنوں کو سینے سے لگائیں اور اس میں اپنا سر چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی افیت تھی جو کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی آخر اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا تھا بصیر خانزادہ نے بے شک اس لڑکی سے نکاح نہیں کیا تھا لیکن اس کے پیار میں کسی اور کو شریک کر کے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے حویلی تو بیوی کے درجے پر لے آیا تھا نا اسی بات کو زرش خانزادی یاد کرتے رو رہی تھی۔۔

اسے اب ایک سال پہلے حویلی کا وہ منظر یاد رہا تھا جب اس کا اور بصیر کا نکاح
ہونے جا رہا تھا اور وہ سب کو ڈٹ کر کہہ رہی تھی کہ اسے بصیر سے نکاح
نہیں کرنا جب نانا نے جا کر اسے ایمو شنل بلیک مل کیا تب جا کر بصیر
خانزادہ سے اس نے نکاح کیا تھا اور نہ اس کا دل بالکل بھی نہیں چاہ رہا تھا کہ
وہ بٹے ہوئے شخص کو اپنے حصے میں کر لے۔۔

ایک سال تو وہ اس لڑکی کے ساتھ اس کے کمرے میں گزار چکا تھا تو کیا وہ
بندہ ہے بہکتا نہیں بغیر نکاح کے وہ کسی لڑکے کے ساتھ ایک سال تک
ایک ہی کمرے میں کیسے رہ سکتا تھا اور کیا کوئی لڑکی اتنی ارزہ ہوتی ہے کہ
اپنی عزت کی پرواہ کیے بغیر وہ کسی نامحرم کے ساتھ پورا ایک سال کمرے
میں گزار سکتی ہے وہ بھی بغیر نکاح کے سوچ سوچ کر ہی زربیش خانزادی کو
اپنا دماغ پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ ابھی تک ہنوز نیچے زمین پر بیٹھی رو رہی تھی وہ یادیں ہی ایسے تھی کہ یاد
اتے اس کی آنکھوں کو بگا کر چلی جاتی اس کا وجود اب ہلکے ہلکے ہچکولے لے

رہا تھاز ریش کی ہچکیاں بن گئی تھی اور اس کا پورا بدن لرز رہا تھا رونے کی وجہ سے

روتے روتے اب وہ ماضی کے ایک سال پہلے میں چلی گئی تھی۔۔

[ایک سال پہلے]

اپ میرے قریب کیوں نہیں اتے پچھلے ایک سال سے اس کمرے میں رہتے ہوئے ہم دونوں اجنبی کی طرح کیوں رہتے ہیں ایک سال ہو گیا ہے لیکن اب مجال ہے کہ مجھے ہاتھ تک لگائیں کیوں رات ہونے سے پہلے ہی اپ حویلی کے نیچے گیسٹ ہاؤس میں چلے جاتے ہیں پچھلے ایک سال سے یہ سب دیکھتی آرہی ہوں مزید میرا صبر جواب دے گیا ہے۔۔

انابہ بصیر کے سامنے کھڑی سراپہ سوال بنی اس سے سوال پوچھ رہی تھی ایسا سوال جس کا جواب وہ خود بھی جاننا چاہتی تھی۔۔

کیا بکو اس کر رہی ہو جاؤ یہاں سے مجھے تمہارے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں دینا تمہاری ماں بستر مرگ پر پڑی وہاں پر تڑپ رہی ہے اور تم

یہاں پر کھڑی مجھ سے یہ گھٹیا سوالات پوچھ رہی ہو شرم نہیں اتی تمہیں
بصیر خانزادہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہہ رہا تھا
انابہ اس کی دھاڑ پر ایک پل کے لیے لرزی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ دوبارہ
سے ڈیٹ بنی اس کے سامنے اپنے سوال کا جواب مانگ کر ہی لے کر جانے
والی تھی۔۔

کیونکہ مجھے شرم کیوں ائے شوہر ہے اپ میرے اور اگر ایک سال سے ہم
دونوں ساتھ رہ رہے ہیں تو اتنے فاصلے پر کیوں بیوی ہوتے ہوئے یہ سوال
میں اپ سے کیوں نہیں پوچھ سکتی اپ میرے قریب کیوں نہیں اتے ایک
سال ہو گیا ہے ہمارے رشتے کو ابھی تک اپ نے مجھے اپنی قربت کیوں
نہیں بخشی اپ مجھے میرا حق کیوں نہیں دیتے کیا یہ سب سوالات میرا پوچھنا
جائز نہیں ہے بیوی ہوتے ہوئے انابہ اس کے سامنے شیرنی بنتی اس سے
سوالات پوچھ رہی تھی۔۔

سچ جاننا چاہتی ہو تو سچ یہ ہے کہ ایک سال پہلے جو ہمارا نکاح ہوا تھا وہ نکاح
نکاح نہیں تھا وہ جھوٹ موٹ کا نکاح تھا وہ قاضی تک نقلی تھا اور وہ پیپرز
تھے وہ صرف اور صرف میرے افس کے فائلز کے پیپر تھے جن پر ہم
دونوں نے سائن کیا تھا اور تم نے جو دھوکے میں اکر میرے افس کے 40
پرسنٹ شیئر اپنے نام مجھ سے کروائے تھے وہ واپس میں اپنے نام کر چکا تھا
صرف اور صرف انتظار تھا تو آج کا اور آج بھی وہ دن مکمل ہو گیا ہے آج کے
دن تم پورے 20 سال کی ہو گئی ہو اب تمہارے جو شیئر میری کمپنی میں
تھے تو اب سارے میرے نام ہو چکے ہیں جو تم نے دھوکے سے مجھ سے
لیے تھے۔۔

اور جو نکاح کے لیے تم نے مجھے مجبور کیا تھا وہ میں کوئی بھی مجبور نہیں ہوا
تھانہ تمہاری اور نہ ہی تمہاری ماں کی باتوں میں ابہہ کر تم دونوں بالکل ایک
ہی جیسے ہو تمہاری ماں نے بھی مجھے بلیک میل کیا تھا اور تم نے بھی مجھے
میل ہی کیا میں مر کر بھی زریش کے علاوہ کسی اور کے بارے میں نہیں

سوچ سکتا جانتا ہوں کہ میں اس کے لیے بہت سخت ہوں لیکن سخت بھی
صرف اسی لیے تھا کہ وہ کسی اور مرد کی طرف متوجہ نہ ہو اس کے لیے
سب کچھ میں ہی بننا چاہتا تھا اور ہوں بھی ایک سال تک تم پوچھتی ہو کہ
میں گیسٹ ہاؤس میں کیوں چلا جاتا ہوں تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ
کسی نامحرم کے ساتھ میں ایک کمرے میں دن تو کیارات تک نہیں گزار
سکتا دن تو میرا پورا افس میں گزر جاتا ہے لیکن رات میں گیسٹ ہاؤس میں
جان بوجھ کر گزارتا تھا اور جان بوجھ کر رات اتنی دیر حویلی میں اتنا تھا کہ میرا
ہو سکے اور میں حویلی میں جاسکوں میں صرف اور صرف اور تمہارا سامنا نہ
اس ایک سال کا ہی انتظار کر رہا تھا جو کہ اب پورا ہو گیا ہے بصیر خانزادہ نے
سب کچھ اسے بتا دیا تھا جو کہ سچ تھا لیکن بصیر خانزادہ نے اب تک اسے وہ
سچائی نہیں بتائی تھی جو اس کے ساتھ ساتھ پوری حویلی والے بھی نہیں
جانتے تھے۔

دھوکہ اتنا بڑا دھوکہ تم مجھے اتنا بڑا دھوکہ نہیں دے سکتے تم جانتے نہیں ہو
کہ میرے تعلقات کہاں تک ہے میری پہنچ بہت اگے تک ہے میں
تمہارے سارے شیئر واپس سے اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہوں حتیٰ کہ تم
سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں کیا کیا کر سکتی ہوں اب تم دیکھنا کہ اس دھوکے
کا انجام کیا ہوتا ہے تم نے انا بیہ را کھا سے پنگا لیا ہے لیکن اب تم دیکھنا کہ
میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں اب تک تو مجھے صرف ایک ڈھونگ
رچانے کے لیے کہا گیا تھا کہ تم سے نکاح کر کے محبت کر کے تمہیں اپنے
قریب راغب کر کے تم سے وہ سارے ثبوت اکٹھا کرنا ہے جو تم ہمارے
بوس کے خلاف ڈھونڈ چکے ہو لیکن اب جب تم ساری سچائی جان چکے ہو تو
ظاہر سی بات ہے یہ بھی پتہ ہو گا کہ میں ایک نان مسلم ہوں اچھا ہوا کہ
تمہیں سب پتہ چل گیا ہے ویسے بھی اب مجھے یہاں مزید رہ کر تم لوگوں
کے بیچ رہ کر مزید اپنا ناطک جاری نہیں کرنا ہو گا ویسے بھی میں ایک سال
سے بہت تنگ آگئی تھی اچھا ہوا کہ تم نے سب مجھے خود ہی بتا دیا انا بیہ بھی

ریلیکس ہوتے اسے سارا سب کچھ خود سے ہی بتا چکی تھی اور مزید کوئی فائدہ نہیں تھا چھپا کر۔۔

اودا چھا ہوا کہ تم نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور تمہارا اصلی چہرہ تو بہت پہلے ہی میرے سامنے اچکا تھا تم تک تو ذریعہ صرف اتنا تھا کہ تمہارے بوس تک پہنچنا تھا اور آج تم 20 سال کی ہو گئی ہو تو آج تم لوگوں کے اس مینشن میں ایک جشن بھی تو ہونا تھا اب تم وہاں جاؤ گی لیکن میرے ساتھ نہیں اکیلے کیونکہ تمہیں وہاں میرے ساتھ ہی آنے کے لیے بولا تھا ناساری کال میں ٹریس کر چکا ہوں اب مزید کوئی بھی فائدہ نہیں ہے تمہارا یہاں رہہ کر چلتی بنو یہاں سے بصیر خان زادہ ریلیکس ہوتا اپنی شرٹ ک آستین کونیوں تک اوپر چڑھتا ریلیکس انداز میں ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھتا ایڈیٹیوڈ سے اسے بول رہا تھا۔۔

تم سے یہ بدلا میرا پینڈنگ پر رہا یاد رکھنا اگے تم اب انابہ را کھا کا اصل روپ دیکھنے والے ہو جو تمہاری پوری زندگی کو تباہ و برباد کر دے گی

انکھوں میں انتقام کی آگ لیے انابیہ نے کہا اور ساتھ ہی الماری کی طرف
بڑھتے اپنا بیگ اٹھا کر اپنی ساری چیزوں کو پیک کرتے وہ بڑے ہی آرام سے
راتوں رات حویلی کے اس کمرے سے نکل آئی تھی لیکن اسے دوبارہ واپس
انا تھا اپنا بدلہ لینے کے لیے۔۔

بصیر خانزادہ تھکے ہوئے اعصابوں کے ساتھ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا تھا
اب اسے یہ ٹینشن کھائے جا رہی تھی کہ وہ صبح حویلی والوں کو کیا بتائے گا کہ
انابیہ کہا چلی گئی انہیں سب ٹینشنوں میں اس کا دماغ الجھا ہوا تھا کہ رات
کے تقریباً دو بجے کا وقت تھا کہ دادا جی کمرے میں داخل ہوئے بصیر
خانزادہ اتنی دیر رات تک اپنے دادا کو یہاں دیکھ کر بوکھلا کر اٹھا اور انہیں
بیڈ پر بٹھاتے پریشانی سے ان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

کیا ہوا دادا جی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے اتنی رات پر آپ یہاں آپ جاگے
ہوئے کیوں ہے بصیر خانزادہ نے دادا کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا
تھا۔۔

بصیر میں نے تمہاری ساری باتیں سن لی ہے تمہارے اور انابیہ بیٹی کے بیچ
جو بھی باتیں ہوئی ہے اور اسے حویلی سے جاتا ہوا بھی دیکھ لیا ہے مجھے امید
تھی کہ تم مجھے خود ہی بتا دو گے لیکن تم نے مجھے نہیں بتایا اب یہ بتاؤ کہ کون
ساچ ہے جو تم نے ابھی تک نہیں بتایا دادا جی نے بصیر خانزادہ پر دھماکہ
کرتے ہوئے کہا تھا وہ رات کے اس وقت لان میں جا کر تھوڑی دیر ٹہلنے
کے لیے جانے والے تھے لیکن بصیر اور انابیہ کے کمرے سے چیخنیوں کی
آواز سنتے وہ ادھر ہی رک کر ان کے کمرے کے اندر جانے والے تھے لیکن
انہیں اتنی خطرناک باتیں کرتے دیکھ دادا جی صدمے میں ہی چلے گئے تھے
اور کچھ نہ کر کے بھی وہیں پر کھڑے رہ کر ساری باتوں کو سن چکے تھے۔
بصیر خانزادہ نے گہری سانس بھری تھی جانتا تھا کہ اب جب تک وہ دادا جی
کو سب کچھ نہیں بتا دیتا وہ یہاں سے نہیں جاتے اسی لیے ضد کرنے سے
اچھا کہ انہیں سب کچھ بتا دیا جاتا۔

راکھانامی ایک ادبی ہمارے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے جس کا کیس تقریباً ڈیڑھ سال پہلے مجھے ہینڈ اور کیا گیا تھا انابیہ سے نکاح سے پہلے بصیر خانزادہ ابھی مزید اپنی بات اگے جاری رکھتا کہ دادا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ تمہیں کیوں دیا یہ کیس تم تو ایک عام انسان ہونا۔ بصیر خانزادہ نے دادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور کہا کہ دادا جی میں ایک سیکرٹ ایجنٹ ہوا اور ساتھ ہی اپنا سر نیچے کر لیا تھا بصیر خانزادہ جانتا تھا کہ وہ اب اس پر غصہ کریں گے۔

دادا نے اس کا جھکا ہوا سر اٹھایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے فخر ہے تم پر تم بہت ہی اچھا کام کر رہے ہو اور اب میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں اسی راکھا کی وجہ سے تم نے انابیہ سے جھوٹ موٹ کا نکال رچا کر حویلی میں لایا تھا تاکہ تم اس کے ذریعے اس کے باپ تک پہنچ سکو باقی کی اگے باتیں تو میں ساری سن چکا ہوں دادا جی نے بھی اپنے سمارٹ

ہونے کا ثبوت دیا تو بصیر خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔

جی دادا جی ایسے ہی ہے لیکن اب تک ہم اسے ریست نہیں کر پائے کیونکہ ابھی تک ہمارے ہاتھ پورے ثبوت نہیں لگے بصیر خانزادہ نے دادا جی سے کہا تو دادا جی نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

دادا جی ابھی آپ یہ بات گھر میں کسی کو بھی نہ بتانا اور نہ ہی بھائیوں میں سے بھی کسی کو نہ بتانا اور زرم لالا کو تو یہ بات بالکل بھی پتہ نہیں چلنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرا قیمہ ہی بنادے بصیر خانزادہ نے دادا جی کی طرف دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا تو دادا جی نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

دادا جی کیا اب آپ کی لاڈلی نواسی مجھ سے نکاح کریں گی کیا آپ اسے میرے نکاح میں دیں گے یقین کریں بہت تڑپا ہوں اس کے لیے بچپن سے لے کر اب تک نفرت ہی کرتا آیا تھا لیکن اب اچانک سے میرے دل

میں اس کے لیے پیار محبت عشق جیسے جذبات نے سراٹھانا شروع کر دیا ہے
میں اسے اب مزید ایک منٹ بھی دور نہیں رہ سکتا۔

صبح ہم اس مسئلے پر بات کریں گے میں زریش کو ضرور تمہارے لیے
مناؤں گا میں نے بھی اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے جذبات دیکھے ہیں
اسی لیے اپنے دادا جی پر بھروسہ رکھو وہ تمہیں بالکل بھی نراش ہونے نہیں
دے گا اور اب جاؤ جا کر سو جاؤ اور پر سکون ہو جائے کسی کو کچھ بھی بتانے کی
ضرورت نہیں ہے میں سب کچھ سنبھال لوں گا۔

دادا جی نے پر سکون کرتے کہا تو بصیر بھی پر سکون ہوتے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا
تھا دادا جی نے بھی اس کے کمرے کی لائٹ اف کی اور کمرے کا دروازہ بند
کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے جانتے تھے کہ اپنی
لاڈلی نواسی کو اپنے لاڈلے پوتے کے لیے کس طرح منانا ہے۔

&&&&&

یہ سب سوچتے ہوئے ابھی تک بیڈ کے پاس ہی بیٹھی ہنوز ہچکیوں سے رو رہی تھی زربیش اس بات سے واقف نہیں تھی کہ بصیر خانزادہ ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور انا بیہ ایک نان مسلم ہے کیونکہ اسے صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ ان دونوں کا نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ بصیر اس سے جھوٹا موٹا نکاح بس رچایا تھا اس سے اپنے شیئر لینے کے لیے اسی وجہ سے تو زربیش خانزادی بدگمان تھی کہ اپنے شیئر واپس لینے کے لیے وہ ایک لڑکی سے جھوٹ موٹا نکاح تک کر گیا تھا۔

زربیش ہنوز روتے ہوئے یہی سب کچھ سوچ رہی تھی اور خود کو اذیت ہی اذیت دیتی جا رہی تھی۔

ابھی وہ مزید رو رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا تھا اور وہ حیران ہوتی کمرے کے اندر داخل ہوتے بصیر کو دیکھ رہی تھی اس نے تو دروازہ لاک کیا تھا تو بصیر نے دروازہ کیسے کھولا یہ سوال اس کے ذہن میں جھٹ سے آیا تھا لیکن اس کے ہاتھ میں چابی کو دیکھتے ہوئے وہ سمجھ گئی

تھی کہ ملازمہ سے اس نے چابی منگوا کر اس کے کمرے کا دروازہ کھولا
ہے۔۔

جائیں یہاں سے کیوں ائے ہیں آپ یہاں پر زربش خانزادی نے روتے
ہوئے چیخ کر کہا تھا اس کی آنکھوں کی افیت اور درد کو آنکھوں سے ہی
محسوس کیا جاسکتا تھا اس کی گولڈن آنکھوں اس وقت رونے کی وجہ سے
بے تحاشہ سرخ تھی اس کی ناک بھی سرخ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے
سفید سے مومی گال بھی اس وقت شدت سے سرخ پڑتے بصیر خانزادہ کو
اپنی طرف اٹریکٹ کر گئے تھے۔۔

کیا ہو گیا ہے میری جان کو کسی نے کچھ بولا ہے کیا بصیر خانزادہ تو اس کی
سرخ آنکھیں اور اسے روتا دیکھ کر تڑپ اٹھاتا اس کے قریب جاتے اسے
اپنے سینے سے لگا کر چپ کرانا چاہتا تھا لیکن زربش نے اس کی یہ کوشش نہ
کام بنا کر اسے خود سے دور جھٹک دیا تھا۔۔

خبردار خبردار اگر میرے قریب آنے کی بھی کوشش کی آپ نے تو میں آپ کی جان لے لوں گی جائے یہاں سے عورت کی آپ کی نظروں میں کیا اہمیت ہے کیا میں جانتی نہیں ہوں کیا جائے یہاں سے اور دوبارہ میرے قریب آنے کی بالکل بھی کوشش نہ کرے گا زریش خانزادی نے چیختے ہوئے اسے یہاں سے جانے کے لیے کہا تھا۔

مجھے بتاؤ تو صحیح کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے اور عورت کی میری نظروں میں کیا اہمیت ہے کیا یہ تم جان نہیں پائی کیا تمہاری عزت لوٹی ہے میں نے کیا میں تمہارے قریب کبھی تمہاری رضامندی سے نہیں آیا کیوں ایسی باتیں کر کے مجھے میری ہی نظروں میں گرانا چاہتی ہو کہ کیوں چاہتی ہو کہ میں ٹوٹ جاؤں اور ہار ماننے سے پہلے ہی ہار جاؤں تم ہی تو میرا مضبوط سہارا ہو اگر تم ہی ایسا کرو گی تو اگے جا کر کتنی مشکلے آنے والی ہے اس کو میں کیسے فیس کروں گا بصیر خانزادہ نے عاجزاتے کہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ زریش کس

وجہ سے اتنی مشکل اور اتنی اذیت میں رو رہی ہے لیکن جو کچھ بھی تھا وہ
زریش خانزادی کو ایسے رونے تو بالکل بھی نہیں دینا چاہتا تھا۔

مجھے اپ کی کوئی بھی بات نہیں سننی اپ جائیں یہاں سے زریش خانزادی
کا دل نرم پڑا تھا اس کی باتیں سنتے ہوئے اسی لیے اس کی طرف سے رخ
موڑتے کہا تھا۔

بصیر خانزادہ نے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اپنے دونوں بازو اس
کے پیٹ کے گرد حائل کیے اپنی تھوڑی کو اس کے کندھے پر رکھے اسے
مزید اپنے قریب کیا تھا۔

میں نہیں جانتا کہ کیا بات ہو گئی ہے لیکن جو بھی ہے میں اس کے لیے
سوری بولتا ہوں میری جان زندگی کے کسی بھی موڑ پر مجھے غلط بالکل بھی نہ
سمجھنا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں اور ایک تم ہی ہو واحد لڑکی جو بصیر
خانزادہ کے دل پر حکومت کرتی ہے اور انشاء اللہ آگے بھی کرے گی۔

بصیر خانزادہ نے اس کے سرخ گال پر اپنے لب رکھتے کہا تو زربیش خانزادی کا پورا جسم کانپ گیا تھا۔

اپ اپ پاس نہ ائے میرے اور دور ہو جائے مجھ سے میں اپ سے ناراض ہوں اور اپ مجھے بالکل بھی بات مت کر یے زربیش خانزادی نے روتے ہوئے کہا ساتھ ہی ساتھ اس کے ہاتھوں سے ہنوز انسو بہہ رہے تھے بصیر خانزادہ نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور اس کے بہتے ہوئے انسو پر نرمی سے لب رکھتے اس کے انسو کو اپنے لبوں سے چٹنا چلا گیا تھا۔

میری جان ایک تم ہی تو سہارا ہو وزیر خانزادہ کا اگر تم ہی ایسے روٹ جاؤ گی تو میری زندگی کا کل اثاثہ مجھ سے دور ہوتا مجھے نظر ائے گامت کرو مجھے خود سے دور کیوں سمجھتی نہیں ہو ایک تم ہی تو ہو جس کے لیے میں اس دنیا میں جیتا یا ہوں اگر تمہیں ایسا کرو گی تو میں ٹوٹ جاؤں گا ہار جاؤں گا بصیر خانزادہ نے ہنوز اس کے گال پر لب رکھ کے کہا تھا ساتھ ہی اسے شدت

سے اپنے سینے میں بھجتے ہوئے اسے جیسے اپنے حصار میں چھپا کر ساری
مشکلوں اور ٹینشنوں سے دور رکھنا چاہتا تھا۔

مجھے کبھی خود سے دور تو نہیں کریں گے نازندگی کے کسی بھی موڑ پر مجھے
دھوکا تو نہیں دیں گے ناپ زربیش خانزادی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے سوال پوچھا تو بصیر خانزادہ نے شدت سے اس کے لبوں پر جھکتے
ہوئے نہایت ہی نرم انداز میں اس کے دونوں لوگوں کو سک کر کے اس
کے جسم میں بے چینی پیدا کرنے کا باعث بن گیا تھا۔

اپنے لمس سے وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اسے کس قدر پیار کرتا ہے بصیر
خانزادہ شدت سے اس کے دونوں لبوں کو اب اپنے لبوں میں جکڑے
انہیں پیار سے رومینٹک انداز میں سک کر رہا تھا زربیش خانزادی بھی اس
کے شدت کو محسوس کرتے اس کے شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ کر اس کی
شدت کو برداشت کرنے لگی۔

اسے اپنے گلے سے لگاتے بصیر خانزادہ نے جیسے اپنے لمس سے اس کے
ساری گلے شکوے کو مٹا دیا تھا۔

میری جان ہو تم دوبارہ ایسا کبھی بھی مت سوچنا کہ میں تمہیں چھوڑ سکتا
ہوں بصیر خانزادہ اپنی زندگی کے سانس میں توہار سکتا ہے لیکن زرش
خانزادی کو خود سے دور کبھی بھی نہیں کر سکتا بصیر خانزادہ نے زرش کی
طرف دیکھتے کہا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھتے اس کو
دوبارہ سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

— — —

طبیعت ٹھیک ہے چکر تو نہیں ارہے تمہیں زرم خانزادہ حویلی کے اندر راتے
لون میں روحان اور مہزلہ کو ایک دوسرے کے ساتھ فٹبال میں مصروف
کھیلنے دیکھ کر مہزلہ کی طرف آتے پوچھا تھا۔

جی۔۔جی۔۔میری۔۔طبیعت۔۔ٹھیک۔۔ہے۔۔نہ نہیں ارہے چکر۔۔
مہزلہ نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا تھا نہ جانے سامنے والے کی
پر سنلٹی میں ایسا کیا تھا کہ جب بھی وہ اس کے سامنے آتا تو اسے لڑکھڑانے
کر بولنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔

بابا پ بھی ہمارے ساتھ کھیلے نا فٹبال مزہ ائے گا روحان نے جلدی سے
اپنے بابا کے پاس جا کے ان کی منت کرتے ہوئے پیر سے پکڑتے کہا تھا۔۔
میرا کمزور بچہ پایا بھی ابھی تو افس سے تھکے ہوئے ائے ہیں تو ابھی میں نہیں
کھیل سکتا انشاء اللہ ہم بعد میں رات میں ایک ساتھ لیٹ کر مووی دیکھ لیں
گے ٹھیک ہے زرم خانزادہ نے روحان کے گال پر کس کرتے کہا تو روحان
نے خوشی سے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

بابا پار ٹنر بھی ہوگی نا ہمارے ساتھ پار ٹنر بھی مووی دیکھے گی نا روحان نے
جلدی سے اپنے پا ٹنر کی فکر کی تھی کہ کہیں وہ اپنے کمرے میں جا کر نہ سو

جائے جس طرح سے وہ پچھلے دو سے تین دن سے ان کے کمرے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ جایا کرتی تھی رات کے وقت۔۔

یہ بات تو اپ اپنی پار ٹنر سے پوچھیں کہ وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں سوتی اور وہ ہمارے کمرے سے کیوں بھاگ جاتی ہے اور وہ ہمارے ساتھ مووی دیکھیں گی یا نہیں زرم خانزادہ نے مسکراہٹ دباتے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے روحان سے کہا تھا۔۔

وہ وہ اور زلہ کنفیوز سی ہو گئی تھی کہ اب اس بات کا کیا جواب دے وہ اسے اپنے بالوں کھجاتی ہوئی وہ بے حد کنفیوز نظر آتی اس وقت سیدھا زرم خانزادہ کے دل کی دھڑکنوں میں ادھر مچھا گئی تھی۔۔

وہ وہ ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی نا جلدی سے مہزلہ کے دماغ میں جو بھی جواب آیا وہ زرم اور روحان سے کہہ دیا تھا اور اس کا جواب سن کر زرم کا دل چاہا کہ وہ قہقہے لگا اٹھے ہاں البتہ روحان اس کی بات سے تھوڑا سا سمت

سمت سا نظر ا رہا تھا کیونکہ اسے واقعی ہی نہیں پتہ تھا کہ شادی اور نکاح میں کیا فرق ہوتا ہے۔۔

یقین مانو اس وقت تم دونوں کے دماغ میں مجھے ایک پرسن بھی فرق محسوس نہیں ہو رہا کہ جس طرح سے چار سال کا روحان سوچتا ہے بالکل اسی طرح سے 18 سال کی مہزلہ بھی زرم خانزادہ نے مسکراہٹ دباتے ان دونوں سے کہا تھا اب دونوں ہی کنفیوز نظر آتے زرم کی طرف دیکھ رہے تھے کہ جیسے اس نے اپنی بات کہی اس کا مطلب بھی سمجھائے ان دونوں کو۔۔

کچھ نہیں دونوں جا کر اندر جاؤ منہ ہاتھ دواپ دونوں پھر میرے ساتھ اس کریم پر جانا چاہیں گے زرم خانزادہ نے ان دونوں سے پوچھا تو دونوں نے بچوں کی طرح زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا روحان تو البتہ زرم کے گود میں تھا اس لیے اس کے گال پر کس کرتے اسے اندر بیجنا چاہا تھا لیکن روحان وہی پر کھڑا مہزلہ انتظار کر رہا تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی جائے گی۔۔

ابھی زرم مہزلہ سے کچھ کہتا ہی کہ جلدی سے روحان اگے آیا اور اپنے بابا کا ہاتھ دوبارہ سے پکڑ کے کہا کہ بابا میں اپ سے ایک بات پوچھوں۔۔

بابا اپ ہم دونوں کو کہتے ہیں ناکہ ہم دونوں اپ کے بچے ہیں تو جس طرح سے اپ نے مجھے گال پر کشتی کر کے اندر بھیجا گڈ بائے کیا اسی طرح اپ پار ٹنر کو بھی گال پر کشتی دیں تاکہ وہ بھی اندر جائے اپ کو پتہ نہیں پار ٹنر اسی لیے تو کھڑی ہوئی ہے روحان نے اپنے بابا کی طرف دیکھتے معصومیت سے زرم خانزادہ سے کہا تھا۔۔

روحان کی بات سن کر زرم خانزادہ کا دلکش قہقہہ لان میں گونجا تھا دوسری طرف مہزلہ بری طرح سے بوکھلاتے ہوئے جلدی سے گھر کے اندر بھاگنا چاہتی تھی کہ زرم نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے قریب کیا اور اس کے گال پر اپنے سر دلب رکھتے ہوئے ذرہ سا اپنی زبان نکال کر اس کے گال کو سک کر کے چھوڑا تھا میرا بچہ اپنی گڈ بائے کس تو لے کر جاؤ ورنہ ہمارا بیٹا ناراض ہو جائے گا زرم خانزادہ نے اپنے چہرے پر مصنوعی معصومیت طاری کرتے کہا

تھا دوسری طرف مہزلہ کا دل دھڑکنا شروع ہو چکا تھا ہاتھ پیر پسینے سے
بھیک گئے تھے جلدی سے اس کے حصار سے خود کو چھڑا کر روحان سے بعد
میں بدلہ لینے کا سوچ سے وہ گھر کے اندر باقی تھی۔

چلو اب چلتے ہیں اپ کی پار ٹنر بھی گھر کے اندر چلی گئی اُس کریم کھانے
بھی تو جانا ہے نازم نے اپنے ٹڈے سے بیٹے کو اپنی گود میں اٹھاتے اس
کے گال پر زور دار کشتی دیتے ہوئے کہا تھا۔

بابا اپ کی داڑھی چھبتی ہے اتنی زور سے کشتی نہ کیا کریں میری چیک میں
پھر جلن ہوتی ہے روحان نے معصومیت سے کہا تو زرم کو اپنی بیٹے پر ٹوٹ
کر پیارایا تھا وہ کس قدر معصوم تھا اور اپنی معصومیت میں وہ اپنے بابا کا کام
بھی کر گیا تھا۔

او کے او کے بچہ سوری سوری اگے سے ایسا بالکل بھی نہیں کروں گا زرم
خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کی گردن میں اپنی داڑھی چھباتے اسے
محسوس کرو اتنا اسے دوبارہ سے کھلکھلانے پر مجبور کر دیا تھا۔

زرم خانزادہ نے اسے کمرے میں لا کر چھوڑا اور کہا کہ چلو جاؤ جلدی سے
چینج کرو اور تیار ہو جاؤ تب تک اپ کی پارٹنر بھی اجائے گی میں بھی چینج کر
کے تیار ہوتا ہوں روحان نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے وہ واش
روم کی طرف فریش ہونے لگا تھا۔

&&&&&&

اب تو مہزلہ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے تو کیا ہم دونوں آسٹریلیا گھومنے جا
سکتے ہیں آرش خانزادہ نے بجھے ہوئے دل کے ساتھ اور زلہ سے پوچھا تھا وہ
دونوں اس وقت بیک یارڈ کے خوبصورت سے چھوٹے سے گارڈن میں
زمین پر بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک سے آرش نے مہزلہ سے سوال پوچھا۔
اور زلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے کہا کہ اگر میں کہوں کہ مجھے نہیں
جانا اب تو اپ کیا کریں گے اور زلہ نے محض شرارت کی غرض سے کہا تھا
وہ جانا چاہتی تھی کہ اگر وہ اس کے ساتھ نہ جائے تو آرش کیا کرے گا۔

پھر تو میرے پاس بس ایک آخری ہی حل بچتا ہے آرش خانزادہ نے اپنے
چہرے پر نہایت ہی مسکینیت طاری کرتے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔
کیسا حل اور زلہ کو بھی تجسس ہوا تھا کہ وہ آخر کیا کرے گا کہ وہ اس کے
ساتھ نہیں جاتی تو؟؟؟

بس پھر رات میں تمہیں نیند کی گولیاں دے کر تمہیں اٹھا کر ایئر پورٹ
لے جانا ہو گا اور جب تک تم ہوش میں اوگی تب تک ہم آسٹریلیا میں ہوں
گے آرش خانزادہ نے چہرے پر شرارت طاری کرتے کہا تو اور زلہ نے اس
کے کندھے پر تھپڑ جھاڑا تھا۔۔۔

بہت خراب ہو تم خانزادے ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو کہ تم مجھے نیند کی
گولیاں دو گے میں تمہیں جان سے مار دوں گی اور زلہ شیرنی بنتی اس کے
دونوں کالر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کرتے بولی تھی۔۔۔

اوہو کیا سوچ ہے میری خانزادی کا یہ خانزادہ تم پر ایسے ہی نہ مر جائے تو
پھر مارنے کی ضرورت ہی کیا ہے میری جان تم کہو تو ابھی تمہاری گود میں

لیٹ کر اپنی سانسوں کو خوشی خوشی الوداع کہہ سکتا ہوں بس صرف یہی خواہش ہے کہ سانسے تمہاری باہوں میں رہ کر ہی نکلے آرش خانزادہ نے دل پر ہاتھ رکھتے ایک طرف سے جھکتے نہایت ہی خوبصورت سے انداز میں اور زلہ کو جواب دیا تھا۔

اس کی اتنی خوبصورت بات پہ اور زلہ نے مزید اگے کچھ کہا ہی نہیں تھا اب وہ غور سے بس آرش کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جس آرش کو وہ شادی سے پہلے جانتی تھی وہ آرش تو کہیں دور جا کر اس سے رہ گیا تھا شاید وہ آرش تو اس کی ماں کے مرنے کے ساتھ ہی مر گیا تھا اب جو آرش تھا وہ پوری طرح سے بدل گیا تھا۔

کاش کاش وہ ایک سانحہ ہماری زندگی میں نہ ہوا ہوتا تو اب ہم دونوں بھی باقی نارمل کیپلز کی طرح ایک خوشحال زندگی گزار رہے ہوتے کاش کہ اب اس دن اینڈ وقت پر ابہ کر اس طرح مورے کے سامنے باتیں نہ کرتے میری مورے ہمارے ساتھ ہوتی اور ہم ہنسی خوشی اپنی زندگی گزار رہے

ہوتے اور زلہ نے دل میں سوچتے آسمان کی طرف نظروں کو اٹھا کر دیکھا تھا۔۔

اس وقت اس کا دل شدید ادا اس تھا اپنے مورے کے بارے میں سوچتے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر کے بہتے اس کی گردن اور گردن کی گہرائیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

آرش خانزادہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے خوش ہو رہا تھا کہ اور زلہ اس کے ساتھ فری ہو کر اب باتیں کرنے لگی ہیں اچانک سے ہی اسے ادا اس ہوتا دیکھ کر اور اس کی آنکھوں سے آنسو کو بہتا دیکھ کر وہ شدید پریشانی کا شکار ہوا تھا جلدی سے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا اس کے چہرے کے اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرا تھا۔۔

کیا ہوا ہے اچانک سے رونے کیوں لگ گئی بتاؤ مجھے کیا ہو گیا ہے میری جان کو آرش خانزادہ نے اپنے آنکھوٹے سے اس کے آنسوؤں کو صاف کرتے کہا

تھا ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے جیب سے رومال نکال کر اس کے انسو سی بیٹھکی ہوئی گردن کو بھی صاف کرنے لگا تھا۔

کچھ کچھ بھی نہیں ہوا چھوڑے مجھے ہاتھ ہٹائے اپنے اور زلہ نے نہایت ہی دھیمی اواز میں اس کے ہاتھ اپنے گال سے ہٹائے تھے آرش اس کے اس طرح سے ری ایکشن پر تھوڑا ہرٹ ہوا تھا کہ اور زلہ نے اسے دوبارہ سے کیا ہو گیا ہے لیکن پھر خود کو ریلکس کرتے دوبارہ سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔

مورے کی یاد ارہی ہے آرش خانزادہ نے دھیمی اواز میں اور زلہ سے پوچھا تو اور زلہ نے اب انسو بھری آنکھوں سے آرش کی طرف دیکھتے اسبات میں سر ہیلاتے اس کے سینے پر اپنا سر رکھے قطرہ قطرہ اپنے انسوؤں سے اس کی شرٹ کو بھگونے لگ گئی تھی۔

اور زلہ جانتی تھی کہ آرش کے سینے کے علاوہ کوئی اور سینہ اس کے لیے میسر ہی نہیں ہے اسی لیے اپنا دکھ درد وہ سب جا کر آرش کے سینے پر اپنا سر

رکھتے ہی نکالتی تھی چاہے وہ اس سے ناراض ہی کیوں نہ ہو چاہے آرش اس کا سب سے بڑا گنہگار ہی کیوں نہ ہو لیکن اور زلہ کو جب بھی کسی کا سینہ میسر ہوتا تو سر فہرست آرش کا نام ہی اس کے دل میں سب سے اونچی جگہ پر مستند ہوتا۔۔

چپ ہو جاؤ یا جب بھی مورے کی یادائے توان کے پیچھے قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو اس طرح سے رونے سے مزید انہیں بھی اور تکلیف ہوگی آرش مسلسل اس کے کمر کو اپنے ہاتھ سے رب کرتے ہوئے اسی پر سکون کر رہا تھا ساتھ ہی ساتھ آرش کے دل کا درد بھی بڑھتا جا رہا تھا۔۔

اور زلہ کی سسکیاں اب آرش کو مزید بے چین کر رہی تھی آرش کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بس کسی بھی طرح وہ اور زلہ کو چھپ کر وادے مزید اس سے اور زلہ کی درد بھری سسکیاں سننا برداشت نہیں ہو رہی تھی

آرش کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے کان بہرے ہو جائے اور وہ سننے کی صلاحیت ہی کھودیں تاکہ وہ اپنے خاندانی کی یہ درد بھری سسکیاں کبھی

سن ہی نہ سکے آرش کی خود کی انکھیں بھی ضبط سے سرخ پڑتی نہی سے بھر گئی تھی۔۔

اسے کافی دیر تک رونے کے بعد بھی چپ نہ ہوتے دیکھ کر اس کا سر اپنے سینے سے نکالتے آرش نے نہایت ہی دھیرے سے اس کے لبوں پر جھکتے اپنے لبوں میں جکڑے دھیمی اور نرمی سے سک کر کے اسے چپ کرانا چاہا تھا۔۔

اور زلہ تو ہوا اس باختہ ہوتی اپنے دونوں ہاتھ اس کے کالر پر رکھ کے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوج گئی تھی۔۔

آرش خانزادہ نہایت ہی نرمی سے اس کے دونوں لبوں کو اپنے لبوں میں جھکڑے لبوں کے ساتھ ساتھ اب زبان کے ساتھ بھی چیر خانی کرتے اپنے دونوں ہاتھ اس کے بیک گردن پر رکھے اسے اپنی گود میں اٹھا کر بٹھا چکا تھا۔

اور زلہ کو اب مزید سانس لینے میں دقت محسوس ہوتے دیکھ کر آرش نے کافی دیر بعد اس کے لبوں کو سرخ کرنے کے بعد اس سے پیچھے ہوا تھا اس کے لبوں کو دھیرے سے اپنے لبوں سے جدا کرتے آرش نے اس کے بھگے ہونٹوں کو دیکھا جو اس کی ذرا سی شدت اور سختی سے سرخی اختیار کر گئے تھے۔

آرش نے دھیرے سے اپنے انگھوٹے سے اس کے لبوں کو سہلاتے اس کا سر دوبارہ سے اپنے سینے پر رکھا تھا اب کم از کم وہ چپ تو ہو گئی تھی آرش پر سکون ہو گیا تھا۔

میری جان روتی کیوں ہو کیوں رو کر مجھے اور خود کو تکلیف پہنچاتی ہو جانتی ہونا کہ تمہاری انگھوٹوں میں میں ایک انسو بھی برداشت نہیں کر سکتا ہم دونوں کل رات کے فلائٹ سے ہی آسٹریلیا جا رہے ہیں اب مزید میں تمہارا کوئی بھی بہانہ نہیں سنوں گا آرش نے حق جتانے والے انداز میں کہا تو اور زلہ نے اس کے سینے سے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

مجھے بتاؤ میری جان کیا تم نے میرے ساتھ نہیں جانا آرش نے اور زلہ کے گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے کہا تو اور زلہ کو اپنے جسم میں سپارک سے اٹھتے محسوس ہوئے تھے۔۔

بتاؤ مجھے اسے چپ دیکھ کر آرش نے دوبارہ سے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہی بلند آواز میں کہا تو اور زلہ کے پیٹ میں تتلیاں سی اوڑتی اسے محسوس ہوئی تھی کیونکہ بولتے ہوئے آرش کے لب اور زلہ کے گردن سے مس ہوئے تھے۔۔

پلیز پلیز دور دور ہو جائے میں جاؤں گی ناپ کے ساتھ اور زلہ نے گھبراتے ہوئے کہا تھا اس کی گھبرائی ہوئی آواز سن کر آرش نے اپنے لب دبا کر مسکراہٹ ضبط کی ساتھ ہی اس کے گردن پر نرمی سے اپنے سرد سے لب رکھے تو اور زلہ گہری سانس اوپر کی طرف لیتی اپنی انکھوں کو بند کر چکی تھی۔۔

آرش خانزادہ جب بھی اس کی گردن پر اپنا لمس چھوڑتا یہ لمس اس کے لیے
جان لیو اسما ہو جاتا تھا اس لمس سے تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اور زلہ کی جان
جانے والی ہے ابھی بھی اور زلہ اپنی آنکھیں بند کیے اپنی پوری گردن پر
آرش خانزادہ کے سرد لبوں کا لمس محسوس کرتے کانپ رہی تھی۔۔
اور زلہ کی گرفت اس کے شرٹ پر مزید مضبوط ہوئی تھی آرش نے اس کی
گردن سے اپنا چہرہ باہر نکالا اور اس کی آنکھوں پر نرمی سے اپنے لب رکھتے
اسے دوبارہ سے اپنے سینے سے لگاتے زور سے بیچ لیا تھا یہ لڑکی اس کے
سانسے بنتی جا رہی تھی اور سانسے سے دور بھلا کس نے اپنی زندگی گزاری
ہے؟؟۔۔

میری جان مجھے کبھی بھی چھوڑ کر مت جانا چاہے ہم دونوں کے بیچ جتنی بھی
غلط فہمیاں پیدا ہو جائے سب سے پہلے اگر مجھ سے وہ بات کہنا مجھ سے
صفائی مانگنا میں ہمیشہ تمہارے درپراؤں کا تم سے معافی مانگوں گا اور ہمیشہ
ہی اپنے عشق اور پیار اور اپنی وفا کو ثابت کرنے کے لیے ساری زندگی

صفائیاں دیتے رہوں گا جب تک تومان نہیں جاتی جانتا ہوں کہ میری وہ
ایک غلطی بہت بڑی ہے جس کی معافی مانگنا شاید بہت عجیب ہے اور مجھے
زیب بھی نہیں دیتا لیکن میں پھر بھی تم سے ہی معافی مانگوں گا میری جان
اور ہمیشہ اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لیے تمہارے قدموں میں بیٹھا
رہوں گا آرش خانزادہ کو تم ہمیشہ اپنے پاس ہی پاؤ گی کبھی بھی اسے خود سے
دور نہیں پاؤ گی تم جب بھی پلٹ کر آرش کو دیکھو گی وہ تمہارے قدموں
میں ہی بیٹھا ہو گا بس تمہارے ایک اواز دینے کی دیر ہو گی آرش خانزادہ
دھیرے دھیرے سے جیسے اور زلہ کے کان میں میٹھا سار قص گھولتا اسے
اپنا اسیر بنا رہا تھا اور جیسے اس کے گرد حصار بن رہا تھا کہ وہ اس سے دور کبھی
بھی نہ جائے۔۔

بتاؤ میرے پاس رہو گی نا ہمیشہ آرش نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے ہٹاتے
دوبارہ سے اپنے سامنے کرتے پوچھا تو اور زلہ نے میکانکی کے انداز میں بے
ساختہ ہی ہاں میں سر ہلایا تھا آرش نے عقیدت سے اس کے ماتھے پر لب

رکھتے دوبارہ سے سینے سے لگالیا تھا یہ رات بہت ہی خوبصورت تھی اس
رات کو آرش خانزادہ کبھی بھی گزرنے ہی نہیں دینا چاہتا تھا اس کا عشق
اس کی باہوں میں تھا تو بلا کون عاشق ہوتا کہ یہ چاہتا کہ یہ رات گزر
جائے۔۔

&&&&&&

کہاں جا رہے ہو تم اس وقت زرم پورچ میں کھڑا مہزلہ اور روحان کا انتظار
کر رہا تھا برلاس کو حویلی کے اندر جا کر دیکھ کر اس سے پوچھا تھا۔
لاا کیا ہو گیا ہے حویلی کے اندر جا رہا ہوں تو ظاہر سی بات ہے کمرے میں ہی
جا رہا ہوں گانا اور بھلا میں کہاں جاسکتا ہوں برلاس خانزادہ نے زرم کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے اپنی عقل پر افسوس کرتے اسے دیکھا
تھا۔۔

اچھا اس وقت تو میں بڑی ہوں مجھے کہی باہر جانا ہے روحان اور مہزلہ کے
ساتھ لیکن ہاں واپس آکر مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے تو اگر

رات میں میں اوں گا تو تجھے میسج کر دوں گا ٹھیک ہے زرم نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو برلاس بھی حیرت سے ہاں میں سر ہلاتا اس سے پہلے کہ وہ اپنے اگے قدم بڑھا تھا روحان اور مہزلہ اسے پورچ کی طرف اتے دکھائی دیے تھے اور اس کی شرارت کی رگ بھڑک اٹھی تھی۔۔

ویسے لالا اپ مجھے تو بتائیں کہ ان بچوں کی ٹولی کراٹھا کر اپ کہاں لے کر جا رہے ہیں برلاس نے ان دونوں کے قریب اتے خاص کر مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا تھا تاکہ وہ سن لے اور مہزلہ ہمیشہ ہی اپنے لیے بچے کا لفظ سن کر بری طرح سے چڑ گئی تھی۔۔

چاچو اپ میرے پار ٹنر کو تنگ نہ کریں ورنہ میرے بابا یہیں پر موجود ہے یہاں پر ہم ورلڈ وار تھری بھی کر سکتے ہیں اپنی پار ٹنر کے لیے روحان نے کیوٹ سے انداز میں کہتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھتے لیٹیٹیوڈ سے برلاس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

او ہوٹڈے میرے بائیں ہاتھ کا مکہ پڑے گانا تجھے تو تو دور جا کر گرے گا اور
ورلڈ وار تھری کا مطلب تجھے پتہ بھی ہے جو یہاں پر اکرتو مجھے بتا رہا ہے کہ
پارٹنر کے لیے تم دونوں ورلڈ وار تھری کھیلو گے کیا تم جانتے نہیں ہو کہ
تمہاری یہ پارٹنر میری بہن ہے بتاؤ کیوں مجھ سے زیادہ میری بہن پر حق جتا
رہے ہو تم برلاس کو تو شاید برا ہی لگ گیا تھا اسی لیے اپنے ایک ہاتھ سے
روحان کا گریبان پکڑتا اسے اوپر اٹھا کر گاڑی کے بونٹ پر بٹھا گیا تھا۔
روہان نے چیختے ہوئے اپنے ہاتھوں اور پیروں سے مزاحمت کرتے اسے
خود سے ہٹانا چاہا تھا ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے بابا کو بھی مسلسل پکار رہا تھا جو ان
دونوں کی بحث کو دیکھ کر گہری سانس بھرتا اب گاڑی کے اندر بیٹھا تھا اور
ساتھ ہی مہزلہ کو بھی گاڑی کے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔
دیکھ چوزے جس پارٹنر کے لیے تو یہاں پر ورلڈ وار تھری لڑنے کا ارادہ
رکھتا ہے وہ تجھے چھوڑ کر گاڑی کے اندر بیٹھ رہی ہے مہزلہ کو گاڑی کے اندر
بیٹھا دیکھ کر برلاس نے ان دونوں کے بیچ آگ لگانی چاہی تھی۔

پار ٹنر مجھے ڈرائی کولا کے حصار سے چھڑا کر جائیں پلینز روحان نے برلاس کی طرف دیکھتے دانت کچکا کر کہا تھا اس کا ہاتھ اتنی مضبوط گرفت سے اس کی شرٹ کو پکڑے ہوئے تھا کہ روحان چاہ کر بھی اس کا ہاتھ دور نہیں کر پا رہا تھا۔

اور مہزلہ کو ترس سا گیا تھا اپنے پار ٹنر پر جلدی سے برلاس کے قریب جاتے اس کے پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے لگدا نے لگی اور برلاس جو روحان کی طرف متوجہ تھا اس اچانک ہوئی افتاد پر اسے ہسنا تو نہیں آیا لیکن ہاں ایک پل کے لیے ہی صحیح لیکن وہ ڈر گیا تھا اور ڈر کر اس کے ہاتھ کی گرفت جب روحان پر ڈھیلی پڑی تو مہزلہ نے جلدی سے روحان کو گود میں اٹھاتے گاڑی کے اندر لے جا کر پہلے اسے بٹھایا اور پھر جلدی سے وہ خود بھی بیٹھ کر گاڑی کا دروازہ جلدی سے بند کر گئی تھی۔

جلدی سے گاڑی کولاک کریں لالہ اجائیں گے مہزلہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ زرم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی تو زرم نے بھی جلدی سے

گاڑی کو لاک کیا تھا برلاس جو گاڑی کی طرف اکر دروازے کو کھولتے ان دونوں کو سبق سکھانے والا تھا ان دونوں کو زبان چڑھاتے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ غصے سے اگ بگولا ہوتا مصنوعی سا غصہ دکھاتا وہاں سے حویلی کے اندر چل پڑا تھا۔

پیچھے سے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی ان دونوں کو دیکھ کر اور اپنی بہن کو خوش دیکھ کر اس نے اپنی بہن کے خوش رہنے کے لیے دعائیں بھی بہت ساری کی تھی وہ ایک بھائی تھا اور اپنی بہن کو خوش دیکھ کر وہ بلا خوش کیوں نہ ہوتا۔

تھینک یو پارٹنر مجھے بچانے کے لیے روحان گاڑی کو حویلی سے باہر نکلتا دیکھ کر روحان نے مہزلہ کی طرف دیکھتے کہا تو مہزلہ نے بھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے انگھوٹے کا سائن بنا کر ال دی بیسٹ کا اشارہ کیا تھا کہ بڑی جیسے تمہارے لیے کچھ بھی۔

ان دونوں کو اس طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ گلتا ملتا دیکھ کر زرم نے مسکراہٹ دبائی تھی اور ان دونوں کو دیکھ کر وہ خوش بھی ہوا تھا اور ناراض بھی کیونکہ وہ اپنی لیٹل فیری پر کسی کا حق برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن پھر دوسری طرف بھی تو اس کا بیٹا تھا نا وہ کیا کرتا جس طرح سے وہ اپنے رشتوں کے لیے پوزیسو تھا اسی طرح روحان بھی اپنے رشتے کے لیے بہت زیادہ پوزیسو تھا۔

بابا پ ہمیں کون سے انس کریم پالر پہ لے کر جا رہے ہیں روحان کا رخ اب اپنے بابا کی طرف تھا اور اب وہ اپنے بابا کی طرف متوجہ ہو کر ان سے پوچھ رہا تھا۔

کیوں آپ کو انس کریم کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے کیا زرم اپنے بیٹے کو اچھی طرح سے جانتا تھا جانتا تھا کہ وہ کیوں اتنی سویٹ سویٹ سی باتیں کر رہا ہے اسی لیے کہ اسے کچھ اور بھی چاہیے تھا کھانے کو اس لیے تو وہ اتنا سویٹ سویٹ سا بن رہا تھا اپنے بابا کے ساتھ مسکے لگا رہا تھا۔

جی جی بابا مجھے اور پار ٹنر کو کیک بھی کھانا ہے بیکری والا جہاں سے آپ
میرے لیے لاتے ہیں وہ آپ پار ٹنر کو بھی کھلائیں تاکہ پار ٹنر کو بھی پتہ لگے
کہ یہاں پر کیک کتنے اچھے ملتے ہیں روحان نے جلدی سے اپنے بابا کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تمہیں بھی کیک کھانا ہے زرم نے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ
نے بھی زور و شور سے ہا میں سر ہلایا تھا اور ساتھ کہا کہ مجھے چاکلیٹ بھی
کھانی ہے مہزلہ کے چہرے کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے زرم نے بے
ساختہ ہی ہاں میں سر ہلایا تھا۔

اب روحان اور مہزلہ دونوں کو اپنی اپنی باتوں میں مصروف دیکھ کر زرم نے
بھی اپنی نگاہوں کو روڈ پر مرکوز کرتے اس کریم پارلر کی طرف جانے کے
لیے اپنی سپیڈ بڑھادی تھی زندگی تو جیسے اس کی مکمل ہو گئی تھی اپنے بیٹے
اور اپنے سکون اپنی بیوی کے ساتھ لیکن ابھی بھی اس کا نازک سا سراپہ دیکھ

کر ہمیشہ ہی اس کی آنکھوں میں اس کی قربت کا خمار جاگ جاتا تھا لیکن وہ ابھی چھوٹی تھی یہی سوچ کر زرم چپ تھا۔

مجھے بتاؤ کہ جس یتیم خانے میں تم اس لڑکی کے پاس ملنے جاتے ہو کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ کون ہے زرم خانزادہ اس وقت حویلی کے چھت پر کھڑا برلاس سے گویا ہوا تھا۔

برلاس کو زرم خانزادہ نے اوپر چھت پر بات کرنے کے لیے بلایا تھا اور اس وقت چھت کے وہ قدرے کھونے والی سائیڈ پر اندھیرے میں کھڑے دونوں آسمان کو دیکھتے ہوئے ایک دوسرے سے مخاطب تھے۔

لالا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں یتیم خانے میں ایک لڑکی سے ملنے جاتا ہوں برلاس نے اپنی حیرت کا استفسار کرتے ہوئے کہا تھا۔

میں تجھ سے ملنے تیرے یونیورسٹی گیا تھا بس میں فری تھا تو سوچا کہ تم سے مل لوں تو میں تمہارے طرف آنے ہی والا تھا لیکن پھر تمہارے دوستوں سے پتہ چلا کہ تم یتیم خانے گئے ہو تو مجھے حیرت ہوئی تو میں جب وہاں پر آیا تو تم ایک لڑکی کے ساتھ درخت کے نیچے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے جس کو دیکھ کے مجھے کافی حیرت بھی ہوئی تھی۔

لالا وہ لڑکی برلاس اب کنفیوز تھا کہ وہ لالا کو کیا بتائے اس لڑکی سے تو وہ پہلی نظر کے عشق میں مبتلا ہو چکا تھا۔

ہاں اسی لڑکی کے بارے میں میں تم سے پوچھ رہا ہوں مجھے بتاؤ کہ وہ لڑکی کیا؟؟ زرم خانزادہ نے اس کے کنفیوز چہرے کو دیکھتے ہوئے اب اپنی عقابی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

میں اس لڑکی کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا بس لیکن کچھ سالوں پہلے میں اس یتیم خانے میں اپنے دوست کے ساتھ ڈو نیشن دینے گیا تھا تب ہی

میری نظر اس لڑکی پر پڑی تھی اس کا نام گل ہے برلاس خانزادہ نے ابھی اپنی بات شروع ہی کی تھی کہ اس کے نام پر زرم خانزادہ چونک پڑا تھا۔ کیا کیا نام بتایا تم نے اس کا زرم نے چونکتے ہوئے برلاس کی طرف دیکھتے دوبارہ سے کہا تھا۔

گل ہے اس کا نام لالا برلاس نے حیرت سے اپنے لالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ان کاری ایکشن برلاس کو کچھ سمجھ نہیں رہا تھا آخر کو وہ اس لڑکی سے پہلی نظر میں عشق کر بیٹھا تھا تو اب اپنے لالا کے منہ سے اس لڑکی کا نام سننا کہاں گوارا ہو سکتا تھا اس خانزادے کو اور اب تو اس کی بہن کے ساتھ نکاح بھی ہو چکا ہے اس کے لالا کا پھر ایک انجانی لڑکی میں وہ اتنا انٹرست کیوں دکھا رہا تھا اپنا۔

گل۔۔ گل تمہیں پتہ ہے برلاس مجھے اس لڑکی کے نین نقش زریش میں گھلتے ملتے نظر آتے ہیں اور مجھے شک ہے کہ کہیں وہ ہماری بچپن میں کوئی ہوئی چھوٹی سی گڑیا تو نہیں ہے تمہیں پتا ہے اس کا نام بھی تو گل ورین ہی تھا

تو کیا تم وہی سوچ رہے ہو جو میں سوچ رہا ہوں ذرم نے جو سوچ اور جو باتیں اپنے دل میں دبائی تھی وہ آخر کار اپنی زبان پر لاتے ہوئے برلاس سے کر گیا تھا۔

اوہو لالا کیا ہو گیا ہے ضروری تو نہیں کہ اب دنیا میں کوئی بھی گل نام کی لڑکی ہو تو آپ کو اس کے نین نقش زرش میں گھلتے ملتے نظر آئیں گے تو آپ اس کو اپنی چھوٹی گڑیا کا نام دے لیں گے آپ اس حقیقت کو ایکسیپٹ کیوں نہیں کرتے کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہی ہے برلاس نے نرمی سے اپنے لالا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا تھا جانتا تھا کہ اس کا لالا اپنی بہن کی کھوج میں زمین اور آسمان کو ایک کر دیتا لیکن ہر حال میں اسے اپنی بہن ڈھونڈنی تھی تو ڈھونڈنی ہی تھی۔

نہیں نہیں برلاس تم میری بات کو سمجھ نہیں رہے ہو میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے اس لڑکی کے نقش بالکل زرش میں ملتے جلتے نظر آتے ہیں اور رک جا میں تمہیں زرش اور گل کی بچپن کی تصویر دکھاتا ہوں میرے موبائل

میں سیف ہے زرم خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی ساتھ جلدی سے اپنا
موبائل نکال کے انلاک کرتے ہوئے گیلری میں جا کے وہ اس تصویر کو
ڈھونڈنے لگا جو اس نے بچپن سے تقریباً اپنے پاس سیو کر رکھی تھی۔
یہ یہ رہی پک تم دیکھو ان دونوں کے نین نقش اب بھی مل رہے ہیں اور
اگر میں 100 پر سنٹ یقین سے کہہ سکتا ہوں گل اور زرش کو ابھی بھی
امنے سامنے کھڑا کرو گے اور اس تصویر کو اور ان دونوں کو دیکھو گے تو
بالکل ان دونوں کے فیس ایک دوسرے سے گھلتے ملتے نظر ہی آئے گے
زرم خانزادہ نے برلاس کی طرف اپنا موبائل بڑھاتے کہا تھا۔

برلاس نے لالا سے موبائل پکڑتے دیکھا تو واقعی میں ہی زرش اور گل کے
نین نقش بچپن میں ایک دوسرے سے گھلتے ملتے نظر آتے تھے لیکن اب کا
وہ اتنا شور ہو کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ دونوں ایک جیسے ہے یا پھر نہیں۔

ٹھیک ہے لالا میں آپ کی بات مان لیتا ہوں کہ دونوں کے فیس ایک
دوسرے سے ملتے جلتے نظر آتے ہیں بچپن میں لیکن ابھی زرش بھی بڑی

ہے اور گل بھی بڑی ہے دونوں میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت باقی ہے
اتنا شور ہو کر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ابھی بھی ان دونوں کے فیس ایک
دوسرے سے مل سکتے ہیں مجھے اس بات پہ بالکل بھی یقین نہیں رہا اور
مثال کے طور پر آپ خود سوچیں مجھے وارڈن نے خود بتایا تھا کہ گل بچپن
سے ہی اس یتیم خانے میں رہ رہی ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ یہ وہی گل ہوگی
لیکن ہاؤڈرن سے ساری بات پتہ کرنے پر شاید ہمیں وہ سچ بتادے برلاس
نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میں گیا تھا وارڈن سے پوچھنے لیکن وارڈن شاید یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ میں
کوئی غلط انسان ہوں اور کسی غلط وجہ سے میں گل کے بارے میں پوچھ رہا
ہوں اس لیے انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا لیکن تم بول رہے ہو کہ تم
کئی سالوں سے وہاں پر جاتے ہو تو وارڈن کو تمہارے بارے میں اچھی
طرح سے پتہ ہوگا ہو سکتا ہے کہ تم پوچھو اور وہ تمہیں بتادے زرم خانزادہ

کو اپنی چھوٹی سی گڑیا کو ڈھونڈنے کے لیے ایک امید کی کرن نظر آئی تھی وہ بھی برلاس کی صورت میں۔۔

کیا ہو گیا ہے لالا میں بھائی ہوں اپ کا اس طرح سے منت سماجت نہ کرے حق سے بولے میں ضرور پتہ کروں گا برلاس نے لاڈ سے اپنے لالا کے سینے پر سر رکھے کہا تھا۔۔

تو زرم کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ساتھ ہی برلاس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے اس کے ماتھے پر لب رکھے کہا تھا کہ مجھے امید ہے کہ تم اس بات کا پتہ ضرور کرو گے۔۔

چلو اب جاؤ کمرے میں بہت زیادہ دیر ہو گئی ہے تم نے سونا ہے اور میں نے تو اپنے اس شیطان سے بیٹے سے وعدہ کر رکھا تھا کہ رات میں میں تمہارے ساتھ مووی دیکھوں گا پتہ نہیں سویا ہوا ہو گا یا جاگ رہا ہو گا میں جا کر دیکھتا ہوں زرم نے برلاس سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ وہ دونوں اب پر سکون سے چہرے کے ساتھ نیچے اترتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

مہزلہ اپنے کمرے میں اداس سی بیٹھی تھی رات کا تقریباً ایک بج رہا تھا ابھی دو گھنٹے پہلے ہی اس کی آپی اور آر ش لالا ایر پورٹ کے لیے نکلے تھے اور وہ لوگ اب ایک ہفتے کے لیے آسٹریلیا چلے گئے تھے جس کی وجہ سے ابھی صرف دو گھنٹے ہی گزرے تھے لیکن اس کا دل گھر میں نہیں لگ رہا تھا اور اس کا چہرہ ہی اداس اداس سالگ رہا تھا۔

جب سے اس کی مورے اس دنیا سے گئی تھی اس کے بعد سے ایک پل کے لیے بھی اور زلہ نے مہزلہ کو اکیلے نہیں چھوڑا تھا اسی لیے اب ایک ہفتے کے لیے جانے پر اپنا نہ جانے مہزلہ کیسے سب کچھ میخ کرے گی ابھی تو صرف دو گھنٹے ہی گزرے تھے اور اس کے چہرے پر اداسی نے گھر کر لیا تھا۔

زرم جو مہزلہ کے کمرے سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف جانے والا تھا اس کے کمرے کی لائٹس کو ان دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ مہزلہ اب تک جاگ رہی ہے ورنہ وہ لڑکی تو نیند کے اتنی شوقین تھی کہ صوفے پر بیٹھے

بیٹھے ہی سو جاتی اور اب رات کے ایک بجے وہ جاگ رہی ہے حیرت سے
اس کے کمرے کے اندر داخل ہوتے کمرے کا دروازہ دوبارہ سے بند کیا
تھا۔۔

مہزلہ جو اداس سی کھڑکی کے پاس کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی کمرے میں
کسی کو اندر اتادیکھ کر وہ جلدی سے رخ موڑ کر دیکھتی تو اسے ذرم خان زادہ
کمرے کے اندر اتانظرایا تھا۔۔

اوپ۔۔ اپی میہاں۔۔ مہزلہ اسے اتنی رات میں اپنے کمرے میں
دیکھتی ہوئی لڑکھڑاتے لہجے میں بولتی اس کے چہرے پر مسکراہٹ پیلانے
کا باعث بنی تھی۔۔

یہی بات میں بھی تم سے پوچھنے آیا ہوں رات کا ایک بج رہا ہے اور تم ابھی
تک جاگی ہوئی ہو سو کیوں نہیں رہی زرم نے پیار سے اس کی طرف جاتے
اس کے کمرے میں ہاتھ ڈالتے اپنی باہوں میں بھرتے اس کے چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

وہ وہ مجھے مہزلہ کنفیوز ہوتی اس کے حصار میں اپنی آنکھوں کو جھکا گئی تھی اس سے باتیں بھی نہیں ہو رہی تھی۔۔

بتاؤ مجھے کیوں جاگ رہی ہو اس وقت زرم نے اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کے اوپر اپنے چہرے کے قریب کرتے کہا تھا اس کے معصومیت بھرے چہرے کو دیکھ کر زرم خانزادہ کے دل میں جذباتوں نے اپنی پکڑ پکڑی تھی اس کا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا مہزلہ کو بھی صاف سنائی دے رہا تھا تو دوسری طرف مہزلہ کی دھڑکنیں بھی تیزی سے دھڑکتے ہوئے زرم خانزادہ کو سنائی دے رہی تھی۔۔

کیا بات ہے مجھے بتاؤ نیند نہیں آرہی کیا میرے بچے کو زرم خانزادہ نے پیار سے اس کے سفید سے سوفٹ گالوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے کہا تھا۔۔ زرم کے سرد انگلیوں کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے مہزلہ نے اپنے ہاتھوں کی گرفت اس کے شرٹ پر مضبوط کی تھی۔۔

وہ وہ مج مجھے اپ آپ کی یاد یادار ہی ہے مہزلہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں
ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے اپنی بات مکمل کر کے انسو بھری آنکھوں سے
زرم کی طرف دیکھا تھا۔

اوہو میرا بچہ تو اس میں رونے والی کیا بات ہے آپ کی یادار ہی ہے تو صرف
ایک ہفتے کی ہی تو بات ہے وہ واپس آجائیں گے نارومت چلو آجاؤ مجھے ہگ
کر و تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی زرم خانزادہ نے شرارت سے اس کی آنکھوں
سے انسو صاف کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

ساتھ ہی قدم بڑھاتے سے بیڈ پر لٹاتے وہ خود بھی اس کے پاس ہی لیٹ گیا
تھا۔

اس کے بالوں میں اہستہ اہستہ سے ہاتھ پیرتے ہوئے زرم خانزادہ اس کی
آنکھوں کو ہی دیکھ رہا تھا اس کی پلکوں کو لرزتے دیکھ کر زرم سمجھ گیا تھا کہ وہ
شرمارہی ہے اور اوپر سے اس کی دل کی دھڑکنیں بھی اس کو صاف سنائی

دے رہی تھی اس کی اتنی شرم و حیا کو دیکھتے ہوئے زرم کے چہرے پر
مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

سو جاؤ میری جان میرا صبر اتنا نہ ازماؤ مجھ میں اتنا صبر نہیں ہے کہ پاس میں
بیوی لیٹی ہو جائز حق بھی ہو اس کے باوجود بھی میں کوئی گستاخی کیے بنا ہی
چپ چاپ تمہارے پاس بیٹھا ہوں زرم خانزادہ نے جھک کر مہزلہ کے کان
میں سرگوشی نما آواز میں کہتے اس کے کان کی لو کو ذرا سا اپنے زبان سے
چھڑا ہی تھا کہ مہزلہ اٹھ کر بیٹھتی لر سزتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔
لیٹ جاؤ کیوں بیٹھ گئی ہوں زرم نے اس کی طرف دیکھتے حیرت کا اظہار کرتے
کہا تھا کہ جیسے کہ اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں ہے۔

اپ۔۔۔ اپ۔۔۔ اپنے۔۔۔ اپنے کمرے۔۔۔ میں جائیں۔۔۔ میں خود سو۔۔
جاؤں گی۔۔۔ مہزلہ نے ایک لڑکھڑاتے لہجے میں اسے اپنے کمرے سے
بیجنا چاہا تھا جانتی تھی کہ جب تک وہ یہاں پر ہو گا اسے تو بالکل بھی نیند نہیں
اے گی۔۔

میں بالکل بھی یہاں سے تب تک نہیں جاؤں گا جب تک تم میرے سامنے
ہی سو نہیں جاتی زرم خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے
دوبارہ سے تکیے پر لٹالیا تھا اور اس کے مومی سے سفید گال پر لب رکھتے
دوبارہ سے اس کے جسم میں سپارک اٹھنے کا باعث بنا تھا۔

مہزلہ کا دل اب دھڑک رہا تھا وہ بری طرح سے دھڑکتا ہوا مہزلہ کو کمفرٹر پہ
اپنے ہاتھوں کی گرفت کو مضبوط کر گیا تھا۔

مہزلہ کو کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں میچتے دیکھ کر زرم نے مسکرا کر اس کا چہرہ
تھوڑا سا اوپر اٹھاتے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت میں لیتے اس پر
ٹوٹ کر برسنا شروع ہوا تھا۔

مہزلہ بری طرح سے حواس باختہ ہوتی اس کے شرٹ کو اپنے ہاتھوں کی
مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا یہ کیسی فیلنگ تھی یہ
کیسا لمس تھا جو اسے آج پہلی باریوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جان
نکالنے کے درپر ہو۔

زرم خانزادہ جھکا اس کے بالائی لب کو انتہائی نرمی سے اپنے لبوں میں
بھرے سک کر رہا تھا ساتھ ہی ساتھ اس کے نچلے لب کو بھی اپنے ہونٹوں
کے بھگے لمس سے بیھگار رہا تھا۔

زرم خانزادہ کے ہاتھ نہایت ہی بے باکی سے اس کے دھڑکنوں کے مقام پر
اکر رہے تھے اور اس کے دھڑکنوں کے مقام پر ہاتھ رکھے زرم خانزادہ نے
انکھیں کھولتے مہزلہ کی انکھوں میں دیکھا تو اس کی انکھوں میں ڈر و خوف کو
محسوس کرتی زرم خانزادہ کہ چہرے پہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا لیکن وہ
اپنی مسکراہٹ کو دبا گیا تھا کیوں وہ اپنی کس کا دورانیہ بالکل بھی توڑنا نہیں
چاہتا تھا۔

زرم خانزادہ مسلسل تین منٹوں سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت
میں جھکڑے اس کے لبوں کو سک کر رہا تھا مہزلہ کی اب مزید سانسیں
اکھڑنے کے درپر تھی۔

پھر مہزلہ نے اس بار ہمت کرتے ہوئے اس کے کندھے پر چٹکی کاٹتے اسے
خود سے دور رہنے کا جیسے اشارہ دیا ہوزرم خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں
دیکھا تو اس کی آنکھوں میں نمی کو جمع ہوتے دیکھ کر وہ جلدی سے اس کے
ہونٹوں سے اپنے لبوں کو جدا کر گیا تھا۔

مہزلہ نے اپنی سانسوں کو روانی پر اتے دیکھ کر آنکھوں میں نمی لیے زرم کی
طرف دیکھا تو زرم نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا
تھا۔

میری جان میں کیا کروں تم میرے پاس ہو میرے قریب ہو میرے حق
حلال کی بیوی ہو اس کے باوجود میں اپنے جذباتوں پر بند کیسے باندوں تم بہتر
طریقے سے جانتی ہو کہ تمہاری معصومیت کو دیکھتے ہوئے میں تم سے عشق
کر بیٹھا ہوں اب مزید تم سے دور نہیں رہا جاتا کیا کروں میں۔

زرم خانزادہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی گردن کو اپنے مونچھوں کے چھپن سے ساتھ ساتھ سہلاتے مہزلہ کے سانسوں کو دوبارہ سے گڈمڈ کر گیا تھا۔

مہزلہ بری طرح سے کنفیوز ہوتی ادھر سے ادھر دیکھنے میں مصروف تھی اس کی آنکھوں میں جو جذبات مہزلہ کو نظر آرہے تھے وہ جان کر بھی وہ انجان سی بننا چاہتی تھی۔

اس بار زرم خانزادہ سے جب کنٹرول نہ ہوا تو اس کے کندھے پر سے قمیض کو کسکھاتے اس نے نہایت ہی بے باکی سے اس کے کندھے پر اپنے دانت گاڑے تھے۔

مہزلہ کو تو لگ رہا تھا کہ اب جیسے اس کے جان نکلنے کے درپر ہو اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا گلے میں گلی بھر کر معدوم ہوئی تھی اپنے سوکھتے ہوئے حلق کو تھوک نکلتے ہوئے تر کرتے اس نے گہری گہری سانسیں بھرتے

ذرم کے گردن پر انجانے میں اپنے تیز طرار ناخن سے کئی نشانات بنا ڈالے تھے۔۔

کندھے پر اٹھے بیٹھے سے درد کو برداشت نہ کرتے ہوئے مہزلہ نے اس کے گردن پر اپنے تیز طرار ناخنوں سے نشانات بنانے کے ساتھ ساتھ گہری گہری سانسیں بھرتے وہ ذرم کو آنکھوں سے خود پر سے دور ہٹنے کے اشارے دے رہی تھی جو ذرم جان کر بھی انجان بننا چاہتا تھا۔۔

ذرم خانزادہ نے اب کی بار اس کے کندھے پر سے اپنے دانتوں کو ہٹاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جو گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے آنکھوں میں شکوہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اوپر سے اس کے ہاتھ پیر پسینے سے بیھگ گئے تھے اس کے ماتھے پر بھی ننھے ننھے پسینے کے بوندوں کو چمکتے دیکھ کر ذرم خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے پر سے پسینے کو صاف کیا تھا۔۔

اہہ میرا بچہ تم اتنی میٹی ہو میں کیا کروں میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارے پوری
جسم پر میں ایسے نشانات بنا ڈالوں تب بھی کم ہو گا میرا دل ہی نہیں بھرتا تم
سے میں کیا کروں زرم خانزادی نے اس کے کندے پر اپنے دانتوں کے
نشان سے بنے لو بائٹ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی ساتھ اپنے انگھوٹے
سے اس کے لو بائٹ کو سہلاتے وہ مہزلہ کے جسم میں بجلی دوڑانے کا سبب
بنا تھا۔

دور۔۔ دور۔۔ ہو جائے۔۔ پل۔۔ پلیر۔۔ مہزلہ دوبارہ سے اسے
خود پر جھکتے دیکھ کر پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی تھی وہ مزید اس کی
بے رحم شدتوں کو برداشت کرنے کی سکت اپنے آپ میں بالکل بھی نہیں
رکھتی تھی اور وہ مزید بے حس بنا اس پہ اپنی شدتوں کو لٹانا چاہتا تھا۔

میری جان ابھی سے تمہاری یہ حالت ہو رہی ہے ابھی تو میں نے اپنا حق لیا
بھی نہیں ہے جب میں اپنا حق تم سے سود سمیت وصول کروں گا تب تو

شاید تم بے ہوش ہی ہو جاؤ گی ذرم خانزادہ نے بے باکی سے کہتے نچلے لب کو دانتوں تلے دباتے اسے انکھ و نک کرتے کہا تھا۔

مہزلہ انکھیں پاڑے اسے دیکھ رہی تھی اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ انسان اتنا بے شرم ہو سکتا ہے۔

ذرم خانزادہ نے اس کی کھلی ہوئی انکھوں کا نوٹس لی بغیر نیچے جھکتے اس کے پیٹ پر سے اس کی شرٹ کو اٹھاتے اس کے ناف کے ارد گرد اپنے انگوٹھے کو پیرا تھا۔

جس کے باعث مہزلہ اپنی سانسوں کو روک چکی تھی اپنے ناف کے گرد اس کی انگلیوں کا لمس مہزلہ کو جان لیوا محسوس ہو رہا تھا۔

ذرم خانزادہ نے محض اپنا انگھوٹہ ہی اس کے ناف کے گرد پیرا تھا لیکن اس کی سانسیں کورکنے کے درد پر محسوس کرتے ذرم نے اوپر ہوتے مہزلہ کے چہرے کی طرف دیکھتے کہا تھا کہ میری جان سانس لو کیوں چاہتی ہو کہ میں دوبارہ سے بے رحم بنتا تمہارے سانسوں پر پیرا بٹالو۔

زرم خانزادہ کی باتوں کا اثر مہزلہ پر ہوا اور اگلے ہی پل گہری سانسے اس نے
ہوا کے گرد چھوڑی تھی اور اس کے بعد گہری گہری سانسیں لیتی وہ اپنی
سانسوں کو روانی میں لانے کی کوشش میں تھی۔

مہزلہ سوچ رہی تھی زرم خانزادہ تو بس ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا واقعی
میں ہی شاید اس کا دل بھرنے کا نام نہیں لے رہا تھا اسی لیے تو وہ اس رات
کو اپنی رات ہی سمجھ بیٹھا تھا۔

اس کے سانسوں کو روانی پر اتے دیکھ کر زرم جھکا اور اس بار اپنی زبان کو
نکالے اس کے ناف کے ارد گرد پیرتے وہ مہزلہ کی ننھی سی جان جیسے اپنی
مٹی میں دبوچ چکا تھا۔

مہزلہ زخمی پرندے کی مانند تڑپتے ہوئے اپنے پیٹ کو اوپر کی طرف اٹھائے
زرم خانزادہ کے بالوں میں اپنے ہاتھ الجھا چکی تھی اس کا پورا وجود پسینے سے
تر ہو چکا تھا مزید اس سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا اپنی پینک ہوتی
ٹانگوں سے اس نے زرم کو خود سے دور ہٹانا چاہتا تھا لیکن زرم نے اس کی

ٹانگوں کو بھی اپنی ٹانگوں میں لوک کرتے اس کو جیسے ہر طرف سے قید کر لیا تھا ایک ہاتھ سانپ کے مانند اس کے پیٹ اور کمر کے گرد لپٹائے وہ اسے ہلنے تک کی مہلت نہیں دے رہا تھا واقعی میں ہی زرم خانزادہ اس کے لیے کافی جنونیت اور شدت پسند انسان معلوم ہو رہا تھا۔

اس بے باک خانزادے نے تو سارے خانزادوں کی ریکارڈ ہی بریک کر لیے تھے۔

اس کے پیٹ پہ بوسوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے جگہ جگہ اس کے پیٹ کو لبوں میں بھرے وہ سک کرتے مہزلہ کو گہری گہری سانسیں بھرنے کے ساتھ ساتھ اسی تڑپا بھی رہا تھا مہزلہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر برسے اور تکیے میں جذب ہو گئے تھے مزید وہ خود پر سے قابو کھور ہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب اگے ذرم بڑے وہ زرم خانزادہ کی شدتوں کو برداشت کرتے ہوئے اتنے میں ہی نڈل ہو چکی تھی۔

زرم خانزادہ اب مزید اس کی چھوٹی سی جان پر شدتیں نہیں لٹاتا اس پہ رحم کھاتے اس سے دور ہو گیا تھا۔

مہزلہ نے اس کے دور ہونے کی دیر تھی بیڈ پر بیٹھ کے وہ گہری گہری سانسیں لیتے اپنی سانسوں کو نارمل کرنے کی کوشش میں بری طرح سے پینک ہوتی اپنے گلے کو دونوں ہاتھوں سے جھکڑے ہوئے تھی زرم خانزادہ نے اسے اپنے قریب کرتے اپنے سینے سے لگاتے اس کی کمر کو آہستہ آہستہ سے رب کرتے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا وہ پینک ہو رہی تھی زرم کے لیے یہ سچویشن بہت ہی یونیک سی تھی۔

میری جان ریلیکس ہو جاؤ میرا بچہ کچھ بھی نہیں ہوا زرم خانزادہ نے اس کے سانسوں کو بحال ہوتے دیکھ کر اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیتے کہا تھا۔

زرم خانزادہ نے اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچا تھا وہ کتنی معصوم تھی اور کتنا چپ چاپ اس کے حصار میں کتنی ہی دیر تک وہ بالکل چپ چاپ

لیٹی اس کی شدتوں کو بغیر اف تک کیے برداشت کر رہی تھی زرم خانزادہ
اس وقت خود کو دنیا کا خوش نصیب مردمان رہا تھا کہ جیسے معصومیت سے
بھرپور بیوی ملی تھی اور اس کے بیٹے کے ساتھ جب وہ شرارتیں کرتی تو
زرم خانزادہ کا دل کرتا کہ وہ اپنے شدتوں سے اسے بحال کر دے۔
معصومیت بھری شرارتی بیوی ملنا بھی کسی کسی مرد کے نصیب میں ہوتا "
ہے

ساتھ ہی اسے دوبارہ سے اپنے قریب کرتے ہیں سینے سے لگاتے اب اہستہ
سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے جیسے اسے سکون کی نیند سلانے کی
کوششوں میں تھا۔

مہزلہ بھی اب اسے آرام سے بغیر گستاخی کیے سکون سے بیٹے دیکھ کر خود
بھی دھیرے دھیرے سے نیند کی وادیوں میں گم ہونے لگی اسے اپنی آپنی کی
یادار ہی تھی اور وہ بات تو زرم اس کے دل سے ہی نکال چکا تھا۔

دادا جی کیا میں آپ کے کمرے میں اجاؤں مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے بصیر خانزادہ دادا جی کے کمرے کے دہلیز پر کھڑے ہوتے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔

ہاں ہاں میرا بچہ اجاؤ اندر دادا جی نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو بصیر خانزادہ بھی مسکرا کر قدم ب قدم اٹھاتا ان کے پاس جا کر صوفے پر ہی بیٹھ گیا تھا۔

کیا بات ہے برخوردار اج اپنے دادا جی کی یاد کیسے آگئی جوان کے پاس دوپیل گزارنے کے لیے آگئے دادا جی نے بصیر خانزادہ پہ ٹونٹ مارا تھا وہ آج کل اتنا بڑی رہنے لگا تھا کہ حویلی میں کسی نے اس کا چہرہ تک نہیں دیکھا تھا صبح کے اٹھنے سے پہلے ہی چلا جاتا تھا اور رات میں سب کے سونے کے بعد ہی واپس آتا تھا۔

کیا کروں دادا جی کام کی اتنی مصروفیت ہے کہ ٹائم ہی نہیں ملتا اور راج میں اپنی بات کرنے کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اب آپ زربیش کو میرے ساتھ رخصت کر دیں اور وہ اپنے کمرے سے نکل کر میرے کمرے تک آجائے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بصیر خانزادہ نے اپنی بات دادا جی کے سامنے رکھی تھی۔۔

دادا جی نے بصیر خانزادہ کی بات سنی تو اس کو دیکھتے ہوئے سوچ میں پڑ گئے تھے ابھی رخصتی کرنا مناسب ہو گا بھی یا نہیں دادا جی گہری سوچ میں گم ہو چلے تھے پتہ نہیں زربیش نے اتنی جلدی ماننا تھا ابھی یا نہیں ابھی تو صرف ایک سال اور چند مہینے ہی گزرے تھے ان کے نکاح کو۔۔

کیا ہو گیا ہے دادا جی کن سوچوں میں گم ہو گئے ہیں میں آپ کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں بصیر خانزادہ نے دادا جی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے انہیں دوبارہ سے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔

سوچ رہا ہوں پتہ نہیں زربش مانے گی بھی یا نہیں اتنے جلدی اور ویسے بھی جس طرح سے تم میرے لاڈلے پوتے ہو اسی طرح سے وہ میری لاڈلی نواسی بھی ہے مجھے نہیں لگ رہا کہ اپنی ضد میں وہ اتنی جلدی مان پائے گی داداجی نے اپنے دل میں انی باتوں کو بصیر خانزادہ کے سامنے رکھا تھا۔

اس کے لیے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے داداجی آپ ایک بار اس سے بات کر کے دیکھیں اگر وہ منع کرتی ہیں تو اس بات کو صرف اپنے اور مجھ تک ہی محدود رکھنا باقی اگے میرا کام ہے اس کو منانا پھر آپ تیاریاں شروع کر دینا بڑوں سے بھی بات کر کے آپ تاریخ رکھ لیجئے گا لیکن پہلے آپ تھوڑا انتظار کریں آپ زربش سے رات کے کھانے کے بعد پوچھ لیجئے گا کہ اس کی کیا رضامندی ہے بصیر خانزادہ نے سوچ کر داداجی سے کہا ابھی وہ یہاں سے جا کر زربش کے کمرے میں جا کر اسے منانے کا یا پھر دھمکانے کا ارادہ رکھتا تھا پیار بھری دھمکی بصیر نے دل میں سوچا اور چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

چلو ٹھیک ہے جیسا تمہیں مناسب لگے لیکن میں پہلے ہی یہ بات واضح کر رہا ہوں اگر زریش ابھی رخصتی سے انکار کرے گی تو ان سب میں میں بالکل کچھ بھی نہیں کروں گا میں نہیں چاہتا کہ رخصتی کے لیے بھی میں اس کے ساتھ زبردستی کروں جیسے کہ نکاح کے وقت ہوا تھا۔

اوہود ادا جی اپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے کہ میں نے گن پوائنٹ پر اس سے نکاح کیا تھا وہ مان تو گئی تھی اپ کی بات ذرا سی ناراض ہو گئی تھی اپ سے بصیر خان زادہ نے نروٹھے پن سے دادا جی کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

میرا لاڈلا پوتا کیا تم نے اس کی ناراضگی دیکھی تھی ایک سال تک وہ مجھ سے ناراض رہی جب تک میں خود اپنے بوڑھے ٹانگوں سے اس کے پاس چل کر نہیں گیا وہ اتنی ضد کی پکی تھی کہ واپس حویلی بھی نہیں آئی تھی یہیں سے اندازہ لگا سکتے ہو تم میری لاڈلی نواسی کی ضد کا دادا جی نے اسے آنے والے وقت کے لیے جیسے خبردار کرنا چاہا تھا۔

بصیر خانزادہ نے چڑنے والے انداز میں ناک چڑھائی اور صوفے سے اٹھ
کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر وہ ضدی ہے تو میں بھی مہا ضدی ہوں دیکھتا ہوں کہ
ہم دونوں کی ضد ہمیں کہاں پہلے کر چلتی ہیں لیکن ایک بات تو ہے یہ دو
طرفہ عشق ہے اور عشق میں اناؤ کو مارنا پڑتا ہے دادا جی یا مجھے یا اسے پہل تو
کرنی پڑے گی اور اس پہل میں بصیر خانزادہ پہل کرنے والا ہے اپنی انا کو
سائیڈ پر رکھ کر میں اپنے عشق کے قدموں میں گر کر بھی رخصتی کے لیے
اسے منانا پڑا تو مناؤں گا مجھے اس بات میں کوئی بھی عار محسوس نہیں ہوتی وہ
میری دل کی ملکہ ہے اسی کے سامنے تو میرا تن من سب ظاہر ہونا ہے تو پھر
اس کے سامنے یا پھر اس کے قدموں میں گر کر بلا خود کو چھوٹا کیوں محسوس
کرنا بصیر خانزادہ نے بے باک ہوتے دادا جی کو انکھ و نک کرتے کہا تو دادا جی
کا جھریوں زدہ چہرہ سرخ سا پڑ گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ دادا جی اپنا ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھا کر بصیر خانزادہ کی کمر کو سینکتے بصیر خانزادہ نے کمرے میں بھاگ جانے سے ہی عافیت جانی تھی۔۔

کمرے سے نکل کر اب وہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا چہرے پر مصنوعی سی سنجیدگی کو سجاتے وہ زریش کے کمرے کی طرف چل پڑا تھا سارے ینگ جنریشن کے کمرے سیکنڈ فلور پر ہی مقید تھے اور سارے بڑوں کے کمرے نچلے فلور پر مقید تھے عنایہ کا ہمیشہ ہی یہی کہنا ہوتا تھا کہ سارے بڑے اب بوڑھے ہو چکے ہیں وہ سیڑھیوں تک چڑھ کر نہیں آہے سکتی تو اسی لیے ان کو نیچے کمرے میں ہی رکھا جائے اور ساری ہی ینگ جنریشن اپنے ماں باپ کے بارے میں ایسا سنتے ہوئے مسکراہٹ دباتے تھے اور اسے تو کبھی کبھار ڈانٹ بھی دیا کرتی تھی لیکن عنایہ وہی صدا کی ڈھیٹ اپنی بات سے اسے کوئی بھلا پلٹا سکتا تھا۔۔

زربش كے كمرے ميں داخل ہوتے ہي بصير خانزادہ نے ديكھا كہ واش روم
سے پاني گرنے كي اوازيں ارهي ہے بصير كو لگا كہ شايد وه اندر شور لے رهي
هويا پھر فريش هورهي هواس كے بيڈپر بيٲھ كر دروازے كو اچهي طرح سے
لاك كرنے كے بعد وه اب اس كے واش روم سے باهر نكلنے كا انتظار كرنے
لگا۔

ايسا لگتا تھا كہ شايد زربش خانزادي كهيں جانے كي تياري ميں هو كيونكه اس
وقت شور لينابصير خانزادہ كو كچھ عجب سالگا تھا اس وقت شام كے پانچ بج
رہے تھے اآ اپنے شهر كے بزنس اور ساري ڈيوٲي سے وه جلد ي فارغ هو كر
حويلي ميں اسي بات كو بڑوں سے ڈسكس كرنے ايا تھا كہ اب اس كي رخصتي
كردي جائے مزيد اب وه اپنے جذباتوں كو كنٲرول ميں نهيں ركھ سكتا تھا۔
بهي ان تھا Ac باهر كا في ٲھنڈا موسم هورها تھا ساآھ زربش كے كمرے كا
بصير خانزادہ نے ٲھنڈ سے اپني دونوں هٲھيليوں كو اٲس ميں رگڑتے اپني

سردی کو کم کرنا چاہا تھا بیڈ پر بیٹھ کر وہ سفید کلر کا لحاف وہ اپنے اوپر اوڑھ کر آرام دہ انداز میں بیڈ پر لیٹ چکا تھا۔

اس پر تھکن اتنی سوار ہو چکی تھی کہ دھیرے دھیرے سے وہ نیند کی وادیوں میں اترنے لگانے جانے کتنے دنوں کا وہ تھکا ہوا تھا محبوب کی بستر سے حاصل ہو گئی اس سے بڑی خوش نصیبی وہ خود کے لیے ڈیزروہی نہیں کر سکتا تھا اور وہ زریش کے بیڈ پر ہی لحاف کو اپنے منہ تک اوڑھے وہ وہیں پر نیند کی وادیوں میں گم ہو چکا تھا۔

تقریباً 10 منٹ گزرنے کی دیر تھی کہ زریش خانزادی واش روم سے نہا کر باہر ہلکے گرے کلر کی کڑاہی والی قمیض اور ساتھ ہی ٹراؤزر پہنے دوپٹے کو صوفے پر رکھے وہ اپنے گیلے بالوں کو ٹاول میں لپٹائیں اینے کے سامنے اکر کھڑی ہوئی تھی۔

ٹاول کو اپنے بالوں سے علیحدہ کرتے ہوئے اس نے ڈرائر ان کر کے اپنے بالوں کو سکھانا چاہا تھا کہ تب ہی مرر سے نظرات اس کی نظر اپنے بیڈ پر

پڑی تھی اور اپنے بیڈ کے نیچے کسی کے جوتوں کا گمان ہوا تو اسے حیرت نے
آہہ گیرا تھا کیونکہ جوتے بھی کسی مرد کے ہی نظر ارہے تھے حیرت سے وہ
بیڈ کی طرف بڑی اور لحاف میں لپٹا ہوا وہ چہرہ دیکھنے کے لیے اس نے ہاتھ
اگے بڑھا کر لحاف کو ہٹایا تو وہاں پر بصیر خانزادہ نہایت ہی کیوٹ انداز میں
سو یا ہوا اسے ملا تھا۔

زربش پہلے تو حیران ہوئی لیکن بھر مسکراہٹ کو دباتے ہوئے اس نے بصیر
خانزادہ کو دیکھا جو پر سکون سانچوں کے انداز لیے ایک ہاتھ اپنے گال کے
نیچے رکھے سو یا ہوا تھا۔

زربش نے ہاتھ اگے بڑھا کر اسے ہلا کر جگانا چاہا کہ وہ اپنے کمرے میں جا
کے سو جائیں۔

بصیر،، کریک دماغ والے خانزادے،، بصیر،، کریک دماغ والے
خانزادے،، بے شرم،، اٹھونا کیا ہو گیا ہے گدھے گھوڑے بیچ کر سوئے ہو
کیا زربش خانزادی مسلسل اسے ایک کندھے سے ہلا کر پہلے تو تمیز سے پکار

رہی تھی لیکن جب وہ نہ اٹھا تو اپنی ساری تمیز کو بلائے طاق میں جھونکتے وہ
اسے اب اسی ناموں سے پکانے لگی جس کا وہ قابل تھا۔

بصیر خانزادہ جو گہری نیند میں گم تھا اچانک ہی اس کے چہرے پہ پانی کی بوند
پڑی تو اس نے ہڑبڑا کر اپنی انکھیں کھولی تھی انکھیں کھولنے پر اس نے کسی
کو خود پر جھکے ہوئی دیکھا تو اچانک ہی انکھیں کھولتے اپنے اوپر جھکے ہوئے
اسے دیکھ کر بصیر خانزادہ کے منہ سے اچانک ہی ایک چیخ نمودار ہوئی تھی
اور اس کی چیخ کو سنتے ہوئے زربش خانزادی نے بھی اپنے دل پر ہاتھ رکھتے
ہوئے چیخ ماری تھی۔

یو ایڈیٹ انسان چیخنے کی کیا ضرورت ہے کیا میں تمہیں چڑیل نظر رہی
ہوں زربش خانزادی نے دل کی دھڑکنوں کو نارمل وے پہ لاتے ہوئے
دانت پیستے بصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا وہ اب اس سے ذرا سے فاصلے
پر ہی کھڑی تھی۔

ظالم لڑکی اگر میں سویا ہوا تھا تو مجھے چھوڑ نہیں سکتی تھی پتہ ہے کتنے دنوں بعد سکون کی نیند مجھے نصیب ہوئی تھی لیکن تم سے وہ بھی برداشت نہ ہو پایا مجھے لگتا ہے کہ ابھی تک تو میں صرف 20 منٹ بھی نہ سویا ہو گا کہ تم نے مجھے اٹھالیا پلیز نے نہ روٹے پن سے ناراضگی لیے خفا خفا سے لہجے میں کہا تھا۔

تمہارے اپنے کمرے میں طوفان اگیا ہے کیا کہ تم میرے کمرے میں آنے پر مجبور ہو گئے ہو سونے کے لیے زریش نے بھی اس کے خفا سے لہجے کو دیکھتے ہوئے ناک چڑاتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔

ادھر پاس او میرے اتنے دور دور سے باتیں کیوں کر رہی ہو بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے وہ اسے ایک ہی پھل میں اپنے سینے پر گرا چکا تھا۔

چھوڑو مجھے زریش خانزادی نے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا اچانک لگنے والے جھٹکے کی وجہ سے وہ خود کو نہ سنبھالتے ہوئے اس کی

باہوں میں اکر گر چکی تھی اور بصیر خانزادہ نے بھی یہ موقع غنیمت سمجھ کر اسے کس کر اپنی باہوں میں بیچ لیا تھا۔

کیوں اتنی اسانی سے کیوں چھوڑ دوں تمہیں نہیں پتہ کہ ایک ہفتے بعد ہم دونوں کی ملاقات ہو رہی ہے تم جانتی ہو کہ پچھلے بدھ والے دن ہم دونوں کی ملاقات ہوئی تھی اور اج پھر بدھ ہے تو ایک ہفتے بعد میں تمہیں اپنی باہوں میں محسوس کر کے ہواؤں میں اڑتا خود کو محسوس کر رہا ہوں بصیر خانزادہ نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے ہوئے شدت سے اس کے کمر پر دونوں بازوؤں کی گرفت کو مضبوط کیا تھا۔

تو میں کیا کروں جاؤ یہاں سے ایک ہفتے تک جہاں تھے جس کام میں بزی تھے اسے کام میں بزی رہوں مجھ سے ملنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے اور دوبارہ اپنے لبوں کا لمس میرے چہرے پر بالکل بھی نہ چھوڑنا ذریش خانزادی نے کہا ساتھ ہی اپنے لہجے میں غصے کو لیے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پر رگڑ کر جیسے اس کے لمس کو مٹانا چاہا تھا۔

بصیر خانزادہ کو اس کی یہ حرکت نہ گرا گزری تھی وہ اس کا لمس اپنے ماتھے پر سے مٹا رہی تھی بصیر خانزادہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھتے دوبارہ سے شدت سے اب اپنے لفظ اس کے ماتھے پر رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں پر بھی رکھے تھے آنکھوں کے بعد اس کے گالوں کو اپنے لبوں میں بھرتے ہوئے بیٹھا لمس چھوڑتے اس نے گالوں کو سک کرتے وہاں پر گہرا سرخ نشان چھوڑا تھا۔

اپ کو سمجھ نہیں رہی میں اپ سے کیا بول رہی ہوں زربیش نے اس بار بچوں کے انداز میں غصہ لیے گھور کر بصیر کی طرف دیکھتے اپنے ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں کی قید سے چھڑانا چاہا تھا جسے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی بصیر نے اپنے ہاتھوں میں قید کیا تھا۔

نہیں میری جان اپ کو پتہ ہے نا میں ہمیشہ اپ کی باتوں کا الٹا مطلب سمجھتا ہوں تو بس اب جب اپ نے کہا کہ میرے چہرے پر لبوں کا لمس نہ چھوڑے تو بس اب میں اپ کے چہرے پر اپنے لبوں کا ہی لمس چھوڑوں گا

بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھوں کو کمر پر لاک کرتے ہوئے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں جکڑے وہ شدت سے اس کے سینے میں اس کی سانسے گھونٹنے لگا۔

ذریعہ حوازا باختہ سی ہوتی اس کے نچلے لب کودانتوں تلے کچلنے لگی اگر وہ اس پر اپنی شدتیں لٹا رہا تھا تو ذریعہ خانزادی کسی سے کم تھی کیا اس کا بھی اپنا سوگ تھا اپنا بدلہ تو وہ ہر گز نہیں چھوڑتی تھی خانزادی تھی تو خانزادی والا بھرم بھی تو دکھانا تھا اور بصیر خانزادہ اس کا اگر سو موڈ دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دباتا اس کے بالائی لب کو نرمی سے سک کر رہا تھا حالانکہ اس کی جنگلی بیوی اس کے نچلے لب کودانتوں سے کاٹ رہی تھی۔

دونوں کی ہی سانسیں جواب دے چکی تھی لیکن دونوں ہی ضد میں ایک دوسرے کے لبوں سے لپٹے تھے بصیر خانزادہ جہاں نرمی دکھا رہا تھا تو وہیں پر زریعہ خانزادی اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لبوں کو کاٹ رہی تھی دونوں کی ہی سانسیں پھولی ہوئی تھی بصیر خانزادہ نے اب کی بار اس

کے دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے کمر پر رکھ کر مٹھیوں میں بھرے اس کی کمر کو سہلایا تھا کہ زرش خانزادی کی سسکیاں اس کے منہ میں ہی بند ہوتی زرش خانزادی کو تڑپا گئی تھی۔

زرش خانزادی نے بھی جواباً اپنا بدلہ اتارتے ہوئے اس کے شرٹ کے اندر ہاتھ ڈالتے اس کے کمر پر اپنے تیز طرار ناخنوں سے نشانات بنائے تھے بصیر خانزادہ تڑپ اٹھاتا اس کی بے حسی پر کتنی بے حس تھی وہ ایک تو وہ ظلم ڈھاتے ہوئے اس کے لبوں کو تقریباً دانتوں سے چھبار ہی تھی اوپر سے وہ اپنے ناخن بصیر خانزادہ کے پشت پر رگڑتی اس کو تڑپا چکی تھی۔

بصیر خانزادہ مسکراتا ہوا اس کے ہر وار کو سہہ رہا تھا آخر میں زرش کی سانسوں کو رکنے کے درپر محسوس کرتا وہ اسی کی خاطر اسی دور ہوا تھا اس کے لبوں کو اہستہ سے اپنے لبوں سے جدا کرتے ہوئے بے باکی سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

زربش خانزادى بهى سارے رىكارڈ برىك كرتى اپنى سانسوں كوروانى مىں لانے كے ساته ساته اس كى انكهوں مىں انكهىں ڈالے هى اسے دىكه رهى تهى لىكن بصىر خانزاده كى نظروں كى تپش كو برداشت نہ كرتے هوءے اس كے گال ديك لال انگاراهوءے تھے اور وه اپنا چهره اس كے سىنّے مىں چھپا كر بصىر خانزاده كو دلكش قهقهه لگانے پر مجبور كر گئى تهى۔۔

كيا هوگيا مىرى جان كو بس هوگئى هے كيا بصىر خانزاده نے جان بوجھ كر اس كے بالوں مىں انگلىاں پىرتے هوءے اسے چھىڑا تها۔۔

زربش نے اس سے بدلّہ لىنے كے لىے اس كے دل كے مقام پر اپنے دانتوں سے كاٹ ڈالا تها بصىر خانزاده كے منّہ سے نكلنے والى سسكى بے ساخته تهى اس كے بالوں پر گرفت مضبوط كرتے هوءے انكهوں كى سرخى لىے جذبات بھرے لهجے مىں بصىر خانزاده نے اس كے بالوں كو اهستگى سے پىچھے كى طرف جھٹكا دىتے اس كى انكهوں مىں دىكها تها۔۔

اس کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھتے ہوئے زربش خانزادی نے تھوک نگلا تھا لیکن اپنے ڈر کو بصیر کے سامنے بالکل بھی ظاہر نہ ہونے دیا تھا وہ خانزادی تھی اور اس کا معیار نہیں تھا کسی سے ڈرنا اور اگر وہ ڈر بھی رہی تھی تو سامنے والے پر تو بالکل بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اب میں بھی اپنا بدلہ اتاروں بصیر خانزادہ نے اپنی آنکھوں میں چمک لیے زربش خانزادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زربش خانزادی نے تھوک نگلا تھا انجانے میں ہی وہ شیر کو چھیڑ بیٹھی تھی اب اس کا انجام کیسا ہونے والا تھا سوچ کر ہی زربش کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

کیا ہوا میری جان ڈر کیوں رہی ہو یقین کرو زیادہ شدتیں نہیں ڈھاؤں گا تم پہ بس جیسے تم نے میرے دل کے مقام پر اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھا کر یہاں پر لو بائٹ بنائی ہے بالکل اسی طرح میں بھی لو بائٹ بنا کر دور ہو جاؤں گا اچھے بچوں کی طرح اس لیے ڈرو نہیں اس کی ماتھے پر پسینے کے بوندوں کو اتے

دیکھ کر بصیر خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے کو اپنے ہاتھ صاف کیا تھا۔۔

زریش خانزادی نے تھوک نگلتے ہوئے اس کے پچھلی بار کی شدتوں کو یاد کیا تھا وہ کس طرح سے اس پر اپنی شدتوں کو ڈھاتا تھا اور اس کے دھڑکنوں کو تو دیکھ کر بصیر خانزادہ پاگل ہی ہو جاتا تھا بچوں کی طرح ان سے لپٹ کر دور ہونا تو جیسے بھول ہی جاتا تھا وہ۔۔

بصیر خانزادہ نے اب اسے بیڈ پر لیٹایا اور ساتھ ہی وہ اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا زریش نے اب انکھوں میں التجا لیے اسے دیکھا تھا بصیر خانزادہ نے مسکرا کر اس کے انکھوں پر لب رکھے تھے۔۔

وہ اس اپور چوٹی کو مس بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اور زریش کی انکھوں میں جو التجا تھی وہ اسے پورا بھی کرنا چاہتا تھا اس کی انکھیں شدت ضبط سے سرخ ہو رہی تھی وہ زریش کے جسم سے سکون حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی انکھوں میں التجا کو دیکھتے ہوئے بصیر خانزادہ اس سے دور ہٹا تھا۔۔

زربش نے حیران ہوتے بصیر کو دیکھا جو اس کے پاس ہی تکیے پر لیٹے گہری
گہری سانسیں لینے میں مصروف تھا اس کی گہری سانسوں سے ہی پتہ چل
رہا تھا کہ وہ اس وقت جذبات کی شدت سے اپنی آنکھوں کو زور سے میچے
ہوئے ہیں۔۔

زربش کو بے ساختہ ہی اپنے کریک دماغ والے بے شرم خانزادے پر ترس
اور پیار بیک وقت ٹوٹ کر آیا تھا ترس اسی لیے کہ وہ اس سے اپنے
خواہشات کو پورا کیے بغیر ہی دور ہو گیا تھا اور پیار اسی لیے کہ اس کی آنکھوں
میں صرف التجا کو پڑھتے ہوئے وہ اسی دور ہو گیا تھا۔۔

زربش خانزادی نے شدت سے اس کے سینے پر سر رکھتے اپنے آپ کو تقریباً
اس کے حوالے کرتے اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا کہ
"لے لیں اپنا بدلہ" اور ساتھ دوبارہ سے وہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا
چکی تھی۔۔

بصیر خانزادہ نے خوشگوار حیرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہا
لیکن اس کے دیکھنے سے پہلے ہی وہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔
بصیر کھل کر مسکرایا تھا اور اسے شدت سے اپنے سینے میں بیچتے ہوئے اسے
زور سے اپنے سینے سے لگاتے اس کے سینے کی ناز کی اپنے سینے پر محسوس
کرتے شدت ضبط سے سرخ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے اسے تکیے پر
لیٹاتا اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا۔۔

زریش خانزادی نے شرما کر اپنی آنکھوں کو جکھالیا تھا بصیر خانزادہ نے اس کی
گردن کی گہرائیوں پر جھکتے وہاں پر شدت سے اس کی سکن کو لبوں میں
بھرے لوہاٹ بناتے اسے سکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

زریش خانزادی سسکتے ہوئے اپنی کمر کو اٹھاتے بصیر خانزادہ کے کندھے کو
اپنے مضبوط گرفت میں جکڑ چکی تھی ساتھ ہی ساتھ بصیر خانزادہ اس پہ جھکا
اس کی گردن کی گہرائیوں پر جگہ جگہ لبوں کا لمس چھوڑتا سرخ دے بنا رہا
تھا۔۔

بصیر خانزادہ اس کی گردن کی گہرائیوں کو سرخ کرنے کے بعد اور جگہ جگہ
لوہاٹ بنانے کے بعد پیچھے ہوتا اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے اسے
اپنے گردن کی طرح لپٹائے سکون سے اپنی آنکھوں کو موند چکا تھا۔
زرباش خانزادی حیران سی اسے دیکھ رہی تھی اس نے اپنا بدلہ بالکل بھی
نہیں لیا تھا اس کے کہنے کے باوجود بھی کیا اس کی بات بصیر کے لیے اتنی
امپورٹنٹس رکھتی ہے کہ وہ ایک بار منع کرنے پر اس کے بعد وہ اس کے
قریب اس کے بولنے پر بھی نہیں آئے گا زرباش خانزادی نے دکھ سے سوچا
تھا۔

کیا ہوا کن سوچوں میں گم ہوا سی سوچ میں کہ میں نے اپنا بدلہ تم سے نہیں
لیا کیوں تو میری جان تمہاری بات میرے لیے بہت امپورٹنٹس رکھتی ہے
جانتا ہوں کہ میری حالت کو دیکھتے ہوئے تم نے کہا کہ میں لے لوں اپنا
بدلہ لیکن وہ کیا ہے ناکہ بصیر خانزادہ بہت سخی ہے تو بس اس لیے میں نے
تمہیں معاف کر دیا وہ کہتے ہیں ناکہ کبھی کبھی بدلہ لینے سے نہیں معاف

کرنے سے آپ سامنے والے کے دل میں جگہ بنا لیتے ہو لیکن پھر میں یہ
بھی کیوں سوچوں کیونکہ سامنے والے کے دل پر تو میں حکومت کرتا آیا
ہوں اور اب بلا مجھے ایسا کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے بس تمہاری بات
میرے لیے امپورٹنٹ تھی اس لیے میں نے اپنا بدلہ تم سے نہیں لیا اب سو
جاؤ میری جان اور مجھے بھی سو جانے دو بصیر خان زادہ نے شدت سے اس
کے لبوں پر بوسہ لیتے کہا دوبارہ سے اس کی جان لبوں پر اٹکانے کے لیے اس
کی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا۔

زربیش کھل کر مسکرائی تھی اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی بصیر
خان زادہ کی نرم گرم سانسیں گردن پر محسوس کرتی اسے میٹھی سی چبن بھی
اس کے مونچوں اور داڑھی کی محسوس ہو رہی تھی لیکن اب وہ چپ ہوتی
اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کے کمر کے گرد لپٹائے اسے بھی اپنی باہوں میں
بھر کر سکون سے انکھیں موند چکی تھی یہ سکون ہی کافی تھا اس کے لیے
اس کی زندگی میں بصیر کی صورت میں اسے چاہنے والا، مسافر ملا تھا کیا یہ

بات شکر ادا کرنے کے قابل نہیں تھی کیا یہی سوچتے ہوئے وہ اپنی آنکھوں کو موند چکی تھی بصیر کی باہوں میں سکون محسوس کرتے۔۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ سکون بھرے ماحول میں سوتے ایک دوسرے میں خود کا سکون تلاش کرتے یہ پل گزار رہے تھے لیکن کیا یہ سکون ان کے اگے زندگی میں بھی قائم رہنے والا تھا یا پھر نہیں کیا انے والے حالات ایک بار پھر دوبارہ سے بصیر کو مجبور کرتے زریش کو چھوڑ نہیں پر؟؟

— — —

پورے خاندان حویلی میں شادی کی بگ دوڑ مچ گئی تھی ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف تیاریوں میں مگن نظر آ رہا تھا زریش خاندان کے صرف ہاں کرنے کی دیر تھی اور حویلی میں جیسے خوشیوں نے اپنا راج قائم کر لیا تھا ہر

کسی کے چہرے پر سکون بھری پر سکون سی مسکراہٹ تھی ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مگن آنے والے دنوں کے لیے بے انتہا خوش تھا۔

زریش خانزادی اپنے کمرے میں مرر کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی کیونکہ اسے ایک گھنٹے بعد بصیر کے ساتھ اسلام آباد شاپنگ کرنے جانا تھا اور اپنا برائیڈل ڈریس لے کر آنا تھا اور اس وقت بلیک کلر کا کرتا اور شلوار پہنے دوپٹے کو گلے میں سیٹ کیے اپنے بالوں کو پونی میں قید کر رہی تھی لبوں پر پنک کلر کی گلو ز لگائیں اور اپنے لمبی گھنی پلکوں پر مسکارا لگاتی وہ اتنی سی تیاری میں ہی غضب ڈھا رہی تھی۔

اسے بصیر خانزادہ کی بات یاد رہی جب اس نے کہا تھا کہ دادا جی اس سے رخصتی کے لیے پوچھیں گے اور اسے ہاں کرنی ہے ویسے تو وہ خود بھی راضی تھی اب مزید وہ بھی اپنے کریک دماغ والے خانزادے سے دور نہیں جا سکتی تھی جب سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا تو بھلا کیوں اپنے محبوب شوہر سے دور رہتی وہ تو بچپن سے ہی اپنا دل اس پر ہار بیٹھی تھی لیکن پھر بھی بصیر کو

تنگ کرنے کے لیے اس نے کہا کہ وہ ابھی رخصتی نہیں چاہتی اور پھر بصیر
نے اسے جس انداز میں منایا تھا ابھی تک اس کے گال سرخ سے پڑ گئے
تھے۔۔

ابھی سے ہی اس کی بے تابیاں اتنی عروج پر تھی نہ جانے وہ رخصتی والے
دن اس پر کیا غضب ڈھاتا اس کی شدتوں کو سوچ کر زربلش خانزادی کو
ٹھنڈے پسینے آنے لگے اپنے ماتھے پر سے پسینے کو صاف کرتے بصیر خانزادہ
کو کوستے ہوئے وہ دوبارہ سے آئینے میں خود کو دیکھنے لگی وہ اس وقت خود کو
بے انتہا پیاری لگ رہی تھی جلدی سے ٹیبل پر سے اپنا موبائل اٹھاتے مرر
کہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بالکل سیٹ کرتے وہ ریل شوٹ کرنے میں
لگ گئی تھی جو کہ اس کا پسندیدہ کام تھا۔۔

جانو میں تو جانو تیری باتیں میٹھی میٹھی

پر کروں کیسے کروں میں بھروسہ

بڑی مشکل ہے یہ ڈرتا ہے دل یہ

ہونا چاہیے کہیں کوئی دھوکہ

خوبصورتی سے لرکس کو گاتی ساتھ ہی ساتھ اپنے چہرے کے ایکسپریشن کو بھی بے انتہا کیوٹ بناتی اپنی ریل کو شوٹ کر رہی تھی۔۔

ریل کو سٹاپ کرنے کے بعد اس نے موبائل اٹھا کر ریل کو اپنے پاس سیو کیا اور اس کے بعد وہ گیلری میں جا کر اپنی ریل کو بار بار دیکھتی ہی جا رہی تھی اور بار بار خود کے ہی صدقے واری جا رہی تھی کیونکہ اس وقت وہ خود کو خود ہی بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی بلیک کلر کا سوٹ تو اس کے دودھیا جسم پر جیسا غضب ڈھاں رہا تھا اور اس پہ تضاد اس کی لمبی گلی پلکوں پہ مسکارا لگانے کی وجہ سے وہ مزید اور بھی مڑی ہوئی معلوم ہو رہی تھی اس وقت وہ اپنی ہیزل آنکھوں سے کسی کو بھی مات دے سکتی تھی۔۔

زربیش میری شہزادی اگر اپریڈی ہو تو ہم چلیں بصیر خانزادہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے بولا زربیش جو اپنی ریل دیکھنے میں مصروف تھی

جلدی سے اپنے موبائل کو بند کرتی اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی تھی کہ
جی جی میں ریڈی ہوں چلے چلتے ہیں۔۔

تمہارے ہونٹوں کی لالی دیکھ کر۔۔

انہیں کھاٹ کھانے کو جی چاہتا ہے۔۔

بصیر خانزادہ جب کمرے میں داخل ہوا اور اس کے چمکتے دھمکتے روپ کو دیکھ
کر اور اس کے پنکیش لبوں کو دیکھ کر اس سے رہا گیا اور وہ بے باکی سے اس
کے قریب آتے اس کے کان سرگوشی نما انداز میں بولا تھا۔۔

ذرا تمیز اختیار کیجئے اپ ابھی تک میرے پورے شوہر نہیں بنے اپ ابھی
تک ادھے شوہر ہیں کیونکہ ابھی تک ہمارا رخصتی نہیں ہوئی ابھی تک

صرف نکاح ہوا ہے اس لیے اپ ادھے شوہر ہیں زربیش خانزادی نے اس
کے بلیک کلر کے شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ چیرٹ خانی کرتے ہوئے کہا تھا
انجانے میں ہی ان دونوں کی میچنگ ہو گئی تھی وہ دونوں اس وقت نظر لگ
جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے بصیر خانزادہ اپنی ساحرانہ پرسنلٹی

کے ساتھ لمبے قد بھوری آنکھیں اور سب سے پرفیکٹ باڈی جو جم کرنے کی وجہ سے اسے کافی منفرد بناتی تھی لیے اس وقت لڑکیوں کی دلوں میں باسانی اوم مچا سکتا تھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا میں ادھا شوہر ہوں نکاح ہو چکا ہے اور میں تمہارا پورا شوہر ہی ہوں اور انشاء اللہ دودن کے بعد میں تمہیں پورا شوہر بھی بن کر دکھاؤں گا جب میں تمہاری روح کی گہرائیوں میں اتروں گا تب بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی ساتھ اس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھے انگوٹھے سے اس کے گال کو بھی سہلا رہا تھا۔

چلیں اب آپ کو دیر نہیں ہو رہی آپ نے جانا نہیں ہے کیا دیر ہو جائے گی اور آپ آج نے مجھے بہت زیادہ شاپنگ کروانی ہے کنجوس بالکل بھی نہیں بننا زریش خانزادی نے لاڈ سے کہتے بصیر کے سینے پر سر رکھا تھا اس کی بے باک سرگوشی پر زریش خانزادی سرخ پڑتی جلدی سے بات کو بدلنے کے لیے بولی تھی۔

بالکل جو میری شہزادی چاہے گی اسے میں وہی سب کچھ دلاؤں گا بصیر
خانزادہ نے کھول کر مسکراتے ہوئے اسے شدت سے سینے میں بینچا تھا اور
زربیش خانزادی نے بھی پرسکون ہو کر چہرے پر مسکراہٹ سجاتے اب
دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

اللہ تم دونوں کو نظر بد سے بچائے میرے بچے کو اللہ ہمیشہ اپنے حفظ و امان
میں رکھے نائلہ بیگم نے ان دونوں کو باہر جاتے ہوئے دیکھا ایک ساتھ اور
ان دونوں کو بلیک کلر کے ڈریس میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت
دیکھتے ہوئے جلدی سے ان کی نظراتاری تھی اور انہیں بہت ساری دعائیں
دے کر گھر سے رخصت کیا تھا زربیش اور بصیر خانزادہ بھی مسکراتے
ہوئے باہر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

^^^ععع^^^

ملیار اپ کہاں ہیں میں کب سے کالج کے باہر کھڑی اپ کا انتظار کر رہی
ہوں اور ابھی تک نہیں آئے اگر لینے انا ہی نہیں تھا تو بتا دیتے کم از کم

ڈرائیور تو اجاتا عنایہ خانزادی اس وقت بے انتہا گھبرائی اور ڈری سی ملیار خانزادہ کو کب سے کال کر رہی تھی اور آخری بیل پر کال اٹھانے کے بعد اس نے اپنی دل کی بڑاس نکالی تھی ایک تو ڈر سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا دوسری طرف 20 منٹ گزرنے کو ائے تھے کالج آرام آرام سے خالی ہو رہا تھا لیکن اب تک ملیار خانزادہ اسے کالج سے پک کرنے ہی نہیں آیا۔۔۔

عنایہ میری جان کیا ہو گیا ہے میں بس لینے ارہا ہوں ایک میٹنگ میں پھنس گیا تھا اسی وجہ سے دیر ہو گئی تم گھبراؤ نہیں ملیار خانزادہ نے اس کے لہجے میں ڈر کو واضح طور پر محسوس کرتے کہا تھا اور گاڑی کی سپیڈ کو مزید تیز کرتے ہوئے وہ کالج کے راستے پر ڈال گیا تھا۔۔۔

ملیار پلینز جلدی کریں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عنایہ خانزادی کو پتہ نہیں کیوں گھبراہٹ سے ماتھے پر پسینے بھی ارہے تھے اور وہ بس کسی بھی طرح کالج سے جانا چاہتی تھی گھبراہٹ اس کے پورے وجود پر طاری ہو گئی تھی

ہاتھ پیر اس کے لرزنا شروع ہو گئے تھے اِج کے واقعے کو یاد کرتے ہوئے
اس کا ننھا سادل خوف سے کانپ گیا تھا۔

میری جان میں ارہا ہوں بس چار منٹ لگیں گے اب فون بند کرو تاکہ میں
جلدی سے اجاؤں ملیار خانزادہ نے پریشانی سے کہا تھا۔

نہیں نہیں ملیار اپ فون بند نہیں کرنا پلیرز جلدی سے اجائے اور مجھ سے
بات بھی کرتے رہے عنایہ نے جلدی سے اسے فون بند کرنے سے پہلے ہی
کہا تھا مبادہ کہیں وہ کال کٹ ہی نہ کر دے ملیار خانزادہ کو اب مزید پریشانی
نے آہہ گھیرا تھا ایسا بھی کیا ہو گیا تھا کہ اس کی بیوی اتنا ڈر رہی تھی۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے مجھے بتاؤ کہ اِج اپ نے کون کون سی کلاسز لی ملیار
خانزادہ نے اس کے ذہن کو بھٹکانے کے لیے کہا تھا تاکہ وہ خوف سے باہر
نکل ائے۔

وہ وہ مل ملیار پل پلیر۔۔ جلدی اجائے عنایہ اب باقاعدہ روتے ہوئے ملیار
خانزادہ سے التجا کر رہی تھی ملیار خانزادہ نے گاڑی کی سپیڈ کو آخری حد تک
بڑھاتے ہوئے کالج کے سامنے بریک مارا تھا۔۔

میری جان میں پہنچ گیا ہوں جلدی سے باہر اجاؤ ملیار خانزادہ نے گاڑی سے
نکلتے ہوئے بے تابی سے کہا تھا اور عنایہ خانزادی نے جیسے ہی سنا وہ کالج کے
گیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔۔

سامنے ہی ملیار خانزادہ کو پولیس یونیفارم میں اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ
بھاگتے ہوئے اس کے سینے سے جا کر لگ گئی تھی اور روتے ہوئے اس کے
سینے میں اپنا چہرہ چپا گئی تھی۔۔

میری جان کیا ہو گیا ہے اپ مزید مجھے پریشان کر رہی ہیں مجھے بتاؤ کسی نے
کچھ کہا ہے کہ ملیار خانزادہ کی ضبط سے انکھیں سرخ ہو گئی تھی کہاں
برداشت کر سکتا تھا سنہری انکھوں میں انسو۔۔

وہ وہ مل یار پلینز پلینز مجھے یہاں سے لے کر چلیں مجھے یہاں بہت ڈر لگ رہا ہے عنایہ خانزادی نے گھبراتے ہوئے سسکیاں لیتے کہا تھا اس کا پورا وجود اس وقت خوف کے باعث لرز رہا تھا ملیار نے جلدی سے اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف اتے گاڑی کو سٹارٹ کرتے وہ اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا تھا اس وقت تو عنایہ کو اس حالت میں حویلی لے کر نہیں جاسکتا تھا سب اس کی حالت کو دیکھتے ہی پریشان ہو جاتے اسی لیے اس وقت اس نے فلیٹ پر جانا بہتر سمجھا تھا۔

تقریباً 15 منٹ کے ڈرائیونگ کے بعد ملیار خانزادہ نے فلیٹ کے سامنے گاڑی روکی تھی اور عنایہ کی طرف جاتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے فلیٹ کے اندر لے کر داخل ہو گیا تھا اسلام آباد کے شہر میں اس کا ایک فلیٹ بھی تھا سب حویلی والے اس بات سے واقف تھے۔

کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی ملیار خانزادہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسے اپنی گود میں بٹھاتے شدت سے اپنے سینے میں بینچا تھا وہ ڈر گیا تھا پتہ نہیں

کیوں لیکن عنایہ خانزادی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ ڈر گیا تھا اس قدر شدت سے لرزتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ایسا بھی اس کی بیوی کے ساتھ کیا ہو گیا ہے کہ وہ اتنا ڈری ہوئی ہے۔۔

میری جان اپ مجھے بتاؤ کیا ہو گیا ہے کیوں اتنا ڈر کر میرا دل بند کرنے پر تلی ہوئی ہو ملیار خانزادہ نے بے بسی سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے کہا اس کا پورا چہرہ آنسو سے تر تھا اور ہچکو کے باعث اس کا پورا وجود ہلکے ہلکے سے لرز رہا تھا۔۔

وہ وہ ملیار مجھ مجھے پروپر و فیسر نے کلاس سے نکال دیا تھا مجھے ٹیسٹ یاد نہیں تھا اسی لیے میں پورا وقت کلاس سے باہر تھی اور وہاں کوئی بھی نہیں تھا تو اسی وجہ سے مجھے ڈر لگ رہا تھا عنایہ نے اصل بات بتائی ہی نہیں بس جو منہ میں آیا وہ بول دیا اس وقت اگر وہ ملیار خانزادہ کو اصل بات بتا دیتی اسے ڈر تھا کہ کہیں اس بات کو جان کر وہ اسے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔۔

ملیار خانزادہ ایک پولیس والا تھا اور وہ باسانی سامنے والے کا جھوٹ پکڑ سکتا تھا اور اس وقت وہ پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ اس کی بیوی اس سے جھوٹ بول رہی ہے اصل بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس وقت اس کے حالت کے زیر اثر ملیار خانزادہ نے اسے ایسے شو کر دیا جیسے اس کی وضاحت پر وہ یقین کر گیا ہے۔۔

اس کا دل مختلف سے خدشوں میں گھرا تھا کل وہ اس کے کالج جا کر ضرور پتہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ آخر اس کی بیوی اتنا ڈر کیوں گئی تھی کہیں کسی نے اس کے ساتھ آگے سوچنا اس کے لیے محال تھا وہ اپنی بیوی کے لیے ایسے لفظ اپنے ذہن میں قطعی طور پر برداشت نہیں کر سکتا تھا ہونا تو بہت دور کی بات تھی۔۔

اس وقت عنایہ کی حالت کے زیر اثر ملیار خانزادہ نے اس کے انسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیے اور اس کے سرخ سے چہرے کو دیکھا تھا۔۔

تمہیں نہیں لگتا اللہ نے تمہیں سزا دی ہے اپنے شوہر کے حقوق سے چھیننے
کی ہاں ملیار خانزادہ نے شرارت سے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عنایہ
نے ناقابل حد تک اپنی آنکھوں کو پیلاتے حیرت سے ملیار کی طرف دیکھا
تھا جو منٹوں میں ہی اس کی بات سے سیٹھفائی ہوتا اب اس کی آنکھوں میں
شرارت ناچ رہی تھی۔۔

اپ کو اپ کو یہ سب مذاق لگ رہا ہے میں اتنا ڈر گئی تھی عنایہ نے اپنے
آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں
جذبات کا ٹھٹھا مارتا تالاب دیکھ کر اس کا ننھا سادل دوبارہ سے کانپ سا گیا
تھا۔۔

واقعی میں وہ سچ کہہ رہا تھا کئی دنوں سے عنایہ تو ملیار خانزادہ کے جیسے ہاتھ ہی
نہیں ارہی تھی صبح وہ اٹھ کے اس کے ساتھ کالج جاتی تھی رات میں اس
کے کام آنے سے پہلے ہی وہ اپنے کمرے میں سو جایا کرتی تھی صرف اور

صرف اس کی شدتوں سے بچنے کے لیے لیکن آج جب وہ اس کے ہاتھ آئی ہے تو اسے نہیں لگتا کہ ملیار خاں زادہ اس پر رحم دکھانے والا ہے۔۔

میں تو بہت معصوم ہوں نا پ تو میرے بہت پیارے ہی ہے عنایہ نے ملیار خاں زادہ کو مسکے لگاتے کہا تھا کہ شاید اسے عنایہ کی معصوم سی صورت کو دیکھ کر ترس جائے اور وہ اسے بخش دے۔۔

نہ میری جان آپ کے یہ سارے حربے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے باہر دیکھو اتنا پیارا موسم ہو رہا ہے چلو میرے ساتھ آج بارش میں رومانس کرنے کا مزہ لیتے ہیں۔۔

ملیار خاں زادہ نے شرارت سے کہا ساتھ ہی اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کمرے سے منسلک بالکنی میں نکل آیا تھا ٹھنڈی ہوائ نے ان دونوں کو بھی کانپنے پر مجبور کر دیا تھا عنایہ اپنا نازک سا وجود لیے ملیار خاں زادہ کے سینے میں چپ سی گئی تھی۔۔

سردی لگ رہی ہے پلینڈر چلے ناعنایہ نے رویانے ہوتے لہجے میں کہا تھا اس کی شدتوں کو سوچتے ہوئے ہی عنایہ ابھی سے کانپ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یہ پہلی بار وہ اس کی روح میں ملاوٹ کرنے جا رہا ہو حالانکہ وہ لوگ تو کئی بار ملن کا یہ عمل کر چکے تھے اور عنایہ بالکل پہلی بار کی طرح گھبرا بھی رہی تھی اور کانپ رہی تھی۔

اچانک ہی بارش کی تیز بوندوں نے ان دونوں کو منٹ میں ہی بگھادیا تھا عنایہ سردی سے کانپتے ہوئے ابھی تک ملیار خانزادہ کے سینے سے چپکی ہوئی تھی اور ملیار خانزادہ بھی شدت سے اسے اپنے سینے میں نیچے اس کے سینے کی ناز کی اپنے سینے پر محسوس کرتے اپنے جذباتوں کو اج کسی بھی طور پر نہیں سلا نا چاہتا تھا۔

اجاومیری جان میں تمہاری سردی ختم کرتا ہوں ملیار خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے اپنے نرم گرم لب عنایہ کے ٹھنڈی گردن پر رکھے تو عنایہ کانپ سی گئی تھی ہاتھوں سے اس کی شرٹ

کی مٹھیوں کو جکڑتے اپنے بدن میں اٹھتے سپارک کو محسوس کرتے وہ اپنی
انکھوں کو موند چکی تھی۔۔

عنایہ میری جان انکھیں کھول کر اس لمحے کو محسوس کرو یقین کرو یہ لمحہ
میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ ہے ملیار خانزادہ نے کہا ساتھ ہی
اس کے پورے گردن کو اپنے لبوں کے لمس سے مہکانے لگا جگہ جگہ اس
کی سکن کو لبوں میں بھر کر وہ سک کر رہا تھا اور عنایہ اپنے کپکپاتے ہوئے
وجود پر قابو پاتے انکھیں بند کیے اس کے لمس کو ہی محسوس کر رہی تھی۔۔
حیرت کی بات یہ تھی کہ ملیار خانزادہ کے لمس میں آج نرمی ہی نرمی تھی
جیسے پاتے عنایہ کا دل خوش ہو گیا تھا ملیار خانزادہ نے جیسے ہی اپنے لب اس
کی گردن کی گہرائیوں پر رکے تو عنایہ کا ہاتھ بے ساختہ ہی اٹھا اور اس کے
بالوں میں الجھ سا گیا تھا اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے عنایہ خانزادی جیسے
اس کا چہرہ مزید اپنی گردن کی گہرائیوں پر جھکانا چاہتے تھے۔۔

ملیار خانزادہ اپنی بیوی کی تڑپ کو دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا اور مزید اس کے گردن کی گہرائیوں پر اپنے دانت گاڑتے ہوئے وہ عنایہ کو سسکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے اب اسے اپنی گود میں اٹھایا اس کی دونوں ٹانگوں کو اپنے کمر کے ارد گرد لاک کرتے ہوئے وہ اس کے لبوں سے لپٹے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہو گیا تھا۔

مزید اب عنایہ سردی سے کانپ رہی تھی وہ محسوس کر سکتا تھا اس کے لبوں کو ایک منٹ کے لیے بھی ملیار خانزادہ نے اپنے لبوں کی قید سے بالکل بھی الگ نہیں ہونے دیا تھا اور ساتھ ہی اسے اٹھاتے یوں ہی گیلے کپڑوں میں وہ بیڈ پر لیٹا چکا تھا۔

ملیار خانزادہ اس کی رکتی سانسوں کو محسوس کرتے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے جدا کرتے شدت سے اب اس کے پیٹ سے اس کی قمیض کو اٹھاتے اس کے ناف کے گرد اپنی زبان کو رول کرنے لگا۔

اہسہ مل ملیار۔۔۔ عنایہ نے سسکیاں لیتے ہوئے ملیار کا نام پکارا تھا عنایہ
تڑپتے ہوئے اپنے پیٹ کو بار بار اوپر کی طرف اٹھاتے مزید ملیار کو رسیانس
دے رہی تھی جسے محسوس کرتے ہیں ملیار مسکرا بھی رہا تھا۔

ملیار کی جان ملیار عنایہ پر قربان ملیار خانزادہ نے نہایت ہی شیریں لہجے میں
عنایہ کو جواب دیتا سا تھا ہی اس کی قمیض کو اس کی تن سے جدا کرتے ہوئے
ملیار خانزادہ اس کے بلیک سٹرپ کو بھی اس کے بدن سے جدا کر گیا تھا۔
عنایہ نے شرم سے اپنی آنکھوں کو میچ لیا تھا وہ اس وقت ملیار خانزادہ کے
سامنے بنا قمیض کے بیڈ پر لیٹی ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں قربت کی سرخی کو
مزید بڑھا چکی تھی۔

ملیار خانزادہ اس کے چاندنی سے چمکتے بدن کو دیکھ رہا تھا جو پورا گیلا ہوا پڑا تھا
ملیار خانزادہ مزید خود پر برداشت نہ کرتے ہوئے جھکا اور اس کے دھڑکنوں
کے مقام کو اپنے لبوں میں بھر کر شدت سے سک کر کے عنایہ خانزادی کو
بوکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔

اہہ اہہ اہہ عنایہ سسکیاں بھرتے ہوئے ملیار خانزادہ کے بالوں میں ہاتھ
الجھائے اس کا چہرہ اپنی دھڑکنوں کے مقام پر مزید جھکاتی اسے رسپانس کر
رہی تھی ملیار بھی شدت سے اس کے دھڑکنوں کے مقام پر لو بائٹ بناتا
اسے مزید سسکیاں بھیجنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ملیار خانزادہ اب مزید اسے تڑپتا اور سسکتا ہوا دیکھ کر جلدی سے خود کو اور
اسے ہر پردے سے ازاد کرتا شدت سے اس کی روح کی گہرائیوں میں
سرایت کر گیا تھا۔

عنایہ کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کے تکیے میں جذب ہوئے تھے اور
آنکھوں کو سختی سے میچتے ہوئے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جھکڑتے وہ ملیار
خانزادہ کے جنونی شدتوں کو برداشت کرنے لگی۔

تھوڑی دیر پہلے جہاں اس کا دل پر سکون تھا کہ ملیار خانزادہ اسی نرمی سے
پیار کر رہا ہے اب اس طرح وہ شدت سے اس کی گہرائیوں میں داخل ہوا
تھا عنایہ کی ساری خوش فہمی ہوا میں اڑ گئی تھی اور اب ملیار خانزادہ شدت

سے اس پر اپنی جنونی شدتوں کو برساتا خود کو اس کی روح میں آخری حد تک
سما گیا تھا۔

دونوں کے وجود پسینے سے تر ہو چکے تھے تھوڑی دیر پہلے جہاں عنایہ کو
سردی لگ رہی تھی اب وہیں اس کا پورا وجود پسینے سے تر ہو چکا تھا عنایہ
خانزادی کے ماتھے پر پسینے کے بوندوں کو چمکتا دیکھ کر ملیار خانزادہ جھکا اور
اس کے لبوں کو لبوں میں جھکڑے شدت سے اس کی سانس سے گھونٹنے لگا۔
ملیار خانزادہ کے دونوں ہاتھ ہی بے باکی سے اس کے دل کے مقام پر اپنا
لمس بکھیر رہے تھے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں جکڑے ساتھ اس پر
اپنی جنونی شدتوں کو وارتے ہوئے وہ عنایہ کی چھوٹی سی جان کو بری طرح
سے سسکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

دونوں کے وجود پسینے سے تر تے کمرے میں عجیب سا ماحول ہی بنائے ہوئے
تھے دونوں کی ہی دہکتی کی مانند چلتی سانسوں کے باعث کمرے میں
رومینٹک سا ماحول بنا ہوا تھا آخری مراحل پر پہنچتے ملیار نے شدت سے

عنایہ کو اپنے گلے میں بیچ لیا تھا اور پر سکون سا ہو کر وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں جکڑے اسے بھی سکون کی راہوں میں داخل کر گیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے عنایہ کی آنکھوں کی طرف دیکھا جہاں پر اس کی پلکے بھیگی ہوئی تھی ملیار جانتا تھا کہ اس کی شدت کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ نازک جان روئی ہوگی اس کے انسو کو اپنے لبوں سے چنتے ہوئے ملیار نے شدت سے اسے اپنے گلے میں بیچا تھا اس پر کمفرٹر کو اوڑتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔

ملیار اپ بہت برے ہیں عنایہ نے اس کے سینے میں چھپے گھٹی گھٹی آواز میں کہتے وہ ملیار خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

ملیار خانزادہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے پر سکون کر رہا تھا۔

میری جان اگر میں برا نہیں بنوں گا تو پھر ہم دونوں کے منی ورژن کیسے
ائیں گے ملیار خانزادہ نے بے باکی سے کہتے اس کے کمر کو مٹھیوں میں بھر
کر کہا تھا۔

ملیار بس کریں اب مجھے سونے دے میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں عنایہ
خانزادی نے اس کا ہاتھ اپنے کمر پر سے ہٹاتے کہا تو ملیار خانزادہ نے بھی
مسکراتے ہوئے دوبارہ سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے
میں بھینچتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے اسے سونے کے لیے
چھوڑ دیا تھا۔

^^^عععع^^^

کیسا لگ رہا ہے آپ کو یہ سب آرش خانزادہ اور زلہ خانزادی کو ایک بڑے
سے پہاڑ کے چھوٹی پرلے کر کھڑا اسے نیچے کا سارا منظر دکھاتے ہوئے کہہ
رہا تھا اور زلہ نہایت ہی ایکساٹڈ انداز میں بچوں جیسے نیچے دیکھنے میں
مصروف تھی وہ لوگ آج ہی آسٹریلیا پہنچے تھے اور دن میں آرام کرنے کے

بعد آرش اسے رات میں ہی گھمانے کے لیے نکل پڑا تھا کیونکہ آرش کا کہنا تھا کہ ان کے پاس صرف ایک ہی ہفتہ ہے اسے ایک بھی دن بالکل بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے اور ویسے بھی اب تو ایک ہفتے کے بعد کی تاریخ بھی طے ہو گئی تھی زرش اور بصیر کی رخصتی کی تو ایک ہفتے بعد جانا تو مسٹ تھا اسی لیے وہ ایک پل بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

یہ جگہ بہت ہی پیاری ہے خانزادہ اور زلہ نے ایکساٹڈ انداز میں کہا تو آرش خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اس کی خوشی کے لیے ہی تو وہ یہاں سے لایا تھا اور کل تو وہ اس سے بھی بڑا اسے سر پر اتر دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ہاں اگر میرے خانزادی میری پاس ہو تو ساری دنیا ہی مجھے بالکل اسی طرح اچھی لگتی ہے چاہے پھر ہم جھونپڑی میں ہی کیوں نہ ہو آرش خانزادہ نے اس کے کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کرتے کہا یہ آسٹریلیا تھا اور یہاں پر ایسی بے باک حرکت پر شاید کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لیکن

اور زلہ بری طرح سے شرم سے سرخ پڑتی آرش خانزادہ کو گھورنے پر
مجبور ہو گئی تھی۔۔

آرش کیا ہو گیا ہے یہاں پر اتنے لوگ ہیں آپ کو نظر نہیں آرہا پلینز چھوڑیں
مجھے کوئی دیکھ لے گا اور زلہ نے شرماتے ہوئے اس کے سینے پر نظرے
گاڑتے کہا تھا اس کی تو انکھیں ہی نہیں اٹھ پارہی تھی کہ وہ دیکھ لے آرش
کی طرف۔۔

میری جان دیکھنے دو ویسے بھی یہاں پر کسی کو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا ذرا
ادھر دیکھو آرش خانزادہ نے اس کے چہرہ پکڑا اور مخالف سمت میں گھماتے
کہا جہاں پر ایک کیل نہایت ہی بولڈ انداز میں ایک دوسرے کے لبوں سے
لپٹے کس کرنے میں مصروف تھے اور یہ منظر دیکھتے ہوئے اور زلہ کے
کانوں سے دھوا نکلا تھا اور وہ شرم سے آرش کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی
تھی۔۔

اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر اور اسے اپنے سینے میں پناہ
لیتے دیکھ کر آرش خانزادہ کا دلکش قمقمہ اس وادی پر گونجا تھا اس کے گلے
میں ہاتھ ڈالتے آرش نے بھی اسے اپنے سینے میں شدت سے بیچ لیا تھا اس
کے لیے یہی بہت تھا کہ اور زلہ اس کے ساتھ خوش تھی اور کچھ ٹائم کے
لیے ہی سہی لیکن اس کا دماغ ساری جھنجھٹوں سے دور اس وقت پر سکون
ساتھا اور ظاہر سی بات ہے اپنے خانزادی کو پر سکون دیکھ کر وہ خانزادہ بھی
خوش تھا۔

آرش یہ منظر کتنا پیارا ہے نا اور زلہ اس کے سینے پر سر رکھے ہی نیچے وادی کو
دیکھتے ہوئے بولی تھی اور آرش خانزادہ نے بھی اس کے بالوں میں ہاتھ
چلاتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور اس کے خوبصورت سے
حسین ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

بھوک تو نہیں لگ رہی میرے بچے کو آرش خانزادہ نے اور زلی سے پوچھا تو
اور زلہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا اسے کافی ٹائم سے بھوک لگ رہی

تھی لیکن اس منظر کو انجوائے کرنے کے لیے وہ چپ تھی کہ اگر وہ آرش سے کہے گی تو آرش اسے یہاں سے لے چلے گا لیکن ابھی اس کا یہاں سے جانے کا بالکل بھی دل نہیں کر رہا تھا۔

تو میری جان اپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں ابھی ابھی اگر میں نہیں پوچھتا تو اپ یوں ہی بھوکی رہتی آرش خانزادہ نے افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہی اپنے ہاتھوں سے اس کے بالوں کو وہ اس کے کان کے پیچھے اڑتے کہہ رہا تھا۔

وہ میں نے اپ سے اسی لیے نہیں کہا کہ اپ مجھے یہاں سے لے کر چلے جائیں گے اسی لیے میں چپ تھی ابھی مجھے یہاں سے نہیں جانا اور زلہ نے اس کے آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آرش نے ماتھے پر دوبارہ سے بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ میری جان میں یہیں پر اپ کے لیے کچھ کھانے کے لیے لے آتا ہوں بس یہیں پر پانچ منٹ رکو میں تمہارے لیے کچھ لاتا

ہوں آرش نے سامنے ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔

آرش کو ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوتا دیکھ کر اور زلہ تھوڑی سی اگے ہوئی اور وہیں پر ایک پتھر پر وہ بیٹھ گئی تھی ابھی تک تو وہ آرش کے سہارے کھڑی تھی تو اسے تھکن محسوس نہیں ہوئی لیکن اب جب وہ تھوڑی دیر کے لیے خود اپنے وزن پر کھڑی ہوئی تو وہ تھک گئی تھی اس لیے پتھر پر بیٹھتے ہوئے وہ اس حسین منظر کو دیکھنے لگی۔

بے شک اسے مہزلہ اور اپنے مورے کی بہت یادار ہی تھی لیکن اس ساری یادوں پر آرش خانزادہ نے اس حسین منظر کو لاتے اسے اس خوفناک منظر سے دور کر دیا تھا جس منظر میں اس کی مورے کا انتقال ہوا تھا اور اسے اس حسین منظر میں کھودیا تھا۔

بے شک آرش خانزادہ اس کے لیے بہترین ہمسفر ثابت ہوا تھا کئی ساری مشکلوں کے بعد اور شاید انے والی زندگی میں بھی کئی مشکلیں انے والی تھی

جس کو اب اور زلہ ڈٹ کر سہنے والی تھی اس کے ساتھ یہاں آنے کا فیصلہ
اور زلہ خانزادی کو پر سکون کر گیا تھا تھوڑے وقت کے لیے وہ بھی ساری
جھنجھٹوں سے نکل کر اپنے دماغ کو پر سکون محسوس کر رہی تھی یہی سب
کچھ سوچتے ہوئے وہ نیچے کے خوبصورت منظر کو دیکھتے ہوئے آسٹریلیا کے
پورے شہر کو دیکھ رہی تھی جہاں پر لائٹیں اون تھی اور وہ منظر بے انتہا
خوبصورت لگ رہا تھا رات کے اس وقت۔۔

— — — — —

یہ والا لہنگا کیسا لگ رہا ہے یہ مجھے یقین ہے کہ تم پر بہت ہی اچھا لگے گا بصیر
خانزادہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور برائڈل شاپ کے اندر لے جاتے ہوئے
نہایت ہی بولڈ لینگہ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

زربش خانزادی نے حیرت سے اس لہنگے کو دیکھا جس کے بیک پر صرف ایک ڈوری ہی تھی اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا وہ بیک لیس تھی اور ساتھ ہی ساتھ اس کا فرنٹ گلا اتنا دیپ تھا کہ اس کے نشیب و فراز واضح نظر آسکتے تھے اور اس کی چولی بھی کافی بڑی تھی۔

یہ میں سب کے سامنے پہنوں گی اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے زربش خانزادی نے جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے والے انداز میں کہا تھا جانتی تھی کہ وہ خانزادہ تو اس پر کسی کی ایک نظر بھی برداشت نہیں کر سکتا کجا کے اتنے بولڈ ڈریس کو سب کے سامنے پہن کر بیٹھنا امپا سیبل۔

میری جان میں یہ کب کہہ رہا ہوں کہ آپ نے سب کے سامنے یہ والا لہنگہ پہن کر بیٹھنا ہے میں نے تو صرف بس یہ لہنگا آپ کو اس لیے دیا رہا ہوں کہ جب میں کمرے میں آؤں تو رات میں آپ مجھے اس لہنگے میں ملے باقی آپ اپنی مرضی سے جو کوئی بھی لہنگہ لے لو مجھے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے

بصیر خانزادہ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کرتے کہا تو زریش نے بوکھلاتے ہوئے ادھر سے ادھر دیکھا تھا اس بے باک کریک دماغ والے خانزادے کو تو یہ فکر ہی نہیں تھی کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے یا نہیں۔۔

بالکل بھی نہیں میں کچھ بھی اپ کی مرضی سے نہیں خریدوں گی میں نے اگر کچھ بھی لینا ہے تو میں خود ہی لے لوں گی اپ ایسا کریں کہ نیچے فوڈ ایریا میں میرا ویٹ کریں میں وہی پر اجاؤں گی شاپنگ کر کے زریش خانزادی نے جان بوجھ کر اسے یہاں سے بیچنا چاہا تھا ارادہ تو اس کا بھی یہی تھا کہ اپنے کریک دماغ والا خانزادے کی یہ خواہش ضرور پوری کرے۔۔

نہیں میں یہاں سے بالکل کہیں بھی نہیں جاؤں گا تم نے جو بھی لینا ہے سب کچھ میرے سامنے ہی لینا ہو گا بصیر خانزادہ نے اس کے کمر پر اپنی گرفت کو مضبوط کرتے کہا تو زریش نے حواس باختہ سے ہو کر ہاں میں

جلدی سے سر ہلایا تھا مبادہ کہیں وہ یہیں پر رومانس کرنا سٹارٹ نہ ہو جائے۔۔

میں پہلے سے اپ کو بتا رہی ہوں میں نے لہنگا نہیں لینا میں نے صرف اور صرف اپنے لیے برائیڈل فرائڈ لینی ہے لہنگا مجھے نہیں پسند زرش خانزادی نے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی مرضی بتائی تھی۔۔

تو میری جان نے یہ کب کہہ رہا ہوں کہ اپ فلاں چیز لے لیں اپ بلے سے فرائڈ لے لیں سب کے سامنے پہننے کے لیے لیکن جب میں کمرے میں اوں تو مجھے اپ اسی لہنگے میں چاہیے ہو تو چاہیے ہو بصیر خانزادہ تو بضد ہو گیا تھا کہ اپنی خانزادی کو اس لہنگے میں دیکھنا ہے تو دیکھنا ہی ہے۔۔

اچھا نا اپ ضد نہ کریں میرا کیا جاتا ہے لے لیں اپ زرش خانزادی نے بھی نروٹے پن سے بصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بصیر خانزادہ کی تو باجی ہی کھل گئی تھی۔۔

جلدی سے اگے بڑھتے ہوئے اس نے وہ ڈریس اٹھایا اور سیل مین کی طرف جاتے ہوئے اسے وہ ڈریس پیک کرنے کے لیے کہا اور سیل مین نے بھی پانچ منٹ کے اندر اندر وہ ڈریس اسے پیک کر کے دے دیا تھا پیمنٹ کرتے ہوئے بصیر خان زادہ بیگ ہاتھ میں پکڑے اسے کسی دوسری برائیدل سیکشن میں لے کر جا رہا تھا جہاں پر وہ اپنے لیے لینگا نہیں فراک لے سکے۔۔

اب آپ مجھے کہاں پر لے کر جا رہے ہیں زرش خانزادی جو اس کے ساتھ کینہ بھی چلی جا رہی تھی چھڑ کر اپنا ہاتھ اس سے چوڑاتے ہوئے بولی تھی۔۔

وہ میں نے تمہیں کچھ اور بھی دیکھا تھا بصیر خانزادہ کا ارادہ جہاں فراکس کی شاپ پر اسے لے جانے کا تھا لیکن بیچ میں ہی جب نائٹیز کی شاپ آئی تو اس کا ایمان ڈگمگا سا گیا تھا اگلے ہی زرش کا ہاتھ پکڑے وہ نائٹیز کے شاپ میں داخل ہو گیا تھا اور پھر زرش کے کانوں سے دھواں نکلنے کی کسر باقی رہ گئی

تھی کیونکہ جو جو سب سے بولڈ نائٹیز تھی وہ وہ بصیر خانزادہ اٹھا کر سیل میں سے پیک کروا کر اس کی پیمنٹ کرتا جا رہا تھا۔

تقریباً دھے گھنٹے بعد اپنے ہاتھ میں ڈیر و شاپنگ بیگ نائٹیز کے پکڑے بصیر خانزادہ مسکرا کر زریش کی طرف آیا تھا۔

گھر چلتے ہیں اب میں مزید تھک گئی ہوں میں نے کچھ بھی نہیں لینا زریش خانزادی نے سنجیدگی سے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بصیر خانزادہ کی جان لبوں پر آئی تھی کیا وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی۔

لیکن میری جان ابھی تم نے فرا کس لینا ہے جو لیری سینڈ لزمیک اپ پروڈکٹس یہ سب کچھ نہیں لینا کیا بصیر خانزادہ نے جلدی سے اسے یہ سب کچھ یاد کروایا کیونکہ دو سے تین دن سے وہ یہ باتیں اور ان چیزیں کے نام سن کر پک گیا تھا اور اسی لیے اسے یہ سب کچھ یاد بھی تھا کیوں کہ زریش اسے ہر ایک منٹ بعد یاد دلاتی تھی کہ اس نے یہ سب چیزیں لینا ہیں۔

نہیں میں نے کچھ بھی نہیں لینا میں تھک گئی ہوں اور مجھے صرف گھر جانا ہے زرش خانزادی نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنے قدم مال کے باہر کی طرف بڑھانا شروع کر دیے تھے بصیر خانزادہ نے جلدی سے اس کی طرف بوکھلاتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

چھوڑیں میرا ہاتھ میں کہہ چکے ہوں نا مجھے کچھ نہیں لینا تو نہیں لینا زرش خانزادی کو تو برا ہی لگ گیا تھا شادی اس کی ہو رہی تھی اور شاپنگ وہ اپنی مرضی سے کر رہا تھا وہ بھی اس کے لیے تو برا تو لگنا تھا نا اسے۔

اچھا میری جان ایمریلی سوری اب میں دوبارہ کسی بھی شاپ پر نہیں جاؤں گا بس تم نے جو لینا ہے تمہیں اپنے لیے لے لوریلی سوری پلیزمیری جان بصیر خانزادہ نے پیار سے کہتے ہوئے بھرے مال میں اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے زرش سے سوری کہا تھا۔

چلیں اگر آپ اتنا انسٹ کر رہے ہیں تو اب میں چلی جاتی ہوں زرش خانزادی نے اس کے دونوں ہاتھ جلدی سے نیچے کیے تھی کیونکہ اتنی جاتی ہر

لڑکیاں اسے دیکھ رہی تھی اس وقت وہ اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ زربیش کو ڈر تھا کہ کہیں اسے اپنی ہی نظر نہ لگ جائے۔۔

بصیر خانزادہ نے گہری سانس بھری تھی شکر تھا کہ زربیش خانزادی مان گئی تھی ورنہ وہ لوگ اتنے دور شاپنگ کرنے بھی آئے تھے اور اگر خالی ہاتھ واپس گھر چلے جاتے تو اسے یقین تھا کہ سب گھر والوں سے ڈانٹ اسے ہی پڑھنی تھی۔۔

اب اگے کیا ہونا تھا زربیش خانزادی اگے اگے اپنی شاپنگ کرتی جا رہی تھی اور بصیر خانزادہ جو وہ شاپنگ کر رہی تھی اپنے ہاتھ میں بیگن پکڑے اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا تھا۔۔

《~~~~~》

میری جان اوٹھ بھی جاؤں کیا تمہیں آج کا سرپرائز نہیں چاہیے صبح کے تقریباً 10 بج رہے تھے کہ آرش خانزادہ نے اور زلہ خانزادی کے پاس

بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس کے خوبصورت سے حسین چہرے کو دیکھتے ہوئے
اسے جگانا چاہا تھا۔

ہاں ابھی سونے دیے نا مجھے بعد میں اپ سر پر انڈے لیجیے گا اور زلہ
خانزادی نے دوسری طرف کروٹ بد لنا چاہی تو آرش خانزادہ نے اس کے
ارد گرد بیڈ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے اوپر تقریباً جھکا تھا۔

اس کے پھولے پھولے ہوئے سردی سے سفید سے سرخ گالوں پر اپنی
بیرڈ کور گڑتے ہوئے آرش خانزادہ نے اسے جگانا چاہا تھا۔

اوہو آرش کیا ہو گیا ہے اگلے ہی پل اور زلہ خانزادی کا دل بری طرح سے
دھڑکا تھا آرش خانزادہ کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے
کے اوپر سے ہٹانا چاہا تھا۔

خاننسنن پلیز پیچھے ہٹے کیا کر رہے ہیں اپ صبح ہی صبح اور زلہ خانزادی نے
اپنے دھڑکتے ہوئے دل سے جو منہ میں آیا بول دیا تھا اب اس کا کیا مطلب

تھا کہ صبح ہی صبح وہ کیا کر رہا تھا ظاہر سی بات ہے وہ صبح ہی صبح رو مینس کر رہا تھا اپنی بات کو سوچتے ہوئے خود ہی اور زلہ شر مندہ سی ہو گئی تھی۔۔

ہا ہا ہا ہا امیری جان میں صبح ہی صبح اپنے اندر انرجی لانے کی کوشش کر رہا ہوں کیا ایک کس کر لوں تمہیں پلیز آرش خانزادہ نے اپنے چہرے پر مصنوعی معصومیت کو طاری کرتے ہوئے اور زلہ سے اجازت لینی چاہی تھی اور زلہ کے گال جو پہلے ہی سرخ تھے وہ اب ریڈ اپیل کی طرح سرخ ہوئے تھے۔۔

اسے شرماتے دیکھ کر آرش خانزادہ سے مزید انتظار نہ ہوا اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اس کے لبوں پر جھکتے شدت سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں جکڑے اس کے لبوں کی نمی سے خود کو سیراب کرنے لگا۔۔

آرش خانزادہ نہایت ہی رومینٹک انداز میں اور نرمی سے اس کے لبوں کو چوم رہا تھا نچلے لب کو آرش خانزادہ اپنے دونوں لبوں میں بھرے نہایت

ہیرومینٹک انداز میں چومتے ہوئے اور زلہ خانزادی کے دل میں ادھم مچا گیا تھا۔

اور زلہ نے اس کے نرمی کو دیکھتے ہوئے اپنی انکھیں مدہوشی سے بند کی تھی اور ساتھ ہی اس کی شرٹ کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی اور زلہ کو اج پتہ چلا تھا کہ اس کی شدت سے زیادہ اس کی نرمی سے وہ پاگل ہو رہی ہے۔

آرش خانزادہ کے دونوں ہاتھ اب اس کے گال سے ہٹتے اس کے دھڑکنوں کے مقام پر اکر رکتے نہایت ہی بے باکی سے اس کے دھڑکنوں کے مقام کو اپنے ہاتھوں میں بھرے سہلانے لگا۔

اور زلہ خانزادی آرش خانزادہ کے شدتوں کو سہتے ہوئے مدہوشی سے اپنی انکھیں بند کرتی اس کے نرم لمس کو محسوس کرنے لگی۔

اس کے سانسوں کو رکتا محسوس کرتے آرش خانزادہ پیچھے ہوا اور اس کے گیلے لبوں پر اپنی زبان پیرتے ہوئے اس کی نمی کو چنے لگا تھا۔

میری جان اب جلدی سے اٹھ جاؤ کہ میں اپ کو باہر لے کر چلوں دیکھو
باہر کتنا اچھا موسم ہو رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ رات تک یہاں پر سنو فول
بھی ہو جائے اور مزید ٹھٹھند ہو جائے گی اس سے پہلے پہلے ہم باہر سے گھوم
کرا جاتے ہیں آرش خانزادہ نے اور زلہ کے گردن میں چہرہ چھپاتے کہا تھا
بولنے کی وجہ سے جب اس کے لب اور زلہ کے گردن سے ٹچ ہوئے تو
اور زلہ کو اپنا دل ڈوب کر ابھرتا محسوس ہوا تھا۔

ٹھی ٹھیک ہے اپ اٹھے تو صحیح میرے اوپر سے اور زلہ خانزادی نے
لڑکھڑاتے لہجے میں اسے ہوش دلایا تھا کہ وہ کیسے اوٹھے جب وہ اس کے
اوپر سے اٹھے گا تبھی تو وہ اٹھ پائے گی نا۔

میری جان میرا دل نہیں چاہ رہا تم پر سے اٹھنے کا میرا دل ہے کہ اس وقت
تمہیں اپنی باہوں میں بھر کر میں سو جاؤں قسم سے یقین مانو دوسرے
کمرے میں پوری رات مجھے بالکل بھی نیند نہیں آئی ہمارے راستے کب
ایک ہوں گے کب تم مجھے اجازت دو گے کہ میں تمہارے پاس آؤں

تمہارے روم میں سو سکوں تمہیں اپنی باہوں میں بھر کر تمہارا سر میرے
سینے پر ہوا اور تمہیں اپنے گلے میں بیچتے ہوئے میں پر سکون سی نیند سو سکو
کب ہو گا یہ سب آرش مد ہوشی کے عالم میں کہتا گمبھیر ہوتی بھاری آواز
اور زلہ کو اپنے کانوں میں سنائی دی تو اس کے گلے میں گلٹی بھر کر معدوم
ہوئی تھی۔۔

اور آرش خانزادہ نے مزید خود پر برداشت نہ کرتے ہوئے اس کی گردن کو
اپنے لبوں سے ذرا سا چوما اور اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔۔

چلو جاؤ اب تم جلدی سے تیار ہو کر اوپھر میں تمہیں ایک اور اچھی سی
خوبصورت سی جگہ پہ لے کر چلتا ہوں آرش خانزادہ نے اسے دیکھتے ہوئے
کہا تو اور زلہ بھی شرماتے ہوئے جسے بیڈ سے اٹھی اور واڈروب سے اپنے
کپڑے لیتے ہوئے وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

آسٹریلیا اتے ہوئے ان لوگوں نے ہوٹل میں کمرہ بالکل بھی اپنے لیے بک
نہیں کروایا تھا بلکہ آرش نے خوبصورت سا کاج ٹیج یہاں پر ایک ہفتے کے

لیے رینٹ پر لے لیا تھا وہ فل مکمل پرائیویسی چاہتا تھا جو اسے مل بھی رہی تھی۔۔

آرٹش بھی اب اپنے کمرے کی طرف بڑھتا تیار ہونے چلا گیا تھا اور زلہ بھی دیکھانے لے کر جانا {Water fall} جب تیار ہوتی تو وہ اس کو چاہتا تھا جو کہ آسٹریلیا کا سب سے خوبصورت مقام تھا۔۔

《~~~~~》

روحان مجھے بھی چاکلیٹ چاہیے مجھے بھی چاکلیٹ دو روحان جو مزے مزے سے چاکلیٹ کھاتے ہوئے لان میں ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا اور اپنے پیچھے اپنی چھوٹی سی ماما کو لے کر گھمار رہا تھا کیونکہ مہزلہ بار بار اسے پکار رہی تھی کہ اس کی چاکلیٹ تھوڑی سی اسے بھی کھلا دو لیکن روحان بے پرواہ سا چلتا چاکلیٹ کے بڑے بڑے بائٹ لیتا خود کھانے میں مصروف تھا۔۔

روحانہ بہرہ نمنسن اس بار مہزلہ نے چیختے ہوئے اسے پکارا تو روحان نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا تھا جو لون کے گھانس پر بیٹھی روہانسی ہوتی اسی چیخ چیخ کر پکار رہی تھی اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے چھوٹا سا روحان بھی قہقہہ لگا اٹھا تھا۔

کیا ہو گیا ہے کیوں اتنا چیخ رہے ہو تم دونوں زرم خانزادہ بوکھلاتے ہوئے ان دونوں کی طرف آیا تھا وہ جو بیک یارڈ میں بیٹھا آفس کا کوئی امپورٹنٹ کام کر رہا تھا فائل تیار کر رہا تھا مہزلہ کے چیخنے پر اور روحان کے ہنسنے پر دونوں کی طرف اکر گھورتے ہوئے دونوں سے کہہ رہا تھا۔

یہ یہ میری چاکلیٹ ہے جو اپ نے مجھے دلائی تھی میری چاکلیٹ کو میرے کمرے سے چوری بھی کیا اور اب کھا بھی رہا ہے میں نے کہا کہ تھوڑی سی مجھے بھی دے دو تو نہیں دے رہا اور مجھ سے بھاگ بھی رہا ہے زرم کو اپنے پاس دیکھ کر مہزلہ جلدی سے زرم کی طرف بڑھتے ہوئے روہان سے لہجے میں بولی تھی ساتھ ہی ساتھ انکھوں میں نمی لانا بالکل بھی نہ بھولی تھی۔

روحان میرے بیٹے یہ کیا حرکت ہے اپ نے کیوں لٹل فیری کی چاکلیٹ
چرائی ہے اور کھا بھی رہے ہیں اور انہیں دے بھی نہیں رہے زرم خانزادہ
نے مسکراہٹ کو دباتے روحان کو اپنے باس بلاتے کیا تھا اس کی آنکھوں
میں ناچتی شرارت کو دیکھ کر زرم ان دونوں کو افسوس سے دیکھ کر رہ گیا تھا
جو شرارتیں بھی خود کرتے تھے لڑتے بھی تھے اور تھوڑی دیر بعد خود ہی
ٹھیک ہو جاتے تھے۔

وہ میں تو بس انہیں تنگ کر رہا تھا یہ چاہے تو میری چاکلیٹ لے لے روحان
نے اپنے بابا اور اپنے پارٹنر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم بھی اسے دیکھ
کر مسکراتے اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے مہزلہ کی طرف متوجہ ہوا
تھا۔

مجھے اسی میں سے ایک بائٹ دے دو اور جو اپ کی ہے وہ اپ خود ہی کھا لینا
مہزلہ انے اپنے بڑے ہونے کا ثبوت دیا تو زرم مسکرا اٹھا اس کی بات سن
کر۔

ٹھیک ہے یہ لیں روحان نے اس کی بات سنی اور چاکلیٹ کو اس کی طرف
بڑھاتے کہا مہزلہ جکھتے چاکلیٹ سے بائٹ لینے ہی والی تھی کہ روحان نے
چاکلیٹ اس کے سامنے سے ہٹا کر ایک بڑا سا بائٹ لے کر چاکلیٹ پورا
اپنے منہ میں ڈال لیا تھا اور چاکلیٹ کا خالی ریپر اب میز لہ کے سامنے
لہراتے وہ چاکلیٹ بھرے منہ سے قہقہے لگاتے بہت ہی کیوٹ نظر آ رہا تھا۔
روحان کی اس حرکت کو دیکھتے ہوئے وہ اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ زرم خانزادہ
نے بھی اپنی مسکراہٹ دبائی تھی جانتا تھا کہ اگر وہ بھی اس کے سامنے ہنسا
تو ناراض ہو جائے گی وہ دونوں سے۔۔

مہزلہ جو صدمے سے روحان کی طرف دیکھ رہی تھی اور پھر زرم کی طرف
دیکھا تو وہ بھی اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا اور اگلے ہی پل لون کے دوبارہ سے
گھانس پر بیٹھتی اپنے چہرے کو چپاتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی
تھی اور اسے اس طرح سے پھوٹ پھوٹ کر روتا دیکھ کر وہ باپ بیٹے
دونوں گھبرا اٹھے تھے۔۔

مہزلہ تنگ ہی ہو گئی تھی ایک تو پہلے ہی اس کا دل بھرا ہوا تھا کیونکہ اس کی
آپی وہاں جا کر شاید اس کو بھول ہی گئی تھی اسی لیے تو بس ایک ہی بار کال
کی تھی اس کے بعد کال ہی نہیں کی اور اب اوپر سے روحان نے اسے اتنا
تنگ کیا تو اسے تو رونے کا موقع ہی مل گیا تھا اب وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے
ہوئے اپنے دل کی بڑاس نکال رہی تھی۔۔

مہزلہ میری جان میرا بچہ کیا ہو گیا ہے رو کیوں رہی ہو اس طرح میں
تمہارے لیے اور چاکلیٹ لے اوں گاروتے نہیں ہے زرم خان زادہ نے
جلدی سے اسے گھانس سے اٹھاتے ہوئے اپنی گود میں بھرا تھا ساتھ ہی
ساتھ اس کے دونوں ٹانگوں کو اپنے کمر کے ارد گرد کرتے ہوئے اسے
شدت سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

بابا پار ٹنر کو کیا ہو گیا ہے وہ کیوں رو رہی ہے اس طرح انہیں کہے کہ
روحان اسے اپنی چاکلیٹ دے دے گا لیکن پار ٹنر سے کہے کہ وہ رونا بند
کرے اپنی پار ٹنر کو اس طرح سے پھوٹ پھوٹ کر روتا دیکھ کر اگلے ہی پل

روحان نے بھی اپنے آنکھوں میں نمی لاتے اپنے بابا سے کہا تھا اور ان دونوں کو روتا دیکھ کر زرم بے بس ہوا تھا۔

کیوں رو رہی ہو اس طرح سے مہزلہ چپ ہو جاو میری جان میرا بچہ میں کہتا رہا ہوں کہ میں اور چاکلیٹ لے اوں گا پ کے لیے رونا بند کرو زرم اسے پیار سمجھاتا اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے اس کے آنسو سے تر چہرے کو صاف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

مجھے مجھے آپ کی یادار ہی ہے چاکلیٹ نہیں چاہیے مجھے مہزلہ نے ضدی بچے کی طرح کہتے روحان کی طرف ناراض ناراض سی نظروں سے دیکھا تھا۔
سوری پار ٹنر میں اسندہ سے اپ کی چاکلیٹ بالکل بھی نہیں کھاؤں گا
روحان نے اس کے چہرے پر ناراضگی دیکھی تو جلدی سے اپنے کانوں کو پکڑتے سوری کہا تھا۔

مہزلہ نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا اور دوبارہ زرم خانزادہ کی طرف دیکھا جو وہ ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے تم دونوں میرے بچے ہو تو اس لیے اب رونا بند کرو میں تم
دونوں کے لیے ہی بہت ساری چاکلیٹس لاؤں گا ٹھیک ہے اب جلدی سے
لڑائی ختم کریں اور ایک دوسرے سے سلا کرو زرم خانزادہ نے مہزلہ کو اپنی
گود سے اتارتے روحان کے سامنے گھانسن پر بٹھاتے کہا تو مہزلہ نے بھی
روحان کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔

پارٹنر اب ان سے ناراض تو نہیں ہے نابابا ہمیں بہت ساری چوکیٹس
لا کر دیں گے ہمارا مشن بھی کمپلیٹ ہو گیا روحان نے دیکھ کر سے مہزلہ
کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔

زرم نے روحان کے سرگوشی نما آواز بھی سن لی تھی کیونکہ وہ ان دونوں
کے پاس ہی کھڑا تھا اور وہ سن صدے سے اپنے دونوں نمونوں اور
ڈراموں کو دیکھ رہا تھا کہ کب سے وہ لوگ چاکلیٹس کے لیے اتنا بڑا ڈرامہ
کمریٹ کیے ہوئے تھے ایک دوسرے سے لڑ بھی رہے تھے صرف اور

صرف اسی لیے کہ وہ انہیں چاکلیٹ لا کر دے یا خدایا کہاں پھنس گیا تھا وہ
دو شرارتوں کے بیچ۔۔

اب دونوں کب سے بس ڈرامہ کریٹ کر رہے تھے لڑ نہیں رہے تھے اب
لوگ زرم نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے صدمے سے کہا تھا اور اگلے
ہی پل اس کے صدمے سے کھلے ہوئے منہ کو دیکھ کر مہزلہ اور روحان کے
قہقہے لان میں گونجے تھے اور زرم کو اپنے بے وقوف بن جانے پر ہنسی بھی
ارہی تھی لیکن ان دونوں کو اس طرح سے مسکراتا دیکھ کر مصنوعی سنجیدگی
اپنے چہرے پر سجاتا وہ بیگ یارڈ کی طرف چلا گیا تھا۔

اوہو مجھے تو لگتا ہے کہ بابا ناراض ہو گئے ہیں زرم کو اس طرح سے بیک یارڈ
کی طرف جاتے دیکھ کر روحان نے کہا تھا۔

ہاں مجھے بھی یہی لگ رہا ہے مہزلہ کے چہرے پر بھی اب پریشانی نے جگہ
لے لی تھی وہ جو کب سے بس یوں ہی روتے ہوئے زرم کی توجہ اپنی طرف

اٹریکٹ کر رہی تھی اب جب وہ ناراض ہوا تھا تو اس کے خود کی جان لبوں پر
اہہ گئی تھی۔۔

تو پھر چلیں اپ کے بابا کو مناتے ہیں مہربانی نے روحان سے کہا تو روحان نے
بھی ہاں میں سر ہلایا تھا اب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے وہ شراتوں
کی پوٹلی اب بیک یارڈ کی طرف بھی زرم خانزادہ کو تنگ کرنے کے لیے
چل پڑی تھی۔۔

یہ ڈرامہ ان دونوں نے اس لیے کریٹ کیا تھا کیونکہ وہ ان دونوں کے پاس
لاسٹ چاکلیٹ ہی تھی اور دونوں کے چاکلیٹس ختم ہو گئے تھے چاکلیٹس
کیا ساری چیزیں ہی ختم ہو گئی تھی کیونکہ سارا دن تو وہ دونوں کھانا ہی نہیں
کھاتے تھے بس چاکلیٹ کھا لیا جو س پی لیا لیس پا پڑ کھا لیے اور کھانا کھانے
کا تو ان دونوں کو دھیان ہی نہیں رہتا تھا اسی لیے دو سے تین دن بعد زرم کو
ان دونوں کو بیکری لے کر جانا پڑتا تھا اور دونوں اپنے لیے بہت ساری
چیزیں لے کراتے تھے اور جو لاسٹ چاکلیٹ تھی وہ ادھی مہزلہ نے ہی

کھای تھی بس تھوڑی سی بچی تھی جو لاسٹ میں اس نے روحان کو دی تھی
اور یہ ڈرامہ ان دونوں نے کریٹ کیا تھا۔

سوری بابا ایم ریلی سوری دونوں اپنے کان پکڑے زرم سے سوری بول
رہے تھے مہزلہ کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اسے کیا پکارے البتہ روحان نے اسے
سوری بابا کہہ کر بلایا لیکن وہ اسے بابا تو نہیں کہہ سکتی تھی اس لیے کنفیوز سی
صرف اپنے کانوں کو ہی پکڑے شر مندہ شر مندہ سے نیچے زمین کو دیکھ رہی
تھی۔

ان دونوں کو اپنے سامنے یو شر مندہ کھڑا دیکھ کر ذرم کو اچھا نہیں لگا تھا وہ
دونوں اپنی شرارتوں سے ہی تو اس کی زندگی میں رونق لگائے ہوئے تھے
ورنہ وہ بے رنگ سا بندہ تھا اس کی زندگی میں یہ رونقیں کہاں لگتی تھی
پہلے۔

یہاں اوڈو دونوں میرے پاس زرم نے دونوں کو بلایا اور ایک سائیڈ پر مہزلی
اور دوسری سائیڈ پر روحان کو بیٹھاتے دونوں کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔

دوبارہ ایسی شرارتیں مت کرنا کچھ بھی چاہیے ہو تو مجھے کہہ دینا میں لا کر دے دوں گا لیکن آپ دونوں کھانا نہیں کھا رہے جو کہ بہت بری بات ہے اور میں اس وجہ سے آپ دونوں سے سخت ناراض بھی ہو سکتا ہوں اور ڈانٹ بھی سکتا ہوں زرم نے ان دونوں کو پیار سے سمجھاتے روحان کے ماتھے پہ بوسہ دیا ساتھ ہی اور زلہ کے کندھے پہ اپنے ہاتھوں کے گرفت مضبوط کرتے اس کی طرف دیکھا تو اور زلہ نے شرم سے اپنے پلکوں کو جھکا لیا تھا۔

زرم خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ساتھ ہی اس کے پھلکوں پر ہلکی سی پھوک مارتے ہوئے وہ مہزلہ کی دھڑکنوں کو دھڑکا گیا تھا۔

ٹھیک ہے بابا آپ ہم سے ناراض تو نہیں ہے زرم نے روحان کی آواز سنی تو مسکرا کر ناں میں سر ہلایا تھا اور ان دونوں سے کہا کہ چلو اب جاؤ تم دونوں لان میں جا کر اپنی مستیاں کرو مجھے بہت اُمپور ٹنٹ کام کرنا ہے۔

زرم کی بات سنتے مسکراتے وہ دونوں اٹھے اور لان میں دوبارہ سے کھیلنے کے لیے چلے گئے تھے جو کہ ان لوگوں کو پسندیدہ کام بن گیا تھا۔

زرم نے بھی مسکراتے دونوں کو جاتے دیکھا اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا تھارات پھر وہ ارادہ رکھتا تھا کہ دونوں کو وہ بیکری لے کر جائیں اور یہ دونوں نمونے اپنے لیے جو بھی خریدنا چاہے وہ خرید لے ساتھ ہی ساتھ اب زریش کی رخصتی کی تیاریاں بھی شروع ہو جانی تھی جس کے بعد اس کو بہت زیادہ بڑی ہو جانا تھا پتہ نہیں پھر ان دونوں پر دھیان اس کا رہتا بھی یا نہیں اسی لیے پہلے سے ہی ان دونوں کے ساری چیزیں ان کے پاس سیو کر وانا چاہتا تھا کیونکہ ان دونوں کی ہی ناراضگی وہ بالکل بھی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

میں آپ سے کچھ سوالات کچھ باتوں کے جوابات مانگنے آیا ہوں امید کروں
گا کہ آپ مجھے خالی ہاتھ لوٹنے نہیں دیں گی اور جو میں پوچھ رہا ہوں اس
بات کا سچا سچ جواب بھی دیں گی برلاس خانزادہ اس وقت یتیم خانے میں
وارڈن کے پاس ان کے افس میں بیٹھا پوچھ رہا تھا۔

وارڈن نے حیرت سے برلاس خانزادہ کو دیکھا تھا آج سے پہلے اس کا اتنا
سنجیدہ لہجہ وارڈن نے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا بلکہ برلاس خانزادہ نے تو
وارڈن سے کبھی بات ہی نہیں کی تھی وہ تو ہمیشہ اس کے چہرے پر نرم
تاثرات کو ہی دیکھتی تھی جب وہ گل سی باتیں کر رہا ہوتا تھا۔

جی پوچھیں کیا بات ہے وارڈن نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
آپ مجھے گل کے پاسٹ کے بارے میں بتا سکتی ہیں کہ وہ اس یتیم خانے میں
کیسے آئی اور وہ کب سے یہاں پر ہے برلاس خانزادہ نے سنجیدہ لہجے میں دو
ٹوک وارڈن کے سامنے بیٹھ کر بات پوچھی تھی جس کے لیے وہ آیا تھا۔

لیکن آپ کو گل کے پاسٹ کے بارے میں جاننے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے
وارڈن نے برلاس خانزادہ کا سوال سن کر ذرا سے سخت لہجے میں جواب دیا
تھا واڈرن ہمیشہ ہی گل کو لے کر بہت ہی سنجیدہ رہتی تھی اس بچی نے اپنی
زندگی میں جتنی بھی پریشانیاں جھیل لی تھی وہ مزید نہیں چاہتی تھی کہ اگے
بھی وہ شادی شدہ زندگی میں جھیلے۔۔

کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے جو آپ یہ سخت لہجے میں میری بات کا
جواب دے رہی ہے برلاس خانزادہ نے وارڈن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
تھا اس کے خیال سے اب تک وارڈن کو اسے بتادینا چاہیے تھا گل کے
پاسٹ کے بارے میں اس بات کا کیا مطلب تھا کہ اسے کیا تک بن گئی ہے
پوچھنے کی۔۔

دیکھیں مسٹر برلاس بھروسے کی بات نہیں ہے اور یہ گل کا نازک سا
معاملہ ہے گل کے معاملے میں میں ہر کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی اگر آپ
کو میں اس کے پاس جانے دے رہی ہوں تو صرف اور صرف اس وجہ سے

کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر تھوڑا سا ہی صحیح پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ
کھل جاتی ہے اور آپ کو اس بات کو سمجھنے کی بہت ضرورت ہے کہ آپ دنیا
کے واحد مرد ہیں جو اس کے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرتے ہیں اور اس
کی آنکھوں میں آپ کے لیے کوئی بھی خوف نہیں ہوتا ورنہ گل نے سات
سال کی عمر کے بعد سے آج تک یتیم خانے سے باہر قدم تک نہیں نکالا۔
میں اسی بات کی وجہ ہی پوچھنے آیا ہوں کہ آخر بچپن میں وہ یہاں یتیم خانے
میں کیسے آئی اور ایسے بھی کیا واقعہ ہو گیا تھا اس کی زندگی میں جو مردوں پر
سے اس کا بھروسہ ہی اٹھ گیا ہے اور سات سال کے عمر کے بعد سے اس
نے اس یتیم خانے سے قدم باہر کیوں نہیں نکالا برلاس خانزادہ ابھی
بھی سنجیدہ سے لہجے میں وارڈن کے سامنے بیٹھا بات کر رہا تھا حالانکہ اس
کے دل کی دنیا میں طوفان سا مچھ گیا تھا اس لڑکی کے درد کو سوچتے ہوئے جو
سات سال کی عمر سے اس نے باہر کی دنیا تک نہیں دیکھی تھی۔

امید کرتی ہوں جو بات میں آپ کو بتانے جارہی ہوں اس کے بعد آپ گل سے ملنا بالکل بھی چھوڑیں گے نہیں بلکہ اس کے پاس یوں ہی ڈیلی اتے رہیں گے اور اس سے باتیں کرتے رہیں گے کیونکہ اب میں نے اسے دیکھا ہے وہ آرام آرام سے زندگی کی طرف بڑھ رہی ہے جس طرح سے آپ اسے پورے گارڈن میں گھماتے ہیں اسی طرح سے دھیرے دھیرے اگر آپ اس کے پاس رہے تو ایک دن باہر کی دنیا بھی دیکھ لے گی واڈرن نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو برلاس نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا اب وہ بے چین سا بیٹھا وارڈن کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

مجھے بس صرف اتنا پتہ ہے کہ ایک رات میں سوئی ہوئی تھی اور جب صبح میں نیند سے اٹھی اور یتیم خانے سے باہر کام کے لیے جانے والی تھی تو دو سال کی ایک چھوٹی سی بچی یتیم خانے کے گیٹ کے باہر روتی تڑپتی ہوئی بارش کی وجہ سے پوری گیلی اور بخار میں تھپتی ہوئی مجھے زمین پر پڑی ملی تھی اتنی سے بات پر برلاس خانزادہ نے دکھ سے اپنی آنکھیں موند لی تھی۔

اس کے بعد اس چھوٹی سی ننھی سی پری کو میں نے اپنی گود میں اٹھا کر ہمیشہ سے اپنے سینے سے لگایا تھا اور جب وہ دھیرے دھیرے اہستہ سے چار سال کی عمر کی طرف آئی تو وہ بہت شرارتی بچی تھی یتیم خانے کے ہر بچے کے ساتھ اس کی دوستی ہوتی تھی اور ہر وقت شرارتوں میں ہی اس کا دھیان لگا رہتا تھا ہنستی تھی مسکراتی تھی کھیلتی تھی کھودتی تھی کھانا کھاتی تھی اور پھر رات میں میرے پاس آکر میرے سینے پر سر رکھ کر سو جاتی تھی یہی اس کی دو سال کی زندگی میں چلتا آیا تھا جب وہ چار سال کی ہوئی تو میں نے اس کا پاس کے سکول میں ہی ایڈمشن کروادیا تھا تاکہ وہ پڑ لکھ کر ایک اچھی سی زندگی گزاریں اور اگے اس کی شادی جب ہو تو سامنے والے کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ وہ پڑھی لکھی نہیں ہے ماں کی طرف سوچ رہی تھی نا تو اس زمانے کی ہر تلخیوں سے اسے واقف بھی تو کروانا تھا مجھے۔۔

میں جانتی تھی کہ گل کے ماما بابا اب اسے لینے کبھی بھی نہیں آئیں گے کیونکہ جب ماں باپ اتنے سنگدل ہو سکتے ہیں کہ تیز بارش میں رات کے

وقت اپنی بیٹی کو تڑپتے اور تپتے ہوئے بخار میں گیٹ پر چھوڑ کر جاسکتے ہیں تو مجھے نہیں لگتا کہ انہیں دوبارہ سے اپنی بیٹی کی ضرورت ہو سکتی ہے اسی لیے میں نے ہمیشہ گل کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا ہے یتیم خانے میں بہت سے بڑے بڑے لوگ اتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بچے کو اڈاپٹ کرنا ہے اور جب بھی جو کوئی بھی اتا تھا میں ہمیشہ گل کو کمرے میں بند کر دیتی تھی اور اسے کمرے سے نکلنے سے منع کرتی تھی جب وہ لوگ چلے جاتے تھے تو میں گل سے باہر نکلنے کے لیے کہتی اور گل واپس سے ہمیشہ کی طرح کھیلنے بیٹھ جایا کرتی تھی۔۔

اور پھر زندگی کا وہ تلخ سادہ ایسا جس نے میری گل کی زندگی برباد کر دی گل جب چار سال کی عمر سے سکول جانا شروع ہوئی تب سے اس کی زندگی بدل گئی تھی وہ سکول جاتی تھی پڑھتی تھی لکھتی تھی اور شرارتیں اور باتیں کرنا اس کا کم ابھی بھی نہیں ہوا تھا لیکن وہ تھوڑی سی سنجیدہ رہنے لگی تھی کیونکہ اب وہ سکول جانے والی بچیوں میں شمار ہو گئی تھی وہاں سکول میں جو بھی

پڑتی لکھتی جو بھی سیکھتی وہ یتیم خانے اہہ کر ہمیشہ مجھے بتاتی مجھے اپنا یاد کیا ہوا
سبق وہ سناتی تھی ڈرائنگ بنا کر مجھے دکھادی اور ڈرائنگ میں خوبصورت سا
گھر ہوتا تھا جس میں ہمیشہ وہ مجھے اور اپنے آپ کو تصور کیا کرتی تھی گل
پڑھائی میں بہت اچھی تھی اور اس کا ذہن بھی ماشاء اللہ سے اچھا تھا اسی لیے
سات سال کی عمر میں ہی وہ فور کلاس تک آگئی تھی۔

اور پھر وہ دن آیا جب وہ ایک صبح اٹھ کر وہ اپنے اسکول گئی اور واپس مجھے
ایک دن کے بعد اپنے یتیم خانے کے باہر نیم مردہ حالت میں پٹے ہوئے
کپڑوں کے ساتھ جسم پر جگہ جگہ خراشیں اس کا چہرہ پورا نیلا پڑا تھا چہرے پر
وحشتوں کے نشانات اور اس کی کالائیوں پر سرخ سے نشانات اس کا جسم کا
ایک حصہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں پہ اسے چوٹ کا نشان نہ آیا ہو وہ وہاں
کچرے کے ڈیر میں مجھے ملی تھی اور اس سات سال کی بچی کو دیکھ کر مجھے
اپنے پیروں تلے زمین کھینچتی محسوس ہوئی تھی اسے ایک ہی جھٹکے میں اسے
اٹھا کر اپنے دوپٹے سے چھپا کر میں اسے ہاسپٹل لے جانے کے بجائے واپس

سے یتیم خانے لے آئی تھی اور اس دن کے بعد سے لے کر آج کا دن ہے کہ گل نے یتیم خانے سے باہر اپنا قدم تک نہیں نکالا ہے۔۔

اس کا علاج کروایا میں نے ایک ڈاکٹر جو میری دوست تھی وہ اتنی تھی اس کا علاج کرتی تھی اس کے زخم جو ظاہری طور پر اس کے جسم پر تھے وہ تو اہستہ اہستہ سے بھر گئے تھے لے کے جن ظالموں نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی وہ جو جو تکلیف اس کی روح پر لگی تھی وہ آج تک گھر نہیں پائے۔۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ چل نہیں سکتی لیکن اس دن کے بعد سے اس نے چلنا ہی چھوڑ دیا تھا میں نے بہت ہی مشکلوں سے اس کے لیے ویل چیئر لا کر اسے ویل چیئر پر بٹھایا تھا ورنہ وہ تو بس راتوں میں اٹھ کر چیخیں مارتی تھی ہمیشہ اسے پینک اٹیک آتے تھے اور ہر اٹیک میں اس کا صرف یہی جملہ ہوتا تھا کہ "مجھے چھوڑ دو" اور "مجھے چھوڑ دو" اس کے علاوہ نہ گل نے مجھے کبھی کچھ بتایا ہے اور نہ میں نے گل سے کبھی کچھ پوچھنے کی ضرورت سمجھی ہے میرا ابھی بھی دل کرتا ہے کہ وہ چلے ہنسے مسکرائے لیکن اب شاید میری خواہش

میرے ساتھ قبر میں ہی جانے والی ہے کیونکہ اب زندگی کے جس عمر میں
میں ہوں مجھے نہیں لگتا کہ میں زیادہ دیر تک جی پاؤں گی اور مجھے ہمیشہ ہی
گل کی فکر رہتی ہے اس نے خود کو دنیا سے کٹ کر اس یتیم خانے کو اپنا گھر
سمجھ کر بلا دیا ہے وہ دنیا سے بالکل کٹ کر رہ گئی ہے واڈرن نے دکھ سے
بہتے ہوئے آنسو کو صاف کیا تھا واڈرن کے دل میں آج کہتے ہوئے اپنے
ایک بار دوبارہ سے درد اٹھا تھا اپنی بچی کے ماضی کے بارے میں کسی کو
بتاتے ہوئے۔۔

واڈرن نے اپنا چہرہ اٹھا کر برلاس کی طرف دیکھا تو برلاس نے اگلے ہی پل
ان کی طرف سے اپنا رخ موڑ لیا تھا اپنی آنکھوں میں اتنی نمی کو کسی بھی طور پر
واڈرن کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اس کی ضبط سے سرخ آنکھوں کو
واڈرن بھی دیکھ سکتی تھی اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے کہ گل
بالکل صحیح انسان کے پاس چلی گئی ہے اب وہ کم از کم سکون سے مر تو سکتی

تھی کیونکہ اصل یقین تھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے پاس برلاس
خانزادہ ہو گا جو اسے اپنے پاس سمیٹ کر رکھ لے گا۔

ٹھیک ہے آپ کا بہت شکریہ مجھے گل کے پاسٹ کے بارے میں بتاتے
ہوئے برلاس خانزادہ نے اپنی سرخ آنکھوں سمیت وارڈن سے کہا ساتھ
ہی ساتھ اپنے موبائل پر چلتی ہوئی ریکارڈنگ کو سٹاپ کر لیا تھا۔

مجھے امید ہے کہ تم گل سے ملتے رہو گے اور میرے مرنے کے بعد اسے
اپنے پاس سمیٹ کر رکھو گے واڈرن نے شاید برلاس خانزادہ سے بہت
بڑی بات کر لی تھی برلاس خانزادہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھا
اپنے عشق کو اتنی اذیتیں جھیلنے کا سن کر اس کا دماغ اس وقت ایک جگہ پر
بالکل سٹک ہو کر رہ گیا تھا وہ اپنے حواسوں میں بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا
ایک ہے جٹھکے سے اچانک وہ اٹھا اور بنا واڈرن کو کسی بھی بات کا جواب
دیے وہ یتیم خانے سے باہر نکل آیا تھا۔

وارڈن ایک سمجھدار عورت تھی اس کی آنکھوں میں گل کے لیے پہلے بھی وہ محبت اور عشق کے جیسے جذبات دیکھ چکی تھی اور ابھی بھی اس کا یوں اپنے حواسوں میں نہ لگنا اور اٹھ کر چلے جانا وارڈن اس کی حالت سمجھتی تھی جانتی تھی کہ اسے ٹائم لگے گا اس حقیقت کو قبول کرنے میں لیکن وہ واپس ضرور اے گا گل کے پاس۔۔

《~~~~~》

ہاں جی جانم تو بتاؤ آپ نے کوئی شاپنگ نہیں کرنی کیا شادی کے لیے کچھ لینا نہیں ہے ملیار خانزادہ کمرے کے اندر داخل ہوتا عنایہ سے بولا تھا جو ہر وقت ہی پڑھائی میں مصروف رہتی تھی اور اس وقت بھی بکس کو لے پڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔۔

شکر ہے کہ آپ کو یاد آیا کہ گھر میں شادی ہونے والی ہے اور آپ نے مجھے شاپنگ بھی کروانی ہے عنایہ خانزادی نے گھور کر ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے تنزیہ کہا تھا کیونکہ اب تقریباً شادی کو صرف چار یا پانچ دن ہی رہے

گئے تھے اب اکروہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ اس نے کپڑے لینے ہیں یا پھر نہیں۔۔

اوہو میری چھوٹی سی بیوی کو تو اب مجھ پر طنز کرنا بھی اگیا ہے ملیار خانزادہ نے بیڈ پر لیٹتے عنایہ کو ساری بکس کے بیچ میں سے اٹھاتے اپنے سینے کے اوپر لٹایا تھا۔۔

کیا کر رہے ہو چھوڑیں مجھے اپ نے دیکھا نہیں کہ میں اس وقت پڑھ رہی تھی ٹیسٹ ہو رہے ہیں میرے عنایہ خانزادی نے بکھلاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں میری جان ٹیسٹ تو تم بعد میں بھی اکروہ گے ویسے بھی ابھی شادی ہونے والی ہے تو کالج سے چھٹیاں لے لو ملیار خانزادہ نے اس کے چہرے سے بالوں کو ہٹاتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اس کے ناک کو بھی دھیرے سے چھوتے عنایہ کی طرف پیار بھرے لہجے میں دیکھتے کہا تھا۔۔

ابھی تو مجھے چھوڑے نا ابھی میں نے پڑھنا ہے اور ابھی تو شام کا وقت ہے ہم
شاپنگ کرنے تھوڑی نہ جاسکتے ہیں عنایہ نے ملیار خانزادہ کے بالوں میں اپنا
ہاتھ پھیرتے پیار بھرے لہجے میں اسے بھی جواب دیا تھا۔

کوئی بات نہیں میری جان ہم ابھی سے نکل جاتے ہیں ہم ڈنر بھی وہی کر
لیں گے اور رات ہم اپنے فلیٹ میں اسلام آباد میں ہی گزار لیں گے کیا
خیال ہے ملیار خانزادہ نے نچلے لب کو دانتوں تلے دباتے ایک انکھ و نک کر
کے کہا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں بھی جانے کا ابھی مورے نے کہا ہے کہ وہ
بریانی بنا رہی ہے ساتھ میں کباب بھی مزیدار سا ڈنر کرتے ہیں اس کے بعد
اپ مجھے پاس کی دکان میں اس کریم کھلانے لے کر جائیں گے ہم باتیں
کریں گے اور پھر واپس آکر سو جائیں گے بس عنایہ نے جلدی سے اپنا پلان
چمکتی آنکھوں سے ملیار خانزادہ کو بتایا تھا۔

واؤ اور میری جان کو یہ سردی نظر نہیں آرہی جو اتنی سردی میں میری جان کو اُس کریم کھانی ہے ملیا خانزادہ نے اس کے پھولے ہوئے سرخ گال پر اپنے لب رکھتے عنایہ خانزادی سے کہا تھا۔

تو کیا ہوا اُس کریم کامرہ تو سردی میں ہی اتا ہے ناب اپ مجھے لے کر جائیں گے میں نے مزید کچھ بھی نہیں سننا عنایہ خانزادی نے ملیا خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے لاڈ سے کہا تھا ساتھ اس کے سینے پر اپنا سر رکھا لیا تھا۔ اوہو میری جان اگر تم اتنے پیار سے بولو گی تو مجھے لگتا ہے کہ تم اُس کریم کے علاوہ کچھ اور بھی کھاؤ گی تو میں تمہیں وہاں پر بھی لے کر چلا جاؤں گا ملیا خانزادہ نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کو مضبوط کرتے ہوئے اپنے سینے پر رکھے اس کے سر پر بوسہ دیتے کہا تھا۔

ٹھیک ہے پھر اُس کریم کھانے کے بعد اپ مجھے چاکلیٹ کیک بھی دینا دیجئے گا عنایہ خانزادی نے لگے ہاتھ اپنے دل کی ایک اور خواہش بھی ملیا خانزادہ کو لاڈ سے بتائی تھی۔

میری جان وہ بھی دیلا دوں گا اپ کو بس ملیار خانزادہ نے شدت سے اس کا
چہرہ اپنے سینے سے اٹھاتے اس کے لبوں پر زور دار بوسہ دیتے کہا تھا تو عنایہ
نے شرما کر اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا تھا بے شک وہ بہت خوش
نصیب تھی کہ ملیار خانزادہ جیسا بھرپور مرد اس کے حصے میں آیا تھا۔
اب چلے نایچے چلتے ہیں مجھے بھوک لگ رہی ہے ویسے بھی مورے بڑی
مزیدار بریانی بناتی ہے عنایہ خانزادی نے بچوں کا اشتیاق لیے ملیار خانزادہ
کے سینے سے اٹھنا چاہا تھا لیکن ملیار خانزادہ نے اسے تکیے پر لیٹاتے خود اس
کے اوپر سایہ فگن ہوتے اپنا چہرہ اس کے گردن میں چھپایا تھا۔
اوہو لگتا ہے کہ میری جان کو بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے ملیار خانزادہ
نے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہی اپنے بیرڈ اس کی گردن پر رگڑتے
ہوئے کہا تھا جس کی وجہ سے عنایہ خانزادی کی کلکلاہٹ پورے کمرے میں
گو نجی تھی۔

اس کی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے ملیار خانزادہ نے مزید اپنی بیرڈاسکی گردن پر رگڑی تو عنایہ اور زور سے ہنسی تھی۔۔

ملیار بس بھی کر دے اور عنایہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا تو ملیار خانزادہ نے بھی مزید اپنا چہرہ اس کی گردن سے نکالتے اسے دیکھا تھا۔۔

میری گردن کتنی سرخ ہو گئی ہے بہت ظالم ہے اپ کبھی بھی رحم نہیں کرتے مجھ پر عنایہ نے نروٹے پن سے کہتے ہوئے ملیار خانزادہ کے سینے پر مکے مارے تھے۔۔

کوئی بات نہیں میری جان یہ میرے پیار کی نشانی ہے اسے رہنے دو تا عمر ہی ملیار خانزادہ نے اس کے پاس جاتے کہا تھا جو مر میں ابھی تک اپنی سرخ سی گردن کا معائنہ کر رہی تھی۔۔

اسے اپنی باہوں میں بھرے ملیار خانزادہ نے دونوں کا عکس اپنے میں دیکھا تھا جو بے انتہا خوبصورت لگ رہے تھے اپنے دل میں آیت الکرسی کا ورد کرتے ہوئے ملیار نے خود پر اور عنایہ پر پھونک ماری تھی اور اس کے ماتھے

پر بوسہ دیتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا وہ اس کا سکون تھی خود سے دور ہو وہ اسے کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا۔

چلیں اب نیچے چلتے ہیں کھانا کھانے بہت بھوک لگ رہی ہے عنایہ نے اس کے سینے سے سراٹھاتے کہا تو ملیار خانزادہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور اس کا ہاتھ پکڑتے اب دونوں نیچے کی طرف چل دیے تھے۔

ملیار خانزادہ نے کمرے سے نکلنے سے پہلے اس کا دوپٹہ ٹھیک طرح سے اس کے سر پر اور اس کے سر پہ دینا بالکل بھی نہ بولا تھا وہ اس کی عزت تھی اور وہ جتنا ڈھکی چھپی رہتی اتنا ہی وہ ملیار کے دل کے قریب ہوتی۔

نیچے جب وہ لوگ گئے تو نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم دونوں ہی ڈائمنگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی تقریباً سب ہی نیچے بیٹھے تھے عنایہ بھی اپنے مورے لوگوں کی طرف بڑھتے ہوئے ان کی مدد کرنے لگی اور ملیار خانزادہ زرم برلاس اور بصیر لوگوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔

زرم خانزادہ کی نظر اپنی لٹل فیری پر اور ساتھ ہی اپنے بیٹے پر تھی جو دونوں
بچھٹے نہ جانے ایک دوسرے کے کان میں کیا کسر پسر کر رہے تھے ضرور
ان کے شیطانی دماغ میں طوفانی اینڈیے ارہے ہوں گے تو وہ دونوں ایک
دوسرے سے اتنے انہماک سے گوش کر رہے تھے۔۔

کہاں جا رہے ہو تم دونوں یہیں پر بیٹھو زرم خانزادہ نے ان دونوں کو اٹھتے
کمرے کی طرف جاتے دیکھا تو دھاڑتے ہوئے کہا تھا اس کی دھاڑ پر مہزلہ اور
روحان دونوں ہی گھبرا اٹھے تھے کانپتے ہوئے ان لوگوں نے زرم کی
طرف دیکھا جس کی آنکھیں غصے کی وجہ سے سرخ تھی دونوں ہی شرافت
سے جا کر بیٹھ گئے تھے مہزلہ کا ننھا سادل کانپ سا گیا تھا زرم کی دھاڑ سن
کر۔۔

ان دونوں کو بھوک نہیں تھی اس لیے وہ دونوں ہی اپنی کمرے کی طرف جا
رہے تھے لیکن زرم نے ان دونوں کو ہی یہیں پر بیٹھنے کے لیے کہہ دیا
تھا۔۔

مہرلک کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ملیار جلدی سے اٹھا اور اس کے پاس
صوفے پر بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگاتے زرم کو گھور کر دیکھا تھا جس نے
اس کی چھوٹی سی گڑیا پر اتنا غصہ کیا تھا۔

میری طرف مت دیکھ اپنی بہن کو ڈانٹ کتنے دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ
دونوں کھانا ہی نہیں کھاتے بس چاکلیٹ کیک اور جوس پی کر ہی یہ لوگ
گزارا کر رہے ہیں نہ رات کے کھانا کھاتے ہیں اور نہ ہی دن کا زرم خانزادہ
نے ملیار کو اپنی طرف دیکھتا پا کر کہا تھا۔

چپ ہو جاؤ میری جان ایسے روتے نہیں ہے ملیار خانزادہ نے مہرلہ کا سر
اپنے سینے سے اٹھاتے اس کے آنسو صاف کیے اور اس سے کہا تھا زرم
خانزادہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے چین ہوا اٹھاتا تھا لیکن اتنی سختی
ان دونوں پر ضروری تھی کیونکہ دونوں نے ہی تقریباً دن کا اور رات کا
کھانا تین دن سے نہیں کھایا تھا۔

اپنے بھائی کو اپنے پاس پا کر مہزلہ نے اور زور سے رونا شروع بھی کیا تھا اور ساتھ ہی اس کے سینے سے سر لگاتے سرگوشی نما اواز میں کہا تھا کہ "مجھے آپ کی یادار ہی ہے"۔

ملیار خانزادہ نے اس کے انسو صاف کیے اور کہا کہ کوئی بات نہیں میرا بچہ میری چھوٹی سی گڑیا چپ ہو جاؤ کھانا کھا لو پھر اس کے بعد ہم آپ کے آپ کی کو فون کریں گے اور انہیں بہت سارا ڈانٹیں گے کہ وہ ہماری گڑیا کو یاد کیوں نہیں کرتی ملیار خانزادہ نے پیار سے کہہ کر اسے بہلانا چاہا تھا اور وہ معصوم سی گڑیا بہل بھی گئی تھی۔

ہاں میں سر ہلاتے اپنے انسو صاف کرتے آنکھوں میں ناراضگی کا انسر لیے زرم خانزادہ کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

پارٹنریہاں اجاؤ ہم آپ کے بابا سے ناراض ہیں ہم ان سے باتیں نہیں کریں گے اور نہ ہی ان سے یہ کوئی چیز مانگیں گے مہزلہ نے زور سے زرم کو سنانے کے لیے کہا تھا بصیر اور برلاس کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا

تھا وہ چھوٹی سی گڑیا اپنے شوہر سے ناراض ہو گئی تھی اور بول بھی رہی تھی کہ وہ اس سے ناراض ہے۔۔

زرم خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی وہ چھوٹی سی گڑیا کو خود سے ناراض کر بیٹھا تھا بعد میں اسے منانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس وقت ان دونوں کا کھانا کھانا بہت ضروری تھا۔۔

اجاؤ سب کھانا کھانے کے لیے نائٹلہ بیگم نے سب سے کہا تو سب ہی اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے تھے۔۔

روحان اور مہزلہ بھی اب سنجیدگی سے بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے زرم بھی ان دونوں کو کھانا کھاتے دیکھ کر چھپ ہو کر وہ بھی کھانا کھانے لگا۔۔

— — —

زری آپی زری آپی کیا اپ باتھ روم میں ہیں مہزلہ درد سے چور اپنے پیٹ پر
ہاتھ رکھے زریش کے کمرے میں داخل ہوتے بولے لیکن کمرے کو خالی
دیکھ کر واش روم کی طرف اواز دے کر بولتی بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔
زریش جو اندر شاور لے رہی تھی مہزلہ کی اتنی روہانسی اور درد میں چور اواز
کو سنتے وہ بوکھلا کر جلدی سے شاور بند کرتی اپنے کپڑے پہنتی واش روم
سے باہر نکل آئی تھی۔

کیا ہوا ہے گڑ یا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری زریش بالوں میں ٹاول کو لپیٹتی
جلدی سے بھاگ کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔
پیٹ پیٹ میں بہت زیادہ درد ہو رہا ہے مہزلہ نے آنکھوں میں آنسو لیے
زریش خانزادی کو اپنے درد کے بارے میں بتایا تھا زریش پریشان سی اس
کی طرف دیکھتی اس کے زرد ہوتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

میری جان اپ میڈیسن لے لی تھی اور اپ کے پیٹ میں درد کیوں ہو رہا
ہے زریش خانزادی نے پریشان ہوتے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں

میں لے کر سہلاتے ہوئے پوچھا تھا مہزلہ تو بس بے ہوش ہونے کے درپر
تھی۔۔

وہ وہ آپنی میں میرا پیٹ مہزلہ تقریباً نیم بے ہوشی میں زربش کے کندھے پر
اپنا سر جھکا چکی تھی اس کے پیٹ کا درد شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔۔

میری جان تمہاری ڈیٹائی ہے کیا زربش خانزادی نے جلدی سے اس کے
کمر کو سہلاتے کہا تھا تو مہزلہ نے درد سے چور ہوتے لہجے میں صرف اثبات
میں ہی سر ہلایا تھا۔۔

تم جلدی سے یہاں پر لیٹو میں تمہارے لیے کچن سے گرم پانی بوائل کر کے
لائی ہوں انشاء اللہ تم ٹھیک ہو جاؤ گی زربش نے پیار سے اس کے ماتھے پر
بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا وہ پیاری سی کانچ کی مانند گڑیا اپنے درد سے تڑپتے
ہوئے اس کے پاس آئی تھی تو وہ بھی اس کی بڑی بہن کا فرض ادا کرتے
ہوئے اس کا درد کم کرنے کی کوشش تو کر سکتی تھی نا۔۔

وہ وہ اور زلہ آپنی مجھے دوائی دیتی ہے تو پھر میں ٹھیک ہو جاتی ہوں مہزلہ نے
معصومیت سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بتایا تھا۔۔

تو میری جان آپ نے وہ دوائی کیوں نہیں لی زریش نے اس کے آنکھوں
سے آنسو صاف کرتے اس کے بالوں کو کمر کے پیچھے کرتے کہا تھا۔۔

کیونکہ کیونکہ وہ دوائی ختم ہو گئی ہے مہزلہ نے اپنا ایک اور دکھ بتایا ساتھ ہی
اس کے آنکھوں سے آنسو بہتے اس کے سفید سے گال پر لڑکیوں کی مانند بہہ
چکے تھے۔۔

ٹھیک ہے اس دوائیوں کا نشان تو ہو گا نا تمہارے پاس مجھے دو میں تمہارے
لیے منگوالیتی ہوں ملازم سے کہہ کر زریش نے مہزلہ کو بتایا تو مہزلہ نے
بھی ہاں میں سر ہلاتے اپنے کمرے کی طرف اوٹھی اور چل پڑی تھی
زریش بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کو ہاتھ سے تھامے اس کے کمرے کی
طرف جا رہی تھی۔۔

مہزلہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور سائیڈ ڈرار سے وہ دوائیوں کا پتہ نکالتے ہوئے زرش کے حوالے کیا تھا جو خالی تھا زرش نے وہ دوائی لی اور وہ نیچے ملازم کو دینے کے لیے چل پڑی تھی ساتھ اسے ہدایت دینا بالکل بھی نہ بھولی تھی کہ تم یہیں پر بیٹھ جاؤ میں تمہارے لیے گرم پانی لے کر آتی ہوں اس سے اپنے پیٹ کی سکھائی کرو گی تو تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔

زرش کے جانے کے بعد مہزلہ بیڈ پر بیٹھی اور ساتھ کمفرٹر کو اپنے اوپر اوڑے وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ساتھ ہی ساتھ اب اس کے رونے میں مزید اضافہ ہوا تھا کاش اس کی آپنی اس کے پاس ہوتی اس وقت اسے شدت سے اپنے آپنی کی یاد آرہی تھی جو ایسے دنوں میں اس کا کتنا خیال رکھتے تھے اسے بیڈ سے اترنے بھی نہیں دیتی تھی ابھی بھی مہزلہ نے اس کو فون کرنا چاہا تھا لیکن پھر مہزلہ نے سوچا کہ اس کی آپنی وہاں پر انجوائے کر رہی ہو گی اور اسے خود کے بارے میں بتا کر وہ اپنی آپنی کو بالکل بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی وہ تو اپنی آپنی کی

سمجھدار سی بچی بن گئی تھی نا اسی لیے اس نے اپنی آپی کو کچھ بھی نہیں بتایا۔۔

زریش خانزادی ملازم کو دوائیاں لانے کا حکم دینے کے بعد اب کچن میں کھڑی پانی بوتل کر رہی تھی تاکہ اسے ایک بٹل میں ڈال کر وہ مہزلہ کو دے سکے گرم پانی پینے کے ساتھ ساتھ اپنے پیٹ کی سکائی کرنے کی بعد اس کے درد میں تھوڑی سی راحت اسے مل سکتی تھی۔۔

شام کا ٹائم ہو رہا تھا ابھی ایک ایک کر کے سارے مرد ہی حویلی میں آنے والے تھے زریش نے بصیر خانزادہ کے بارے میں سوچا تو وہ آج اسے ایک اور جھٹکا دینے کے بارے میں سوچ رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اسے بتائے کہ وہ لوگ جو شاپنگ کر کے آئے تھے وہ لہنگا اس کے فٹنگ کا نہیں ہے اس کا بلاؤز اور اس کی چولی کافی تنگ تنگ سی ہے اسی لیے وہ آج بصیر خانزادہ کو اسی بارے میں تنگ کرنے والی تھی کہ وہ اسے دوبارہ سے شہر

لے کر جائے اور شاپنگ کروا کے لائے جانا تو وہ نہیں چاہتی تھی لیکن تنگ
تو کر سکتی تھی نا۔

جلدی سے پانی کو ایک بٹل میں ڈالنے کے بعد وہ مہزلہ کے کمرے کی طرف
بڑھ گئی تھی کمرے کے اندر داخل ہو کر اسے بٹل پکڑائی ساتھ ہی اس کے
لیے گرم پانی ایک الگ گلاس میں بھی ڈال کر لائی تھی گرم پانی کو ٹیبل پر
رکھتے اس کو بٹل دی کے وہ اپنے پیٹ کی سکھائی کرے تقریباً پانچ منٹ تک
مہزلہ نے گرم پانی کی بٹل کو اپنے پیٹ سے لگائے رکھا جس کی وجہ سے
اسے کچھ راحت محسوس ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر درد کے اثرات کو
کم ہوتے دیکھ کر زریش بھی پر سکون سی خود کو محسوس کرنے لگی۔

ٹھیک ہے میری جان اب تم اسی طرح اپنے پیٹ کی سکائی کرو اور گرم پانی
بھی وقفے وقفے سے پیتے رہنا ملازم دوائیاں لے کر اتا ہے تو میں تمہیں
دوائیاں بھی دی جاؤں گی اب میں جاتی ہوں مجھے تھوڑا کام ہے ٹھیک ہے
میری جان اور آپ کے پاس فون نہیں ہے نہ اومائی اللہ اج ہی اج لالا سے

کہوں گی کہ تمہارے لیے ایک فون بھی لے آئے تاکہ ضرورت کے وقت
تمہارے پاس ہو زریش خانزادی جو اسے یہ بولنے والی تھی کہ اگر اسے
ضرورت پڑے تو وہ اسے فون کر دے گی لیکن بھریا دانے پر اسے یاد آیا کہ
مہزلہ کے پاس تو فون ہی نہیں ہے تو جلدی سے مہزلہ سے کہا تھا کہ اپنے لالا
سے کہہ کر اس کے لیے فون منگوائے گی مہزلہ نے اس کی بات پر کوئی
دھیان ہی نہیں دیا تھا کیونکہ وہ تو زرم سے ناراض تھی نا۔

ٹھیک ہے میری جان میں دس منٹ بعد خود ہی تمہارے کمرے میں اجاؤں
گی اب پریشان نہیں ہونا ٹھیک ہے زریش خانزادی نے مہزلہ سے کہا تو
مہزلہ نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تھا زریش ایک بار دوبارہ سے جکھی
اور اپنی گڑیا کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے وہ اب اپنے کمرے کی طرف
روانہ ہو گئی تھی۔

《~~~~~》

کمرے کے اندر داخل ہو کر زرش خانزادی نے سب سے پہلے ٹیبل پر سے اپنا موبائل اٹھایا اور ساتھ ہی وہ بصیر خانزادہ کو کال ملانے لگی تقریباً پہلی بیل پر ہی بصیر خانزادہ نے اس کی کال اٹینڈ کر لی تھی جو اس کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کا باعث بنی تھی۔

اج سورج کہاں سے نکلا ہے کہ اج زرش خانزادی نے بصیر خانزادہ کو خود سے ہی کال کی ہے حیرت تو بنتی تھی بصیر خانزادہ کی کیونکہ بصیر ہی ہمیشہ اسے کال کر جاتا ہے زرش ہمیشہ اسے صرف نخرے ہی دکھاتی لیکن اس نے کبھی بھی بصیر کو خود سے کال نہیں کی تھی۔

اچھانا پچپ کر کے میری بات سنیں کیا اپ حویلی اگئے ہیں زرش خانزادی نے اپنے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے اپنے لہجے سے بصیر پریشان کیا تھا۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے نابلس پانچ منٹ کا راستہ رہتا ہے میں پہنچنے ہی والا ہوں بصیر خانزادہ نے اس کی سنجیدہ آواز کو سنتے پریشانی سے کہا تھا۔

اپ جلدی سے کمرے میں اجائیے گا بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے مجھے تو رونا رہا ہے پتہ نہیں یہ مسئلہ حل کیسے ہو گا زریش خانزادی نے نچلے لب کو دانتوں تلے دباتے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے روہان سے ہوتے لہجے میں بصیر خانزادہ سے کہا تھا۔

ٹھیک ہے بس میں پانچ منٹ کے اندر تمہارے کمرے میں پہنچ رہا ہوں بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی فون کو بند کرتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ کو مزید تیز کرتے ہوئے پانچ منٹ کا راستہ تین منٹ میں طے کرتے ہوئے وہ اب حویلی کے پورچ میں اپنی گاڑی روک چکا تھا۔

زریش بھی جلدی سے فون کو بند کرتے ہوئے ٹیبل کی طرف بڑھی اور جلدی سے پانی کو ذرا سا اپنی ہتھیلی پر گراتے اپنے انگھوٹے کو گیلا کرتے ہوئے اپنے انگھوٹوں کے پوٹے پر پانی لگایا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں ایسی لگ رہی تھیں کہ جیسے اس کی آنکھوں میں نمی آئی ہو اور وہ رو رہی ہو۔

بصیر خان زیادہ جیسے تیسے پریشان چہرہ لیے اس کے کمرے کے اندر داخل
ہوا دروازے کو بند کرتے ہوئے وہ زرش کی طرف بڑھا تھا زرش جو بیڈ
پر بیٹھی اپنے آنکھوں میں پانی کے ذریعے لائیں انسو سے مزین آنکھیں لیے
بصیر خان زادہ کی طرف دیکھتی اس کے سینے پر اپنا سر رکھ چکی تھی۔۔

زرش میری جان کیا ہو گیا ہے کسی نے تمہیں کچھ کہا ہے کیا مجھے بتاؤ اس
طرح رو کر کیوں تڑپا رہی ہو مجھے بصیر خان زادہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں
میں بھرتے ہوئے اس کے آنکھوں سے انسو نما پانی کو صاف کرتے کہا تھا
بصیر خان زادہ سمجھ ہی نہیں پایا کہ اس کے انسو اتنے ٹھنڈے کیوں ہیں اس
وقت تو بصیر خان زادہ پریشانی میں گھرا کسی اور طرف اس کی سوچ ہی نہیں جا
رہی تھی۔۔

وہ وہ جو ہم شہر گئے تھے نا اور ہماری شادی کا لہنگہ لے کر ائے تھے وہ ابھی ا
کر میں نے ٹرائی کیا تھا تو وہ اتنا تنگ ہے کیا اب اتنے تھوڑے سے دن رہ
گئے ہیں ہم دوبارہ سے شہر جا کر لیں گے لے کر انیں گے اور مجھے تو کچھ سمجھ

نہیں ارہا کہ کیا کریں گے میری زندگی کا اتنا امپورٹنٹ دن ہے اور اس دن
کے لیے میرے پاس کپڑے نہیں ہوں گے میں کیا کروں گی زریش
خانزادی نے اب مصنوعی انسولائے ہوئے مصنوعی روہان سے لہجہ اپناتے
ہوئے بصیر خانزادہ کو اپنے مسئلے کے بارے میں بتایا تھا۔

ہاں تو میری جان پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے میں جب کام کے لیے
شہر جاؤں گا تو وہیں سے تمہارے لیے لے آؤں گا تم ویڈیو کال پر مجھ سے
بات کرنا جو بھی تمہیں پسند ہو گا وہی لے آؤں گا میں تمہارے لیے اب
پریشان نہیں ہو تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا بصیر خانزادہ نے اسے دوبارہ سے
سینے سے لگاتے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں کہتے بیڈ کی پشت پر ٹیک لگاتے کہا
تھا۔

اپ کو میری بات سمجھ نہیں رہی تھی اتنا بڑا پریشانی کا مسئلہ ہے اور اپ کہہ
رہے ہیں کہ میں ویڈیو کال پر اپنا لہنگہ سلیکٹ کر لوں وہ بھی اپنے زندگی
کے سب سے خاص دن کے لیے اپ میری پریشانی کو سمجھ ہی نہیں سکتے پتہ

نہیں مجھے کیا پڑی تھی کہ میں نے اپ کو اکرتایا میں مورے کو یا پھر لا لا کو
جا کر بتاتی ہوں وہی مجھے شہر لے کر جائیں گے تاکہ میں اپنے لیے لہنگا خرید
سکوں زربیش خانزادی نے اسے مزید تنگ کرتے ہوئے بیڈ سے اترنا چاہا کہ
بصیر خانزادہ نے ہاتھ سے پکڑتے اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔

زربش جان کیا ہو گیا ہے میں لے جاتا ہوں نامیرا بچہ تنگ کیوں ہو رہا ہے رو
مت اپ کہو گے نامیں اپ کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں ابھی چلو ابھی لے
کر چلا جاتا ہوں میں اپ کو مزید اپ کو کیا چاہیے میری جان اپنی خوبصورت
سی آنکھوں میں انسونہ لایا کرو بصیر خانزادہ نے پیار بھرے لہجے میں کہتے
زربش کی آنکھوں سے وہ مصنوعی انسوصاف کیے تھے جو ختم ہونے کا نام ہی
نہیں لے رہے تھے۔

اچھا لیکن اب لہنگا بالکل ٹھیک لوں گی میں اپ ایسا نہیں کریں گے کہ میں
اپ کے لیے یہ لے لوں وہ لے لوں میں ڈائریکٹلی فرائک والے شاپ پر
جاؤں گی اور اپنے لیے فرائک ہی لوں گی میں نے لہنگا لینا ہی نہیں ہے

زربش خانزادی کو ایک اور بات یاد آئی مول میں بصیر کی ضد کی وجہ سے وہ
لہنگہ ہی اپنے لیے لے کر آئی تھی اب اسے یاد آیا کہ اسے فراک بھی تو لینا
ہے تو اسی لیے جلدی سے بصیر سے کہا تھا حالانکہ دو سے تین بار بی فراکس
برائیلڈ کے لحاظ سے وہ اپنے لیے لے چکی تھی یہ یہ جو لینگے والا جو ڈرامہ
سین کرسیٹ کر رہی تھی نا یہ بس زربش نے بصیر کو تنگ کرنے کے لیے کیا
تھا۔۔

ٹھیک ہے میری جان جیسے آپ کی مرضی آپ لہنگہ نہ لیں آپ فراک ہی
لے لیں بصیر خانزادہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا تھا اس وقت بصیر اسے
منانے کے چکر میں یہ تک بھول چکا تھا کہ وہ اپنے ساتھ فراک لے کر آئی
تھی اور اس نے تو لہنگہ لیا ہی نہیں تھا اور بصیر خانزادہ نے اس کے لیے جو
ایک بولڈ والا لہنگہ لیا تھا وہ اس نے اپنے کمرے میں رکھا تھا بصیر خانزادہ کو تو
کچھ سمجھ ہی نہیں آتا تھا وہ تو یہ تک بھول چکا تھا کہ زربش نے مال میں لہنگا

لینے سے ہی انکار کر دیا تھا اسے گنگا پسند ہی نہیں تھا تو اب یہ کون سے لہنگے
کی بات ہو رہی تھی جو اس کا بلاؤز اس میں تنگ تھا۔

ٹھیک ہے زرش خانزادی نے بصیر خانزادہ کی بات سنی تو اور اس کے
چہرے کی طرف دیکھا تو زرش نے اپنی ہنسی دبائی تھی بصیر خانزادہ نے اس
کے چہرے کی طرح دیکھا جو اپنی ہنسی دبا رہی تھی حیرت سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بھونٹیں اٹھکا کر پوچھا تھا کہ جسے کیا بات ہے ہنس کیوں رہی ہو
اب۔۔

اپریل فول بن گئے اپ زرش خانزادی نے کہا اور ساتھ ہی اس کے نہ ختم
ہونے والے قہقہے کمرے میں گونج اٹھے تھے زرش خانزادی قہقہے پر
قہقہے لگائے جا رہی تھی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ اتنا زور زور سے ہنس رہی
تھی اور بصیر خانزادہ صدمے سے منہ کھولے حیرت سے اس کی طرف دیکھ
رہا تھا کہ اب وہ سچ میں بے وقوف بن گیا تھا زرش کے ہاتھوں کیا واقعی وہ
جواب تک کر رہی تھی وہ صرف ڈرامہ تھا۔

بصیر خانزادہ نے اسے دیکھا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتی پیڈ پر لیٹ چکی
تھی اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے ہنسنے کی وجہ
سے۔۔

تمہاری اتنی ہمت کہ تم نے بصیر خانزادہ کو اپریل فول بنایا اب دیکھو میں
تمہاری کیا حالت کرتا ہوں بصیر خانزادہ اس پر سائے فگن ہوتے اس کی
گردن میں اپنا منہ چھپاتے اس کی گردن پر اپنے دانت گاڑ گیا تھا اتنی زور
سے کہ زریش خانزادی اس کے نیچے تڑپ کر رہ گئی تھی۔۔

اہہ بصیر چھوڑیں کیا کر رہے ہیں درد ہو رہا ہے مجھے زریش خانزادی کی ہنسی
کو بریک لگی تھی لیکن ابھی بھی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے اس نے بصیر
خانزادہ کا چہرہ اپنی گردن سے نکالنا چاہا تھا لیکن بصیر خانزادہ نے مزید اس کی
گردن پر جگہ جگہ اپنے لبوں کا لمس بھی بکھرتے ہوئے اس کی گردن کو
منٹوں میں ہی سرخ کر دیا تھا۔۔

میری جان یہ تمہاری سزا ہے میں افس سے کتنا تھکا ہوا آیا تھا میں نے سوچا تھا کہ نہا کر آرام کروں گا لیکن تم نے اپنے کمرے میں بلا کر مجھے تنگ کیا اور اپریل فول بنایا اب تمہیں سزا دینی تو بنتی ہے بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کی قمیض کو اس کی دھڑکنوں کے مقام تک اوپر کرتے ہوئے اس نازک سے پردے کو بھی ازاد کرتے ہوئے اس کے اوپر جھکتے بصیر خانزادہ نے اتنی زور سے اس کی دھڑکنوں کے مقام پر اپنے لب گاڑے تھے کہ زریش خانزادی بوکھلا کر رہ گئی تھی۔۔

اس کی دھڑکنوں کے مقام کو اپنے ہاتھوں سے سہلاتے بصیر خانزادہ نے اس کے بلی بٹن پر بھی اپنے دانت گاتے زریش کے 14 طبق روشن کیے تھے۔۔

آخر زریش کو بھی تو پتہ چلے کہ اس نے بصیر خانزادہ سے پنگا لیا ہے حویلی کا سب سے ضدی خانزادہ۔۔

اب بتاؤ دوبارہ مجھے اپریل فول بناؤں گی بسیر خانزادہ نے اس کے گردن کے نشانات کو دیکھتے ہوئے اپنی انگلی اس پر ٹریس کرتے زریش سے پوچھا تھا زریش نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہا میں سر ہلایا تو اگلے ہی پل بصیر نے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں جکڑے شدت سے جھکے اس کے حواس کو ٹھکانے لگانے لگا جو ابھی بھی مذاق کے موڈ میں تھی۔

بصیر خانزادہ شدت سے اس کے بلائی لب کو سک کرتے ہوئے اس کے گردن کو اپنے ہاتھوں میں دبوچے ہوئے تھا یہ بصیر کی جنونیت کی آخری لیول تھی جو اس کی گردن کو شدت سے دبوچنے کے ساتھ ساتھ اس کے لبوں پر بھی اپنی بے رحم گرفت میں بوچے اسے سک کر رہا تھا۔

زریش خانزادی نے اس کے جنونیت زدہ لمس کو محسوس کرتے جلدی سے اس کے پشت کو اپنے ہاتھوں سے ہلاتے اسے دور کرنا چاہتا تھا۔

بصیر خانزادہ تو اس پر جکھا اس وقت ہر چیز سے بے نیاز اس کے لبوں کو لبوں
میں جھکڑے سک کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو سیراب بھی کر رہا تھا اور
ساتھ زرش کا دماغ بھی ٹکانے پر لگانا چاہتا تھا۔

زرش خانزادی کی سانسیں اسی سینے میں اٹکانے کے بعد اچھی طرح سے
اس کے لبوں پر ظلم ڈھانے کے بعد بصیر خانزادہ پیچھے ہوا اور اس کے
انکھوں میں فتح مندی سے دیکھنے لگا جیسا کہہ رہا ہو کہ اب بولو کہ ابھی بھی
تنگ کرو گے مجھے اپریل فول بناؤ گی بصیر خانزادہ کو۔

زرش خانزادی نے گھور کر بصیر خانزادہ کو دیکھا گلے ہی پل اس کے سینے پر
مکے مارتے ہوئے اس نے اپنا بدلہ اتارنا چاہتا تھا بصیر خانزادہ بیڈ پر لیٹے اسے
اپنے سینے کے اوپر لیٹاتے کھلکھلاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنا غصہ اسے
مارتے ہوئے نکال رہی تھی زرش خانزادی کو تو مہنگا ہی پڑ گیا تھا اس سے
پنگا لینا لیکن زرش خانزادی تھی اپنی انا اور ضد کی پکی بھلا یہ کیوں مانتی کہ

اسے مہنگا پڑا تھا اسے تو بصیر خانزادہ سے یہی بلوانا تھا کہ میری توبہ اسندہ کے بعد زرش خانزادی سے پنگا بالکل بھی نہیں لوں گا۔

دوبارہ مجھے اپنے فول بناؤں گی بصیر خانزادہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

ہاں ہاں بناؤں گی ایک بار نہیں سو بار بناؤں گی اور ابھی تو صرف آج بنایا ہے شادی کے بعد تو روز بناؤں گی اور آپ بھی دیکھنا اگر آپ میرے قریب آئے اور اس طرح سے ظلم کیا آپ نے مجھ پر تو میں اپنے لالا کے گھر جا کر بیٹھ جاؤں گی اور پھر آپ کے پاس آؤں گی بھی نہیں وہ بھی زرش بصیر خانزادی تھی بلا ڈرنا اس نے کب سیکھا تھا ابھی بھی بصیر خانزادہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھورتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اہہ میری جان رسی جل گئی پر بل نہیں گیا بصیر خانزادہ نے نہال ہوتے اس کے اس ایگریسو موڈ کو دیکھا تھا اس موڈ میں اگر وہ کس طرح پیار سے اس کے سینے پر اپنے دانتوں کو گاڑتی تھی بصیر خانزادہ کے دل نے خواہش کی

تھی کہ وہ ایک بار دوبارہ سے اس کے سینے پر اپنے دانت گاڑے لیکن اس وقت اگر وہ اپنی خواہش کا اظہار کرتا تو زرش خانزادی نے مزید اگ بگولا ہو جانا تھا۔

ہاں تو میں تو صرف آپ کو تنگ کر رہی تھی اکلوتے شوہر ہے آپ میرے آپ پر فرض ہے میرے لاڈ اور نخرے اٹھانا اگر میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی تو اور کس کو تنگ کروں زرش خانزادی نے لاڈ سے کہتے ہوئے اس سے اپنے ہاتھ چڑوائے اور زور سے اس کے سینے پر مکا جھاڑا تھا جس پر بصیر خانزادہ کی کراہ بے ساختہ تھی۔

بصیر خانزادہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا وہ جو سوچے ہوئے تھا اس کا دل تھا کہ بس زرش خانزادی اس کے سینے پر اپنے دانت گاڑ کر اسے اپنا لمس محسوس کروایا لیکن اس کی تو "ٹائیں ٹائیں فش" ہو گئی تھی۔

زربش خانزادی نے لب رکھنے کے بجائے اپنے ظالمانہ اور نازک ہاتھوں کا مکہ اسے مارا تھا وہ بھی زربش بصیر خانزادی تھی اس کا تو سو گیک ہی الگ تھا۔۔

اب جائیں میرے کمرے سے مجھے اپ سے بات ہی نہیں کرنی اپ نے مجھے ناراض کر دیا کیا ہی کہنے تھے زربش خانزادی کے تکار افس سے وہ ایا تھا تنگ بھی اس نے کیا اور ناراض بھی وہ خود ہی ہو گئی تھی واہ۔۔

ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں میں بھی تمہیں نہیں مناؤں گا کیونکہ تم نے مجھے اپریل فول بنایا تھا اور ناراض بھی تم ہو گئی ہو بصیر خانزادہ نے کہا تو زربش نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہاں تو جائیں نا یہاں سے کس نے کہا ہے کہ یہاں پر بیٹھ کر میرے نظارے کرتے رہیں زربش خانزادی نے اس کی انکھوں کو اپنے لبوں پر محسوس کرتے اسکی انکھوں کو لگام لگاتے ہوئے کہا تو بصیر خانزادہ بوکھلاتے ہوئے اٹھا اور اس کو قہر برساتی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ زور سے اپنے

دونوں ہاتھوں میں بھرتے اس کے گال پر زور سے اپنے دانت گاڑتے
جلدی سے اس کے کمرے سے موقع ملتے فرار ہو گیا تھا۔

بصیر میں اپ کو چھوڑوں گی نہیں کریک دماغ والے بے شرم خانزادے
لالا سے کہہ کر ابھی کہ ابھی میں رخصتی کینسل کرواتی ہوں اپ رکیں ذرا
بصیر خانزادہ نے اس کے کمرے سے نکلتے ہوئے زربیش خانزادی کی چیختی
ہوئی آوازوں کے ساتھ ساتھ رخصتی کینسل کرنے کی دھمکی بھی سنی تھی
جس پر وہ مسکرا کر اپنا سر جھٹک کر کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا تکھن تو اس
کی حد سے سوا تھی لیکن اس کی خانزادی نے اس کی تکھن کو منٹوں میں بھگا
دیا تھا۔

— — —

جی بولیں سب کچھ ریڈی ہے نابلس ادھے گھنٹے میں ہم پہنچنے والے ہیں میک
شور کے سب کچھ ریڈی ہوڈیکور بھی ہو گیا ہو جو جو سر پر انز میں نے پلین
کرنے کے لیے کہا تھا سب کچھ ریڈی ہونا چاہیے آرش خانزادہ آسٹریلیا میں
ایک ویٹر سے کال پر بات کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جی جی سر سب کچھ ریڈی ہے بس جیسے ہی آپ لوگ نکلتے اتے ہیں 10 منٹ
کی دوری پر مجھے میسج کر لیجیے گا میں ٹیبل پر کھانا بھی سیٹ کر دوں گا تاکہ وہ
زیادہ ٹھنڈا نہ ہو جائے ویٹر نے آرش خانزادہ سے کہا تو آرش خانزادہ نے
بھی اوکے کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔

خانزادی کہاں پر ہو تم یار جلدی کرو دیر نہ ہو جائے کہیں آرش خانزادہ نے
اور زلہ خانزادی کو آواز دیتے کہا تھا۔

جی جی بس پانچ منٹ میں ارہی ہوں اور زلہ خانزادی نے جلدی سے اپنے
گیلے بالوں کو جوڑے میں قید کرتے ہوئے کہا ساتھ ہی ساتھ اپنا دوپٹہ
اٹھاتے ہوئے اپنے گرد اچھی طرح سے اوڑا اور اس کے اوپر لونگ کوٹ

بھی پہنا تھا کیونکہ آسٹریلیا میں دن بدن سردی کی حدت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔

یار میری جان تمہارے پانچ منٹ کب سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے پچھلے ادھے گھنٹے سے تم پانچ منٹ پانچ منٹ کرتی جا رہی ہو اب ابھی جاؤ ورنہ میں نے سرپرائز کینسل کر دینا ہے آرش خانزادہ نے دھمکے لگائی تو اگلے ہی پل اور زلہ خانزادی کمرے سے نکلتے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی رہی تھی۔۔

دیہان سے اتر و سیڑھیوں سے اور زلک خانزادی کا ایک پیر مڑا رینگ پر اپنا ہاتھ پکڑنے کے لیے اس سے پہلے کہ وہ گرتی آرش خانزادہ نے بھاگتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں بھرتے کہا تھا ساتھ ہی اس کے گال پر لب رکھتے اس کی نظر اتارتے اپنے دل میں سورہ کوثر کا ورد کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑے وہ باہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔۔

کیا سر پرانز ہے اپ کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے اور زلہ خانزادی نے
آرش کی طرف دیکھتے ہوئے ایکسائٹمنٹ بھرے لہجے میں کہا تھا۔
اور زلہ خانزادی کے سرخ گلاب سے چہرے کو دیکھتے ہوئے آرش خانزادہ
اس پر فدا ہوا تھا اس کا ہاتھ پکڑے گاڑی میں بیٹھ کر کہا کہ میری جان
سر پرانز ہے تو سر پرانز ہی رہنے دو وہاں پر جا کر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے
گا۔

اگر آپ ابھی سے بتادیں گے تو کوئی گناہ ہو جائے گا کیا اور زلہ نگ نروٹے
پن سے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
نہیں اور زلہ جان گناہ تو نہیں ہو گا لیکن سارا مزہ خراب ہو جائے گا جس کے
لیے میں آپ کو وہاں پر لے کر جا رہا ہوں آرش نے نرمی سے اور زلہ کو
سمجھایا تو اور زلہ نے بھی ہاں می سر ہلاتے گاڑی سے باہر دیکھنا شروع ہو گئی
تھی۔

کیا ہوا میری جان ناراض ہو گئی ہو کیا آرش خانزادہ نے اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے سٹیرنگ پر جمایا تھا۔

نہیں میں کیوں ناراض ہوں گی اور زلہ نے اپنے سر پر دوپٹے کو ٹھیک کرتے آرش کی طرف دیکھا تھا جو اس کا ایک ہاتھ پکڑتے بار بار اپنے لبوں سے لگاتے چوم رہا تھا۔

مجھے لگا تو میں نے پوچھ لیا ناراض مت ہوں ادھے گھنٹے میں ہم وہاں پر پہنچ جائیں گے اس سے پہلے اگر میں نے اپ کو سر پر انز کے بارے میں بتا دیا تو سارا مزہ ہی خراب ہو جائے گا آرش نے پیار سے کہتے ہوئے اس کے گال کو دھیرے سے چھوا تو اور زلہ کا چہرہ دوبارہ سے سرخ گلاب کی طرح کھلا تھا۔

ٹھیک ہے میں انتظار کر لیتی ہوں لیکن شرت یہ ہے کہ اس انتظار کا پل میٹھا ہی ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہاں جا کر مجھے سر پر انز پسند ہی نہیں آئے اور زلہ نے شرت سے آرش کی طرف دیکھا تو آرش نے مسکرا کر اپنے سینے پر

ایک ہاتھ رکھتے ہوئے نیچے جھکتے کہا تھا کہ میری جان ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ
آر ش خانزادہ آپ کے لیے جو سر پر انز پلان کرے وہ آپ کو پسند ہی نہیں
ائے۔۔

دیکھ لیں اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا اور زلہ خانزادی نے اس کے چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ سے کہا تھا ہنوز اس کے چہرے شرارت آمادہ تھی
جسے سمجھ کر آر ش کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے گہری جھلک دکھلائی
تھی۔۔

میری جان غرور تو ہونا چاہیے نامیری حصے میں ایک پاک عورت آئی ہے اور
میری ساری زیادتوں کو معاف بھی کر چکی ہے تو میں کیوں نہ غرور کروں
خود پر آر ش خانزادہ اسے اپنے لفظوں سے ہی معتبر کر چکا تھا۔۔

اور زلہ خانزادی کے آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی تھی جسے دیکھ کر آر ش
خانزادہ نے اس کی طرف نفی میں سر ہلایا تھا جیسے کہہ رہا ہوں کہ یہ انسو
تمہاری آنکھوں سے نکلنے نہیں چاہیے۔۔

میری جان اتنی خوشی کا موقع ہے اب ان آنکھوں کو میرے خوشیوں کے
رنگ سے ہی کھلارہے دو اور تمہاری سرخ گلاب سے چہرے کو دیکھ کر میرا
دل چاہتا ہے کہ تمہارا صدقہ نکال دوں ایسا نہ ہو کہ تمہیں میری ہی نظر
لگ جائے دیکھو تو سہی میری جان کتنی پیاری لگ رہی ہے آرش خانزادہ نے
کہا ساتھ ہی فرنٹ مرر کو اس کے چہرے پر سیٹ کرتے کہا تھا تاکہ وہ اپنا
چاند سچ چمکتا چہرہ دیکھ سکے۔۔

اور زلہ خانزادی نے جیسے ہی اپنا چہرہ مرر میں دیکھا اپنے سرخ گلاب سے
چہرے کو دیکھ کر وہ شرمائی گئی تھی جلدی سے اپنے پیروں سے جوتوں کو
نکالتے ہوئے سیٹ پر دونوں پیروں کو رکھ کر اپنا چہرہ اپنے ٹانگوں میں ہی
چھپالیا تھا اور اس کی شرم و حیا کو دیکھتے ہوئے آرش خانزادہ کا جاندار قہقہہ
گاڑی میں گونجتا تھا۔۔

آہ ہسہ میری جان اگر اتنا شرماء گی تو مجھے مزید اپنا طاری کر لوں گی ابھی تو
میں صرف تمہارے عشق میں پاگل بنا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے

عشق میں ملنگ بھی بن جاؤں آرش خانزادہ نے شرارت سے کہا تو اس بار
اپنے شرم و حیا کو پیچھے رکھتے ہوئے اور زلہ خانزادی کا بلند بانگ قہقہہ گاڑی
میں گونجاتھا۔

دونوں کا سفر اس قدر حسین گزر رہا تھا منستے مسکراتے ہوئے کہ دونوں ہی
اپنے دل میں اس بات کی خواہش رکھے ہوئے تھے کہ یہ وقت ادھر ہی ختم
جائے لیکن بھلا وقت کہاں کب کسی کے لیے رکا ہے جو اس حسین منظر کو
وہ لوگ انجوائے کر کے جا رہے تھے وہ وقت ان کے لیے رک جاتا بالکل
بھی نہیں۔

بس اگلے پانچ منٹ کا راستہ ہے پھر ہم پہنچ جائیں گے آرش خانزادہ نے اپنے
موبائل پر ویٹر کو میسج چھوڑتے کہا اور ساتھ ہی اور زلہ سے بھی کہا تھا اور زلہ
نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور وہ مزید ایک ساٹھ سو رہی تھی کہ آرش نے
اس کے لیے کیا سر پرانز پلان کیا ہو گا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ دنیا کی تمام خوشیاں تمہارے قدموں میں رکھ دوں
تب بھی کم ہو گا میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اتنی پاک عورت
میرے نصیب میں لکھی ہیں بے شک سب لوگ بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اوقات سے زیادہ بڑھ کر نوازتا ہے اور تم بھی مجھے
لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مانگی ہوئی دعاؤں سے بڑھ کر نوازا ہے
یقین کرو میرے دل میں صرف اور صرف اور زلہ خانزادی حق سے
برجمان ہے تمہارے دور ہونے کا سوچتا ہوں تو سانسیں سینے میں گھٹتی
محسوس ہوتی ہے کبھی مجھ سے دور نہیں ہونا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا
کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی بھی زندگی دی ہے دونوں کے سنگ حسین
گزرے اور جتنی زندگی تمہاری ہے اتنی میری بھی ہو کیونکہ مجھے نہیں لگتا
کہ تمہارے بغیر میں سانس بھی لے پاؤں گا آرش خانزادہ گاڑی کو صاف
کے ستھری روڈ پر تیزی سے دوڑاتے ہوئے اپنی دل کی حالت اور زلہ
سامنے بیان کر رہا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اور زلہ کی آنکھوں سے آنسو

چھلک پڑے تھے اتنا پیار بے شک اللہ جو ہوتا ہے وہ اپنے بندوں سے بہت
پیار کرتا ہے جتنی بھی تکلیفیں اس نے سہی ہے اس کے بدلے میں آرش
خانزادہ کا اتنا پیار بھی تو اس کے بدلے میں آیا ہے۔۔

اوہو میری جان میں نے اپنے دل کی باتیں اپ سے شیئر کی ہے اسی لیے تو
نہیں کہ اپ ایمو شنل ہو کر رونے ہی لگ جائے آرش خانزادہ نے
دھیرے سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑتے اس کی پشت پر اپنے لب
رکتے کہا تھا۔۔

تو اپ کیوں ایسی ایمو شنل باتیں کر کے مجھے سیڈ کر رہے ہیں اس لیے تو
میری آنکھوں سے آنسو ائیں گے نا اپ ایمو شنل باتیں نہ کیا کریں اپ کا
اظہار محبت نہایت ہی یونیک تھا اللہ سے جڑا ہوا اور زلہ خانزادی نے اب کی
بار اپنا سر آرش کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا تو آرش کے لیے یہ سفر مزید
خوبصورت ہو گیا تھا آرش کا دل چاہا کہ اب یہ جو دو منٹ کا راستہ ہے وہ دو
گھنٹے پر مشتمل ہو جائے تب بھی کم ہو گا یہ منظر نہایت ہی خوبصورت تھا

سرکوں پر ہلکی ہلکی سی بارش شروع ہو گئی تھی رات کا وقت تھا اور ایسے میں اس کا محبوب، ہمسفر اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر اس کے کندھے پر سر رکھے اس کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا۔

اور مجھے تمہیں کھونے سے ڈر لگتا ہے اور اج جہاں پر میں تمہیں لے کر جا رہا ہوں اور جو بات میں تم سے کہنے جا رہا ہوں اگر اس کے بعد بھی ہم دونوں کی صلح نہ ہوئی تو مجھے لگتا ہے کہ میں اپنی زندگی کی جمع پونجی ہار جاؤں گا پتہ نہیں کیوں بس ایک انجانہ سا ڈر لگ رہا ہے آرش خانزادہ نے اپنے دل میں سوچتے ہوئے اور زلہ سے کہا تھا لیکن جب تک وہ منہ سے نہیں بولتا اور زلہ کہاں سنتی۔۔

دومنٹ کا راستہ طے کرتے ہوئے آرش خانزادہ نے اپنے مقام پر پہنچتے گاڑی رکھی اور اور زلہ کی طرف سے انتظار کرنے لگا کہ کب وہ اس کے کندھے سے سراٹھائے تو کب وہ گاڑی سے نکلے وہ خود اور زلہ کو نہیں کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس کے کندھے سے سراٹھائے پہلی بار اس نے اپنی طرف سے پیش

قدمی کی تھی آرش بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے خود سے ٹوکے وہ
چاہے تو ساری رات بھی یہی بیٹھ کر اپنی شہزادی کا انتظار کر سکتا تھا کہ کب
وہ سراٹھائے تو کب وہ باہر جائیں۔۔

اور زلہ خانزادی کو بھی یہ موسم بے انتہا پیارا لگ رہا تھا پاس میں جب محرم
ہوا اور ایسا موسم ہو تو کیوں کر بلا اس کا دل چاہے گا کہ وہ اپنے محرم سے دور
لیکن اب اگر اس کا محرم اسے سر پر اتر دیکھانے کے لیے لایا تھا تو اسے گاڑی
سے تو اترنا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی دل میں اداس ہو کر وہ اس کے کندھے
سے اپنا سر ہٹا گئی تھی۔۔

ہم پہنچ گئے ہیں تو چلیں اور زلہ خانزادی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اپنے لیے
گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا کہ آرش نے اسے روک دیا آرش پہلے خود نکلا اور
اس کی طرف آکر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے ہاتھ پکڑ کر باہر آنے کے لیے
کہا تھا اور اور زلہ بھی مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑتے باہر آئی تھی باہر
نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا کے ایک جھونکے نے ان دونوں کا استقبال کیا تھا۔۔

آہستہ آہستہ یہاں پر تو سردی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے مجھے کیا اندازہ تھا کہ اتنی سردی آسٹریلیا میں ہوگی اور زلہ کے دانت بج رہے تھے اور دانت بجنے کے ساتھ ساتھ وہ آرش کو بھی سردی کے حوالے سے اگاہ کر رہی تھی کہ جیسے وہ تو یہاں پر ہے ہی نہیں۔۔

میری جان جانتا ہوں چلو اؤ اندر چلو تو وہاں پر زیادہ سردی نہیں ہوگی آرش نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک خوبصورت سا کارتھ کے اندر لے کر چلا گیا تھا جو ساحل سمندر کے پاس ہی واقع تھا اسی وجہ سے تو اتنی تیز ہوا چل رہی تھی اور سردی کی حدت کو مزید بڑھا گئی تھی۔۔

آرش اپ بھی نا ایسی جگہ چوز کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ اتنی سردی ہے اور ویسے بھی رات ہو رہی ہے مجھے تو ڈر ہی لگ رہا ہے اور زلہ نے ایک نظر ساحل سمندر کے چمکتے ہوئے سفید پانی پر ڈالا جو بہتے ہوئے تیز لہروں کے سنگ شور کرتا کنارے پر اکرد و بارہ سے واپس چلا جاتا اس کو ہمیشہ ہی رات کے وقت ساہل سمندر سے ڈر لگتا تھا پانی کے شور سے اسے لگتا کہ جیسے اس

کی جان نکلنے کے در پر ہے اسی لیے خوف سے جھرجری لیتے ہوئے جلدی
سے آرش کے بازو سے چکی تھی۔۔

ہاں میری جان ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اوچلو اندر چلتے ہیں آرش
خانزادہ نے پیار سے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑے کارجٹج کے
اندر لے کر داخل ہو گیا تھا کارجٹج کا دروازہ کھلنے کی ہی دیر سے کہ ان دونوں
پر پولوں کی برسات ہوئی تھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی پھولوں کی پتیوں کو اپنے
چہرے پر محسوس کرتے اور زلہ کا دل خوش ہی ہو گیا تھا اپنے دل پر ٹھنڈی
سے پوار پڑتی محسوس ہو رہی تھی اسے۔۔

ہاں شششششش ہی جی آپ کو تومان گئے اتنا بیسٹ سر پر انز صرف خانزادی کا
خانزادہ ہی دے سکتا ہے اور زلہ نے دروازے کے پاس ہی کھڑے ہوتے
کہا تو آرش نے مسکرا کر اپنی تعریف وصول کی تھی اور کہا کہ خانزادی اندر
چلے آگے آگے دیکھکے ہوتا ہے کیا اس کے ڈائلاگ پر نہ چاہتے ہوئے بھی
دونوں قہقہے کارجٹج میں گونجے تھے۔۔

ہائے اللہ مجھے تو یہ سب خواب لگ رہا ہے میں تو چاہتی ہوں کہ یہاں سے ہم واپس ہی نہ جائیں اور مہزلہ کو بھی یہی پر بلا لیں ہم اور زلہ خانزادی نے مسکرا کر کہا تو آرش نے بھی مسکرا کر اس کے ماتھے پر عقیدت سے بھوسا دیا تھا۔۔

انشاء اللہ ہماری زندگی میں ہر سال ہم اسی ٹرپ پر آیا کریں گے آپ کو آسٹریلیا پسند ہے تو ہمیں یہاں ضرور آئیں گے اور ہم ہماری گڑیا کو بھی لے کر آئیں گے آرش خانزادہ نے مسکرا کر جلدی سے اگے بڑھتے کیک پر لگے کینڈل کو جلا یا اور اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

مجھے یہ سب خواب لگ رہا ہے آرش اللہ کرے کہ زندگی ادھر ہی ختم جائے اور ہم دونوں اسی طرح ہنستے مسکراتے رہے آرش خانزادہ سے کہتی اور زلہ کے آنکھیں دوبارہ سے نم ہوئی تھی۔۔

میری جان یہ زندگی کے خوبصورت سے پل ہے انہیں محسوس کروں آنکھوں میں انسو لا کر انہیں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے آرش نے

مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اس کے گال کو دوبارہ سے چھوا تھا ج تو آرش کے ہاتھ ہی نہیں رہک رہے تھے بار بار اس کے سرخ گلاب سے گال کو چھوتے ہوئے جب وہ مزید سرخ ہوتی تو آرش کا دل ہی خوش ہو جاتا تھا۔

اُو چلو کیک کٹ کرتے ہیں آرش نے کہا ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑتے چھری کو پکڑاتے اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور ساتھ ہی کیک کٹ گیا تھا اور زلہ خانزادی مسکراتے ہوئے آرش کو دیکھ رہی تھی جواب کیک کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اس کے لبوں کے پاس لاتے اسے کھانے کے لیے کہہ رہا تھا اور زلہ نے منہ کھولا تو آرش نے ذرا سا کیک اسے کھلانے کے بعد ہاتھ میں لگے ہوئے کریم کو اس کے ناک پر مل دیا تھا اور زلہ نے بالکل بھی برا نہیں مانا تھا بلکہ بدلے میں وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی اور ساتھ وہ اس نے بھی کیک کا ٹکڑا اٹھا کر بالکل اسی طرح آرش کو ادا کھلایا اور جو ہاتھ پر کریم لگی تھی وہ اس کے گالوں اور ناک پر لگا دیتی۔۔۔

اجاؤ یہاں بیڈ پر بیٹھو مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے آرش نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے بیڈ پر بٹھایا اور زلہ خود بیڈ پر بیٹھی تو آرش خانزادہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کے قدموں پر بیٹھا تھا اس کا قدموں میں بیٹھنا نہ جانے کیوں اور زلہ کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

آرش کیا کر رہے ہیں اپائیں اوپر بیٹھیں مجھے یہ سب بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا کہ اپ میرے قدموں میں بیٹھے ہوں اور زلہ خانزادی نے جلدی سے کھڑے ہوتے آرش سے کہا تھا آرش نے زبردستی اسے دوبارہ سے بیڈ پر بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے انکھیں نیچے کرتے ہوئے معافی مانگنے کے لیے الفاظوں کے ساتھ ساتھ ہمت بھی خود میں پیدا کرنے لگا۔

آرش کیا ہو گیا ہے اپ ایسے چپ کیوں ہیں پچھلے پانچ منٹوں سے آرش کی خاموشی کو محسوس کر کے اور زلک اب بے چین ہوتے بولی تھی پتہ نہیں کیوں اس کا دل انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا۔

گھبرا کیوں رہی ہو یا پریشانی والی کوئی بھی بات نہیں ہے میں تو بس الفاظ
ڈھونڈ رہا ہوں کہ کس طرح سے اپنی خانزادی سے معافی مانگو کیونکہ میرا
جرم اتنا چھوٹا نہیں تھا میں نے اپنی بیوی کی سب کے سامنے ڈس رسیکٹ
کی تھی جس کی مجھے سزا بھی ملنی چاہیے جتنی سزا مجھے ملی اتنی سزا کافی نہیں
تھی میری جان اسی لیے میں بس ہمت پیدا کر رہا ہوں خود میں کہ اپنے جرم
کی تلافی کر سکوں آرش نے اور زلہ کا ہاتھ پکڑے انکھیں نیچے کیے
شرمندگی سے اپنے الفاظوں سے معافی مانگنی چاہیے تھی۔۔

آرش کیا آپ کو سمجھ نہیں رہا کہ میں آپ کے ساتھ اتنا خوش ہوں اپنی
طرف سے پیش قدمی کر کے اگر میں آپ کے کندھے پر سر رکھ سکتی ہوں
تو آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ اب آپ کو میں نے معاف کر دیا ہے میں سمجھ
چکی ہوں کہ زندگی دینے اور لینے والے ہمارے رب کی ذات ہے اگر اللہ
نے ہمیں زندگی دی ہے تو وہ ہماری زندگی لینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں
سمجھ چکی ہوں آرش کہ اگر عین وقت پر اکر مورے کو وہ سب باتیں آپ نہ

سناتے تب بھی اگر مورے کا وقت پورا ہو چکا تھا تب بھی مورے کو جانے سے کوئی بھی روک نہیں سکتا تھا اور اگر آپ وہ باتیں سنا بھی لیتے لیکن اگر اللہ نے ان کا دانہ پانی اس دنیا میں لکھا ہوتا تو وہ رک جاتی انہیں کچھ بھی نہ ہوتا اور آج اس وقت وہ بالکل صحیح سلامت ہمارے پاس ہوتی یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوا ہے میں سمجھ چکی ہوں اور میں اس بات پر کافی شرمندہ بھی ہوں کہ اپنے مورے کے انتقال کا ذمہ دار میں آپ کو ٹھہر رہی تھی آرش مجھے بھی معاف کر دے اور زلہ خانزادی اپنی انکھیں نیچے کیے شرمندہ سے لہجے میں کہتی آرش خانزادہ کو تڑپا چکی تھی۔۔

میری جان ایسا مت کہو وہ سچویشن ہی ایسی تھی کہ اگر کوئی اور ہوتا تب بھی یہی سمجھتا آپ نے مجھے دل سے معاف کیا ہے نا تو میں نے بھی آپ کو دل سے معاف کر دیا ہے اور ویسے بھی معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کرو آپ تو میری بیوی ہیں اور بیوی صرف نخرے دکھاتے ہوئے اچھی لگتی ہے مافیاں مانگتے ہوئے نہیں آرش خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی دیکھ رہے سے

اس کے کندھے کے گرد اپنے ہاتھ کو لپیٹتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے پر لگایا
تھا اور زلہ خانزادی بھی سکون محسوس کرتی اپنی دونوں ہاتھ اس کے کمر کے
گرد باندھتی سکون سے اس کے سینے پر اپنا سر رکھ چکی تھی۔۔

میری جان میری بیوی اپ میرا سکون بنتی جا رہی ہے میں اللہ سے دعا کروں
گا کہ اس دنیا کے ساتھ ساتھ اللہ اپ کا ساتھ ساتھ مجھے آخرت میں بھی
نصیب کرے تو میں اور بھی خوش نصیب مردوں میں خود کو شمار کروں گا
کیونکہ یہ دنیا تو ایک نہ ایک دن ختم ہو جانی ہے میں جانتا ہوں لیکن میری یہ
بھی دعا ہے کہ یہ دنیا جب بھی ختم ہو تو اپ کے ساتھ ہی ختم ہو اپ کے بعد
مجھے بالکل بھی نہیں جینا۔۔

اوہو آرش اب بس بھی کریں رولانا چاہتے ہیں کیا اور زلی خانزادی نے اس
کے سینے پر تھوڑی رکھتے اس کے آنکھوں کی طرف دیکھتے کہا تو آرش نے
نہایت ہی پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے نفی میں سر ہلایا تھا نہیں

میری جان تم تو میری جان ہو میں تو تمہیں بس خوشیاں دینا چاہتا ہوں اور
انسو تو بہت دور کی بات ہے۔۔

میں تو انسو کو تمہارے پاس بھٹکنے بھی نہیں دوں گا اسی لیے صرف ہمیشہ
میری ہو کر رہا کرو سب سے دور کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں
اپ کو زیادہ حویلی میں سمجھائی نا آرش خانزادہ نہیں تھوڑے حق سے اور
جلن سے کہا تو اور زلہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے نرمی سے ہاں میں سر
ہلاتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔۔

اپ بھی میرے سکون ہے آرش اور زلہ نے دھیرے سے کہتے اپنی
انکھوں کو موند چکی تھی۔۔

آرش بھی مسکراتا ہوا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

آئی لو یو یار میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں شاید یہ لفظ ہی کم ہے میری محبت کے اظہار کے لیے آرش خانزادہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہہ رہا تھا۔

میں بھی آپ سے اظہار محبت کروں گی لیکن ابھی نہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ کی محبت کم ہو جائے اور میری زیادہ ہو جائے شرارت سے کہتے ہوئے اور زلہ نے اٹھ کر دوسری طرف جانا چاہا تھا۔

میری جان اب کہیں اور جانا ہے ناممکن ہے ایک بار اگر تم آرش کی باہوں میں سما گئی تو اس کے بعد تو تمہاری رہائی ہی ناممکن ہے آرش نے بے باک بھرے انداز میں کہتے اسے جھٹکا دے کر اپنے لیپ پر بٹھایا تھا۔

اہ سوہ آرش کیا ہو گیا ہے مجھے بھوک لگ رہی ہے کیا آپ نے یہاں پر کھانے کا انتظام نہ کیا اس کے لودیتے جذبات سے گھبرا کر اور زلہ نے جلدی سے بہانہ گھڑا تھا ویسے ممکن تھا اسے بھوک بھی لگ رہی تھی۔

کیوں نہیں میری جان اجاؤ کھانا کھاتے ہیں آرش خانزادہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کونج کے بالکل باہر اپوزٹ سائیڈ پر نکل آیا تھا جہاں پر سی سائیڈ پر ایک خوبصورت ساہٹ نمالائٹس اور پردے لگا کر خوبصورت سائیل وہاں پر کھانے سے سجا ہوا تھا۔

تیز ہوا چلنے کے باعث اور زلہ کے بال ادھر سے ادھر اڑتے اس کے چہرے پر اکرا سے بار بار تنگ کر رہے تھے ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھ سختی سے کوٹ کے جیبوں میں ڈالے وہ بری طرح سے کانپتے ہوئے اپنے دانت بچنے سے روک رہی تھی کیونکہ جیسے جیسے رات بھڑ رہی تھی سردی کی حدت بھی شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔

کچھ زیادہ ہی سردی لگ رہی ہے مجھے لگتا ہے میری جان کو آرش نے کہا اور ساتھ ہی اور زلہ کے ہاتھ سے اس کا ربن نکالتے ہوئے اس کے بیک پر اتے اس کے سارے بالوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر جوڑے میں قید کرنے لگا اور چلہ جب گھر سے نکلی تھی تو بالوں کو جوڑے میں ہی قید کیا تھا لیکن بال

گیلے ہونے کی وجہ سے اسے مزید سردی لگ رہی تھی کیونکہ پانی کے
بوندے ٹپکتے ہوئے اس کی قمیض کو بھی گیلا کر رہے تھے اسی لیے اس نے
اپنے بال کھول لیے تھے اور صرف 10 منٹ میں ہی اس کے بال ہوا کے
تیز چلنے کے باعث جلدی سے سوکھ بھی گئے تھے تو اب جب اس کے بار بار
منہ پرارہے تھے تو آرش خانزادہ نے اس کے بالوں کو دوبارہ سے جوڑے
میں قید کر لیا تھا اس کے سر پر دوپٹہ دیتے ہوئے اس کے کندھے کے گرد
بازو حائل کرتے اسے قدم بقدم اٹھا کر اس ہرٹ میں لے آیا تھا۔

جی تو شہزادی بتائیں اب کیا کھانا پسند کریں گی آرش خانزادہ نے ایک ادا سے
کہتے ہوئے اس کے لیے چیئر پیچھے کھینچی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

شہزادی کی خطاب پر اور زلہ کھلکھلا کر ہنسی تھی ایک تو اسے سردی لگ رہی
تھی اور اوپر سے بار بار ہنسا بھی رہا تھا اور زلہ نے کہا کہ جو بھی ہو یہ شہزادی
کھانا پسند کریں گے لیکن اس وقت اس شہزادی کو بھوک بہت زیادہ لگ

رہی ہے تو یاد رہے کہ کھانا بھی زیادہ ہوا اور زلہ نے بھی چہرے پر اے
چھوٹے چھوٹے بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے کہا تھا۔

میری جان میری شہزادی کا دل بڑا ہونا چاہیے کھانا تو میں نے ویسے ہی بہت
زیادہ یہاں پر اڑ کر رکھا ہے آرش خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے پلیٹ
میں بریانی بھی نکالنے لگا تھا بریانی گرم ہی تھی کیونکہ بریانی سے مسلسل
دھواں اڑ رہا تھا ساتھ ہی ساتھ آرش نے اس کے سامنے کباب کی پلیٹ
بھی رکھ لی تھی اور کہا کہ جی میری شہزادی شروع ہو جائے پھر۔

اپنی فیورٹ ڈشز کو یہاں پر سجتا دیکھ کر اور زلہ کی بھوک مزید چمک اٹھی
تھی اور وہ بھی کھانا کھانا شروع ہو گئی تھی ساتھ آرش نے بھی اپنی پلیٹ
میں بریانی نے نکالی اور وہ بھی چھوٹے چھوٹے نوالے کھانا شروع ہو گیا تھا
اسے بھوک کہا لگ رہی تھی اسے تو بس اپنی شہزادی کو دیکھ کر ہی دل بھرا
بھرا سا لگ رہا تھا خوشی ہی اس قدر تھی کہ وہ اسے بھر چکی تھی۔

کچھ اور چاہیے آرش، نیوز اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو اور زلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا اور ساتھ ہی وہ بڑے انہماک سے کھانا کھا رہی تھی تو دوسری طرف آرش بھی بڑے انہماک سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

آرش یہاں سے واپس کب جائیں گے وہاں پر زریش اور بصیر لالا کی شادی کی تیاریاں بھی تو شروع ہو گئی ہے اور زلہ کو اچانک سے یاد آیا تو جلدی سے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

جی ہماری کل کی ہی فلائٹ ہے کیونکہ کل ہی بصیر اور زریش کی مہندی نائٹ ہے آرش نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ کا دل ایک دم سے بجھ سا گیا تھا وہ اتنے خوبصورت لمحات کو گزارنے کے بعد یہاں سے اب جا رہی تھی ایک ہفتہ اتنی جلدی گزر گیا تھا کہ اسے کچھ پتہ ہی نہیں چلا ابھی تک تو اس کے سفر کی تھکان بھی صحیح سے نہیں نکلی تھی اور اب انہیں واپس سوات جانا تھا۔

اداس کیوں ہو رہی ہو میری جان ہم دوبارہ یہاں پر واپس بھی اجائیں گے
اور جب اگلی بار انیں گے تو زیادہ ٹائم کے لیے انیں گے ٹھیک ہے اس لیے
میری جان اداس نہیں ہوتے آرش نے بڑے پیار اس کے سرخ سے گال
کو چھوا تھا جو سردی کی وجہ سے سرخ پڑ رہے تھے ساتھ ہی ساتھ اس کے
چہرے پر مایوسی اور اداسی کے تاثرات کو دیکھ سکتا تھا اسی لیے اسے تسلی
دیتے ہوئے کہا تھا۔

کہا آرش اب یہاں سے واپس جا کر اپ نے بھی کام میں بڑی ہو جانا ہے اور
میں نے بھی دوبارہ یہاں پر اکر ایسے ٹائم گزارنے کا موقع ہمیں بھلا کب
ملے گا اور زلہ نے اداس دل سے کہا تھا جانتی تھی کہ اب دوبارہ یہاں پر انا
بہت ہی مشکل ہو گا وہ لوگ اپنے کام سے ٹائم نکالیں گے تب ہی تو وہ لوگ
یہاں پر انیں گے ابھی بھی تو آرش اسے زبردستی ہی لایا تھا ورنہ وہ اس کے
ساتھ کہاں انا چاہ رہی تھی اگر اسے معلوم ہوتا کہ یہ سفر اتنا خوشگوار اور اتنا

حسین گزرے گا تو وہ منع کرنے میں ایک پل بھی ضائع نہیں کرتے اور
آرش کے ساتھ چلی اتی۔۔

کوئی بات نہیں میری جان جس وقت اور جس منتھ میں ہم پر کام کا برڈن کم
ہو گا ہم اسی مت اجایا کریں گے ٹھیک ہے اب اداس نہیں ہو میری شہزادی
کھانا کھاؤ آرش خانزادہ نے اسے پر سکون کر کے کہا تو اور زلہ خانزادی نے
بھی ہاں میں سر ہلاتے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی تھی اور آرش بھی
اپنے پسندیدہ کام یعنی کہ اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

《~~~~~》

السلام علیکم کیا حال ہے طبیعت کیسی ہے اب آپ کی زرم خانزادہ مہزلہ کے
کمرے میں داخل ہوتے بولا جو نہایت ہی کسلمندی سے بیڈ پر لیٹی زرد چہرہ
لیے ہوئی تھی زرم خانزادہ تو اپنی لٹل فیری کو اس حالت میں دیکھ کر تڑپ
اٹھاتا کام کا اتنا زیادہ بوجھ بڑھ گیا تھا کہ وہ نہ روحان کی طرف توجہ دے پارہا

تھا اور نہ ہی اس کی طرف ایک تو ویسے ہی گھع میں شادی تھی اور کوئی بھی
فنکشن ہوتا گھر میں تو سارے ہی انتظامات اسے کرنے پڑتے ہے ایسا نہیں
تھا کہ اس کے اور بھائی کام نہیں کرتے لیکن زیادہ تر ذمہ داریاں اس پر ا
جاتی تھی اوپر سے افس کا کام بھی تھا اسی لیے یہ دو سے تین دو سے بالکل
بھی ان دونوں کے پاس انے کا ٹائم ہی نہیں ملا تھا بیک یارڈ میں ہی کبھی کبھی
وہ کام کرتے سو جایا کرتا تھا اور صبح اپنے کمرے میں اکر صرف فریش ہوتا
دوبارہ سے کام کے لیے نکل جاتا اب کل بصیر اور اس کی بہن کی مہندی
نائٹ تھی تب ہی وہ افس کے سارے کام سے چھٹکارا پا کر اب گھر کی
تیار یوں میں مصروف ہو ہو جانا تھا اسے زریش سے اسے پتہ چلا کہ مہزلہ کی
طبیعت خراب ہے اور تبھی وہ یہاں پر بھاگا بھاگا چلا آیا تھا۔

میری جان کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں ہو گئی ہو چہرہ اتنا زرد کیوں ہو رہا ہے
زرم خان زادہ نے بیڈ پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے سائیڈ لیپ کو ان کیا تھا
پورے کمرے میں ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اس

کے اتنی طبیعت خراب ہے اور گھر میں کسی کو پتہ بھی نہیں ہے دوسری طرف اسے خود پہ غصہ اور افسوس بیک وقت ہوا تھا کہ وہ اسے پوچھنے اور اسے دیکھنے کیوں نہیں آیا تھا اسے بیڈ پر بٹھا کر لیمپ کی روشنی میں اس کا زرد چہرہ دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ تڑپ اٹھا تھا جس چہرے پر ہر وقت شادابیاں گلی رہتی تھی اب وہ چہرہ زرد تھا آنکھوں کے نیچے ہلکے بھی صاف واضح طور پر نمایاں ہو رہے تھے جو اس کی تکلیف کا واضح طور پر چیخ چیخ کر بیان کر رہے تھے۔۔

اتنی طبیعت خراب تھی تو مجھے بتایا کیوں نہیں اٹھ کر میرے پاس ہی اجاتی یا پھر کسی سے بول کر مجھے بلا لیتی میں اپ کو ہاسپٹل لے کر چلا جاتا نہ میرے بچے زرم خانزادہ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے گلے کے گرد اپنے بازو حائل کرتے اسے زور سے اپنے سینے سے لگایا تھا اس کی چھوٹی سی جان کی اتنی طبیعت خراب تھی اور وہ بے خبر تھا۔

میں میں ٹھیک ہوں مہزلہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تھا اب اسے جو بیماری ہوئی تھی اس کے جو پیریڈزائے تھے اس کے بارے میں وہ زرم کو تو نہیں بتا سکتی تھی نا اسی لیے یہی کہنا بہتر سمجھا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ضد کرے اور اس سے پوچھے کہ وہ اسے بتائے کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔۔

کیسے ٹھیک ہو خود کی حالت دیکھی ہے کل گھر میں مہندی ہے اور اپ کی یہ حالت ہوئی پڑی ہے جلدی سے اٹھو اور میرے ساتھ ہاسپٹل چلے تاکہ اپ کا چیک اپ کروا کر پراپر لی ڈاکٹر اپ کو دوائیاں لکھ کر دے اور اس تکلیف سے اپ کو چھٹکارا حاصل ہو زرم خانزادہ نے پیار سے کہتے اپنے انگوٹھے سے اس کا گال رب کرتے اسے جیسے ہاسپٹل جانے کے لیے منانا چاہا تھا۔۔

نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں زرش آپ میرے لیے دوائیاں لے کر آگئی تھی میں نے وہ کھائی تھی تو اب اسی کی وجہ سے میں ٹھیک ہوں اور اپ پریشان نہ ہوں میں کل تک بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی مہزلہ نے گھبرائے ہوئے لہجے

میں کہا تھا زرم اس کے گھبرائے ہوئے لہجے کو دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں
اپنی مسکراہٹ دہا رہا تھا جانتا تھا کہ اسے کیا پر اہلم ہو گئی ہے چھوٹی سی جان
کو اتنی تکلیف میں دیکھ کر زرم کو دکھ بھی ہو رہا تھا۔

زربش نے تو اسے کچھ بھی نہیں بتایا تھا کہ مہزلہ کو پیریڈز ہوئے ہیں لیکن
وہ خود سمجھدار تھا اور دوسری طرف جب ملازم دوائیاں لینے جا رہا تھا تو
واپسی پر دوائیاں وہ ہی زربش کے حوالے کرنے آیا تھا جو زربش نے بولا تھا
کہ اس کا سر درد ہو رہا تھا اسی لیے اس نے یہ دوائیاں منگوائی ہیں اور مہزلہ
کے لیے بھی منگوائی ہے کیونکہ اسے بھی ہلکا ہلکا سا بخار ہو رہا تھا لیکن وہ اب
بچہ نہیں تھا کہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ دوائیاں پیریڈز کے درد کو کم کرنے کے
لیے استعمال کی جاتی ہے اور ویسے بھی اگر اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا تو وہ گوگل
بھی کر سکتا تھا آج کل کا دور تو ایسا جدید بن گیا تھا کہ کچھ بھی گوگل پر لکھو تو
اگلے ہی پل گوگل آپ کو سب کچھ حرف با حرف دیتا ہے۔

ٹھیک ہے ابھی کچھ چاہیے آپ کو کچھ لے کر آؤں میں آپ کے لیے کھانے کے لیے کچھ چاہیے زرم خانزادہ نے پیار سے اس کے زرد سے گال پر اپنے لب رکھتے کہا تھا۔

جی وہ مجھے بھوک لگ رہی ہے مہزلہ نے جلدی سے اپنے دل کی بات زرم سے کہی تھی باہر تو وہ جا نہیں رہی تھی پچھلے کچھ دنوں سے اس نے اپنا ڈیرہ کمرے میں ہی جمالیا تھا زریش ہی وقت بوقت پر آکر اس کے لیے کھانا دے جاتی اور ساتھ ہی ساتھ اس کی ساری ضرورتوں کا خیال بھی وہی رکھ رہی تھی۔

ٹھیک ہے میرا بچہ مجھے بتاؤ کہ کیا کھانا ہے آپ نے میں آپ کے لیے ابھی لے کر آجاتا ہے زرم نے مہزلہ سے پوچھا تو مہزلہ نے جٹ سے کہا تھا کہ مجھے دال مکنی کھانی ہے اور ساتھ مجھے چاکلیٹ بھی چاہیے۔

میری جان بیوی اپنے شہروں سے فرمائشیں کرتی ہے کہ انہیں بریانی کھانی ہے بروسٹ کھانا ہے یہ پھر مہنگے ریسٹورانٹ میں جا کر انہیں کھانا کھلائیں

لیکن یہاں پہ میری بیوی کی معصومیت تو دیکھو کہ میری بیوی نے دال مکنی کھانی ہے زرم نے مسکراہٹ دباتے کہا تو مہزل نے بھی نروٹے پن سے گردن اس کی طرف سے گھمائی تھی۔۔

اچھا میری جان ناراض کیوں ہوتی ہو جو کچھ بھی کھانا ہے اپ نے میں اپ کے لیے وہ لے اتا ہوں زرم خانزادہ نے اس کی ناک کی ٹیپ پر اپنے لب رکھتے کہا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا ساتھ ہی ساتھ اس نے ملازم کو کال کر کے جلدی سے دال مکنی اور ساتھ ہی ساتھ اس کے لیے گرم گرم روٹیاں بھی لانے کے لیے کہا تھا اور ملازم نے بھی کہا تھا کہ وہ اگلے 10 منٹوں میں لے کر آجائے گا۔۔

بس میری جان اب میرے پاس آجاؤ اور مجھے بھی تھوڑا سا سکون حاصل کر لینے دو اپ کا کھانا دس منٹ کے بعد آجائے گا زرم نے مہزل سے کہا اور ساتھ ہی بیڈ کے پشت سے ٹھیک لگاتے اسے اپنی باہوں میں بھر کر سینے سے لگالیا۔۔

مجھے مجھے نیچے اتارے پلیز مہزلہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تھا ایسا نہ ہو کہ کہیں اس کے سفید کرتے پر نشان لگ جائے اور اس کے کپڑے خراب ہو جائے اسی لیے مہزلہ نے بوکھلاتے ہوئے زرم سے کہا تھا۔

کوئی بات نہیں میری جان ادھر ہی رہو زرم نے اسے ایسے ہی اپنی گود میں بٹھائے رکھا اور اسے سینے سے لگا کر چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے سکون محسوس کرنے لگا جانتا تھا کہ وہ ڈر رہی ہے کہ کپڑے خراب نہ ہو جائے لیکن اگر ہو بھی جاتے تو کیا ہو جاتا وہ بھی تو اس کی بیوی تھی اس کا چھوٹا سا بچہ تھا تو اب اپنی بیوی کے لیے بھی اتنا تو کر سکتا تھا اور اپنے سکون کے لیے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا تو اگر بائے چانس ایسا کچھ ہو بھی جاتا تو وہ چیخ کر لیتا ہے اس میں اتنی بڑی بات نہیں تھی۔

زرم خانزادہ شدت سے اسے اپنے سینے میں بھیچے اس کی کمر کو بار بار اپنے ہاتھوں سے رب کیے جا رہا تھا تاکہ وہ پر سکون ہو سکے لیکن مہزلہ کے

گھبرائے گھبرائے سے چہرے کو دیکھ کر زرم نے مسکراہٹ دباتے اس کے ماتھے پر دوبارہ سے بوسہ دیا تھا۔

میری جان یہ سکون کے لمحات ہیں تو اس میں سکون حاصل کرو اس طرح سے اگر گھبراہٹ کو اپنے اوپر طاری کر لو گی تو کچھ بھی نہیں ہو گا اسی لیے پر سکون ہو جاؤں زرم نے کہا ساتھ ہی اس کے لبوں پر ایک بے باک جسارت کرتے ہوئے اس نے مہزلہ کو منٹوں میں ہی سرخ کر دیا تھا اور اب کی بار اس کے سرخ چہرے پر شادابی اور کھلکھلاتے ہوئے مناظرات وہ دیکھ کر زرم کا دل خوش ہو گیا تھا مہزلہ کو سرخ کرنے کے لیے تو اس کا ایک لمس ہی کافی تھا بلا اسے کسی اور چیز کی ضرورت ہی کہاں تھی زرم نے سوچا ساتھ ہی دوبارہ سے اس کا سراپ کے سینے پر رکھ لیا تھا۔

《~~~~~》

عنایا میری جان اور شاپنگ کرنی ہے یا پھر یہی سب کچھ بہت ہے کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو لے لو ملیار خانزادہ اپنے ہاتھوں میں ڈھیروں شاپنگ بیگز

پکڑے عنایہ سے بول رہا تھا جو اس سے منہ پھولائے پھولائے ابھی تک
ادھر سے ادھر پھر رہی تھی ملیار خانزادہ نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کو
شادی سے پہلے ہی ساری شاپنگ کمپیٹ کروالے گا لیکن پولیس سٹیشن
میں کسی ضروری کیس کے اجانے پر وہ ادھر اتنا مصروف ہوا کہ آج جا کر
اسے فرصت ملی تھی اور آج ہی وہ عنایہ کو اپنے ساتھ شاپنگ مال لے کر آیا
تھا اب کل مہندی کا فنکشن ہونے والا تھا تو اس کی بیوی کو شاپنگ بھی تو
کروانی تھی اس نے اور اس کی بیوی بلا کسی سے کم نہیں کیا اسے بھی تو
بھرپور سب کے ساتھ ہی تیار ہونا تھا اسی لیے تینوں دنوں کے لیے اپنے
ڈریسز کو سلیکٹ کرنے کے بعد سنڈلز اور شوز لینے کے بعد اب وہ ادھر
سے ادھر جو لری کے لیے پھر رہی تھی۔۔

اپ تو مجھ سے بات ہی نہ کریں میں نے جو بھی لینا ہو گا میں خود لے لوں گی
میرے ہسبینڈ کا کریڈٹ کارڈ ہے میرے پاس اسی لیے آپ چپ رہیں اور

دور دور ہو جائیں مجھ سے عنایہ خانزادی نے نروٹے پن اور ناراضگی لیے
لہجے سے کہا تو ملیار خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔

میری جان بول تو ایسے رہی ہو جیسے تمہارا ہسبینڈ تم سے سات سمندر پار
بیٹھا ہے اور اس نے اب تک کریڈٹ کارڈ ہی بس تمہیں دیا ہے بھئی شکر ادا
کرو تمہارے پاس ہوں اور قریب کیوں نہ اؤ میں تمہارے بیوی ہوں تم
میری ملیار خانزادہ نے مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھیرتے کہا تھا۔

اب اپ دور ہو جائیں مجھ سے شاپنگ کر لینے دے عنایہ خانزادی نے
مسکراتے ہوئے ملیار کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کیا تھا تو ملیار
نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ پکڑے جو لری شاپ کے اندر
لے کر چلا گیا تھا اور اس کے لیے خوبصورت خوبصورت سے نیکلس دیکھنے
لگاتا کہ وہ اپنی بیوی کو گفٹ کر سکے۔

پسند کرو میری جان جو بھی چاہیے ہو ملیار خانزادہ نے عنایہ خانزادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عنایہ خانزادی نے بھی اس کی طرف دیکھتے کہا کہ یہ تو گولڈ ہے لیکن مجھے کپڑوں کے ساتھ میچنگ جیولری لینی ہے۔۔

میری جان یہ تو بس میں اپنی طرف سے اپ کو گفٹ دے رہا ہوں یہ لے لو اس کے بعد پھر میچنگ جیولری بھی لے لینا اپ اپنے ڈریسز کے ساتھ ملیار خانزادہ نے دو انگلیوں سے اس کے گال کو چھوتے کہا تو عنایہ خانزادی نے بھی ہاں می سر ہلایا تھا کسی نے ان کی حرکت کو اتنا غور نہیں کیا تھا کیونکہ عنایہ خانزادی اس وقت بڑے سے چادر میں اپنے وجود کو چھپایا چہرے پر نقاب کیے کھڑی تھی۔۔

ٹھیک ہے پھر تو سامنے پڑے نکلس کو دیکھتے کہا تھا وہ اتنے خوبصورت خوبصورت تھے کہ عنایہ کا دل چاہا کہ وہ سارے ہی اپنے ساتھ اٹھا کر گھر لے جائے۔۔

کیا ہوا پسند نہیں رہا تقریباً پانچ منٹ گزرنے کے بعد ملیار نے دوبارہ سے اپنے فون کو پاکٹ میں رکھتے ہوئے عنایہ کی طرف متوجہ ہوتے کہا تھا تو عنایہ نے نقاب سے ہی لاڈ سے نچلا لب مرورتے ہوئے ناں میں سر ہلایا تھا اور ملیار خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں سے ہی اس کے لاڈ کو بانپ لیا تھا کہا کہ کوئی بات نہیں میں سلیکٹ کر لیتا ہوں اپنی چھوٹی سی جان کے لیے۔۔

ملیار خانزادہ نے ایک نیکلس کو اس کے سامنے رکھ کے کہا کہ یہ لے لو اور عنایہ خانزادی نے واقع ہی وہ نیکلس لے بھی لیا تھا کیونکہ اب وہ اس کا ہسبینڈ تھا اسے گفٹ کر رہا تھا تو اسے لینا چاہیے تھا اور ویسے بھی وہ نیکلیس سامنے پورے نیکلیسز سے نہایت نفیس سا نازک نازک سا گولڈ کا بنا اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ عنایہ کا بھی اس پر دل اچکا تھا۔۔

پسند ہے ملیار خانزادہ نے عنایہ خانزادی سے کہا تو اس نے بھی ہاں میں سر ہلایا تو ملیار نے پیمینٹ کرتے ہوئے نیکلس کو پیک کر دیا اور ساتھ ہی اسے

اب دوسرے جو لری شاپ کے اندر لے کر چلا گیا تاکہ وہ اپنے ڈریسز کے ساتھ میچنگ جو لری وغیرہ لے سکے۔۔

ہوئی شاپنگ کمپلیٹ اب بس بھی کر دو یا مجھے تو مزید بھوک لگ رہی ہے ملیار خانزادہ نے تقریباً ایک گھنٹے بعد عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عنایہ کو اپنے معصوم سے شوہر پر رحم اگیا تھا اور کہا کہ جی جی ہو گئی ہے شاپنگ کمپلیٹ چلیں چلتے ہیں فوڈ ایریا کی طرف مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے۔۔

ہاں اجاؤ شکر ہے تمہیں میری معصوم سی شکل پر ترس اگیا ملیار خانزادہ نے اس کا ہاتھ پکڑا ساتھ ہی ساتھ اپنی پیٹ کی پاکٹ سے موبائل کو نکالتے ہوئے ملازم کو فون کرتے سارے شاپنگ سیگس ان کے حوالے کرتے فوڈ ایریا کی طرف جا کر اب سکون سے دونوں فاسٹ فوڈ کھانے لگے تھے۔۔

کیا خیال ہے اج رات ادھر ہی فلیٹ میں نہ گزار دیں ملیار خانزادہ نے برگر کا بائٹ لیتے ہوئے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو فرائز کھا رہی تھی۔۔

بالکل بھی نہیں ابھی اتنی رات بھی نہیں ہوئی کہ ہم حویلی کے لیے نکل نہ سکے جانتی ہوں کہ پہنچتے پہنچتے دیر ہو جائے گی لیکن یہاں پہ تو بالکل بھی نہیں رکھنا عنایہ نے کچھ رات پہلے والا منظر یاد کیا تو خوف سے جھر جھری لی تھی یہاں اسلام آباد کے فلیٹ میں تو وہ اس کی چیخیں نکلوادیتا تھا اسی لیے اس نے یہاں پر بالکل بھی نہیں رکنا۔

میری جان گھبرا کیوں رہی ہو پر دمس بہت نرمی سے کروں گا کہ جو کچھ بھی کروں گا ملیار خانزادہ نے اس کی آنکھوں میں خوف کو دیکھتے ہوئے بے باکی سے ایک آنکھ دباتے کہا تھا ساتھ ہی مسکراہٹ بھی دبئی تھی جانتا تھا کہ وہ کیوں ڈر رہی ہے آخر یہ سب کچھ اسی کا کیا دراتو تھا اگر وہ اس سے نہیں ڈرتی تو مزید کیا کرتی۔

ٹھیک ہے اپ یہیں پہ رک جائیں میں ملازم کے ساتھ اکیلی ہی حویلی چلی جاؤں گی عنایہ نے اس بار اسے دھمکی دی تھی کہا تو ملیار خانزادہ فوراً سے لائن پہ آیا تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے یاد مٹھی کیوں دے رہی ہو ملک کی وزیراعظم تھوڑی
ہو تم جو تمہاراہر حکم چلے گا مجھ پر ملیار خانزادہ نے گھور کر اس کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ملک کی وزیراعظم نہ سہی تمہاری وزیراعظم میں ہی ہوں اور تمہارے دل
کی بھی اس لیے زیادہ ادھر ادھر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اکیلی حویلی
چلی جاؤں گی پھر سب کو جواب دیتے رہنا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے اب اگر کھالیا ہو سب کچھ تو چلیں عنایہ خانزادی سے
کہتے ملیار خانزادہ نے ناراض ناراض سے لہجے میں کہا تھا۔

نہیں ابھی تو مجھے بھوک لگ رہی ہے اگر دیر ہو رہی ہے تو ایسا کریں کہ یہ
سب کچھ پیک کروالیں میں گاڑی میں ہی کھالوں گی عنایہ نے جلدی جلدی
سے ملیار سے کہا تھا اور ملیار نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا کیونکہ وہ نقاب میں
انکفر ٹیبل ہو کر کھارہی تھی گاڑی کے شیشے بلیک تھے تو وہ ایزلی نقاب ہٹا
کر کھا سکتی تھی اس لیے ویٹر کو بلا کر بل دیتے اور ساتھ باقی کا کھانا پیک

کروانے کا کہتے وہ اب انتظار کرنے لگا کہ ویٹر کھانا لائے تو وہ لوگ چلتے بنے۔۔

ملیار خانزادہ مسکراتے ہوئے عنایہ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جو اس کی آنکھوں سے پزل ہوتی یہاں سے وہاں اپنا دھیان لگانے کی ناکام سی کوششیں کر رہی تھی لیکن پھر بھی ملیار خانزادہ کی بے باک نگاہیں اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔

پلیز نا یہاں دیکھنے کی کیا ضرورت ہے عنایہ نے کنفیوز سے شکل بناتے کہا تو ملیار خانزادہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ساتھ ہی ویٹر باقی کا کھانا پیک کر کے لایا تو ملیار خانزادہ نے ایک ہاتھ میں کھانے کا شوپر تو دوسرے ہاتھ میں عنایہ کا ہاتھ پکڑے اپنے گاڑی کی طرف چل دیا تھا۔۔

زربش اور بصیر خانزادہ کا مہندی کا فنکشن شام سات بجے سے سٹارٹ
ہونے والا تھا اور اس وقت چھ بج رہے تھے سارے گھر میں ہی ملازمہ ادھر
سے ادھر بھاگ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ زرم خانزادہ برلاس خانزادہ اور
ملیار خانزادہ کی بھی بھاگ دوڑ پوری حویلی میں مچی ہوئی تھی پوری حویلی کا
کھونا کھونا سجاتے ان لوگوں کی بس ہو گئی تھی لان کو پوری طرح سے
خوبصورتی سے مہندی کے حساب سے سجایا گیا تھا کہیں پر بھی کرسیاں
نہیں رکھی گئی تھی بس بزرگوں کے لیے ایک سے دو صوفے کا انتظام کیا گیا
تھا باقی جو بھی بنگ جزیشن تھی ان کے لیے کارپٹ سجا کر اور ساتھ ہی ان
پر پیچھے بڑے بڑے سے تکیے رکھتے ماحول کو مزید خوبصورت بنانے کی ایک
کوشش کی تھی اور بیچ میں کھاوا جو کہ پٹھان بہت شوق سے پیتے ہیں اور
ساتھ ہی ساتھ ڈرائی فروٹس کی ایک بڑی ٹرے جگہ جگہ پڑی ہوئی تھی
سوات میں اس وقت سردی عروج پر تھی اور اس وقت سردی میں ڈرائی
فروٹس کے ساتھ کھاوا پینے کا الگ ہی مزہ اجانا تھا لوگوں کو۔

لان کو اس قدر خوبصورتی سے سجایا گیا تھا زرم خانزادہ نے خاص کئی ویڈنگ
پلینر کو اسلام آباد سے آنے کے لیے کہا تھا حویلی تو واقعی پہلے ہی کافی پرکشش
تھی اور اب وہ مزید سجانے کی وجہ سے پوری سوات کے شہر میں جگمگ
کرتی سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی پوری دلہن کی طرح تیار
حویلی کی اونچی اونچی دیواروں کو لاسٹوں سے سجایا گیا تھا جس کی وجہ سے
جگمگ کرتی وہ مزید لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھ رہی
تھی۔۔

ویڈنگ پلینر کی محنت کو ایپریشیٹ کرنے کا دل ہر کسی کا چھا رہا تھا کیونکہ
ان لوگوں کی محنت رنگ لائی تھی اس قدر خوبصورتی سے سب کچھ سجایا
گیا تھا اور اپنا کام بھی بالکل وقت پر کمپلیٹ کیا تھا۔۔

زرم خانزادہ ساری تیاریوں میں اس قدر مصروف تھا کہ وہ مہزلہ کی شاپنگ
بالکل ہی بھول گیا تھا اور اس وقت بھی اس کے دماغ میں یہ نہیں ا رہا تھا کہ

مہزلہ پہنے گی کیا اور اس وقت بھی وہ اپنی بہن کے شادی کی تیاریوں میں مصروف شاپنگ کو سرے سے ہی بلا بیٹھا تھا۔۔

اور دوسری طرف مہزلہ جو انتظار میں تھی کہ شاید اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تو زرم نے اس کے لیے ان لائن شاپنگ کی ہوگی اور وہ گھرا جائیں گے لیکن اب مزید مہندی کی نائٹ سٹارٹ ہونے میں صرف ایک گھنٹہ رہ گیا تھا اس کی آنکھوں میں بار بار انسوار ہے تھے جسے وہ زبردستی بے دردی سے اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرتی دل میں انیں سارے خدشات کو جھٹک رہی تھی۔۔

نہیں نہیں ضرور انہوں نے دیر کی ہوں گی ان لائن ڈلیوری میں تھوڑی سی دیر ہوگئی ہوگی ویسے بھی ان لائن کا جنجھٹ ہی بہت زیادہ ہے اگر وہ مصروف نہ ہوتے تو مجھے مال میں ہی لے کر چلے جاتے ضرور انہوں نے میرے لیے ڈریسز ان لائن ہی آرڈر کی ہوں گی اسی لیے دیر ہو رہی ہوں گی کچھ بھی غلط مت سوچو انشاء اللہ وہ لے آئیں گے مہزلہ بار بار اپنے دل میں

اےیں برے خیالات کو جھٹکتے انسو سے بھری آنکھوں کو بے دردی سے
صاف کرتے خود سے بڑ بڑا رہی تھی۔۔

اس معصوم سی گڑیا کو کیا پتہ تھا کہ آج اس کا چھوٹا سادل زرم نے بے دردی
سے توڑ لیا تھا کہ وہ اس کے لیے کوئی شاپنگ ہی نہیں کر پایا حتیٰ کہ وہ تو
سرے سے اسے بھول ہی بیٹھا تھا۔۔

دوسری طرف زرم کی غلطی تو تھی لیکن وہ جس قدر حویلی کے انتظامات
اور فنکشن کرنے میں مصروف تھا اسے الزام نہیں دیا جاسکتا تھا کبھی ایک
کام تو کبھی دوسرا کام اوپر سے افس کا اتنا سارا برڈن اس پہ بڑا ہوا تھا کہ اسے
بالکل ہی اگر کوئی خود سے بات یاد نہیں دلاتا تو اسے یاد نہ تھا کچھ بھی اس کا
سارہ ذہن اس وقت حویلی میں ہونے والے فنکشن پر تھا صبح سے تو ایک
منٹ کی سانس بھی وہ نہیں لے پایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بالکل ملیر اور
برلاس کی بھی یہی حالت ہو رہی تھی وہ دونوں بھی اس کے ساتھ برابر کام
میں شریک تھے۔۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا مہزلہ کانٹھا سادل بیٹھتا جا رہا تھا اب وہ مزید
مہندی کے فنکشن سٹارٹ ہونے میں صرف اور صرف ادھا گھنٹہ رہ گیا تھا
اب دل برا کرتے ہوئے اداس سا چہرہ لیے وہ اٹھی اور اپنے الماری کی
طرف بڑھتے ہوئے کوئی ڈریس سلیکٹ کرنے لگی تاکہ وہ مہندی کے
فنکشن میں تیار ہو سکے اپنی اداسی اور ناراضگی وہ کسی پر بھی ظاہر نہیں کرنا
چاہتی تھی وہ ہمیشہ سے ہی ایسی ہی تھی اگر کسی سے ناراض ہوتی یا پھر اداس
ہوتی تو اپنے چہرے کے ایکسپریشن بالکل سپارٹ تاثرات رکھتی تھی بس
اپنی آپنی کے سامنے ہی اپنے جذبات کا اظہار کرتی تھی اور اسے پتہ تھا کہ
اس کی آپنی 10 سے 20 منٹ میں پہنچنے ہی والی ہے چار گھنٹے پہلے جہاں اس
نے اپنی آپنی سے فون پہ پوچھا تھا تو مہزلہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایرپورٹ پر
ہے اور بس کچھ ہی ٹائم میں وہ لوگ حویلی پہنچ جائیں گے اسلام آباد سے
سوات تک کا راستہ بھی کافی فاصلے پر تھا اب پہنچتے پہنچتے دیر سویر تو ہو ہی جانی
تھی ان لوگوں کو اسی لیے مزید اب اگر وہ تیار بھی نہیں ہوئی تو زریش کا

موڈ بھی اف ہو جانا تھا کیونکہ یہ دن اس کے لیے کافی سپیشل تھا اور خود سے
جڑے منسلک لوگوں کو وہ بالکل بھی ادا اس نہیں دیکھ سکتی تھی اور دوسری
طرف اس کی آپنی اتنے دور سے اتنی خوشی والے دن گزار کر رہی تھی وہ
نہیں چاہتی تھی کہ گھر میں اینٹر ہو کر ہی اسے دیکھ کر وہ ادا اس ہو جائے۔۔
کپڑے تو اس کے پاس بہت سارے تھے لیکن نوڈاؤٹ کہ تھے سب
پرانے جو وہ کہیں نہ کہیں ایک نے ایک بار پہن چکی تھی اپنا ایک لائٹ پیج
کلر سا ڈریس نکالتے ہوئے اس نے دیکھا کہ یہ مہندی کے لحاظ سے بالکل
فٹ تھا نہ زیادہ اور لگ رہا تھا اور نہ زیادہ سمپل ڈریس کے دامن پر سمپل
سی بارڈر والی کڑھائی کا کام ہوا تھا اور دوپٹہ اس کا کافی بھاری تھا یہ ڈریس وہ
ایک بار کسی فنکشن میں کیری کر چکی تھی لیکن ابھی اسے یاد نہیں رہا تھا
لیکن پہن وہ ضرور چکی تھی کیونکہ اس ڈریس میں اس کی پکچر ابھی تک
اور زلہ کے موبائل میں سیف تھی۔۔

بے انتہا اداس دل کے ساتھ وہ واش روم شاور لینے چلی گئی تاکہ بعد میں وہ تیار ہو سکے اس کا اپنا دل تو اداس تھا لیکن وہ کسی اور کو بالکل بھی اداس نہیں دیکھنا چاہتی تھی اسی لیے وہ پرانے ڈریس میں ہی میج کر سکتی تھی باقی تو وہ نرم سے اس قدر ناراض تھی کہ اس کے بارے میں وہ اب کسی سے بات کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتی تھی۔۔

《~~~~~》

زرباش خانزادی اس وقت ڈریسنگ ٹیبل کے مرر کے سامنے چیئر پر بیٹھی پالروالی کو دیکھ رہی تھی جو مہارت سے اپنا کام کرتے ہوئے اپنی کارکردگی دکھاتے اس کے چہرے کے نین نقش کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی میک اپ کر کے۔۔

مہندی کا ڈریس اس نے اس وقت پہنا ہوا تھا گرین کلر کالونگ بھاری سا فرائیڈ جس پر جگہ جگہ بھاری نگوں سے کام کیا گیا تھا دوپٹے کو فحال اس

نے سائیڈ پر رکھا تھا میک اپ کمپلیٹ ہو جانا تھا جو لری کے بعد وہ اپنے
دوپٹے کو پالروالی سے ہی سیٹ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اور کتنا ٹائم لگے گا کب سے میں بیٹھی ہوں میں تھک گئی ہوں زریش
خانزادی نے تھک کر یہ تیسری بار پوروالی سے پوچھا تھا وہ پچھلے ایک گھنٹے
سے بیٹھی ہوئی تھی بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر اکڑ چکی تھی مزید اب وہ تھک گئی
تھی آرام کرنا چاہتی تھی جانتی تھی کہ اب مہندی کا فنکشن سٹارٹ ہو گا تو
رات دیر تک چلے گا۔۔

جی جی میم بس ہو گیا ہے لپسٹک رہتی ہے اپ کی وہ لگالوں اس کے بعد اپ
آرام کر لیجئے گا اور جو لیری بعد میں پہن لینا پوروالی نے زریش کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تو زریش نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

جی بھئی تو ہماری برائڈ ابھی تک تیار نہیں ہوئی عنایہ خانزادی بلیک کلر کا
لانگ فرائک پہنے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے دو شرارتی لٹوں کو اپنے

چہرے پر لٹکائے ہلکا سا میک اپ کیے دوپٹے کو سٹائل سے کندھے پر
لٹکائے زربش کے کمرے میں داخل ہوتے بولی تھی۔۔

ارے واہ میں تو برائٹ ٹوپی ہوں لیکن ہماری جو برائٹ رہ چکی ہے جس کی
شادی ہو چکی ہے وہ تو لگتا ہے کہ آج اپنے شوہر پر بجلیاں گرانے کا ارادہ
رکھتی ہے اتنا پیارا کون لگتا ہے زربش خانزادی نے عنایہ کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تو عنایہ کی کلھکلاہٹ اس کے کمرے میں گونجی تھی زربش بھی
مسکراتے ہوئے پولروالی کو جلدی کا اشارہ کرتے اپنے لپسٹک لگانے کا بتا
رہے تھے۔۔

بس دیکھ لیں آپی میں تو ہوں ہی خوبصورت کچھ بھی پہن لوں تو وہ جج ہی جاتا
ہے عنایہ خانزادی نے مغرور سا ہوتے کہا ساتھ ہی اپنے بالوں کو پیچھے
جھٹکتے ایک ادا سے کہتے ہوئے وہ اب زربش کے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔۔
ہمم، ہممم اس وقت زربش کی لپسٹک لگ رہی تھی اسی لیے صرف ہم پر اکتفا
کرتے ہوئے اس نے عنایہ کو بعد میں جواب دینے کا سوچا تھا۔۔

اور زلک اور آرش لالا لوگ اگتے ہیں کیا لپسٹک لگنے کے بعد زریش
خانزادی نے صوفے کی طرف بڑھتے اپنا سارا سامان صوفے سے اٹھاتے
بیڈ پر رکھتے ہوئے صوفے پر لیٹتے عنایہ سے پوچھا تھا۔

پتا بھی عنایہ مزید کوئی جواب دیتی کہ اور زلہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر
داخل ہوئی تھی اپنے کپڑوں کے ساتھ ہی۔

جی جی پہنچ گئی ہوں میں یہ لیں میں بھی اگئی آپ کی مہندی نائٹ کو مزید
سپیشل بنانے کے لیے اور زلہ نے کمرے میں داخل ہو کر چہک کر کہا تھا
زریش اور عنایہ نے اور زلہ کے چمکتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر دل میں شکر
ادا کرتے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا تھا دونوں اٹھ کر اس کے
قریب ہوئی اور گلے لگاتے ہوئے اسے ڈریسنگ ٹیبل پر پولروالی کے پاس
ہی بٹھالیا تھا کہ اب وہ اپنا میک اپ کروائیں۔

یار بہت ظالم ہو تم لوگ اتنا لمبا سفر طے کر کے آئی ہوں تو تھوڑا سا آرام تو
کرنے دیتے ڈائریکٹلی میک اپ کرنے کے لیے بیٹا دیا ہے اور زلہ نے

دونوں کو شکایتی انداز میں دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں نے ہی مسکراتے ہوئے
اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

تم سب لوگ یہاں ہو تو میری گڑیا کہاں پر ہے اور زلہ نے بے چین ہوتے
مہزلہ کے بارے میں زریش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی ہو گی ابھی تھوڑی دیر تک اجائے گی زریش
نے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا تو اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا
اسے مہزلہ سے ملنے کی جلدی تھی لیکن وہ پہلے یہاں پر آگئی تھی تاکہ براڈ ٹو
بی کو بھی تو دیکھ سکے کوئی نہ وہ تیار ہو کر دوبارہ مہزلہ کے پاس جانے کا ارادہ
رہتی تھی۔

چلو زریش اب آرام کر لیا ہے اب جلدی سے اٹھو اور جو لیری اور دوپٹے کو
سیٹ کروالو دیر ہو رہی ہے نیچے بھی چلنا ہے اور زلہ نے تیار ہونے کے بعد
اپنے دوپٹے کو کندھے پر سیٹ کرتے ہوئے زریش سے کہا تھا جواب تک

موبائل میں سکرولنگ کرتے ہوئے صوفے پر آرام دہ انداز میں لیٹی آرام فرما رہی تھی۔۔

ہاں یار بس اٹھتی ہوں اتنی زبردست نیند ارہی ہے ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جس کی بھی شادی ہو اسے نیند کیوں آجاتی ہے فنکشن کے وقت زریش نے منہ بسورتے کہا اس کے نین نقش اس قدر اٹریکٹو اور خوبصورت لگ رہے تھے کہ اس کے منہ چھڑانے پر عنایہ اور زلہ نے بے ساختہ ہی ما شاء اللہ کہتے ہوئے اس کی نظر اتاری تھی۔۔

یار اب تم دونوں بس بھی کرو اتنی بھی کوئی خوبصورت نہیں لگ رہی میں خوبصورت تو میں تب لگوں گی جب مجھے دیکھ کر وہ کریک دماغ والا بے شرم خانزادہ بے ہوش ہو جائے گا زریش خانزادی نے کھلکھلاتے ہوئے بصیر خانزادہ کو بے شرم کہہ کر مخاطب کیا تو اور زلہ اور پالروالی کا قہقہہ گونجا تھا البتہ عنایہ نے نروٹے پھن سے زریش کی طرف دیکھا تھا وہ اس کے لالا کو بے شرم بول رہی تھی تو اسے تو برا لگتا ہی تھا نا۔۔

زربش آپی اپ میرے لالا کے بارے میں ایسا نہ بولیں مجھے بہن سے نند
بننے پر مجبور نہ کریں اور میں بالکل بھی اچھی نند نہیں بنوں گی اپنے بھائی سے
اور ماما سے اپ کی بہت ساری چغلیاں کروں گی اور اپ کو ہر وقت ستاتی
رہوں گی عنایہ نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے کیوٹ سے ایکسپریشن
سے ذربش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس بار پالروالی زربش اور اورزلہ کا
قمقہ بے ساختہ تھا۔

اوہو لگتا ہے کہ میرا بچہ ناراض ہو گیا ہے چلو او یہاں نہیں کرتی تمہارے
اس بے شرم لالا کو اس طرح سے مخاطب زربش نے مسکراہٹ دباتے کہا
ساتھ ہی اس کا گال کھینچتے ہوئے دوبارہ سے بصیر کو اسی نام سے مخاطب کیا تو
عنایہ نے ناراض سی شکل بنا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

اچھا یار میری معصوم سی نند تو بہ میری نہیں تو کہتی میں تمہارے بھائی کو
بس زربش نے ہاتھ اٹھاتے کہا تو اس بار عنایہ کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ
آئی تھی۔

پولروالی نے جلدی سے اگے بڑھتے خوبصورت سی جیولری اسے پہناتے
اس کے بالوں کو ٹائٹ سے جڑے میں قید کیا تھا ساتھ ہی دوپٹے کو جوڑے
پر ٹکاتے ہوئے بہت ساری پینس کے ساتھ ایڈجسٹ کرتے دوپٹے کے
کونوں کو زریش کے استینوں سے اٹیچ کر لیا تھا اور اس طرح سے دوپٹے کو
اس سٹائل میں سجاتے ہوئے دوپٹے اور فرائ کی الگ ہی لک نظر آرہی
تھی۔۔

واؤمان گئے اپ کو پولروالی آپنی عنایہ نے پولروالے کو اس خطاب سے بلایا تو
اس بار چاروں کا ہی کمرے میں قہقہہ گونجا تھا۔۔
ٹک ٹک میں اندراجاؤں زرم خانزادہ نے کمرے کا دروازہ ناک کرتے
ہوئے پوچھا تھا تو زریش نے جلدی سے اگے بڑھتے ہوئے دروازہ خود ہی
اپنے لالا کے لیے کھول لیا تھا۔۔

زربش دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اپنے لالا کے سامنے کھڑی ان کی
انکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی زربش کو دیکھتے ہی حیرت سے انکھیں کھلی کی
کھلی رہ گئی تھی۔۔

کیا ہوا میں اچھی نہیں لگ رہی کیا لالا زربش نے کانپتے ہوئے دل سے پوچھا
تھا۔۔

تم کون ہو میں تو اپنی زربش گڑیا کو دیکھنے آیا ہوں زرم خانزادہ نے شرارت
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زربش کی انکھوں میں انسو چمکے تھے
اور اپنے بھائی کے سینے سے لگتے ہوئے اس نے انسو بہانا شروع کر دیے
تھے۔۔

اوہو گڑیا کیا ہو گیا ہے اب دوسرے گھر کو رخصت تھوڑی نہ ہو رہی ہے جو
اس طرح سے انسو بہا کر باقی سب کو بھی ایمو شغل کر رہی ہے زرم خانزادہ
نے پیار سے اپنی بہن کے بالوں پر لب رکھتے ہوئے اسے پر سکون کرنا چاہا
تھا۔۔

تو کس نے کہا کہ میں رخصت ہونے کے غم میں رو رہی ہوں زربش منہ
بسورتے ہوئے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اچھا میں جانتا ہوں کہ بصیر کی قسمت پھوٹنے والی ہے شاید اسی کے غم میں
اپر رو رہی ہے زرم خانزادہ نے مزید شرارت سے زربش کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تھا اس وقت زرم خانزادہ وائٹ کلر کا کرتا پہنے جو کہ اس کے
چسٹ کے ساتھ بالکل چھپکا ہوا اس کی باڈی کو مزید نمایاں کر رہا تھا استین
اس کے بائیسپ سے بالکل جڑے ہوئے تھے اس کرتے میں اس کا لمبا
دراز قد اور نفاست سے سجے ہوئے بالوں کو دیکھتے ہوئے وہ ہر لڑکی کا حسین
ساخواب بن رہا تھا۔

لالا زربش نے وارنگ کرتے ہیں نگاہوں سے اپنے لالا کی طرف دیکھا تھا
اور زرم نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بھروسہ دیتے ہوئے کہا
کہ میری لاڈلی بہن بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔

اچھا اور ہم خوبصورت نہیں لگ رہے لالا عنایہ خانزادی نے معصومیت
سے زرم لالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے مسکراتے ہوئے عنایہ
اور اور زلہ کے سر پر ہاتھ رکھا تھا کمرے میں ادھر سے ادھر نظر دوڑانے پر
اسے مہزلہ کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی کل سے کام میں مصروفیت کی وجہ
سے وہ اسے کل سے دیکھ ہی نہیں پایا تھا۔

چلیں آپ سب لوگ باتیں کریں میں مہزلہ سے مل کر آ جاؤ اور زلہ نے ان
لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر قدم بڑھانے کے لیے
ایک قدم اٹھایا ہی تھا کہ مہزلہ خود ہی دروازہ کھول کر اندر آ گئی تھی۔
پیچ کلر سے سمپل سی قمیض شلوار میں اور باری دوپٹے سے تنگ لا پرواہی
سے کندھے پر یوں ہی چھوڑے بالوں کو سائٹ مانگ نکال کر سیٹ کیے وہ
دُ لے دُ لے چہرے کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

سب لوگوں کی نظر بے ساختہ ہی اس گڑیا کی طرف اٹھی تھی جو بنامیک
اپ کے ہی ان سب کومات دے چکی تھی اس وقت مہزلہ کے معصومیت
سے بھرپور بنامیک اپ کا چہرہ ان سب سے پیارا لگ رہا تھا۔

تم نے پرانے کپڑے کیوں پہنے ہیں کیا تم نے شاپنگ نہیں کی اور زلہ نے
بے اختیار اسے اس ڈریس میں دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ سے پوچھا تھا اور
مہزلہ اپنی آپنی کی آواز سن کر جلدی سے ان کی طرف بڑھتی ان کے سینے
سے لگ چکی تھی۔

اور زلہ کہ اس طرح سے مہزلہ سے بولنے پر کہ اس نے پرانے کپڑے
کیوں پہنے ہیں عنایہ اور زرش نے حیرت سے اور زلہ کی طرف دیکھا تھا وہ
سب ہی کنفیوز بھری نظروں سے مہزلہ کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔
اور زرم خانزادہ تو اپنی سانسیں ہی روک بیٹھا تھا یہ اس نے کیا کر دیا تھا اپنی
بہن کے شادی کی تیاریوں میں وہ اس قدر مصروف ہو چکا تھا کہ اپنی منکوحہ
کے لیے اس نے کوئی شاپنگ ہی نہیں کی تھی بے اختیار ہی اس کو کمرے

میں گھٹن سی ہونے لگی تھی اہسہ اپنی زیر پر اتنا بڑا بوجھ وہ کس طرح سے برداشت کر پائے گا اور زلہ کی روئی روئی سی سرخ آنکھیں بہتی ہوئی ناک اور اس کی سرخ سے گال کو دیکھتے ہوئے زرم خانزادہ کو مزید گلٹ نے اگھیرا تھا۔

وہ اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو شادی کے لیے شاپنگ ہی نہیں کروائی اور اس کی بیوی اس کی بہن کے مہندی والے دن اس کی لاپرواہی کے نتیجے میں پرانے کپڑے پہنے بیٹھی تھی یہ احساس اس کی جان نکال رہا تھا شدت ضبط سے اس نے اپنی آنکھوں کو میچ لیا تھا مہزلہ کی آنکھوں میں ناراضگی اپنے لیے وہ بالکل بھی نہیں دیکھ سکتا تھا یہ اس نے کیا کر دیا تھا شٹ شٹ اپنے دل میں بہت ساری سوچوں کو لیے ہوئے زرم خانزادہ مہزلہ کو ہی دیکھ رہا تھا جو انسو بہاتے اپنی آپی کے گلے لگے تھے۔

اوہو مہزلہ کیا ہو گیا ہے یا راب تو تمہاری آپی اگئی ہے نا تو اب رونے کا کیا فائدہ خوشی خوشی ملوں نا عنایہ نے مہزلہ سے کہا تو مہزلہ نے بھی اپنے انسوں

کو صاف کیا تھا اور بغیر زرم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی اپنی سے کہا تھا کہ وہ
میں نے شاپنگ کی تھی بس ڈریس بہت زیادہ تنگ تھا تو اسی لیے میں نے یہ
پہن لیا مہزلہ نے بغیر زرم کی طرف دیکھتے ہوئے اور زلہ کو جواب دیا تھا تو
زرم کا گلٹ اور بھی زیادہ ہو گیا تھا سب کے سامنے اس نے جھوٹ بولا
صرف اس لیے تاکہ اس کی اپنی اور باقی لوگوں کے سامنے اس کی امیج
خراب نہ ہو جائے۔

چلو کوئی بات نہیں کل نیو کپڑے پہن لینا ٹھیک ہے اور زلہ نے اس کے
ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے بھی ہاں می سر ہلایا تھا۔
جاؤ اب جلدی سے جا کر میک اپ کر لو تاکہ پھر سب نیچے چلیں زریش نے
مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔
مجھے بالکل بھی میک اپ نہیں کرنا نیچے چلتے ہیں ویسے بھی دیر ہو رہی ہے
میں ایسی ہی ٹھیک ہوں مہزلہ نے آنکھوں سے آنسو بے دردی سے صاف

کرتے ہوئے کہا جس کی وجہ سے پہلے سے سرخ ہوا چہرہ مزید سرخ ہو گیا تھا۔۔

کیوں نہیں کرنا میک اپ میری جان لپسٹک تو لگالو صرف اور اتنی زور سے صاف کیوں کر رہی ہو چھوٹ لگ جائے گی تہمیں اور زلہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

نہیں نہ آپ میرا دل نہیں ہے پلیز نیچے چلیں مہزلہ نے روہان سے ہوتے لہجے میں کہا تو مزید وہ روئے نہیں اسی لیے سب نیچے کی طرف چلے گئے تھے زرم کی نظریں تو مہزلہ پر ہی ٹکی ہوئی تھی مہزلہ کی روئی روئی سو جی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر زرم کا اپنا دل اندر سے ویراں سا ہو گیا تھا وہ جو خوش تھا کہ اس کی بہن اپنے گھر کی ہونے جا رہی ہے اب ہر طرف سناٹا ہی سناٹا اس کے اندر پھیل گیا تھا اپنی بیوی کو وہ ناراض کر بیٹھا تھا اور ناراضگی بھی ایسی کہ وہ اس کی طرف دیکھ تک نہیں پار ہی تھی۔۔

اب وہ اسے کیسے منائے گا کچھ سمجھ بھی نہیں رہا تھا زرم نے بے چینی سے اپنی گردن کو رُب کرتے ہوئے سوچا تھا اور ساتھ ہی وہ باہر لان کی طرف ان سب کے پیچھے ہی نکل پڑا تھا۔

مہندی کا فنکشن خانزادہ حویلی میں اس وقت عروج پر تھا ابھی مہندی کی رسم سٹارٹ نہیں ہوئی تھی اور بس ہونی ہی والی تھی کیونکہ ابھی تک دولے راجہ کا کوئی اتنا پتا ہی نہیں تھا ویسے تو بہت سارے لوگوں کو بلایا گیا تھا بہت سارے کیا بلکہ پورے سوات کو ہی انوائٹ کیا گیا تھا اور لان کے بالکل درمیان میں پارٹیشن کو لگا کر مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ جگہوں کا انتظام کر رکھا تھا بصیر خانزادہ بھی اب تک مردوں والی سائیڈ پر اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا گپے ہانکنے میں مصروف تھا۔

یار مورے سے بولیں کہ اگر مہندی کا فنکشن سٹارٹ نہیں کرنا تو میں اندر جا کر سو جاتی ہوں اور اس بے شرم خانزادہ سے بولو کہ وہ شادی کسی اور سے کر لے یا پھر جو دوستوں کے ساتھ کھڑا گپے ہانکنے میں مصروف ہے انہی میں سے کسی ایک کو پکڑ کر ابھی کے ابھی ادھر ہی نکاح پڑو ادے زریش خانزادی نے تب کر عنایہ اور اور زلہ سے کہا تھا۔

زریش کی بات سن کر دونوں نے اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا واقعی میں ہی بصیر خانزادہ تو یہاں پرانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا پچھلے ایک گھنٹے سے زریش انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھی کہ مہندی کی رسم سٹارٹ ہو تو پھر تھوڑا سا ہلا گلا کر کے اپنے کمرے میں جاسکے لیکن یہاں تو اس کا بے شرم کرک دماغ والا خانزادہ انے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

عنایہ ذرا موبائل تو لا دو میرے کمرے میں صوفے پر ہی پڑا تھا زریش نے اس بار تپ کر عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خود بھی مسکراہٹ دبانے

میں مصروف تھی اس کی بات سنتی اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلاتی
اگلے ہی پل فورن سے حویلی کے اندر داخل ہو گئی تھی۔۔

زہے نصیب زہے نصیب کیا دیکھ لیا ہے میں نے یا اللہ مجھے اپنے گنہگار
انکھوں پر یقین نہیں ارہا کہ میں نے اپنی سویٹ سی بیوٹی فل سی وائف کو
دیکھ لیا ہے اتنا تیار ہوتے ہوئے مجھے اپنی تیاری دکھائے بغیر ہی کمرے سے
بھاگ گئی تھی عنایہ جیسے ہی سیڑھیوں سے اوپر جانے کے لیے جانے ہی
والی تھی کہ اسے اوپر سے اتے ہوئے ملیار خانزادہ نے دیکھتے ہوئے کہا تھا
ملیار خانزادہ کو دیکھ کر عنایہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

ملیار خانزادہ اس وقت وائٹ کلر کے کُرتے میں ملبوس بالوں کو جیل سے
سیٹ کیے گھڑی کو کلائی کی زینت بنائیں برانڈ ڈشوز پہنیں کرتے کے
استینوں کو کونیوں تک فولڈ کیے جس کی وجہ سے اس کے جسم کی وجہ سے
پھولے ہوئے رگیں واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی وہ اس وقت وائٹ
کلر میں عنایہ خانزادی کو بالکل ایک شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔۔

اب یہاں پر کیا کر رہے ہیں عنایہ نے اس کا دھیان اپنے اوپر سے ہٹانے کے لیے اس کا دھیان کسی اور طرف مبذول کروانا چاہا تھا۔

میں تو بس ویسے ہی کمرے میں آیا تھا اپنا موبائل اور پاکٹ اٹھانے لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ اتنا حسین نظارہ ملے گا مجھے ملیار خانزادہ اس کے پاس پہنچتے اس کے کمرے کے گرد اپنے دونوں بازو حائل کرتے اسے اپنی باہوں میں لیے سیڑھیوں پر ہی کھڑا ہو چکا تھا۔

ملیار کیا ہو گیا ہے کوئی اجائے گا چھوڑے مجھے عنایہ نے ارد گرد دیکھتے ہوئے بوکھلاتے ہوئے انداز میں اس کی کونیوں پر ہاتھ رکھتے اس کے باہوں کے حصار سے نکلنا چاہا تھا۔

چپ کرو کوئی بھی نہیں اے گا ہمیشہ ہی کوئی اجائے گا کوئی اجائے گی کہ رٹ لگی ہوئی ہوتی ہے تمہاری چھپ کر دور نہ ایک لگاؤں گا ابھی ملیار خانزادہ نے اس کی طرف مصنوعی سا گھورتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔

اب اپ مجھ پر ہاتھ اٹھائیں گے عنایہ خانزادی نے انکھیں پاڑے حیرت سے ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی تھی۔۔

ہاں ہاں میری جان میں کیوں نہیں تم پر ہاتھ اٹھاؤں گا اپنی حرکتیں دیکھو اپنے شوہر پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے کیا؟؟ چٹکی کیوں کاٹی تم نے میری ملیار خانزادہ نے اپنے بازو کو سہلاتے ہوئے کہا تھا لیکن ایک ہاتھ کے حصار میں ابھی بھی وہ تھی ملیار خانزادہ کا مضبوط ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد سانپ کی مانند لپٹا اسے اپنی باہوں میں لیے کھڑا تھا۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو اپنی تعریف تو سنتے جاؤ عنایہ نے جانے کے جلدی مچائی تو ملیار خانزادہ نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے شدت سے اسے اپنے سینے میں بینچتے سکون محسوس کیا تھا ساتھ ہی ساتھ جلدی سے چار کل کا ورد کرتے ہوئے عنایہ کی نظر اتار چکا تھا۔۔

عنایہ بالکل سٹل اس کی نظروں میں ہی دیکھتے رہے بوٹک انداز میں کھڑی تھی
سامنے شہزادوں سے آن بان رکھنے والا وہ شخص اس کے نصیب میں آیا تھا
جو ہر بار اس کی نظر اتارتے وقت قرآنی آیات کا ورد کرتا تھا اس سے بلا اور
خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے ایک عورت کے لیے کہ اس کا مرد اسے اتنی
عزت دے اور اسے اتنا چاہے ملیار خانزادہ تو ہر وقت اسے پرس
ٹریٹمنٹ دیتا رہتا تھا اس کے نخرے اٹھانا اس کی ہر بات میں بچوں کی طرح
اس کا ساتھ دینا اس کی باتوں کو نہایت ہی غور سے سننا چاہے وہ بات اس
کے معلومات میں اضافہ کرتے ہو یا نہیں لیکن عنایہ جب بول رہی ہو تو
ملیار خانزادہ پر فرض تھا اسے سننا۔

اب اب میں جاؤں کمرے سے زریش آپی کا فون اٹھانا ہے انہیں دینا ہے
عنایہ نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا تھا ملیار خانزادہ کی آنکھوں میں لوں
دیتے جذبات کو دیکھتے ہوئے عنایہ کا ننھا سا دل کانپ سا گیا تھا۔

رک جاؤ لیکن پہلے اپنی تعریف تو سنتی جاؤ جو ابھی میں نے اپنے انداز میں
نہیں کی ملیار خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے مومی سے گال پر اپنے لب
رکھتے کہا تو عنایہ خانزادی اس کے اتنے سے لمس پر ہی پوری طرح سے
سرخ پڑ گئی تھی۔۔

پلیز پلیز چھوڑیں کوئی اجائے گا عنایہ نے سسکتے ہوئے کہا تو ملیار خانزادہ نے
اپنی داڑھی کی چبن اس کی گردن پر محسوس کروائی اور ساتھ ہی اسے چھوڑ
دیا تھا۔۔

ملیار خانزادہ نے عنایہ کو دیکھا جو انکھیں بند کیے لرزتے ہوئے ٹانگوں کے
ساتھ کھڑی اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اس کی قمیض کو جکڑے
کھڑی تھی ملیار خانزادہ کا دل مزید ہستیاخ ہونے کا کر رہا تھا۔۔

بھاگ جاؤ یہاں سے ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں کھا جاؤں میری جان ملیار
خانزادہ نے شدت سے اپنے سر دلب عنایہ کے ماتھے پر رکھتے ہوئے اسے

کہا تو عنایہ نے اگلے ہی پل انکھیں کھولتے جلدی سے وہاں سے نود و 11 ہو گئی تھی۔۔

ملیار خانزادہ بھی مسکراتا اس کی پتلی سی کمر کو دیکھ کر رہ گیا تھا جو منٹ میں ہی وہاں سے غائب ہوتی اس کی انکھوں سے او جل ہو گئی تھی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکراتے وہ نیچے کی طرف بڑھتے مردوں والی سائیڈ پہ جانے کے لیے نکل گیا تھا۔۔

《~~~~~》

یہ لے آپی اپ کا فون عنایہ نے فون زریش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو زریش نے جلدی سے موبائل پر کرتے کال لسٹ میں جاتے ہوئے بصیر کو کال ملائی تھی۔۔

اسے اب میں سیدھا کرتی ہوں اتنا ہے کہ نہیں اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے زریش نے موبائل کان سے لگاتے کہا مہندی کے فنکشن میں اے سارے لوگ ہی اس خانزادی کو دیکھ رہے تھے جو گھبرانے یا شرمانے کے

بجائے بے باک بنتی موبائل کو اپنے کان سے لگائے اپنے ہی میاں کو فون ملا رہی تھی کہ وہ مہندی کی رسم میں بلااہہ کیوں نہیں رہا۔۔

یار یہ تو فون نہیں اٹھا رہا لگتا ہے کہ اس کو پسند ہی نہیں ہے کہ ہماری رخصتی کل ہو جائے اب ایسے ہے تو ایسے ہی صحیح اگر میرا بندہ اتنا خردماغ ہے تو اس کی بندی بھی ہے۔۔

زریش خانزادی سیٹج پر کھڑی ہوئی اپنے بھاری فرائڈ کو ٹھیک کرتے ہوئے اس نے اپنے دوپٹے کو بھی ٹھیک سے لیا اور عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ جا میرا بچہ بھاگ کر اپنے لالا کے کمرے سے ان کی ایک وائٹ یا پھر بلیک کلر کی شال لے آتا کہ میں اپنے اوپر اوڑسکوں سب ہی حیرت سے زریش کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اب وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے عنایہ بھی منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی زریش نے انکھیں نکال کر اسے یہاں پر کھڑے رہنے کی وجہ پوچھی تو اگلے ہی پر عنایہ جلدی سے ہوش میں آتی حویلی کے

اندر دوبارہ سے بھاگتی اپنے لالا کے کمرے سے ان کی بلیک کلر کی شال لاتی
واپس لان میں سیٹج کی طرف آئی تھی۔۔

یہ لیس عنایہ نے زریش کی طرف شال بڑھائی تو زریش نے شال کو اپنے
اوپر اڑے اپنے چہرے کو چھپاتے خود کو پورا اس شال میں ڈھانپ لیا تھا۔
زریش تم کہاں جا رہی ہو میرا بچہ بیٹھونا ابھی بصیرا جائے گا پھر اس کے بعد
تم لوگوں کی مہندی کا فنکشن سٹارٹ کرتے ہیں نائلہ بیگم جلدی سے
زریش کی طرف بڑھتے اسے سیٹج سے اترتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔
اوہو مورے فکر تو نہ کریں میں ابھی صرف پانچ منٹ میں ہی آپ کے
کریک دماغ والے بیٹے کو لے کر آجاتی ہوں زریش نے ان کے سامنے ان
کے بیٹے کو بے شرم بولنے سے اپنے منہ کو کس طرح سے روکا تھا یہ صرف
زریش ہی جانتی تھی ورنہ اس وقت تو وہ اسے دل میں سو سلواتیں سنار ہی
تھی۔۔

نہیں میری جان تم یہیں پر بیٹھو ہم فون کر لیں گے بصیر کو وہ اجائیں گانا نلہ
بیگم اسے کسی بھی صورت میں مردوں والی سائیڈ پر جانے ہی نہیں دینا چاہ
رہی تھی بھلے اس وقت زرش کے جسم کا ایک کونا بھی نظر نہیں آ رہا تھا
لیکن اسے اپنے بیٹے کا پتہ تھا کہ وہ غصہ ہو جائے گا۔

اوہو مورے کچھ نہیں ہوتا چھوڑے تو صحیح میں پکا وعدہ پانچ منٹ کے اندر
اندراجاؤں گی وہ بھی آپ کے بیٹے کے ساتھ زرش خانزادی نے زبردستی
ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے چھڑاتے جلدی سے لان کے اس حصے کی طرف
بڑی تھی جہاں پر مرد حضرات کھڑے تھے۔

بے ساختہ ہی دادی نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم کے ہاتھ اپنے دل پر گئے تھے
بصیر کے غصے سے وہ لوگ واقف تھے کہ وہ کیا کچھ کر سکتا تھا اس طرح سے
زرش کو وہاں پر نہیں جانا چاہیے تھا سب ہی دم سادے اب زرش کی
طرف دیکھ رہے تھے جو پارٹیشن کے آخری کھونے پر جا کر کھڑی اب اپنے
موبائل کو دوبارہ سے کان سے لگائے شاید بصیر کو ہی کال مل رہی تھی۔

ہاں جی انے کا ارادہ ہے یا پھر میں خود ا جاؤں بس تم نے اگر نہ کرنی ہے تو
میں نے وہاں اکر سب کے سامنے تمہارا ہاتھ پکڑ کر ادھر لے انا ہے فون
دوسری طرف سے جیسے ہی بصیر خانزادہ نے اٹھایا عنایہ نے گر جدار اواز
میں غراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

اپنی وائلڈ بیوی کو اتنے گریسو موڈ میں دیکھ کر بصیر خانزادہ کے چہرے پر
مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اسے لگا کہ شاید وہ مذاق کر رہی ہے لیکن
پارٹیشن کی طرف دیکھتے اس کو خود کے شال میں لیٹی زربیش نظر آئی اور وہ
جاننا تھا کہ اتنی ہمت صرف زربیش میں ہی ہے کہ اس کے کمرے میں جا کر
اس کے شال کو اوڑ سکے اپنے گرد بصیر خانزادہ نے جلدی سے زرد چہرے
کے ساتھ اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کے صرف نا اور ہاں کے انتظار میں
تھی۔

ہاں بھئی کہو یوں ہی سٹیچیو موڈ میں کھڑے رہنا ہے یا پھر میں خود ہی لینے ا
جاؤں یا پھر شرافت سے اتے ہو زربیش خانزادی نے اسے ایک اور دھمکی

لگائی اور اس کی دھمکی کو سنتے ہوئے بصیر خان زادہ جو صرف اسے ٹیز کرنے کے خاطر وہاں پر جا نہیں رہا تھا اگلے ہی پل جلدی سے موبائل کو کٹ کرتے بھاگنے کے انداز میں چلتا وہ عورتوں کے سائیڈ پر اتے زریش کا ہاتھ پکڑے سیٹج کی طرف لے کر جانا شروع ہو گیا تھا۔

زریش نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اور اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو چڑوانا چاہا تھا لیکن اس کے ہاتھ پر بصیر خان زادہ کی گرفت بہت ہی مضبوط تھی جو چڑائی نہیں چھوٹ رہی تھی۔

ابھی بھی نہ اتے میں اپ کو خود ہی لینے اجاتی کم از کم لوگوں کو یہ تو پتہ چل جاتا کہ اپ اپنی شادی سے تنگ ہیں ذریش خان زادی نے بصیر کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی سرگوشی نما اواز میں کہا تو بصیر نے اپنی سرخ ہوتی خنخوار آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اسے قطعی اندازہ نہیں تھا کہ اس کی بیوی یہ حرکت بھی کرے گی ویسے تو ہر بار ہی زریش نے اسے سر پرانز کرنا تھا اور اس بار اسے نئے سرے سے سر پرانز کیا تھا۔

بصیر خانزادہ کا دل بیٹھنے کے قریب تھا اگر وہ سارے دوستوں کے سامنے
سارے مردوں کے سامنے اس طرح اس کے پاس اکرا اس کا ہاتھ پکڑ کر
اپنی سائیڈ لے کراتی تو اس کی کیا عزت رہ جاتی اسے غصہ بھی رچ کر رہا تھا
جو زریش خانزادی محسوس کر رہی تھی اپنے ہاتھ پر رفتہ رفتہ بڑھتے اس کی
گرفت کو دیکھ کر۔۔

بیٹھو یہاں پر شرافت سے مورے رسم شروع کرے بصیر خانزادہ نے
زریش خانزادی کو احتیاط سے یہ صوفے پر بٹھاتے اپنے مورے کی طرف
دیکھتے ہوئے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے دبے دبے سے آواز میں غراتے
کہا تھا۔۔

اس کی مورے بھی اس کو غصے کو دیکھتے ہوئے جلدی سے زرم کو اپنی طرف
انے کا اشارہ کر گئی تھی زرم زریش کا سب سے بڑا بھائی تھا اور سب سے
پہلے مہندی کی رسم کرنے کا حق بھی اسی کا تھا۔۔

میری بچی جلدی سے اؤ اور جا کر رسم کرو زرم کے ساتھ نائلہ بیگم نے
جلدی سے مہزلہ کو بھی مخاطب کیا تھا جو ایک طرف بنے صوفے پر روحان
کے ساتھ بیٹھی اپنی ہی باتیں کرنے میں مصروف تھی نائلہ بیگم کی آواز
سننے ہیں منہ بسورتے ہوئے وہ زرم کی طرف اٹھ کر آگئی تھی۔

زرم بھی اس کے بجے سے چہرے کو دیکھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
پکڑے سیٹج کی طرف روانہ ہو گیا تھا مہزلہ نے دو سے تین بار مزاحمت
کرتے اپنا ہاتھ اس سے چڑھانا چاہا تھا لیکن زرم کی گرفت مضبوط تھی۔
ذرا مہزلہ کا ہاتھ پکڑے سیٹج پر پہنچا پھر ایک طرف مہندی اٹھا کر ذرا سی
زربیش کے ہاتھ میں لگائی اور ساتھ ہی اسے مٹھائی بھی کلائی تھی اپنے جیب
سے پیسے کو نکالتے ہوئے ان دونوں پر وارتے ہوئے زرم نے سامنے سے
اتے ملازم کو اشارہ کر کے ان پیسوں کو اس کے حوالے کیا اور ساتھ مہزلہ کو
دیکھنے لگا مہزلہ نے بھی بصیر کو مٹھائی کھلائی اور زربیش کی طرف جیسے ہی

مٹھائی کھلانے کے لیے ہاتھ بڑھانے لگی تو زریش نے مٹھائی کے ساتھ ساتھ اس کی انگلی پر بھی اپنے دانتوں کو زور سے کاٹ ڈالا تھا۔

آہستہ مہزلہ زور سے چیختی ہوئی اپنا ہاتھ زریش کے دانتوں سے نکال کر اپنی انگلی کو دیکھتی ہوئی روپڑی تھی اس کی انگلی پوری طرح سے سرخ ہو گئی تھی دانتوں کے نشان واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے زریش اسے روتا دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

آپی یہ دیکھیں زریش آپی نے کیا کیا مہزلہ جلدی سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو اور زلہ نے اسے اپنے سینے سے لگا کر زریش کو مصنوعی سی انکھیں دکھائی تھی۔

دوبارہ میری بہن کو تم نے ایسا کیا یا پھر اس کے ساتھ ایسی حرکت کی زریش تو مجھ سے کوئی برا نہیں ہو گا اور زلہ نے زریش کو مصنوعی سا ڈانٹتے ہوئے کہا تو زریش نے بھی اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلا کر ایسا تاثر دیا کہ جیسے وہ اس کی ڈانٹ سے ڈر گئی ہو۔

آپی اب زربش آپی كومت ڈانٹیں ابھی ان كی شادی ہو رہی ہے نامہزلہ نے
معصومیت سے اور زلہ كے سینے سے سراٹھا كراور زلہ كی طرف ديكھا اور
پھر زربش كی طرف بھی ديكھا تھا زربش اور اور زلہ كو بے ساختہ ہی مہزلہ پر
ٹوٹ كر پیارا یا تھا جو اس كی غلطی ہونے كے باوجود بھی اسے ڈانٹنے سے منع
كر رہی تھی۔۔

زرم كے چہرے پر بھی اس كی معصومیت كو ديكھتے ہوئے مسكراہٹ پھیلی
تھی اور ساتھ افسوس بھی ہوا تھا كہ جس طرح وہ اپنی بہن كے سینے سے لگی
اپنی چھوٹ كا رونا رو رہی ہے تو اس كے سینے سے بھی تو لك سكتی تھی نا۔۔
چلو بچیوں جلدی كرو زربش تھك گئی ہے جلدی سے ایک ایک كر كے رسم
كرو پھر زربش نے كمرے میں جا كر آرام كرنا ہے نا تله بیگم نے اپنی
خوبصورت سی بیٹی كو ديكھتے ہوئے كہا جو بیٹھے بیٹھے تھك چكے تھے اور اس
كے چہرے پر صاف تھكن كے اثرات واضح نظر آرہے تھے۔۔

پھر سب نے ہی ایک ایک کر کے جلدی سے زریش کو مہندی لگائی اور
مہندی کی رسم ہونے کے بعد بصیر خانزادہ ویسے ہی سڑے ہوئے منہ کے
ساتھ اٹھا اپنے دوستوں کے پاس دوبارہ سے جا چکا تھا زریش خانزادی اس
کی پیٹ کو گھور کر رہ گئی تھی جس نے اچھا خاصے مہندی کا فنکشن کا بیڑا
خراب کر دیا تھا۔

مورے اپ نے دیکھنا اپنے بیٹے کو کس طرح سے میری مہندی کا فنکشن
خراب کر لیا اب سڑا ہوا منہ بھی یہ بنا رہے ہیں زریش نے بصیر کو جاتے
ہوئے دیکھا تو اونچی آواز میں اسے سنانے کے لیے کہا تھا بصیر خانزادہ اس کی
بات کو انور کرتے ہوئے دوستوں کے پاس چلا گیا تھا وہ تو اسے کمرے میں
اکیلا پا کر اچھے سے سبق سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زرم خانزادہ کی نظر تو بس مہربانی پر ہی ٹھکی ہوئی تھی جو صوفے پر بیٹھی
لاپرواہی سے دوپٹے کو گلے سے نکال کر بیٹھی ہوئی تھی اس کے سرخ سی
گردن کو دیکھتے ہوئے زرم کچھ کچھ پریشان بھی ہوا تھا کیونکہ اس کی پوری

گردن ہی اس کے بھاری دوپٹے کی وجہ سے سرخ سی پڑ گئی تھی اور ریش سے پڑھ گئے تھے اس کی گردن پر۔۔

زرم نے جلدی سے فون نکالتے ہوئے اپنے مینیجر کو کال کی تھی مینیجر نے جیسے ہی کال اٹھائی تو زرم نے کہا کہ مجھے چار سے پانچ ڈریسز چاہیے شادی کے حوالے سے جس میں باربی فراکس بھی ہو کمفر ٹیبل کپڑے بھی ہو سینڈلز بھی چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ جویز وغیرہ بھی چاہیے اگر ہو سکے تو افس کے کسی فی میل سٹاف سے مدد لے لینا لیکن رخصتی کل ہے اور ویسے کے لیے سب کے حساب سے مجھے پانچ سے چھ ڈریسز آج ہی آج سوات میں چاہیے ہے میرا کریڈٹ کارڈ یوز کر لینا زرم نے اپنے مینیجر سے کہا اور مینیجر کاہا میں جواب سنتے ہی وہ فون کو بند کر چکا تھا اب اس کا دل پر سکون تھا کہ کم از کم اس کی لٹل فیری کو کمفر ٹیبل کپڑے تو ملیں گے انکمفر ٹیبل تو وہ نہیں ہوگی کیا پتہ اس کی ناراضگی بھی ختم ہو جائے اس طرح سے۔۔

زرم نے گہری سانس بھری اور ساتھ ہی اب مردوں والی سائیڈ پر چلا گیا تھا وہ تو صرف زرش کو کمفر ٹیبل فیل کروانے کے لیے آیا تھا اب زری جب کمفر ٹیبل تھی تو وہ خود ہی دوسری طرف جا کے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا لیکن اس کا دھیان ابھی بھی اپنے بیٹے اور بیوی کی طرف ہی تھا جو دونوں ہی اس سے منہ پھولائے دور دور سے ناراضگی کا عنصر دے رہے تھے۔

زرم خانزادہ تفصیل سے انہیں منانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن ابھی اس وقت فی الحال وہ کاموں میں مصروف تھا اس لیے وہ ان دونوں کو ٹائم نہیں دے پا رہا تھا جانتا تھا کہ دونوں کی چیزیں بھی ختم ہو گئی ہوگی اور دونوں نے باہر جانے کی ضد بھی ضرور کرنی تھی جیسے ہی مہندی کا فنکشن ختم ہونے والا تھا وہ ان دونوں کے پاس ضرور جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ایک ملاقات تواریخ کرو میں تمہیں بتاؤں کہ کس طرح سے تم مردوں کی طرف آکر مجھے دھمکی دے سکتی ہو یا پھر مجھے لینے اسکتی ہو بصیر خانزادہ نے اپنے موبائل سے زرش خانزادی کو میسج کرتے ہوئے کہا تھا۔

او ہوز ہے نصیب اب اپ کو ملاقات چاہیے بالکل بھی ملاقات نہیں کروں
گی میں اپ سے دور دور سے ہی دیکھے کل رخصتی ہے کل ہی مل لیجیے گا اور
کل ہی سارے حساب ایک ساتھ ہی بے باک کر لیجئے گا زریش خانزادی
نے بھی اپنی طرف سے بے باک سار سپلائی کرتے ہوئے ٹائپ کر کے بصیر
کو میسج بھیجا تھا۔

تمہاری تو تم ملو مجھ سے ایک بار پھر دیکھو کیسی چیخیں نکلاتا ہوں میں تمہاری
بصیر خانزادہ نے بے باقی سے کہتے انکھ و نک کرنے والا ایمو جی بھی ساتھ
میں بھیجا تھا تو دوسری طرف زریش کے گال تب کر لال انگارے کی مانند
ہو گئے تھے۔

دور دور رہنا ہے اپ نے مجھ سے جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی پاس بھی
ائے تو مورے سے کہہ دوں گی زریش خانزادی نے بھی دوبارہ سے خود کی
سانسوں کو بحال کرتے ہوئے بصیر سے کہا تھا۔

میری جان ایک بار مہندی کا فنکشن ختم ہو لینے دوپھر میں سارے حساباً
کر تمہارے ساتھ بے باک کروں گا ایک بار بس مہندی کا فنکشن اینڈ
ہونے دوپھر میں دیکھوں گا تمہیں کہ تم کس طرح سے مجھے دھمکیاں دیتی
ہو بصیر خانزادہ ریلیکس ہو کر اب صوفی پر بیٹھا اپنے دوستوں کے ساتھ
باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا تھا زریش نے بھی دوسری طرف سے
جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا بے پرواہی سے فون کو بند کرتے ہوئے
سوچا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا لیکن مشکل یہ تھی کہ جو ہو گا وہ وقت پہ دیکھا
بھی تو نہیں جاتا ہم سے۔۔

— — —

آج رخصتی کا دن تھا بصیر خانزادہ اپنے کمرے میں کھڑا ڈریسنگ کے سامنے
اپنے آپ کو شیروانی میں ملبوس دیکھ رہا تھا بالوں کو جیل سے سجائے ہاتھ کی

ابھری ہوئی رگوں کو بصیر خانزادہ نے سیلوز چڑھا کر کور کر لیا تھا اج تو اس کا دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا سمجھ نہیں رہا تھا کہ اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو کس طرح سے سنبھالے جس لڑکی کو ہمیشہ سے بچپن سے نفرت کا نشانہ بناتا آیا تھا اج اسی لڑکی کو اپنانے جا رہا تھا پورے دل و جان کے ساتھ دل کا دھڑکنا ہاتھوں میں بار بار پسینے آنا پسینے کو اپنے پیشانی سے صاف کرتے بصیر خانزادہ نے ڈریسنگ کے پاس سے کو مب اٹھاتے اپنے بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیا اور ساتھ ہی اپنا فون اٹھاتے وہ اپنے کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

کل رات مہندی کا فنکشن ختم ہونے کے بعد اس نے لاکھ کوششیں کی تھی زربش کے کمرے میں جانے کی اور اسے سبق سکھانے کی لیکن وہ ہر طرح سے ناکام ہو گیا تھا کیونکہ کمرے میں عنایہ اور زلہ اور مہزلہ ڈیرہ لگا کر زربش کے ساتھ ہی رات گزارنے لگی تھی وہ جانتا تھا کہ یہ پلان بھی اس کی شرارتی بیوی کا ہی ہو گا اسے تو ترس صرف اور صرف ملیار خانزادہ پر رہا

تھا جو بلا یا بلا یا سا پیر تا عنایہ کو مس کر رہا تھا ساری رات اس نے جاگ کر گزار دی تھی کیونکہ اسے اپنی جان کی باہوں کے بغیر بلا نیند کیسے اتی اس لیے بصیر کے ساتھ ساتھ پوری رات اس نے بھی جاگ کر ہی گزار دی تھی۔۔

رات تو اس نے کسی طرح سے گزارا کر لیا تھا لیکن آج وہ بالکل بھی زریش کو خود سے دور نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔

انے والے وقت کے بارے میں سوچ کر بصیر خانزادہ نے مسکرا کر اپنے بالوں میں ہاتھ پیرا اور دور سے ہی آرش لالا کو اپنی طرف اتادیکھ کر اپنے چہرے کے ایکسپریشن کو سنجیدہ سے بناتے اب ان کو اپنی طرف اتادیکھ رہا تھا۔۔

دوسری طرف زریش خانزادی کا بھی حال بصیر خانزادہ سے مختلف نہ تھا اور

اس کا دل بھی دھڑکتا ہوا باہر آنے کی کوششوں میں تھا بار بار پیٹ میں تتلیاں سی اوڑتی محسوس ہو رہی تھی ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے بالکل نم

ہو چکی تھی چاہے وہ جتنی بھی بولڈ بن جاتی اور جتنا ہی خود کے دل کو سنبھال
کے رکھتی لیکن یہ دن تو ساری ہی لڑکیوں کے لیے مشکل ثابت ہوتا ہے
بے شک وہ اپنے گھر کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر نہیں جا رہی لیکن پھر
بھی ڈر تو تھا بصیر خانزادہ کے منہ زور جذبات سے خود کو بچانے کے لیے وہ
کس طرح سے کوشش کرتی سمجھ بالکل بھی نہیں رہا تھا ویسے بھی کوشش
کرنا بیکار تھی وہ کچھ بھی کر لیتی بصیر خانزادہ تو اج اپنا حق اس سے لے کر ہی
رہتا۔۔

بھاری ریڈ کلر کا فراک پہنیں دوپٹے کو خالص دلہن والے طریقے سے
سجائے جو لیری پہنے ڈارک سی ریڈ کلر کی لپسٹک لگائے ڈیسنٹ سا آئی میک
اپ کیے بلسٹون لگایا اس وقت وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ
رہی تھی اس کا قد تو ویسے ہی لمبا تھا اور ہیل پہن کر مزید اونچی لگ رہی
تھی۔۔

کیسی لگ رہی ہوں میں پیچھے مڑ کر عنایہ اور زلہ اور مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے زرش خانزادی نے خود کے کانفیڈنس کو ڈیویپ کرنا چاہا تھا وہ سب کے سامنے بالکل بھی ایسا تاثر نہیں دینا چاہتی تھی کہ وہ اندر سے گھبرائی ہوئی ہے لیکن گھبراہٹ تو اسے ہو رہی تھی دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔ بہت ہی پیاری لگ رہی ہو ماشاء اللہ تمہیں کسی کی نظر نہ لگے اور چلہ نے اگے بڑھتے ہوئے اس کے ماتھے پر بندیا کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ خود بھی اس وقت ریڈ کلر کے فرائ میں ملبوس پیاری پیاری سی نکھرتے چہرے کے ساتھ ادھر سے ادھر گھومتی ہوئی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔۔

مہزلہ بھی ہلکے سے براؤن کلر کے شارٹ فرائ اور پجامہ پہنیں دوپٹے کو سائیڈ کندھے پر لٹکائے کمفر ٹیبل سے ڈریس میں بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے آج بھی میک اپ سے صاف شفاف چہرہ لیے صوفے پر بیٹھی اپنی آپنی کے موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھی۔۔

عنایہ نے بھی اس کی طرف بڑھتے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا تھا عنایہ
بھی خوبصورت سی ملیار خانزادہ کے ضد سے اس کی طرف سے دلائی ہوئی
بلیک ساڑی میں ملبوس بال کھولے معصوم معصوم سی آسمان سے اتری ہوئی
حور معلوم ہو رہے تھے۔۔

آپی اب اپ پرانی ہو جائیں گے ناعنایہ نے انکھیں میچتے ہوئے مسکراہٹ
دباتے ہوئے زریش کو تنگ کرتے کہا تھا۔۔

نہیں میری جان میں اب پرانی بالکل بھی نہیں ہوں گی بلکہ تمہارے لالا
کے ساتھ رشتہ ہونے کی وجہ سے میں تمہاری اور بھی سگی ہو گئی ہوں
زریش خانزادی بھی بھلا کہاں کم تھی عنایہ جو یہ سوچے ہوئے تھی کہ وہ
دولہن بنتے ہوئے بالکل بھی جواب نہیں دے گی لیکن اس کو بالکل اسی
طرح جواب دیتے دیکھ کر اس کا قہقہہ کمرے میں بلند ہوا تھا ساتھ ہی اور زلہ
اور مہزلی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔

اجاؤ چاروں گرلز پیاری پیاری سیلفیز بناتے ہیں اپنے اپنے والے کو تڑپانا بھی
تو ہے زریش نے تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے ہی جلدی
سے اپنے آپ کو مرر میں دیکھتے ہوئے سیٹ کرتی اب زریش کے ہاتھ میں
پکڑے موبائل میں چاروں دیکھتی ہوئی طرح طرح کے پوز بناتے سیلفیز
لینے میں مصروف تھی۔

چلو اتنے ساری سیلفیاں ہو گئی اب ایک اور کام کرتے ہیں عنایہ سب سے
پہلے وہاں پر جا کر تم کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں ایک تمہاری اکیلی سیلفی بنا کر
تمہارے میاں جی کو تڑپاسکوں ویسے بھی شادی تو میری ہو رہی ہے لیکن
تنگ کرنا مجھ پر ابھی بھی فرض ہے نازریش نے عنایہ سے کہا تو عنایہ بھی
جلدی سے بھاگ کر دیوار کے سامنے کھڑی ہوتی خوبصورت سا پوز بنائیں
ساڑی کو اپنے کندھے پر لٹکائے بالوں کو ایک سرے سے اپنے ایک
کندھے پر ڈالے اور باقی بالوں کو کمر پر پیچھے چھوڑے زریش خانزادی کے
موبائل میں پکچر کلک کر وار ہی تھی۔

لو جی تمہاری پیاری سی پکچر میں نے تمہاری میاں جی کو بھیج دی ہے اب
اور زلہ کی باری چلو جاؤ تم بھی وہاں پر زریش نے اب اور زلہ کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تو اور زلہ نے بھی شرارت سی مسکان اپنے چہرے پر سجاتے
سائیڈ پوز بناتے زریش کے موبائل میں پکچر کلک کرواتے اپنے میاں جی کو
بھی تھوڑے سے تڑپانے کا ارادہ کرتے اسے پکچر بھجوائی تھی۔۔

اب میری بھابھی جی کی باری ہے اب میں نے مہزلہ کی پیکچر اپنے لالا کو بھی
تو تڑپانا ہے زریش خانزادی نے مہزلہ کی طرف شرارت بھرے مسکان
سے دیکھتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے نفی میں سر ہلاتے پکچر لینے سے منع کیا تھا وہ
تو زرم سے ناراض تھی تو اسے پکچر کیوں بھجواتی اپنی؟؟

میں نے پکچر بالکل بھی نہیں لینی میں اور روحان ناراض ہے کھڑوس سے
مہزلہ نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا اسے کہاں معلوم تھا کہ زریش شرارت
پر آمادہ ہوتے ویڈیو کو ان کیسے ہوئے اس کے کیوٹ سے ایکسپریشن ساتھ
ہی ساتھ اس کے بولے ہوئے الفاظوں کو ویڈیو میں قید کرتی اپنے بھائی کو

بھیج چکی تھی اور عنایہ نے بھی اپنی مسکراہٹ دبائی تھی زریش کی شرارت
وہ دیکھ چکی تھی لیکن مہزلہ نے بالکل بھی اس کی حرکت کو نوٹ نہیں کیا تھا
کیونکہ اس کا سرا بھی بھی ہنوز موبائل پر جھکا گیم کھیلنے میں ہی مصروف
تھا۔۔

چلو جیسے تمہارا مرضی اب سب نے اپنے اپنے میاں کو تڑپانا ہے تو میں بھی
ایک اپنی خوبصورت سی پکچر پیج کر اپنے فیس کو ہیڈن کر کے اپنے میاں جی
کو تڑپاتی ہوں لو عنایہ تم میری جلدی سے پیاری سی خوبصورت سی پکچر نکالو
زریش نے اپنی اپنی ہیزل آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بھرپور
لہجے میں کہتے عنایہ اور اور زلہ سے کہتے ان دونوں کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کیا
تھا مہزلہ اپنی ہی دنیا میں گم ان لوگوں کی باتوں کو سمجھ ہی نہیں پارہی تھی
ان لوگوں کی ساری باتیں اس کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔۔

زربش نے سائڈ پر کھڑے ہوتے اپنے دونوں مہندی اور ریڈ کلر کے
چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں سے اپنے فیس کو چھپاتے ہوئے اپنی پوری
ڈریس کی پکچر بنواتے بصیر خانزادہ کو سینڈ کی تھی۔۔

چلو جی میری طرف سے تو کام ڈن ہو گیا اب دیکھتے ہیں کہ کس کے میاں جی
زیادہ تڑپتے ہوئے کمرے میں داخل ہو کت اپنی والی کو بے قراری سے
ڈھونڈتے ہیں زربش خانزادی نے صوفے پر مہزلہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے
کہا تھا۔۔

یہ تم کیا ہر وقت بچوں کی طرح گیم میں مصروف رہتی ہو اپنے شوہر پہ
دھیان دوا گر کسی دوسری لڑکی نے انہیں اپنے جال اور معصومیت میں
پھنسا لیا تو زربش خانزادی نے جان بوجھ کر اس کے ہاتھ سے موبائل کو
چھینتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے اس کی بات پر کان دھرے بغیر ہی موبائل
واپس اس کے ہاتھ سے لے کر گیم میں مصروف ہو گئی تھی اور زربش

خانزادی منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جس کو اپنے میاں جی کی پرواہ ہی نہیں تھی اور نہ ہی وہ جیلیسی فیل کر رہی تھی۔۔

یار کچھ کھانے کے لیے لے او جانتی ہوں کہ برائیڈ ہوں لیکن میں نے روزہ تو نہیں رکھا صبح سے بھوکا رکھا ہوا ہے جاؤ جا کر میرے ہونے والے دولہے جی کو بتاؤ کہ ان کی برائیڈ کو بھوک لگ رہی ہے اور اس وقت مجھے مزیدار سی سپائسی بریانی اور کباب اور بروسٹ کھانے کا دل کر رہا ہے زرش خانزادی نے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عنایہ اور اورزلہ نے مسکراہٹ کو دباتے ہاں میں سر ہلاتے کمرے سے نکل گئی تھی تاکہ ہوا ان کی کیوٹ سے برائیڈ کو کھانے کے لیے کچھ دے سکیں۔۔

یار مجھ سے باتیں ہی کر لو کم از کم ابھی زرش کا جملہ کمپلیٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ زرم اس کے کمرے میں داخل ہوا اور سب سے پہلی نظر ہی اس کی مہزلہ کی طرف اٹھی تھی ویڈیو کو دیکھتے ہوئے اس کا دل بری طرح سے

دھڑکا تھا اس کی چھوٹی سی بیوی اسے اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی وہ بھی اتنی کیوٹ سے انداز میں یہاں اس کا تڑپنا تو ایک دم جائز تھا۔

لالا اپ یہاں میرے لیے آئے ہیں نازر لیش خانزادی نے معصومیت سے انکھیں پٹپٹا کر زرم لالا کی نظر مہزلہ پر ہی ٹکے ہوئے دیکھتا پایا تو جلدی سے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

نہیں گڑیا فحال تو میں اپنی ناراض بیوی کو منانے آیا ہوں زرم خانزادہ بھی کسی سے کم تھا کیا بلا زر لیش کو خود کو تنگ کرتا دیکھ کر زرم نے بھی صاف صاف انداز میں بتایا تھا شکر تھا کہ کمرے میں اور زلہ اور عنایہ نہیں تھی صرف اس کی بہن ہی تھی اور بہن کے سامنے وہ اپنی بیوی کو تو منا ہی سکتا تھا۔

دیکھ لے لالا بیوی کے آنے پر اپ بدل گئے ہیں اور اب یہ بھی نہیں سوچ رہے کہ آج آپ کی اکلوتی لاڈلی بہن رخصت ہو کر دوسرے کمرے میں جا رہی ہے ابھی ابھی آپ کو اپنی بیوی کی ہی پڑی ہے زر لیش خانزادی نے

نروٹے پن سے کہتے ہوئے اپنے دونوں ٹانگوں کو صوفے پر پھیلاتے ہوئے
ریلیکس انداز میں بیٹھی تھی۔

زریش خانزادی کے اس طرح اکلوتی بہن بولنے پر زرم خان زادہ کے ذہن
کے پردے میں گل کا معصوم سا چہرہ نمایاں ہوا تھا اور دکھ سے آنکھوں کو بند
کرتے ہوئے افیت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی جیسے ہی زریش کی
شادی سے ہی وہ فری ہوتا سب سے پہلے وہ برلاس سے بات کرنے والا تھا
کہ اس نے گل کے وارڈن سے بات کی تھی یا پھر نہیں اس کا تو ویسے ہی دل
اندر سے دھڑکتا تھا اسے دیکھ کر کہ وہ اس کی بہن ہی ہے لیکن پھر بھی ایک
بار اسے کنفرم تو ضرور کرنا ہو گا۔

چلیں لالا اب منائیں اپنی چھوٹی سی بیوی کو جس کے نخرے ہی اتنے ہیں کہ
پکچر بھی نہیں بنوا رہی تھی زرش نے اپنے لالا کی آنکھوں میں افیت کو تیرتا
دیکھ کر جلدی سے ان کا دھیان مہزلہ کی طرف دلایا تھا مہزلہ زرم کی
موجودگی کمرے میں پا کر دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ لاپرواہی سے ابھی

بھی زرم کی طرف بالکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی جو شادی کی تیاری میں اسے بھول گیا تھا۔

یار اپنی لٹل فیری کو میں یہاں پہ تو ایسے نہیں مناسکتا ویسے بھی یہ ایسے بیٹھ کر بالکل بھی نہیں مانے گی۔

اسے تو میری گود کی عادت ہے میں میری گود میں بیٹھ کر ہی خود بخود دمان جائے گی زرم خانزادہ نے بے باکی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے بڑبڑاتے کہا تھا بہن کے سامنے اب اتنی شرم اور لحاظ تو وہ رکھ ہی سکتا تھا کہ اپنی بیوی کو کچھ بھی ایسا نہیں بول سکتا تھا ایسے بھی بہن اور بھائی کا رشتہ بہت احترام کا ہوتا ہے اور وہ اپنے اور زرش کے بیچ اس احترام کو بالکل بھی ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کی بات سن کر مہزلہ نے بری طرح سے سرخ بڑتے وہ غصے سے گھورتے ہوئے زرم کی طرح دیکھی تھی جسے اپنی بہن کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ بھی یہیں پہ موجود ہے۔

میں ذرا گیلری کی طرف جاتی ہوں میں نے اپنے روشنی میں تصویریں بنانی
ہیں زرش خانزادی نے جلدی سے کہا اور بیڈ سے اپنا موبائل اٹھاتے
ہوئے وہ اپنے کمرے سے منسلک گیلری میں نکل گئی تھی لیکن جانے سے
پہلے گیلے کا دروازہ لاک کر نابالکل بھی نہ بھولی تھی تاکہ وہ دونوں ریلیکس
ہو کر بات کر سکے۔۔

کیوں ناراض ابھی زرم نے اپنی بات مکمل ہی نہیں کی تھی کہ عنایہ اور
اور زلہ کمرے میں داخل ہوئی عنایہ کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے کو دیکھ کر
زرم کو لگا کہ شاید مہزلہ کو بھوک لگی ہوگی لیکن زرش نے کمرے کا دروازہ
کھلنے کی آواز سن کر وہ خود بھی گیلری سے نکل کر کمرے میں داخل ہو گئی
تھی اور عنایہ کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے لے کر بیڈ پر بیٹھی اب کھانا
کھانے میں مصروف ہو چکی تھی جانتی تھی کہ اب اور زلہ اور عنایہ کی
موجودگی میں اس کا بھائی مہزلہ سے بالکل بھی بات نہیں کر پائے گا۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے ہیں اب دوبارہ سے اٹھا اور باہر جانے کے لیے وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ اور زلہ نے مہزلہ کے چہرے پر ناراضگی اور زرم کے چہرے پر منانے کی بے بسی کو محسوس کیا تھا۔

جاؤ لالا کے ساتھ باہر جاؤ ہو سکتا ہے انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو جاؤ ان کے پاس شباش اور زلہ نے زرم کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی مہزلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے نروٹھے پن سے پھولے ہوئے منہ کے ساتھ اپنے آپ کی طرف دیکھا تھا۔

اپ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے نابولے آپی اسے اپنے آپی سے بات کیے بغیر ہی زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے بے ساختہ ہی ہاں میں ہلا تھا کہ اسے باہر کام ہے اس سے اس لیے وہ اس کے ساتھ باہر آئے۔

مہزلہ اب منہ کھولے زرم کی طرف بھی مزید ناراضگی سے دیکھنے لگی اسے تو تھا کہ زرم اس کی ناراضگی کو دیکھ کر اس کو اپنے ساتھ باہر لے کے نہیں

جائے گا لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی اپنی آپی کی بات تو بالکل بھی نہیں جھٹلا
سکتی تھی اسی لیے نہ چار ہو کر وہ زرم کے ساتھ باہر آگئی تھی۔

زرم نے اس کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اپنے
کمرے کی طرف لے کر چلا گیا تھا کمرے کے اندر داخل ہو کر دروازے کو
لاک کرتے زرم نے مہزلہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے
اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔

کیا بات ہے لیٹل فیری کیوں ناراض ہو گئی ہو ایم ریلی سوری جو بالکل بھی
اندازہ نہیں تھا تمہاری شاپنگ کا اور فنکشن کی تیاریوں میں میں اتنا بڑی ہو
گیا تھا کہ مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا ایم ریلی سوری۔

مہزلہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زرم خانزادہ نے اپنی غلطی کا اعتراف
کرتے ہوئے اس کے دونوں کانوں کو پکڑتے ہوئے سوری کہا تھا۔

یہ کوئی ایسے سوری بولتا ہے غلطی اپ کی ہے میری نہیں اس لیے اپنے کان
پکڑے میرے نہیں مہزلہ نے غصے سے اپنی چھوٹی سی ناک کو مزید پھلاتے

ہوئے زرم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا اس وقت زرم کو اپنی چھوٹی سی جان پر جی
بھر کر پیارایا تھا اس کی چھوٹی سی ناک جو غصے سے سرخ ہوئی پڑی تھی زرم
کا دل چاہا کہ اپنے دانتوں تلے اس کی پیاری سی سرخ سرخ سی ناک کو دبا کر
اسے محسوس کریں لیکن وہ اسے مزید ناراض نہیں کر سکتا تھا اسی لیے اپنے
دل کے اس خواہش کو دل میں ہی دبا گیا تھا۔

اوکے اوکے میں اپنے کان پکڑ لیتا ہوں لیکن ناراض نہ ہوں زرم نے جلدی
سے اس کے کانوں کو چھوڑتے ہوئے اپنے کان پکڑتے سوری کہا تو مہزلہ
ابھی بھی نہیں مانی تھی اور منہ پھلا کر وہ اسے رخ پلٹ گئی تھی۔

میری جان مان جاؤنا پھر تمہیں اور روحان کو بہت ساری چیزیں بھی تو
دلاؤں گا میں بیکری لے کر جاؤں گا تمہاری فیورٹ انس کریم بھی دلاؤں گا
چاکلیٹس لیز جو سز کچھ بھی لینا ہو سب کچھ لے لینا اپنا کریڈٹ کارڈ تمہیں
دے دوں گا لیکن پلیز مان جاؤ میری بیوٹی زرم نے اس بار اس کا رخ اپنی

طرف موڑتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھوں کو جماتے
اسے منانا چاہا تھا۔

پکا پ یہ سب کریں گے نابعد میں اپنی بات سے مکر تو نہیں جائیں گے مہزلہ
نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اس کی تو انکھیں ہی چمک اٹھی تھی
اتنی ساری چیزوں کو اپنے انکھوں کے سامنے امیجن کرتے۔

ہاں ہاں پکا زرم نے جلدی سے زور و شور سے ہاں میں سر ہلاتے اپنا پاکٹ
نکالتے اپنا کریڈٹ کارڈ مہزلہ کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔

اب اسندہ سے کبھی بھی گھر میں فنکشن ہو میں بڑی ہوں تو تم خود اکر مجھے
بتاؤ گی حق سے کہ اپ نے مجھے شاپنگ نہیں کروائی میں سارے کام چھوڑ
کر صرف اور صرف تمہیں شاپنگ کرواؤں گا ٹھیک ہے میری جان اس
طرح سے کمرے میں بیٹھ کر رونے سے کچھ بھی نہیں ہو گا اگے سے ناراض
نہیں ہونا اپنے معصوم سے شوہر سے بلکہ اکر لڑنا جھگڑنا مجھ سے اپنا حق جتنا
اور مجھے کہنا کہ اپ نے مجھے شاپنگ نہیں کروائی ٹھیک ہے زرم خانزادہ نے

اس کے پھولے پھولے سفید سے گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے
کہا تھا۔

او کے چلیں ٹھیک ہے فرینڈز ناراضگی ختم اور اپ کا سوری میں نے
ایکسیپٹ کر لیا مہزلہ نے معصومیت سے کریڈٹ کارڈ کو دیکھتے ہوئے اپنی
ہتھیلی میں دباتے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

شکر ہے کہ میری معصوم سی بیوی مان گئی ورنہ میری تو سانسیں ہی اٹکی ہوئی
تھی کہ پتہ نہیں کہ میں تمہیں کیسے مناؤں گا زرم نے اس بار اپنا چہرہ اب
اس کی گردن میں چھپاتے کہا تھا۔

مہزلہ کی سانسیں بری طرح سے دھڑکنے لگ گئی تھی اس کا دل دھڑکتا
دھڑکتا باہر آنے کی کوششوں میں تھا مہزلہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھے اسے پیچھے کرنا جہاں لیکن زرم نے اپنے بیرڈ اس کے گردن پر
رگڑتے اس کی پوری گردن کو سرخ کر ڈالا تھا۔

زرم پلیر پیچھے ہو جائیں مہزلہ نے لڑکھڑاتے لہجے میں اسے خود سے دور کرنا
چاہا تو زرم بھی دور ہوتے اس کا عکس ڈریسنگ مرر کی طرف کرتے اس کے
پیچھے کھڑے ہوتے جلدی سے اپنا آئی فون نکالتے ہوئے دونوں کی
خوبصورت خوبصورت سی پکچر بنانے لگا۔

کسی ایک پکچر میں زرم نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا ہوا تھا کبھی کندھے
پر کبھی اس کے گھال پر کس کرتے کبھی اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے
زرم اسے ٹیز کرتے ہوئے طرح طرح کی تصویریں بناتا اپنے موبائل میں
اس خوبصورت سے یادگار لمحے کو سیف کرتا جا رہا تھا۔

بس بس کریں نا پلیر مہزلہ نے منمناتے ہوئے کہا تھا اس کی بے باکیوں کو وہ
بالکل بھی برداشت نہیں کر پارہے تھے۔

اوکے اوکے میری جان اب رونے نہ لگ جانا جاؤ جا کر جہاں پالروالی ہے تو
اپنا میک اپ کروالو فیری زرم نے اس کی طرف التجا یا نظروں سے دیکھتے
ہوئے کہا تھا۔

ٹھٹھیک ہے مہزلہ نے گھبراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتے کمرے سے بس
نکلنا چاہا تھا۔۔

زرم نے بھی مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑے اور زریش کے کمرے کے باہر
چھوڑتا وہ خود بھی باہر کی طرف انتظامات دیکھنے چلا گیا تھا۔

— — — — —

چلو چلو جلدی کرو بھئی سیٹیج پر بھی تو جانا ہے ناپ ایسا کریں کہ مہزلہ کو تیار
ہو کر سیٹیج کی طرف بھیج دیجیے گا ٹھیک ہے عنایہ نے جلدی مچائی تو اور زلہ
نے پولروالی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پولروالی نے بھی ہاں میں سر ہلاتے
کہا کہ بس دو منٹ اپ لوگ انتظار کر لیں میں ان کو بھی تیار کر ہی چکی ہوں
بس لپسٹک لگالوں پھر یہ بھی اپ لوگوں کے ساتھ ہی چلی جائے گی پالر

والی نے جلدی سے کہا اور جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے وہ اب مہزلہ کی
لپسٹک لگا رہی تھی۔۔

لپسٹک لگانے کے بعد پولروالی نے اس کا دوپٹہ سیٹ کیا اور کہا کہ جی یہ لیں
اپ لوگوں کی گڑیا بھی تیار ہو گئی ہے مہزلہ نے اپنے لیے گڑیا کا لفظ سنا تو اس
کے گال بری طرح سے ریڈ ہو گئے تھے اس کے اس طرح سے بلش کرنے
پر اور زلہ نے مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے اپنے حصار
میں لے کر عنایہ اور زریش کے ساتھ ہی باہر سیٹیج کی طرف روانہ ہو چکی
تھی۔۔

ارے واہ میری بیٹی تو بہت ہی پیاری لگ رہی ہے نظر نہ لگے میری بیٹی کو
کسی کی نائلہ بیگم جو نیچے لاؤنچ میں ہی کھڑی ملازماؤں سے کام جلدی جلدی
کرنے کے لیے بول رہی تھی زریش کو عنایہ کے ساتھ اتے دیکھ کر اس کی
نظر اتاری تھی اور ان کی آنکھیں بھی ساتھ ہی نم ہو چکی تھی بچپن سے ہی
زریش کو انہوں نے ہی پالا تھا تو ابھی تو اس وقت ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ

وہ ان کی ساس ہے بالکل وہ ماؤں کی طرح بہو کر رہی تھی کہ جیسے ان کی بیٹی کی شادی ہے بیٹے کی نہیں۔۔

مورے اگر آپ اس طرح سے روئیں گی تو میں بھی رو پڑوں گی اور یقین مانیں جو دو گھنٹے سے میری کمر بیٹھ بیٹھ کر اکھڑ چکی ہے تو وہ دوبارہ سے درد کرنا شروع ہو جائیں گی ویسے مجھے میک اپ کا کوئی بھی افسوس نہیں ہوگا کیونکہ مجھے میری کمر درد کا بہت افسوس ہے ویسے مورے مجھے بتائیں تو باہر کھانے میں کیا کیا ہے پتہ نہیں آج کل کیوں اتنی بھوک لگ رہی ہے ساتھ میں نیند بھی بہت آرہی ہے زریش نے ان کا موڈ فریش کرنے کے لیے ان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے لاڈ سے کہا تھا ساتھ ہی اپنے دونوں بازوؤں نائلہ بیگم کے گرد باندھ لیے تھے۔۔

میں صدقے جاؤں میرے بچے کو بھوک لگ رہی ہے کیا نائلہ بیگم نے جلدی سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا تو زریش نے نچلے لب لاڈ سے باہر نکالتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

اوہو مورے اس نو ٹنگی کی تو نو ٹنکیا ہی ختم نہیں ہوتی باہر شادی ہو جانی ہے
رخصتی ہو جانی ہے لیکن یہ کبھی بھی باز نہیں آئے گی چھوڑے نہ مورے
اسے مجھے وہاں سیٹج پر لے کر جانے دے اسے ابھی پورا ایک ٹرے بھر کر
بریانی اور کباب کو ٹھوس لیا ہے اس نے ابھی بھی مزید میڈم کو بھوک لگ
رہی ہے عنایہ نے زیرش سے جیلس ہوتے کہا تھا ہمیشہ سے اس کی مورے
زیریش کو ہی زیادہ پیار کرتی تھی اور عنایہ کو سیکنڈ نمبر پر رکھتی تھی جس کی
وجہ سے زیریش اسے بہت چڑھاتی بھی تھی لیکن عنایہ بھی تو اسے اپنی بڑی
بہن مانتی تھی اسی لیے وہ باہر باہر سے تو جیلس اسے فیل کرواتی تھی لیکن
اندر سے اسے خوشی ہوتی تھی کہ اس کی مورے زیریش کو بھی ماؤں والا پیار
دے رہی ہے۔۔

زیریش کو اس طرح سے اپنی ماں سے لاڈ کرتا دیکھ کر مہزلہ کی انکھیں بھی نم
ہوئی تھی اسے ایک دم سے ہی اپنے مورے کی یاد آگئی تھی اور اپنی آپہ کی

طرف دیکھا جو اسے اپنے حصار میں لیے کھڑی مسکرا کر زرش کی طرف
دیکھ رہی تھی۔۔

شائلہ بیگم جو ان کے پاس ہی کھڑی تھی مہزلہ کی آنکھوں میں نمی کو اترتا دیکھ
کر جلدی سے اس کے قریب ہوئی تھی۔۔

ہائے آج تو میری گڑیا بھی بہت معصوم سی اور بہت ہی پیاری لگ رہی ہے
شبوذرا جلدی تو اوادھر شائلہ بیگم نے ملازمہ کو آواز لگاتے کہا تھا اور جلدی
سے اپنے پرس سے ڈھیر سارے پیسوں کو نکالتے ہوئے اور زلہ اور مہزلہ
کے سر سے وارتے ہوئے شبوں کو سارے پیسے دے دیے تھے۔۔

کیا ہوا میری بیٹی کو اس طرح سے روتے نہیں ہیں نا خوشی کا موقع ہے شائلہ
بیگم نے مہزلہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا تو مہزلہ نے
بھی لاڈ سے ان کے کندھے پر سر رکھا تھا اور زلہ کو خوشی محسوس ہوئی تھی
کہ مہزلہ کو ماؤں والا پیار مل رہا ہے ساتھ میں اسے بھی انہیں شائلہ بیگم کا
اس طرح سے ان دونوں کا نظر اتارنا بہت اچھا لگا تھا۔۔

بھوک تو نہیں لگ رہی تم دونوں کو جلدی سے مجھے بتاؤ صبح سے بھوک کی ہونا
شمالہ بیگم نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں نے ہی نفی میں سر
ہلایا تھا اور ساتھ ہی اپنے دونوں بیٹیوں کے ماتھے کو چومتے ہوئے کہا کہ چلو
اب جلدی سے باہر کی طرف چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے رخصتی میں کہیں
ہمارے دلہے میاں بے چین ہو کر یوں ہی ادھر اپنی دلہن کو لینے ادھر ہی
نہ اجائے شمالہ بیگم نے شرارت سے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو
زریش نے بھی اور ان کی شرارت پر محض چہرے پر مسکراہٹ سجا کر ان کی
طرف دیکھا تھا۔

سب ہنستے مسکراتے ہوئے اب باہر کی طرف بڑھ گئے تھے کوئی بھی نہیں
جانتا تھا کہ آج ان کے ہنستے مسکراتے چہرے واپس حویلی کے اندر آتے
ہوئے بجھے بجھے سے ہو جائیں گے۔

آج بھی کافی بڑے پیمانے پر پورے سوات کو انوائٹ کیا گیا تھا آخر سوات
کے سب سے اونچی حویلی کے خاندان کے اور خاندان کی شادی ہو رہی تھی

ایسے میں وہ لوگ دھوم دھام سے شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے
بصیر خانزادہ اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں کھڑا اپنے چاروں بھائیوں کو
دیکھ رہا تھا جو جی بھر کر اپنے ہاتھوں میں بندوق پکڑے فائرنگ کرنے میں
مصروف تھے ساتھ ہی ساتھ طرح طرح کے پٹانے برلاس خانزادہ شہر
سے لاتے ہوئے اس قدر زور زور سے پھوڑ رہا تھا جیسے کہ بصیر کی شادی
نہیں بلکہ برلاس کے خود کی ہی شادی ہو رہی ہو۔

بھائی سلو ہو جا میری شادی ہو رہی ہے میں اتنا خوش نہیں ہو رہا تو اتنا کیوں
چیخ رہا ہے بصیر خانزادہ نے برلاس کی طرف دیکھا جواب دوبارہ سے
دوسرے ٹیبل کی طرف پٹانے کا دوسرا پیکٹ کھولنے جا رہا تھا۔
اوہو لالہ بس کر دے آخر مجھ سے زیادہ کون بہتر طریقے سے آپ کو جانتا ہے
اوپر اوپر سے سنجیدہ سنجیدہ سے لگ رہے ہیں لیکن اندر سے تو آپ کے دل
میں بھی پٹانے پھوٹ رہے ہیں برلاس خانزادہ نے انکھ و نک کرتے ہوئے
سنجیدہ سے بصیر خانزادہ کو چھیڑا تھا۔

ہاں تو جس کو میں پسند کرتا ہوں اسی سے میری شادی ہو رہی ہے تو کیا میرا
خوش ہونا بنتا نہیں ہے بصیر نے بھی برلاس کے چہرے کو اپنی کوئی میں
دبوچتے ہوئے کہا تو برلاس نے چیختے ہوئے خود کو اس کے حصار سے چھڑانا
چاہا تھا۔

ہاں ہاں تو ہولے خوش میں نے کون ساپ کی خوشی پر ٹیکس لگا دینا ہے
اپ ہی کھڑوس کھڑوس سی شکل بنائے ادھر سے ادھر گھوم رہے ہیں اپ
خوش ہوں گے تو ہمیں تو اور بھی زیادہ خوشی ملے گی برلاس خانزادہ ابھی
بھی باز نہیں آیا تھا اس کو چھیڑنے سے اور ابھی بھی ہنوز اپنا سر اس کے کوئی
میں دیے ادھر سے ادھر موو کرتے ہوئے چھڑانے کی کوششوں کے
باوجود بھی اسے تنگ کرنے میں مصروف تھا۔

برلاس کی باتوں کو سن کر بصیر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا
ساتھ ہی اپنی کوئی سے اس کے چہرے کو ازاد کرتے ہوئے اسے اپنے

سامنے کھڑا کرتے گلے سے لگایا تھا وہ تو اس کا لاڈلا تھا تو اپنے لاڈلے کی وہ اتنی باتیں تو برداشت کر ہی سکتا تھا۔

اب جا جلدی سے انجوائے کر آخر تیرے بھائی کی شادی ہے بصیر خانزادہ نے برلاس سے دور ہوتے کہا تو برلاس نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور جلدی سے پٹاخوں کا پیکٹ اٹھاتے زرم اور عرش ملیار کی طرف لے کر بھاگ گیا تھا بصیر اس کے اس ایکٹ پر کچھ سیکنڈ کے لیے بالکل سٹل سا ہو گیا تھا اور اپنے دوست کے ہلانے پر وہ دوبارہ سے اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

دوسری طرف زرش خانزادی کو بھی سیٹج پر لے آیا گیا تھا اور زلا ایک طرف کونے میں کھڑی خدا سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں اور زلانے ہدا کو بھی انوائٹ کیا تھا اور ہدا بھی اس سے باتیں کرتے کرتے آخر اس تک پہنچ ہی گئی تھی دونوں ایک دوسرے کے گلے لگتے ہوئے سلام کرنے کے بعد اب ایک ٹیبل پر بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

یار تو وہ ہمارے بزنس حریف کو جانتی ہے جس سے ہم نے اپنا کنٹرول کینسل کروایا تھا جو دس منٹ کی دیری کی وجہ سے ہدائے اولزلہ کو یاد کروایا تو اور زلزلے نے بھی چونک کر حامی میں سر ہلایا تھا۔

ہاں ہاں مجھے یاد ہے کیوں کیا ہو گیا ہے اور زلزلے ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر پیتے ہدائے پوچھا تھا۔

ارے ہاں یار وہ بس طرح طرح کی دھمکیاں دے رہا تھا مجھے ہدائے جھکتے ہوئے اور ذرا سے کہا تو اور زلزلہ بجھتی اس گھنبر مسئلے کو سنتے اس کی طرف اب بری طرح سے متوجہ ہو کر بیٹھتے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی مجھے سے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ ساری بات بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟

وہ وہ جب میں نے اس سے کانٹیکٹ کینسل کیا تو اس کے بعد سے وہ میرے بہت زیادہ کلوز ہو گیا تھا وہ ڈیلی مجھ سے فیس بک میسنجر پر چیٹنگ کرتا رہتا تھا اور بات احمد تک پہنچ آئی تھی کہ میں اسے اپنی پکچر سینڈ کرتی تھی اور وہ بھی مجھے اپنی پکچر سینڈ کرتا تھا ہم دونوں بہت خوش تھے باتیں کرتے تھے

میں نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے مفاد کے لیے صرف اور صرف میرا استعمال کر رہا ہے۔۔

ہدائے ہچکی لیتے آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو کو صاف کرتے ہوئے دوبارہ سے محفل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ ایک بار ایک بار پھر میں نے اپنی اور تمہاری ہم نے جو ساتھ پکچر لی تھی وہ بھیج دی تھی ہدای کی بات سن کر اور زلا کو ایسا لگا جیسے وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی اس کی پکچر وہ بھی ایک نامحرم کے پاس یہ اس کی دوست نے اسے کس مشکل میں پھنسا لیا تھا۔۔

یہ کیا کیا تم نے ہدا اگر عرش کو یہ بات پتہ چلی تو تم جانتی ہو کہ کتنا بڑا ہنگامہ ہو سکتا ہے اور زلانے گھبراتے ہوئے ہدای کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

آئی ایم ریلی سوری یار مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا گرا ہوا شخص ہو گا اس نے مجھے بھی دھوکہ دیا میرا استعمال کیا اور جو ہم دو سے تین مہینے سے رات بھر باتیں کرتے رہتے تھے وہ سب ایک ہی پل میں اس نے برباد کر دیا جب میں نے اسے تمہاری پکچر بھیجی تو اس نے کہا کہ بس جو میرا کام

تھا وہ ہو گیا میں تو صرف تم سے اس خانزادی کی پکچر ہی منگوانا چاہتا تھا کہ
اسے زمانے بھر میں رسوا کر سکوں کیونکہ تم نے اس کے ساتھ کنٹریکٹ ختم
کیا تو اس کے بعد سے اس کا سارا کاروبار ہی ٹپ ہو کر رہ گیا تھا اور اسی کے
انتقام میں اس نے یہ سب اتنا گناہونا کھیل کھیلا ہے۔۔

غلطی تمہاری بھی ہے ہدات تمہیں اس طرح سے نہ محرم سے باتیں نہیں کرنی
چاہیے تھی جب ہم اللہ تعالیٰ کے محدود کردہ حدود کو کراس کرتے ہیں تو
اللہ تعالیٰ بھی ہمیں سزا دیتے ہیں کیوں رات رات بھر تم ایک نامحرم سے
فون پر چیٹنگ کرتی رہتی ہوں کیا تمہیں اندازہ بھی ہے کہ کس قدر گناہ والا
کام تم سرانجام دیتی رہی ہو تمہیں پتہ ہے کہ جو عورت اور مرد رات کے
اندھیرے میں اپنے کمرے میں تنہائی میں لیٹے موبائل فون پر ایک
دوسرے سے رات رات بھر چیٹنگ کرتے رہتے ہوئے وہ حرام ریلیشن
شپ میں ہوتے ہیں اور اس وقت ان دونوں مرد اور عورت کو یہی لگتا ہے
کہ صرف وہ دونوں ہی فون پر باتیں کرتے ہوئے ایک دوسرے کے میسجز

کو پڑھ رہے ہیں لیکن ایسا بالکل بھی نہیں ہوتا تمہیں پتہ ہے کہ فرشتے اس وقت چاروں طرف تمہیں اپنے گھیرے میں لیے ہوتے ہیں کبھی تمہیں اللہ اور اندازہ ہے کیا تم محسوس کر سکتی ہو کہ اگر ایک پل کے لیے بھی تمہارے بیچ رات کے وقت جو پیدا ہوا ایک سیکنڈ کے لیے بھی وہ پردہ ہٹالیا گیا اور ایک دم سے فون پر باتیں کرتے ہوئے اللہ کو تم نے دیکھا تو کیا تمہیں شرمندگی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ نے ہم سب لوگوں کو جوڑیوں میں ہی پیدا کیا ہے نا تو میں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اپنا ہاتھ مارتے ہیں تو وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تم اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتی کہ تم نے کس قدر گناہ والا کام کیا ہے توبہ کرو اور اپنے اللہ تعالیٰ سے رات کی تنہائی میں تہجد میں گر گڑا کر معافی مانگو خدا کہتے ہیں کہ نامحرم کی محبت آپ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے تم کیسے رات کے اندھیرے میں ایک نامحرم پر بھروسہ کر سکتی ہو کیا تمہیں اپنے اللہ پر بھروسہ نہیں کیا تم صبر نہیں کر سکتی تھی اپنے محرم کے لیے ایک

نا محرم سی باتیں کرتے ہوئے تم نے اپنے محرم کے امانت میں بھی خیانت کی ہے کیونکہ ہمارا جو پورا وجود ہوتا ہے وہ ہمارے محرم کی امانت ہوتی ہے اس طرح کسی نا محرم سے باتیں کرتے ہوئے تو میں اندازہ ہے کہ تم خود کو کتنا عارضی سمجھ چکی ہو کیوں ہم لڑکیاں اس بات کو سمجھ نہیں پاتی کہ ہماری عزت اتنی دو ٹوٹے کی نہیں ہے کہ ہم رات رات بھر کسی نا محرم سے فون پر باتیں کرتے رہیں اور ایٹ ڈا اینڈ آف دی ڈے جب وہ چیپٹر ہماری زندگی سے کلوز ہو تو ہمیں زندگی بھر اسی بات کا پچھتاوار ہے اور ہم زندگی بھر اسی فیس سے نکل ہی نہیں پاتے یقین کرو جب مرد اور عورت ایک ساتھ ایک رات کمرے میں اکیلے گزارتے ہیں تو غسل دونوں پہ فرض ہوتا ہے مرد تو نہا کر اس غسل سے پاک ہو جاتا ہے لیکن جو عورت کی عزت ہوتی ہے وہ بالکل کانچ کی مانند ہوتی ہے جو ٹوٹ جاتی ہے اپنی اہمیت کو سمجھو ہم اتنی گئی گزری نہیں ہیں کہ یوں اس طرح سے کسی نا محرم سے بات کر کے اپنی دار کر سکے بات سمجھ آرہی ہے۔۔ اب تو مجھے بھی سمجھ نہیں عزت کو داغ

آ رہا کہ میں کیا کروں غلطی میری بھی ہے مجھے اس طرح سے تمہاری فون
میں پکچر کلک کروانی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔

اور زلا پلیر ایسا مت بولو تم جانتی ہو کہ تم میری واحد دوست ہو میں مانتی
ہوں میری غلطی اور میں یہ بھی مانتی ہوں کہ میں نے اپنی اللہ تعالیٰ کو بہت
ناراض کر دیا ہے لیکن میں اپنے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں گی توبہ کروں گی
تو وہ مجھے معاف کر دیں گے ناپلیر بتاؤ مجھے ہدائے اور زلا کے دونوں ہاتھوں
کو اپنے گرفت میں لیتے ہوئے آنسو سے تر چہرے کے ساتھ کہا۔۔

بے ساختہ ہی اور زلا کو ہد پر ترس آ گیا تھا اور زلانے اسے گلے لگاتے ہوئے
کہا کہ میری دوست ہو تم اسی لیے تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہی ہوں اللہ
تعالیٰ تو بندے کی توبہ کرنے کے انتظار میں ہوتے ہیں تم ایک بار جائے نماز
پر بیٹھ کر گڑ گڑا کر سچے دل سے اپنے اللہ سے معافی تو مانگو وہ تمہیں گناہوں
سے یوں پاک کریں گے جیسے تم نے کبھی وہ گناہ کبھی کیا ہی نہ ہو۔۔

ایک ایک اور بات بھی ہے اور زلا کی طرف دیکھتے ہدائے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا تھا زیادہ رونے کی وجہ سے اس کی اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھی۔ کیا بات ہے اور زلا چہرے پر پریشانی سجاتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

وہ وہ ہمارا بزنس حریف یہاں اس شادی میں بھی آیا ہے اور آنے سے پہلے اس نے مجھے یہ میسج بھی میسنجر پر سینڈ کیا تھا ہدائے جلدی سے اپنا فون نکالتے انلاک کرتے میسنجر کو اوپن کرتے وہ میسج اور زلا کو دکھایا تھا۔ اور زلانے وہ میسج پڑھا تو اس کے چہرے کا رنگ ہی اڑھ گیا تھا جہاں پر صاف صاف دھمکی زدہ الفاظ میں لکھا گیا تھا کہ وہ آج رات ان خانزادوں کی رخصتی میں ضرور جائے گا اور اس خانزادی کی عزت کو داغ دار کرتا آئے گا اور اسے بھی زمانے بھر میں رسوا کرے گا اور وہ اس کے خلاف اس کے شوہر کے دماغ میں اس قدر خناس بھرے گا کہ اس کا شوہر اسے خود بخود چھوڑ دے گا۔

پریشان نہ ہوا انشاء اللہ اللہ ہمارے ساتھ ہے کچھ بھی نہیں ہو گا عرش کو مجھ
پہ بھروسہ ہے وہ کسی کی باتوں پہ یوں کان نہیں بھرے گا اپنے اور وہ تو مجھے
چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور زلزلے نے اعتماد بھرے لہجے میں ہداسے کہا
تو اس کا دل بھی پر سکون ہوا تھا۔

چلو آؤ یار جلدی کرو وہاں پہ دیکھو سب اتنا انجوائے کر رہے ہیں اور رخصتی کا
وقت ہو گیا ہے اتنا وقت ہو گیا ہمیں باتیں کرتے کرتے کہ یاد بھی نہیں رہا
محض لا کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اور زلزلے نے ہداسے کہا اور وہ دونوں بھی اٹھ
گئے سیٹج کی طرف چل پڑے تھے۔

اب سب تیاریوں میں مصروف ہو چکے تھے رخصتی کا وقت قریب ہی تھا
بصیر خانزادہ بھی زرش خانزادی کی طرف آ کر فوٹو شوٹ کا ایک لمبا سا
سیشن گزار آیا تھا اور اب سارے ہی خانزادے عورتوں والے سائیڈ پر
کھڑے رخصتی کے لیے تیار تھے زرم خانزادہ بھی زرش کو اپنے سینے سے
لگائے کھڑا ضبط سے سرخ ہوئی آنکھوں پر بند باندھ رہا تھا۔

لالار ونا نہیں ورنہ بے عزتی ہو جائے گی آپ کی لٹل گل کے سامنے
دیکھیں تو صحیح کس طرح سے ہستی مسکراتی کھلکھلاتی ہوئی انجوائے کر رہی
ہے اپنے بھائی کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر زرش نے جلدی سے ان کا
دھیان اس کی لٹل گرل پر کر دیا تھا اور بس محضہ کی طرف دیکھنے کی دیر ہی
ہوتی تھی اس کے معصوم چہرے کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے زرم کا غصہ
بھی ٹھنڈا ہو جاتا تھا اس کے ایموشن بھی کنٹرول ہو جاتے تھے اور وہ خود پر
ضبط کر جایا کرتا تھا صرف اور صرف اپنی فیری کے لیے۔۔

چلو بچیوں جلدی کرو ایک طرف ہو جاؤ تا کہ زرش سے مل سکو اور اپنے
اپنے شوہروں کے ساتھ ہی گاڑی میں جانا اور واپس بھی آ جانا ویسے تو زرش
کو حویلی کے ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک ہی رخصت کروانا تھا
لیکن زرش کی خواہش تھی کہ وہ اپنی رخصتی پر باقی لڑکیوں کی طرح گاڑی
میں بیٹھے اور لمبا سا سفر طے کرتے ہوئے واپس حویلی میں آ جائے جو اسے
یوں لگے گا کہ وہ کہیں اور سے رخصت ہو کر اپنی ہی حویلی میں آرہی ہے

انوکھی ہی فرمائش تھی زرش کی جسے ماننا بصیر خان زادہ دادا اور اس کی مورے
نائکہ بیگم نے خود پر فرض کر لیا تھا ان تینوں کی ہی تو وہ لاڈلی تھی۔۔

زرش اپنے بڑوں کے حسار کے سائے تلے رخصت ہو گئی بصیر کی گاڑی
میں بیٹھ چکی تھی اور اب نائکہ بیگم اور شائکہ بیگم باقی سب لڑکیوں کو
ہدایت دیتے ہوئے ان کے شوہروں کے ساتھ انہیں گاڑی میں بیٹھنے کے
لیے بول رہی تھی۔۔

پھر عرش سب سے چھپ چھپا کر اور زلا کی طرف آیا اس کا مہندی سے
بھرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اپنے لبوں سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ میری
جان بہت پیاری لگ رہی ہو ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑتے وہ اپنی گاڑی کی
طرف لے کر چل پڑا تھا زندگی سے بھرپور دونوں کے چہرے پہ
مسکراہٹ تھی لیکن وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ واپسی پر ان لوگوں کے
ساتھ کیا ہونے والا تھا کیا وہ دونوں تو بھی اسی طرح سے ہنستے مسکراتے
رہتے؟؟؟

ملیار نے بھی جلدی سے ہنستے ہوئے عنایہ کو اپنے حصار میں لیا تھا اور عنایہ نے بھی ان روٹی پن سے سب کی موجودگی کو دیکھتے ہوئے اس کی کمر پر چٹکی کاٹی تھی جس سے ہمیشہ ہی ملیار خانزادہ بلبلا سجاتا تھا۔

تو میں تمہیں کمرے میں بتاؤں گا میری جان بہت شرارتی ہو گئی ہو ملیار نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کی تو عنایہ نے بوکھلاتے ہوئے جلدی سے گاڑی کے اندر بیٹھنا سیف سمجھا تھا۔

چلیں میری جان ہم بھی زرم خانزادہ محزلہ اور حان کی طرف آیا تھا جو ایک طرف سب سے الگ تھلگ کمرے حسن میں مصروف دیں ان دونوں کی ہمیشہ اپنی ہی دنیا ہوتی تھی سب سے الگ رہنا اور دونوں کے ساتھ ہی خوش رہنا حتیٰ کہ جب وہ دونوں ایک ساتھ ہوتے تب تو زرم کو ایسا لگتا کہ ان دونوں کو اس کی کمی بھی محسوس نہیں ہوتی ہوگی۔

ہم جائیں گے آپ کے ساتھ لیکن ایک شرط پر روحان نے جلدی سے اپنے پار ٹنر کی طرف دیکھتے ہوئے زرم سے کہا تو محزلہ نے بھی زور و شور سے ہا

میں سر ہلایا تھا ان دونوں شرارت کی پوٹلیوں کو اس طرح سے اپنی طرف دیکھتا پا کر زرم نے مسکراہٹ دبا کر ہاں میں سر ہلایا تھا کہ ان دونوں کی ہر شرط منظور ہے لیکن اس وقت وہ چلے کیونکہ اس کے چاروں کے علاوہ سب آگے نکل چکے تھے اور وہ ابھی تک گاڑی میں بھی نہیں بیٹھا تھا۔

آپ ہمیں واپسی پر آئیں کریم بھی کھلائیں گے اور ہمیں بیکری پر بھی لے کر جائیں گے ہماری چیزیں ختم ہو چکی ہیں زرم کی طرف دیکھتے ہوئے محزلہ نے جلدی سے کہا اور روحان نے بھی اس کا ساتھ دیتے زور و شور سے ہامی سر ہلایا تھا وہ دونوں ایسے لگ رہے تھے جیسے جڑوا ہوا ایک بات کرتا تھا تو دوسرا ہم اس طرح ہلاتا دوسرا بات کرتا دو پہلے والا حامی۔ میں سر ہلا کر اس کی بات کی تاکید کرتا کہ دونوں ایسا ہی چاہتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے لے چلوں گا اب جلدی کرو گاڑی میں بیٹھو دونوں روحان کو اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے محضلا کا ہاتھ پکڑتے آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لیے گاڑی کی طرف لے کر چل پڑا تھا۔

پہلے میں گاڑی میں بیٹھوں گا پار ٹنر کے ساتھ میں آگے بیٹھوں گا پیچھے نہیں
بیٹھوں گا زرم نے پچھلا دروازہ کھول کر روحان کو بٹھانا چاہا تو روحان نے
عزت کرتے ہوئے آگے بیٹھنا چاہا تھا۔

تو زرم نے بھی اسے گھور کر دیکھتے ہوئے آگے کا دروازہ کھولا تو پہلے زرم
نے روحان کو اندر بٹھایا اور اس کے بعد محزلہ کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا محزلہ
بھی جب اندر بیٹھی اور ان دونوں کی طرف کا دروازہ بند کرتے ہوئے زرم
دوسری طرف آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے اب اپنے بھائیوں کی گاڑیوں
کے پیچھے روانہ ہو گیا تھا جن کا دور دور تک کوئی عطا پتہ ہی نہیں تھا۔

آرش یہ اپ کیا کر رہے ہیں آہستہ چلائیں گاڑی مجھے ڈر لگ رہا ہے اتنی تیز
گاڑی چلا رہے ہیں ایکسیڈنٹ ہو جائے گا ہمارا اور زلہ نے آرش کے بازوؤں
پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے ٹوکا تھا جو فل سپیڈ میں گاڑی چلاتے ہوئے ملیار
کے گاڑی سے اگے اپنی گاڑی نکالنا چاہتا تھا۔

اوہو اور زلہ جان کچھ بھی نہیں ہوتا دیکھو اپنی اس بڑی کوہرانا تو ہو گا ورنہ کم
از کم دو سے تین مہینے اس کے پاس مجھے چھڑانے کا موقع ہو گا کہ میں اسے
ہار گیا ہوں آرش نے اور زلہ کو مطمئن کرتے ہوئے کہا اور گاڑی کی سپیڈ کو
ہنوز ویسے ہی رکھا تھا۔

ٹھیک ہے پھر اپ گاڑی کی سپیڈ کو اسی تیزی سے اڑائیں اور مجھے یہیں پر اتار
دے پیچھے سے نرلاس لالا کی گاڑی آئے گی تو میں اسی کے ساتھ چلی جاؤں
گی عجیب حد ہے ایک بات اپ کو سمجھ نہیں آرہی کب سے بول رہی ہوں
کہ سپیڈ کو سلو کریں لیکن اپ پر تو میری بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اس بار

اور زلہ نے غصے سے اپنے ناک کو پھلاتے ہوئے کہا تو آرش نے واقعی اب سپیڈ کو سلو کر دیا تھا۔

اور زلہ نے اسے سپیڈ سلو کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف سے رخ ہو کر باہر کی طرف دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی کالی اندھیری رات میں سوات کے صاف ستھری روڈ پر ہلکی ہلکی سی بوندا باندی کے ساتھ سارے خانزادوں کی گاڑیاں تیزی سے روڈ پر رواں دواں تھی۔

اچھا اب ناراض کیوں ہو رہی ہو یا رکرتولی میں نے سپیڈ سلو آرش نے اس کا دھیان اپنی طرف کروانے کے لیے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تھا۔

ایک ہی بار بولنے پر اگر آپ نے سپیڈ سلو کر لی ہوتی تو میں نہ ہوتی ناراض اور زلہ نے آرش کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا اس کے دل میں ہلکی ہلکی سی گد گدی ہونے لگ گئی تھی اپنے ہاتھ کو آرش کے ہاتھ میں دیکھنے پر۔

آر ش فرض کریں اگر کبھی کسی نے میرے خلاف اپ کے کان بھرنے کی
کوشش کی تو اپ مجھ پر یقین کریں گے نا اور زلہ کے دل میں نہ جانے کیا
سمائی کے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

کیسی باتیں کر رہی ہو یا کسی کے کچھ بھی بولنے پر میں تمہیں کیوں خود سے
دور کرنے لگا اتنے مشکلوں کے بعد تو ملی ہو اور اتنی آسانی سے کسی کے بولنے
پر میں تمہیں خود سے دور کر دوں نا ممکن آر ش نے اس کے بجھے بجھے سے
لہجے کو دیکھتے ہوئے تسلی آمیز جواب دیا تھا۔

اچھا ہو سکتا ہے کبھی بھی زندگی ایک ڈگر پر ایک جیسی تو نہیں چلتی نا اور
ویسے بھی جہاں تک میں نے سنا ہے تو سب کہتے ہیں کہ مرد بہت جلدی
بدل جاتے ہیں اور زلہ نے سنی سنائی بات آر ش سے کہی تھی۔

ہوتے ہوں گے وہ مرد جن لوگوں نے محبت صرف کچھ وقت کے لیے اپنی
بیوی سے کی ہو لیکن میں آر ش خانزادہ اپنی بیوی اور زلہ خانزادی کا تا عمر
عاشق رہوں گا اس کے سارے نخرے اٹھاؤں گا اور اپنی بیوی کے لیے میں

کبھی بھی خود کو نہیں بدلوں گا وہ جانتا تھا اس کی ان سکیورٹیز کو اسی لیے اس کے ایسے سوالات پر دھیمے سے لہجے میں ہی جواب دیتا تھا۔

اپ کی زندگی میں آنے کے بعد مجھے ہمیشہ ایسا لگتا تھا کہ جیسا ہمسفر میں نے سوچا تھا ویسا مجھے بالکل بھی نہیں ملا لیکن جب سے ہم آسٹریلیا میں ایک ساتھ وقت گزار کر واپس پاکستان آئے ہیں تب سے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے اپ کے نصیب میں لکھا اور اپ مجھے ملے ہیں۔۔

میری جان وہ کہتے ہیں نا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرتے ہیں تو تم نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کہ وہ رب جو ہم سے 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ ہمارے لیے کچھ غلط سوچ سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر اللہ تعالیٰ ہماری زندگی میں جو کچھ بھی کرتا ہے وہ ہمیں غلط لگے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں ہماری زندگی میں ہوئے سارے فیصلوں

کا مطلب سمجھاجاتا ہے آرش نے مسکراتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرتے
اور زلہ سے کہا تھا۔

کیا مطلب آرش میں اپ کی بات سمجھی نہیں اور زلہ نے نہ سمجھ نظروں
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

میری جان مثال کے طور پر میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں ایک ماں جو
چھولے کے سامنے بیٹھی روٹیاں پکا رہی ہوتی ہے اس کا بیٹا اس کے پاس
بھاگ بھاگ کرتا ہے اور اس چھوٹے سے ننھے بچے کو وہ آگ اپنی طرف
بہت زیادہ اٹریکٹ کرتی ہے اور وہ اس آگ کو جلا ہوا دیکھ کر اپنا ہاتھ اس کی
طرف بڑھتا ہے لیکن اچانک ہی اس کی ماں اس بچے کے ہاتھ پر مار کر اس
کے ہاتھ کو اس آگ سے پیچھے کر دیتی ہے اس آگ سے پیچھے کیوں کرتی
ہے؟؟

میری جان کیونکہ اس بچے کی ماں کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ آگ نقصان دہ ہے
اگر میرا بچہ اس آگ میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کر بیٹھے گا اور اس

کا ہاتھ جل جائے گا بچے کی ماں کو پتہ ہوتا ہے ناکہ میرے بیٹے کو نقصان ہو گا
بچے کو تو نہیں پتہ ہو گا بچہ تو اپنی ماں سے وقتی طور پر بدگمان سا ہو جائے گا کہ
میری ماں نے مجھے کبھلنے نہیں دیا اور اس آگ میں ہاتھ ڈالنے نہیں دیا لیکن
بچے کو پتہ تھوڑی نہ ہوتا ہے کہ اس آگ میں ہاتھ ڈالنے سے میرا ہاتھ جل
جائے گا جس کی وجہ سے تکلیف مجھے ہی اٹھانی پڑے گی۔۔

بالکل اسی طرح کا پراس ہمارے ساتھ اللہ کا بھی ہے اب دیکھو اگر ہم
کوئی کام کرنے جاتے ہیں ہم اپنے لیے حرام ریلیشن شپ میں رہ کر کوئی
ایک بندہ پسند کرتے ہیں تو ہمیں نہیں پتہ ہوتا کہ بعد میں ہمارے ساتھ کیا
ہونا ہوتا ہے لیکن اللہ کے پاس تو غیب کا علم ہے نا اللہ کو تو سب پتہ ہوتا ہے
ہم جس بندے کو پسند کرتے ہیں وہ ہمارے لیے ٹھیک ہے یا پھر نہیں وقتی
طور پر ہم اس سے باتیں کرتے رہتے ہیں وہ ہمارا خیال رکھتے ہیں اور ہماری
فکر کرتے رہتے ہیں تو بس ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ بندہ ہماری پوری دنیا
ہے اور ہمیں ہمارے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا انسان مل گیا

ہے لیکن اللہ نے اسے ہمارے نصیب میں نہ لکھا ہو تو ہم اللہ سے وقت کے طور پر بدگمان ہو جاتے ہیں اور جب ہماری شادی کسی اور سے ہو جاتی ہے تو شروع شروع میں ہم یہی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو گئی ہے ہم چاہا اللہ نے اس بندے کو ہمیں دیا ہی نہیں اب اگر نے جس بندے کو تمہیں پتہ ہو کہ ٹک ٹاک میں ایک بہت زیادہ ٹرینڈ چلتا تھا ایک وقت پر کہ "یا اللہ ایک شخص ہی تو مانگا تھا کون سی میری پوری دنیا مانگ لی تھی" اپ خود سمجھو اس بات کو بے دہانی میں اپنے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہا ہوتا ہے / یا پھر ہوتی ہے لیکن انہیں نہیں پتہ ہوتا کہ اگر وہی ایک شخص ان کی زندگی میں آجاتا تو ان کی پوری دنیا ہی برباد ہو جاتی ہمیں اور ان سب لڑکے اور لڑکیوں کو ان باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اگر ایک شخص جسے ہم اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہ ہمارے نصیب میں نہیں ہوتا تو ہماری زندگی اسی جگہ پر نہیں رک جاتی بلکہ "ہمارا اللہ ہم سے بہتر لے کر بہترین سے نوازتا ہے" اسی لیے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محدود کردہ حدود کو جب ہم

کر اس کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اسی لیے
اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں ہمیں اگر مگر بولنے کی کیا سوچنے تک کی سوچ
نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ہمیں یقین ہونا چاہیے اپنے اللہ تعالیٰ پر کہ وہ ہمیں
ہماری 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے تو وہ ہمارے لیے کچھ غلط سوچ ہی
نہیں سکتا اور جب ہمیں صحیح وقت پر اس بات کا مطلب سمجھاتا ہے جس
سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے روک لیا ہوتا ہے تو ہم بعد میں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی
بہت ادا کرتے ہیں کہ چلو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں بھی ایسا کرنے جا رہی
تھی میں نے ایسا نہیں کیا اب دیکھو فلاں کے ساتھ ایسا ہو گیا ہے اب سمجھ آیا
تمہیں آرش نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اور زلہ پر اس کے لفظوں کا جادو ہی چل گیا تھا وہ یک ٹک اس کی سحر زدہ
الفاظوں کو سنتے ہوئے اپنے دل میں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی اپنے
مورے کے مرنے پر اور آرش کے ساتھ شروع ہوئے رشتے پر شروع
شروع میں وہ بھی تو اپنے اللہ تعالیٰ سے بدگمان ہو گئی تھی اسے بھی تو نہیں

پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے جو بھی سوچتا ہے وہ بہتر ہی ہوتا ہے۔۔۔

آپ کتنا اچھا سوچتے ہیں مجھے ہمیشہ سے ہی ایسے ہی ہمسفر کی تلاش تھی جو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو آپ کو پتہ ہے میں نے ایک بک میں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قریب صرف وہ بندہ نہیں ہوتا جو پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے بلکہ دل کا اچھا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے دل میں سیاہی لے کر اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو پھر ایسے سجدے کا کیا فائدہ کہ آپ کی نیت دوسروں کے ساتھ ٹھیک ہی نہیں ہوتی۔۔۔

جی جی بالکل بیوی آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آرش نے اس بار شرارت سے اس کی ہتھیلی پر اپنے ناخنوں کو سکر پیچ کرتے ہوئے اسے گد گدایا تو وہ کھلکھلا کر گاڑی میں ہنسی تھی اور اس کی زندگی سے بھرپور کھلکھاہٹ کو دیکھتے ہوئے آرش کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔

《~~~~~》

بابا پ بھی گاڑی تیز چلائیں نانا کہ ہم بھی ملیار چاچو اور آر ش چاچو برلاس
چاچو سے اگے نکل سکیں روحان جو مہزلہ کی گود میں تقریباً چڑھ کر لیٹھا ہوا
تھا اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اکسا سٹڈ انداز میں کہا تھا اس کی
بات سن کر مہزلہ کے چہرے پر ایک رنگ آیا تھا اور دوسرا گیا تھا اس کا چہرہ
زرد پڑ گیا تھا اسے شدید ڈر لگتا تھا اور خوف محسوس ہوتا تھا جب کوئی تیز
گاڑی چلاتا تھا۔

نہیں نہیں پلیز اپ تیز گاڑی نہیں چلائیں گے مجھے بہت ڈر لگتا ہے روحان
اپ ایسی ضد نہ کرو نا پار ٹنر دیکھو ہم سب گر جائیں گے ہمیں چوٹ لگ
جائے گی مہزلہ نے زرم سے کینے کے بعد روحان کی طرف رخ موڑا جو
اپنے دونوں پیروں کو زرم کی گود میں رکھے اور اپنا سر کی گود میں رکھے
ہوئے تھا۔

نہیں نابڈی مزہ اے گا پلیز اپ بابا کو منع نہیں کریں نا روحان نے دوبارہ
سے ضد کرتے ہوئے کہا تھا زرم ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا اسے سمجھ رہا تھا

کہ مہزلہ کو ڈر لگتا ہے دوسری طرف اس کا بیٹا بھی ضد کر رہا تھا لیکن وہ محتاط انداز میں گاڑی چلا رہا تھا کیونکہ بوندا باندی مسلسل برسنے کی وجہ سے سڑکیں گیلی ہو چکی تھیں اور گیلی سڑکوں پر گاڑی بار بار سلیپ بھی ہوئی جا رہی تھی ایسے میں واقعی اگر وہ تیز گاڑی چلا کر آگے نکلنے کی کوشش کرتا تو یقیناً ان کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا اسی لیے وہ نہایت ہی محتاط انداز میں گاڑی چلاتا روحان کو اب پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

بابا پچلائیں گے ناتیز گاڑی روحان نے دوبارہ سے کہا تو زرم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

بابا پلیز چلائیں نہ تیز گاڑی کم از کم برلاس چاچو سے تو آگے جائیں ناسارے چاچو ہم سے آگے ہیں اور ہم پیچھے ہمارے پیچھے تو صرف گارڈز کی گاڑیاں ہی ہیں ایسے میں کیا ہی مزہ آئے گا روحان کو تو رہ رہ کر صرف یہی غم ستا رہا تھا کہ برلاس چاچو بھی ان سے آگے ہو گئے تھے اور وہ لوگ پیچھے تھے۔

نہیں میرا شہزادہ ایسے ضد نہیں کرتے اپ جانتے ہیں نا اگر ہم نے تیز گاڑی
چلائی اور گاڑی ذرا سی بھی سلپ ہوئی تو ہم سب کا ایکسیڈنٹ ہو جائے گا اور
ہمیں ہاسپٹل جانا پڑے گا اور چھوٹ بھی لگ جائے گی اسی لیے زرم پلینز
اگے دیکھیں ابھی زرم نے اپنی بات مکمل ہی نہ کی تھی کہ مہزلہ نے جلدی
سے اسے ہوش دیلاتے ہوئے اگے دیکھنے کے لیے کہا تھا اور زرم نے جیسے
ہی فرنٹ مرر سے باہر کی طرف دیکھا تو ایک ٹرک اپوزٹ سائیڈ سے
تیزی سے اتا ہوا ان کی گاڑی کے پاس ہی رہا تھا زرم نے بوکھلاتے ہوئے
رخ دوسری طرف موڑنا چاہا تھا لیکن وہ ٹرک تو شاید جیسے اس کی پیچھے ہی آیا
تھا روحان کا چہرہ بھی زرد سا پڑ گیا تھا اور مہزلہ بھی خوف سے رونے لگ گئی
تھی۔۔

ٹرک اتنی تیزی سے اکران کی گاڑی سے ٹکرایا اور دونوں گاڑیوں کا تصادم
اتنی زوردار سے ہوا تھا کہ زرم کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا محض
صرف اور صرف ایک منٹ کا کھیل تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے دو منٹ

بھی ٹھیک سے نہ گزرے تھے جب اس گاڑی میں زرم مہزلہ اور روحان باتیں کر رہے تھے اب اس گاڑی میں سناٹا سا چایا ہوا تھا گاڑی کی حالت دیکھنے کے لائق بالکل بھی نہیں تھی یقیناً اندر بیٹھے نفوس کو حد سے زیادہ چھوٹے لگی تھی۔۔

پیچھے جو گارڈز کی گاڑیاں ارہی تھی انہوں نے بوکھلاتے جلدی سے اگتے آر ش خانزادہ کو کال ملائی تھی تو دوسرے گارڈ نے جلدی سے ملیار کو بھی کال ملائی تھی اور کچھ گارڈ تیزی سے گاڑی سے نکلتے ہوئے ان کی گاڑی کی طرف مدد کے لیے پہنچے تھے اور انہیں زرم کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کا بتاتے ہوئے ان دونوں کی بھی روح فنا کر لی تھی۔۔

آر ش اور ملیار نے تیزی سے اپنی گاڑیوں کا رخ موڑا تھا اور برلاس جوان کے پیچھے ہی تھا انہیں رخ موڑنا دیکھ کر حیرت سے وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا تھا اور وہ لوگ تیزی سے اپنے سے دور زرم کی گاڑی کی طرف تیزی سے چل پڑے تھے عنایہ اور اورزلہ بھی بوکھلانے والے انداز میں خود کو

تامتی ہوئی آرش اور ملیار کے سرخ سے چہرے کو دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنے
کی ہمت ہی نہیں کر پار ہی تھی۔۔

آرش کیا ہو گیا ہے سب ٹھیک تو ہے نامیرا دل گھبرا رہا ہے آرش تیزی سے
گاڑی کو چلاتے ہوئے دو منٹ کا راستہ اس کے لیے جیسے دو گھنٹے پر مشتمل ہو
گیا تھا۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے کچھ ٹھیک نہیں ہے زرم لالا کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا
ہے اور اس وقت روحان اور مہزلہ دونوں ان کے ساتھ گاڑی میں موجود
تھے کچھ سمجھ نہیں رہا آرش نے بے بسی سے کہتے ہوئے گاڑی کے
سٹیرنگ کو اپنے ہاتھ کا مکہ مارا تھا ساتھ ہی ساتھ وہ تیزی سے اس جگہ پر پہنچ
کر گاڑی کو بند بغیر ہی تیزی سے باہر نکل آیا تھا۔۔

لالا کیا اپ میری اواز سن سکتے ہیں آرش نے گاڑی کی بھکری ہوئی حالت کو
دیکھا تو گھٹنوں کے بل سڑک پر بیٹھ کر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام
کر گرا لیا تھا کتنا بڑا نقصان ہو گیا تھا ان لوگوں کا اس کا تو سوچ سوچ کر ہی

دل ہول رہا تھا اگر اندر گاڑی میں تینوں نفوس میں سے کسی کو بھی کچھ ہوا
ہوا اگر وہ اپنی جان کی بازی ہار گیا ہو تو حویلی میں قیامت برپا ہو جائے گی۔
پیچھے سے ملیار اور برلاس کی گاڑی بھی آرش کے گاڑی کے ساتھ اکر رک
چکی تھی اور وہ دونوں بھی بھاگتے ہوئے گاڑی سے نکل ائے تھے گاڑی کی
بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر برلاس اور ملیار کی بھی حالت آرش کے حالت
سے مختلف نہ تھی اور اور اور زلہ تو بس پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اس
گاڑی کو دیکھ رہی تھی جہاں اس کی کل کائنات تھی۔

ملیار جلدی سے اگے گیا اور گاڑی کا شیشہ جو پہلے ہی بری طرح سے ٹوٹا ہوا
تھا اس میں سے اندر دیکھنے کی کوشش کی لیکن گاڑی کی حالت بہت ہی بری
تھی اور گاڑی پوری طرح سے سڑک پر الٹی پڑی ہوئی تھی۔

برلاس آرش وہاں پہ دونوں کھڑے کیا کر رہے ہو جلدی او ہمیں لالا کی
مدد کرنی ہے انہیں کچھ بھی نہیں ہو سکتا جلدی سے او گاڑی کو سیدھا کرو اور
انہیں نکال کر ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا ہمیں ملیار نے ان دونوں کو بھی چیخ کر

اپنی طرف متوجہ کر دیا تھا تو وہ دونوں بھی بھاگتے ہوئے ملیار کے پاس گئے اور تینوں نے اور کافی سارے گارڈز نے زور لگا کر تقریباً 2 منٹ کے اندر گاڑی کو سیدھا روڈ پر کھڑا کیا تھا۔

سب سے پہلے ہی برلاس کو روحان کا چھوٹا سا ہاتھ شیشے کے کھڑکی سے باہر نکلا ہوا دکھائی دیا تو برلاس تڑپ سا گیا تھا اس کا چھوٹا سا بچہ جو چاچو چاچو کہتے تکتا نہیں تھا جو اس کے ساتھ ہر وقت لڑائی کرتا رہتا تھا اسے اس حالت میں دیکھ کر برلاس کا دل خون کے انسو رو رہا تھا۔

روحان چاچو کا بچہ چاچو کا شہزادہ انکھیں کھولو اپنی برلاس جلدی سے اگے گیا اور نہایت ہی احتیاط سے اسے باہر نکالا تھا روحان کا سفید سا چہرہ جگہ جگہ پر سرخ ہوا پڑا تھا جگہ جگہ خراشے لگنے کی وجہ سے خون اس کے ہاتھوں چہروں پہ رسمیت پورے جسم پر لگا ہوا تھا۔

تم جلدی سے اسے ہسپتال پہنچاؤ ہم جیسے ہی لالا اور مہزلہ کو ڈھونڈتے ہیں تو انہیں بھی جلد از جلد ہسپتال پہنچانے کی کوشش کریں گے جاو تم جلدی

سے روحان کو لے کر جاؤ آرش اور ملیار تو تڑپ اٹھے تھے اپنے چھوٹے سے
شہزادے کو خون میں لت پت دیکھ کر برلاس نے بھی ان کی بات سن کر
ہاں میں سر ہلایا اور روحان کے بے ہوش وجود کو اپنے گود میں اٹھائے
جلدی سے اپنی گاڑی کی سمت بھاگا تھا اور اسے ہاسپٹل کی طرف لے کر
روانہ ہو گیا تھا۔ گاڑی کی ایک گاڑی برلاس کے پیچھے بھیجو آرش نے جلدی
سے گاڑی کے ہیڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا تھا تو گاڑی کے ہیڈ نے بھی جلدی سے
ایک گاڑی اپنے بندوں کی تیار کروائی اور برلاس خانزادہ کے پیچھے ہاسپٹل
کی طرف روانہ کیا تھا۔

گڑیا کیا تم ٹھیک ہو مجھے اواز دو کیا تمہیں میری اواز آرہی ہے ملیار تڑپتے
ہوئے کبھی بیک سائیڈ پر اور کبھی فرینڈ سائیڈ پر مہزلہ کو ڈھونڈ رہا تھا لیکن
مہزلہ کا اور زرم کا گاڑی میں نام و نشان تک نہیں مل رہا تھا۔

اور زلہ اور عنایہ جو روتے ہوئے اپنی سانسوں کو روک تک بیٹھی تھی
اچانک ہی وہ چیختی چلاتی ہوئی زمین پر بیٹھ کر گڑ گڑا گڑا کر اپنے اللہ تعالیٰ

سے اپنی بہن اور اس کے شوہر کی عمر درازے کے لیے دعائیں مانگنے لگی
عنا یہ جلدی سے اس کے قریب جاتی اسے اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔۔
ملیاری اور آرش اور باقی سارے گارڈاب موبائل کے لائٹس ان کیے مہزلہ
اور زرم کو سڑک پر ادھر سے ادھر ڈھونڈ رہے تھے وہ لوگ نہیں جانتے
تھے کہ وہ دونوں زوردار گاڑی کے تصادم کی وجہ سے کہاں پر گرے
ہوئے تھے لیکن اب انہیں ڈھونڈنا بھی تو تھا یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے تو وہ
لوگ بالکل بھی نہیں بیٹھ سکتے تھے ہاں ملیار نے ریسکیو ٹیم کو بھی فون کر لیا
تھا کہ وہ لوگ بھی آجائیں۔۔

سڑک سے کافی دور ایک کھائی بھی تھی جسے ملیار نے واپسی پر اتے ہوئے
دیکھا تھا لیکن وہ اپنے ذہن میں کوئی بھی غلط سوچوں کو جگہ ہی نہیں دینا
چاہتا تھا اس کا بھائی اور اس کی بہن بالکل ٹھیک تھے اسے اللہ پر یقین تھا کہ
انہیں کچھ بھی نہیں ہوگا اسی لیے وہ کچھ اور سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

وہ جو موبائل کی لائٹ کی روشنی میں قدم ب قدم بڑھا رہا تھا ایک جگہ پر اس کے پیر کے نیچے کچھ آیا اور اس نے ٹھٹک کر جب نیچے دیکھا تو وہاں پر مہزلہ کا ایک ایئر رنگ پڑا ہوا تھا اس نے وہ اٹھایا تو اسے امید کی ایک کرن نظر آئی تھی اور اس نے سوچا کہ ضرور وہ یہیں کہیں پہ ہوگی اور تھوڑا سا دو منٹ کے چلنے پر ہی ملیار خانزادہ کو مہزلہ نظر آگئی تھی جس کا چہرہ ایک طرف لٹکا ہوا جسم پر دوپٹا نہیں تھا اور فراک جگہ جگہ سے پھٹ سی گئی تھی کیونکہ وہ جس جگہ پہ تھی وہاں پہ بہت سارے درخت تھے شاید زوردار تصادم کی وجہ سے گاڑی نے اسے دور اس جگہ پر لا کر پھینک دیا تھا ملیار جلدی سے اس کے قریب گیا تو اس کے چہرے پر چھوٹ کے نشان نہیں تھے اور نہ ہی اس کے جسم پر خون تھا لیکن پھر بھی اسے ہاسپٹل تولے کر جانا تھا وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اگر وہ ٹیھک بھی تھی تو ایک بارچیک اپ تو ہو ہی سکتا تھا۔

مہزلہ مہزلہ مل گئی مجھے آرش اسے دیکھو یہ انکھیں کیوں نہیں کھول رہی
میری چھوٹی سی گڑیا انکھیں کھولونا پلیر اپنے لالا کو یوں نہ ستاؤ ابھی تو تم مجھے
ملی تھی اور اتنی جلدی تم جانے کی بھی کر رہی ہو نہیں نہیں تمہیں میں اتنی
جلدی جانے نہیں دوں گا تم میری چھوٹی سی گڑیا ہونا انکھیں کھولو ملیر
خانزادہ مسلسل اس کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے اسے جگانے کی کوشش
کر رہا تھا اس کا چہرہ جو ہمیشہ ہی معصومیت سے بھرا ہوتا تھا اور اس کی
انکھوں میں شرارت ہوتی تھی اب وہ شرارت سے بھری انکھیں بند تھی
ملیر خانزادہ جیسا مضبوط مرد بھی اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر رو پڑا
تھا۔۔

ملیر دیر کیوں کر رہا ہے جا اسے ہاسپٹل لے کر جانا میں بھی لالا کو ڈھونڈتا
ہوں انشاء اللہ سب بہتر ہو گا کسی کو کچھ بھی نہیں ہو گا جلدی سے میں لالا کو
بھی ڈھونڈتا ہوں اور اور زلہ کو اپنے ساتھ لے کر جا اس کی حالت مجھے
ٹھیک نہیں لگ رہی عنایہ کو میں ساتھ لے آؤں گا یا پھر عنایہ کو بھی ساتھ

ہی لے کر چلا جا آرش نے جلدی سے ملیار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
اسے وہ ہوش کی دنیا میں لایا اور جلدی سے اسے ہاسپٹل پہنچنے کے لیے کہا
تھا۔۔

ملیار بھی جلدی سے اٹھا اور مہزلہ کے ہوش و حواس سے بیگانہ وجود کو اٹھاتا
گاڑی کی طرف بھاگا تھا اور زلہ اور عنایہ کو بھی جلدی سے اپنے پیچھے آنے کا
اشارہ کیا تھا اور زلہ جانا تو نہیں چاہتی تھی آرش کو اکیلا چھوڑ کر لیکن آرش
کے زور زبردستی کرنے پر وہ اس کے ساتھ ہی چل پڑی تھی۔۔

مہزلہ آپنی کی جان انکھیں کھولنا عنایہ پیسنجر سیٹ پر ملیار کے ساتھ بیٹھی
پیچھے اور زلہ کے باہوں میں مہزلی کا ہوش و حواس سے بیگانہ وجود پڑا تھا جو
اسے جگانے کی کوششوں میں تھی لیکن مہزلہ کی انکھیں ہنوز بند ہی تھی اس
کے اس قدر درد بھرے جملوں کو سنتے ہوئے عنایہ بھی اپنے انسو کو روک
نہیں پار ہی تھی اور مسلسل ملیار کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے وہ اسے بھی تسلی
دے رہی تھی جس کی انکھوں سے انسو لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے اپنی

بہن کی اور بھائی کی تکلیف پر اور اپنے چھوٹے جیسے شہزادے کو خون میں
لت پت دیکھ کر۔۔

— — —

ہاں جی خانزادی تو اب بتاؤ ذرا میری بیوی بن کر اپ کو کیسا لگ رہا ہے
میرے ساتھ رخصت ہو کر یقیناً تمہیں ڈر تو بہت لگ رہا ہو گا بصیر خانزادہ
نے گاڑی کو کافی اگے لے جا کر موڑ موڑتے ہوئے زربش سے کہا تھا وہ
اپنے بھائیوں سے کافی دور نکل آیا تھا وجہ صرف یہی تھی کہ زربش
خانزادی کو سوات اس رات گھمانا تو تھا۔۔

کیوں اپ کوئی جن ہے کیا جو مجھے اپ سے ڈر لگے گا زربش خانزادی نے
بھی کمال مہارت سے بصیر خانزادہ کو جواب دیا تھا ساتھ ہی وہ آج بھی اپنی
شادی والے دن بھی موبائل کو ڈیش بورڈ پر سیٹ کیے اپنی ریلز پر ریلز

شوٹ کرنے میں مصروف تھی اور بصیر خان زادہ تو بس اس کی اداؤں کو دیکھ کر مسکرا ہی رہا تھا۔

اپنی شادی والے دن اپنے ہی شوہر کے گاڑی میں بیٹھ کر اس کے ساتھ سفر کرتے ہوئے کون سی دلہن بھلا اپنی ریلز شوٹ کرتی ہے مجھے یہ بتا دو بس بصیر خان زادہ نے اس کے مومی سے گال کو اپنی انگلیوں سے چھوتے کہا تھا۔

زریش بصیر خان زادی کرتی ہے اور کوئی حوالہ چاہیے اپ کو زریش خان زادی نے ایک انی بروا چکاتے ہوئے بصیر خان زادہ کو جواب دیتے ہوئے لا جواب کیا تھا۔

ہائے اللہ مجھے ہی تو لگتا ہے کہ انج اپ کا یہ دیوانہ گائل ہی ہو جائے گا بصیر خان زادہ نے ایک اور بار زریش کے گال کو پیار سے کھینچتے ہوئے کہا تو زریش چیخا اٹھی تھی۔

کیا کر رہے ہیں میرا میک اپ خراب ہو جائے گا دو گھنٹے بیٹھ کر اپنی کمردرد کو
سہتے ہوئے میں نے یہ میک اپ صرف اور صرف ادھے گھنٹے کے لیے
کر دیا تھا اب کیا خیال ہے اپ کا کہ اپ یوں میرے گال کھینچ کھینچ کر
خراب کر جائیں گے زرش خانزادی نے اپنے دائیں ہاتھ کو گال پر رکھتے
ہوئے بصیر خانزادہ سے کہا تھا۔۔

تمہیں نہیں لگتا کہ آج تمہیں بہت کم کم بولنا چاہیے ڈرنا چاہیے مجھ سے
کیونکہ آج تو تمہاری جان میری ہاتھوں میں ہی ہے بصیر خانزادہ نے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے ایک آنکھ ونگ کرتے شرارت سے کہا تھا۔۔

لو بلا دوبارہ سے وہی بات آگئی نا اپ کیا کوئی جن ہے جو میں اپ سے ڈروں
اور ویسے بھی جان اپ کے ہاتھوں میں کیوں ہوں گی میری جان تو اللہ تعالیٰ
کے ہاتھوں میں ہے کہ وہ جب چاہے۔۔۔۔۔ ابھی زرش نے اپنی

بہت مکمل ہی نہیں کی تھی کہ بصیر خانزادہ نے اس کے لبوں پر سختی سے اپنا
ہاتھ جماتے ہوئے اسے آگے کچھ بھی کہنے سے روک لیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا

کہ آج ان کی شادی کا جو پہلا دن ہے وہ ایسی باتیں کر کے گزرا اس کا تو دل اندر سے خوف سے دھڑکنا ہی شروع ہو گیا تھا اس کی ظالم خانزادی بھلا اپنے بارے میں ایسی باتیں کیسے کر سکتی تھی اس کا دل دہل ہی چکا تھا۔

کیا ہو گیا ہے ہاتھ ہٹائیں نہ اپنا میری لپسٹک خراب ہو جائے گی زریش خانزادی کے تو آج رنگ رنگ ہی نرالے تھے وہ تو بصیر خانزادہ کو بالکل بھی لفٹ ہی نہیں کروارہی تھی اور بصیر منہ کھولے اسے حیرت سے تک رہا تھا اسے تو لگا تھا کہ آج بھی وہ چپ چپ اور شرم و حیا سے چپ رہے گی لیکن آج تو پہلے سے بڑھ کر اس کی زبان چل رہی تھی۔

میری جان تم کچھ زیادہ ہی بول رہی ہو بصیر خانزادہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اب وارننگ بھرے لہجے میں کہا تھا آہستہ آہستہ وہ لوگ حویلی کی طرف آگے بڑھ رہے تھے لیکن اسے اپنے بھائیوں کی ایک بھی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔

حیرت کی بات ہے ان سب کی پتہ نہیں گاڑیاں کہاں چلی گئی کہیں یہ سب مجھے اکیلا چھوڑ کر تو نہیں چلے گئے بصیر خانزادہ نے گہری رات کے اندھیرے میں ارد گرد دیکھتے ہوئے کسی ایک گاڑی میں ہی اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا چاہا لیکن سڑک تو بالکل سنسان تھی وہاں پر اس کے بھائیوں کی کیا کسی اور کی گاڑیاں بھی نہیں تھی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ حویلی کی طرف دوبارہ سے روانہ ہو گئے ہو زریش نے موبائل میں اپنی اور بصیر کی پکچر بناتے ہوئے کہا تھا اور اس تصویر میں وہ بصیر کے کندھے پر سر رکھے ہوئے خوبصورت سا پوز بنائیں تصویر کھینچ رہی تھی۔

تم ذرا کال کرو برلاس آرش کس سے بھی یا پھر زرم لالا کو کر لو بصیر خانزادہ نے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے بے چینی سے کہا تھا کسی ایک کو بھی اپنے پاس ناپا کر اس کا دل سرپٹ دوڑنا شروع ہو گیا تھا۔

اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ حویلی واپس چلے گئے
ہوزر ریش خانزادی نے اسے ریلیکس کرتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ
تیزی سے موبائل میں اپنے لالا کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے بار بار ملارہی تھی
لیکن اگے سے صرف ایک ہی جواب آرہا تھا کہ برائے مہربانی اس وقت
رابطہ ممکن نہیں تھوڑی دیر بعد کوشش کریں۔۔

لالا تو فون ہی نہیں اٹھا رہے پتہ نہیں کہاں ہے ہو سکتا ہے کہ حویلی پہنچ کر
سو گئے ہوزر ریش نے اپنی دل کی خدشات کو سنبھالنے کے لیے بصیر کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اب اس کے چہرے پر بے چینی اور بھی زیادہ بڑھ
گئی تھی۔۔

آرش برلاس سے ملیا رلالا میں سے کسی کو کرلو لیکن کسی کو کرو تو صحیح تاکہ
پتہ چلے کہ وہ سب لوگ کہاں پر ہیں بصیر خانزادہ نے اسے مزید اگے بولا تھا
تاکہ وہ کسی اور کو فون کر کے بتا کر سکے کہ سب اچانک سے ایک ہی ساتھ
میں بھلا کہاں چلے گئے ہیں۔۔

برلاس کو کرتی ہوں ایک سیکنڈر کیس زریش نے دوبارہ سے نمبر ڈائل کرتے ہوئے برلاس کو کال ملائی تھی اگے بیل تو جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا نہیں پارہا تھا۔

کیا ہوا نہیں اٹھا رہا بصیر خانزادہ نے گاڑی کی سپیڈ کو تیز کرتے ہوئے زریش سے کہا تھا ان کی گاڑی بھی اب ہچکولے لیتے ہوئے اگے بڑھ رہی تھی کیونکہ سڑک تو بوندا باندی کی وجہ سے پوری طرح سے گیلی ہو کر سلیپ بار بار ہو رہی تھی۔

بصیر کیا کر رہے ہیں آہستہ گاڑی چلائے ہم پہنچ جائیں گے نارام آرام سے یا پھر کہیں اور پہنچنا ہے اپ نے سلو گاڑی چلائی سڑک ویسے ہی گیلی ہے بار بار گاڑی سلیپ ہو رہی ہے اتنی تیز گاڑی نہ چلائے اور ایزی ہو جائے بیل جا رہی ہے برلاس ابھی اٹھا لیتا ہے فون ہو سکتا ہے کہ وہ واش روم میں ہو۔ زریش نے اسے ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ برلاس کے حوالے سے بتایا تو بصیر خانزادہ کے چہرے پر تھوڑا اطمینان آیا کہ چلو اس کا موبائل فون تو اون ہے

نہیں تو پتہ نہیں اس کے دل میں کیسے کیسے وسوسے رہے تھے اس کے
بھائیوں کے حوالے سے۔۔

ہاں برلاس تم سب کہاں پر ہو یہاں پہ نظر کیوں نہیں رہے زریش
خانزادی نے جیسے ہی اگے سے برلاس کے بھاری اواز میں سلام سنا تو سلام کا
جواب دینے کے بعد جلدی سے اپنے مدے کی بات پرانی تھی۔۔
کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نابتاؤ مجھے کہ کہاں پر ہو تم سب لوگ کسی کی بھی
گاڑی روڈ پر نظر نہیں رہی ہم بھی حویلی بس پہنچ ہی رہے ہیں برلاس کو
چپ دیکھ کر زریش نے اپنی بات ایک اور بار دہرائی تھی۔۔

ہم سب حویلی ہی پہنچ گئے تھے اپ لوگ بہت زیادہ دور نکل گئے تو اسی
لیے زرم لالہ نے کہا کہ ہم سب لوگ واپس جاتے ہیں اپ لوگ بھی آرام
ارام سے ایسے گا زرم لالہ نے کہا تھا کہ کہیں کسی کو چھوٹ نہ لگ جائے اسی
لیے انہوں نے ہمیں واپس کر دیا کیونکہ سڑکیں بہت گیلی ہو گئی تھیں اور
گاڑیوں میں بھی سب ہر ہی تھی اسی لیے ادھے راستے تک پہنچنے کے بعد لالا

نے ہمیں واپس آنے کا حکم دے دیا تھا تو اس لیے ابھی ہم سب حویلی میں اپنے اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں اب لوگ بھی حویلی پہنچے اور اپنے کمرے میں آرام کرنے کے لیے چلے جائے گا ٹھیک ہے برلاس نے بھاری ہوتے دل کے ساتھ کہا تھا ان کی شادی کی پہلی ہی رات تھی وہ کسی بھی طرح سے اپنے لالا کی یہ رات سپنل نہیں کرنا چاہتا تھا بے شک مسئلہ تو بہت بڑا تھا لیکن صبح بھی تو انہیں پتہ چل جائے گا ابھی اس وقت یوں دلہن بالکل بھی اچھا نہیں تھا اسی لیے ان کے لباس میں ان دونوں کا ہاسپٹل انا لوگوں کو اپنی طرف سے مطمئن کرتے ہوئے انہیں گھر واپس جانے کے لیے بول دیا تھا۔

چلو ٹھیک ہے شکر ہے بس ہم لوگ بھی حویلی کے راستے پر ہی ہیں بہت جلد پہنچ جائیں گے زرش خانزادی کو بصیر خانزادہ نے شکر ادا کرتے ہوئے سنا تو اس کے دل میں ابھی بھی پوری طرح سے سکون نہیں اترتا پتا نہیں کیوں بس اسے عجیب عجیب سالگ رہا تھا۔

لے برلاس نے کہہ دیا ہے کہ وہ سب لوگ حویلی ہی ہے کیونکہ لالانے
سب کو بول دیا تھا کہ گاڑیاں سلپ ہو رہی ہے بارشوں کی وجہ سے اسی لیے
سب گھر چلے جاؤں اور وہ لوگ سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے
ہیں حویلی میں زریش نے بصیر کو ساری بات بتائی تو اس نے محض ہاں میں
سر ہلایا تھا ابھی بھی وہ پوری طرح سے مکمل مطمئن نہیں ہو پارہا تھا پتہ نہیں
کیوں۔۔

اب آپ بھی گاڑی کو سلو چلائیں اور حویلی کی طرف چلیں زریش خانزادی
نے اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا تو بصیر خانزادہ نے بے چینی سے
ٹانگ ہلاتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

کیا ہوا ابھی بھی مجھے ٹھیک نظر نہیں آرہے زریش نے اس کی بے چینی
سے ٹانگ ہلانے پر اس کی طرف متوجہ ہوتے کہا تو بصیر نے نفی میں سر
ہلایا تھا۔۔

ابھی بصیر خانزادہ جوار د گرد دیکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کی گاڑیاں بھی تلاش کر رہا تھا ایک جگہ اندھیرے میں اسے آرش کا گمان ہوا کیونکہ آرش بھی موبائل کی لائٹ جلائے زرم کو تلاش کر رہا تھا اسی لیے موبائل کی لائٹ کی روشنی کی وجہ سے اسے اپنا لالا نظر آ گیا تھا اور گاڑی کو ایک ہی جھٹکے میں روکتے ہوئے جلدی سے گاڑی کو بند کرتے وہ آرش کی طرف بڑھ گیا تھا۔

زربیش خانزادی نے بھی آرش لالا کو دیکھ لیا تھا اسی لیے وہ بھی گاڑی سے اتری لیکن روڈ پر اتنی بیکری ہوئی حالت میں ایک اور گاڑی کو دیکھتے ہوئے وہ نہ سمجھ نظروں سے اب ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

کیا ہوا لالا اپ یہاں پر کیا تلاش کر رہے ہیں کچھ گم ہو گیا ہے کیا اپ کا بصیر خانزادہ نے آرش سے کہا تھا بھی تک اس کی نظر زرم کی گاڑی پر پڑی ہی نہیں تھی جو روڈ کے ایک طرف بالکل تباہ شدہ حالت میں کھڑی تھی۔

بصیر کی اواز سن کر آرش نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور اسے
یہاں پر دیکھ کر اسے حیرت بھی ہوئی کہ وہ یہاں پر کیسے آگیا لیکن اس کی
طرف دیکھتے ہوئے اب مزید وہ کچھ بھی نہیں چھپا سکتا تھا اور بصیر خانزادہ تو
بس اپنے لالا کی سرخ سی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا جو بس انسو چھلکانے کی دیر
تک تھے۔۔

لالا ہوا کیا ہے آپ مجھے کم از کم بتائیں تو صحیح میرا دل بیٹھا جا رہا ہے کیا کسی کو
کچھ ہوا ہے ملیار لالا اور زرم لالا سب کیسے ہیں بتائیں نا مجھے برلاس سے تو
زربش کی بات ہو گئی ہے وہ تو بالکل ٹھیک ہے بصیر خانزادہ نے بے چینی
سے آرش کے کندھے کو ہلاتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کیا تھا جو بس
سڑک پر اپنی نظریں جمائیں ارد گرد کسی چیز کو تلاش کر رہا تھا شاید کیونکہ
بصیر نے تو اپنی طرف سے یہی اندازہ لگایا تھا۔۔

وہ وہ زرم لالا کے گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے آرش نے کرب سے
اپنی آنکھوں کو بند کرتے ہوئے بصیر کو بتایا تھا اور بصیر خانزادہ نے جب

اپنے ذرم لالا کے بارے میں یہ بات سنی تو لڑکھڑا کر وہ دو قدم پیچھے ہو گیا تھا۔

نہیں نہیں یہ یہ اب اپ جھوٹ بول رہے ہیں نا مجھ سے زرب لالا بالکل ٹھیک ہے روروحان کیسا ہے اور اور م مہزلہ وہ بھی تو تھی نا ان کے ساتھ گاڑی میں سب کیسے ہیں بتائیں نا مجھے لالا اب چپ کیوں ہیں کسی کو کچھ ہوا تو نہیں ہے خدا کے لیے لالا بتائے مجھے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ بھائی کے جدائی کا غم مجھے مار ڈالے گا اب بتاتے کیوں نہیں مجھے کچھ لالا بصیر خان زادہ نے چیختے ہوئے آرش کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے تقریباً سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تھا جو بس اپنے لب سے خاموشی سے اس کا تڑپنا دیکھ رہا تھا۔

روحان اور مہزلہ کو چھوٹے ائی ہے ملیار اور برلاس ہاسپٹل ان دونوں کو لے کر روانہ ہو گئے ہیں اور ذرم لالا کا بھی کوئی بھی اتنا پتہ نہیں ہے میں مزید اور کیا بتاؤں یہاں پر بیکری ہوئی حالت میں موبائل کی لائٹ اون کیے میں

زرم لالا کو بھی تلاش کر رہا ہوں۔۔۔ اب وہ مجھے نہیں مل رہے۔۔۔ بصیر
تم اگئے ہونا۔۔۔ پلیر اب لالا کو ڈھونڈ لونا۔۔۔ وہ پتہ نہیں کہاں چلے گئے
ہیں۔۔۔ میں کب سے انہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔ لیکن وہ مل ہی نہیں
رہے۔۔۔ وہ ناراض تو نہیں ہوں گے نا ہم سے۔۔۔ ہم تو ان کے بھائی ہیں
نا۔۔۔ وہ تو ہمارے ایک پکار پر اجاتے تھے۔۔۔ اب کیوں نہیں ارہے۔۔۔
بصیر تم انہیں پکارو نہ۔۔۔ کیا پتہ تمہاری پکار پر اجائے۔۔۔ آرش کے صبر
کا پیمانہ لبریز ہوا اور بصیر کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر
رونا شروع ہو گیا تھا اور بصیر خانزادہ بھی اس کا ساتھ پاتے پھوٹ پھوٹ کر
کی طرح روتے اپنے لالا کے لیے سلامتی کی دعا کر رہے وہ دونوں بچوں
تھے ساتھ ہی ان کے دل میں خوف ہچکولے لے رہا تھا۔۔۔

زازر زریش لالا وہ زرگاڑی بصیر خانزادہ نے ادھے ادھوری جملے سے آرش
کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا دونوں کی نظریں بے اختیار ہی
گاڑی کی طرف اٹھی تو زریش خانزادی زمین پر بے ہوش لیٹی تھی شاید ان

دونوں کے چیخ چیخ کر بات کرنے پر وہ ساری بات سن چکی تھی کہ اس کا لالا ابھی تک ملا نہیں اور اس کا چھوٹا سا بھتیجہ اور اس کی گڑیا جس سے وہ ہر وقت تنگ کرتی رہتی تھی وہ ہاسپٹل میں ہے اور انہیں چھوٹیں بھی اتنی ہے اسی لیے اس صدمے کو برداشت نہ کرتے ہوئے دلہن کے بھاری لباس میں قاتلانہ اداؤں کو لیتے ہوئے وہ سڑک پہ بے ہوش بکھری حالت میں لیٹی تھی۔۔

زریش بصیر خانزادہ جلدی سے بھاگتے ہوئے اس کی طرف آیا اور اس کے چہرے کو تپھتپاتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن زریش ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی اس لیے اس کے جگانے پر بھی نہیں اٹھ رہی تھی۔۔

تم ایسا کرو کہ زریش کو گھر لے کر جاؤ یہ ابھی صرف بے ہوش ہوئی ہے ابھی ایسی حالت میں اس کا ہاسپٹل جانا بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے ورنہ مورے لوگ ہمیں ڈانٹیں گے تو جاؤ اور زریش کو ساتھ لے کر جاؤ گھر میں

کسی کو کچھ بھی نہیں بتانا میں تمہیں فون کرتا رہوں گا اور یہاں کے حالات سے واقف کرتا رہوں گا آرش خانزادہ نے بھاری ہوتے آواز کے ساتھ اور سرخ آنکھوں سمیت بصیر خانزادہ سے کہا تھا۔

لیکن لالا زرم لالا بصیر خانزادہ نے احتجاجاً یہاں پر رکنہ چاہا لیکن زرش کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی وہ اسے یہیں سڑک پر نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ اس کی بیوی تھی اس کی حفاظت کرنا بصیر پر فرض تھا ایک طرف لالا تھا تو دوسری طرف اسی لالا کی بہن کیا کرتا وہ اسے کچھ سمجھ نہیں رہا تھا۔

میں لالا کو ڈھونڈ لوں گا انشاء اللہ یقین رکھو مجھ پر تم ابھی زرش کو لے کر جاؤ یہاں پر رکنہ تم دونوں کا مناسب نہیں ہے۔

میں زرش کو گاڑی میں لیٹاتا ہوں اور 10 سے 15 منٹ تک لے جاؤں گا ابھی میرا دل مطمئن نہیں ہو گا کہ میں یہاں سے یوں ہی چلے جاؤں لالا کو ڈھونڈے بغیر بصیر خانزادہ نے زرش کو گود میں اٹھاتے ہوئے گاڑی کے

بیک سائیڈ پر لیٹا یا اور گاڑی کو اچھی طرح سے لاک کرتے ہوئے اپنا
موبائل بھی ڈیس بورڈ سے اٹھاتے لائٹ ان کرتے آرش کے ساتھ زرم
لالا کو ڈھونڈنے لگ گیا تھا۔

وہ لوگ تقریباً دھم گھنٹے سے زرم کو ڈھونڈ رہے تھے اور گارڈز کے ساتھ
ساتھ اب تو ریسکیو ٹیم والے بھی اگئے تھے لیکن زرم کا کہیں پرانا پتہ ہی
نہیں چل رہا تھا نہ جانے وہ کہاں پر چلا گیا تھا اب تو جیسے جیسے ٹائم گزر رہا تھا
آرش اور بسیر کا دل بیٹھا جا رہا تھا پتہ نہیں ان کے لالا کو کیا ہو گیا ہے اور وہ
کہاں پر گر گیا ہے کہیں انہیں زیادہ چھوٹ تو نہیں آئی ہوگی مسلسل اتنی
باتیں ذہن میں آرہی تھی ان دونوں کے اوپر سے شیطان و سو سے ڈال رہا
تھا ان کے دلوں میں ہمیشہ جب بھی ایسی پریشانی کا وقت ہوتا ہے تو شیطان
ہمارے دلوں پر قبضہ کرتے ہوئے ہمارے دماغ میں طرح طرح کی سوچے
ڈالتا ہے کہ کہیں ایسا ہو گیا کہیں ویسا ہو گیا تو یہ سب کچھ بھی نہیں ہوتا بس
شیطان ہمارے دلوں میں و سو سے ڈالتا رہتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ناامید کرتا ہے تاکہ ہمارا ایمان ڈگمگا جائے لیکن ہم سب کو اس وقت پر حوصلہ رکھنا چاہیے۔۔

لالا لالا لالا لالا لالا یہاں پر اے اور زرم لالا زرم لالا کو دیکھے پلینز بصیر
تھوڑا سا دور جا کر زرم کے جسم سے اس کا پیر ٹکرایا تو اس نے جب نیچے
دیکھا تو وہاں پر زرم کو درخت کے بالکل نیچے و نیچے بے یار و مددگار پڑا پورا جسم
خراشوں سے بھرا ہوا تھا ساتھ ہی اس کے ہاتھ پر ایک گہرا زخم آیا ہوا تھا
جہاں سے خون بل بل کر بہتا ہوا اس درخت کے پتوں کو بھی اپنے ساتھ
رنگین کر گیا تھا۔۔

بصیر کی آواز سن کر آرش بھی بھاگتا ہوا جلدی سے بصیر کے پاس پہنچا تھا اور
وہاں پر زرم کو خون میں لت پت دیکھ کر اس کا کلیجہ منہ کو آیا تھا جلدی سے
موبائل کی لائٹ کو بند کرتے ہوئے زرم کو اپنی گود میں اٹھایا اور ریسکیو ٹیم
کی طرف سے اے ہوئے ایمبولنس میں لیٹا کر جلدی سے اسے اسپتال بھیج
پاس کرایا تھا جو کہ ایمبولنس میں ہی میسر تھا ایسے پیشنٹس کے لیے جو بہت

زیادہ سیریس ہوتے ہیں تو ایمو لنس میں ان کے لیے اکسیجن رکھا ہوا ہوتا ہے۔۔

آر ش تو زرم کے ساتھ ایمو لنس میں ہی ہاسپٹل کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور بصیر کو ہدایت دی تھی کہ وہ گاڑی آرام آرام سے چلائے اور زریش کو گھر لے کر چلے جائے بھلے چاہے زریش کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ واپس ہاسپٹل اسکتا ہے لیکن زریش کو اس حالت میں وہ ہاسپٹل نہ لے کر آئے آر ش نے بصیر کو ہدایت کی اور ساتھ ہی ایمو لنس وہاں سے دیکھتے ہی دیکھتے بصیر خانزادہ کے آنکھوں سے او جل ہو گیا تھا۔۔

بصیر خانزادہ بھی اپنی گاڑی میں بیٹھا اور وہ حویلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا حویلی کی طرف جا کے سب سے پہلے تو وہ زریش کو ہوش میں لانا چاہتا تھا اور اس کے بعد ہی اس کا ارادہ ہاسپٹل جانے کا تھا اور ہاسپٹل جا کر سب سے پہلے برلاس کی کٹ لگانے کا بھی تھا کہ اس نے اس سے جھوٹ کیوں بولا اگر ابھی بھی سڑک کے کنارے وہ اپنے آر ش لالا کو نہ دیکھ لیتا تو اسے کبھی

بھی پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس کے لالا کا اتنا برا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے ایکسیڈنٹ
تھا بھی یا پھر سوچی سمجھی سازش تھی یہ تو زرم کے ہوش میں آنے کے بعد
ہی پتہ چلنا تھا کہ آخر ایسا بھی کون تھا کہ ان تینوں کی جان لینا چاہتا تھا اور
جان بوجھ کر وہ ٹرک اس کے گاڑی سے ٹکرایا تھا۔

گاڑی کو آہستہ آہستہ سے چلاتے ہوئے بصیر خان زادہ تقریباً دھڑے گھنٹے بعد
حویلی پہنچا تھا اور حویلی اس وقت اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی سب ہی
اپنے اپنے کمرے کی طرف آرام کرنے چلے گئے تھے کیونکہ سب کو لگا تھا
کہ شاید بنگ جنریشن وہاں سے واپس نہیں آئے گی اور فارم ہاؤس ہی رک
جائے گی لیکن کسی کو کیا پتہ تھا کہ آج کیا ہو گیا ہے سب ہی بڑے اپنے اپنے
کمروں میں آرام فرما رہے تھے بصیر نے اپنے اللہ کا شکر بھی ادا کیا تھا کہ کوئی
بھی اس کے سامنے نہیں آیا ورنہ سوالات کا بوچھاڑ لگ جاتا اور اسے جوابات
دینے پڑتے زریش کو یوں ہی گود میں اٹھایے وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف
لے کر بھاگ گیا تھا۔

کمرے کے اندر داخل ہو کر اس نے زرش کو بیڈ پر لیٹایا اور پاس بڑے جگ سے پانی ہاتھ میں لے کر زرش پر تھوڑا سا چڑکا تو زرش نے اپنی مندی مندی سی آنکھیں کھولی تھی۔۔

نہ سمجھ نظروں سے زرش نے مندی سی آنکھیں کھول کر بصیر کی طرف دیکھا جب اسے کچھ یاد نہیں آیا تو چاروں طرف اپنی نظروں کو گھماتے ہوئے اسے آہستہ آہستہ سے یاد آنے لگا رخصتی کے بعد گھومنے کی ضد کریں نا،، اور سب کا اس کے ضد کے اگے ہار جانا،، بصیر کے ساتھ وہ

خوبصورت لمحات،، اس کے بعد برلاس کو فون کرنا،، برلاس کا کہنا کہ سب ٹھیک ہے،، سڑک کے کنارے آرٹس لالا کو یوں کسی کو تلاش کرنا،، بصیر اور آرٹس کی باتیں سننا،، ایک ایک کر کے سب اسے یاد آتا چلا گیا وہ جو حقیقت کو بالکل بھی تسلیم نہیں کرنے والی تھی اور اب آنکھیں کھولتے ہی سب کچھ اسے ایسا لگا کہ جیسے وہ خواب سے جاگی ہو لیکن بصیر کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اسے لگا کہ یہ خواب بالکل بھی نہیں ہے بوکھلا

کر جلدی سے اٹھتے اس نے کمرے سے باہر جانے کی کوشش کی لیکن بصیر نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگالیا تھا اور زربیش خانزادی بھی اس کے سینے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

بصیر بصیر۔۔۔ لالا اگر میں ضد نہیں کرتی تو یہ سب کچھ نہ ہوتا اگر میں آج کی رات باہر نکلنے کی ضد نہ کرتی تو یہ سب کچھ بالکل بھی نہ ہوتا یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے نا میں بہت بری ہوں اپنے لالا کو موت کے منہ میں پہنچا دیا میں نے زربیش مسلسل بے ربط سے جملے بولتے ہوئے بصیر خانزادہ کے دل کا درد مزید بڑھا رہی تھی۔۔

میری جان کچھ بھی نہیں ہوا اٹھیک ہو جاؤ کچھ بھی نہیں ہوتا لالا کو ہاسپٹل لے کر گئے ہیں آرٹس لالا کہہ رہے تھے کہ جیسے ہی وہاں سے انہیں کوئی بھی خبر ملتی ہے وہ ہمیں ضرور فون کریں گے اس لیے اب تم چپ ہو جاؤ اور جاؤ جلدی سے چہینج کر کے اوتا کہ تمہارے لیے کھانا لے کر آؤ اور تم سو سکو بصیر نے پیار سے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا اس

کامیک اپ پورا پھیل سا گیا تھا صد شکر کے اس نے کاجل نہیں لگایا تھا ورنہ ابھی تک اس کا پورا چہرہ کاجل سے کالا ہوا ہوتا۔

مجھے مجھے بھوک نہیں ہے مجھے بس لالا کے پاس جانا ہے اپ پلینز مجھے لالا کے پاس لے جائیں نازریش نے بصیر سے التجا کرتے ہوئے کہا تو بصیر نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی وہ اسے ہاسپٹل کیسے لے کر جائے۔

ٹھیک ہے جاؤ تم چینج کر کے آؤ اس حوالے میں تو تم باہر نہیں جاسکتی نا میرے ساتھ ہاسپٹل بصیر نے اسے کہا اور ساتھ خود بھی وہ چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا زریش بھی الماری میں سے اپنا ایک ہلکا پھلکا سا سفید کلر کا سوٹ لیے واش روم کے اندر گھس گئی تھی تاکہ چینج کرنے کے بعد وہ اپنے لالا کے پاس ہاسپٹل جاسکے بہت بے چین تھی وہ آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے اور لبوں پر مسلسل قرآنی دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے اپنے لالا بھتیجہ اور اپنی چھوٹی سی گڑیا کے لیے وہ لمبی عمر کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

— — —

ہاسپٹل کے سرد سے کوری ڈور میں جہاں پر بے انتہار شتھاہرانے جانے والا اپنے اپنوں کے لیے دعا گو تھا ڈاکٹر ز اور نرس بھی ادھر سے ادھر بھاگتے اپنی اپنی ڈیوٹی کرنے میں اپنا 100 پر سنٹ کردار ادا کر رہے تھے۔

ملیار اور برلاس خانزادہ دونوں بیچ پر بیٹھے بے چینی سے آرش خانزادہ کا انتظار کر رہے تھے جس نے انہیں فون کر کے بتایا تھا کہ زرم لال مل گئے ہیں اور وہ انہیں ہاسپٹل ہی لے کر رہا ہے اب وہ دونوں بھی انتظار کر رہے تھے زرم کا کہ ان کا بھی چیک اپ کروایا جاسکے۔

اور زلہ بیٹھ جاؤ اس طرح سے اگر تم روم کے باہر کھڑی رہو گی تو مہزلہ ٹھیک نہیں ہو جائے گی مہزلہ کے چکر میں خود کی طبیعت خراب مت کر لینا

یہاں پر اکر بیٹھو میرے پاس شاباش ملیار خانزادہ نے اس کے پاس جا کر اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے لا کر بیچ پر بیٹایا تھا۔۔

لالا وہ مہزلہ اور زلہ اتنا کہتے ہی ملیار خانزادہ کے ہاتھ پر اپنا سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔

کچھ بھی نہیں ہو گا ہماری گڑیا کو اللہ تعالیٰ ہے نہ دعا کرو سب انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔

لیکن لالا وہ وہ اسے کوئی چھوٹ بھی تو نہیں آئی اور زلہ نے پریشان ہوتے ملیار سے کہا تھا۔۔

تو یہ تو اچھی بات ہے ناکہ اسے کوئی چھوٹ نہیں آئی اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔

اگر اسے کوئی چھوٹ نہیں آئی ہے جو بظاہر نظر آتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی اندرونی۔۔

کیا ہو گیا ہے اللہ کا شکر ادا کرو کہ اسے کوئی چھوٹ نہیں آئی اور دعا کرو
انشاء اللہ وہ ٹھیک ہوگی اور اسے کوئی چھوٹ نہیں آئی تو خوش ہو جاؤ اس کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی چھوٹ آئی ہے دعا کرو واللہ سے وہ
ٹھیک ہو جائے گی ملینار نے اور زلہ کی بات مکمل بھی ہونے نہیں دی تھی
اس کا دل ہی دھڑک اٹھا تھا پتہ نہیں وہ پاگل لڑکی کیا سے کیا سوچ رہی
تھی۔۔

ہاں میں سر ہلاتے مہزلہ اب برلاس کے کندھے پر سر رکھے قرآنی دعاؤں کا
مسلسل ورد کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہو کچھ چاہیے پانی لے کر اوں یا پھر چائے بھوک تو نہیں لگ رہی تم
نے فنکشن میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا ملینار دوسرے بیچ پر بیٹھی نم انکھیں
لیے عنایہ کے پاس پہنچا تھا۔۔

نہیں نہیں میں میں ٹھیک ہوں مجھے بھوک نہیں لگ رہی۔۔

ٹھیک ہے میری جان رونا بند کرو انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا ملیار نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے اس کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔

انشاء اللہ عنایہ کے منہ سے بھی بے اختیار انشاء اللہ نکلا تھا۔

《~~~~~》

ایک کام تم لوگوں سے ڈنگ کی نہیں ہوتی کتنا بار کہا تھا کہ ایکسیڈنٹ کروانے کے بعد تینوں میں سے کسی ایک کا اپنے ساتھ اٹھالانا کہ بعد میں اگر ان کا پتہ بھی چلتا کہ ایکسیڈنٹ شہباز خان نے کروایا ہے تو اس کا جان ہمارا مٹھی میں ہوتا اور اس طرح سے وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا سوات کی ایک خوبصورت سی شاندار حویلی جو بالکل خانزادہ حویلی کے اپوزٹ سائیڈ پر تھی وہاں پر رہنے والا شہباز خان جو اس حویلی کا سردار تھا اپنے ملازم پر دھارتے ہوئے خاص پٹانی لہجے میں اردو بولا تھا۔

او خانہ اپ کو بات سمجھ نہیں ارہا ان کے ساتھ گارڈز کی گاڑیاں تھا تو پھر میں ان لوگوں میں سے کسی ایک کو کیسے اٹھالاتا جس طرح سے ٹرک والے نے

ایکسیڈنٹ کروایا تھا گاڑی جس طرح سے خراب ہوا تھا ہم کو نہیں لگتا کہ کوئی ایک بھی بچا ہو گا شہباز خان کا خاص ملازم منیر خان نے شہباز خان سے کہا تھا۔

وہ تو تمہارا بات ٹھیک ہے لیکن اگر کبھی ہم پر بات ایا بھی تو تم سب کا ٹکڑا ٹکڑا کر دے گا وہ خاندانہ کیا تم اسے جانتا نہیں ہے کہ وہ غصے کا کس قدر تیز ہے اب جاؤ یہاں سے اس بڑھے بشیر سے بدلہ لینے کے چکر میں تم لوگوں نے میری ہی جان پھنسا دی ہے۔

منیر خان شہباز خان کو غصے میں دیکھتا ہوا مردان خانے سے نکل گیا تھا۔ پیچھے شہباز خان بیچ و تاب کر کے رہ گیا تھا سمجھ نہیں رہا تھا کہ مزید اب اگے وہ کیا کرے کہ اس پر بات بالکل بھی نہیں آئی اگر زرم کو ہوش آگیا وہ بالکل ٹھیک ہوا تو اس کی جان تو اس سارے واقعے میں ضرور پسنی تھی کیونکہ وہ بشیر خاندانہ کے پوتوں کو جانتا تھا جو خردماغ تھے۔

لگتا ہے کہ اب ہم کا بھی اپنا پوتا کو اس شہر سے بلوانا ہی پڑے گا اس
خانزادوں کے مقابلے میں ہمارا پوتا بھی تو اب جوان ہے وہ ہمارا ڈھال
ضرور بنے گا ہاں ایسا ہی کرتا ہے۔۔

شہباز خان نے فون ملایا اور اپنے پوتے کو کال کی جو اگلی طرف سے ایک ہی
بیل پر اٹھالی گئی تھی۔۔

کہاں پر ہے تم سوات اجاؤ یہاں پر ہم کو تمہارا ضرورت ہے اس خانزادوں
سے نپٹنا بھی ہے اور انہیں شکست بھی تو دینا ہے تم کو اب یہ پڑھنا وڑنہ بس
کرد و اور جلدی سے سوات پہنچنے کے لیے گاڑی پکڑو اور اجاؤ شہباز خان نے
اپنے پوتے کو شہر کال ملاتے کہا تھا۔۔

اگے سے فون پر نہ جانے شہباز خان کے پوتے نے ایسا کیا کہا ہو گا کہ شہباز
خان کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا تھا۔۔

واہ میرا شیر بچہ ہم کو تم سے اسی بات کا امید تھا تم ہمارا امیدوں پر پورا اترتا
ہے اب جلدی سے سوات اجاؤ اور ان خانزادوں کی بربادی کی تیاری بھی تو

کرنا ہے ہم کو شیر بچہ شہباز خان کے لہجے میں اب غرور ہی غرور تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو غرور بالکل بھی پسند نہیں ہے۔۔

فون بند کرتے ہوئے اب شہباز خان خوشی سے صوفے پر بیٹھا سگار ہاتھ میں جلائے مغروریت سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔

تم بہت خوش ہوتا تھا نا بشیر خان ہم کو نیچا دکھا کر کے تمہارا پانچ پوتا ہے اور ہمارا ایک پوتا تو اب دیکھنا میرا ایک پوتا لائے گا اور تمہارے پانچ پوتوں کو مار دے گا پھر ہم بھی تمہارا بے بسی پر روئے گا شہباز خان اپنی ہی سوچو میں گم بشیر خان زادہ کے پوتوں کو مارنے کے منصوبے سوچ رہا تھا۔۔

شہباز خان اور بشیر خان زادہ کے بیچ یہ بنائی جود دشمنی تھی یہ صرف اور صرف شہباز خان کی طرف سے تھی بشیر خان زادہ کا اس میں ہاتھ نہ ہونے کے برابر تھا سوات میں ہمیشہ ہی بشیر خان زادہ اپنے پوتوں کے مقابل جب بھی کھڑا ہوتا تو شہباز خان کو اگ ہی لگ جاتی تھی کیونکہ پورے سوات میں وہ ان دونوں کی حویلی ہی سب سے شاندار تھی اور پورے سوات والے

لوگ بشیر خانزادہ کی بہت ہی عزت کیا کرتے تھے اور ان کے پوتوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے کیونکہ گاؤں کے ہر مسئلے میں ہمیشہ بشیر خانزادہ کو اگے اگے ہی دیکھا جاتا تھا جبکہ شہباز خان بشیر خان کی اتنی عزت دیکھتے ہوئے ہمیشہ سلگ کر رہ جاتا تھا وہ حسد کا مارا انسان اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ اگر وہ بھی اچھے کام کرتا تو اسے بھی اچھی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا۔

اور بس سوات میں بشیر خانزادہ کی اتنی عزت کو دیکھتے ہوئے ہمیشہ ہی شہباز خان جل کر رہ جاتا تھا اور وہ یہی سوچتا تھا کہ جو لوگ بشیر کو عزت دیتے ہیں وہ اسے کیوں نہیں دیتے کیونکہ ہمیشہ جب بھی سوات میں سکول بنانا ہوا کالج بنانا ہوا تو ہمیشہ ہی بشیر خانزادہ کا ہاتھ اس میں زیادہ ہوتا تھا جبکہ شہباز خان گاؤں والوں کے کام چھوڑ کر اپنی عیاشیوں میں مصروف رہتا تھا اور بالکل اسی طرح ان کا پوتا ر باز خان بھی تھا جو شہر پڑھائی کرنے کے لیے جاتا تھا لیکن تمیز اس میں نہ ہونے کے برابر تھی شہباز خان نے ایسے بہت سے راز دفن کیے ہوئے تھے جنہیں اگر بشیر خانزادہ یا پھر ان کے پوتوں میں

سے کسی کو بھی بھنک لگ جاتی تو یقیناً شہباز خان کا اس گاؤں میں زندہ رہنا ناممکن تھا وہ بھی بشیر خانزادہ کے پوتوں کے ہاتھوں۔۔

ابھی بھی بشیر خانزادہ کے لیے سب سے بڑے نواسے زرم کو مار کر وہ سالوں پہلے کی طرح بشیر خانزادہ کو ایک بار دوبارہ سے مات دینا چاہتا تھا لیکن اس بار اس سے چوک ہو گئی تھی کہ زرم پر ایکسیڈنٹ کروانے کی سازش میں اسے اکیلے زرم پر حملہ کرنا چاہیے تھا لیکن اس وقت تو سارے خانزادے جو اس کے ڈھال تھے وہ اس کے پاس ہی تھے اسی وجہ سے ابھی موت کے خوف سے وہ تھر تھر کانپتے ہوئے اپنے پوتے کو فون ملا گیا تھا اور اس کے پوتے نے اسے خوشی کی نوید دیتے ہوئے پرسکون کیا تھا اب اگے سے اس کے پوتے ارباز خان نے ایسا کیا کہا ہو گا کہ اب شہباز خان خوشی سے نہال ہوتے سگار پر سگار پی رہا تھا۔۔

《~~~~~》

زرم خانزادہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر زانہیں انی سی روم کے اندر لے کر چلے گئے تھے جبکہ روحان اور مہزلہ بھی انی سی یوروم کے اندر تھے۔۔
آر ش خانزادہ سر ہاتھوں میں گرائے بیچ پر بیٹھا بیگھی سرخ آنکھوں کے ساتھ بے بس بیٹھا ہوا تھا۔۔

بڑی سب ٹھیک ہو جائے گا یار حوصلہ کر اس طرح سے اگر تو ہی حوصلہ ہار جائے گا تو ہم سب کی ہمت کون بنے گا اسی لیے ہمت کر اور سٹرانگ بن کسی کو کچھ بھی نہیں ہو گا اور جا جا کر میری بہن کو سنبھال اس نے رو رو کر اپنی حالت بگاڑ لی ہے ملیار نے آر ش کو ہمت دی تو وہ بھی سنبھل کر ذرا سا مسکراتا ہوا اور زلہ کے پاس جا کر بیٹھتا اس کے گرد اپنا حصار باندھتے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ گیا تھا۔۔

عنایہ بھی مسلسل نم آنکھوں سے ملیار کے کندھے پر سر رکھے دعائیں پڑھ رہی تھی کہ سب کی جان خطرے سے باہر ہو اور سب ہی ٹھیک ہو۔۔

عنایہ ملیار کی کندھے پر سر رکھے ہوئے ہی تھی کہ اچانک ہی اس کی نظر ایک ہاسپٹل کے روم سے نکلتے ہوئے اپنے کلاس فیلو پر پڑی جو ان کے اسی عیاش گروپ کا ایک لڑکا تھا جو ہمیشہ ہی اس پر نظر رکھتا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے عنایہ کے چہرے کا رنگ زرد سا ہو گیا تھا۔

بے اختیار ہی اسے دیکھ کر عنایہ گہری گہری سانسیں لینے لگی اور اسے ہوا میں اکسیجن کی شدت سے کمی محسوس ہوئی تھی دو سے تین دنوں سے تو اسے اپنی حالت ہی سمجھ نہیں آرہی تھی اچانک ہی اس کی سانسیں بھاری ہو جاتی ہے اور گہرے گہرے سانسیں لینے کے باوجود بھی اسے شدت سے اکسیجن کی کمی محسوس ہوتی سر کا چکر نہ اور الٹیاں ہونا اپنی حالت کو سمجھنے سے وہ نا قاصر تھی اور گہری شادی ہونے کی وجہ سے اپنی طبیعت کے بارے میں وہ کسی کو بتا بھی نہیں پائی تھی کہ پھر سب اسے آرام کرنے کے لیے کہیں گے لیکن اسے شادی انجوائے کرنی تھی کیونکہ اس کے بھائی کی شادی تھی۔

اس کے کلاس فیلو کی نظر بھی عنایہ پر پڑ چکی تھی اور اسے انکھ و نک کرتے ہوئے خباثت سی ہنسی اپنے چہرے پر سجا کر عنایہ کی جان سولی پر لٹکا کر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

اور عنایہ کے ہاتھوں پیروں سے تو جان ہی نکل چکی تھی بے اختیار ہی اس نے اپنا سر جو ملیار کے کندھے پر رکھا تھا وہ ڈھلک کر اس کا سر ملیار کی گود میں جا گرا تھا اور وہ اپنے ہوش حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

عنایہ عنایہ کیا ہو گیا ہے تم ٹھیک ہو ملیار خان زادہ بوکھلاتے ہوئے اس کے چہرے کو تپھپاتے ہوئے بولا تھا اور ٹائم کو ویسٹ کیے غیر اسے اپنی گود میں اٹھائے جلدی سے فیمیل ڈاکٹر کی طرف بھاگا تھا فیمیل ڈاکٹر نے اسے روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ادھر لٹانے کا کہا تو ملیار بھی جلدی سے ادھر اسے لٹا گیا تھا۔

باقی سب بھی بوکھلاے ہوئے چہروں کے ساتھ ملیار کے پیچھے بھاگے تھے بیٹھے بیٹھے اچانک سے عنایہ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی سب کے چہرے پر مزید پریشانی آگئی تھی۔

تقریباً 10 منٹ کے بعد ڈاکٹر جب چیک اپ کر کے باہر نکلی تو ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

اپ کی مسز بالکل ٹھیک ہے شاید کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ان کا پی پی لو ہو گیا تھا 20 منٹ کے بعد ایک ٹیسٹ کیا ہے میں نے اس کی رپورٹ آئے گی تبھی میں آپ لوگوں کو بتا سکتی ہوں اور وائزا بھی مجھے کنفرم نہیں ہے لیکن جو سمٹنز مجھے نظر آرہے ہیں ہوپ سو کے ایسا ہو ڈاکٹر نے ڈھکے چھپے

الفاظوں میں ان سب کو بتایا لیکن ان سب کو اس وقت اتنی پریشانی نے آہہ گھیرا تھا کہ کسی کی سوچ کسی خوشخبری کی طرف جا ہی نہیں رہی تھی۔

عنایہ کی طبیعت کے بارے میں سن کر ملیار خانزادہ نہیں بے بسی سے
انکھیں میچی اس نے کہا بھی تھا کہ کچھ کھانے کے لیے لے کر جاتا ہوں
لیکن عنایہ نے ہی ضد کی تھی اور وہ بھی اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے چپ ہو
گیا تھا۔

اس کے سر میں شدید درد کی لہر اٹھی تھی اب تو تقریباً صبح ہی ہونے والی
تھی اور وہ لوگ پوری رات ہاسپٹل میں گزار چکے تھے لیکن تینوں کے
طرف سے کوئی بھی تسلی بخش جواب ڈاکٹر نے نہیں دیا تھا۔

《~~~~~》

زری ضد کیوں کر رہی ہوا بھی میری جان سو جاؤ میں تمہیں پھر صبح ہوتے
خود لے کر چلا جاؤں گا نا بھی سو جاؤ میری بات مانو بصیر خانزادہ اسے مناتے
ہوئے بیڈ تک لایا اور اسے بٹھا کر لیٹانا چاہا تھا لیکن زریش نے نفی میں سر
ہلاتے مزید بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا تھا۔

مجھے مجھے لالا کے پاس ہاسپٹل جانا ہے پلیز مجھے لے چلیں نا۔

میری جان لے کر جانا تو مشکل نہیں ہے لیکن تم ایک دن کی دلہن ہو اس طرح سے میں تمہیں ہاسپٹل کیسے لے کر جاسکتا ہوں وہ خود سوچو نا اگر مورے کو یہ بات پتہ چلی تو وہ مجھے بھی ڈانٹ دیں گے۔

کوئی آپ کو کچھ بھی نہیں بولے گا وہاں پر میرے لالا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور آپ یہاں پر ڈانٹ سے بچنے کے لیے مجھے ہاسپٹل نہیں لے کر جا رہے اگر آپ نے مجھے نہیں لے کر جانا تو مجھے بتادیں میں خود چلی جاتی ہوں ہٹے یہاں سے بس بہت ہو گیا کب سے منتیں کر رہی ہوں لیکن آپ کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے ہیں زریش کو تو غصہ ہی اگیا تھا بیڈ سے اٹھتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلنا چاہ رہی تھی کہ تب ہی بصیر نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔

غصہ کیوں ہو رہی ہو یا اگر میں کسی وجہ سے ہاسپٹل نہیں لے کر جا رہا تو مان کیوں نہیں جاتی بیٹھ جاؤ صبح جب سب لوگوں کو پتہ چلے گا اور وہ لوگ

ہاسپٹل جائیں گے تو تمہیں بھی ساتھ لے کر چلا جاؤں گا نا بھی ضد کرنے سے کیا حاصل ہو جائے گا بصیر خان زادہ نے پیار سے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

اپ چھوڑ دیں مجھے میں نے کہہ دیا نا کہ مجھے اپ کے ساتھ نہیں جانا تو نہیں جانا اپ خود اکیلے چلے جائیں میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی یا پھر نانا کو جگا کر چلی جاؤں گی کوئی ضرورت نہیں ہے اپ کو مجھے اپنے ساتھ لے کر جانے کی۔

بصیر خان زادہ نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا۔

ابھی میں چلا جاتا ہوں تم صبح سب کے ساتھ ا جانا نا بصیر نے بے بس اتے ہوئے اسے دوبارہ سے التجا کی تھی۔

جائیں اور دوبارہ مجھ سے کبھی بھی بات مت کیجئے گا۔

بصیر خان زادہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا کیا کرتا اگر اسے ساتھ لے کر چلا جاتا تو صبح اسے مورے اور سب لوگ ڈانٹتے کہ اس کا پہلا ہی دن تھا کسی

اچھی جگہ لے کر جانے کے بجائے وہ اسے ہاسپٹل لے کر چلا گیا نہ لے کر
جاتا تو وہ ناراض ہو جاتی۔۔

زرش یار بات تو سنو میری۔۔

جائے یہاں سے نہیں سننی میں نے اپ کی کوئی بھی بات اپ کو میری
بات سمجھ نہیں رہی مورے اور بابا کے ڈانٹ اپ نہیں سن سکتے میرے
لیے زیادہ سے زیادہ وہ لوگ اپ کو کتنا ڈانٹ لیں گے کیا کوئی اپ کے غصے
سے واقف نہیں ہے اس وقت میرا بھائی ہاسپٹل میں زندگی اور موت کی
جنگ لڑ رہا ہے اور اپ کو یہ سب اچھے اور برے اور ڈانٹنے کی باتیں سوچنے
لگ گئی ہے زرش نے اس بار چیختے ہوئے انتہائی بد تمیزانہ لہجے میں کہا
تھا۔۔

زرش یہ کس طرح سے تم بد تمیزی سے مجھے مخاطب کر رہی ہو کیا اس
طرح سے بد تمیزی سے تمہیں بات کرنی چاہیے مجھے جانتا ہوں کہ پریشان
ہوں تم لیکن اس طرح سے بد تمیزی کرنے کی کیا بات ہے۔۔

تو اور کیا کروں میں آپ کو اس وقت سمجھ بھی تو نہیں رہا میں آپ کے ساتھ
ہاسپٹل جانا چاہ رہی ہوں لیکن آپ ہے کہ آپ کو مورے اور بابا کی ڈانٹ
سے بچنا ہے ساتھ ہی ساتھ آپ خود پریشان ہیں لیکن آپ کو یہ ذرا سا بھی
احساس نہیں ہے کہ میرے لالا بھی ہاسپٹل میں ہے۔۔

زبان بند کر واپنی بصیر خانزادہ نے شدید غصے میں اسے ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ پر
بٹھایا تھا اور اس کے بازو کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔

بصیر چھوڑے مجھے درد ہو رہا ہے چھوڑیں میرے بازو کو زریش نے اس
کے ہاتھ کو پیچھے کرنا چاہا تھا اپنے بازو سے جو بصیر خانزادہ کے سخت گرفت
میں اس کے بازو کو تقریباً اپنے ہاتھ میں دبوچے ہوئے تھا۔۔

زریش تمہارا ہر نخرہ سرانکھوں پہ جانتی ہوں کہ تم سے جنون کی حد تک
عشق کرتا ہو لیکن بد تمیزی تمہاری بالکل بھی برداشت نہیں کروں گا اگر
عزت دیتا ہوں تو عزت دیا بھی کرو اس طرح سے اگر بد تمیزانہ لہجہ اپناو گی

میرے ساتھ تو میرا بھی تم وہ روپ دیکھو گی جو باہر کے لوگوں کے لیے ہے۔۔

اس کے ہاتھ کو چھوڑتے ہوئے بصیر خان زادہ اٹھا اور سائید ٹیبل سے اپنی گاڑی کی کیز اٹھا کے وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

پیچھے زرش خانزادی اپنے سرخ سے بازو کو دیکھ کر اپنے دونوں گھٹنوں کو سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی کیسی زندگی تھی آج اس کی شادی کا پہلا دن تھا خوشیاں اس کی زندگی میں داخل ہونے والی تھی لیکن پھر اسے یاد آیا کہ خوشی اسے اس ہی کبائی تھی؟؟

نہیں نہیں زرش اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو جاؤ اپنے لالا کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروا نہیں نفل پڑوانشاء اللہ اللہ تعالیٰ لالاروحان اور مہزلہ تینوں کو بالکل ٹھیک کر دیں گے زرش کے دل سے اندر کہیں سے آوازائی تھی اور اگلے ہی پل وہ اٹھی اور واش روم میں وضو کرنے کے لیے چلی گئی تھی۔۔
اب اسے اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی تھی۔۔

تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے لالا سمیت اس کے بچے اور بیوی کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔۔

《~~~~~》

بصیر خان زادہ نہایت ہی ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہاسپٹل پہنچا تھا ملیار نے اسے فون پر ہی لوکیشن سینڈ کر لی تھی جس کی وجہ سے وہ باسانی ہاسپٹل پہنچ گیا تھا۔۔

رہ رہ کر اسے زریش کا خیال ہی ایسا جا رہا تھا جس پر وہ غصہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن وہ اس پر غصہ کرایا تھا۔۔

گاڑی کو بند کر کے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ ہاسپٹل کے اندر چلا گیا تھا اور سامنے ہی کوری ڈور میں اسے آرٹھ ملیار برلاس سب ہی بیٹھے ہوئے نظر آ گئے تھے وہ ان کے قریب گیا اور لالا اور مہزلہ روحان سمیت تینوں کا پوچھتے ہوئے وہ بھی بیچ پر بیٹھ کر بے چینی سے ڈاکٹرز کے آنے کا اور ان کے مثبت جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔

لیکن دل عجیب سا بے سکون ہی تھا زربش کوروتا ہوا چھوڑ کر وہ اتو گیا تھا
لیکن اب ادھر بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔

رہ رہ کر بے سکون ہوتے ہوئے وہ اٹھا اور آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
کہ میں ادھے گھنٹے میں دوبارہ واپس آتا ہوں اور ساتھ ہی وہ زربش کو لینے
کے لیے حویلی کی طرف دوبارہ سے نکل گیا تھا۔

دوبارہ سے وہ نہایت ہی ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے حویلی پہنچا تھا۔
اور اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو
زربش جائے نماز پر بیٹھی ہاتھ دعا کی صورت میں اٹھائے اللہ سے دعا کر
رہی تھی۔

اس کے پاس جاتے ہوئے وہ جائے نماز کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا اور اس کی
سرخ سی آنکھوں کو دیکھ کر بصیر خانزادہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

اؤ چلو میں تمہیں اپنے ساتھ ہاسپٹل لے کر چلا جاتا ہوں چلو جلدی سے
چادر لے کر اؤ بصیر خانزادہ نے ہاتھ بڑا کر اس کے گال کو چونا چاہا تھا لیکن

زربش خانزادی دعا ختم کرتے ہوئے خود پر پھونک مارتے نہ محسوس انداز
میں اس پر بھی پھونک مارتے ہوئے اس کے ہاتھ کو اپنے گال تک پہنچنے سے
پہلے ہی جھٹک چکی تھی۔۔

اپنے انسوؤں پر بند باندھتے وہ جائے نماز اٹھا کر طے کرتی ڈریسنگ ٹیبل کے
پاس رکھتی سخت سے لہجے میں بولی تھی کہ مجھے ہاسپٹل نہیں جانا پ اکیلے
چلے جائیں۔۔

زربش دوبارہ سے میرا ہاتھ مت جھٹکنا مجھے دوبارہ سے غصہ آجائے گا بصیر
خانزادہ نے اس کے پاس جاتے ہوئے نرمی سے کہا تھا جانتا تھا کہ ابھی وہ
غصہ ہے۔۔

تو کرسیں غصہ آپ مردوں کا غصہ تو چاہے اچھے موقع پر ہو یا پھر برے موقع
پر ہو وہ تو اہی جاتا ہے اس میں کون سی خاص بات ہے۔۔

ای ایمی ریلی سوری میرا تم پر غصے کرنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن سوری بصیر
خانزادہ نے کہا تھا۔۔

اب ہاسپٹل چلے جائیں میرا انتظار مت کریں مجھے نیندار ہی ہے میں سو رہی ہوں سپاٹ سے لہجے میں کہتی زرش بیڈ کی طرف بڑھ چکی تھی۔۔

زرش اب ضد کیوں کر رہی ہو سوری بھی بول دیا ہے نا میں نے اب اگے اُتار دیا سے غصہ نہیں کروں گا چلو او میرے ساتھ۔۔

اپ مردوں کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہم عورتوں پر غصہ کرنے کے بعد ادھے گھنٹے بعد اگر ہم سے معافی مانگیں گے ایک سوری کا لفظ بولیں گے جو صرف اور صرف پانچ لفظوں پر مشتمل ہے اس کی بنا پر آپ لوگوں کا غصہ ہم بھلا دیں گے کیوں؟؟

زرش اب تم بات کو بڑھا رہی ہو اتنی بات نہیں تھی او چلو ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔

ریلی میں بات کو بڑھا رہی ہوں زرش نے خود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

تو ٹھیک ہے چلے جائیں ہاسپٹل میں بات کو بڑھا رہی ہوں تو بات کو یہی
روک دیں ضرورت ہی نہیں ہے مجھ سے بات کرنے کی جائیں۔۔

زرباش تمہیں بات سمجھ نہیں آرہی کب سے بول رہا ہوں کہ چلو مزید مجھے
کیوں غصہ دیلارہی ہو تم میں خود بھی ڈسٹرب ہوں نا تمہارے بد تمیز لہجے
کی وجہ سے اگر غصہ کر دیا تو کون سی بڑی بات ہے۔۔

میں جانتی ہوں اپ ڈسٹرب ہے اب مزید اپ مجھے بھی ڈسٹرب نہ کریں
اور جائیں یہاں سے سپاٹ سے لہجے میں کہتے زرباش نے اپنے اوپر کمفرٹر
اوڑا اور وہ لیٹ گئی تھی سونے کے لیے۔۔

زرباش میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ چلو میرے ساتھ ہاسپٹل۔۔
میں بھی اپ سے آخری بار کہہ رہی ہوں کہ نہیں جانا تو نہیں جانا جائیں
یہاں سے۔۔

بے بسی سے آنکھوں کو میچتے ہوئے بصیر خان زادہ دوبارہ سے اس کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھا اور کمر ٹر سے اس کا چہرہ نکالتے ہوئے اس کے ماتھے پر نرمی سے بوسہ دیا اور اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔

ای ائی ایم ری سوری یار جانتا ہوں کہ میں نے غصہ کر لیا ہے اسی لیے ریلی سوری پلیز مان جائے نہ میری جان۔

اپنے صرف غصہ نہیں کیا اپ نے مجھے ہرٹ بھی کیا ہے زریش نے اس سے دور ہوتے کہا لیکن بصیر خان زادہ نے اسے مزید اپنے قریب کرتے سینے سے لگایا تھا۔

اس کے لیے بھی سوری اگر آپ چاہیں تو بالکل اسی طرح کارویہ میرے ساتھ بھی کر لیں میں بالکل بھی برا نہیں مانوں گا۔

جی نہیں آپ کو تو پھر دوسرا موقع مل جائے گا یہ کہنے کا کہ مورے آپ کو ڈانٹیں گی زریش نے میٹھے سے لہجے میں طنز کرتے ہوئے بصیر سے کہا تھا۔

اچھا ایم ریلی سوری اب تو معاف کر دو اب تو کان بھی پکڑ لیے ہیں میں
نے۔۔

بصیر نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے زربش سے کہا تو زربش
نے اس کے ہاتھوں کو نیچے کرتے ہوئے چہرے پر سپاٹ سے تاثرات
سجاتے کہا تھا کہ اٹس او کے۔۔

اب چلو اوہا سپٹل چلتے ہیں تاکہ جب ڈاکٹر باہر آئے اور ہمیں خوشخبری
سنائیں کہ سب ٹھیک ہے تو تم بھی وہی ساتھ ہو چلو اوہا جلدی کرو بصیر
خانزادہ نے اس کے ماتھے پر دوبارہ سے بوسہ دیتے ہوئے کہا تو زربش بھی
اب ہاں میں سر ہلاتے چادر اپنے اوپر اوڑتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

اس وقت پوری خانزادہ حویلی ہی ہاسپٹل کے کوریڈور میں موجود تھی صبح ہوتے ہی جیسے ہی گھر کے بڑوں کو زرم خانزادہ کہ ایکسیڈنٹ کا علم ہوا تو کسی نے لمحہ بھی نہ لگایا تھا ہاسپٹل پہنچنے میں اور اس وقت گھر میں صرف اور صرف ملازم تھے اور باقی پوری خانزادہ حویلی ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑی زرم خانزادہ مہزلہ خانزادی روحان خانزادہ سب کے لب دعا گو تھے ان کی صحت مند زندگی کے لیے اور ڈاکٹر کی طرف سے مثبت جواب سننے کے لیے۔۔

گھر کے سارے بڑے بچوں سے کافی ناراض بھی ہو گئے تھے کہ خراں لوگوں نے سب بڑوں کو رات میں ہی کیوں نہیں اٹھایا سب ہی آرش کو ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے کیونکہ اگر زرم کے بعد کوئی بڑا تھا تو آرش تھا آرش کو ہی سب کو اٹھانا چاہیے تھا اور سب کو زرم کی سوچی ساچی سازش کے تحت ہوئے ایکسیڈنٹ کے بارے میں اگاہ کرنا چاہیے تھا لیکن آرش تو بس

منہ بسور کر کھڑا ہی رہا وہ تو سارے گھر والوں کو ٹینشن سے بچانا چاہتا تھا اسے
کہاں پتہ تھا کہ سارے گھر والے اگر اسے ہی ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔۔
بصیر یہ ڈاکٹرز باہر کیوں نہیں ارہے میرا دم گھٹ رہا ہے زریش نے روتے
ہوئے بصیر سے کہا تھا۔۔

پریشان مت ہوا جائیں گے یا ر صبر کرو بصیر نے اس کے کمرے کو سہلاتے
ہوئے اسے پرسکون کرنا چاہا تھا۔۔

صبر ہی تو نہیں ہو رہا کیا کروں میں جان سے پیارا بھائی اندر زندگی اور موت
کی جنگ لڑ رہا ہے تو سکون سے کیسے رہوں۔۔

جانتا ہوں کہ یہ تکلیف دہ لمحہ ہے میری جان لیکن صبر کرو انشاء اللہ سب
ٹھیک ہو گا۔۔

بصیر زریش کو تو ہمت دے رہا تھا لیکن جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کی
ہمت خود ہی ٹوٹ رہی تھی۔۔

ابھی وہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے مزید زریش بصیر سی کچھ کہتی کہ ڈاکٹرز
سارے ہی ای سی یوروم سے باہر آئے تھے ای سی یوروم کے اندر تقریباً
تین بیڈ رکھے گئے تھے جہاں پر زرم مہزلہ اور روحان تینوں کو ہی کریٹیکل
سچویشن میں ڈاکٹرز ٹریٹمنٹ دے رہے تھے۔

ایکسیڈنٹ کافی شدید ہوا تھا اسی وجہ سے وہ تینوں ہی کافی کریٹیکل سچویشن
میں تھے سب سے زیادہ جو سچویشن خراب تھی وہ مہزلہ کی تھی کیونکہ مہزلہ
کو بظاہر تو نظر آنے والی کوئی بھی چھوٹ نہیں لگی تھی لیکن ڈاکٹر بخوبی جانتے
تھے کہ اس کی حالت نازک سی تھی۔

پوری رات لگا کر ڈاکٹرز نے ان تینوں کے ٹریٹمنٹ کیے تھے خانزادہ حویلی
والوں کو آخر کون نہیں جانتا تھا سارے ڈاکٹرز ہی پوری رات ایک پاؤں پر
کھڑے ان تینوں کو ٹریٹمنٹ دیتے الرٹ ہی کر رہے تھے جہاں پر زرم کے
ہاتھ سے بل بل خون بہہ رہا تھا وہاں پر سٹچز لگائے گئے تھے تو دوسری

طرف روحان کے جسم پر ائے جگہ جگہ خراشوں کو سفید پٹی باندھ کر باندھا گیا تھا۔

دوسری طرف مہزلہ تھی جس کا سی ٹی سکین کیا گیا تھا کیونکہ اس کی حالت بظاہر تو ٹھیک نظر آرہی تھی لیکن وہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی لیکن سی ٹی سکین کرنے کے بعد بھی سب کچھ تھا شاید یہ حادثہ اس کی شخصیت پر کافی گہرا اثر چھوڑ چکا تھا اور وہ خوف کے زیر اثر اپنی آنکھیں ہی نہیں کھولنا چاہ رہی تھی۔

ان تینوں کی حالت اب خطرے سے باہر ہے نوڈاؤٹ کے ہونے والا ایکسیڈنٹ ہے یا پھر سوچی سمجھی سازش جو بھی تھا وہ کافی خطرناک تھا لیکن اب صحیح وقت پر ہاسپٹل لے آنے کی وجہ سے بچت بھی ہو گئی ہے ڈاکٹرز نے باہر آکر خاندان کو حویلی والوں کو تسلی بخش جواب دیتے ہوئے ان کی بیچ میں اٹکی ہوئی سانسوں کو بحال کیا تھا۔

شکر ہے پاک پروردگار کا دادا نے لمبی گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے
ڈاکٹر زکی بات سن کر سب سے پہلے اپنے اللہ پاک کا شکر ادا کیا تھا ایک ہی
دن میں ان کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی بے شک صحیح کہتے ہیں کہ اولاد کا
غم انسان کو بہت جلد بوڑھا کر دیتا ہے اور بالکل اسی طرح بشیر خانزادہ کے
ساتھ ہوا تھا ان کے نواسے پوتی اور پر پوتے کا غم انہیں ایک ہی دن میں
بوڑھا کر چکا تھا۔

سب نے ایک دوسرے کے کو دیکھتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا ساتھ ہی آرش
نے سب کو ہدایت بھی دی کہ اب کچھ لوگ ہاسپٹل رہ جائیں اور باقی سب
گھر چلے جائیں کچھ لوگوں سے مراد اس کا صرف خود کی طرف اور ملیار کی
طرف اشارہ تھا باقی سب کو برلاس اور بصیر کے ساتھ گھر روانہ کرنے کا
ارادہ تھا۔

نہیں نہیں میں لالا کو اکیلا چھوڑ کر بالکل بھی کہیں بھی نہیں جاؤں گی سب
سے پہلے مزاحمت ہی زربیش خانزادی نے کی تھی۔

جب آپ کے لالا ٹھیک ہو جائے تو آپ دوبارہ سے ملنے آجائیے گا ویسے بھی
ابھی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ابھی ان کو اتنی جلدی ہاسپٹل سے ڈسچارج نہیں
کیا جائے گا تو آپ دوبارہ بھی ملنے آسکتی ہیں نا آرش نے نرمی سے زریش کو
سمجھانا چاہا تھا۔۔

بیٹا آرش بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے اس طرح سے ہسپتال میں رش لگانا بھی
اچھی بات نہیں ہے اور لوگوں کو بھی زحمت ہو رہی ہے اسی لیے بہتر ہوگا
کہ ہم گھر چلے جائیں اور پھر وقفے وقفے سے ہم سب ایک ایک کر کے آکر
ملتے رہیں گے اپنے بچوں سے دادا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے رسالت
بھرے الفاظوں میں کہا تھا۔۔

کوئی گھر جانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن دل میں خوش بھی تھے سب کہ اب ان
تینوں کی جان خطرے سے باہر ہے اور گھر جانے کے لیے سب راضی ہو
گئے تھے۔۔

اور زلہ اور عنایہ کو بھی آرش اور ملیار نے سب لوگوں کے ساتھ گھر بھیج دیا
تھا عنایہ کی حالت بھی اب بہتر تھی ملیار نے اسے سخت تاکید کی تھی کہ گھر
جا کر آرام کرے۔۔

آرش جانتا تھا کہ اور زلہ نازک دل کی لڑکی مانے گی نہیں لیکن اس کے
صرف ایک بار کہنے پر ہی وہ گھر جانے کے لیے سب کے ساتھ روانہ ہو گئی
تھی آرش کو کافی حیرت بھی ہوئی تھی۔۔

《~~~~~》

سب ہی حویلی بخیریت پہنچ گئے تھے اور حویلی پہنچتے ہی سب سے پہلے دادا
نے بصیر اور برلاس کو بیچ کر بکرے منگوائے تھے اور تینوں بچوں کے
صدقہ سب سے پہلے نکالا تھا۔۔

اب سب ہی اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے کے غرض سے چلے گئے
تھے۔۔

کیا ہوا بھی بھی اداس ہوا یا پھر مجھ سے ناراض ہو بصیر خانزادہ کمرے میں داخل ہوتے زریش کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے زریش نے مزید کسی بھی بات کا جواب نہ دیا تھا۔ میری طرف دیکھو بصیر نے اس دشمن جاں کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے تھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتے اپنی آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔

زریش محض اس کی آنکھوں میں ہی دیکھتی رہی دونوں نے کچھ بھی نہ بولا تھا تھوڑی دیر بعد ایک دوسرے کے آنکھوں میں انجانے سے جذبات اور شرمندگی کو محسوس کرتے بصیر نے اس کا سراپے سینے سے لگایا تھا جانتا تھا کہ پریشانی میں زریش پر غصہ کر گیا تھا جس کی وہ حقدار بالکل بھی نہیں تھی اور شرمندہ وہ خود بھی ہو رہا تھا معافی بھی مانگ چکا تھا۔

اس کی بالوں کو سوارتے ہوئے بصیر خانزادہ نے اسے پر سکون کرتے اپنے سینے پر ہی سلانا چاہا تھا اور زریش خانزادی جو کافی دنوں کی تھکی ہوئی تھی

اس شہزادے کا سینہ میسر ہوتے ہی وہ پر سکون سی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد بصیر کو زریش کی گہری گہری سانسے اپنے سینے پر پڑتی محسوس ہوئی تو وہ سمجھ گیا تھا کہ زریش سو گئی ہے اسے اپنی گود میں اٹھاتے بیڈ پہلے لیٹایا کمفرٹر کو اس پر اچھی طرح سے اوڑھنے کے بعد وہ کمرے کی لائٹس کو اف کرتے اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے بیک یارڈ کی طرف چلا گیا تھا۔

راکھا کے ساتھ ساتھ انا بیہ اور اس کی پوری گینگ کو پکڑنے کے لیے بصیر خانزادہ کو بہت زیادہ محنت درکار تھی اب مزید وہ اپنا وقت برباد نہیں کر سکتا تھا اس نے مختلف ریسرچ وغیرہ شروع کر دی تھی راکھا اس وقت لندن میں تھا بصیر یہ ضرور جانتا تھا کہ ایک نہ ایک غلطی تو اس سے ضرور ایسی ہوگی کہ وہ پاکستان دوڑا چلائے گا اور بس اسی غلطی کے انتظار میں اسے بیٹھنا نہیں تھا بلکہ وہ غلطی اس نے خود سرانجام دینی تھی اور اگے آنے والا وقت اس کے لیے اور بھی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اسے ڈر لاحق تھا کہ

کہیں دوبارہ سے انابیہ اور زربیش کی ملاقات نہ ہو جائیں وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے والا تھا اپنے ساری ٹیم ساتھیوں کو الٹ کرنے کے لیے اس نے سب کو بھی حکم دیا کہ اسے رات تک راکھا کے پاکستان میں ہونے والے ہر ڈیل کے بابت معلومات دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس انڈرلے کرتباہ کر دیا جائے یقیناً کے جتنے بھی اڈے ہیں ان سب کو اپنے اس نقصان پر وہ بلبلا تا ہوا پاکستان ضرور پہنچے گا اور بس اس کے پاکستان آنے کی دیر تھی اس کے بعد بصیر خان زادہ اسے یہاں سے قدم بھی نکالنے نہیں دے گا جب تک وہ اسے اپنے حراست میں نہیں لے لیتا۔

اب اسے بس اپنے ساتھیوں کے انفارمیشن کا انتظار تھا رات تک وہ جیسے ہی اسے انفارمیشن دیتے کہ کس کس جگہ پر راکھا نے اپنے اڈے بنائے ہیں رات میں ہی وہ اسی جگہوں پر اٹیک کرنے کا سوچتے ہوئے اٹھا اور حویلی سے باہر گاڑی لے کر اسلام آباد کے لیے نکل چکا تھا اسے وہاں پر اپنی ٹیم تیار

رکھنی تھی اور ہر آنے والے سچویشن کے لیے پہلے سے ہی سب کو آگاہ کرنا تھا۔۔

اب آگے اس کا یہ مشین کیا رخ اختیار کرنے والا تھا یہ تو وقت آنے پر ہی بخوبی پتہ چل سکتا تھا۔۔

《~~~~~》

رات تک حویلی والے سارے آرام کر کے دوبارہ سے جا کر لاؤنج میں بیٹھے نرم مہزلہ اور روحان کے بارے میں ہی تبصرے کر رہے تھے۔۔

عنا یہ بھی ایک طرف اداس اداس سی بیٹھی ملیار کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اب وہ گھرا جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ بھی کافی تھک چکا ہو گا اور کیا وہ واقف نہیں تھی کہ ملیار جب بھی تھک جاتا تو اسے ضرور بخار چڑھتا۔۔

ابھی وہ لوگ بیٹھے یہی سوچ رہی تھی کہ حویلی سے بصیر اور برلاس دونوں میں سے کوئی ایک جائے تو آرش لالا اور ملیار واپس آجائیں گے تبھی برلاس سو جھی ہوئی آنکھوں کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔

کیا ہوا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے اسے دیکھتے ہی عالم زیب خان زادہ نے پوچھا تھا۔۔

جی ٹھیک ہوں برلاس نے لا پرواہی سے جواب دیتے ہوئے اپنے گیلے بالوں کو ہاتھوں سے ماتھے سے پیچھے ہٹایا تھا۔۔

اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو میں اور لالا چلے جائیں گے ہاسپٹل اور نگزیب خان زادہ نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

میری طبیعت ٹھیک ہے مجھے کچھ بھی نہیں ہوا میں چلا جاؤں گا ہاسپٹل آرش لالا اور ملیار لالا کو گھر بھیجوں گا میں رات وہاں پر آرام سے گزار لوں گا برلاس نے کہا اور کہتے کے ساتھ ہی اٹھا اور ہاسپٹل جانے کے لیے روانہ ہو گیا تھا بغیر کچھ بھی کہے سب لوگوں کو اس کا رویہ عجیب سا لگا تھا لیکن سب نے یہی کہہ کر ٹال دیا کہ ہو سکتا ہے کہ زرم کے ایکسیڈنٹ کا ٹینشن ہو اسی وجہ سے اتنے لیے دیے انداز میں بات کرنے کے بعد وہ حویلی سے نکل گیا تھا۔۔

جب کہ دوسری طرف برلاس ٹینشن کا شکار بری طرح سے یہ سوچنے میں
گم تھا کہ ایک طرف گل کے مجرموں کو پکڑنا ہے تو اب دوسری طرف اس
کے ذرم لالا کی یہ حالت ہو گئی پھر وہ ہاسپٹل تک پہنچ گیا ہے ریش
ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ ہاسپٹل پہنچا اور ہاسپٹل کے پارکنگ میں گاڑی
کو کھڑی کرنے کے بعد گاڑی سے نکلنے کے بعد اس کی شارپ نگاہوں نے
چاروں طرف کا جائزہ لیا تھا بظاہر تو اسے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اسے پھر
بھی الرٹ رہنا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ضرور اگر ذرم لالا کی گاڑی کا
ایکسیڈنٹ ہوا ہے تو وہ محض اتفاق نہیں تھا کیونکہ اسی روڈ پر چاروں گاڑیاں
موجود تھیں اور گارڈز کی بھی گاڑیں ان لوگوں کی گاڑی میں سے کسی کو کچھ
نہیں ہوا اور ذرم کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا وہ مان ہی نہیں سکتا تھا یہ اتفاق
نہیں ہو سکتا تھا ضروری یہ سوچی سمجھی سازش کے تحت سب کچھ کیا گیا
تھا۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ اندر گیا اور ملیار اور آرش دونوں کو گھر بیچ کر آرام کرنے کے لیے کہہ دیا تھا اور وہ دونوں بھی دو دن کے تکھے ہاسپٹل میں تھے اب برلاس کے آنے کے بعد وہ حویلی کے لیے نکل گئے تھے لیکن بصیر کو فون کرنا بالکل بھی نہ بھولے تھے کہ وہ بھی برلاس کے پاس ہاسپٹل چلے جائیں جس پر بصیر نے ان لوگوں کو کہا تھا کہ وہ تھوڑا سا کام نبٹھانے کے بعد ڈائریکٹ ہاسپٹل ہی چلا جائے گا حویلی نہیں جائے گا پھر وہ دونوں بھی مطمئن ہو گئے تھے۔

《~~~~~》

حویلی پہنچنے کے بعد دونوں نے سب سے تھوڑی سی باتیں کرنے کے بعد اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا تھا آرام کرنے کے لیے ملیار کے جاتے عنایہ کو بھی میں نائلہ بیگم نے ملیار کے پیچھے بھیجا تھا کہ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو عنایہ وہاں پر موجود ہو اور اور زلہ کو بھی آرش کے پیچھے بیچ دیا تھا۔

ملیار خانزادہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اپنے پیچھے پیچھے عنایہ کو بھی
کمرے میں داخل ہوتے دیکھا عنایہ نے کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد
اس کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھ کر اس کے تھکے ہوئے چہرے کا جائزہ لینے لگی
جس پر نگھن کے اثرات صاف واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے پہلے
شادی کی تیاریوں میں وہ اتنا مصروف تھا کہ اسے آرام کرنے کا موقع نہیں
مل رہا تھا اور اب دو دن ہاسپٹل میں ایک پیر پر کھڑے رہنے کے بعد اس کی
بس ہو چکی تھی۔

ملیار اپ کی طبیعت ٹھیک ہے اپ ٹھیک تو ہے نالائے میں اپ کا سرد بادی
ہوں عنایہ نے اس کی تھکے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی دھیمے سے
لہجے میں کہا تھا۔

ہمممممم۔۔ اس وقت ملیار کی سر میں درد تھا اسی لیے اپنا سر عنایہ کی گود میں
رکھتے ہوئے وہ سکون محسوس کرنے لگا۔

عنا یہ بھی دھیرے دھیرے سے اپنے نازک سے ہاتھوں سے اس کے سر کو
دبانے لگی ساتھ ہی ساتھ اس کی بالوں کو اس کے ماتھے سے پیچھے کرتے
ہوئے اس کے بالوں میں اپنی انگلیوں کو الجھا کر سہلانے لگی جس سے ملیار
کو اور مزید سکون محسوس ہو رہا تھا اور وہ نیند کی گہری وادیوں میں اترنے ہی
والا تھا کہ اچانک سے کسی احساس کے تحت اس نے اپنی آنکھیں کھولی
تھی۔۔

تم نے کھانا کھایا طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری ڈاکٹر نے ہاسپٹل میں خاص طور
پر ہدایت کی تھی کہ تمہیں کھانے پینے کے معاملے میں سخت طور پر سختی
کرنی چاہیے کیونکہ پہلے ہی تمہاری جان بہت کمزور ہے۔۔

اس حالت میں تم لا پرواہ کا مظاہرہ نہیں کر سکتی ملیار نے اس کی آنکھوں میں
دیکھا جہاں پر الجھن صاف نمایاں ہو رہی تھی۔۔

کس حالت میں حیرت سے پوچھتے ہوئے ملیار کی طرف دیکھا تھا۔۔

میری جان تم تو ہاسپٹل سے اگئی تھی سب کے ساتھ لیکن ڈاکٹر نے تمہاری
رپورٹ میرے حوالے کر دی تھی جس میں صاف صاف لکھا تھا کہ میری
چھوٹی سی جان ماما بننے والی ہے اور مجھے بابا کے رتبے پر فائز کر چکی ہوں۔۔
عنایہ نے ملیار کی بات سنی تو وہ انکھیں پھاڑے منہ کھولے ملیار کو دیکھنے میں
مصروف تھی۔۔

ملیار نے دھیرے سے اس کا منہ بند کیا اور اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے
اسے شدت سے اپنے سینے کا حصہ بناتے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔
کیا ہوا میری جان کا صدمہ ابھی تک ختم نہیں ہوا ملیار نے دھیرے سے اس
کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا تھا۔۔

عنایہ کو ابھی تک یقین نہیں رہا تھا کہ اس کے پیٹ میں ایک ننھی سی جان
پل رہی ہے اس نے گہری سانس لیتے ملیار کی طرف دیکھا تھا جو انکھوں میں
محبت کے دیپ جلائے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

کیا ہوا میری جان تم خوش نہیں لگ رہی۔۔

ملیائے دیکھنے سے اس کے گلابی گال کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں لیکن میری پڑھائی۔۔ عنایہ اپنی پڑھائی اپنے مستقبل کو لے کر پریشان سی ہو گئی تھی کیونکہ اگر ایک بچے کی ذمہ داری اس کے سر اگئی تو وہ جتنا فری ہو کر ابھی پڑھنے جاتی ہے وہ اتنا فری نہیں ہو پاتی کیوں کہ بچے کو سنبھالنا اتنا آسان کام تھوڑی نہ تھا۔

تو میری جان پڑھائی کرنے جایا کرو کسی نے اپ کو منع تھوڑی نہ کیا ہے ملیار بخوبی اس کے ننھے سے دل کے اندیشوں کو سمجھ رہا تھا۔

لیکن لیکن وہ بی بے عنایہ خوف سے زرد پڑتے چہرے کے ساتھ ملیار کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔

کچھ نہیں ہو گا میری جان مورے لوگ ہیں مناسب تمہارا خیال رکھیں گے اور پھر میں بھی تو تمہارے ساتھ ہوں اور تم ایزی ہو کر اپنی پڑھائی کرنا تمہارے فیوچر کے خواب آئی سپیشلسٹ بنے میں میں تمہارے پورے طریقے سے ساتھ دوں گا اسی لیے پریشان نہ ہوں۔۔

اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے سے پر سکون کر رہا تھا عنایہ بھی اس کے باتوں کو سن کر تھوڑی سی پر سکون ہوئی تھی اس کے سینے پر تھوڑی تھکا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں پہ نگھن واضح تھی لیکن پھر بھی وہ اس کے لاڈ اور نخرے اٹھانے سے تھک نہیں رہا تھا۔

اپ تھک گئے ہیں ناہا سپٹل سے اکراپ لیٹ جائیں عنایہ نے جلدی سے اس کے گود سے اترنا چاہا لیکن ملیان خانزادہ نے نفی میں سر ہلاتے اپنے پاس ہی لٹایا اور اسے اپنی باہوں میں بھرتے ہوئے وہ یوں ہی سکون محسوس کرنے لگا اور سکون محسوس کرتے کرتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا اسے خود بھی پتہ نہ چلا اور عنایہ بھی اس کے پر سکون اور محفوظ باہوں کے حصار میں سکون محسوس کرتی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

《~~~~~》

آرش خانزادہ کمرے میں صوفے پر بیٹھا اپنے جوتے اتار رہا تھا کہ جب ہی
اور زلہ خانزادی بھی کمرے میں داخل ہوتی دروازے کو بند کرتے اس کے
پاس ہی صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔

وہ وہ مہزلہ کہ کیسی ہے۔۔۔

اسے صرف مہزلہ کے بارے میں پوچھتا دیکھ کر آرش کو وہ اس وقت بہت
ہی خود غرض معلوم ہوئی تھی کیونکہ ایکسیڈنٹ میں صرف اس کی بہن ہی
شامل نہیں تھی وہاں پر اس کا بھائی اور اس کا چھوٹا سا بھتیجہ بھی شامل تھا
لیکن ہاسپٹل سے آنے کے بعد اس کا اپنی بہن کے بارے میں صرف پوچھنا
آرش کو غصہ دینا لگا تھا۔

ٹھیک ہے وہ سرد سے لہجے میں جواب دیتے وہ اٹھا اور اپنے کپڑے لے کر
واش روم کے اندر فریش ہونے چلا گیا تھا۔

آرش کے اس طرح سے سرد سے لہجے کو محسوس کرتے تھے اور زلہ کی
انکھوں سے آنسو بہے تھے پتہ نہیں آرش کو کیا ہو گیا تھا۔

تقریباً 10 منٹ کے بعد اور فریش ہو کر دوبارہ سے کیرٹول سے شرٹ اور
ٹراؤزر میں ملبوس کمرے میں اندر آیا تھا۔

کیا ہوا تم ابھی تک یہیں پر بیٹھی ہو گئی نہیں بتاؤ دیا ہے تمہیں کہ تمہاری
بہن ٹھیک ہے۔

اپ اپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ اور زلہ نے انسو کو پیچھے
جھٹکتے کہا تھا۔

تمہیں یہ فیل کروانے کے لیے کہ ہاسپٹل میں صرف تمہاری بہن ہی نہیں
میرا بھائی اور بھتیجا بھی ہے۔

آرش نے دو ٹوک انداز میں کہا تو اور زلہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔
سوری وہ وہ آرش اور زلہ نے سوری بولنا چاہا تھا۔

جاؤ اپنے کمرے میں اور سو جاؤ آرش نے سرد لہجے سے جواب دیا اور اسے
کمرے سے جانے کا کہا۔

آرش اپ ایسا رویہ کیوں رکھ رہے ہیں میرے ساتھ اس بار اور زلہ نے
بھی بغیر اٹکے آرش کے امنے سامنے اتے کہا تھا۔

کیونکہ میرے سامنے تم بہت ہی خود غرض ثابت ہوئی ہو ایکسیڈنٹ والے
روڈ پر بھی جب برلاس نے روحان کو خون میں لت پت گود میں اٹھایا تو تم
نے ایک بار بھی روحان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا اور بار بار صرف
ہونٹوں پر مسلسل مہزلہ کا نام تھا مانتا ہوں کہ اس دنیا میں واحد صرف
تمہاری بہن کا ہی رشتہ ہے تمہارے پاس لیکن اس کا مطلب یہ تھا نہیں ہے
کہ تم اس کے شوہر اور اسی کے بیٹے کو فراموش کرتی صرف اپنی بہن کے
بارے میں پوچھتی رہو۔

تینوں کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تینوں ہی کریٹیکل سچویشن میں آئی سی یوروم کے
اندر تھے لیکن جب میں ہاسپٹل سے گھراتا ہوں تو تم اپنی بہن کے بارے
میں پوچھتی ہوں میرے بھائی اور اس کے بیٹے کا کیا قصور ہے مجھے بتانا پسند

کروگی تم آرش نے بظاہر تو نرمی سے کہا تھا لیکن اس کا لہجہ برف کے مانند سرد تھا۔۔

صحیح سوری ریلی سوری اب ززم اور روحان دونوں کیسے ہیں اور زلہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آرش سے پوچھ بیٹھی۔۔

ٹھیک ہے وہ دونوں گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے آرش نے اور زلہ کے پاس جاتے ہی اس کے آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے مقابل کو چاہے جتنا بھی نظر انداز کر لیکن اس کے آنسو ہمیشہ ہی اسے پگھلا دیتے تھے۔۔

اور زلہ ابھی اس کے سینے پر سر رکھے چپ ہو گئی تھی۔۔

اب چلو او بیڈ پر لیتے ہیں میں بہت زیادہ تھک گیا ہوں نیندار ہی ہے آرش نے اور زلہ کو اپنے ساتھ بیڈ پر لٹانا چاہا تو اور زلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

کیا ہوا کیوں نہیں رہی آرش نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔۔

ابھی تک ہماری رخصتی نہیں ہوئی اس لیے زیادہ معصوم نہ بنے جا کر سو جائیں میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں اور زلہ نے جواب دیا اور ساتھ ہی رخ پلٹتے وہ جانے ہی والی تھی کہ آرش نے اس کا ہاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچا اور وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے کا حصہ بنی تھی۔

میری جان تو کیا ہوا صرف مجھے سلا کر تو جاسکتی ہوں نا صرف تھوڑے وقت کے لیے تمہیں اپنی باہوں میں بھر کر پر سکون سے نیند سونا چاہتا ہوں۔

ٹھیک ہے لیکن آپ کے سوتے ہی میں چلی جاؤں گی اور زلہ نے وارنگ دینے لہجے میں کہا تو آرش نے ہاں میں سر ہلاتے اسے اپنے ساتھ لے کر بیڈ پر لٹایا تھا۔

لیٹنے سے پہلے اس نے لائٹس وغیرہ کو اچھی طرح سے اُف کر کے اپنے اور اور زلہ کے اوپر کمر ٹرا اور اسے اپنی باہوں میں بھرے پر سکون سی میٹھی سی نیند سونے کے لیے لیٹ گیا تھا اور زلہ بھی بغیر مزاحمت کیے اس کے پاس

ہی لیٹی اس کے نیند میں جانے کا انتظار کرتی خود بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔

ایک ہفتے بعد۔۔۔

چلو بھئی بچیوں جلدی کروا بھی سب لوگ گھر پہنچ جائیں گے اور تم لوگ ابھی اپنے اپنے کمرے سے بھی نہیں نکلی جلدی تیار ہو جاؤ نائلہ بیگم نیچے کھڑی اوپر زریش اور زلہ اور عنایہ کو نیچے بلانے کے لیے اوازیں لگا رہی تھی۔۔

جی جی مورے بس میں تو تیار ہو گئی ہوں زریش نے جیسے ہی کہا تو اس کے پیچھے عنایہ اور زلہ بھی اپنے اپنے کمروں سے نکلی تھی وہ تینوں ہی بلیک کلر کے سمپل سی شلوار قمیض میں تینوں غضب ڈھا رہی تھی۔۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ میری بچیوں کو کسی کی نظر نہ لگے نائلہ بیگم نے تینوں کی نظر اتاری ساتھ ہی ساتھ ان پر پیسے کو وارتے ہوئے ملازم کے حوالے کیے تھے اور اب وہ تینوں ہی ہاتھ میں ریڈ کلر کے پھولوں کی پتیاں پکڑے زرم مہزلہ اور روحان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اب ایک ہفتے بعد ان تینوں کو ڈاکٹروں نے ڈسچارج کیا تھا اور اب تینوں مکمل طور پر صحت یاب تھے لیکن ہاں زرم کے ہاتھ پر جو زخم تھا وہ پوری طرح سے بھرا ہوا نہیں تھا روحان اور مہزلہ دونوں فٹ تھے۔

آرٹھ ملیار برلاس بصیر چاروں ہی ہاسپٹل پہنچے زرم مہزلہ اور روحان کو لینے گئے ہوئے تھے۔

یار آپ یہ لوگ تو آنے کا نام ہی نہیں لے رہے آپ ایسا کریں کہ بصیر لالا کو فون ملائیں اور ان سے کہیں کہ وہ لوگ کہاں پر رہ گئے ہیں پوچھیں ان سے کہ ان لوگوں نے کب تک انا ہے دس منٹ گزرنے کے بعد بھی جب ان تینوں کے آنے کے آثار نظر نہیں آئے تو عنایہ تھک کر وہی گیٹ کے پاس

ہی ملازم سے اپنے لیے ایک چیئر منگواتی وہیں پر بیٹھ گئی تھی اس کے حالت کے پیش نظر نائلہ بیگم اور شمائلہ بیگم دونوں نے اسے بہت منع کیا تھا کہ کھڑے مت رہنا لیکن عنایہ نے بلا کہاں کسی کی سنی تھی جواب سنتی۔۔۔ سب ہی بہت زیادہ خوش تھے ایک طرف عنایہ اور ملیار کی خوشی تھی تو دوسری طرف زرم مہزلہ اور روحان کے گھرانے کی خوشی تھی اور اسی خوشی کے باعث رات میں حویلی میں ایک چھوٹے سے فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا کہ صرف گھر والے ہی ہوں گے اور سب ہی مختلف سی مزیدار مزیدار سی چیزیں بنا کر باہر لان میں کھانا کھائیں گے۔۔۔

اور زلمہ کے چہرے پہ تو ہنسی جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اس ایک ہفتے کے دوران تو اس کی جان جیسے سولی پر ہی لٹکی تھی ہر بار جا کر وہ اپنی بہن کو دیکھ کر اتنی اور آرش کے ڈانٹنے کے بعد وہ زرم اور روحان کا بھی خاص خیال رکھنے لگی تھی اور ان کے حوالے سے بھی پریشان تھی اور اب بہن کے آنے

کی خوشی میں وہ خوشی خوشی کھڑی بے صبری سے ان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں فون ملاتی ہوں زربیش نے موبائل کو کان سے لگاتے بصیر کو کال ملائی تھی جو دوسری طرف سے پہلی ہی بیل پر اٹھالی گئی تھی۔۔

کہاں ہیں آپ لوگ ابھی تک پہنچے کیوں نہیں؟؟
بس پہنچنے ہی والے ہیں کیوں کیا کوئی چیز منگوانی ہے تمہیں کچھ کھانا ہے تو مجھے بتادو میں لے آتا ہوں۔۔

ارے نہیں بس آپ لوگ جلدی سے گھر جائیں زربیش نے بصیر کے کیرنگ انداز میں پوچھنے پر اپنے بلش کرتے گالوں پر ہاتھ رکھے عنایہ اور اور زلہ سے رخ موڑا تھا جو ذومعنی نظروں سے اس کے چہرے کا سرخ پڑنا دیکھ رہی تھی۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر ہم پانچ منٹ میں پہنچنے ہی والے ہیں اپنا خیال رکھنا بصیر نے اسے ہدایت دی اور ساتھ ہی کال کو بند کر دیا تھا۔۔

کیا کہا لالانے کہ وہ لوگ کب تک پہنچنے والے ہیں عنایہ نے جیسے ہی زرش کو کال بند کرتے دیکھا تو بے صبری سے پوچھا تھا۔

بس پانچ منٹ میں وہ لوگ پہنچنے والے ہیں جلدی سے اجاؤ کھڑی ہو جاؤ زرش نے اپنے سرخ پڑتے گالوں کو چھپاتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا دونوں کی نظروں کی تپش اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی لیکن ان پر دھیان دینا تو زرش خانزادی نے اپنا فرض ہی نہیں سمجھا تھا۔

اور زلہ آپی اپ کو کچھ نظر آ رہا ہے کہ ذری آپی ہم سے کچھ نہ کچھ تو چھپا رہی ہے دیکھے تو صحیح کہ بصیر لالانے اگے سے ایسا بھی کیا کہہ دیا کہ ابھی تک ان کے گالوں کا سرخ پڑنا ہی ختم نہیں ہو رہا عنایہ نے زرش کو چھیڑتے ہوئے اور زلہ سے کہا تھا۔

اور زلہ نے مسکراتے ہوئے اب زرش کی طرف دیکھا تھا جس کے گال ابھی تک واقعی ہی سرخ تھے۔

ویسے تو زربش عنایہ کو منہ توڑ جواب دے سکتی تھی لیکن کل رات کا منظر یاد کرتے اور بصیر کو یاد کرتے اس کے گال خود بخود ہی سرخ پڑتے جا رہے تھے کس طرح سے بصیر نے کل رات اس سے اپنا حق نرمی سے لیا تھا اور اس کی یہ بات زربش خانزادی کو مزید اپنا اسیر بنا گئی تھی دیوانی تو وہ پہلے ہی تھی اور اب وہ اس کی طلب بھی بن گئی تھی ایسا بصیر خانزادہ کا کہنا تھا۔

کیا ہوا تمہارا شوہر تمہارے قریب نہیں آتا اور اس کے بعد جب تم کمرے سے نکلتی ہو کیا تمہارے گالوں کو بلش کرتا ہوا ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ بھی زربش خانزادی تھی بلا کب تک چپ رہ کر شرماتی اگلے ہی پل اپنے شرمانے کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے دبنگ والی زربش بنتی عنایہ کو منہ کھولنے پر مجبور کر گئی تھی۔

آہیسی۔۔ عنایہ نے چیختے ہوئے تنبیہ کرنے والے انداز میں زربش کی طرف دیکھا تھا۔

ہاں تو کیا میری لاڈورانی میں جھوٹ بول رہی ہوں ابھی تک جب تم مجھے
تنگ کر رہی تھی تب سب کچھ ٹھیک تھا اور اب جب میں نے صرف ایک
ہی بات کہی تو میڈم کا شرمانا دیکھو اور چیخنا تو دیکھو زریش نے اور زلہ کی
طرف دیکھتے ہوئے ایک انکھ و نک کرتے کہا تو اور زلہ اور زریش دونوں
نے عنایہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر اپنے قہقہے دبائے تھے۔
ان دونوں کو مسکراہٹ دباتے دیکھ کر عنایہ نے گھورتے ہوئے دونوں کی
طرف دیکھا تھا۔

جائیں اب میں اپ دونوں سے کبھی بات ہی نہیں کروں گی اور زریش آپنی
اپ تو دوبارہ کبھی میرے پاس ایسے گا ہی نہیں اور اور زلہ آپنی اب بھی بالکل
ٹھیک نہیں کر رہی میرے اوپر ہنستے ہوئے اپ دونوں بالکل بھی اچھی
بھابیاں نہیں ہے میں اپ لوگوں کی اکلوتی نند ہوں اپ دونوں کو میری
قدر کرنی چاہیے لیکن اپ دونوں مجھے تنگ کر رہے ہیں عنایہ نے سرخ

پڑھتے گالوں کے ساتھ منہ پھولائے کہا تو اس وقت زربش اور اور زلہ کو وہ
چھوٹی سی معصوم سی بچی لگی تھی۔۔

ٹھیک ہے بھئی ہم نے بھی کون سا ٹھیکالے رکھا ہے ہماری ایکلوتی نند کے
اچھی کیٹگری میں شامل ہونے کا زربش ابھی بھی باز نہیں ارہی تھی بلکہ
اسے تو عنایہ کے ساتھ بحث کرنا اور بھی اچھا لگ رہا تھا غصے سے اب عنایہ
کی ناک سرخ پڑتے دیکھ کر وہ کس طرح مشکل سے اپنی ہنسی کو ضبط کر رہی
تھی یہ بس زربش کی جان تھی۔۔

اب اپ مجھ سے بات کر کے دیکھیے گا میں اپ کو بالکل بھی جواب نہیں
دوں گی۔۔

ہاں تو تم سے بات کرنا بھی کون چاہتا ہے ترکیب ترکیب جواب ایا۔۔
ہاں تو نہ کریں نا میں کون سا مری جا رہی ہوں لہجے کو مزید غصیدہ کرتے
جواب ایا۔۔

ہاں تو میری جان میں کون سا مری جا رہی ہوں تم سے بات کرنے کے لیے
زریش نے بھی ایٹمیوڈ دکھاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

اب دیکھیے گا میں اپ کی مورے سے شکایت لگاؤں گی اپ کو ہمیشہ مورے
اچھی اچھی کہتی ہیں ناب اپ کا یہ چہرہ دکھاؤں گی تو مورے اپ کو بہت
ڈانٹیں گی اب کی بار عنایہ نے جھنجھلاتے ہوئے مورے کی دھمکی دی
تھی۔

مورے کیا میں تو تمہارے لالا سے بھی نہیں ڈرتی اور بس یہ کہنے کی دیر
تھی کہ پیچھے سے بصیر خان زادہ اور باقی سب لڑکوں نے مہزلہ سمیت حویلی
کے گیٹ کے اندر قدم رکھا تھا اور زرش کی بات سن کر بصیر نے ائی برو
اچکاتے ہوئے اس کی پیٹ کو دیکھا تھا اور باقی سارے لڑکے زرش کی بات
سن کر اپنی ہنسی کو دبا گئے تھے۔

لو بھئی کیسے کیسے دن دیکھنے پڑ رہے ہیں آج کل کا زمانہ تو دیکھیں کہ لڑکیاں
کیسے اپنے شوہر کے سامنے ہی نند کو دھمکاتی ہے کہ وہ سانس اور شوہر سے

ڈرتی ہی نہیں ہے وہ بھلے چاہے کچھ بھی کر لیں برلاس کو تو موقع چاہیے تھا جیسے ہی زریش کی بات سنی میدان میں کودتے خالص عورتوں کی طرح ہاتھ نچانچا کر کہتے ان سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اوہو تم سب لوگ ابھی گئے ہیں زریش اور اور زلہ اور عنایہ جلدی سے ان سب کی طرف متوجہ ہوتی اور ہاتھوں میں پھولوں کی پتیاں پکڑے ان سب پر اہستہ اہستہ سے برساتی انہیں اندرانے کا اشارہ کر گئی تھی۔

برلاس جب زریش کے پاس سے گزرا تو زریش نے پھولوں کی پتیاں اٹھا کر مارنے والے انداز میں برلاس کے منہ پر پھینکی تھی کیونکہ وہ برلاس کی بات سن چکی تھی اور اسے جواب دینے کا ارادہ بھی رکھتی تھی لیکن اس وقت اس کا جان سے پیارا لالا گھرا گیا تھا اور اس وقت وہ برلاس کے منہ لگ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔

برلاس نے بھی گھورتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

اب سارے خانزادہ حویلی والے لاؤنج میں صوفوں پر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

زرباش عنایہ اور اورزلہ کے لیے جگہ نہیں تھی جو نیچے کارپٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اورزلہ کے پیچھے صوفے پر آرش تھا عنایہ کے پیچھے ملیار تو دوسری طرف زرباش کے پیچھے بصیر بیٹھا تھا۔

تقریباً دھاگھنٹہ ہونے کو آیا تھا سب ہی باتیں کرنے میں مصروف تھے وناہ کو بیٹھے بیٹھے اب کمر میں درد ہونا شروع ہو گیا تھا اور وہ اپنی کمر کو سیدھا بھی نہیں کر پار ہی تھی ایک ہفتے سے اس کی عجیب ہی حالت ہو گئی تھی اگر وہ ایک ہی حالت میں بیٹھتی تو اس کے پاؤں سن ہو جاتے اور کمر میں درد ہونا شروع ہوتا بھی تو پاؤں اس نے پھیلا رکھے تھے لیکن کمر کے پیچھے کوئی ٹیک لگانے والی چیز نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ آرام محسوس کرتی اور اسی وجہ سے اس کے چہرے پر درد کے اثرات نظر آرہے تھے۔

ملیار نے دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے زمین سے اٹھا کر اپنی جگہ صوفے پر بٹھایا اور خود اس کی جگہ نیچے کارپیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور زلہ اور زلزلہ سے کافی فاصلہ بنا کر۔۔

سب نے ہی اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی لیکن کسی نے بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی کیونکہ عنایہ کے چہرے پر درد کے اثرات نائلہ بیگم محسوس کر چکی تھی اسی لیے انہیں اچھا لگا تھا ملیار کا اتنا خیال رکھنا اپنی بیوی کے کہ وہ خود نیچے زمین پر بیٹھ کر اپنی بیوی کو صوفے پر بٹھا گیا تھا۔۔

عنایہ نے پیار بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا تھا جو سب کے سامنے اسے اتنی عزت دے گیا تھا عنایہ نے اب پر سکون ہوتے پیچھے صوفے پر ٹیک لگا لیا تھا وہ ایک سنگل صوفہ تھا اور عنایہ تو ویسی ہی پتلی پتلی سی تھی جس کی وجہ سے وہ صوفے میں آرام دہ انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔۔

آرٹھ نے بھی اپنی بہن کو پر سکون ہوتے دیکھ کر اپنے جان سے پیارے دوست کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر زمین پر بیٹھ کر بھی ویسے ہی پر سکون

مسکراہٹ تھی اور اس نے بالکل بھی خود کو کمتر محسوس نہ کیا تھا سب کے سامنے اپنی بیوی کو عزت دے کر۔۔

پیروں میں درد تو نہیں ہو رہا کمرے میں چل کر دبا دوں ملیار نے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے پیچھے مڑتے کہا تو عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ٹھیک ہے اگر درد ہو کہیں یا پھر تکلیف میں ہوں تو مجھے کہہ دینا ہم کمرے میں چل کر آرام کریں گے ٹھیک ہے ملیار نے ایک اور بار اس کی فکر میں گھلتے ہوئے عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عنایہ نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

《~~~~~》

ہاں بھئی تو کیا کہا جا رہا تھا کہ اپ اپنے شوہر سے نہیں ڈرتی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد دادا نے سب کو ہی اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے کے لیے بھیج دیا تھا اور اب کمرے کے اندر داخل ہونے کے بعد کمرے کے

دروازے کو اچھی طرح سے لاک کرتے بصیر نے زریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

کیوں آپ کیا کوئی بہت بڑے جن ہیں جو میں آپ سے ڈروں گی یا پھر کیا آپ ڈرائی کو لاہیں زریش نے مسکراہٹ دباتے اپنے میں بصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس کی بات سن کر منہ کھولے حیرت سے زریش کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی چلنے لگ گئی ہے بصیر خانزادہ نے اس کے قریب جاتے اس کے پیٹ کے گرد اپنے بازو حائل کرتے اپنی تھوڑی کو اس کے کندھے پر رکھا تھا۔

بالکل بھی نہیں میری زبان تو بالکل ویسے ہی چل رہی ہے جیسے شادی سے پہلے ہی چلتی تھی زریش خانزادی کا ایک پل کے لیے دل تو دھڑکا تھا لیکن اگلے ہی پل خود کو پرسکون کرتے دوبارہ سے اپنے میں دیکھتے دونوں کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

بالکل بھی نہیں تمہاری زبان بہت زیادہ چلنے لگ گئی ہے بصیر خانزادہ نے
اگلے ہی پل اس کا رخ اپنی طرف مڑتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی اس کے
بالوں میں ہاتھ پنساتے ہوئے اس کی گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا تھا۔
اپ کو تو بس بہانے چاہیے ہوتے ہیں میرے قریب آنے کے زیادہ باتوں
ہی باتوں میں میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے میں ابھی تک اپ
کا کل رات والا رویہ بولی نہیں ہوں زرش خانزادی نے اسے دھمکی لگاتے
ہوئے خود سے دور کرنا چاہا تھا لیکن اگے بھی بصیر خانزادہ تھا جس کی شارپ
نگاہوں نے زرش خانزادی کو گھبراتے ہوئے خود سے دور ہونے کے لیے
مزاحمت دیکھ کر برائیڈل سٹائل میں گود میں اٹھاتے بیڈ کی طرف لے کر
چل پڑا تھا۔

چھوڑیں مجھے کہاں پر لے کر جا رہے ہیں زرش نے مزاحمت کرتے اس کی
گود سے اترنا چاہا لیکن بصیر خانزادہ نے کمرے کی لائٹس کو آف کرتے اس
کے اوپر حائل ہوتے اس کی بولتی بند کر لی تھی۔

اپنا حق لینے کے بعد بصیر خانزادہ نے زربش کی طرف دیکھا جو کفر ٹر میں اپنا منہ چھپائے اس کے سینے میں تقریباً اندر گھس گئی تھی۔

بصیر خانزادہ کا دل چاہا کہ وہ اب اونچے اونچے قہقے لگائے اس کی بولتی تو ایک ہی منٹ میں بند ہو گئی تھی۔

کیا ہوا میری جان اب آپ کو کچھ نہیں بولنا بصیر خانزادہ نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالنا چاہا لیکن زربش نے اپنے تیز طرار ناخن سے اس کے دل کے مقام پر چٹکی کاٹتے ہوئے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا تھا۔

اور بصیر بیچارہ تو صرف کراہ کر ہی رہ گیا تھا اور وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

ابھی مزید بصیر خانزادہ زربش کو تنگ کرتا کہ اس کا موبائل بجا تھا اور بصیر

خانزادہ نے موبائل پر اپنے خاص بندے کی کال اتے دیکھ کر بچت ہو گئی

تمہاری میری جان ورنہ ابھی اتنی آسانی سے میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں

تھا اگر آپور ٹنٹ کال نہ ہوتی تو کال یس کرتے وہ اٹھا اور وہاں سے گیلری

کی طرف نکل آیا تھا۔

ہنہ زربش تو بس منہ بسور کر ہی رہ گئی تھی اور شکر ادا کرتی وہ جلدی سے الماری کی طرف بھاگتے اپنا ایک ڈریس اٹھاتے واش روم میں فریش ہونے کے لیے چلے گئی تھی۔۔

کیا ہوا سب خیریت ہیں اس طرح سے کال کرنے کا مقصد بصیر خان زادہ نے جیسے ہی گیلری میں قدم رکھا ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا اس وقت شرٹ لیس کھڑا اس کے سکس پیک اور چھوڑا سینہ نمایا ہو رہا تھا۔۔ ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا اگر کوئی کمزور شخص ہوتا تو ضرور ٹھہراتی ہوئی ہوا سے وہ دوبارہ کمرے کے اندر بھاگ جاتا لیکن یہاں تو بصیر خان زادہ تھا جس نے ارمی کی سخت سے سخت ٹریننگ برداشت کی تھی تو یہ ہوا بھلا اس کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔۔

جی سر راکھا کل پاکستان پہنچ جائے گا جو نقصان ہم نے اس کا کیا تھا اس پر بلبلا تا ہوا وہ یہاں پر پہنچ ہی گیا خراب کل وہ پاکستان کی سرزمین پر قدم

رکھے گا اگے سے اس کے خاص آدمی نے بصیر کو جو خبر سنائی بصیر کے
چہرے پر شاطر مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔۔

ویل ڈن ہم بالکل اپنے پلان کے مطابق ہی چل رہے ہیں اسے بالکل بھی
خبر نہیں ہونی چاہیے کہ اس کے پیچھے ارمی والے لگے ہیں اور دوسری بات
اپنے ایک بندے کو ایئرپورٹ بھیجوا اور اس کے جسم میں ٹریسر چیپ گھسا
دو تاکہ اس کے آنے والے ہر پلان کے بارے میں ہمیں معلومات ہو سکے
اور وہ جہاں پر بھی جائے اس کے بارے میں بھی ہمیں پتہ ہو بصیر نے اپنے
آدمی سے کال پر کہتے ہوئے کمرے کے اندر دیکھا تھا جہاں پر زرش واش
روم سے گلے بالوں کے ساتھ نکلتی اب مرر کے سامنے کھڑی ڈرائر کو ان
کیے اپنے بالوں کو سکھانے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

او کے سر جیسا اپ کہے بصیر خانزادہ نے مزید کچھ بھی کہے کال کو بند کرتے
ہوئے کمرے کے اندر قدم رکھا اور زرش کی طرف وہ اٹینے کے پاس جاتا

اس کے پیچھے ہی کھڑا ہو کر مر رہی میں دونوں کا عکس دیکھنے لگا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بالکل پرفیکٹ میچ ہوتے تھے۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں زربش نے اس کی نظروں سے پرل ہوتے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

دیکھ رہا ہوں کہ میرے رنگ میں رنگنے کے بعد میری جان کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔۔

اپ کو کوئی اور کام نہیں ہے زربش نے اپنے بلش کرتے گالوں پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔

میری جان تم سے زیادہ امپورٹنٹ کام مجھے دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا بصیر نے اس کے گال کو ہلکا سا چھوتے کہا تھا جو اس کے حصار میں سیب کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔۔

جائیں یہاں سے کریک دماغ والے بے شرم خانزادے اپ کی اصلیت تو
مجھے شادی سے پہلے بھی پتہ تھی لیکن اب تو اپ مزید چچورے ہو گئے
ہیں۔۔

تو میری جان جس کے پاس اتنی خوبصورت بیوی ہو وہ شوہر بلا کیوں نہ اپنی
بیوی پر فدا ہو تم ہی مجھے بتاؤ۔۔

ہٹیں میرے راستے سے مجھے نیچے جانا ہے پتہ نہیں مورے لوگ کیا سوچ
رہے ہوں گے ٹائم کو دیکھا ہے شام ہونے والی ہے تقریباً اور دوپہر سے
اپ کمرے میں بند ہے زریش نے اس بار گھورتے ہوئے کو مب کو اٹھاتے
دونوں کے درمیان فاصلہ حائل کرتے کہا تھا۔۔

ہاں ہاں جاؤ جاؤ تم ہی مجھے تنگ کر رہی تھی مجھ معصوم نے کیا کیا ہے بلا بصیر
خانزادہ نے چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا تو
زریش نے اس بار پہلے سے بھی زیادہ تیز چٹکی اس کے پیٹ میں کاٹتے

ہوئے وہ اگلے ہی پل کمرے سے ایسے غائب ہوئی تھی جیسے کہ وہ کمرے میں موجود ہی نہ ہو۔۔

اور بصیر بیچارہ تو بڑبڑاتے ہوئے اسے کوستے ہوئے رہ گیا تھا اور وہ اس کے ہاتھ سے بچ کر بھاگ گئی تھی۔۔

بصیر کو نیند تو بہت آرہی تھی لیکن اس وقت اسے بہت ہی امپورٹنٹ کام کرنا تھا راکھا پاکستان کل ہی آنے والا تھا اور اس کے آنے سے پہلے ہی اسے کچھ ایسے انتظامات کرنے تھے جس سے راکھا کے آگے ہر آنے والے پلان کے بارے میں انہیں پہلے سے ہی معلومات ہو اور اس کے لیے اسے کافی محنت اور معلومات دونوں ہی درکار تھی۔۔

لیپ ٹاپ پر کام کرتے اب وہ کام کرنے میں مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ زریش کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا کام کی طرف تو اس کا دھیان ہی نہیں جا رہا تھا اور تقریباً دھم گھنٹے بعد جھنجھلا کر اس نے لیپ ٹاپ کی

سکرین کو ٹک سے بند کیا تھا اور زربش کے بارے میں سوچتے ہوئے
چہرے پر گہری مسکراہٹ نے بھی احاطہ کیا تھا۔

اب تورات سے پہلے وہ اسے کہا میسرانے والی تھی اور زربش بھی کافی
چالاک تھی رات سے پہلے تو اس نے اب قسم ہی کھائی ہوگی کمرے کے
اندر قدم نہ رکھنے کی بصیر نے سوچا اور اپنی جنگلی بلی کے بارے میں سوچتے
ہوئے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے نیند کی وادیوں میں چلا گیا تھا۔

— — — — —

کیا ہوا ہے کیا بہت زیادہ ڈر گئی تھی حادثے کے ٹائم۔

مہزلہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تاتے ہوئے زرم نے پوچھا
تھا۔

اور بس زرم کے پوچھنے کی دیر تھی کہ مہزلہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے
انسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔

کیا ہوا ہے میری جان ایسے گندے بچوں کی طرح نہیں روتے۔۔
کیا ہوا ہے یا ایسے گندے بچوں کی طرح کیوں رو رہی ہو مجھے بتاؤ تو
صحیح۔۔

مہزلہ کو ہنوز روتے دیکھ کر زرم پوچھے پوچھے تھک گیا تھا تقریباً دس منٹ
کے بعد مسلسل رونے کی آوازوں کو سنتے ہوئے اب زرم کی بس ہو گئی
تھی۔۔

میں میں بہت بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔

مہزلہ نے کانپتی ہوئی روتی آواز میں کہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں یا زندگی میں ایس اینڈ ڈاؤن تو اتے رہتے ہیں اس کا

مطلب یہ تو نہیں ہے کہ اسی حادثے کے زیر اثر ہم اپنے اگے آنے والی

زندگی کو بھی برباد کر دیں اور آنے والی خوشی کو بالکل بھی انجوائے نہ کریں

جب سے ہم گھرائے ہیں اسی دن سے میں اپ کو نوٹ کر رہا ہوں اب اگر
سب کی محفل میں بھی بیٹھی رہتی ہیں تو بالکل چپ چاپ سی رہتی ہیں اس
طرح سے اگر کسی حادثے کو اپنے اوپر سوار کر لیں گی تو اگے کی زندگی بلا
اپ کیسے جی پائیں گے۔۔

زرم دھیرے دھیرے سے اس کے بالوں میں انگلیاں پیرتے ہوئے اسے
پیار بھرے لہجے میں سمجھا رہا تھا ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اب اس کا سر
اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔

مہزلہ بھی سکون محسوس کرتی اس کی باتوں کے زیر اثر دھیرے دھیرے
سے اپنے دل سے بوجھ اترتا محسوس کر رہی تھی اور جو خوف اس کے دل و
دماغ میں بس گیا تھا وہ بھی اسے دور جاتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

اب اپ ٹھیک ہیں ناڈریں گی تو نہیں؟؟

زرم نے پیار سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے دونوں ہاتھوں
کے پیالوں میں بھرتے ہوئے کہا تھا۔۔

مہزلہ نے جٹ سے نفی میں سر ہلایا تھا اور اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ ہی اس کا دل الگ ہی انداز میں دھڑکا اس کا دل چاہا کہ اس کی روشنی پیشانی پر اپنے لب رکھ۔۔

کیا ہوا میری جان کیا بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا ہوں۔۔

زرم نے اسے اتنی محویت سے خود کی طرف تکتا پا کر شرارت بھری نظروں سے پوچھا تھا۔۔

اور اس کے شرارت بھری نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے مہزلہ نے اگلے ہی پل اپنی نظروں کو نیچے جھکا لیا تھا۔۔
اپ ایسے مت دیکھے پلینز۔۔

مہزلہ نے شرم سے اپنی نظروں کو نیچے جھکاتے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا تھا۔۔

اس کی اس حرکت سے زرم کا اگلے ہی پل قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔
کیوں ایسے کیوں نہ دیکھو مجھے بھی بتاؤ اور کیسے دیکھ رہا ہوں میں۔۔

زرم نے شرارت سے اب اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالنا چاہا لیکن مہزلہ
نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے اس کے سینے میں اپنا چہرہ مزید اندر کر لیا
تھا۔۔

اپ اپ بہت برے ہیں میں اسندہ اپ سے بات ہی نہیں کروں گی۔۔
مہزلہ نے سرخ چہرے کے ساتھ اس کے سینے سے ہٹتے کمرے سے نکلنا
چاہا تھا۔۔

لیکن اگلے ہی پل زرم خانزادہ نے اس کا ہاتھ اپنے قید میں لیتے ہوئے اسے
اپنے سینے پر گرا لیا تھا اور وہ بھی کٹی پٹنگ کی طرح اس کے سینے کا حصہ بنتی
مزید اس کی پلکیں شرم سے لرز کر رہ گئی تھی۔۔

ہاں اب بتاؤ دور دور جا کر توہر کوئی دھمکیاں دے لیتا ہے میری باہوؤں میں
رہ کر مجھے دھمکی دو تب میں مانو۔۔

زرم خانزادہ نے آج تو ہر ریکارڈ کو بریک کرنا ہی تھا آج بھلے چاہے مہزلہ کے گال کتنے ہی سرخ ہو جاتے وہ ہر حال میں اس سے اپنی باتوں کا جواب چاہتا تھا اور اسے خوب جی بھر کر تنگ کرنے والا تھا۔۔

مہزلہ تو اس کے حصار میں بالکل ایسے تھی جیسے اس کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔۔

اور اس کے سرخ گال لرزتی ہوئی پلکے خوبصورت چہرہ اور اس کا اپنی باہوں میں رہنا زرم کو مزید بہکا رہا تھا۔۔

پلیز پلیز مجھے جانے دیں روحان آجائے گا مہزلہ نے بس کسی طرح اس کے باہو کے حصار سے نکل کر کمرے سے بھاگنا چاہا تھا اسے کیا پتہ تھا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس جائے گی۔۔

اس کا دل رفتہ رفتہ مزید شدت سے دھڑکنا اختیار کرتا جا رہا تھا اس کے ہاتھ پسینے سے نم ہو چکے تھے اور ساتھ ہی اسے سی کی شدید ٹھنڈک کے باوجود بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھی۔۔

پلیز جانے دینا مہزلہ نے اس بار جب اس کو اپنی بات مانتے نہ دیکھا تو
روہانے ہوتے لہجے میں کہا تھا۔

اور اگلے ہی پر کی آواز میں نمی کو محسوس کرتے زرم اس کے اوپر سے اٹھا اور
اسے بیڈ پر بٹھاتے گھورتے ہوئے دیکھنے لگا تھا جواب اپنی مسکراہٹ دبانے
میں مصروف تھی۔

تو میری نرمی کا بہت ہی ناجائز فائدہ اٹھاتی ہو۔

زرم نے اس بار اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے بالوں کی جڑوں میں
اپنا ہاتھ پنسا یا اور ساتھ انگوٹھے سے اس کے گال کو سہلاتے کہا تو مہزلہ کی
جان لبوں پر اکرائی تھی۔

مہزلہ کو اس طرح سے لرزتے دیکھ کر زرم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے
مزید بے باکی اختیار کرتے اس کے مومی سے گال پر اپنے لب رکھتے ہوئے
اس کی جان ہوا کر دی تھی۔

پلیز چھوڑیں کوئی اجائے گا مہزلہ کا لہجہ واقعی میں ہی بھر سا گیا تھا اور اس کی انکھوں میں نمی جمع ہونے سے پہلے ہی زرم جھکتا اس کے انسو کو اپنے لبوں سے چتنا چلا گیا تھا۔

اپ اب بہت ہی برے ہیں میں اپ سے اسندہ بات ہی نہیں کروں گی۔ مہزلہ نے کہا اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھتے وہ کمرے سے بھاگنے ہی والی تھی کہ اس کا پیر اسی کے کھلے سے ٹراؤزر میں پستا وہ منہ کے بل زمین پر اس سے پہلے کے گرتی زرم نے اسے کمر سے پکڑتے ہوئے اوپر کی طرف اٹھاتے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

اس سب واقعے میں مہزلہ کی جان لبوں پر اکراٹک چکی تھی اگر وہ زمین پر اتنی بری طرح سے دھڑام کر کے گرتی تو کوئی بعید نہ تھی کہ اسے دوبارہ سے چوٹ لگ جاتی۔

ٹھیک ہو تم کیا ضرورت تھی اس طرح سے بھاگنے کی میں کھا تھوڑی نہ رہا تھا۔

زرم نے اس بار اپنے لہجے میں تھوڑی سی سختی لیے ہوئے کہا وہ ہمیشہ جتنا ہی روحان اور مہزلہ کے لیے نرم رہتا ہمیشہ ہی وہ دونوں اپنے آپ کو کوئی نہ کوئی چھوٹ ضرور لگوا لیتے جس کی وجہ سے اسے سختی بھی اختیار کرنی پڑتی جس طرح سے ابھی ہوا تھا وہ نرمی سے اسے چھوڑ تو گیا تھا تو بھاگنے کی کیا ضرورت تھی ابھی اگر وہ منہ کے بل گرتی تو نیچے زمین پر کارپٹ ہونے کے باوجود بھی اس کا منہ زمین پر لگتے اسے چوٹ لگوا سکتا تھا۔

مہزلہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے ایک تو وہ خود ہی ڈر گئی تھی اور اوپر سے زرم بھی اسے ڈانٹنے لگ گیا تھا اس کی گردن میں چہرہ چپاتے وہ آنسو سے تر لہجے میں زرم سے بولی تھی کہ مجھے کیا پتہ تھا کہ میں گر جاؤں گی میں تو بس یہاں سے جا ہی رہی تھی۔

میری جان تصحیح کریں اب جا نہیں رہی تھی اب بھاگ رہی تھی اگر آپ سکون سے جاتی تو اب بھی تک اپنے کمرے میں موجود ہوتی۔

زرم نے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا تو مہزلہ کے انسوؤں نے مزید روانی اختیار کر لی تھی۔۔

اچھا اب رونا بند کرو اور آرام سے جاؤ پھر انشاء اللہ رات میں کھانے پر ملتے ہیں زرم نے پیار سے اس کے انسوؤں کو صاف کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس کا حلیہ درست کیا اور اسے جانے کے لیے کہا تھا۔۔

مہزلہ بھی ہاں میں سر ہلاتی اپنے انسوؤں سے تر چہرے کو مزید اپنی ہتھیلیوں سے بے دردی سے صاف کرتی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔

اور زرم تو بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا جو ناراض ہو کر چلی گئی تھی۔۔

یہ مہزلہ کا خاص طریقہ تھا ناراض ہونے کا وہ جب بھی زرم یا پھر روحان سے ناراض ہوتی تو وہ ہمیشہ ہی اپنے گالوں کو بے دردی سے چھوا کرتی تھی اور اس بار بھی کمرے سے نکلنے سے پہلے مہزلہ نے زرم پر اپنی ناراضگی کو واقف کرنا بالکل بھی نہ بھولی تھی۔۔

اسے بعد میں منانے کا سوچتے ہوئے زرم خانزادہ نے لیپ ٹاپ میں کھولا
اور ابھی وہ لیپ ٹاپ کو کھولے بیٹھا ہی تھا کہ اس کے کمرے کے
دروازے پر دستک ہوئی اور اس نے اندر آنے کے لیے اجازت دی تو
برلاس اپنے ہاتھ میں موبائل پکڑے کمرے کے اندر داخل ہوتے اس کے
پاس ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

کیا ہوا سب خیریت تو ہے نامیرے کمرے میں کیسے انا ہوا تمہارا۔
زرم نے لیپ ٹاپ کو بند کرتے ہوئے برلاس سے پوچھا تھا۔
وہ لالاپ کے کہنے پر میں نے وارڈن سے گل کے ماضی کے بارے میں
جاننے کی بابت بات کی تھی اور وارڈن نے مجھے اس کے ماضی کے بارے
میں بتا دیا تھا۔

برلاس خانزادہ نے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ زرم کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تھا اسے یہ بات ہر گز بھی گوارا نہیں تھی کہ وہ گل کا ماضی کسی
کے سامنے بھی کھولتا کیونکہ ان فیوچر کو اس کی کل کائنات بننے والی تھی اور

وہ بالکل بھی ایسا خاندان نہ تھا کہ اپنی بیوی کے لیے کسی کی نظروں میں ترس دیکھتا زرم کے سامنے وہ مجبور ہو کر سچائی کھولنے پر مجبور تھا کیونکہ زرم نے اسے ان سب کی تلاش کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ گل سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا بات کہ اختتام پر وہ زرم سے ضرور کہتا کہ وہ گل کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہے۔۔

زرم نے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا کہ اور اسے معاملے کی نزاکت کا اندازہ ہوا تھا اور وہ تو اس بابت برلاس سے بات کرنا بھول ہی گیا تھا۔ کیا بتایا ہے وارڈن نے گل کے ماضی کے بارے میں مجھے بھی بتاؤ زرم خاندان نے ساری سوچوں کو پیچھے جھٹکے ہوئے بے چینی سے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا اس کا تنفس بری طرح سے پھول گیا تھا پتہ نہیں وہ جو سوچ لیے ہوئے رکھتا تھا اگر وہ سچ ہوتا تو اس کی چھوٹی سی گڑیا اس کے پاس آجاتی۔۔

لیکن زرم نہیں جانتا تھا کہ اگے جو بات اس کو پتہ چلنے والی تھی اس کے بعد وہ خود ہی خون کے انسورونے والا تھا۔

برلاس نے کچھ نہیں کہا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے موبائل میں کی ہوئی ریکارڈنگ کو پلے کر کے سامنے لیپ ٹاپ جہاں پر رکھا تھا لیپ ٹاپ کے اوپر ہی اپنے موبائل کو رکھا اور کمرے کے خاموش سے ماحول میں وارڈن کی آواز گونجنے لگی تھی جیسے جیسے زرم خانزادہ وارڈن کی باتوں کو سن رہا تھا ویسے ویسے ہی اس کی آنکھوں میں تیزی سے نمی بڑھ رہی تھی کمرے میں ڈم سی لائٹس ان ہونے کے باوجود بھی برلاس باسانی اپنے لالا کے آنکھوں میں نمی محسوس کر سکتا تھا۔

وہ دونوں مرد ہو کر صرف اس چھوٹی سی بچی پر گزرے ہوئے سانحہ کو سن کر بھی رو پڑے تھے تو اس لڑکی کے درد کا اندازہ لگانا تو بہت ہی مشکل تھا جو گینگ ریپ کا نشانہ بنتی اپنی زندگی سے مایوس ہوتی سب سے رخ موڑے

بیٹھی تھی اور اس انتظار میں تھی کہ کب اللہ اسے اپنے پاس بلائے اور وہ اپنے اللہ کے پاس جا کر سارے ظالموں کی شکایت کرے۔۔

یہ یہ سب کیا ہے گل کے اوپر گزری ہوئی ظلم کی داستان کو سنتے ہوئے زرم کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری تھے۔۔

اپنے مجھے گل کے واڈرن سے یہ سب معلوم کرنے کے لیے کہا تھا تو یہ سب وہی ریکارڈنگ ہے گل کے ماضی کے بارے میں اب اب جان گئے ہیں اب اب اپ کا کیا کہنا ہے کہ گل ہی اپ کی بہن اور ہماری کزن ہے یا پھر؟؟ برلاس خاندانہ نے دانستہ طور پر اپنی بات کو ادھوری چھوڑتے اپنے لالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس وقت صدمے سے دوچار ایک ہی غیر مرئی نقطے کو دیکھ کر گھور رہے تھے۔۔

لالا میں اپ سے کچھ بول رہا ہوں برلاس خاندانہ نے زرم لالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کافی دیر تک چپ بیٹھے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہیں دے رہی تھی۔۔

میں میں کیا بولوں میرے تو منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ عنقریب میرا دل درد سے پٹ جائے گا اگر یہ لڑکی میری بہن نہ بھی ہوئی تو اس کے ساتھ اتنی زیادتی بھلا کس نے کی ہوگی وہ بھی اتنی چھوٹی سی عمر میں زرم نے اپنی آنکھوں کو زور سے میچتے ہوئے اپنے ہتھیلیوں سے رگڑتے ہوئے برلاس سے کہا تھا۔

وہ سارے خانزادے تھے ہی ایسے بے حد حساس اور ہر کسی کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہوئے اور سب کو ہی ان کی حدود میں رکھنا وہ سب بہتر جانتے اسی لیے دوسروں کے دکھ کو سنتے ہوئے بھی ان کے دل میں بھی درد کی گہری داستان اوٹھ جاتی تھی۔

میں کچھ نہیں جانتا برلاس کہ اب ہمیں اگے کیا کرنا چاہیے میرا تو دماغ ہی مفلوج ہو گیا ہے تم ہی بتاؤ کہ اب اگے کیا کرنا ہے تم نے؟؟

زرم خانزادہ نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے بگڑے ہوئے تنفس کو بحال کرتے کہا تھا گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے وہ اپنے دل کے درد کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لالا اپ بابا اور مورے سے بات کریں میں گل سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور اسے اپنے نکاح میں لے کر میں دنیا کی رنگین رنگوں سے اسے شناس کر وانا چاہتا ہوں۔

میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا کا صرف اس نے ایک ہی رخ دیکھا ہے جو بے انتہا ظالم ہے میں اسے دنیا کے اس روپ سے بھی آشنا کروانا چاہتا ہوں جہاں پر صرف نرمی ہی نرمی ہوگی میں اسے اس گھر میں لا کے اس کے اپنوں کی کمی کو دور کروانا چاہتا ہوں۔

اور لالا گے بہتر جانتے ہیں یہ بات ہم دونوں کو نیچ راز ہی رہے تو زیادہ بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ کسی اور کو بھی گل کے ماضی کے بارے میں جان کر

ایسے ہی تکلیف ہو جو آپ کو ہوئی ہو اور نہ ہی میری غیرت یہ گوارا کرتی ہے
کہ جو عورت میرے نکاح میں ہو اس کا ڈنڈورا پیٹتے رہوں۔۔

برلاس کی بات سن کر زرم نے ہاں میں سر ہلایا تھا اور برلاس اپنا موبائل
اٹھاتے کمرے سے چلا گیا تھا۔۔

پیچھے زرم بھی تھکے ہوئے انداز میں صوفے کے پشت پر اپنا سر ٹھکاتے
انکھوں کو موند گیا تھا یہ تکلیف ہی کتنی جان لیوا تھی کہ دنیا میں ایسے لوگ
بھی بستے ہیں جو سات سال کی بچی کو بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنانا بالکل بھی
نہیں چھوڑتے انہیں جہاں کہیں بھی موقع ملتا ہے وہ عورت کی عزت کو
داغدار بنانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں سوچتے۔۔

[~~~~~]

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے رات کی تقریباً تین بج رہے تھے جب قے
کرنے کی آواز پر ملیار خانزادہ بیدار ہوتا و اش روم کی طرف اتے عنایہ کی
طرف دیکھتے ہوئے فکر مند سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

عنابی اس وقت واش بیسن پر جو ہلکی الٹیاں کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ
پیروں سے جان نکلنے کے درپر تھی اس کا وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا
جسے ملیار خانزادہ نے اپنی باہوں کے حصار میں لیتے ہوئے اسے سہارا دیا
تھا۔۔

رات کا کھانا عنابیہ کے ابھی تک میدے پر پڑا بوجھ بن رہا تھا جس کی وجہ
سے اسے سکون بالکل بھی میسر نہیں رہا تھا اور اب رات پوری بیداری
سے جاگنے کے بعد اب رات کے آخری پہر اسے الٹیاں آئیں اور اب وہ
واش روم میں کھڑی الٹیاں کرنے کے بعد اپنے منہ ہاتھ دھور ہی تھی۔۔
ملیار نے اسے سہارا دیا اور اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے وہ کمرے کی طرف
لے کر اٹا بیڈ پر بٹھا چکا تھا اور اسے انے کا کہہ کر وہ واش روم کی طرف گیا اور
اس کی کی ہوئی قے پر پانی پھیرتے ہوئے واش روم کو صاف کیا اس دوران
اسے تقریباً پانچ منٹ لگ گئے تھے پانچ منٹ کے بعد وہ دوبارہ سے عنابیہ
کے پاس آتے اسے اپنے حصار میں لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

اگر طبیعت زیادہ خراب ہو رہی میں ہیں تو ہاسپٹل لے کر چلوں کچھ چاہیے
کیا تمہارے جوس لے کر آؤں۔۔

ملیار خانزادہ درپہ در اس سے سوالات پوچھتے ہوئے اس کی فکر میں گھل رہا
تھا۔۔

جوس دے دیں عنایہ کے ہاتھ پیر بالکل ٹھنڈے پڑ گئے تھے شاید اس کا پی
پی لو ہو گیا تھا اسے اپنی کمر میں بھی شدید درد اٹھتے محسوس ہو رہے تھے۔۔
ملیار خانزادہ نے ہاں میں سر ہلاتے جلدی سے روم کے ریفریجریٹر کی
طرف بڑھتا وہاں سے ٹھنڈا جولا کر عنایہ کے لیے گلاس میں ڈال کر اس
کے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔

جوس کے دو سے تین سیپ لیتے ہوئے اسے اپنی حالت میں تھوڑی
سدھار ہوتی محسوس ہوئی اور اس کے بعد دوبارہ سے تھکے ہوئے انداز میں
وہ ملیار کے سینے پر سر رکھ چکی تھی اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں نمی
بھری تھی۔۔

ابھی تو اٹھ مہینے رہتے تھے پتہ نہیں یہ عرصہ کیسے گزرتا اور ہر رات اس کی تکلیف سے بھری ہوتی تھی اگر وہ لیٹ جاتی تو اس کی کمر میں درد ہو جاتا تھا اگر تھوڑی دیر بیڈ سے نیچے پاؤں اس کے لٹکے ہوئے ہوتے تو اس کے پیر سن ہو جاتے تھے جس کے بعد وہ اسے بالکل بھی ہلا نہیں پاتی تھی اور کھانا کھانے کے بعد اسے الٹیاں ہو جاتی تھی اپنے اس حالت کو دیکھتے ہوئے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رولے عجیب سی حالت ہو رہی تھی اور یہ سب اس کی پر یگننسی کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

میری جان کیا ہو گیا ہے رو کیوں رہی ہو طبیعت ٹھیک ہے نا ملیار نے اپنے سینے پر نمی محسوس کرتے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے ہوئے پوچھا تھا۔

اور ملیار کے بس نرمی سے پوچھنے کی دیر تھی اور عنایہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اسے بوکھلانے پر مجبور کر چکی تھی۔

ملیار خانزادہ کے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے تھے اسے لگا کہ شاید عنایہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے یا پھر اسے کہیں پر درد ہو رہا ہے۔۔

کیا ہو گیا ہے عنایہ بتاؤ تو صحیح یار کیوں تکلیف میں ہوں اور تمہیں ہاسپٹل لے کر چلتا ہوں ملیار نے جلدی سے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور سائنڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے وہ اسے لے کر نیچے کی طرف بھاگ گیا تھا۔۔ عنایہ کو بھی کچھ سمجھنے کا موقع نہیں ملا اور وہ اسے تیزی سے سیڑھیوں سے نیچے لاتے لاؤنج سے گزرنے کی والا تھا کہ نائلہ بیگم نے ان دونوں کو کہیں جاتے دیکھ کر ملیار کو پیچھے سے اواز دیتی وہ روک گئی تھی۔۔

نائلہ بیگم اس وقت روزانہ تہجد کے لیے اٹھتی تھی اور تہجد پڑھنے کے بعد ان کا یہ ہمیشہ کا معمول تھا کہ وہ ایک چکر گھر کا ضرور لگاتی تھی اور وہ بھی رات کے اس وقت وہ چکر لگانے کے لیے باہر ہی آئے ہوئی تھی کہ ملیار کو اس طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں عنایہ کو گود میں اٹھاتے باہر کی طرف

جاتے دیکھ کر ان کا دل دہل اٹھا تھا جان سے پیاری بیٹی کی حالت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے جلدی سے ملیار کو آواز دیتے روک دیا تھا۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے نا اس طرح سے کہاں جا رہے ہو عنایہ کو لے کر نائلہ بیگم نے عنایہ کی زرد ہوتی رنگت کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

بڑی مورے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے یہ الٹیاں کر رہی تھی اپ پلیر اسے دیکھے نا اور یہ رو بھی رہی ہے مجھے تو نہیں بتا رہی اپ پلیر پوچھے کہیں درد تو نہیں ہو رہا ملیار کی حالت تو بس ایسے تھی کہ جیسے وہ خود ابھی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو جائے گا عنایہ کے درد کو دیکھ کر۔

ملیار بیٹے ریلیکس ہو جاؤں اور اسے صوفے پر بٹھاؤں میں دیکھتی ہوں کہ اسے کیا ہوا ہے نائلہ بیگم نے ملیار کو ریلیکس ہونے کا اشارہ کرتے عنایہ کو صوفے پر بٹھانے کے لیے کہا تھا ملیار نے عنایہ کو صوفے پر بٹھایا تو نائلہ بیگم نے اسے اپنی سینے سے لگاتے اس کے انسو صاف کیے تھے۔

کیا ہو گیا ہے میری بیٹی کو مجھے بتاؤ کہیں درد ہو رہا ہے نائلہ بیگم نے پوچھا تو عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تھا اور کہا تھا کہ مورے میرا دل بہت عجیب سا ہو رہی ہے اور رونے کا دل چاہ رہا ہے۔۔

عنایہ کی بات سن کر نائلہ بیگم نے گہری سانس بھرتے ہوئے ملیار کی طرف دیکھا تھا اور کہا تھا کہ بیٹا پر یگنسی میں ایسے موڈ سونگنز ہوتے رہتے ہیں کبھی لڑکیوں کا رونے کا دل چاہتا ہے،، کبھی کھانے کا دل چاہتا ہے،، کبھی ہنسنے کا دل چاہتا ہے،، کبھی باہر جانے کا دل چاہتا ہے،، کہیں درد ہوتا ہے کبھی الٹیاں ہوتی ہیں،، تو یہ اٹھ سے نو ماہ کا جو عرصہ ہوتا ہے یہ بالکل بھی اسان نہیں ہوتا اگر آپ خود ہی اس طرح سے گھبرا کر اسے ذرا اسی بات کے لیے ہاسپٹل لے کر جائیں گے تو پھر اسی تسلی کون دے گا اسے ہمت کون دے گا اسی لیے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کچھ بھی ہو تو میرے پاس آجائے کرو مجھ سے پوچھ لیا کرو میں تمہیں بتا دیا کروں گی ٹھیک ہے۔۔

اب چلو جاؤں دونوں کمرے میں جاؤں اور اگر کلی ہوا کھانے کا دل چاہے
تو کمرے کے ٹیرس پر نکل جانا یا پھر اوپر چھت پر چلے جانا ٹھیک ہے ناں کہ
بیگم نے دونوں کو پیار سے سمجھاتے ہوئے ملیار اور عنایہ دونوں کے ماتھے
پر بوسہ دیتے ہوئے انہیں کمرے میں بھیجا تھا۔

اور خود بھی گہری سانس لیتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے
سوچ رہی تھی انہیں اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک ہوتا تھا جیسے ملیار جیسا شوہر
ملا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ انے والے وقت میں انہیں اپنی ہی بیٹی کے
قسمت پر رونا پڑے گا۔

ٹھیک ہونا اب او میرے پاس او ملیار نے کمرے کے اندر داخل ہوتے
لائٹس کو اف کرتے عنایہ کا سر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے پوچھا تو عنایہ نے
اسبات میں سر ہلا کر اس کے گرد اپنے بازوؤں کو ہائل کرتے اپنا سر اس کے
سینے پر رکھتے اب پر سکون ہوتے وہ نیند کی باتوں میں اتر گئی تھی کیونکہ ملیار
خانزادہ اپنے ہاتھوں سے اس کے بال سہلا رہا تھا جسے وہ پر سکون ہوتی نیند

کے وادیوں میں اتر گئی تھی اور اسے نیند میں جاتا دیکھ کر ملیار بھی پر سکون
ہوتا اس کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کرتا خود بھی نیند کی وادیوں میں اتر
گیا تھا۔

راکھا پاکستان کی سر زمین پر قدم رکھ چکا تھا۔

اب اب وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایرپورٹ سے باہر نکل رہا تھا کہ اس کی ٹکر
ایک بوڑھے ضعیف سے ادھی سے ہوئی تھی۔

اگر نظر نہیں آتا تو کیا ضرورت ہے اس عمر میں نکلنے کی اور ہاتھ ہٹاؤ۔

راکھا نے بوڑھے ضعیف سے ادھی کو دیکھ کر ہتک امیز انداز سے کہا اور

ساتھ ہی اس کا ہاتھ جو اس بوڑھے ضعیف سے ادھی نے اپنے آپ کو گرنے

سے بچانے کے لیے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اسے جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔۔

میں معذرت خواہ ہوں اس بوڑھے ضعیف آدمی نے معذرت کی اور وہاں سے چل دیا تھا۔۔

مشن کمپلیٹڈ سر اس بوڑھے ضعیف سے آدمی نے اپنے بالوں میں چھپے کان پر ہاتھ رکھے بلوٹو تھ پر اگے بصیر کو بتایا تھا۔۔

ویل ڈن جوان اپ کا کام اب ختم ہو گیا ہے اب اپ وہاں سے کواریٹرواپس ا سکتے ہیں بصیر نے اسے اگے کا حکم دیا تو وہ بھی کواریٹر کی طرف چل پڑا تھا۔۔ اور پیچھے راکھا بھی اپنے اد میوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکل گیا تھا بنایہ جانے کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔۔

کہتے ہیں کہ عروج کو زوال ہے اب اسی طرح سے راکھا کا بھی الٹا ٹائم شروع ہو گیا تھا وہ بھی بصیر کے ہاتھوں اب اگے یہ دیکھنا تھا کہ اس کا انجام کس طرح سے ہونا ہے جو اپنے ملک کا ہی غدار بنا بیٹھا تھا۔۔

بصیر اب اپنے کمرے میں پر سکون سا کھڑا اپنے کے سامنے اپنے بال بنا رہا تھا اس نے ایک نظر زری کی طرف دیکھا جو بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے سو رہی تھی۔۔

زری کی طرف مسکرا کر بھڑتے ہوئے ہو اس کے پاس گئے اس کے خوبصورت سے چہرے سے کمر ٹھٹھانے کی دیر تھی کہ بصیر کو اسے دیکھ کر پچھلی رات کا سارا منظر یاد آتا چلا گیا تھا اور اس کے سرخ سے چہرے کو دیکھتے ہوئے بصیر خانزادہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔

میری جان اٹھ جاؤ نیچے نہیں جانا کیا؟؟؟

بصیر نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

اوہو بصیر سونے دینا زریش نے کروٹ دوسری طرف بدلتے ہوئے کہا تھا۔۔

اب اپ یہ نہیں سوچ رہی کہ نیچے کوئی کیا سوچے گا کہ اکیلا شوہر کمرے سے باہر رہا ہے اور بیوی کمرے کے اندر سکون سے سو رہی ہے۔۔

بصیر خان زادہ نے محض مسکراہٹ کو دباتے ہوئے اسے تنگ کرنا چاہا تھا۔
اوہو بصیر کیا ہو گیا ہے اپ کو۔۔

اپ تو میری نیند کے دشمن ہی بن گئے ہیں۔۔

جب سے رخصتی ہوئی ہے یقین جانے میں دل بھر کر سو بھی نہیں پائی
ہوں نہ ہی دن میں نیند پوری ہوتی ہے اور نہ ہی رات ہے اپ ہمیشہ میری
جان پر قابض رہتے ہیں کبھی تو چھوڑ جایا کریں۔۔

زربیش نے نیند میں بڑبڑاتے ہوئے بصیر سے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں پھر سوتی رہوں واپس میں رات بھر گھر ہی نہیں
اؤں گا بصیر نے اس کو دھمکی دیتے ہوئے چھوڑا اور وہ اٹھتا اس سے پہلے کہ
وہ کمرے سے باہر جاتا۔۔

زربیش خان زادی بکھرے ہوئے حلیے میں اٹھی اور بیڈ سے ایک ہی جھٹکے
میں جھپ مارتے ہوئے وہ بصیر تک پہنچتے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر روک چکی
تھی۔۔

کیا ہوا جانم اب آپ کو نیند نہیں آرہی۔۔

بصیر نے نہایت ہی معصومیت سے پوچھا تھا۔۔

نہیں میرے سرتاج جس کا آپ جیسا شوہر ہو اس لڑکی پر تو نیند ہی حرام ہے۔۔

رات میں بندہ آپ کی قربت سے سو نہیں پاتا اور صبح آپ کو اپنے بیوی کو اٹھا کر نیچے لے کر جانا ہوتا ہے سب کے پاس تاکہ کوئی غلط نہ سوچے۔۔

زرباش نے شدید تپے ہوئے انداز میں کہا تھا اس کے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ جیسے وہ سامنے والے کو بس کھانے کے درپر ہو۔۔

اچھا غصہ کیوں کر رہی ہو اب جب اٹھ گئی ہو تو اپنی گڈ مارنگ کس بھی لے لوں۔۔

بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔۔

اس کے لمس میں عقیدت محسوس کرتی زرباش خانزادی سرشار ہوئی

تھی بے شک بصیر خانزادہ اس کی زندگی میں اگر اس کی ساری محرومیوں کو

دور کر چکا تھا جو ماں باپ نہ ہونے کی صورت اسے ہمیشہ ہی احساس کمتری میں مبتلا کرتے تھے۔۔

بس کر دیں اپ نیند تو خراب کر ہی چکے ہیں اب مزید موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

زرباش نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کیا تھا۔۔
تمہیں نہیں لگتا کہ تم بالکل بھی میری عزت نہیں کرتی۔۔

بصیر خانزادہ اس کے مزید پاس ہوتے بولا تھا۔۔
عزت کیوں آپ کو میرے لہجے سے اپنے لیے عزت محسوس نہیں ہوتی۔۔
زرباش نے ایک انی بروا چکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

اوائی سی ابھی جو تمہاری یہ زبان چل رہی ہے رات میں تمہاری یہ زبان
ایک ہی منٹ میں بند ہو جانی ہے۔۔

زری کو اس طرح سے پٹر پٹراپنی زبان کے نشتر چلاتا دیکھ بصیر خانزادہ نے
بھی اس کی دکتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

جائیں یہاں سے اب اب مجھے غصہ دیلارہے ہیں غصے سے سرخ ہوتے
زری خانزادی نے اس کے پیٹ میں چٹکی کاٹتے کہا تھا۔

تم بالکل بھی میری عزت نہیں کرتی مجھ پر ہاتھ بھی اٹھاتی ہو اج تو بلے
چاہے مجھے کام سے ایک گھنٹہ لیٹ ہی کیوں نہ ہو جانا پڑے سب سے پہلے
میں تمہارے یہ ناخن کٹ کروں گا۔

بصیر خانزادہ نے پختہ ارادہ کیا اور سائیڈ ٹیبل کی دراز کی طرف بڑھتے
ہوئے وہاں سے نیل کٹراٹھایا تھا۔

بصیر میرے پاس آنے کی ہمت بھی نہیں کرناپ نہیں جانتے کہ لڑکیاں
ناخن کتنی مشکل سے لمبی کرتی ہیں۔

تو میری جان میرا اور لڑکیوں سے کیا لینا دینا میں تو صرف اپنی بیوی کے
ناخن کاٹنا چاہتا ہوں نا۔

بصیر نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے اس کے قریب جاتے اس کے
ایک ہاتھ کو اپنی گرفت میں مضبوطی سے پکڑتے صوفے پر لا کر بٹھایا
تھا۔۔

بصیر چھوڑیں مجھے اگر آپ نے میرے نیل کٹ کیے تو میں آپ سے ناراض
ہو جاؤں گی۔۔

زریش چیختے ہوئے اسے خود سے دور کرنے میں مصروف چیختی مسلسل
مزاحمت کر رہی تھی۔۔ بصیر کو ڈر تھا کہ کہیں اس کے ہاتھ پہ چوٹ نہ لگ
جائے نیل کٹر استعمال کرتے وقت۔۔

تم ذرا چپ بیٹھو گی تاکہ میں سکون سے کٹ کر دوں تمہارے نیلز ورنہ
تمہیں چوٹ لگ جائے گی۔۔

بصیر نے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی
مضبوط گرفت میں پکڑے اس بار بصیر نے اس کے گال پر اپنے لب رکھے
تو وہ خونخوار نظروں سے بصیر کی طرف دیکھی تھی۔۔

بڑی ہی عجیب لڑکی ہو یا رکبھی شر ما بھی لی کر و میرا خیال تھا کہ تمہارے گال پر لب رکھوں گا تو تم شر ماتے ہوئے بالکل میرے حصار میں چپ بیٹھ جاؤ گی لیکن نہیں تم تو مزید خو نخوار نظروں سے میری طرف دیکھ رہی ہو۔ بصیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کی نظروں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اچھا بصیر یا رنہ کریں پلیرا سندھ سے میں اپ کی چھٹکی نہیں کاٹوں گی ابھی نیلز کو کٹ نہ کریں ورنہ میرے ہاتھوں کی پوری لک ہی خراب ہو جائیں گی پلیرنہ کریں نا اس بار ز ریش نے جب کوئی راستہ نہ دیکھا تو منتوں پر اتر ائی تھی۔

میری جان اپ جانتی ہے نا کہ اپ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہیں اس کے باوجود اپ کے نیلز اتنے بڑے ہیں تو اپ خود سوچیں کہ اپ کی نماز کیسے قبول ہوگی؟؟

بصیر نے اسے یاد دلایا تو زربش نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا
اس بات کی طرف تو اس کا دھیان بالکل بھی نہ گیا تھا۔

تو کیا لمبے ناخنوں کے ساتھ نماز بالکل بھی نہیں ہوتی زربش نے بصیر کی
طرف دیکھتے ہوئے سوال پوچھا تھا؟؟
میری بات غور سے سنو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحیح حدیث میں ناخنوں کو اور غیر
ضروری بالوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

اور یہ تغیر خلق اللہ بھی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شیطان نے قسم اٹھائی تھی کہ اے
اللہ:

"میں ان کو تیری تخلیق سے دور کر دوں گا"

انسان کی جو اللہ تعالیٰ نے نیچر بنائی ہے جو ناخنوں کو کاٹنا اور غیر ضروری
بالوں کو چھوٹا کرنا۔ (اگر میں نے کچھ غلط لکھا ہو تو معذرت)

اب سمجھ ایا جو میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔

بصیر نے زرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جی جی اپ کاٹ دے میرے ناخن مجھے کوئی بھی افسوس نہیں ہو گا میں
نہیں چاہتی کہ میری نماز ضائع ہو جائیں ناخنوں کی وجہ سے یا پھر میں
شیطان کی باتوں میں اجاؤں بہکاوے میں اجاؤں۔۔ زرش نے بصیر کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بصیر کے چہرے پہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔
اور ایک ایک کر کے وہ زری کے سارے ناخن اب کاٹ چکا تھا اور زرش
بھی چپ بیٹھی اپنے ناخن کٹوا رہی تھی اس کو بالکل بھی ذرا سا بھی افسوس
نہیں ہو رہا تھا۔۔

اداس تو نہیں ہو زرش کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بصیر نے کہا
تھا۔۔

نہیں میں بالکل بھی اداس نہیں ہوں اگر کوئی اچھا کام اپ کرے تو مجھے
نہیں لگتا کہ اپ کے دل کو اداس ہونا چاہیے۔۔

زربش نے اپنے ہاتھ بصیر خانزادہ کے گرفت سے چھڑاتے کہا تھا۔
ٹھیک ہے اب میں کام پر جاتا ہوں چلو او تم بھی فریش ہو جاؤ نیچے چل کر
دونوں سب کے ساتھ ناشتہ کریں گے بصیر نے اس کے ماتھے پر دوبارہ
سے بوسہ دیا اور ساتھ ہی اس کے رخسار پر اپنے لب رکھتے کہا تھا۔
ٹھیک ہے اپ میرا بس پانچ منٹ انتظار کریں میں ابھی اتی ہوں۔
زربش بھاگتے ہوئے گئی اور الماری سے اپنا ایک ریڈ کلر کافراک نکالتے
ہوئے وہ واش روم فریش ہونے چلی گئی اور پیچھے بصیر خانزادہ بھی موبائل
نکال کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

[~~~~~]

اور زلہ کمرے میں بیٹھے لیپ ٹاپ پر اپنا کام کرنے میں مصروف تھی کہ
تب ہی آرش اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
یار تم یہاں پر بیٹھے کام کر رہی ہو باہر چلو اتنا اچھا موسم ہو رہا ہے۔

آرش نے اس کے پاس پیڈ پر بیٹھے ہوئے اس کے لیپ ٹاپ کو ٹک سے بن
کیا اور ساتھ ہی اس کے خوبصورت سے چہرے کو دیکھا تھا جو اس وقت
چشمہ لگائے بالوں کو جوڑے میں قید کیے دو شرارتی لٹے مسلسل اس کے
چہرے پر شرارت کر رہی تھی جو آرش کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا اسی لیے
ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں لٹوں کو کان کے پیچھے اڑتے ساتھ ہی اس کا
چشمہ اتارتے کہا تھا۔

آرش گھنٹے تک میری میٹنگ سٹارٹ ہونے والی ہے اب مجھے تیاری کرنی
ہے اور اس طرح میں باہر نہیں جاسکتی اب اور زلہ نے اسے دیکھتے ہوئے
اپنے کام کی نوعیت کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی اپنے حلیے کی طرف
اشارہ کرتے بتایا تھا اور اس بار آرش خانزادہ نے اس کے حلے کی طرف
دیکھا تو واقعی میں ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

اور زلہ اس وقت شرٹ کے ساتھ کھلا سا ٹراؤزر پہنے دوپٹے سے بے نیاز
بیڈ پر بیٹھی کام کرنے میں مصروف تھی۔

تو کس کافر نے کہا ہے کہ باہر چلتے ہیں ایسا کرتے ہیں کہ ہم کمرے میں ہی
ٹائم سپینڈ کرتے ہیں آر ش نے اپنا ارادہ پل میں بدلاتھا اور ساتھ اس کا ہاتھ
اپنے قریب کھینچتے ہوئے اپنے سینے کا حصہ بنایا تھا۔

آر ش آر ش ایک کام کرتے ہیں کہ ہم باہر ہی چلتے ہیں اور زلہ نے
گھبراتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں میری جان اب میرا موڈ بدل چکا ہے میں بالکل بھی باہر نہیں جاؤں گا
آر ش خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے گلابی سے رخسار پر اپنا انگوٹھا پیرتے
ہوئے اپنے لب رکھے تو اس کے رخسار گلابی سے سرخی مائل ہو چکے
تھے۔

مجھے مجھے اب کو ایک بات بتانی تھی اور زلہ نے ارادہ کیا کہ وہ اسی ہدا والی
بات سے آگاہ کرے گی کہ کس طرح ہدا کی بے وقوفی کی وجہ سے اس کی
پکچر کسی انجان شخص کے پاس تھی۔

بالفرض اگر وہ شخص اگ لگانے کے لیے اس کی زندگی میں آیا بھی تو آرش پہلے ہی واقف ہوتا تو اس کی زندگی برباد ہونے سے بچ سکتی تھی ویسے تو اسے آرش پر یقین تھا کہ وہ اسے ہر گز بھی کسی اور کی باتوں میں اکر نہیں چھوڑے گا۔

نہیں اس وقت میرا باتیں کرنے کا بالکل بھی دل نہیں ہے اس وقت ہم دونوں ایک ساتھ ٹائم سپینڈ کریں گے اور ہارر مووی دیکھ لیں گے کیا ارادہ ہے؟؟

بالکل بھی نہیں دیکھوں گی اپ خود ہی دیکھیں مجھے ڈر لگتا ہے میں بالکل بھی ایسی موویز نہیں دیکھتی۔

اس کی بات سنتی اور زلہ نے جلدی سے گھبرا کر کہا تھا مبادہ کہیں وہ فلم ہی نہ لگا کر اس کے پاس ہی نہ بیٹھ جائے۔

تو میری جان اسی میں تو مزہ اتا ہے کہ اپ کو ڈر بھی لگے اور اپ دیکھے بھی
اپنی زندگی کو انجوائے کرو اس طرح سے اگر ایک ہی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کام
کرو گے تو تھک جاؤ گی اور زندگی سے بھی بور ہو جاؤ گی۔۔

آر ش نے مزید اس کے بالوں کی جڑوں کو پکڑتے ہوئے اس کے ماتھے پر
بوسہ دیتے کہا تھا۔۔

نہیں نہیں میں نے بالکل بھی زندگی کو اس طرح سے تو انجوائے نہیں کرنا
اب چاہے تو مجھے باہر لے کر جاسکتے ہیں موسم اچھا ہے تو مجھے اس کریم
کھلانے لے کر چلیں۔۔

اور زلہ نے جلدی سے بات کو بدلتے ہوئے کہا تھا اور نہ اس وقت اس کا
باہر جانے کا موڈ بالکل بھی نہیں تھا لیکن ہارر مووی سے تو اچھا اپشن تھا کہ
وہ باہر ہی چلی جاتی۔۔

یہ بھی اچھی بات ہے ٹھیک ہے میری جان نے پہلی بار کوئی فرمائش کی ہے
تو میں اسے باہر ضرور لے کر جاؤں گا تو جاؤں جلدی سے چینیج کر لو تب تک
میں بھی چینیج کرتا ہوں اور روم سے گاڑی کی چابیاں بھی لے لیتا ہوں۔۔

آر ش خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گال پر دوبارہ سے لب رکھے
اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے مومی سے گالوں کو کھا جائے اتنے سفٹ
سافٹ سے تھے اور اوپر سے اور زلہ کا اس کے حصار میں بالکل بھی
مزاحمت نہ کرنا آر ش کے دل کو پر سکون کر گیا تھا اب وہ جلد از جلد بس
اپنے بابا سے رخصتی کے بابت کرنے والا تھا۔۔

آر ش کے کمرے سے جانے کے بعد اور زلہ بھی الماری کی طرف بڑھتے
اپنے لیے ایک سمپل سا پیج کلر کا ڈریس نکالتے وہ واش روم میں فریش
ہونے کے غرض سے چلی گئی تھی۔۔

تقریباً 10 منٹ کے بعد وہ واپس سے نکلی اور خوبصورت سے پیج کلر کے
ڈریس میں وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی ائینہ کے سامنے کھڑے ہو

کر اس نے اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیا اور ساتھ ہی الماری کی طرف
بڑھتے ایک پیچ کلر کا سکارف نکالتے ہوئے وہ باندھنے کے بعد اس نے
آنکھوں میں کا جل لگایا اور دوپٹے کو اپنے گرد شال کی طرح لپیٹاتے اب وہ
بالکل تیار موبائل اٹھاتی آرش کا انتظار کرنے لگی۔

اور زلہ جان میں تیار ہو گیا ہوں کیا تم بھی تیار ہو تو ہم چلیں۔
آرش خانزادہ تقریباً پانچ منٹ گزرنے کے بعد کمرے کے اندر داخل
ہوتے بولا تھا۔

جی میں بھی تیار ہوں چلیں چلتے ہیں اور زلہ نے بھی بیڈ سے کھڑے ہوتے
اپنا پرس اٹھایا اور آرش کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ تھماتے وہ کمرے سے باہر
نکل گئے تھے۔

ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ تھمائے وہ دونوں حویلی سے نکلتے پورچ
کی طرف گئے اور گاڑی میں بیٹھتے وہ دونوں انسکریم پولر اور موسم کو
انجوائے کرنے کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔

اور زلہ کے دل میں ریگریٹ سارہ گیا تھا اس کا دل تھا کہ وہ مہزلہ کو بھی
اپنے ساتھ لے کر جاتی پھر اگلے ہی پل جب آرش کا خیال آیا کہ وہ اس کے
ساتھ اکیلے ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہے تو چپ ہو گئی تھی۔۔
وہ لوگ انس کریم پالر پہنچ گئے تھے اور آرش نے اور زلہ کا فیورٹ فلیور
پوچھا اور وہ انس کریم والے سے انس کریم لینے چلا گیا تھا۔۔
اور زلہ نے کہا تھا کہ وہ یہی گاڑی میں لے آئے باہر جانا اسے کمفرٹبل فیل
نہیں ہو رہا تھا۔۔

اور زلہ بھیگی ہوئی سڑکوں کو دیکھ رہی تھی سوات میں ہر وقت اس نے
بھیگی سڑکوں کو ہی دیکھا تھا کبھی بھی اس نے خشک سڑکوں کو دیکھا ہی نہیں
تھا ہر رات بوندا باندی تو ضرور ہوتی تھی اور کبھی کبھار اگر موسم اچھا ہو تو
برف باری بھی ہو جاتی تھی نوڈاؤٹ کہ اسے سنو فال بہت زیادہ پسند تھی
لیکن وہ جب سے یہاں آئی تھی اتنی مشکل ہو میں اور اتنی پریشانیوں میں

گھیری ہوئی تھی کہ اسے موسم کو یا پھر سنو فول کو انجوائے کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

گاڑی کے اپنی طرف کاشیشہ نیچے کرتے ہوئے وہ اب باہر کے چلتے پھرتے مناظرات کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

وہ سوچنے میں مصروف تھی کہ اچانک سے ہی ایک چہرہ اس کی طرف کی کھڑکی میں نمودار ہوا جو اور زلہ کو چیخنے پر مجبور کر گیا تھا۔

اور زلہ نے پیچھے ہوتے دھڑکتے ہوئے دل سے سے اس آدمی کو دیکھا جو اور کوئی نہیں بلکہ اس کا بزنس حریف ہی تھا جس کے بارے میں ہدائے اسے بتایا تھا۔

تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں پرانے کی دفع ہو جاؤ یہاں سے۔

اور زلہ نے اپنے دھڑکتے ہوئے دل اور خوف پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا جانتی تھی کہ اگر سامنے اس ہوس کے پجاری انسان کے سامنے وہ ڈر گئی تو

اس کو مزید موقع مل جائے گا اس کو چڑھانے کا اسی لیے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے اسے یہاں سے جانے کے لیے بول دیا تھا۔

میری ہمت کیسے ہوئی اور میری ہمت کہاں تک ہے یہ تو تمہیں بہت جلد پتہ چل جائے گا لگتا ہے کہ تمہاری جو بیسٹ فرینڈ ہیں جو تمہارے پیچھے اپنی دم ہلاتی رہتی ہے اس نے تمہیں بتایا نہیں کہ اس کے ہاتھوں کون سی بے وقوفی ہو گئی ہے۔

بز نس حریف مختیار قدیم نے اور زلہ کے چہرے کی طرف دیکھ کے وہ خباثت سے کہا تھا۔

کیوں میں کیوں ڈروں تم سے تم کیا کھوئی خدا ہو جو مجھے تم سے ڈرنا چاہیے اور ویسے بھی ہدا مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا چکی ہے مجھے تم سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے دراصل تم وہ کمزور انسان ہو جو دوسرے پر وار کرتے ہیں ان کی کمزوری ڈھونڈ کر تو بھلا میں تم سے کیوں ڈروں

جب میں جانتی ہوں کہ میرا اللہ جانتا ہے کہ میں پاک اور صاف ہوں تو
ڈرنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اب چلتے بنو یہاں سے اس سے پہلے کہ میرا شوہر ائے اور تمہیں اس کے
ہاتھوں ذلیل ہونا پڑے اس سے پہلے یہاں سے چلے جاؤ تو تمہارے لیے
اس میں بھلائی ہے۔

مختیار قدیم کا کاچہرہ توہین کی وجہ سے سرخ پڑ گیا تھا اور غصے سے اس کی
طرف گھورا تھا۔

میرے خیال سے آج کل تم ایڈیٹنگ کی دنیا سے واقف نہیں ہوں تمہاری
ایک پکچر میرے پاس آگئی تو اس کا مطلب ہے تمہاری اس پکچر کے ساتھ
میں کچھ بھی کر سکتا ہوں اسے میری مرضی چاہے میں جس کسی لڑکے کے
ساتھ بھی ایڈٹ کر دوں چاہیں تمہارے بدن پر پھر کپڑے ہو یا نہ ہو

ایڈیٹنگ کی دنیا سے تم ابھی تک ناواقف ہو تو میری جان تمہیں ڈرنے چاہیے
مجھ سے اور ویسے بھی انے دو تمہارے شوہر کو می بھی دیکھتا ہوں کہ کون سا

مائیکلا ہے وہ کہ وہ میری درگت بنائے گا اس بار مختار قدیم نے بھی اپنی ہی ہونے والی بے عزتی کا پورا پورا بدلہ لے لیا تھا۔

اتنی باتیں سنانے کے بعد اور اسے اس قدر خوفزدہ کرنے کے بعد بھی مختار قدیم کو اور زلہ کے چہرے پر ڈر کا شیبہ تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کیا ہوا اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہو یہی دیکھ رہے ہونا کہ تمہاری اتنی بکو اس کرنے کے بعد میں ڈر کیوں نہیں رہی تم سے تو مجھے میرے اللہ پر بھروسہ ہے میرا دامن پاک اور صاف ہے اور میرے شوہر کو مجھ پر بھروسہ ہے وہ ایسا مرد ہے ہی نہیں جو دوسرے کی باتوں میں اکرا اپنی بیوی پر الزام لگائے یا پھر اس کی کردار کشی کرے اس سے بہتر ہے کہ میرا شوہر یہاں پر انیں تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تو بزنس کی دنیا میں تو میں تمہیں مائنس کر ہی چکی ہوں کہیں حقیقی دنیا سے تمہیں میرا شوہر ہی مائنس نہ کر دے۔

اور زلہ نے اس بار اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی طرف کی گاڑی کا شیشہ اوپر کر دیا تھا۔

اپنی اتنی توہین اور بے عزتی کو برداشت کرتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ مختار قدیم وہاں سے آرش کے آنے سے پہلے پہلے ہی چلا گیا تھا۔ اب اسے بہت کچھ بڑا کرنا تھا کہ آرش اور زلہ کو چھوڑے نہیں بلکہ یا تو اسے جان سے مار دیں یا پھر اسے ڈائریکٹلی طلاق ہی دے دے ورنہ تو اس کی نہ بیوی قابو میں رہی تھی اور نہ ہی اس کے شوہر کو بتانے کا موقع مل رہا تھا مختار قدیم نے سوچا اور وہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اپنے گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد آرش خانزادہ انس کریم پالر سے نکلتے اس کے ہاتھ میں ایک طرف دو انس کریم تھی تو دوسری طرف انس کریم کا شاپر بھی بھرا ہوا تھا شاید وہ گھر والوں کے لیے بھی انس کریم خرید کر لے جانے والا تھا اور زلہ نے تو یہی اخذ کیا تھا باقی تو اس کے آنے پر پتہ چلنا تھا۔

کیا ہوا اتنی دیر کیوں لگ گئی اور زلہ نے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

یہ گھر والوں کے لیے بھی لی ہے وہ لوگ بھی انجوائے کر لیں گے آرش نے اور زلہ کی طرف اس کی انس کریم بھڑاتے کہاں تھا تو اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور آرش بھی اپنی گاڑی سٹارٹ کرتا حویلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔۔

— — — — —

پیاری لڑکی کیا تم مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہو؟؟
برلاس یتیم خانے کے گارڈن میں ہمیشہ کی طرح ایک گھٹنا موڑے ویل
چیئر کے پاس بیٹھا گل کو منانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وہ اس کے نکاح
میں آجائے۔۔

بے شک گل کوئی اتنی چھوٹی بچی نہیں تھی لیکن وہ نکاح کا مطلب جانتی تھی۔۔

کیا وہ اس قابل تھی کہ کوئی اس سے نکاح کرے وہ تو کسی کے قابل ہی نہیں تھی بچپن میں ان درندوں نے اسے کسی کے قابل چھوڑا ہی کب تھا۔۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار ہی گل کی آنکھوں سے آنسو روانہ ہو گئے تھے۔۔

کیوں وجہ بتاؤ؟؟

برلاس نے گل کی طرف دیکھتے ہوئے نرم انداز میں کہا تھا بے بسی ایسی تھی کہ وہ اس کا ہاتھ تک نہیں پکڑ سکتا تھا جانتا تھا کہ اسے ڈر لگتا ہے۔۔
گل بار بار نفی میں سر ہلاتی ہی تھی منہ سے تو وہ کچھ بولتی ہی نہیں تھی اس نے سات سال کی عمر کے بعد سے آج تک بلا کہاں کسی سے کوئی بات کی

تھی بس سب کے سوالوں کا جواب وہ سراسبات یا نفی میں ہلا کر ہی دیتی تھی۔۔

می م میں آپ کلکے ق ق ق قابل ن نہ نہیں ہوں۔۔

اج اتنے عرصے بعد گل کے منہ سے اواز نکلتے دیکھ برلاس خانزادہ بے یقین ہوا تھا وہ منہ کھولے حیرت سے اس عمومی سے لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کی اواز اتنی سریلی تھی اور اس کے بعد بھی وہ بولنے سے گریز کرتی تھی۔۔ کیوں تم میرے قابل نہیں ہو کیا مجھے بتا سکتے ہو؟؟

برلاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

گل ہنوز دوبارہ سے نفی میں سر ہلانے لگ گئی تھی اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ کیوں اس کے قابل نہیں ہیں کیا اس کی بچپن میں ہوئے واقعے کے بارے میں وہ جانتا نہیں تھا؟؟

پلیز پلیز یا یہاں سے چلے جائیں میں اب سے نکاح نہیں کر سکتی۔۔

گل نے اس بار پہلے سے بھی زیادہ سسکتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں یار کوئی ایک وجہ تو بتا دو کیوں نہیں کر سکتی میں عشق کرتا ہوں تم
سے اور اس حالت میں میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا میں تمہیں اپنے ساتھ
نکاح میں لے کر اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں وہاں جہاں تم دنیا کا ایک
اور روپ دیکھو گی جو بالکل بھی ظالم نہیں ہو گا پلینز نکاح سے انکار مت
کرو۔۔

اس بار برلاس نے سامنے بڑے سے دالان پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا ساتھ ہی
اس کی ویل چیئر بھی اپنی طرف کسکھائی تھی۔۔

اپ اپ نہیں جانتے کہ میرے ساتھ بچپن میں کیا کچھ ہو چکا ہے پلینز
میرے زخموں کو ہرا کرنے کی ضرورت نہیں ہے جائیں یہاں سے۔۔
بچپن میں ہوئے واقعے کو سوچتے ہوئے گل کی انکھیں بالکل سرخ ہو گئی
تھی اور انسوتو ایسے بہار ہی تھی جیسے یہ انکھیں کبھی خشک ہی نہیں
ہو گی۔۔

اور اگر میں تم سے کہوں کہ تمہارے بچپن میں ہوئے واقعے کے بارے
میں میں سب کچھ جانتا ہوں اور اس کے باوجود بھی میں اپنے عشق کو اپنے
نکاح میں لینا چاہتا ہوں تب تم کیا کہو گی۔۔

بھول جاؤ جو بچپن میں تمہارے ساتھ ہوا ابھی جو تمہارا حال ہو گا بس اسی
کے بارے میں سوچو اگے جا کر کیا ہو گا کیا نہیں ہو گا اس کے بارے میں اگر
سب لوگ دنیا میں سوچنے لگ گئے تو تو ہماری زندگی ایک ہی جگہ پر تھم کر
رہ جائے گی۔۔

برلاس اسے ہر طرح سے قائل کرنا چاہتا تھا نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اپنے
عشق کو اتنی تکلیف زدہ انداز میں اپنی باہوں کے حصار میں لے کر وہ اسے
ہمیشہ کے لیے پر سکون سی زندگی دینا چاہتا تھا۔۔

اپ اپ جائیں یہاں سے اپ بالکل بھی دوبارہ مت ایسے گا ج سے ہماری
دوستی بھی ختم۔۔

گل نے روتے ہوئے دل پر جبر کرتے ہوئے کہا تھا ورنہ سامنے بیٹھا
شہزادوں سی آن بان رکھنے والے شخص کو بھلا کوئی لڑکی کیوں منع کرے
گی لیکن وہ کر سکتی تھی وہ بھلا اس شہزادے کے قابل ہی کہا تھی اس کے
ساتھ تو ایک شہزادی ہی جج سکتی تھی اس جیسے لڑکی توڑی نہ اب وہ احساس
کمتری میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے دوستی ختم کرتے ہیں اور نکاح کی شروعات کرتے ہیں اور میاں
بیوی بن جاتے ہیں ایک دوسرے کے۔۔

برلاس نے اس کی دل دہلا دینے والے باتوں کا اثر اپنے دل پر نہ لیتے
ہوئے کہا تھا جانتا تھا کہ اس کو نکاح کے لیے منانا بہت ہی مشکل ہو گا اور
اب وہی سب کچھ ہو بھی رہا تھا۔۔

پیاری لڑکی میری پیاری سی دوست میرے نکاح میں اجاؤ تو تمہیں روزانہ
دودو چاکلیٹ ملے گی ایک کے بجائے۔۔

برلاس اب اسے رشوت دے رہا تھا کہ وہ بس کسی طرح اس کے نکاح میں
اجائے دوست رہ کر تو اس کے لیے روز ایک ایک چاکلیٹ لاتا تھا لیکن جب
وہ اس کی بیوی بن جائے گی تب تو اس کے لیے بہت ساری چاکلیٹ لائے گا
نا اسی وجہ سے برلاس اسے قائل کرنا چاہتا تھا نکاح کے لیے۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی زندگی کس قدر مشکل اور تکلیفوں میں گزری ہے وہ
ہر گز بھی اگے کی زندگی اسے اس طرح سے گزارنے نہیں دینا چاہتا تھا وہ تو
اسے اپنے آنکھوں کے سامنے کھلکھلاتا ہوا اور اپنے پیروں پر بھاگتا ہوا
شرارت کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا اور اسے زندگی کی طرف موڑنے کے
لیے اسے اس لڑکی کو نکاح میں تو لینا ہی ہو گا وہ اس کا اور اپنے عشق کا یہ حال
وہ ہر گز بھی نہیں دیکھ سکتا بھلے چاہے خود کو مٹانے کے بعد بھی اس لڑکی کو
زندگی میں ہنستا مسکراتا ہوا دیکھے تو اسے خود کے مر جانے کا افسوس ذرہ برابر
بھی نہیں ہو گا۔۔

گل منہ کھولے حیرت سے اس شہزادے کو دیکھ رہی تھی جو اسے منانے کے لیے چاکلیٹ کی رشوت دے رہا تھا۔

وہ تو اس کی طرف گھور کر بھی نہیں دیکھ سکتی تھی غصہ کرنے کی تو بہت دور کی بات تھی وہ شہزادے کی آنکھوں میں اپنے لیے احترام دیکھنا بلا گل کے بس کی بات کہاں تھی۔

تو کیا میں تمہاری طرف سے ہاں سمجھوں پیاری لڑکی۔

برلاس نے اسے سوچو میں ڈوبا ہوا دیکھ کر دوبارہ سے نکاح کی بات جاری رکھی تھی۔

اسے دوبارہ سے نکاح والی بات کی طرف اتنا دیکھ کر گل نے دوبارہ سے نفی میں ہی سر ہلایا تھا۔

وہ جانتی تھی اپنی زندگی کو۔۔

خوشیوں سے زیادہ دیر تک رازاتی ہی نہیں تھی جانتی تھی کہ اس

شہزادے کے نکاح میں جانے کے بعد خوشیاں صرف محدود مدت تک

ہوگی اس کے بعد اس کی زندگی دوبارہ سے وہیں دنیا والوں کے گرد گھومنا شروع ہو جائے گی اور وہ خود کو دنیا والوں سے ایک کھونے میں چھپا کر ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔

وہ دنیا والوں کے تانے یا پھر ہوس بھری نظروں کا سامنا بالکل بھی نہیں کر سکتی تھی اگر اسے اس شہزادے کے نکاح میں جانا پڑے گا تو یقیناً اسے دنیا کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اور اس نے جو دنیا کا خوفناک روپ دیکھ رکھا تھا اس کے بعد تو وہ بالکل بھی یتیم خانے سے باہر قدم رکھنا تک کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

گل یار کیا ہو گیا ہے پلیر زمان جاؤنا اس بار پھر برلاس خانزادہ اس کی منتوں پر اتر آیا تھا اس لڑکی کو زندگی کی طرف لانے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اپنے عشق کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتا تھا وہ زرد رنگت اس قابل تھی اس کی کہ اس میں قربت کی سرخیاں دکھے وہ انکھیں جو ہمیشہ زندگی سے ویران ہی دکھتی تھی وہ چاہتا تھا کہ وہ زندگی کے وہ رنگ دیکھے جس کی وجہ

سے اس کی آنکھیں جھلملا اٹھے اور اس کی آنکھوں میں وہ شہزادہ صرف اور صرف اپنا عکس دیکھنا چاہتا تھا۔۔

اپ اپ میں جانتی ہوں کہ اپ مجھ پر ترس کھا کر یہ یہ فیصلہ کر رہے ہیں پلیز میری مجھے مزید مزید اذیت نہ دیں جائیں یہاں سے پلیز۔۔

گل نے اس بار اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے کہا تھا دل ایک پل کے لیے لرز بھی گیا تھا کہ اگر وہ اس کے کہنے پر سچ میں یہاں سے چلا گیا اور دوبارہ پھر کبھی آیا ہی نہیں تو وہ کیا کرے گی؟؟

گل تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ میں تم پر ترس کھا کر یہ فیصلہ کر رہا ہوں۔۔

برلاس تو اس بار تڑپ کر رہ گیا تھا وہ بلا اپنے عشق پر ترس کیوں کھاتا وہ عشق جو اس کی زندگی میں آکر اس کی اپنی زندگی کو سوار کیا تھا بلا اس عشق پر ترس کھا کر اپنے عشق کی تذلیل نہیں کر سکتا تھا ہاں جانتا تھا وہ کہ اسے اس حالت میں دیکھ کر ہمیشہ ہی اس کے دل کو کچھ ہوتا ہے اس کا دل تڑپ کر رہ

جاتا ہے وہ اسے ان ساری تکلیفوں سے چڑوانا چاہتا تھا بس ایک بار وہ اس کے نکاح میں آنے کے لیے راضی ہو جائے۔۔

وہ چاہے تو اس کے ساتھ زبردستی بھی کر سکتا تھا لیکن مزید اس زندگی سے بیزار لڑکی کو وہ اپنی زندگی سے بیزار نہیں کر سکتا تھا وہ تو اس کے راضی ہونے کے بعد ہی خوشی ب خوشی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہتا تھا۔۔
وہ وہ کون ہے اپ کی بار گل نے یتیم خانے کے گارڈن میں بچوں کے ساتھ فٹبال کھیلتے ہوئے روحان کی طرف اشارہ کرتے بتایا تھا۔۔

وہ بھتیجہ ہے میرا میرے بڑا لالا کا بیٹا صبح جب میں ا رہا تھا تو ضد کر رہا تھا کہ اس نے بھی شہر جانا ہے تو بس اسی وجہ سے اسے لے کر آگیا تھا۔۔

برلاس نے بھی پیار بھری نظروں سے روحان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور اس کو اپنی طرف دیکھنے پر اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

جی چاچو کہیں کیا بات ہے روحان بھاگتے بھاگتے پسینے میں نہلا چکا تھا وہ تقریباً گھنٹے سے وہاں پر بھاگ بھاگ کر فٹبال کھیل رہا تھا اس لیے اس کا چہرہ پورا پسینے سے تر تھا اپنے چاچو کی طرف بھاگتے وہ آیا تھا۔

چاچو کی جان اتنا بھی نہ کھیلوں ناپ کی طبیعت ایسی ہی ٹھیک نہیں ہے برلاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے خفا خفا سے نظروں سے کہا تھا ساتھ ہی اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر اس کے سرخ سفید چہرے کو پسینے سے صاف کیا تھا وہ دونوں چاہے گھر میں کتنا بھی لڑ لے لیکن دونوں ہی جانتے تھے کہ باہر جا کر ان دونوں کو ایک دوسرے کی ڈال ہی بننا ہے یہ بات برلاس نے روحان کے ذہن میں بخوبی بٹھائی تھی۔

اس سے پہلے کہ روحان کچھ کہتا اس کی نظر گل کی طرف اٹھی تھی اور گل کا انسوں سے تر چہرہ دیکھتے ہوئے اس نے حیرت سے پہلے اپنے چاچو اور پھر دوبارہ سے اس پر بیٹ لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔

پرٹی گرل اپ کیوں رورہی ہیں مجھے بتائیں کہ چاچو نے اپ کو تنگ کیا ہے اگر چاچو نے اپ کو تنگ کیا ہے تو چاچو کی 206 ہڈیوں میں سے میں اپ کے لیے ایک ہڈی تو تھوڑا سکتا ہوں۔۔

روحان نے اپنے ماتھے پر اے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا اس کی بات سن کر جہاں پہلی بار گل کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے ہوئے برلاس سرشار ہوا تھا وہیں پر اپنے اس چھوٹے سے فتنے نما بھتیجے کو دیکھ کر اسے غصہ بھی آیا تھا کہ ہر بار وہ اسے ہی اپنی بات میں کیوں روست کرتا رہتا ہے۔۔ گل کو ہنستادیکھ کر اور اپنے چاچو کو اپنی طرف گھورتا پا کر روحان نے بھی دانت نکالتے ہوئے اپنے دانتوں کی نمائش کی اور برلاس کے ہاتھ سے رومال جھپٹ کر لیا تھا۔۔

پرٹی گرل اپ رو نہیں اپ ایسا کریں کہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلیں وہاں پر ہم بہت سارا کھیلیں گے اپ کو پتہ ہے میری لٹل فیری بھی ہے اور وہ میری بڑی بھی ہے ہم دونوں بھی اپنے حویلی کے گارڈن میں بہت سارا

کھیتے ہیں اپ بھی ہمارے گروپ میں شامل ہوئے گا پھر ہم کھیلیں گے
اپ کو پتہ ہے صبح آنے سے پہلے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی تھی اور وہ مجھ سے
کہہ رہی تھی کہ میں شہر نہ جاؤ چاچو کے ساتھ اور گھر میں ہی اس کے ساتھ
کھیلو لیکن مجھے چاچو کے ساتھ انا تھا اسی لیے اکیلا اب چلیں گے نا ہمارے
ساتھ۔۔

برلاس تو اپنے بھتیجے کو دیکھ کر رہ گیا تھا جو کام وہ نہیں کر سکا تھا وہ سامنے
لڑکی سے اپنے چاچو کی حمایت میں ہی بول رہا تھا۔۔

چاچو ہم پر بیٹی گرل کو گھر لے کر جاسکتے ہیں نا اپنے ساتھ۔۔

اس بار روحان نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے تاکید چاہی تو برلاس نے
بھی جلدی جلدی سے ہاں می سر ہلایا تھا جیسے وہ تو راضی بیٹھا تھا لیکن اس کی
پر بیٹی گرل مان جائیں تو وہ لوگ چلتے بنے یہاں سے۔۔

گل اس معصوم سے بچے کو دیکھ کر رہ گئی جو اپنے ساتھ اسے گھر لے کر جانا چاہتا تھا اس کا خود بھی دل چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کچھلے لیکن اسے ڈر تھا۔۔

پریٹی گرل جواب دیے نہ اپ چپ کیوں ہو گئی ہیں روحان نے دوبارہ سے اس کے ہاتھ کو ہلاتے ہوئے کہا تھا اور پہلی بار معصوم بچے کا لمس محسوس کرتے گل کا دل اندر سے کانپ گیا تھا لیکن پھر اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے گل نے ایک نظر برلاس کی طرف دیکھا جو خود انکھوں میں امید کا دیا جلایا اس کہ ہاں بولنے کا منتظر تھا۔۔

میں میں اپ لوگوں کے گھر گھر کیسے جاسکتی ہوں اپ اپ لوگ تو سٹرینجر ہے نا سٹرینجر کے گھر نہیں جایا جاتا۔۔

گل نے اس بار اپنی عقل کے مطابق ہی روحان کو سمجھانا چاہا تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ روحان بھی کیسے پہنچی ہوئی چیز ہے کہ اسے اب ہر حال میں وہ قائل کر کے ہی رہتا اور اپنے ساتھ لے جانے پر راضی کر دیتا۔۔

روحان نے اب اپنے چاچو کی طرف دیکھا تھا کہ جیسے اب وہ کیا کر سکتا ہے وہ تو واقع می ہی سٹرینجر تھی اسٹرینجر کو اس کے بابا اور نانو لوگ گھر میں کیسے رہنے دے سکتے تھے۔۔

تو ہم پر یٹی گرل سے شادی کر لیتے ہیں نا جس طرح سے اپ کی بابا نے اپ کی لٹل فیری سے شادی کی اور اس کے بعد اپ لٹل فیری کے ساتھ کھلتے ہیں وہ اپ کی بڈی بن گئی اسی طرح میں بھی لٹل گرل سے شادی کر لیتا ہوں پھر وہ ہمارے ساتھ حویلی میں اکر ساری زندگی کے لیے رہی گی۔۔

برلاس نے جلدی سے روحان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور اسے امید کا ایک اور سراہا تھا تمایا تھا۔۔

ہاں تو پر یٹی گرل اپ چاچو سے شادی کر لیں اس کے بعد اپ ہمارے ساتھ اکر رہنا اور ہم حویلی میں خوب سارا کھیلے گے اپ کریں گی نہ چاچو سے شادی؟؟؟

روحان نے آنکھوں میں امید لیے گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور گل اس بار واقعی میں ہی بے بس ہو گئی تھی۔۔

پیاری لڑکی اب تو مان جاؤ اب تو میرے چھوٹے سے بھتیجے نے بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے اور کہا بھی ہے کہ اگر اسے چاچی چاہیے تو پرٹی گرل ہی چاہیے مان جاؤ ناپلیز برلاس نے بھی اسے دوبارہ سے نکاح کے لیے راضی کرنا چاہا تھا۔۔

یہ یہ سب کیسے ہو گا؟؟؟

گل نے ڈرتے ڈرتے کہتے ہوئے برلاس سے کہا تھا۔۔

سب کیسے ہو گا کیوں ہو گا کس طرح سے ہو گا کس لیے ہو گا وہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیں آپ تو بس میرے نکاح میں آنے کے لیے رضامندی ظاہر کر دے اپنی باقی تو سب کچھ میں خود ہی دیکھ لوں گا۔۔

برلاس نے اپنی خوشی پر قابو پانا چاہا تھا دل ابھی سے ہی بلیوں کی طرح
اچھل کھود کرنے لگ گیا تھا لیکن پہلے وہ گل کا جواب تو سن لیں کہ گل کیا سچ
میں راضی ہو گئی تھی۔۔

ٹھیک ٹھیک ہے میں میں راضی ہوں۔۔

گل نے آخر کار اپنی زندگی کا وہ مشکل ترین فیصلہ کر ہی لیا تھا جس کے
بارے میں وہ سوچ تک نہیں سکتی تھی اب اسی کا فیصلہ اس نے ہی کر لیا تھا
وہ تو خود کو کسی کے قابل ہی نہیں سمجھتی تھی اور جانتی تھی کہ وہ جس کسی
شخص کے نکاح میں بھی جائیں گے وہ اس سے اس کی قربت کا خواہش مند
ضرور ہو گا لیکن وہ کسی کو اپنے پاس آنے تک نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

واقعی۔۔۔ برلاس نے بچوں کی طرح دالان سے کھڑے ہو کر اچھلتے

ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرتے کہا تھا اور روحان بھی اپنے چاچو کی خوشی
میں خوش ہوتا اچھلتے ہوئے خوشی میں ان کا ساتھ دے رہا تھا۔۔

گل ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی روحان کا تو سمجھ اٹا تھا لیکن
برلاس اتنا بڑا ہو کر وہ کیسے اچھل کود کر سکتا تھا۔

گل اب تم دیکھنا میں تمہارا بھروسہ کبھی بھی نہیں تھوڑوں گا تم نے مجھ پر
بھروسہ کیا ہے اور یہ بھروسہ می زندگی بھر تک قائم رکھوں گا اور کبھی بھی
اس بھروسے کو اپنے درمیان توڑنے نہیں دوں گا۔

شکر یہ میری زندگی میری زندگی میں آنے کے لیے اور اس کو مزید اور بھی
خوبصورت بنانے کے لیے۔

گل اس شہزادے سے ان بان رکھنے والے انسان کو دیکھ کر رہ گئی تھی وہ
ایک ادھوری اور نامکمل لڑکی تھی اور یہ بات جاننے کے بعد بھی وہ کس
طرح سے یہ کہہ سکتا تھا کہ اس کی زندگی میں اگر اس نے اس کی زندگی
خوبصورت بنالی تھی۔

ٹھیک ہے زندگی اب میں جاتا ہوں اور گھر والوں کو بتاتا ہوں تمہارے بارے میں اور پھر شام تک میں دوبارہ اوں گا اور تمہیں اپنے نکاح میں لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی میں لے کر داخل ہو جاؤں گا۔

برلاس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ گل کا اسبات میں ہلتا سر دیکھ کر روحان کا ہاتھ پکڑے اب یتیم خانے سے باہر نکل گیا تھا اور گل اس لڑکے کی پشت کو دیکھ کر رہ گئی تھی جو اس قدر خوش تھا صرف اس کے نکاح کے لیے ہامی بھرنے پر۔

سر جھٹک کر اب وہ اپنے آنے والے وقت کے لیے انتظار کرنے لگی پتہ نہیں آنے والا وقت بچپن کی طرح اس کے لیے دکھ ہی لائے گا یا پھر اگے اب وہ اسے خوشی دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اب وہ اپنے ویل چیئر کو اندر کی طرف گھسیٹ کر لے کر جانے لگی اسے اب کمرے میں جا کر اپنے اللہ کے پاس جانا تھا بے شک وہ بہت ناامید اور

نامیوس ہو جاتی تھی لیکن ہمیشہ اس کو صرف ایک سجدہ کرنے کی دیر ہوتی
تھی اور پھر اس کے بعد اس کا دل بالکل ٹھیک ہو جاتا تھا۔

[~~~~~]

لالا کیا اپ نے بابا لوگوں سے بات کر لیتی میرے نکاح کے لیے برلاس
تقریباً دوپہر کے ٹائم میں حویلی پہنچنے کے بعد زرم سے مخاطب ہوتے بولا
تھا۔

زرم جو مہزلہ کے پاس بیٹھا اسے ابھی کوئی بات شروع ہی کرنے والا تھا
برلاس کے آنے پر بد مزہ ہو کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔
ابھی تو میں نے بات نہیں کی سب ٹھیک ہے نا۔

زرم نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کی آنکھوں میں خوشی
صاف بخوبی نظر آرہی تھی۔

جی جی لالا بالکل سب ٹھیک ہیں اپ کو پتہ ہے گل نے نکاح کے لیے ہاں
کر دی ہے۔

برلاس نے زرم کی طرف متوجہ ہوتے کہا اور اپنی آواز کو دھیمی بناتے ہوئے کہا تھا۔۔

تاکہ اس کے آواز مہزلہ تک نہ پہنچے کیونکہ اس وقت لاونج میں مہزلہ زرم اور برلاس اور روحان کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔

واؤ یہ تو پھر بہت اچھی بات ہے اس کا مطلب جلد مجھے مامولوگوں سے بات کرنی ہوگی پھر۔۔

زرم نے اپنی بات کی تاکہ چاہی تو برلاس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

بڑی کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں پلیز مجھ سے بات تو کریں۔۔

روحان کب سے مہزلہ کے پاس ہی صوفے پر بیٹھا اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

لیکن مہزلہ ہنوز اسے اگنور ہی کر رہی تھی صبح اس نے کتنی منتیں کی تھی کہ وہ شہر نہ جائے وہ لوگ آج گھر میں خوب سارا کھیلیں گے۔۔

لیکن روحان نے اس کے نامانی اور وہ اسی کے لالا کے ساتھ شہر چلا گیا تھا۔۔

بابا دیکھے نالٹل فیری مجھ سے بات نہیں کر رہی۔۔۔

روحان نے اس بار تھک کر اپنے بابا کو مخاطب کیا تھا۔

اور برلاس ان تینوں کو مسکراتا ہوا چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا

کیونکہ جس کام کے لیے وہ زرم لالا سے کہنے آیا تھا وہ ہو چکا تھا۔

کیوں کیا ہوا ہے کیوں آپ دونوں بات نہیں کر رہے ایک دوسرے

سے۔۔

زرم نے پہلے اپنے لٹل فیری کی طرف دیکھا جو منہ پھولائے سرخ سفید سا

کیوٹ سا چہرہ بنائیں اس وقت اس کے پاس میں ہی بیٹھی اس کا دل بری

طرح سے دھڑکا چکی تھی۔۔

اور پھر دوسری نظر اپنے بیٹے کو دیکھا جو کمزور کمزور سا سفید سا چہرہ لیے
اسے منانے کی کوشش میں اپنے چہرے پر فکر سجائے بابا کو مددگار نظروں
سے دیکھ رہا تھا۔۔

بابا لٹل فیر نے مجھے صبح کہا تھا کہ میں چاچو کے ساتھ شہر نہ جاؤں اور ان
کے ساتھ گھر میں ہی رہ کر کھیلوں لیکن میں چاچو کے ساتھ چلا گیا تھا کیونکہ
میرا وہاں جانے کا دل کر رہا تھا اب اسی بات پر بڑی مجھ سے ناراض ہیں۔۔
اپ پلیر بڑی سے کہیں نہ کہ مجھ سے راضی ہو جائیں ہم دونوں ابھی بہت
سارا کھیل لیتے ہیں۔۔

روحان نے اپنے بابا کو ساری بات سے آگاہ کیا اور اب اس کے بابا ان
دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔

میں بالکل بھی تم سے راضی نہیں ہوں گی تم نے میری بات نہیں مانی اب
میں بھی تمہاری بات نہیں مانوں گی اور میں تم سے ناراض ہی رہوں گی۔۔
مہزلہ نے روحان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہ مزید کسک کر زرم کے

ساتھ لگ کر بیٹھ گئی تھی۔۔ جیسے کہ وہ روحان کو جتنا چاہ رہی ہو کہ اس کے بابا بھی صرف اسی کا ساتھ دیں گے کیونکہ وہ اس کے شوہر ہیں۔۔

لٹل فیری اب بابا کے پاس نہ کسکے بابا صرف میرے ہیں میں ہوں نا اپ کا۔۔

روحان کو پتہ نہیں کیوں لیکن برا لگا تھا اپنی بڑی کا اپنے بابا کی طرف کے سک کر جانا اسی لیے مہزلہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔۔

لیکن مہزلہ نے بھی زرم کے پیٹ کے گرد اپنے دونوں بازوؤں کو حائل کرتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ کر روحان کو جتنا چاہا تھا کہ وہ صرف اس کے ہیں روحان کے نہیں ہیں۔۔

بابا اپ لٹل فیری کو خود سے دور کریں نہ۔۔

زرم جو ان دونوں کی لڑائی کے بیچ میں پھنس کر رہ گیا تھا۔۔

مہزلہ کو خود کے قریب اپنے سینے پر سر رکھے دیکھ کر اس کا دل سرپٹ
دوڑنے لگا اس کا دل چاہا کہ وہ اپنی لٹل فیری کو گود میں اٹھا کر اپنے کمرے
میں لے کر جائے اور اسے سکون سے اپنی باہوں میں بھر لیں۔۔
روحان کے کہنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو دونوں اس وقت ایک
دوسرے سے ناراض تھے۔۔

چلو ٹھیک ہے لڑائی ختم کرو پھر اپ دونوں کو میں اس کریم کھلانے بھی
لے کے جاؤں گا اور باہر سے چیزیں دلوانے بھی لے کر جاؤں گا۔
اور ایک بات دونوں نے یاد رکھنی ہے اچھے بچوں کی طرح کہ میں دونوں
کا ہوں ٹھیک ہے۔۔

زرم نے ان دونوں کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔
جانتا تھا کہ دونوں کے دماغ ہی بالکل بچوں والے ہیں اگر وہ ایک سے کہتا
کہ اتنا پکا ہے اتنا پکا ہے تو دونوں میں سے کوئی ایک بھی ناراض ہو
سکتا تھا لیکن وہ ان دونوں کی ناراضگی بالکل بھی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

چلیں ٹھیک ہیں بابا پلٹل فیری کے بھی ہیں لیکن اب بڑی سے کہیں کہ
مجھ سے راضی ہو جائیں ورنہ اب میں رودوں گا۔

روحان نے اب کی بار اپنا آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے اپنے بابا سے کہا
تھا۔

پلٹل فیری وہ بچہ ہے ناپ تو بڑی ہیں ناراضی ہو جائیں نامیرے بیٹے
سے۔

زرم نے بھی اس بار مہزلہ کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تھا وہ
ہنوز اس کے سینے پر سر رکھے ناراض ناراض سی نظروں سے روحان کو ہی
دیکھ رہے تھے۔

او کے چلیں ٹھیک ہے روحان اب رونا مت اور اگر آپ نے پھر میری
بات نہیں مانی تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔

مہزلہ نے کہا تو روحان نے بھی جلدی سے ہاں می سر ہلایا تھا اور جلدی سے
جا کر اپنے بابا کے گود میں چڑھ کر اس کے دوسرے طرف کے سینے پر اپنا
سر رکھ لیا تھا۔۔

زرم نے مسکرا کر دونوں کے گرد اپنے بازو حائل کیے تھے۔۔
اور انہیں مزید اپنے آپ سے جوڑ کر رکھ لیا تھا وہ دونوں اس کی کل کائنات
تھے اور اس کی زندگی کی جمع پونجی تھے۔۔

ان دونوں کو خوش دیکھ کر اس کی ہمیشہ سے تھکان ہی اتر جاتی تھی اور
دونوں ہی اس کی زندگی میں خوشی کا باعث بنے تھے۔۔

[~~~~~]

مامو کیا میں اندر اسکتا ہوں مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔

زرم خانزادہ عالم زیب خانزادہ کے کمرے کے دہلیز پر کھڑے ہوتے بولا
تھا۔۔

بیٹے اپ کو پوچھنے کی کب سے ضرورت پڑ گئی ہے بس ناک کر کے اندرا
جایا کرو۔۔

عالم زیب خانزادہ نے اپنے بھانجے کو جانثار نظروں سے دیکھتے ہوئے
کہا۔۔

زرم خانزادہ بھی مسکرا کر کمرے کے اندر داخل ہوا تھا اور جا کر بیڈ کے
پاس ہی عالم زیب خانزادہ کے پاس برجمان ہو چکا تھا۔۔
کیا ہوا سب خیریت تو ہے نا۔۔

عالم زیب خانزادہ نے زرم کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔
جی مامو وہ دراصل برلاس نے مجھے اپ سے بات کرنے کے لیے کہا تھا۔
اچھا حیرت ہے برلاس خود اکر مجھ سے بات نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے تم
سے کہا کہ اپ بات کرو۔۔

عالم زیب خانزادہ نے اپنی حیرت کو چھپاتے کہا تھا۔

جی وہ دراصل وہ ایک لڑکی اس کو پسند گئی ہے تو وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو بس اسی سلسلے میں اس نے مجھے کہا تھا کہ میں اپ سے بات کروں اپ کو مناؤں اور اپ جا کر اس لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح کروادے۔

بلا آخر زرم خانزادہ نے مضبوط الفاظوں میں عالم زیب خانزادہ سے کہا تھا۔

وہ لڑکی بے اسرہ تھی تو وہ اسے بالکل بھی پرانی نہیں سمجھ رہا تھا۔

بلکہ زرم خانزادہ کو تو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اپنی بہن کی ہی بات خود کر رہا ہو۔

اچھا کیا اس نے تمہیں اس لڑکی سے ملایا ہے۔

عالم زیب خانزادہ نے کافی دیر بعد اپنے چھپ کاروزہ توڑتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں کبھی ملوایا تو نہیں ہے لیکن بتا ضرور چکا ہے۔

ذرم نے صاف صاف بات کہی جو سچ تھی ویسے بھی وہ اس رشتے میں
جھوٹ کی بنیاد بالکل بھی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

اچھا کیا بتایا ہے اس نے لڑکی کے خاندان کے بارے میں۔

عالم زیب خانزادہ نے ذرم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا انہیں اپنے اس
بھانجے پر پورا یقین تھا کہ ضرور اگر وہ برلاس کی طرف سے بات کا کر رہا تھا
تو اس کی بھی اس رشتے میں رضامندی شامل تھی۔

جی مامو لڑکی کے ماں باپ نہیں ہیں اور وہ یتیم خانے میں رہتی ہے بس اس
سے زیادہ مجھے برلاس نے اس لڑکی کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا ہے
لیکن وہ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

ذرم خانزادہ نے اپنے مامو کو ساری بات بتائی تھی جہاں تک کہ اسے پتہ
تھی لیکن وہ ریکارڈنگ والی بات وہ اپنے ماموں کو بالکل بھی نہیں سنا سکتے
تھے کیونکہ وہ صرف برلاس اور اس کے بیچ کی ہی بات تھی۔

ٹھیک ہے پھر تو برلاس نے اچھا کام کیا ہے کہ کسی یتیم کو وہ اسرہ دے رہا ہے۔۔

اس بار عالم زیب خانزادہ کے لہجے میں بھی ترس سا آیا تھا جو کہ زرم خانزادہ کو نہ جانے کیوں لیکن بہت برا لگا تھا۔

مامو ترس کھا کر نہیں اسے اس لڑکی سے پہلی نظر میں ہی عشق ہو چکا تھا اسی لیے وہ اس لڑکی کے لیے پاگل بنا پھر رہا ہے۔

زرم خانزادہ نے جلدی سے اپنے مامو کو برلاس کے عشق کے بارے میں بتایا تھا وہ بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ماموں ترس میں اکرا اس لڑکی سے برلاس کا نکاح کر دے صرف اسی وجہ سے کہ وہ یتیم خانے میں پلی بڑی ہے وہ یتیم ہے اور مسکین بھی ہے۔

چلو پھر ٹھیک ہے رات کے کھانے پر میں باقی سب گھر والوں سے بھی بات کرتا ہوں پھر جیسے حاجی کو پسند ہو ویسا ہی کریں گے اور میں بھی راضی ہوں اس رشتے سے اور اس برخوردار کو جا کر بتادو کہ اب اگر وہ ایک لڑکی

کی ذمہ داری اپنے اوپر لے کر نکاح کر رہا ہے تو اس کے نان نفقے کے لیے بھی اسے کچھ کام کرنے کی ضرورت پڑے گی۔۔

اپنے مامو کی بات سن کر زرم خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا جانے کے لیے۔۔

مامو مجھے نہیں لگتا کہ جب تک میں زندہ ہوں اسے کوئی بھی کام کرنے کی ضرورت ہے اور ویسے بھی اس کے ماشاء اللہ سے چار چار لالا بھی زندہ ہیں تو اسے کام کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔

زرم خانزادہ نے مسکرا کر کہتے ہوئے کمرے سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھائے تھے۔۔

تم چاروں کے اسی لاڈ کا نتیجہ ہے کہ وہ اتنا بگڑ گیا ہے اور یونیورسٹی کی پڑھائی بھی اس کی اب کمپلیٹ ہونے والی ہے اس کے بعد تو اس نے اپنے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا ناساری عمر تو تم لوگوں کو اس کا اور اس کی

بیوی بچوں کا انتظام نہیں کر پاؤ گے اور نہ ہی اس کے نہ ختم ہونے والے
خرچے اٹھا پاؤ گے۔۔

عالم زیب خانزادہ نے بھی اپنے بھانجے کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا تھا انہیں
اچھا لگا تھا کہ وہ بالکل بڑے بھائی کی طرح ان چاروں کو سنبھال کر کھڑا
ہے۔۔

کوئی بات نہیں ماموجب تک ہم چاروں سے ہو سکتا ہے تو وہ ہمارے
سائے کے تلے ہی رہے گا کبھی بھی اسے دنیا کی سرد و گرم ہوا لگنے نہیں
دوں گا یہ میرا اپ سے وعدہ ہے۔۔

زرم خانزادہ نے مضبوط لہجے میں بنا مڑے کہا تھا اور ساتھ ہی وہ کمرے سے
نکل گیا تھا اس کی ضروری میٹنگ سٹارٹ ہونے والی تھی ان لائن اس کا
کمرے میں جانا بہت ضروری تھا۔۔

پچھے عالم زیب خانزادہ بھی اپنے بھانجے کی بات سن کر مسکرائے بنانہ رہ
سکے تھے۔۔

بے شک وہ چھوٹی سی عمر میں ہی بڑا ہو گیا تھا اور ساری حویلی کی ذمہ داریوں کو اس نے اپنے سر لے لیا تھا لیکن کسی کے حق میں نا انصافی اس نے کبھی بھی نہیں کی تھی۔

[~~~~~]

رات کے وقت سارے حویلی والے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے رات کا کھانا کھانے میں مصروف تھے کہ تب ہی عالم زیب خانزادہ کو یہ وقت برلاس کے رشتے کے بارے میں اپنے باپ اور اپنے بڑے بھائی کو اگا ہی دینے کا ٹھیک لگا تھا۔

داجی اور مورے مجھے اپ سے ضروری بات کرنی ہے عالم زیب خانزادہ نے کھانے کا نوالہ نگلنے کے بعد پانی پیتے کہا تھا۔

ہاں بچہ ہم سن رہا ہے بولو کیا بات ہے دادا نے بھی اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوتے کہا تھا۔

وہ داجی برلاس کو ایک لڑکی پسند آگئی ہے اور وہ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔۔

عالم زیب خانزادہ نے اپنی بات کہہ کر داجی کے ری ایکشن کو دیکھا تھا جو بالکل ٹھیک ٹھاک سا تھا نہ زیادہ غصے والا اور نہ ہی زیادہ خوش والا وہ بالکل نارمل تھے ہاں لیکن عالم زیب خانزادہ کی بات سن کر ساری لڑکیاں کافی ایسا سٹڈ نظر آرہی تھی کہ حویلی میں ایک اور فنکشن ہونے جا رہا تھا۔۔

اچھا کون ہے وہ لڑکی اور کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے مجھے بتائیں۔۔

دادا نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے اب کی بار ڈائریکٹلی فیس ٹو فیس بات کی تھی۔۔

جی دادا جی اس کا کوئی بھی نہیں ہے وہ یتیم خانے میں رہتی ہے اور ماں باپ کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا ہو گا۔۔

برلاس نے کھانا کھاتے ہوئے لاہرواہ انداز میں دادا جی کو گل کے بارے میں بتایا تھا اسے بالکل بھی گل کے خاندان کے بارے میں فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

کہ وہ کس خاندان سے حیثیت رکھتی ہے اگر گل چاہے لورڈل کلاس گرانے سے بھی تعلق ہی کیوں نہ رکھتی تب بھی وہ برلاس خانزادہ کے دل کی دھڑکن ہی ہوتی۔۔

اچھا پھر تو اچھی بات ہے ٹھیک ہے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے ہم جلد ہی دھوم دھام سے تمہاری شادی کروائیں گے اور ویسے بھی حویلی کی آخری شادی ہے تو خوب دھوم دھام سے کریں گے ہم اس کے بعد تو پتہ نہیں تم لوگوں کا بچہ لوگ کب بڑا ہوگا اور اس کی خوشی دیکھنا ہمیں نصیب بھی ہوگا یا نہیں دادا جی نے ایمو شنل لیکچر دیتے ہوئے ناراض ناراض سی نظروں سے بصیر خانزادہ کی طرف دیکھا تھا کہ جیسے وہ اس کی طرف سے بھی خوشی کا انتظار کر رہے تھے جیسے کہ ملیار نے اپنی طرف سے انہیں پر دادا بننے کی

خوشی کی خبر سنائی تھی اسی طرح وہ بصیر کے بھی منہ سے پردا دہانے کی خوشخبری سننا چاہتا تھا۔

بصیر نے دادا جی کی نظر خود پر مرکوز ہوتے دیکھ اپنے چہرے کو اپنے کھانے کی پلیٹ پر مزید جھکا لیا تھا۔

ابھی اپنے دادا جی کی وہ اتنی جلدی یہ خواہش پورے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا کیونکہ ابھی اس کے بہت سارے ضروری کام تھے اور ان ضروری کاموں کو نیٹانے کے بعد ہی وہ اپنی فیملی پلاننگ کے بارے میں پرسکون ہو کر سوچنا چاہتا تھا۔

اوہو نانا جی اپ ایسی ناامید و والی باتیں تونہ کریں انشاء اللہ اپ زندہ ہی رہیں گے کچھ بھی نہیں ہوگا آپ کو۔

زریش خانزادی تو اپنے جان سے پیارے نانا کے موت کا تصور کرتے ہی تڑپ کر ان کے پاس جاتی ان کے گلے لگتے ہوئے بولی تھی۔

ٹھیک ہے میرا بچہ نہیں کرتا میں یہ سب باتیں چلو اب جاؤ جا کر کھانا کھاؤ۔۔

دادا جی نے اپنی نواسی کو پرسکون کرتے کہا لیکن ان کے دل میں ہمیشہ یہ بات آتی تھی کہ دنیا طوفانی ہی ہے ایک نہ ایک دن تو سب نے یہاں سے چلے جانا ہے پھر کیا فائدہ مال و دولت کا جس کے لیے انسان خود کو اس حد تک گرا دیتا ہے کہ دوسروں کی نظروں میں اس کی کوئی اہمیت ہی باقی نہیں رہتی۔۔

لیکن ہم دھوم دھام سے شادی کیسے کریں گے وہ لڑکی تو یتیم خانے میں رہتی ہے تو کیا ہم بارات لے کر یتیم خانے جائیں گے؟؟
زریش خانزادی نے جلدی سے ایک اور مدہ اٹھایا تھا۔۔

ہاں مجھے تو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کہ میں بارات کہاں لے کے جاؤں مجھے بس اس لڑکی سے ہی فرق پڑتا ہے اور مجھے اس سے شادی کرنی ہے تو کرنی

ہی ہے پھر چاہے بارات کے لیے یتیم خانے ہی کیوں نہ جانا پڑے برلاس
خانزادہ وہاں پر جائے گا ہی۔۔

برلاس نے اپنا کھانا ختم کرتے ہوئے پانی پیتے سب کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا تھا۔۔

اوبھائی زیادہ آسمان پر نہ پہنچ ہمیں پتہ ہے کہ تو سنگل ہے اس لیے تیری
روح اتنی زیادہ تڑپ رہی ہے مگر اپنی روح کی بے چینی کو تپک تپک کر سلا
دے کیونکہ اب اسے بھی خبر کر دے کہ تھوڑے ہی ٹائم بعد شادی ہونے
والی ہے تو وہ پر سکون ہو جائے گی۔۔

خوشی کی بات ہو اور بصیر خانزادہ کسی کو چھیڑے نہ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا
تھا۔۔

تجھے کیوں اتنی ٹینشن ہو رہی ہے تیری تو پہلے سے ہی ہو چکی ہے نا تو بس
اپنی شادی انجوائے کر اور مجھے بھی آرام سے کرنے دیں کوئی بھی ضرورت
نہیں ہے مجھے کسی بھی کام کے لیے بولنے کی سب کچھ اپ لوگوں نے ہی

میچ کرنا ہے میں نے نہیں برلاس خانزادہ نے شہزادوں کی طرح اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے پیچھے کرسی پر ٹیک لگاتے کہا تھا۔

مجھے بھی رخصتی چاہیے داداجی اس سے پہلے کہ بصیر خانزادہ مزید برلاس سے کچھ کہہ کر اسے چھیڑتا سب ہی آرش خانزادہ کی بات سن کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

اور زلہ نے حیرت سے آرش کی طرف دیکھا تھا جس نے اسے اس بارے میں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا اور ایک دم سب کے سامنے اچانک رخصتی کے بابت بات کرنا اور زلہ کے گال دہک کر لال انگارہ بن گئے تھے۔
تجھے کہاں سے بیٹھے بیٹھائے رخصتی کی بات یاد آگئی جواب تو اپنی رخصتی بھی کروانا چاہ رہا ہے میں بتا رہا ہوں اگر تیری رخصتی کی وجہ سے میری شادی لیٹ ہوئی تو میں تجھے ہر گز بھی معاف نہیں کروں گا۔

برلاس خانزادہ نے تڑپ کر کہا تھا اور اس کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے سب نے ہی اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔

اچھا یہ بات بھی ٹھیک ہے ہم سب آرش کی رخصتی کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہیں پھر ایسا کرتے ہیں کہ آرش کی رخصتی اور برلاس کا نکاح دونوں ساتھ ہی کر لیتے ہیں یہ تو اچھی بات ہو جائے گی۔۔

دادا جی نے کہتے اپنے دونوں بیٹوں اور اپنی بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے تاکید چاہی تو سب کے چہرے پر ہی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا یعنی کہ سب ہی ان کے اس بات سے راضی تھے۔۔

بڑی اب تو بہت مزہ ائے گا بابا کے ساتھ ہم شاپنگ کرنے شہر جائیں گے اور وہاں سے بہت ساری چیزیں لے کر آئیں گی اور بیکری بھی جائیں گے اب تو شادی والا گھر ہے بابا ہمیں بہت ساری چیزیں دلانیں گے۔۔

روحان نے جلدی سے مہزلہ کے کان میں سرگوشی نما اواز میں کہا لیکن اس کی سرگوشی اتنی ضرور تھی کہ زرم کے کانوں تک بھی بخوبی پہنچ گئی تھی اور اس کی بات سنتے زرم کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔

کھانا کھاؤ دونوں تب آپ دونوں کی بات مانوں گا بیکری بھی لے کر جاؤں گا
اور اس گلہلانے بھی جیسے کہ کل ہماری ڈیل ہوئی تھی لیکن اگر تم دونوں
نکنا نہیں کھایا تو میں کوئی بھی بات نہیں مانوں گا۔

زرم نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جن کی پلیٹ میں کھانا بھی
تک بالکل ویسے کا ویسے ہی پڑا تھا۔

زرم کی بات سن کر دونوں کے چہرے کے زاوے عجیب عجیب سے ہو
گئے تھے کھانا ہی تو وہ دونوں نہیں کھانا چاہ رہے تھے ان کو تو باہر جا کر
فاسٹ فوڈ کانا تھا جس کے آج کل وہ لوگ دیوانے ہوئے پڑے تھے ہر ٹائم
ملازمہ سے کہہ کر اپنے لیے نوڈلز ہی بنواتے رہتے تھے۔

ٹھیک ہے بابا ہم دونوں ایک پلیٹ فینش کر لیتے ہیں پھر آپ ہمیں لے کر
جائیں گے نا۔

روحان نے جلدی سے اپنے چھوٹے سے دماغ کو چلاتے ہوئے کہا تھا۔

نہیں تم دونوں نے اپنی الگ الگ پلیٹ میں جو کھانا ڈالا ہے دونوں وہیں کھاؤ گے ایک ساتھ بالکل بھی نہیں۔۔

زرم کو بھلا کہاں برداشت تھا کہ وہ دونوں کھانا کھانے میں ذرا سی بھی کوتاہی کرے اسی لیے دونوں کو سخت وارننگ دیتے ہوئے کہا تھا۔۔
اور زلہ باقی سب کو کھانا کھانے میں مصروف دیکھ کر اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی پتہ تھا اسے کہ آرش بھی اس کے پیچھے ضرور آئے گا اور وہ آرش سے بات کرنے کے لیے ہی گئی تھی تاکہ اس سے پوچھ سکے کہ رخصتی اس نے اتنی جلدی کیوں رکھ لی۔۔

اور زلہ کو جاتے دیکھ کر آرش بھی جلدی سے اس کے پیچھے گیا تھا اور دونوں کمرے میں داخل ہو گئے اور زلہ نے کمرے کا دروازہ بند کیا تھا۔۔
اپنے رخصتی اتنی جلدی کیوں رکھی سب کو بتا بھی دیا اور مجھے ایک بار بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا اور زلہ نے ناراض ناراض سا چہرہ بناتے ہوئے کہا تھا۔۔

تو میری جان اب جب ہم دونوں راضی ہیں خوش ہے تو پھر رخصتی نہ
کرنے کی کیا تک بنتی ہے اچھا ہے نا تم میرے ساتھ رخصت ہو کر میرے
کمرے میں اجاؤ گی اور ہم اپنا ایک چھوٹا سا خوبصورت سا اشیانہ بسائیں گے
جس میں ہم دونوں اور ہمارے چھوٹے چھوٹے سے منی ورژن ہو گئے۔۔
آر ش خانزادہ نے اس کے قریب جاتے اپنا ایک ہاتھ اس کے کمر پر رکھتے
ہوئے اپنی باہوں میں بھرتے کہا تھا۔۔

اپ کو شرم نہیں اتی ایسی باتیں بولتے ہوئے بہت بے شرم ہیں اپ
چھوڑیں مجھے اپ سے بات ہی نہیں کرنی اور زلہ نے نروٹے پن سے کہتے
ہوئے اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانا چاہا تھا کیونکہ اب اس کا خانزادہ ٹریک سے
اتر رہا تھا۔۔

لیکن اپ کو ایک بار مجھ سے یہ بات بول تو لینی چاہیے تھی نا اگر اپ کا ارادہ
تھار رخصتی کا تو ایک بار مجھ سے بھی اجازت لے لیتے۔۔

اور زلہ ہنوز ناراض ابھی بھی تھی کیونکہ اس کا مدہ ہی یہی تھا کہ آرش نے اسے بتایا بھی نہیں اور سارے گھر والوں کو بتادیا اور سب کچھ اتنا ان فائن ہوا کہ سارے گھر والے بھی راضی ہو گئے تھے۔

یار میری جان میرا بھی پہلے کوئی ارادہ نہیں تھا میرا یہی ارادہ تھا کہ میں پہلے بابا سے بات کروں گا اس کے بعد ہی دادا سے بات کریں گے بابا خود ہی دادا سے بات کریں گے لیکن جب چاچو نے اپنے بیٹے کے لیے بات کی تو میرے اندر بھی جوش اگیا اور میرے بھی منہ سے نکل گیا ورنہ تم سے پوچھ کر میں بابا سے کہنے والا تھا اور پھر بابا دادا سے بات کرنے والے تھے اسی لیے یہ ساری کنفیوژن ہو گئی اچھا ام ریلی سوری اچھا نا میری جان۔

یار اور زلہ جان اب مان بھی جاؤ سوری بول تو رہا ہوں دیکھو کان بھی پکڑ لیے ہیں آرش خانزادہ نے اپنے کان اور زلہ کے سامنے پکڑتے کہا تھا۔

میں کیوں مانوں جب آپ مجھے باتیں نہیں بتاتے اور بعد میں سوری بولنا ہوتا ہے تو میں کیوں مانوں آپ کی بات میں بالکل بھی نہیں مانوں گی آپ

نے مجھے بتا کر اچھا نہیں کیا اور زلہ دل میں تومان گئی تھی ہونٹوں پر دبی دبی
سی مسکراہٹ لیے وہ اب اپنے خاندان کے کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھی
خود بیڈ پر بیٹھ کر شہزادی کی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ اب آرش کی
طرف دیکھ کر اس کے لیے کوئی اور سزا منتخب کرنے لگی۔

اچھا چلیں اب 20 مرتبہ اٹک بیٹھ کر کے دکھائے تبھی میں اب کا
سوری ایکسیپٹ کروں گی۔

اور زلہ نے اپنے خاندان کے طرف دیکھتے ہوئے شرارت بھرے انداز
میں کہا تھا۔

واقعی کیا تم نے میرے لیے یہی سزا منتخب کر کی ہے آرش خاندان کا تو

حیرت کے مارے برا حال تھا کیا اب وہ جس کا کاروبار پورے اسلام آباد کے
ساتھ ساتھ بیرون ملک میں بھی پہلا ہوا تھا اس کی گاڑیاں ہر جگہ استعمال کی
جار ہی تھی اتنے بڑے بزنس مین ہونے کے باوجود اپنی بیوی کو منانے کے
لیے وہ اٹھک بیٹھک لگاتا ہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا آرش خاندان۔

اب اور تو کر بھی کیا سکتا ہے بیوی کو منانا تو بہت ضروری ہے اگر وہ مانی
نہیں تو رخصتی نہیں ہوگی رخصتی نہیں ہوگی تو ہائے میں ترسہ ہوا خانزادہ ہی
رہ جاؤں گا اب اٹھک بیٹھک تو کرنے ہی پڑھیں گے۔۔

آر ش خانزادہ ہنوز دل میں خود کو سوسلو توں سے نوازتے ہوئے اب
معصوم سی شکل بنائیں اپنی بیوی کی طرف دیکھنے لگتا کہ وہ اس پر تھوڑا سا
ترس کھا کر اس کی سزا کم کر دے۔۔

اور زلہ جان میری خانزادی میری متائے جان پلیر مجھ سے اٹھک بیٹھک تو
نہ کرواؤ میری کیا عزت رہ جائے گی سارے لوگوں کے سامنے ویسے یہ
بات بھی ٹھیک ہے کہ میں صرف تمہارے سامنے ہوں تم نے کون سا کسی
کو بتانا ہے۔۔

آر ش خود ہی سوال کر رہا تھا اور خود کو خود ہی جواب دے رہا تھا اس وقت
صد مے کی حالت میں وہ کھڑا اسے خود بھی سمجھ نہیں رہا تھا دماغ ایسے تھا

جیسے شکڈ کی حالت میں لوگوں کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے یہی حال اس وقت
آر ش خانزادہ کا یہی حال ہو رہا تھا۔

نہیں اپ کو اگر مجھے منانا ہے تو اپنی یہی سزا پوری کرنی ہوگی اور اپ 20
بار اٹھک بیٹھک لگائیں گے تو ہی میں مانوں گی اس بار تو اور زلہ نے بھی دل
میں پکارا دہ کرتے ہوئے آر ش کو اٹھک بیٹھک لگانے کا سوچ ہی لیا تھا۔
او کے چلو ایسا ہے تو پھر ایسا ہی صحیح آر ش خانزادہ نے کہا تھا۔

ساتھ ہی وہ اٹھک بیٹھک لگانا شروع ہو گیا تھا اور زلہ اپنی انگلیوں پر گنتے
ہوئے اس کے اٹک بھٹک کو کاؤنٹ کرنے لگی آر ش خانزادہ کے پیر ٹوٹ تو
نہیں جائیں گے اپنی بیوی کے لیے اٹھک بھٹک کرنے کے لیے اور ویسے
بھی وہ اپنی بیوی کو منانا چاہتا تھا وہ اس کی خانزادی تھی اس کی متاع جان اس
کی پوری زندگی کا حاصل ذرا سے اٹھک بیٹھک اس کے لیے کرنی پڑے تو وہ
کیوں کر پیچھے رہتا اسی لیے پورے 20 اٹھک بیٹھک اس نے دو منٹ میں

ہی کمپلیٹ کرتے ہوئے اب اور زلہ کے پاس بیڈ پر جاتے بیڈ پر دھڑام سے
گر کر لیٹ گیا تھا ٹانگیں اس کی بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھی۔۔

اب تو مان گئی ہوں نامیری بیوی اب تو مجھ سے ناراض نہیں ہو آرش
خانزادہ نے اسے کمر سے کھینچ کر اپنے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹا دیا تھا اب آرش کے
ساتھ ساتھ اور زلہ کی ٹانگیں بھی بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھی اور وہ دونوں
لیٹے ایک دوسرے کے حصار میں دھک دھک کرتی دھڑکنوں سے ایک
دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

جی جی مان گئی ہوں میں بس اب چھوڑیں مجھے اور جائیں اپنے کمرے میں
زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے۔۔

اور زلہ نے ایک انی بروا چکاتے ہوئے آرش سے کہا تھا۔۔

ایسے کیسے چلے جاؤں اٹھک بیٹھک کی ہے میں نے اب مجھے میرا انعام تو
ضرور چاہیے آرش نے بھی بیڈ پر کوئی رکھتے ہوئے اس کے اوپر ایا تھا اور بنا
اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے گال پر زور سے لو باٹ بناتے ہوئے وہ

اس کے ماتھے کو بھی شدت سے چومتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھے اپنا
پورا وزن اس پر منتقل کیے لیٹ گیا تھا۔

آرش اٹھے میرے اوپر سے کیا کر رہے ہیں میرا سانس بند ہو جائے گا دو
منٹ تک کے تو اور زلہ اس کے حصار میں بالکل سٹل ہو کر لیٹی ہوئی تھی
اس کے دل کی دھڑکنیں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اور دل دھک دھک
کرنے لگا دو منٹ بعد اسے سانسوں کی کمی میں محسوس ہوئی تو آرش کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلاتے خود سے ہٹنے کے لیے کہا تھا۔

آرش نے بھی مسکراتے ہوئے اس کی کانپتی آواز سن کر اس کے اوپر سے
اٹھ گیا تھا اور ساتھ ہی دوبارہ سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اسے
اللہ حافظ کہتے وہ کمرے سے چلا گیا تھا۔

شکر ہے کہ اسانی سے جان چھوٹ گئی ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ اب اتنی جلدی
وہ کمرے سے نہیں جانے والے۔

اور زلہ نے شکر ادا کیا اور اٹھ کر کمرے کی لائٹس اف کرتے بیڈ پر اگئی
کمفرٹ اور ڈر کر دعائیں پڑھنے کے بعد وہ اپنی آنکھوں کو موند گئی تھی۔۔

— — —

سب اپنی اپنی پوزیشن سیٹ رکھوا اور جیسے ہی میں اٹیک بولو ویسے ہی سب
نے اندر جانا ہے سب ریڈی ہے۔۔

بصیر ایک بڑے سے گفانما گھر کے باہر کھڑا اپنے ٹیم کے ساتھیوں سے
بلوٹو تھ کے ذریعے کنیکٹ ہوتے بولا تھا۔۔

او کے سر ہم سب ریڈی ہیں۔۔

بصیر کی ٹیم میں تقریباً سات لوگ تھے جو ساتوں کے ساتوں ہی نہایت ہی
ٹرینڈ کردہ آرمی کے بیسٹ افسر میں سے تھے کیونکہ راکھا بھی تو ملک کی

جڑیں کو کلے کر رہا تھا اور وہ بھی خطرناک گینگسٹر تھا اسی لیے اس خطرناک گینگسٹر کو ختم کرنے کے لیے بیسٹ سے بیسٹ لوگوں کا انتخاب کیا تھا اور اس پوری ٹیم کو بصیر خان زادہ ہی لیڈ کر رہا تھا۔

اوکے جوان ون ٹو تھری اینڈ اٹیک بصیر کے اٹیک بولنے کی ہی دیر تھی کہ ساتوں کے ساتوں آرمی ٹیم کے نوجوان بلیک کلر کے پین کوٹ میں ملبوس چہرے پر ماسک کے ساتھ ساتھ حفاظتی تدابیر پہنے اس گفانما گھر کے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

وہ گفانما گھر اندر سے بالکل بھول بھلیاں جیسا تھا دروازے تک پہنچنے کے لیے آپ کو سات سے اٹھ راستوں کا انتخاب کرنا تھا اور وہ واقعی میں ہی سارے آرمی کے نوجوانوں کے سر کا درد بن گیا تھا کیونکہ دروازے تھا ہی نہیں۔۔

اگر وہ لوگ ایک گلی جاتے تو ان کو دوسرا سرا نظر آ جاتا اور اگر وہ کوری ڈور میں جاتے تو وہ لاونج میں نکل آتے ابھی تک ادھا گھنٹہ ہونے کو یا تھا لیکن

ان لوگوں نے ایک کمرہ بھی ڈھونڈا نہیں تھا اور نہ ہی اس گفانما گھر میں
انہیں کوئی زی روح نظر آ رہا تھا۔

کمانڈر سب میری بات غور سے سنیں بصیر خان زادہ نے بلوٹو تھ کے ذریعے
دوبارہ سے اپنے چھ ساتھیوں کو پیغام پہنچانا چاہا تھا۔

یس سر بولیں وہ چھ کے چھ لوگ ایک زبان ہو کر بولے تھے۔

اپنے اس پاس کوئی ایسی چیز ڈھونڈیں جس سے دیواروں پر نشان بنایا جاسکے

اگر آپ لوگ ایک راستے کو کراس کر رہے ہیں تو اس دیوار پر نشان بنائیں

تاکہ دوبارہ اگر آپ لوگ اسی جگہ پہنچیں تو آپ لوگوں کو پہلے سے ہی پتہ ہو

کہ یہ جگہ میں آکر دیکھ چکا ہوں تو نئی جگہ پر پہنچنے کی کوشش کریں یہ صرف

ٹریپ ہے ہم لوگوں کو پھنسانے کے لیے ضرور یقیناً اندر بڑی سازش اور

پلاننگ چل رہی ہوگی۔

بصیر نے سب کو حکم دیا تو سب ہی اپنے اس پاس کوئی ایسی چیز ڈھونڈنے لگے جس سے ایک نشانی بنائی جاسکے کہ وہ لوگ ادھر دوبارہ نہیں آئیں گے ایک راستے سے گزرنے کے بعد۔۔

اور بصیر کے اس ایڈیانے واقعی میں ہی کام کر دکھایا تھا اب سبھی اہستہ اہستہ اپنی منزل کی طرف دوبارہ سے روانہ ہو گئے تھے۔۔

ڈیڑھ گھنٹے کے تلاش کے بعد آخر کار ان لوگوں کو ایک بیسمنٹ کا دروازہ مل ہی گیا تھا اور وہ ساتوں کے ساتوں ایک ہی ساتھ اس بیسمنٹ کے دروازے تک پہنچے تھے سب کے چہرے پر ہی فتح مند مسکراہٹ تھی جیسے کہ بہت کچھ پالینے کا جنون ہوا اپنے ملک کے لیے جان دینے اور لینے کا جنون۔۔

اللہ اکبر۔۔

سب نے بیک وقت نعرہ لگایا اور اگلے ہی پل وہ لوگ اس بیسمنٹ کے چاروں طرف پھیل گئے تھے کیونکہ سب کو پلیننگ کر کے ہی اندر جانا تھا

کوئی نہیں جانتا تھا کہ اندر کتنے لوگ ہو سکتے ہیں اندر چاہے تو ڈیڑھ سو کے
زائد لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور اندر چاہے تو ایک شخص بھی ہو سکتا ہے۔
بیسمنٹ کے پیچھے کے دروازے کی طرف جاتے ہوئے بصیر خانزادہ کو
ایک چھوٹی سی کھڑکی نما سوراخ نظر آیا تھا جو کہ نہایت ہی اوپر بھی تھا اور
بہت چھوٹا بھی تھا لیکن اتنا واضح ضرور تھا کہ اندر کی حالت کیا ہے اور کتنے
لوگ ہیں وہ باسانی دیکھا جاسکے۔

بصیر خانزادہ اب اوپر جانے والی پائپ کے ذریعے اہستہ اہستہ سے چھڑتا اور
روشن دان کے پاس خود جانے میں مدد کر رہا تھا۔
آخر کار روشن دان کے قریب پہنچتے ہوئے اس نے اندر جھانکا تو اگلے ہی
پل دوبارہ سے اپنی آنکھوں کو زور سے مچھتے ہوئے وہ دوبارہ سے روشن دان
سے اپنا سر نکال چکا تھا۔

اندر راکھانہ زیبہ حالت میں ایک لڑکی کے ساتھ بستر پر لیٹا اپنا بستر گرم کر
رہا تھا۔

بصیر خانزادہ کا دل چاہا کہ ابھی اور اسی وقت اندر جائیں اور راکھا کو گولیوں سے بھون دے لیکن نہیں اسے اپنا ٹیمپر لوز نہیں کرنا تھا اسے تو اندر جا کر اسے پکڑنا تھا بالکل صحیح سلامت اور اس کے بعد اسے ریمانڈ پر رکھنا تھا اور اسے ایسی ایسی اذیتوں سے نوازنا تھا جو اذیتیں وہ معصوم بچیوں کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کے گنہگاروں کا ساتھ دینے پر ہونا تھا۔

اندر بہت سارے اور بھی لوگ تھے لیکن راکھا کو بالکل بھی شرم محسوس نہیں ہو رہی تھی ان کے سامنے بالکل انڈریس ہو کر۔

اندر اتنے سارے لوگ بھی نہیں تھے کہ بصیر اور اس کی ٹیم اندر بیٹھے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہوتے۔

اگلے ہی پل بصیر خانزادہ نے اپنی ٹیم کو اٹیک کرنے کا کہا اور چھ نوجوانوں نے ایک ساتھ ہی بیسمنٹ کے دروازے پر گولیوں کی تر تراہٹ کر دی تھی جس سے اندر بیٹھے لوگوں کی بوکھلاہٹ دیکھنے کے قابل تھی بصیر خانزادہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

آخر وہ لوگ آرمی والے تھے آرمی کے سب سے بیسٹ جوان سب سے
بیسٹ سیکرٹ ایجنٹ سب سے بیسٹ ٹریننگ اور سب سے سخت اصولوں
کے بعد جا کر انہیں یہ عہدہ نصیب ہوا تھا آخر دشمن کے چہرے پر ان
لوگوں کو دیکھتے ہوئے اتنا خوف تو لازمی تھا جو بصیر خانزادہ اندر بیٹھے سارے
لوگوں کے چہروں پر محسوس کر سکتا تھا۔

اس وقت بصیر خانزادہ نیچے نہیں اتر سکتا تھا وہ ادھر روشندان سے ہی سارا
سب کچھ دیکھنا چاہتا تھا آخر وہ اپنی ٹیم کالیڈر تھا اور اس نے اپنی ٹیم کو
سپورٹ بھی کرنا تھا پیچھے سے رہ کر وہ ساری ٹیم کو سپورٹ کر رہا تھا۔
تاکہ اگر کوئی بھی اندیکھی انکھ انہیں گولی مارنے کی کوشش کرے تو اوپر
سے بصیر خانزادہ کو دکھائی دے اور وہ انہیں اپنی ٹیم کے ساتھی کو نقصان
پہنچانے سے پہلے ہی ڈھیر کر دے۔

اندر ہوئے مقابلے کو دیکھنے پر بصیر خانزادہ کے چہرے پر فخر سا بھرا تھا اپنی
ٹیم کو اس قدر مضبوطی سے لڑتا دیکھ کر ہر ایک کو شکست سے گراتا دیکھ کر

اسے فخر کیوں نہ ہوتا فخر سے اس کا سینہ چوڑا ہو گیا تھا سب کو ہی لیڈ ہی وہ کر رہا تھا تو کیوں نہ وہ اپنے ٹیم کے ساتھیوں پر فخر کرتا اس وقت اس کی فیلنگ ایسے تھی جیسے باپ اپنے بیٹے کی کامیابی پر خوش ہوتا ہے۔۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی ٹیم کے ساتھیوں نے راکھا کو زنجیروں سے باندھتے ہوئے باہر بیسمنٹ سے نکالا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بیسمنٹ سے باہر کی طرف بڑھتا دیکھ کر بصیر بھی اوپر روشندان سے نیچے اگیا تھا اور اب وہ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر راکھا کو فتح مند بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

امید ہے کہ اسندہ تمہارا عبرت ناک انجام دیکھ کر کوئی بھی ہمارے ملک کا بڑا شخص ہماری ہی ملک کی جھڑیں کو کلی نہیں کرے گا اور نہ ہی غداروں کے ساتھ مل کر اپنے ملک کی معصوم سی بچوں پر ظلم ڈھائے گا۔

اور تمہاری وہ غدار بیٹی کہاں پر ہے اس کا بھی انجام ہونا باقی ہے دیکھتے جاؤ اگے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی

ہمارے ہی ملک پر کالک کا نشان ملنے کی آگے دیکھو آپ کے ساتھ ہوتا ہے کیا
راکھا بھائی بصیر خانزادہ نے اس کے قریب جاتے کان میں سرگوشی نما آواز
میں کہا اور ساتھ ہی اپنے نوجوانوں کو ساتھ لیے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا تھا
نہیں جانتا تھا کہ یہاں سے فتح مندی حاصل کرنے کے بعد گھر جا کر وہ
ہارنے والا ہے۔۔

[~~~~~]

بصیر خانزادہ نے سب سے پہلے راکھا کو ہیڈ کو آڑ لے جا کر چھوڑا اور اسے
سخت سکیورٹی کے بیچ رکھ کر وہ اب اپنے سینئر سے کچھ ضروری باتیں
کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف خوشی خوشی نکل پڑا تھا اس خوشی کی خبر کو
وہ اپنے دادا کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے پورے گھر میں دادا
کے علاوہ کسی کو بھی خبر نہیں تھی کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔۔

بصیر خانزادہ خوشی خوشی حویلی میں داخل ہوا تھا لاؤنج میں داخل ہوتے
ہی سب کے سٹریٹ اور سنجیدہ سے چہرے کو دیکھ کر اسے ایک پل کے لیے

عجیب بھی لگا تھا لیکن اپنی خوشی میں وہ ساری سوچوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے
جلدی سے جا کر اپنے دادا کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

زربش کی سرخ سرخ سی انکھیں دیکھ کر اس کی نظر جیسے ہی زربش پر پڑی
ایک پل کے لیے تو اس کا دل ہی بیٹھ گیا تھا۔

کیا ہوا ہے میری جان اپ کو سب کچھ ٹھیک تو ہے نا زربش میری طرف
دیکھو زربش میری جان مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو تمہاری انکھیں
اتنی سرخ کیوں ہیں بصیر خان زادہ تو پل میں ہی تڑپ کر رہ گیا تھا۔

اس کی جان سے پیاری بیوی کی انکھیں اتنی سرخ تھی جیسے وہ نہ جانے کتنے
ٹائم سے رو رہی ہو اور اس وقت تو اسے اپنی خوشی بھی یاد نہیں تھی کہ کتنی
بڑی کامیابی اس کے نام ہوئی تھی ساری خوشی کو بلائیے وہ اپنی بیوی کے
لیے نیچے کارپٹ پر بیٹھا اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اس سے
اس کی رونے کی وجہ استفسار کر رہا تھا۔

اس کے نرم لہجے پر زربیش کو مزید رونا یا تھا اور زربیش نے اپنی انگلی
دوسرے صوفے کی سمت کرتے ہوئے اسے پیچھے دیکھنے کے لیے کہا تھا لفظ
تو جیسے اس کے منہ سے نکلنے سے انکاری تھی بصیر خانزادہ نے بھی اس کے
ہاتھوں کے اشاروں کی سمت دیکھا تو وہ بالکل سٹل رہ گیا تھا۔
یہ لڑکی کیا پہلے اس کی زندگی میں کم زہر گول کر گئی تھی کہ اب وہ دوبارہ
سے اپنی شکل لے کر حویلی کے اندر آگئی تھی۔

گارڈز گارڈز کہاں پر ہے کہاں ہیں حویلی کے گارڈز؟؟

بصیر خانزادہ نے ایک ہی بار میں دھاڑتے ہوئے ساری حویلی کی درود یوار کو
لرزا کر رکھ دیا تھا۔

زربیش جو اس کے پاس ہی بیٹھی تھی اچانک سے ڈر کر وہ صوفے پر اچھلی
تھی۔

اس کا ڈرنا محسوس کرتے بصیر خانزادہ نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ دباتے
دیتے ہوئے اسے جیسے تسلی رکھنے کے لیے کہا تھا۔

بصیر خانزادہ کے غصے سے توہر کوئی واقف تھا بچپن سے ہی اس کا غصہ ایسے ہی تھا اسے ذرا سی بات پر غصہ اتا تھا لیکن جب چھوٹی بات ہوتی تھی تو غصہ اتنا زیادہ بڑھتا نہیں تھا اور آج کئی سالوں بعد اس کے غمیض و غضب کے غصے کو دیکھتے ہوئے سارے حویلی والے ہی حیران رہ گئے تھے۔۔

روحان اس وقت اپنے کمرے میں تھا لیکن مہزلہ وہیں زرم کے پاس ہی کھڑی تھی۔۔

اچانک سے بصیر خانزادہ کے اتنی تیز دھاڑ سنتے ہوئے وہ بری طرح سے اپنا چہرہ زرم خانزادہ کے سینے میں چھپا گئی تھی بنا کسی کی پرواہ کیے اس وقت وہ تھر تھر کانپتی ہوئی زرم کے سینے سے لگی ہوئی تھی زرم خانزادہ اس کی پیٹ کو سہلاتے ہوئے گھور کر بصیر کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی دھاڑ کی وجہ سے اس کی بیوی ڈر گئی تھی۔۔

ہاتھوں اور پیروں پر مہندی لگائی ہوئی ہے کیا جو کسی کو بھی گھر میں ہی منہ اٹھا کر گھسنے دیتے ہو۔۔

بصیر خانزادہ کی ایک ہی دھاڑ پر سارے ملازم گھر کے باہر ہی جمع ہو گئے
تھے کیونکہ کسی بھی ملازم کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی اسی لیے
بصیر خانزادہ نے دوبارہ سے اتنی تیز آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا تھا کہ ان
سب کو بھی آواز سنائی دی تھی۔۔

اب کی بار باقاعدہ مہزلہ کی انگلیوں سے انسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔
زرم نے اسے یوں ہی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے جلدی سے اسے اندر
کمرے کی طرف لے کر بڑھ گیا تھا۔

ورنہ اسے پچھلی بار کا قصہ معلوم تھا کہ بصیر اور زرش کی لڑائی کے بیچ وہ
گاڑی میں بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

خوف کی وجہ سے اسی لیے دوبارہ اس کی جان پر کوئی بھی رزسک لیے بغیر
وہ جلدی سے اسے اوپر کمرے کی طرف لے کر بڑھ گیا تھا۔

بصیر بیٹا کیا ہو گیا ہے اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو آرام سے بیٹھو بیٹھ کر بات
کرو۔۔

دادا جی نے جلدی سے کھڑے ہو کر اپنے لاڈلے پوتے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جس کا اس وقت غصے کی زیادتی کی وجہ سے پورا چہرہ ہی سرخ ہوا پڑا تھا۔

کیسے چپ بیٹھ جاؤ دادا اپ دیکھ رہے ہیں میری بیوی کی حالت دیکھیں رو رو کر اس نے اپنی آنکھیں سو جالی ہے اس کا جواب مجھے کون دے گا اتنی تکلیف اور اذیت جو اس نے سہی ہے اس کا جواب کون دے گا ان ملازموں کی تو میں چمڑی ادھیڑ دیتا ہوں ان کی ہمت کیسے ہوئی اس لڑکی کو گھر کے اندر داخل کرنے کی۔

اور نکلویہاں سے تم یہاں پر بیٹھے بیٹھے کیا کر رہی ہو اب کی بار نصر خان زادہ نے اپنے غصے کا نشانہ انا بیہ کو بنایا تھا جو سب کے سامنے بیٹھی جھوٹے موٹے انسو بہاتے ہوئے سب کی ہمدردیاں بٹور رہی تھی۔

بصیر ارام سے بات کر چیخنے سے کچھ بھی نہیں ہو گا چپ کر کے بیٹھ اور بیٹھ
کر بات کر اب میں تیری اونچی آواز نہ سنو اس بار آرش نے اگے ہوتے
بصیر کو پیچھے کی طرف دکھلتے اسے زربش کے ساتھ ہی صوفے پر بٹایا تھا۔
لالا میں کیسا چپ بیٹھ جاؤں اپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ کیا تماشہ لگا ہوا ہے
اور اس لڑکی کو اس گھر کے اندر داخل ہونے کی ملازموں کی ہمت ہی کیسے
ہوئی کہ اس کو گھر کے اندر آنے دیا میں ان سب کو چھوڑوں گا نہیں۔
اس بار بصیر خان زادہ نے اپنے آواز کو قدرے دھیمّا بناتے ہوئے کہا تھا لیکن
اس کے غضب غضب کا نشانہ حویلی کے ملازم ہی بننے والے تھے اور یہ
بات سب کو ہی نظر آرہی تھی۔

تو یہ لڑکی ڈیکلیئر کر رہی ہے کہ یہ تیری بیوی ہے اسی حیثیت سے ملازم
نے اسے گھر کے اندر آنے کی اجازت دی تیری غلطی ہے تجھے ہی سب سے
پہلے سب لوگوں پر اس کے اور اپنے رشتے کی حقیقت کو آشکار کرنا چاہیے
تھا۔

آر ش خانزادہ نے بصیر خانزادہ کے کان میں تقریباً سرگوشی نما آواز میں کہا
تو بصیر خانزادہ نے انکھیں کھولتے حیرت سے اپنے لالا کی طرف دیکھا تھا کیا
انہیں معلوم تھا کہ وہ کیا کام کرتا ہے اور اس کی بیوی صرف اور صرف
زربیش ہے انا بیہ نہیں۔۔

چل اب اتنا حیرت سے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے بھائی ہے تو میرا چھوٹا
تیرے بارے میں ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی چیز کے بارے میں مجھے علم ہے
جانتا ہوں کہ تو سیکرٹ ایجنٹ ہے اور آج اس کے باپ کو ہی اریسٹ کر کرایا
ہے اسی لیے یہاں پر اکڑرامہ کریسٹ کر رہی ہے اب جلدی سے سارے
گھر والوں کو سچ بتادے بصیر خانزادہ کی حیرت سے کھلی ہوئی آنکھوں کو اپنی
انگلی سے بند کرتے ہوئے آر ش نے بصیر سے کہا تھا۔۔

بصیر خانزادہ نے بھی ہاں میں سر ہلاتے ہیں اپنے دادا کی طرف دیکھا تھا اور
دادا کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے بصیر نے دادا سے جیسے کہا کہ وہ ہی سب

کو ساری سچائی بتادے اور اس لڑکی کو یہاں سے چلتا کرے کیونکہ مزید اب وہ اس لڑکی کو یہاں پر اکر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

زربیش تم میرا یقین کرو یہ انسان تمہیں دھوکہ دے رہا ہے میں خود بھی پریگنٹ ہوں اور یہ انسان میرے ساتھ دھوکہ کرنے کے بعد اپنی ہوس پوری کرنے کے بعد اب میرے بعد تم سے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے تمہاری طرف آیا ہے ورنہ تم خود سوچو جو انسان تم سے بچپن سے ہی نفرت کرتا آیا ہے وہ پل میں ہی بدل کر تم سے محبت کیسے کر سکتا ہے اور شادی کیوں کرے ضرور اس کے پیچھے اس انسان کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔

اس سے پہلے کہ دادا جی اپنی بات کہہ کر سارے گھر والوں پر حقیقت آشکار کرتے انابہ جلدی سے زربیش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی اور احتیاطا تھوڑی سی پیچھے کی طرف کسکی تھی کہ کہیں وہ غصے کا تیز خانزادہ اس پر ہاتھ نہ اٹھالے۔

اس بار بصیر خانزادہ نے انابیہ کی باتوں کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس کی طرف دیکھا تھا وہ محض زرش کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ وہ اٹھ کر اس لڑکی کو کیا جواب دیتی ہے لیکن اس کا یقین تو اس وقت پاش پاش ہو کر رہ گیا تھا جب زرش اہستہ سے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چپ چاپ چلتی چلی گئی۔

ایسا بصیر خانزادہ اور باقی گھر والوں کو لگا تھا لیکن اسے کچن کی طرف جاتا دیکھ کر سب یہ حیران ہو گئے تھے کہ وہ آخر کچن کیوں گئی ہیں۔ اور تقریباً ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ زرش خانزادی اپنے ہاتھ میں بڑی سی چھری پکڑے انابیہ کی طرف بھاگتے ہوئے آئی تھی۔

اور پل میں ہی اس سے پہلے کہ اس کی طرف بڑھتی بصیر خانزادہ نے پھرتی سے اگے بڑھتے اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈالتے اسے زمین سے اوپر اپنی گود میں اٹھالیا تھا اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بصیر خانزادہ نے

اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اور خود کو کوسا بھی تھا کہ وہ نہ جانے کیا سوچ بیٹھا تھا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے شوہر کے بارے میں ایسے گھٹیا الفاظ بولنے کی تمہاری تو میں جان اپنے ہی ہاتھوں سے لوں گی اور کس بیس پر تم پریگنٹ ہو مجھے بھی ضرور بتاؤ میں بھی تو دیکھوں۔۔

زریش تمہارے دماغ خراب ہو گیا ہے چھوڑو اسے یہ کیا حرکت ہے میری جان کیوں خود کو قاتلوں میں شامل کرنا ہے پھینکو اسے۔۔

نائلہ بیگم تو اپنی جان سے پیاری بیٹی کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے چھری لے کر سائیڈ پر کر چکی تھی۔۔

بصیر خانزادہ اس کے کندھے پر سر رکھ سب سے اپنی مسکراہٹ کو چھپا رہا تھا اسے اس وقت شدید ہنسی آرہی تھی وہ جانتا تھا کہ زریش اس کی دیوانی ہے اس کے لیے پاگل ہے اس کے پیار میں ہر حد سے گزر جانے کی ہمت رکھتی ہے لیکن اس کا جنون اس حد تک بڑھ جائے گا کہ وہ اس لڑکی کو

مارنے کے لیے چاکو تک کچن سے لے آئی تھی اور یہی بات بار بار بصیر کو
مسکرا نے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

بصیر تم کھڑے کھڑے مسکرا کیوں رہے ہو ر کوزریش کو اور دور لے کر
جاؤ اس لڑکی سے میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی کسی مشکل میں پھنسے اس بار
نائلہ بیگم نے اپنے بیٹے کو مسکراتے دیکھ کر غصے سے اسے دور جانے کا حکم
دیا تھا۔۔

او کے او کے بصیر خان زادہ نے کہا اور زریش کو اپنے ساتھ لا کر انا بیہ سے
کافی فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

بصیر اپ چھوڑیں مجھے اس لڑکی کا میں خون کر دوں گی آج اس کی ہمت
کیسے ہوئی اتنی گھٹیا الفاظوں سے آپ کو بلانے کی آخر یہ کس بیس پر آپ کو
اتنے گندے الفاظوں سے نواز رہی ہے چلتا کریں اس کو میرے گھر سے
ورنہ اگلی بار مجھے نہیں پتہ کہ میرے جنونیت میں میں آپ کا ہی قتل نہ
کروں لے کر جائے یہاں سے۔۔

زربش خانزادی بے تحاشہ غصہ ہوتے ہوئے بصیر خانزادہ سے کہہ رہی تھی۔۔

اوکے میری جان تم اتنی ٹینشن کیوں لیتی ہو میں ہوں نا اسے یہاں سے لے جانے کے لیے باقی تم بالکل بھی پریشان نہ ہو میں ابھی اپنی ٹیم کے ساتھیوں کو فون کرتا ہوں ویسے بھی یہ بہت گنہگار ہے اور اس کے خلاف میرے پاس ثبوت بھی ہے اسے ابھی کے ابھی میں اندر کروادیتا ہوں بصیر کے ان الفاظ کو سنتے ہوئے آرش ملیار بصیر اور دادا کے علاوہ سب نے ہی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا کہ وہ کون سی ٹیم کی بات کر رہا ہے۔۔

یار ابھی صبر کریں دادا اپ لوگوں کو ساری بات سے اگاہ کر لیں گے پہلے مجھے اس غدار لڑکی کو پکڑنے دے۔۔

بصیر خانزادہ نے سب کی حیرت بھری نظروں کو خود پر محسوس کرتا دیکھ ان سے کہا تھا۔۔

اور اگلے ہی پل بصیر خان زادہ نے اپنی ٹیم کے ساتھیوں کو فون کرتے ہوئے انہیں جلد از جلد اپنے گھر پہنچنے کا کہا تھا اور انابیہ کو بھی اپنی حراست میں لیتے ہوئے اسے باہر کی طرف لے کر چلا گیا تھا وہ لڑکی اس قابل ہی نہیں تھی کہ اس کے ساتھ عزت والا سلوک کیا جاسکے۔

اس کی زندگی میں وہ دوبارہ سے زہر گھولنے پہنچ گئی تھی یہ بات بصیر خان زادہ بالکل بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

پہلے کی بات اور تھی جب وہ اس کی زندگی سے چلی گئی تھی تب زریش خانزادی اس سے منسلک نہیں تھی اور ابھی زریش خانزادی اس کا جنون اس کا عشق اس کے ساتھ منسلک تھا اس کی وجہ سے زریش کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اور اس بات کی سزا بھی وہ انابیہ کو دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا۔

ملیار خانزادہ کمرے کے اندر داخل ہو کر عنایہ کے چہرے پر بے چینی کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

جی وہ کمر میں بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔

عنایہ نے روہانسے لہجے میں کہتے نچلے لب کو مروڑتے ہوئے رونے کی تیاری پکڑی تھی۔

تو میری جان اس میں رونے والی کیا بات ہے۔

ادھر او میں اپ کی کمر میں مساج کر دو۔

ملیار خانزادہ نے پیار سے کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آڈانے والی نمی کو پیار سے اپنے انگوٹھے سے صاف کیا تھا۔

اب نہ جائیں ناپتہ نہیں کیوں مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا پ چلے جائیں گے تو میرا خیال کون رکھے گا۔

آخر عنایہ نے وہ بات اپنے لبوں پر لے ہی اتی تھی جس کے لیے وہ ملیار کو منانے کا عہد خود سے کیے ہوئے تھی۔۔

میری جان یہ بہت ہی ضروری کیس ہے صرف دودن کی ہی تو بات ہے ایبٹ آباد جانا ہے اور دودن گزار کر میں نے واپس بھی ا جانا ہے اگر اتنی ایمر جنسی نہ ہوتی تو میں خود بھی جانے سے منع کر دیتا لیکن جانا ضروری ہے نامیرا بچہ سمجھنے کی کوشش کرو۔۔

ملیار خانزادہ ہنوز پیار سے اس کے مومی سے سفید گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

لیکن میری طبیعت بھی تو ٹھیک نہیں ہے عنایہ کسی بھی طور پر اس کی بات کو ماننا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

بالکل ٹھیک ہے میری جان اپ کی طبیعت بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی سارے گھر والے اپ کے ساتھ ہوتے تو ہیں بس صرف دودن کی ہی بات ہے پلک چپکتے ہی یہ دودن گزر جانے ہیں

اور اس کے بعد میں آپ کے پاس واپس جاؤں گا ٹھیک ہے یہ بات سمجھنے کی
کوشش کرو میرا اچھا بچہ ہونا ملیار خانزادہ ہنوز اسے پیار اور نرمی سے ہی ڈیل
کر رہا تھا جانتا تھا کہ ابھی اس کے موڈ سونگنز ہی ایسے ہیں کہ کبھی رونا شروع
کر دیتی ہے تو کبھی رات کے دو بجے اٹھ کر کچھ بھی کھانے کے لیے مانگتی
ہے یہ پیریڈ ملیار خانزادہ بالکل بھی مس نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کیا کرتا جانا
بھی ضروری تھا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں پتا اگر آپ یہاں سے چلے گئے اور دو دن بعد واپس
ائے تو میں آپ سے بات ہی نہیں کروں گی۔

عنا یہ نے اب کی بار روتے ہوئے ملیار خانزادہ کو بے بس کیا تھا۔

اگر تم اسی طرح روتی رہی تو میں کام پر کیسے جاؤں گا یار۔

ملیار خانزادہ اس کے انسوپیار سے صاف کرتے ہنوز اسے نرمی سے ہی
ٹریٹ کر رہا تھا۔

میں نہیں جانتی بس مجھے آپ اپنے پاس ہی چاہیے ہو۔

عنایہ نے انسو بھری آنکھوں سے ملیار خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
ساتھ ہی اس کا ہاتھ جو اس کے گال پر رکھا تھا وہاں سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں
میں لیتے ہوئے بہت ہی مان سے بولا تھا۔

یار عنایہ میں نے کام پر بھی تو جانا ہو گا نا ایسے کیسے میں تمہارے پاس بیٹھ
سکتا ہوں۔

میرا یقین مانو میں تمہارا یہ مان تمہارا یہ بھروسہ کبھی بھی ٹوٹنے نہیں دیتا
اگر یہ کیس اتنا امپورٹنٹ نہ ہوتا تو۔

خود سمجھنے کی کوشش کرو لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کیا تم نہیں چاہتی
کہ اس معصوم کو انصاف ملے۔

اور اس کے قاتل کو ڈھونڈ کر میں اسے سزا دلوا سکوں میری جان مجھے
جانے دو صرف دو ہی دن بعد میں واپس آ جاؤں گا۔

عنایہ کو پتہ نہیں کس بات کا ڈر تھا کہ وہ ہنوز روتے ہوئے ملیار کو خود سے
دور جانے نہیں دے رہی تھی۔

اور ویسے بھی اڑتے اڑتے ہوئے خبر اس کے کانوں تک پہنچ ہی گئی تھی کہ
ار باز خان گاؤں میں دوبارہ سے اپنے گندے قدم رکھ چکا ہے۔۔

عنایہ کو بس خوف ہی خوف ستایا جا رہا تھا اور یہ دن تو تھے ہی ایسے کہ ہر
وقت بے فالتو کی سوچے اپنے ذہن پر سوار کرتی وہ ملیار کو بھی اپنے ساتھ
ساتھ پریشان کیے رہتی تھی۔۔

میری جان تو کیا کہنا ہے اپ کا عنایہ جو گہری سوچوں میں گم تھی دوبارہ سے
ملیار کی طرف متوجہ ہوئی تھی اس کے ہلانے پر۔۔

تو کوئی اور چلا جائے پورا پولیس اسٹیشن خالی ہو گیا ہے کیا یا پھر اپ بیسٹ
افسر ہیں کیا کوئی اور نہیں جاسکتا کیا اپ کے بدلے۔۔

عنایہ کا دل ویسے ہی آج کل بہت ہی زیادہ گھبراتا تھا اور اسے گھبراہٹ اور
خوف میں وہ ملیار کو خود سے دور ہی جانے نہیں دے رہی تھی۔۔

عنایہ ایسا نہیں ہوتا تمہیں بات سمجھ کیوں نہیں آرہی میں کب سے تمہیں
سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ کیس بہت ضروری ہے اگر اتنا

ضروری کام بیچ میں نہیں آتا تو میں تمہیں کیوں چھوڑ کر جاتا حالانکہ مجھے پتہ ہے کہ تم کس حالت میں ہو اور اس حالت میں تمہیں سب سے زیادہ میری ہی ضرورت ہوتی ہے۔۔

ملیار نے اس بار ذرا ساخت لہجہ اپناتے ہوئے عنایہ سے کہا تھا اور اس کے بس سخت لہجہ اپنانے کی دیر تھی عنایہ کے رکے ہوئے انسود و بارہ سے نکل ائے تھے۔۔

ٹھیک ہے اپ چلے جائیں۔۔

عنایہ نے بنا کچھ کہے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا اور ساتھ ہی بیڈ پر لیٹتے ہوئے اپنے اوپر کمفرٹر اوڑھے اس کی طرف سے کروٹ لیے لیٹ گئی تھی۔۔

ملیار جانتا تھا کہ وہ اب اس سے ناراض ہو گئی ہے اور وہ اب بات بھی نہیں کرے گی لیکن وہ کیا کرتا کیس بھی تو ضروری تھا اگر ضروری نہیں ہوتا تو وہ کیوں کر اس کو چھوڑ کر جاتا ہے یہ ذرا سی بات عنایہ سمجھ نہیں رہی تھی۔۔

اب ایسے ناراض رہ کر شوہر کو گھر سے رخصت کرو گی؟؟

دودن کے لیے چلو میرا بچہ جلدی سے اٹھو اور مجھے سی اف کرو نیچے چلتے ہیں۔۔

ملیار نے اس کے بازو پر اپنا چہرہ رکھتے ہوئے کہا تو عنایہ کی سسکیاں مزید کمرے میں گونجنے لگی جسے سنتے ملیار خانزادہ نے بے بسی سے آنکھیں میچھی تھی وہ کیا کرتا اسے سمجھ نہیں رہا تھا وہ تو بری طرح سے پس گیا تھا۔
ٹھیک ہے اگر کیس اتنا ضروری ہے تو اپ جائیں لیکن مجھے ساتھ لے جائیں پھر۔۔

عنایہ نے ایک اور بات کہی جیسی ہی ذہن میں سوچی تو اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی اور جلدی سے ملیار سے کہتے ہوئے وہ اس کی طرف دوبارہ سے امید لیے لہجے میں کہنے لگی۔۔

ہاں میری جان یہ بات سوچی جاسکتی ہے لیکن وہاں جانا خطرے سے خالی بھی نہیں ہوگا کیونکہ وہاں کا موسم بھی ٹھنڈا ہے اس وقت اور۔۔۔
اور اور کیا؟؟؟ عنایہ نے بے چینی سے دوبارہ سے ملیار کو رکتے دیکھ کہا تھا۔۔

چلو ٹھیک ہے تم بھی اپنے دو سے تین کپڑے میرے اس بیگ میں ڈالو
تب تک میں بابا اور مورے لوگوں کو بتا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ میری
بیوی بھی جا رہی ہے ٹھیک ہے میری جان اور اب دوبارہ سے رونا نہیں۔۔
ملیار خانزادہ نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے رونے والی بات پر سخت تنبیہ
کرتے نظروں سے دیکھا تھا۔۔

ملیار خانزادہ کا یہی سوچنا تھا کہ وہ اس کا شوہر ہے اور وہ اس کی وہاں جا کر
حفاظت کر سکتا ہے اور کچھ وہ عنایہ کی ضد کی وجہ سے بھی مجبور تھا۔۔
وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ خوشی خوشی جس سفر کا وہ لوگ آغاز کرنے
والے تھے اس میں اگے جا کر ان کے لیے صرف اور صرف پریشانیاں ہی
تھیں۔۔ عنایہ جو اس خوف سے گاؤں سے جانا چاہتی تھی کہ ارباز خان گاؤں
اگیا ہے اور وہ بالکل بھی نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس گاؤں میں اب ایک پل
کے لیے بھی رہیں۔۔

اور ملیار تو اسے صرف اور صرف اس کی ضد کی وجہ سے لے کر جا رہا تھا
ورنہ اسے تو تھا کہ وہ سب گھر والوں کے ساتھ اسانی سے دو دن گزار لے
گی وہاں جا کر وہ اکیلا ہو گا اور اپنے کیس میں بھی پھنس جائے گا اسی لیے وہ
اسے لے کر بھی نہیں جا رہا تھا اور نیچے جا کر وہ بابا اور مورے لوگوں سے
بات کرنے والا تھا تا کہ وہ عنایہ کو اپنے پاس ہی روک لے وہ عنایہ کی
طبیعت پر بالکل بھی رز سک نہیں لینا چاہتا تھا۔

او کے اپ جائیں نیچے سب کو بتائیں تب تک میں جلدی سے اپنے کپڑے
بھی رکھ لیتی ہوں۔

عنایہ نے خوشی سے کہتے ہوئے بیڈ سے اترتے کہا تھا اور ملیار نے اسے
گھورے ہوئے دیکھا تھا جو ابھی تک کمر درد کا رونا رو رہی تھی اور اب اس
کے لے جانے والی بات پر اس کا چہرہ کتنی جلدی چمک اٹھا تھا۔

ارام سے میری جان کیا کر رہی ہیں اب ملیار نے جلدی سے اسے ٹوکا بھی تھا اور عنایہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کر دیتے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا تھا اور صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

ملیاری اٹھا اور اس کے ماتھے پر بھوسا دیتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تھا ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں نمی بھی تھی جسے عنایہ نے اپنی خوشی میں بالکل بھی نوٹ نہیں کیا تھا۔

ملیاری بچے اپنے بابا اور مورے کے کمرے میں گیا اور ساتھ ہی اس نے عنایہ کے بارے میں بتایا تھا اور ضروری کیس کے بارے میں بھی اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ وہ لوگ عنایہ کو کسی طرح یہیں پر روکنے کی کوشش کریں تاکہ وہ اس کے ساتھ نہ جائے کیونکہ وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

[~~~~~]

کچھ دیر بعد۔۔۔

یہ ملیار ابھی تک ائے کیوں نہیں ادھا گھنٹہ گزرنے والا ہے پتہ نہیں عجیب
لاپرواہ ہے جانا بھی تو ہو گا کہیں دیر نہ ہو جائے۔۔

عنا یہ خود سے بڑ بڑاتے ہوئے بیگ کی زیب کو بند کرنے کے بعد اپنے
دو پٹے کو اپنے اوپر اچھی طرح سے اڑے نیچے کی طرف اپنے قدم بڑھا چکی
تھی۔۔

ابھی وہ مورے اور بابا کے کمرے میں داخل ہوئی ہونے والی تھی کہ اندر
سے اسے ملیار کی آواز نے اس کے قدم اپنی ہی جگہ پر جکڑ لیے تھے اور وہ
دروازے کے باہر ہی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

اوہو مورے اپ کو میری بات سمجھ کیوں نہیں ارہی میں نہیں لے کر جا
سکتا اسے اپنے ساتھ وہاں پہ جا کر میں دو دن کے لیے کیس میں بالکل بزی
ہو جاؤں گا پیچھے سے میں اس کا دھیان کیسے رکھواؤں گا اور وہ وہاں پر اکیلی
ہی ہو گی۔۔

خدا نخواستہ اگر کوئی ایسا حادثہ ہو گیا جس کے لیے میں اس کی حفاظت نہیں کر پایا تو زندگی بھر پچھتاوے میں ہی رہوں گا یہاں پر اسے اسی لیے چھوڑ کر جارہا ہوں کیونکہ یہاں پر آپ سب لوگ ہیں۔۔

آپ عنایہ کے ساتھ دو دن اوپر میرے کمرے میں گزار لیجئے گا اور اس کی حفاظت بھی کرے گا اور ابھی آپ لوگ اسے روک لیں میں بس یہ چاہتا کہ آپ کی وجہ سے وہ میرے ساتھ نہ جائے۔۔

ملیار پچھلے ادھے گھنٹے سے بحث کر کے اپنے مورے کو سمجھا رہا تھا اس کے مورے بھی بضد تھی کہ وہ عنایہ کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ ہی لے کر جائے تاکہ اس کا موڈ بھی خوشگوار ہو جائے لیکن وہ اپنی ماں کو بتا رہا تھا کہ وہ کیس کے لیے جارہا ہے نہ کہ گھومنے کے لیے۔۔

تو لے کر۔۔۔

ابھی شائلہ بیگم مزید کچھ بولتی کہ اور نگزیب خانزادہ نے ان کے ہاتھ پر اپنا دباؤ ڈالتے انہیں چپ رہنے کا کہا تھا۔۔

وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے بیگم ابھی عنایہ بچی جس حالت میں ہیں اس کے ساتھ جانا بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے یہاں پر آپ سب لوگ ہیں ان کا خیال رکھ سکتی ہے لیکن وہاں پر وہ اکیلے کیا کرے گا بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جا کر عنایہ بچی کو بھی سمجھائیں۔۔

اس سے پہلے کہ وہ تینوں مزید بحث میں مبتلا ہوتے دروازہ نوک ہونے کی آواز پہ تینوں نے بے ساختہ ہی دروازے کی جانب دیکھا تھا جہاں عنایہ سنجیدہ سا چہرہ بننائیں کھڑی مورے کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

مورے آپ ان سے بولے کہ وہ بے فکر ہو کر چلے جائیں میں ان کے ساتھ نہیں جا رہی۔۔

عنایہ نے سپارٹ سے سنجیدہ تاثرات سے کہا اور ساتھ ہی وہ جانے کے لیے موڑی تھی۔۔

بس کر دینا اسے ناراض اب جاؤ مناؤ اسے جانے سے پہلے سب سن لیا ہے اس کا چہرے بالکل سپاٹ تھا تاثرات سے تو یہی اندازہ لگا سکتی ہوں میں۔۔

شمالہ بیگم نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خود بے بسی سے اپنی
انکھوں کو میچے ہوئے تھا۔

جاؤ اب جا کر اسے منا بھی لوں رو رہی ہو گی کمرے میں۔

شمالہ بیگم نے ملیار کی طرف گھورتے ہوئے دیکھ کر کہا تو ملیار نے بھی ہاں
میں سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

ملیار خانزادہ نے ابھی کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ کمرے کے دروازے
کے بالکل پاس ہی اس کا بیک پیک پڑا ہوا تھا اور عنایہ نے شاید اپنے کپڑے
نکال کر بیڈ پر رکھ دیے تھے اور اب وہ اپنی الماری میں دوبارہ سے اپنے
کپڑے رکھ رہی تھی بجھے ہوئے دل کے ساتھ۔

اسے بالکل بھی اس بات پر یقین نہیں ا رہا تھا کہ ملیار اس کو منع کرنے کے
لیے بابا اور مورے کے پاس ہی پہنچ گیا اسے یہ بات نہ جانے کیوں لیکن
بری لگ گئی تھی وہ اسے کمرے میں بھی تو رہ کر بتا سکتا تھا نا لیکن میں اس کی
بات ہی کہاں مان رہی تھی میں بھی تو ضد کر رہی تھی۔

عنایہ اپنے دل و دماغ کی سوچوں سے تنگ اکراماری کو زور سے بن کرتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی اور اپنا سر ہاتھوں میں گرا گئی تھی۔۔

عنایہ میری جان کیا ہو گیا ہے کیوں اتنا پریشان ہو کر سٹریس لے رہی ہو اس حالت میں تمہارے لیے پریشان ہونا بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے سمجھ رہی ہوں نامیری بات میں دو دن تک بہت ہی جلد واپس آ جاؤں گا۔

ملیار نے پیار سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں تاتے ہوئے اسے منانے والے انداز میں منایا تھا۔

اوکے ٹھیک ہے آپ جائیں میں بالکل بھی ادا اس نہیں ہوں اور پلینز جلدی آ جائیے گا عنایہ نے اپنے انسوپر ضبط کرتے ہوئے ملیار سے کہا تھا تاکہ سفر پر جانے سے پہلے وہ اس کے بارے میں بالکل بھی پریشان نہ ہو۔

میں جلد ہی آ جاؤں گا اور تمہارے لیے بہت سارے گفٹس بھی لاؤں گا بڑی تو ہوں گا لیکن کوئی نہیں میں ٹائم نکال لوں گا تمہارے لیے ٹھیک ہے

ملیار نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا اور اپنا بیگ اٹھاتے
وہ باہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

عنایہ نے نم آنکھوں سے اس کی پیٹھ کو دیکھ کر رہ گئی تھی پتہ نہیں کیوں اس
کا دل عجیب عجیب سا ہو رہا تھا جیسے ملیار کے جانے کے بعد اس کے ساتھ
کچھ برا ہونے والا ہے لیکن وہ اپنے سارے منفی سوچے کو پیچھے جھٹکتے ہوئے
لیٹ کر کچھ دیر آرام کے غرض سے لیٹ گئی تھی۔

[~~~~~]

بصیر اپ نے مجھے چھوڑا کیوں نہیں میں اس لڑکی کا قتل کرنا چاہتی تھی
غدار لڑکی دھوکہ دے کر گئی ہے اپ کو اور اس کی اتنی دیدہ دلیری دیکھنے
کے بعد میرا خون کھول اٹا تھا کس طرح سے بد تمیزی کے انتہا پر پہنچتے
ہوئے وہ اپ پر گھٹیا سے الزامات لگا رہی تھی اور مجھے مارنے سے اپ نے
کیوں روکا بتائیں مجھے۔

زربش خانزادی اپنے کمرے میں کھڑی بصیر خانزادہ پردہاڑتے ہوئے چیخ رہی تھی اور بصیر خانزادہ اپنی امدانے والی کمینہ سی مسکراہٹ کو اپنے لبوں میں ہی دبا گیا تھا۔

نہ جانے کیوں لیکن اسے بہت ہنسی ارہی تھی اور اپنے قسمت پر رشک بھی ہو رہا تھا کہ اللہ نے اسے اتنی پیار کرنے والی بیوی سے نوازا وہ تو اس کے عشق میں بالکل دیوانی بن جانے کی صورت میں تھی اور اج اس کی جنونیت کو دیکھتے ہوئے بصیر خانزادہ مزید اندر تک سرشار ہوا تھا۔

تو میری جان اپ کو اس کو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہاں اگر اپ ایک دو تھپڑ سے اپنی بات چلا لیتی تو وہ تو کوئی بات نہیں تھی۔

بصیر خانزادہ اس کے قریب جاتا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تاتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں اپ کو مجھے روکنا ہی نہیں چاہیے تھا میں اس بھوتنی کا نقشہ ہی بگاڑ دیتی اپ نے مجھے روکا ہی کیوں۔

زربش كا غصه كسى طور پر بهى كم هونے كا نام هى نهى لے رها تھا سے هى
غم كهائے جارها تھا كه اخر بصير نے اسے روكا توروكا هى كيون۔۔

يار زربش كيا هو كيا هے كم ڈاون هو جاؤ بي بے ريكس هو جاؤ كچه نهى هوتا
اور ويسے بهى وه اب ميں اس كو آرمى والوں كے حوالے كرچكا هوں اور
تمهين بهى سارى بات سے اگاه كرچكا هوں كه شروع ميں كيا صورتحال
تھى۔۔

اور ميں اسے اس گھر ميں كيون لاياتھا اور كس حيثيت سے لاياتھا اور ميں
ايك سيكرٹ ايجنٹ هوں اور جب سب ميں تمهين بتاچكا هوں ميرى جان تو
يه غصه كس بات كا؟؟

بتارها هوں ناكه وه لڑكى صحيح سلامت باهر نهى نكلے گى۔۔

كيونكه وه ميرى بيوى كى انكهوں ميں انسولانے كا سبب بنى هے اور ايسے هى هر
زى روح كو ميں دنيا سے هى مٹا دوں گا جو ميرى بيوى كى انكهوں ميں انسو

لانے کا سبب ہو گا بصیر خانزادہ جنونی انداز میں کہتا اس کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔

لیکن پھر بھی جو بھی تھا اپ کو مجھے روکا نہیں چاہیے تھا۔۔
زربش کے اپنے ہی مسئلے تھے جو ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کی کمر پر اپنے ہاتھوں کا دباؤ بڑھایا تو زربش نے گھورتے ہوئے اپنے من پسند شوہر کو دیکھا تھا۔۔

میرے ساتھ فلرٹ کرنے کی اپ کو زیادہ ضرورت نہیں ہے اور جائیں یہاں سے اس وقت میں اپ سے سخت غصہ ہوں۔۔

زربش نے گھبراتے ہوئے اپنے اوپر غصے کا خول چڑھاتے اسے کمرے سے بیچنا چاہا لیکن سامنے بھی بصیر خانزادہ تھا جو شارپ نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے برائیڈل سٹائل میں گود میں اٹھاتا بیڈ کے طرف لے کر چل دیا تھا۔۔

بصیر چھوڑ دیں مجھے ورنہ مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہو گا۔۔

میری جان ابھی تو تم میرے ہاتھ میں آئی ہو اور ویسے بھی میرا کوئی بھی ارادہ نہیں ہے تمہیں چھوڑنے کا اور زیادہ مزاحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

اور پھر گزرتی رات کی طرح بصیر کے باہوں میں زربش کی بھی ساری مزاحمتیں دم توڑتی چلی گئی تھی۔۔

بصیر نے اسے ہلنے تک نہیں دیا تھا اور اس کے سارے مزاحمتوں کو اپنے حصار میں توڑتے ہوئے اسے پیار بھری رات گزارنے کے ساتھ اسے اپنے لمس سے روشناس کروانے لگا۔۔

اور زربش خانزادی بھی اس کی قربت میں اہستہ اہستہ قطرہ قطرہ بن کر پگھلتے ہوئے ساری مزاحمتی توڑ چکی تھی۔۔

میری جان تم میرا وہ جنون ہو جسے میں تھا عمر ختم ہوئی نہیں ہونے دے سکتا اگر ہمارے بچے بھی ہوئے کبھی تو میری فرسٹ پرائیوٹی پر ہوگی کیونکہ تم میرا جنون ہو میرا عشق ہوں میں کبھی بھی خود سے تمہیں دور

نہیں کر سکتا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرو اور زیادہ غصہ نہ کہہ کرو
معصوم شوہر پر۔۔

بصیر خانزادہ اس پر اپنی شدت ڈھاتا ہوا ساتھ ہی ساتھ اس کے کانوں میں
پیار بھری سرگوشیاں بھی کر رہا تھا۔۔

زرباش خانزادی بھی مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بے اختیاری میں ہی
بوسہ دے کر سوئے ہوئے شیر کو مزید جگا چکی تھی اور پھر اس کے بعد اس
کی خیر نہیں ہونے والی تھی زرباش جانتی تھی لیکن پھر بھی اس کا بے اختیار
دل کیا تو اس کے ماتھے پر بوسہ دے بیٹھی تھی۔۔

حالانکہ اس کے بعد زرباش کو اپنی بے اختیاری پر خود پر ہی جی بھر کر غصہ آیا
تھا اور بصیر خانزادہ نے تو اس کی جان ہلکان کر کے رکھ دی تھی گزرتی ہوئی
رات جیسے جیسے گزر رہی تھی ویسے ویسے ہی ان دونوں کے ملن پر چاند بھی
بے اختیار شرمناک ربادلوں کی اوٹھ میں چھپ گیا تھا۔۔

زربش خانزادی بھی اس کی شدتوں کو سہتے ہوئے کبھی گھبراتی کبھی شرماتی
اور کبھی مزید اس کے بازوں پر اپنے ناخن گاڑتے ہوئے اسے اپنی عجیب سی
فیلنگ سے روشناس کروائے جارہی تھی۔۔

بصیر خانزادہ بھی مسکرا کر اس کی ہر ایک ادا کو اپنے دل پر لیتے ہوئے اپنی
شدت اس پر ڈھاتا اسے ہمیشہ کی طرح اپنی شدتوں سے ہلکان کرنے کے
بعد اپنی باہوں میں چھپا کر دونوں پر کمفرٹراڑے وہ سونے کے لیے لیٹ گیا
تھا۔۔

خانزادہ حویلی میں برلاس خانزادہ کی نکاح کے ساتھ ساتھ آرش خانزادہ کی
رخصتی کی تیاریاں بھی شروع ہو گئی تھی۔۔

سبھی بہت خوش تھے لیکن سب کو ہی ملیار کی کمی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ ملیار ارج ہی ایبٹ آباد کے لیے روانہ ہو گیا تھا چونکہ اب وہ دودن بعد آنے والا تھا تو اسی لیے رخصتی اور نکاح کی ڈیٹ بھی ان لوگوں نے اگلے ہفتے کی رکھ لی تھی۔۔

عنا یہ کا دل بھی بجا بجا سا تھا اس کا گھر میں کسی کے ساتھ بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔

وہ تو بس بے صبری سے آنے والے دودنوں کے گزرنے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ یہ دودن سکون سے گزرے اور اس کا شوہر اس کے پاس آجائے اور وہ اپنے شوہر کے محفوظ کن باہوں کے تحفظ کے حصار میں چھپ جائے۔۔

سنے۔۔ زرم خانزادہ حویلی سے باہر جا رہا تھا کہ تب ہی اسے پیچھے سے مہزلہ کی آواز سنائی دی تھی۔۔

زرم خانزادہ نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ جی سنائیں۔۔

مہزلہ کا یہ روپ سے بہت ہی اچھا لگ رہا تھا کہ وہ اسے جی اپ سنیں یہ کہہ کر مخاطب کرتی تھی اور اس کا نہ محسوس انداز میں بیویوں جیسا حق جتاننا بھی زرم خانزادہ محسوس کر رہا تھا یعنی کہ محبت کی چھوٹی چھوٹی کھولنیں اس کے دل میں پیدا ہو رہی تھیں۔۔

وہ اپ شہر جا رہے ہیں مہزلہ نے سوالیہ کن انداز میں زرم سے پوچھا تھا۔۔
جی بالکل وہی جا رہا ہے افس کچھ کام ہے آج ہی سارا کام وائٹنڈ اپ کر کے
اؤں گا پھر تو شادی کی تیاریوں میں سارا ہفتہ بزی رہوں گا۔۔

تمہیں کچھ چاہیے کیا؟؟؟

زرم خانزادہ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے پوری جگہ میں ادھر سے ادھر دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ لے جاتے بیک سائیڈ پر لے آیا تھا۔۔
اپ مجھے یہاں پر کیوں لائے ہیں۔۔

مہزلہ نے مسکراتے ہوئے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو اسے دیوار
کے ساتھ لگاتے خود ایک ہاتھ دیوار پر رکھے اس کی آنکھوں میں دیکھنا
شروع ہوا تھا۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی تم بتاؤ کہ کیا کام ہے مجھے بتاؤ۔

زرم خانزادہ نے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے کہا اور اس کے گال
کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے وہ اسے سرخ کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

وہ وہ مجھے مجھے۔۔۔ مہزلہ سے اس کے ہاتھوں کے موومنٹ بھی برداشت
نہیں ہو رہی تھی۔

زرم خانزادہ نے مسکراتے ہوئے اس کے لڑکھتے لہجے پر غور کیا تھا اس کے
حصار میں بالکل سرخ پڑی چہرہ نیچے جھکائے وہ اس کی آنکھوں میں اب دیکھ
تک نہیں پار ہی تھی۔

جی جی میری جان بتائیں کیا کام ہے۔

ذرم نے انکھوں میں شرارت سجائے دوبارہ سے اس کی تھوڑی کوانگوٹھے
سے پکڑتے نرمی سے اوپر کرتے اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ کالج۔۔۔ کالج۔۔۔ سے۔۔۔ فارم۔۔۔ فارم۔۔۔ لینا۔۔۔ تھا۔۔
ایگز امینیشن۔۔۔ فارم۔۔۔ میرے۔۔۔ پاس۔۔۔ سارے۔۔۔ ڈاکو منٹس۔۔
ہیں۔۔۔ اور۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ وہیں۔۔۔ پر۔۔۔ جمع۔۔۔ بھی۔۔۔ کروانا۔۔
ہے۔۔۔ کل۔۔۔ پرسوں۔۔۔ تک۔۔۔ لاسٹ۔۔۔ ڈیٹ۔۔۔ ہے۔۔۔ مجھے۔۔
بھی۔۔۔ اپنے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ لے۔۔۔ جائیں۔۔۔ پلینز۔۔

مہزلہ اٹکتے اٹکتے لہجے میں اپنی بات پوری مکمل کرنے کے بعد ذرم خانزادہ
کی انکھوں میں دیکھنا چاہ رہی تھی۔۔

لیکن اس کی انکھوں میں محبت کے دیپ جلے روشن انکھوں کو وہ دیکھ نہیں
سکی تھی اب دوبارہ سے اس کے حصار میں چہرہ جھکائے کھڑی ہو گئی
تھی۔۔

اچھا اگر میں تمہیں لے کر جاؤں گا تو مجھے کیا ملے گا۔

زرم خانزادہ ہنور شرارت سے دوبارہ سے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہیں نہایت ہی نرمی سے اپنے لب اس کے سفید گال پر رکھ چکا تھا کہ مہزلہ کو اپنے پیٹ میں تتلیاں پڑکتی محسوس ہوئی اور زور سے آنکھوں کو میچتے ہوئے زرم کے قمیض پر اپنی گرفت کو مضبوط کی تھا۔

اپ اپ چھوڑیں میں میں لالا لالا سے بول دوں گی وہ وہ لے جائیں گے۔۔

مہزلہ نے جب سنا کہ اسے شہر لے جانے کے بدلے اسے کچھ چاہیے تو

اگلے ہی پل جلدی سے کہہ دیا تھا۔۔

اس کے مطابق بلا سے اس کے پاس ایسا کیا تھا کہ زرم کو دے کر وہ اس کے ساتھ چلی جاتی۔۔

لیکن ابھی فل وقت اس کی آپنی بھی گھر میں بیٹھے کام کر رہی تھی ملیار لالا
تھے نہیں وہ دودن کے لیے ایبٹ آباد چلا گیا تھا اور برلاس تو اپنی شادیوں کی
تیار یوں میں مگن کبھی شہر تو کبھی حویلی میں۔۔

اس کا ایک پاؤں شہر میں تھا تو دوسرا پاؤں حویلی میں رکھتا تھا۔۔

کیوں وہ کیوں لے کر جائے گا تمہیں تم اس کی بیوی نہیں میری ہو۔۔
میری ذمہ داری ہو تو تمہیں لے کر بھی میں ہی جاؤں گا دوبارہ سے میرے
سامنے کسی اور کا ذکر تک مت کرنا چاہے وہ پھر تمہاری آپی ہو یا پھر
تمہارے لالا بات سمجھا رہی ہے نا تمہیں۔۔

اچانک سے ہی سخت لہجے میں ذرم خان زادہ نے اس کے بازو کو زور سے
پکڑتے ہوئے کہا تو مہزلہ اس کے بدلتی ٹون کو محسوس کرتی گھبرا کر اسے ذرا
سادور ہوئی تھی۔۔

ذرم خان زادہ نے اس کی آنکھوں میں اپنا خوف دیکھا تو غصے سے اپنی سرخ
آنکھوں کو بند کیا تھا مزید وہ اس چھوٹی سی لڑکی پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا جو
اس کے سامنے اسی کے لالا کا ذکر کر کے اس کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے لالا
کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔۔

ذرم میچور مرد تھا اسے غصہ بہت ہی کم آتا تھا لیکن آج کل چھوٹی سی چھوٹی
بات پر بھی وہ مہزلہ کو کسی کے ساتھ بھی ہنستے دیکھتا تو اسے عجیب سی چڑ

ہونے لگ جاتی اور اسے دل میں لگتا کہ اگر وہ تمہاری ملکیت ہے تو وہ کسی اور کے ساتھ بات کر کے کیوں ہنس رہی ہے اور اسے عجیب سا غصہ آنے لگ جاتا شاید اپنے عشق کے بعد اہستہ اہستہ مہزلہ اس کی جنونیت بنتی جا رہی تھی۔۔

اچھا ایم ریلی سوری میری طرف دیکھو رو کیوں رہی ہو یا۔۔

زرم خان زادہ نے جیسے ہی اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تو وہ نظرے جھکائیں انسو سے تر چہرہ لیے کھڑی تھی۔۔

زرم نے تڑپ کر اپنے سکون کو اپنے سینے سے لگایا تھا اور اس کے چھوٹے قد کی وجہ سے وہ اس کے سینے تک بھی نہیں اپارہی تھی بے ساختہ ہی زرم نے اس کو بازو سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے اسے گود میں اٹھاتے اس کے دونوں پیر اپنے کمر کے گرد باندھ دیے تھے۔۔

اور اسے سختی سے اپنے سینے سے لگائے اس کی کمر کو سہلاتے ہوئے جیسے اسے پر سکون کر رہا تھا۔۔

مہزلہ کو تو بس اسی بات پر رونا رہا تھا کہ زرم نے اسے ڈانٹا تھا بلا اس نے
ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا اگر وہ اسے شہر لے کر نہیں جا رہا تھا تو اگر وہ اپنے لالا
کے ساتھ نہ جاتی تو اور کس کے ساتھ جاتی۔۔ اور اس بات پر ڈانٹنے والی
کون سی بات تھی یہی سوچ سوچ کر اسے مزید رونا رہا تھا کہ اس کی غلطی
بھی نہیں تھی اور ڈانٹ بھی اسے پڑی۔۔

اس کے سخت لہجے پر وہ ایک پل کے لیے گھبرا بھی گئی تھی لیکن دوبارہ سے
جب اس کے ٹون میں نرمی آئی تو وہ دوبارہ سے ریلیکس ہو گئی تھی کیونکہ یہ
پہلی بار تھا کہ زرم نے اس پر غصہ کیا تھا وہ بھی بلا وجہ بقول اس کے۔۔
ورنہ بقول زرم کے اس کا دل جلانے میں اس کی بیوی نے کوئی بھی کسر
نہیں چھوڑی تھی۔۔

میں اب سے اب کبھی بھی بات نہیں کروں گی نہ ہی اب کے ساتھ کہیں
جاؤں گی اب اب آپ دیکھنا اب میں لالا کے ساتھ ہی جاؤں گی اب کے ساتھ
جاؤں گی نہیں۔۔

مہزلہ نے انجانے میں دوبارہ سے وہی بات چھیڑ دی تھی اور اس بار ذرم
خانزادہ کو بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔۔

اگلے ہی پل مہزلہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

ذرم خانزادہ کے ہاتھوں کی گرفت اپنی کمر پر بے تحاشہ مضبوط ہوتے دیکھ
کر اسے لگا کہ وہ درد سے سانس ہی نہیں لے پائے گی۔۔

ابھی کیا بات سمجھائی ہے میں نے کہ دوبارہ میرے سامنے اپنے لالا کا نام

مت لینا تم صرف میری ہو،، میری بیوی ہو،، تو میری ذمہ داری ہو،، میرا

عشق ہو،، میرا جنون ہو،، تمہارے سارے کام میں خود ہی کروں گا،، اور

اگر کہیں باہر جانا ہو کوئی بات شیئر کرنی ہو،، ہسنا ہو،، مسکرا نا ہو،، رونا ہو،،

کھانا ہو،، لیٹنا ہو،، سونا ہو،، سب کچھ مجھ پر ہی شروع ہو کر مجھ پر ہی ختم ہونا

چاہیے۔۔

تو پھر تمہارے آس پاس منڈلاتے تمہارے لالا اور آپنی لوگوں کے بارے

میں میرے سامنے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھ رہی ہونا۔۔

زرم خانزادہ نے اس بار اس کا چہرہ اپنے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے
سخت سے لہجے میں ذرا سا تیز آواز میں کہا تو مہزلہ کو لگا کہ اس بار وہ اپنی
سانسوں کی ڈور ہار جائے گی۔۔

د۔۔۔ درد۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ پلینز۔۔۔

اٹکتی سانسوں کے درمیان تقریباً پانچ منٹ بعد وہ کہتی زرم کا دل تڑپا چکی
تھی۔۔

زرم نے اپنی بے دیہانی پر خود کو سو بار کو سا اور جلدی سے اس کے کمر سے
اپنا ہاتھ ہٹاتے اس کے درد والی جگہ کو آرام آرام سے سہلا سے پر سکون
کرنے لگا۔۔

لیکن مہزلہ اب دوبارہ پر سکون کیسے ہو سکتی تھی اس نے اس کے دل میں
اپنے لیے ڈر و خوف بٹھا چکا تھا۔۔

زرم یہ تم کیا کر رہے ہو اگر اس نے ڈر کر تمہارے پاس انا چھوڑ دیا تو تم کیا
ہی کر لو گے اگر وہ یہاں سے اپنی آپنی کے ساتھ چلی گئی یا پھر اپنے لالا کے
ساتھ ہو کر تم سے طلاق لے لی تو پھر تم کیا کرو گے۔۔

اگر وہ لڑکی تمہارا عشق ہے تمہارا جنون بنتی جا رہی ہے تو ٹاکسک ہیرو کیوں
بن رہے ہو اب اگر تم اسے کسی چیز کی ڈیمانڈ کر رہے تھے وہ پوری نہیں کر
سکی تو اسے تو اپنے لالا کے ساتھ ہی جانا تھا کسی غیر مرد کا نام تو نہیں لیا تھا نا
اس نے۔۔

تم کیا چاہتے ہو کہ جو چھوٹی چھوٹی خواہشوں کے لیے تمہارے پاس اتنی ہے
تم سے لاڈ سے کہتی ہے تم سے پیار کرتی ہے تم سے بے فکر ہو کر اپنی ساری
باتیں شیئر کرتی ہے کیا وہ کہنا بند کر دے اگر اسی طرح ذرا اسی بات پر
اس پر غصہ کرنے لگ جاؤ گے تو تو ظاہر سی بات ہے وہ تم سے ڈر کر دور ہو
جائے گی۔۔

اچانک ہی مزید اس کے آنکھوں میں خود کے لیے ڈر و خوف دیکھ کر زرم
نے مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں گم ہوتے اپنے دل کی
باتیں سنی تھی۔۔

جو اس کو اپنی معصوم سی بیوی پر غصہ کرنے سے روک رہا تھا لیکن دماغ
ہنوز اسے کمانڈ دے رہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو ڈرے تاکہ وہ کسی اور کے پاس
نہ جائے۔۔

لیکن دل کی بات تسلی سے سنتے ہوئے زرم نے اسے دوبارہ سے اپنے گلے
لگاتے اس کے ماتھے پر شدت سے بوسہ دیا تھا۔۔

میری جان کیا بہت زیادہ ڈر گئی ایم ریلی سوری اپنے زرم کو معاف کر دونا
دوبارہ سے بالکل بھی غصہ نہیں کروں گا ایم ریلی سوری۔۔

زرم نے اگلے ہی پل دل کی بات سنتے ہوئے جلدی سے کان پکڑتے مہزلہ
سے سوری کہا تھا وہ لڑکی بے شک اس کا جنون بنتی جا رہی تھی لیکن ٹاکسک
ہیرو بن کر اس نے اپنی بیوی کو خود سے دور نہیں کرنا بلکہ پیار سے سمجھا کر

اسے بتا سکتا تھا کہ وہ اس کا جنون ہے اور اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا جب اس کے علاوہ وہ کسی اور سے بات کرے اور کسی اور کے ساتھ بیٹھ کر مسکرائے تب وہ زیادہ اچھے سے ہینڈل ہو سکتی تھی۔۔

اپنے شوہر کو معاف کرو گی تو تمہارے لیے چاکلیٹ بھی دلاؤں گا تمہیں روحان سے چپ کر اور بہت ساری انس کریم بھی کھلاؤں گا۔۔

نرم نے اس بار مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دوبارہ سے اپنی گردن سے نکالا تھا اور وہ اس کے نرم لہجے میں بات کرتے دیکھتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ گھسائے رونے میں ہی مصروف تھی۔۔

اپنے اپنے مجھے درد دیا مجھے کمر میں درد ہو رہا تھا پہلے پہلے سے ہی۔۔

مہزلہ نے روتے روتے ہوئے اسے اپنے درد کے بارے میں بتایا تھارات میں بے ڈنگے حالت میں وہ اپنی بیڈ پر سو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کی کمر میں اب درد ہو رہا تھا۔۔

اچھا میری جان کو درد کیوں ہو رہا ہے مجھے بتاؤ۔۔ زرم تو اس کی ذرا سی
تکلیف سن کر بھی تڑپ اٹھاتا تھا اور یہ سوچ ہی اس کے لیے نہایت ہی
شرمندگی کا باعث تھی کہ پہلے بھی اسے درد تھا مزید اس کے درد دینے کی
وجہ وہ بنا تھا۔۔

اؤ چلو ہم دونوں شہر چلتے ہیں وہاں تمہیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر چلا
جاؤں گا اور اپ کے لیے ایگز امینیشن فارم بھی گھر پر ہی لے کر آ جاؤں گا
اپ ارام سے گھر میں فیل کر لینا پھر جب افس کا کام سارا ہو جائے تو آپ کا
فارم سبمٹ کر روانے کے بعد ہم واپس رات می ادھر آئیں گے ٹھیک ہے۔۔
زرم نے پیار سے اسے پچکارتے ہوئے دوبارہ سے اس کے گال پر اپنے
لب رکھتے کہا تو مہزلہ روتے روتے ہی سرخ پڑھی تھی اور اس کے اس ادا کو
دیکھتے ہوئے زرم کو اپنا دل گائل ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

اب مان جاؤ نا اپنے شوہر سے۔۔

ماننے کا کیا لوگی چلو میرے جان بتاؤ۔۔

زرم اسے یوں ہی اٹھائے پورچ کی طرف اس کو لے کر چل پڑا تھا۔

مجھے مجھے اب سے بات ہی نہیں کرنی مجھے نیندار ہی ہے۔۔

مہزلہ اپنی صبح سویرے کالج جانے کے لیے اٹھی بعد می فریش ہو کر کپڑے

پہن کر اٹھی اپنے بال سنوارے تھے زرم کے ساتھ کالج جانے کے لیے

لیکن اب دوبارہ سے اسے نیند کی وادی میں اپنی جکڑ میں لے لیا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میری جان اب سو جائیں اور پھر اٹھ کر مجھ سے باتیں کر

لینا۔۔

زرم اسے کسی بھی حال میں خود سے باتیں کرنے پر مجبور کرنا چاہتا تھا وہ

اسے ناراض تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

مہزلہ نے بھی اس کی بات سنی اور اس کی گردن کے گرد اپنے دونوں

بازو کو مزید مضبوطی سے حائل کرتے اس کے کندھے پر ہی اپنا سر رکھ لیا

تھا سونے کے لیے۔۔

زرم خان زادہ نے پورچ پر پہنچنے کے بعد اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا اور یوں ہی
مہزلہ کو گود میں ہی لیے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اپنی سیٹ کو تھوڑا سا
پیچھے ایڈجسٹ کرتے ہوئے زرم نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے لگاتے اسے
بیچ میں بٹھا کر ایڈجسٹ کیا تھا تاکہ وہ بالکل بھی نہ گرے اور سیٹ بیلٹ
باندھ کر اس کی حفاظتی تدابیر کا انتظام کیا تھا۔

مہزلہ کی چھوٹی چھوٹی سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتے اس کا ایک ہاتھ
اپنے گردن پر اور اسے یوں اپنے گود میں سوتے دیکھ کر یہ احساس ہی زرم
کے لیے بہت ہی خوشگوار تھا۔

اس کا دل الگ ہی انداز پر دھڑکتا ہوا اپنی معصوم سی بیوی کے ساتھ گستاخی
کرنے پر مجبور کر رہا تھا لیکن زرم ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ
پہلے ہی اس سے ناراض تھی اور اس کی نیند تو وہ بالکل بھی ڈسٹرب نہیں
کرنا چاہتا تھا۔

اچانک ہی ذرم نے اس کی بیک سے قمیض کو تھوڑا سا اوپر کیا اور اس کی کمر کو دیکھا جہاں پر اس کی تھوڑی دیر پہلے سخت انگلیوں کے نشان معصوم سی بیوی کے کمر پر سبت ہوئے تھے۔

اور اس کی کمر کو دیکھ کر ذرم نے خود پر افسوس ہی کیا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے ہی اس کی یہ حالت ہوئی ہے اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا سوچتے ہوئے ذرم نے دوبارہ سے اس کی قمیض ٹھیک کی اور اس کے مطلوبہ ری ایکشن کا سوچتے ہوئے وہ مسکرایا بھی تھا کہ اگر وہ نیند سے جاگی ہوتی اور کلی آنکھوں کے سامنے وہ اس کے کمر کو دیکھتا تو شرم سے سرخ پڑتی وہ اس کے سینے میں ہی چپ جاتی۔

مسکراتے ہوئے اب وہ سوات کے گیلی سڑکوں پر اپنی گاڑی نہایت ہی احتیاط سے چلاتے شہر کی جانب چل دیا تھا۔

[~~~~~]

ہیلو پیاری کیا حال ہے ہمیں تو بھول ہی گئی ہیں کالج انا کیا چھوڑ دیا تو ہمیں
بھی بھول گئی کیا۔۔

عنا یہ جو اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے کالج کے لیکچرر کو فیئر کرنے میں
مصروف تھی اس کے موبائل کی ٹون بجی تو اس نے جلدی سے موبائل
اٹھایا کیونکہ اسے تھا کہ میسج ملیار خانزادہ کا ہی آیا ہو گا کیونکہ کل ہی تو ملیار نے
جانے سے پہلے یہ موبائل اس کے حوالے کیا تھا اور ساتھ ہی صرف اور
صرف اپنا ہی نمبر اس موبائل میں سے کیا تھا تو اب ملیار کے علاوہ کون تو
اسے میسج کرنے والا۔۔

وائس ایپ کے نوٹیفکیشن کے اوپر سے ہی نمبر کے ساتھ لگی ڈی پی کو دیکھ
کر عنا یہ اپ کو بے اختیار ہی اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔
آخر اسے جس چیز کا ڈر تھا وہ ہو ہی گیا تھا ار باز خان جو اس کے کالج کے اسی
ایاش گروپ کا ایک لڑکا تھا جو ہمیشہ ہی اسی تنگ کرتا رہتا تھا وہ اب اسے
میسجز پر بھی تنگ کرنا شروع ہو چکا تھا لیکن عنا یہ کے لیے یہ بات نہایت ہی

حیران کن تھی کہ اگر یہ نمبر صرف اور صرف ملیار کے پاس تھا تو اس کے پاس کیسے آیا۔۔

ہاں میری جان اگر اون ہو کر میسجز دیکھ رہی ہو تو جواب بھی دے دو ورنہ تم مجھے بہتر طریقے سے جانتی ہو کہ اگے میں کیا کچھ کر سکتا ہوں اور باز خان کے میسج میں اس بار دھمکی دیکھتے ہوئے عنایہ کے ہاتھ پیر ایک پل کے لیے لرز اٹھتے تھے۔۔

پھر اگلے ہی پل اس نے سوچا جب اس نے کچھ غلط کام ہی نہیں کیا تھا اسے ہمیشہ اس کے اوقات میں ہی رکھا تھا تو وہ کیوں کر ڈرتی بھلا اس سے اور جواب بھی وہ دے سکتی تھی اور وہ بھی منہ توڑ لیکن اسے ڈر تھا کہ اگر ملیار کو پتہ چلا کہ گاؤں کا ہی لڑکا اس کی بیوی سے پیار کا اظہار کر کے گھٹیا باتیں کرتا ہے تو گاؤں میں لڑائی بھی ہو سکتی تھی اور ظاہر سی بات ہے اگر گاؤں میں لڑائی ہوتی تو بیچ میں اس کا نام ضرور انا تھا جو اسے کسی بھی صورت بالکل بھی برداشت نہیں تھا۔۔

بکواس بند کرو اپنی اور میرا نمبر تمہیں کس نے دیا؟؟؟

عنایہ نے غصے سے اسے میسج بھیجتے ہوئے کہا تھا۔

میری جان اپ نمبر کی باتیں کرتی ہے میرے پاس تو آپ کی ہزاروں کہیں
ایسی تصویریں ہیں جسے اگر میں آپ کے شوہر کے سامنے دکھاؤں تو ایک ہی
پل میں وہ آپ کو طلاق دے کر فارغ کر دے اور پھر تمہاری کیا زندگی رہ
جائے گی۔

ار باز خان کا میسج پڑتے ونا یہ کو ایسے لگا جیسے اس کے پاؤں تلے زمین کسی
نے بے دردی سے کھینچ لی ہو اس نے اوپر دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے
گہرے گہرے سانس لینے کے لیے اپنا دل مسلنا شروع کیا لیکن سانسیں
اسے کسی طور پر بھی پر سکون ہوتے نہیں رہی تھیں۔

تصویریں نہیں نہیں میں نے تو اسے اپنی تصویریں کبھی بھی نہیں بھیجی کیا
ملیاری اور باقی سب میری اس بات کا یقین کریں گے بے اختیار ہی موبائل کو

جلدی سے اف کرتے ٹیبل پر رکھے اور گہرے گہرے سانس لیتی انسو بہاتے ہوئے اور تھنکنگ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

مجھے یہ بات ملیار کو بتانی چاہیے اگلے ہی پل اس کے ذہن میں جمھکا ہوا تھا وہ بتانے کے لیے موبائل کو اٹھاتی لیکن پھر اگلے ہی پل دوبارہ سے اس سوچ نے اس کے ہاتھ روکنے پر مجبور کر دیے تھے کہ کیا وہ اس کی بات مانتا کیا وہ اس پر بھروسہ کرتا۔

ہاں ہاں وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے وہ مجھ پر بھروسہ ضرور کرے گا جلدی سے انسو صاف کرتے ہوئے عنایہ نے موبائل اٹھاتے میسج کرنے کے لیے موبائل ان کر دیا تھا۔

اس بات کو یاد رکھو عنایہ کہ مرد چاہے عورت کو جتنی بھی محبت دے لیکن اگر اس کا تعلق کسی غیر مرد کے ساتھ منسوب ہوتے دیکھتا ہے تو مرد بالکل روایتی مردوں کی طرح عورتوں پر ہاتھ اٹھا کر انہیں چپ کر وا کر طلاق دے کر اپنی زندگی سے رفع دفع کر لیتا ہے۔

دل و دماغ میں عجیب عجیب سی وسوسے پالتے عنایہ نے موبائل کو دوبارہ
سے اف کر دیا تھا اور اٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی
تھی زندگی نے آخر کیسا موڑ لینا تھا اس لیے تو وہ ملیار کو خود سے دور جانے
نہیں دے رہی تھی اس کے تحفظ بھرے حصار میں رہ کر وہ زندگی جینا
چاہتی تھی لیکن یہ کیا ہو گیا تھا کہاں پر اکر پھنس گئی تھی وہ اسے کالج میں
ایڈ مشن لینا ہی نہیں چاہیے تھا۔

روتے روتے اس کے سر میں شدید درد ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن وہ کیا کر
سکتی تھی اس وقت اسے خود سے زیادہ اپنے بچے کی بھی فکر تھی اگے جا کر
زندگی بالکل بھی اسان نہیں ہونے والی تھی اور اگر ملیار نے اسے۔۔۔
اگے کا جملہ وہ مکمل نہیں کر پائی یہ سوچ ہی اس کے لیے سہانے روح تھی
ملیار سے جدا وہ بالکل بھی نہیں ہونا چاہتی تھی اس کے عشق میں تو وہ
گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی۔۔

روتے روتے وہ بیڈ سے ٹیک لگا کر اپنے دونوں پاؤں جکڑے ان پر اپنا سر
رکھے بہت ساری سوچوں کو ذہن میں خود سے ہی پالتے ہوئے درد سے
پٹتے ہوئے سر کو بیڈ پر رکھ کر ملیار اور اپنے خوبصورت لمحوں کو یاد کرنے
لگے۔۔

ملیار خانزادہ نہایت ہی تھکے ہوئے انداز میں اپنے ہوٹل روم کے اندر داخل
ہوتے بیڈ پر اوندھے منہ گر کر لیٹ گیا تھا۔۔
اس وقت اس کا پورا جسم تھکن سے چوع تھا اس کوشدت سے عنایہ کی کمی
محسوس ہو رہی تھی۔۔

پورا دن کیس کے بارے میں ریسرچ کرتے کرتے رات کے دو بج رہے
تھے اور اس وقت ایبٹ آباد میں سخت سردی کا موسم ہو رہا تھا ہر طرف ہو کا
عالم تھا ہر کوئی اپنے اپنے ہوٹل کے رومز میں کمبل میں دبکے سو رہا تھا۔
وہ عنایہ کو کال کرنا چاہتا تھا اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن مصروفیت کے
باعث جب سے آیا تھا اسے موبائل ان کرنے کا وقت تک نہ ملا تھا۔
مزید بے چینی سے اس نے جلدی سے اپنا موبائل ان کیا ڈیٹا کو ان کرنے
کے بعد اس نے واٹس ایپ ان کیا تو ان نون نمبر سے میسجز کو دیکھتے ہوئے
وہ حیرت میں مبتلا ہوا تھا کہ آخر یہ کون ہے۔۔
اس نے عنایہ کو بتایا نہیں تھا لیکن انے سے پہلے اس نے عنایہ کا واٹس ایپ
اپنے موبائل میں ان کر رکھا تھا۔
اور عنایہ کے واٹس ایپ میں اس نے صرف اپنا نمبر ہی سیو کیا تھا لیکن یہ
اب دوبارہ سے ان نون نمبر سے انایہ کو میسجز کون کر رہا تھا ملیار خانزادہ
پریشان ہوتا چیٹس کو اوپن کر گیا تھا۔

اپنے ایک ہی موبائل میں وہ دو واٹس ایپ چلا رہا تھا اس کا اپنا واٹس ایپ تو الگ تھا ساتھ ہی دوسرا واٹس ایپ اس نے عنایہ کا اپنے موبائل میں کھول رکھا تھا جس سے وہ ایزلی عنایہ کے واٹس ایپ میں جا کر دیکھ سکتا تھا۔ یہ اس نے کوئی شک میں اگر بالکل بھی ایسا نہیں کیا تھا بس اسے عنایہ کی طرف سے فکر لگی رہتی تھی تو بس اسی لیے اس نے عنایہ کا واٹس ایپ اپنے پاس ان کر لیا تھا۔

عنایہ سے واٹس ایپ میں لاگ ان ہوتے ہی اس میں سب سے پہلے اس رونگ نمبر کی ڈی پی دیکھی ڈی پی اسے کچھ دیکھی دیکھی سی لگ رہی تھی کیونکہ ارباز خان نے اپنی ہی تصویر لگائی ہوئی تھی اور وہ ان کے گاؤں کا ہی تھا تو ملیار کو پوری طرح تو ذہن میں یاد نہیں رہا تھا کہ یہ کون ہے لیکن دیکھا سا ضرور لگ رہا تھا۔

واٹس ایپ پہ چیٹس میں جاتے ہوئے اس نے واٹس ایپ کے میسجز پڑے تو غصے سے اس کی ماتھے کی رگیں پھول گئی تھی۔

یہ ادی جو کوئی بھی تھا وہ اس کی بیوی کو دھمکا رہا تھا اور اس کی بیوی اپنے
معصومیت میں اسے بات بتانے سے بھی ضرور ڈر رہی ہوگی ملیار کا اس
وقت جسم تھکن سے چور تھا اور اوپر سے غصے سے اس کا سر درد پھٹنے کے
قریب تھا عجیب سی سچو لیشن میں وہ پھنس گیا تھا نہ یہاں سے وہ پرسوں سے
پہلے جاسکتا تھا نہ ہی عنایہ کو اپنے پاس بلا سکتا تھا اس وقت رات کے دو بج
رہے تھے اگر عنایہ کا خیال نہیں ہوتا تو اس وقت اسے کال ضرور کر لیتا یہ تو
طے تھا کہ اس نے رورو کر اپنی نازک سی حالت کو مزید نازک بنا لیا ہوگا۔
اس نے اپنے ایک ساتھی کو جلدی جلدی سے کال ملائی اور دوسری طرف
سے دو بیل بجنے کے بعد تیسری بیل پر ہی کال اٹھالی گئی تھی۔

ہاں میرے یار میں تمہیں ایک نمبر سینڈ کر رہا ہوں کیا تم مجھے اس کی
انفارمیشن نکال کر دے سکتے ہو پلیز ضروری ہے اگر ضروری نہ ہوتا تو میں
بالکل بھی رات کے اس وقت تمہیں تنگ نہ کر رہا ہوتا ملیار خانزادہ نے
اپنے دوست کے کال اٹھاتے ہی جلدی سے کہا تھا۔

اگے سے نہ جانے کیا بولا گیا کہ ملیار خانزادہ نے اوکے بول کر کال کٹ کی اور اپنے واٹس ایپ میں لاگ ان کرتے ہوئے جلدی سے اپنے دوست کو وہ رینگ نمبر بھیجا تھا اور اس کے دوست نے اسے دس منٹ انتظار کرنے کے لیے بولا تھا۔۔

اب دس منٹ کیسے گزرنے تھے یہ اسے نہیں پتہ تھا لیکن اس کا دل مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ اس شخص کے بارے میں پتہ لگا کر اس کے پاس جا کر اس کی گردن توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے جس نے اس کی بیوی کی آنکھوں میں انسولائے تھے۔۔

اپنے چھوٹے سے بیگ سے اپنا شرٹ اور ٹراؤزر نکالتے ہوئے وہ واش روم کے اندر شور لینے چلا گیا تھا وہ بھی اس سخت حسی سردی میں اپنے اندر کی اگ کو کم کرنے کے لیے۔۔

شاور کے نیچے کھڑے ہو کر اس کا دماغ مسلسل گہری سوچوں میں گنٹا ایک طرف کیس کی ٹینشن تو دوسری طرف عنایہ کی ٹینشن اس کی سر پر سوار ہوتے اسے سخت قسم کا سرد درد ہونا شروع ہو گیا تھا۔

گرم پانی کے نیچے کھڑے ہوتے ملیار خان زادہ کو اپنے اعصاب تھوڑے سے ڈیلے پڑتے محسوس ہو رہے تھے سرد درد ہنوز ویسا ہی تھا تقریباً پانچ منٹ کے بعد اس نے شاور بند کر کے اپنے کپڑے پہنے اور واپس سے روم میں آگیا تھا اے سی کے ٹمپرچر کو کم کرتے ہوئے وہ بیڈ پر لیتے ہوئے خود کو کمفرٹ میں اوڑھے اب اپنا موبائل لیے اپنے دوست کے میسج کا انتظار کرنے لگا۔

اسے میسج کا انتظار کرتے ہوئے تقریباً دو منٹ ہی گزرے تھے کہ اس کے دوست نے اسے اس لڑکے کی ساری انفارمیشن ہی سینڈ کر دی جیسے جیسے وہ انفارمیشن پڑتا جا رہا تھا اس کی ماتھے کی جگہ دوبارہ سے بھول گئی تھی اور غصے

کی انتہا کو پہنچتے ہوئے اس نے ضبط کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھتے اپنا سر ہاتھوں میں جکڑے زور سے چیخ ماری تھی۔۔

کیا میں اتنا بے غیرت ہو گیا ہوں کہ اپنی بیوی کو تحفظ ہی نہیں دے سکا۔۔
ملیار خانزادہ نے جلتی آنکھوں سے سوچتے ہوئے اپنے آنکھوں کو مسلتے ہوئے غصے پر قابو پانا چاہا تھا لیکن اس کا غصہ کسی طور پر قابو آنے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

عنا یہ نے اگر مجھے یہ بات نہیں بتائی تو اس کے ڈرے سہمے سے لہجے اور اس ڈر سے مجھے سمجھ لینا چاہیے تھا کہ ضرور اس کی کالج میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ہے جس کو وہ ابھی بھی چھپا رہی ہے۔۔

ملیار خانزادہ نے سوچتے ہوئے بری طرح سے کھڑے ہوتے دیوار پر اپنے مکے مارتے خود کو سزا دیتے آخر اس لڑکے کی وجہ سے اس کی جان بھی تو سزا جیل رہی تھی۔۔

اس ار باز خان کو تو وہ گاؤں جا کر ایک ہی بار میں سبق سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا فی الحال وہ یہاں کا سارا کام نیٹا کر کل رات کو ہی نکلنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید اب وہ ایک رات بھی یہاں پر رہے اور اس کی بیوی کو اس کے بغیر وہ رات کانٹوں پر گزارنی پڑے۔۔

کل کے کل ہی اپنا سارا کیس کا کام ختم کرنے کے بعد وہ کل رات اپنی بیوی کے ساتھ ہی جا کر گزارنا چاہتا تھا اسے اپنی تحفظ بھرے حصار میں چھپا کر دنیا کے سرد اور گرم ہواؤں سے بچنا چاہتا تھا وہ تو اس کے دل کی ملکہ تھی ملیار خان کو دکھ تو تھا کہ عنایہ نے اسے بتایا نہیں لیکن پھر دوسری طرف وہ شکر بھی ادا کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کا کہ اللہ تعالیٰ نے وقت رہتے ہی اسے ساری سچائی کا پتہ دلوا دیا تھا۔۔

سر میں شدید درد کی وجہ سے وہ دوبارہ سے ٹیبل کی طرف آیا اور دو پیناڈول پانی کے ساتھ نگل کر بھاری ہوتے اعصاب کے ساتھ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا اور نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا تھکن کی وجہ سے۔۔

[~~~~~]

ہدایار تمہارا ہر بار کا یہی ہے اب تم دوبارہ سے اس گھٹیا انسان کے پاس
جانا چاہتی ہو جس کی کوئی اوقات ہی نہیں ہے تم اس کے لیے کیسے رو سکتی
ہو؟؟

کیا تمہیں نہیں پتہ کہ وہ ایک نامحرم ہے اور اس کے پاس تمہاری ساتھ
ساتھ میری بھی پکچرز موجود ہیں یہ کتنا بڑا گناہ ہے کیا تمہیں یہ بات سمجھ
نہیں آرہی جب جب وہ ہماری پکچرز کو دیکھتا ہو گا گناہ تو ملتا ہو گا نا ہمیں؟؟
رود و کر کمرے میں بیٹھ کر اور دنیا والوں سے کٹ کر رہ کر کیا ہو جائے گا
اس انسان پر تو ذرا سا بھی فرق نہیں پڑے گا اور نہ ہی تمہارے اگے پیچھے
کوئی ہے جیسے فرق پڑے کہ ہدا کو یہ ہو گیا ہے خدا کو وہ ہو گیا ہے ہدا کمزور ہو
گئی۔۔

بار بار رو کر خود کو کیوں کمزور ثابت کرنا چاہتی ہو اٹھو ڈٹ کر مقابلہ کرو
جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔

جہاں تک رہی اس گھٹیا انسان کی بات کہ وہ ہماری پکچرز کو ادھر ادھر
وائرل کرے گا تو ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا ٹھیک ہے۔۔

اور زلہ ہنور اس کو سمجھا رہی تھی جو انسو بہاتے ہوئے آج بھی اس کے پاس
بیٹھی ڈپریشن میں جا چکی تھی۔۔

لیکن لیکن لیکن میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا تمہیں پتہ ہے میں نے اپنی
عزت کو ہمیشہ سنبھال کر ہی رکھا ہے تو پھر اس آدمی نے میرے ساتھ ایسا
کیوں کیا میں کوئی دل پیک لڑکی تو نہیں ہوں کہ ہر ایک آدمی پر مر مٹوا کر وہ
میرے دل کو چھو گیا تھا تو اس کا مجھے دھوکہ دینا لازمی تھا۔۔
ہدائے اپنی ویران آنکھوں سے اپنے اکلوتی دوست کو دیکھتے ہوئے کہا
تھا۔۔

اور زلہ اس کی حالت کو دیکھ کر تڑپ گئی تھی اور اسے اپنے سینے سے لگایا
تھا۔۔

میری جان بات سچ ہے لیکن ہے تلخ حقیقت،،،

جب ساری زندگی تو نے اپنی عزت کی حفاظت کی تو اس مقام پر اگر
تمہیں کیا ضرورت تھی ایک دل پیک انسان کے ساتھ حرام ریلیشن شپ
قائم کرتے ہوئے؟؟

اللہ تعالیٰ نے تم پر آزمائش بھیجی تھی اور ساری زندگی خود کی عزت کی
حفاظت تم نے خود کی ہے تو ابھی بھی تم اس نامحرم سے اپنی عزت کی
حفاظت کر سکتی تھی۔

اور ویسے بھی کسی کے ماتھے پر تو لکھا نہیں ہوتا کہ اس انسان کی نیت ہمارے
ساتھ اچھی ہے یہ بری۔

لیکن لیکن میں کیا کروں وہ دل پیک انسان ہی میرے دل کو بھا گیا ہے اور
وہ میرے دل کے اندر بس گیا ہے میں کیا کروں میں خود بے بس ہوں۔

ہدائے اس بار پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تھا اس کا وجود اس وقت
ہچکولے لیتا بری طرح سے تڑپ کی انتہا پر پہنچا تھا۔

یہ بہت بڑا گناہ ہے ہذا اس طرح سے کسی نامحرم کو دل میں بسائے تم کسی اور کے ساتھ کیسے رہ پاؤ گے کسی اور کو محرم کیسے بنا پاؤ گے اگر تم نامحرم کو ہی دل میں بٹھائے بیٹھی ہو تو۔۔

اور زلہ مزید اسی سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ہذا کوئی بات سمجھنا ہی کہاں چاہتی تھی وہ تو بس چاہتی تھی کہ وہ دل پیک مختیار قدیم ہی اسے مل جائے اور وہ اس کے ساتھ اپنی زندگی گزارے لیکن وہ کہتے ہیں ناکہ انسان ہمیشہ اپنے لیے وہی فیصلہ کرتا ہے جس میں اسے اپنی بہتری نظر آتی ہے۔۔

لیکن بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس تو غیب کا علم ہے نا انہیں تو سب پتہ ہے اگے جا کر کیا ہونا ہے اور کیا نہیں انہیں تو سب پتہ ہے تو بعد کی افیت سے ٹھیک تھا ابھی افیت میں ہی رہنا۔۔

اور زلہ نے سوچا اور اسے کسکے اپنے سینے سے لگالیا تھا وہ اس کی اکلوتی دوست تھی اس کے ہر مشکل وقت میں سات کھڑی ہونے والی۔۔

اچھا اب بس کر دور و ناب تمہارے گھر ائے ہوں تو کیا تم مجھے کچھ کھلا پلا بھی نہیں سکتی۔۔

اور زہ نے ہدا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ اج افس میں بہت امپورٹنٹ کام کرنے کے لیے شہر کی طرف آئی تھی اور اب وہ ہدا کے گھر بیٹھی اس کے ساتھ ہی باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔۔

ہدا نے جلدی سے ملازمہ کو بلایا اور اسے چائے کے ساتھ دیگر سنیکیس وغیرہ بھی لانے کے لیے کہا تھا۔۔

بے شک ہدا وہ لڑکی تھی جو جگہ جگہ کھانے کے لیے ترستی گوشتی تھی لیکن اج اپنی محنت کے بل بوتے پر وہ اتنی قابل تھی کہ اپنے لیے گھر کے ساتھ ساتھ ملازمائیں بھی اس نے ہائر کی تھی کہ اس کے سارے گھر کا کام ملازم ہی کرتے تھے اور وہ بس بیٹھتی حکم ہی دیتی تھی۔۔

اچھا تم بتاؤ رخصتی کا کیا بنا کیا آرش بھائی نے سب سے بات کر لی؟؟

ہدائے اب اپنے انصاف کرتے ہوئے اپنی اکلوتی دوست سے پوچھا جو
آرٹھ کا نام سنتے ہی اس کے چہرے پر بلش صاف محسوس کر سکتی تھی۔۔
ہاں یار وہ تو ہے ہی تر سے ہوئے خانزادے مجھے بتایا تک نہیں تھا اور سب
گھر کے بڑوں سے بات بھی کر لی کیا تم امیجن کر سکتی ہو کہ مجھے میری
رخصتی کے بارے میں ہی پتہ نہیں تھا اور میرے شوہر نے بڑے ہی
دھر لے سے میرے سامنے بیٹھ کر اپنے دماغ میں پلان بنایا اور سب گھر
والوں سے بات کر لی اور مزے کی بات سارے گھر والے مان بھی گئے
تھے اب ایک ہفتے کے بعد رخصتی کی ڈیٹ رکھی ہے اس لیے تو شہرائی ہوں
کہ افس کا سارا کام واسنڈاپ کر لوں جو رہتا ہے ورنہ پھر بار بار تو یہاں آنے
جانے کا مسئلہ ہو جائے گا یار۔۔

اور زلہ نے تفصیل سے بتاتے ہوئے اب اپنا فون چیک کیا اس کے فون پہ
ایک بھی آرٹھ کا میسج نہیں آیا تھا پتہ نہیں کیوں ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی ہو دل

نے اگلے ہی پل اسے دلیل دی تو وہ اپنے دل کی دلیل کو مان بیٹھی تھی اور
موبائل کو خود سے ہی آرش کے کنٹیکٹ لسٹ میں جاتے کال ملا گئی تھی۔۔
ویٹ ویٹ ویٹ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ میری اور زلہ جان مجھے کال
کر رہی ہے۔۔

آرش نے کال اٹھاتے ہی شرارت سے کہا تھا۔۔

بندہ سلام اور دعا ہی کر لیتا ہے اپنے ہونے والی بیوی کی حالت ہی پوچھ لیتا
ہے کہ وہ کیسی ہے اور کیسی نہیں ہے اپ ہمیشہ شرارت کر کے مجھے بس
تنگ کرنا ہی جانتے ہیں۔۔

ارے میری جان کو کیا ہو گیا ہے یار کام میں بہت پسا ہوا ہوں بس اسی لیے
موقع ہی نہیں ملا تھمیں کال کرنے کا خیر تم نے رات میں بتایا تھا کہ تم شہر
اؤگی افس اور پھر ہدا کے گھر چلی جاؤ گے ابھی کیا بنا افس کا سارا کام کر لیا اور
گھر ساتھ ہی چلیں گے ٹھیک ہے میں لینے جاؤں گا۔۔

آر ش خانزادہ نے اسے اپنے کام کی نوعیت کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی ساتھ اسے باخبر بھی کیا تھا کہ وہ اسے لینے ارہا ہے۔۔

جی جی افس کا سارا کام کر لیا ہے میں نے اور ابھی میں ہدا کے گھر بیٹھی ہوئی ہوں اپ مجھے وہی پر لینے اجائیے گا پھر ساتھ ہی چلے جائیں گے۔۔

اور زلہ نے اپنے چہرے پر نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ کو اپنے میں دیکھا تھا ہدا واش روم کی طرف گئی تھی اور وہ اٹھ کر اپنے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے مرر میں اپنے مسکراتے ہوئے عکس کو دیکھ رہی تھی اور خود ہی بلش کر رہی تھی۔۔

او کے چلو ٹھیک ہے مجھے تقریباً ایک گھنٹہ لگ جائے گا تھوڑا سا کام واسنڈ اپ کرنا ہے یہاں پر نیونیو گاڑیاں آئی ہے تو بس انہیں ہی ساری جگہ لگانا ہے اور باقی سب کو ہدایت دے کر میں تمہیں لینے اجاؤں گا۔۔

آر ش نے تفصیل سے بتاتے ہوئے فائل کھولتے اسے ریڈ کرنا شروع کیا تھا۔۔

اوتو اس کا مطلب نیونیو گاڑیاں اتی ہیں مجھے بھی نیو ماڈل کے ایک بیسٹ
گاڑی چاہیے اب مجھے لے دیں گے نا۔

اور زلہ نے جلدی سے ایکسائٹمنٹ سے کہا تھا اسے نیو نیو ماڈل کی گاڑیاں
لینے کا بہت ہی زیادہ شوق تھا غرض یہ کہ اس کا شوق بھی اس کے شوہر سے
الگ نہیں تھا اس کا شوہر جہاں گاڑیوں کا دیوانہ تھا تو وہیں اس کی بیوی بھی
گاڑیوں کی دیوانی ہی نکلی تھی نیو نیو ماڈلز کی گاڑیاں اسے اپنے پاس ہی چاہیے
ہوتی تھی۔

ارے واہ اگر تمہیں نیو گاڑی چاہیے تو تمہیں پہلے پیمنٹ کرنی پڑے گی اور
اس کی پیمنٹ بہت زیادہ ہے۔

آرش نے شرارت پر آمادہ ہوتے کہا تھا فائل کو بند کرتے ہوئے سیٹ کی
بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے اب وہ پر سکون ہو کر اپنی زندگی کے سکون سے
بات کر رہا تھا۔

ہاں تو پیمینٹ کر دوں گی میرے پاس بہت زیادہ پیسے ہیں آپ نے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی میں نے پیمینٹ کر کے ہی لینی تھی ایسے گاڑی میں چلانے میں مزہ بھی نہیں آتا۔

اور زلہ نے بھی منہ بسورتے ہوئے کہا تھا کہاں وہ ایکسیپٹ کر رہی تھی کہ آرش اسے کہے گا کہ تم خود اکر پسند کر کے گاڑی لے جاؤ لیکن اس کے سوچ کے بالکل برعکس آرش نے جواب دیا تھا اسے۔

بلکہ آپ رہنے دیں آپ کچھ کریں ہی مت میں خود اکر آپ کے شوروم سے کوئی بھی گاڑی پسند کر کے لے جاؤں گی اور پیسے بھی نہیں دوں گی آخر میں آپ کے ساتھ رخصتی بھی تو کر رہی ہوں اور رخصتی کے لیے مان بھی گئی ہوں اس لیے میں آپ کو بالکل بھی پیسے نہیں دوں گی۔

اور زلہ نے اس بار حق سے بولا تھا اور دوسری طرف اس کے بات سن کر آرش کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

ایسا ویسا بالکل بھی نہیں ہو رہا میں اپنا نقصان تھوڑی نہ کروں گا اگر تمہیں
گاڑی چاہیے تو پیسے تو دینے پڑیں گے اور اگر پیسے نہیں تو تم ایک کس سے ہی
کام چلا سکتی ہو۔۔

آر ش خانزادہ نے اس بار دل کی بات منہ پر لے لی تھی اور اور زلہ سے
کہتے وہ اور زلہ کو سرخ پڑھنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

دیکھا میں بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی آپ ترسے ہوئے خانزادہ ہے جسے بس
اپنی کمی ہی پوری کرنی ہے بیوی کے آنے یا جانے سے تو کچھ فرق ہی نہیں
پڑتا آپ کو۔۔

اور زلہ نے ناراض ناراض سے لہجے میں کہا تو اس کا ناراض لہجہ سن کر
آر ش کی جان پر بنائی تھی۔۔

یار ناراض کیوں ہو رہی ہو تم کر خود لے جاؤ ساری گاڑیاں کیا سارا شوروم
اور شوروم والا بندہ بھی تمہارا ہے اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات

ہے میری جان بالکل بھی ناراض نہیں ہوں مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا
جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔۔

آر ش نے تڑپتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں تڑپ کو محسوس کرتے اور زلہ
نے مزید اسے تڑپانے کا سوچا تھا۔۔

بس اب تو میری ناراض ہو گئی نا اپ کو بولنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے تھا۔
کہا میں نے سوچا تھا کہ آر ش مجھے کہے گا کہ ہاں گاڑی خود اکر پسند کر کے
لے جاؤ اور میری سوچ کے بالکل برعکس اپ نے کہا کہ میں پیمنٹ کر کے
ہی گاڑی لے جاؤں اب تمہیں پیمنٹ کر کے ہی لے کر جاؤں گی اور اپ
سے ناراض بھی ہو گئی ہوں میں میں نے اپ سے رخصتی سے انکار بھی کرنا
ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں نے اپ کے ساتھ شادی کی شاپنگ بھی نہیں
کرنی۔۔

کیا ہی کہنے تھے اور زلہ خانزادی کے صرف ناراض ہونے پر رخصتی کے
ساتھ ساتھ اس نے شادی کی شاپنگ کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

یہ کیا بات ہوئی اب تم ذرا اسی بات پر ناراض ہو گئی تو تم مجھے رخصتی کی دھمکیاں دو گی پھر کہ تم میرے ساتھ رخصت نہیں ہونا چاہتی اور شادی کی شاپنگ تو میری جان میں تمہیں اپنے ساتھ رہ کر واؤں گا تمہیں وہ وہ ڈریسز دلو واؤں گا کہ تمہارے گال سرخ نہ ہوئے تو مجھ سے کہنا۔

آر ش خانزادہ نے اب شرارت سے کہا تھا جانتا تھا کہ اس کی خانزادی اسے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتی یہ تو بس محض وہ تڑپانے کے لیے کہہ رہی ہے یہ بات بھی آر ش جان چکا تھا اس کے لاڈ بھرے لہجے سے۔

میں نے آپ سے کوئی بات ہی نہیں کرنی میری ناراضگی آپ پر کوئی فرق نہیں ڈالتی تو بولنے کا فائدہ ہی کیا اب میں خود آپ کے شور و م واؤں گی اور گاڑی لے کر ہی جاؤں گی اور میں واپسی پر آپ کے ساتھ حویلی بھی نہیں جا رہی میں خود چلی جاؤں گی۔

اس بار اور زلہ نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے جلدی سے کال کٹ کر لی تھی
مبادہ کہیں وہ اس کے دل کے راز ہی نہ جان جائے کہ وہ اسے سر پر اتر دینے
ادھر ارہی ہے۔۔

اس کے کال کٹ کر دینے پر آرش نے موبائل کو اپنے دل کے مقام پر
رکھتے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں موندی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ
اس کی زندگی اتنی حسین ہو جائے گی رخصتی کے بعد وہ اپنی زندگی کو کبھی
خود سے جدا ہونے ہی نہیں دے گا وہ ہمیشہ اپنے دل کے کسی کونے میں چھپا
کر ہی رہے گا۔۔

اب اس کی بیوی اتنے عرصے بعد اس کے شور و مہرہ تھی تو جلدی جلدی
سے اپنا سارا کام وائنڈ اپ کر کے وہ خود ہی اپنی بیوی کو سارے شور و مہرہ کو
دکھانا چاہتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ چھوٹی موٹی گستاخی تو وہ کر ہی سکتا تھا انے
والے وقت کے بارے میں سوچ کر مسکراہٹ اس کے چہرے پر جدا
ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

جلدی سے دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہوتے اب وہ اپنے کام میں
مصروف ہو گیا تھا بیوی کے آنے سے پہلے سارا کام جلدی جلدی ختم کرنا تھا
ساتھ ہی ساتھ اپنے سیکرٹری کو کال کر کے سارے ہی سٹاف کو چھٹی دے
دی تھی تاکہ اس کی خانزادی اور اس کا خانزادہ صرف اور صرف شوروم می
اکیلے ٹائم سپینڈ کریں۔۔

ہاں تو میری پیاری سی بیگم پہنچ ہی گئی آخر میرے شوروم میں وہ بھی اتنے
ٹائم بعد۔۔

آر ش خانزادہ نے اور زلہ کو اپنے افس کے اندر اتے دیکھا تو جلدی سے
کھڑے ہو کر اس کے قریب جاتے اسے زور سے اپنے سینے میں بینچتے
ہوئے کہا تھا۔۔

ہاں نہیں تو کیا آپ نے تو کوئی کسر ہی نہیں چھوڑی تھی مجھے واپس نہ بلانے میں۔۔

میں تو خود ہی اگئی ہوں اور ویسے بھی دور ہوں مجھ سے اس وقت میں یہاں پر آپ کی بیوی بالکل بھی نہیں ہوں آپ مجھے ایک کسٹمر کی طرح ڈیل کرو کیونکہ مجھے اپنے پیسوں سے ایک نیو ماڈل کی بیسٹ گاڑی لینا ہے۔۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا آرش نے حیران ہوتے اس کے ماتھے پر ہاتھ لگا کر چیک کیا تھا۔۔

ہاں میں تو بالکل ٹھیک ہوں اور زلی نے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا ساتھ ہی مسکراہٹ دباتے اس کا ہاتھ اپنے ماتھے سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔۔

چلو او پھر میری جان تمہیں گاڑیاں دکھاتا ہوں جو نیو نیوائی ہیں۔۔

آرش نے اس کے سرخ سے گال پر اپنے لب رکھے کہا اس کا ہاتھ پکڑے شوروم کی طرف روانہ ہوا تھا۔۔

اور زلہ اس کے اس طرح سے پیار کرنے پر سرخ سی پڑتی اس کا ہاتھ اپنے
ہاتھ میں دیکھتے ہوئے دل سے اپنے اللہ کا شکر ادا کرتی اس کے ساتھ روانہ
ہوئی تھی۔۔

ویسے میں تم سے پیسے بالکل بھی نہیں لوں گا تم چاہے تو اپنی مرضی سے کوئی
بھی گاڑی لے سکتی ہو۔۔

آرش خانزادہ نے اس بار مسکراتے ہوئے اسے کھلے دل سے افر کی تھی۔۔
ہاں تاکہ پھر بعد میں بات بات پر آپ مجھے طعنہ دیتے رہیں ناکہ آپ نے مجھے
گاڑی دلائی ہے اور میں نے آپ کو پیسے نہیں دیے۔۔
اور زلہ نے اس کی آنکھوں کی چمک دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دباتے کہا
تھا۔۔

میں کیوں تمہیں بات بات تانے دوں گا تم بیوی ہو میری حق ہے تمہارا
مجھ پر اور میری چیزوں پر تانے دینے والا کون ہوتا ہوں میں۔۔

اچھا ٹھیک ہے اگر پھر ایسی بات ہے تو مجھے ایک نہیں دو گاڑیاں چاہیے وہ
بھی نیو ماڈل کی۔۔

اور زلہ نے اپنی بات کہتے اس کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے کے
تاثرات میں بالکل کوئی بھی فرق نہیں آیا تھا اور وہ گہرا مسکراتے ہوئے
دوبارہ سے اس کے گال پر لب رکھتے ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔۔
میری جان تم ساری لے لو تمہارا خانزادہ بھلا تمہیں کسی چیز کے لیے منع
کر سکتا ہے کیا۔۔

وہ اور زلہ کا ہاتھ تامے اب شور و م کے اندر آیا تھا اور اسے نیو ماڈل کی گاڑیاں
دکھانا شروع ہو گیا تھا جو سارا سٹاک صبح ہی آیا تھا۔۔
آر ش اپ سے ایک بات کہوں۔۔

اور زلہ کے دل میں نہ جانے کیا سمائی کہ وہ آر ش کو اپنی طرف متوجہ کرتے
بولی تھی۔۔

ہاں میری جان ایک نہیں دو باتیں کہو لیکن اس طرح سے کھڑی مت
رہو۔۔

اؤ یہاں پر اؤ بیٹھو۔۔

آرٹھ نے جلدی سے شروروم کے ایک طرف رکھے چیئر کو اٹھاتے اس
کے پاس لاتے اسے چیئر پر بٹاتے کہاں تھا۔۔

اور خود اس کے قدموں میں بیٹھا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں
لے کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کے بات بولنے کا انتظار کرنے لگا۔
اپ ہمیشہ مجھے یوں ہی پیار کرتے رہیں گے نا کبھی بدلیں گے تو نہیں۔۔
کبھی مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نا۔۔

مجھ سے وعدہ کریں۔۔

کہ اپ کبھی بھی مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے زندگی کے کسی بھی موڑ پر۔۔
اپ کو جو کوئی بھی بات میرے حوالے سے پتہ چلے تو اپ نے اس بات کی
وضاحت میرے پاس کر لینی ہے۔۔

چار لوگوں کے سامنے میرا تماشا نہیں بنانا ہے اور نہ ہی مجھے کسی کی نظروں میں گرانہا ہے۔۔

اور زلہ نے دھیرے دھیرے سے اپنی بات مکمل کرتے اس کے ہاتھوں سے اپنی نظریں اٹھاتے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

اچھا ویسے کیا بات مجھے پتہ چلنی ہے کہ میں تمہارا چار لوگوں کے سامنے تماشا بناؤں گا۔۔

آرش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جواج عجیب عجیب سی باتیں کر رہی تھی۔۔

پتہ پتہ نہیں۔۔

اور زلہ نے گھبراتے ہوئے کہا تھا نہ جانے کیوں اس کی غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی اسے عجیب سا ڈر ہی لگا رہتا تھا۔۔

وہ اب آرش کو اپنی زندگی میں دوبارہ خود سے دور ہونے نہیں دے سکتی تھی اتنی مشکلوں کے بعد وہ اسے ملا تھا۔۔

اور اب کے اتنا پیار دینے کے بعد بھی آرش نے اس پر بھروسہ نہیں کیا تو وہ
اندر ہی اندر مر جائے گی اور زلہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گہری
سوچوں میں گم تھی۔۔

یار ایسی باتیں کیوں سوچتی ہو شوہر ہوں میں تمہارا۔۔
ہمارے رشتے میں اگر اعتبار ہی نہیں ہو گا تو پھر اس رشتے کا فائدہ ہی کیا
ہے۔۔

میں تم پر اعتبار کرتا ہوں تم میری ہمت ہو میرا جنون ہو میرا عشق ہو۔۔
میں کبھی بھی تم سے دور نہیں ہو گا اور نہ ہی کبھی بدلوں گا آئی پر امس۔۔
ابھی جیسے تمہارے لیے تڑپ رہا ہوں شادی کے بعد تمہیں پانے کے بعد
بھی اسی طرح سے ہی تڑپوں گا۔۔

آرش نے شرارت آمیز انداز میں آخری بات کہی تھی۔۔
پکا پرومس کرے مجھ سے۔۔

اور زلہ نے اس کی نات سنتے اپنی چمکتی ہوئی آنکھوں کو جلدی سے اس کے جذبات کے ٹھائے مارتے سمندری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
ظاہر ہے کون اپنی زندگی کو خود سے دور کرتا ہے اگر میں اپنی زندگی کو خود سے دور کروں گا تو تو میں خود ہی مر۔۔۔

آر ش ڈونہیہ ٹٹٹٹ۔۔

اس سے پہلے کہ آر ش اپنا جملہ مکمل کرتا اور زلہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چڑھاتے ہوئے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اگے کچھ بھی کہنے سے منع کیا تھا۔۔

اپ ایسا کیوں بولتے ہیں مورے کا کیا غم کم تھا میرے لیے جو اب اپنا دکھ بھی دے کر مجھے اس بھری دنیا میں بے اسرا کرنا چاہتے ہیں۔۔

اور زلہ کی آنکھوں میں لمحہ بھی نہ لگا تھا اور انسوٹپ ٹپ کر کے بہنا شروع ہوئے تھے۔۔

آر ش کو افسوس ہوا تھا اپنے بولنے پر جو بنا سوچے سمجھے وہ کہنے والا تھا۔۔

اُنی ایم ریلی سوری میری جان میرے ویسے کہنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا
میں تو بس بات کر رہا تھا۔

آرش نے جلدی سے اس کے گال سے بہتے ہوئے انسو کو صاف کیا
تھا۔

نہ کیا کرے ایسی باتیں بھی پلینز۔

اور زلہ نے بے بس اتے ہوئے کہا تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے میری جان پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے
اسندہ میں ایسی باتیں بالکل بھی نہیں کروں گا اور ابھی کے لیے سوری ایم
ریلی سوری۔

آرش خانزادہ نے اس کی آنکھوں سے دوبارہ سے بہتے ہوئے انسو کو دیکھ کر
بے بسی سے کہا تھا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کے انسو پیار سے صاف
کرتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

کبھی بھی مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا۔

اور زلہ نے خوف سے کہتے ہوئے اس کے سینے میں اپنا منہ چھپاتے اس کی
کمر کے گرد اپنے بازو مضبوطی سے حائل کیے تھے۔۔

میری جان میں کیوں اپنی زندگی کو اپنی ہی ہاتھوں سے اجاڑنے لگا میں کبھی
بھی اپ سے دور نہیں جاؤں گا پکا والا وعدہ۔۔

آر ش خان زادہ نے بچوں کی طرح پچکاتے اس کے بالوں میں انگلیاں
پیرتے ہوئے اسے سکون سے بتایا تھا۔۔

میری جان اگر آپ کو سکون مل گیا ہو تو گاڑی پسند کریں ہمیں گھر بھی تو جانا
ہے نا حویلی پہنچتے پہنچتے ٹائم لگ جائے گا۔۔

کافی دیر بعد اور زلہ کو خود سے دور نہ ہٹتے دیکھ کر آر ش نے اسے دوبارہ سے
پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے ہاں پسند کر لیتے ہیں گاڑی بھی۔۔

اور زلہ دوبارہ سے اپنے پرانے والے موڈ میں اتی اس کے سینے سے اپنا منہ
نکالتے اسے بول رہی تھی۔۔

ننند کے خمار سے اس کی آنکھیں سرخ اور بھاری ہو گئی تھیں جیسے دیکھتے
آرش خانزادہ کو اپنی خانزادی پہ ٹوٹ کر پیارایا تھا۔

ننند ارہی ہے کیا میری جان کو۔۔

آرش نے پیار سے اس کے چہرے پر اے بالوں کو اس کے کانوں کے پیچھے
اڑتے کہا تھا۔

ہاں وہ آج سارا دن افس میں تھی پھر ہدا کے گھر چلی گئی پھر یہاں آگئی تو
تھک گئے ہوں اس لیے ننند ارہی ہے۔۔

اور زلہ نے بھی معصومیت سے ہاں میں سر ہلاتے کہا تھا۔

آرش کو اس پہ ٹوٹ کے پیار ا رہا تھا ننند سے باری باری ہوتی اپنی خمدار پر کو
بار بار بند کرتے ہوئے اس کے دل میں ہلچل مچا سکے تھے۔

ٹھیک ہے پھر چلو گھر چلتے ہیں میں تمہیں ساری پکچر دکھا دوں گا تم گاڑی
پسند کر لینا اور گاڑی گھر پہنچ جائے گی ٹھیک ہے ابھی میری جان کو ننند ارہی

ہے اپ گاڑی میں ابھی نیند پوری کر لینا جب تک حویلی پہنچ جائیں گے کھانا
کھانے کے بعد اب دوبارہ سے سو جانا۔۔

آر ش نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو اور زلہ کو بھی یہ
بات ٹھیک لگی کیونکہ وہ بے تحاشہ تکی ہوئی تھی اور واقعی میں اسے بہت
نیند بھی ارہی تھی۔۔

ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔

اور زلہ نے کہا تو ملیار نے بھی اسے اپنے گود میں اٹھاتے باہر کی طرف لے
کر چل دیا تھا۔۔

اور زلہ بھی پیار سے اس کے کندھے میں چہرہ چھپاتی آنکھوں کو موند چکی
تھی جانتی تھی کہ آر ش اب اسے گاڑی تک ہی لے کر جائے گا۔۔

[~~~~~]

برخوردار تم نے کچھ کرنا بھی ہے یا نہیں کب سے اے ہو ہاتھ پر ہاتھ رکھے
ہی بیٹھے ہو۔۔

شہباز خان نے اپنے پوتے ار باز خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
جوا بھی بھی پر سکون سامو بائل میں لگا ساتھ ہی ساتھ صبح کا ناشتہ بھی نوش
فرما رہا تھا۔۔

اوہوداد اپ سے کس نے کہا ہے کہ اپنے بوڑھے زنگ لگے دماغ پر زور
ڈالے اور مجھے مشورے سے نوازیں۔۔

ار باز خان نے انتہائی بد تمیزانہ لہجے میں اپنے شہباز خان کو جواب دیا تھا اور
بدلے میں شہباز خان اسے گھور بھی نہ سکا تھا۔۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے یہ کس لب و لہجے میں تم ہم سے بات کر رہا ہے۔۔
شہباز خان نے بدلے میں اسے ڈبل گھوری سے نوازا تھا وہ بھی کیا کم
تھوڑے نہ تھے۔۔

ان کا غیض و غضب کا غصہ تو ابھی تک برقرار تھا اور ایسا تھا کہ سارے
ملازم ہی شہباز خان کو غصے میں دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگ جاتے تھے۔۔

ہاں تو دادا میں کہہ تو رہا ہوں کہ تھوڑا سا صبر کر لے ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے ضروری تو نہیں ابھی وقت نہیں آیا اور میں سب کچھ کر دوں۔۔

پھر جیسا ہم نے پلان سوچا ہوا ہے ویسا بالکل بھی نہیں ہو گا۔۔

ار باز خان نے اپنے دادا کو اس قدر غصے میں دیکھا تو جلدی سے ہڑ بڑا کر اپنی بات کو درست کیا تھا اسے ڈرتا کہ کہیں اکلوتے وارث کو جائیداد سے وہ حاق ہی نہ کر دے۔۔

اج کل خون کے رشتے داروں میں بھی وفا کہاں ملتی ہے؟؟

سب ہی ایک دوسرے سے کسی نہ کسی مطلب سے جڑے ہوئے ہیں بے شک اگر مطلب نہ ہو تو کوئی کسی کو یاد ہی نہ کرے۔۔

یہی حال ان دادا اور پوتے کا تھا جہاں پر شہباز خان کو اپنے پوتے ار باز خان سے مطلب تھا کہ وہ ان کی دشمنی کا بدلہ لے گا تو وہیں پر ار باز خان اپنے دادا جی سے اس لیے میٹھا میٹھا سا بن رہا تھا کہ وہ گاؤں میں جتنی بھی ان لوگوں

کی جائیدادیں ہیں وہ ان سب کا اکلوتا وارث ہی بنے گا کیونکہ وہ اکلوتا چشم و چراغ اور انتہائی بد تمیز بگڑا لوفرخان تھا۔

اور وہ صحیح وقت کب آئے گا داداجی نے دوبارہ سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اجائے گا بھی تو فی الحال میرے ہاتھ بہت ہی بڑا خزانہ لگا ہے جسے میں وقت رہتے بہت ہی آسانی سے استعمال کر سکتا ہوں اپنے مقصد کے لیے۔

ارباز کے نظروں میں عنایہ خانزادی کا سراپہ گھوما تھا اور اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی تھیں۔

اچھا ٹھیک ہے جب وقت آنے لگے تو پہلے سے ہی مجھے ساری بات سے آگاہ کرنا۔

شہباز خان نے کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھتے حویلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

بڑا سسکی کہیں کا آرام سے کبھی جینے نہیں دے گا پتہ نہیں کب ٹپکے گا۔

شہباز خان کے ڈیرے کے کمرے سے نکلتے ہی ان کے پیچھے ار باز خان نے
نخوت سے کہتے ہوئے اپنا سر جھٹکاتھا۔

فلحال تو اس کا اپنا راستہ صاف ہوتا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ عنایہ اس سے ڈر
گئی تھی اور اس کے بعد سے ہی عنایہ کا فون بند رہا تھا اور یہ بات اس کے
لیے پریشان کن بھی تھی وہ اپنے مقصد کے لیے عنایہ کا استعمال کرنے والا
تھا ان سارے خاندانوں کو برباد کرنے کے لیے۔

عنایہ اس سے ڈرنے لگی تھی اور اس بات کو وہ بخوبی سمجھتا تھا کیونکہ کالج
میں بھی وہ اس کی نظروں سے ہمیشہ ہی خائف رہتی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ عنایہ ایک کمزور شکار ہے اور اس سے بس ذرا سا جھوٹ
بولنے کی دیر تھی کہ اس کی پکچر عنایہ کے پاس ہے اور عنایہ ڈر گئی تھی اس
سے اب اسی ڈر کے ساتھ وہ عنایہ سے کوئی بھی کام کروا سکتا تھا۔

لیکن ار باز خان ابھی اس بات سے ناواقف تھا کہ عنایہ خاندانی کے پیچھے
ایک مضبوط سہارا کھڑا ہے اور وہ ہے ملیار خاندانہ عنایہ خاندانی سے ٹکر

لینے سے پہلے عنایہ کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے سے پہلے اسے ملیار خانزادہ سے ٹکرا نا پڑے گا اور یقیناً ملیار خانزادہ سے ٹکرا نا اس کے لیے بالکل بھی اچھی بات ثابت نہیں ہوگی۔۔

مقصد میں تو وہ اپنی شکست کھا ہی لے گا لیکن ساتھ ہی ساتھ اسے اپنے منہ کی بھی کھانی پڑے گی اور اپنے گھر سے بھی در بدر ہونا پڑے گا۔۔

جہاں پر ار باز خان شیخ چلی کی طرح اپنے خیالی پلاؤ بناتا ہی سوچ رہا تھا کہ عنایہ ایک کمزور شکار اس کے ہاتھ لگ گئی ہے۔۔

تو وہ اس سے حویلی کے سارے خانزادوں کے بارے میں انفارمیشن لے کر اور انہیں کس طرح سے سڑک پر لانا ہے یہ پتا کروا کر برباد کر سکتا ہے وہیں پر وہ بالکل بھی نہیں جانتا تھا کہ قسمت اور تقدیر کیسے پلٹا کھاتی ہے۔۔

انج وہ جو سب کچھ ان خانزادوں کے لیے سوچ رہا تھا انہیں سڑک پر لانے کی اپنی طرف سے پورا پلان بنا چکا تھا۔۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ آج جو سب کچھ وہ کر رہا ہے بعد میں یہ سب کچھ
اسے ہی بھگدنا پڑے گا اگر وہ دوسروں کے لیے گڑھا کھود رہا ہے تو سب
سے پہلے اس گھڑے میں اسے ہی گرنا پڑے گا۔

[~~~~~]

اس وقت خانزادہ حویلی میں سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے رات کا کھانا کھا
رہے تھے۔

سب ہی خوش ہو کر باتیں بھی ساتھ ہی ساتھ کر رہے تھے برلاس اور
آرش کی رخصتی کے بارے میں۔۔
السلام علیکم۔۔

ملیار نے سب کو سر پر اٹز کرتے ہوئے حویلی کے اندر اتنے ڈائننگ ٹیبل میں
سب کو سلام کیا تھا۔۔

تم تم تو کل انے والے تھے نا تو اج ہی کیسے اگئے۔۔ سب نے حیرت سے
اس کی طرف دیکھا تھا اور ساتھ ہی آرش نے اٹھ کر اس کے گلے لگتے
حیرانی سے کہا تھا۔۔

ہاں یار بس کیا کروں میرا میری بیوی کے بغیر دل ہی نہیں لگ رہا تھا وہاں تو
بس اسی لیے بھاگا بھاگا چلا آیا۔۔

ملیار خانزادہ نے آرش کے کان میں سرگوشی نما انداز میں کہا تھا وہ جانتا تھا
کہ اپنے سالے کو کس طرح سے تپانا ہے۔۔

تیری تو تو کبھی بھی نہیں سدرے گا چاہے تو کتنے ہی بڑے عہدے پر
فائض ہو جائے تیرا وہی حال ہے کہ کتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی۔۔
آرش نے سلگتے ہوئے اسے جواب دیا تھا اور بغیر اس کا جواب سننے واپس جا
کر اپنی چیئر پر بیٹھ کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

ملیار اپ اتنی جلدی اگئے۔۔

عنایہ کے آنکھوں کی چمک واپس سے جیسے لوٹ کی آئی تھی اب وہ جلدی سے اس کے قریب جاتی ہے اس کے ہاتھ پر اپنا دباؤ ڈالتے ہوئے بولی تھی اور جیسے سب کچھ تو وہ بھول ہی گئی تھی۔۔

جی میری جان مجھے تو واپس انا ہی تھا میری جان یہاں پر اکیلی جو تھی۔۔
ملیار خانزادہ نے سب کی نظروں سے چھپ کر اس کے گال کو ہلکا سا اپنے انگوٹھے سے چوتے کہا تھا۔۔

چلو او بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کے لیے چیئر کھینچ کر اسے بیٹھاتے کہا اور ساتھ اس کے برابر میں خود بھی بیٹھ گیا تھا کھانا کھانے کے لیے۔۔
مجھے یہ نہیں کھانا مجھے اچار کھانا ہے۔۔

اچانک ہی عنایہ کی آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم اس کی حالت کو سمجھتے ہوئے اپنے مسکراہٹ کو دبا گئی تھی اور باقی سب حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

ارے اپ سب لوگ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں میری بچی کو ایسی حالت
میں یہ عجیب چیزیں کھانے کا دل کرتا ہی ہے۔۔

اور خاص کر کے کٹھا کھانے کا تو بہت زیادہ دل کرتا ہے اسی لیے اس کا اچار
پانے کا دل ہو گیا ہو گا۔۔ شائلہ بیگم نے سب کو اپنی پیاری سی معصوم سی بہو
کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو سب سے کہا تھا۔۔

لیکن مورے اس کا گلا خراب ہو جائے گا اچار سے۔۔

ملیار خانزادہ کے چہرے پر فکر اور پریشانی سب بخوبی محسوس کر سکتے
تھے۔۔

کوئی نہیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہو گا اس نے کون سا اچار کا بھرا ہوا ڈبہ ہی کھا لینا
ہے تھوڑا سا ہی کھائے گی اور پھر جب اس کا دل بھر جائے گا تو بس کر دے
گی نا ہے نامیری پیاری بیٹی۔۔

شائلہ بیگم نے اپنی بہو کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا تو عنایہ نے بھی جلدی سے
زور شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

ملیار نے عنایہ کی طرف گھور کر دیکھا تھا جو اس کے آنے کے بعد تو جیسے
ساری پریشانی کو دور ہی کر بیٹھی تھی۔۔

شائلہ بیگم خود کچن میں گئی اور اس کے لیے اچار کا ڈبہ لا کر اس کے پاس
رکھا۔۔

اور اب عنایہ مزے مزے سے روٹی کے ساتھ اچار کھانے میں مصروف
چٹخارے لے کر کھا رہی تھی۔۔ اور سب مرد کھانے میں مصروف تھے اور
لڑکیاں اسے دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔

جب کہ ملیار خانزادہ کبھی پریشانی سے تو کبھی غصے سے اس کی طرف گھور رہا
تھا لیکن عنایہ پر اس کے غصے کا کوئی اثر نہ ہو رہا تھا اور نہ ہی گھوری کا۔۔
بچے کھانا کھانے دونا سے تمہارے جانے کے بعد سے اس نے ڈنگ سے
کچھ کھایا تک نہیں۔۔

شائلہ بیگم نے اس بار ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ملیار نے بھی ہاں
میں سر ہلایا تھا۔۔

کھانا کھانے کے بعد سب ہی اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔
اور ملیار بھی عنایہ کا ہاتھ بڑے ہی پیار سے تھامے کمرے کے اندر داخل
ہوا تھا۔

جی میری جان تو اب بتائیں کہ یہ دو دن کا فاصلہ آپ نے کس طرح سے
گزارا مجھے مس کیا۔

کمرے کے دروازے کو لاک کرنے کے بعد ملیار خانزادہ نے اس کے کمر
میں دونوں بازو حائل کرتے ہوئے کہا تھا۔

عنایہ پر سکون سی اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی اسے سکون کے لیے تو وہ
دو دن سے تڑپ رہی تھی بے ساختہ ہی اسے وہ میسجز والی بات آئی تو اس کی
کمر کے گرد اپنی بازو کی گرفت مضبوط کی تھی خوف سے۔

کیا ہوا میری جان ڈر لگ رہا ہے کیا۔

ملیار نے محسوس کیا اپنے کمر پر اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کا حصار تو اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے پر سکون کرتے کہا تھا ساتھ ہی کمرے کی لائٹ اف کرتے اسے بیڈ کی جانب لے کر چل دیا تھا۔

نہیں نہیں تو میں تو بالکل بھی نہیں ڈر رہی۔

عنایہ نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے اس کے سینے پر دوبارہ سے سر رکھا۔

ملیار خانزادہ نے بھی اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے مزید کوئی بھی ٹینشن والی بات نہیں کی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ عنایہ اس حال میں ڈپریشن کا شکار ہو اور ویسے بھی وہ اپنی بات اس سے خود شیر کرتی تب ملیار کو اور بھی زیادہ اچھا لگتا۔

ٹھیک ہے میری جان گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اگر کسی بھی بات کو لے کر پریشانی ہو یا پھر ٹینشن کا شکار ہو تو مجھے بتا دینا ٹھیک ہے یاد رکھنا کہ عنایہ ملیار خانزادی تک پہنچنے سے پہلے ملیار خانزادہ اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑا ہے۔

ملیار خانزادہ نے نہ محسوس انداز نے اپنی بات کہی تھی لیکن عنایہ اپنی معصومیت میں سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔

ملیار خانزادہ نے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو کو حائل کرتے مزید مضبوطی سے اپنے حصار میں باندھا اور اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے پرسکون کرنے کے ساتھ ساتھ نیند کی وادیوں میں اتار گیا تھا۔۔

اپ مجھے کبھی بھی چھوڑ کر مت جائیے گا ورنہ اپ کی عنایہ مرجائے گی۔۔
عنایہ نے نیند کی وادیوں میں اترنے سے پہلے بڑبڑاتے ہوئے ملیار کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔۔

میری جان میں کیوں تمہیں چھوڑ کر جاؤں گا تم تو میری زندگی کے جینی کی واحد وجہ ہو اور پھر میں خود سے اپنے زندگی کی جینے کی واحد وجہ کو کیسے دور کر سکتا ہوں۔۔

ملیار جانتا تھا کہ وہ نیند میں ہے لیکن پھر بھی اس نے جواب دینا خود پر فرض سمجھا تھا آخر وہ اس کی اکلوتی عشق کی وارث تھی۔۔

وہ تو اسے خود سے دور کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس لیے تو اتنی بڑی بات ہونے کے باوجود بھی وہ عنایہ سے ناراض نہیں تھا کیونکہ وہ عنایہ کے معصومت اور ڈر خوف سے واقف تھا کہ وہ کبھی بھی گھر سے باہر نہیں نکلی وہ زریش کی طرح بالکل بھی بولڈ اور کانفیڈنٹ نہیں ہے وہ تو معصومیت سے ہی سب لوگوں کے دل میں گھر کر لیتی ہے اور اس کی زندگی حویلی والوں سے شروع ہو کر حویلی والوں پر ہی ختم ہوتی ہے باہر کا راستہ تو اس نے کبھی دیکھا تک نہیں اکیلے۔۔

یہ سب کچھ سوچتے ہوئے ملیار خانزادہ بھی نیند کی گہری وادیوں میں گم ہو چکا تھا۔۔

— — —

ساری تیاریاں مکمل ہو گئی تھیں اور اب سے تقریباً دو گھنٹے بعد برلاس کا نکاح
ہونے جا رہا تھا ادا جی نے نکاح رخصتی اور بارات کے ایک دن پہلے ہی رکھ
لیا تھا۔۔

تاکہ گل ان کے حویلی میں جب آئے تو وہ برلاس کی محرم بن کر آئے۔۔
اسی لیے حویلی والے سارے اس وقت اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف
تھے۔۔

نیچے لان کو بڑی ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا پارٹیشن لگا کر عورتوں اور
مردوں دونوں کی جگہوں کو الگ الگ کر لیا گیا تھا کیونکہ برلاس خانزادہ کو
بالکل بھی گوارا نہیں تھا کہ اس کی گل کو کوئی بھی دیکھے۔۔

برلاس خانزادہ اپنے کمرے میں اپنے کے سامنے کھڑا بلیک کلر کے بالوں کو
جیل کی مدد سے سیٹ کیے اپنی سرخ سفید سی رنگت کو دیکھ کر خود بخود ہی
بیش کر رہا تھا اس کا دل ایک الگ ہی انداز پر دھڑک رہا تھا بے شک برلاس

خانزادہ اس وقت خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین مرد تصور کر رہا تھا کہ اس نے جس کو چاہا وہ اس کے نصیب میں محرم کے طور پر آنے والی ہے۔۔۔
آرٹھ اور اورزلہ کی رخصتی بھی دو دن بعد طے پائی تھی اآج نکاح تھا تو کل مہندی کا فنکشن ہونا تھا پر سوں بارات تو دو دن بعد اور آرٹھ کی رخصتی کے ساتھ ساتھ برلاس اور گل کا ولیمہ بی طے پایا تھا۔۔۔

اوہو اآج تو بڑا اثر مایا جا رہا ہے بصیر خانزادہ برلاس کے کمرے میں داخل ہوتے بولا تھا اور اپنے لاڈلے کو اس قدر خوبصورتی سے تیار دیکھ کر اگے جا کر اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے چھیڑنا بالکل بھی نہ بولا تھا۔۔۔

لالا بس بھی کریں میں بچہ تھوڑی نہ ہوں جو آپ مجھے اس طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔

مانا کے میں نے آپ کو آپ کی شادی پر بہت تنگ کیا تھا اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ آپ مجھ معصوم سے اپنا بدلہ لیں۔۔۔

چلو ٹھیک ہے نہیں کرتا میں اپنے لاڈلے کو تنگ یہاں پر بیٹھو تمہیں
تمہارے برانڈ ڈشوز میں پہناتا ہوں۔۔

برلاس خانزادہ کو بیڈ پر بٹاتے ہوئے بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی ڈریسنگ
کی طرف بڑھتے وہاں سے اس کے برینڈ ڈشوز لیتے وہاں سے پہلے کہ
برلاس کے قدموں میں بیٹھتا برلاس بدک کر پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔
لا لا کیا کر رہے ہیں جانتا ہوں کہ میں اپ کا لاڈلا ہوں لیکن اس طرح
میرے قدموں میں مت بیٹھے مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا برلاس نے
خفا خفا سامنہ بناتے بصیر سے کہا تھا۔

برلاس تو جانتا ہے نا کہ میں نے ہمیشہ سے تجھے اپنے بیٹے کی طرح مانا ہے تو
ایسا مان کہ میں بھی تیرا باپ ہوں اور ویسے بھی تیری شادی ہونے والی ہے
تو باپ کا اپنے بیٹے پر حق تو بنتا ہے نا۔

برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے بصیر نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا اور اس
بات میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ بصیر نے برلاس کو بالکل اپنے چھوٹے

بیٹے کی طرح ہی مانا تھا اور وہ ویسے ہی اس کے ضد اور اس کے نخرے اٹھاتا
ہوا آیا تھا۔

ٹھیک ہے لالا لیکن پلیز اپ میرے قدموں میں مت بیٹھے ہیں مجھے بالکل
بھی اچھا نہیں لگے گا اپ نیچے رکھے میرے شوز میں خود پہن لوں گا۔
اپ کی جگہ میرے دل میں ہے میرے پیروں میں نہیں۔

بس بھی کر دو تم دونوں نے کیا یہ ایمو شنل والا لیکچر سٹارٹ کر دیا ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ دونوں مزید ایک دوسرے کو یاد کر کے آبدیدہ ہوتے
ملیاری اور آر ش دونوں کمرے میں داخل ہوتے بولے تھے اور ان کے پیچھے
زرم بھی روحان کا ہاتھ پکڑے کمرے کے اندر داخل ہوا تھا۔ سارے

خانزادہ ہی اس وقت بلیک کلر کے شلوار قمیض میں بلیک کلر کے ہی شال
اڑے اپنی اپنی شاندار پرسنلٹی اور پھولے ہوئے جسموں کے ساتھ ہر ایک
کادل دھڑکانے کے لیے تیار تھے ان سب میں برلاس کی ڈریسنگ تھوڑی

الگ تھی کیونکہ ان سب کے مطابق برلاس کو تھوڑا پر وٹو کول دیا گیا تھا
کیونکہ وہ دولہا تھا۔

روحان بھی اپنے سارے چاچوں کے ساتھ میچنگ بلیک کلر کی شلوار قمیض
کے ساتھ اپنا دبلا پتلا سا جسم سرخ سفید سی رنگت کے ساتھ کھڑا سارے
خانزادوں کو مات دینے کے لیے وہ بھی بالکل تیار تھا لیکن زرم نے اسے
شال بالکل بھی نہیں دلائی تھی کیونکہ اس کے بقول شال میں وہ گر سکتا
ہے اور ابھی شال کو نہیں سنبھال سکتا۔

جس پر روحان نے بہت واویلا بھی مچایا تھا لیکن سب ہی ذرم کی بات سے
سمت تھے اسی لیے روحان کو بھی اپنی ضد سے پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔

چلو اب جلدی کرو اس سے پہلے کہ ماموں لوگ اوپر اجائے سب نیچے چلتے
ہیں دیر ہو رہی ہے جانے میں بھی ٹائم لگے گا۔

زرم نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو سب نے ہی سر ہلاتے اگے
پیچھے کمرے سے نکل آئے تھے۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ اس طرح سے ایک ساتھ ہی سب لوگ کیوں نیچے ا رہے ہو نظر لگ جائے گی نا۔

شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم کی نظر جیسے ہی ان پانچوں پر پڑی جلدی سے ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہتے ہوئے ان کی نظر اتاری تھی اور ملازموں کو بلا کر جلدی سے سب خاندانوں کے سروں پر پیسے وارتے ہوئے ملازموں کو دے کر غریبوں میں بانٹنے کے لیے کہہ دیا تھا۔

سب خاندانہ ہی اپنی ماؤں کے اس طرح سے فکر کرنے پر مسکرا اٹھے تھے۔

اگر تم نے میرے ملیار لالا کے بارے میں کچھ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہوگا۔

ابھی شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم اور سارے خاندانے کھڑے ا پس میں مسکرا کر باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک سے ہی مہزلہ کی اوازاں سب کے کھانوں میں پڑی تھی اور بے ساختہ ہی ملیار اور زرم نے مسکرا کر پیچھے دیکھا

تھا جہاں پر وہ چھوٹی لڑکی شیرنی بنی زیش سے لڑنے کے لیے فل موڈ میں تھی۔۔

کیا تو وہ تمبیارہ لالا ہے تمہارے ملیار لالا کی شادی ہو گئی تم نے رسموں میں ان سے کوئی بھی پیسے نہیں لیے اب تمہارے برلاس لالا کی شادی ہو رہی ہے تو تم بھی ان کے کمرے میں نہیں جا رہی ارے بھئی یہ رسم ہوتی ہے جا کر پیسے خوب بٹورو۔۔

زیش خانزادی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے مہزلہ کی چھوٹی سی ناک کو غصے سے سرخ ہوتے دیکھا تھا۔۔

وہ دونوں ہی اس وقت فل تیار تھی وائٹ کلر کے لانگ فرائیڈ پہنیں بالوں کو کھلا چھوڑے ڈیسنٹ سامیک اپ کیے ہاتھوں میں سرخ گجرے پہنے دونوں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

زربش ءوسب كو ءكف چكى ءهى لكفن مزلنل نل كسى كو بهى نهلن ءكف ءها كه
نچل ءال ملن سب هى كهڑل هلل كفنل مزلنل كى سب كى طرف ٲلٹ ءهى
اسى للل ول كسى كو بهى ءكف نهلن ٲائى ءهى۔

هال ءو ول مرل للال هلل ءب ملن ان كل كرل ملن ءاؤن كى ءو ءفهل ٲسل
ءل ءلن كل اور ولسل بهى ملن ان سل ءو بهى بولول كى ول كر للن كل اخر
ملن ان كى لاؤلى بهن هول اور ول مرل بهائى هلن۔

اچھا اسلا هل ءو چلو ٲھر ملن بهى ءكفھى هول ءاؤ اور اٲنل برلاس لاال سل ذرا
ٲانچ لاكھ كا چك ءولل كرانا۔

زربش ءانزا ءل نل برلاس كى طرف ءكفھى هولل انكھ ءبال كل ٲلانل
والل انءاز ملن كها ءها اور بصر ءو اٲنى بىول كى شرار ء اور شلطانلئ ءو ءكف
كر اٲنى مسكر اھٹ ءو ءبال كر رل كىا ءها ءو اس كل لاؤلل كو ٲھنسلنل كى فل
كوششول ملن ءهى۔

ملیار اور برلاس نے جان لوٹاتی نظروں سے اپنی لاڈلی بہن کو دیکھا تھا جو اس وقت مومی سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی اوپر جا کر برلاس لالا کے کمرے سے پیسے لے کر آتی ہوں پھر تو آپ میرے لالا کو کچھ نہیں بولیں گے نا۔

مہزلہ نے اپنی ازلی معصومیت کا ثبوت دیتے کہا تھا۔

ذرم جانتا تھا کہ زربیش اور مہزلہ دونوں کی ملی بگت سے یہ سب ہو رہا ہے اور مہزلی بھی جانتی ہے کہ پیچھے سب کھڑے ہیں اور وہ بس شرارت سے کسی بھی طرح سے برلاس سے پیسے نکلوانا چاہتی ہے اپنی معصوم سی بیوی کا خرافاتی دماغ دیکھ کر زرم عیش عیش کراٹھا تھا اور اسے اتنا تیار ہوتے دیکھ کر زرم نے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

ٹھیک ہے میں بھی جاتی ہو۔

مہزلہ نے کہا اور ابھی وہ دو سے تین سیڑھیاں ہی اوپر گئی تھی کہ برلاس نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔

میں یہاں ہوں مہزلہ ادھر ہی اجاؤ نہ جانے کیوں اج برلاس نے اسے بنا
تنگ کیے مہزلہ ہی کہا تھا ورنہ تو ہمیشہ ہی وہ اسے ٹڈی یا پھر سو کی لکڑی کہہ
کر ہی بلاتا تھا۔

مہزلہ نے آواز سن کر پیچھے پلٹتے دیکھا تو وہاں پر سب کو کھڑا دیکھ کر وہ جلدی
سے برلاس کی طرف گئی تھی۔

لالا زرباش آپی نے کہا ہے کہ میں آپ سے پیسے مانگوں گی تو آپ مجھے نہیں
دیں گے تو اگر میں آپ سے پیسے مانگوں تو آپ مجھے دے دینا سب کے
سامنے میری عزت رکھ لینا ٹھیک ہے۔

مہزلہ جلدی سے بھاگتے بھاگتے برلاس کی طرف اتے اس کو اپنے قد کے
مطابق جھکاتی اس کے کان می بڑے ہی رازدانہ انداز میں بولی تھی۔

برلاس تو اپنی معصوم سی بہن کے معصومیت میں ہوتا زور و شور سے ہا میں
سر ہلا گیا تھا۔

ٹھیک ہے لالا پھر جلدی سے مجھے پانچ لاکھ دے دیں۔

مہزلہ نے برلاس کو ہاں می سر ہلاتے دیکھ کر جلدی سے اپنا مطالبہ کیا تھا۔
برلاس نے جلدی سے ملازمہ کے ہاتھ اپنے کمرے سے اپنا چیک بک
منگوایا تھا اور پانچ لاکھ کا چیک لکھتے ہوئے مہزلہ کے ہاتھ میں تمایا تھا۔
زریش مہزلہ اور روحان خوش ہوتے ابھی اپنی خوشی کو کنٹرول کر رہے
تھے جب تک مہزلہ کے ہاتھ میں چیک نہیں اجاتا تب تک وہ لوگ اپنی
خوشی انجوائے نہیں کر سکتے تھے۔

جیسے ہی برلاس نے مہزلہ کے ہاتھ میں چیک تمایا اور مہزلہ دو سے تین
قدم پیچھے ہٹی ویسے ہی روحان اور زریش نے مہزلہ کی طرف بھاگتے ہوئے
ایک دوسرے کو ہگ کرتے اونچی اونچی آواز میں چلانا شروع ہوئے تھے کہ
مشن کمپیٹ مشن کمپیٹ۔

مشن کمپیٹ کی آواز سنتے اور زلہ اور عنایہ بھی اپنے کمرے سے باہر نکلتے
نیچے کی طرف اتے ان سب کے ساتھ ہنستے مسکراتے اپنے کارنامے پر ہنس
رہی تھی۔

برلاس منہ کھولے حیرت سے مہزلہ کو ہی صرف دیکھ رہا تھا جو اس کی بہن
ہونے کے باوجود اسے اپنی معصومیت کا دھوکہ دیتے اسے پانچ لاکھ لے
چکی تھی۔۔

تم نے میرے ساتھ دو کا کیا ٹڈی سو کی لکڑی برلاس جیسے ہی ہوش میں آیا
مہزلہ کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ اٹھا تھا اور ساتھ ہی مہزلہ کی طرف بھاگتے
ہوئے وہ چیک لینے کے لیے اس کے پیچھے دوڑا تھا۔۔

شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم بھی ساری ہی کاروائی کو دیکھ رہی تھی اور وہ بھی
مہزلہ کی شرارت کو دیکھ کر مسکرا اٹھی تھی۔۔
لالا بچائیں۔۔۔

ہمیشہ کی طرح مہزلہ شرارت کرنے کے بعد ملیار لالا کو پکارتے ہوئے
لاؤنج میں بھاگتے بھاگتے چیخ رہی تھی۔۔

برلاس رک جاؤ اسے چوٹ لگ جائے گی ملیار نے مہزلہ کی فکر کرتے
ہوئے کہا تھا ایک تو پہلے سے ہی اتنا لمبا فراق اس نے پہنا ہوا تھا اور اسی

فراک کو ہاتھ میں اٹھائے چیک کو اپنے ہاتھ میں دبائی کو ادھر سے ادھر
بھاگ رہی تھی۔۔

لگ جائے اس ٹڈی کو چھوٹ اس نے مجھ سے پانچ لاکھ لیے ہیں اور
بیوقوف بھی بنایا ہے۔۔

برلاس تو اجملیار کے کہنے پر بھی نہیں رک رہا تھا۔۔

برلاس رک جاؤ وہ گر جائے گی بات کو سمجھا کر ونا یار تمہیں اپنے پانچ لاکھ
جانے کا افسوس ہے یا پھر اپنے بے وقوف بن جانے پر۔۔

ملیار نے اس بار سخت سے لہجے میں کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی برلاس کو رکنا
پڑا تھا اور مہزلہ جلدی سے بھاگتے ہوئے ملیار کی طرف اکرا اس کی پیٹھ کے
پیچھے چھپ گئی تھی۔۔

گہری گہری سانسیں بھرتے ہوئے وہ زرم کو پریشان کر گئی تھی زرم ملیار
کے پیچھے ہی کھڑا تھا اور مہزلہ اس وقت ان دونوں کے بیچ کھڑی چھپ گئی
تھی زرم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو سہلاتے اس کا چہرہ اپنی طرف

کیا وہ گہری گہری سانسیں بھرتے بھاگنے کی وجہ سے چہرہ سرخ کیے ہوئے تھی۔۔

پانی لے کر اوپاس کھڑی ملازمہ سے زرم نے جلدی سے کہا تھا۔۔

ملازمہ بھی جلدی سے جا کر پانی کا گلاس لے آئی تھی اور زرم نے پانی کا گلاس مہزلہ کے منہ سے لگالیا تھا۔۔

مہزلہ نے سارا پانی ہی دو سے تین گھونٹ میں پی کر ختم کر دیا تھا اور اب وہ قدرے بہتر حالت میں کھڑی تھی۔۔

چلو بچیوں سب تیار ہو تو جلدی کرو سامان سارا ملازمہ نے گاڑی میں رکھوا لیا ہے مزید اگر دیر ہوئی تو ٹائم پر وہاں پہنچ نہیں پائیں گے ہم چلو سب جلدی چلو۔۔

برلاس ایک ہی بار میں گل کو محرم بنا کر حویلی میں لے کر انا چاہتا تھا اسی لیے نکاح بینک کوٹ میں رکھوایا گیا تھا جو گل کے یتیم خانے سے بھی قدرے قریب تھا اور یہاں سے جانے می بھی کم از کم ان لوگوں کو دو گھنٹے

تو لگ ہی جانے تھے اور نکاح ہونے کے بعد سب نے ایک ساتھ حویلی میں ہی اجانا ہے گل کو لے کر اس لیے لان کو بھی خوبصورتی سے سجا لیا گیا تھا۔ ہاں چلو جلدی کرو ٹائم بہت کم رہ گیا ہے دادا جی بھی اپنے کمرے سے دادی جی کے سمیت نکلتے کہا اور سب ہی ہستے مسکراتے گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے تھے۔

(پانچ گھنٹے بعد)

برلاس خانزادہ اور گل خانزادی اس وقت خانزادہ حویلی کے لان میں سیٹج پر بیٹھے ہستے مسکراتے لوگو کو دیکھ رہے تھے دونوں ہی پر سکون تھے ایک دوسرے کے محرم بن کر برلاس کے چہرے پر ہنسی مسکراہٹ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی اور گل بھی وائٹ کلر کا غرارہ اور شارٹ کرتی پہنے ہاتھوں میں ریڈ کلر کے گجرے پہنے بھاری جولری کے ساتھ ریڈ کلر کی لپسٹک لگائے خوبصورت لگ رہی تھی۔

ساتھ ہی ساتھ اس کے ہاتھ پیر لرز رہے تھے پہلی بار وہ اتنی دورائی تھی اور لوگوں کو دیکھ کر اسے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایک کمرے میں جا کر بند ہو جائے لیکن پاس میں برلاس اس کے ہاتھ پر ذرا سادہ باؤڈالتا تو وہ خود کو پر سکون سا محسوس کرتی کہ برلاس اس کے پاس ہی ہے۔۔

آر ش خانزادہ مسکراتے ہوئے ملیار سے باتیں کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک سے ہی اسے اپنے افس کے مینجر کی طرف سے کال آئی تھی اس نے کال ریسیو کی اور لان کے سنسان حصے کی طرف گیا تھا کیونکہ اس طرف لوگوں کا جرمٹ تھا اور بہت زیادہ باتوں کا شور ارہا تھا۔۔

ہاں بولو سب کچھ ٹھیک تو ہے نا آر ش نے اپنے سے مینجر کی کال اٹھاتے کہا تھا۔۔

نہیں سر کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے اپ پلینز جلدی سے یہاں پر اجائیں مینجر نے بھوکلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں کیا ہوا ہے آرش نے ماتھے پر بل لیے پوچھا تھا۔

وہ وہ منیجر کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ آرش کو کس طرح شوروم میں ہوئے نقصان کے بارے میں بتائیں۔

جلدی بتاؤ کیا وہ اور میں میں لگائی ہوئی ہے بکری کی طرح جو بات ہے وہ بتاؤ آرش کا نہ جانے کیوں ٹیمپر لوز ہو رہا تھا اس کے وہ وہ اور میں میں کرنے پر۔۔۔

وہ وہ سر جو جو ہمارا نیو سٹاک آیا تھا گاڑیوں کا اس میں سے چھ گاڑیاں غائب ہے وہ بھی سب سے مہنگی ترین میں نے سی سی ٹی وی فٹیج چیک کرنے کی کوشش کی تو سی سی ٹی وی سارے کیمرے ہی ٹوٹے ہوئے ہیں۔

منیجر کی بات سن کر آرش کو اپنا دماغ بھاگ سے اوڑتا محسوس ہوا اتنا بڑا نقصان چھ مہنگی ترین گاڑیاں اس کا مطلب سات سے اٹھ کروڑ کا نقصان اسے ہو گیا تھا وہ بھی ایک ہی رات میں بیٹھے بٹھائے۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا میں نے تمہیں وہاں کیا چھو لے بھیجنے کے لیے بیٹھایا تھا اسی لیے بھی بیٹھایا تھا نا کہ تم شور و م کا دھیان رکھو صرف ایک دن کے لیے ہی تو ایسا تھا میں اپنے گھر تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ چوروں کو راستہ مل گیا کہ وہ آرش خانزادہ کے شور و م پر ڈھاکہ ڈالے آرش کا غصے کے مارے دماغ پٹنے کے قریب تھا۔

مینجر تو اپنے بوس کی دھاڑ سنتے ہوئے تھر تھر کانپ رہا تھا اسے اپنا کان سن ہوتا محسوس ہوا اور اس کے ہاتھ سے موبائل ہی چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا تھا۔

آرش نے موبائل بند کرتے ہی زور سے زمین پر پھینک دیا تھا لان میں ادھر سے ادھر گھومتے ہوئے اس کا سر غصے کی وجہ سے پٹنے کے قریب تھا پوری رنگت سرخ ہو گئی تھی بلیک شلوار قمیض کے آستینوں کو کونیوں تک فولڈ کیے شال اٹھا کر اس نے لان کے ایک طرف ہی غصے سے پھینک دی تھی۔

اسے ابھی اور اسی وقت جلد سے جلد اسلام آباد اپنے شور و مہمپنچنا تھا۔
وہ لون سے ابھی گزر رہی رہا تھا کہ ملیار نے اسے اس قدر شدید غصے میں
دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف بھاگ کر گیا تھا "کیا ہوا ہے تجھے" اتنا
غصے میں کیوں ہے "اور" کہاں جا رہا ہے "ایک ہی ساتھ سارے سوال
پوچھ کر وہ آرش کی طرف دیکھنے لگا جس کا غصے کی وجہ سے تنفس ہی بگڑ گیا
تھا اور وہ گہرے گہرے سانس لیتا کسی بھی طرح غصے پر قابو بالکل بھی نہیں
پانا چاہتا تھا وہ مینیجر کی جان لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

سولیڈ ریز اینڈ جنٹلمین تھوڑا سا میری طرف متوجہ ہو جائیں آج میں اپ
لوگوں کو بتاتا ہوں کہ کس طرح سے آرش خانزادہ کی عزت میری باہوں
میں ہر رات گزرتی ہے اس کا ثبوت میرے پاس ہے تصویروں کی صورت
میں میں اپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ باہر سے دکھنے والا پارسا آرش
خانزادہ کس طرح سے اس کی بیوی ہر رات میری باہوں میں گزارتی
ہے۔۔۔

مختیار قدیم کی اواز سن کر لان میں عجیب ساموت سا سناٹا پھیل گیا تھا ہر کوئی حیرت بھری نظروں سے اپنی آنکھوں کو بڑا بڑا کیے مختیار قدیم کو دیکھنے میں مصروف تھا جو سیٹج پر کھڑا ہاتھ میں مائک لیے چیخ چیخ کر چلاتے ہوئے سب کو اور زلہ کے کردار کے بارے میں بتا رہا تھا۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم میری بیوی کے بارے میں ہاں آرش جو پہلے ہی غصے میں تھا اسے تو موقع چاہیے تھا کسی نہ کسی پر اپنا غصہ اتارتے ہوئے جو سیٹج کی طرف بڑھتے بنا ارد گرد دیکھے مختیار قدیم کو مارنا شروع ہوا تھا اور مختیار قدیم اس کے ہاتھ کے بھاری مکوں کی تاب نہ لاتے ہوئے گر گیا تھا اور اس کے اوپر بیٹھتا جنونی انداز میں اس کے منہ پر مکے مار رہا تھا۔

آرش کیا کر رہے ہو پیچھے ہو جاؤ کیا تماشہ لگا رہے ہو سب کے پیچھے ہماری عزت کا۔

جلدی سے زرم۔ ملیار اور سب نے اسے مختیار قدیم سے پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا۔

بابا پدیکھ نہیں رہے وہ کیا بکواس کر رہا ہے میری بیوی کے بارے میں
اور اپ کہہ رہے ہیں کہ میں تماشہ لگا رہا ہوں سب کے بیچ۔۔

آرش تو بالکل شیر کی پراکھڑا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح
ملیار اور زرم سے اپنے ہاتھ چڑا کر مختیار قدیم کا گلابا کر اس کا قصہ ہی ختم کر
دے۔۔

بیٹا تسلی سے بات کرو اور اس خبیث انسان کے منہ لگنے کی ضرورت نہیں
ہے۔۔

عالم زیب خان زادہ نے اپنے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے جیسے تسلی
دینی چاہیے تھی۔۔

اور زلہ تو اپنی جگہ بالکل سن سی کھڑی تھی اس میں ہمت ہی نہیں ہو پارہی
تھی نہ اگے جانے کی اور نہ ہی کسی کی طرف دیکھنے کی انکھیں نیچے کیے وہ
گھڑی خود کو ہی ملامت کر رہی تھی انکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔

میں جھوٹ نہیں بول رہا میرے پاس ثبوت ہے یہ دیکھو یہ پکچر دیکھو۔۔

مختیار قدیم اگلے ہی پل جلدی سے اٹھا اپنے پلان کو فلاپ نہیں ہونے دینا
چاہتا تھا جلدی سے اپنے سائیڈ پاکٹ سے ساری تصویر نکالتے ہوئے اس
نے آرش کے منہ پر پھینک دیے تھے۔

آرش نے قدرے حیرت اور صدمے کی حالت میں کھڑے جا باجاسٹیج پر
بیکھری اپنی بیوی اور اس گھٹیا انسان کی تصویروں کو دیکھ ریا تھا۔

ایک تصویر پر اس کی نظر پڑی تو وہ تصویر دونوں کے انتہائی قریب سے بنائی
گئی تھی اور کچھ میں ویڈیوز بھی تھی (اے ای) کا زمانہ ہے کسی بھی اے ای
ٹول میں ایک پکچر ڈالو تو وہ ویڈیو بنا کر کریپٹ کر کے دے دیتا ہے اور مختیار
قدیم نے بھی اپنے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے اے ای ٹول ایپ سے
ساری تصویروں کو ایڈٹ کیا ہوا تھا۔

یہ کیا بکواس ہے میں تمہاری جان لے لوں گا اگر تم نے میری بیوی کے
بارے میں ایک اور بار بھی بکواس کرنے کی کوشش کی تو۔

اچھا تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں ضرور یہ تمہیں من
گھڑت کہانی سنائیں گی جاؤ جا کر اپنی بیوی سے خود ہی پوچھ لو۔۔
مختیار قدیم نے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے استہزائیہ بھرے انداز میں
کہا تھا۔۔

چھوڑو مجھے اور زلہ ادھر او میرے پاس زرم اور ملیار سے خود کو چھڑاتے
ہوئے اور زلہ کو اپنی طرف بلایا تھا۔۔

سب عورتیں صدمے کی حالت میں کھڑی تھی ابھی تک کسی کا دھیان
بھی اس بات کی طرف گیا ہی نہیں تھا کہ عورتوں کے پورشن میں وہ غیر
مرد کھڑا کیا کر رہا ہے۔۔

اور زلہ کے پیروں سے تو مانو جان ہی نکل گئی تھی اس کے پیر تو اٹھ ہی نہیں
پارہے تھے اپنے پیروں کو گھسیٹتے ہوئے وہ آرش کے پاس جا کر کھڑی ہو
گئی تھی۔۔

اور زلہ بتاؤ سب کو کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور ویسے بھی مجھے تم پر پورا یقین ہے ایسا کبھی بھی کچھ بھی نہیں ہوگا کہ تم میرے ساتھ بے وفائی کرو میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ با وفا ہو میری جان لیکن ان سب کو بتاؤ کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔

آرش نے اور زلہ کے پاس جاتے ہوئے اسے سب کو بتانے کے لیے کہا تھا۔۔

آرش یہ کیا بکواس ہے اگر تجھے میری بہن پر یقین ہے تو ایسے ہی یقین کرو وہ اپنی صفائی میں ایک لفظ بھی پیش نہیں کرے گی اور ویسے بھی مجھے میری بہن پر پورا یقین ہے وہ کبھی بھی ایسا کچھ بھی نہیں کر سکتی جس کی وجہ سے اس کے لالا کا سر جھک جائے۔۔

ملیار نے اگے بڑھتے ہوئے آرش کو اور زلہ سے دور کرتے اسے اپنے حصار میں بھرا تھا۔۔

تو چپ کر تو ہمارے بیچ میں نہ بول۔۔

یہ ساری تصویریں فیک ہیں اور یہ یہ میری تصویر اسے میری دوست ہدا
ہدائے بھیجی تھی کیونکہ وہ وہ اس شخص سے پیار کرتی تھی اسی لیے اس میں
میری والی پکچر بھی بھیج دی تھی جو میں نے اس کے ساتھ بنائی تھی باخدا اس
پہ میرا کوئی بھی قصور نہیں ہے اور میں بالکل سچ بول رہی ہوں آرش اپ کو
یقین ہے۔۔

اور زلہ نے آرش کی طرف دیکھا تو آرش نے بنا کسی کی بھی پرواہ کیا اسے
اپنے سینے سے لگایا تھا میری جان مجھے تم پر یقین ہے پریشان مت ہو یہ شخص
جھوٹ بول رہا ہے اور میں جانتا نہیں۔۔

آرش کے یقین کو دیکھ کر ایک پل کے لیے تو مختیار قدیم اپنے پلان کو فلوپ
ہوتا محسوس کر رہا تھا لیکن اگلے ہی پل اس نے جلدی سے کہا تھا کہ میرے
پاس ایک اور بھی ثبوت ہے۔۔

اور کیا ثبوت ہے تمہارے پاس اپنی بکو اس بند کرو وہ بھی کوئی جھوٹا ثبوت
ہی ہو گا۔۔

آرش نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا بھی
تھا کہ جلدی سے ہڈا سیٹج پرائی تھی۔۔

ہڈا کو اج بلا یا تو نہیں گیا تھا لیکن وہ پہنچ گئی تھی۔۔

آرش بھائی اپنی بیوی کو زیادہ پار سا سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ جھوٹ
بول رہی ہے مانتی ہوں کہ میں مختیار قدیم سے پیار کرتی ہوں لیکن اس کا یہ
مطلب نہیں ہے کہ میں اپنی پکچر کے بجائے اسے اور زلہ کی پکچر بھیج
دوں۔۔

اور زلہ نے اسے پکچر خود ہی سینڈ کی ہوگی اور یہ میرے بوائے فرینڈ کو
پسہانے کی کوشش کر رہی ہے میں نے کبھی بھی اور زلہ کی پکچر اسے سینڈ
نہیں کی اپ چاہے تو میرے موبائل فون چیک کر سکتے ہیں۔۔

میں اور زلہ کی سب سے قریبی دوستوں اور جانتی ہوں کہ اس کی نیچر کیسی
ہے۔۔

اور یہ ہوا تھا اور زلہ کے کردار پر قاری وار۔۔

اور زلہ حیرت بھری نظروں سے ہدا کو دیکھ رہی تھی جس دوست کو اس نے اپنا سب کچھ سمجھا تھا جس کو وہ اچھے اور برے کی تمیز سکھاتی تھی جس کو وہ کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کرے اسی دوست نے اس پر بری محفل میں اس کی عزت اچھا لی تھی۔

یہ کیسی دوست تھی اس کی اس کا مطلب اس کی دوست بک گئی تھی وہ بھی مختیار قدیم کے ہاتھوں دے دیا ہو گا کوئی جھوٹا دلاسا مختیار قدیم نے اسے اور وہ اس کے پیار میں دیوانی پاگل لڑکی اس کی باتوں میں اگئی ہو گی۔ اور زلہ یہ سب کیا بول رہی ہے آرش نے دوبارہ سے اور زلہ کی طرف دیکھا تھا۔

اپ کو مجھ پر یقین ہے یا نہیں۔

اور زلہ نے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ سے لہجے میں کہا تھا اسے کسی اور سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا جب اس کا شوہر اس پر یقین کرتا ہے تو کسی اور کو اپنی صفائی دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

مجھے یقین ہے لیکن یقین دلاؤ یہ جھوٹ بول رہی ہے نا اسے کہو کہ ایسے
جھوٹ نہ بولے۔۔

آر ش کا دماغ جو پہلے ہی غصے سے پٹ رہا تھا اپنے نقصان کو سوچتے ہوئے
مزید مختیار کی باتوں نے اور ہدائی باتوں نے اس کا دماغ جھنجھلا کر رکھ دیا تھا
اسی لیے وہ دھاڑتے ہوئے اور زلہ پر چلایا تھا سب کے سامنے۔۔

اگر آپ کو مجھ پر یقین ہے تو مجھے یقین دلانے کی ضرورت ہی کیا ہے میں
بالکل بھی کسی کے سامنے بھی اپنی صفائی پیش نہیں کروں گی میرا کردار کیسا
ہے اور کیسا نہیں ہے آپ کو خود پتہ ہونا چاہیے مجھے نہیں لگتا کہ مجھے آپ
کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنی ہوگی میں مزید اگے کچھ بھی نہیں بولوں گی
آپ کو جیسا سمجھنا ہے ویسا ہی سمجھ لے کیونکہ آپ کے لہجے سے بغاوت کی بو
آ رہی ہے جو صاف مجھے سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ آپ کو مجھ پر یقین
نہیں ہے۔۔

اور زلہ کی ایسی باتیں سننے کی دیر تھی کہ آرش نہ اس پر دھاڑتے ہوئے کہا
تھا کہ دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے اسندہ اپنی یہ شکل میرے
سامنے بالکل بھی مت لانا۔

ایسا نہیں تھا کہ آرش کو اس پر یقین نہیں تھا لیکن سچویشن ہی کچھ ایسی بن
گئی تھی کہ اس کا دماغ جھنجھلا اٹھا تھا اور غصے میں وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ
وہ کیا کر رہا ہے۔

اور زلہ نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اس انسان کو دیکھا تھا جس نے اس کا
چار لوگوں کے سامنے تماشہ بنا دیا تھا بھری محفل میں کبھی بھی اس نے
اور زلہ کا بھرم قائم ہی نہیں رکھا تھا ثابت ہوا تھا مرد ہمیشہ مرد ہی ہوتا ہے
وہ کبھی بھی عورتوں کو عزت دے ہی نہیں سکتا کمرے کے اندر تو مرد ہمیشہ
عورت کو سر آنکھوں پر بٹاتا ہے لیکن کمرے کے باہر وہ اسے پیر کی جوتی بھی
نہیں سمجھتا۔

اور زلہ نے اپنے انسو صاف کیے تھے اور ساتھ ہی وہ چپ چاپ بنا کسی کو کچھ بھی کہے حویلی کے اندر جا چکی تھی شاید اس کی قسمت ہی ایسی تھی خوشیاں کبھی اسے اس ہی نہیں آتی تھی۔۔ ملیار نے جلدی سے اس کے پاس جا کر اسے روکا لیکن اور زلہ نے نفی میں سر ہلایا اور اندر چلی گئی تھی۔۔

ملیار نے ایک افسوس اور ترس بھری نظر سے آرش کو دیکھا تھا۔۔

آرش نے اس کی نظروں کا کوئی بھی ریسپانس نہ دیتے ہوئے گارڈز کو بلا کر ہدا اور مختیار قدیم کو حویلی سے باہر پکوا دیا تھا اور ساتھ ہی بنا کسی کی پرواہ کیے وہ اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گیا تھا اس وقت وہ غصے میں تھا اسی لیے اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کر کے جا چکا ہے اپنی زندگی کو اپنی ہی ہاتھوں سے برباد کر گیا ہے۔۔

اور زلہ کی حالت دیکھتے ہوئے ہدا کو ملال ہوا تھا وہ یہ کیا کر چکی تھی لیکن اگلے ہی پل مختیار کو اپنے ساتھ پا کر وہ خوش ہوئی اور اپنے ضمیر کو بیچ کر اور اپنے ضمیر کی آواز دبا کر وہ اپنے راستے جا چکی تھی۔۔

مہزلہ بھی روتے ہوئے اپنی بہن کے پیچھے بھاگی تھی اب وہ بچی تو نہیں تھی
کہ وہ باتیں سمجھ نہیں پاتی عنایہ اور زریش کو بھی افسوس ہو رہا تھا آرش کی
ذہنیت پر۔۔

ملیار اور برلاس اپنی بہن کے پیچھے ہی باگ رہے تھے کہ انہیں مہزلہ کی چیخ
سنائی دی تھی اور وہ لوگ جلدی سے مہزلہ کے چیخ کے پیچھے بھاگے تھے اور
ادھر پہنچتے ہی پتھرائی ہوئی نظروں سے وہ سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے
جہاں سے سیڑھیوں سے گرنے کے باعث اور زلہ خون میں لت زمین پر
پڑی ہوئی تھی اس کے سر سے بلبیل خون بہہ رہا تھا اونچائی سے گرنے کی
وجہ سے اس کے سر کا بیک والا حصہ سیڑھی کے کونے پر جا لگا تھا جس کی
وجہ سے خون ہر طرف پیل گیا تھا۔۔

آرش کے رویے سے دل برداشتہ ہو کر اور زلہ حویلی کے اندر اپنی پیکنگ کرنے جا رہی تھی تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جائیں۔۔
ابھی وہ حویلی کے گیٹ کے اندر داخل ہی ہوئی تھی لاؤنج میں دو سے تین قدم کا فاصلہ ہی اس نے طے کیا تھا کہ اس کے دل کی جگہ میں ناقابل برداشت درد اٹھاتا تھا جیسے وہ اپنے ہاتھ سے مسل کر دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اپنے درد کو اگنور کرتے ہوئے وہ اوپر چڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔
کیسی عجیب سی زندگی تھی اس کی خوشی تو دوپیل کے لیے بھی اسے اس نہیں اتی تھی ابھی تو اسے لگا تھا ابھی تو وہ خوشیوں کو محسوس کرنے لگی تھی۔۔

بے اختیار اس کے دل کی جگہ میں درد بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا جیسے وہ ہاتھ سے مسلسل مسل کر دبانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن درد اب مزید اس کے ہاتھ دبانے کی وجہ سے بھی یا پھر مسلنے کی وجہ سے بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

آخری سیڑھی رہ گئی تھی اوپر چڑھتے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف جانے ہی والی تھی کہ اسے زوردار چکرایا۔۔

اور وہ خود کو قابو میں رکھ پاتی اس سے پہلے ہی وہ بری طرح سے سیڑھیوں سے گر گئی تھی اور اس کے منہ سے اف تک کے آواز نہیں نکلی تھی۔۔

آخری بار جو اس نے چیخنے چلانے کی آواز سنی تھی وہ صرف اس کی گڑیا تھی ہاں وہ اس کی گڑیا، اس کی بہن، اس کا سب کچھ، اس کی مہزلہ تھی۔۔

جسے آرش کے ساتھ رہتے ہوئے وہ وقت ہی نہیں دے پاتی تھی اور آج مشکل وقت میں سب سے پہلے وہ ہی اس کے پاس کھڑی تھی۔۔

مہزلہ چیختی چلاتے ہوئے برلاس اور ملیار سے کہہ رہی تھی۔۔

کہ لاا جلدی انیں پتہ نہیں آپی کو کیا ہو گیا ہے۔۔ پورے حویلی کا سفید

فرش خون سے بھر گیا تھا اور زلہ کے سر کے پچھلے حصے میں کافی گہری

چھوٹائی تھی کیونکہ اتنی ساری سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے وہ اپنے

حواس بھی قابو رکھ نہیں پائی تھی۔۔

ملیاری سب سے پہلے اگے بڑھا تھا اور اسے خون میں لت پت اپنے گود میں اٹھاتے وہ لاؤنج سے باہر ہاسپٹل پہنچانے کے لیے بھاگا تھا اور اس کے پیچھے مہزلہ بھی گئی تھی۔۔

زرم بھی ملیاری کے گود میں خون سے لت پت اور زلی کو دیکھتے وہ اس کے پیچھے مہزلہ کو بھاگتے دیکھ کر جلدی سے ان کی طرف بڑھا تھا۔۔

روحان کو وہ زریش کے حوالے کر کے برلاس اور بصیر کو باقی سارے مہمانوں کو نیپٹانے کا کام دے کر وہ ملیاری کے ساتھ ہاسپٹل چلا گیا تھا۔۔ اور زلہ کی حالت دیکھ کر سارے گھر والے ہی بوکھلا گئے تھے سب کو ہی آرش پر افسوس ہو رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اور زلہ کے نصیب پر بھی افسوس کر کے رہ گئے تھے جسے آرش جیسا انسان ملا تھا جو بھروسہ کرنے کے لائق ہی نہیں تھا۔۔

میاں بیوی کے رشتے میں اعتبار ہی تو سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اگر
ان دونوں میں سے اعتبار کو ہی نکال دیا جائے تو دوا جنبی بلا کب ساتھ بیٹھے
ہیں؟؟

یہ اعتبار اور بھروسہ یقین یہی سب کچھ تو ہوتا ہے۔۔
عالم زیب خانزادہ کے انکھوں میں اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر انسو اگتے
تھے۔۔

کتنا بے بس باپ تھے وہ کہ بھری محفل میں اپنی بیٹی کے کردار پر اٹھتی ہوئی
انگلی کو وہ توڑ نہیں پائے تھے کتنا بے بس تھے وہ۔۔
ابھی تو وہ شاکڈ سے بھی نہ نکلے تھے کہ سب کچھ پلک جھپکتے ہی ہو جاتا چلا
گیا اسے سب کچھ اپنے ہاتھ سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا جس طرح سے اس کی
محبوب بیوی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی بنا اسے معاف کیے اسی طرح اسے
لگتا ہے کہ اس کی بڑی بیٹی بھی اسے معاف کیے بغیر ہی اسے چھوڑ کر چلی
جائے گی۔۔

نہیں نہیں وہ اپنی بیٹی کو کسی طور پر بھی اب مزید آرش جیسے انسان کے ساتھ رہنے نہیں دے سکتے تھے۔۔

عالم زیب خانزادہ بنا وہاں لوگوں کی پرواہ کیے اٹھا اور لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اور زلہ کے پیچھے ہسپتال نکل چکا تھا۔۔

یہ یہ سب کیا کر دیا ہے آرش لالانے زریش آپی مجھے تو اور زلہ آپی کے نصیب پر افسوس ہو رہا ہے پتہ نہیں آرش لالانے یہ سب کچھ کیوں کیا کسی دوسرے کی باتوں میں اکرا نہوں نے اپنی ہی بیوی پر یقین نہ کر کے سب سے بڑی غلطی کر دی ہے۔۔ پہلے تو شاید اور زلہ آپی نے انہیں معاف کر لیا تھا لیکن اب تو بات ان کے کردار پر ہے مجھے نہیں لگتا کہ اب آرش لالا کے ساتھ اور زلہ آپی رہ پائے گی۔۔

عنا یہ روتے ہوئے زریش سے کہہ رہی تھی۔۔

میری جان اپنی حالت پر رحم کرو تم پہلے بھی ٹھیک نہیں ہو تمہارے پیٹ
میں تمہارا بچہ ہے ایسی حالت میں زیادہ پریشان ہونے کی یا پھر سٹریس لینے
کی ضرورت نہیں ہے۔۔

ذریش نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا تھا اگر سب ہی ٹوٹ جائیں گے تو
سب کو کون سنبھالے گا اسی لیے ذریش اپنے انسو ضبط کیے ایک ہاتھ میں وہ
روحان کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھی تو دوسرے ہاتھ سے وہ عنایہ کو
تسلی دے رہی تھی۔۔

شائلہ بیگم بھی اپنے بیٹے کے کیے پر شر مندہ نائلہ بیگم کو تسلیاں دے رہی
تھی ان کا رورو کر برا حال ہو گیا تھا ان کی بیٹی کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ
اب آرش کو اپنے آنکھوں کے سامنے تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔

اج پہلی بار دادی کے دل میں اپنی پوتی کے لیے پیار جاگا تھا وہ بھی اس
حالت میں جب وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی اس حالت میں
جب وہ جینے کی امنگ ہی چھوڑ چکی تھی۔۔

دادا جی بھی جھکے ہوئے کندھوں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے بصیر اور

برلاس کو دیکھ رہے تھے جو مہمانوں کو کھانا کھانے کے بعد اب جانے کی
دعوت دے چکے تھے ایک ایک کر کے سارے مہمان حویلی سے چلے گئے
تھے اور اس وقت حویلی کے لان میں سوائے حویلی والوں کے اور کوئی بھی
نہیں تھا وارڈن بھی گل کو بہت سارا سمجھانے کے بعد وہاں سے چلی گئی
تھی۔۔

گل بھی ایک طرف ڈری سہمی سی بیٹھی برلاس کا اپنی طرف متوجہ ہونے
کا انتظار کر رہی تھی جانتی تھی کہ گھر والوں پر گیا گزر رہی ہے۔۔
برلاس نے گل کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی جلدی سے اس کی
طرف بڑھتے اس کے ساتھ بیٹھتے اس کے گرد اپنا حصار باندھتے اسے
اپنے کندھے سے لگا چکا تھا گل کی آنکھوں سے متواتر آنسو بہنا شروع ہو گئے
تھے۔۔

اور برلاس منہ سے کچھ بھی بولے اس کی کمر سہلاتے اسے تسلی دے رہا تھا جیسے کہ برلاس جانتا ہو کہ وہ اس سچویشن سے ڈر گئی ہوگی۔۔

سب ہی اپنی اپنی جگہ اور زلہ کے لیے غمگیں تھے اور ساتھ ہی ساتھ آرش کے اوپر سب کو افسوس بھی ہو رہا تھا کہ آرش نے یہ کیا کر دیا ہے۔۔

لیکن وہ کہتے ہیں نہ کہ گزرا ہوا وقت کوئی بھی واپس نہیں لا سکتا تھا سب کو اس بات کا ملال بھی ہو رہا تھا کہ کسی نے بھی اور زلہ کے لیے آواز تک نہیں اٹھائی اور نہ ہی آرش کو کسی نے بولنے سے روکا تھا کہ وہ اور زلہ کے کردار پر کوئی بھی بات نہ کرے سوائے ملیار کے۔۔

[~~~~~]

ہاسپٹل کے سرد کوریڈور میں نہایت ہی ٹھنڈ ہونے کے باوجود بھی وہ تینوں اس وقت اتنی سی یوروم کے باہر کھڑے کشمکش میں مبتلا تھے۔۔
ڈاکٹر بھی بھاگے بھاگے آئے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک پیپر اور پین دے کر گئے تھے کہ وہ اس پیپر پر سائن کر کے ہمیں بتائیں کہ اپریشن کے

دوران اگر پیشٹ کو ما میں چلی گئی یا پھر وہ مر گئی تو اس کا ذمہ دار ہسپتال کا عملہ نہیں ہو گا اور تینوں ہی اس سچویشن کو دیکھ کر اپنے دھڑکتے ہوئے دلوں پر قابو نہیں رکھ پائے تھے بے اختیار ہی ملیر اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ کر رہ گیا تھا کیا خواہش کی تھی اس نے صرف بہن ہونے کی۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی دودو لاڈلی بہنیں ہو گی اور بڑی والی کی حالت اس کا جگری یار ہی ایسی کر دے گا۔

اسے افسوس ہو رہا تھا کہ جب آرش نے پہلی بار ہی اور زلہ پر ہاتھ اٹھایا تھا اس کے نکاح والے دن اس وقت ہی وہ اگر اپنی بہن کے لیے اواز اٹھالیتا تو شاید یہ نوبت کبھی بھی نہیں اتی۔۔

کاش وہ بھائی ہونے کا فرض نبھاتا کاش وہ آرش کو اس بات سے پہلے ہی آگاہ کرتا کہ اگر اس کی بہن پر ذرا سی بھی انچا جائے تو وہ اپنی بہن کو اس سے دور کر دیتا،

کاش وہ آرش کے دل میں خوف بیٹھا دیتا کہ وہ اسے دور کر دے گا اپنی بہن کو اگر اسے ذرا بھی تکلیف ہوئی تو آج آرش اتنے سنگین الفاظ استعمال کرنے سے پہلے ایک بار تو ضرور سوچتا اس نے تو اور زلہ کو اپنا جاگیر ہی سمجھ لیا ہے۔۔

جب چاہا اس کا دل توڑ لیا اور جب چاہا اسے اپنے پاس کر کے اسے پیار دے کر اسے اپنا پ معاف کروادیا اور اس کے بعد دوبارہ سے اس کا دل توڑ دیا۔۔

ہاں آج ایک بھائی رو رہا تھا اپنی لاڈلی بہن کے نصیب کے لیے وہ مضبوط اور توانا مرد سرخ آنکھوں سمیت روتا ہوا خود کو کوس رہا تھا کہ کاش وہ اپنے جگری یار کے سامنے اپنی لاڈلی بہن کے لیے کھڑا ہو پاتا لیکن وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا چلا گیا پیچھے کیا رہ گیا تھا صرف کاش کاش اور کاش۔۔

زرم نے جیسے تیسے کر کے اس پیپر پر سائن کر کے ڈاکٹرز کو اپریشن کے لیے اجازت دے دی تھی اس کا خود کا دل بھی اس سچویشن کو دیکھ کر کانپ گیا تھا ایک طرف وہ مہزلہ کے رونے پر تڑپ رہا تھا۔

اسے دلا سے دے دے کر تھک گیا تھا وہ تو دوسری طرف ملیار نے بھی رونا شروع کر دیا تھا اس سچویشن کو وہ سنبھال نہیں پا رہا تھا۔

ائی سی یو روم کے اندر ڈاکٹرز اور زلہ پر حکمے مشینوں میں جکڑے اس کے وجود کو اپریشن کے لیے تیار کر رہے تھے اس کے سر کے بیک پر بہت ہی زیادہ گہری چوٹائی تھی جس کی وجہ سے ڈاکٹرز نے جلدی اپریشن کرنے کا کہا تھا اور سر کے بیک سائیڈ پر جو چوٹائی تھی وہ انتہائی نازک حصہ ہوتا ہے اسی لیے ڈاکٹرز نے بنا وقت ضائع کیے اس کیے سرجری کرنا شروع کر دی تھی۔

اور زلہ کے ایک ہاتھ پر ڈرپ کا انجکشن لگا ہوا تھا ساتھ ہی انگلی پر سانسوں کی ڈور تھی ہوئی تھی اور اکسیجن ماسک اس کے چہرے پر لگایا گیا تھا وہ بے

اختیار ہی گہری گہری سانسیں برہنے لگی جیسے کہ اس کی سانس لے اکھڑنے کے درپر ہو۔۔

چیک اپ کرنے کے دوران ڈاکٹرز کو پتہ لگا کہ اسے ہارڈاٹیک بھی ہوا ہے جس کی وجہ سے اسے چکرائے اور وہ سیڑھیوں سے گر کر مزید خود کو چوٹ پہنچا چکی تھی۔۔

اور زلہ کے اس طرح گہرے گہرے سانسیں بھرنے پر تمام ڈاکٹرز بوکھلا اٹھے تھے جلدی سے مانیٹر مشین کی طرف سب ڈاکٹرز نے دیکھا تھا جو بالکل کبھی سٹریٹ لائن اتا تو کبھی اوپر نیچے ہو جاتا سارے ڈاکٹرز ہی اور زلہ کے حالت کو دیکھ کر جلدی جلدی سے اسے ٹریٹمنٹ دے رہے تھے تاکہ اس کی بچی کھچی سانسوں کو بچا سکے۔۔

آرش بھائی اپنی بیوی کو زیادہ پار سا سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ جھوٹ (بول رہی ہے مانتی ہوں کہ میں مختیار قدیم سے پیار کرتی ہوں لیکن اس کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ میں اپنی پکچر کے بجائے اسے اور زلہ کی پکچر بھیج
دوں۔۔

اور زلہ نے اسے پکچر خود ہی سینڈ کی ہوگی اور یہ میرے بوائے فرینڈ کو
پسھانے کی کوشش کر رہی ہے میں نے کبھی بھی اور زلہ کی پکچر اسے سینڈ
نہیں کی اپ چاہے تو میرے موبائل فون چیک کر سکتے ہیں۔۔
میں اور زلہ کی سب سے قریبی دوستوں اور جانتی ہوں کہ اس کی نیچر کیسی
ہے۔۔

(اور یہ ہوا تھا اور زلہ کے کردار پر قاری وار۔۔

اور زلہ کو بے اختیار ہی وہ ساری باتیں ذہن میں گونجنے لگی تھی۔۔

(اپ کو مجھ پر یقین ہے یا نہیں۔۔)

مجھے یقین ہے لیکن یقین دلاؤ یہ جھوٹ بول رہی ہے نا اسے کہو کہ ایسے)

(جھوٹ نہ بولے۔۔

آرش نہ اس پر دھاڑتے ہوئے کہا تھا کہ دفع ہو جاؤ میری نظروں کے
(سامنے سے اسندہ اپنی یہ شکل میرے سامنے بالکل بھی مت لانا۔

ساری باتیں ایک کے بعد ایک اس کے دماغ میں گڈمڈ ہوتی بری طرح سے
اس کے سانسوں کو اکھڑنے کا سبب بن رہی تھی اس ستمگر کے آخری
الفاظوں کو یاد کرتے ہوئے اور زلہ کی جان نکلنے کے درپر تھی۔ اس کا
وجود پورا کام کرنا چھوڑ گیا تھا ڈاکٹر اس سچویشن پر قابو پانے کی پوری کوشش
کر رہے تھے اپنے ہاتھ کو جلدی جلدی چلاتے ہوئے وہ کسی بھی طرح سے
اور زلہ کی پچی پچی سانسوں کو واپس لانے کے لیے اپنی جی توڑ کوشش کر
رہے تھے۔

باہر مہزلہ روتے ہوئے ملیار کے سینے سے لگی تڑپ رہی تھی ملیار بھی
روتے ہوئے اسے دلا سے دے رہا تھا اور زرم ان دونوں کو روتے ہوئے
دیکھ کر بے بسی سے انہیں کچھ بول ہی نہیں پارہا تھا۔

مورے مورے مجھے اپنے ساتھ لے جائے مورے میں اس دنیا میں اور
نہیں جینا چاہتی پلیر مورے مجھے ساتھ لے جائے۔۔

چم کر کے اور زلہ کی آنکھوں کے سامنے اس کی مورے کا عکس لہرایا تھا اور
وہ اپنے مورے کے قدموں میں بیٹھی گڑ گڑا کر اپنے مورے سے اسے
اپنے ساتھ لے جانے کے لیے کہہ رہی تھی۔۔

میری بہادر بیٹی اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی تو تمہاری چھوٹی
بہن کا کیا ہوگا اگر یہ دنیا تمہارے جیسی مضبوط بیٹی کے لیے بھی اس قدر
ظالم ہو سکتی ہے تو تمہاری چھوٹی بہن اس کی معصومیت وہ اس دنیا میں کیسے
رہ پائے گی اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے گئی تو تمہاری چھوٹی بہن کا کیا ہوگا
اس کی مورے اسے بڑی پیار سے سمجھاتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ
پیرتے اسے اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔۔

لیکن مورے مجھے نہیں رہنا حویلی والے بہت ظالم ہیں مورے وہ دل توڑ کر پھر دوبارہ سے دل جوڑ کر دل کو بری طرح ٹکڑے ٹکڑوں میں بانٹ کر اپ کو افیت دینا جانتے ہیں مورے مجھے نہیں رہنا اس دنیا میں۔۔

اور زلہ میری پیاری اور بہادر بیٹی میرے پاس اتنا زیادہ وقت نہیں ہے میں جارہی ہوں اپنی چھوٹی بہن کا خیال رکھنا اور اسے اپنے سینے سے لگائیں دنیا کے سرد و گرم ہواؤں سے بچاتے رہنا اس کی مورے نے اتنا کہا اور اگلے ہی پل وہ عکس اور زلہ کی آنکھوں سے کھوسوں دور ہو گیا تھا۔۔

اس کی مورے دوبارہ سے اسے چھوڑ کر چلے گئی تھی جب پہلی بار اس کی مورے جارہی تھی تب بھی اس کے مورے نے یہی کہا تھا کہ اپنی بہن کا خیال رکھنا اور دوسری بات جب وہ خود اپنے مورے کے پاس جارہی تھی تو اس کی مورے نے اسے یہی کہہ کر روکا تھا کہ اپنی چھوٹی بہن کا خیال رکھنا۔۔

اس کی بگڑتی ہوئی سانسوں کو دوبارہ سے ٹھیک ہوتے دیکھ کر ڈاکٹروں نے
سکھ کی سانس بھری تھی اور اب وہ دوبارہ سے اکسیجن ماسک کا لیول کم
کرتے ہوئے اس کی سرجری کرنا سٹارٹ کر چکے تھے۔

حویلی کی ساری خواتین بھی اس وقت بڑے سے لاؤنج میں صوفوں پر بیٹھی
ہاتھ میں تسبیح لیے اور زلہ کے زندگی کے لیے دعا گو تھی جب سے زرم نے
انہیں بتایا تھا کہ ڈاکٹر نے اس کی سرجری کرنے کے ساتھ ساتھ ایک پیپر
پر سائن بھی کر دیا ہے۔

کہ سرجری کرنے کے دوران اگر اس کی جان چلی گئی تو ہاسپٹل کا عملہ اس
کا ذمہ دار نہیں ہوگا اور یہ بات سنتے حویلی والوں کو گویا سانپ سو نگھ گیا تھا
ہر کوئی آنکھوں میں آنسو لیے ہاتھوں میں تسبیح لیے مسلسل اور زلہ کی زندگی
کے لیے دعا گو تھا وہ لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ جس لڑکی کی زندگی کے
لیے وہ لوگ مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں وہ تو زندگی کی امید
ہی چھوڑ چکی ہے وہ تو جینا ہی نہیں چاہتی۔

لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں ناکہ امید پر دنیا قائم ہے حویلی والے بھی سارے
امید لیے اللہ تعالیٰ سے اور زلہ کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے
ساتھ ہی ساتھ مہزلہ ملیار اور زرم بھی مسلسل اور زلہ کی زندگی کے لیے
دعائیں مانگ رہے تھے ملیار کی حالت ایسی تھی کہ ادھر ڈاکٹر نے اسے کوئی
بری خبر سنائی اور ادھر وہ دھڑم کر کے زمین پر گر جائے گا۔
ہو تو ہاسپٹل کے بیچ پر بالکل سن سا بیٹھا تھا۔

[~~~~~]

آرش جیسے ہی اسلام آباد اپنے شور و م پہنچا تو اسے یہ سن کر نہایت ہی جھٹکا
لگا تھا کہ ساری کی ساری گاڑیاں ہی شور و م کے اندر کھڑی ہے اور کوئی بھی
چوری نہیں ہوئی۔

آرش اس وقت الجھ چکا تھا کہ اگر چوری نہیں ہوئی تو اس کے مینیجر نے
اسے جھوٹ کیوں بولا اور وہ اب بھوکے شیر کی مانند دھاڑتے ہوئے مینیجر کو
ڈھونڈ رہا تھا کہ آخر جھوٹ بولنے کی وجہ ہی کیا تھی۔

اس نے پولیس میں رپورٹ لکھوا کر ساتھ ہی ساتھ اپنے چند ادھیوں کو
مینجر کا پتہ لگانے کے لیے کہا تھا۔

اب وہ اپنے افس کے چیئر پر بیٹھا بے چینی سے کبھی ایک سائڈ رخ موڑتا تو
کبھی دوسری سائیڈ لیکن اسے کسی بھی طور پر چین ہی نہیں ا رہا تھا۔
اور زلہ کی باتیں اس کا رویا سا چہرہ اور اس پر یقین نہ کرنا آرش کو سب
یاد آتے ہی اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

اب وہ روئے چلائے تڑپے اس سے اور زلہ کو کیا فرق پڑنے والا تھا ان چار
لوگوں کے سامنے اور زلہ نے اس سے مانگا ہی کیا تھا فقط برسہ؟؟
لیکن آرش جیسے کمزور مرد نے اس کا بھرم چند لوگوں کے سامنے رکھا ہی
نہیں بلکہ اسے بھری محفل کے سامنے تماشہ بنا دیا۔

بے ساختہ ہی آرش نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے پڑے شیشے کے میز پر مار کر
اس کو چکنا چور کر دیا تھا ساتھ ہی اس کے ساتھ اس کے ہاتھ کانچ سے
بھرتے اس کے آفس کے سفید فرش کو خون سے داغدار کر گئے تھے۔

آرش کو جب اس سے بھی سکون نہ ملا تو دونوں ہاتھ لے کر وہ زور زور سے دیوار پر مارنے لگا۔

اس وقت اس کی حالت قابل رحم تھی اس کا حلیہ یہ اکثر بگڑ چکا تھا بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے انکھیں سرخ ہو رہی تھیں ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں ہاتھوں سے بل بل خون بہتا قمیض کے اوپری دو بٹن کھولے اس کا حلیہ اس وقت شدید قابل حالت رحم تھا لیکن اسے دیکھ کر اس کے گھر والوں کو یا پھر اس کی بیوی کو ذرا بھی ترس نہیں آئے گا یہ بات وہ جان چکا تھا۔

اپنی زندگی تو اس نے اپنے ہاتھوں سے ہی بگاڑ چکا تھا بلا اب وہ کس چیز کی امید رکھ رہا تھا اپنے گھر والوں سے یا پھر اپنی بیوی سے کہ اسے وہ دوبارہ سے معافی دے دیں گے نہیں اب تو لگتا ہے کہ اور زلہ اس کے ساتھ رہنا بھی پسند نہیں کریں گی۔

نہیں نہیں میں اسے منالوں گا وہ مجھے معاف کر دے گی دور جانے کے خیال سے ہی آرش کی سانسے اکھڑنے کے درپر ہو گئی تھی اسی لیے خود سے ہم کلام ہوتا وہ واپس سوات جانے کے لیے اپنی گاڑی موڑ چکا تھا نہیں جانتا تھا کہ سوات پہنچنے پر اسے ایک بہت ہی گہرا صدمہ لگنے والا ہے آخر وہ اپنے پیچھے ایک جیتی جاگتی لڑکی کو موت کے منہ میں چھوڑ کر گیا تھا واپس جانے پر وہ کیا امید کر رہا تھا کہ وہ اس کے در کے لیے اسی جگہ پر کھڑی اسے اپنے کردار کی بھیک مانگے گی کہ وہ اس پر بھروسہ کرے بالکل بھی نہیں۔۔۔ اپنی گاڑی میں بیٹھا وہ نہایت ہی تیزی کے ساتھ حویلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا جہاں ایک اور قیامت خیز خبر اس کا انتظار کیے ہوئے تھے۔۔۔

[~~~~~]

مسلسل چھ گھنٹے گزر چکے تھے صبح کی روشنی پھیل چکی تھی لیکن ابھی تک ڈاکٹر کے حوالے سے اور زلہ کے بارے میں کوئی بھی اچھی خبر سننے کو نہیں ملی تھی حویلی والے بار بار فون کر کے زرم سے پوچھتے اور زلہ کے بارے

میں لیکن اس کے لبوں پر صرف ایک ہی جواب ہوتا کہ ابھی ڈاکٹر زاپریشن
روم سے باہر ہی نہیں آئے۔۔

یہ رات ہر کسی پر قیامت کی رات کی طرح گزری تھی بالکل نہ ختم ہونے
والی افیت ناک۔۔

کسی نے بھی ایک پل کے لیے بھی دو منٹ کی نیند نہیں لی تھی سب ہی
مسلسل اور زلہ کے لیے دعا گو تھے۔۔

صبح کی روشنی ہر سو پیل چکی تھی کہ تب ہی آرش کی گاڑی حویلی کے پورچ
میں اکر رکی تھی اور وہ ابتر ساحلیہ لیے جھکے ہوئے کندھوں کے ساتھ حویلی
کے لاؤنج میں آیا تو سب وہ ہی لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر اسے کچھ کھٹکا سا لگا۔
اس کے دماغ میں ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھی کیا کچھ
ہو گیا تھا کہ سب اس طرح سے رات والے کپڑوں میں بیٹھے تھے ایسے بھی
کیا بات تھی کہ کسی نے چیخ کر نا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔

کیوں ائے ہو تم یہاں پر نکل جاؤ اس حویلی سے میری بیٹی کو موت کے منہ میں پہنچا کر بھی تمہیں سکون نہیں ملا پھر دوبارہ سے حویلی میں اکرا اس کی زندگی حرام کرنے چلے ائے ہو یا پھر اس کی ذات پہ کوئی اور الزام لگانا رہ گیا ہے نکل جاؤ یہاں سے۔۔

اور نگزیب خانزادہ کی طبیعت رات سے ہی ٹھیک نہیں تھی ہاسپٹل جانے کے بعد بھی زرم نے زبردستی انہیں حویلی پر چھوڑا تھا اور اب وہ بھی سب کے ساتھ لاؤنج میں ہی بیٹھے اپنی بیٹی کے لیے دعائے مانگ رہے تھے کہ تب ہی ان کی نظر حویلی میں اندر داخل ہوتے آرش پر پڑی اور وہ بنا کسی کی بھی پرواہ کیے اٹھا اور آرش کا گریبان پکڑتے جھنجھلاتے ہوئے اسے ہوش دلانے لگے کہ آخر وہ کیا کر چکا ہے۔۔

کیا کیا ہوا ہے اس اس اس۔۔

آرش کے لیے بولنا محال ہو گیا تھا مجال تھی جو اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نکل جاتا بھری محفل میں اس پر الزام لگانے کے لیے تو اس کی بڑی

بہت اوازیں نکل رہی تھی اور اب اس کی اوازیں انا ہی بند ہو گئی تھی شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا لیکن اسے اس بات کو بھی سمجھنا چاہیے کہ اس نے جو کیا ہے وہ غلطی نہیں تھی وہ گناہ تھا اور گناہ کی معافی صرف اللہ دیتا ہے اللہ کے بندے نہیں۔۔

کیونکہ اللہ جتنا ظرف اللہ کے بندوں میں نہیں ہوتا وہ اپنے اوپر گزری داستان اور اذیت ناک لمحوں کو اتنی جلدی نہیں بھول پاتے جتنی جلدی اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دیتا ہے اگر ہم گناہ کریں اور دو منٹ بعد ہی ہم توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دیتا ہے بجائے یہ کہنے کے کہ ابھی دو منٹ ہی تو گزرے ہیں تم نے مجھے دکھ پہنچایا ہے اتنی جلدی میں تمہیں معاف کیسے کہہ دوں۔۔

لیکن انسان ایسے نہیں ہوتے اپنے اوپر گزرے اذیت ناک لمحے انہیں اپنے ذہن میں بالکل نقش ہوتے محسوس ہوتے ہیں اسی لیے اتنی جلدی وہ معاف کرنا تو دور کی بات ہے اس ستمگر کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔۔

اب اگے ان دونوں کی زندگی میں کیا ہونے والا تھا؟؟؟

—

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے او میں تمہیں کمرے میں لے کر چلتا ہوں۔۔
برلاس نے سب کے ساتھ صوفے پر بیٹھی گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
تھا اس کے چہرے سے ہی نگھن کے اثار صاف طور پر دکھائی دے رہے
تھے۔۔

نہیں میں میں ٹھیک ہوں سب کے سامنے اس طرح سے برلاس کا بے
دھڑک ہو کر اپنی فکر میں بولنا گل کے دل کو اچھا لگا تھا۔۔
اس طرح ہم سفر کی چاہ تو اس نے کبھی بھی نہیں کی تھی جس طرح کہ ہم
سفر سے اسے نوازا گیا تھا وہ اپنے رب کا تہہ دل سے شکر گزار تھی۔۔

بیٹا لے جاؤ اسے وہ تھک گی ہو گئی رات سے ہی پر بیٹھی ہوئی ہے اور پھر
فنکشن بھی تو تھا جاؤ لے کر جاؤ۔۔

نائلہ بیگم نے گل کے ساتھ ساتھ برلاس سے بھی کہا تو برلاس نے اس کو
اپنی گود میں اٹھا کر کمرے کی طرف لے کر چل دیا تھا۔۔

برلاس کا سب کے سامنے اس طرح سے خود کو گود میں اٹھا کر کمرے کی
طرف لے کر جانا گل کا دل چاہا کہ زمین پٹے اور وہ اس میں سما جائے کتنا بے
شرم تھا وہ سب بڑے بیٹھے ہوئے تھے اس کے باوجود وہ اسے بے شرمی
سے اٹھا کر کمرے میں لے آیا تھا۔۔

یہ یہ کیا حرکت کی ہے اپ نے سب سب وہاں پر بیٹھے تھے اور اپ اپ
یوں اگے۔۔

گل سے بولنا محال ہو گیا تھا برلاس بڑی گہری نگاہوں سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کو سرخ پڑتے دیکھ رہا تھا۔۔

تو کیا ہو گیا میری جان سب کو پتہ ہے کہ ابھی آپ ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتی۔۔

اسی لیے میں آپ کو اٹھا کر لے آیا ہوں۔۔

برلاس نے شدید ذہنی ٹینشن میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی گل سے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا تھا۔۔

لیکن لیکن سب سب بڑے بیٹھے تھے۔۔

گل کو ابھی بھی وہی ٹینشن تھی کہ سب بڑوں کے بیچ سے وہ اسے اس طرح سے کیوں اٹھا کر لایا۔۔

اب وہ سب کے سامنے کس طرح سے جائے گی یہی ٹینشن اس کے چہرے پر صاف برلاس کو دکھائی دے رہی تھی اور اس کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے برلاس دنگ رہ گیا تھا۔۔

گل ادھر میری طرف دیکھو۔۔

برلاس نے اس کا ہاتھ تھامنے کے لیے اپنا ہاتھ اگے کیا جو گل نے بلا جھجک اور بنادیر کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا۔

تم میری بیوی ہو میری میں تمہارا محرم ہوں تو اگر میں تمہیں تمہارا خیال کرتے اٹھا کر کمرے میں لے آیا تو اس میں کون سی بڑی بات ہے میری جان کوئی بات نہیں نا۔

اور ویسے بھی کوئی کچھ بھی نہیں سوچتا سب ٹینشن میں تھے کسی نے ہماری طرف دیکھا ہی نہیں تھا۔

برلاس گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بات کئی حد تک سچ بھی تھی۔
برلاس کی بات سن کر گل بھی ریلکس ہو گئی تھی۔

اور اس کے چہرے پر سکون تاثرات دیکھ کر برلاس کو بھی سکون اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا۔

لیکن کہیں نہ کہیں اسے بھی بے چینی ہو رہی تھی اپنی بہن کی طرف سے دھڑکا لگا ہوا تھا کہ وہ اپنے بھائی ہونے کا فرض نبھا ہی نہیں پایا تھا۔

اور اب مزید اس کی بہن کا جو بھی فیصلہ ہو گا برلاس نے وہی کرنا تھا اگر
اس کی بہن چاہے تو وہ آرش سے طلاق بھی لے سکتی ہے اور اس میں وہ اپنی
بہن کا پورا ساتھ دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زبردستی کے رشتے سے اچھا ہے کہ آپ کے پاس کوئی رشتہ ہی نہ ہو۔
برلاس مزید نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بہن جو پہلے ہی تکلیفوں میں اپنی
زندگی گزارائی تھی اب مزید کوئی اور تکلیف اس کی بہن کی راہ دیکھے اسی
لیے اب سب کچھ اور زلہ پر چھوڑتے وہ بس اس کے ٹھیک ہونے کا انتظار
کر رہا تھا۔

او کے گل تم آرام کرو میں دوبارہ تمہارے پاس آؤں گا ٹھیک ہے ابھی مجھے
ہسپتال جانا ہے اپنی بہن کے پاس۔

برلاس نہیں گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو گل نے بھی ہمیں سر ہلایا
تھا۔

اپ اپ فکر فکر نہ کریں وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ برلاس کو اٹھتے دیکھ کر گل
نے جلدی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے جیسے اپنی طرف سے
تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔۔

انشاء اللہ۔۔

بے ساختہ ہی برلاس کے منہ سے نکلا تھا اور ساتھ ہی اس کے اسی ہاتھ پر
بوسہ دیتے ہوئے اسے ٹھیک سے بیڈ پر لیٹایا کمفرٹر اس کے اوپر اڑتے اس
کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بنا اس کے سرخ چہرے کی طرف دیکھے
لائٹ اف کرتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

جانتا تھا کہ اگر اس کے سرخیاں چھلکاتے چہرے کی طرف ایک بار بھی
دیکھا تو وہ اس کے پاس سے اٹھ کر نہیں اپاتا اسی لیے وہ جلدی سے اسے بنا
دیکھے نکل آیا تھا۔۔

کمرے سے نکل کر وہ نیچے لاؤنچ کی طرف آیا جہاں اس کے بابا آرش کا
گریبان پکڑے اسے حویلی سے نکل جانے کے لیے کہہ رہے تھے۔۔

آرش کو دیکھتے ہوئے اسے دکھ تو بہت ہوا تھا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا آرش خانزادہ نے اپنے اوپر اپنی خوشیوں کو خود ہی حرام کر دیا تھا۔

بابا کیا کر رہے ہیں چھوڑیں اپ لالا کو۔

برلاس خانزادہ نے تحمل سے جاتے اپنے بابا کے ہاتھوں سے اپنے لالا کا گریبان چھڑوایا تھا۔

تم تم ابھی بھی کہہ رہے ہو کہ میں اس لڑکے کا گریبان چھوڑ دوں کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے میری بیٹی کی زندگی برباد کر دی۔

اس کی ساری زندگی میں زہر گول دیا صرف اور صرف جھوٹی تصویروں کی بنا پر۔

کاش کاش میں اتنا بے بس باپ نہیں ہوتا اور اس وقت اپنے ہاتھوں سے ہی آرش خانزادہ کا خون کرتا جب وہ میری بیٹی پر بے بنیاد الزام لگا کر اسے حویلی سے نکل جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔

کیوں اتنا بد نصیب باپ ہوں میں کہ اپنی بیٹی پر اتنی تکلیف میں اپنے اوپر
جھیل نہیں سکا۔۔

عالم زیب خان زادہ نے اتنا کہا اور زمین پر بیٹھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع
ہو چکے تھے بے بسی ایسے تھی کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پارہے تھے کہ وہ کیا
کرے اپنی بیٹی کی حالت کو دیکھ دیکھ کر وہ اندر ہی اندر جیسے ختم ہو رہے
تھے۔۔

بابا کیا کر رہے ہیں ہوش کریں اپا اگر اپ اس طرح سے روئیں گے تو
زلے (اور زلہ) کون سنبھالے گا پلینز بابا اس طرح سے نہ روئے۔۔

زمین پر بیٹھے اپنے بابا کو دیکھ کر تو برلاس تڑپ ہی اٹھا تھا جلدی سے انہیں
اپنے گلے لگاتے ہوئے خود کے انکھوں سے بھی انسور وانہ ہو گئے تھے۔۔

حویلی کے سارے افراد کے انکھوں سے انسوبہ رہے تھے سب کا غم ہی
اپنی اپنی جگہ تھا۔۔

آر ش خانزادہ نے سب کی امیدوں پر پانی پیرتے ہوئے سب کو ہی ایسے راستوں پر لا کر کھڑا کیا تھا کہ چاہ کر بھی اور نگزیب خانزادہ اپنے بھائی کے پاس نہیں بڑھ پارہے تھے انہیں تسلی دینے کے لیے۔۔ کیونکہ ان کے اپنے ہی خون نے انہیں اس قدر شرمندہ کر دیا تھا اپنے بھائی کے سامنے کہ وہ سراٹھانے کے قابل ہی نہیں رہے تھے۔۔

دادی اور دادا جی کی آنکھوں سے بھی آنسو روانہ تھے سب ہی غمگین تاثرات لیے رو رہے تھے کہ ایسے میں بصیر خانزادہ کا موبائل گونج اٹھا تھا۔۔

اور زرم کی کال دیکھ کر جلدی سے یس کرتے اپنی کان سے لگایا تھا سب ہی تقریباً سانس روکے بصیر خانزادہ کے جواب کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ سب ہی جانتے تھے کہ اتنی صبح صرف اور صرف ہاسپٹل سے زرم کی کال ہی آسکتی ہے۔۔

اوکے لالا ٹھیک ہے۔۔

دوسری طرف سے نہ جانے کیا کہا گیا تھا کہ بصیر نے کال کٹ کرتے سب کی طرف دیکھا تھا۔

کیا ہوا تم کچھ بول کیوں نہیں رہے کیسی ہے میری بیٹی جلدی سے بتاؤ۔
عالمزیب خانزادہ نے جلدی سے برلاس سے خود کو چھڑاتے بصیر کی طرف بڑھتے کہا تھا۔

وہ لالانے کہا ہے کہ ابھی ان کا اپریشن چل رہا ہے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ سر کے بیک حصے پر بہت زیادہ گہری چوٹ آئی ہے جن کی وجہ سے فوری ٹریٹمنٹ کرتے ہوئے ان کی سرجری جاری کر دی ہے۔

اور وہ سب سے دعائیں کرنے کے لیے کہہ رہے تھے جس طرح سے زرم نے ایک ایک لفظ بصیر کے گوش اتارا تھا بصیر نے بھی سارے گھر والوں کو اس بات سے آگاہ کر لیا تھا۔

کسی نے بالکل بھی ناامید نہیں ہونا میری بیٹی بالکل ٹھیک ہو جائے گی ہم
سب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے انشاء اللہ میں ابھی فجر کی نماز پڑھ کر اتنا
ہوں لالہ اپ چلے نامیرے ساتھ۔۔

عالمزب خانزادہ نے روتے ہوئے اور نگزیب خانزادہ نے کہا تو وہ بھی
اپنے بھائی کو دلاسہ دینے ان کے ساتھ ہی نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی
طرف نکل چکے تھے۔۔

پیچھے بصیر برلاس اور آرش بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھنے کے لیے نکل
چکے تھے۔۔

اور باقی حویلی کی ساری خواتین بھی اپنے اپنے کمروں میں جا کر فریش
ہونے کے بعد نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔

آرش تھکے ہوئے انسان کی طرح کندھوں کو جکھائے ہسپتال کے اندر قدم
رکھ چکا تھا اس وقت صبح کے 10 بج رہے تھے خود پر مزید قابو نہ رکھتے
ہوئے وہ ہاسپٹل اور زلہ کے پاس آج چکا تھا جانتا تھا کہ کوئی اس سے ملنے تو

نہیں دے گا لیکن پھر بھی وہ ایک آس اور امید لیے ملیار کے در پر اچکا تھا کہ وہ اسے اس کی بیوی سے ملنے کی اجازت دے دے۔۔

کیوں ائے ہو تم یہاں پر دفع ہو جاؤ یہاں سے اگر مزید میری بہن کی زندگی پر تمہاری زندگی کا ذرا سا بھی سایہ پڑا تو میں تمہاری جان لے لوں گا بھول جاؤ بھول جاؤ کہ ہمارے بچ کوئی بہت بڑی گہری دوستی تھی۔۔

ایسا آرش سوچ رہا تھا کہ ہاسپٹل کے اندر جانے پر اور ملیار کے سامنے کھڑے ہونے ملیار اسے ایسی باتیں ضرور سنائے گا لیکن اس کی بات سن کر تو آرش تڑپ ہی اٹھا تھا بلا وہ کیوں اپنی بیوی سے پر سائی کا ثبوت مانگے گا۔

ابھی بھی اس سے اس کی پر سائی کا ثبوت مانگنے ائے ہو؟؟

آرش کو بنا کوئی جواب دیتے دیکھ کر ملیار نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

نہیں۔۔

آرش کی آنکھوں سے آنسو نکلتے جلدی سے اس نے تڑپ کر آگے بڑھتے

جواب دیا تھا۔۔

میں خود کی جان نکالوں گا اگر میں نے اس سے اس کی پارسائی کا ثبوت مانگا
آخر وہ میری وجہ سے ہی تو زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔۔

بالکل ٹھیک بول رہے ہو تم بلکہ زندگی کیا وہ موت کی جنگ لڑ رہی ہے
زندگی جینے کی تو اس نے خواہش ہی چھوڑ دی ہے۔۔

ملیار نے بھی سفاکت بھرے جملے ادا کیے تھے وہ الگ بات تھی کہ یہ جملہ
ادا کرتے ہوئے اس کا خود کا دل اندر سے کانپ کر رہ گیا تھا۔۔

نہیں پلیز ایسا مت بول وہ ٹھیک ہو جائے گی مجھے یقین ہے وہ بالکل ٹھیک
ہو جائے گی۔۔

آرش نے جلدی سے اس کی طرف بڑھتے اس کا ہاتھ تھمنا چاہا تھا لیکن ملیار
نے اسے دور ہوتے اس کا ہاتھ ہوا میں ہی جھٹک دیا تھا۔۔

کیوں وہ دوبارہ سے اسی لیے ٹھیک ہو جائے تاکہ تم دوبارہ سے اسے افیت
دو اس سے معافی مانگ کر؟؟

یا پھر ویٹ ویٹ کہیں تمہارا دوبارہ سے ارادہ تو نہیں ہے کہ بھری محفل
میں اس کو رسوا کر کے اس کے کردار پر تم انگلی اٹھاؤ گے؟؟

اوو وا چھاا گریہ بھی نہیں تو تمہارا یہ ارادہ تو نہیں کہ دوبارہ سے اسے اپنی
چچی جان کا بدلہ لینے کے لیے تم اسے تھپڑ مار دو گے اور اس نکاح کو بدلے
کے طور پر استعمال کرو گے؟؟

بتاؤ مجھے اگے کیا ارادہ ہے تمہارا ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وہ اندر زندگی اور
موت کی جنگ لڑتو رہی ہے اوپر سے سیڑھیوں سے گر کر اس کے سر کے
پچھلے حصے پر بہت چھوٹائی ہے دعا کرو کہ اس کی یادداشت چلی جائے۔۔
ورنہ اگر اس سب کے بعد زندہ رہنے کے بعد بھی اسے سب کچھ یاد ہوا تو
آر ش خانزادہ موت بھی تمہارے لیے کم سزا ہوگی میری بہن کی طرف
سے۔۔

ملیار خانزادہ کی باتوں کو سنتے ہوئے آر ش خانزادہ پتھر ائی ہوئی کیفیت میں
اس کی طرف دیکھ رہا تھا کیا واقعی میں اور زلہ کو ہار ڈاٹیک ہوا تھا۔۔

اس بات پر یقین کرنا آرش کے لیے انتہائی بیانک ثابت ہو رہا تھا اس کی بیوی کو ہار ڈاٹیک ایا تھا وہ بھی صرف اس کی وجہ سے اس کا دل چاہا کہ وہ خود کیوں نہیں مر گیا تھا سب کے بعد وہ زندہ کیوں تھا۔

آرش کا کتنا خود غرض ہے انسان تھا وہ ابھی بھی صرف اپنے لیے ہی سوچ رہا تھا کہ اس کی افیت کم ہونے کے لیے وہ مر کیوں نہیں گیا اللہ نے اس سے اس کی سانسیں کیوں نہیں چھین لی۔

جبکہ وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ زندہ رہ کر وہ اپنی فیملی کے ساتھ ساتھ اور زلہ کو بھی زندگی کی طرف لے کر اسکتا ہے لیکن بات یہ بھی تو تھی کہ اگر اور زلہ اس کے ساتھ رہنا چاہے تب نہ؟؟

ابھی فلحال تم دونوں چپ کر جاؤ مزید میں تم دونوں کی کوئی بھی اواز نہ سنو ہاسپٹل ہے کوئی گھر نہیں ہے کہ تم دونوں بحث کرنے میں لگ گئے ہو۔

ملیار اور آرش کو دوبارہ سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں گھورتا دیکھ کر
زرم نے ان دونوں کو بیچ پر بٹھایا تھا اور مزید کچھ بھی بولنے کے لیے منع کیا
تھا۔۔

زرم بڑا تھا اور ان دونوں پر روعب بھی تھا تو اسی لیے ملیار اور آرش زرم
کے کہنے پر بالکل چپ بیٹھ کر اب ڈاکٹر ز کے جواب کا انتظار کر رہے تھے
انہوں نے تو جیسے قسم کھائی ہوئی تھی کہ اور زلہ کے روم سے باہر نکلنا ہی
نہیں ہے اپریشن اتنا لمبا ہو گا کسی کو بھی اس بات کی بالکل بھی امید نہیں
تھی۔۔

لیکن سب کے حصے میں ہی انتظار آیا تھا اور سب نے انتظار کرنا ہی تھا جو
انہیں اذیت ناک سولی پر لٹکائے ہوئے تھا۔۔

[~~~~~]

اب تو تم مجھ سے شادی کرو گے نا تم نے جیسا کہا تھا میں نے بالکل ویسا ہی
کیا ہے دیکھو میں تم سے پیار کرتی ہوں اب تو نکاح میں لے لو مجھے اپنے اور
محرم بنادو۔۔

ہذا اس وقت مختیار قدیم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ان سنسان روڈ پر
کھڑے وہ دونوں بات کر رہے تھے۔۔

سوات کے اونچے سے پہاڑ پر وہ دونوں کھڑے اس وقت بالکل خاموشی
اور تنہائی کے ساتھ ساتھ نہایت اندھیرے میں وہ ایک دوسرے سے بات
کر رہے تھے۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے جو تم سے کہا ہے تم نے وہ کیا ہے بالکل بھی
نہیں مس ہداپ نے تو دوستی کا رشتہ توڑنے کے ساتھ ساتھ اپنی ہوس کو
پانے کی کوشش کی ہے اپ مجھ سے پیار یا پھر محبت نہیں کرتی یہ ہوس ہی
ہے صرف میرے جسم کی چاہ ہے جو اپ مجھ کو پانا چاہتی ہے ورنہ میرے
صرف ایک بار کہنے پر اپ نے اتنے سالوں کی دوستی کیسے توڑتی۔۔

مختیار قدیم نے ہدا کو جو سچ بات تھی وہ بتانا چاہتی تھی۔۔

نہیں نہیں اب اس طرح اپنی بات سے مکر نہیں سکتے اب کو پانے کے لیے
میں نے اپنی دوستی تک کو داؤ پر لگا لیا اب اور زلہ دوبارہ سے میری شکل تک
نہیں دیکھنا چاہے گی۔۔

پلیز میں اب سے محبت کرتی ہوں یہ ہو س نہیں ہے بھلے چاہے مجھے اپنے
نام کر لے اور مجھے کبھی بھی اپنی کوئی قربت نہ بخشے گا۔۔

میں وعدہ کرتی ہوں اب سے میں کبھی بھی اب سے کوئی بھی شکایت نہیں
کروں گی لیکن اس طرح مجھے بے اسرہ نہ کرے اب جانتے ہیں کہ میرے
اگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہے ایک کاروبار تھا اور ایک دوست وہ بھی میں نے
اب کے پیچھے گنوا دی اب اس طرح مجھے سڑک پر نہیں چھوڑ کر جاسکتے۔۔
اپنے کہیں سے نہ مکرے اب نے کہا تھا کہ اگر میں آرش بھائی کے سامنے
اور زلہ کے کردار کو داغدار بناؤں گی تو اب مجھ سے نکاح کر لیں گے اب
کے لیے میں نے اتنا بڑا جھوٹ بولا اور زلہ جیسی صاف شفاف کردار والی

لڑکی کے کردار پر میں نے انگلی اٹھائی ہے اس کی سزا تو مجھے ملنی ہی ہے لیکن
پلیز اپ مجھے مزید سزا نہ دیں مجھے اپنے نکاح میں لے لے پلیز ہدا مختیار
قدیم کے سامنے گڑ گڑا گڑا کر روتے ہوئے اس سے بھیک مانگ رہی
تھی۔۔

میں بالکل بھی تم جیسی لڑکی سے نکاح نہیں کروں گا اور ویسے بھی تم
میرے پیچھے آئی تھی میں تمہارے پیچھے نہیں آیا تھا اب جاؤ یہاں سے۔۔
بے دردی سے اسے جھٹکتے ہوئے خود سے دور کرنا چاہتا تھا لیکن اگلے ہی پل
جھٹکنے کی وجہ سے ہدا کا پاؤں پسلا اور وہ پیچھے کھائی میں گر چکی تھی۔۔
ایک دم خاموش اور تنہائی فضا میں ہدا کی چیخ گونجی تھی جو مختیار قدیم نے
اپنے کانوں سے سنی وہ پتھر ائی ہوئی کیفیت میں کھائی کو دیکھ رہا تھا جو دلدل
کے جیسے زمین کے اندر دھنسی ہوئی تھی۔۔

یہ یہ میں نے کیا کر دیا نہیں نہیں یہ یہ غلطی سے ہوا جان بوجھ کر نہیں
ہوا۔۔

اگلے ہی پل مختیار قدیم نے کھائی کو ایک نظر نیچے دیکھا لیکن اگلے ہی پل چکراتے ہوئے سر کے ساتھ وہ پیچھے ہٹ کر گاڑی میں بیٹھا اور حواس باختہ سے ہوتے وہ تیزی سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ برائی کا انجام برائی ہی ہوتا ہے اگر ہذا اپنے اللہ کی رضا میں راضی ہو جاتی تو شاید آج اس کا یہ انجام نہیں ہوتا ایک نامحرم کی محبت کے پیچھے بھاگتے اس نے ایک مخلص دوست کو بھی کھو دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کو بھی ناراض کر چکی تھی۔

مختیار قدیم جیسے انسان کا بھی جلد ہی انجام عبرت ناک ہونے والا تھا کیونکہ وہ کب تک اپنے گناہوں سے پیچھا چھڑا کر باگ جانا چاہتا تھا ایک نہ ایک دن تو اللہ کی طرف سے اس پر بھی پکڑ سخت کر دی جائے گی کیونکہ ہر عروج کو زوال ہے۔

ہد اکا یہی انجام ہونا تھا اگر وہ اللہ کی رضا میں راضی ہو جاتی تو شاید اس کے لیے بھی کوئی شہزادہ اجاتا لیکن نا محرم کی محبت کے پیچھے بھاگ کر اس نے خود کے ساتھ ساتھ ایک مخلص دوست کو بھی برباد کر دیا تھا۔

[~~~~~]

ڈاکٹر ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے اب۔۔

جیسے ہی اپریشن روم سے ڈاکٹر اے مہزلہ نے بھاگتے ہوئے جلدی سے اور زلہ کے بارے میں پوچھا تھا۔

آرٹھ ملیار اور زرم بھی جلدی سے ایلٹو ہوتے ان کی طرف بڑھ چکے تھے۔۔

دیکھیں اپریشن تو سکسیسفل ہو گیا ہے لیکن ہوش میں انا بھی ضروری ہے دعا کرے کہ اپ کی پیشٹ کو ہوش اجائے ویسے بھی وہ کافی نازک کنڈیشن میں ہے اپ جتنا ہو سکے اسے فریش ایر میں رکھے اور آس پاس کے ماحول میں اس کے لیے ذرا سی بھی ٹینشن نہیں ہونی چاہیے۔۔

ورنہ اگر اس بار پیشنٹ کی طبیعت بگڑ گئی تو ہم بھی کچھ نہیں کر سکیں گے
الریڈی بہت مشکل سے ہم نے انہیں ریکور کیا ہے۔۔

کیونکہ پیشنٹ میں جینے کی کوئی امنگ ہی نہیں تھی لیکن خیر ہم ڈاکٹر زہیں
اگر ہمیں ایک پرسنٹ کیا ادھا پرسنٹ چانس بھی پیشنٹ میں زندگی کی
سروائیو کا لگتا ہے کہ وہ اگے زندگی سروائیو کر سکیں گے تو ہم اپنی جیت توڑ
کوشش لگا دیتے ہیں۔۔

اب باقی اگے اپ لوگوں کا کام ہے جتنا ہو سکے انہیں ٹینشن فری ماحول مہیا
کریں اور ہم بھی اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ وہ جلد
ہی بہتر ہو جائیں گی امید ہے کہ انہیں 24 گھنٹے کے اندر اندر ہوش بھی ا
جائے گا۔۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں انہیں اور زلہ کے حالت کے بارے میں آگاہ
کیا اور ساتھ ہی وہ مسکراتے اپنے کیمین کی طرف بڑھ چکے تھے یہ کیس واقع
ہی ان کے لیے کافی تھکا دینے والا تھا۔۔

عموماً سرجری میں انہیں اتنا ٹائم نہیں لگتا لیکن چونکہ اور زلہ کو ہار ڈاٹیک بھی آیا تھا تو اسی لیے ڈاکٹر نے پھونک پھونک کر قدم رکھے تھے کیونکہ ان کی ایک غلطی پیشینہ کو اگر زندگی کی طرف لاسکتی ہے تو انہی ڈاکٹرز کی ایک غلطی پیشینہ کو مروا بھی سکتی ہے۔۔

ڈاکٹر کی بات سن کر سب نہیں سکھ بھری سانس لی تھی لیکن کوئی بھی ابھی پر سکون نہیں ہوا تھا کیونکہ سب ہی جانتے تھے کہ 24 گھنٹے کے اندر اندر ہوش میں انا ضروری ہے اور زلہ گا۔۔

ایک بار میری بہن ہوش میں آجائے اس کے بعد میں تمہارا سایہ بھی اس کی زندگی پر پڑنے نہیں دوں گا۔

ملیار نے غصے میں کہا اور ساتھ ہی وہ مہزلہ کا ہاتھ تھامے کینیٹین کی طرف چلا گیا تھا۔

کیونکہ کل رات سے ہی وہ بالکل بھوک پیاسی حالت میں کھڑی رو رو کر اپنا حشر حشر بگاڑ چکی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک بہن کے بعد دوسری بہن کی

بھی طبیعت خراب ہو جائے اسی لیے اسے کچھ کھلانے کے لیے کینیٹین کی طرف چلا گیا تھا۔

پیچھے ملبار کی باتوں کو سنتے زرم نے گہری سانس بھرتے بیچ پر بیٹھتے آرش کی طرف دیکھا تھا جو آنکھوں میں آنسو لیے تگھے ہارے بندے کی مانند ایسے کھڑا تھا کہ جیسے ابھی اس کی جان ہی چلی جائے گی۔

— — —

کیا ہوا تم کیسی گہری سوچوں میں گم ہو سب کچھ ٹھیک ہے نا۔
شہباز خان جو ابھی مردان خانے کی طرف آیا تھا باز خان کو وہیں پر بیٹھے گہری سوچوں میں گم ہوتے دیکھ بولا تھا۔
دادا اپ نہیں جانتے میں آپ کو جو بات بتانے والا ہوں شاید اس کے بعد آپ بھی اسی طرح گہری سوچوں میں گم ہو جائیں گے۔

ار باز خان نے دادا کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں سامنے صوفے پر بیٹھنے کے لیے بولا تھا۔۔

اچھا ایسے بھی کیا بات ہے ہمیں بھی بتاؤ۔۔

شہباز خان نے بھی لہجے میں تجسس پیدا کرتے کہا تھا۔۔

ابھی دو دن پہلے شادی تھی نہ خانزادہ حویلی کے سب سے چھوٹے سپوت کی؟؟

ار باز خان اپنی بات ادھوری چھوڑتا دوبارہ سے شہباز خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

ہاں تھی تو صحیح اگے بتاؤ پوری بات کیا ہے۔۔ شہباز خان نے جنجھلاتے ہوئے اپنے پوتے کی طرف دیکھا تھا۔۔

برلاس خان کی دلہن کو دیکھ کر مجھے ایسا گمان ہوا تھا کہ شاید یہ وہی بچپن والی گل تو نہیں ہے جس کو یتیم خانے سے کڈنیپ کروانے کے بعد اپ نے؟؟

ار باز خان نے دانستہ طور پر اپنی بات کو ادھورا چھوڑتے دادا کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

کیا واقعی وہ لڑکی مر نہیں چکی تھی مجھے تو لگا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ مر گئی ہو گئی۔۔ لیکن اس کے بعد دوبارہ سے اسے سات سال کی عمر میں یتیم خانے میں دیکھ کر بہت سارے ادھی بھی بھجوائے تھے میں نے کہ اس کے ساتھ زبردستی کر کے اسے موت کے منہ میں اتار دے لیکن بڑی قسمت ہے اس کی کہ ابھی تک زندہ ہے۔۔

شہباز خان نے مکر وہ ہسنی ہنستے کہا تھا۔۔

اچھا تو کیا یہ بات سچ ہے کہ وہ برلاس خان کی دلہن گل واقعی میں ہی زرم کی۔۔

بس اگے اپنے منہ سے کچھ بھی نہ بھولنا یہ سچائی صرف ہمیں ہی پتہ ہے اسی لیے تو حویلی والوں کو ہم تڑپا رہے ہیں ان کے ایسے راز ہمارے ہاتھ میں ہیں جو انہیں بالکل بھی پتہ نہیں ہے۔۔

اس سے پہلے کہ ار باز خان اپنا جملہ مکمل کرتا شہباز خان نے اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا تھا۔۔

مرزہ تو تب اے گا جب انہیں پتہ چلے گا کہ ان کا اپنا خون ہی اتنے سالوں سے دوسرے کے رحم و کرم پر یتیم خانے میں رہ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ جب انہیں پتہ چلے گا کہ ساتھ سال کی عمر میں ان کے اپنے خون کے ساتھ ہی کئی لوگوں نے زیادتی کی تھی تب تو وہ بوڑھا بشیر خان زادہ جو بڑا پھنے خان بنے پھرتا ہے یہ سچائی سن کر وہ بھی موت کے منہ میں چلا جائے گا۔۔

شہباز خان کے انکشاف پر ار باز خان بھی ان کے ذہنیت کا گریدہ ہوا تھا واقعی میں ہی اس کا بوڑھا دادا اتنا بھی سوچ سکتا ہے یہ بات ار باز خان کو بالکل بھی پتہ نہ تھی۔۔

اچھا تو پھر کب بتانے کا ارادہ ہے آپ کا حویلی والوں کو۔۔

بتادیں گے بتادیں گے ابھی اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی جوان کے بڑے سپوت آر ش خان زادہ نے بہت ہی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس کی وجہ سے

ان کی لاڈلی پوتی بستر مرگ پر پڑی ہے پہلے اس کا کام تمام ہونے دو اس کے
بعد یہ انکشاف بھی ان پر واضح کر دیں گے۔۔

اور پھر ہم کریں گے ایک تیر سے دو نشانے۔۔

تم ان کی پوتی عنایہ خانزادی کو اس کے پولیس والے شوہر کے سامنے

بدنام کرنا ایک پوتی تو ان کی بدنام ہو ہی چکی ہے جو بستر مرگ پر پڑی ہے اور

ایک پوتی کی سچائی جاننے کے بعد وہ خود بخود ہی اس دنیا سے کوچ کر جائے

گا۔۔

شہباز خان نے زہریلی سی ہنسی ہستے کہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ انے والا وقت

کیسا ہو گا لیکن انے والے وقت کے بارے میں جو اس کے خیالات تھے وہ

نہایت ہی بھیانک تھے۔۔

چلو اب جاؤ تم اپنا کام کرو۔۔

شہباز خان نے ار باز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بھی ان کی طرف
مسکراہٹ اچال کر حویلی کے اندر چلا گیا تھا اپنا کام کرنے یعنی کہ آرام
کرنے۔۔

ان دونوں دادا اور پوتھے کا کیا انجام ہونے والا تھا یہ تو انے والے وقت
نے ہی طے کرنا تھا کیونکہ جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتے ہیں وہ یقیناً
اس میں خود ہی گر جاتے ہیں۔۔

[~~~~~]

کیا ہوا پریشان کیوں سب ٹھیک ہے نا۔۔
بصیر خانزادہ نے زرش خانزادی کے پیچھے جاتے اس کو اپنے حصار میں لے
کر اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر رکھتے کہا تھا۔۔

جی ٹھیک ہوں بس یہی سوچ رہی ہوں کہ ہمیشہ ہی حویلی میں جب بھی
خوشیاں آتی ہے تو ان کے ساتھ غم بھی آجاتا ہے۔۔

اتنا خوش تھے ہم سب برلاس اور آرش کی شادی کو لے کر لیکن دیکھو کیا
سے کیا ہو گیا ہے کیا کوئی جانتا تھا کہ اس طرح شادی میں ہو جائے گا اور
اور زلہ ہاسپٹل میں اتنی سنگین حالت میں پڑی ہوگی۔۔

زیریش نے مرر میں دونوں کا عکس دیکھتے ہوئے بصیر کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا جس کے چہرے پر صاف تھکن کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔۔
اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس سے زیادہ بڑے نقصان سے ہم بچ گئے اس میں
اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی خیر ہوگی لیکن جو آرش لالانے کیا ہے وہ بہت ہی برا
کیا ہے اور زلہ بھا بھی کے ساتھ۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ اب اور زلہ بھا بھی آرش لالا کو کبھی بھی معاف کر پائے
گی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے بصیر خانزادہ نے اپنی بات کہی اور زیریش کی طرف بھی
دیکھتے ہوئے اس کی رائے جاننا چاہی تھی۔۔

میں نہیں جانتی بصیر کہ کیا ہو گا اور کیا نہیں عورتوں کا ظرف بہت بڑا ہوتا ہے اور کہیں نہ کہے اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کو وہ کبھی بھی بولا نہیں پاتی اب اگے اور زلہ جو فیصلہ کرے وہ اسے اپنے لیے بہتر لگتا ہو گا۔
ہمممم۔۔

میری طرف دیکھو میری زریش اتنی اداس کیوں ہو رہی ہے میری جان سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بصیر خانزادہ نے بالکل سادہ سے لہجے میں کہا تھا۔۔

انشاء اللہ بہتر ہو گا۔۔

بے ساختہ ہی زریش کے منہ سے انشاء اللہ نکلا تھا۔۔

ویسے تمہیں نہیں لگتا کہ اب ہمیں بھی بچوں کے بارے میں پلاننگ کرنی چاہیے۔۔

زریش کا موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر بصیر خانزادہ نے یوں ہی مذاق کے موڈ میں کہا تھا۔۔

نہیں مجھے بالکل بھی نہیں لگتا اور اپنی یہ چھپھوری باتیں بند کرے۔۔
ویسے ہی اتنے ٹینشن والے ماحول میں آپ کو یہ باتیں کہاں سے سو جتی رہتی
ہے۔۔

زریش خانزادی نے اب کی بار اس کے ہاتھ اپنے کمر کے گرد سے کھولتے
ہوئے اس کی طرف رخ موڑتے کہا تھا۔۔

اتنی خوبصورت بیوی کو اپنے پاس دیکھتا ہوں تو واللہ سب کچھ ہی بھول جاتا
ہوں جیسے کہ ابھی تمہارے اس حسین چاند سے مکڑے کو دیکھتے ہوئے میں
اپنی ساری ٹینشن کو خود سے دور ہوتا محسوس کر رہا ہوں۔۔

بصیر خانزادہ نے پیار سے کہتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پنساتے اس
کا گال اپنے انگوٹے سے رب کرنا شروع کیا تھا۔۔

اچھا اب زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے جائے یہاں سے۔۔
زریش نے بصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو انکھوں میں خمار کی سرخی
لیے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔

میں نہیں جاتا یہاں سے مجھے تو اپنی بیوی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا ہے۔۔
بصیر خانزادہ نے کہا ساتھ ہی اس کے نرم سے مومی گال پر اپنے لب رکھے
تھے۔۔

بصیر کیا ہو گیا ہے اپ کو نیچے سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے اور اپ
ہے کہ یہاں پر اپ کے چھچھوری حرکتیں ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی
چلے سب کیا سوچ رہے ہوں گے ہمارے بارے میں۔۔

زرباش خانزادی نے بھی بدلے میں بصیر خانزادہ کے گال پر لب رکھتے اپنا
لمس اسے محسوس کروایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اسے نیچے چلنے کا بھی کہا تھا۔۔
میں نہیں جاتا مجھے تو اپنی بولڈ ایگریسو بیوی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا ہے وہ
بھی بیڈ پر نیچے سب ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں کسی کو کوئی فرق نہیں
پڑتا۔۔

اویار قسم سے بہت ٹینشن میں ہوں مجھے میری ٹینشن سے دور کر دو۔۔

بصیر خانزادہ نے بہکے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہتے بغیر زریش کی سنی اسے
اپنی گود میں اٹھاتے کمرے کی لائٹس اف کرتے بیڈ پر ڈالتے اسے اپنے
حصار میں لیتے کالی گھٹا کی مانند اس پر چھا گیا تھا۔
بصیر۔۔

زریش کی گھٹی گھٹی اواز اس کے نیچے سے براہد ہوئی تو بصیر خانزادہ نے
بہکے ہوئے آنکھوں سے اس کے حسین چاند سے مکڑے کو دیکھا تھا اور اس
کی آنکھوں پر لب رکھتے بنا کچھ بھی کہے دونوں پر کمفر ٹراوڑتے اس پر اپنی
شدتیں ڈھانہ شروع ہو گیا تھا۔

زریش خانزادی کے لبوں پر قفل پڑ گیا تھا وہ کب کہاں اپنے چھپوڑے اور
کریک دماغ والے خانزادہ کے خلاف جاسکتی تھی اسی لیے اس کا ساتھ دیتے
وہ خود بھی اس کی قربت کی دنیا میں گم ہو گئی تھی۔

[~~~~~]

گل میری جان اپ نے ناشتہ کر لیا ہے۔۔

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد برلاس خانزادہ نیچے بیٹھنے کے بجائے اوپر اپنے
کمرے میں اتے گل کی طرف اتے کہا تھا جو بیڈ پر بڑے مزے سے کمفرٹر
میں دبی سوئی ہوئی تھی۔

اوہوں کر لوں گی بعد میں ابھی سونے دے پلینز۔

گل نے برلاس کا ہاتھ جو اس کے بالوں میں حرکت کر رہا تھا اس کا وہی
ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھتے بڑبڑاتے ہوئے کہا تھا۔

گل میری جان اور جاننا نشہ کر کے دوبارہ سو جانا پ کی دوائی بھی دینی ہے
اپ کو برلاس خانزادہ نے اسے اٹھاتے کہا تھا۔

گل سوئی سوئی آنکھوں سے بیڈ پر بیٹھے اپنی آنکھوں کو زور سے ہتھیلیوں
سے مسلتے ہوئے اب برلاس کی طرف دیکھ رہی تھی جس کا پر نور چہرہ گل کو
صبح ہی صبح بالکل شہزادوں کی طرح لگا تھا۔
ایسے کیا دیکھ رہی ہو میری جان۔

برلاس نے اس کا خود کی طرف دیکھنا نوٹ کیا تو اس کے گال پر انگو تھار ب کرتے کہا تھا۔۔

وہ میں اپ سے ایک بات کہوں۔۔

گل نے جھجکتے ہوئے برلاس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔

جی میری جان اپ اجازت کیوں لے رہی ہے بول دے جو بھی کہنا ہے۔۔

برلاس خانزادہ نے بیڈ پر لیٹے پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

وہ وہ اپ اپ بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔

گل نے شرماتے ہوئے کہا ساتھ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔۔

اس کی بات سنتے برلاس خانزادہ کا اونچا قمقہ کمرے میں گونجا تھا۔۔

گل نے اس کی مسکراہٹ کو اپنے دل کی گہرائیوں میں اترتا محسوس کیا تھا۔۔

میری جان اپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں اسی لیے میں بھی اپ کو پیارا
لگ رہا ہوں۔۔

برلاس نے اس کا شرمانہ محسوس کیا تو اسے ٹوٹ کر اپنی گل پر پیارا یا تھا۔
چلو او اٹھ کر فریش ہو جاؤ اس کے بعد نیچے چلتے ہیں ناشتہ کرنے پھر نیچے
سب کے ساتھ ہی بیٹھ جانا ٹھیک ہے۔۔

برلاس نے گل کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے کہا تو گل
نے بھی اس کے سینے سے اپنا سرخ سرخ سا چہرہ نکالتے ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔

برلاس بھی اٹھتا الماری سے اس کے لیے ایک ہلکا پھلکا سا سوٹ لاتے اس
کا ہاتھ پکڑتے واش روم کی طرف لے جا کر چھوڑ گیا تھا اور خود وہ باہر بیٹھ کر
اس کا انتظار کرنے لگا۔۔

منٹ کے بعد گل فریش فریش سی دھیرے دھیرے سے قدم 10
اٹھاتے وہ کمرے میں انا شروع ہوئی۔۔

تو برلاس کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے قابل تھی کہ وہ خود ہی محنت کرتے واش روم سے روم میں خود ہی اگئی تھی۔

چلو جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر نیچے چلتے ہیں۔۔ برلاس نے گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہی موبائل نکالتے وہ زرم کو فون ملا گیا تھا تا کہ اسے اور زلہ کے بابت معلوم کیا جاسکے۔

[~~~~~]

کنگر پچو لیشن اپ کی پیشنٹ کو ہوش اگیا ہے۔

ایک نرس بھاگی بھاگی انی اور ساتھ ہی زرم ملیار آرش اور مہزلہ کو زندگی کی نوید سنا کر چلی گئی تھی۔

شکر ہے اللہ کا بے ساختہ ہی ملیار کے منہ سے نکلا تھا اور وہ اپنی بہن کو دیکھنے کے لیے تڑپ اٹھا تھا جلدی سے اس کے روم کی طرف بڑھ کر اسے ملنا چاہا تھا لیکن نرس نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ ابھی انہیں سپریٹ روم میں ہم شفٹ کر دیں گے تب آپ ان سے وہاں جا کر مل لیجئے گا۔

تقریباً دھے گھنٹے کے بعد اب ملیار خانزادہ اپنی بہن کے پاس چتر پر بیٹھا
اس کے زرد سے چہرے کو دیکھ کر تکلیف کی عطا گہرائیوں میں چلا گیا تھا۔
اور زلہ میری پیاری بہن اپنی آنکھیں کھولو۔

ملیار نے اس کے ڈرپ لگے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے اس کے چہرے کی
طرف دیکھا تھا۔

آپی آنکھیں کھولے نا۔

مہزلہ دوسری طرف بیٹھی اپنی آپی کے کمزور سے وجود کو دیکھتے ہوئے بولی
تھی۔

زرم نے بے ساختہ اگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا تھا اور مہربان
کندھا ملنے کی دیر تھی مہزلہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی تھی۔

چھپ کر جاؤ میری جان اگر آپ کی آپی نے اس طرح سے آپ کو روتے
ہوئے دیکھا تو انہیں مزید تکلیف ہوگی اسی لیے چپ کر جاؤ ابھی آپ کی آپی

کو ہوش اجائے گا اپ کو روتے ہوئے دیکھیں گی تو وہ اور بھی اپ کے لیے
پریشان ہو جائیں گی۔۔

زرم نے پیار سے اس کا چہرہ سینے سے نکالتے اور اس کے انسو سے تر چاہیے
کو دیکھ کر تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔

اپ اپ بھی آرش لالا کی طرح تو نہیں کریں گے نا مجھے چھوڑ کر تو نہیں
جائیں گے سب کے سامنے مجھ پر شاؤٹ تو نہیں کریں گے نا۔۔

پتہ نہیں مہزلہ کے دل میں کیا سمائی کہ وہ اپنے بھائی ملیار کے سامنے ہی
زرم سے پوچھ بیٹھی تھی۔۔

اس کی باتیں سنتے ہیں ملیار نے دکھ بھری نظروں سے زرم کی طرف دیکھا
تھا اور ملیار کی سرخ آنکھوں میں زرم نے بھی دیکھتے آنکھوں سے تسلی دی
تھی۔۔

وہ چھوٹی تھی اس لیے بہت ہی زیادہ جلدی مہزلہ کے ذہن پر باتوں نے اثر
کرنا شروع کر دیا تھا۔۔

نہیں میری جان میں آپ کو چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جاؤں گا ٹھیک ہے اسی لیے پریشان نہ ہوں چلو جلدی سے اچھے بچوں کی طرح انسو صاف کرو۔ ابھی آپ کی آپنی کو ہوش اجائے گا پھر آپ ان سے ڈھیر ساری باتیں کرنا ٹھیک ہے۔

زرم نے اسے کسی بھی طرح بہلا پسلا کر اس کے ذہن سے وہ ساری باتوں کو نکالنا چاہا تھا جو اس کی دل و دماغ پر اپنا گہرا اثر چھوڑ چکی تھی۔ آپ آپ مجھ سے پرومس کریں آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور نہ ہی سب کے سامنے مجھ پر شاؤٹ کریں گے نہ ہی مجھے ڈانٹے گے ورنہ میں بھی آپنی کی طرح آپ کو لٹل لٹل گر لٹل سٹپ اسٹٹ۔

اس سے پہلے کہ مہزلہ اپنی بات مکمل کرتی زرم جانتا تھا کہ وہ کیسے الفاظ اپنے منہ سے نکالنے والی ہے۔

دودن سے ایک ہی پیر پر وہ صرف مہزلہ کے لیے ہی تو اور زلہ کے پاس تھا۔۔

جان نکلنا کسے کہتے ہیں وہ زرم نے آرش کو دیکھ کر محسوس کیا تھا جس کی محبوب بیوی ہاسپٹل کے بیٹھ پر پڑی اس کا صبر ازما رہی تھی۔۔
آرش کی اپنی غلطی تھی وہ مانتا تھا لیکن دکھ تو اسی بھی ہو رہا تھا نا۔۔
اس کی سرخ سی آنکھوں میں نمی کو دیکھتے ہوئے زرم کتنی ہی بار تڑپا تھا اپنے بھائیوں کو ہمیشہ اس نے بڑے ہی لاڈ سے رکھا تھا کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ یوں بکھر جائے۔۔

مہزلہ بے ساختہ اسے دور ہوتی کپکپاتے ہوئے اپنے لالا کی طرف بھاگتے اس کے سینے میں پناہ لے چکی تھی۔۔
وہ بے شک ڈر گئی تھی لیکن جس طرح کے الفاظ وہ اپنے منہ سے اپنے لیے نکالے والی تھی زرم کو سوچ کر ہی اپنی سانسوں کی ڈور چھوٹی محسوس ہو رہی تھی۔۔

چپ ہو جاؤ میری جان کچھ بھی نہیں ہوا اپ بری بات ہے نا اپ ایسی باتیں نہ کیا کریں اگر اپ خود کے لیے اتنی تکلیف والے الفاظ استعمال کریں گی تو اپ کے اپنوں کو دکھ ہو گا۔

ملیار نے مہزلہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے ریلکس کرنا چاہا تھا جس کا وجود ہچکیوں کی وجہ سے لرز رہا تھا۔

زرم سے مزید برداشت نہ ہوا تو ملیار کی باہوں سے مہزلہ کونکالتے اپنے گود میں اٹھاتے وہ ملیار کو اور زلہ کا خیال رکھتے اسے اپنے ساتھ لے کر باہر نکل آیا تھا۔

زرم خانزادہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس چھوٹی سی لٹل گرل کو اپنی گود میں اٹھائے اپنے گاڑی کی طرف لے کر بڑا تھا گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے گاڑی کے اندر بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف اتے گاڑی کو سٹارٹ کر کے وہ زن سے ہاسپٹل سے باہر لے گیا تھا۔

ارادہ اس کا ہاسپٹل سے ادھے گھنٹے سے دور اپنے گھر جانے کا تھا جو شہر میں ہی مقید تھا۔

انی ایمریلی سوری لٹل گرل پلینز چپ کر جائے نا۔ اس کے انسو سے بے بس اتے زرم خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے انسو صاف کرنے چاہیں تو مہزلہ نے ضد میں اتے اس کے ہاتھ کو جٹھک دیا تھا۔

زرم خانزادہ نے غصے سے اپنی سرخ آنکھوں کو میچ لیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید مہزلہ پر وہ غصہ کرے اسی لیے برداشت کرتے گہری سانس بھرتے گاڑی کی سپیڈ کو مزید تیز کیا تھا۔

منٹ کے بعد گھر کے سامنے گاڑی روکتے گاڑ کو تیزی سے ہارن 20 بچاتے زرم نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تھا۔

گاڑی ہڑبڑاتے ہوئے جلدی سے دروازہ کھولتے زرم کی گاڑی کو ہواؤں کی سپیڈ کے مانند اندر داخل ہوتے دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔

پورچ میں گاڑی روکنے کے بعد زرم نے گاڑی سے نکلتے مہزلہ کی طرف
اتے اسے دوبارہ سے گود میں اٹھاتے گھر کے اندر داخل ہوتے بنا ملازموں
کی پرواہ کیے اسے اوپر اپنے کمرے کی جانب لے کر چلا گیا تھا۔

چھوڑیں مجھے مجھے آپ کے ساتھ یہاں نہیں جانا تھا چھوڑے مجھے میں آپ
سے ناراض ہوں میں نے آپ سے پرومیں کروانا تھا کہ آپ مجھ پر شاؤٹ
نہیں کریں گے لیکن آپ نے لالا کے سامنے مجھ پر شاؤٹ کیا میں اب
آپ سے بات نہیں کروں گی۔ مہزلہ زرم کی گود میں اپنے ہاتھ پر ہلاتے
ہوئے مزاحمت کرتے اس کے گود سے اترنا چاہ رہی تھی۔

یہاں پر بیٹھو اور میری بات کان کھول کر سنو بند کر دینا جلنا۔
اسندہ سے جب میں غصے میں ہوں تو تم میرا ہاتھ نہیں جھٹکو گی بات سمجھ
ارہی ہے نا تمہیں۔

زرم نے اس کے سفید سے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کا جبراً تبوچتے کہا
تھا۔

اہہ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔

مہزلہ کے انسوؤں میں مزید روانی آگئی تھی اسے تو لگا تھا کہ زرم اسے منانے کے لیے لایا ہے لیکن وہ تو مزید اس پر غصہ کرتے ہوئے اسے ہی ڈانٹ رہا ہے۔۔

اس بات کو محسوس کرتے وہ زرم کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے مزید پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

زرم نے اس کے پاس سے اٹھتے خود کو ریلیکس کرنا چاہا تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی غصے سے اس کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھی جو صاف ظاہر بھی ہو رہی تھی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ واش روم کی طرف چلا گیا تھا نہیں چاہتا تھا کہ وہ مہزلہ کو مزید غصے میں ہونے کی وجہ سے ڈانٹ دے۔۔

منٹ کے بعد وہ شاور لے کر واپس سے انہی کپڑوں میں باہر نکلا تھا 10
اب وہ قدرے ریلیکس تھا اس کا غصہ کئی حد تک دور ہو گیا تھا اس نے مہزلہ
کی طرف دیکھا جو ابھی تک یوں ہی صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی۔
انہی ایم ریلی سوری میری جان اسندہ ایسے نہیں کروں گا ٹھیک ہے۔
مہزلہ کے پاس جاتے ہیں اسے اپنی گود میں بٹاتے ذرم نے پیار سے اس کے
انسو سے ترچہ صاف کیا تھا رو کر اس کا پورا چہرہ ہی سرخ ہو گیا تھا
انکھیں تو قدرے سوجھ گئی تھی اور چھوٹی سی ناک بھی سرخ ہو رہی
تھی۔

مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی میں لالا کو آپ کی شکایت لگاؤں گی آپ
نے مجھے یہاں پر ہٹ بھی کیا۔

مہزلہ نے روتے ہوئے اپنے گال پر ہاتھ رکھا جہاں پر ذرم کے انگلیوں کے
نشان واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

اچھائی ایم ریلی سوری یارا سندھ سے نہیں کروں گا اگر آپ اپنے لالا سے
میری شکایت لگائیں گی تو آپ کے لالا مجھے ماریں گے اور اگر آپ کے لالا
مجھے ماریں گے تو مجھے تکلیف ہوگی تو کیا میری لٹل گرل مجھے تکلیف میں
دیکھنا چاہیں گی۔۔

زرم نے اپنے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے اسے اسی کی طرح
ڈیل کرنا چاہا تھا۔۔

اچھا پھر نہیں لگاؤں گی آپ کی شکایت۔۔

مہزلہ جو صدا کی معصوم تھی جلدی سے اپنے ہی کو تکلیف میں سوچنے کی
بات پر اپنے انسو صاف کرتی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔
او کے چلو پھر جلدی سے اپنے انسو صاف کرو میں آپ کو چاکلیٹ اور کیک
بھی دلاؤں گا بیکری سے۔۔

پکا پرومس کریں دلائیں گے نا۔۔

مہزلہ تو اتنے میں ہی خوش ہو گئی تھی اور اس کی اتنی معصومیت کو دیکھتے ہوئے زرم نے اس کے گال پر لب رکھتے اسے دوبارہ سے اپنے سینے سے لگاتے سکون محسوس کیا تھا اب اس کا ارادہ شام کو ہی ہاسپٹل جانے کا تھا تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

چلو جاؤ فریش ہو کر آج پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد شام میں ہاسپٹل جائیں گے ٹھیک ہے۔

مہزلہ کے انصوفاف کرتے ہوئے زرم نے کہا تو مہزلہ نے بھی ہاں کہیں سر ہلاتے واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

زرم بھی بیڈ پر لیٹ کر سکون محسوس کرتا چند ہی پل میں نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔

پانچ منٹ بعد مہزلہ بھی واش روم سے باہر نکلتے ہوئے اسے سوتا دیکھ کر روم کی لائٹس اف کرتے اس کے پاس جا کر جھجکتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھے لیٹ گئی تھی۔

نہند میں بھی زرم نے اس کا پاس انا محسوس کیا تو اس کے گیلے بالوں کی
گہری خوشبو اپنے اندر اتارتے زرم نے اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کر دیا
تھا مہزلہ بھی سکون محسوس کرتی نہند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔

زلے میری گڑیا ٹھیک ہو جاؤ نا۔۔

لالا اور زلہ نقاہت بھری آواز میں ملیار کو پکارا تو وہ اپنی گڑیا کی آواز پر تڑپ
اٹھا تھا۔۔

لالہ کی جان کیا چاہتی ہیں کیوں تڑپا رہی ہے ٹھیک ہو جائے نا اب۔۔
موت۔۔

موت چاہتی ہوں میں یک لفظی جواب۔۔

اور ملیار کو لگا کہ وہ سانس ہی نہیں لے پائے گا اس کی بہن اس کے سامنے
ہی اس سے موت مانگ رہی تھی۔۔

ہمارا کیا ہو گا مہزلہ میں برلاس بابا مورے سب کا کیا ہو گا اگر تم نہیں رہی
تو؟؟؟

کیوں کر رہی ہو ایسا پلیر نہ بولو ایسا۔۔

ملیار تڑپ اٹھا تھا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اسے بولنے سے منع کیا
تھا۔۔

یہ دنیا میری رہنے کے قابل نہیں ہے لالا میں یہاں سے بہت دور جانا
چاہتی ہوں۔۔

تو میں تمہیں یہاں سے بھجوادوں گا مناسب سے دور لیکن شرط یہ ہے کہ
میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔

نہیں لالا بقیہ زندگی کا حصہ میں اپنی ذات کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔۔

جہاں کوئی بھی نہ ہو میرے علاوہ بس صرف اور صرف میں ہوں پلیز
لالا۔۔

لالہ کی جان جیسا پ کہو گے بالکل ویسا ہی ہو گا۔
اور میں کبھی کبھی تو اپنی گڑیا سے ملنے اسکتا ہوں نا۔
ملیار نے بھی اختیار ہی التجا یا انداز میں کہا تھا۔

جی لالا۔۔

اور زلا کی انکھیں خشک ہو گئی تھی انکھوں میں ویرانی زاف دکھائی دے
سکتی تھی انکھوں کے نیچے گہرے ہلکے نمایاں ہوئے تھے۔
اسے انج پتہ چلا تھا جب آپ کسی پر اعتبار یقین کریں اور وہ آپ کا دل توڑ
دے تو بدلے میں آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے۔

اپنا دل ٹٹولنے پر بھی اسے کچھ پتہ ہی نہیں لگ رہا تھا اس کے دل میں ویرانی
دور دور تک اپنے بچے گاڑ چکی تھی۔

وہ ایک ایسی بد قسمت لڑکی تھی جس کے نصیب نے کبھی اس کا ساتھ ہی نہیں دیا تھا۔

پہلے اس کے شوہر نے محض بدلہ کہہ کر اسے دتھکار دیا تھا اور اس کے بعد دوسری بار اسی شوہر نے اسے بھری محفل میں بے ابرو کر دیا تھا اس کے سر سے چھت چھین لی گئی تھی محض یقین نہ کرنے کی وجہ سے وہ اب اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

اور زلہ میری گڑیا کیوں مایوس ہو گئی ہو اپنی زندگی سے۔

لا لا زندگی میں کچھ بچا ہی کہا ہے امید کے لیے۔

لا لا کی جان وہ کوئی آخری انسان تو نہیں تھا دنیا کا۔

میرے لیے تو آخری ہی تھا جن سے محبت کی جاتی ہے وہ تو آپ کے لیے دنیا

میں سب سے پہلا اور آخری ہوتا ہے نا۔

اتنی سمجھدار باتیں کب سے کرنے لگ گئی ہو۔

ملیار نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

جب سے اپنوں سے ٹھوکر کھائی ہے تب سے۔۔

ہنوز یک لفظی جواب۔۔

میری جان ایسی باتیں مت کرو اپ کا لالا جیتے جی اپ کو دیکھ کر مر جائے گا۔

ملیار نے اپنی بہن کو اس قدر تڑپتا دیکھا تو اس کا دل چاہا کہ آرش کے سینے میں گولیاں ٹھوک دے۔۔

اور کیسی باتیں کروں لالا مجھے نہیں سمجھاتا میں اب تک زندہ کیوں ہوں زندگی نے اب بھی مجھ پہ رحم نہیں کیا میرے حصے میں تو صرف ناکامیاں ہی آئی ہے اب دیکھیں زندگی بھی مجھ پر رحم نہیں کر رہی چھوڑ کیوں نہیں دیتی میرا پیچھا یہ زندگی لالا۔۔

اور زلہ ایسی باتیں مت کرو یار کیوں تڑپا رہی ہو۔۔

ملیار کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا تھا۔۔

اور اور زلہ ہنوز خشک اور ویرانی بری آنکھوں سے چھت کو گھورتے ہوئے
اپنے لالا سے باتیں کر رہی تھی۔۔

میں جانتا ہوں آپ تکلیف میں ہیں لیکن اس کا یہ حل تو نہیں ہے کہ آپ
اس طرح سے ناامیدی کی باتیں کریں۔۔

ناامیدی ابھی بھی کوئی امید باقی ہے لالا؟؟؟

وہ دوست جس سے میں نے اب سب سے بڑھ کر سمجھا اسی نے میرے
پیٹ پر خنجر گھونپا۔۔

میرے کردار پر انگلی اٹھائی گئی ہے لالا میں کس طرح سے ناامیدی کی
باتیں نہ کروں کوئی امید باقی ہے تو مجھے بتائیں۔۔

اس شخص کے لیے میرے دل میں اب کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہی ہے
آپ سمجھ کیوں نہیں رہے لالا میں نہیں رہنا چاہتی یہاں اس فضا میں وہ
شخص سانس لے رہا ہے مجھے اس فضا سے بھی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے ٹھیک ہے نہیں رہو گی اپ یہاں اپ کا لالا
اپ کو یہاں سے بہت دور لے جائے گا پینک مت ہو گہری گہری سانسیں
برو۔۔

ہاں میری پیاری گڑیا شاہاش۔۔

اور زلہ کو شدید پینک ہوتے دیکھ کر ملیار نے جلدی سے اسے بیڈ پر بٹھاتے
اپنے سینے سے لگایا تھا اپنی اس بہن کی زندگی اپنے ہی بیسٹ فرینڈ کے
ہاتھوں برباد کر دیا تھا۔۔

مہزلہ کہاں پر ہے لالا۔۔

انکھیں تو اس کی خشک تھی انسو نے تو جیسے اس سے ناراضگی ہی موڑ لی
تھی۔۔

اچھی ہی بات تھی اب وہ مضبوط بننا چاہتی تھی۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ذرم لالا اسے اپنے ساتھ لے کر گئے تھے وہ دون
سے ہاسپٹل میں ایک ہی پیر پر تمہارے پاس کھڑی رہی ہے ضد کر رہی

تھی کہ ابھی بھی نہیں جانا لیکن ذرم اسے زبردستی لے کر گیا ہے شام میں وہ واپس اجائے گی۔۔

ملیار نے تفصیل سے بتاتے اس کے بکھرے ہوئے بالوں کو کمر سے پیچھے کرتے بیڈ سے ٹیک لگانے کے لیے اسے کہا تھا۔۔

کیا کیا میں مہزلہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی۔۔

ملیار اپنی بہن کو دیکھ کر رہ گیا اس بہن کو جس نے کبھی بھی ہمت نہیں ہاری تھی لیکن یہ حادثہ اس کی زندگی میں اس قدر اثرات چھوڑ چکا تھا کہ اس کی بہن اس سے بھی ڈر ڈر کر بات کر رہی تھی ثابت ہوا تھا وہ کبھی بھی آرش کو اس چیز کے لیے معاف نہیں کرے گا۔۔

میری جان اپ اکیلے جاؤ اپ اکیلے وقت گزارنا چاہتے ہونا اسی لیے مہزلہ یہی میرے پاس ہی رہے گی ٹھیک ہے۔۔

ٹھیک ہے لیکن اپ کو مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا۔۔

کیسا وعدہ ملیار نے اسے کہا تھا۔۔

میں جہاں بھی جاؤں اپ میرے جانے کا گھر میں کسی کو بھی نہیں بتائیں
گے کہ میں کہاں گئی ہوں اور دوسرا وعدہ اپ مہزلہ کو ہمیشہ اپنے سائے میں
رکھیں گے میں نہیں چاہتی کہ جو میرے ساتھ ہوا وہ میری بہن کے ساتھ
بھی ہو۔۔

زندگی بہت بے رحم ثابت ہوئی ہے میرے لیے لالا اپ کی بہن اجر گئی
ہے برباد ہو گئی ہے اپ کی بہن لیکن اب دوبارہ میں گری ہوں تو میں خود
اٹھو نگی اور اس بار اگر میں اٹھی تو خدا کی قسم کسی کے سامنے بھی نہیں
جھکوں گی یہ دل پتھر کا کرنا چاہتی ہوں میں لالا۔۔
مجھے اپنی اس دل پر بہت غصہ اتا ہے لالا۔۔

ہمیشہ ہر کسی کے لیے تڑپتا ہے لیکن اب دیکھو میری تڑپ میں تو یہ بالکل
خاموش سا ہو گیا ہے دل ٹوٹا ہے لیکن آواز باہر کیوں نہیں آرہی لالا۔۔
بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو میں اپ سے کرنا چاہتی ہوں لالا لیکن میں
اپ سے نہیں کر سکتی جانتی ہوں کہ اپ کو مزید تکلیف ہوگی۔۔

اور زلہ کا دل چیخ چیخ کر اسے یہ بتا رہا تھا کہ اپنے درد اور دل کی باتیں وہ کسی سے تو شیئر کرے لیکن نہیں اور زلہ اپنا درد دل میں ہی دبا دینا چاہتی تھی تاکہ وہ ایسا درد بنے جس کے بعد اس کے دل کو دوبارہ کبھی درد ہی نہ ہو۔۔۔
ٹھیک ہے میں کسی کو کچھ بھی نہیں بتاؤں گا تم نے جانا کہاں ہے مجھے بتادو
میں تمہاری ٹکٹ کروادیتا ہوں گھر جانا ہے بابا اور مورے سے ملنا ہے۔۔۔
ملیار نے سوالی نظروں سے اور زلہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

نہیں مجھے کسی سے نہیں ملنا اور اس گھر میں تو قدم ہی رہے رکھنا اپ بابا اور
مورے کو یہیں پر بلا لیں اور مہزلہ اور برلاس کو بھی ان سے مل کر میں
ہاسپٹل سے ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گاؤں کیا شہر سے ہی چلی جاؤنگی۔۔۔
ٹھیک ہے کہاں جانا ہے مجھے بتاؤ گھر اسانس بھرتے ملیار نے بلا آخر اس سے
پوچھ ہی لیا تھا۔۔۔

ماچسٹر۔۔۔

یک لفظی جواب دے کر اور زلہ نے اپنی آنکھیں موند لی تھی وہ دور جا کر اپنا پ صرف اور صرف خود میں ہی گم کرنا چاہتی تھی۔۔

ٹھیک ہے ملیار نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا اور چپ چاپ انجسٹر کی اس کی کل رات کی 12 بجے کی ٹکٹ بک کروالی تھی۔۔

اس کی طرف دیکھا جوا آنکھیں موندے بیڈ پر اب بہتر حالت میں لیٹ گئی تھی وہ بھی اس کے ویران چہرے پر ایک نظر ڈالتا ہا سپٹل کے روم سے باہر نکل آیا تھا۔۔

روم سے باہر نکلتے ہی اس کی سب سے پہلی نظر آرش پر پڑی تھی جو لٹے ہوئے جوار کی طرح ایک طرف بنے دیوار سے ٹیک لگائے اپنے خالی ہاتھوں کو گھور رہا تھا اس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ تھی جیسے کہ وہ بہت ٹائم سے روتا ہوا آیا ہو۔۔

کیسی ہے وہ۔۔

اس سے پہلے کہ ملیار اس کے پاس سے گزرتا اسے آرش کی نمی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ تکلیف اور بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ زندگی کے جینے کی امید چھوڑ چکی ہے یہاں سے جانا چاہتی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ میں کسی کو بتاؤں بھی نہیں کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔

ملیار بے بس تھا ایک طرف اس کا جان سے پیارا یار تھا تو دوسری طرف اس کی بہن جس کی ایک پکار پر وہ اپنی جان تو کیا اپنی پوری دنیا ہی وار سکتا تھا۔

کیسی ہے وہ۔۔

آرش نے دوبارہ سے وہی سوال پوچھا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔

ملیار نے اسے یک لفظی جواب دیا جو وہ سننا چاہتا تھا۔

مجھے ٹال رہے ہو وہ کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے۔۔

جب تجھے پتہ ہے تو تو مجھ سے پوچھ ہی کیوں رہا ہے۔۔

میں بہت ہی بزدل مرد ہوں میں اس کی حفاظت ہی نہیں کر سکا لیکن مجھے اس پر بھروسہ ہے حالات ہی کچھ ایسے بن گئے تھے کہ۔۔

انکھیں بند کرتے ہوئے آرش نے گہری سانس بھری تھی مزید دل میں اتے درد پر قابو پاتے وہ اگے کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔۔
وہ ٹھیک ہو جائے گی نابڈی۔۔

یہ وہ آخری جملہ تھا جب آرش نے کہا اور ملیار کا دل چاہا کہ اپنے بہن اور یار کی بے بسی کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو لے کس قدر بے بس تھا وہ اپنی بہن کی خوشیوی بھری زندگی اس کے سامنے ہی اجر گئی وہ کچھ نہیں کر پایا اور جو اجارنے والا تھا وہ خود اس قدر تکلیف میں تھا کہ اگر اس کی بہن نے اس کے یار کو کچھ بھی کہا تو اگلا سانس ہی نہیں لے پائے۔۔

گھر چلا جا کر آرام کر حلیہ دیکھ اپنا کیا حلیہ بنایا ہوا ہے دو دن سے کپڑے بھی چینج نہیں کیے۔۔ ملیار نے بے بس اتے ہوئے اس کے پاس جا کر کہا اور بس اس کے پاس جانے کی دیر تھی آرش نے اس کے گلے لگتے اپنا چہرہ

اس کے سینے میں چھپایا اور بالکل بچوں کی مانند وہ رونا شروع ہو گیا تھا ملیار
بے آواز اس کے آنسوؤں کو اپنے دل پر گرتا محسوس کر رہا تھا وہ اپنی قمیض کو
بھیگتا محسوس کر رہا تھا اپنے یار کے غم میں اس کی آنکھیں بھی نم ہو چکی
تھی۔۔

ملیار اسے کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا تھا وہ ہنوز اس کے سینے سے لگا اپنا غم
آنسوؤں کے ذریعے بہائے ہی جا رہا تھا۔۔

وہ چلی جائے گی مجھے چھوڑ کر میں نے اسے خود ہی جانے کا موقع دے دیا
ہے یقیناً مان میں دنیا میں اس سے زیادہ کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرتا میرا
دماغ خراب ہو گیا تھا۔۔

تجھے پتہ ہے اس وقت کسی نے مجھے ٹریپ کیا تھا میرے مینیجر سے کسی نے
کہا تھا کہ میری پانچ گاڑیاں شوروم سے چوری ہو گئی ہے اور پانچ گاڑیوں کا
مطلب چھ سے سات کروڑ کا نقصان ہونا وہ جو کوئی بھی تھا بہت اچھی

طریقے سے جانتا تھا کہ جب میں غصہ ہوتا ہوں تو اپنے غصے پر قابو نہیں پاتا۔۔

اور ایسا ہی ہوا گاڑی کی چوری کی جب بات میں نے سنی تو مجھے غصہ آیا اور میں غصے سے شور و مہی جارہا تھا اور بیچ میں پھر وہ مختار قدیم اور ہدا کا بچھا یا ہوا چال میں سمجھ رہا تھا لیکن اپنے غصے پر قابو نہ پانے کی وجہ سے میں نے اور زلہ کو بری محفل میں رسوا کر دیا اور اس سے یہ تک کہہ دیا کہ کبھی اپنی شکل مت دکھانا اب وہ سچ میں مجھے اپنی شکل کبھی بھی نہیں دکھائے گی اور میں ایک ہارے ہوئے انسان کی طرح ادھوری زندگی جیتا رہوں گا۔۔

میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ اب وہ مجھے معاف نہ کرہر بار میں اس کا دل توڑ دیتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ وہ چلی جائے یہاں سے وہ چلی جائے اگر اس زندگی میں اسے اذیت ہی ملتی ہے اس فضا میں جب میں سانس لیتا ہوں اس فضا میں اسے گھٹن محسوس ہو رہی ہے تو وہ چلی جائے۔۔

ملیاری نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا یعنی کہ وہ اس کی اور زلہ کی ساری باتیں سن چکا تھا تو یقیناً اسے پتہ ہو گا کہ اور زلہ کہاں جا رہی ہے۔۔۔
تو ابھی بہت تکلیف میں ہے اُرش اس کے یہاں سے چلا جانا ہی بہتر ہے
اس کی آنکھوں میں ویرانی نے اپنا بسیرہ کر لیا ہے دل مردہ ہو گیا ہے زندگی
سے ناامید ہو گئی ہو اس وقت اسے سپیس دینا چاہیے تاکہ وہ اپنے اللہ کے
قریب ہو جائے۔۔۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ چلی جائے یہاں سے۔۔۔
دل پر پتھر رکھ کر یہ فیصلہ اُرش خانزادہ نے کیسے کیا تھا یہ کوئی اس سے ہی
پوچھتا اپنے ہی محبوب کو اپنی آنکھوں کے ہی سامنے ہمیشہ کے لیے اپنی
زندگی سے اجڑتے دیکھنا۔۔۔

سوچ کر ہی اُرش کو اپنی سانسوں میں کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔
جاؤ اب گھر چلے جاؤ آرام کر کے دوبارہ سے واپس آ جانا۔۔۔

نہیں بالکل بھی نہیں میں جانتا ہوں کہ وہ آج یا پھر کل چلی جائے گی اور
میرے پاس صرف یہی دن ہے میں اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا ہوں جانتا
ہوں کہ وہ میرے معاملے میں بہت ظالم ثابت ہوگی جس طرح سے میں
بے رحم ثابت ہوا تھا اس کے معاملے میں اگر میں نے اسے کہا کہ اپنے شکل
مت دکھانا مجھے تو وہ مجھے کبھی بھی نہیں دکھائے گی۔

ابھی میرے پاس موقع ہے اگر یہ موقع میں نے گنوا دیا تو میں خود کو زندگی
بھر معاف نہیں کر پاؤں گا میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں جی بھر کر لیکن یہ بھی
جانتا ہوں کہ اس کے پاس جانے سے اسے ٹینشن ہوگی اسی لیے میں اس
کے پاس نہیں جاؤں گا دور دور سے ہی اس کے چہرے کو دیکھوں گا بس۔
آرٹ بالکل دیوانوں کی طرح بول رہا تھا اس کی حالت کو دیکھ کر ملیار کے
دل کو کچھ ہو رہا تھا لیکن وہ بے بس تھا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اسی لیے اس
کے لیے کافی لینے وہ کینٹن کی طرف چلا گیا تھا جانتا تھا کہ پچھلے دو دنوں سے
وہ بھی انہی کی طرح بھوکا ایک ہی پیر پر ہسپتال میں کھڑا تھا۔

ملیار جب جاچکا تو آرش نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گہری
سانس بھری تھی آنسوؤں سے تر چہرے کو صاف کرتے ہوئے اس کا دل
دوبارہ سے دکھ سے بھر گیا تھا اور زلہ کو یاد کرتے۔۔

[~~~~~]

ملیار اپ ٹھیک ہے نا پ نے کوئی فون نہیں کیا تو میں نے سوچا میں خود ہی
فون کر لوں اپ بڑی ہوں گے نا وہاں۔۔
عیانہ نے ملیار کو فون کرتے کہا تھا۔۔

جی میری جان ایم ریلی سوری مجھے بالکل بھی یاد نہیں رہا تھا کیسی طبیعت
ہے کھانا کھایا ہے وقت پر میڈیسن لی ہے میں کوئی بھی لا پر واہی برداشت
نہیں کروں گا۔۔

ملیار نے کینیٹین کی چیئر پر بیٹھتے ہوئے لڑکے کو ایک چائے کا کپ لانے
کے لیے کہا تھا ساتھ ہی ساتھ وہ عنایہ سے بھی باتیں کر رہا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں اپ مجھے بتائیں کہ اور زلہ کیسی ہے اب ٹھیک ہے نا وہ
ہوش تو اسے اگیا ہے۔۔

اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہے وہ بس ابھی مہزلہ لوگوں سے ملنے کے لیے کہہ
رہی ہیں تو بس وہ لوگ اجائیں تو وہ مل لی گی ان سے۔۔
اچھا اپ گھر کب آئیں گے۔۔

عنایہ نے ایک اور سوال پوچھا اور اس کے لہجے میں بے تابی کو محسوس
کرتے دو دنوں میں پہلی بار ملیار کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اور اسے
اپنی ٹینشن دور ہوتی محسوس ہوئی بے شک من پسند بیوی انسان کے لیے
سکون کا باعث ہے۔۔

اجاؤں گا لگتا ہے کہ اپ مجھے بہت مس کر رہی ہے انشاء اللہ کل تک
اور زلہ کو ڈسچارج مل جائے گا پھر اؤں گا گھر۔۔

جی میں واقع اپ کو بہت مس کر رہی ہوں اپ کو پتہ ہے نا کہ مجھے اپ
کے بغیر نیند نہیں آتی۔۔

عنایہ نے بھی لاڈ سے کہا تھا۔

ملیار کی مسکراتی آواز سن کے دوسری طرف عنایہ کا دل بھی ٹھیک ہوا تھا
ورنہ اسے تو لگا تھا کہ اس کے بھائی نے جو کچھ بھی کیا ہے وہی ملیار اس کے
ساتھ بھی دہرائے گا لیکن شکر ہے کہ ملیار کا رویہ ہے اس کے ساتھ بالکل
ٹھیک تھا آرش کی وجہ سے اس کا رویہ بالکل بھی بدلہ نہیں تھا۔
کھانا کھایا ہے نا تم نے۔

ملیار نے دوبارہ سے پوچھا کیونکہ پچھلی بار کا عنایہ نے جواب نہیں دیا تھا۔
جی جی میں کھانا کھا چکی ہوں اپ نے ادھر کچھ کھایا۔
عنایہ نے بھی فکر مندی سے پوچھا تھا۔

ہاں چائے پی رہا ہوں میں۔

ملیار نے چائے کا سیپ لیتے ہوئے کہا تھا جوا بھی ہی وہ لڑکا اس کے ٹیبل پر
رکھ کر گیا تھا۔

صرف چائے کیوں کچھ اور بھی کھالینا دودن سے مجھے پتہ ہے کہ اپنے کچھ بھی نہیں کھایا ہو گا اور ابھی بھی صرف چائے ہی پی رہے ہیں اس طرح سے آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی پلینز کچھ اور بھی کھالینا ورنہ میں بھی رات کا کھانا نہیں کھاؤں گی۔۔

عنایہ کی ضد کی وجہ سے ملیار کو بھی ماننی پڑی اور دل نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ایک سینڈوچ کا آرڈر بھی دے چکا تھا۔۔

تم بتاؤ سب کچھ ٹھیک ہے ناموبائل پر دوبارہ کسی رونگ نمبر نے میسج یا پھر کال تو نہیں کی۔۔ ملیار بے ساختہ ہی پوچھ بیٹھا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک کام میں پھنسنے کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو نظر انداز کر دے۔۔

کیا کیا کہا آپ نے وہ میں نیچے چلی گئی تھی مورے بلار ہی تھی اور پانی بھی پیا ابھی اتنی ہوں اب بتائیں کہ آپ کیا کہہ رہے تھے کچھ منگوائیں آپ نے میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ کچھ منگوائیں۔۔

عنا یہ جو نیچے چلی گئی تھی اس کی وجہ سے ملیار نے جو بات پوچھی تھی وہ سن ہی نہیں پائی تھی اور ملیار بھی خود پر افسوس کرتا رہ گیا تھا حالانکہ وہ اس سے بول کر گئی تھی کہ ایک منٹ ہو لڑ کر نا اس کے باوجود بھی وہ اس سے باتیں کرتا رہا تھا۔

ٹھیک ہے چلو تم اپنا خیال رکھنا پھر انشاء اللہ کل بات ہو گی ٹھیک ہے اور دوائی وقت پر کھا لینا۔ ملیار نے عنا یہ کو ہدایت دی تو عنا یہ نے بھی اللہ حافظ کہتے موبائل بند کر دیا تھا۔

ملیار نے بھی دو سے تین بائٹس سینڈ وچ کھانے کے بعد دل بھرنے کے بعد اسے وہیں پر چھوڑ کر چائے کا کپ ختم کرنے کے بعد اٹھا اور آرش کے لیے بھی چائے اور سینڈ وچ لیتے وہ دوبارہ سے آرش کی جانب جانے کے لیے بڑھ گیا تھا۔

یہ لیں یہ کھا لو اور چائے بھی پی لو سر کا درد ٹھیک ہو جائے گا۔

ملیار نے اس کے چیئر کے پاس چائے کا کپ اور اینڈرچر رکھتے ہوئے کہا اور خود جا کر اس کے برابر میں بیٹھ گیا تھا۔

میں نہیں کھا رہا میری بھوک اور پیاس بالکل مٹ گئی ہے۔

آرش نے نمی بھرے انداز میں کہا تھا۔

آرش کھاؤ مجھے سختی کرنے پر مجبور مت کرو ابھی میں نے تمہیں معاف نہیں کیا ہے۔

آرش جب مانا نہیں تو ملیار کو بھی دھمکی ہی دینی پڑی جو کارآمد ثابت ہوئی تھی اور اس کے ناراضگی کے ڈر سے آرش نے سینڈوچ کے چھوٹے چھوٹے بانٹ لیتا سا تھ چائے کا کپ بھی پینے لگا ملیار مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس کا یا اس پر جان لوٹھاتا تھا اور وہ اس کی ناراضگی کے ڈر سے اس کی ہر بات مان لیتا تھا جانتا تھا ملیار۔

چائے کا کپ خالی کرنے کے بعد آرش نے سائیڈ پر رکھا سینڈوچ بھی وہ پورا کھا چکا تھا اور اس کے بعد وہ ملیار کے کندھے پر سر رکھتا سکون سے اپنی

انکھیں موند گیا تھا لیکن دل کا درد ہنوز ویسا ہی تھا جسے کوئی بار بار کھروچ رہا
ہو اور اس زخم سے خون بہہ رہا ہو جانتا تھا کہ یہ درد اب اس نے اپنی زندگی
کے لیے خود ہی چنا ہے تو سہنا تو پڑے گا ہی۔۔

ملیار بھی گہری سانس بھرتا موبائل نکال کر سکرو لنگ کرنے میں
مصروف ہو گیا تھا۔۔

سیاہ لمبی تار کول کی صاف ستھری سڑک پر کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے
نرم نرم روئی سے ہوتی برف باری اس کے سر پر مسلسل گر رہی تھی۔۔

لیکن وہ سب سے بے نیاز اپنے اندر کی آگ کو کم کرنے کے لیے یوں ہی
رات کے اندھیرے میں نکلی واک کرنے میں مصروف تھی۔۔

انج اسے یہاں پرائے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا لیکن نہ اندر کی اگ کم
ہونے کا نام لے رہی تھی اور نہ ہی جو مسلسل اسے بے چینی تھی وہ کم ہو
رہی تھی۔۔

مانچسٹر کے شہر کے ایک چھوٹے سے علاقے میں وہ خوبصورت سے کالج
میں اکیلی ہی رہتی تھی اس وقت بھی رات کے نو بج رہے تھے اور وہ باہر
سڑک پر واک کرنے کے لیے آئی تھی تاکہ اندر کی بے چینی کسی بھی طرح
سے کم کر سکے۔۔

اسے مہزلہ مورے بابا برلاس ملیار سب کی بہت یاد آتی لیکن ایک وہ بے
مہر جو سب سے اونچا دل کے مستند پر بیٹھا تھا اسے تو وہ کسی بھی حال میں بلا
ہی نہیں پار ہی تھی۔۔

سڑک پر زیادہ چلنے کی وجہ سے اس کے پیروں میں درد ہوا تو پاس ہی ایک
بینچ پر وہ بیٹھ کر دوبارہ سے گہری سوچوں میں گم ہو چکی تھی۔۔

وہ گہری سوچوں میں گھوم تھی کہ تب ہی اسے اپنے پاس کوئی چلتا ہوا نظر
ایا بے ساختہ ہی اس کی نظر اس طرف اٹھی تو وہاں پر دو لفنگے لڑکے اس کی
طرف ہی رہے تھے۔۔

wow what asian Beauty,,

اور زلہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ایک لڑکے نے اسے کمنٹ پاس کیا
تھا۔۔

ان دونوں کے باتوں پر کان درے بغیر اور زلہ وہاں سے اٹھی اور دوبارہ
سے اپنی مخصوص چال چلتے ہوئے وہ گھر کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔۔
ان دونوں لڑکوں نے بڑی ہی پھرتی دکھاتے آگے بڑھ کر ایک نے اور زلہ
کا ہاتھ تھاما اور دوسرا اس کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھانے ہی والا تھا کہ
اور زلہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا بلا وہ کیسے ایک نامحرم کو اپنے چہرے کو
چونے دے سکتی تھی۔۔

Leave me otherwise I will kill you,

اور زلہ نے سر دٹھڑاتے ہوئے لہجے میں ایک ہی جملہ بول کر ان دونوں لڑکوں کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ڈر و خوف سے پہلا چکی تھی۔۔۔
اگلے ہی پل ان دونوں لڑکوں نے خوفناک سے قہقہے لگائے تھے انہیں اس لڑکی کے جملے سے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔۔۔

اور زلہ کے ارد گرد اب خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی دوسرے لڑکے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے پہلے لڑکے کو سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے خود سے جھٹکا دیتے ہوئے وہ پوری تیزی سے روڈ پر بھاگنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

پکڑوا سے وہ بھاگ نہ پائے دوسرے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں پھرتی سے اٹھے اور وہ بھی اور زلہ کی طرف بھاگنا شروع ہوئی تھی۔۔۔
بھاگتے بھاگتے اور زلہ کی سانس سے پھولنے لگی تھی ابھی مزید وہ آگے بڑھتی کہ اس کا ہاتھ کسی مضبوط شخص کے حصار میں آیا اور اگلے ہی پل جھٹکا کھا کر وہ رک گئی تھی۔۔۔

اور زلہ نے ایک نظر اس شخص کی جانب دیکھا جو سرد سی آنکھیں اس کے
وجود پر گاڑے اس کے اندر خوف کی لہر دوڑا چکا تھا۔

بلیک پینٹ اور شرٹ پہنے ہوڑی میں اپنا چہرہ چپائے اس انسان کی محض
اور زلہ کو صرف آنکھیں ہی نظر آرہی تھی سیاہ آنکھیں بے تحاشہ سرخ اور
وحشت سے بھرپور تھی۔

go back your home little girl,,

اس بلیک ہوڑی والے کے سر سراتے ہوئے الفاظ اپنے کان کے بے حد
اور زلہ کو سنائی دیے تو اگلے ہی پل اپنا ہاتھ چھڑا کر خوف سے تھر تھر کانپتی
ہوئی ٹانگوں کے ساتھ اپنے گھر کی طرف دوڑ لگانا وہ شروع ہو چکی تھی۔
اس بلیک ہوڑی والے شخص نے ایک نظر اور زلہ کی طرف مڑ کر دیکھا اور
چہرے پہ پر اسرار سی مسکراہٹ چھا گئی تھی اگلے ہی پل وہ دوبارہ سے دو
لڑکوں کی طرف بڑھا جنہوں نے اس لڑکی کو ہریس کرنے کی کوشش کی
تھی۔

اب ان دونوں لڑکوں کی شامت آنے والی تھی اس بلیک ہوڑی والے کے ہاتھوں۔۔

وہ ان دونوں لڑکوں کی طرف بڑھتا ان دونوں کی مخصوص رگ دبا کر انہیں ہوش و حواس سے بیگانہ کرتا دونوں کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے اپنے ٹاپچر روم کی طرف یعنی کہ اپنی گھر لے کر جا چکا تھا۔

اور زلہ نے جیسے ہی اپنے گھر کا دروازہ کھولا اس کا پورا گھر اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا اسے دیکھ کر اسے مزید خوف نے آہہ گیرا تھا۔

جلدی سے اگے بڑھ کر اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر پورے گھر کو روشن کیا تب جا کر اس کے سانس سے تھوڑی سی بحال ہوئی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر وہ صوفے پر ہی بیٹھی گھٹا گھٹ پانی پی گئی تھی۔

اسے ان دو لڑکوں سے اتنا ڈر نہیں لگا تھا جتنا اس بلیک ہوڑی والے انسان سے ڈر لگا تھا اس کے اپنے کان کے قریب سرداواز میں وہ چند لفظ اور زلہ کو ابھی بھی خوف میں مبتلا کر رہے تھے۔

گہری سانس بھرتے ہوئے اس نے خود کو ریلیکس کیا اور اپنا کوٹ اتارتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ کر کمرے کے دروازے کو اچھی طرح سے لاک کر کے اپنے کمفرٹ میں گھستی سونے کی کوشش کرنے لگی جو کہ بے انتہا مشکل تھا۔

ایک انجانے ملک میں اکر رہنا اس کے لیے اتنا اسان نہیں تھا اس کا ارادہ کچھ ہی دن بعد دوبارہ سے پاکستان جانے کا تھا لیکن اس بات کو وہ ملیار کے علاوہ کسی سے بھی شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اپنے ملک میں وہ رہتی تو کم از کم اسے سکون ہوتا کہ وہ اپنے ملک میں ہی ہیں یہاں پر اکر یو انجان لوگوں کے بیچ میں بسنا اور اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

سخت سردی اسے اپنی ہڈیوں میں گھستی محسوس ہو رہی تھی باہر برف باری مزید اپنی شدت اختیار کر چکی تھی۔

کمرے میں ہیٹران ہونے کے باوجود بھی وہ سردی سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

دھیرے دھیرے سے وہ گہری سوچو میں گم نیند کی وادیوں میں اتر ہی گئی تھی اور بالا خراس پر نیند کی دیوی مہربان ہوتے اپنے اغوش میں لے چکی تھی۔۔

اگلی صبح اس کے لیے کیا منظر لانے والا تھا اس بات انجام وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔

[~~~~~]

اسے جانا تھا اور وہ جا چکی تھی ایک ہفتہ ہو چکا تھا اسے یہاں سے گئے ہوئے لیکن آرش کی زندگی تو جیسے اسی دن میں ہی رک کر رہ گئی تھی جس دن وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس سے ملے بغیر ہی اس ملک سے جا چکی تھی۔۔ وہ بیک یارڈ میں بیٹھا اپنے سامنے ہی مہزلہ اور روحان کو کھیلتا ہوا دیکھ رہا

تھا۔۔

ابھی اسی بھیسے تھوڑی دیر بھی ہوئی تھی کہ اس کے پاس زرم بھی اکر بیٹھ
چکا تھا اور وہ بھی مہزلہ اور روحان پر اپنی نظرے ٹکھائے اس سے بات
کرنے کی کوششوں میں تھا۔

ایسا کب تک چلتا رہے گا آرش۔

جب تک دوبارہ وہ میرے پاس انہیں جاتی تب تک۔

ایک ہی منظر پر نظرے گاڑتے ہوئے وہ سرد سے لہجے میں بولا تھا۔

اب اگر وہ کبھی دوبارہ نہیں آئی تو؟؟؟

زرم نے کسی خدشے کے تحت اپنا خوف ظاہر کیا۔

تو آرش خانزادہ خود کو فنا کر لے گا۔

بے تاثر لہجے میں جواب دیتا وہ زرم کا دل دھڑکا چکا تھا۔

تجھے پہلے ہی سوچ سمجھ کر سب کچھ کرنا چاہیے تھا اپنے غصے پر قابو نہیں پاتا

تو یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

اب ایسی باتیں بول کر دوسروں کو تکلیف کیوں پہنچا رہا ہے تو۔

زرم کو ایک دم سے ہی غصہ آیا اور اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے
اس کی سرخ سی آنکھوں میں دیکھ کے کہا تھا۔

میں خود پر رحم نہیں کرنا چاہتا لاچار چلے جائے یہاں سے مجھے کسی کی بھی
ضرورت نہیں ہے مجھے خود کو جی بھر کر برباد کر لینے دیں ویسے بھی کسی کو
کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

آرش نے دوبارہ سے بے تاثر لہجے میں کہا تھا لیکن اس کے لہجے کی نمی اور
درد کو وہ کسی سے بھی چھپا نہیں سکتا تھا۔

اپنی زندگی میں اگے بڑھ جس نقصان کے لیے تجھے غصہ آیا تھا وہی نقصان
اب اگر سچ میں ہو گیا تو تو گھر پر بیٹھتا رہ جائے گا اپنا بنانا یا کریر کیوں خراب
کرنے پر تلا ہوا ہے۔

زرم اسے کسی بھی طرح سے زندگی کی طرف لوٹانا چاہتا تھا جو زندگی سے
ناراض ہو کر ہی بیٹھ گیا تھا۔

وہ اپنے ساتھ سب کچھ لے کر جا چکی ہے لالا اب مجھے کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں ہے میں برباد ہوں یا پھر آباد۔۔

زرم نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا تھا جس کے ہر سوال کا جواب اور زلہ سے شروع ہو کر اور زلہ پر ہی ختم ہو رہا تھا۔۔
ٹھیک ہے جا کمرے میں جا کر آرام کر۔۔

زرم نے اسے کہا تو آرش بھی مزید ان کے سوالوں کے جوابوں سے بچنے کے لیے لمبے لمبے ڈاگ برہتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔۔

زرم مہزلہ اور روحان کی طرف متوجہ ہوا جو بیک یارڈ کی طرف رکھے مٹی میں دونوں کھیل رہے تھے ان دونوں کے بچپن کو دیکھتے ہوئے زرم نے مسکرا کر دونوں کی طرف دیکھا تھا۔۔

کیا ہو رہا ہے بھئی یہاں پر بچے ہو کیا دونوں جو ہر وقت مٹی میں کھیلتے رہتے ہو۔۔

زرم خان زادہ نے ان دونوں کے پاس جا کر تھوڑا سا فاصلے پر کھڑے ہوتے
بولاتھا۔۔

روحان یہ چیٹنگ ہے میں نہیں مانتی تم نے جان بوجھ کر میرا گھر توڑا ہے
اب میں بھی تمہارا توڑوں گی۔۔

ان دونوں میں سے کسی نے بھی زرم کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا بلکہ
روحان نے چیٹنگ کرتے ہوئے مہزلہ کے مٹی سے بنایا ہوا گرتوڑ دیا تھا
تاکہ وہ جیت جائے اور مہزلہ بھی اب اس کا گھر توڑنے کے لیے ہاتھ
بڑھانے ہی والی تھی کہ روحان نے اسے زوردار دکھا دیا تھا۔۔

وہ دونوں اس وقت سویمنگ پول کے پاس ہی بیٹھے تھے کیونکہ گھر بنانے
کے لیے مٹی میں پانی بھی ڈالنا تھا اسی لیے سویمنگ پول کے پانی کو ہی وہ
لوگ یوز کر رہے تھے۔۔

اور اس وقت وہ لوگ سویمنگ پھول کے پانی سے ایک بڑا سا ٹب بھرے
اپنے پاس ہی رکھے ہوئے تھے۔ دکھا دینے کی وجہ سے مہزلہ پیچھے ہوتے
ٹب کے ساتھ لگتی پیر پھسلنے کی وجہ سے سو منگ پول میں جا گری تھی۔
اہہ مہزلہ کے منہ سے ایک زوردار چیخ سنائی دی تھی جسے سنتے زرم اور
روحان دونوں ہی بوکھلا اٹھے تھے۔

سویمنگ پول کا پانی گہرا تھا اسی لیے اس سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی
وہ بار بار پول سے باہر سر نکالتے زرم کو مدد کے لیے پکار رہی تھی۔
اور زرم نے بھی بنا وقت ضائع کیا اپنا کوٹ اتارتے سویمنگ پول میں
کھودتے ہوئے اسے اپنے باہوں میں برتے اوپر اٹھایا تھا۔
اور زلہ زور سے زرم کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں تھوپ چھ گہرے گہرے
سانس لے رہی تھی سمنگ پول کے پانی میں گرنے کی وجہ سے اس کے
ہاتھوں اور کپڑوں سے ساری مٹی بھی دھل چکی تھی جو سویمنگ پول کا سارا
پانی گندا کیے ہوئے تھی۔

میری جان تم ٹھیک ہونا۔

زرم نے اسے گہرے گہرے سانس بھرتے دیکھ کر فکر مندی سے اس کے چہرے پر ائے ہیں اس کے بالوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔

مہزلہ آنکھوں میں انسو لیے اپنا نچلا لب لاڈ سے باہر نکالتی اس کی گردن میں چہرہ چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔

وہ ڈر گئی تھی اگر زرم وہاں پر نہ ہوتا تو وہ سچ میں ہی پانی میں مر جاتی۔

انی ایم سوری بڑی میرا اپ کو ہرٹ کرنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا۔

روحان بھی اپنی آنکھوں میں انسو لیے اپنی بڑی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کو اس کی وجہ سے چوٹ لگ گئی تھی۔

زرم ان دونوں کے بیچ بے بس ہو گیا تھا پہلے دونوں اچھے خاصے کھیلتے

رہتے تھے کھیلتے رہتے تھے جب دونوں روتے تو ساتھ روتے ہنستے تو ساتھ

ہنستے ان دونوں کے بیچ وہ پھنس کر رہ گیا تھا۔

کوئی بات نہیں میری جان کچھ بھی نہیں ہو اسب کچھ ٹھیک ہے۔

زرم ہنوز اسے اپنے گردن میں چہرہ چھپائے روتے دیکھ کر اپنے منتشر
ہوتے دھڑکنوں کو قابو میں لاتے اس کے کمر کو سہلاتے اسے پر سکون کر
رہا تھا۔

اپ ٹھیک ہو میری جان رونا بند کریں۔

ہنوز اس کی گرم گرم سانسیں اور اس کے انسو زرم کے گردن پر پھسلتے
ہوئے اس کے سینے تک جاتے اس کے دھڑکنوں میں اک کی مانند برس
رہے تھے۔

زرم نے نہایت ہی دیر سے اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالا اور اس کے
انسو سے تر سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ بے ساختہ جھکا اور اس کے گال پر
اپنے لب رکھ چکا تھا۔

مہزلہ تو اس کے اتنے سے عمل پر ہی سرخ پڑتی چپ کر چکی تھی اپنا رونا
دھونا بھول کر اب وہ شرم سے اس کے سینے میں چھپنے کی تیاری کر رہی
تھی۔

زرم اس کا ارادہ سمجھتے ہوئے مسکراتے اسے خود سے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

زرم نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا جو آنکھوں میں آنسو لیے انہی کی طرف دیکھ رہا تھا اور اب اپنے بیٹے کو بھی اسے چپ تو کروانا تھا۔

اسی لیے مہزلہ کو ساتھ لیے وہ اسے پول کے کنارے پر بٹھا کر خود سیمنگ پول میں ہی کھڑا تھا اس کی ہائٹ کافی اچھی تھی اسی لیے اسے پانی میں رہنے پر کوئی بھی پریشانی نہیں ہو رہی تھی اور اسے سیمنگ بھی اتنی تھی تو اسی لیے وہ خود ہی پانی میں کھڑا رہا مہزلہ کو کنارے پر بٹھا کر اس نے روحان کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تھا۔

رونا بند کرو میری جان اپ کی بڑی بالکل ٹھیک ہے کچھ بھی نہیں ہوا دیکھو وہ بالکل اپ کے پاس ہے نا۔

زرم اب پیار سے پچکارتے ہوئے اپنے بیٹے کو چپ کر رہا تھا جو اپنی ننھی
ننھی سی آنکھوں میں آنسو لیے اپنی آنکھیں صاف کرتا مہزلہ کی جانب دیکھ رہا
تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں بڑی اپ رو نہیں۔۔

مہزلہ نے جلدی سے روحان کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے وہ بھلا کہا
اپنی بڑی کو اس طرح روتے دیکھ سکتی تھی اسی لیے اسے جلدی سے اٹھا کر
اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔

ویسے تو وہ اتنا بھاری تھا کہ وہ اسے اٹھا نہیں سکتی تھی لیکن اب نہ جانے اس
میں کہاں سے طاقت آگئی تھی کہ وہ اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کر اپنی گود
میں بٹھا چکی تھی۔۔

بڑی مجھے گود سے اتارے میں کوئی بچہ تھوڑی نہ ہو روحان نے منہ پلاتے
ہوئے مہزلہ سے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں آپ کو گود سے اتار کر سیمنگ پول میں پھینک دیتی ہوں
جس طرح سے آپ نے مجھے پیکھا۔

پھینک دو میں آپ کو مہزلہ۔

نے شرارت سے انکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے روحان کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

نووو پلیر نووووو۔

مہزلہ کی بات سن کر روحان نے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا اور
اپنے بابا کی طرف دیکھا تھا جو ان دونوں کو مسکراتی نظر سے دیکھ رہے تھے
زرم اگے بڑھتا روحان کو مہزلہ کی گود سے لے چکا تھا۔

کیوں میرے بیٹے کو آپ تنگ کر رہی ہیں اتنا معصوم سا تو ہے۔

زرم نے روحان کے گال پر لب رکھتے کہا تھا۔

بالکل بھی یہ معصوم نہیں ہے اور آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ یہ معصوم

ہے۔

مہزلہ نے بھی جلدی سے جوابی کاروائی کی تھی۔۔

اچھا اچھا لو اب دونوں دوبارہ سے لڑائی کرنے مت لگ جانا جاؤ جا کر جلدی سے دونوں چینیج کر ورنہ میرے دونوں بچوں کو بخار ہو جائے گا۔۔

زرم نے دونوں کے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا۔۔
او کے چلو میں جاتا ہوں بابا اتارے مجھے۔۔

روحان نے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے بھی اسے سویمنگ پول سے باہر اتار کر چھوڑا تو وہ بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔۔

اسے جاتا ہوا دیکھ کر زرم مہزلہ کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی آنکھیں نیچے کیے اپنے ہاتھوں سے ہی کھیل رہی تھی۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو اپ نے چینیج نہیں کرنا سردی لگ جائے گی آپ کو میری جان۔۔

ذرم نے پیار سے اس کے سارے بال جواگے کی طرف ائے ہوئے تھے

اس کے کمر کے پیچھے کرتے ہوئے اس سے پیار سے پوچھا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں جاتی ہوں لیکن مجھے اپنی کی بہت یادار ہی ہے۔۔

مہزلہ نے روہان سے ہوتے لہجے میں کہا تھا۔۔

اپ کی آپی بہت جلد اجائیں گی وہ کام کے لیے گئی ہے نہ میری جان وہ ا

جائیں گی دوبارہ سے۔۔

اور زلہ نے جاتے ہوئے سب کو منع کیا تھا کہ وہ مہزلہ کو نہ بتائے کہ وہ

وہاں پہ ہمیشہ کے لیے جارہی ہے اور سب نے ہی مہزلہ کو یہی بتایا تھا کہ وہ

اپنے کام کے سلسلے میں صرف کچھ ٹائم کے لیے جارہی ہے واپس اس دوبارہ

سے واپس اجائے گی۔۔

اچھا کیا ہم آپی سے ملنے نہیں جاسکتے۔۔

مہزلہ نے امید لیے ہوئے آنکھوں سے ذرم سے کہا تھا۔۔

کیوں نہیں میری جان جیسے ہی آپ کے پیپرز کمپلیٹ ہوتے ہیں ہم ضرور آپ کے اپنی سے ملنے جائیں گے۔۔

زرم کو اچھا نہیں لگا تھا اس کی امید کو توڑنا اسی لیے اور زرم نے مہزلہ سے کہا تھا۔۔

تھینک یو سوچ آپ بہت اچھے ہیں۔۔

مہزلہ نے اگے بڑھتے ہوئی زرم کے گال پر زور سے اپنے لب رکھے اور دوبارہ اپنے عمل کو سوچتے ہوئے وہ خود ہی سرخ پڑتے زرم کے گردن میں چہرہ چھپا لیے اس کے گرد اپنے ہاتھوں کے حصار کو مضبوط کر چکی تھی۔۔

مہزلہ کے لمس کو محسوس کرتے زرم بالکل سٹل ساکت سا ہوا تھا دل میں دھڑکنوں کا شور بجنا پہلے سے بھی زیادہ ہو چکا تھا اپنے منتشر ہوتی ڈرکنوں پر قابو پاتے وہ مہزلہ کی نازک سی کمر میں اپنے بازو حائل کرتے اسے نہایت

ہی شدت سے اپنے گلے میں بیچ چکا تھا اس سے یہ دور یا اب برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔

اتنی زور سے ہگ کرنے پر مہزلہ کو اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئی اور اس کے کان میں دھیرے سے منمناتے ہوئے کہا تھا کہ "مج مجھے درد ہو رہا ہے"۔۔

مہزلہ کے دیکھی سے اواز اپنے کانوں میں سنائی دینے پر زرم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا اس کے کمر کے گرد اپنے حصار کو ڈیلا چھوڑ گیا تھا۔۔ جاؤ جا کر چینج کر لو۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے زرم نے اسے خود سے دور کیا تو مہزلہ بھی سرخ چہرے کے ساتھ جلدی سے بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر چلی گئی تھی۔۔

کیا میں جو کر رہا ہوں کیا وہ ٹھیک کر رہا ہوں نہیں نہیں وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اتنی سی عمر میں وہ میری شدت برداشت نہیں کر پائیں گی اور وہ کتنی

نازک ہیں میرے ذرا سے سختی سے چھونے پر اس کی جلد کیسے سرخ ہو جاتی
ہے زرم خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے سویمنگ پول سے باہر آیا اور صوفے پر
گیلے کپڑوں کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

مہزلہ اور روحان بھی جلدی جلدی سے چلیج کرتے تھے دونوں ایک ساتھ
پھر زرم کے کمرے میں ایکٹا ہو کر اپنے اپنے چیزیں لا کر پارٹی کرنے میں
مصروف ہو چکے تھے ساتھ ہی ٹیبلٹ پر وہ باربی مووی لگائے مہزلہ بڑی ہی
شوق سے دیکھ رہی تھی۔

مہزلی بہت ہی شوق سے دیکھ رہی تھی حالانکہ روحان تو بس تیرے میٹرے
سے منہ ہی بناتا اس کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔

روحان نے کہا تھا کہ وہ لوگ کوئی ایکشن مووی دیکھیں گے لیکن مہزلہ نے
اسے یہ کہہ کر منا چکی تھی کہ اس نے اسے پول میں دھکا بھی تو دیا اب وہ
اسے معاف کرے گی تو اسی شرط پر کہ وہ اس کے ساتھ باربی مووی ہی

دیکھے گا اور تب سے ہی روحان برے برے سے منہ بناتا چند ہی پلوں میں
ہو نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔

مہزلہ نے اسے سوتے ہوئے دیکھا تو خود بھی ٹیب بند کرتے وہ اس کے اوپر
اپنا ہاتھ رکھتے خود بھی سونے کے لیے لیٹ چکی تھی اور دونوں اس قدر تھکے
ہوئے تھے کہ وہ بھی چند ہی پل میں نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

زرم جو اپنے کمرے میں چینج کرنے کے لیے آیا تھا کمرے کے اندر داخل
ہو کر اپنے دونوں بچوں کو اس طرح سے بیڈ پر سویا ہوا دیکھ کر اس کے
چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ابھی رات کے کھانے میں بہت
وقت تھا اس لیے ان دونوں کو سوتا چھوڑ کر وہ خود فریش ہونے کی طرف
بڑھ گیا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد رف سے ٹراؤزرا اور شرٹ میں وہ فریش ہو کر باہر نکلا
گیلے بالوں میں یوں ہی لا پر واہی سے ہاتھ پیرتے وہ خود بھی جا کر مہزلہ کے
پیچھے برجمان ہو کر بیڈ پر لیٹ چکا تھا۔

مہزلہ کو اپنے حصار میں لیتے روحان کو تھوڑا سا بیڈ پر کرتے مہزلہ کا رخ
اپنی طرف موڑتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے اسے پوری طرح سے اپنی
باہوں میں لیتے ہوئے وہ بھی پر سکون ہوتا اپنی آنکھیں موند چکا تھا۔

— — —

گل۔۔۔

برلاس نے محبت بھرے لہجے میں اسے پکارا تھا۔

ہممم۔۔۔

گل گہری سوچو میں گم تھی۔۔

کیا ہو گیا کہاں پر گم ہو۔۔

کہیں نہیں اپ بتائیں سب ٹھیک ہے نا۔

گل نے برلاس کے چہرے کی طرف دیکھا جو بے انتہا خوبروسا اس کے پاس زمین پر بیٹھا اس سے بات کر رہا تھا۔۔

اس شخص کو دیکھ کر ہمیشہ گل کے دل میں نئے سرے سے اس کے لیے محبت جاگتی۔۔

وہ بھی تو ہمیشہ نئے نئے طریقے سے اسے محبت دیتا محبت کے ساتھ ساتھ عزت اور احترام بھی۔۔

میری جان میرے ساتھ باہر چلو۔ تاکہ لان میں تھوڑا سا واک کر لیں۔۔ برلاس نے اس کے من موہنے معصومیت سے بھرپور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔۔
ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔ گل نے معصومیت سے بھرپور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تمایا تھا۔۔

گل میری جان ہر بار میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔۔ تو مجھے نئے سرے سے تم سے عشق ہوتا ہے۔۔ ایسا کیوں ہے میری جان۔۔ مجھے

بتانا اپ پسند کریں گی۔۔ مجھے بتاؤ کہ تم نے کون سا منتر اور جادو پڑھ کر
پھونکا ہے مجھ پر۔۔ ہائے اللہ کہیں تم نے کالے جادو کا عمل تو نہیں کروایا
مجھ پر۔۔

برلاس انکھوں میں ڈھیروں شرارت لیے اسے تنگ کرنے پر آمادہ ہوا
تھا۔۔

گل حیرت و پریشانی سے منہ کھولے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی
تھی۔۔ جو بالکل سنجیدہ سا اس سے اپنے اوٹ پٹانگ باتوں کا جواب طلب
کر رہا تھا۔۔

میں کیوں اپ پر کالا جادو کرواؤں گی۔۔ اور میں نے کیا کیا ہے۔۔ اپنی
باتوں کا الزام اب میرے سر پر کیوں ڈال رہے ہیں۔۔ گل نے برلاس کی
طرف دیکھا۔۔ جواب لان میں ایک طرف رکے چیئر پر اسے بٹھاتا اس کے
ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں الجھائے اس کے انگلیوں کے پوروں پر اپنا لمس
چھوڑ رہا تھا۔۔

اس کے دہکتے ہوئے لبوں کا لمس اپنی انگلیوں کے پوروں پر محسوس کرتے
گل کا دل کسی سو کے پتے کی مانند لرز اٹھاتا۔

گل نے ذرا سا مزاحمت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ چڑھانا چاہا تو برلاس نے
وارنگ کرتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ
مزاحمت مت کرو ورنہ اس سے زیادہ بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

اپا اپ واک کرنے کے لیے لائے ہے نہ مجھے۔۔۔ کاپتے ہوئے لہجے میں
کہتے۔۔۔ گل نے اسے احساس دلانا چاہا تھا کہ وہ باہر اسے واک کرنے کے
لیے لایا تھا۔۔۔ نہ کہ اپنا سستا ٹھہر کپن جھاڑنے کے لیے۔

میرا عشق ہو تم۔۔۔ میری جان کبھی بھی مجھے چھوڑ کر مت جانا ٹھیک
ہے۔۔۔ اور کسی دوسروں کی باتوں میں توانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں
ہے۔۔۔ ہمیشہ اپنے برلاس کے پاس رہنا۔۔۔ میں تمہیں قیمتی متاع جان
کی طرح اپنے سینے سے لگائے رکھوں گا۔ میں جان لے لوں گا ہر اس شے

کی جس نے بھی گل کو اس کے برلاس سے دور کرنے کی ذرا سی کوشش
بھی کی تو۔۔

برلاس اپنے لہجے میں دنیا جہاں کی محبت سمائیں اس کا سراپنے سینے پر رکھے
دھیرے دھیرے اس کے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کر رہا تھا۔
گل اس کے اتنے محبت بھرے الفاظوں کو سنتے آنکھوں میں نمی لیے اس
کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔۔ جہاں پر برلاس کا دیوانہ دل دھڑک
دھڑک کر پسلیاں توڑ کر باہر آنے کی کوششوں میں تھا۔

شرم سے گل کے گال دہک کر لال انگارہ ہو گئے تھے۔۔۔ اب وہ اسے اپنے
دل کی بات کیسے بتاتی کہ وہ بھی تو اس کے بغیر جی نہیں سکتی تھی۔۔۔ بے
شک اسے برلاس سے ابھی دھواں دار محبت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ لیکن
اسے برلاس کی عادت ہو گئی تھی۔۔

اور گل جانتی تھی کہ عادت محبت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی "
ہے۔۔

اجاؤ واک کر لیتے ہیں اس کے بعد تمہیں کمرے میں چھوڑ کر مجھے کام پر جانا ہے۔۔

برلاس نے بھی اس بار اس کا ہاتھ تامے اسے دھیرے دھیرے سے واک کروانا شروع کی تھی۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ دنیا جہاں کی عزت و احترام اپنے آنکھوں میں لیے محبت سے گل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جو اس کی نظر سے پزل ہوتی یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

برلاس اس کا خود سے نظریں چرانا دیکھ رہا تھا۔ اس کی اس ادا پر اپنے گائل ہوتے دل کو سنبھالتا وہ دھیرے دھیرے سے اس کے ساتھ خود بھی واک کر رہا تھا۔۔

ابھی ان کی محبت نے ایک اور امتحان سے گزرنا تھا۔۔ کون جانتا وہ امتحان کیا ہونے والا تھا۔۔ شاید اس امتحان میں پاس ہو کر وہ دونوں سر خر و ہو جاتے۔۔ اور اپنی محبت کے ساتھ زندگی بھر خوش رہتے۔۔ یا

پھر اگر اپنی محبت میں ذرا سا بے ڈگمگا جاتے۔۔۔ تو دونوں کے لیے عمر بھر
کاروگ بھی بن سکتا تھا۔۔

[~~~~~]

بصیر میری بات سنیں۔۔۔ میری طرف دیکھے نا۔۔۔ کب سے بات کر
رہی ہوں۔۔۔ اپ سے لیکن اپ ہے کہ اپنے لیپ ٹاپ پر ہی بزی ہیں۔۔
زربیش بصیر کو کب سے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے جھنجھلا کر بول رہی
تھی۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے لیپ ٹاپ کو بھی باتیں سنارہی تھی۔۔۔
مجال تھی کہ وہ افس کا کام افس میں ہی کر کر اجاتا۔۔۔ گھر میں بھی افس کا
کام ہی لیے بیٹھتا۔۔۔ اور اس کے اس عادت سے زربیش بری طرح سے
تنگ اچکی تھی۔۔

جی جی بصیر کی جان بولے۔۔۔ بصیر ہمہ تن گوش ہوا تھا۔۔

وہ اپ مجھے گل مکئی کے گھر چھوڑ کر جائیں۔۔۔ وہ بہت دنوں بعد اپنے گھر
آئی ہے تو میں نے ان سے ملنے جانا ہے۔۔۔ زربیش نے جلدی سے اپنے

چہرے پر معصومیت طاری کرتے کہا تھا۔۔۔ ورنہ وہ جانتی تھی کہ بصیر کسی بھی وقت اپنا موڈ بدلتے اسے گھر سے نکلنے نہیں دیتا۔۔

اچھا کب تک جانا ہے۔۔۔ بصیر نے لیپ ٹاپ پر ہی نظر رکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔

اپ جب بولیں۔۔ بلکہ میں بس ابھی تیار ہو کر اتی ہوں پھر چلتے ہیں۔۔
زریش جو پہلے یہ بولنے والی تھی کہ اپ جب بھی چلے۔۔ لیکن پھر جلدی سے یہ کہتے ہوئے کہ وہ بھی تیار ہو گئے اتی ہے پھر چلتے ہیں۔۔۔ اور بنا اس کا جواب سنیں وہ اپنے وارڈر اب سے اپنا ڈریس اٹھا کر واش روم میں گھس گئی تھی۔۔

بصیر نے اس کی پیٹھ کو گھورتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ جو دن بدن تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔ مسکراتے نفی میں سر ہلاتے وہ اس کا انتظار کرنے لگا۔۔
ساتھ ہی وہ لیپ ٹاپ پر بہت امپورٹنٹ فائل تیار بھی کر رہا تھا۔۔

ابھی اسے تقریباً دس منٹ ہی بیٹھے ہوئے گزرے تھے۔۔۔ اس کی فائل
بھی تیار ہو گئی تھی۔۔۔ اور اب وہ زریش کا انتظار کر رہا تھا۔

مزید دو منٹ گزرنے کی دیر تھی کہ زریش ریڈ کلر کا شارٹ فرائیڈ ساتھ
ہی ریڈ کلر کا پجامہ دوپٹے کو لاپرواہی سے کندھے پر ڈالے گیلے بالوں کے
ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

زریش کو دیکھنے کی دیر تھی۔۔۔ بصیر خانزادہ کا دماغ بک سے اڑا تھا۔ اس
کے خوبصورت منموہنے چہرے کو دیکھتے ہوئے بصیر خانزادہ کو دنیا کا ہر
رنگ پھیکا لگنے لگا تھا۔

کوئی اتنا بھی خوبصورت ہو سکتا ہے کیا۔۔۔ دھیرے دھیرے سے قدم
اٹھاتا بصیر خانزادہ اس کے عین پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

اس کے بالوں سے ٹاول کو نکالتے ہوئے گیلے بالوں کو مھٹی میں بھر کر گہرا
سانس بھرتے اپنی طرف سے بھڑکتے دل کو جیسے سکون پہنچانا چاہا۔

زربش اس كے اس عمل كو ديكھ كر بالكل ساكت ره گئي تھي۔۔۔ اس كا ديوانه كس قدر اسے چاھتا تھا۔۔۔ اسے سوچ كر هي خود كے قسمت پر رشك هوا تھا۔۔

جي زربش بصير خانزادي اتني هي خوبصورت هے جتنے اپ اسے ديكھ كر ديوانے هوا جاتے هيں۔۔ زربش نے بهي اس كي طرف ديكھتے هوئے بڑے هي مغرور رانه انداز ميں كها۔۔ ساتھ هي ساتھ اب وه ڈريـنگ ٹيبل سے لپسٹك اٹھاتے اپنے هونٹوں پر لگاچكي تھي۔۔۔ اور اب وه كا جل لگانے كے ليے هاتھ بڑهار هي تھي۔۔

ميں تو سوچ رها هوں كه تمهيں چھوڑ كر هي نه اوں۔۔۔ اور هم ادھر هي ايك دوسرے كے ساتھ ٹائم سپينڈ كرتے هيں۔۔۔ كيا اراده هے تمهارا؟؟ بسير نے مسكراھٹ دباتے اس كے سرخ سے چهرے كو ديكھتے هوئے كها۔۔ جو اس كي بات سن كر غصه هو گئي تھي۔۔

میں اپ کی جان لے لوں گی بصیر۔۔۔ اگر اپ نے کچھ ایسا کرنے کا سوچا
بھی تو۔۔۔ مجھے ابھی کہ ابھی گل مکتی کے گھر چھوڑ کر آئے۔۔۔ اور واپس کر
اپ اپنے اور بیڈ کے ساتھ بہت سار اٹائم سپینڈ کرنا مجھے کوئی فرق نہیں
پڑتا۔۔۔ شدید تپے ہوئے لہجے میں جواب آیا۔۔۔ تو بصیر بھی انسان بنتا جلدی
سے واش روم کی طرف فریش ہونے کے لیے بڑھ گیا تھا۔۔۔

ز ریش نے اسے سیدھی طرح سے اپنی بات ماننا دیکھ کر گہری سانس
بھری تھی۔۔۔ اور شکر ادا کیا تھا کہ وہ جلدی سے مان گیا۔۔۔ ورنہ کوئی بعید
نہ تھی کہ وہ سچ میں ہی اسے روک دیتا۔۔۔

اسی پچھلی بار کا واقعہ بہت اچھی طرح سے یاد تھا۔۔۔ جب وہ اپنے دوست کے
گھر بر تھ ڈے پارٹی کے لیے جار ہی تھی۔۔۔ لیکن بصیر نے اسے روک لیا
تھا اور وہ کچھ بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔ لیکن اب کی بار ایسا بالکل بھی
ہونے نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔ جلدی سے اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں کا جل
لگانے کے بعد اپنے گنیری لمبی پلکوں پر مسکارہ لگانے کے بعد اس نے ڈرائر

ان کرتے اپنے بال سکھانا شروع کیے تھے۔ تاکہ بصیر کے واش روم سے نکلنے سے پہلے وہ تیار ہو جائے۔۔

تقریباً پانچ منٹ کے بعد واش روم کا دروازہ کلک کے آواز کے ساتھ کلا۔۔
تو زریش نے الماری سے اپنے شال نکالتے اپنے گرد اوڑی وہ بصیر کو ایک موقع بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔۔ کہ وہ اسے کسی بھی طرح روک سکے۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا کریک دماغ والا خاندان کسی بھی ایک بات کو موقع بنا کر اسے روک سکتا تھا۔۔

چلیں میں بالکل ریڈی ہوں۔۔ اسے واش روم سے باہر نکلتا دیکھ زریش نے جلدی سے کہا تھا۔۔ ساتھ ہی ساتھ شال اوڑتے ایک آخری نظر خود پر ڈالتے وہ مرر میں خود کی ہی بلائیں لے چکی تھی۔۔

اس وقت پوری طرح سے کیل کانٹوں سے لیس بصیر خاندان کے سامنے کھڑی اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔۔

ہاں چلو اس سے پہلے کہ بصیر خانزادہ مزید بہکتا اس نے جلدی سے کہا
تھا۔۔۔ جانتا تھا کہ وہ پھر ناراض ہو جائے گی۔۔۔ اور زرش کو منانا کوئی
اسان کام تھوڑی نہ تھا۔۔

زریش بھی خوش ہوتے اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔
مورے کو بول کر وہ اس کے ساتھ ہی اپنی دوست کے گھر روانہ ہو چکی
تھی۔۔۔ جو ان کے گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔۔

اور پانچ منٹ میں ہی بصیر خانزادہ نے گاڑی گل مکنی یعنی کہ زرش کے
دوست کے گھر کے سامنے روکی تھی۔۔۔ اور اسے ڈھیر ساری ہدایت دیتا
اور اسے واپسی پر پک کرنے کے لیے آنے کا بولتا وہ گاڑی آگے لے کر جا چکا
تھا۔۔

زریش بھی اسے جاتا دیکھ کر اپنے دوست کے گھر داخل ہو چکی تھی۔۔

[~~~~~]

ہائے زری تم اگیا ہم نے تمہارا بہت انتظار کیا شکر ہے کہ تمہیں فرصت ملا
کہ تمہارا ایک دوست بھی ہے۔۔

زربش نے جیسے ہی گل مکئی کے گھر کے اندر قدم رکھا گل مکئی نے چیختے
ہوئے خالص پٹانی لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا۔۔

ہاں تو تم کو کیا لگتا ہے کہ میں اپنی پیاری جانہ سے ملنے نہیں آتا۔۔ زربش
نے بھی خالص پٹانی لہجہ اپناتے زور سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔
گل مکئی اور زربش دونوں کی کھلکلاہٹیں اس وقت گل مکئی کے گھر کے
لاونج میں بکھیر رہی تھی۔۔

دونوں کو مسکراتے دیکھ کر گل مکئی کی مورے نے ان دونوں کو دل سے
دعائیں دی تھی۔۔۔ دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کے بہت ہی اچھی
دوستی ہم راز رہی تھی۔۔

ان کی دوستی کو ہمیشہ ایسے ہی قائم رہنے کی دعا دیتے وہ اپنے کمرے کی
جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ ساتھ اس نے گل مکئی کو خاص تاکید کی تھی کہ
صرف باتوں میں ہی بچی کو مت لگا لینا کچھ کلا پیلا بھی دینا۔۔۔

جس پر گل مکے نے منہ بناتے ہوئے اپنی مورے سے کہا تھا کہ وہ اپنے گھر
سے کھاپی کرائی ہے میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گی۔۔۔ اور اس بات پر
دوبارہ سے دونوں کے کھلکا ہٹیں لاؤنج میں گونجی تھی۔۔۔

اچھا چلو اب تم بتاؤ کہ تمہارا آدمی کیسا ہے۔۔۔ تم کو پیار تو کرتا ہے نا۔۔۔
کہیں کچھ بولتی تو نہیں ہے۔۔۔

گل ہنور شرارت پر آمادہ ہوتے زریش کو تنگ کر رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی
ساتھ وہ جانتی تھی کہ زری کو آدمی لفظ سے سخت چڑ ہے اسی لیے وہ ہمیشہ
سے منع کرتی تھی۔۔۔ لیکن گل مکئی نے تو اس کو تنگ کرنا خود پر فرض کر لیا
تھا۔۔۔

او ہو گل کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ تم نے تو اچھا خاصا مرد کو آدمی بنا لیا ہے۔۔۔ کسی دن تمہارا اس بولتا اور بولتی سے تم کسی بھی کھڑے کھڑے انسان کا جینڈر چیلنج کر لو گی۔۔۔ اب مسکرانا بند کرو۔۔۔ اور جاؤ جلدی سے میرے لیے گرم گرم چائے لے کر آؤ۔۔۔ پھر چھت پر جا کر پییں گے موسم بہت پیارا ہو رہا ہے۔۔۔

زرباش نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مسکراتے ہوئے دونوں کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ اگر زرباش کی خواہش تھی کہ وہ گل مکئی کے ہاتھ کے چائے پیے گی۔۔۔ تو گل مکئی بھی اس کو اپنے پاس کچن میں کھڑی رہنے کا حکم دے چکی تھی۔۔۔ اور اب دونوں کچن میں باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ چائے بھی بنا رہی تھی۔۔۔ چائے بنتے دونوں اپنا اپنا کپ لیتی اوپر چھت پر جا چکی تھی۔۔۔

اور پھر چھت پر بیٹھ کر جو دونوں نے باتیں کرنا شروع کی۔۔۔ بچپن کے قصے جب ان دونوں نے ایک دوسرے سے بولنا شروع کیے۔۔۔ تو ہنستے

مسکراتے باتیں کرنے میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ اور رات کے اٹھ بج چکے تھے۔۔۔ زربیش کو تو جانے کا کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔ اچانک ہی زربیش کی نظر اپنے موبائل کی طرف گئی۔۔۔ تو رات اٹھ بجے کا ٹائم دیکھتے وہ بوھکا اٹھی تھی۔۔۔ باتیں کرتے وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ اور وہ جلدی سے گل مکئی سے ملتی اب بصیر کو فون ملارہی تھی تاکہ وہ اسے لینے آجائے۔۔۔

کیا ہو گیا ہے زربیش پریشان کیوں ہوتا ہے۔۔۔ اٹھالے گا بصیر لا فون تمہاری۔۔۔ گل مکئی نے اسے پریشان ہوتے دیکھا تو اس کی پریشانی کو کم کرنا چاہتا۔۔۔

چلو گل گھر فاصلے پر تو نہیں ہے زیادہ۔۔۔ میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔۔ اپنا خیال رکھنا ٹھیک ہے۔۔۔ زربیش نے کہا پریشانی میں وہ خود ہی گھر جانا چاہتی تھی۔۔۔

رکوزری تم اس طرح اکیلے نہ جاؤ۔۔ میں اپنا خان سے کہتا ہوں وہ تمہارے ساتھ چلا جائے گا۔۔ گل مکئی نے کہا اور ساتھ ہی اپنے 10 سالہ بھائی یعنی کہ خان کو آواز دیتے اسے زریش کے ساتھ بھیج دیا تھا۔۔

زری لوگوں کی حویلی نزدیک ہی تھی۔۔ اگر وہ لوگ گاڑی میں جاتے تو پانچ منٹ میں پہنچنا تھا۔۔ لیکن پیدل ساتھ سے اٹھ منٹ لگ سکتے تھے۔۔

لیکن پھر بھی گل مکئی نے احتیاط کے طور پر اس کے ساتھ اپنے بھائی کو بھیج دیا تھا۔۔

زریش بھی ننھے سے خان کا ہاتھ تھامے شال کو اپنے گرد مضبوطی سے اوڑے چہرے کو چھپائے مضبوط قدم اٹھاتے سوات کے اندھیرے میں ڈوبی گلیوں سے گزر رہی تھی رات کا ٹائم ہونے والا تھا۔۔ سوات کے لوگ تو ویسے بھی جلدی سو جایا کرتے ہیں۔۔ اس وقت بھی گلیوں میں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔۔

اور ننے سے خان کا ہاتھ تائے تیز تیز چل رہی تھی۔۔ اسے خان کی بھی
فکر ہو رہی تھی۔۔ گل نے الگ ہی مصیبت میں پھنسا لیا تھا۔۔ گھر تو وہ کسی
بھی طرح پہنچ جاتی۔۔ لیکن ادھر سے وہ خان کو واپس کس کے ساتھ
بھجواتی۔۔۔ زرش نے ارادہ کیا کہ گھر پہنچ کر وہ خان کو ڈرائیور کے ساتھ
واپس سے گھر بھجوائے گی صحیح سلامت۔۔

دوسری گلی میں جیسے ہی زرش خانزادی نے قدم رکھا تو وہاں پر پہلے ہی
ار باز خان گلیوں سے گزرتا ہوا گشت کر رہا تھا۔۔

زہے نصیب زہے نصیب زہے نصیب۔۔ ٹھہرک پن کی انتہا کرتے
ہوئے ار باز خان نے زرش کو دیکھتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

راستے سے ہٹو گھٹیا انسان ورنہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہوں گے۔۔

زش نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔ جیسے کہ دانتوں کے نیچے وہ ار باز
خان کو کاٹ رہی ہوں۔۔

زربش خانزادی کو وہ گل مکئی کی شادی کا منظر یاد آیا جب اسی گھٹیا انسان نے اسے شادی کرنے کے لیے کہا تھا۔

دور ہٹو ہمارا زربش دیدہ سے۔۔ اس سے پہلے کہ ار باز خان کچھ اور کہتا۔۔
ننھے سے خان نے محافظ بنتے زربش سے دور رہنے کے لیے کہا تھا۔۔ ساتھ
ہی وہ ان دونوں کے بیچ میں حائل ہو گیا تھا۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔ تو اس محافظ کے ساتھ تم اپنی حویلی جا رہی ہو۔۔ افسوس آج
تمہیں مجھ سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔۔ ار باز خان نے خوفناک سی ہنسی
ہستی ہوئے جیسے ان دونوں کو ڈرانا چاہا تھا۔۔

زربش خانزادی نے خان کا ہاتھ مضبوطی سے تاتے اس کے سائیڈ سے
گزر کر گلی سے جانا چاہا تھا۔۔ اس کے دل میں ڈر سا پیدا ہو گیا تھا۔۔ اپنے
ہاتھ میں پکڑے فون پر وہ بار بار بصیر کو کال کر رہی تھی۔۔ جس کا
موبائل سوئچ آف رہا تھا۔۔ بے بسی نے اس نے زرم کو کال ملائی۔۔ جو
اگے ہی پل اٹھالی گئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ ار باز خان اس کے دوپٹے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کے
شال کو اس کے وجود سے الگ کرتا۔۔۔ زربیش خانزادی کا نازک سا ہاتھ
اٹھا تھا اور اپنے پانچوں انگلیوں کا نشان ار باز خان کے گال پر چھوڑ گیا تھا۔
تماری تو وو۔۔۔ گالی گالی گالی۔۔۔

ار باز خان تیش میں اتادھاڑا اور اس کے منہ پر جو گندی مغلیات اتی وہ بکتا
ہوا زربیش کی طرف اسے مارنے کے لیے بڑھ رہا تھا۔ کہ ننھے سے خان
کے دماغ نے جلدی سے ایڈیا بناتے ہوئے زمین سے پتھر اٹھا کر اس
خان کو دے مارا تھا۔۔۔ جو سیدھا اس کے سر پر جا لگا تھا۔۔۔ اور ار باز خان
اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھے خون کی لکیر کو روکتا ہوا ان دونوں کو دیکھ رہا
تھا۔۔۔ جو بھاگتے ہوئے گلی سے نکل رہے تھے۔۔۔

زرم جو دوسری جانب فون پر زربیش کی پہلی بات سنتے ہی گھر سے نکل آیا
تھا۔۔۔ وہ ابھی گلی میں رخ موڑتا ہے ان دونوں کو بھاگتے ہوئے دیکھ چکا

تھا۔۔۔ زرش کو ایک طرف کر کے اس کا گال تپتپاتے ہوئے اسے گھر جانے کے لیے بیچتا خود ار باز خان کی طرف بڑھا تھا۔۔

زرم کو فخر ہوا تھا اپنی بہن پر ار باز خان کی حالت دیکھتے ہوئے اس کا سینہ فخر سے چھوڑا ہوا تھا۔۔۔ ار باز خان کے گال پر انگلیوں کے نشان اور اس کے ماتھے سے خون کے لکیر کو بہتا دیکھ کر زرم کو فخر ہوا تھا کہ اس کی بہن نے اس کی سکائی ہوئی چیزوں پر بالکل صحیح وقت پر استعمال بھی کیا تھا۔۔۔ ہمیشہ وہ اسے سیلف ڈیفنس اس لیے ہی تو سکاتا ہوا آیا تھا۔۔

تجھے پہلے بھی وان کیا تھا میں نے کہ ہر عورت کی عزت کر اور سب سے دور رہ۔۔۔ لیکن وہ کہتا ہے ناکہ کتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی۔۔۔ اب میں سیدھی کروں گا۔۔۔ چل میرے ساتھ میرے ٹارچر روم۔۔۔ تجھے بھی وہاں کی سیر کروانا ہوں میں۔۔۔ زرم خانزادہ نے سرد سے ٹرٹراتے ہوئے لہجے میں بولتے ار باز خان کے وجود میں خوف کی لہر دوڑادی

تھی۔۔۔ اور اسے گریبان سے پکڑتے تقریباً گھسیٹتے ہوئے وہ اپنی گاڑی تک لایا اور اسے شہر کی طرف روانہ کر لیا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اگے اس پر کیا کیا انکشافات ہونے والے ہیں۔۔۔ جس سہن کرنے کے لیے اسے گہرا صدمہ بھی لگ سکتا تھا۔

مگر پھر بھی انے والے وقت کے لیے وہ خود کو مضبوط بنانا گاڑی کو تیزی سے شہر کی طرف روانہ کر لیا تھا۔ اس کا ارادہ ار باز خان کو اپنے فلیٹ پر لے جانے کا تھا تا کہ وہاں اچھی خاصی اس کی مار پڑوا سکے۔

دوسری طرف زریش بھی گھر پہنچتے ڈرائیور چچا کے ہاتھ ننھے سے خان نے کہا شکریہ ادا کرنے کے بعد اسے گھر بھجوا چکی تھی۔

بصیر کو کچھ نہ بتانے کا ارادہ کرتے ہوئے وہ شمال اتارتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

اس کا ارادہ فریش ہونے کا تھا لیکن کمرے میں بصیر کو ناپا کر مزید پریشان ہو گئی تھی۔ اب اپنے لالا کے آنے کا انتظار کرتے وہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی

تھی۔۔ کہ بصیر کہا ہے حالانکہ بصیر نے اسے کہا تھا کہ وہ گھر جا رہا ہے۔۔۔
لیکن وہ گھر پر بھی نہیں تھا نہ اس کا کال اٹھا رہا تھا تو وہ کہا گیا۔۔

اپنا فون اٹھاتی وہ اپنے لالا کو کال میلانے ہی لگی تھی کہ اس کے لالانے اس
کے نمبر پر ایک میسج بھیجا اور نوٹیفکیشن سے میسج کو دیکھتے ہوئے اس کے دل
میں سکون اترتا چلا گیا۔۔ جو کہہ رہا تھا کہ بصیر اسلام آباد میں کسی کام کی
وجہ سے وہی پر رک گیا ہے اور وہ صبح تک اجائے گا۔۔

اپنے لالا کے نمبر پر او کے کا میسج بھیجتے ہوئے وہ سکون سے اب واش روم
فریش ہونے کے لیے چلی گئی تھی۔۔

ارادہ فریش ہو کے نیچے جانے کا تھا کھانا کھانے کے بعد وہ سونے کا ارادہ
رکھتی تھی۔۔

یہ منظر ایک اندھیرے نما کمرے کا تھا۔

پورا کمرہ اندھیرے میں نہایا ہوا تھا۔ کمرے کے پیچھے بیچ ایک کرسی رکھی گئی تھی۔ اور کرسی پر بیٹھا ہوا وہ لاچار شخص۔

جس کے دونوں ہاتھ اور پیر بندے گئے تھے۔

کوئی ہے یہاں پر۔۔ کوئی ہے۔۔ پلیز مجھے باہر نکالو۔۔ کوئی ہے یہاں پر۔۔
بے بسی میں ڈوبی ہوئی مسلسل اس شخص کی چیخیں باہر کوئی بجھٹے مزے سے
سن رہا تھا۔

لیکن باہر بیٹھے شخص کے کانوں میں جوں تک نہ رینگتی تھی مسلسل دونوں
سے اس کا یہی معمول بن چکا تھا۔ کہ اندھیرے نما کمرے میں بیٹھا شخص
چینٹا رہتا۔ اور اس کے کانوں میں جو تک نہ رینگتی۔

اب مسلسل اس شخص کی آوازوں سے تنگ آکر زرم خان زادہ اٹھا اور کمرے
کے اندر چلا گیا تھا۔

اندر داخل ہو کر اس شخص کو دیکھا جو مسلسل چیخ رہا تھا۔۔۔ کمرے کے

لائٹس کو ان کرنے کے بعد زرم خانزادہ نے اپنے لیے ایک چیئر رکھی۔۔۔ اور اس پر بالکل سامنے بیٹھا تھا۔

پلیز مجھے جانے دو یہاں سے۔۔۔ میں اسندہ کسی بھی لڑکی کو تنگ نہیں کروں گا۔ اور میری توبہ تمہاری بہن کو تو میں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ ار باز خان نے چیختے ہوئے زرم خانزادہ سے کہا تھا کہ شاید اسے کوئی رحمہ جائے اور اسے چھوڑ دے۔۔

تنگ تو تم تب کرو گے ناجب تم یہاں سے زندہ جا پاؤ گے۔۔۔ سرد ٹر ٹر اتا ہوا لہجہ جسے سن کر ار باز خان کے رگوں میں خون منجمد ہو گیا تھا۔۔۔ چلو بتاؤ کہ تمہارے دادا شہباز خان کا میرے ایکسیڈنٹ سے کوئی تعلق تھا یا کوئی نہیں؟؟؟

زرم خانزادہ نے ہنوز سرد لہجے میں ہی سوال کیا تھا۔۔

اور مقابل تو اس کے سر دلہے میں کیے جانے والے سوال کو سن کر ایک پل کے لیے بالکل ساکت رہ گیا تھا۔

سچ بتاؤ گے تو شاید کم از کم جیل پاؤ گے۔۔۔ موت کو منہ لگانے سے پہلے۔۔۔ اور اگر جھوٹ بتایا تو کوئی گارنٹی نہیں۔۔۔ کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔

میں میں کچھ بھی نہیں جانتا۔۔۔ پلیز پلیز مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔

میرے میرے دادا سے پوچھ لو۔۔۔ انہیں اٹھوالو۔۔۔ وہ سب جانتے

ہیں۔۔۔ سب جانتے ہیں وہ۔۔۔ پلیز مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔ میں تمہارے اگے ہاتھ جھوڑتا ہوں۔۔۔ پلیز جانے دو یہاں سے۔۔۔

ار باز خان نے خوف میں مبتلا ہوتے روتے ہوئے ہاتھ جوڑتے کہا تھا۔

بے بسی سے وہ اپنے ہاتھوں کو ملاتک نہیں سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے دونوں

ہاتھوں کے ساتھ ساتھ دونوں پیر بھی بندے ہوئے تھے۔

خوف سے اس کے پورے جسم میں پسینہ اگیا تھا۔

اسے بس کسی بھی طرح سے یہاں سے نکلنا تھا۔

اچھا چلو یہ پتہ ہے تمہیں کہ سب کچھ تمہارے دادا کو پتہ ہے۔۔ لیکن تمہیں جو پتہ ہے تم وہ نہیں بتانا چاہ رہے۔۔ ٹھیک ہے تمہاری اپنی مرضی ہے۔۔ اب اگے تم اپنے حالت کے ذمہ دار خود ہی ہوں گے۔۔ میں نے تو تمہیں ایک موقع دیا تھا۔۔ لیکن وہ موقع بھی تم نے اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا ہے۔۔

زرم خان زادہ نے سر دلچے میں کہا۔۔ اس کا لہجہ اس وقت اتنا سرد تھا کہ سامنے بیٹھے ار باز خان کو وہ خوف میں مبتلا کر گیا تھا۔۔ ار باز خان کو لگا کہ اگر ارج اس نے اپنا منہ نہیں کھولا۔۔ تو وہ واقعی ہی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹے گا۔۔

میں نے میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔ پلیز پلیز مجھے معاف کر دو۔۔ مجھے جانے دو یہاں سے۔۔ سب کچھ سب کچھ میرے میرے دادا نے کیا ہے۔۔۔

خوف سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہتے اس بار واقع ہی ار باز خان کو اپنی
جان جاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

کیونکہ زرم خانزادہ کے ہاتھ میں کٹر دیکھتے ہوئے اسے لگا کہ اس کی موت
بہت ہی نزدیک ہے۔۔

آخری بار سوال پوچھوں اس کا جواب چاہیے۔۔
دوبارہ سے سرد سے لہجے میں سوال آیا تھا۔۔

اب بتاؤ کہ تمہارے دادا اور تمہارا ہاتھ تھا ایکسیڈنٹ میں یا پھر نہیں؟؟
ہاں وہ میرے دادا نے ہی کروایا تھا۔۔
اپنے اپنے بندے سے کہہ کر۔۔

انسان کا سب سے بڑا ڈر کیا ہوتا ہے موت کو پانا اور اس وقت موت کا ڈر
ار باز خان پر حاوی ہو گیا تھا اور وہ اپنے منہ سے سچ اگل گیا تھا۔۔
ار باز خان کا جواب سن کر زرم خانزادہ کی آنکھیں بالکل سرخ ہو گئی تھی۔۔
اس کا دل چاہا کہ ابھی اور اسی وقت ان کا کام تمام کر دے۔۔ لیکن نہیں

ابھی اگے مزید بہت سے ایسے سوال تھے۔۔ جن کا جواب اسے چاہیے ہی
چاہیے تھا۔۔

کیوں؟؟

وجہ پوچھی گئی تھی؟؟

کیونکہ دادا چاہتے تھے کہ تمہارے دادا سے بدلہ لے سکے۔۔ اور اور

سارے سارے تمہارے کزن کو مار مار ڈالے۔۔

اب دیکھو میں نے تمہیں سارا سب کچھ سچ بتا دیا ہے۔۔ اب مجھے یہاں سے
جانے دو پلیر۔۔

ار باز خان کسی بھی حال میں مرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی
بقول اس کے۔۔ ابھی تو اس نے کچھ دیکھا ہی نہیں تھا۔۔

باقی باقی میں کچھ نہیں جانتا میں کچھ نہیں جانتا۔۔ اس وقت ار باز کی

حالت ایسی تھی کہ اگر زرم مزید کچھ کہتا تو وہ خوف سے ہی اپنے ہوش و

حواس گنوا دیتا۔۔

ار باز خان کا شمار بد قسمتی سے ان لوگوں میں ہوتا ہے۔۔ جو صرف منہ ہی چلا سکتے ہیں کچھ کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔۔

باقی تم سب کچھ دادا سے پوچھ لو۔۔ انہیں سب پتہ ہے بچپن میں انہوں نے تمہاری بہن کو بھی اغوا کیا تھا۔۔ تمہارے ماں باپ کو بھی مار دیا تھا۔۔ ایکسیڈنٹ میں اور اور تمہاری تمہاری بہن کے ساتھ ساتھ۔۔

ار باز خان نے خوف میں مبتلا ہوتے سارے سب کچھ ایک ہی بار میں اگل دیا تھا۔۔ لیکن جب اسے ہوش آیا کہ وہ کیا کر چکا ہے۔۔ تو خوف سے ہی زرم کی سرخ آنکھوں میں دیکھنے کی دیر تھی۔۔ وہ ہوش و حواس گنوا بیٹھا تھا۔۔ دوسری طرف زرم خانزادہ کا حال ایسا تھا جیسے وہ اپنی سانس سے کھورہا

ہوں۔۔۔ یہ ار باز نے اس پر کیسا انکشاف کیا تھا۔۔ کیا ان سب کے پیچھے شہباز خان کا ہی ہاتھ تھا۔۔ بچپن میں اس کے ماں باپ کو مارنا۔۔ اس کی ننھی سی گڑیا،،،

تو کیا واقعی ہی ان سب کے پیچھے شہباز خان تھا۔۔ نہیں نہیں وہ کیسے ہو سکتا

ہے۔۔ وہ تو دادا کا دوست تھا۔۔ اور اگر ایسا کچھ ہوتا تو دادا مجھے ضرور

بتاتے۔۔ نہیں نہیں یہ ضرور جھوٹ بول رہا ہے۔۔ خود کو بچانے کے

لیے۔۔ لیکن اگر یہ جھوٹ بولتا تو اتنا بڑا سچ کیسے کہہ پاتا۔۔ نہیں مجھے مجھے

دادا سے بات کرنی ہوگی۔۔ اور ابھی اور اسی وقت۔۔

زرم خان زادہ کے دماغ میں بہت ساری سوچے گڈ مڈ ہوتی۔۔ بری طرح

سے اس کے اعصابوں پر سوار ہو گئی تھی۔۔

جلدی سے اپنے فلیٹ سے باہر نکلتا بہت تیزی سے گاڑی اسلام آباد سے

روانہ کرتا سوات کے لیے نکل گیا تھا۔۔ بہت سارے سوالوں کو اپنے ذہن

میں ہی الجھائے وہ حویلی جا کر اپنے دادا سے پوچھنا چاہتا تھا۔۔

^^&&&&&^^

سارے خاندان حویلی والے اس وقت صبح کا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ کہ تبھی بصیر خاندان بھی ڈائننگ ٹیبل میں داخل ہوتا سب کو اپنی طرف متوجہ کر گیا تھا۔

اس وقت اس کا حلیہ اکثر بدلا ہوا تھا۔ سفید پیٹ کے ساتھ ساتھ وائٹ شرٹ استینوں کو کہنیوں تک چڑھائے اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ سرخ آنکھیں لیے وہ ڈائننگ ٹیبل میں اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے نا۔ بصیر خاندان کے حلیے کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے ہی دادا نے اپنے لاڈلے پوتے سے اس کی حالت کے بارے میں استفسار کیا تھا۔

جی دادا سب ٹھیک ہے بس کام ار جنٹلی اگیا تھا اسی میٹنگ کے سلسلے میں ساری رات سو نہیں پایا۔

تھکے تھکے انداز میں کہتے بصیر خاندان نے جو س کے گلاس کو اپنے منہ سے لگایا تھا۔

ساتھ اس نے زربش کی طرف بھی دیکھا تھا جو اس کی طرف آنکھوں میں
فکر لیے دیکھ رہی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں جاناں ناشتہ کرو اپنا۔۔ بصیر خانزادہ نے سب کے سامنے
زربش سے کہا تھا۔۔ اور اس کے مخاطب کرنے کا انداز دیکھ کر زربش کو نہ
جانے کیوں شرم و حیا نے اہہ گھیرا تھا۔۔

میں کمرے میں جا رہا ہوں آرام کرنے۔۔ بصیر خانزادہ نے کہا اور ساتھ ہی
وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔۔

کسی نے بھی اس سے کچھ نہیں بولا تھا کیونکہ اس کی حالت دیکھتے ہوئے
سب نہیں چاہا تھا کہ وہ آرام ہی کر لے۔۔

زربش خانزادی بھی جلدی جلدی سے اپنا ناشتہ کرتی کچھ ادھورا چھوڑتی
کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ ارادہ اس کا بصیر خانزادہ کے پاس جا کر
پوچھنے کا تھا کہ وہ ساری رات کیوں اسلام آباد میں ہی رک گیا تھا۔۔

بصیر اپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا۔۔ مجھے بتائیں میں دبادوں اپ کا
سر۔۔۔ سر میں درد ہو رہا ہے کیا۔۔

زری جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی بصیر کو بیڈ پر لیٹے دیکھ کر جلدی سے
اس کے پاس جاتے اس سے کئی ان گنت سوال پوچھے تھے۔۔ ساتھ ہی
ساتھ وہ اس کی فکر میں مبتلا بھی تھی۔۔

زری میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ میرے پاس یہیں بیٹھو بس۔۔۔
بہت امپورٹنٹ میٹنگ آگئی تھی۔۔۔ اسی کے سلسلے میں ساری رات
پریزنٹیشن تیار کرتا رہا۔۔۔ اور اب جا کر فری ہوا ہوں۔۔۔ تو ہی حویلی آیا
ہوں۔۔۔ میری جان ایمریلی سوری۔۔۔ تم مجھے بتاؤ کہ گل مکئی کے گھر
سے کیسے واپس آئی تھی۔۔۔ اکیلے آئی تھی کیا؟؟ کسی کے ساتھ آئی تھی۔۔
بتاؤ نا مجھے چپ کیوں ہو تم۔۔

بصیر خانزادہ اس سے بہت سارے سوال پوچھتے ساتھ ہی ساتھ اس کے
گال کو اپنے ہاتھ سے سہلا بھی رہا تھا۔۔ سردی کی شدت سوات میں انگنت
طور پر اور بھی زیادہ بڑھ چکی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں اور اور گل مکتی کے گھر سے میں اس کے چھوٹے بھائی خان
کے ساتھ ہی گھرا گئی تھی۔۔

زریش خانزادی نے مزید بصیر سے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔۔ جانتی تھی کہ وہ
اس کے معاملے میں بہت زیادہ پوزیسیو ہے اسی لیے اسے کچھ بھی بتانا
زرش خانزادی نے صحیح نہیں سمجھا تھا۔۔ کہیں جا کر وہ ار باز خان کی جان
ہی نہ لے لے پھر ایک اور نئی مصیبت کھڑی ہو جاتی۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے میرے پاس اجاؤ میری جان۔۔

بصیر خانزادہ نے اسے اپنے پاس کرتے بیڈ پر لیٹایا تھا۔۔

زریش خانزادی اس کے سینے پر سر رکھتی اس کے گرد اپنا حصار باندھتی
ساتھ ہی ایک بولا بٹکانسو اس کے انکھ سے باہر نکلا تھا۔۔ نہ جانے کیوں

لیکن اس کا دل بہت بھاری بھاری تھا ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو کر اپنی بھڑاس نکال لے۔۔

زریش خانزادی کا انسو اپنے سینے پر محسوس کرنے کی دیر تھی۔۔ بصیر خانزادہ تڑپ اٹھا تھا۔۔

کیا ہو گیا ہے میری جان کو کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟؟ رو کیوں رہی ہو میری جان۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کے انسو صاف کرتے اس کی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔۔

زریش نے محض نفی میں ہی سر ہلایا تھا کچھ بولنے کی تو اس کی جیسے ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اسے اپنے پاس اس وقت سے اور صرف ایک مضبوط سہارا چاہیے تھا۔۔ جس کے کندھے پر سر رکھے وہ ڈھیر سارے انسو بہا سکے اور اسے بصیر خانزادہ مل ہی گیا تھا۔۔

بتاؤ تو صحیح کیا ہوا ہے اس طرح رو کر کیوں اپنے شوہر کا دل زخمی کرنے پر
تلی ہوئی ہو۔۔ بصیر خان زادہ اس بار اسے پھوٹ پھوٹ کر روتا دیکھ کر بوکھلا
اٹھا تھا۔۔ جلدی سے بیڈ پر بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے
انکھوں سے آنسو صاف کیے تھے۔۔

میری جان یقین مانو اگر تم کسی وجہ سے رو رہی ہو کوئی بات ہوئی ہے تو اس
وجہ کو ختم کرنے میں تمہارا یہ جنونی پاگل شوہر ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے
گا۔۔

کچھ کچھ بھی نہیں ہوا بس ایسے ہی میرا دل بھر گیا تھا۔۔ مورے اور بابا کی
یادار ہی تھی۔۔

زربیش نے جلدی سے بہانہ بنایا تھا وہ نہیں چاہتی تھی۔۔ کہ اس کی وجہ سے
گاؤں میں لڑائیاں پیدا ہو۔۔ اس بات سے تو اچھی طریقے سے واقف تھی
کہ گاؤں کا ماحول ایسا تھا کہ ذرا سی ادھر کسی نے بات کی۔۔ اور ادھر گھر

سے بند وقت نکالتی اور پھر سالوں سالوں کی دشمنیاں پھر چلتی ہی رہتی اسی لیے اس نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا تھا۔

ٹھیک ہے چلو میرے پاس اجاؤ اور مورے اور بابا کے لیے دعا کیا کریں۔۔۔ میری جان اس طرح رو کر انہیں تکلیف مت پہنچایا کرو۔۔۔ چلو جلدی سے اچھے بچے کی طرح انسو صاف کرو۔۔۔ میری بیوی تو صرف وائلڈ اور شیرنی بنی ہی اچھی لگتی ہے۔۔۔ یہ لڑکیوں والے کام نہ کیا کرو تم یار۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا کیا میں لڑکی نہیں ہوں؟؟ زریش منہ کو لے حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھتی چلی گئی تھی۔۔ جس نے اسے کہا تھا کہ لڑکیوں والے کام نہ کریں کیا مطلب کیا وہ لڑکی نہیں تھی۔۔ میری جان میرا مطلب ہے کہ آپ صرف لڑتی جکڑتی ہو شیرنی بنتی ہی اچھی لگتی ہے۔۔ اس طرح لڑکیوں کی طرح نہ رویا کریں۔۔

بصیر خانزادہ نے جلدی سے اپنی بات کی وضاحت دی لیکن وہ ہر بڑی میں دوبارہ سے وہی جملہ بول گیا تھا کہ لڑکیوں کی طرح نہ رویا کرے۔۔

کریک دماغ والے خانزادے میں لڑکی ہی ہوں اگر دوانسو بہا لیے تو تم میرے جینڈر پر شک کر رہے ہو کیا۔۔

ہاں تو میری جان بس آپ مجھے لڑتی جگڑتی ہی اچھی لگتی ہے انسو نہ بہایا کریں۔۔۔ بصیر خانزادہ نے اس بار سنبھلتے کہا تھا ساتھ ہی اس کے ماتھے پر بوسہ بھی دیا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے اب آپ جب اتنا بول ہی رہے ہیں تو میں چپ کر جاتی ہوں۔۔

زربیش نے بھی نخرے کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔

جو حکم جانِ جہاں۔۔

بصیر خانزادہ نے جان نثار ہوتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اچھا آپ کے سر میں درد ہے نا آپ لیٹ جائیں۔۔

زربش خانزادى نى بصير خانزاده كى انكهوں مىں تكهن ديكهتے اسكى كهنى لمبى
پلكوں كو شهادت كى انگلى سى چھوتے كهاتها۔

هاں ابهى مىں ارام كر رهاهوں مجھے تم تھوڑى دير بعد اٹھالينا ٹھيك هے۔۔
پھر اس كى بعد مىں مزيد ارسا تمهارے هاتھ كالچى كروں گا۔

اور اس كى بعد مىں نى ميٹنگ اٹينڈ كرنى جانا هے۔۔ بصير خانزاده نى
تكى پر سر ركھے دھيرے دھيرے نيند كى واديوں مىں ڈوبتے زربش كى
انكهوں مىں ديكهتے هى كهاتها۔

ٹھيك هے۔۔ زربش نى دھيرے سى كها اور سا تھ هى اپنا نرم نازك هاتھ
اس كى ماتھے پر ركھتے اس كا سرد بانا شروع كيا تها۔

بصير خانزاده بهى سكون محسوس كرتا كهرى سانسى بهرتا اپنى انكهىں مونءچكا
تھا۔

^^&&&&&^^

ملیار پلیز مجھے انس کریم لا کر دینا میرا بہت دل چاہ رہا ہے کہ میں ٹھنڈی
ٹھنڈی انس کریم کھاؤں۔۔

عنایہ بیڈ پر بیٹھی پاؤں کو جلاتے ساتھ ہی ساتھ ملیار کو بھی مخاطب کر رہی
تھی۔۔ جو لپ ٹاپ لیے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

ملیار نے عنایہ کی بات سن کر اس کی طرف دیکھا جو سرخ سفید چہرے کے
ساتھ منہ پلائے اپنے چہرے پر ڈھیروں معصومیت لیے اسے فرمائشیں کر
رہی تھی۔۔

یہاں او میرے پاس۔۔ م ملیار نے ایک ہاتھ اٹھاتے اسے اپنے پاس آنے
کے لیے وجہ دی تو عنایہ بھی مسکراتے ہوئے اس کے پاس چلی گئی تھی۔۔
کیا کھانا ہے میرے بچے کو۔۔ ملیار نے پیار سے اس کے بالوں کو پیچھے کیا
تھا۔۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے لب رکھے تھے۔۔

مجھے اُس کریم کھانی ہے پلینز مجھے لادے یا پھر مجھے اپنے ساتھ ہی لے جائیں۔۔ عنایہ نے چھوٹے بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے فرمائش کی تھی۔۔

ٹھیک ہے مل جائی گی آپکو آئس کریم۔۔ لیکن پہلے آپ کو میری بات ماننی ہوگی۔۔

ملیار نے پیار سے اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کے بازو سے لگی اپنا سر اس کے کندھے پر رکھی سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

کیا بات ہے۔۔ میں آپ کی ساری بات مانوں گی لیکن اس وقت آپ مجھے اُس کریم کھلا دیں بس۔۔ عنایہ کی لاڈ میں ڈوبی ہوئی آواز آئی تھی۔۔ ساتھ ہی وہ اپنا نچلا میں مروڑتے ہوئے ملیار سے اپنے نخرے اٹھوار ہی تھی۔۔ اس وقت ملیار کا شدت سے دل چاہا تھا اور اپنی چھوٹی سی چان پر ٹوٹ کر پیار بھی ایا تھا اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے ملیار نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔

میری جان اپ کو ائس کریم کا صرف ایک ہی پیکٹ ملے گا۔۔ اپ ایک سے زیادہ نہیں کھاؤ گی ویسے ہی ٹنٹھڑ بڑ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ میری چھوٹی سی جان کی طبیعت خراب ہو جائے۔۔

ملیار نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ساتھ ہی ساتھ اپنے ایک ہاتھ سے وہ لیپ ٹاپ بھی ان کر رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے پکا صرف ایک پیکٹ ہی کھاؤ گی لیکن مجھے لا کر تو دے دینا۔۔ ملیار کی طرف دیکھتے ہوئے اس بار عنایہ سچ مچ رونے والی ہو گئی تھی۔۔

ٹھیک ہے میری جان جاؤ وہ روم کے سب سے لاسٹ کارنر میں چھوٹا سا منی فرج میں نے ملازمہ سے کہہ کر کل رات ہی سیٹ کر وایا ہے وہاں اپ کے پسند کی ساری چیزیں رکھی ہوئی ہیں جا کر ائس کریم کھالیں۔۔

ملیار کی بات سنتے ہی عنایہ نے حیرت اور بے یقینی سے اپنے پیارے سے شوہر کو دیکھا تھا جو ہمیشہ ہی خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھتا تھا اور ہمیشہ اسے اپنی محفوظ باہوں کے حصار میں لیے رکھتا تھا۔

اپ بہت اچھے ہیں ملیارائی لویو میں اپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ انج
شاید پہلی بار عنایہ نے اپنی دل کی بات ملیار سے کہی تھی۔۔ ملیار اس کا اظہار
محبت سن کر گہرا مسکرایا تھا۔۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اس کے
بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

اچھا تو میرے چھوٹے سے بچے کو مجھ سے پیار ہو گیا ہے۔۔۔ ملینار نے
دھیرے سے اس کے کان میں محبت بھری سرگوشی کی تھی۔۔

جس پر عنایہ نے زور و شور سے ہوں میں سر ہلایا تھا۔۔

ٹھیک ہے میری جان جاؤ پہلے اپ اپنی انس کریم کی کریونگ ختم کرو اس کے بعد اگر ہم بہت ساری باتیں کریں گے ٹھیک ہے۔۔

ملیار نے اس کے گلوپ کرتے چہرے کو دیکھتے کہا ساتھ ہی ساتھ وہ دیکھ رہا تھا کہ ممتا کا نور اس کے چہرے پر کئی حد سے زیادہ ہی بڑھ گیا ہے۔۔۔
اپ کے لیے بھی لے کراؤں۔۔۔ عنایہ کا شاید اس کے پاس سے اٹھ جانے کا دل نہیں کر رہا تھا اسی لیے بات کو طویل دیتی وہ اس کے پاس ہی اس کے بازو سے لگی بیٹھی رہی۔۔۔ اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں میں قید کیے ساتھ ہی اس کے کندھے پر اپنا سر رکھے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

نہیں میری جان وہ سب کچھ اپ کا ہے اپ اپنے والے میں سے تھوڑا مجھے دے دینا۔۔۔ ملیار نے محسوس کیا کہ وہ اس سے باتیں کرنا چاہ رہی ہے۔۔۔ اس کی توجہ حاصل کرنا چاہ رہی ہے۔۔۔ تو اگلے ہی پل اس نے لیپ ٹاپ کو بند کرتے پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوتے۔۔۔ ایک پل کے لیے اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتے اپنے پیروں کو صوفے پر ٹھیک طرح سے اوپر کرتے۔۔۔ دوبارہ سے اسے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تمایا تھا۔۔۔

ملیار اپ مجھے کبھی چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نا۔۔۔ نہ جانے عنایہ کے دل
میں کہاں سے یہ سوال آیا جو اس کے سینے پر سر رکھے وہ زبان پر بھی لے آئی
تھی۔۔

میری جان میری سانسوں کی ڈور۔۔ میری دل میں دھڑکنوں کی مانند اپ
دھڑکتی ہے۔۔ تو میں اپنی جان اپنی زندگی کو خود سے دور بلا کیوں کروں
گا۔۔

عنایہ کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ملیار ہنوز اس کے چھوٹے چھوٹے سوالوں
کا جواب محبت بھرے انداز میں دے رہا تھا۔۔
اپ ہمیشہ میرے پاس رہنا مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا پلیر اپ کے بغیر اپ
کی عنایہ مر۔۔۔

ابھی عنایہ نے اپنی بات مکمل ہی نہیں کی تھی کہ ملیار نے اس کا سراپنہ
سینے سے نکالتے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے اگے کچھ بھی کہنے سے منع
کیا تھا۔۔

میری جان کیوں چاہتی ہے کہ اپ کی چھوٹی سی جان کو میں مشکل میں
ڈالوں۔۔۔ اسی لیے دوبارہ سے ایسے الفاظ کبھی بھی اپنے منہ سے نہ نکال
اپنے دیوانے کو کیوں سزا دینے چاہتی ہیں اپ۔۔۔ اپنے ان اذیت بھرے
الفاظوں سے۔۔

ملیار خانزادہ نے پیار سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا ساتھ ہی اس کی
آنکھوں میں محبت کے دیپ جلتے دیکھے تو بے اختیار جھکتے اس کے آنکھوں پر
اپنے لب رکھ لیے تھے۔۔

عنا یہ بھی پر سکون ہوتی اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔۔
یہ احساس ہی بہت خوبصورت تھا کہ اس کا شوہر اسے اس حد تک جاتا ہے
اور وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ بہت ہی خوش رہ رہی تھی۔۔

آپی اپ کب تک آئیں گی۔۔ائی مس یو سوچ پلیز۔۔جلدی اجائے نا۔۔
میں اپ کو بہت یاد کرتی ہوں۔۔

مہزلہ نے لاڈ سے اور زلہ سے فون پر بات کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔
آپی کی جان آپی بھی اپ کو بہت یاد کرتی ہے۔۔دوسری طرف سے بھی
لہجے میں حسرت لیے مہزلہ سے کہا تھا۔۔

نہیں آپی اپ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔اچانک ہی مہزلہ نے نروٹے پن
سے کہا۔۔

کیوں میری جان میں اپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی؟؟
اور زلہ کی حیرت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔یہ اس کی اپنی بہن
ہی تھی۔۔جو اسے بول رہی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔
اگر اپ کو میری یادار ہی ہوتی تو اب تک اپنا کام سب کچھ چھوڑ کر میرے
پاس آجاتی۔۔اور مجھے اس طرح سے اپنی یاد میں تڑپانہ رہی ہوتی۔۔

مہزلہ نے بھی دل کی بات زبان پر لیے اپنی آپی سے کہہ کر فون کٹ ہی کر دیا تھا۔۔

عجیب بات تھی دو ہفتے پورے ہونے کو ائے تھے۔۔۔ لیکن اس کی آپی کا کام پورا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

اسے اپنی آپی کی یادار ہی تھی۔۔ اتنی سی بات اس کی آپی کو سمجھ کیوں نہیں ارہی تھی۔۔

دوسری طرف اور زلہ بے چین ہوا ٹھی تھی۔۔ اس کی بہن اس سے پہلی بار ناراض ہو گئی تھی۔۔

مجھے جلد از جلد پاکستان جانا ہو گا۔ اس طرح میں اپنی لاڈلی بہن کو خود سے ناراض ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔۔

سوچو میں گم وہ خود سے مخاطب تھی۔۔

مہزلہ میری جان فون اٹھاؤ۔۔۔ کیوں آپنی کو تڑپا رہے ہو۔۔۔ جب تین چار
کالز کرنے کے باوجود بھی مہزلہ نے کال ریسیونہ کی تو اور زلہ نے اسے
وائس میسج کیا تھا۔۔

جو مہزلہ نے سن کر دوبارہ سے جواب دینا ضروری بالکل بھی نہ سمجھا تھا۔۔
وہ واقع میں ہے اس بار اپنی آپنی سے ناراض ہو گئی تھی۔۔ اتنا لمبا عرصہ وہ
اپنی بہن سے ایک بھلا کب دور رہی تھی۔۔ اور اب تو اس کی بہن نے حد
ہی کر دی تھی۔۔

آپنی جب تک اپ پاکستان نہیں اجاتی۔۔ مجھ سے مل نہیں لیتی تب تک میں
اپ سے بالکل بھی بات نہیں کروں گی۔۔ کچھ سوچ کر مہزلہ نے وائس
میسج اور زلہ کو سینڈ کیا تھا۔۔

مہزلہ کا وائس میسج سن کر اور زلہ بے چین ہوا ٹھی تھی۔۔ جلدی سے اگلے
ہی پل ملیار کو فون ملاتی وہ پاکستان آنے کے ٹکٹ بک کروانے کے لیے کہہ
چکی تھی۔۔

چاہے کچھ بھی ہو جاتا اس دنیا میں اس کی بہن ہی اس کا واحد خونی رشتہ
تھا۔۔۔ وہ اپنی بہن کو خود سے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ حالانکہ اسے
اپنے بابا کی بھی بہت یاد آتی تھی۔۔۔ غم میں ماں باپ کا سہارا ہی تو بچوں کو
چاہیے ہوتا ہے۔۔۔

دل پر پتھر رکھ کر وہ دوبارہ پاکستان جانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔ پاکستان تو
وہ جانا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن سوات اور خانزادہ حویلی تو وہ بالکل بھی نہیں جانا
چاہتی تھی۔۔۔ وہ تو کہیں بہت دور رہنا چاہتی تھی۔۔۔ جہاں پر صرف اور
صرف وہ ہو اور اس بے مہر شتمگر کی یادیں۔۔۔

گہرے سانس بھرتے ہوئے اپنے انسوؤں کو پلک جھپکتے آنکھوں کے اندر
دوبارہ گم کرتے ہوئے وہ الماری کی طرف بڑھ کر اپنی پیکنگ کرنے میں
مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

یہ اس کے درد کے انتہا ہی تھی کہ آنکھوں سے انسو بہہ رہے تھے۔۔۔ لیکن
وہ انہیں گال پر بہتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

کوئی اس سے پوچھے تو وہ اسے بتا سکتی تھی کہ اذیت ناک لمحوں میں کس طرح سے ہونٹوں پر مسکان سجا کر لوگوں سے ملا جاتا ہے۔۔

کیونکہ ان سب میں تو اور زلہ بہت ماہر ہو چکی تھی۔۔

خود سے بڑ بڑاتی ہوئی وہ ساتھ ہی ساتھ اپنے بیگ میں کپڑے بھی رکھ رہی تھی۔۔

کوئی بات نہیں اور زلہ میری جان تم تو بہت سٹر انگ ہو۔۔ کیا ہوا اگر تم حویلی جا رہی ہو تو بالکل بھی اس شتمگر سے بات نہیں کرنا۔۔ جتنا رہ سکے اس سے دور ہی رہنا۔ اور ہاں تم وہاں صرف اور صرف مہزلہ کی وجہ سے جا رہی ہو۔۔ بس اور کچھ بھی نہیں۔۔

مہزلہ خود سے بڑ بڑاتے ہوئے خود کو ہی تسلی دے رہی تھی۔۔ اس کے پاس صرف وہی تو بچی تھی۔۔

ورنہ اگر وہ ابھی تک خانزادہ حویلی میں ہوتی تو شاید آرش خانزادہ اس کے اندر سے "میں" کو بھی نکال لیتا۔۔

اور پھر بلا اس کے پاس کیا بچتا صرف اور صرف مردہ جسم؟؟؟ یا پھر سانس لیتا
ہو ازندہ انسان؟؟

سردرد پٹنے کے قریب تھا۔

ابھی تک ملیار نے کوئی فون کال تو نہیں کی تھی۔۔۔ کہ فلائٹ کس ٹائم تک
انی تھی۔۔۔ مانچسٹر کے شہر کو ایک بار پھر سے بادلوں نے اپنے گھیرے
میں لے لیا تھا۔

گلاس ڈور کے پاس جاتی پردے ہٹا کر وہ باہر سڑک پر دیکھ رہی تھی۔۔۔
جہاں ہلکی ہلکی برف باری نے دوبارہ سے ماحول کو اپنی ادا سی میں لپیٹ لیا
تھا۔

گہرے سانس بھرتے ہوئے وہ دوبارہ سے گلاس ڈور پر پردے کو ٹھیک
کرتے ہوئے ڈرار سے درد کی دو گولیاں اٹھا کر ایک ہی ساتھ نگلتی بیڈ پر
اوندھے منہ لیٹ چکی تھی۔

اہستہ اہستہ اس پر غنودگی طاری ہوتی جا رہی تھی۔

وہ ان دوائیوں کی بہت شکر گزار تھی۔۔ ایک عرصہ ہو گیا تھا اسے نیند کی دوائیاں چھوڑے ہوئے لیکن اب دوبارہ جب سے وہ مانیچسٹرائی تھی۔۔ دوبارہ سے اسے نیند کی گولیاں کا سہارا ہی لینا پڑتا تھا۔۔ کم از کم یہ گولیاں اس کے شوہر کی طرح بے وفاتونہ تھی۔۔ جونچ راہ میں ہی چھوڑ جاتا ہے۔۔

بہت ساری سوچیں اس کے دماغ میں گڑبڑ تھی۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ دل کا غبار انسوؤں کے ذریعے بھی نکال رہی تھی۔۔ اور دھیرے دھیرے وہ نیند کی وادیوں میں آخر کار گم ہو ہی چکی تھی۔۔
~♡♡♡♡♡~

نہیں نہیں میں نے اسے نہیں مارا۔۔ وہ خود مر گئی تھی۔۔ وہ خود ہی کھائی میں چھلانگ لگا گئی تھی۔۔ میں نے تو اسے کچھ بھی نہیں بولا تھا۔۔

ایک اندھیرے نما محل میں ایک عالی شان کمرہ بھی اس وقت فل

اندھیرے میں نہایا ہوا تھا۔۔۔ اور اس کے اندر شخص بیڈ کے پاس زمین پر

ہی بیٹھا کانوں پر ہاتھ لیے چیختا ہوا خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے چیخ رہا تھا۔۔

مختیار قدیم کیا ہو گیا ہے تمہیں سنبھالو خود کو۔۔۔ اگر تم نے اسے دھکا نہیں

دیا۔۔۔ وہ خود ہی مری ہے۔۔۔ تو اتنا پاگل پن کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا

ہے تمہیں۔۔

مختیار قدیم کا باپ نہایت ہی جلالی انداز میں اپنے بیٹے سے بولا تھا۔۔۔ اس

کے بیٹے کی حالت نیم پاگل سی ہو گئی تھی۔۔

وہ وہ بابا بابا وہ خود مر گئی۔۔ میں نے اسے نہیں مارا۔۔ میں نے اسے نہیں

مارا۔۔۔ وہ وہ خود مر گئی۔

مختیار قدیم اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے دوبارہ سے چیختے چلنا شروع ہو

گیا تھا۔۔۔ اور اس کا باپ اسے دیکھ کر بے بسی سے گہرا سانس بھر کے رہ گیا

تھا۔۔۔ وہ آخر کر ہی کیا سکتے تھے۔۔۔ ان کے بیٹے نے ان کی مانی ہی کب تھی۔۔۔

اب ایسے حال میں اپنے بیٹے کو دیکھ کر انہوں نے اندر ہی اندر خود کو ختم کر لینا تھا۔۔۔ گہری سانس بھرتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کے کمرے سے نکل گئے۔۔۔ اپنے بیٹے کے ساری کارستانیوں پر ان کی نظر ہوتی تھی اور خبر بھی رکھتے تھے وہ۔۔۔

ایک بچی کی عزت کو بھری محفل میں بے ابرو کرتے ہوئے۔۔۔ وہ لڑکی جو کھائی میں گر کر ہی مر گئی تھی۔۔۔ اور ایک ان کا بیٹا تھا جو نیم پاگل سا ہو گیا تھا۔۔۔ ایک لڑکی کی عزت کو بے ابرو کرتے ہوئے وہ لوگ بلا اللہ تعالیٰ سے کیسے رحم مانگ سکتے تھے خود کے لیے۔۔۔

میں نے میں نے نہیں مارا اس کو۔۔۔ وہ خود ہی کھائی میں گر کر مر گئی تھی۔۔۔ میں نے بالکل بھی اسے دھکا نہیں دیا۔۔۔ بابا بابا پ میری بات کو سمجھ رہے ہیں نا۔۔۔

اس کے باپ کے کمرے سے نکلنے کی دیر تھی۔۔ کہ مختیار قدیم دوبارہ سے
پاگلوں کی طرح چیخنا شروع ہو گیا تھا۔۔ وہ یہ صدمہ سہن ہی نہیں کر پایا
تھا کہ ہدامر گئی تھی۔۔ بے شک ہدا سے اسے کوئی بھی ہمدردی یا پھر کچھ
بھی فیلنگ اس کے دل میں نہیں تھی۔۔ لیکن پھر بھی آنکھوں کے
سامنے ہوتی موت کو دیکھ کر وہ نیم پاگل سا ہو گیا تھا۔۔ اور پھر بڑی بات
کہ اس کے جھگھنے کی وجہ سے ہی تو ہدا کھائی میں گری تھی۔۔ اس سچ کو چاہ
کر بھی جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ اس لیے وہ نیم پاگلوں کی طرح حرکتیں کرتے
جیسے خود پر سے سارا الزام ہٹانے کی طاق میں ہو۔۔

میں میں اسے ختم کر دوں گا۔۔ اس دنیا میں وہ بالکل بھی زندہ نہیں رہے
گی۔۔ اس نے ہدا کو مار دیا۔۔ ہاں ہاں اور زلہ نے ہدا کو مار دیا۔۔ مار دیا
اس نے ہدا کو میں اسے بھی مار دوں گا۔۔ مار دوں گا۔۔ اچانک احساس
سے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔۔ اور اب اس کے شیطانی دماغ
میں شاید کوئی اور سا پلان بن رہا تھا۔۔ لیکن اس بار وہ نہیں جانتا تھا کہ

اگے بھی آرش خانزادہ ہے جس کو پہلے تو اس نے نقصان کی مار مار کر اس کو
زندگی کی دوڑ میں ہرا دیا تھا۔۔۔ لیکن اس بار آرش خانزادہ سر پر اہوا بیٹا
تھا۔ ایک بار بس اس کے سامنے جانے کی دیر تھی۔۔۔ اس کے بعد مختیار
قدیم کی جان جانی تو پکی ہی تھی۔۔

~♡♡♡♡♡~

یہ تم وہاں بیٹھی بیٹھی کیا کر رہی ہو۔۔۔ بس بیٹھے بیٹھے موٹا ہی ہونا
ہے۔۔۔ یہاں اگر میری مدد کرواؤ۔۔۔ نائلہ بیگم اپنی بیٹی عنایہ کو دیکھتے
ہوئے بولی تھی۔۔۔ جو صوفے پر بیٹھی چاکلیٹ ہاتھ میں لیے بچوں کی
طرح بس کھانے میں ہی مصروف تھی۔۔

مورے مجھ سے نہیں ہوتے یہ کام میں نہیں کر رہی۔۔۔ اپ خود ہی کر
لیں یا پھر ملازمہ سے گھر براپڑا ہے۔۔۔ ان سے کہہ دیں بالکل بھی کام
نہیں کروں گی۔۔

اللہ توبہ کیسے اپنی ماں کو جواب دے رہی ہے۔۔۔ سیکھو کچھ زری سے۔۔۔
پھوہڑ لڑکی ساری زندگی بس شوہر ہی بنا کر کھلائے گا کیا؟؟ کچھ تو سیکھ لو یا پھر
اپنی ماں کو بس بدنام ہی کرنا ہے۔۔۔

نائلہ بیگم نے تواج عنایہ کو اڑے ہاتھوں لیا ہوا تھا۔۔۔ جب سے عنایہ کے
ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کرنے کے بعد سب سے سختی سے کہا تھا کہ عنایہ
کو تھوڑی بہت ہی صحیح لیکن چہل قدمی کروایا کرے۔۔۔ اور وہ چھوٹے
موٹے کام تو کر ہی سکتی ہے۔۔۔

تب سے ہی نائلہ بیگم اسے کام کا کہہ کہہ کر تک چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ لڑکی
تواٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

مورے کیا ہو گیا ہے میری خود ہی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ مجھے الٹیاں
ارہی ہے اور اپ ہے کہ بس مجھے ڈانٹنے میں ہی لگی ہوئی ہے۔۔۔ اس بار تو
عنایہ کی آنکھوں میں سچ سچ آنسو ہی اگئے تھے۔۔۔ ایک تو خود ہی اسے الجھن

ہو رہی تھی۔۔۔ خود کے بھرے بھرے سراپے سے۔۔۔ اور اوپر سے اس کی مورے اسے صبح سے ڈانٹنے میں ہی لگی ہوئی تھی۔۔۔

عنایہ کی انسو بھری آواز سن کر ملیار خانزادہ بے چین ہوا اٹھا تھا۔۔۔ اسی وقت وہ کام سے واپس آکر لاؤنج میں داخل ہوئی ہوا تھا۔۔۔ اور عنایہ کی انسو بھری آواز سن کر وہ تڑپ اٹھاتا۔۔۔

میری جان کیا ہو گیا ہے کیوں رو رہی ہے آپ۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے کیا آپ سے۔۔۔ دو سیکنڈ بھی نہیں گزرے تھے ملیار لمحوں میں بھاگتا ہوا عنایہ کے پاس آیا تھا۔۔۔ اس کا سراپہ سینے سے لگاتے ہوئے اس کے انسو صاف کیے تھے۔۔۔

ملیار کو اپنے سامنے پا کر اس کے سینے پر سر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ اور اس کی اتنے دھاڑے مار مار کر رونے کی وجہ سے نائلہ بیگم بھی بوکھلا کر کچن سے باہر آتے اسے دیکھتے ہی گھور رہی تھی۔۔۔ جو شوہر کے اتنے ہی اس سے شکایتیں کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ملیار میں نے ڈانٹا ہے اسے۔۔ تم نے تو اس کی ساری عادتیں ہی خراب کر لی ہے۔۔ شادی سے پہلے تھوڑا بہت کام کر لیتی تھی۔۔ لیکن اب تو بس ہر وقت اٹھتی بیٹھتی اور سوتی ہی رہتی ہے۔۔ اور کھانا کھاتی رہتی ہے۔۔ ذرا سی چہل قدمی کرے گی تھوڑا سا کام کرے گی۔۔ تبھی تو ٹھیک رہے گی۔۔

لیکن ان میڈم کے تو نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔۔ جیسے دنیا کی واحد لڑکی ہو کہ انہوں نے ہی بس بچہ پیدا کرنا ہے۔۔ اور تو کسی نے بچے پیدا کیا ہی نہیں ہیں۔۔

نائلہ بیگم دوبارہ سے اسے ڈانٹنا شروع ہو گئی تھی۔۔ جو شوہر کے اتے ہی اس کے سینے پر سر رکھے گھور کر ساتھ ساتھ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ ملیار کے سینے پر سر رکھے اپنی بہتی ہوئی ناک صاف بھی کر رہی تھی۔۔

او ہوتائی جان کیا ہو گیا ہے۔۔۔ میں اسے خود چہل قدمی کروالوں گا۔۔۔
ہم باہر واک پہ جائیں گے۔۔۔ ہے نامیری جان۔۔۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟؟
ملیار نے بس کسی بھی طرح سے نائلہ بیگم کی ڈانٹ سے اپنی معصوم سی
بیوی کو بچانا چاہا تھا۔۔۔

عنا یہ بھی اپنے شوہر کی بات سن کر تابداری سے ضرور شور سے بچوں کی
طرح ہاں میں سر ہلانا شروع ہوئی تھی۔۔۔

تائی جان پلیز اپ اسے کام کے لیے مت بولا کریں۔۔۔ گھر میں بہت
سارے ملازمے ہیں۔۔۔ اور اگر ملازمہ کم ہے تو مجھے بتادیں میں اور بے
رکوا دیتا ہوں۔۔۔ لیکن میری بیوی سے کوئی بھی کام نہیں کروائے
گا۔۔۔

ملیار نے بااواز بلند اواز میں سب کو سنانے کے لیے کہا تھا تا کہ اسندہ سے
اس کی بیوی سے کوئی بھی کام نہ کروائے۔۔۔ اپنی بیوی کو روتے ہوئے
کیسے دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ہاں ہاں بھئی تمہاری بیوی نہ ہوئی پتہ نہیں کیا ہو گئی ہے۔۔۔ اسمان سے
اتری ہوئی حور ہے کیا۔۔۔ وہ جو کام نہیں کرے گی۔۔۔ ساری عورتیں ہی
کام کرتی ہیں۔۔۔ کیا کوئی انوکھی ہے لاڈلی ہے جو کام نہیں کریں گی۔۔۔
ملیار کی بات سن کر نائلہ بیگم نے جلے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔۔
حالانکہ عنایہ ان کی ہی بیٹی تھی۔۔۔ انہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ ان کی بیٹی
کے شوہر ان کی بیٹی کا اتنا خیال رکھ رہے ہیں۔۔۔ لیکن وہ ایک سمجھدار
خاتون تھی اگے جا کر پریگنسی میں بہت ساری کمپلیکیشنز آنے کے باعث
ہی وہ عنایہ کو چہل قدمی کرنے کے لیے کہہ رہی تھی۔۔۔ اور بہانے سے
اسے چھوٹے چھوٹے کام بھی کروا رہی تھی لیکن یہاں تو کوئی اس کی سنی
تب نہ۔۔۔

نائیلہ بیگم ان دونوں کو گھور کر دوبارہ سے کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔ کیونکہ
سارے حویلی والے ہی ان کے ہاتھ کا کھانا بہت پسند کرتے تھے۔۔۔

ساتھ ہی ساتھ شاملہ بیگم بھی ان کی مدد کروارہی تھی۔۔۔ اور اپنے بیٹے اور
بہوں کو دیکھ کر وہ ہنسے جارہے تھے۔۔

اجاؤ میری جان میں اپ کو کمرے میں لے کر چلتا ہوں۔۔۔
ملیار نے پیار سے عنایہ کے معصومیت بھرے چہرے کو دیکھتے کہاں۔۔۔
ساتھ ہی اسے اٹھاتے وہ کمرے کی طرف لے کر چلا گیا تھا۔۔

~♡♡♡♡♡♡♡~

بڑی کہاں ہیں اپ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ چلیں ناچن میں چلتے ہیں
کسی سے کہہ کر اپنے لیے الو کے چپس بنواتے ہیں۔۔
چھوٹا سارو حان اپنے قدموں پر بھاگتے ہوئے اور مہزلہ کے کمرے میں
داخل ہوا۔۔

مہزلہ اپنی بکس پر دیہان دیے پڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔۔۔ تو
روحان کی آواز سنتی سراٹھا کر دیکھا جو اس کی طرف بھاگتے ہوئے آیا تھا۔۔

بھوک تو کچھ مجھے بھی لگ رہی ہے۔۔ چلو پھر چل کر کسی سے کہتے ہیں کہ ہمارے لیے الو کی چپس بنالے۔۔ پھر اسے کھائیں گے اور وہ بھی ایکشن مووی بھی دیکھ کے ٹھیک ہے۔۔

مہزلہ نے روحان سے کہا تو روحان نت تو چیختے ہوئے اچلتے کودتے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔۔

ائی لو یو سوچ بڑی اب بہت اچھی ہے۔۔
ہاں وہ تو میں ہوں کبھی غرور نہیں کیا۔۔ مہزلہ نے گردن اکڑا کر فخر سے کہا۔۔

ہا ہا بڑی اب چلیں ایسا نہ ہو کہ یہ گردن ٹوٹ جائے اپ کی۔۔ روحان نے بھی آنکھوں میں شرارت لیے کہا تھا۔۔

تمہاری تو۔۔۔ رکو تو ابھی بتاتی ہوں میں۔۔۔ مہزلہ نے جلدی سے اپنی باکس بند کی روحان سے کہتے اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے آئی تھی۔۔

روحان بھی جپک سے کمرے سے بالکل غائب ہو گیا تھا۔۔۔ مہزلہ بھی اس کے پیچھے بھاگتی پوری حویلی میں ان کی کلکلاہٹے گونج رہی تھی۔۔۔ جو حویلی کے اندر اتے زرم نے سنتے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔۔۔
اپنے بیوی اور بچے کو ایسے ہنستا گلکھلاٹا دیکھ کر زرم کے اندر سکون اترتا چلا گیا تھا۔۔۔

یہ احساس ہی کتنا خوش کن تھا کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ خوش ہے۔۔۔۔ زندگی نے اسے کبھی مکمل خوشی نہیں دی۔۔۔ لیکن مہزلہ کی صورت میں اسے وہ بھی مل گئی تھی۔۔۔

وہ جو اسلام آباد سے بہت سارے سوال اپنے زہن میں لے کر آیا تھا۔۔۔
دادا جی سے پوچھنے کے لیے وہ سارے کہیں گڈ مڈ ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ اسے اور اس وقت وہ صرف اور صرف مہزلہ اور روحان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ روحان اگے اگے اور مہزلہ اس کے پیچھے پیچھے بھاگتے اسے

پکڑنے کی کوششوں میں تھی۔۔۔ اور دونوں کی ہی کھلکھلائے عروج پر تھی۔۔

بابا جانی بچائے مجھے۔۔۔ روحان میں جیسے ہی زرم کو دیکھا تو باگ کر اس کے پاس جاتے ہوئے اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا تھا۔۔۔ اور زرم میں بھی مسکراتے ہوئے جلدی سے اپنی گود میں اٹھالیا تھا۔۔

میں تھک گئی ہوں۔۔۔ ان کے قریب اکرزرم کے بازو پر ہاتھ رکھے گہری گہری سانسیں لینا شروع کی تھی۔۔۔ باگنے کی وجہ سے دونوں کا ہی تنفس بگڑا ہوا تھا۔۔۔ دونوں ہی پھولی ہوئی سانسوں سمیت ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔۔

چیٹر روحان اوچلو جلدی کروالو کے چپس کسی سے کہہ کر بنواتے ہیں۔۔۔ ورنہ بھوک سے میری جان ہی نکل جائے گی۔۔۔ مہزلہ نے نچلا لاڈ سے باہر نکالتے ہوئے پہلے روحان اور پھر زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

زرم کا دل چاہا کہ اپنی چھوٹی سی فیری کو اپنے سینے سے لگالیں۔۔۔ اور اگلے ہی بل اپنی دل کی بات پر لبیک کہتے ہیں وہ اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔۔۔ زور سے دونوں کو سینے میں بھیتے ہوئے اس نے سکون محسوس کیا تھا۔۔۔ اپ دونوں میری کوئی زندگی کا اثاثہ ہے۔۔۔ زیادہ شرارتیں نہ کیا کریں۔۔۔ دونوں میں سے اگر کسی کو بھی جھوٹ لگی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

زرم نے غور کر دونوں کو مصنوعی سا ڈانٹا تھا تو دونوں کے منہ ہی لٹک گئے تھے۔۔۔

اوہو بابا جانی کیا ہو گیا ہے۔۔۔ اب ہم دونوں چھوٹے تو نہیں ہیں۔۔۔ دونوں ہی بڑے ہو گئے ہیں کیوں بڑی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔۔۔ روحان نے اپنی بات کہہ کر مہزلہ سے بھی تاکید چاہی تو اس نے بھی زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

چلو اؤ تم دونوں کو بھوک لگ رہی ہے تو چکن پاستہ کون کون کھانا چاہے
گا۔۔۔ وہ بھی میرے ہاتھوں ذرم نے ان دونوں کو پیار سے دیکھتے ہوئے
جانثار ہوتی نظروں سے کہا۔۔

میں۔۔۔ میں۔۔۔ دونوں نے ایک ساتھ ہی کہا تو۔۔ ذرم نے مسکراتے
ہوئے دونوں کو یوں ہی سینے سے لگائے کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔
ان دونوں کو ہی شلیف پر ایک ایک سائیڈ پر بٹھاتے ہی اب ذرم نے اپرن
پہنتا اور وہی بڑی ماہرانہ طریقے سے کٹنگ کرتا وہ دونوں کے لیے پاستہ
بنانے میں مصروف ہو چکا تھا۔۔

ساتھ ہی ساتھ دونوں شرارت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تو کبھی
ذرم کی طرف۔۔ م ذرم ان کی شرارت بھری نظریں خود پر محسوس
کرتے ہی مسکرا رہا تھا۔ اس کے دونوں بچوں نے کبھی بھی نہیں سدھرنا
تھا طے ہوا تھا۔۔

کیا ہوا اپ دونوں اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہو چکن پاستہ نہیں کھانا
کیا۔۔۔ زرم نے اتنی بروج اچکاتے دونوں کی طرف دیکھا۔۔

کھانا ہے کھانا ہے۔۔۔ ہی جی لیکن اب بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔
مہزلہ نے لاڈ سے کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو باہوں میں اوپر کیا کہ
جیسے وہ اے اور اسے گلے لگائے۔۔

ذرم مسکراتے ہوئے اس کے قریب گیا۔۔۔ اور اس کے ناک پر لب
رکھتے اس کہ باہوں میں وہ سما گیا تھا۔۔۔ یا وہ سما گئی تھی کچھ سمجھ نہیں رہا
تھا۔۔

کیونکہ مہزلہ اتنی چھوٹی سی بچی لگتی تھی زرم کے سامنے۔۔۔ زرم اسے
باہوں میں لے کر چھپا ہی لیتا تھا۔۔

میں بھی ہوں یار۔۔۔ روحان کی مایوسی میں ڈوبی آواز سنی تو دونوں نے
مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل زرم نے روحان کو بھی گود میں
اٹھاتے دونوں کو دوبارہ سے سینے سے لگایا تھا۔۔

چلو اب شرارت کرنا بند کرو۔۔ جاؤ جلدی سے ٹیبل پر جا کر بیٹھو اگلے دو منٹ میں پاستا پلوگوں کے سامنے بالکل ریڈی ہوگا۔

یا وہو وودو دونوں نے یا ہو کا نعرہ لگاتے ہوئے جا کے اب ٹیبل پر بیٹھتے زرم کو بے تاب نظروں سے دیکھا تھا کہ جیسے وہ جلدی سے بس لے کر اجائے اور ہم جا پٹا ڈال کر کھالیں۔۔

زرم بھی ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اب چھو لے کو بند کرتے پاستے کو ڈش میں اتارتے وہ ان دونوں کے سامنے ڈائننگ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔۔

واؤ بہت مزے کا ہے۔۔ لا جواب۔۔ دونوں کی طرح طرح کے کاپلمنٹس سنتے زرم ان دونوں کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ جو باتیں وہ پوچھنے حویلی اپنے دادا جی سے آیا تھا وہ باتیں تو وہ یکسر بھول ہی چکا تھا۔۔

جلدی سے روحان جا کر کھانا کھانے کے بعد اپنا ہوم ورک کمپیٹ کرنا
ہے۔۔۔ اور اپ فی ری اپ نے اپنے پیپرز کی تیاری کرنی ہے اپ کے پیپرز
نزدیک آنے والے ہیں سمجھ رہی ہیں نا۔۔

دونوں نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ دونوں چاہے کتنی بھی
شرارتیں کر لیتے ہیں لیکن پڑھائی کے معاملے میں دونوں خود ہی بہت
سیریس تھے۔۔

زرم نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا کہ دونوں بیٹا کوئی شرارت کیے اپنے کمرے میں
جا چکے تھے۔۔

ان کو جاتا دیکھ کر وہ بھی اٹھا اور اپنے دادا جی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا
بہت سارے سوالوں کے جواب جاننے کے لیے۔۔

میں نے تم لوگوں کو کچھ انفارمیشن نکالنے کے لیے کہا تھا اب تک وہ کام ہوا
کیوں نہیں آج دوسرا دن ہے؟؟

سر دھڑھڑاتی ہوئی آواز دواد میوں کے کانوں میں گونجی تو بے ساختہ ہی
ان لوگوں نے جھرجھری لی تھی۔۔

میم اپ کا کام ہو جائے گا۔۔

ایک موٹے شکل والے آدمی نے کہا۔۔

کب تک ہو گا میں نے ایک دن کا ٹائم دیا تھا اور اب دو دن گزر چکے ہیں۔۔

دوبارہ سے فون سے وہی سر دھڑھڑاتی گونجی جو دونوں آدمیوں نے سنی۔۔

ہم ہم بس ادھے گھنٹے تک آپ کو انفارمیشن دیتے ہیں۔۔

دوسری آدمی نے جلدی سے کہا تھا۔۔

وہ دونوں گنڈے نما آدمی ڈرتے تو نہیں تھے کسی سے لیکن سامنے کھڑی

دھان پان سی لڑکی سے وہ واقف نہیں تھے کہ آواز کے سر دپن سے ہی وہ

لوگ اتنا خوف میں مبتلا ہو گئے تھے۔۔

ہم تم لوگوں کے لیے یہی بہتر ہوگا۔

ورنہ نیکسٹ ایسا نہ ہو کہ مجھے خود ہی تم لوگوں کے پاس انا پڑے یا تم لوگوں کو مجھے اپنے ٹھکانے پر بلانا پڑے۔

دوبارہ سے ان لوگوں نے وہ سرداواز سنی تو بے ساختہ ہی اپنے ماتھے پر ایا پسینہ خوف سے صاف کیا تھا۔

انشاء اللہ انشاء اللہ ہم بس ادھے گھنٹے تک اپ کو فون کرتے ہیں۔
دوسرے ادی نے جلدی سے کہا اور ساتھ ہی فون کو ٹھک سے بند کر دیا تھا۔

مبادہ کہیں مزید اس عورت کی سرداواز سن کر وہ دونوں خوف سے یہیں پر ہوش و حواس ہی ناگنوا بیٹھے۔

ایک بار تم دونوں کا پتہ لگ جائے اپنے ساتھ ہوئے ہر ذیاتی کا بدلہ لوں گی۔

بھری محفل میں تم لوگوں نے مجھے رسوا کیا تھا اب اس بات کا بدلہ تو مجھے
خود ہی لینا ہو گا۔

کب تک اور زلہ خانزادی اپنے بھائی اور شوہر کے پیچھے ہی چلتی رہے گی۔
کب تک اور زلہ خانزادی کو بدلہ لینے کے لیے یا پھر کسی بھی بات کے لیے
ایک مرد کا سہارا ہی چاہیے ہو گا؟؟

کیا میں خود سے جانتی نہیں ہوں کہ ساری عمر ہی میری مورے اور ہم نے
بغیر مرد کے گزاری ہے میں خود کا حوصلہ خود ہی بنوں گی۔

اور اب اپنے مجرم کو اس کے کیے کی سزا ضرور سناؤں گی۔

اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی وہ کل ہی پاکستان پہنچ گئی تھی۔

لیکن فی الحال وہ ایک ہوٹل میں تھی جو سوات سے کچھ ہی ٹائم دور تھا۔

اس کا ارادہ آج ہی اپنی بہن کے پاس حویلی جانے کا تھا۔

یا پھر وہ اپنی بہن کو اپنے پاس بھی بلوا سکتی تھی۔۔۔ لیکن فی الحال وہ حویلی
جانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کسی پر بھی ایسا تاثر بالکل بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔۔
کہ وہ کمزور ہے وہ سٹر انگ ہے اور وہ سٹر انگ بنے گی بھی۔۔

اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی ساتھ ہی وہ ہوٹل کے گلاس ڈور کے
پاس اتنی پردے ہٹا کر سوات کے گیلی سٹرکوں کو دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔۔
کل رات شدت سے برف باری برسی تھی جس کی وجہ سے سارے
درخت برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔

بے شک یہ منظر بہت جان لیوا تھا اور نہایت ہی خوبصورت تھا۔۔ لیکن پھر
بھی اس کے دل کو ایک پل کے لیے بھی نہیں بھایا تھا۔۔

بیزار ہو کر اس نے گلاس روڈ کے پردوں کو واپس سے ٹھیک کیا۔۔۔ اور
ساتھ ہی لیپ ٹاپ لے کر اپنا کام کرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔
اپنے دو سے تین سال کی محنت کو وہ یوں ہی ضائع ہونے نہیں دے سکتی
تھی۔۔۔ وہ بھی صرف ہدا کی وجہ سے۔۔۔ اور ویسے بھی اسے اپنی

سیکرٹری سے معلوم ہوا تھا کہ ہدائے آپ کے جانے کے بعد افس کو بالکل بھی نہیں دیکھا۔۔۔ جہاں پر بہت سارے لوگ بھی ہوا تھا۔۔۔ لیکن خیر وہ لوگ ریکور کر سکتی تھی۔۔۔ اور اب اسے دن رات محنت کر کے اسے لوگ کو کور کر کے اس کمپنی کو خود ہی اوپر تک لے کر آنا تھا۔۔۔

ہدائے کو وہ اس کے شیرزدینا چاہتی تھی۔۔۔ مزید وہ ہدائے کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اور یہی اس کے لیے بہتر تھا۔۔۔

اور زلہ نہیں جانتی تھی کہ جو خبر اسے سننے کو ملنے والی ہے وہ اس کی روح تک کانپ دے گی۔۔۔

اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی ساتھ ہی ساتھ وہ ان لائن میٹنگ بھی ایک کلائنٹ کے ساتھ ڈسکس کر رہی تھی۔۔۔

تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل وہ میٹنگ میں ہی بڑی رہی ایک گھنٹے کے بعد

تکادینے والا سفر آخر ختم ہوا۔۔۔ اور اس نے صوفے کی پشت پر اپنا سر گرا

لیا تھا وہ حد سے زیادہ تھک گئی تھی۔۔۔ جب سے وہ پاکستان آئی تھی اس کا

پورا دن اور رات صرف اور صرف میٹنگ میں ہی گزرا تھا۔۔۔ اسے کھانا
کھانے تک کا ہوش نہیں تھا۔۔۔ بس پورا دن اور رات اس نے کافی پر ہی
گزارا گیا تھا۔۔۔ اس وقت اس کا سردرد دوبارہ سے پٹنے کے قریب تھا۔
ابھی وہ ریلیکس ہو کر تھوڑی بیٹھی ہی تھی کہ اس کے فون کی رنگ اسے
سنائی دی۔۔

فون کو لیس کرتے کان سے لگایا اور اس کا روار واگے انفارمیشن سننے کے
لیے بے تاب تھا۔۔
بولو۔۔

اور زلہ نے یک لفظی بات کہی۔۔

میم اپ نے جس آدمی کا پتہ کرنے کے لیے کہا تھا وہ اس وقت سوات کے
شہر اپنے محل میں رہ رہا ہے اور اس کے ملازم سے پتہ چلا ہے کہ اس آدمی
کی حالت نیم پاگل سی ہو گئی ہے۔۔۔ اور وہ زیادہ تر اپنا وقت اپنے کمرے

میں ہی گزارتا ہے۔۔۔ لیکن کل سے وہ ادنیٰ دوبارہ سے باہر نکلے گا افس
کے کام کے لیے۔۔

اور لڑکی؟؟؟

سامنے والے کی بات سن کر اور زلہ نے یک لفظی دوبارہ سے ہذا کے بارے
میں بھی جاننا چاہا تھا۔۔

میم اس لڑکی کی تو تقریباً 10 دن پہلے ہی ڈیٹھ ہو چکی ہے اور وہ مر گئی
ہے۔۔

سامنے فون سے ابھرتی آواز کو سن کر اور زلہ کو لگا جیسے ہوٹل کی چھت اس
کے سر پر اگئی وہ۔۔

میم اپ سن رہی ہے؟؟؟

سامنے سے دوبارہ بہت سی آواز سے ارہی تھی۔۔

لیکن اسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ایک ہی جگہ پر بالکل ساکت ہو کر رہ گئی ہے صدے کی حالت سے اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔

کیس کیسے۔۔۔

وہ بے انتہا شکڈ کی حالت میں بس چند ہی لفظ منہ سے نکال پائی تھی۔۔
میم وہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ لڑکی اور لڑکا ایک پہاڑ پر دونوں بات کرنے گئے تھے۔۔۔ لڑکی اس کی منتیں تر لے کر رہی تھی۔۔۔ اور لڑکے نے اس کا ہاتھ جٹکا تو وہ لڑکی کھائی میں گر کر مر گئی تھی۔۔

اور یہ بہت خاص اور حساس انفارمیشن ہے جو صرف اور صرف ہم ہی معلوم کر سکتے ہیں اور اپ کے لیے اسی لیے کی ہے کیونکہ اپ ہمارے بوس کی بہن ہیں۔۔

ٹھیک۔۔

یک لفظی جواب دے کر اور زلہ کی آنکھوں سے ایک بولا بھٹکا ہوا آنسو اس کے گال پر بہا تھا۔

کیا انسان اتنی جلدی اپنے گناہوں کی سزا اس دنیا میں پالیتا ہے؟؟
اسے تو لگا تھا کہ ابھی مکافات عمل سٹارٹ ہو گا جس طرح سے ہد اور اس مختیار نے اسے بھری محفل میں بے ابرو کیا تھا اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی ہو گا؟؟

لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ ہد اپنی زندگی اتنی ہی لکھوا کرائی تھی اور یو غفلت میں مرنا اس کے نصیب میں لکھا جا چکا تھا۔

ضروری نہیں ہے کہ آپ بہت ہی پرہیزگار ہو اور اللہ کے قریب ہو تو آخری وقت میں آپ کے منہ سے کلمہ ہی نکلے گا۔

آپ کے اعمال کیسے ہیں اور آپ کتنے اللہ کے قریب ہیں یہ تو آخری وقت میں ہی انسان کو پتہ چلتا ہے۔

بے شک ہدائے بھی اپنے آپ کو سینچ سینچ کر رکھا تھا ہمیشہ وہ محبت اور نامحرم
لوگوں سے دور ہی رہی تھی لیکن مختیار قدیم اس کی صرف ایک غلطی کی
وجہ سے نامحرم سے محبت اس کی بربادی کی وجہ بن گئی تھی۔۔

ہمیشہ اپنے آپ کو نامحرم سے دور رکھنے والی لڑکی نہ محرم کی محبت میں ہی مبتلا
ہو کر اپنی زندگی کی بازی ہار چکی تھی۔۔

پوری زندگی اس نے اپنے اللہ تعالیٰ کے قریب ہی گزار دی لیکن آخری
وقت میں اس نے کیا کیا ایک نامحرم کی محبت کی خاطر اپنی بہن جیسی
دوست کی عزت پر وار کر کے وہ غفلت کی موت مر چکی تھی۔۔
اور زلہ کا دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رولے۔۔

وہ تو اپنا بدلہ لینے نکلی تھی لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ بہترین
انصاف کرنے والا ہے۔۔

لیکن اس مختیار قریم کو تو وہ بالکل بھی نہیں چھوڑنے والی تھی جس نے اس
کے ساتھ ساتھ اس کی بہن جیسی دوست کی بھی زندگی برباد کر لی تھی۔۔

اپنے انسوؤں کو صاف کرتے ساتھ اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ مختیار قدیم
کو وہ خود اپنے ہاتھوں سے موت دے گی۔۔

لیپ ٹاپ کو بند کرتے ہوئے صوفے پر ہی بے آرام سی لیٹ گئی تھی۔۔
انکھیں نیند سے بند نہیں ہو رہی تھی نیند کی گولیاں رات میں لینے کے
باوجود ابھی تک اس کے دماغ پر غنودگی چائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ
دھیرے دھیرے سے نیند کے وادیوں میں اتر گئی۔۔

پتہ نہیں یہ نیند کی گولیاں اور زلہ کے لیے کیسا جان لیوا مرض لانے والی
تھی؟؟؟

~♡♡♡♡♡♡~

نانا جی۔۔

زرم نے کمرے میں داخل ہوتے دادا جی سے کہا تھا۔۔

جی بیٹا۔۔ شیریں لہجے میں جواب آیا۔۔

مجھے آپ سے کچھ ضروری سوالات پوچھنے ہیں امید کرتا ہوں کہ جوابات سچ ہوں گے۔۔

ان کے پاس قریب ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے زرم نے اپنے نانا جی کے طعیف ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا۔۔

ایسے بھی کیا بات ہے کہ بات کرنے سے پہلے تمہیں اتنی تمہید بانی پڑ رہی ہے جو بھی پوچھنا ہے پوچھ لو۔۔

دادا جی نے اپنی خوب روئو اسے کی طرف دیکھا۔۔

وہ کیا آپ شہباز خان کو جانتے ہیں ماضی میں کہیں آپ لوگوں کی دشمنی تھی؟؟

شہباز خان کون جو گاؤں میں حویلی ہے وہی والا شہباز؟؟
دادا جی نے کنفرم کرنا چاہا۔۔

جی جی جس کا ایک پوتا بھی ہے ارباز خان۔۔

زرم نے بھی نرم لہجے میں اپنے دادا کی بات کی تاکید کی تھی۔۔

نہیں میری تو اس سے بس بات چیت ہی تھی اور مجھے نہیں لگتا کہ کچھ بھی ایسا ہوا ہے کہ ہم دونوں کی بیچ دشمنی تک بات جائے۔۔

ہاں بس میں لوگوں کی مدد کر رہا تھا اور وہ لوگوں کی مدد نہیں کرتا تھا اسی لیے زیادہ تر لوگ میرے پاس آتے تھے جس کی وجہ سے اس کے چہرے پر مجھے کہیں بار حسد کی آگ جلتی دکھائی دے دی لیکن بات تک نہیں ہوئی دشمنی کی بات تو بہت دور کی بات ہے۔۔

اپنے نانا کی بات سن کر زرم گہری سوچوں میں گم ہو چکا تھا۔
کیا ہوا بیٹے ایسے سوال کیوں پوچھ رہے ہو سب ٹھیک ہے نا۔
دادا جی نے انجانے خدشات کے تحت پوچھا تھا۔

جس پر زرم نے انہیں دیکھتے ہوئے ساری بات بتادی تھی ساتھ ہی ساتھ
ار باز کے کہے ہوئے سارے جملے من و من اپنے دادا جی کے گوش اتارے
تھے۔۔

کیا۔۔۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہو سکتا وہ انسان اپنے حسد کی اگ میں اتنا کیسے
گر سکتا ہے۔۔۔ کہ میری لاڈلی بیٹی اور داماد کو مار سکتا ہے اور میری
نواسی؟؟؟

بے ساختہ کی داد ا جی کو گھرے صدے نے اہہ گیر اتھا اور بی پی شوٹ
ہونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔۔
نانا پلیر سنبھالیں خود کو۔۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ۔۔۔ زرم نے اپنے دادا کو جلدی سے بی
پی نارمل کرنے والی دوائی دی اور ساتھ ہی انہیں ڈھیر ساری تسلی دیتے
ہوئے ان پر لحاف اوڑتیں وہ اپنے نانا کے کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔۔
اب تمہیں مجھ سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا شہباز خان اب تمہاری ساری
سچائی میرے سامنے کھل کر آگئی ہے۔۔۔ اپنے مورے اور بابا اور اپنی گڑیا
کے ساتھ ہوئے ہر ظلم کی زیادتی کا حساب تمہیں دینا ہی ہو گا۔۔۔ اندیکھی

حسد کی آگ میں تم نے تین بچوں کو تینوں کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا ہے۔۔

زرم کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں ضبط سے اس کی آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی تھی۔۔ لیکن بے ساختہ ہی وہ آنکھوں کو انگلیوں کے پوروں سے مسلتا گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔ اسے رونا نہیں تھا بلکہ اسے اپنا انتقام لینا ہی تھا۔۔ اور وہ بھی شہباز خان اور ارباز خان سے جنہوں نے حسد کی آگ میں جلتے ہوئے اس کی خوشیوں کا پیمانہ بکھیر دیا تھا۔

زرم کا ارادہ اب کل ہی اسلام آباد جانے کا تھا۔۔ آج تو وہ اپنا وقت آرام کر کے ہی گزارنا چاہتا تھا۔۔ اس وقت اس کا سر انتہائی بھاری ہو رہا تھا اور سر میں بھی درد تھا تو اس لیے وہ اپنے کمرے کی طرف آرام کرنے چلا گیا۔ اپنے بیڈ پر لیٹ کر اسے شدت سے اپنے سکون یعنی مہزلہ کے باہوں کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ کوئی ترکیب سوچ رہا تھا کہ مہزلہ کو اپنے کمرے میں بلا کر وہ سکون سے سو سکے۔۔

کہ بے ساختہ ہی اس کی نظر دروازے کی طرف اٹھی دل حد سے زیادہ
دڑھکنا شروع ہوا تھا۔۔ یعنی کہ وہ اس کے کمرے کی طرف ارہی
تھی۔۔ کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تو مہزلہ نمودار ہوئی تھی۔۔
تم یہاں؟؟

زرم نے انہی برواچکا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

تو میرے ہی جی کا کمرہ ہے کہ یہاں آنے پر ٹیکس لگتا ہے؟؟

مہزلہ کی زبان تواج کل کچھ زیادہ ہی چھلنے لگی تھی۔۔ باتوں کے حاضر

جوابات اس کے پاس پہلے سے ہی موجود ہوتے تھے۔۔ بے شک یہ زرم

کے لاڈ پیار کا ہی نتیجہ تھا ورنہ تو وہ اس کے سامنے اپنی زبان تک کھول نہیں
پاتی تھی۔۔

نہیں میری جان بے شک تمہارے ہی جی کا کمرہ ہے اور تم کبھی بھی آہہ
سکتی ہو ٹیکس وہ بھی تمہارے لیے ناممکن سی بات ہے۔۔

زرم نے مسکراتے ہوئے اس معصومیت کی پیکر کو دیکھا تھا جو اپنے لمبے
بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے انہیں جلاتی وہ اس کے پاس آگئی تھی۔۔
یہ اپ کی آنز اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہے۔۔

بیٹھتے ہی مہزلہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو بے ساختہ ہی سوال پوچھا
تھا۔۔

میرے سر میں درد ہے میری زندگی اسی لیے۔۔
زرم نے اس کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اپنے لبوں سے لگایا
تھا۔۔

زرم کے مونچوں کی چبن اپنی ہتھیلی پر محسوس کرتے ہی مہزلہ کے دل میں
گدگدی سی ہوئی تھی۔۔

اپنا ہاتھ جھٹکے سے اس کے لبوں کے پاس سے ہٹاتے دڑھکتے دل پر قابو پاتے وہ دوبارہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

لیکن اس بار آنکھوں میں حیا اور چہرے پر کنفیوز بنے تاثرات صاف نمایاں تھے۔۔

میں میں اپ کا سرد بادوں۔۔۔

مہزلہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا۔

د باد و میری زندگی۔۔۔

زرم نے پیار سے اس کے معصوم چہرے کی طرف دیکھا جو اس کی نظروں سے پزل ہوتی یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

اس وقت وہ کنفیوز کنفیوز سی زرم کو اتنی کیوٹ لگی کہ بے ساختہ ہی اسے اپنے پاس بیڈ پر لٹا چکا تھا۔

یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔

بوکھلاتے ہوئے مہزلہ نے پوچھا تھا۔

کچھ نہیں بس تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں میری زندگی بہت تھک گیا ہوں۔۔

ذرم نے اپنی بھاری آواز میں کیا ساتھ اسے اپنے باہوں میں قید کرتے اپنے سینے پر اس کا سر رکھ لیا تھا۔۔

سب ٹھیک ہے ناپ پریشان ہیں کیا۔۔

وہ چھوٹی سی لڑکی اس کے پریشان ہونے کا سبب پوچھ رہی تھی جس کی باہوں میں اس کے لیے سکون رکھا گیا تھا۔۔

جی جی میری جان میری زندگی سب کچھ ٹھیک ہے بس تھک گئی ہوں۔۔۔ اسی لیے آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور آپ کو دیکھ کر میری ساری تنکھن اتر جاتی ہے۔۔۔ اسی لیے آپ کو اپنے پاس لٹایا ہے۔۔۔

ذرم نے پیار سے اس کے معصوم سے نقش میں کھوتے کہا تھا اپنے انگلی کے پوروں سے اس کے چہرے کے نقش نقش کو چھوتے وہ مہزلہ کے چہرے پر قوس قواس کے رنگ بکھیرنے کا باعث بنا تھا۔۔

مہزلہ نے اس کی بولتی نظروں سے بچنے کے لیے اسی کے سینے میں پناہ
ڈھونڈتے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔۔

زرم نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کیا تھا اور اس
کے سینے میں پناہ ڈھونڈنے کی ادا سے وہ گائل ہو گیا تھا۔۔ مسکراتے
ہوئے زرم نے اپنی زندگی کا یہ خوبصورت لمحہ یہی پر رک جانے کی خواہش
کی تھی۔۔

لیکن وقت بھلا کہاں کسی کے لیے رکتا ہے اچھا ہو یا برا وہ گزر ہی جاتا
ہے۔۔

مہزلہ بھی اس کے سینے پر سر رکھے دھیرے دھیرے نیند کی وادیوں میں اتر
چکی تھی۔۔

ساتھ ہی ساتھ زرم اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا سکون محسوس کرتا خود
بھی انکھیں موند چکا تھا۔۔

~♡♡♡♡♡♡♡~

بلو کلر کا جینز پہنیں ساتھ ہی ٹخنوں تک پنک کلر کی شارٹ فرائی پہنے اوپر لونگ کوٹ پہنے اور زلہ آنکھوں پر گلاسز چڑھائے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے ٹک ٹاک کرتی ہوٹل سے باہر نکلی تھی۔۔

خود پر اٹھنے والی ہزاروں نگاہوں کا مرکز وہ بنی تھی۔۔ وہ محسوس کر سکتی تھی اس وقت اس کے نین نقش میں غضب ڈھائے ہوئے تھے۔۔ اور وہ فل ٹک ٹاک کرتی ہوئی ہر کسی کی نظروں کا مرکز بنتی لاپرواہی سے بالوں کو جھٹکتی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔۔

میم اپ نے کہیں جانا ہے۔۔۔ وہ ملیار کا ہی ڈرائیور تھا جو ملیار نے اس کے لیے تعینات کیا تھا۔۔ اور اسے سخت تاکید بھی کی تھی کہ ڈرائیور کے بغیر وہ کہیں بھی نہیں جائے۔۔

نہیں تم جاؤ میں خود چلی جاؤں گی کار کی چابی مزید دے دو۔۔ اور زلہ نے ایڈیٹیوڈ بھرے انداز میں ڈرائیور سے کار کی چابی لی۔۔ اور ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھتے ہوں زن سے گاڑی اگے بگالے گئی تھی۔۔

ڈرائیور تو اس کے تاثرات اور اس کے چہرے کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔
انکھوں پر انی لائٹر لگائے لمبی گھنی پلکوں کو مسکارے سے مزین کیے
ہونٹوں پر بلڈ ریڈ کلر کی لپسٹک سجائے وہ فل قیامت بنی ادھر ادھر گزر
رہی تھی۔

انکھوں پر گلاسز اسی لیے چڑھائے تھے تاکہ کسی کو بھی اس کی انکھوں کی
ویرانی نظر نہ آئے۔

گاڑی کو تیزی سے روڈوں پر گزارتے ہوئے وہ حویلی کی طرف جارہی
تھی۔

حویلی وہ صرف اور صرف مہزلہ کی وجہ سے جارہی تھی۔۔۔ یہ بات بار بار
اپنے آپ کو وہ اسی لیے یاد دیلارہی تھی تاکہ وہاں پہ جا کر اس کا یہ بے وفادل
اس سے دغا ہی نہ کر جائے۔

گاڑی میں فل اواز میں میوزک لگائے فل لا پر واہ انداز میں گہری سوچو میں
مبتلا چاہ کر بھی وہ خود کو بدل نہیں پار ہی تھی۔۔۔ لیکن اس کے اندر کی
ویرانیوں سے کون واقف تھا کوئی بھی تو نہیں سوائے اس کے؟؟
ویسے بھی اب اس نے سوچ لیا تھا کہ لوگوں کو وہ جلا کر ہی رہے گی۔۔۔
اندر کی ویرانیوں اور چہرے پر ادا سی سجا کر ویسے ہی اس نے کسی کو اپنی
طرف متوجہ نہیں کیا۔۔۔ اور نہ ہی اسے کسی کی ہمدردی بٹورنی تھی۔۔
وہ خود میں ہی مگن خود میں ہی خوش رہنا سیکھ جائے گی۔۔۔ اہستہ اہستہ ویسے
بھی ابھی زخم تازہ تھا آرام آرام سے اس کا یہ زخم بھر جائے گا۔۔
سوچو میں گم وہ حویلی تک آخر کار پہنچ ہی گئی تھی۔۔۔ وہی حویلی جسے اس کے
بھائی نے اسے زخمی حالت میں نکالا تھا اج اسی حویلی وہ اپنے دو پیروں سے
صحیح سلامت چل کر جا رہی تھی۔۔

حویلی کا گارڈ اسے اچھی طرح سے پہچان رہا تھا۔۔۔ اسے دیکھتے ہی حویلی کا گیٹ کھولا گاڑی کھڑی کرنے کے بعد وہ لمبے سے گارڈن سے گزرتی لاؤنج کے اندر قدم رکھ چکی تھی۔۔

اس وقت لاؤنج میں شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم اور برلاس کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔ وہ تینوں بھی چائے پینے میں مشغول اپنی ہی باتوں میں مصروف تھے۔۔

زلے میری پیاری بہن۔۔۔

برلاس جیسے اس کی امد سے واقف ہوا اس لیے اسے کوئی بھی شک ڈ نہیں ہوا تھا۔۔۔ حالانکہ اور زلہ نے حویلی میں آنے کے بابت کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔ برلاس اگے بڑھا اور اپنی پیار سے بہن کا ماتھا چوما۔۔۔ اسے ذرا بھی حیرانی نہیں ہوئی تھی اپنی بہن کو اتنا بولڈ دیکھ کر۔۔۔ بلکہ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اس کی بہن اگر اس بار حویلی لوٹی ہے تو فل اگ بن کر اب اگر کوئی اس سے ٹکرائے گا بھی تو جل کر خاک ہو جائے گا۔

میری پیاری بیٹی مجھے معاف کر دو۔۔ میں تمہارا ساتھ نہیں دے پائی۔۔۔
شائلہ بیگم انکھوں میں آنسو لیے اس کے طرف بڑھتے اس کے سامنے ہاتھ
جوڑ چکی تھی۔۔۔

اور زلہ نے کچھ کہا تو نہیں تھا لیکن انکھوں میں نرم تاثرات لیے ان کے
ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کے ہاتھ کی پشت پر اپنے ہونٹ نرم
انداز میں رکھتے انہیں اپنے سینے سے لگا چکی تھی۔۔

بے شک اس عورت نے ان دونوں بہنوں کے حق میں کبھی بھی ذیاتی
نہیں کی تھی۔۔ بلکہ اپنی طرف سے اس عورت نے ماں سے بڑھ کر چاہا
تھا۔۔

السلام علیکم نائلہ بیگم کو دیکھتے ہوئے اس نے خود ہی سلام کرنے میں پہل
کی۔۔۔ نائلہ بیگم نے بھی نرم تاثرات اسے سلام کا جواب دیتے اس کے سر
پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

اور زلہ نے مزید کسی سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی۔۔۔ سب حویلی میں موجود تھے۔۔۔ لیکن اپنے اپنے کمروں میں۔۔۔ اسی لیے وہ بھی ان تینوں سے ملتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم نے اس کے جاتے ہی لمبی سانس بھری تھی۔۔۔ جبکہ برلاس کے چہرے پر مسکراہٹ ہی تھی۔۔۔

نائلہ بیگم کو اپنی بہو کا یہ بولڈ انداز بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا لیکن وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔۔۔

پہلے ہی وہ ان کے حق میں بہت ذیاتی کر چکی تھی۔۔۔ اب مزید کچھ بول کر اپنے اللہ کے سامنے گنہگار نہیں ہونا چاہتی تھی اسی لیے چپ ہی رہی۔۔۔ ویسے بھی غلطی ان کے اپنے بیٹے کی ہی تھی۔۔۔ اسی لیے کچھ نہ بول کر بھی وہ گنہگار سی اور زلہ سے نظریں چرا گئی تھی۔۔۔

برلاس بھی باہر چلا گیا تھا اور وہ دونوں بھی کچن میں جا کر اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئی تھی۔۔۔

السلام علیکم۔۔

دوپہر کے کھانے پر خانزادہ حویلی میں سبھی موجود ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔۔

تب ہی اور زلی سیر ہوں سے اترتی ہوئی بلند آواز میں سب کو سلام کرتی اپنی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

بالوں کا اونچا جوڑا بنائیں دوپٹے کو اپنے سینے پر اچھی طرح سے پہلائے رف سی ٹراؤزر اور شرٹ میں وہ نیچے اگئی تھی۔۔

نائلہ بیگم شائلہ بیگم اور برلاس کے علاوہ سب ہی اور زلہ کو حویلی میں دیکھ کر اپنی اپنی حیرت چھپا نہیں پائے تھے۔۔ سب کے ہی منہ کھلے ہوئے تھے اس کے اتنے بولڈ انداز کر۔۔

آپی اپ اگئی۔۔

خوشی سے چیخ کر مہزلہ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔۔

آپی کی جان آپی تمہارے لیے ہی حویلی ائی ہے۔۔

ہاتھ اٹھا کر مہزلہ کو وہ اپنی باہوں میں بھرتے کہا تھا۔۔

ائی لو یو سوچ آپی اپ ورلڈ کی بیسٹ آپی ہے۔۔

مہزلہ کی آنکھوں میں آنسو اگئے تھے وہ چھوٹی نہیں تھی۔۔ ہر بات سمجھ سکتی

تھی اس گھر میں گزرے ہوئے سانحہ کو سوچ کر اسے اپنی آپی پر ترس بھی

ایا اور اپنی خود غرضی پر خود پر غصہ بھی آیا۔۔

جوز بردستی اب یہاں پہ کو خود اس کے پاس بلا گئی تھی۔۔ اس کی آپی کی

آنکھوں میں ویرانی صاف طور پر دکھائی دے سکتی تھی۔۔ لیکن اپنے آپی

کے بولڈ انداز کو دیکھ کر وہ خوش بھی ہوئی تھی کہ وہ اپنی زندگی میں اگے

بڑھ رہی ہے نہ کہ پچھلی سوچوں کو سوچ کر اپنی اگے کی زندگی کو برباد کر

رہی ہے۔۔

میں نے اپ سے بہت زیادہ باتیں کرنی ہے کھانا کھا کر ہم ہمارے کمرے
میں چلیں گے۔۔

لاڈ سے چیئر پر سر رکھے فرمائش کی گئی تھی۔۔

ضرور میری جان ہم ضرور چلیں گے۔۔

ابھی اپ جاؤ جا کر کھانا کھاؤ بیٹھو۔۔

مہزلہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اسے چیئر پر بٹھا کر وہ مسکرا کر ملیار کو

اپنی طرف اتادیکھ رہی تھی ساتھ برلاس کو بھی۔۔

ملیار نے اگے بڑھ کر اپنی پیاری بہن کے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا اور اسے سینے

سے لگا کر آنکھوں میں انی نمی کو صاف کیا تھا۔۔

ٹھیک ہونا۔۔ انے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔۔

ملیار نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے کہا۔۔

نہیں لا لا کوئی بھی پریشانی نہیں ہوئی۔۔

وہ اس شخص کی شکر گزار تھی جس نے سوتیلے ہوتے ہوئے بھی ایک سگے
بھائی سے بڑھ کر فرض نبھایا تھا۔

میں بھی غالباً تمہارا ہی لالا ہوں۔

برلاس کی خفا خفا سی آواز گونجی۔

اور اس کے اس انداز کو دیکھ کر بے ساختہ ہی گل کا دل دھڑکا تھا۔

ہاں ہاں میرا چھوٹا لالا۔

اور زلہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے کہا۔

اوہو میری بڑی بہنا اب تو میں بڑا ہو گیا ہوں۔۔۔ شادی شدہ ہو گیا ہوں

اب تو چھوٹا کہنا بند کر دے۔

برلاس کے لہجے میں صاف جنجلاہٹ تھی آگے بڑھ کے اور زلہ کو اپنے

سینے سے لگاتے اس نے بھی اپنے بڑے لالا کی طرح اپنی بڑی بہن کے

ماتھے پر بوسہ دیا۔

ابھی اگے برلاس اور زلہ سے کچھ کہتا ہی کہ مہزلہ نے اس کے بازو کی شرٹ اپنے انگوٹھے اور انگلی سے کھینچ کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

اسے مہزلہ کے انداز پہ ٹوٹ کر پیار ایا جو اپنے ماتھے کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ جیسے اسے بھی ماتھے پر بوسا چاہیے۔

برلاس نے جھک کر اس کے ماتھے پر غصہ دیا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی ناک بھی شرارت سے کھینچی تھی۔

ٹڈی سوکھی لکڑی مجھے اتنی بڑی بڑی کیوں لگ رہی ہوں لالا اب دیکھ رہے ہیں اسے۔

برلاس شرارت کرنے سے باز نہ آیا تھا۔

نہیں چھوٹے لالا میں بڑی نہیں اپ چھوٹے ہو گئے ہیں۔

مہزلہ کہا کسی سے پیچھے رہنے والی تھی اس نے بھی بھرپور جوابی کاروائی کی تھی۔

اب اگر آپ نے مزید کچھ بولا تو ملیا لالا کی طرف سے آپ کو اس کریم کی
پینلٹی بھی لگ سکتی ہے۔۔

مہزلہ نے اس کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا تو بے ساختہ ہی برلاس چپ
ہو گیا تھا۔۔

اور اسے اپنی بات کو منہ میں دباتا دیکھ کر ڈانٹنگ ٹیبل پر بیٹھے تقریباً سب
نے اپنی اپنی مسکراہٹ دبا لی تھی۔۔

سوائے آرش خانزادہ کے جو ابھی تک پیاسی نظروں سے اور زلہ کے
چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔ لیکن مجال تھی کہ اس ظالم حسینہ نے ایک نظر
بھی اس کی طرف اٹھا کر دیکھا ہو۔۔

اور زلہ خود پر بخوبی آرش کی نظریں محسوس کر سکتی تھی۔۔ لیکن وہ جان
بوجھ کر اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ دل ہمک ہمک گئے اس
ستمگر کی طرف دیکھنے پر اسے مجبور کر رہا تھا لیکن اپنے دل پر سخت پہرے
بٹھائے وہ خود کو ظالم ثابت کرنا چاہتی تھی۔۔

سب حویلی والے چاروں بہن بھائیوں کی نوک جوک اور پیاری محبت دیکھ کر کافی خوش ہوئے تھے۔۔ خاص کر اور نگزیب خانزادہ اور ساتھ ہی شائلہ بیگم اپنے چاروں بچوں کو خوش دیکھ کر ان کی خوشی میں خوش تھے۔۔ اور نگزیب خانزادہ سے مزید انتظار نہ ہوا تو وہ بھی اٹھ کر اور زلہ کی طرف گئے۔۔ اور انکھوں میں آنسو لیے وہ اپنی بڑی بیٹی کو دیکھ کر رہ گئے۔۔ جنہیں وہ چار سال کی عمر میں اکیلا چوڑایا تھا۔۔

مہزلہ بھی اپنے باپ کے انکھوں میں آنسو دیکھ کر خود پر چڑھائے خود غرضی کا خول ایک پل کے لیے بلا بیٹھی تھی۔۔ اس کے باپ نے اس کے لیے اپنی بازو وا کیے تو اور زلہ کو بچپن کا وہ واقعہ یاد آگیا۔۔

جب جب اس کا بابا ان کے گھر آتا تو وہ یوں ہی اسے سینے سے لگانے کے لیے اپنے دونوں بازو ہوا میں اٹھاتا اور اور زلہ بھاگ کر اپنے باپ کے سینے سے

لگ کر اپنے باپ کے دونوں گالوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے لب رکھتے اپنے
پیار کا اظہار کرتی تھی۔۔

بے ساختہ ہی اور زلہ نے اپنی سسکی دبانے کے لیے نچلے لب کو بری طرح
سے دانتوں تلے کو چل ڈالا تھا۔۔
بابا۔۔

اور زلہ کے بابا لفظ میں اتنا دکھ درد اور اذیت شامل تھی کے بے ساختہ ہی
اور نگزیب خان زادہ اگے بڑھے اور اپنی بڑی بیٹی کو اپنے سینے سے لگا گئے
تھے۔۔

ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے سب گھر والوں کے آنکھوں میں آنسو اگئے تھے۔۔
ملیار بھی اپنی بہن کو خوش دیکھ کر خوش تھا۔۔

عنایہ کی نظر خود پر محسوس کرتے اس نے بے ساختہ عنایہ کی طرف دیکھا
جو معصومت بھرے چہرے سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔

انج دوپہر میں سبزی بنی تھی جو عنایہ برے برے منہ بنا کر کھانا نہیں چاہ رہی تھی۔۔ اسی لیے وہ اسے یوہی پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی تاکہ اس پہ رحم کر کے ملیار اس کے لیے کچھ اور منگوا سکے۔۔

ملیار نے اسے انکھوں سے کھانا کھانے کا اشارہ کیا تو عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

نلیار نے انکھیں نکال کر اسے ڈانٹنا چاہا تو بدلے میں اس کے چہرے پر خفگی بھری تاثرات دیکھ کر اس کے جان پر بنی تھی۔۔

اسے انکھوں سے تسلی دیتے اب روم میں جانے کا کہہ کر وہ دوبارہ سے اپنی بہن اور بابا کی طرف متوجہ ہوا جو دونوں اس وقت پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔۔

اوہو بابا کیا ہو گیا ہے اب بیٹی سے مل لیا تو مسکرا بھی لیں بیٹی سے ملنے سے پہلے بھی رو رہے تھے اور اب بھی رو رہے ہیں۔۔

ملیاز نے اگے بڑھ کر بڑے بیٹے ہونے کا فرض نبھاتے ہوئے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھے انہیں چھپ کر وانا چاہا۔۔

تو اور نگزیب خانزادہ نے بیٹی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے۔۔

اور زلہ بے ساختہ ہی اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر گئی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اسے ایک رشتہ چھینا تھا تو بدلے میں اتنے خوبصورت رشتے اس کے نصیب میں آئی تھی۔۔۔ بے شک اس کے نصیب میں خسار بالکل بھی نہیں آیا تھا کیونکہ وہ غلط نہیں تھی۔۔

چلو بیٹھو کھانا کھاؤ پھر اس کے بعد کمرے میں جا کر باتیں کریں گے۔۔۔ اور نگزیب خانزادہ نے اور زلہ کے آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور اسے کرسی پر بٹھایا۔۔

ملیار اور برلاس بھی اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔۔ اور اب سب کھانا کھانے میں مصروف تھے سوائے آرش خانزادہ کے۔۔

آرش یوں ہی انکھوں میں نمی لیے اور زلہ کودیکھ رہا تھا آرش کے دل میں
انی سے چبی تھی۔۔

اور زلہ نے ایک بار بھی اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا اس کی انکھوں میں
ویرانی تو آرش بھی صاف دیکھ سکتا تھا۔۔ لیکن اس کے بولڈ انداز کو دیکھ
کر آرش کے انکھوں میں نمی اگئی تھی۔۔ اس نے اپنی معصوم سی اور زلہ
کو کھو دیا تھا۔۔

سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تھے لیکن آرش کی نظر ابھی بھی
اور زلہ پر ہی تھی۔۔ اور زلہ نے اپنے کھانا ختم کیا اور بے فکری اور لا پرواہ
انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑی۔۔

زلے بچے میری بات سنو۔۔

دادا جی نے اسے پکارا۔۔

تو اور زلہ نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دادا جی کو دیکھا تھا۔۔

بیٹا تم نے اپنے اور آرش کے رشتے کے بارے میں کیا سوچا ہے اگے کیا کرنا ہے دونوں نے۔۔

کیونکہ اس طرح سے تو آپ لوگ اپنی زندگی برباد کر لیں گے۔۔

دادا جی نے کافی سوچ کر یہ سوال اور زلہ سے پوچھا تھا وہ چاہے تو اپنے پوتے سے بھی پوچھ سکتے تھے لیکن انہیں اپنی پوتی سے پوچھنا تھا۔۔

اپنے پوتی کے حق میں وہ پہلے ہی زیادتی کر چکے تھے۔۔ مزید اب وہ کوئی بھی زیادتی اپنی پوتے کے حق میں نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔

کس رشتے کے بارے میں؟؟

اور زلہ نے ائیر واچ کا کرداد ادا جی سے پوچھا تھا۔۔

بیٹا اپنے اور آرش کے رشتے کے بارے میں۔۔

دادا جی نے اپنی بات دوبارہ سے اور زلہ کے سامنے بیان کی۔۔

کوئی رشتہ تھا ہمارے بیچ؟؟

داداجی نے سوال پوچھا تھا لیکن اور زلہ نے سوال کے اوپر سوال کر لیا تھا۔۔۔ داداجی کے ساتھ ساتھ باقی سب ڈاننگ ٹیبل والوں پر جیسے ستکا طاری ہو گیا تھا۔۔

آرش جس کا روار وا اور زلہ کو سننے کے لیے بے تاب تھا کہ وہ اگے کیا کرنا چاہ رہی ہے اس کا یہ جملہ سنتے ہی آرش کے دل میں درد اٹھاتا تھا۔

بیٹا پ کے کہہ دینے سے رشتہ ختم تو نہیں ہو جائے گا۔

داداجی ہنوز تحمل بھرے انداز میں اور زلہ سے مخاطب تھے۔

اور میرے کہہ دینے سے رشتہ قائم بھی نہیں ہو جائے گا۔

اور زلہ کے جواب نے سب کو لا جواب کیا تھا۔

عورت بھلا اپنا رشتہ کب قائم کرتی ہے داداجی؟؟

وہ تو سارے حقوق صرف مرد کے پاس ہوتے ہیں نا۔

عورت سے تو صرف اپنا دل بڑا کرنے اور قربانی مانگی جاتی ہے۔

ہر رشتے میں چاہے وہ ماں باپ کی صورت میں ہوں یا پھر شوہر کی۔

جیسے کہ آپ کے پوتے نے بھری محفل میں مجھے رسوا کیا۔۔

اگر میں نے کیا ہوتا تو آپ کا پوتا مجھے معاف کر پاتا؟؟؟

ریلی سوری لیکن اس بار میرے دل میں کوئی بھی گنجائش نہیں ہے۔۔

اس بار فیصلہ مجھے ہی لینا ہے وہ بھی اپنے ہی زندگی کا۔۔

میں آپ کے پوتے کو چھوڑنا چاہتی ہوں۔۔

اور زلہ۔۔

اور زلہ نے جیسے ہی بات مکمل کی آرش خانزادہ نے کھڑے ہوتے

دھاڑتے ہوئے اسے پکارا تھا۔۔

چلا کس خوشی میں رہے ہو تم؟؟؟

آرش کو لگا کہ جیسے ایک ہی پل میں اور زلہ نے اسے عرش سے فرش پر لا

پٹکا ہے آپ سے تم تک کا وہ فاصلہ طے کر چکی تھی۔۔

وہ تو بہت آگے نکل آئی تھی۔۔

مجھے تم سے زیادہ چلانا آتا ہے لیکن میں اپنی بات چلا کر نہیں منوانا چاہتی۔۔

بندے کی بات میں وزن ہونا چاہیے چاہے وہ پھر سکون بھرے انداز میں
ایک نارمل سی بات ہو یا پھر چیخنے چلانے پر اپنی بات منوانے کی ہو۔۔
اور زلہ کے جواب نے سب کو لا جواب کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گئی تھی۔۔۔ مزید اس نے کوئی بھی کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا تھا۔
برلاس نے بالکل صحیح سوچا تھا وہ اگر اس بار لوٹی تھی تو آگ بن کر لوٹی تھی
جس سے ٹکرا کر سب نے جل کر خاک ہی ہو جانا تھا۔۔

زیر لیش بھی اور زلہ کے اتنے بولڈ انداز کو دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔ آخر
ایک عورت کو اپنے حق میں بولنا چاہیے وہ تو بالکل بھی اور زلہ سے مایوس
نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ اور زلہ سے مزید امپریس ہو گئی تھی۔۔
مہزلہ اتے ہی اپنی بہن کی دیوانی ہو گئی تھی عنایہ وہ کچھ اپنے بھائی کی وجہ سے
پریشان تھی۔۔۔ لیکن اس کے بھائی نے بھی جو کچھ اس کی با بھی کے ساتھ
کیا وہ بھی ٹھیک نہیں تھا۔۔

آرش نے بھی کچھ کسی سے نہیں کہا اور انکھوں میں نمی لیے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

سب نے ہی گہری سانس بھری تھی پتہ نہیں ان دونوں کا یہ رشتہ کس طرف رخ موڑنے والا تھا۔

اوکے میں بھی نکلتا ہوں مجھے کچھ ضروری کام ہے اسلام آباد جانا ہے۔
زرم نے سب کو مخاطب کیا اور ساتھ ہی وہ اٹھا۔

روحان کے سکول سٹارٹ ہو چکے تھے تو وہ دوبارہ سے اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گیا تھا۔

زرم نے جانے سے پہلے مہزلہ کو انکھوں میں باہر آنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی وہ پورچ کی طرف بڑھ گیا۔

میں اتی ہوں۔

مہزلہ اپنی جگہ چورسی بنٹی اٹھی اور بھاگنے کے انداز میں باہر کی طرف پڑی تھی۔

میرا پیارا بچہ۔۔

زرم نے اسے اپنی طرح اتا ہوا دیکھا تو ہوا میں بازو اٹھاتے اسے اپنی باہوں میں جیسے قید کیا تھا۔۔

مہزلہ بھی کلکلاتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی جو اسے ہوا میں اٹھائے پوربچ میں چاروں طرف اسے گول گول گھمارہا تھا۔۔

اب وہ اسے لیتا بیک یارڈ کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔

انج تو میری پرسنز بہت خوش ہیں میں اس خوشی کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔
زرم نے اپنی ناک مہزلہ کے ناک پر ملتے اس کی خوشی کی وجہ جانی چاہی۔۔
ہاں وہ ابھی آپنی آگئی ہیں نا اسی لیے میں بھی خوش ہوں۔۔

مہزلہ نے بھی دھڑکتے ہوئے دل کو قابو پاتے پیار سے جواب دیا۔۔

ارے واہ کبھی میرے آنے پہ تو تمہارا دل اتنا خوش نہیں ہوا جتنی اپنی آپنی کے آنے پہ تمہارے دل خوش ہے۔۔

ہاں تو وہ تو آپنی ہیں نا میرا سب کچھ۔۔

اپنی آپی کا ذکر کرتے ہوئے مہزلہ کے لہجے میں پیار محبت سب کچھ تھا۔

اچھا اگر سب کچھ آپی ہے تو میں کیا ہوں؟؟

زرم نے جان بوجھ کر پوچھا۔

میری دنیا 

بے ساختہ ہی مہزلہ نے ثر ماتے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو

چھپالیا تھا۔

ہاہاہاہاہا۔

زرم قہقہہ بے ساختہ تھا اس نے ہی مہزلہ کو دوبارہ سے اپنے گلے لگاتے

شدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

میرا پیارا بچہ۔۔۔ اس کے ثر مانے پر زرم نے اس کے چہرے سے دونوں

ہاتھ اٹھاتے اس کے چہرے کو دیکھا جو سرخ ہوا پڑا تھا۔

اب جائیں ناباب کو دیر نہیں ہو رہی۔۔۔

اسے اپنی طرف بے باکی سے گورتا دیکھ کر مہزلہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

ہاں میری جان دیر تو ہو رہی ہے لیکن اب دل نہیں چاہ رہا جانے کا۔
زرم نے انگوٹھے سے اس کے سرخ گال کو چھوا۔

اچھا تو پھر روم میں۔۔۔ نہیں نہیں میرا مطلب ہے کہ کچھ نہیں۔۔۔
اپنی خفت چھپانے کی خاطر مہزلہ لٹے پلٹے جملے بول رہی تھی لیکن سمجھ
جانے پر جلدی سے نفی کی۔

زرم نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی مہزلہ کے چہرے کے کنفیوز تاثرات
اسے بڑا مزہ دے رہے تھے۔

اب اپ جائیں نا۔۔۔ اسے مسکراہٹ دبا کر اپنی طرف دیکھتا پا کر مہزلہ کو
تپ ہی چڑھ گئی تھی ایک تو وہ اسے تنگ کر رہا تھا اس کے بعد وہ اس کی
باتوں پر ہنس بھی رہا تھا۔

اور میں نہ جاؤں تو؟؟

اٹی برواچکا کر سوال پوچھا گیا تھا۔

تو کیا آپ نے نہیں جانا تو میں کمرے میں چلی جاتی ہوں اپنی۔

اگلی طرف سے بھی دو بدکاروائی کی گئی تھی۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا کہ میرے چھوٹے سے بچے کو اج کل کو زیادہ ہی بولنا گیا ہے۔۔

اس کے جوابی کاروائی کرنے پر زرم نے اسے اڑے ہاتھوں لیا۔۔

نہیں وہ تو میں بچپن سے ہی بولنا سیکھ گئی تھی لیکن زیادہ اب بولنے لگی ہوں۔۔

مہزلہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔۔

اس کے سفید موتی کی مانند چمکتے دانتوں کو دیکھ کر زرم خود پر قابو پاتے اس کے گال پر لب رکھتا جلدی سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ مبادا کہیں اور بڑی گستاخی وہ سرانجام نہ دے دے جس کے بعد خود پر قابو پانا ممکن سی بات تھی۔۔

ایک بار اس کے سیکنڈائر کے پیپر ہو جائیں وہ رخصتی کے حوالے سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

پیچھے مہزلہ منہ کھولے اپنے سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتے کسی بھی طرح
سے اپنے چہرے کا سرخ پن مٹانا چاہ رہی تھی۔۔
بد تمیز کہیں کا اونہوں ں۔۔

منہ کے عجیب عجیب سی زاویے بناتی زرم کو کوستے ہوئے وہ اندر کی طرف
چلی گئی تھی۔۔

آپی آپی کہاں پہ ہیں اپ مہزلہ اور زلہ کے کمرے میں داخل ہوتے بولی
تھی۔۔

میں یہاں ہوں میری جان۔۔ اور زلہ نے واش روم سے اواز لگا کے کہا۔۔
او کے آپی جلدی سے باہر جائیں پھر بہت ساری باتیں کرنی ہیں اپ
سے۔۔۔ مہزلہ نے لاپرواہی سے دوپٹہ اتارتے بیڈ پر پھینکا اور اپنے الجھے
ہوئے بالوں کھولے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔
اپنے الجھے ہوئے بالوں کو دیکھ کر اسے کوفت ہوئی زرم نے آج جلدی میں
چلے گئے جس کی وجہ سے ہی مہزلہ کے وہ بال ہی بنا نہیں پایا تھا۔۔

ورنہ جس دن سے اور زلہ حویلی سے گئی تھی روز ہی زرم اس کے بال صبح
بنانے کے بعد ہی اپنے کام پر جاتا تھا۔

اسے جی بھر کر اپنے ہی پر پیارا یا۔

اور اس کی کی ہوئی گستاخیوں کو سوچ کر اس کے گال دوبارہ سے تپ کر لال
انگارہ ہو گئے تھے۔

اف میں بھی نہ پتہ نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہوں مر میں اپنے عکس پر نظر
ڈالتے مہزلہ نے خود سے کہا اپنے گال کو اتنا سرخ دیکھ کر وہ جھنجھلا کر رہ گئی
تھی۔

اور واش روم سے نکلتے اور زلہ مہزلہ کو دیکھتے ہوئے حیران ہوئے تھے جس
کا پورا چہرہ سرخ ہوا پڑا تھا۔

اپنی بہن کے شرم و حیا سے سرخ بڑتے چہرے کو دیکھ کر اور زلہ نے بے
ساختہ ہی اس کی خوشیوں کو قائم رہنے کی دعا دی تھی۔

ارے واہ اکیلے اکیلے شرمایا جا رہا ہے؟؟

اور زلہ نے اسے تنگ کرنے کے خاطر چیڑا تھا۔

اوہو آپنی اب اپ بھی ناتنگ کرنے نہ لگ جانا پلیر۔

اور زلہ سے کہتے مہزلہ نے اسے اپنی بال سلجھانے کے لیے کہا تھا۔

اور زلہ پیار سے اپنی بہن کی طرف بڑھتی ڈریسنگ ٹیبل سے کومب اٹھا کر

اپنی لاڈلی بہن کے بالوں کو سلجھانہ شروع ہوئی تھی۔

یہ کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنے بالوں کا میرے جانے کے بعد سلجھائیں

نہیں تھے کیا؟؟

نہیں آپنی ایسی بات نہیں ہے روز وہ سلجھا کر ہی جاتے ہیں چھوٹی بھی بناتے

ہیں لیکن اج انہیں کام تھا شاید اسی لیے وہ جلدی چلے گئے ہیں۔

مہزلہ نے جلدی سے اپنی ہی کی سائیڈلی تھی۔

وہ کون۔۔۔

اور زلہ نے بھی شرارت سے اسے چھیڑا تھا۔

آپی۔۔

مہزلہ نے اسے روہانسا ہوتے پکارا تھا اور اپنی بہن کے روہانے تاثرات کو دیکھ کر اور زلہ نے بھی اسے مزید تنگ کرنا ترک کیا اور اس کے بالوں کو سلجا کر اس کی چھوٹی بنا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا اس کے معصومیت بھرے چہرے پر حیا کی لالی دیکھ کر اور زلہ کے دل میں سکون سا بھرا تھا کہ اگر وہ خوش نہیں تو کم از کم اس کی بہن تو خوش ہے بے شک ذرم اس کی بہن کے لیے بہتر انتخاب ثابت ہوا تھا۔

کیا ہوا آپ اپ اس طرح سے کیوں دیکھ رہی ہیں مجھے۔۔ سوچنا بھی مت کہ اب میں آپ کو یہاں سے جانے دوں گی اب آپ یہاں آگئے ہیں نا اب آپ یہاں سے کبھی بھی کہیں بھی نہیں جائیں گے۔۔

اسے اپنی طرف یوں دیکھتا پا کر مہزلہ کو لگا کہ شاید وہ دوبارہ سے کہی جانا چاہتی ہو اسی لیے پہلے سے ہی اسے ورن کر کے کہا تھا۔

اوہو میری جان نہیں جاتی اپ کی آپی یہاں سے کہیں بھی۔۔ لیکن جب
میں آرش خانزادہ سے علیدگی اختیار کر لوں گی تو مجھے یہاں سے جانا پڑے
گا۔۔

کیوں جانا پڑے گا اگر تم آرش سے علیدگی اختیار کر بھی لو تو پھر یہ تمہارے
باپ کا گھر ہے تم یہاں سے کہیں بھی نہیں جاؤ گی۔۔
اندرداخل ہوتے ملیار نے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔۔
لیکن میں ایک ہی گھر میں ایک ہی چھت کے نیچے اس انسان کے ساتھ
نہیں رہ سکتی۔۔

صرف چند ہی لوگ تھے جن کے سامنے اور زلہ خود پر کیا ہوا خود غرضی اور
لا پرواہی کا خول ہٹا دیتی تھی اور انہی چند افرادوں میں ملیار کا نام سرفہرست
آتا تھا۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا اور زلہ تم نے علیحدگی اختیار کرنی ہے تو اس فیصلے میں میں تمہارا ساتھ دوں گا لیکن اس کے بعد یہاں سے تمہیں کہیں بھی جانی نہیں دوں گا کیونکہ یہ تمہارے باپ کا گھر ہے اور تمہارے بھائی کا بھی۔

ملیار نے باپ اور بھائی پر زور دیتے کہا تھا تاکہ وہ اسے باور کروا سکے کہ وہ ایسے ارادوں کو پہلے سے ہی اپنے دماغ سے نکال پھینکے۔

اچھا چلو ٹھیک ہے ابھی ان باتوں کو چھوڑو۔

اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی مہزلہ کا دھیان بھی ان دونوں کی طرف تھا اسی لیے اور زلہ نے اس بات کو بعد پر ہی چھوڑ دیا تھا۔

چلو میں چلتا ہوں تم دونوں سے پوچھ رہا تھا کہ کچھ چاہیے تو بتادو میں باہر جا رہا ہوں اگر کچھ چاہیے تو بتادوں لے آؤ گا۔

کیوں تم کیوں جا رہے ہو اب۔

عنا یہ کو کھانا نہیں کھانا تو اس لیے اس کے لیے کچھ لینے جا رہا ہوں۔

اواچھا میرے لیے پلیز گول گپے اور چنہ چاٹ ضرور لایئے گا مہزلہ نے
جلدی سے اپنے فرمائش کی تھی۔۔

ضرور میری چھوٹی پر نس تمہیں کچھ نہیں چاہیے؟؟

مہزلہ سے پوچھتے اور زلہ سے بھی پوچھا تو اور زلہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

چلو اوکے ٹھیک ہے اپنا دیہان رکھتا دونوں۔۔

ملیار نے کہا اور ساتھ ہی کمرے سے نکل گیا تھا اور پیچھے مہزلہ اور اور زلہ

بھی بیٹھ کر باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

جن میں زیادہ تر مہزلہ بول رہی تھی اس کے اوٹ پٹاک کی باتوں کو سنتے

اور زلہ مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔۔

گل۔۔

برلاس نے اسے پکارا۔۔

برلاس کے لہجے میں گل نے کیا کچھ محسوس نہیں کیا تھا۔۔

اس کی بولتی نظروں سے تو وہ دو سے تین دن تک چھپتی ہی رہی تھی لیکن
اج شاید برلاس کے لہجے میں اتنے گمبھیر پن کو محسوس کرتے گل کو اپنی
راہ فرار کی کوئی راہ نظر نہیں آرہی تھی۔۔

گل کہا گم ہو کب سے پکار رہا ہوں میں جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔

برلاس نے دھیرے سے اٹھ کر اس کے پاس اتے کہا۔۔

جو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتے کنفیوز نظر آرہی تھی۔۔

وہ اب بالکل ٹھیک ہو گئی تھی برلاس اگر اسے ہاتھ بھی لگاتا تو گل بالکل

نارمل بیہو کرتی تھی۔۔

وہ ڈر و خوف جو اس کے اندر تھا کہ مرد اگر اسے چھوٹا یا پھر بات بھی کرتا تو وہ چیخنے چلانے لگتی یا پینک اٹیک ہوتا وہ سارا ڈر برلاس کے پیار محبت اور توجہ کی وجہ سے کہیں دور جا سو یا تھا۔

برلاس کی بولتی نظروں میں اپنے لیے جذبات کا ٹاٹے مارتا سمندر دیکھ کر گل سمجھ گئی تھی کہ اب برلاس سے کیا چاہتا ہے۔

وہ اب اتنی چھوٹی بچی بھی نہیں تھی کہ میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں اسے کچھ پتہ نہ ہوتا۔

اور اوپر سے برلاس کی بولتی نظر اللہ توبہ۔

وہ جھر جھری لے کر رہ گئی تھی۔

گل میں تم سے ہی بات کر رہا ہوں کہاں پر گم ہو جواب کیوں نہیں دے رہی میری بات کا۔

برلاس نہیں اسے سوچوں میں گم دیکھ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

کہیں کہیں نہیں۔

گل نے ہڑبڑاتے جلدی سے کانپتے لہجے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے
چڑھانا چاہا تو برلاس نے اس کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔
جس کا مطلب سمجھتے خواہ مخواہ ہی گل کے گال تپ کر لال انگارہ ہو گئے
تھے۔۔

وہ وہ مجھے نیندار ہی ہے۔۔

گل کے لہجے میں بلا کی معصومیت تھی۔۔

تو میری جان مجھے بھی نیندار ہی ہے او چلو دونوں مل کر سوتے ہیں۔۔
برلاس نے گمبھیر آواز میں اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے اسے
کپکپانے پر مجبور کیا تھا۔۔

نہیں نہیں چیز چھوڑے مجھے۔۔ گل نہیں روہا نساہوتے کہا۔۔ نہ جانے
کیوں اس کی حالت عجیب عجیب سی ہو رہی تھی دل زوروں سے دھڑک رہا
تھا۔۔ جیسے کہ ابھی پسلیا توڑ کر باہر اجائے گا۔۔

کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔۔ گل کے چہرے پر بے چینی محسوس کرتے برلاس
نے اس کے ہاتھ کی پشت کو انگوٹھے سے سہلاتے ساتھ اس کا دھیان اپنی
طرف مبذول کرانا چاہا۔۔

وہ وہ پتہ نہیں بس بس دل دل دھڑک رہا ہے۔۔ گل نے کانپنے ہوئے لہجے
میں معصومیت لیے اسے اپنے ڈر کی وجہ بتائی تھی۔۔

میری جان کچھ نہیں ہوتا اب ایک نہ ایک دن تو ہم دونوں نے ملنا ہی ہے نا
ویسے بھی اگر ہم زیادہ دن ایک دوسرے سے دور رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپ
سے ناراض ہو جائیں گے۔۔۔ برلاس نے اس کے چہرے کی معصومیت
دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دباتے کہا۔۔۔

کیوں مجھ سے کیوں ناراض ہوں گے۔۔۔ گل نے پریشانی لیے کہا۔۔
کیونکہ میں تو مانا ہوا ہوں نا تم ہی نخرے کر رہی ہو تو اسی لیے اللہ تم سے ہی
ناراض ہوں گے۔۔

برلاس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو گل کی جان پر بنی تھی۔۔ وہ کہاں بلا اپنے محافظ کو سنجیدہ لہجے میں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ تو ہمیشہ اس سے شرارتیں کرتا ہوا اسے تنگ کرتا ہوا ہی گل کو اچھا لگتا تھا۔۔

میں بھی مان گئی ہوں نا۔۔

گل نے ہلکے سے آواز میں دھیرے سے منمناتے کہا تھا اتنا دھیمہ کہا تھا کہ اگر برلاس اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ بالکل بھی سن نہیں پاتا۔۔ تو کیا میری جان اجازت ہے کیا میں ہم دونوں کی جان ایک کر دوں۔۔ برلاس نے دھیرے سے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھے کہا تو گل کا دل مانو بس اپنی سرحدیں توڑ کر نکلنے کی کوششوں میں تھا۔۔ جچی۔۔

کانپتے لہجے میں کہہ کر وہ اپنے محرم اپنے شوہر اپنی محبت کو خود کے پاس آنے کے لیے وجہ دے چکی تھی اور اجازت بھی۔۔

برلاس نے دھیرے سے اسے اب اسے گود میں اٹھاتے بیڈ پر لٹایا ساتھ ہی ساری لائٹس کو اف کرتے وہ گل پر جھکتے چلا گیا تھا۔

اج برلاس کی روح میں شر ساری سی اتر گئی تھی۔ اس لڑکی کو زندگی کی طرف لانے کے لیے برلاس نے جتنی کوششیں کی تھیں۔۔۔ شاید گل نے اپنی طرف سے بھی اتنی کوشش نہیں کی تھی زندگی کی طرف لوٹنے کے لیے۔

یہ برلاس ہی تھا اگر برلاس نہ ہوتا تو بے شک گل کو وہی اندھیری بری راتے دکوں کے ساتھ اپنی زندگی یتیم خانے میں ہی گزارنی پڑتی۔۔۔ بے شک گل کے معاملے میں برلاس ایک بہترین ہمسفر ثابت ہوا تھا۔ جو کہ نہ صرف اس کی زندگی میں آیا بلکہ اس کا بھروسہ جیتا اور اپنی پاکیزگی سے گل کا دل بھی جیت گیا تھا۔

ایک عورت کو سب سے پہلے محبت نہیں چاہیے ہوتی۔۔۔ بلکہ عورت کو عزت چاہیے ہوتی ہے اور وہ پاکیزگی جب عورت اپ کی آنکھوں میں دیکھ

لیتی ہے۔ م تو عورت محبت خود ہی اپ سے کر لیتی ہے۔۔۔ اور عورت
جب محبت کرتی ہے اپ کو توجہ دیتی ہے اپ کا خیال رکھتی ہے تو مانو وہ مرد
کو خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔

یاد رکھیں کہ عورت اگر اپ کی ذرا سی نرمی پر اپ پر جان نچھاور کرتی ہے تو
اپ کی ذرا سی بے رخی پر اپنی جان نکال بھی لیتی ہے۔۔

بے شک گل اور برلاس کی زندگی بھی خوشیوں کی طرف لوٹنے والی تھی
لیکن ایک بڑے سے امتحان سے گزرنے کے بعد۔۔

~♡♡♡♡♡~

بصیر میری بات سنیں۔۔

زری نے بصیر کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

جی جی میری جان بتائیں کیا بات ہے۔۔

بصیر بھی ہمہ تن گوش ہوا۔۔

میری طرف دیکھے بھی لپٹا پ کو چھوڑ بھی دیں۔۔

زربش نے كڑھتے ہوئے كہا تھا۔

میری جان اپ كی اطلاع كے لیے عرض ہے كہ میں كانوں سے سنتا ہوں نہ كہ انكھوں سے۔

بصیر نے مسكراہٹ دباتے اسے چھيڑا۔

بصیر مجھے اپ سے بات كرنی ہے اور اپ كو مذاق سو جھ رہا ہے۔

موسم اتنا اچھا ہو رہا ہے مجھے كہیں باہر لے كر چلیں۔ اور مجھے گھمائیں

پھر ائے اپ نے تو سچ میں قائد اعظم كا وہ قول ہی سچ كرنا ہے كام كام اور بس

كام بور نہیں ہو جاتے اپ اپنے لیپ ٹاپ سے۔

اگر كماؤں كا نہیں تو تم كو كھلاؤں كا كیسے۔

بصیر نے انبروز اچكاتے پوچھا اور صوفے كی پشت سے ٹيك لگا یا تھا۔

بلیك كلر كا شارٹ كرتا اور ساتھ ہی ٹراؤزر پہنے دوپٹے كو لا پر واہی سے بیڈ پر

پيكے بالوں كا میسی جوڑا بنائیں جس كی وجہ سے كچھ لٹے اس كے چہرے پر بھی

شرارت کرنے سے باز نہیں ارہی تھی وہ سیدھا بصیر کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

بس بھی کر دے اب اپ اتنے بھی غریب نہیں ہیں کہ اگر ایک ٹائم مجھے باہر لے کر جائیں گے تو کھانے کے افاقے ہو جائیں گے ہمارے گھر۔۔۔
ویسے شادی کرنے سے پہلے مجھے اندازہ بالکل بھی نہیں تھا کہ اب اتنے کنجوس ہوں گے۔۔ اگر میرے لیے کمار ہے ہیں تو مجھ پر لٹائے بھی تو نا۔۔
شاپنگ کرنے لے کر چلے مجھے روز روز گفٹس دیں۔۔۔ اپ مجھے چاکلیٹ بھی دے سکتے ہیں۔۔۔ اپ روزانہ فلاور کاکے بھی دے سکتے ہیں۔۔۔
میرے لیے نئی نئی چیزیں روز لے کر آ سکتے ہیں۔۔۔ مجھے باہر گمانے لے کر جائیں میرے لیے وہ سب کرے تاکہ میں خوش رہوں۔۔

زربیش نے اپنی خواہشات کی لسٹ سٹارٹ کی تو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیا۔۔ اور بصیر تو بس اپنی زندگی کو ہستہ مسکراتا اس سے باتیں کرتا دیکھنے میں مگن تھا۔۔

بس بس بیوی سٹاپ لگاؤ اور کتنی خواہشیں ہی تمہاری خواہشات کو اگر میں
روزانہ پورا کرنے نکلا تو مجھے یقین ہے کہ میں کنگلا ہو کر ہی واپس آؤں گا۔
بصیر نے اس بار بھی شرارت کرتے اسے تپانا چاہا تھا اور بالکل سوچ برعکس
وہ تب بھی گئی تھی۔۔۔ غصے سے اس کا چہرہ لال ہوا تو برلاس کو ٹوٹ کر اپنی
زری پر پیارایا تھا۔۔

جواگر غصے کی تیز تھی تو وہ دل کی بالکل نرم لڑکی تھی۔۔

ٹھیک ہے آپ اپنے پیسے اپنے پاس ہی رکھے اور جب آپ دوسری شادی کر
لیں تو اپنی دوسری بیوی پر لٹا لیجئے گا۔۔۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ جائے باہر
غریبوں میں ہی بانٹ دیں تب تو آپ کو اطمینان ہو گا۔ کہ کم از کم آپ کی
آخرت کے لیے کچھ تو رکھا ہے لیکن یاد رکھے میں اپنا حق آپ کو کبھی بھی
معاف نہیں کروں گی۔۔۔ مجھے ابھی باہر گھمانے لے کر جانا ہی نہیں یا میں
پھر میں اپنے لالا کے پاس جاؤں۔۔

زری تو تقریباً غصے سے پٹ پڑی تھی اور بصیر کا مقصد بے ساختہ ہی تھا۔۔

اتنا غصہ لڑکی جاؤ جلدی سے واش روم جا کر وضو کر کر اؤتا کہ تمہارا غصہ
تھوڑا کم ہو۔۔۔ شیطان تم سے دور ہٹے تو تمہیں نظر ائے کہ تمہارا شوہر تم
پر کتنا لٹاتا ہے اور تم سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔

بصیر خانزادہ بھی بلا کہا چپ رہنے والوں میں سے تھا دو بد جوابی کاروائی
کرتے ہوئے وہ بھی میدان میں اتر اٹھا کہ جیسے اؤانج دودو ہاتھ کر ہی لیتے
ہیں بیوی۔۔

اپنا نرمی کے لائق ہی نہیں ہے میں جا رہی ہوں اپنے لالا کے پاس ناراض
ہو کر اور دوبارہ آپ کے پاس آؤں گی ہی نہیں۔۔۔

زربیش نے اس کی باتیں سن کر مزید غصے سے کہا اور اپنی قدم کمرے سے
باہر جانے کے لیے بڑھائے تھے۔۔

ایسے کیسے جاؤ گی ابھی اگر میدان میں اتری ہو تو اپنی لڑائی پوری کر کے جاؤ
پہلے ہی ورنہ میں نہیں کھیلوں گا۔۔

بصیر کو تو یہ سب کیل مذاق ہی لگ رہا تھا ذریش اس کی طرف منہ کھولے
ہو نق بنی اپنے شوہر کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ وہ اس پر اتنا غصہ کر رہی تھی
اور اس کو یہ سب کھیل تماشا لگ رہا تھا یہ سب سوچتے ہیں اس کے غصے کا
گراف مزید بڑا تھا۔۔

میں ہی پاگل ہوں جو آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کہہ دیا تھا کہ
مجھے باہر لے کر جائے دفع ہو جائے۔۔۔ اور اپنی اس معشوقہ کے ساتھ ہی
ساری زندگی گزاریں لیکن اب آپ کے ساتھ ایک پل بھی رہی رہوں
گی۔۔۔

زری غصے سے سرخ چہرہ لیے کہتی بصیر کو بوکھلانے پر مجبور کر گئی تھی
کیونکہ اس بار ذریش کافی سیریس نظر رہی تھی۔۔
کون سی معشوقہ کا ہے کی معشوقہ اسے غصے میں دیکھتے ہوئے بھی بصیر نے
اسے تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔

اپ سے بات کرنا ہی فضول ہے۔۔ زربیش نے کہا اور ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ وہ کمرے کے دروازے کے باہر اپنا قدم رکھتی۔۔۔

بصیر جلدی سے اگے بڑھتا کمرے کا دروازہ بن کرتے اسے کمرے کے دروازے کے ساتھ ہی پن کرتا اس کا بگڑا ہوا تنفس دیکھ رہا تھا جو غصے کی وجہ سے گہری گہری سانس لے رہی تھی۔۔۔

اوہو میری جان تم تو سچ میں غصہ ہی ہو گئی اپنی باری میں مذاق برداشت نہیں ہوا میں بھی تو مذاق ہی کر رہا تھا نا۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کے بگڑے ہوئے تنفس کو دیکھ کر اسے کام ڈاؤن کرنا چاہا تھا۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا لیکن زربیش مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کر رہی تھی۔۔

ڈونٹ۔۔۔

بصیر کی اواز میں تنبیہ سنتے زریش نے اسے کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے
اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن بصیر بھی مضبوط جسامت کا مالک تھا
اتنے آسانی سے وہ اسے خود سے کیسے دور کر سکتی تھی۔۔

چھوڑیں مجھے ابھی جائیں نا اپنی غریبی کا رونا روئے یا پھر اپنے کام میں
مصروف ہو جائیں اب میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے آپ کو۔۔
زریش بھی نروٹے پن سے کہتی اسے مزید کیوٹ لگی تھی۔۔

میری جان تم پیسوں کی بات کرتے ہو تم پر تو بصیر خانزادہ کی جان بھی
قربان ہے اور بتاؤ کیا چاہیے آپ کو۔۔۔ بصیر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں
میں بھرتے اس کے ماتھے پر اپنے لب شدت سے رکھے تھے۔۔

ہاں ہاں اب ہانے بازی بنائے مجھے منانے کے لیے لیکن آج کے رات تو میں
بھائی کے کمرے میں ہی گزار کر آؤں گی۔۔ آخر ایک دن میں بھی آپ سے
دور ہوں تو آپ کو بھی پتہ چلے۔۔۔ میرا تو کوئی مانگہ ہی نہیں ہے تاکہ میں
وہاں رہ کر تھوڑی دن آپ کو اپنی قدر محسوس کروا سکتی ہوتی۔۔ تب آپ کو

میری پرواہ ہوتی بہت آسانی سے مل گئی ہونا۔۔۔ میسر آگئی ہوں تو اسی لیے
آپ کو میری پرواہ ہی نہیں ہے۔۔۔ زربش ہنوز ابھی بھی ناراضگی بھرے
لہجے میں کہتی اس کے سینے لگے اس کی ہی شکایتیں کر رہی تھی۔۔
میری جان میں خود سے زیادہ آپ کی قدر کرتا ہوں اور ایسا نہ کہیں اتنی
آسانی سے بھی نہیں ملی آپ مجھے۔۔۔

میں نے بھی بہت دکھ درد برداشت کیے ہیں اپنے اس عشق میں۔۔۔
بصیر خانزادہ ابھی بھی شرارت کرنے سے باز نہیں آیا انکھ و نک کرتے
شرارت بھرے لہجے میں کہتے وہ زربش کو تپانے کا ایک اور موقع دے
گیا۔۔۔

دور ہو جائے مجھ سے آپ کو تو بس شرارت ہی سونج رہی ہے مجھے منانا
تھوڑی ہے۔۔۔

زربش نے اس بار سیریس لہجے میں کہتے غصے میں اتے اسے خود سے دور
کیا اور کمرے سے باہر دوبارہ جانے کے لیے مڑی۔۔

اچھا اچھا میری جان ناراض کیوں ہوتی ہو چلو مجھے بتاؤ کہ آپ نے کہا جانا ہے
آپ کا یہ خادم حاضر ہے۔۔۔

آپ کو کہیں پر بھی لے جانے کے لیے اور دل بھر کر اپنے پیسے آپ پر خرچ
کرنے کے لیے۔۔۔

شاپنگ کرنی ہے اس کریم کھانا ہے کہیں کھانا کھانا ہے جو بھی چیز چاہیے
ہو میں ہوں نا آپ کے لیے۔۔۔

بس لالا کے پاس جانے کی بات نہ کیا کریں دل بند ہونے لگتا ہے آپ
میری ہے تو صرف میرے پاس ہی رہنے کا حق ہے آپ کو۔۔۔

بصیر خان زادہ ٹھہر ٹھہر کر خوبصورت سے لہجے میں اپنے محبت کا اعتراف کرتا
زریش کو اس دنیا کا سب سے خوبصورت مرد لگا تھا۔۔۔

میں خوب بھر کر آپ کے پیسے خرچ کروں گی آپ مجھے کچھ بھی نہیں کہیں
گے۔۔۔

زربش نے جلدی سے اپنا مطالبہ ظاہر کیا تھا مبادا کہیں وہ بعد میں مکر نہ جائے اپنی بات سے۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے میری جان جتنا کچھ بھی لینا ہے جتنے بھی پیسے لگانے ہیں خادم اپ کو اپنے منہ سے اف تک نہیں کہے گا۔۔

اور کیا چاہیے میری جان کو میرا سب کچھ اپ کا ہی تو ہے میری سانسوں میں جو مہکاتی ہے وہ میری پیاری سی زربش کی ہوتی ہے اس سے زیادہ مجھے اور کیا ہی چاہیے زندگی میں۔۔

میں خوش ہوں میری زندگی کیونکہ میری بیوی مجھ سے خوش ہے۔۔۔ اور اس بات سے ہی میں بہت خوش ہوں کہ اپ مجھ سے خوش رہتی ہیں۔۔

اور میرے ساتھ خوشی سے اپنا وقت گزار رہی ہے۔۔۔ یہ بات میں ہی لیے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے کہ اپ میرے ساتھ خوش ہیں۔۔۔ کبھی بھی اگر اپ کے حق میں میں ذرا سے بھی کوتاہی کر لوں تو یوں ہی ان سے لڑا کر یے گا۔۔۔ چپ بالکل بھی نہیں رہے گا۔۔۔ اپ جانتی ہے کہ اپ

کے چپ رہنے سے مجھے دنیا ویرانی ویرانی سی لگتی ہے۔۔۔ لیکن جب آپ بولتی ہیں تو دنیا میں پھول کھلے کھلے سے لگتے ہیں مجھے۔۔۔

بصیر خانزادہ زریش کو اپنے دل کی باتیں سناتا اس کے حیران چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو حیرانی سے منہ کھولے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

بصیر خانزادہ کو اس وقت وہ دنیا کی سب سے خوبصورت عورت لگ رہی تھی۔۔۔ اور جھکا اور اس کے گال پر دھیرے سے اپنے لب رکھتے اسے شدت سے اپنے سینے میں بیچ گیا تھا۔۔۔۔۔

بصیر اپ تو بہت خوبصورت باتیں کر لیتے ہیں سچ سچ بتائیں کہ کون سی
مووی دیکھی تھی اپ نے۔۔۔ آخر وہ بھی تو زرش خانزادی تھی زیادہ دیر
تک سیریس رہنا یا پھر شرمنا اس نے بلا کب سیکھا تھا۔۔
اپ کو میری ایمو شنز اور میری پیار بھری محبت باتیں کسی مووی کا ڈائیلاگ
لگ رہی ہے۔۔

بصیر خان زادہ نے گھورتے ہوئے اپنی شیرنی کو دیکھا۔۔

جوہاں میں سر ہلاتی اسے واقعی میں ہی حیران کر گئی تھی۔۔

اپ کی تو۔۔۔ رکیں اپ ایسے نہیں مانیں گی۔۔۔

بصیر خانزادہ نے مصنوعی غصے سے کہتے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور بیڈ پر پٹختے ہوئے اسے گد گدانا شروع ہوا تھا۔۔۔ اور پورے کمرے میں زریش خانزادی کی کلکلاہٹے گونجنے لگی تھی۔۔۔ جسے سن کر بصیر خانزادہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

وہ دونوں ہی ایک مکمل اور محبت بھری زندگی گزار رہے تھے۔۔۔ بے شک محبت اور عشق نے ان کی زندگی میں بھی بہت سے امتحان کھڑے کیے تھے۔۔۔ لیکن وہ دونوں ہی اپنے اپنے امتحانوں میں سرخرو پائے گئے

تھے۔۔۔ زریش خانزادی نے جہاں بصیر خانزادہ سے محبت کی وہ بھی بچپن سے۔۔۔ ایک عورت کے انے پر اس نے اپنی محبت کو اپنا انتقام بالکل بھی نہیں سمجھا۔۔۔ بلکہ وہ اس محبت کو دل کے کسی کونے میں چھپا کر ہمیشہ زندہ ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔

دوسری طرف بصیر خانزادہ نے اپنے فرض اپنے ملک کے لیے کسی نان
مسلم لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ کر اپنی محبت کو خود سے دستبردار کرنا چاہا
تھا۔۔۔ لیکن اس کی محبت اس کی زری نے ایسا بالکل بھی ہونے نہیں دیا
تھا۔۔۔ اپنی محبت سے اسے وہ دستبردار بالکل بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔ اور
اپنا حق ڈنکے کی چوٹ پر لے لیا تھا۔۔۔

بصیر خانزادہ تو ہمیشہ اسے یوں ہی اپنے سینے سے لگائے رکھنا چاہتا تھا۔۔۔
اسے ہمیشہ ہی دنیا کے سرد و گرم ہوا سے بچا کر اپنے محفوظ حصار میں ہی
رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

بصیر خانزادہ نے اس کو کھلکھلاتا اور مسکراتا دیکھ کر اس کو اپنے روم میں
سکون سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

~♡♡♡♡♡~

میم اپ نے جیسا کہا تھا ہم نے اس آدمی کو اپ کے بتائے ہوئے ٹکائے پر لا
کر چھوڑ دیا ہے اب اپ اگے ہمیں بتائیں کہ ہم نے اگے کیا کرنا ہے۔۔۔

اور زلہ نے فون کان سے لگائے ایک نظر مہزلہ کی طرف دیکھتے مہزلہ کے
کمرے سے منسلک بالکنی میں نکل آئی تھی۔۔۔

اور فون پر دوسری طرف سے شخص کی بات سن کر اس کے آنکھوں میں
چمک ابھری تھی۔۔۔

بس اب تم لوگوں کا کام ختم ہوا تم لوگ اب وہاں سے اس کو چھوڑ کر چلے
جاؤ۔۔ باقی اب میرا کام شروع ہوتا ہے۔۔

اور زلہ نے سرد آواز میں کہتے دوسری طرف لوگوں کو دوبارہ سے خوف
سے ٹرٹرانے پر مجبور کیا تھا۔۔ م آخر اس لڑکی کے سرد لب و لہجے پر ان
دونوں کی جان ہی نکلتی تھی۔۔

اتنا کہتے ہی مہزلہ نے فون بند کرتے سوات کے اونچے اونچے پہاڑوں کو
برف میں ڈلکاتا ہوا دیکھا تھا۔۔

تمہارا وقت بہت قریب ہے مختیار قدیم جس طرح سے تم نے بھری محفل
میں مجھے بے ابرو کیا تھا۔۔ اب تمہیں اپنے کیے ہوئے گناہ کی سزا دینے کا
وقت ہوا جاتا ہے اور زلہ کی دنیا میں۔۔۔

اور زلہ کی آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی آخر وہ اپنا انتقام لینے جا رہی
تھی۔۔ وہ اپنی بے گناہی کسی کے سامنے بھی ثابت نہیں کرنا چاہتی
تھی۔۔۔ وہ خود ہی پاک اور صاف تھی اپنے اللہ کی نظر میں یہی اس کے
لیے بہت تھا۔ اس کے دل میں جو اندھکی اگ جل رہی تھی۔۔ مختیار
قدیم سے انتقام کی اگ اور اسے جان سے مار دینے کے بعد ہی یہ اگ
ٹھنڈی ہونی تھی۔۔ اسی لیے اس کی آنکھوں میں بہت ہی چمک تھی۔۔
جیسے کہ شکاری اپنے شکار تک پہنچ گیا ہو بس حملہ کرنے کی دیر ہو۔۔۔
گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ دوبارہ سے کمرے کے اندر آگئی تھی۔۔

جہاں پر مہزلہ اور روحان دونوں انی پیڈ میں مووی دیکھنے میں مصروف
تھے۔۔۔ ان دونوں کو ایک نظر دیکھ کر وہ اپنے قدم ان کے کمرے سے

باہر بڑھا گئی تھی۔۔۔ اسے اس وقت شدت سے کافی پینے کی طلب ہو رہی تھی۔۔۔ سر کا درد اس کی جان لے کر ہی اسے چھوڑے گا۔۔۔

سر کے درد سے وہ اکثر ہی پریشان رہتی تھی۔۔۔ اس کا دل چاہتا کہ جب بھی اس کے سر میں درد ہو وہ اپنا سر زور سے دیوار پر پٹختا کہ اس کا سر کا درد ٹھیک ہو۔۔۔ لیکن سر کا درد تھا جو ٹیک ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنے ڈاکٹر سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے اپنا چیک اپ کروانے کے لیے ہاسپٹل آنے کا کہا تھا۔۔۔ لیکن وہ حویلی چلی آئی تھی۔۔۔ اب ایک دن مقرر کر کے وہ ڈاکٹر کے پاس بھی جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

اب وہ پھر سکون تھی بہت سارے کام اس کے ہو گئے تھے۔۔۔ اب بس وہ سکون سے اپنی زندگی میں مرنا ہی چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ زندگی جینے کی خواہش تو ختم ہو گئی تھی۔۔۔

یہ اکھیاں ڈھونڈتی ہار گئی۔۔۔

کہاں ہے میرا یار بتا دے۔۔۔

گاڑی میں فل اواز سے میوزک ان تھا آرش خانزادہ سنسان سڑک پر گاڑی

میں بیٹھا سگریٹ ہاتھ میں جلائے گہرے گہرے کش لگاتا میوزک میں

پوری طرح سے گم آنکھوں میں انسو لیے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

یہ سارے دن رات گزار گئی۔۔۔

ملا دے میرا یار تو۔۔۔

دل کا درد حد سے زیادہ بڑھ ہی رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی نہیں تھا اس کے پاس

سوائے اس خدا کی ذات کے۔۔

مولا مولا میرا یار ملا دے۔۔۔

مولا مولا ایک وار ملا دے۔۔۔

بے ساختہ ہی وہ گاڑی سے نکلا اور گاڑی کے بونٹ پر لیٹ گیا تھا۔۔۔ آسمان
کی جانب ستاروں کو دیکھتے ہوئے اس کا دل چاہا کہ وہ دھاڑے مار مار کر
روہے۔۔

دل دیوے تینوں واسطہ
واسطہ پیار دا۔۔

آر ش خانزادہ پوری قوت سے چیختا ہوا گاڑی کے بونٹ پر اپنے دونوں ہاتھ
زور سے مارتا اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔ جس نے اسے ہی
ہاتھوں گواہ دیا تھا۔۔ کیوں تھا آخر وہ اتنا بد نصیب۔۔ کیوں ہر بار اس کی
ذات سے منسلک اس کی بیوی کو وہ خود ہی خود سے دور کر دیتا تھا۔۔ کیوں ہر
بار وہ اپنی بیوی پر بھروسہ نہ کر کے اور اسے تکلیف دے دیتا تھا۔۔ کیا وہ اتنا
کمزور تھا کہ دنیاوی نقصان کے پیچھے اس نے اپنی زندگی برباد کر لی تھی۔۔
یہ سب سوچتے ہی اس کی جان جیسے نکلنے کے در پر تھی۔۔

پتہ نہیں وہ اسے معاف کر بھی پاتی یا پھر نہیں۔۔۔ اسے معاف کرنا بھی نہیں
چاہیے کیا میں نے اس کے ساتھ کم زیادتی کی ہے۔۔۔ میری یہی سزا ہے
کہ میں گڈ گڈ کر مر جاؤں۔۔۔ آخر اسے بھی تو میں نے مرنے کے لیے چھوڑ
دیا تھا۔۔۔

گہری سیاہ رات میں سیاہ شلوار قمیض پہنے وہ رات کا حصہ ہی لگ رہا تھا چہرہ
انسو سے تھر تھرا۔۔۔

آستین کو نیوں تک فولڈ کیے گئے تھے ہاتھ پر جگہ جگہ نیل زدہ نشان نظر
ارہے تھے۔۔۔ جو گاڑی کے بونٹ پر مارنے کی وجہ سے ابھرائے تھے۔۔۔
اس وقت اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود کو مار دے عجیب بے بسی تھی کہ نہ
اسے سانس آرہی تھی اور نہ ہی وہ کھل کر جی پارہا تھا۔۔۔

ایک انسان پر زندگی کی سانسیں تنگ کرنے کے بعد آخر وہ کیوں امید کر رہا
تھا کہ اسے کھل کر سانسیں آئیں گی؟؟؟

گہری سانس اس نے بھری تھی گھر میں سے کسی نے بھی اسے فون تک
نہیں کیا تھا اج اس کا دوسرا دن تھا اس حویلی میں اور وہ دو دن سے ہی گھر
سے باہر تھا۔۔۔ اگر دل چاہتا تو وہ اپنے فلیٹ پر چلا جاتا ورنہ تو وہ گاڑی میں
ہی دن رات گزار رہا تھا بغیر کھائے پیے۔۔

وہ تو جیسے اپنی زندگی سے ہی ناراض ہو گیا تھا وہ بھی اپنے جینے کی امنگ چھوڑ
بیٹھا تھا۔۔۔ انکھوں میں سرخ ڈورے واضح طور پر دکھائی دیتے تھے جو
شدت سے رونے کے باعث اس کی انکھوں میں ہر وقت ہی رہتے تھے۔۔
گہری سانس اس نے بھری تھی میوزک ابھی بھی چل رہا تھا۔۔

ایک ہی جھٹکے میں وہ گاڑی کے اندر بیٹھا میوزک کو اف کرتے وہ گاڑی کو
اس پہاڑی سے نیچے کی طرف لے جاتا سنسان سڑکوں پر ڈرائیونگ کرنے
لگا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

میم اپ کب تک آئیں گی۔۔

اور زلہ نے فون کان سے لگاتے ہی یہ جملہ سنا۔

راستے میں ہوں کیوں؟؟

جواب کے ساتھ ساتھ سوال بھی پوچھا گیا۔

اوکے نہیں بس آپ سے پوچھ رہے تھے آپ اجائیں تو ہمیں اور بھی کام ہے
ہمیں وہاں بھی جانا ہے۔

سامنے والے نے دوبارہ سے فون کال کرنے کی وجہ بتائی۔

اوکے میں اگلے 15 منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔

اور زلہ نے جواب دیا ساتھ ہی موبائل کو بند کرتے ساتھ والی سیٹ پر
پھینکتے وہ گاڑی کی سپیڈ کو مزید تیز کر گئی تھی۔

ملیار نے اسے کافی منع کیا تھا کہ وہ خود نہ جائے وہ مختار قدیم کو قانون کے
حوالے کر دیں گے قانون چاہے اسے جیسے بھی سزا دے لیکن اور زلہ مان
ہی نہیں رہی تھی۔

اور زلہ کو تھا کہ اس کے دل کی آگ تب ہی ٹھنڈی ہوگی جب وہ بختیار
قدیم کو موت کے منہ میں لے جا کر تڑپا تڑپا کر مارے گی۔۔
ضروری تو نہیں کہ وہ گڈ گڈ کر اپنی زندگی گزار لیتی۔۔

اگر بھری محفل میں اس انسان نے اسے بے ابرو کیا تھا تو وہ تو خود اپنے
بارے میں جانتی تھی نا کہ اس کا کردار کیسا ہے۔۔

وہ کیوں کر کسی اور کی باتوں میں آکر خود کی زندگی برباد کرتی خود کو گھر میں
بند کر لیتی ایک کونے میں پڑی روتے دھوتے اپنی ساری زندگی گزار لیتی
کیوں؟؟

یہ اس کی اپنی ذاتی زندگی تھی جس پر اس کا پورا حق تھا وہ خود پاک اور صاف
کردار کی تھی اور اللہ کو بھی پتہ تھا کسی اور سے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا
تھا۔۔

وہ گہری سوچوں میں گھوم تھی ساتھ ہی ساتھ ملیار کی باتیں بھی ذہن میں
گڈ مڈ ہو رہی تھی۔۔

انکھوں میں عجیب سی چمک بھری سی لگ رہی تھی جسے وہ اپنے منزل کے
بہت قریب ہو۔۔

ہر گز بھی وہ اتنے پاس پہنچ کر دوبارہ سے واپس پلٹ کر نہیں دیکھنا چاہتی
تھی۔۔

وہ ہر گز ان عام لڑکیوں میں سے نہیں تھی کہ اگر کوئی اس کے کردار پر انگلی
اٹھاتا تو وہ چپ چاپ دیکھتی ہی رہتی۔۔

اپنے اوپر اٹی ہوئی انگلی کو توڑنے کی ہمت وہ بخوبی رکھتی تھی۔۔

اب جب مختیار قدیم نے اس پر انگلی اٹھائی تھی تو اسے توڑنے کی ہمت تو وہ
رکھتی تھی۔۔۔ اور اب وہ اس کی انگلی ہی توڑنے جا رہی تھی انگلی کے ساتھ
ساتھ وہ اس انسان کی جان لینے کے در پر تھی۔۔

تقریباً 15 منٹ کے بعد وہ اپنے اسلام آباد کے فلیٹ کے سامنے اپنی گاڑی
روکتی گھر کے اندر داخل ہوئی تھی وہ فلیٹ زیادہ بڑا نہ تھا تو زیادہ چھوٹا بھی
نہیں تھا درمیانے قسم کا فلیٹ بس اس میں دو ہی کمرے تھے۔۔

گھر کے اندر داخل ہو کر اس نے سوچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور پورا گھر روشن ہو گیا تھا ان دو آدمیوں کو اپنے پہنچنے سے پانچ منٹ پہلے ہی وہ میسج کر کے گھر سے نکلنے کے لیے کہہ چکی تھی۔۔

ملیار اس کی ضد کی وجہ سے اسے کہہ چکا تھا کہ اسے صرف موت کے منہ تک پہنچا دو پیچھے تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہی کھڑا ہے باقی تمہیں کسی چیز کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

ظاہر سی بات ہے اگر ایک شخص کا وہ قتل کرتی تو بات میڈیا تک جاسکتی تھی پولیس میں کمپلین ہو سکتی تھی جس کی اسے سزا بھی مل سکتی تھی اور پھر وہ مختیار قدیم جیسا انسان جو اگر زیادہ مشہور نہیں تھا تو زیادہ عام بھی نہیں تھا۔۔

خیر اسے ان سب چیزوں سے فرق تھوڑی نہ پڑتا تھا وہ تو بس اپنی انتقام کی آگ میں اس انسان کو جلا دینا چاہتی تھی جس نے اس کے ساتھ ساتھ اس کی دوست ہدا کی بھی زندگی برباد کر لی تھی۔۔

وہ ایک کمرے کے اندر داخل ہوئی اس نے لائٹ اف کرنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں سمجھی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ اس انسان کو دیکھیں اور اس انسان کی آنکھوں میں موت کا خوف بھی دیکھے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر مختیار قدیم نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر اس کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا۔

تم تم یہاں پر کیا کر رہی ہو۔

ہکلاتے ہوئے پوچھا گیا تھا۔

کیوں تمہیں کیا لگا جس طرح سے ہدا کو جھٹک کر تم نے کھائی میں گرا کر مار دیا تھا اسی طرح میں بھی کہیں گری پڑی مری ہوگی؟؟

اٹی برواچکا کروہ سامنے والے کو پہلے سے زیادہ حیرت بھی ڈال چکی تھی۔
مجھے جانے دو یہاں سے۔

اور زلہ کے آنکھوں میں عجیب سی چمک اور آگ کو دیکھتے ہوئے مختیار قدیم نے ڈرتے لہجے میں التجا کی۔

ایسے کیسے جانے دوں تمہیں بہت شوق ہے لڑکیوں کے ساتھ پیار کا ٹک
کرنا اور بھری محفل میں انہیں رسوا کرنا اور بعد میں انہیں مار دینا اب جب
تمہاری اتنے سارے شوق ہے تو مجھے بھی تھوڑے سے شوق تو ہوں گے
نا۔ بس زیادہ نہیں میرا صرف ایک ہی شوق ہے کہ تم میرے سامنے
تڑپ تڑپ کر مر جاؤ۔

اور زلہ نے اس کے بالکل سامنے ہی اپنے لیے چیئر رکھی اور اس پر بیٹھی۔
اس دوران وہ اپنی گاڑی سے ایک میڈیکل باکس شپ جیسا بڑا سا ڈبہ بھی
اٹھالائی تھی جس میں مختلف قسم کے اوزار تھے جس سے صرف وہی
واقف تھی۔

یہ یہ تم کیا کر رہے ہو تم تمہارا دی دماغ خراب ہے کیا۔

مختیار قدیم نے اس لڑکی کو بڑا باکس کھولتے دیکھ اور اس میں مختلف قسم
کے اوزار کو دیکھتے ہوئے وہ گھسیگیا تھا۔ موت کا خوف اس کی آنکھوں پر

ابھی سے ہی دیکھنے کو مل رہا تھا۔ اس بے ایمان انسان نے تو موت کو دیکھ کر اپنے لب و لہجے کو ہی بدل لیا تھا۔

کچھ زیادہ نہیں بس تمہیں مارنے کی تیاری۔

پر سکون سے انداز میں جواب آیا تھا۔

مختیار قدیم کو وہ لڑکی سائیکو لگی تھی جس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

دیکھو مجھے یہاں سے جانے دو تم میرے باپ کو جانتی نہیں ہو اگر میں مر

بھی گیا تو تم بھی اس دنیا میں رہ نہیں پاؤ گی۔۔۔ آہ،

ابھی اس نے اپنی بات مکمل ہی نہیں کی تھی کہ اس کمرے میں اس کی دلخراش چیخ گونجی تھی۔

کیونکہ اور زلہ نے نیل کڑاٹھا کر ایک ہی جھٹکے میں اس کا ناخن اس کے جڑ سے اکھیڑ دیا تھا۔

تم تم پاپا گل عمو عورت بچ چو۔ چھوڑو مجھے۔

مختیار قدیم نے خوف سے اسے دیکھا جو دوبارہ سے اس کی دوسری انگلی کی طرف نیل کٹر بڑھا کر اس کے دوسرے ناخن کو بھی اکھاڑنے کے درپر تھی۔۔ ابھی تو پہلے والے ناخن کا درد بھی ختم نہیں ہوا تھا۔۔

ممت کلکروو ویسیسا پلپیز ز ز ز ز ز ز ز۔۔۔۔۔

مختیار قدیم خوف سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا اسے ایسا کرنے سے منع کر رہا تھا۔۔

کیوں نہ کروں جب بھری محفل میں میری عزت پر انگلی اٹھائی تھی تب خیال نہیں آیا میرا۔۔

اور زلہ نے سکون سے جواب دیتے ہی اس کا دوسرا ناخن بھی اکھیر دیا تھا وہ اس انسان پر بالکل بھی رحم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

آہہہہہ۔۔ ایک اور دلخراش چیخ اس کمرے میں مختار قدیم کی گونجی تھی۔۔

میرا تو دل ہے کہ میں تمہیں جان سے مار دوں لیکن وہ کیا ہے نا میں نہیں
چاہتی کہ تمہارے گندے خون سے میرا ہاتھ رنگے۔۔ اسی لیے بس تکلیف
دے کر تمہیں آرمی والوں کے حوالے کروں گی تاکہ وہاں پر بھی تمہیں
اچھا خاصا ٹارچر کریں۔۔۔

اس خیال کے تحت اور زلہ کی انکھیں چمک اٹھی تھی۔۔
یہ میرا مجرم ہے تم اسے اس طرح اسانی سے موت نہیں دے سکتی اسے
میں ہی ماروں گا دور ہو جاؤ۔۔

ابھی اور زلہ کا ہاتھ اس کی تیسری انگلی کی طرف بڑھتا ہی کہ کمرے کا
دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا۔۔

اور سامنے آنے والی ہستی کو دیکھ کر اور زلہ نے اپنی انکھیں گھمائی تھی بنا اس
کی بات کی پرواہ کیے وہ مختیار قدیم کے ہاتھ کا تیسرا ناخن بھی جڑ سے ہٹا گئی
تھی۔۔۔

آہستہ آہستہ۔۔ پلیز پلیز میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں جانے دو مجھے
یہاں سے۔۔

درد کی سہن کو برداشت نہ کرتے ہوئے اہستہ اہستہ سے مختیار قدیم اب
غنودگی میں جا رہا تھا۔۔

اور زلہ۔۔۔

آواز میں صاف تنبیہ تھی۔۔ لیکن وہ کان لپیٹ کر اپنے کام میں ہی مصروف
رہی۔۔ دور ہو جاؤ اس انسان سے تمہیں میری بات سمجھ نہیں آرہی یہ
آر ش خانزادہ کا مجرم ہے اور اسے میں ہی موت کے منہ میں پہنچاؤں گا۔۔
اور زلہ نے تب بھی اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا۔۔

آر ش کو یہ سب کچھ بصیر سے پتہ چلا تھا اور بصیر نے اسے بتایا تھا کہ اس
وقت اور زلہ بھا بھی اپنے فلیٹ پر اور اس فلیٹ کا ایڈریس بھی اسی بصیر سے
ملا تھا ورنہ اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ شہر میں اور زلہ کا فلیٹ بھی ہے۔۔
آخر وہ ادنی بصیر کی ہی تو تھے جس نے مختیار قدیم کا پتہ لگایا تھا۔۔

ابھی اور زلہ کا ہاتھ مختیار قدیم کے چوتھی انگلی کی طرف اٹھا ہی تاکہ آرش خانزادہ اگے بڑھا اور اور زلہ کے بڑے سے باکس میں سے ایک تیز درار والا چاکو نکالتا اگے ہاتھ بڑاتا ایک ہی جھٹکے میں مختیار قدیم کا کان کاٹ گیا تھا۔۔

خون کا فوارا جیسے پھوٹ پڑا تھا۔۔ مختیار قدیم تو اس بار چیخ بھی نہیں سکا درد کی تاب کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ اپنے ہوش و حواس گواہ بیٹھا تھا۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے بھی اور زلہ نے اپنی آنکھیں بالکل بھی نہ جھپکی تھی وہ اپنے دل کو اس قدر مضبوط بنانا چاہتی تھی کہ سامنے والے کے درد پر اسے بے چینی نہ ہو۔۔

مختار قدیم کو بے ہوش دیکھ کر اور زلہ نے گہری سانس بھری اور ساتھ ہی وہ وہاں سے اٹھتی دوسرے کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ مزید اس کا آرش سے سامنا ہو یا پھر وہ اس انسان سے کوئی بھی بات کرے۔۔

اور اس کے پیچھے پیچھے ہی آیا تھا دروازے کو اندر سے لوک دیکھ کر اس نے
گہری سانس بھری تھی۔۔۔

دروازہ کھولوز لے مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔

آرش نے باہر سے ہی دروازہ کھٹکھٹاتے کہا۔۔

جس پر اندر بیٹھی اور زلہ نے بغیر کان لپیٹھے اپنا موبائل نکالتے بیڈ پر لیٹتے
سکرو لنگ کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

اندر سے کوئی جواب نہ ملنے پر آرش مایوس ہوتا لاونج کے چھوٹے سے
صوفے پر ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

اجڑی ہوئی حالت میں بیٹھا وہ پاؤں پیلاتے آرام دا انداز میں صوفے پر لیٹ
گیا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

صبح بخیر میری جان۔۔

برلاس نے گل کے چہرے کی طرف دیکھتے اس کے ماتھے پر بوسا دیا۔۔

گل کی پلکیں لرزی تھی۔۔ لیکن جان بوجھ کر ہنوز اس کی آنکھیں بند تھی۔۔ اگے کھولو میری جان ورنہ رات والے موڈ میں آنے کے لیے مجھے پل بھی نہیں لگے گا۔۔

اس کے کان کے قریب جکھتے گمبھیر آواز میں سرگوشی کرتے برلاس گل کو دوبارہ سے کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

ابھی تو اس کی رات والی شدتیں سہ کر وہ ہلکان ہوئے تھی۔۔ اور اب دوبارہ بالکل بھی نہیں۔۔ یہ سوچتے ہی اس نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔۔ میں میں جاؤں پلینز پلینز چھوڑیں مجھے۔۔۔ برلاس کو اپنے کمر کے گرد بازو حائل کرتے اور اسے مزید تنگ کرتے دیکھ گل نے جلدی سے کہا تھا۔۔ بالکل بھی نہیں یہ جو ہمارے ملن کی رات کے بعد کی صبح ہوتی ہے نا یہ بہت اچھی ہوتی ہے اور میں بالکل بھی نہیں چاہتا کہ میری بیوی مجھ سے دور ہو جائے۔۔

برلاس نے سرگوشی نما انداز میں کہتے اس کے گال پر اپنے لب رکھے
تھے۔۔

بربرلاس پلینز۔۔

کانپتے ہوئے لہجے میں کہتے گل نے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔

کیوں اپنے اس دیوانے کو خود سے دور کر رہی ہو کیا تم نہیں جانتی کہ میں پل
پل تمہاری قربت کے لیے کتنا تڑپا ہوں ابھی مل جانے کے بعد بھی تو مجھے
دور کرنا چاہتی ہو نوچانس "گلِ جاناں"۔۔

اس کی باتیں سن کر گل کا دل دوبارہ سے دھڑک دھڑک کر دیوانہ بنتا اسے
پاگل کر دینے کے درپر تھا۔۔

یہ تمہارا دل اتنا زور زور سے کیوں دھڑک رہا ہے۔۔

گل کے سرخ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے برلاس نے شرارت سے
کہا۔۔

کیونکہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔۔

اس کی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو دیکھ کر گل نے بھی دو بد جواب دیا تھا۔۔

میرے پیار میں؟؟

مسکراہٹ دباتے دوبارہ سوال کیا۔۔

بہت زیادہ خوش فہمی میں ہیں آپ۔۔

سامنے والے کی امید کو جیسے توڑا گیا تھا۔۔

اچھا تو مجھے اسے خوش فہمی میں ہی رہنے دو کہ میری گل مجھ سے پیار کرتی ہے۔۔

چھوٹی سی ناک میں نوزین دیکھے اپنے ناک اس کے ناک سے رب کی تھی۔۔

برلاس کی چھوٹی سی حرکت پر بھی گل کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا تھا اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔ پیٹ میں جیسے تتلیوں کا مبار اٹھا تھا۔۔

گل کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں محسوس ہوئی تھی۔

برلاس کی نظر اپنی گردن پر دیکھتے گل نے جھٹکے سے اٹھنا چاہا تھا۔

برلاس کے چنگل میں پھس جائیں تو اس سے نکلنا اتنا آسان ہے کیا؟؟

برلاس نے گل کے گردن پر جکھتے اپنی شدتیں بکھیرنا شروع کی تھی۔

ساتھ ہی ساتھ سرگوشی کرتا اس کی جان سولی پر لٹکا گیا تھا۔

نیچے نیچے جانا ہے سب سب کیا سوچ رہے ہوں گے 10 بج گئے ہیں پلیز

چھوڑیں فریش فریش ہونے دیں۔

گل نے کانپتے لہجے میں کہہ کر اسے وقت کا ہوش دلانا چاہا تھا لیکن برلاس تو

اپنی گل میں گم کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔

قربت کے خمار سے سرخ آنکھیں اٹھا کر گل کو تنبیا کرتی نظروں سے دیکھتے

اسے چپ رہنے کا کہہ کر دونوں پر کمفرٹ اور تے وہ دوبارہ سے اس پر جھکتا

چلا گیا تھا۔

گل کی تو نازک سی جان ہی ہلکان ہو گئی تھی۔

اسے رات والے موڈ میں اتادیکھ کر۔۔

وہ مزید کر ہی کیا سکتی تھی اس کی ننھی سے جان اس دیو کے قید میں تھی اور وہ اس کے نیچے پس اس کی شدتیں سہہ رہی تھی۔۔

شرم سے اپنے چہرے کو تکیے میں چپاتی اس نے برلاس کی بولتی نظروں سے خود کو بچانا چاہا تھا۔۔

اور وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی اس کی اس ادا پر برلاس نہال ہوتا قمقہ لگا گیا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

پیپر کیسے ہوا تمہارا؟؟؟

زرم خان زادہ نے گھر کے اندر قدم رکھے کہا۔۔

بہت بہت بہت اچھا ہوا اللہ میں بہت خوش ہوں اب میرے صرف دو ہی پیپر رہتے ہیں اس کے بعد میں سکون سے سو پاؤں گی۔۔

مہزلہ تفصیل سے جواب دیتی صوفے پر پاؤں پھیلا گئی تھی۔۔

چلو میری جان اچھی بات ہے۔۔

زرم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ساتھ ہی اس کے پاس ہی صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

جب سے مہزلہ کے پیپر شروع ہوئے تھے داداجی نے اسے شہر میں ہی رکنے کے لیے کہہ دیا تھا کیونکہ مہزلہ کے پیپر شہر میں ہی ہو رہے تھے اسی لیے وہ لوگ اپنے گھر میں تھے روحان بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔۔

زرم نے بھی اس بار پکارا وہ کیا تھا کہ مہزلہ کے پیپر جیسے ہی ختم ہوتے ہیں وہ داداجی سے رخصتی کے حوالے سے بات کرنے والا تھا مزید وہ اپنی چھوٹی سی جان سے دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔

مہزلہ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ اسے پزل کر گیا تھا اس کے چہرے کی کنفیوز اثرات کو دیکھتے زرم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے جھٹکے سے اپنی گود میں بٹھاتے زرم نے انیبر واچکاتے کر پوچھا تھا کہ جیسے کیا ہوا۔۔

مہزلہ نے بھی محض نفی میں سر ہلایا تھا اس کے کندھے پر سر رکھے وہ اس کے کمر کے گرد اپنے چھوٹے بازو کا حصار حائل کر گئی تھی۔۔

جس پر ذرم مسکرایا تھا اسے مزید خود میں بینچتے اسے زور سے اپنے سینے سے لگایا گیا تھا۔۔

میرے بغیر ہگ کیا جا رہا ہے ہاں۔۔ روحان بھی بھاگ کر ان کی طرف اتنا زرم کے دوسرے پاؤں پر گود میں ہی بیٹھا اسے زور سے ہگ کر لیا تھا وہ بھی زبردستی۔۔

زرم مسکرایا تھا ان دونوں کے بچپن پر کیونکہ محض روحان کو زرم کے گلے لگنے نہیں دے رہی تھی۔۔

بڑی چھوڑے مجھے وہ بابا ہے میرے میں ابھی انہیں ہگ کروں گا۔۔
روحان نے نروٹھے پن سے چیختے کہا تھا۔۔

نہیں وہ تمہارے بابا نہیں ہے وہ صرف میرے ہی ہے انہیں صرف میں ہی ہگ کروں گی۔۔ تم مجھے ہگ کر لو بس۔۔ مہزلہ نے نہ جانے کیوں

جلدی سے روحان کو اس سے ہٹا کر اپنی گود میں بٹھاتے اسے خود کو ہگ کرنے کے لیے کہا تھا۔

روحان اس پر بھی راضی تھا وہ تو اپنی بڑی کا دیوانہ تھا لٹل فیری کا وہ زور سے مہزلہ کو گلے لگا گیا تھا۔

زرم ان دونوں کو اس طرح سے ایک دوسرے سے جلتا دیکھ کر زور سے مسکرایا تھا۔

اچھا تم دونوں ہی میرے ہو اس طرح سے ایک دوسرے سے کیوں لڑ رہے ہو۔

زرم نے مسکراتے دونوں کو اپنے گلے زور سے لگایا تھا۔

نہیں اپ صرف اور صرف میرے ہیں بس۔

مہزلہ اپنی ہی ضد پر اڑی ہوئی تھی اور زرم کو زور سے گلے لگاتے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔

اچھا چلو اب نہیں کرو جاؤ جلدی سے اپنے اپنے پیپرز کی تیاری کرو۔

زرم نے مسکرا کر دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اپنے اپنے کمرے
میں بھیجا تھا اور وہ دونوں بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمروں کی طرف بڑھ
گئے تھے زرم بھی مسکرا کر اٹھتا دوبارہ سے افس کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔
یہ اس کا روز کا ہی معمول تھا کہ مہزلہ اور روحان کے سکول سے آنے کے
بعد وہ ان دونوں سے ایک بار ملنے سے ضرور آتا تھا۔ دوپہر کا کھانا بھی وہ
ان دونوں کے ساتھ ہی کھاتا تھا۔۔۔

—

مہزلہ روحان کیا کر رہے ہو جلدی چلو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔
زرم خانزادہ اپنے گھر کے لاؤنج میں بیٹھا ان دونوں کو جلدی آنے کا کہہ رہا
تھا۔۔

ان دونوں کی ہی فرمائش پر پیپر ز ختم ہونے کے بعد ان دونوں کو وہ ڈنر کروانے لے کر جا رہا تھا۔

لیکن وہ دونوں تھے کہ انے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے پتہ نہیں ایسی کون سی تیاری تھی جو پوری نہیں ہو رہی تھی ان دونوں کی۔
بابا میں تو ریڈی ہوں بس بڑی ریڈی نہیں ہوئی۔

روحان بھاگتا ہوا آیا اور باپ کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک کر بیٹھ گیا۔
اچھا تمہاری یہ بڑی اندر کیا کر رہی ہے۔

مسکراتے ہوئے سوال کیا گیا تھا۔

بڑی نے کیا کرنا ہے جو لڑکیاں کرتی ہے اف کورس بابا وہ میک اپ کر رہی ہے۔

روحان نے بھی جیسے بڑی راز کی بات بتائی تھی۔
واقعی؟؟

زرم کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔

بالکل تبھی تو انہی دیر ہو رہی ہے اس چھوٹے سی شرارتی بچے نے اپنی
مسکراہٹ دبئی تھی۔۔

جیسے کہ اسے اپنے باپ کو اپنی باتوں میں مصروف کرتے ان کا دیہان لٹل
فیری سے ہٹا ہی لیا تھا تا کہ وہ سکون سے تیار ہو سکے۔۔

اچھا میں خود دیکھ کر اتا ہوں دو منٹ بیٹھے رہو یہیں پر۔۔

زرم کو روحان کی بات پر یقین نہ آیا تو خود ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔

روحان بھی پیچھے کندھے اچکا کر رہ گیا تھا کہ جیسے اب میں اور کیا ہی کر سکتا
ہوں۔۔

زرم خانزادہ نے جیسے ہی اوپر اکر اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے لگا کہ
جیسے وہ سانس ہی نہیں لے پائے گا۔۔

سامنے ہی اس کی چھوٹی سی فیری بلیک کلر کے پاؤں کو چھوتا فراک پہنے
دوپٹے کو گلے میں ڈالے اپنے لمبے بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے شال سے الجھ
رہے تھے۔۔

اسے اپنی بیوی پر ٹوٹ کر پیارایا تھا اور جو اس کا کہنا مانتی شال اپنے اوپر اڑ رہی تھی۔۔

مہزلہ نے جنھجلا کر مرمر میں دیکھا اپنے پیچھے زرم کا عکس دیکھتی اور شکر ادا کرتی اس کی طرف مڑی تھی۔۔

شکر ہے ہی آپ آگئے یہ دیکھیں مجھ سے بالکل بھی اوڑی نہیں جارہی اتنی لمبی ہے سمجھ نہیں رہا اس کا کیا کروں۔۔

مہزلہ بنا اسے دیکھے اپنے ہی ہا کنا شروع ہو گئی تھی۔۔

جواب نہ ملنے پر مہزلہ نے سراٹھا کر زرم کی آنکھوں میں دیکھا تو اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

زرم کے لوں دیتے جذبات آنکھوں میں واضح طور پر دکھائی دے رہے

تھے۔۔ اس کا اتنی محویت سے خود کی طرف دیکھنا خود بخود ہی مہزلہ کے

گال تپ کر لال انگارہ ہو گئے تھے۔۔ عجیب بات تھی وہ اس شخص کی

نظروں سے چھپنے کے لیے بے ساختہ ہی اس میں پناہ لیتی اس کے سینے میں خود کو چھپا گئی تھی۔۔ جیسے کہ وہ جانتی ہو کہ کوئی اور راہ فرار نہیں ہے۔۔ مہزلہ کا نرم گداز وجود اپنے سینے سے لگتا محسوس کرتے نرم نے ہوش کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔۔ اسے شدت سے اپنی چھوٹی بیوی پر پیار آیا تھا جو بمشکل اس کے سینے تک بھی نہیں ارہی تھی لیکن اسے چھپنے کے لیے سینے میں پناہ ضرور لے رہی تھی۔۔ مہزلہ کے کمر میں بازو ہائل کرتے اس کے پاؤں زمین سے اوپر اٹھاتے نرم نے اسے کس کے اپنے گلے لگایا تھا۔۔ مہزلہ کو اپنی پسلیاں تقریباً ٹوٹی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اتنی زور سے گلے لگ جانے کی وجہ سے بے ساختہ ہی اس نے نرم کے گردن میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔

گردن میں چہرہ چھپانے کی وجہ سے نرم کے جذبات جیسے مچل اٹھے تھے۔۔ اس کی نرم گرم سانسوں کا اپنی گردن پر پڑنا نرم کی آنکھیں سرخ کر گیا تھا۔۔ اسے مزید زور سے سینے سے لگاتے نرم نے اسے جھٹکا دیتے

مزید اوپر کیا جس کی وجہ سے بے ساختہ ہی مہزلہ کے ہونٹ زرم کے گردن سے ٹکرا گئے تھے۔۔ جو زرم کے جسم میں آگ لگانے کے لیے کافی تھے۔۔

میری جان کیا ارادے ہیں آپ کے کیا آپ چاہتی ہیں کہ آج کا پلان کینسل کر کے ہم اپنا ٹائم صرف اور صرف بیڈ پر سپینڈ کریں۔۔
زرم کی بات سن کر مہزلہ کو اپنے ہاتھ پسینے سے سیکتے محسوس ہوئے۔۔
چلیں نا ہم چلتے ہیں ڈنر کے لیے۔۔

منمناتے ہوئے زرم کے کان میں سرگوشی کی گئی۔۔
آج تو مہزلہ کا ہر ایکٹ ہر عمل زرم کو مزید اپنے پاس کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اور یو منمنانے کی وجہ سے اس کے ہونٹ مزید زرم کے گردن سے ٹچ ہو رہے تھے۔۔

میری جان کیوں میرا ضبط ازما رہے ہیں اپنا چہرہ نکالیں میری گردن
سے ورنہ اگر میں نے اپنے ہونٹ اپ کی گردن پر رکھے تو میں یقین سے
کہہ سکتا ہوں کہ اپ کو اپنے ہوش و حواس گوانے میں سیکنڈ بھی نہیں لگیں
گے۔۔

زرم نے اسے نگاہوں سے اگاہ کرنا چاہا تھا۔

اپ اپ میری میری کمر سے تو ہاتھ ہٹائیں مجھے درد درد ہو رہا ہے۔

کانپتے لہجے میں کہتے اپنے ڈر پر قابو پانا چاہا تھا۔

دل تو جیسے بس تیار بیٹھا تھا دھڑک دھڑک کر باہر آنے کے لیے۔

مہزلہ کی بات سن کر زرم نے اپنا حصار تھوڑا سا ڈھیلا کیا تھا لیکن اسے ابھی

بھی اپنے حصار سے نکلنے نہیں دیا تھا۔

میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے اپ مجھے چھوڑ دینا۔

معصومیت سے کہتے زرم کا مزید دل دھڑکا گئی تھی وہ۔

زرم نے بے ساختہ ہی اپنے کنٹرول سے نکلتے جذبات کے تحت اس کے
ماٹھے پر اپنے لب رکھتے شدت سے اس کو چوما تھا۔۔

کیوں ایسی حرکتیں کر رہی ہو کہ میں تمہاری طرف مائل ہو جاؤں۔۔
مہزلہ کے سارے بال جو بکھر گئے تھے اسے اس کی پشت پر کرتے ہوئے
اس کے کان میں تقریباً سرگوشی کی تھی۔۔
میں نے میں نے میں نے کیا کیا۔۔

چلتے ہیں باہر رور و حان انتظار کر رہا ہو گا۔۔

مہزلہ کا دل دھڑکتا شدت سے اسے زرم کے سامنے شرمندہ کرنے پر تلا
ہوا تھا۔۔

ہاں ہاں چلو چلتے ہیں زرم نے بھی ایک پل کے لیے اپنی آنکھیں زور سے
میچتے جیسے خود پر قابو پانا چاہ رہا تھا اسے زمین پر اتارتے۔۔۔ سب سے پہلے
اس کے بال اس کی پشت پر صحیح کیے اس کے بعد اس کی فراک کا دوپٹہ اس

کے سر پر دینے کے بعد۔۔ شال کو اس کے گرد اچھی طرح سے اڑتے ہیں وہ اسے اپنے حصار میں لیتے باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ خود بھی بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس اپنی شاندار اور ساحرانہ پر سنیلٹی کے ساتھ ماحول پر چھایا ہوا تھا۔

روحان بھی اپنے باپ کی کاپی کرتا ہوا تھری پیس بلیک سوٹ میں ملبوس تھا۔۔ ننھے سے روحان نے بھی حسن اپنے باپ سے ہی چرایا تھا وہ بھی حسن میں خانزادوں سے بلا کہاں پیچھے رہنے والوں میں سے تھا۔

اوو و شکر ہے بڑی اور بابا پ لوگ اگئے اور جلدی چلے۔۔

روحان نے ان دونوں کو اتادیکھ کر شکر ادا کیا ساتھ ہی جھنجھلاتے ہوئے ان دونوں کو جلدی چلنے کے لیے کہا تھا۔

مہزلہ بھی خود کو پر سکون کرتے اب مسکراتے ہوئے جلدی سے اگے بڑھی تھی لیکن اپنے کمر کے گرد لپٹے ہوئے زرم کے ہاتھ کو دیکھ کر وہ بے ساختہ زرم کو دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

میرے ساتھ ساتھ چلو میری جان۔۔

روحان کو اگے بھاگتا ہوا دیکھ کر زرم نے اس کی کمر کو دبا کر اسے باور کروانا چاہا تھا۔۔

ہاں میں سر ہلاتے وہ چھوٹے چھوٹے قدم زرم کے ساتھ ہی لینا شروع ہوئی تھی۔۔

گاڑی تک پہنچتے روحان الریڈی اپنے لیے پیچھے کا دروازہ کھولتے ادھر بیٹھ گیا تھا۔۔

زرم نے مہزلہ کے لیے فرنٹ سیٹ کا ڈور اوپن کیا اور اسے بٹھانے کے بعد خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے گاڑی کو سٹارٹ کرتے وہ اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔۔

بابا کھانے کے بعد اپ ہمیں اس کریم بھی کیلایئے گا پلینز۔۔
روحان کی طرف سے فرمائش کی گئی تھی۔۔

ضرور میری جان بابا ضرور اپ کو اٹس کریم کیلائیں گے اور کوئی فرمائش
میرے چھوٹے شہزادے کی۔۔

زرم نے پیار سے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔

تھینک یو بابا۔۔ بڑی اپ اتنا چپ چپ کیوں ہے بتائیں نا کیا ہوا ہے۔۔

مہزلہ جس کی ابھی تک دڑکھنے قابو میں ہی نہیں ارہی تھی بے ساختہ ہی

روحان کے سوا پر بوکھلا کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہوئی۔۔

کچ کچھ نہی نہیں ہوا۔۔۔

کانپتے لہجے میں کہہ کر جیسے اپنی بوکھلاہٹ کو چھپا چاہا تھا۔۔

زرم نے مسکرا کر مہزلہ کی طرف دیکھا تھا وہ بخوبی اس کی حالت سے واقف

تھا۔۔

اس کا گہری گہری سانسیں بھرنا اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اپنے

دڑھکتے ہوئے دل پر قابو پانا۔۔۔ اسے مزید اپنی طرف وہ پاگل کر رہی

تھی۔۔۔

حالانکہ مہزلہ بیچاری تو یہ سب جانتی ہی نہیں تھی۔۔ کہ اس کے اس طرح سے گہری گہری سانسے بھرنے کی وجہ سے وہ زرم کی جان سولی پر لٹکا رہی ہے۔۔

کچھ نہیں ہوا بڑی تو اپ بھی بابا سے فرمائش کرے نہ کہ ڈنر کے بعد اپ کو کیا کھانا ہے۔۔

روحان تو اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔

زرم نے مسکراتی نظروں سے مہزلہ کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پر نظرے چرا گئی تھی۔۔

ہاں فیری بتائے اپ نے کیا کھانا ہے ڈنر کے بعد۔۔

زرم نے بھی لقمہ دے جیسے اسے تنگ کرنا چاہا تھا۔۔

مہزلہ کی آنکھیں بے بسی سے نم ہو گئی تھی۔۔ وہ کیا کرتی دونوں باپ بیٹے نے اس معصوم کو پریشان کر دیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہی زرم نے بے ساختہ ہی گاڑی کو بریک لگایا تھا۔۔

ہے ہے ہے پر نس کیا ہوا ہے۔۔ یار اپ رو کیوں رہی ہے۔۔ میری جان میری طرف دیکھے پلیز۔۔ اچھا سوری یار نہیں کرتا تنگ اپکو اب۔۔۔ پلیز رونا بند کرے جانم۔۔۔

زرم نے گبھرائے ہوئے لہجے میں کہتے اسے ریلیکس کرنا چاہا تھا۔ اپنی چڑیا اور معصوم سی بیوی کو۔۔

زرم کے نرم انداز پر مہزلہ کی آنکھوں سے مزید آنسو روا ہوئے تھے۔۔
زرم نے پیار سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے۔۔
اور ایک نظر روحان کی طرف دیکھا جو خود پریشان سا بیٹھا تھا۔۔
چلو اپ دونوں کو ڈنر کے بعد میں بیکری بھی لے کر جاؤنگا۔۔ پھر جو لینا ہو لے لینا۔۔ اپ دونوں مسکرا کر دیکھاؤ مجھے۔۔

زرم نے دونوں کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ اور وہ کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔

مہزلہ بھی خود کو پر سکون کرتی مسکرائی تھی۔۔

اور روحان بھی اپنی بڑی کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرایا تھا۔۔

اور ان دونوں کو مسکراتا دیکھ کر زرم بھی پر سکون ہوا تھا۔۔

زرم کو معلوم ہوا تھا آج کہ اس کی فیری اس کی ذرا بھی قربت برداشت

نہیں کر سکتی۔۔ اور وہ بیچارہ رخصتی کی سوچے ہوئے تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

اففف۔۔ یہ بھوک بھی نہ ابھی ہی لگنی تھی مجھے۔۔ حد ہوتی ہے۔۔ مطلب

یار ررر کیا کروا ب۔۔ ایسے تو میری بھوک سے جان ہی نکل جائے

گی۔۔۔

اور زلہ جو دوپہر سے ہی اپنے فلیٹ کے اس کمرے میں بند تھی اب رات

ہونے کو آئی تھی۔۔ اور بھوک تو اب برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔۔ باہر

کھانے کا سامان سب کچھ تھا اس کے فلیٹ پر۔۔ بس وہ آرش کا سامنا نہیں
کرنا چاہ رہی تھی۔۔ تب ہی اب تک کمرے میں بند تھی۔۔۔
مزید خود پر جبر نہ کرتے ہوئے وہ اٹھی اور باہر نکل آئی تھی۔۔ یہ سوچ کر
کے وہ اس کو فل اگنور کرے گی۔۔ اور ہوا بھی ایسے ہی اس کے باہر نکلنے کی
دیر تھی۔۔ باہر آرش الرٹ بیٹھا تھا اسے دیکھ کر جلدی سے اس کے پاس
جانا چاہا۔۔ لیکن وہ اس کے پاس سے گزرتی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔
آرش بھی اس کے پیچھے پیچھے کچن میں آیا۔۔ اور دیکھا کہ وہ اپنے لیے کچھ بنا
رہی ہے تو وہی کھڑے ہو کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔
لیکن انتظار انتظار ہی رہا۔۔ اور زلہ نے اسکی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔۔
آرش جانتا تھا یہ سب کچھ تو ہو گا۔۔ کیوں کہ اس نے بھی تو کو کسر نہیں
چھوڑی تھی اس شفاف دل رکھنے والی لڑکی کا۔۔
مجھ مجھے تم سے سے بات کرنی ہے ہے۔۔۔
آرش نے لڑکھاتے لہجے میں اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا۔۔

لیکن آرش کو لگا کہ جیسے وہ خود سے ہی بات کر رہا ہوں۔۔

اور زلہ نے اس کی پکار کا کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا۔۔

آپ چلے جائے یہاں سے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتے اب کو بوائے ہوئے نوڈلز کو دوسرے باول میں نکالنے لگی۔۔

پلیز ایک بار بات کر لو۔۔

آرش نے اس کی منت کرتے کہا۔۔ لیکن وہ کہا جانتا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی نے اپنا دل پتھر کا کر لیا ہے۔۔ جس پر اب کوئی بھی آئے، لڑکی، سسکیاں فرق نہیں ڈالتا تھا۔۔

دوبارہ اور زلہ نے اس کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔

اور آرش وہی پر کھڑا رہا۔۔ کہ شاید اس لڑکی کو اس پر رحم آجائے اور ہو اس سے بات کر لے۔۔ لیکن نہیں اسے جانا تھا اور وہ چلی گئی تھی۔۔

آرش بس اس کی چھوڑی ہوئی جگہ کو خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ اور
انکھ سے ایک آنسو اس کے گال پر بہہ گیا تھا۔

گہری سانس بھرتے وہ اس دوبارہ سے لاونج میں صوفے کی طرف آگیا
تھا۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ اب اسے کیا کر کے اور زلہ سے بات کرنی
چاہیے۔ اس کو اپنی پوری زندگی خود سے روٹھی روٹھی لگ رہی تھی۔
وہ کیوں اور زلہ سے رحم کی امید رکھ رہا تھا۔ جب کے اس نے خود بھی تو
اس ہرزاسا بھی رحم نہیں کیا تھا۔

اسے کچھ کر کے ہی سہی اپنی زندگی کو منانا ہی تھا۔

{♡♡♡♡♡♡}

مہزلہ میری جان ریلیکس ہو جاؤ کیوں اتنا نروس ہو رہی ہو میں کچھ نہیں
کہتا۔

زرم خان زادہ نے مہزلہ کو کنفیوز تاثرات کے ساتھ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو
مروڑتے دیکھ رہا تھا۔

مہزلہ کی تو انکھیں ہی نہیں اٹھ رہی تھی وہ ذرم خانزادہ کی طرف دیکھ ہی نہیں پار ہی تھی دل تھا جو ہنوز بری طرح سے دھڑکتا ہوا اسے بوکھلائے ہوئے رکھا تھا۔

مجھے مجھے پتہ نہیں کیا کیا ہو رہا ہے بس بس دل دل اداس ہے اور دل چاہ رہا ہے کہ میں رولوں۔

انسو بھری انکھوں سے ذرم کی طرف دیکھتے ہوئے مہزلہ نے اپنی کیفیت بتائی تھی۔

لیکن میری جان اپ کیوں رونا چاہتی ہیں مجھے بتائیں کچھ ہوا ہے کیا کسی نے کچھ بولا ہے ذرم بے ساختہ ہی پریشان ہو گیا تھا۔

پتہ نہیں بس بس ڈر لگ رہا ہے مجھے مجھے گھر گھر لے چلے پلینز۔

کہتے ہوئے مہزلہ کی انکھوں سے انسوروانہ ہو گئے تھے روحان بھی اپنی

بڑی کی حالت کو دیکھتے ہوئے پریشان تھا ان تینوں نے ابھی تک ایک نوالہ تک نہیں لیا تھا کھانے کا۔

حالانکہ زرم نے ان دونوں کے سارے فیورٹ ڈشز منگوائے تھے جو سارے ہی روحان نے بتائے تھے کیونکہ گھر سے نکلتے وقت سے لے کر اب تک کے مہزلہ صرف چپ ہی تھی۔۔

زرم کی سمجھ سے باہر ہو رہا تھا پتہ نہیں اس کی فیری کو کیا ہو گیا تھا۔۔
زرم مہزلہ کو دیکھ رہا تھا جو خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی اخرا سے وجہ سمجھ کیوں نہیں آرہی تھی کہ اس کی فیری کس بنا پر ڈر رہی تھی۔۔
مہزلہ مجھے بتاؤ تو صحیح میری جان ہوا کیا ہے کسی نے کچھ بولا ہے کوئی تنگ کر رہا ہے کیا میری جان کو۔۔

مہزلہ نے خوف سے دائیں طرف ترچی نظروں سے اس آدمی کی طرف دیکھا تھا جہاں پر وہ کالا آدمی موٹا سا بھی تک اسے ہی گھورنے میں مصروف تھا اس کی آنکھوں میں سے چھلکتی ہو س کو دیکھ کر مہزلہ کو لگا کہ وہ ابھی اپنے ہوش و حواس ہی گواہ بیٹھے گی۔۔

زرم نے بھی اس کی نظروں کی طرف دیکھا تھا جہاں پر ایک موٹا کالا سادھی بیٹھا اس کی فیری کو گھورنے میں مصروف تھا۔

غصے کی وجہ سے اس کی ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں اس کے جسم میں شرارے سے پھوٹنے لگے تھے۔

وہ اپنے بیٹے اور فیری کے سامنے کوئی بھی تماشہ نہیں بنانا چاہتا تھا اسی لیے ان دونوں کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔

زرم اور روحان مہزلہ کے دائیں بائیں کھڑے دونوں نے اس کا ایک ایک ہاتھ پکڑا اور گاڑی کی طرف چلے گئے تھے۔

اپ دونوں گاڑی میں بیٹھو میں اپنا والٹ اندر بھول آیا ہوں میں ابھی اتا ہوں پیمنٹ کر کے۔۔۔ دونوں کو گاڑی میں بٹھا کر اور گاڑی کو لوک کر کے گاڑی کی چابی کو اپنی پیمنٹ کی پاکٹ میں گھسا کر وہ دوبارہ سے اندر چلا گیا تھا۔

کورٹ کو اتارتے استینوں کو کہنیوں تک فولڈ کرتے وہ ڈائریکٹلی گیا اور نہ
اؤدیکھا اور نہ تاؤسیدھا اپنے بھاری ہاتھ کا مقہ اس کالے سے ادی کے منہ پر
مارا تھا۔ جس پر وہ ادی بلبلا اٹھا تھا۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری فیری
کو دیکھنے کی۔ اسندہ اگر تمہاری یہ انکھیں ہی نہیں رہے گی تو تم کیسے کسی کو
دیکھ پاؤ گے۔ کہتے کے ساتھ ہی زرم نے ایک اور وار کیا تھا اور اس بار
سیدھا اس کا مکھا اس ادی کے انکھوں پر لگا تھا۔ درد کی شدت سے وہ ادی
تڑپ اٹھتا خود کو بچانے کے لیے وہ ہاتھ پیر مار رہا تھا لیکن زرم پر جنون سوار
ہوتا درپہ در اسے مکوں سے نواز تھا وہ اس کا حال برا کر گیا تھا۔
زرم کو اس وقت اتنا غصہ آیا ہوا تھا کہ ہوٹل کی ساری مینجمنٹ اسے ایک
ساتھ اس ادی سے ہٹانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی لیکن تب بھی وہ کسی
کے قابو میں ہی نہیں رہا تھا۔

اس کے دماغ میں تو بس یہی گھوم رہا تھا کہ اس کی فیری یہاں آنے سے پہلے
کتنی خوش تھی گاڑی میں بھی اس کا موڈ تقریباً ٹھیک ہی تھا لیکن یہاں پر

انے کے بعد سے اس کے خوف سے تھر تھر کانپتے اور ہاتھوں کو دیکھتے
ہوئے زرم کے دل میں درد سا جاگا تھا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ زرم نے دھاڑتے ہوئے ساری مینجمنٹ سے کہا تھا اور اس
کی دھاڑ سنتے ہوئے کسی نے بھی خوف سے اگے جانے کی کوشش نہیں کی
تھی آخر بزنس ٹسکون زرم خانزادہ کو کون نہیں جانتا تھا۔

بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا وہ۔۔ پھر اپنی بیوی پر اٹھنے والی نظروں کا وہ
برا حال نہ کرتا تو وہ کیسے بزنس مین کہلاتا۔ اس وقت اس کا غصے سے برا
حال ہو رہا تھا اس ادمی کو مار مار کر اس نے ادمو کر دیا تھا لیکن تب بھی اس کا
غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا بار بار اس کی نظروں کے سامنے مہزلہ
کانپتا لرزتہ ہوا وجود ایا تھا۔

سر بس کر دیں پلیز اگے سے وہ ادمی بے ہوش ہو گیا ہے۔۔ مینجر کی آواز سن
کر وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا اور اس ادمی کی طرف دیکھا جو انکھیں بند کیے
اپنے ہوش و حواس گواہ بیٹھا تھا۔

اس کے اوپر سے اوٹھتا اپنے جیب کی پاکٹ سے چند پانچ پانچ ہزار کے نوٹ
اس آدمی کے اوپر پیکتا مینینجر کو ہدایت دیتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ اس آدمی کی جان لے لیتا لیکن اس وقت اس کا
یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔

گاڑی کے اندر اتے ہی اپنے اتر حلیے کو اس نے قدرے بہتر کر لیا تھا۔
ادھر او میرے پاس۔۔۔ زرم نے ان دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔
دونوں کے چہرے پر ہی خوف صاف دیکھا جاسکتا تھا اس کی سرخ آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے۔۔

روحان تو اپنے بابا کے بلانے پر جلدی سے اس کے گود میں ہی چڑھ کر بیٹھ
گیا تھا لیکن مہزلہ ابھی بھی انسو بھری آنکھوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے میں
مصروف تھی۔۔

لٹل فیری ادھر او میرے پاس زرم نے ایک ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار
میں لینا چاہا جب اس کے اسی بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں کے حصار میں لیتے
اس کے کندھے پر سر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔
فیری بڑی اس کے اس طرح سے رونے پر زرم اور روحان دونوں ہی تڑپ
اٹھے تھے دونوں نے ایک ساتھ ہی اسے پکارا تھا۔۔

اگر زرم کی مہزلہ میں جان بستی تھی تو روحان کو بھی تو ایک چھوٹی سی بڑی
کراٹم پارٹنر شرارتیں کرنے والی چھوٹی سی مامل گئی تھی۔۔
میری جان رونا بند کروا اگر تم اسی طرح سے روتی رہو گی تو اس آدمی کا میں
برا حال کرا یا ہوں لیکن صرف جان سے مارنے کی رہ گئی ہے اسے جان سے
ماراؤں گا میں۔۔

زرم کی بات سنتے ہیں مہزلہ نے خوف سے اس کے کندھے سے سر ہٹاتے
پیچھے ہوتے انکھیں بند کی تھی۔۔

بابا کیا کر رہے ہیں اپ فیری ڈر رہی ہے ایسا مت کریں۔۔

روحان جلدی سے اپنے بابا کی گود سے اترتا مہزلہ کے ساتھ ہی سیٹ پر بیٹھا
تھا مہزلہ اتنی چھوٹی سی تھی کہ روحان اس کے ساتھ سیٹ میں پوری طرح
سے ایڈجسٹ ہو گیا تھا۔

روحان جلدی سے اپنے بابا کی گود سے اترتا مہزلہ کے ساتھ ہی سیٹ پر بیٹھا
تھا مہزلہ اتنی چھوٹی سی تھی کہ روحان اس کے ساتھ سیٹ میں پوری طرح
سے ایڈجسٹ ہو گیا تھا۔

بڑی اپ پلیر روئیں مت مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔

روحان نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کے انسو صاف کیے۔
مہزلہ نے روحان کی طرف دیکھا جو امید بھری نظروں سے اس کی طرف
ہی دیکھ رہا تھا۔

فیری پلیز چپ ہو جاؤ۔۔ کیا ہو گیا ہے اب تو بات ختم ہو گئی ہیں نا۔۔
اس طرح روکے تم ہم دونوں کو تکلیف پہنچا رہی ہو۔۔ ہم ناراض ہو
جائیں گے آپ سے کیوں روحان؟؟

زرم نے پیار سے اسے منانا چاہا تھا اور آخر میں دھمکی بھی لگائی تھی۔۔
میں میں نہیں رو رہی یہ یہ انسوخود خود ہی ارہے ہیں۔۔
زرم تو مہزلہ کی معصومیت کو دیکھ کر اور اس کی معصوم سی بات سن کر زرم
کو ٹوٹ کر اپنی بیوی پر پیار آیا تھا۔۔ اور روحان وہ تو اپنے بڑی کے گال پر
لب رکھتا اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کے سرخ چہرے کو صاف
کر گیا تھا۔۔

روحان۔۔

تنبیہ کرتی آواز میں پکارا گیا تھا۔۔

اوکے بابا میں فیری کو ٹچ نہیں کروں گا بس فیری چپ تو ہو جائے نا۔۔
روحان نے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے فکر مندی سے کہا تھا۔۔

اچھا چلو تم دونوں چپ کر جاؤ۔۔ مہزلہ میری جان چلو اپنے انسو صاف
کروں۔۔۔

زرم نے اس بار تھوڑا سا سختی سے کہا تو مہزلہ نے بھی جلدی سے اپنے انسو
صاف کیے تھے۔۔

پیارے وہ ڈیل کر کے دیکھ چکا تھا اب اگر وہ سختی سے مان رہی تھی تو زرم
بھی سختی کر رہا تھا۔۔

ان دونوں کو جب دیکھ کر زرم نے گاڑی سٹارٹ کی اور روڈ پہ دوڑا دی
تھی۔۔

چلو اب بتاؤ کہ کیا کھانا ہے تم دونوں کو مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔۔
ان دونوں کے موڈ کو ٹھیک کرنے کی خاطر زرم نے بہانے سے ان دونوں
کا دھیان کسے اور طرف مبذول کرانا چاہا تھا۔۔

کیونکہ اگر وہ دونوں اسی طرح چپ بیٹھے تو بار بار اج ہوئے واقعی کو وہ لوگ سوچتے ہی رہتے اگر ان کا دھیان کسی اور طرف لگ جاتا تو دونوں کا ہی موڈ بہتر کیا جاسکتا تھا۔

بابا کو تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔

روحان نے بھی معصومیت سے کہا۔

اور لٹل فیری میں اپ کو بھوک نہیں لگ رہی۔

زرم نے مہزلہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

لگ رہی ہے۔

دھیرے سے منمناتے ہوئے آواز میں تقریباً سرگوشی کی تھی۔

چلو پھر اپنی فیورٹ فیورٹ ڈشز بتاؤ کہ اپ دونوں نے کیا کھانا ہے۔ تو ہم

وہیں پر چلتے ہیں ان دونوں کی موڈ کو ٹھیک کرنے کی خاطر زرم کچھ بھی کر

سکتا تھا۔

ان کو ناراض کرنے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ خراب موڈ کے ساتھ
گھر جانا تو بہت دور کی بات تھی۔۔

مجھے پیزا کھانا ہے۔۔۔

روحان نے جلدی سے اپنی فرمائش کی۔۔

اور میری جان اپ نے کیا کھانا ہے۔۔۔ ذرم نے مہزلہ سے پوچھا۔۔

مجھے پیزا بھی کھانا ہے۔۔۔ اور فریج فرائیز بھی کھانے ہیں۔۔۔ اُس کریم

بھی کھانی ہے۔۔۔ کیک بھی چاہیے۔۔۔ اور میری فیورٹ اور یور شک

بھی۔۔۔ اور ہاں مجھے اُس کریم اور براونی بھی کھانی ہے۔۔۔

مہزلہ کا موڈ کافی حد تک بہتر ہو چکا تھا گہری سانس بھرتے اس نے

معصومیت سے اپنے ساری فرمائش زرم سے کہہ ڈالی تھی۔۔۔

ہےےےے لٹل فیری اب اتنا سب کچھ کھاؤ گے تو تو بابا غریب ہو

جائیں گے نا۔۔

روحان کو تو اپنے بابا کے غریب ہونے کی فکر تھی۔۔۔

روحان کی بات سن کر جہاں پر مہزلہ پریشان ہوئی تھی۔۔ وہی زرم نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ وہ خوب جانتا تھا اپنے شرارتی بیٹے کو کہ وہ اپنی بڑی کو تنگ کر رہا ہے۔۔

کیا سچ میں آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔

مہزلہ نے پریشان کن تاثرات سجاتے زرم سے کہا۔۔

تو زرم نے بھی محض شرارت کے خاطر اپنی مسکراہٹ دباتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

چلیں ٹھیک ہے آپ مجھے صرف پیزا ہی کھلا دیں۔۔

مہزلہ نے مایوسی سے کہا۔۔

پھر جب آپ کے پاس زیادہ پیسے انہیں گے تو مجھے ساری چیزیں دیلا دیجیے گا
ٹھیک ہے؟؟

ساتھ دوبارہ اپنی فرمائش بھی کر ڈالی تھی۔۔

زرم کو ٹوٹ کر اپنی بیوی پر پیار ایا تھا جو معصومیت میں بھی اس کے بھلے
کے لیے ہی سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ اتنی سوچ اور سمجھ تو رکھتی تھی۔۔۔ کہ
اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہے تو وہ اپنی فرمائشے کم کر دے گی۔۔
ہاہاہاہاہا۔۔۔ بے ساختہ ہی روحان کا گاڑی میں چھوٹا سا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔
اور اس کی مسکراہٹ کو سن کر زرم کے چہرے پر بھی گہری مسکراہٹ نے
احاطہ کیا تھا۔۔

کیا ہوا؟؟ ہنس کیوں رہے ہو۔۔
مہرلہ نے نہ سمجھی سے روحان کی طرف دیکھا۔۔
اوہو بڑی اپ کتنی معصوم ہیں۔۔۔ میں تو صرف اپ کو تنگ کر رہا تھا بابا
کے پاس تو اتنے پیسے ہیں۔۔۔ کیوں اپ بھول گئی کیا باروز ہمیں بیکری لے
کر جاتے ہیں۔۔۔ تو کتنے چیزیں دلواتے ہیں ہمیں۔۔۔ تو اتنی سی چیزیں تو
وہ اپنی فیری کے لیے کر بھی لیں گے۔۔۔ میں تو بس اپ کو تنگ کر رہا
تھا۔۔

روحان نے اپنی بڑی کی ساری غلط فہمی دور کی تو مہزلہ منہ کھولے دونوں
باپ اور بیٹے کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔۔ دونوں اسے بے
وقوف سمجھ رہے تھے بے ساختہ ہی ناراضگی سے اس نے اپنا معصومیت
سے بھرا منہ پھلا لیا تھا۔۔

ارے میری جان ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔ میرا سب کچھ تو آپ دونوں
کے لیے ہے۔۔۔ آپ دونوں مجھ سے میری جان مانگے تو میری جان بھی
حاضر ہے۔۔۔ آپ دونوں کے لیے پیسے تو بہت کم چیز ہے میری جان۔۔
زرم نے پیار سے مہزلہ کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار باندھتے اس کا سراپے
کندھے سے لگایا تھا۔۔

بابا جان اس وقت آپ کی جان نہیں چاہیے بس آپ ہمیں پیزا کھلا دیں۔۔۔
اور اُس کریم بھی اور جو جو بڑی نے آپ سے فرمائشیے کی ہے وہ ساری پوری
کردے۔۔

روحان نے شرارت سے کہا تھا۔۔

روحان اپ بہت زیادہ شرارتی ہو گئے ہیں۔۔۔ میری جان ابھی اپ کا
زلٹ جب شو ہو گا تب اپ کی یہ ساری شرارتیں ختم ہو جائیں گی۔۔۔
اگر ذرا سا بھی اپ دونوں کے زلٹ میں میں نے اونچ نیچ دیکھا تو مجھ سے
برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ شرارت اپنی جگہ لیکن اپ دونوں کو پڑھائی کے
معاملے میں میری طرف سے کوئی بھی رعایت نہیں ہے۔۔۔

زرم نے ذرا سی سختی لیے دونوں سے کہا تو دونوں نے ایک دوسرے کے
چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ دونوں ہی پر سکون تھے کیونکہ دونوں کے
پیرز بہت ہی اچھے گئے تھے۔۔۔

اوپا پا میں تو ٹوپ کروں گا ہاں بڑی کا نہیں پتہ کیا پتہ اس کے پیرز
روحان۔۔۔

ابھی روحان نے اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ مہزلہ چیخ پڑی تھی۔۔۔
بلا وہ اپنے پیرز کے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتی تھی۔۔۔ سوچ کر ہی اس
کی جان نکلنے کے درپہ تھی۔۔۔

آخر بورڈ کے پیپر ز کی تیاری کرنا اتنی اسان کہا ہوتا ہے اور پھر جب آپ کے پیپر ز رک جائے تو اللہ توبہ۔۔

اور یہ تو بعد کی باتیں ہوتی ہے گھر والوں سے رشتہ داروں سے بے عزتی الگ ہوتی ہے کوئی ہماری فیلنگ سمجھتا ہی نہیں ہے۔۔
روحان بری بات بیٹا ایسا نہیں کہتے۔۔

زرم نے مہزلہ کے چہرے کے پریشان تھا تاثرات دیکھے تو روحان کو تھوڑا سا ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔۔

سوری بڑی انشاء اللہ آپ کے پیپر ز بہت ہی اچھے ہوں گے اور آپ کا اے گریڈ اے گا۔۔

روحان نے بھی جلدی سے سوری کی تھی۔۔

انشاء اللہ زرم کے دل نے بے ساختہ کہا تھا۔۔

چلو جی اندر جاتے ہیں اور آپ دونوں کی بھوک کا کوئی علاج کرتے ہیں۔۔۔

زرم نے ایک ریسٹورنٹ کے باہر گاڑی رکی اور ان دونوں کو اپنے ساتھ
لیے اندر کی جانب چل دیا۔۔۔ مہزلہ کو تھوڑا ڈر تو لگ رہا تھا لیکن پھر اپنے
گرد زرم کے ہاتھ کا حصار دیکھتے وہ پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔
روحان بھی مہزلہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہو گیا
تھا۔۔۔

اب دونوں طرح طرح کی فرمائشیں کرتے ویٹر سے اپنا آرڈر لکھوا رہے
تھے۔۔۔

اور زرم اپنی زندگی کو دیکھ کر کھول کر مسکرا رہا تھا بے شک وہ دونوں تھے
تو ہی زرم کی زندگی خوشگوار تھی ورنہ بالکل بھی نہیں۔۔۔
ان دونوں کی وجہ سے ہی زرم کے چہرے پر اج مسکراہٹ تھی ورنہ
مسکراہٹ کیا تھی اس سے ذرم کا دور دور تک کوئی بھی واسطہ نہیں تھا۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

رات کے تین بجے کا وقت تھا ہر کوئی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے
اپنے اپنے کمروں میں آرام سے بیڈ پر سوئے ہوئے تھے۔۔
ایسے میں پورے حویلی میں عنایہ ہی بے چینی سے کروٹ پر کروٹ بدلتے
تکلیف میں نظر ارہی تھی۔۔

اس کا کمرے میں دم گھٹ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اسے کھلی ہوا میں
سانس نہیں ملی تو وہ اپنی سانس سے روک دے گی۔۔
عجیب چسپاں اسے کمرے میں محسوس ہوا اوپر سے اس کے پیٹ میں بہت
زیادہ درد ہو رہا تھا اور کمر کا تو حال ہی خراب تھا۔۔
گہرے گہرے سانس لیتے اس نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی
ایک نظر ملیار کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی سو رہا تھا۔۔
عنایہ کا پورا چہرہ پسینے سے تر تھا اتنے سخت سردی میں بھی اس کا چہرہ پسینے
سے درد کی وجہ سے پورا اثر ابور تھا۔۔

بے ساختہ ہی وہ اٹھ کر بیٹھی اور پانی پینے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن شیشے کا گلاس چھنک کر کے زمین بوس ہوا تھا۔

گہری گہری سانسیں لیتی اس نے اٹھ کر بالکنی کی طرف جانا چاہا تھا لیکن اس سے چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔

گلاس ٹوٹنے کی آواز پر ملیار بھی بیدار ہوا تھا اور اپنی زندگی کو اتنی تکلیف میں دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔ جلدی سے اس کی طرف اتے اسے گود میں اٹھاتے بالکنی کا دروازہ کھولتے اسے وہیں پر کھڑا کیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ پچھلے چھ سات مہینوں میں اس کی یہ حالت ضرور ہوتی ہے۔۔۔ رات کے وقت اور اسے کھلی ہوا چاہیے ہوتی ہے۔۔۔ اسی لیے وہ اسے بھاگتے ہوئے بنا اس سے پوچھے اسے بالکنی میں لا کر کھڑا کرتے اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

ملیار نے ہاتھ بڑھاتے اس کے پورے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا تھا جو پسینے سے تھر تھرا تھا۔

میری زندگی کیا ہو گیا ہے اگر زیادہ تکلیف ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے کر
چلوں۔۔ ملیار نے پریشان سے لہجے میں کہا۔۔۔

عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تھا کلی فضا میں سانس لینے کے باعث وہ خود کو
تھوڑا پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں اپ پریشان نہ ہو عنایہ نے اس کے سینے سے لگتے اپنے
دونوں ہاتھ اس کے کمر کے گرد مضبوطی سے باندھے تھے۔۔

ملیار اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اپ دوسری شادی تو نہیں کریں گے نا۔۔

عنایہ نے نہ جانے کس خوف کے تحت اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔

عنایہ کیا ہو گیا ہے کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔

چاہنے کے باوجود بھی ملیار اپنا لہجہ سخت ہونے سے روک نہیں پایا تھا۔۔

اگر اسندہ ایسی بات منہ سے بھی نکالی تو بہت بڑا پیش اوں گا تمہاری ہمت
کیسے ہوئی ایسی بات کہنے کی۔۔

تم ضروری ہو میرے لیے میری سانسوں کے لیے،، اگر تم نہ ہوئی تو میرا
بھی زندگی میں جینے کا کیا ہی مقصد ہو گا،، تم صرف میرے لیے میری بیوی
نہیں ہو۔۔۔ تم میری متاع جان ہو میری زندگی کا کل اثاثہ ہو۔۔ میری
محبت کے اکلوتی وارث ہو تم۔۔ اسندہ سے ایسا کبھی بھی مت کہنا کیونکہ یہ تو
طے ہے کہ اگر عنایہ نہیں تو ملیار بھی نہیں۔۔۔ بچپن کا عشق ہو تم میرے
اتنے آسانی سے میں تمہیں گواہ نہیں سکتا۔۔۔ جان تو بہت دور کی بات
ہے۔۔۔ تمہیں کوئی انچ پہنچے اس سے پہلے اس انچ کو ملیار سے گزرنا پڑے
گا۔۔

ملیار نے شدت سے کہتے اسے مزید اپنے سینے سے کے اندر گھسانا چاہا تھا۔
وہ ڈر گیا تھا وہ واقعی میں ہی ڈر گیا تھا۔۔۔ عنایہ کا ایسا کہنا اسے خوف میں مبتلا
کر گیا تھا۔۔۔ بے شک اسے اس نے والے بچے کی جان نہایت ضروری
تھی۔۔۔ اور ابھی سے ہی وہ اپنے بچے کا لمس محسوس کرنا چاہتا تھا اس سے پیار
کرنا چاہتا تھا اپنے گود میں اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن یہ بات اسے کہنے میں

کوئی عار محسوس نہیں ہوئی تھی کہ بچے سے زیادہ عنایہ کی جان امپورٹنٹ ہے اس کے لیے۔۔ اگر عنایہ زندہ رہتی تب ہی تو وہ اگے بچوں کا پلان کر سکتے تھے۔۔ اس نے طے کیا تھا کہ اس بچے کے بعد وہ اور بچوں کا پلان بالکل بھی نہیں کرے گا۔۔ کیونکہ جس طرح سے عنایہ تکلیف میں یہ وقت گزار رہی ہے عنایہ سے زیادہ ملیار کو دم گھٹتا محسوس ہوتا ہے۔۔ جب جب عنایہ کے چہرے پر وہ تکلیف دیکھتا ہے تو ملیار کو خود پر شر مندگی تکلیف میں مبتلا ہے اور وہ اس کے لیے کچھ بھی ہوتی ہے۔۔ کہ وہ اس نہیں کر پارہا ہے۔۔ شک یہ ساری عورتوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے مرد کی توجہ اور کیئر کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ تب ہی یہ وقت اسانی سے گزر جاتا ہے۔۔ لیکن اگر ملیار جیسے عاشق کا بس چلتا تو وہ عنایہ کی ساری تکلیفیں خود پر لے لیتا۔۔ ہمیشہ عنایہ کو تکلیف میں دیکھ کر وہ بے بس ہو جاتا تھا۔۔ ہمیشہ وہ یہی سوچتا ہے کہ وہ اپنے عشق کا تکلیف درد خود پر کیوں نہیں لے پارہا۔۔

لیکن وہ اپنے اللہ سے جو رو کر سجدے میں گڑا گڑا کر دعائیں مانگتا ہے کہ اس کی بیوی کی زندگی اس کے بیٹا یا ہونے والی بیٹی کے ساتھ محفوظ رہے۔۔۔
عنا یہ دوبارہ کبھی ایسی بات منہ سے مت نکالنا تم جانتی ہو کہ میری سانسیں رک جائے گی۔۔۔

تم میرے لیے نہایت ضروری ہو یا ایسی باتیں کر کے تم مجھے تکلیف میں مبتلا کرتی ہو پہلے یہ تکلیف کم ہوتی ہے تمہیں تکلیف میں دیکھنا اوپر سے تمہاری باتیں مجھے مزید زخمی کر دیتی ہے۔۔۔

ملیار کی باتیں سنتی عنایہ نے خود پر رشک کیا تھا۔۔۔

اور وہ بے شک دنیا کے خوش نصیب عورتوں میں سے تھی جس کے لیے اس کا شوہر ہی اتنا پاگل تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں اسندہ ایسی بات ہے بالکل بھی نہیں کروں گی۔۔۔ اپ بس میرے پاس رہیے گا اور مجھ سے دور کہیں بھی نہیں جائیے گا۔۔۔

ملیار نے اسے اپنی قریب کیا اور عنایہ نے بھی اس کے دل کے مقام پر لب رکھتے جیسے اسے معتبر کیا تھا اور اپنے کہیں لفظوں کا ازالہ کرنا چاہا تھا۔
لیکن ابھی میرا گول گپے کھانے کا دل چاہ رہا ہے اور میری کمر میں بھی بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔

عنایہ نے لاڈ سے نچلے لب مروڑتے رونے کی تیاری پکڑی۔
میری جان اپ نے رونا نہیں ہے۔ اور گول گپے تو میں اپ کو بالکل بھی نہیں کھلاؤں گا۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس سے اپ کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔ اور اوپر سے اس کا کٹا پانی جس طرح سے اپ پیتی ہے اپ کا ضرور گلا خراب ہو جائے گا۔

اور اپ کے کمر میں درد ہے تو میں میری جان کا مساج کر دیتا ہوں کمر کا درد بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

کچھ اور کھانا ہے تو مجھے بتا دو میں بنا کر لے آتا ہوں یا پھر باہر سے ہی لے آتا ہوں۔

ٹھیک ہے اگر آپ مجھے گول گپے نہیں کھلا رہے تو مجھے چنا چاٹ لے کے
دے میرا کچھ کھٹا کھانے کا دل کر رہا ہے۔۔

عنایہ ہنوز ضد کر رہی تھی۔۔ اور ملیار اسے کوئی بھی ایسی چیز نہیں کھلانا چاہتا
تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہو جائے۔۔

میں آپ کے لیے بریانی لے اوں سپائسی والی آپ کی فیورٹ۔۔ ملیار نے
اسے ڈالنا چاہا اور بریانی کے نام پر تو عنایہ کے چہرے پر چمک سی ابھری
تھی۔۔

عنایہ نے زور و شور سے بچوں جیسے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔
بریانی بنی تھی اور بریانی سے وہ منع کیسے کر سکتی تھی۔۔

ملیار نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔ بریانی بھی کوئی ہلدی چیز نہیں تھی۔۔
لیکن کم از کم چنا چاٹ اور گول گیوں کا کھٹا پانی پینے سے بہتر ہی تھی۔۔ اس
سے اس کی زیادہ طبیعت خراب ہو سکتی تھی۔۔

چلو میری جان اب یہیں پر بیٹھو میں ابھی اپنی جان کے لیے بریانی گرم کر کے لاتا ہوں ٹھیک ہے۔۔

ملیاری پیار سے اور احتیاط سے اسے گود میں اٹھاتے پاس پڑے چیئر پر بٹھایا۔۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے وہ کمرے سے نکل کر نیچے کچن کی جانب چل دیا تھا۔

کچن میں داخل ہو کر اس نے فرج میں سے بریانی کی ڈش نکالی اور اسے پلیٹ میں نکالتے ہوئے اون میں گرم کرنے کے لیے رکھ دیا تھا۔ پانچ منٹ کا ٹائم دیتے ہوئے وہ اپنا موبائل نکال کر اس میں مصروف ہو گیا تھا۔۔ ابھی اس نے جیسے ہی وائی فائی کھولا تو اسے سکریں پر واٹس ایپ سے ان نون نمبر سے میسجز آئے ہوئے تھے۔۔

اس نے اس ان نون نمبر کو اون کرا تو اس کے پیروں تلے جیسے زمین کسک گئی تھی۔۔

اس میں عنایہ اور اس شخص کی تصویریں تھیں۔۔۔ اور وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ ار باز خان ہی تھا۔۔

لیکن سوچنے والی یہ بات تھی کہ اگر ار باز خان زرم کی قید میں تھا۔۔ تو یہ تصویریں اس کے نمبر پر کس نے سینڈ کی تھیں۔۔

زرم اسے پہلے ہی ساری بات ہے اگاہ کر چکا تھا۔۔ کیونکہ وہ پولیس والا تھا اور اس سارے واقعے میں زرم کو اس کی مدد درکار تھی۔۔ اسی لیے ساری بات سے وہ پہلے سے ہی واقف تھا۔۔

ضرور ہو سکتا ہے کہ اس نے دادا نے یہ پکچر میرے نمبر پر سینڈ کی ہو۔۔۔ اور وہ ہمارے حویلی میں پھونک ڈالنا چاہتے ہیں۔۔ تاکہ ہم سب بکھر جائیں۔۔

ملیار نے خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔

اون کا ٹائم اپ ہونے کی وجہ سے ٹوں ٹوں کی آواز گونجی تو ملیار اپنی سوچوں سے باہر نکل آیا تھا۔۔

اس نے اون سے بریانی کی پلیٹ نکالی اور اسے دوسرے پلیٹ میں شفٹ کرنے کے بعد وہ پلیٹ اٹھاتا اور فرج میں سے جو س کاڈبہ لیے وہ اپنے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔۔۔ انگنت سوچے اپنے دماغ میں لے کر۔۔ وہ جانتا تھا کہ یہ پکچرز بالکل فیک ہے۔۔۔ وہ اپنی بیوی پر بھروسہ کرنا جانتا تھا۔۔۔ وہ آر ش خانزادہ نہیں تھا جو جھوٹی پکچر کی بنا پر اپنی بیوی کو خود سے دور کر دیتا اور بعد میں ہاجر کاٹار ہتا۔۔

وہ ملیار خانزادہ تھا اگر اس نے اپنی بیوی کو اپنے عشق کو اپنے نکاح میں لیا تھا۔۔۔ تو اس کی حفاظت کرنا بھی جانتا تھا وہ۔۔۔ اور اس پر بھروسہ بھی کرتا تھا اسی لیے جھوٹی تصویروں کی بنا پر وہ اپنی بیوی کو بالکل بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اور ابھی تو عنایہ کی کنڈیشن اس وقت بالکل بھی ایسے نہیں تھی۔۔۔ اگر اسے ذرا بھی اس بات کی بھنک پڑتی تو ضرور اس نے سٹریس لینا تھا۔۔۔ اور

اگر اس نے ذرا سا بھی سٹریس لیا تو اس کی حالت مزید خراب ہو سکتی تھی۔۔

سوچو میں گم اپنے کمرے میں پہنچا بالکنی میں جاتے ہی اسے بریانی کے پلیٹ دی اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

کیا ہوا اپ کہاں پر گم ہیں۔۔۔ عنایہ نے کافی دیر بعد اس کی طرف دیکھا جو چپ بیٹھا گہری سوچوں میں گم نظر آ رہا تھا۔۔
کہیں بھی نہیں میری جان تم کھانا کھاؤ۔۔

ملیار نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا تو اس کا چہرہ زرد سا ہوا پڑا تھا۔۔۔ آنکھوں کے نیچے ہلکے بکھرے بال تکلیف اس کے چہرے پر صاف نظر آ رہی تھی۔۔

اس کے بکرے بالوں کو سنوارتے ہوئے ملیار نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا اس کی بیوی بہت تکلیف میں تھی۔۔۔ تو وہ کیوں کر بلا سکون سے رہ سکتا تھا؟؟

ملیار اب بہت اچھے ہیں۔۔

عنایہ نے دل سے کہا تھا وہ واقعی میں ہی بہت ہی اچھا شوہر ثابت ہوا تھا۔۔ میں جانتا ہوں میری جان اپ کو میری تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

ملیار نے شرارت سے اسے چھیڑا تو عنایہ نے منہ پھیلایا تھا۔۔

اور دوبارہ سے اپنی بریانی کھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

ساتھ ہی ملیار نے اسے جوس کا ڈبہ بھی کھول کر دیا۔۔ اور وہ ساتھ ہی

ساتھ اب جوس بھی پی رہی تھی۔۔ اسے اپنی پیار بھری نظروں کے

حصار میں رکھتا دل ہی دل میں اس کی نظر اتار رہا تھا۔

کیونکہ اتنی تکلیف کے باوجود بھی اس کے چہرے پر صاف مامتا کا نور نظر آ رہا تھا۔۔

مجھے اپ سب سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔

زرم نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

اچھا کہو کیا بات کرنی ہے۔۔

سب سے پہلے دادا جی نے کہا۔۔

البتہ عالم زیب خانزادہ اور اورنگزیب خانزادہ چپ بیٹھے چائے پینے میں

مصروف تھے۔۔

وہ دادا میں اب رخصتی چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اپ اور زلہ سے

بات کر لیں۔۔

زرم نے سب بڑوں کے سامنے اپنی بات رکھی۔۔

برخوردار۔۔۔ یہ تمہیں اتنی جلدی رخصتی کا شوق کہاں سے چل پڑا ہے۔۔۔
ابھی تو تمہارے نکاح کو صرف ایک سال ہی ہوا ہے۔۔۔
میری عمر نکلی جا رہی ہے بڑھا ہو کر اپ میری رخصتی کروائیں گے کیا۔۔۔
زرم نے کلستے ہوئے جواب دیا۔۔۔

زرم کی بات سن کر اور نگزیب خانزادہ اور عالم زیب خانزادہ نے اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ جانتے تھے کہ وہ تپ گیا تھا بشیر خانزادہ کے باتوں
پر۔۔۔

وہ تو بات تمہاری ٹھیک ہے کہ تمہاری عمر نکلی جا رہی ہے۔۔۔ لیکن سامنے
اس بچی کو دیکھو اس کے ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔۔

دادا جی نے اس کا دیہان سامنے گارڈن میں بنے مہزلہ اور روحان کی طرف
مبزل کر دیا چاہا جو ساری دنیا کی ٹینشن سے دور اپنے آپ میں ہی مگن کھیلنے
میں مصروف تھے۔۔۔

ان دونوں کو چھوڑے اپ بس اور زلہ سے بات کرے رخصتی کی۔۔۔ باقی
اگے ان دونوں کو سنبھالنا میرا کام ہے۔۔۔ شان بے نیازی سے بات کی گئی
تھی۔۔۔

بیٹا جی اس کی بہن آج کل جوالہ مکھی بنے گھوم رہی ہے۔۔۔ تو تم خود ہی
بات کرو اپنے دادا کو کیوں پسنا چاہتے ہو۔۔۔ دادا جی آج فل موڈ میں تھے
تبھی تو بات بات پر وہ زرم کو تنگ کیے جا رہے تھے۔۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے اپنے باپ کو شکایتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔
جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ میری بیٹی کے بارے میں کچھ بھی نہیں بولنا۔۔۔
ماموں یار۔۔۔ زرم نے بے بس اتے آخر کار اور نگزیب خانزادہ کو پکارا۔۔۔
یار کیوں ٹینشن لیتے ہو میں ہوں نا میں خود بات کروں گا اپنی بیٹی سے۔۔۔
اور نگزیب خانزادہ کو جیسے اپنے بھانجے پر رحم اہی گیا تھا۔۔۔ اسی لیے اسے
خوشیوں کا پروانہ تھمایا تھا۔۔۔

اپنے ماموں کی بات سن کر بے ساختہ ہی زرم نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔۔ ورنہ اس کے نانا نے تو اس کا ساتھ نہیں دینا تھا بلکہ صرف تنگ ہی کرنا تھا۔۔

زرم نے اپنے نانا کو شکایتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔ جیسے انہیں باور کروانا چاہ رہا ہو کہ اگر آپ نہیں بھی بات کرتے تب بھی میری رخصتی رکتی نہیں۔۔

اور بشیر خان زادہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر اپنی مسکراہٹ کو دباتے رہ گئی تھی۔۔

چلیں پھر انشاء اللہ رات میں ملتے ہیں ابھی مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔۔ سب کو مخاطب کرتے وہ اٹھا اور لان سے ہی گارڈن کی طرف چل پڑا جہاں پر مہزلہ اور روحان کھیل رہے تھے۔۔

کو چاہیے تم دونوں کو؟؟ دونوں سے سوال پوچھا گیا تھا۔۔

کیوں اپ کہیں جارہے ہیں کیا۔۔ بے ساختہ ہی مہزلہ نے نگاہیں اٹھاتے کہا۔۔

ہاں ضروری کام سے جارہا ہوں رات تک اوں گا واپس۔۔ دھوپ کی وجہ سے اس کے سرخ تہمتا تے ہوئے چہرے سے زرم نے اپنی نگاہیں چرائی تھی۔۔ جو جاتے وقت بھی اس کا ایمان ڈمگانے کی فل کوششوں میں تھی۔۔

مجھے تو کچھ نہیں چاہیے اپ روحان سے پوچھ لیں۔۔ مہزلہ نے نہ جانے کیوں بس ایسی ہی منع کر دیا تھا۔۔ روحان کی طرف دیکھا جو اپنے بڑی کے منا کرنے پر خود بھی منع کر گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے کہا اور دونوں کے ماتھے پر بوسا دینے کے بعد زرم پورچ کی طرف چلا گیا تھا۔۔

وہ دونوں بھی دوبارہ سے اپنے کھیل میں مگن ہو گئے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

خانہ خراب۔۔ خر کا بچہ۔۔ تم تم لوگوں کو کس کام کے لیے رکھا ہے میں
نے صرف اور صرف روٹی توڑنے کے لیے۔۔ اور بستر پر آرام کرنے کے
لیے۔۔ میرا پوتا پچھلے دس دن سے لاپتا ہے۔۔ اور تم لوگوں کا آرام ختم
نہیں ہو رہا۔۔ صبر پر صبر اور کتنا صبر۔۔ اب اگر اگلے 24 گھنٹے کے اندر
اندر تم لوگوں نے ہمارا پوتا کا پتہ نہیں لگایا تو شہباز خان سے برا تم لوگوں
کے لیے کوئی بھی نہیں ہو گا۔

شہباز خان تقریباً دھاڑتے ہوئے اپنے ملازموں پر اپنا غصہ اتار رہا تھا۔ اس
کے پوتے ارباز خان کو لاپتا ہوئے آج 10 دن ہونے کو آئے تھے۔ لیکن
اس کے ملازم پتہ ہی نہیں لگا پا رہے تھے۔ اسی لیے وہ سب ہی شہباز خان
کے غصے کا نشانہ بن رہے تھے۔

بوس ہمیں ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ ارباز بوس اس خانزادہ کی قید میں
ہے۔ اور اس کا ایک ملازم بھاگا بھاگا آیا اور اسے خبر سنائی۔

جسے سن کر شہباز خان کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ خوش ہو یا پھر دکھ میں مبتلا ہو جائے۔۔

اگر وہ اس خانزادہ کے قید میں ہے تو وہ اتنا جلدی ہمارا پوتا کو نہیں چھوڑے گا۔۔ جب تک ہم اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ نہیں رکھے گا وہ ہمارا پوتا کو نہیں چھوڑے گا۔

ہمیں سوچ سمجھ کر سارا پلان کرنا ہو گا۔ تاکہ وہ خانزادہ خود ہمارا پوتا کو ہمارا درپر چھوڑ کر چلا جائے۔۔ شہباز خان کا گھٹیا دماغ نہ جانے کن سوچوں کی طرف چلا گیا تھا۔

پتہ نہیں اب وہ کون سی قیامت برپا کرنے والا تھا خانزادہ حویلی والوں کی خوشیوں کو دوبارہ سے گرہن لگتے والا تھا۔۔ یا پھر وہ سب ثابت قدم رہتے ہوئے شہباز خان اور ارباز خان جیسے فتنے کا خاتمہ کرنے والے تھے؟؟

شہباز خان کا دماغ بہت گہرائیوں سے سوچ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ جب تک اس خاندان کی کوئی ایسی کمزوری پر ہاتھ نہیں ڈالے گا جس کی وجہ سے وہ بلبلا اٹھے۔۔۔ اس سے پہلے تو اپنے پوتے کو اپنے پاس دیکھنا ایک خواب کی طرح ہے۔۔

کیونکہ یہاں رہتے ہوئے وہ ایک بات تو جان گیا تھا۔ کہ خاندان حویلی والے خالی خولی دھمکیوں سے نہیں ڈرتے۔۔

گہری سانس بھرتے اب وہ اپنے دماغ میں تانے بانے بنا رہا تھا انے والے وقت کو لے کر۔۔

لیکن اس کے پاس زیادہ ٹائم بھی نہیں تھا۔۔۔ اسے کسی بھی طرح کر کے اپنے پوتے کو اس خاندان کے قید سے نکالنا ہی تھا۔۔

جانتا تھا کہ وہ خاندان چپ تو نہیں بیٹھا ہو گا اس کے پوتے پر اچھا خاصا ظلم ڈھایا ہو گا۔۔۔ اسی لیے بے چینی سے ادھر ادھر گھومتے وہ بہت گہرائی تک سوچ چکا تھا۔۔۔ اور اچانک ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھرائی تھی۔۔

لیکن جو پلان اس نے سوچا تھا اس میں کافی رسک بھی تھا اس کے لیے اسے
کچھ دن درکار تھے۔۔۔ وہ اچانک ہی اپنے پلان پر عمل نہیں کرنا چاہتا
تھا۔۔

اب مردان خانے میں وہ صوفے پر بیٹھا پاؤں پر پاؤں رکھے سگار کو جلائے
وہ بڑی ہی مغروریت سے بیٹھا تھا اس بات سے بے خبر کہ اس کا زوال بہت
ہی قریب ہے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

مجھے معاف کر دو پلینز مجھے یہاں سے جانے دو تو میں خدا کا واسطہ ہے چھوڑ دو
مجھے۔۔ درد سے تڑپتے ہوئے چور لہجے میں مختیار قدیم نے خود چڑانا چاہا
تھا۔۔

اور زلہ جو باہر صحن میں بیٹھی اس کی پکار کا کوئی بھی جواب نہیں دے رہی
تھی اس کے کانوں میں جو تک نہ رینگے تھی۔۔۔ وہ ہنوز اس کی سسکیاں
سننے ہوئے خود میں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ آخر اس شخص کی

وجہ سے اس کی زندگی برباد ہو گئی تھی اتنے آسانی سے وہ اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی۔۔

ابھی تو اس نے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا ہی نہیں کیا تھا۔ اور اتنی جلدی چھوڑ جانے کی بات ناممکن سی تھی۔۔

اچانک ہی کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتی وہ اٹھی اور اسی کمرے کی طرف چل پڑی تھی جہاں سے مختیار قدیم کی سسکیوں کی آوازیں آرہی تھی۔۔
دیکھو دیکھو پلیز پلیز مجھے یہاں سے جانے دو میں اس آئندہ کبھی کبھی کسی کسی بھی لڑکی کو تنگ نہیں کروں گا پلیز۔۔
سکتے ہوئے ہاتھ جوڑتے التجا کی گئی تھی۔۔

لیکن سامنے والی بندی پر اس کی التجائیں ذرا سا بھی فرق نہیں ڈال رہی تھی۔۔

چیخو اور بھی زیادہ چیف ہو کیونکہ تم جتنا چیخو گے اتنا ہی مجھے سکون ملے گا۔
سفاکی کی آخری انتہا کرتے ہوئے کہا گیا تھا۔۔

مختیار قدیم اس لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا تھا ہاتھوں میں اٹھتے تکلیف اور ساتھ ہی
ساتھ کام سے بہتے خون کو دیکھ کر اسے اپنا دماغ رکتا محسوس ہوا تھا۔
تم تم تو ایسی ایسی نہیں تھی۔ تم تم تو نرم دل تھی ناہر ہر کسی کو معاف
کرنے والی۔ سسکتے ہوئے دوبارہ سے حیرت بھرے لہجے میں سوال کیا گیا
تھا۔

تھی۔

اور زلانے تھی پر کافی زور دیا تھا۔

نرم دل تھی لیکن وہ کیا ہے ناکہ یہ دنیا شریفوں کے لیے بنی ہی نہیں ہے
جتنا پ شریف ہوتے ہیں اتنا ہی یہ دنیا پ کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھ کر
جہاں چاہے مرضی اپ کو پھینک دیتے ہیں۔

اسی لیے میں بھی تھوڑی سی بھی گڑ گئی تاکہ کسی کا بھی کھلونا نہ بن پاؤں کہ
کوئی بھی اگر مجھ سے کھیل کر چلا جائے۔ دوبارہ سے انتہائی پرسکون لہجے
میں جواب دیا گیا تھا۔

دیکھو پلیز مجھے یہاں سے جانے دو میں تمہارے اگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز
مجھے کسی بھی ارمی والوں کے حوالے مت کہنا یہ افیت ہی میرے لیے
بہت ہے جو تم مجھے دے چکی ہو۔۔۔ بس سے ہارے ہوئے لہجے میں التجا
کی گئی تھی۔۔

لیکن ان التجا پر سامنے والے کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔۔
تمہاری یہی سزا ہے کہ انہیں درد کے تڑپتے ہوئے لمحوں میں تم سے سخت
سے سک کر مر جاؤ اور اگر نہیں مرے تو میں ارمی والوں کے حوالے کر
دوں گی اس کے بعد تم خوب اپنا بہتر حال جانتے ہو کہ اگے تمہارے ساتھ
کیا ہونے والا ہے۔۔

اور زل آنے پی سفاکت کے انتہا کرتے ہوئے سامنے والے کو موت کے
خوف سے ڈرانا چاہا۔۔

تم تم مجھے ڈر رہی ہوں نہ بس بس لیکن پلیز مجھے مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔
می میں آئندہ کسی کسی کو بھی دھوکا نہیں دوں گا۔۔۔ اگر اگر تم تم کہوں گی تو تنہا
میں میں تمہارے گھر والوں کو سچائی بتا دوں گا کہ وہ وہ پکچر جھوٹی تھی
ساری۔۔۔ پلیز جانے دو۔۔۔ سسکتے لہجے میں کہتے ہیں سے خود کو آزاد کرانا
چاہا تھا۔۔۔

سیریلی؟؟؟ تم جسے بیوفوف آدمی کو اب بھی ایسا لگتا ہے کہ مجھے تمہارے سچ
! کی ضرورت ہے؟؟؟

ہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔ ویری فنی۔۔۔ بے ساختہ ہی اس ویران کمرے میں اس پتھر
دل لڑکی کا کھوکلا سا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

میں خود کو جان سے مار دینا زیادہ بہتر سمجھتی ہوں۔۔۔ بجائے اس کے کہ
میں کو اپنی صفائی پیش کروں۔۔۔ اگر یقین ہے تو کرو نہیں ہے تو نہ
کرو۔۔۔ سیمپل سی بات ہے۔۔۔ پر سکون ہوتے کہا گیا۔۔۔

مختار قدیم اس لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔ وہ تو اس کی کسی طرح کی باتوں میں نہیں آہہ رہی تھی۔۔

اب صحیح معنوں میں اسے پتہ چلا تھا کہ وہ آخر خود کی آنا کی تسکین کے لیے خود کے ساتھ ساتھ تین لوگوں کی زندگی برباد کر چکا ہے۔۔۔
مجھ مجھے معا۔۔۔ چپ کرووووو۔۔۔

مختار قدیم ابھی اپنی بات مکمل کرتا ہی کہ اور زلہ دھاڑی تھی۔۔
نفرت ہے مجھے معافی لفظ سے بھی۔۔۔ کتنی آسانی سے ایک ہنستی مسکراتی لڑکی کی زندگی کو تباہ و برباد کر کے تم جیسے مرد معافی مانگتے ہے۔۔
کیوں بتاؤ مجھے آخر کیوں امید رکھتے ہوں ہم عورتوں سے کہ ہم رحم کرے تم جسے مردوں پر۔۔۔

ہم پر ظلم کے پہاڑ تھوڑتے ہوئے جب ہم رحم بھری نظروں سے دیکھتے ہے تب کیوں رحم دل نہیں بنتے تم لوگ؟؟؟ بتاؤ مجھے چپ کیوں ہو؟؟؟
بتاؤ۔۔

اور زلہ جانتی تھی کہ کمرے کے باہر آرش کھرا ہے تب ہی یہ باتیں اس کو بھی جان بوجھ کر سنائی تھی۔۔

آرش تو باہر سٹکے کی حالت میں کھڑا ہل تک نہیں پارہا تھا۔۔ سچ میں اپنی بیوقوفی میں وہ کتنی بڑی غلطی کر چکا ہے۔۔ سمجھ پانہ نہ ممکن تھا۔۔ آنسو لڑیوں کی مانند آنکھوں سے بہتے داڑی میں جذب ہو رہے تھے۔۔ سکتے کی کیفیت میں تو مختار قدیم بھی چلا گیا تھا۔۔ آخر حقیقت تھی جو اس کے کھول گئی تھی۔۔ کہ واقع میں ہی یہ مرد ذات اتنی بے وفا کیوں ہوتی ہے؟؟

تمہیں پتہ ہے کہ ابھی بھی اپنے کیے پر تم شرمندہ نہیں ہوں بلکہ اپنے نفس کی تسکین کے لیے معافی مانگ رہے ہوں؟؟

اور زلہ نے اسے ایک اور حقیقت سے روشناس کروایا۔۔

واقعی میں اور زلہ نے بالکل ٹھیک کہا۔۔ اپنے اندر کی بے چینی کے لیے ہر تو آرش اس کے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔

اور مختار قدیم بھی تو اپنے آپ کو ہیاں سے چھوڑانے کے لیے اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔

ہائے ہائے ہائے یہ بے وفامرد۔۔۔

ہمیشہ اپنے فائدہ کا ہی سوچتے ہیں۔۔

لیکن ہاں ہوتے ہیں کچھ مرد۔۔ "عزت دار ماں کی عزت دار اولاد" جو ہمیشہ

خود کو صرف اپنی محرم کے لیے سینچ سینچ کر رکھتے ہیں۔۔

وہ کہتے ہیں کہ "پانچ انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتی"۔۔

لیکن میرا مننا ہے کہ مرد مرد کو دیکھ ہی رنگ بدلتا ہے۔۔ صحبت کا اثر ہوتا

ہے۔۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ اگر پانچ انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتی تو کیا

ہوا۔۔ ہاتھ تو ایک ہی ہوتا ہے نہ۔۔

خیر اور زلہ نے گہری سانس بھری اور اٹھ کر کمرے سے کیا فلیٹ سے ہی

نکل گئی تھی۔۔

اس وقت اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کہی تنہا اور ہر سکون سی جگہ ہر وہ جائے۔۔
اسی کیے گاڑی خالی سڑکوں ہر دوڑاتی اپنی نہ ملنے والی منزل کی طرف روانہ
تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

لالا۔۔۔ ملیار ابھی ہی حویلی آیا تھا۔۔
جب لاونج میں داخل ہوتے اپنے نام کی پکار ہر رکھا تھا۔ اور مسکرا کر اپنی
چھوٹی سی گڑیا کی طرف دیکھا۔۔

جی لالا کی جان۔۔۔ ملیار نے پیار سے اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔۔
وہ لالا عنایہ آپی کہہ رہی تھی کہ ایکا بے بی آنے والا ہے؟؟ سوالیہ نظروں
سے اس کی طرف دیکھ کر سوال کیا گیا۔۔۔

جی لالا کا چھوٹا سا بچہ۔۔۔ بالکل ٹھیک کہا ہے آپ کی آپی نے۔۔۔ ملیار نے اس
کی بات کی تصدیق کی۔۔

کیا ہوا گڑیا۔۔ مہزلہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ملیار نے پریشان ہوتے پوچھا تھا۔۔

لالا لالہ مہزلہ ہچکیوں سے روتی ملیار کے ہاتھ پیر پھولا گئی تھی۔۔
کیا ہوا ہے لالا کی جان بتا تو میری جان۔۔۔

ملیار ہنوز نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

کہ رب ہی برلاس بھی گل سمیت لاونج میں آیا۔۔ لیکن اپنی لاڈلی کو اس طرح روتے دیکھ کر وہ بھی بوکھلاتا اس کے پاس جلدی سے پہنچا تھا۔۔

لالا اسے کیا ہوا؟؟ کیوں رو رہی ہے یہ۔۔۔

میں نہیں جانتا یار۔۔ میں تو آیا تو بس یہ رونے لگ گئی۔۔ ملیار اور برلاس دونوں کی اپنی دونوں بہنوں میں جان بستی تھی۔۔

گل بھی اس سچویشن کو دیکھ کر پریشان سی ایک طرف کھڑی تھی۔۔

وہ وہ لالا اپ کا بے بی آ جائے گا پھر پھر اپ اس سے زیادہ پیار کرو گے مجھ مجھ سے نہیں۔۔۔

لاڈ سے اونچی آواز میں روتے مہزلہ نے اپنے رونے کی وجہ بیان کی تو بے ساختہ ہی ملیار اور برلاس نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

ایسا پ سے کس نے کہا لالا کی گڑیا۔۔ ملیار نے اسے بال سنوارتے پوچھا۔۔۔

میں نے خود پوچھا پ سے۔۔ مہزلہ نے معصومیت سے جواب دیا۔۔۔
لالا کی جان اپ غلط سوچ رہی ہے۔۔ اپ لالا کی جان ہے۔۔ لالا پ کو
کبھی بھی اپنے بے بی سے کم پیار نہیں کریں گے۔۔ چلو اب جلدی سے مسکرا
کر دیکھاؤ۔

ملیار نے پیار سے اس کے سارے خدشات دور کیے۔۔

تو مہزلہ بھی پر سکون ہوتی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

سو کھی لکڑی مجھے لگا پتہ نہیں کون سے ظلم کے پہاڑ توڑ دے کسی نے تم پر
کے تمہارا رونا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔ برلاس نے اس کے بال کیچھتے اسے
چڑانا چاہا۔۔ اور وہ چڑ بھی گئی تھی۔۔

بے ساختہ ہی وہ حلق کے بل چیختی ملیر لالا کو دیکھتے ہوئے پکاری تھی۔۔
کیا لالا ہاں کیا لالا تمہاری چیخنے سے حقیقت بدل جائے گی کیا۔۔ اس طرح
سے بین ڈال رہی تھی کہ مجھے لگا پتہ نہیں کہ ہماری لاڈلی سی گڑیا پر کس نے
ظلم کے پہاڑ توڑ دیے ہیں۔۔

ایسا بھی کوئی روتا ہے کیا اور ویسے بھی اگر لالا کا بے بی انے والا ہے۔۔ تو
ابھی میرا بے بی تو نہیں ہے نا۔۔ اسی لیے اب اگر ملیر لالا آپ کو پیار نہیں
کریں گے تو آپ کا برلاس لالا ہے نا۔۔ برلاس نے چڑاتے آخر میں برلاس
سنجیدہ ہوتا اسے اپنے گلے سے لگا گیا تھا۔۔

برلاس کی بات سن کر تو گل کے گال شرم سے تپ کر لال انگارہ ہو گئے
تھے۔۔۔ اس بے باک انسان کو تو کوئی فکر ہی نہیں تھی کہ وہ اپنے بھائی کے
سامنے کس چیز کا ذکر کر رہا ہے۔۔۔ لیکن گل شرم سے زمین میں دسنے کے
قابل ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے جلدی سے وہاں بھاگتے اپنے کمرے کی راہ لی
تھی۔۔

بے شرم کہیں کہ اپنے دھڑکنوں کو معمول پر لاتی گل اسے کوستی رہ گئی
تھی۔۔۔ البتہ ملیار اور برلاس کا اپنی بہن کے لیے اتنا پیار دیکھ کر بے ساختہ
ہی اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔۔

پتہ نہیں اللہ میرا اس دنیا میں کوئی کیوں نہیں ہے کاش میری بھی فیملی
ہوتی۔۔۔ میری بھی بہن ہوتی جو مجھ سے ایسے لاڈ کرتی میرے بھی لالا
ہوتے جو پیار سے میرے ماتھے پر بوسہ دیتے اور میری ساری تکلیفوں کو
خود پر لے لیتے کاش۔۔

گل خود سے بڑبڑاتے ہوئے اپنے انسو صاف کرتی بیڈ پر لیٹ گئی تھی سونے
کے لیے۔۔

اپ دونوں کو پتہ ہے کہ میں بہت لکی ہوں کہ اپ دونوں جیسے مجھے لالا ملے
اور اور زلہ اپی جیسے مجھے اپی ملی۔۔۔ مہزلہ معصومیت سے کہتی دونوں کو
مسکرا نے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

چلو اب جاؤ دونوں جلدی سے کمرے میں جا کر گم ہو جاؤ۔۔

جا کر آرام کرو میری گڑباز یادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے اپ کا بھائی
ہمیشہ اپ کو ہی سب سے زیادہ پیار کرے گا ٹھیک ہے۔۔

ملیار نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے
اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔۔

مہزلہ بھی پر سکون ہوتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔ کمرے کے
اندر داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ روحان اس کے بیڈ پر ہی بیٹھا اس کا انتظار
کر رہا ہے۔۔

کیا ہوا سب خیریت ہے نا۔۔ مہزلہ نے اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر
پوچھا۔۔

جی جی سب خیریت ہی ہے میں بس ایسی ہی اگیا تھا۔۔ ابھی تو ہم دونوں
فری ہیں نا تو میں سوچ رہا ہوں کہ کل ہم بابا کے ساتھ مووی دیکھنے جائیں
گے ٹھیک ہے۔۔

کل کا پلان بناتے ہوئے روحان بے انتہا خوش نظر رہا تھا تو دوسری طرف اس کی بات سن کر مہزلہ بھی ایسا بیٹھ ہوتی پر سکون سی ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔

یہ تو بہت اچھا پلان ہے تو چلو لیکن ابھی اس وقت کیا کرنا ہے۔۔ مہزلہ نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

ابھی ہم ایسا کرتے ہیں کہ نیچے چل کر کچن میں اپنے لیے کچھ بناتے ہیں۔۔۔ اور ننگٹس بھی بنائیں گے اور پھر اوپر آکر ہم واپس سے کمرے میں آکر بہت سارا کھیلیں گے بھی ٹھیک ہے۔۔

روحان تھا جیسے پہلے سے ہی سب کچھ سوچ کر بیٹھا ہوا تھا۔۔ مہزلہ کے بس پوچھنے کی دیر تھی اور اس نے اپنے سارے پلان مہزلہ سے شیئر کیے تھے جو مہزلہ کو بھی کافی پسند آئے تھے۔۔

تو چلو پھر دیر کس بات کی میں بس دو منٹ میں فریش ہو کر اتی ہوں پھر چلتے
ہیں۔۔ مہزلہ نے جلدی سے واش روم کی طرف دوڑ لگائی۔۔۔ اور پیچھے
روحان بیڈ سے کھڑا ہوتا اپنے چیل پہنتا اپنی بڑی کا انتظار کرنے لگا۔۔
تقریباً 10 منٹ کے بعد مہزلہ فریش ہو کر باہر آئی اور پھر دونوں ایک
دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے کچن کی طرف چلے گئے تھے۔۔
ان دونوں نے پہلے سے ہی بہانہ سوچ لیا تھا کہ کیا کہہ کر میڈ کو کچن سے باہر
نکالنا ہے۔۔۔ کیونکہ سارے گھر والوں نے ہی سختی سے روحان اور مہزلہ کو
کچن کی طرف آنے سے منع کیا تھا۔۔ کیونکہ وہ دونوں ہی نادان تھے غلطی
سے بھی انہیں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ اور کچن کے اندر جانا ان دونوں کے
لیے رسک سے کم تھوڑی نہ تھا۔۔۔

چلو روحان اب تم جلدی سے بتاؤ کہ ہم سب سے پہلے کیا بنائیں۔۔
کیا ہم سب سے پہلے نگٹس فرائی کریں اس کے بعد ہم نوڈلز بھی بنائیں
گے۔۔

مہزلہ نے جلدی جلدی سے روحان سے کہا۔۔
ہاں بڑی پہلے ہم نگٹس فرائی کرتے ہیں اس کے بعد نوڈل بنائیں گے اور پھر
چپکے سے کمرے میں چلے جائیں گے۔۔

روحان نے بھی اپنے عظیم خیالات سے مہزلہ کو روشناس کروایا۔۔
اوکے لیکن نگٹس فرائی کرنے کے لیے پہلے ہمیں گھی چاہیے ہو گا گھی کہاں
پر ہے۔۔ مہزلہ نے معصومیت سے روحان کی طرف دیکھا۔۔ جیسے روحان
تو کوئی بہت بڑا شیف ہو اور اسے ساری چیزیں پتہ ہو کہ کہاں پر رکھی ہوئی
ہے۔۔

اوہو بڑی مجھے کیسے پتہ ہو گا آپ ایسا کریں ایک ملازمہ کو بلا کر پوچھ لینا۔۔

ہاں روحان ویسے تم یہ بات بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو میں ابھی کسی ایک ملازمہ کو بلا کر پوچھ لیتی ہوں۔۔

مہزلہ نے روحان سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ ایک ملازمہ کو اواز دے کر کچن میں بلا یا۔۔

ملازمتیں ساری باہر کھڑی بے بسی سے روحان اور مہزلہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ جنہوں نے انہیں کچن سے نکال کر خود اندر جا کر کچن میں ہنگامہ کھڑا کرنا تھا۔۔

آپی اپ ہمیں بتادیں کہ گھی کہاں پر رکھا ہے ہم صرف پکانگٹس فرائی کریں گے نوڈلز بنائیں گے اور اس کے بعد ہم چلے جائیں گے ہے نہ روحان۔۔

مہزلہ نے اپنی بات مکمل کرتے روحان سے بھی تاکید چاہی تو روحان نے بھی جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

بی بی جی اپ دور ہو جائے میں آپ کے لیے ننگس فرائی کر لیتی ہوں اور
نوڈلز بھی بنا لیتی ہوں اگر آپ کو چوٹ لگ گئی تو خان صاحب ہمیں ڈانٹیں
گے پلیز۔۔۔ ملازمہ نے بے بسی سے کہتے ان دونوں کو کسی بھی طرح سے
کچن کچن سے باہر نکالنا چاہا۔۔

نہیں کوئی آپ کو کچھ بھی نہیں بولے گا ہم خود اپنی مرضی سے اے ہیں
کلنگ کرنے۔۔

روحان نے جلدی سے کہا کہیں مبادہ ملازمہ جا کر دادا یا پھر دادی سے
شکایت ہی نہ کرتے۔۔

اب آپ اب بتادیں کہ گھی کہاں پر رکھا ہے تاکہ میں جلدی سے ننگس فرائی
کر لوں۔۔

مہزلہ نے فرائی پین کو برنر پر رکھتے کہا۔۔

یہ لیں۔۔ ملازمہ نے ایک ڈور کھولتے وہاں سے گھی کا ڈبہ اٹھا کر مہزلہ کو دیا۔۔ اور مہزلہ نے نہایت ہی احتیاط سے گھی کے دو چمچ فرائی پین میں ڈالے اور اب ان کے گرم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔۔

ساتھ ہی ساتھ خوشی اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔۔
روحان یہ نگٹس ہم اپ کے بابا کو بھی کھلائیں گے وہ بھی خوش ہو جائیں گے آخر میں نگٹس جو فرائی کر رہی ہوں۔۔

مہزلہ نے گردن اکڑا کر کہا روحان کو اپنی بڑی پر ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ ہنس نہیں سکتا تھا۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے بڑی اب اپ دیکھے گھی گرم ہو گیا ہے اب جلدی سے نگٹس میں ڈالیں۔۔

روحان نے بھی اس کے ہاں میں ہاں ملاتے کہا۔۔

مہزلہ نے ایک ساتھ دو نگٹ پیکٹ سے باہر نکالتے گھی میں ڈالے۔۔ چونکہ گھی بھی گرم تھا اور نگٹس بھی فریزر میں سے نکالے گئے تھے تو اسی وجہ

سے تیل کے ایک سے دو چھینٹیں مہزلہ کے ہاتھ پرائی اور وہ پدک کر پیچھے
ہٹی تھی۔۔

روحان مجھے لگ رہا ہے یہ ان دونوں کو ایک ساتھ ڈال دیا ہے اس لیے یہ
دونوں لڑ رہے ہیں ایک کو میں باہر نکال لیتی ہوں تاکہ یہ زیادہ لڑے
نہیں۔۔ جلدی سے اپنے نادر خیالات سے روحان کو بھی واقف کروانا
چاہا۔۔

اوہو بڑی ایسا نہیں ہوتا رہنے دے دونوں کو۔۔

روحان نے جلدی سے ایکساٹڈ ہوتے اب فرائی پین کی طرف دیکھا تھا وہ
پہلی بار اپنے سامنے بنتے ہوئے نگٹس کو دیکھ رہا تھا۔۔

اچھا لیکن اب ان کو ہلاؤں کیسے اگر میں ان کے قریب گئی تو یہ پھر پدک کر
میرے پاس آنے کی کوشش کریں گے۔۔ مہزلہ کے الگ ہی خیالات تھے
بلا نگٹس اس کے پاس کیسے آسکتے تھے؟؟

اوہو بڑی کچھ نہیں ہوتا لائے مجھے دے دے میں ان کو پلٹ دیتا ہوں۔۔
روحان نے اپنی خدمات پیش کروانی چاہیے تو مہزلہ نے نفی میں سر ہلایا۔
میں خود کروں گی مجھے ڈر تھوڑی نہ لگتا ہے مجھے سب کچھ اتا ہے آپ نے
سب کچھ سکھایا ہے مجھے۔۔ جھوٹ موٹ کا بولتے ہوئے مہزلہ اگے جانے
سے ڈر رہی تھی جس سے روحان بخوبی واقف تھا۔

ڈرتے ہی ڈرتے اور ہمت کرتے مہزلہ اگے بڑھی اور چیچ سے نگٹس کو
بالکل ٹھیک ساپلٹ دیا تھا۔

ایک دو چھیٹیں دوبارہ سے اس کے ہاتھ پر آئی تھی اور اس بار بھی وہ پدک
کر پیچھے ہی ہٹی تھی۔

مہزلہ کی حالت دیکھ کر اور وہ جس طرح سے اچھل اچھل کر پیچھے جا رہی
تھی روحان سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا بہت ہی مشکل ہوا۔

لائیں دیں اب اگے سارا کام میں کروں گا۔

نہیں تم پیچھے رہو تم چھوٹے ہونا۔۔ ناک چڑھا کر کہا گیا۔

بڑی بھولے مت اگر میں چھوٹا ہوں بھی تو مرد تو ہوں نا۔۔ خفگی سے منہ پھلاتے جواب آیا۔۔

اوہو میرا چھوٹا سا مرد ابھی چپ کر کے بیٹھو ویسے بھی کچن عورتوں نے ہمیشہ سے سنبھالا ہے اور ابھی میں ہی سنبھال لوں گی۔۔ دوبارہ سے گردن اکڑا کر بڑے فخر سے بتایا گیا تھا کہ وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔۔ بڑی میں جانتا ہوں کہ اپ عورت ہے لیکن ابھی مجھے کرنے دیں۔۔ روحان بھی بس کسی طرح سے کام کرنا چاہتا تھا۔۔

نہیں تم چھوٹے ہو تمہیں چھوٹ لگ جائے گی اور میں ہی کروں گی۔۔ نہیں بڑی میں کروں گا۔۔ اس بار ذرا سے تیز آواز میں کہا گیا تھا۔۔ روحان کیا ہو گیا ہے چھوٹے ہونا تم میں نے کہا نا کہ میں کر لوں گی تم بس چپ کر کے بیٹے ہو۔۔ دوبارہ سے اسے منع کیا گیا۔۔

بڑی اب مجھے دے رہی ہے یا نہیں میں ناراض ہو کر چلا جاؤں گا۔۔ اوکے جاؤ چلے جاؤ میں نہیں دے رہی۔۔

اگر میں چلا گیا تو میں بابا کو بتادوں گا کہ آپ چپ کر کچن میں آئی ہیں اور آپ کو کنگ بھی کر رہی ہیں حالانکہ آپ کو ابہہ ہی نہیں رہا۔۔ چڑتے ہوئے جواب کہا۔۔

خبردار اگر تم نے ہی کو فون کال کر کے بتایا کہ میں کنگ کر رہی ہوں۔۔ میں خود ہی سب کچھ کروں گی اور انہیں سر پرانزدوں گی۔۔ تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میرا سر پرانز خراب کرنے کی۔۔ فرینڈ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی بڑی۔۔ مہزلہ نے جلدی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور جلد بازی کی وجہ سے اس کا آستین فرائی پین کے ہینڈل سے پنکھا پورا فرائی پین اس کے پیروں پر ابہہ گرا تھا۔۔

فرائی پین میں زیادہ گھی تو نہیں تھا لیکن وہ فل گرم ضرور تھا جس کی وجہ سے مہزلہ کی چیخیں پوری حویلی میں گونج اٹھی۔۔

روحان بوکھلایا ہوا سہاسا وجود لیے کچن کے کونے میں کھڑا اپنی بڑی کودیکھ رہا تھا۔۔ جوزمین پر بیٹھی چیخ چیخ کر رہی تھی۔۔

زربش اور عنایہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی تھی ملیار اور برلاس جوا بھی
تھوڑی دیر پہلے باہر جانے والے تھے وہ بھی بھاگ کر کچن میں آئے تھے
اپنی گڑیا کی چیخوں کو سنتے۔۔

مہزلہ کی حالت دیکھ کر برلاس ملیار اور گھر کے اندر داخل ہوتے میزلہ کی
چیخوں کو سنتے ذرم بوکھلا گئے تھے۔۔

کچن کے اندر کا منظر دیکھتے ہوئے ذرم کو لگا کہ وہ اگلی سانس نہیں لے پائے
گا۔ اس کی چھوٹی سی فیری زمین پر بیٹھے درد سے تڑپ رہی تھی۔۔ گھی
اس کے پورے پیروں پر لگا ہوا تھا اور ساتھ ہی اس کے پیٹ کے نچلے حصے
پر بھی گر گیا تھا۔۔

جس پر وہ تڑپ تڑپ کر روتی اپنے دونوں لالا کے ساتھ ساتھ ذرم کی
انکھوں میں بھی نمی کا سبب بنی تھی۔۔

گڑیا یہ سب کیسے ہوا۔۔ ملیار جلدی سے اگے بڑھتا صدمے کی حالت سے
ہوش میں آیا تھا۔۔

لالا لالا بہت بہت دود درد ہو رہا ہے۔۔۔ آہہہہ۔۔۔

مہزلہ چیخنے کے ساتھ ساتھ ہچکیوں سے روتی اپنے لالا کو اپنے درد کے بارے میں بتاتی ملیار اور برلاس کے ساتھ ساتھ زرم کا دل چھلنی کر گئی تھی۔۔

ملیار جلدی سے اسے گود میں اٹھاتا باہر کی طرف بھاگا تھا اسے جلد از جلد اپنی گڑیا کو ہاسپٹل لے کر جانا تھا۔۔

پیچھے برلاس اور زرم بھی ہوش میں اتے جلدی سے باہر کی طرف بڑے تھے۔۔

زرم کو ایک ایک قدم اٹھانا نہایت ہی مشکل لگ رہا تھا قدم من من بھاری ہوتے ایسے ایسا لگ رہا تھا کہ اگلے ہی قدم پر وہ زمین بوس ہو جائے گا۔ اپنی لٹل فیری کو اس قدر درد میں دیکھتا زرم نے سوچا تھا کہ اس کا دل بند کیوں نہیں ہو رہا۔ اس وقت زرم کی بے بسی عروج پر تھی وہ چاہ کر بھی

کچھ نہیں کر پار ہا تھا۔۔ مہزلہ ہنوز چیختے ہوئے اس کی چیخیں ارام ارام سے
مانند پڑ گئی تھی۔۔

دوسری طرف زرم ارام ارام سے چلتا گاڑی تک ہی پہنچا تھا۔۔
برلاس جلدی سے گاڑی میں بیٹھا تو زرم بھی دوسری طرف اہہ کر بیٹھ گیا
تھا۔۔ اور برلاس نے نہایت ہی تیزی سے گاڑی حویلی سے باہر نکالی
تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

کہ کہاں ہے وہ۔۔ ہکلاتے ہوئے پوچھا گیا تھا۔۔
انڈر وارڈ میں ہے لالا صبر کرے کیا ہو گیا ہے اپ کو اگر اپ اس طرح سے
ہمت ہار جائیں گے تو ہم سب کو ہمت کون دے گا۔۔
ملیار جلدی سے اگے بڑھتا زرم کے گلے لگا تھا زرم کی آنکھ سے ایک آنسو
نکل کر اس کی داڑھی میں جذب ہو کر رہ گیا۔۔
مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے ملیار کہ میں کسی اپنے کو کھو سکوں۔۔

اتنا وقت میں نے تنہا گزارا ہے کہ اب تنہائی سے مجھے خوف اتا ہے۔۔۔ اگر
میری فیری بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی تو اس دنیا میں اور کوئی بھی نہیں ہوگا
میرے ساتھ ساتھ میرا چھوٹا سا بیٹا بھی ٹوٹ جائے گا۔

ہم دونوں کو اس کی اس قدر عادت ہو گئی ہے کہ چاہ کر بھی اسے ہم اتنی
تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔ تم نے روہان کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ نہیں تم
لوگوں نے شاید روحان کو دیکھا ہی نہیں جو کچن کے کھونے میں کھڑا
چہرے پر خوف لیے اپنی بڑی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کیسے تڑپ کر رو
رہی ہے۔۔۔ اور شاید وہ خود بھی اس بات سے واقف نہیں تھا کہ اس کا چہرہ
بھی انسو سے تر تھا۔

میں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر یا میری سانسوں کے ساتھ ساتھ میری نس
نس میں وہ بس گئی ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے کچھ بھی ہوا اگر اسے کچھ
ہو گیا تو۔۔۔ زرم کے ساتھ ساتھ اس کے بیٹے کا بھی وجود اس دنیا میں ختم ہو
جائے گا۔

پتہ نہیں وہ کچن میں کیوں گئی تھی سارے ملازمہ کو فارغ کروں۔۔ ان سب کی ہمت کیسے ہوئی۔۔ ملازمہ کی فوج حویلی میں ہم نے کیوں رکھی ہے۔۔ صرف اسی لیے کہ ہماری بیویاں کچن میں جا کر خود کو جلائے۔۔ روتے روتے اچانک ہی ذرم کو مہزلہ کے کچن میں ہونا یاد آیا تو نہایت ہی غصے میں وہ بنا ہاسپٹل میں ہونے کا لحاظ سے چیخ اٹھا تھا۔۔

لالا پلیر کنٹرول کریں اس وقت ہم ہاسپٹل میں ہیں۔۔ اس طرح چیخ کر اپ اور پیشنٹ کو بھی ڈسٹرب کر رہے ہیں۔۔

پیچھے سے اتے برلاس نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔۔ ذرم اس کی بات سنتا گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔

اپ بیٹھے یہاں پر۔۔ لالا ملیار نے اسے بیچ پر بٹھاتے خود اضطرابی کیفیت میں ادھر سے ادھر چکر لگانا شروع کیا۔۔

انہیں وہاں پر بیٹھے انتظار کی حالت میں ادھا گھنٹہ پورے ہونے کو آیا تھا۔۔

لیکن ڈاکٹر زتھے جوان کے حالت سے بے خبر اندر پیشنٹ کو ٹریٹمنٹ دے رہے تھے۔۔ مہزلہ کی سسکیاں اب انہیں سنائی نہیں دے رہی تھی ورنہ جب سے وہ لوگ ہاسپٹل آئے تھے وہہ نوز وہ لوگ مہزلہ کی سسکیاں کمرے سے باہر ہونے کے باوجود بھی سن رہے تھے۔۔

ملیاریہ ڈاکٹر باہر کیوں نہیں اہمہ رہے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میرا سانس رک جائے گا۔۔ تم جا کر پوچھو نا کہ وہ لوگ باہر کیوں نہیں آ رہے۔۔ بیچ سے کھڑے ہو کر زرم یہ سوال کوئی 10 بار ملیار سے کر چکا تھا۔۔ لیکن دوسری طرف ملیار خود بے بس تھا اور ان دونوں کو دیکھ کر برلاس کو بھی اپنا حوصلہ ٹوٹا محسوس ہو رہا تھا۔۔

پلیز اپ دونوں تو مجھ سے بڑے ہیں نا اپ دونوں کو مجھے تسلی دینی چاہیے تھی۔۔ لیکن اپ دونوں پہلے سے ہی ہمت ہار رہے ہیں۔۔ اس طرح سے اگر اپ لوگ کریں گے تو پھر کیسے چلے گا ابھی جب ڈاکٹر باہر آئے گی۔۔ اور ہمیں بتائیں گی کہ گڑیا بالکل ٹھیک ہے تو اندر جا کر اسے بھی تو حوصلہ

دینا ہو گا۔۔۔ اپ لوگ پہلے خود میں حوصلہ تو پیدا کریں نا۔۔۔ برلاس نے دھیمی اواز میں دھیرے دھیرے سے تحمل سے ان دونوں کو سمجھانا چاہا تھا۔۔۔

کیونکہ اندر جا کر مہزلہ کو بہت ہی زیادہ حوصلے کی ضرورت پڑنے والی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ تو ویسے ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر روتے حویلی سر پر اٹھا لیتی ہے اور اب تو اسے اتنی چھوٹ لگ گئی ہے تو وہ بھلا کیوں کر چپ رہے گی۔۔۔

برلاس کی بات سن کر ان دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اندر جانے سے پہلے ان دونوں کو خود کو بھی تو سنبھالنا ہو گا نا کیونکہ اگر مہزلہ ان دونوں کو اس حالت میں دیکھ لیتی تو ضرور وہ اپنا حوصلہ بھی توڑ دیتی ہوں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ دونوں نے گہری سانس بھرتے ہوئے یک زبان ہو کر بولا۔۔۔

شکر ہے کہ اپ دونوں ٹھیک ہیں اور پلیز بیٹھیں اور انتظار کریں کہ ڈاکٹر باہر آئے اور ہمیں بتائیں کہ گڑیا بالکل ٹھیک ہے اور ہم ان سے ملنے جاسکتے ہیں۔۔ برلاس نے شکر ادا کیا کہ چلو شکر ہے کہ ان دونوں کو بات تو سمجھ آئی۔۔

لالا اپ نے اور زلہ کو فون کیا تھا۔۔ ملیار کو جلدی سے اور زلہ کے بارے میں یاد دلایا برلاس نے تو ملیار نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔ ملیار نے نفی میں سر ہلایا تو برلاس گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔ لالا فون کر کے بلائیں اور زلہ کو اگر اسے بعد میں یہ بات پتہ چلی تو وہ ہنگامہ کھڑا کر دے گا۔۔ جانتے تو ہیں اپ اس کو کہ وہ مہزلہ کے حوالے سے کچھ بھی سننا پسند نہیں کرتی پھر۔۔ برلاس نے تفصیلاً اور زلہ کے بارے میں ملیار کو آگاہ کیا تو ملیار نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔

فون نکالتے ہی اور زلہ کو کال ملاتے محض اتنا کہا کہ تم ہاسپٹل جاؤ ہاسپٹل کا ایڈریس اور لوکیشن سینڈ کرنے کے بعد ملیار نے بنا کچھ کہے فون بند کر دیا تھا۔۔

دوسری طرف اور زلہ جوا بھی ہی اٹھی تھی اور وہ حویلی جانے کا سوچ رہی تھی مہزلہ سے ملنے کے بابت اسے ملیار کے فون کال نے عجیب سی حالت میں کھڑا کر دیا تھا۔۔

اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔۔ بے ساختہ ہی ماتھے پر سے پسینے کو صاف کرتے وہ جلدی سے اٹھتی فریش ہو کر گاڑی کی چابی لیتے فلیٹ کو لاک کرتی نکل گئی تھی۔۔

بغیر یہ دھیان دیے کہ آرش بھی اسی فلیٹ میں تھا اور اسے بھی وہ فلیٹ میں بند کرائی تھی۔۔

نہایت ہی سپیڈ سے گاڑی چلاتے ہوئے ملیار کے بتائے ہوئے ہاسپٹل میں وہ تقریباً دو گھنٹے میں پہنچی تھی۔۔

کیونکہ ملیار مہزلہ کو جس ہاسپٹل لے کر آیا تھا وہ تقریباً سوات اور اسلام آباد کے بیچ میں تھا اسی لیے مہزلہ کو اتے اتے اتنا ٹائم لگ گیا تھا۔

ہاسپٹل کے اندر جانے سے پہلے بے ساختہ ہی گاڑی سے نکلنے کے بعد اس کے قدم ڈگمگائے تھے لیکن خود کو مضبوط ظاہر کرتی وہ ہاسپٹل کے اندر جا کر اسپینشٹ اس سے پہلے پوچھتی اسے برلاس نظر آگیا تھا۔

برلاس کے پاس بھاگنے کے انداز میں پہنچتی وہ اس کے ہاتھوں کو تھامتے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

برلاس نے بھی گہری سانس بھری تھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑتے جہاں پر ملیار اور زرم تھے اس طرف لے کر چل پڑا تھا۔

کیا ہوا ہے آپ سب لوگ یہاں پر کیوں ہیں لالہ سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ اور زلہ جلدی سے ملیار کے پاس جا کر پہنچتی اس سے کئی سوال پوچھ گئی۔

ہاں سب ٹھیک ہے تم بیٹھو یہاں پر۔۔ ملیار نے اسے تحمل سے بتانے کا فیصلہ کیا۔۔

ہوا کیا ہے بتائیں تو صحیح ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔ اور زلہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔۔

مہزلہ کو چھوٹ لگ گئی ہے وہ کچن میں اپنے لیے ننگٹس فرائی کر رہی تھی۔۔ تو جس کی وجہ سے اٹل اس کے پیروں پر گر گیا ہے۔۔ ملیار نے چہرہ نیچے کیے شرمندگی سے اسے بتایا تھا کہ جیسے وہ اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔

دوسری طرف اور زلہ مہزلہ کے بارے میں سن کر پتھر کی مانند ہو گئی تھی۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اگر وہ ہاسپٹل میں آئے گی بھی تو اپنی جان سے پیاری بہن اس حالت میں اسے ملے گی۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے لالا بھی تو میں اس سے حویلی ملنے ارہی تھی اسے سر پرانز دینے والی تھی اس نے تو الٹا مجھے ہی سر پرانز کر دیا۔۔ اپ کہاں پر

تھے آپ کی موجودگی میں اور برلاس کی موجودگی میں وہ کچن کیسے جاسکتی ہے حالانکہ آپ لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ آج تک اس نے خود سے اٹھ کر ایک گلاس پانی تک نہیں پیا پھر اسے کچن میں کس نے جانے دیا۔ اور زلہ چیخ نہیں رہی تھی اور نہ ہی کوئی بد تمیزی کر رہی تھی بس صدمے کی حالت میں نہایت ہی دھیمی آواز میں ملیار سے سوال پوچھ رہی تھی۔ میں نہیں جانتا میں تو خود کمرے میں تھا اور جب اس کی چیخیں سنتے ہی میں باہر آیا تھا۔ ملیار نے بھی دھیمی آواز میں اسے صفائی پیش کی۔

لا لا پاکستان جانے سے پہلے آپ نے خود ہی مجھے بتایا تھا نا کہ میں مہزلہ کا دھیان رکھوں گا میں اس کے پاس ہوں تو میں اسے لے جانے کی ضرورت نہیں ہے؟؟

تو پھر یہ سب کیسے۔۔ اور زلہ نے سوالیہ نظروں سے اب کی بار زرم کی طرف دیکھا۔

جس کی خود کی حالت ایسی تھی کہ اب بھی کوئی کچھ بھی بولے گا مہزلہ کے بارے میں تو وہ اگلے ہی پل دھڑم کر کے زمین بوس ہو جائے گا۔
ابھی وہ لوگ مزید کوئی سوال جواب کرتے کہ ڈاکٹر مہزلہ کا ٹریٹمنٹ کرتے باہرائی تھی۔

میری میری بہن کیسی ہے۔ بولتے وقت اور زلہ کے لفظ ڈگمگاتے تھے۔

ینگ لیڈی حوصلہ کریں اپ کی بہن ٹھیک ہے لیکن ان کے پیروں پر اٹل کرنے کی وجہ سے وہ جل گئے ہیں لیکن شکر ہے کہ اٹل زیادہ نہیں گرا تو انہیں اتنی زیادہ چھوٹ بھی نہیں لگی۔ لیکن لگتا ہے کہ وہ کافی لاڈلی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اتنا واویلا مچایا ہسپتال میں بھی اور ظاہر سی بات ہے گھر میں بھی مچایا ہو گا۔ ورنہ جتنا وہ رو رہی ہے یقین کریں اتنا وہ نہیں جلی۔ ڈاکٹر نے انہیں آرام دہ انداز میں بتایا اور مہزلہ کے حالت کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔

ڈاکٹر کی بات سن کر سب نے گہری لمبی سانس بھری تھی اور سب کا دل
شکر گزار ہوا تھا اپنے اللہ تعالیٰ کا کہ مزید کوئی بڑا نقصان ہونے سے بچ گئے
تھے وہ لوگ۔۔

لیکن آپ لوگ دھیان رکھا کریں وہ کم اتج ہے اور اس طرح سے انہیں
کچن میں نہ جانے دیا کریں۔۔ باقی انشاء اللہ وہ ٹھیک ہے میں نے کچھ
میڈیسن لکھ کر دی ہے اور ڈسچارج پیپر بنوالیں پھر آپ انہیں گھر لے جا
سکتی ہیں۔۔

ڈاکٹر نے اس بار پرو فیشنل انداز میں ان لوگوں سے کہا اور ساتھ ہی وہ اپنے
کیبن کی طرف چل پڑی تھی۔۔

میں ڈسچارج پیپر بنوا کر لاتا ہوں برلاس نے کہا اور ساتھ ہی وہ چلا گیا۔۔
لالا آپ کیوں شرمندہ ہو رہے ہیں میں جانتی ہوں کہ اس کی خود کی ہی
غلطی ہوگی وہ کتنی ضدی ہے مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔۔ اپنے لالا کا
جھکا ہوا سر دیکھ کر اور زلہ تڑپ اٹھی تھی۔۔

میری یہ غلطی ہے اور زلہ اگر میں اس کی حفاظت کرتا تو شاید آج اسے اتنی سی تکلیف بھی برداشت نہ کرنی پڑتی۔۔ جواب زرم کی طرف سے آیا تھا۔۔
اب دونوں پلینز خود کو بلیم کرنا چھوڑ دیں جو قسمت میں ہونا لکھا ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے پھر چاہے ہم کتنا ہی احتیاط کیوں نہ برتے۔۔

اب اب دونوں بیٹھے۔۔ ان دونوں کو ہنوز کھڑا دیکھ کر اور زلہ کو ان دونوں پر ہی ترس آیا تھا۔۔

زرم کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ رویا ہے۔۔ اسے اپنی بہن کی قسمت پر رشک بھی آیا تھا اور اپنی بہن کے لیے دل سے دعا گو بھی تھی کہ ہمیشہ زرم کا پیار اس کی بہن کے لیے یوں ہی برقرار رہتا۔۔
میں اس کی دوائیاں لے کر آتا ہوں پھر ہم اسے گھر لے کر جائیں گے۔۔
ملیار نے اور زلہ سے کہا اور ساتھ ہی وہ ہاسپٹل سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

اپ پلینز بیٹے لالا۔۔ اپ کی فیری کو کچھ بھی نہیں ہوا وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔
اور زلہ نے ہلکے پھلکے انداز میں زرم سے کہا تو وہ بھی ہاں میں سر ہلاتے بیٹھ
گیا تھا۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی اپ اتنا پریشان نہ ہو اس کے لیے۔۔ زرم کا ستا ہوا چہرہ
دیکھ کر نہ جانے کیوں اور زلہ کو زرم پر ترس سا آیا تھا۔۔ جس نے اپنی
ساری زندگی تنہا گزاری تھی اور کافی دکھوں کے بعد آخر ان دونوں کا غم
ایک جیسا ہی تو تھا اس کی بھی تو ماں نہیں تھی۔۔

زرم نے اس بار بھی اس کے سوال کا جواب صرف ہاں میں سر ہلا کر دیا۔۔
جیسے اس کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری ہو۔۔

مہزلہ نے بھی گہری سانس بھری اور موبائل نکالے اور وہ اپنی میٹنگ کے
شیڈیول دیکھنے لگی۔۔

اپ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے ہیں۔۔۔ ہی بات کریں نا مجھ سے
میری ویسے ہی طبیعت خراب ہے۔۔

اپ بات نہیں کر رہے تو مجھے رونا جائے گا اور میں رو دوں گی۔۔ نچلا لب
لاڈ سے مروڑتے ہوئے میں مہزلہ ہنوز زرم سے مخاطب تھی۔۔

ہی پلیز نا۔۔ التجا یہ لہجے میں کہا گیا۔۔

زرم اس کی باتیں سن کر بھی ان سنا کرتا صوفے پر ارادہ انداز میں بیٹھالپ
ٹاپ پر اپنا کام کرنے میں مگن تھا۔۔

میں اپ سے ہی بات کر رہی ہوں سنائی نہیں دے رہا کیا۔۔ اس بار زچ
ہوتے کہا گیا۔۔

بابا پ بڑی کی بات کیوں نہیں سن رہے۔۔ روحان جو کب سے چپ بیٹھا
ان دونوں کی ناراضگی دیکھ رہا تھا آخر کار اپنی بڑی کی روہانسا ہوتی صورت کو
دیکھ کر بیچ میں بول اٹھا۔۔

زرم نے روحان کی پکار کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔

اس بار روحان اور مہزلہ نے ایک دوسرے کی طرف روحان سے زرم کی طرف دیکھا۔

یعنی کہ اس بار معاملہ کافی سیریس تھا۔ معصومیت سے نہیں منایا جاسکتا تھا۔

آخر ان دونوں نے کام ہی ایسا کیا تھا کہ ناراض ہونا تو بنتا تھا۔

زرم ان دونوں سے بے نیاز اپنے کام میں ہی مگن تھا۔

ان دونوں نے جو حرکت کی تھی ان دونوں کو وہ کسی بھی حال میں اتنی جلدی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

ابھی تو اللہ کا شکر تھا کہ وہ لوگ کسی بڑے نقصان سے بچ گئے تھے۔۔

لیکن ہو بھی سکتا تھا اسی طرح اگر وہ لوگ اپنے لاڈ اور بچپن میں کچن میں جا کر خود کو جلاتے رہے تو تو زرم کی زندگی یوں ہی ختم ہو جائے گی۔۔ کبھی وہاں کی فکر میں تو کبھی مہزلہ کی فکر میں۔۔

ایم ریلی سوری آئندہ میں نہیں جاؤں گی نا میں بس اپ کو سر پر اُتر دے رہی تھی۔۔ کہ اپ آئنگے تو میں نے اپ کے نگوٹس فرائی کرے ہوئے۔۔ روتے ہوئے بتایا گیا تھا۔۔

ایم سوری بابا۔۔ آئندہ میں بھی ایسا کوئی کام نہیں کرونگا اور نہ ہی غلط کام میں بڑی کا ساتھ نہیں دوں گا اور نہ ہی کوئی شرارت کروں گا۔۔ میں تو اچھا بچہ ہوں نا یہ تو بڑی کے آنے کے بعد میں گندابچہ بن گیا ہوں۔۔ روحان کے معصومیت سے بولنے پر زرم نے ان دونوں کی طرف آخر کار دیکھ ہی لیا۔۔

مہزلہ ابھی تک منہ کھولے روحان کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔ جس نے دو ہی منٹ میں اپنا سارا کیا دھرا اس پر ڈالتے خود کو بھری زما کر دیا تھا۔۔

چپ کر کے بیٹھو تم دونوں کی اب آواز مجھے سنائی نہ دے۔۔ سختی سے کہتے ان دونوں کو ڈانٹا گیا۔۔

ہی اپ نے روحان۔۔ بات سمجھ نہیں آئی کیا کہہ رہا ہوں میں کہ چپ کر
کے بیٹھو تم دونوں کی آواز مجھے سنائی نہیں دینی چاہیے۔۔

مہزلہ نے بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ زرم نے سختی سے کہتے ان دونوں کو
چپ کروایا تھا۔۔

زرم کے اس طرح سختی کرنے پر روحان تو نہیں لیکن میں مہزلہ کی آنکھوں
سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہنا شروع ہوئے۔۔

اپ اپ میرے ہی ہے ہی نہیں۔۔ اپ کوئی اور ہے۔۔ میں اپ سے
بالکل بھی بات نہیں کروں گی۔۔ میں آہی کے ساتھ چلے جاؤں گی۔۔
اپ ہی کے ساتھ ہی رہوں گی۔۔ اپ اپنی فیری کو یوں نہیں ڈانٹ سکتے
اپ میرے ہی نہیں ہیں۔۔ مہزلہ ضدی لہجے میں کہتی بالکل بچوں کی مانند
روتی زرم کو تڑپا گئی تھی۔۔

لیکن ذرم ہم اپنے دل پر جبر کیے بیٹھا تھا اگر اج وہ ان دونوں کو اتنے آسانی سے معاف کر لیتا تو وہ دونوں آگے جا کر ایسے غلطی دوبارہ سے کر سکتے تھے اور وہ ایسے غلطیاں ان دونوں کے انورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

اسی لیے اسے یوں ہی رونے دیا۔

مہزلہ جو اس آس پر بیٹھی تھی کہ وہ اسے منانے آئے گا اسے چپ کر وائے گا لیکن اسے بالکل چپ چاپ اپنے آپ سے بے نیاز بیٹھا دیکھ کر اس کا مان ٹوٹ گیا تھا۔

یقین نہیں ہو رہا تھا اسے کہ یہ وہی ذرم ہے جو ایک ذرا سا کانٹا لگنے پر بھی اسے بیڈ سے پاؤں نیچے رکھنے تک نہیں دیتا تھا۔

ذرم سے شکوہ کا انبار وہ اپنے دل میں بیٹھائے ہوئے تھے لیکن اپنی غلطی وہ مان نہیں رہی تھی۔

ہی پلیز بات کریں نا مجھ سے۔۔۔ بے بسی سے کہا گیا تھا۔

دوسری طرف ہنوز خاموشی ہی برقرار تھی جیسے چپ کار وزہ رکھ لیا ہو اور وہ کسی بھی حال میں اسے توڑنا نہ چاہتا ہو۔۔

روحان کیا کرتا وہ تو خود ہی پریشان تھا بیٹھا تھا اس کے بابا تو اس سے بھی ناراض تھے۔۔

بڑی اپ پلیر ونا تو بند کریں ہم بابا کو منالیں گے ہم بابا کے لیے کوئی سرپرائز پلان کریں گے۔۔۔ اور بابا کو سرپرائز دیں گے تو بابا مان جائیں گے۔۔ لیکن اگر آپ یوں ضد کرتی رہی اور روتی رہی تو بابا بالکل بھی نہیں مانیں گے۔۔ اس لیے سب سے پہلے آپ چپ کریں۔۔ روحان نے پیار سے سمجھایا تو مہزلہ نے بھی سمجھ کر ہاں میں سر ہلاتی چھپ ہوئی تھی۔۔ اب وہ دونوں اپنے اپنے چھوٹے ننھے سے دماغ کا استعمال کرتے زرم کو منانے کے لیے کوئی سرپرائز سوچ رہے تھے۔۔

یہ سوچے سمجھے بغیر کہ یہ سرپرائز ان دونوں کو کتنا مہنگا پڑنے والا تھا۔۔

اور اس سر پرانز کے بعد شاید مہزلہ کالا ڈپن اور بچپنہ شاید ہمیشہ کے لیے ختم
ہونے والا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

ٹھیک تو ہونا۔۔ کیا ہوا ایسی چپ چپ کیوں ہو۔۔

سب ٹھیک ہے نہ؟؟ ملیار نے کمرے میں داخل ہوتے عنایہ کو اپنے
سوچوں میں گم دیکھ کر بولا۔۔

ہاں جی جی سب ٹھیک ہے اپ مجھے بتائیں کہ مہزلہ کی طبیعت کیسی ہے
اپ۔۔ اپ نے سوچوں سے باہر اتے وہ ملیار کے چہرے کی طرف دیکھ کر
بولی۔۔

جہاں پر تکن واضح طور پر نمایا ہو رہی تھی اس کے انکھوں کے پوٹے
سو جھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی اس کی انکھیں سرخ ہو رہی تھی بال جو وہ
ترتیب سے صبح بنا کر گیا تھا وہ بکرے سے ماتھے پر پڑے ہوئے تھے۔۔

استینوں کو کونیوں تک موڑے اجڑے سے حالت میں وہ عنایہ کا دل پل
میں ہی بے چین کر گیا تھا۔

کیا ہوا ہے آپ کو ایسی حالت کیوں ہو گئی ہے آپ کی۔۔ دھڑکتے دل سے
کہا۔

میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں پریشان نہ ہوں ہاسپٹل میں تک گیا ہوں
اور ویسے بھی ہاسپٹل جانا اور وہاں پر اتنے دکھ دیکھنا اتنا اسان کام تو نہیں ہے
نا۔۔ ہر دو منٹ بعد یا سیکنڈ بعد کسی نہ کسی کی ڈیٹھ ہوتی رہتی ہے وہ بھی
آپ کی آنکھوں کے سامنے تو یہ سب اسان تو نہیں ہے نامیری جان وہ بھی
اپنی آنکھوں کے سامنے ہی دیکھنا؟؟

میں ٹھیک ہوں میں فریش ہو کر آتا ہوں ٹھیک ہے۔۔ تسلی دینے انداز میں
کہا۔

ملیار کی بات عنایہ کو بالکل ٹھیک لگی تھی واقعی میں ہی ہاسپٹل میں رہنا کوئی
اسان کام نہیں تھا۔

قدم قدم پر کسی کے اپنوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے اترتے دیکھنا اور اس
انسان کا چیخ چیخ کر رونا واقعی میں ہی یہ ٹھیک ٹھاک انسان کی سٹیبلٹی کو بگاڑ
کر رکھ دیتا تھا۔ سلام ہے ان ڈاکٹروں پر جو ایسی ہی حالت میں پورا پورا
دن اور رات اپنی اپنی ڈیوٹیز سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

عنایہ نے اب کی بار سائڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے گیم کھیلنے میں مصروف
ہوئی تھی۔

ملیار بھی تقریباً دس منٹ بعد فرش ہو کر اتنا اپنے بال ٹاول سے سکاٹا ٹاول کو
بالکنی میں سوکھانے کے لیے ڈال کراتے وہ عنایہ کے پاس ہی پر جمان ہوا
تھا۔

کیا کر رہا ہے میرا بچہ۔۔ عنایہ کے بالوں میں گہری سانس بھرتے ملیار نے
سوال کیا۔

کچھ بھی نہیں بس گیم کھیل رہے ہوں۔۔ گیم کو یوں ہی لا پرواہی سے بیچ
میں سٹاپ کرتے عنایہ نے اپنی پوری توجہ ملیار کی طرف مبذول
کروائی۔۔

ملیار اس کی اس عادت پر اپنی جان تک قربان کر دیتا تھا وہ ہمیشہ جو بھی کام
کرتی اور جب بھی ملیار اس کے پاس اتنا سارے کام کو بھاڑ میں جوکتے ہوئے
اپنی ساری توجہ وہ ملیار کی جانب کر دیتی تھی۔۔ جس کی وجہ سے ملیار خود کو
دنیا کا خوش قسمت ترین مرد ماننا تصور کرتا تھا۔۔

اگر بیویوں کو توجہ اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے تو شوہر کو بھی تو ہوتی ہے نا
وہ بھی تو انسان ہوتا ہے ان کے بھی تو احساسات ہوتے ہیں جن کا ہمیں
خیال رکھنا چاہیے۔۔

اپ بہت زیادہ تھک گئے ہیں میں اپ کا سرد بادوں گی۔۔ عنایہ نے پیار
سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے کہا۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں مجھے یوں ہی سکون محسوس ہو رہا ہے۔۔ اس کی گود میں سر رکھے کہا گیا۔۔

عنایہ ہنوز اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے انکھیں بند کیے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

ملیار کے چہرے پر پھیلتا ہوا سکون اس کی خوبصورت سی انکھیں اس وقت بند تھی۔۔ لمبی گھنی پلکیں بڑی ہی فرصت سے کھڑی تھی۔۔ اس کے بعد اس کی اونچی مغرور سی ناک۔۔ اور پھر اس کے موچوں تلے انابی لب۔۔ حسن تو اگر شاید اس کے شوہر پر ہی تمام ہوتا تھا۔۔ عنایہ نے سوچتے ہوئے انگلیوں کے پروں سے اس کے چہرے کے نقش نقش کو محسوس کرنا شروع کیا تھا۔۔

جس پر ملیار انکھیں بند کرتے ہوئے دھکڑتے دل کے ساتھ ہی مسکراہٹ اپنے چہرے پر روک گیا تھا ورنہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے عنایہ اپنا

ہاتھ پیچھے ہٹا سکتی تھی لیکن اس وقت ملیار کو اس اپنے چہرے پر اور اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے سکون محسوس ہو رہا تھا۔

یوں ہی سکون محسوس کرتے کرتے ملیار عنایہ کی گود میں نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔

اور عنایہ بھی اس کو گہری نیند میں سوتا دیکھ کر پر سکون ہوتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی تھی۔

وہ بے شک آرام انداز میں اس کی گود میں لیٹا رہتا عنایہ کو اپنی کوئی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ بے آرام ہونے کی لیکن اس وقت ملیار کے چہرے پر پہلے سکون کودیکھ کر اس کا دل بالکل بھی نہیں چاہا تھا کہ وہ اس کو سوتے سے اٹھا کر سائیڈ پہ لیٹنے کے لیے کہہ دے۔۔۔ وہ بھی تو اس کے لیے پوری پوری رات جاگ کر اس کے لیے فکر مند ہوتے رہتا تھا۔ اور یہ چند گھنٹوں کی تکلیف تو وہ بھی اپنے شوہر کے لیے برداشت کر ہی سکتی تھی۔۔۔ آخر اتنی بھی نازک نہیں تھی وہ جتنا پورے گھر والوں نے اسے سمجھ لیا تھا۔۔۔ وہ صرف

اور صرف اپنے شوہر کی لاڈلی تھی۔۔ اور اپنے شوہر کے سامنے ہی نخرے
دکھانا پسند کرتی تھی۔۔ اور اپنے شوہر کے نخرے اٹھانا بھی۔۔ بے شک
اگر ملیار کی محبت کے اکلوتی وارث صرف اور صرف عنایہ تھی تو عنایہ کی
محبت کا اکلوتا وارث بھی صرف اور صرف ملیار ہی تھا۔۔

گہری سانس بھرتے وہ بھی پر سکون ہوتی اپنی انکھوں کو موند گئی تھی۔۔
اتنی بھی بے چین نہیں تھی وہ۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

کیا ہوا میرے بچے کو سب ٹھیک ہے۔۔ نائلہ بیگم نے زری کو اپنی گود میں
لیٹے دیکھ کر پوچھا۔۔

جی سب ٹھیک ہے بس ایسے ہی آپ کے پاس میں نہیں اسکتی کیا؟؟ سوال
پوچھا گیا۔۔

اہہ سکتی ہوں میری جان اپ کے مورے پہ تو صرف اپ کا ہی حق ہے۔۔
میں نے ایسا کب بولا ہے کہ میری بچی میرے پاس نہیں اسکتی۔۔ نائلہ بیگم
نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔۔

ہممم مورے بس سکون کی تلاش میں اپ کے پاس آگئی ہوں۔۔
کیا ہوا ہے میری بچی ایسے اداس کیوں ہو مجھے بتاؤ کسی نے کچھ کہا ہے کیا
میری بچی کو۔۔

نہیں بس ایسے ہی مورے اور بابا کی یاد آگئی تو اپ کے پاس آگئی۔۔ نائلہ بیگم
کے گود میں چہرہ چپاتے اپنی نم آواز پر قابو پانا چاہا۔۔
نائلہ بیگم بھی تو اس کی ماں تھی آخر بچپن سے لے کر جوانی تک انہوں نے
اسے خود ہی اپنے ہاتھوں سے ہی تو پالا تھا۔۔ تو اس کی نم آواز کو کیسے محسوس
نہیں کر سکتی تھی۔۔

میری جان میری طرف دیکھو کیا ہو گیا ہے مورے کا بچہ مورے کو کیوں
تڑپا رہا ہے۔۔

اگر مورے اور بابا کی یادار ہی ہے تو ان کے لیے دعا کرو نماز پڑھو قرآن پاک کی تلاوت کر پے نا۔ اس طرح ان کے یادانے پر اگر تم ان کے لیے انسو بہاؤ گی تو انہیں تکلیف ہو گی نہ قبر میں۔۔ ہمیشہ جب بھی دل میں اپنوں کی یادیں بسر کرتی ہیں تو ہمیشہ ان کے پیچھے قرآن پاک کی تلاوت کیا کریں اور نماز میں ان کے لیے خاص طور پر مغفرت کی دعائیں مانگا کرے تاکہ اپ کا دل بھی پر سکون ہو اور اپ کے اپنوں کو بھی اپ کی وجہ مغفرت ملے۔۔

نائلہ بیگم پیار سے دھیمی اواز میں ٹھہر ٹھہر کر زریش کو سمجھا رہی تھی۔۔ لیکن مورے سب کے مورے بابا تو ہیں تو وہ لوگ صرف مجھے ہی چھوڑ کر دور چلے گئے۔۔ دوبارہ سے روتے ہوئے ایک اور سوال پوچھا گیا تھا۔۔ بچپن سے لے کر اب تک کے زریش کے دل میں جو سوالات تھے شاید اور وہ سارے ہی نائلہ بیگم کو بتا دینا چاہتی تھی۔۔

میری جان میں جانتی ہوں کہ ماں باپ کا کوئی بھی نعم و بدل نہیں ہے۔۔
چاہے کوئی انسان اپ کو جتنا بھی پیار دے ماں باپ کے جتنا اپ کو کیا کوئی
بھی نہیں کر سکتا۔۔ لیکن اپ یہ بھی تو سوچیں کہ اگر اپ کے مورے اور
بابا پ کے پاس نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے
بدلے اپ کو کتنا اور سارے رشتے دے دیے ہیں۔۔ کیا میرا پیار میرے
بچے کے لیے کم پڑ گیا ہے کیا۔۔

نائلہ بیگم ہنوز نرمی سے سمجھا رہی تھی اور اس کے سوالات کا پیار سے
جوابات بھی دے رہی تھی۔۔

زریش نے نفی میں سر ہلا کر ان کی بات کا جواب دیا تھا۔۔ جیسے کہ نائلہ
بیگم کا پیار اس کے لیے ہنوز قائم ہی ہے آخر وہ بھی تو انہیں اپنی ماں کا درجہ
دیتی تھی نائلہ بیگم بھی تو اپنی بیٹی سے بڑھ کر اسے ہی چاہتی تھی۔۔

ان دونوں کا رشتہ تھا ہی ایسے۔۔۔ کہنے کو تو وہ مامی تھی زربش کی۔۔ اور زربش اس کے نند کی بیٹی تھی۔۔ لیکن یہ بات ان دونوں کو دیکھ کر لگتی ہی نہیں تھی۔۔ ان دونوں پر تو صرف ماں بیٹی کا رشتہ ہی چلتا تھا۔۔ مورے انی لو یو اپ سے زیادہ اس دنیا میں مجھے کوئی بھی پیار نہیں کر سکتا۔۔ زربش نے نائلہ بیگم کے گال چومتے دوبارہ سے اس کی گود میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔

ہائے اللہ یہ میں نے کیا سن لیا ہے کہ مورے مجھ سے بھی زیادہ پیار کرتی ہے تم سے۔۔ ذری تم نے کیا کر دیا ہے میرا ننھا سادل تم نے توڑ دیا۔۔ ایسی بھی کیا نوبت آگئی تھی۔۔ بصیر خان زادہ جو اپنے مورے کے کمرے میں داخل ہوتے زری کو ہی ڈھونڈنے آیا تھا زربش کی آخری بات سنتے وہ اپنی اور ایکٹنگ شروع کر چکا تھا۔۔

ہاں تو میری بچی مجھ سے ہی زیادہ پیار کرتی ہے۔۔ اور میں بھی میری بچی
سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔۔ تم کون ہو ہمیں تو نہیں پتہ۔۔ نائلہ
بیگم نے بھی لا پرواہی سے کندھے اچکاتے جواب دیا تھا۔۔

مورے میں اپ کا بیٹا بصیر ہی ہوں۔۔ حیرت میں مبتلا ہوتے منہ کھولے
اپنے ہونے کا یقین دلانا چاہا۔۔

اچھا ہوں گے مجھے نہیں پتا میری تو صرف ایک ہی بیٹی ہے اور وہ ہے
زریش۔۔ نائلہ بیگم بھی پیار سے زریش کے بالوں میں ہاتھ پیرتے بصیر
سے مخاطب تھی۔۔

زریش بھی ان کے پیار کو دیکھ کر مسکرا اٹھی تھی۔۔ بے شک غم تو اس کے
دل میں تھا کہ اس کے ماں باپ کا کو بھی نعم و بدل نہیں تھا۔۔ لیکن جس
انداز سے نائلہ بیگم اسے پیار کرتی تھی اس کے لاڈ اٹھاتی تھی۔۔ اپنے بچوں
کے سامنے اس کے لیے ڈٹ کر کھڑی ہوتی تھی وہ پیار بھی اس کے لیے کم
نہ تھا۔۔

بصیر بھی مضبوط قدم اٹھاتا اپنے مورے کے پاس ہی جا کر بیٹھ گیا تھا۔
کیا ہوا مورے اس کی طبیعت ٹھیک ہے یہ چپ کیوں ہے۔۔ زریش کو کوئی
بھی جوابی کاروائی نہ کرتے دیکھ بصیر پریشان ہوا اٹھا۔

ہاں ہاں میری بیٹی بالکل ٹھیک ہے بس ایسے ہی اپنے مورے کے پاس آگئی
ہے۔۔ نائلہ بیگم نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر نرمی سے اسے
سمجھایا۔

اچھا پھر تو ٹھیک ہے۔۔ گہری سانس بھرتے وہ بھی زریش کے بالوں میں
ہاتھ پھیرنا شروع ہوا۔

مانوس سے لمس پر زریش نے چہرہ اٹھاتے بصیر کی طرف دیکھا۔
ہاتھ ہٹاؤ اپنا اس وقت مجھے صرف مورے کا لمس چاہیے مورے پلیز۔
زریش نے لاڈ سے کہتے بصیر کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔

تو ٹھیک ہے مورے اگر تمہارے بالوں میں ہاتھ چلائے گی تو میرے بھی
والوں میں ہاتھ چلائے گی۔۔ بصیر خانزادہ نے ضد سے کہتے ہوئے اپنے

مورے کے پاس بالکل زری سے جڑ کر ہی ان کی گود میں زربش کے سٹائل
میں ہی چہرہ چھپایا تھا۔

نائلہ بیگم ان دونوں کو بچہ بنتے دیکھ کر دونوں کے بالوں میں ہاتھ چلانا
شروع ہوئی۔ ان کے بالوں کو سہلاتے ہوئے وہ دونوں کو پیار بھری
نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں
سے گھور رہے تھے۔

مورے پتہ نہیں کون سا نمونہ اپ نے پیدا کر لیا ہے۔۔۔ مجھے تو ایسا لگتا
ہے کہ یہ ہمارے خاندان کا ہے ہی نہیں۔۔۔ زربش نے بھی جوابی کاروائی
لیکن تھوڑے وقت بعد۔۔

میرے خاندان پر بالکل بھی بات نہ کرنا اور تمہارا کیا مطلب ہے۔۔ نمونہ
ہونے سے۔۔ میں بالکل ٹھیک انسان ہوں تمہاری طرح بالکل بھی
نہیں۔۔ تلملاتے ہوئے بصیر نے جواب دیا۔

میری طرح سے کیا مطلب ہے تمہارا ہاں۔۔۔ زریش نے غصہ ہوتے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاں ہاں اپنی واری مذاق برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ کس طرح سے غصے سے چہرہ سرخ کر لیا ہے۔۔۔ میں نے ایسا کیا کیا تم نے بھی تو مذاق میں میرے خاندان کے بارے میں کہا نا؟؟ بصیر خانزادہ ہنوز پر سکون سے اپنے مورے کے گود میں چہرہ چھپائے جواب دے رہا تھا۔۔۔

مورے دیکھیں یہ کس طرح سے اپ کے سامنے بھی مجھے تنگ کر رہا ہے۔۔۔ تو سوچو مجھے کمرے کے اندر کتنا تنگ کرتا ہو گا۔۔۔ زریش نے بھی اب کی بار بنا کوئی لحاظ کیے اپنے مورے سے کہا۔۔۔

بالکل ایسے ہی۔۔۔ تم ہی میری اکلوتی بیوی ہو تم ہی میرے یکلوتے عشق کی وارث ہو۔۔۔ تو کس طرح سے میں تمہیں تنگ کیوں نہ کروں۔۔۔ ہنوز پر سکون لہجے میں جواب دے کر جیسے سامنے والے کو زچ کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔۔۔

مورے یار اس بار زری سے بھی کوئی جواب نہ بن پڑا تو روہا نسا ہوتے اپنے
مورے کو پکارا۔۔

بصیر خبردار اگر میری بچے کو تنگ کرنے کی کوشش کی۔۔ جاؤ جا کر اپنے
کمرے میں جا کر لیٹھو یہ جگہ میری بچی کی ہے۔۔ نائلہ بیگم نے بھی
مصنوعی سا بصیر کو ڈانٹتے کہا۔۔

مورے میں بھی اپ کا بچہ ہوں کوئی سوتیلا تو نہیں ہوں۔۔ چیخ کر دہائی
دیتے کہا۔۔

نہیں میری بچی صرف اور صرف زربش ہی ہے۔۔ نائلہ بیگم نے اس کے
لیے اپنی باہیں واہہ کی تو زربش بھی سکون بھیرے انداز میں ان کے سینے پر
اپنا سر رکھ چکی تھی۔۔

میری بچی ادا اس نہ ہوا کروا اگر مورے اور بابا کی یادائے تو ان کے لیے
دعائیں کیا کرو ٹھیک ہے۔۔ نائلہ بیگم نے دوبارہ سے اسے پیار سے سمجھایا
اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

اب جاؤ جا کے دونوں اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے جاؤں۔۔ میں بھی
تھوڑا سا آرام کر لوں پھر رات کے کھانے کی تیاری بھی دیکھنی ہے۔۔
مورے اپنی بہو سے بھی کام کروائیں نا۔۔ سارا کام اپ خود کیوں کرتی
ہیں۔۔ اس پوہڑ سے بھی تو کام کروائیں۔۔ بصیر تو کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ
سے جانے ہی نہیں دیتا تھا اور اس بار یہاں پر بھی وہ زریش کو تنگ کر رہا
تھا۔۔

خبردار اگر میری بچی کے بارے میں ایسا کچھ بھی بولا تو۔۔ میری بچی تو
پھولوں سے بھی نازک ہے۔۔ میں اس سے کام کیوں کرواؤں گی۔۔ اور
میری بچی پوہڑ نہیں ہے اسے سب کچھ سکھایا ہے میں نے۔۔ ہے نا میری
بچی۔۔ زری سے پہلے ہی نائلہ بیگم نے بصیر کو مصنوعی سا ڈانٹتے کہا۔۔
ساتھ ہی ساتھ زریش کی تاکید بھی چاہی تو وہ بھی زور و شور سے مسکراتے
ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔

نائلہ بیگم نے زرش کے بولنے سے پہلے اسی لیے جواب دیا تھا کہ کہیں ان دونوں کے بیچ دوبارہ سے کوئی محاذ ہی کھڑا نہ ہو جائے۔۔ اور دونوں جب ایک بار بحث سٹارٹ کرتے تو ان دونوں کو بریک لگانا نہایت ہی کوئی مشکل ثابت ہوتا تھا ان کے لیے۔۔

جاؤ اب دونوں جا کر آرام کرو میں بھی تھوڑی سی کمرسیدھی کر لوں۔۔ نائلہ بیگم نے دوبارہ سے ان دونوں کو مخاطب کیا۔۔ جو انکھوں ہی انکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے کرتے جیسے دونوں کو کھا جانے کے درپہ ہو۔۔

بصیر خان زادہ پہلے اٹھا اور ساتھ ہی زرش بھی اٹھی تھی۔۔ بصیر نے زرش کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما اور وہ کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔۔ نائلہ بیگم بھی پیچھے سے ان دونوں کو مسکرا کر دیکھتی ان دونوں کے لمبی عمر اور خوشیوں کی دعا مانگتے ہوئے بیڈ پر لیٹ چکی تھی۔۔

جی اپ نے مجھے بلایا تھا۔ اور زلہ اپنے بابا کے کمرے میں داخل ہوتے
بولی۔۔

ہممم یہاں اکر بیٹھو میرے پاس مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔ پیار
بھرے لہجے میں پکارا گیا۔۔

جی بابا بولے۔۔ اور زلہ ان کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔
مجھے اپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔
میں سن رہی ہوں۔۔

اپ ٹھیک ہو بیٹے اپ کی آنکھوں کی ویرانی مجھے صاف طور پر نظر آرہی
ہے۔۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو اپنے بابا سے شیئر کرے میری جان۔۔ میں
پوری کوشش کروں گا کہ میں میری بیٹی کی ساری ادا سی اور پریشانیاں ختم
کردوں۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے پیار سے اپنی بیٹی کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے
کہا۔۔

یہی ضروری بات کرنے کے لیے آپ نے مجھے بلایا تھا بابا؟؟ سوالیہ نظروں
سے پوچھا گیا۔۔

نہیں یہ ضروری بات نہیں ہے۔۔ یہ ضروری بات سے بھی زیادہ ضروری
بات ہے۔۔۔ میری بیٹی اگر تکلیف میں ہوگی تو اس کا بابا اس سے پوچھے گا
نہیں تو اور کون پوچھے گا۔۔ مجھے بتائیں آپ کے دل میں جو بھی پریشانیاں
ہو۔۔ جو بھی ادا سی ہو جو بات میری بیٹی کو پریشان کر رہی ہے۔ وہ سارا سب
کچھ مجھے بتادیں اپنے بابا سے شیئر کر لے۔۔ اور نگزیب خانزادہ بغور اور زلہ
کے تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ کہاں واقف تھے کہ
اور زلہ تو اب اپنے تاثرات چھپانے میں ماہر ہو گئی ہے۔۔

وہ اب صرف انہی لوگوں کو اپنے آپ کو جاننے کا موقع دیتی ہے جس کو وہ خود چاہے۔۔۔ ورنہ اس کے اندر کے توڑ پھوڑ سے دوسرا انسان اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پتہ نہیں لگا سکتا تھا۔۔

نہیں بابا ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کو بس ایسی ہی لگا ہو گا۔۔ اطمینان زدہ لہجے میں اپنے باپ کو پرسکون کرنا چاہا۔۔

ٹھیک ہے میں نہیں جانتا تھا کہ میری بیٹی بڑی ہو گئی ہے اور اپنے باپ سے جھوٹ بولنا بھی سیکھ گئی ہے۔۔ وہ بھی اور زلہ کے بابا تھے اتنے آسانی سے اپنی بیٹی کہ جھوٹ کو سن کر خود کو کیسے مطمئن کرتے؟؟

بابا میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی مجھے جھوٹ بول کر کیا ہی ملنا ہے۔۔ ہنوز لا پر واہ انداز اپناتے اور زلہ نے اپنے بابا کو ہر فکر سے آزاد کروانا چاہ رہا تھا۔۔

اور زلہ جو جو میں نے پوچھا ہے اس کا صحیح صحیح سے جواب دو۔۔ کیا پریشانی ہے تمہارے آنکھوں کے نیچے یہ تمہارے حلقے اور تمہارے چہرے کی

زردیاں تمہارے آنکھوں کی ویرانی کیا کوئی میں دودھ پیتا چھوٹا بچہ ہوں جو مجھے نظر نہیں آتا۔۔ یا پھر یہی بول کر تم مجھے ہی ٹالتی رہو گی کہ میں ٹھیک ہوں مجھے ایسی ہی لگ رہا ہے یہ سب کچھ۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے کسی بھی طور پر اپنی بیٹی کی دل کی بات جانی چاہیے تھی۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی مزید اپنے دل پر کسی بات کا بوجھ رکھ کر اپنی طبیعت کو خراب کر لے۔۔

بابا نے جو ضروری بات کرنی تھی وہ بتا دے مجھے پھر میٹنگ اٹینڈ کرنے بھی جانا ہے۔۔ اور زلہ نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔۔ وہ جتنا کوشش کر رہی تھی کہ سب کے ان باتوں سے وہ بچ سکیں اتنا ہی وہ ان باتوں کی زد میں آرہی تھی۔۔

چلو ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔۔ لیکن صحیح وقت آنے پر میں انتظار کروں گا کہ میری بیٹی اپنے دل کی باتیں اپنے بابا سے شیئر کریں۔۔ بیٹی کے سر پر

ہاتھ رکھتے ہوئے اطمینان بھرے انداز میں جیسے یقین دلانا چاہتا ہو کہ تمہارا
بابا تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہے۔۔

اور زلہ نے محض ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

بیٹا زرم رخصتی چاہتا ہے مہزلہ کی۔۔ اس نے کہا تھا میں تم سے بات کر لوں
تو اب تم بتاؤ تمہارا کیا فیصلہ ہے؟؟

لیکن بابا آپ کو نہیں لگتا کہ ابھی مہزلہ چھوٹی ہے رخصتی کے لیے۔۔

کیا وہ شادی جیسی بڑی ذمہ داری سنبھال سکتی ہے۔۔ خود سوچیں مجھ سے

پہلے ہی آپ کو انہیں جواب دے لینا چاہیے تھا کہ ابھی مہزلہ چھوٹی ہے۔۔

اور زلہ نے تحمل بھرے انداز میں اپنے باپ کو انکار کرنا چاہا۔۔

بیٹا جب نکاح ہو ہی چکا ہے تو پھر رخصتی سے دیری کیسی۔۔ اور ویسے بھی وہ

اسی گھر میں رہنے والی ہے۔۔ اور پھر کون اسے کسی کام کا بوجھ یا پھر پورے

گھر کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈال رہا ہے کہ اس کا بڑا ہونا لازمی

ہے۔۔

وہ اپ کی باتیں تو ٹھیک ہے۔۔ لیکن اسے بڑا بھی تو ہونا پڑے گا نا جس طرح کا اس میں بچپنا ہے اور جس طرح سے زرم لالا اس کے نخرے اور لاڈ اٹھاتا ہے۔۔ ابھی وہ چھوٹی ہی بنی ہوئی ہے۔۔ شادی کی ذمہ داریوں کو وہ کیسے سنبھال پائے گی؟؟

بیٹا اپ فکر نہ کرو زرم ہے نہ وہ سب سنبھال لے گا اور ویسے بھی زرم نے خود ہی کہا ہے کہ اسے ابھی ہی رخصتی چاہیے۔۔ باقی اگے مہزلہ کی پڑھائی کی بات ہے تو وہ کوئی تنگ ذہن لڑکا نہیں ہے کہ ہماری بیٹی کو اگے پڑھائی کرنے سے روکے گا۔

ہاں اپ کی بات ٹھیک تو ہے لیکن مجھے مناسب نہیں لگ رہا۔۔ اس کی کم عمری کی وجہ سے اتنی جلدی رخصتی کرنا؟؟

اور زلہ بیٹے کیا ڈر ہے اپ کو صاف صاف بیان کریں۔۔

اور نگزیب خانزادہ اپنی بیٹی کے لہجے میں ڈر صاف طور پر محسوس کر سکتا تھا۔۔

بابا بابا جو جو میرے ساتھ ہوا کہیں اگر میری بہن کے ساتھ بھی۔۔

خوف سے اس نے بات ہی ادھوری چھوڑ دی۔۔

بابا کی جان آپ کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا ہے اور بڑی بات کہ میری بیٹی میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔۔ کوئی اسے میرے سامنے کچھ بھی نہیں بھول سکتا۔۔ اور نگزیب خانزادہ تو اپنی بیٹی کی آنکھوں میں ڈرا اور خوف کو دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے۔۔

ہممم ٹھیک ہے پھر آپ دادالوگوں سے بات کر کے رخصتی کی تاریخ رکھ دے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔

اور زلہ نے اپنی طرف سے اجازت دے دی تھی۔۔

اور ہاں بابا مہزلہ کی صرف میں ہی بہن نہیں ہوں۔۔۔ اس کے دو اور بھی بڑے بھائی ہیں برلاس اور ملیار مجھ سے پوچھنے سے پہلے آپ ان دونوں سے بھی پوچھ لیجئے گا۔۔ کیونکہ وہ دونوں مہزلہ کے بھائی ہیں۔۔

تخل بھرے انداز میں اپنے باپ کو ہر بات سے آگاہ کرتی وہ اب امپورٹنٹ
میٹنگ کا کہہ کر ان کے کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

مہزلہ ادھر آکر میری بات سنو۔۔۔

اور زلہ اپنے باپ کے کمرے سے نکل کر سیدھا مہزلہ کے کمرے میں آئی
تھی۔۔

دو دن گزر چکے تھے اس کے پاؤں کا زخم بھی بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔۔۔ وہ
اتنا زیادہ جلا نہیں تھا جس کی وجہ سے ریکور ہونے میں بھی اس نے زیادہ
ٹائم نہیں لگایا تھا۔۔

جی آپ بولے۔۔۔ مہزلہ بھاگ اپنے آپ کے سینے سے لگے۔۔

آپ جان بابا چاہتے ہیں کہ اب آپ کی رخصتی کر دی جائے۔۔ تو مجھے بتائیں
کہ آپ کا اس بات کے بارے میں کیا کہنا ہے۔۔ اگر تو آپ مینٹلی طور پر

پرسپیئر ہیں زرم لالا کے ساتھ رخصتی کرنے میں۔۔ تو بھی مجھے بتا دو اگر تم
اور بھی وقت چاہتی ہو تو میں جا کر بابا کو منع کر دوں گی رخصتی سے۔۔
اور زلہ نے اپنی پیاری سی بہن کے بالوں میں ہاتھ چلاتے زور سے اپنے
سینے سے لگائے ہی پوچھا تھا۔۔

تو اس کا مطلب ہے کہ میں ہی کے ساتھ رخصت ہو کر ہمیشہ کے لیے ان
کی روم میں چلی جاؤں گی آپ۔۔ معصومیت سے سوال پوچھا گیا۔۔
جی آپ کی جان بالکل ایسا ہی ہے۔۔ گہری سانس بھرتے ہوئے جیسے
اور زلہ طویل مسافت طے کر کے اتی تھی۔۔ اس کے چہرے پر صدیوں
کی تھکان مہزلہ کو محسوس ہوئی۔۔

آپی کیا ہو گیا ہے آپ کو اب تھک گئی ہے کیا نیند آرہی ہے۔۔ وہ معصوم اپنے
ذہن کے مطابق جو سمجھ پائی تھی وہ اپنی بہن سے پوچھ لیا تھا۔۔

نہیں میری جان ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے آپ بتائیں آپ کا کیا فیصلہ
ہے۔۔

آپی میں تو خود ہی جی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں اگر رخصتی کرتے ہیں وہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ اپ مجھے لہنگے دلائیں گی نا،،، وہ پیارے پیارے فراکس،،، میں خود اپ کے ساتھ شاپنگ پر جاؤنگی پھر سب کچھ میں اپنی مرضی سے لوں گی۔۔۔ ٹھیک ہے نا اپ کی۔۔۔

مہزلہ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

ٹھیک ہے آپی کی جان۔۔۔ آپی کی جان جو جو مانگیں گی۔۔۔ آپی اپ کو وہی سب کچھ دلائے گی۔۔۔ اپ میرے ساتھ چل کر اپنے لیے سب کچھ لے لینا ٹھیک ہے۔۔۔ اب چلو آرام کرو اپ میری میٹنگ ہے تو میں بس کمرے میں جانے لگی ہوں ٹھیک ہے۔۔۔

آپی مجھے اپ سے بات پوچھنی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ اور زلہ کمرے سے نکلتی مہزلہ نے جلدی سے کہا۔۔۔

پوچھو کیا بات ہے۔۔۔

وہ میں جل گئی تھی ناتواں کی وجہ سے ہی جی مجھ سے ناراض ہے۔۔ تو میں نے اور روحان نے ان کے لیے سر پرانڈ پلان کیا ہے کیا ہم ان کے افس چلے جائیں؟؟ ان کو سر پرانڈ دینے کے لیے اور ہم ان سے سوری بھی کریں گے۔۔

اور زلہ نے اپنی بہن کے چہرے کی معصومیت کی طرف دیکھا وہ کتنی پریشان تھی کہ اس کا شوہر اسے ناراض ہو گیا تھا۔ گہری سانس بھرتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔ لیکن گارڈز کے ساتھ جانے کی اجازت دی تھی۔ اور ڈرائیور کو بطور خود اس نے فون کر کے سارا سب کچھ سمجھا دیا تھا۔۔

تھینک یو آپ۔۔

دھیان سے جانا اور اپنے ساتھ ساتھ روحان کا بھی خیال رکھنا ٹھیک ہے۔۔ اور زلہ نے اپنی بات مکمل کی ساتھ ہی جھکتے دوبارہ سے اس کے ماتھے پر بھروسہ دیتے ہوئے وہ اس کے کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

زرم لالا کے ذکر پر اپنی بہن کے چہرے پر ابھرنے والی چمک کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔۔ جانتی تھی کہ زرم لالانے روحان کے ساتھ ساتھ مہزلہ کو بھی بالکل اپنے بچے کی طرح رکھا ہے اس کے ہر لاڈ اٹھانا اس کے ہر نخرے کو پورا کرنا۔۔ تو اس حوالے سے وہ پرسکون تھی۔۔ کہ وہ اپنی بہن کو بالکل صحیح ہاتھوں میں سونپنے جا رہی ہے۔۔

میٹنگ میں ابھی 10 منٹ تھے اور اسے بلیک کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے کمرے میں جانے کے بجائے وہ کچن کی طرف آگئی تھی۔۔۔ اور بڑے ہی انہماک سے وہ گہری سوچوں میں گم مہزلہ اور زرم لالا کے بارے میں سوچتی ساتھ ہی ساتھ اپنے لیے کافی بنا رہی تھی۔۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد اس کی کافی بنی اور وہ اب اپنے کمرے کی طرف چل دی تھی۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

روحان کیا سارے سر پرانز کی تیاریاں ہو گئی ہے اب ریڈی ہے نابالکل
جانے کے لیے۔۔ مہزلہ اشتیاق سے چہرے پر بچوں کی مانند خوشی کو سجائے
روحان کے کمرے میں اتا ہوا بولی تھی۔۔

جی بڈی کیک ہم راستے سے لے لیں گے اور باقی بابا کے لیے جو ملازم سے
میں نے اور اپ نے گفتگو منگوائے تھے۔۔ وہ ملازم نے گاڑی میں ہی رکھ
دیے ہیں۔۔ اب اب بس جلدی سے اپنی آپنی سے پوچھ کر جائیں۔۔
پھر ہم بابا کے افس جائیں گے۔۔ انہیں سر پرانز دینے کے لیے بھی اور
انہیں سوری بولنے کے لیے بھی۔۔

روحان نے بھی مہزلہ کے پوچھنے پر اپنے سارے پلین کو اس کے گوش
اتارا۔۔

چلو اچھی بات ہے میں نے آپنی سے پوچھ لیا ہے اب چلو ہم دونوں چلتے ہیں
ورنہ دیر نہ ہو جائے۔۔

او کے چلے بڈی اب شال لے لینا۔۔

ہاں چلو شال میری باہر لانچ کے صوفے پر ہی پڑی ہے وہیں سے لے کے
چل لیں گے۔۔

مہزلہ نے پنک کلر کا شارٹ فرائیڈ اور ٹراؤزر پہنا دوپٹے کو لا پر واہی سے
گلے میں ٹنگائے وہ شال اپنے اوپر اوڑتی روحان کا ہاتھ پکڑتے ہی گھر سے
باہر نکل آئی تھی۔۔

ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے وہ دونوں زرم کے افس کی طرف چل
دیے تھے۔۔

اور زلمہ کی خاص ہدایت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ گارڈز کی گاڑیاں بھی
جائیں گی۔۔

اور دونوں ہی اپنے چہرے پر خوشی کے تاثرات سجائے ایکساٹڈ سے
سارے راستے ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے آئی تھی۔۔

زرم صبح ہے صبح آفس کے کام کے لیے نکل گیا تھا۔ ان دونوں کا پلان تو
کل رات سے ہی بنا ہوا تھا۔ اور وہ لوگ دعائیں کر رہے تھے کہ زرم

جلدی چلے جائیں تو وہ دونوں بھی ان کے پیچھے ہی چلے جائیں گے۔۔۔ لیکن
پھر کچھ سوچ کر روحان نے کہا کہ وہ لوگ تھوڑا ٹھہر کر ہی جائیں گے۔۔۔ اور
ابھی دوپہر کے تقریباً دو بجے کا وقت تھا کہ وہ دونوں اسلام آباد کی طرف
روانہ ہوئے تھے۔۔۔

دوسری طرف زرم کی ایک بہت ہی امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔۔۔ جس میں
وہ بیٹھا میٹنگ ڈیل کر رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کا موبائل بار بار وائبریٹ کر رہا
تھا۔۔۔

اپنے موبائل پر اتنے ان نون نمبر کی کال دیکھ کر زرم نے میٹنگ پر توجہ دینی
چاہی۔۔۔ لیکن اس کا ذہن بھٹک گیا تھا۔۔۔ کال کرنے والا بھی شاید ڈیٹ
معلوم ہوتا تھا کیونکہ ہنوز کالز پر کالز کیے جا رہا تھا تنگ اکرز زرم نے موبائل
کو سائلنٹ پر کرتے میٹنگ کی طرف اپنی توجہ مبذول کروائی۔۔۔

وہ اس ان نون نمبر کرنے والے کال پر سن کو میٹنگ کے بعد دیکھنے کا ارادہ
رکھتا تھا۔۔۔

تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی میٹنگ ختم ہوئی تھی۔۔۔ اور میٹنگ ختم کرنے کے بعد وہ تکار اپنے افس میں آیا تھا۔۔۔ اور اپنے افس میں سائیڈ صوفے پر گرنے کے انداز میں وہ لیٹ گیا تھا۔۔۔ موبائل اس کے سامنے ہی شیشے کے ٹیبل پر پڑا ہوا تھا۔۔۔

اس کے سر میں شدید درد ہو گیا تھا۔۔۔ دو گھنٹے کی مسلسل میٹنگ کے بعد اور دو گھنٹے کلائنٹ کو ہر طرح کی سیٹسفیکشن دینے کے بعد جا کر اسے یہ پروجیکٹ ملا تھا۔۔۔ ایسے ہی تو وہ ملک کے نامور بزنس مین میں ٹاپ پر تو نہیں اتا تھا اس کے لیے دن رات محنت بھی تو اسی نے کی تھی۔۔۔

اس وقت اسے شدید چائے کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اپنی سیکرٹری کو کال کر کے ایک کپ چائے منگوا کر اس نے ساتھ ہی پین کلر بھی منگوائی تھی۔۔۔ تاکہ سرد کا درد کچھ ٹھیک ہو تو وہ دوبارہ سے کام کی طرف متوجہ

ہو۔۔۔

تھوڑی دیر لیٹ کر اس نے صوفے کی پشت پر اپنا سر ٹھکایا اور آنکھیں موند کر سکون محسوس کرنا چاہا۔ اس کے بس آنکھیں بند کرنے کی دیر تھی۔۔

اور نیند کا اس پر ایسا غلبہ چایا کہ وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔ ساری رات بھی اس نے جاگ کر گزاری تھی۔۔ کیونکہ اسی میٹنگ کے سلسلے میں وہ فائلز پر فائلز بناتا جا رہا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

مہزلہ اور روحان بھی جیسے جیسے اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو رہے تھے ان دونوں کے چہرے پر خوشی کی چمک مزید ابھر رہی تھی۔۔ وہ دونوں خوش تھے کیونکہ وہ اپنے ہی اور ایک اپنے بابا کو خوش کرنے جا رہے تھے۔

ان دونوں کے دل ہی ایسا مٹڈ تھے کیونکہ دونوں ہی وہاں جا کر زرم کے متوقعہ ری ایکشن کو سوچنے کے لیے شدید انتظار کر رہے تھے۔

لیکن ابھی تک صرف اور صرف دو گھنٹے کا سفر ہوا تھا دو گھنٹے کا سفر ابھی مزید باقی تھا۔

روحان تو اس کی گود میں سر رکھے ہی نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا اسے بھی اب ہلکی ہلکی نیند نے اپنے گہرے میں لیا تو وہ بھی سیٹ کہ پشت پر سر ٹکاتی انکھیں موند گئی۔

! _____ !

،،، [دو گھنٹے بعد]

مسلسل وا بئر ٹینگ کی وجہ سے اس کی انکھ ہڑبڑا کر کھلی تھی۔
انکھوں کو کھولتے اس نے جلدی سے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا تو اسے
سوئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔

وہ حیران تھا چائے کا کپ اور اس کے ساتھ ہی پین کلر ہنوز شیشے کے ٹیبل پر
رکھے ہوئے تھے۔

سو جانے کی وجہ سے سرکادر دمزیڈ بڑھ گیا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کی آنکھوں میں نیند کے باعث سرخ لائنیں ڈوڑنے لگی۔۔

گہری سانس بھرتے ہوئے دوبارہ سے اس کا موبائل بجنے لگا تو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس باریس کرتے موبائل کان سے لگا چکا تھا۔۔
غور کرنے پر پتہ چلا کہ اسے کچھ پیکرز بھی موصول ہوئی ہیں۔۔

بولو کون ہے؟؟

زرم خانزادہ بزنس ٹائٹون نے اپنی بیوی اور بیٹے کو اکیلے ہی اسلام آباد کی طرف روانہ کر دیا ہے۔۔ کیا تمہیں نہیں پتا کہ دنیا میں کیسے کیسے درندے پائے جاتے ہیں۔۔ اگر میں نے ایک شوٹ بھی کیا تو تمہاری بیوی یا پھر بیٹے کی جان اسی پر نکل جائے گی۔۔

موبائل پر ابھرتی ہوئی کمینگی بھری آواز کو سنتے غصے سے زرم کی دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب ہوئی۔۔ کیا مطلب تھا اس کی اس بات کا کیا مہزلہ اور روحان اکیلے ہی اسلام آباد رہے تھے۔۔

اپنی ساری ذہن کی سوچو کو پیچھے جھٹکتے ہوئے اس نے جلدی سے وہ پکچرز
ان کیے۔۔ جہاں پر مہزلی سیٹ کے پیش پر سورہی تھی اور ساتھ ہی روحان
اس کی گود میں سر رکھے سورہا تھا اور وہ لوگ شاید اسلام آباد ہی رہے
تھے۔۔

اور دونوں کو اس طرح سے لاپرواہی سے گھر سے باہر نکلتا دیکھ کر زرم کو ان
پر بھی شدید غصہ آیا۔۔

کیا ہوا چپ لگ گئی ہے کیا؟؟ موبائل سے دوبارہ آواز گونجی تو وہ حواس میں
لوٹا تھا۔۔

کون ہو تم گھٹیا انسان ایک بار میرے ہاتھ لگ جاؤ میں نے تمہاری بوٹی
بوٹی چیل کوئے کو نہ کھلائے تو میرا نام بھی زرم خانزادہ نہیں۔۔ شدید غصے
سے کہتے ہوئے سامنے والے انسان کو لرز نے پر مجبور کیا۔۔

پہلے اپنی بیوی اور بیٹے کو تو بچالو۔۔ دوسری طرف والا بھی شاید ڈیٹ ہی
معلوم ہوتا تھا۔۔

اگر ان دونوں میں سے کسی کو ایک انچ بھی الٹی تو اپنی خیر منانا کہتے ہی ساتھ ہی زرم نے ٹھک سے فون بند کر دیا تھا۔

ابھی وہ اٹھ کر میں مہزلہ اور روحان کے پیچھے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔
کہ اچانک ہی افس کے دروازہ کھلا روحان کے ایک ہاتھ میں بہت سارے بلون اور مہزلہ کے دوسرے ہاتھ میں کیک کا ڈبہ لیے اور ان دونوں کے "سرپرائز" بولنے پر وہ شدید چونک کر ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا۔
ان دونوں کو صحیح سلامت دیکھ کر ایک تو اس نے گہری سانس بھری تھی اور شکر ادا کیا تھا۔

اس کا موبائل دوبارہ سے واٹس ایپٹ ہوا تو ان نون نمبر کی دوبارہ سے کال آرہی تھی بنا وقت کو ضائع کیا اس نے دوبارہ سے موبائل کو کان سے لگایا۔
اس بار صرف دھمکی دی ہے اگلی بار اپنی اسی دھمکی کو سچ کر دکھاؤں گا۔
صرف اتنی سی بات کہتی ہی فون ٹھک سے بند کر دیا گیا تھا۔

اس طرف انسان کی بات سن کر اسے روحان اور مہزلہ پر شدید قسم کا غصہ
ایا اور ایک ہی جھٹکے میں ان کی طرف بڑھتے روحان کے ہاتھ سے سارے
بلون لیتے اس نے دور پھینکے تھے۔۔۔ اور ساتھ ہی مہزلہ کے ہاتھ کو جھٹکتے
ہوئے کیک کو ایک پل میں ہی زمین بوس کیا۔۔

وہ دونوں جو اپنے چہرے پر دنیا جہاں معصومیت کے ساتھ ساتھ خوشی سے
آئے زرم کاری ایکشن دیکھنے میں بیزی تھی اچانک ہوئی افتاد پر دونوں نے
سہم کر زرم کی طرف دیکھا۔

جس کی انکھیں غصے کی زیادتی کی وجہ سے سرخ ہوئی تھی۔۔

کس نے تم دونوں کو اجازت دی ہے حویلی سے باہر آنے کی۔۔ یہاں پرانے
کی کیا ضرورت تھی گھر ار ہاتھانا میں یا راستے میں میں نے مر جانا تھا۔

ہمت کیسے ہوئی تم دونوں کی اکیلے گھر سے باہر نکلنے کی۔۔ جانتے بھی ہو تم

دونوں کہ میرے کسی بھی دشمن کے ہاتھ لگ گئے۔۔ وہ تم دونوں کا نام و

نشان تک اس دنیا سے مٹا سکتے تھے۔۔ روحان تو چلو چھوٹا ہے مہزلہ لیکن تم

تو بڑی ہو۔۔ کب بڑی ہو گئی تم تنگ آگیا ہوں میں تم دونوں سے۔۔ بچوں
جیسی حرکتیں کرنا تم دونوں کو زیب نہیں دیتا اگر روحان کو زیب دیتا بھی
ہے تو وہ تو بچہ ہے لیکن تم کس خوشی میں بچی بنی ہوئی ہو کیا یہ بات مجھے تم
بتانا پسند کرو گی۔۔ بتاؤ مجھے کیوں بچی بنی ہوئی ہو۔۔ گھر سے نکلنے سے پہلے
کیا یہ سوچ تمہارے دماغ میں نہیں آئی کہ گھر سے اکیلے کیوں باہر جا رہی
ہوں میں۔۔ کیا اتنی بچے ہو کہ اب ہر جگہ میں تمہارے حفاظت کے لیے
گا۔۔ تمہاری شرارتیں برداشت کی تمہاری نخرے اٹھائے پھرتا رہوں
تمہارے لاڈ اٹھانا خود پر فرض کیا اس کے باوجود بھی تم دونوں یہ صلہ دیتے
پھر رہے ہو۔۔ کبھی خود کو چوٹ لگوا لیتے ہو تو کبھی اکیلے ہی باہر نکلتے ہو۔۔
پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے یا پھر پاگل کرنے کا ارادہ ہے۔۔
شدید غصے سے دھاڑتے ہوئے زرم کے جو منہ میں آیا وہ بولتا ہی چلا گیا۔۔
بغیر ان دونوں کے دلوں کی پرواہ کیے۔۔ اسے خوف محسوس ہوا اگر اس
انسان نے اپنی کہی بات سچ کر دکھا دی تو کیا ہوتا؟؟؟

مہزلہ اور روحان دونوں کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہنا شروع ہوئے تھے۔۔ روحان تو چھوٹا تھا اس کے دل پر کوئی اتنا خاص اثر نہیں ہوا تھا اس کے مطابق ان کے بابا ان کو ڈانٹ رہے تھے گھر سے اکیلے باہر نکلنے پر۔۔

لیکن مہزلہ نے پہلی بار زر کے لہجے میں خود کے لیے جنھن جھنڈا ہٹ محسوس کی تھی۔۔ اور اس جنھن جھنڈا ہٹ کو محسوس کرنے کے بعد اسے اپنے ننھا سا دل ٹوٹا محسوس ہوا۔۔ وہ تو صرف اپنی ہی کو منانے لائی تھی۔۔ اسے کیا پتہ تھا کہ اس کا ہی اسے ہی بری طرح سے ناراض کر دے گا۔۔ کیا واقعی میں ہی اس کی شرارتوں سے وہ تنگ تھا۔۔ اس کے لاڈ اور نخرے اٹھانا کیا اتنا زرم پر بوجھ ہو گئے تھے کہ وہ اس بات کو عملی طور پر جتانے بھی لگا تھا۔۔ چھنک۔۔۔ کی آواز سے اس کا ننھا سا دل ٹوٹا تو تھا لیکن اس کی ذرا سی بھی آواز سامنے کھڑے زرم کو سنائی نہیں دی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو بالکل لڑیوں

کی مانند بہہ رہے تھے ایک منٹ کے لیے بھی اس کے انسو خشک نہیں ہوئے تھے۔۔

زرم نے گہری سانس بھرتے ایک نظر ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔
روحان تو آنکھوں میں خفگی لیے رونے میں مصروف تھا۔ لیکن مہزلہ کے
تاثرات وہ جان نہیں پایا تھا کیونکہ وہ اپنا چہرہ جو کھا گئی تھی اس کے دیکھنے
سے پہلے ہی۔۔

زرم کو اپنی غلطی پر افسوس ہو وہ دونوں سے منانے آئے تھے۔۔ اور ان پر
اتنا شاؤٹ کرتے ان دونوں پر اپنا غصہ ظاہر کرتے وہ ان دونوں کو ناراض
کر بیٹھا تھا۔۔

ایک نظر اس نے زمین پر پڑے کیک کی طرف دیکھا جہاں پر اوپر "سوری
ہی" لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی نیچے "سوری بابا" لکھا ہوا تھا۔۔ اور بس یہی پر
اس کا سارا غصہ جاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا۔۔ وہ اسے منانے آئے تھے اور
زرم نے اسے خود سے ناراض کر دیا تھا۔۔

خیر ان دونوں کو منانا اسان تھا گھرے سانس بھرتے زرم نے سوچا۔۔
لیکن نہیں جانتا تھا کہ غصے میں بولے ہوئے الفاظوں کی وجہ سے وہ مہزلہ کا
دل توڑ چکا ہے اور اس بار شاید بیکرے پر جانے کی وجہ سے ذرا سی چیزیں
مہزلہ کو لا کر دینے کے بعد مہزلہ اسے راضی نہیں ہو پائے گی۔۔

بابا ہم تو بس اپ کو سوری بولنے آئے تھے۔۔ اور اپ کو سر پر اتر بھی دینا
تھا۔۔ روحان نے کمزور سی اواز میں بولنا چاہا۔۔
ہممم۔۔ چلو او دونوں یہاں پر بیٹھو۔۔ زرم نے دونوں کو صوفے کی طرف
اشارہ کرتے کہا۔۔

روہان تو اپنے بابا کے نرمی سے بات کرنے پر ہی چہکتا ہوا جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

لیکن مہزلہ ہنوز وہی پر چہرہ نیچے کیے کھڑی رہی وہ صوفے پر بیٹھنے کے لیے بالکل بھی نہیں گئی۔۔

فیری صوفے پر بیٹھو۔۔ زرم نے دوبارہ سے مہزلہ کو مخاطب کیا۔۔
مجھے گھر جانا ہے۔۔ جب سے مہزلہ اتنی تھی چار لفظوں پر مشتمل اس نے
بس یہی جملہ کہا تھا کہ اسے گھر جانا ہے مزید اس نے کوئی بھی بات نہیں کی
تھی۔۔

اس کی بات سن کر زرم نے گہری سانس بھری تھی۔۔ جانتا تھا کہ دونوں
پر کچھ حد سے زیادہ ہی غصہ ہو گیا تھا۔۔ لیکن اس کے غصے میں چھپا ہوا پیاز
وہ دونوں بالکل بھی محسوس نہیں کر پائے تھے۔۔

گھر بھی چلے جائیں گے۔۔ پہلے بیٹھو جس کام کے لیے ائے تھے وہ کرو پھر
ساتھ ہی جائیں گے گھر۔۔ زرم نے اس کے گھر جانے کی رٹ سنتے کہا۔۔

بڑی اے بیٹھے تو صحیح بابا کو منائیں گے پھر گھر چلے جائیں گے نا۔ اس بار روحان نے بھی کہا تو مہزلہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی روہان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔ البتہ اس نے اپنا چہرہ ابھی تک نہیں اٹھایا تھا اس کی گردن ویسے ہی جھکی ہوئی تھی۔۔

کیا کھانا ہے تم دونوں کو مجھے بتاؤ میں ارڈر کر دیتا ہوں۔۔
بابا میرے لیے برگر اور پیزا۔۔ روحان نے جھٹ سے اپنی فرمائش بیان کی۔۔

بتاؤ تم نے کیا کھنا ہے۔۔ روحان کی بات سننے کے بعد زرم نے مہزلہ سے پوچھا تھا۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ مختصر سی بات کہتے مہزلہ نے اسے جواب دیا۔۔

زرم نے بے بسی سے اپنی آنکھیں میچی تھی جانتا تھا کہ وہ اسے خود سے ناراض کر بیٹھا تھا لیکن اب وہ اسے گھر جانے کے بعد ہی منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

کیوں بھوک نہیں ہے بڑی اب تو گاڑی میں کہہ رہی تھی کہ وہاں جا کر بابا
سے بہت ساری چیزیں منگوائیں گے اور پارٹی کریں گے بیڈ میسرز بڑی اب
جھوٹ کہہ رہی ہیں نا۔

روحان نے جھٹ سے اس کی گاڑی میں کہی ہوئی بات اسے ہی یاد دلانی
چاہی۔

اس وقت تھی بھوک لیکن اب نہیں ہے۔۔ دیکھی سی آواز میں کہتے ہوئے
اس نے روحان سے کہا۔

اچھا لیکن اگر میرا کھانا آیا اور آپ نے وہ کھا لیا تو۔

نہیں کھاؤں گی بے فکر رہو۔۔ کہتے ہوئے مہزلہ کی آواز میں نمی گلی تھی۔

اس کا یہاں پر دم گھٹ رہا تھا اسے جلدی سے جلدی حویلی جا کر اپنی آپ کے

گلے لگ کر خوب سارا رونا تھا۔۔ یا پھر تنہائی میسر ہوتے وہ پھوٹ پوٹ

کر رونا چاہتی تھی۔۔ زرم کے الفاظ ابھی تک اسے اپنے دل پر نقش ہوتے

محسوس ہوئے۔۔۔ شاید وہ واقعی میں ہی کچھ زیادہ ہی چائلڈ ڈش بیسیویئر
اختیار کر لیتی تھی۔۔۔ جو انسان زیادہ حد تک برداشت نہیں کرتا۔۔

وہ بھول گئی تھی کہ سامنے انسان اس کے شوہر تھا۔۔ اس کی آپی نہیں تھی
جو اس کی ہر خواہش کو پوری کرتی بنا کوئی اف کیے۔۔

مہزلہ کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ بھلے وہ ڈانٹتے اس سے زیادہ ڈانٹ
لیتا۔۔ لیکن جو اس نے غصے میں باتیں کہی وہ مہزلہ کو سیدھی اپنے دل پر ٹھاہ
کر کے لگی تھی۔۔

اسی لیے بار بار نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں سے آنسو روا تھے۔۔ وہ
بہت ضبط اور کنٹرول کرنے کے باوجود بھی اپنے آنسو کو روک نہیں پار ہی
تھی۔۔۔ جس پر اسے غصہ بھی ا رہا تھا لیکن اس وقت اس کا دل عجیب سا
خالی خالی سا ہو رہا تھا۔۔۔ جس خوشی کے ساتھ تو یہاں آئی تھی وہ خوشی کہی
گم ہو گئی تھی۔۔۔ شاید واقعی میں ہی وہ اب بڑی ہونا چاہتی تھی۔۔ اب وہ
مزید اپنے نخرے کسی کو برداشت نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔۔ اور نہ ہی کسی

کو موقع دینا چاہتی تھی۔۔۔ کہ وہ اس کے لاڈ اٹھائے سوائے اس کے آپنی کے۔۔

میں ڈرائیور کے ساتھ گھر چلی جاتی ہوں۔۔ مزید ادھا گھنٹہ گزرنے کی دیر تھی اب مزید اس کا یہاں پر دم گھٹ رہا تھا۔۔ اسی لیے وہ اٹھتی اونچی اواز میں کہتے ہی باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔۔

رک جاؤ کہاں جا رہی ہو تم ابھی میں نے تم دونوں کو اسی بات پر ڈانٹا تھا کہ تم لوگ ڈرائیور کے ساتھ اکیلے کیوں آئے ہو اور اب دوبارہ سے تم وہی غلطی دہرانے جا رہی ہو۔۔

زرم کو اس کی بات سن کر غصہ تو بہت آیا لیکن پھر اس نے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔

چلو روحان میں آپ کو راستے سے کچھ دیلا دوں گا کھانے کے لیے ٹھیک ہے ابھی ہم گھر چلتے ہیں۔۔ زرم نے روحان کو مخاطب کیا تو روحان بھی اپنی بڑی کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گیا۔۔

چلو۔۔ زرم نے گاڑی کی چابی والٹ اور موبائل کو اپنے ٹیبل سے اٹھاتے
ان دونوں کو بھی اپنی پیچھے آنے کا اشارہ کرتے افس سے باہر نکل گیا تھا۔
ان دونوں کے گاڑی میں بیٹھتے ہی زرم نے تیزی سے گاڑی کو حویلی کی
طرف روانہ کر دیا تھا۔

انج نہ ہی زرم نے ان دونوں سے کچھ بولا تھا۔ اور نہ ہی وہ دونوں ایک
دوسرے سے بات کر رہے تھے۔

زرم سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور مہزلہ باہر کے مناظر ات دیکھنے میں
مصروف تھی اور روحان پیچھے اکیلے بھٹے ہو رہا تھا۔

بڑی اپ اداس کیوں ہیں۔۔ بابا سے ناراض ہے کیا۔۔ روحان جب پیچھے
بیٹھا مزید بور ہوا تو اس نے آخر کار مہزلہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے
بات پوچھی۔۔

میں ٹھیک ہوں اداس نہیں ہوں بس گھر جانا چاہتی ہوں۔۔ مہزلہ نے بنا
روحان کی طرف دیکھے اسے جواب دیا تھا۔

مہزلہ نے روحان کی جانب اسی لیے نہیں دیکھا تھا تا کہ ذرم اس کی سو جھی ہوئی اور لال سرخ انکھیں دیکھ نہ لے جس کی وجہ سے ذرم کو پتہ چل جائے گا کہ وہ روئی ہے اسی لیے بنا روحان کو دیکھے اسے جواب دیا تھا۔۔۔ لیکن دوسری طرف ذرم نے برا منایا تھا اسے برا لگا تھا۔۔۔ مہزلہ اگر اس سے ناراض تھی تو وہ کم از کم روحان کے ساتھ تو اپنا رویہ ٹھیک رکھ سکتی تھی نا۔۔۔

بڑی میں اپ کے پاس اجاؤں۔۔۔ روحان نے دوبارہ سے مہزلہ سے پوچھا تھا۔۔۔ اسے مہزلہ کا چپ ہونا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ اس لیے بار بار بہانے سے اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔۔۔ ہمممم۔۔۔ آجاو۔۔۔ مہزلہ نے اس بار اسے دیکھ کے جواب دیا۔۔۔

مہزلہ کی بات سننے کی دیر تھی کہ روحان بھی اگے آیا تھا اور مہزلہ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔ اور اپنے بابا کا موبائل ڈیش بورڈ سے اٹھاتے ہی اب وہ موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

بڑی اپ بھی گیم کھیلیں گی۔۔ روحان نے دوبارہ سے مہزلہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پوچھا۔۔

نہیں روحان اب کھیلو میرے سر میں درد ہے میں تھوڑی دیر کے لیے سونے لگی ہوں ٹھیک ہے۔۔

مہزلہ نے روحان سے کہتے اپنی انکھیں موندی تھی اس وقت اس کا سر درد سے پٹھنے کے قریب تھا۔۔ انکھیں لال سوجی ہوئی تھی اور اس میں شدت سے اسے جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔ چھوٹی سی ناک بھی شدت سے لال تھی۔۔ ہونٹ اس کے کپکپا رہے تھے۔۔ جسے نچلے لب کو دانتوں تلے دبا کے اس نے اپنی کپکپاہٹ پر قابو پانا چاہا۔۔

بڑی اپ کا سر بادو میں اگر زیادہ درد ہو رہا ہے تو۔۔ اور اگر سر میں زیادہ درد ہو رہا ہے تو بابا سے کہہ کر ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔ روحان کو مہزلہ کی کچھ زیادہ ہی فکر ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے دوسری بات بابا کی طرف دیکھ کر کہا تھا کہ مہزلہ کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں۔۔

نہیں بڑی کی جان میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے انشاء اللہ میڈیسن لوں گی تو
ٹھیک ہو جاؤں گی اسی لیے اب آپ گیم کھیلو اور مجھے سونے دو۔۔۔ مہزلہ
نے روحان کا رخ اپنی طرف موڑا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے
ہوئے اسے مطمئن کیا۔۔

ٹھیک ہے بڑی آپ آرام کر لیں میں آپ کا سر دالیتا ہوں۔۔
نہیں روحان میرا بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سر نہ دبائیں ورنہ سر میں اور
بھی زیادہ درد ہو جائے گا میرے۔۔

مہزلہ نے پیار سے اس کی ناک کو چھوتے کہا تو روحان بھی مطمئن ہو گیا
تھا۔۔

ان دونوں کے ساری باتوں کے درمیان زرم بس چپ ہی بیٹھا تھا اس نے
ان دونوں کے درمیان بولنے کی غلطی بالکل بھی نہ کی تھی۔۔

مہزلہ کی سرخ آنکھیں اور اس کے سوجھے ہوئے پپوٹوں کو دیکھ کر زرم کو
اپنی غلطی کا احساس نہ جانے کتنی ہی بار ہو چکا تھا۔۔

غصے میں ہونے کے باوجود اپنے منہ سے بولے ہوئے الفاظوں کا خمیازہ
اسے اس حال میں بھگتنا پڑ سکتا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔ اگر
اسے پتہ ہوتا کہ اس کے ہار ش الفاظوں سے اس کی فیری اتنی ہارٹ ہو
جائے گی۔۔۔ تو وہ ان لوگوں کے انے سے پہلے اپنے منہ سے زبان کاٹ
دیتا۔۔۔ کیوں کیوں اس نے ایسا کیوں غصے میں اس نے اپنی فیری کو ہرٹ کر
دیا۔۔۔ اگر غصہ کرنا ہی تھا تو اتنے سخت الفاظ اس نے کیوں استعمال کیے
تھے۔۔۔ آخر وہ آرام سے بھی تو کہہ سکتا تھا نانر می سے ان دونوں کو سمجھا
سکتا تھا۔۔۔ اسے یہ کہنے کی کیا ہی ضرورت تھی کہ تم کب بڑی ہو گی۔۔۔
شاید اسی الفاظوں کی وجہ سے مہزلہ کا ننھا سادل ٹھوٹ سا گیا تھا۔۔۔ ایسے
زرم کا سوچنا تھا لیکن زرم بالکل ٹھیک سوچ رہا تھا واقعی ہی اس کے
الفاظوں کی وجہ سے مہزلہ کا یہ حال تھا۔۔۔
راستے سے تمہارے لیے میڈیسن لے لوں میں۔۔۔ زرم کی فکر مند آواز
گاڑی میں گونجی۔۔۔

ضرورت نہیں ہے مجھے میں ٹھیک ہوں بالکل۔۔ مہزلہ کے لہجے میں زرہ
سی بھی بد تمیزی شامل نہ تھی نرمی سے کہتے اس نے دوبارہ سے اپنی انکھیں
مون لی تھی۔۔۔ بلکہ اس بار تو باقاعدہ زرم کی طرف پیٹ کر کے اپنا رخ
ہی وہ موڑ چکی تھی۔۔

مجھ سے ناراض ہو کیا فیری میری طرف دیکھو تو صحیح۔۔ اس بار بے بسی میں
ڈوبی ہوئی آواز گونجی۔۔

نہیں میں آپ سے نہیں ناراض اور نہ ہی مجھے آپ سے ناراض ہونے کا حق
ہے۔۔ ہنوز اسے رخ موڑے ہی جواب آیا تھا۔۔

اگر ناراض نہیں ہو تو روکیوں رہی ہو۔۔۔ سر میں درد کیوں ہے۔۔۔
میڈیسن کیوں نہیں لے رہی۔۔۔ بھوک کیوں نہیں لگ رہی تھی
تمہیں۔۔۔ میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہی۔۔۔ باتیں کیوں نہیں کر
رہی تم ہم سے۔۔۔ زرم نے وہ سارے جوازا سے بتا دیے تھے جس کی وجہ

سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس سے ناراض نہیں بری طرح سے ناراض ہو کر بیٹھی ہے۔۔

میں ٹھیک ہوں پلیز اپ مجھے گھر پہنچا دیں مجھے گھر جانا ہے۔۔ مہزلہ اس کے لیے بد تمیزانہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ وہ ذرم کی بہت عزت کرتی تھی بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اس کا شوہر بھی تھا۔۔ اور اس کی آپی نے اس کی بالکل بھی ایسی تربیت نہیں کی تھی کہ وہ اپنے شوہر سے بد تمیزی کرے۔۔

اسی لیے اتنا ہی بول کر وہ دوبارہ سے اپنی انکھیں مون چکی تھی۔۔ یعنی اس کا مطلب تھا کہ وہ اسے مزید کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔۔ روحان بھی اپنے بابا اور مادونوں کی باتیں سنتا اور اس ہو گیا تھا یعنی کہ بڑی بابا سے ناراض ہے۔۔

بس یہی باتیں ہونے کے بعد حویلی تک پہنچنے تک ان تینوں نے ایک دوسرے سے بالکل بھی باتیں نہیں کی تھی۔۔

مہزلہ شاید سو گئی تھی روحان موبائل میں ہی گیم کھیلنے میں مصروف تھا اور
زرم سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ اس کا دل بری طرح
سے ویران ہوا پڑھا تھا اس کی فیری اس سے ناراض تھی تو وہ کیسے ٹھیک ہو
سکتا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

بصیر لالا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔

اور زلہ نے بصیر کو راہداری سے گزرتے دیکھ اپنے کمرے میں جانے سے
پہلے ہی پکارا۔۔

جی بھا بھی بولیں۔۔ بصیر نے احترام نگاہوں کو جھکاتے جواب دیا۔۔

بصیر کے بھا بھی بولنے پر اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی لیکن خیر وہ
اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اس انسان نے اس کی بہت مدد کی تھی۔۔

مختیار قدیم کو جتنی سزا دینی تھی میں نے دے دی۔۔ اب مزید آپ اسے اپنے حراست میں لے سکتے ہیں اور اس کے کیے ہوئے گناہ اس سے بلوا کر آپ اسے سزا دے سکتے ہیں۔۔

اور زلہ نے ساری بات بصیر کو بتائی۔۔

ٹھیک ہے بھابھی آپ مجھے اپنے گھر کا ایڈریس دے دیں۔۔ میں اپنے بندوں کو بھجوا کر مختیار قدیم کو وہاں سے ہیڈ کوارٹر پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد اگے میرا اور میری ٹیم کا کام ہے کہ اس سے سچ کیسے اگلوانا ہے اور اسے کس طرح سے سزا دینی ہے۔۔ بصیر نے ہنوز ابھی بھی احترام سے اپنی نگاہوں کو جھکاتے ہی جواب دیا۔۔

ٹھیک ہے تمہارا نمبر میرے پاس ہے میں تمہارے نمبر پر میسج کر کے ایڈریس دے دوں گی تمہیں ٹھیک ہے۔۔ اور زلہ نے بھی اس کی بات سن کر تحمل سے کہا۔۔

تو بصیر نے بھی ہاں میں سر ہلاتے اپنے کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس وقت کہیں سے بھی وہ زریش کے ساتھ لڑتا جھگڑتا ہوا بصیر بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔ اس کے سارے روپ تو صرف اور صرف زریش کے لیے ہی منتخب کیے گئے تھے۔ لڑنا جگڑنا پیار کرنا غصہ کرنا بصیر سب کچھ صرف اور صرف اپنی زری کے ساتھ ہی چاہتا تھا۔

اور زلہ بھی اس کے کمرے کے اندر جانے کے بعد گہری سانس بھرتی اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو چلی تھی۔

اس کی بہت امپورٹنٹ میٹنگ بھی تھی جسے وہ ان لائن ڈیل نہیں کرنا چاہتی تھی اور دوسری طرف اسے اپنے فلیٹ پر بھی جانا تھا۔

نہ جانے کتنے ہی دنوں سے وہ اپنے فلیٹ پر جا ہی نہیں پائی تھی اور اس دن کے بعد سے اس کا آرش سے بھی کوئی بھی سامنا نہ ہوا تھا۔

لیکن وہ کہاں جانتی تھی سامنا تو تب ہوتا نا کہ اگر وہ اسے اپنے فلیٹ میں بند نہ کر کے اتنی ہوئی ہوتی ابھی فلیٹ میں جانے کے بعد سے اسے پتہ چلنا تھا کہ وہ کیا کرائی ہے۔۔

تیزی سے گاڑی میں بیٹھی وہ اسلام آباد کی طرف روانہ ہو چلی تھی۔۔
{ چار گھنٹے بعد }۔۔۔

اور زلہ نے اپنے بیگ سے فلیٹ کے چابی نکالی اور ساتھ ہی فلیٹ کا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔

فلیٹ کا دروازہ کھولنے کی ہی دیر تھی وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی آرش کو صوفے پر بے ارام انداز میں لیٹے دیکھ کر اسے اپنی زندگی کا شاید سب سے بڑا شکڈ لگا تھا۔۔

کیا مطلب تھا جو باتیں اس کے ذہن میں آرہی تھی۔۔۔ وہ اگر سچ ہوئی تو اسے بہت ہی زیادہ شرمندگی ہونے والی تھی۔۔ کیا وہ آرش کو فلیٹ میں بند کرائی تھی۔۔ اس دن جلدی میں ہونے کی وجہ سے۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اور قدموں کی آواز سنتے آرش جو تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا۔ وہ بھی ہڑبڑا کر اٹھا تھا اپنے سامنے اور زلہ کو دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا تھا۔

اپ کسی کو فون بھی کر سکتے تھے ناکہ اپ فلیٹ پر بند ہو گئے ہیں۔۔۔ کوئی بھی اگر اپ کو نکال سکتا تھا۔ آرش کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اور زلہ نے سنجیدگی سے کہا۔

صحیح بات ہے لیکن میں یہاں سے نکلنا ہی نہیں چاہتا تھا اسی لیے بس۔۔۔
کندھے اچکاتے لا پرواہی سے جواب دیا۔

مجھے ایک بات بتاؤ یہاں پر کچھ بندے ائے تھے اور وہ مختیار قدیم کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے ہیں کیا فلیٹ کی چابی تم نے انہیں دی تھی۔۔۔
آرش نے سنجیدگی سے اس بار اس سے استفسار کیا۔

اور اس بار شکوہ ہونے کی باری اور زلہ کی تھی کیا مطلب کہ وہ لوگ ائے مختیار قریب کو لے کر چلے گئے۔۔۔ اس کے باوجود بھی آرش فلیٹ سے

باہر نہیں نکلا اور تقریباً وہ پانچ دنوں کے بعد فلیٹ میں قدم رکھ رہی

تھی۔۔۔ اور پانچ دنوں سے وہ اسی فلیٹ میں قید تھا بقول اس کے۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں خود ہی جانا نہیں چاہتا تھا میں بتا تو چکا ہوں نا

تمہیں۔۔ اور زلہ کی نظریں خود پر محسوس پا کر آرش نے جواب دیا۔۔

میرے خیال سے تمہیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔۔ اپنے مجرم کی تلاش

میں تم یہاں پر ائے تھے۔۔ اور اس کو سزا دے کر اب وہ آرمی والوں کے

حوالے ہو چکا ہے۔۔ تو اب تمہارا یہاں پر رہنے کا کوئی بھی جواز نہیں

بنتا۔۔ اور زلہ نے اس بار سپاٹ تاثرات کے ساتھ کہا تھا وہ سامنے بیٹھے

انسان کے ساتھ ذرا سی بھی نرمی والا سلوک بالکل بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

میں یہاں سے نہیں جاؤں گا بے شک یہاں پر میری بیوی ہے تو میں اپنی

بیوی کے ساتھ ہی رہنا پسند کروں گا۔۔

واقعی میں بیوی ہوں میں اپ کی۔۔ کیا اپ نے مجھے کبھی اپنی بیوی سمجھا
بھی ہے؟؟ آرش کی بیوی کی رٹ سن کر اور زلہ نے تنز بھرے انداز
میں پوچھا۔۔

ہاں بیوی ہو تم میری۔۔ اس حقیقت سے تم منہ نہیں موڑ سکتی۔۔ آرش
نے نرمی سے جواب دیا۔۔

واقعی میں یہ میری زندگی کی سب سے بدترین حقیقت ہے۔۔ جسے میں
چاہ کر بھی موڑ نہیں سکتی۔۔ ورنہ اگر میرا بس چلتا تو میں اپنے نام کے اگے
سے اپ کا نام اٹھا کر کہیں دور پھینک چکی ہوتی اب تک۔۔ اور زلہ نے
سپاٹ تاثرات کے ساتھ سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

یہ تمہاری بھول ہے کہ میں تمہارے نام کے اگے سے اپنا نام تمہیں ہٹانے
دوں گا۔۔

میری بھول ہی رہنے دو تو اچھا ہے اور اب نکلویہاں سے زیادہ فری ہونے
کی ضرورت نہیں ہے۔۔

اور زیادہ بڑے بڑے بول بولنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو۔۔۔ اگر
میں ابھی تک صرف چپ ہوں اور آپ کو اب تک خلا کے پیپر نہیں
اے۔۔۔ تو یہی سمجھے کہ میں صرف اور صرف اپنے باپ اور اپنی عزت کی
وجہ سے چپ ہوں۔۔۔ کیونکہ ہمارا جو جاہل معاشرہ ہے وہ یہ نہیں دیکھے گا
کہ سامنے مرد غلط تھا اسی لیے عورت نے طلاق لی ہے۔۔۔ وہ تو یہی دیکھے گا
کہ عورت میں ہی کوئی خامی تھی اسی لیے اسے طلاق ہو گئی ہے۔۔۔ کیوں
ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ اپنے بات کے اثرات سے وہ آرش کے چہرے کو
سرخ کر چکی تھی۔۔۔

طلاق جیسا لفظ دوبارہ سے تمہاری زبان پر میں بالکل بھی نہ سنوں۔۔۔
معاشرہ کیسا ہے اور کیسا نہیں لیکن اس وقت میں یہاں پر موجود ہوں۔۔۔
اور میں جانتا ہوں کہ میں غلط ہوں۔۔۔ اور میں تم سے تمہارے پیروں میں
گر کر معافی مانگنے تک بھی کوئی عار محسوس نہیں کروں گا۔۔۔ اگر میں غلط
ہوں تو غلط ہوں معاشرے سے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔۔

افسوس پچھلی بار کی طرح اس بار میں آپ کی ان باتوں میں بالکل بھی نہیں
اؤں گی۔۔ معافی آپ میرے پیروں میں گر کر مانگے یا پھر میرے سامنے
کھڑے ہو کر مانگے اس بار میں آپ کو بالکل بھی معاف نہیں کروں گی۔۔
اور ویسے بھی معاف انہیں کیا جاتا ہے جن کے ساتھ زندگی گزار رہی جاتی
ہے لیکن میرا ایسا بالکل بھی کوئی بھی ارادہ نہیں ہے۔۔

ایٹمیٹوڈ سے کہتے ہوئے اور زلہ نے پل میں ہی اپنا بولڈ اور زلہ والا روپ
آرش کے سامنے لاتے کہا اور ساتھ ہی وہ کمرے کے اندر چلتے لوک کر گئی
تھی کمرے کو۔۔

لیکن میں تو تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں نا۔۔ بے بسی سے کہا
گیا۔۔

نہیں آپ زندگی نہیں گزارنا چاہتے آپ ایک بار دوبارہ سے میری زندگی کو
بر باد کرنا چاہتے ہیں۔۔ پتھر دل بنتے جواب آیا۔۔

میں معافی مانگنے کے لائق نہیں ہوں اور نہ ہی میں تم سے معافی مانگ کر
تمہیں مزید دکھ پہنچاؤں گا لیکن میری دعا ہے کہ تمہارے ساتھ میں نے
جتنا کچھ بھی غلط کیا اس کی سزا مجھے اللہ کی طرف سے ملے۔۔

دروازے کے ساتھ اپنی پشت کو ٹکاتے آرش نے روتے خود پر ضبط کرتے
کہا تھا۔۔

دوسری طرف اور زلہ نے جب اس کے الفاظ سنے تو اس کے پتھر دل پر
ایک گہری ضرب لگی تھی۔۔

نہیں نہیں اور زلہ وہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی تمہیں اپنی باتوں میں
پنسا کر دوبارہ سے تمہاری زندگی کو برباد کرنا چاہتا ہے۔۔۔ کیوں ایک بار
دوبارہ سے اس پر بھروسہ کر کے خود کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہو۔۔۔ کیا ابھی
بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔۔ اور زلہ کا دل جو آرش کو صحیح کہہ رہا تھا ساتھ
ہی ساتھ دماغ اسے ملامت کرتا جا رہا تھا کہ وہ ایک بار دوبارہ سے جانتے
پوچھتے دلدل میں گرنے کی کوششوں میں ہیں۔۔

گہری سانس بھرتے اس نے دوبارہ سے کوئی بھی جواب نہ دیا تھا اور نہ ہی
آرٹھ کی طرف سے کوئی بات کہی گئی تھی۔۔

تقریباً گھنٹے کے بعد اس کی میٹنگ سٹارٹ ہونے والی تھی۔۔ لیکن اس کے
سر کا درد بھی سٹارٹ ہو گیا تھا۔ اس سر کے درد کی وجہ سے اس کا دل چاہا
کہ اس کے سر کی ایک نرس ہی پٹ جائے۔۔ پھر سارا کام ہی ٹھیک ہو
جائے گا۔۔ بے دردی سے خود کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ دھڑم سے
بیڈ پر گرتی اونڈھے منہ اپنی آنکھیں موند چکی تھی۔۔ نیند تو اسے اتنے آسانی
سے آتی ہی نہیں جب تک وہ نیند کی گولیاں نہ کھالے۔۔ لیکن کم از کم وہ
تھوڑی دیر کے لیے لیٹ کر اپنے خراب ہوتے دماغ کو ٹھیک کرنا چاہتی
تھی۔۔

لے میری بچی میری بات سنو۔۔

جی کہیں میں سن رہی ہوں۔۔

بیٹا میں نے اور تمہارے دادا نے رخصتی ایک ہفتے کے بعد رکھی ہے مہزلہ اور زرم کی۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے اپنی بیٹی کو سارے حالات سے آگاہ کیا۔۔

لیکن بابا اتنی جلدی ابھی تو میں نے مہزلہ کو شاپنگ بھی نہیں کروائی اور وہ خود چاہتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سارا سب کچھ کرے اتنی جلدی سب کچھ کیسے ہو پائے گا۔۔

پریشان ہوتے جواب دیا۔۔

ہو جائے گا میری بچی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ پیار بھری نظروں سے اور زلہ کے چہرے کی طرف دیکھا گیا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں بابا۔۔ جب کافی دیر بعد بھی اور نگزیب خانزادہ نے اپنی نگاہیں اس کے چہرے سے نہ ہٹائی تو اور زلہ پوچھ بیٹھی تھی۔۔

دیکھ رہا ہوں کہ میری بچی نے کیسے اپنی چھوٹی سی بہن کو دنیا کے سرد و گرم
ہواؤں سے بچا کر رکھا ہے۔۔ حالانکہ یہ کام مجھے کرنا چاہیے تھا لیکن تم نے
اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی ہے۔۔

تمہارے نین نقش واقع ہی تمہارے مورے سے ملتے ہیں زلے۔۔
مورے کے ذکر پر اور زلہ نے گہری سانس بھری تھی۔۔ انکھوں میں آنسو
ضبط کیے تھے ورنہ کوئی بعید نہ تھی کہ اس کے آنسو اس کے گال پر لڑک کر
اس کا سارا بھرم ہی توڑ دیتے۔۔

بابا جب کوئی اور آپ کے گھر نہ ہو تو آپ کو خود ہی بڑا ہونا پڑتا ہے۔۔ اور پھر
مورے چل نہیں سکتی تھی ان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔ اور مہزلہ چھوٹی تھی تو
ایسے میں ساری گھر کی ذمہ داری میرے اوپر ہی آئی تھی۔۔ دھیرے سے
اپنی گزری ہوئی زندگی کا ایک باب وہ اپنے باپ کے سامنے کھول بیٹھی۔۔

اور نگزیب خانزادہ بہت ہی گہری نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔
جس نے اپنے سارے خواب توڑ دیے تھے۔۔ یا پھر دل کے کئی کونے میں
ابھی بھی اس کے خواب دفن تھے۔۔

چھوٹی بہن کے لیے اس نے خود کی زندگی وقف کر لی تھی۔۔ اگر جو تھوڑی
بہت خوشیوں پر اس کا حق تھا بھی تو وہ بھی آرش خانزادہ نے اس سے چھین
لی تھی۔۔

بہت ہی گہرے زخم کھائے تھے اس کی بچی نے اور وہ بھی بہت ہی چھوٹی عمر
میں۔۔

کچھ نہیں میری بیٹی سو جاؤ رات ہو رہی ہے۔۔ نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا
گیا۔۔

وہ وہ اگر میں۔۔ اور نگزیب خانزادہ کے قدم دروازے کی طرف بڑھے
تھے۔۔ جب وہ اپنی بیٹی کی جھجک بھری آواز سن کر بے ساختہ ہی اس کی
طرف پلٹے تھے۔۔

کیا ہو گیا ہے میری بیٹی کو۔۔ وہ تو تڑپ ہی اٹھے تھے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں
انسودیکھ کر۔۔

وہ وہ میں میں اپ کے اپ کے گود میں سر رکھ کر سو سکتی ہوں۔۔ آنکھیں
جھکائے ہی اپنے باپ سے التجا کی۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے اپنی بچی کو دیکھا اور اگے بڑھ کر اس کے بیڈ پر بیٹھے
اور اس کے لیے باہیں واہ کرتے اسے اپنی گود میں سر رکھنے کا اشارہ کر چکے
تھے۔۔ وہ بھی انج اپنی بچی کے ساتھ رات گزارنا چاہتے تھے اس کے جو
سارے دکھ ہے وہ خود سننا چاہتے تھے۔۔

لیکن اور زلہ وہ تو صرف چپ چاپ اپنے باپ کے گود میں سر رکھ کر سکون
سے سونا چاہتی تھی۔۔۔ جیسے کہ اسے بھی محسوس ہو کہ دنیا میں اس کا بھی
کوئی ہے جو اسے سرد و گرم ہواؤں سے بچا کر اپنے پیار بھرے حصار میں
چھپا کر رکھ سکتا ہے۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے دھیرے دھیرے سے اپنے پیاری بیٹی کے بالوں
میں ہاتھ چلانا شروع کیے تاکہ اسے سکون میسر ہو۔۔

اور زلہ بھی اپنے باپ کے گود میں سر رکھے سکون سے انکھیں موند گئی
تھی۔۔ جیسے کہ وہ بہت لمبی نیند سونا چاہتی ہو۔۔

اور نگزیب خانزادہ بہت ہی گہری سوچوں میں گم تھے وہ چاہتے تھے کہ ان
کی بیٹی کی زندگی سنور جائے اور ان کی بیٹی ان کے سامنے ہی ہنسی خوشی اپنی
زندگی گزارے کیا یہ موقع کبھی اس بد نصیب باپ کو ملے گا بھی۔۔ کہ وہ
اپنی بیٹی کو اپنی ہی نظروں کے سامنے مرنے سے پہلے خوش دیکھ سکے۔۔
گہری سانس بھرتے ایک نظر اپنی گود میں رکھے اپنے معصوم سی بیٹی کے
چہرے پر ڈالی تھی۔۔ جو پر سکون سے بالکل ننھے بچوں کی طرح ان کی گود
میں سکون سے سو گئی تھی۔۔ اور یہ شاید اور زلہ کی پہلی رات تھی آرش
سے لڑائی کے بعد کہ وہ نیند کی گولیوں کے بغیر سوئی تھی۔۔

باپ اور بیٹی کا رشتہ ہی انھو کا ہوتا ہے۔ باپ اگر اپنی بیٹی پر جان دیتا ہے تو بیٹی کا بھی اپنے باپ کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے نصیبوں کا اختیار اگر اللہ تعالیٰ نے ایک باپ کو دیا ہوتا تو شاید ہم سب بیٹیاں دنیا کی خوش نصیب شہزادیوں میں شمار ہوئی تھی۔

اور نگزیب خانزادہ بھی اپنی بیٹی کا نصیب اب خود ہی ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ اپنی بیٹی کو اپنی نظروں کے سامنے ہی ہنستا مسکراتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

چچی جان اپ مجھے نظر انداز کیوں کر رہی ہے آخر۔ کم از کم مجھ سے بات تو کرے میں وہی اپ کا آرش ہوں۔ اگر اپ بھی مجھ سے منہ موڑ لیں گی تو اور کون بچتا ہے میرا اپنا۔ بچپن سے اپ نے مجھے بالکل اپنے بچوں کی طرح پالا ہے بلکہ اپنے بچے سے زیادہ مجھے پیار دیا ہے تو پھر کیسے اپ مجھ سے منہ موڑ سکتی ہیں۔

نمی بھری آواز میں بے بسی سے کہا گیا تھا۔

کیوں نہیں موڑ سکتی میں تم سے منہ۔۔ اپنی زندگی برباد کرنے سے پہلے کیا
تم مجھ سے رائے لیتے ہو۔۔۔ مجھ سے پوچھتے ہو میری مانتے ہو کہ میں تم
سے منہ نہ موڑوں۔۔ اگر اتنی ہی میری پرواہ ہے تو پھر میری ہی بیٹی کو اتنا
دکھ کیوں پہنچاتے ہو۔۔ بتاؤ مجھے جواب ہے تمہارے پاس۔۔ کیوں جو
سب سے زیادہ آپ کے دل کے قریب ہوتا ہے وہی آپ کو دکھ پہنچاتے ہیں
کیوں؟؟

شمالہ بیگم نے بھی نم بھری آواز میں کہا۔۔

میں معافی کے لائق نہیں ہوں۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہے اگر اور زلہ مجھے کوئی
سزا نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ تو ہے نا وہ تو دیکھ رہے ہیں کہ میں نے اس لڑکی
کے ساتھ کتنا غلط کیا ہے۔۔ وہ مجھے ضرور سزا دیں گے میں جانتا ہوں کہ
کسی پاک دامن لڑکی پر تہمت لگانا گناہوں سے کم نہیں ہے۔۔ میں نہیں
جانتا کہ جانے انجانے میں میں نے اور زلہ کے ساتھ بہت ہی غلط کر لیا

ہے۔۔ اس وقت غصہ میرے دماغ پر چڑچکا تھا بے شک اسلام میں بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ "غصہ کرنا حرام ہے"۔۔

لیکن اگر آپ بھی اس طرح سے مجھ سے منہ موڑ لیں گی تو پھر میں کیا کروں گا۔۔ مجھے اس وقت آپ کا ساتھ چاہیے۔۔ مجھے منانا ہے اور زلہ کو۔۔ جانتا ہوں کہ وہ مجھے کوئی سزا نہیں دے گی لیکن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی سزا کے لیے انتظار ضرور کروں گا۔۔ اللہ تعالیٰ سے میں معافی مانگ چکا ہوں لیکن وہ تو مجھے معاف تب ہی کریں گے ناجب اور زلہ مجھے معاف کرے گی۔۔ کیونکہ میں نے اور زلہ کا دل دکھایا ہے جب تک اور زلہ مجھے معاف نہیں کرے گی اللہ تعالیٰ بھی مجھے معاف نہیں کریں گے۔۔ اور وہ مجھے کبھی بھی معاف نہیں کرے گی اسی لیے میں سزا کا ہی منتظر ہوں۔۔

آرش کی آواز میں کیا کچھ نہ تھا دکھ بچھتا و اذیت وقت کے گزر جانے کا غم بے بسی سب کچھ اس کے لہجے میں شامل تھا۔۔

تم نے پہلے بھی میری وجہ سے جو سب کچھ کیا۔۔۔ اس بات کے لیے بھی
میں نے تمہیں روکنے کی بہت کوشش کی تھی کیا تمہیں یاد نہیں ہے۔۔
اس وقت تو تم نے مجھے میری بیٹیوں کی نظروں میں ہی گنہگار بنا لیا تھا
آرش۔۔ اگر میں نے تمہیں معاف بھی کر دیا تھا کہ تم میرے دل کے
سب سے زیادہ قریب ہو اس کے بعد دوبارہ سے یہ غلطی کرنے کی کیا
ضرورت تھی۔۔ غلطی بھی نہیں گناہ۔۔ میری بیٹی کے کردار پر شک کرنا
کوئی معمولی سی بات نہیں ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر
دوں۔۔ جس دن اور زلہ نے تمہیں معاف کیا اس دن سمجھ جانا کہ ایک
ماں بھی تم کو معاف کر چکی ہے۔۔ لیکن اندر سے کہیں جو ایک چچی کا دل
ہے جس میں تمہارے لیے پیار بسا ہے وہ تو کبھی تم سے ناراض ہی نہیں
ہوا۔۔

گھر میں زرم اور مہزلہ کی رخصتی کی تیاریاں شروع ہی ہونے والی ہیں میں
چاہتی ہوں کہ سارے کام تم سنبھالو۔۔

شائلہ بیگم نے اپنے بہتے ہوئے انسو کو ضبط کرتے بات کا رخ ہی موڑ لیا تھا وہ
نہیں چاہتی تھی کہ مزید وہ آرش کو کوئی بھی دکھ درد سے گزرنے کا موقع
دے کیونکہ آرش کی آنکھوں میں ہی درد کی افیت صاف طور پر دکھائی
دے رہی تھی۔۔

میں سنبھالوں گا سب کچھ زرم لالا کو کوئی بھی کام نہیں کرنا پڑے گا۔
آرش نے بھی تابعداری سے جواب دیا۔
شائلہ بیگم اٹھی اور اس کے پاس ہی زمین پر بیٹھتے ہوئے اس کے ماتھے پر
بوسہ دیتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔
اور آرش کے تو جیسے تڑپتے بھڑکتے ہوئے دل کو تپتے ہوئے صحرا میں پانی
مل گیا تھا۔۔

ان کے سینے پر سر رکھے اس قدر تڑپ تڑپ کر اور پھوٹ پھوٹ کر رویا
کے شائلہ بیگم کے بھی انسو نکل آئے تھے۔۔

وہ بے بس تھی اس معاملے میں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی وہ لڑکا ہمیشہ اپنے غصے کی وجہ سے اپنی زندگی برباد کر لیتا تھا۔ اور بعد میں یوں ہی اگر ان کے سینے پر کے اپنے سارے غم کو جیسے ہلکا کرنے کی ایک ذرا سی کوشش کرتا۔

بس میرا بچہ چپ کر جاؤ اس طرح سے اگر روگے تو تو کچھ بھی نہیں بنے گا۔ میں نہیں جانتی کہ اس بار میری بیٹی تمہیں معاف کر بھی پائے گی یا پھر نہیں۔ لیکن اس کی آنکھوں میں جو ویرانی ہے وہ بس تمہارے معاف کرنے کے بعد اور تمہارے اس کے ساتھ اچھا رویہ کرنے کے بعد ہی ختم ہوگی۔

میں کوشش کروں گا چچی جان۔ چاہے وہ مجھے ہزار بار دھتکار دے لیکن اس بار آرش کی انا پیچ میں بالکل بھی نہیں آئے گی۔ اگر وہ مجھے ہزار بار دھتکارے گی تو میں ہزار بار دوبارہ سے اس کے پاس جا کر کوشش کروں گا۔ میں اسے منانے کی کوشش کروں گا چاہے وہ سارے لوگوں کے

سامنے آرش کی عزت بھی نہ کریں میں تب بھی اسے گنہگار نہیں مانوں
گا۔ ایک جذبے کے تحت آرش نے کہا اور شائلہ بیگم نے بھی انسو بھری
آنکھوں سے ہاں میں سر ہلاتے جیسے اس کی ہمت باندھی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ اور زلہ کا معاف کرنا بہت ہی مشکل ہے لیکن ناممکن تو نہیں
ہے نا وہ اپنی بیٹی کو خوش دیکھنا چاہتی تھی بلا ایک ماں اپنی بیٹی کو خوش کیوں
نہیں دیکھنا چاہے گی۔

اپنی بیٹی کے لیے اگر اسے کچھ بھی کرنا پڑے تو وہ کرے گی بے شک وہ ان
کی سگی بیٹیاں نہیں تھی لیکن وہ اس کے شوہر کا خون تو تھی نا۔ اور ویسے
بھی خدا گواہ تھا شائلہ بیگم نے کبھی بھی ان کو سوتیلی بیٹیاں مانا ہی نہیں تھا
ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رکھا تھا صرف اور صرف سگی بیٹیوں کی
طرح۔

چلو اب جا کر تم دیکھو جو بھی کام ہو وہ کرو۔

کیٹرنگ کا کام ہو گا گھر کو سجانا ہو گا ویڈنگ پلینر کو بلانا ہو گا بہت سارے کام
ہیں جا کر سب ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن میں زرم بچے کو بالکل بھی نہ
دیکھو کام کرتے ہوئے۔۔

شائلہ بیگم نے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو آرش بھی ہاں
میں سر ہلاتا اپنے چچی کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے ان کے کمرے سے نکل
گیا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

اس وقت خانزادہ حویلی والے ڈنر کے لیے ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے
تھے۔۔

سب ہی یہاں پر موجود ہے تو سب کو ہی پتہ چل گیا ہو گا کہ زرم اور مہرلہ
بچے کی رخصتی ایک ہفتے کے بعد طے پائی ہے۔۔
دادا جی نے سب کو اپنی طرف مخاطب کرتے کہا۔۔

تقریباً سب کو ہی پتہ تھا اس بات کا اسی لیے سب نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا۔

مہزلہ کو بھی اور زلہ پہلے سے ہی اس بات سے آگاہ کر چکی تھی۔
اب جو بھی تیاریاں کرنی ہے سب لوگوں نے جلدی جلدی کرنی ہے کسی بھی بچی کی میں یہ بات نہ سنو کہ میری شاپنگ کمپلیٹ نہیں ہوئی ایک ہفتہ پہلے ہی اسی لیے بتایا ہے کہ تم سب لوگ اپنے اپنے وقت پر اپنے سارے کام مکمل کر لو۔

دادا جی نے سب کو خاص تنبیہ کی کہ وقت سے پہلے ہی سارے کام مکمل ہو جانے چاہیے۔

سب ہی گہری سانس بھرتے ہاں میں سر ہلا گئے تھے ساری لڑکیاں ایکساٹڈ تھیں۔ لیکن عنایہ کہیں کہیں اداس بھی تھی اپنی باری بھر کم وجود کے ساتھ وہ لہنگے اور فرائ کس کس طرح سے کیری کریں گی اسی وجہ سے بس وہ تھوڑی تھوڑی اداس سی تھی۔

زربش اور اور زلہ اسے بارہا دلا سے دے چکی تھی کہ کوئی بات نہیں وہ
سمپل سے شلوار قمیض بھی پہن سکتی ہے۔۔ جس پر وہ منہ پلا لیتی کہ شادی
میں شلوار قمیض کون پہنتا ہے شادی میں تو صرف لہنگے اور فرا کس اور
بھاری بھاری کپڑے ہی اچھے لگتے ہیں۔۔

بڑی میری بات سنیں۔۔

ہاں کہوں سن رہی ہوں۔۔

بڑی اج تو ہمارا فیورٹ کھانا نہیں بنانا تو بابا سے اپنے لیے باہر سے کچھ منگوا
لیں گے اپ کھانا کیوں کھا رہی ہے۔۔

زرم بغور ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔۔

نہیں روحان تم اپنے لیے کچھ منگوانا چاہتے ہو تو اپنے بابا سے کہہ کر منگوا لو
مجھے یہ پسند ہے تو اس لیے میں یہی کھاؤں گی۔۔

مہزلہ کی بات سن کر زرم کے دل پر ایک گھونسا پڑا تھا۔ اس کے دل کو کچھ
ہوا تھا۔ کیا وہ اس سے اتنی ناراض تھی کہ اب وہ اسے بالکل بھی تنگ

نہیں کریں گی۔۔ اسے آخر اتنا برابر اب کیوں لگ رہا تھا یہ سارا سب کچھ تو اس نے خود ہی اس سے کہا تھا کہ بڑی بن جاؤ تمہارے خرے میں نہیں اٹھا سکتا۔۔

مہزلہ میری بچی یہ لو تمہیں یہ دال نہیں پسند نا اس لیے میں نے تمہارے لیے یہ قورمہ بنایا تھا الگ سے۔۔

اس سے پہلے کہ روحان دوبارہ سے مہزلہ سے کچھ کہتا یا مہزلہ اس کا جواب دیتی شائلہ بیگم نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اسے قورمہ پاس کیا تھا۔۔ جیسے مہزلہ بھی خوشی خوشی پکڑ چکی تھی لیکن وہ ساتھ ہی ساتھ دال بھی کھا رہی تھی۔۔

اور زلہ نے پیار بھری نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا تھا جس کی روئی روئی سی سرخ انکھیں اسے پریشان کر بیٹھی تھی۔۔

اور زلہ کو اپنی مورے پر بھی بہت پیارا یا تھا جس نے اس کی بہن کو بالکل اپنے ہی بیٹوں کی طرح پالا تھا بہن کو کیا وہ تو اس کے بھی بہت نخرے اٹھاتی تھی۔

آرش کی نظر مسلسل خود پر وہ محسوس کر سکتی تھی لیکن وہ بالکل بھی اس شخص کی طرف نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

آرش مسلسل اسے اپنے نظروں کے حصار میں رکھے اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچنے کی کوشش کر رہا تھا جو ہنوز سپاٹ تھے۔

اس نے گہری سانس بھری تھی وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔۔۔ اور وہ اسے کھانے کے ٹائم پر انکمفر ٹیبل بالکل بھی فیل نہیں کروانا چاہتا تھا۔

اسی لیے وہ اپنی پلیٹ پر جھکا تھا کھانے سے تو اس کا دل پہلے ہی اچاٹ ہو چکا تھا۔۔۔ لیکن بس اپنے پلیٹ میں ادھر ہی ادھر چیچ گھماتے سب کو تاثر دے رہا تھا کہ وہ کھا رہا ہے کھانا۔

وہ اٹھا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔ سب کے بیچ میں اسے
گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی اسی لیے اکیلے رہنے کا سوچتے ہوئے وہ چھت
پر چلا گیا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡}

ہر خطا کی ہوتی ہے کوئی نہ کوئی سزا۔۔
گہرے گہرے کش لگاتا ہوا سگریٹ ہاتھ میرے لیے وہ اندھیری رات کا ہی
ایک حصہ لگ رہا تھا۔

غم لکھے ہو قسمت میں تو بن ہی جاتی وجہ۔۔

دل میں اتے درد پر قابو پاتے ہوئے وہ ضبط سے اپنی سرخ آنکھوں میں انی
نمی کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے بے دردی سے مسل چکا تھا۔
اب سبھی عم اشقوں میں سمٹ سے گئے۔۔

اسے خود سے نفرت سی محسوس ہوئی۔۔ خود سے منسلک عورت کو دھوکہ دیا تھا اس نے۔۔ اس پر بھروسہ نہ کر کے بھری محفل میں اس کی عزت کو داغدار کیا تھا۔۔

اب سبھی انسو پلکوں سے نمٹ ہی گئے۔۔

شدت سے اس نے اس وقت دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے سخت سے سخت سزا دے۔۔

وہ پیائے نہ

اسے اور زلہ کا خیال آیا وہ بھی تو ظالم بنی اس کے پاس نہیں ارہی تھی۔۔

اوہ سوووو وہ پیا ائے نہ۔۔

ز لے میری جان تمہارا عاشق تم پر دیوانہ ہے۔۔

اس زندگی میں تم نہ ہو تو میں مر جانے کی ہی خواہش کروں گا۔

بے ساختہ آسمان کو دیکھتے ہوئے وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا پھوت
پھوٹ کر رو دیا تھا۔

زندگی اس کے لیے ہی اتنی مشکل کیوں بن گئی تھی۔۔ کیوں اس نے اس وقت اپنے غصے کو کنٹرول نہیں کیا کیوں جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ غصہ حرام ہے۔۔ تو وہ اپنے غصے پر قابو کیوں نہیں پایا تھا۔۔

انکھوں سے انسو ہنوز روا تھے۔۔ وہ بس کسی بھی طرح سے اور زلہ کو اپنی زندگی میں چاہتا تھا اور نہ تو اسے مر جانا ہی بہتر لگتا تھا۔۔

انسو ہنوز انکھوں سے لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے۔۔ انکھیں سرخ سی ہو گئی تھی۔۔ لیکن اس دیوانے کو اپنی پرواہ ہی کہاں تھی۔۔ اس وقت عشق میں وہ بالکل ملنگ کی مانند لگ رہا تھا۔۔ بکھرے ہوئے حلیے میں آستینوں کو کونیوں تک فولڈ کیے گریبان کے بٹن کھلے ہوئے تھے بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ انکھیں سرخ تھی۔۔

اس حلیہ میں وہ کسی کو بھی اپنے اوپر ترس یا ہمدردی کروا سکتا تھا۔۔ لیکن اسے ترس یا پھر ہمدردی نہیں چاہیے تھی۔۔ اسی لیے تو وہ اکیلے کونے میں صرف اور صرف اپنے اللہ سے ہی ملنے آیا تھا۔۔

یہ ایک تنہائی ہی تو بچی ہے اس کے پاس وہ اپنی تنہائی میں صرف اور صرف اپنے اللہ کے ساتھ رہنا چاہتا تھا لیکن وہ بھی اس کے ذلے کی یادیں بغاوت کرتی اجاتی تھی۔۔

وہ اپنے اللہ سے معافی مانگنا چاہتا تھا لیکن ہمیشہ زلے اس کے دل و دماغ پر اس طرح سے پہرا بٹائے ہوتی کہ وہ اللہ کے ساتھ ساتھ اس سے بھی معافی کا طلبگار ہوتا۔۔

وہ کیا کرتا غصہ حرام تھا اس نے غصہ کیا جانتا تھا کہ وہ غلطی پر ہے لیکن اس دکھ درد اور اذیت کا وہ کیا کرتا۔۔

اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکوں نے اپنے پہرے بٹھائے ہوئے تھے۔۔ جس نقصان کے لیے وہ اتنے غصے میں آیا تھا وہ اس نقصان کو انج اپنی زندگی میں سچ میں جیل چکا تھا۔۔ جب سے اور زلہ پر اس نے الزام لگایا تھا یا پھر سے باتیں سنائی تھی اس کے بعد سے اس نے اپنے شور و مکار خ تک نہ کیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس کی زندگی اس سے روٹ گئی تھی۔۔ وہ

وہاں پر جانا ہی نہیں چاہتا تھا اس کا سارا کام ان دنوں زرم لالا ہی دیکھ رہے
تھے۔۔۔ جسے اس نے بہت ہی مشکل سے کھڑا کیا تھا دن رات کی محنت
تھی۔۔

لیکن اس دیوانے کو فکر ہی کہا تھی اپنے دن رات کی محنت وہ اپنی زلے کے
خاطر برباد کر سکتا تھا اسے کوئی بھی فکر نہیں تھی۔۔۔ اسے بس صرف اور
صرف اپنی زلے کی فکر تھی چاہیے تھی تو بس صرف اور صرف وہ ہی۔۔
یا اللہ اپ تو میرے دل کی حالت سے واقف ہیں نا۔۔

میرے دل میں درد اٹھتا ہے جب وہ مجھے دیکھ کر بھی نظر انداز کرتی ہے۔۔
میرے خدا تعالیٰ میں بہت ہی تکلیف میں ہوں۔۔
میری مدد کرے یا اللہ پاک میری مدد کرے۔۔

میں ایسا بالکل بھی نہیں کہوں گا کہ یا اللہ اسے میری زندگی سے نکال
دے۔۔

وہ بیوی ہے میری وہ محرم ہے میری میں اسے کسی بھی طور پر اپنی زندگی سے نہیں نکال سکتا اور نہ ہی میں ایسا کہوں گا۔

بس اس کا دل میرے لیے نرم کر دے اللہ پاک۔

بے شک یہ سب کچھ میرے لیے ناممکن ہے لیکن آپ کے لیے تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے نا۔

آپ کے تو بس "کن" کہنے کی دیر ہوتی ہے اور وہ ہو جاتا ہے میرے خدا تعالیٰ اپنے بندے پر رحم فرما۔

میری بیوی کا دل میرے لیے نرم کر دے۔

دعا کی صورت میں ہاتھ اٹھائے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے آسمان کو دیکھتے وہ بلند آواز میں دعائے مانگ رہا تھا۔

رات کے اس پہر اگر کوئی بھی اس کی گھٹی گھٹی سسکیا اور اپنے اللہ تعالیٰ سے کہے ہوئے الفاظوں کو سنتا تو اس کا دل درد سے پھٹ جاتا۔

لیکن آرش خانزادہ ہنوز یوں ہی روتے ہوئے اللہ سے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

عشق اچھے سے اچھوں کو بدل دیتا ہے کون کہہ سکتا تھا کہ وہ یہی مغرور خانزادہ ہے جس نے اس لڑکی کو ہمیشہ ہی صرف اور صرف دکھ دیے ہیں
اج اسی لڑکی کی خاطر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر روتے وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لے گا۔۔
اندھیرے میں اس کے پیچھے کھڑے شخص نے اپنے آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے۔۔

اور ساتھ ہی وہ ہیولائیچے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔
وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا بھائی اتنی اذیت اور اتنی دکھ میں ہے۔۔

وہ بھی اس کے لیے محض دعا ہی مانگ سکتا تھا کوئی بھی اس کی خاطر اس کی
عرضی لے کر اور زلہ کے پاس نہیں جاسکتا تھا کیونکہ پورے حویلی والے
ہی جانتے تھے کہ آرش نے اس کے ساتھ کس قدر برا کیا ہے۔۔
ایک بار تھا۔۔ تو اور زلہ اسے خود سے معاف کر چکی تھی لیکن ایک ہی
غلطی کو دوبارہ سرانجام دینا بے وقوفی کہلاتا ہے۔۔

گل میری جان کن سوچوں میں گم ہیں اپ میں تو ادھر ہوں تو پھر مجھے
کیوں یاد کر رہی ہیں اپ۔۔
برلاس گل کے بالکل پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے شرارت بھرے انداز میں
بولا۔۔

گل نے چونک کر برلاس کے خوبصورت سے چہرے کی طرف دیکھا۔۔
اور بات سمجھانے پر اسے خفگی سے گھورا بھی۔۔

اپ کو اتنی خوش فہمی کیوں ہو رہی ہے کہ میں اپ کو سوچ رہی ہوں؟؟
انکھوں کو چھوٹی کیے پوچھا۔

اگر تم مجھے نہیں سوچ رہی تھی تو پھر کسی سوچ رہی تھی۔۔ برلاس نے بھی
انکھیں چھوٹی کیے ہی اسے گھورا۔

میری مرضی میں کسی بھی سوچ لوں اپ کو کیا۔۔ ابروا چکاتے کہا گیا۔
برلاس نے گہری سانس بھرتے گل کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔
اسے خوشی تھی کہ وہ گل کو بدلنے میں کامیاب ہوا تھا۔ وہ اب کہیں سے
بھی وہ یتیم خانے میں ویل چیئر پر بیٹھی ہوئی خود سے ناراض اور انکھوں میں
افیت لیے وہ گل نہیں دکھتی تھی۔۔ وہ تو چہکتی ہوئی برلاس کے پیار میں گم
اس کی قربت میں سرخ سی چوٹی موٹی سی ہمیشہ خوش رہنے والی گل تھی۔
گل میری ایک بات سنو۔۔ برلاس نے بہت ہی سوچ سمجھ کر اسے پکارا۔
جی کہے میں سن رہی ہوں۔۔ گل بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

کیا تمہیں اپنی فیملی کے بارے میں بالکل کچھ بھی یاد نہیں ہے کیا تمہیں یاد نہیں کہ تمہیں یتیم خانے کے باہر چھوڑ کر کون گیا تھا۔

برلاس کی بات سن کر گل کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا تھا۔ اس کے چہرے پر ڈر و خوف نے اپنی جگہ بنالی تھی۔ آخر وہ سردراتیں جس میں وہ چیختی چلاتی بہت سے لوگوں کو خود سے دور کر رہی تھی جنہوں نے ننھا سا پھول مسل دیا تھا۔

وہ راتیں بلا وہ کیسے بول سکتی ہے ڈر و خوف تو اس کے دل میں جیسے پنچے گاڑ کر بیٹھ گیا تھا ہاں یہ برلاس کی محبت ہی تو تھی جسے ہر ایک فیس سے برلاس نے باہر نکالا تھا۔

گل میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔ برلاس نے اسے مزید سوچوں سے باہر نکالتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کیا اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرے عقیدت اور عزت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

گل کی آنکھوں میں نمی لہرائی تھی اس سے پہلے کہ وہ نمی اس کے گالوں پر
لڑکتی۔۔ برلاس نے اسے نفی میں سر ہلاتے اشارہ کیا تھا۔۔ کہ جیسے یہ آنسو
باہر نہیں آنے چاہیے۔۔

گل نے پلک جپکتے ہوئے اپنے آنسو کو اندر اتارنے کی کوشش کری لیکن اپنے
آنسوؤں پر ضبط نہ پاتے ہوئے وہ برلاس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر
رو پڑی تھی۔۔

وہ وقت،، وہ سرد راتیں،، وہ بارش،، وہ بادلوں کا گرجنا،، وہ تاریک سا
کمرہ،، وہ وحشت بھری سسکیاں،، اس سارے دکھ درد اذیت کو وہ بھلا
اتنے آسانی سے کیسے بھول سکتی تھی۔۔

گل یار۔۔ برلاس نے اسے بے بسی سے پکارا اسے اب دکھ ہوا تھا کہ اس
نے گل کو پکارا ہی کیوں اسے یہ بات یاد ہی کیوں دلائی۔۔ کتنا خوش تھی وہ
اس سے بات کرتے ہوئے شرارت کرتے ہوئے اب اچانک ہی اس کا اس
طرح سے پھوٹ پھوٹ کر رونا برلاس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس کی

سسکیوں کو سنتے ہوئے اس کے انسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے
تھے۔۔

گل میری جان میری طرف دیکھو میں ہوں ناپ کو اتنا ڈرنے کی ضرورت
نہیں ہے یار۔۔ برلاس نے اس کے بالوں کو دھیرے دھیرے سہلاتے
کہا۔۔

گل میری جان چپ ہو جاؤ کیوں مجھے افیت دے رہی ہو۔۔ کافی دیر تک
جب گل کی گھٹی گھٹی سسکیاں بند نہیں ہوئی تو برلاس نے ضبط سے سرخ
انکھیوں سمیت کہا۔۔

میں میں کیا کروں۔۔ نہیں ہوتا برداشت۔۔ جب بھی وہ رات یاد آتی ہے تو
مجھے اپنا اپ گنہگار سا لگتا ہے۔۔ میں نے اپنی حفاظت نہیں کی۔۔ خود کو بے
ابرو کر دیا۔۔ گل پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے جیسے اپنے افیت کو کم کرنا
چاہ رہی تھی۔۔

اس میں تمہاری کوئی بھی غلطی نہیں ہے گل بھلا یہ کیسی بات ہوئی تم تو اس وقت خود چھوٹی سی بچی تھی۔۔ اس طرح سے خود پر الزام لگانا یہ سراسر زیادتی ہے۔۔ اور میں بالکل بھی برداشت نہیں کروں گا کہ تم میرے گل کے بارے میں ایسی باتیں کرو۔۔ اب چلو جلدی سے اچھے بچوں کی طرح چپ ہو جاؤ۔۔

برلاس نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے اس کے انسو سے تر چہرے کو دیکھتے تڑپ اٹھا تھا۔۔ اپنے ہاتھ بڑھا کر اس کے پورے چہرے کو صاف کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

کیوں اپنی ننھی سی جان کو اتنا عذاب میں ڈالتی ہو بتاؤ ذرا۔۔ اب اگر میں نے تم پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیے تو تم کہو گی کہ برلاس آپ بہت خراب ہیں۔۔

برلاس نے شرارت سے کہتے آخری بات میں گل کی نقل اتارتے کہا تو گل بے ساختہ ہی کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

اسے ہنستا دیکھ کر اور برلاس یہ دھوپ چھاؤں سا منظر دیکھ کر بے ساختہ
اسے اپنی گل پر ڈھیروں پیارا یا تھا۔

یوں ہی ہنستے مسکرایا کرو۔۔ کیونکہ مجھے میری گل ہمیشہ ہنستے ہوئے ہی اچھی
لگتی ہے۔۔ برلاس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا جہاں پر
برلاس کو اپنا عکس صاف طور پر دکھائی دے رہا تھا۔

گل نے گھبرا کر اپنی نظروں کا زاویہ بدلاتھا کہیں اس کے دل میں پنتے
ہوئے جذباتوں اور آنکھوں میں صاف لہراتے ہوئے عکس کو برلاس دیکھ
لیتا تو واقعی میں اس کے ننھی سی جان مشکل میں پڑ جانی تھی۔۔

میں خدا کی شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپ جیسے ہم سفر سے

نوازا۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ مجھے میرے صبر کا پل مل گیا ہے۔۔ اور وہ بھی

بہت ہی میٹھا۔۔ میرا صبر رے گا نہیں گیا اگر میں روئی بھی تو اپنے اللہ کے

سامنے ہی روئی۔۔ اگر میں نے شکوے کیے تو اپنے اللہ سے کیے۔۔ مجھ پر

گزری ہوئی ظلم کی داستان میرے اور میرے اللہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں

جانتا۔۔ گل نہیں نم بھری انکھوں سے برلاس کی طرف دیکھتے کہا۔۔ جیسے وہ اسے اپنے اوپر کیے ظلم کی داستان سنار ہی ہو۔۔

مجھے مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے اپنے خاندان کے بارے میں میں کچھ بھی نہیں جانتی۔۔

دھیرے سے برلاس کے سینے پر سر رکھتے گل نے دھڑکتے دل سے یہ الفاظ ادا کیے۔۔۔

کوئی بات نہیں میری جان پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اپ کو
اپ کے اپنوں سے ضرور ملواؤں گا۔

کیا کیا آپ کو پتہ ہے کہ کہ میرے میرے خاندان والے کون ہیں۔۔۔ آج
تک کی زندگی میں گل پر سب سے بڑا انکشاف ہوا تھا کہ اس کا شوہر اس کے
خاندان والوں کے بارے میں جانتا تھا؟؟؟

برلاس بتائیں نا اپ کو پتہ ہے کہ کون ہے میرے اپنے پلیز بتائیں نا مجھے۔۔

گل بے صبری سے برلاس سے پوچھ رہی تھی۔۔

میری جان مجھے پتہ نہیں ہے لیکن میں اپنے گل کے لیے ضرور پتہ لگواؤں
گا کہ میری پیاری سی گل کی فیملی میں کون کون ہے ٹھیک ہے۔۔ برلاس
نے پیار سے گل سے کہا۔۔ ابھی اسے بالکل بھی کنفرم نہیں تھا کہ گل زرم
لالا کی بہن ہے بھی یا نہیں۔۔

اسی لیے مکمل پتہ لگنے کے بعد ہی گل کو کوئی اسرہ اور امید دلانا چاہتا تھا ابھی
اتنی جلدی وہ بنا کسی بات کو کنفرم کیے اپنے پاس سے گل کو نہیں بتا سکتا تھا
حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی سینسٹو ہے۔۔

میں انتظار کروں گی۔۔ برلاس کے سینے پر سر رکھے گل نے نم بھری آواز
میں کہا۔۔

میں کوشش کروں گا۔۔ برلاس نے بھی اس کے گرد اپنے بازو حائل
کرتے اسے اپنے سینے میں پوسٹ کرنا چاہا۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو اور جب میرے پاس ہوتی ہو تب تو تمہاری ادائیں
ہی الگ ہوتی ہے۔۔ گل کے کان میں جکتے برلاس نے سرگوشی نما آواز میں
گستاخی کی۔۔

تو بے ساختہ گل کے چہرے کو گلابی پڑھنے میں سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا تھا
اور اس کا دھڑکتا ہوا دل برلاس کو بخوبی اپنے دھڑکنوں کے پاس ہی سنائی
دے رہا تھا۔۔

ہاں میری جان اگر اسی طرح سے گلابی پڑتی رہی تو اپنی آواؤں سے اپنے
عاشق کو مزید دیوانہ بنا لو گی۔۔ پھر اس کے بعد آپ کی ہی جان خطرے میں
پڑنے والی ہو گی۔۔ آپ کی ننھی سی جان میری شدتیں برداشت نہیں کر
پائیں گی۔۔

برلاس نے پر حدت لہجے میں گمبھیر آواز میں کہتے اسے اپنی دل کی داستان
سنانی چاہی۔۔

پھر گل نے گھبراتے ہوئے دوبارہ سے اس کے سینے میں ہی پناہ لی تھی
کیونکہ کوئی اور جگہ تو چھپنے والی تھی نہیں۔۔

اپ بہت برے ہیں۔۔ گل نے جیسے ہی یہ جملہ کہا تو۔۔ بے ساختہ ہی
برلاس کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا اسے مسکراتا دیکھ کر گل کے چہرے پر
بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔

کسی دن تمہیں اچھا والا خراب بن کر دکھاؤں گا۔۔

برلاس نے دوبارہ سے سرگوشی نما آواز میں کہتے قہقہہ لگایا تو گل بھی مسکراتی
مزید اس کے سینے میں چھپی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

مجھے آپ سے بات کرنی تھی کیا دومانٹ بات ہو سکتی ہے۔۔ اور زلہ کے

کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی زرم نے اسے پکارا۔۔

جی جی ضرور کہیں کیا بات ہے ذرم لالا۔۔ اور زلہ نے احترام سے کہتے اپنی
نگاہیں جھکائی۔۔

وہ فیری مجھ سے ناراض ہیں میں نے اسے منانا ہے لیکن وہ میرے ساتھ
نہیں جائے گی۔۔ میرے کہنے پر۔۔ اسی لیے مجھے اپ کی مدد چاہیے۔۔
زرم نے اپنی ساری بات اور زلہ کے سامنے رکھی۔۔

ٹھیک ہے کیا مدد چاہیے اپ کو میری۔۔ اور زلہ اتنے میں ہی مطمئن تھی کہ
چلو اگر اس کی بہن ناراض ہے تو وہ اسے بنانے کے لیے تو اچکا ہے نا اور اسے
منانا بھی چاہتا ہے۔۔

اپ بس اسے یہ ڈریس پہنا دیں اور اسے ریڈی رکھیں اور اپ سات بجے
سے نیچے پورچ کی طرف بیچ دیجئے گا باقی اگے میرا کام ہے۔۔

زرم نے اسے ساری بات سے اگاہ کیا تو اور زلہ بھی ہاں میں سر ہلاتی اس
کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ تاملتی مہزلہ کے کمرے کی طرف چلی گئی
تھی۔۔ ابھی چھ بج رہے تھے یعنی کہ ایک گھنٹہ تھا اور اسے اسے گھنٹے میں
مہزلہ کو راضی کرنا تھا۔۔

زرم بھی مطمئن ہوتا نیچے لاؤنچ میں چلا گیا تھا تیار تو وہ کافی وقت سے ہوا تھا۔۔ اور اب صرف اپنی فیری کے آنے کا انتظار تھا۔۔

مہزلہ میری گڑیا کہاں پر ہے۔۔ اور زلہ نے مہزلہ کے کمرے میں داخل ہوتے آواز لگائی۔۔

میں یہاں پر ہوں آپنی۔۔ بالکنی کی طرف سے اسے مہزلہ کی آواز آئی۔۔

میری جان یہاں پر کیا کر رہی ہو ویسے ہی اتنی سردی ہو رہی ہے اگر میری گڑیا کی طبیعت خراب ہو گئی تو۔۔ ابھی رخصتی ہونے والی ہے آپ کی پھر لوگ کیا کہیں گے کہ بیمار دلہن ہے۔۔ اور زلہ نے شرارت سے اسے چھیڑا تو کو مہزلہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔

اوہو آپنی نہیں ہوتا مجھے کچھ بھی۔۔ بڑی سخت جان ہوں اتنی جلدی میں آپ لوگوں کی جان۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے کہ تمہارا یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔۔ اور زلہ نے
اسے اس کی بات مکمل کرنے کی مہلت تک نہ دی تھی اور اسے سرد سے
لہجے میں ڈانٹتے کہا۔۔

انی ایم سوری آپي مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔

اپنی آپي کی آنکھوں میں دکھ دیکھتے ہوئے مہزلہ نے ان کے سینے پر سر رکھے
کہا۔۔

ایک تم ہی تو اپنی ہوں یہاں پر۔۔ میں کیا کرونگی اگر تم بھی اس طرح سے
باتیں کرنے لگ گئی تو تمہاری آپي دنیا بھر میں اکیلی رہ جائے گی۔۔ دوبارہ
ایسی بات اپنی زبان پر بالکل بھی نہ لانا۔۔ اور زلہ نے پیار سے اس کے
بالوں پر بھروسہ دیتے کہا۔۔

آپی یہ اپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔۔ مہزلہ کی نظر شاپنگ بیگ پر پڑی تو جلدی
سے پوچھا۔۔

تمہارے لیے ڈریس لائی تھی جاؤ جا کر چینج کر کے او میں دیکھوں کہ کیسی لگ رہی ہے۔۔

اور زلہ نے اسے خوش دیکھ کر شاپنگ بیگ کو اس کے ہاتھ میں تمایا۔۔
ضرور میں ابھی چینج کر کے اتی ہوں۔۔ کہتے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔
اور زلہ بھی کمرے کے اندر اکریڈ پر بیٹھتے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگی۔۔ اور تقریباً پانچ منٹ کے بعد مہزلہ چینج کر کے ڈریسنگ روم سے باہر
ائی تو اسے دیکھ کر بے ساختہ ہی اور زلہ نے ماشاء اللہ کہا تھا۔۔
میری بہن کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔ بلیک کلر کے سمپل شلوار قمیض اور
بھاری ریڈ کلر کا دوپٹہ پہننے اس کی دودھیا سفید رنگت بلیک کلر میں چمک
رہی تھی۔۔

آپی واقعی میں یہ ڈریس بہت ہی پیارا لگ رہا ہے۔۔
مہزلہ نے بھی اس ڈریس کی تعریف کی تھی۔۔

اور زلہ اس کے پاس جاتی اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھاتی اس کے
بالوں کو کھولتی سلجھانے لگی۔۔

آپی ہم کہیں جارہے ہیں کیا۔۔ مہزلہ نے معصومیت سے پوچھتا ہے۔۔
ہم نہیں میری جان صرف آپ۔۔ اور زلہ نے بھی اس کی بات کا جواب
دیا۔۔

ہے۔۔۔۔۔ آپ میں اکیلی کہیں بھی نہیں جاؤں گی آپ
میرے ساتھ جائیں گی پلیز۔۔ مہزلہ کو یہی لگا کہ اگر اس کے آپ اسے
کہیں بھیج رہی ہے تو وہ اکیلی ہوگی اسی لیے جلدی سے التجا کرتے کہا۔۔
اوہو میری جان کون کہہ رہا ہے کہ آپ اکیلی جائیں گی۔۔ اور زلہ بھی اس
کے دل و دماغ میں ڈھیر سارے سوالات پیدا کرتے چپ ہوئی۔۔

اچھا تو پھر کون جائے گا میرے ساتھ اور میں کہاں جا رہی ہوں بتائیں نا آپ
اب آپ چپ کیوں ہو گئی ہے۔۔ مہزلہ نے بے چینی سے تمام سوالات
پوچھے جو اس کے دل و دماغ میں ارہے تھے۔۔

آپی کی جان تھوڑی دیر صبر کر لیں سر پرانز ہے آپ کے لیے ابھی سے اگر
میں نے بتا دیا تو باقی سب مجھ سے ناراض ہو جائیں گے کہ میں نے آپ کو
سر پرانز کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا اسی لیے اب چپ کرو اور مجھے میرا کام
کرنے دو۔۔

اور زلہ نے گھور کر اسے کہتے ہوئے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔۔ جو دوبارہ سے
منہ کھولتے کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔۔ اور زلی کی گھوری پر چپ ہوئی۔۔ اور اپنا
منہ بالکل غبارے جیسا پلا لیا تھا جو کہ صاف اشارہ تھا کہ وہ اپنی آپی سے
ناراض ہو گئی ہے۔۔

اور زلہ نے اس کے بالوں کو آگے سے خوبصورت سے سائیکل میں بند کیا اور
باقی بالوں کو پیچھے کمر پر کھلا چھوڑ دیا۔۔ ذرا سا اس کے گالوں پر بلش ان اور
پنک لپ گلوں لگاتے وہ اتنے میں ہی نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت
لگ رہی تھی۔۔

کیا ہم کہیں شادی پہ جارہے ہیں آپنی جواب نے مجھے اتنا تیار کر دیا ہے۔۔
تھوڑی دیر بعد جب مزید بے چینی بڑھی تو مہزلہ نے دوبارہ سے پہنچا۔
اوچلو میرے ساتھ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ کہاں جانا ہے۔۔ اور زلہ نے
دوپٹے کو اس کے گرد اچھی طرح سے پھیلاتے شال اسے اوڑاتے اسے
ہاتھ سے پکڑتے کمرے سے باہر لے آئی تھی۔۔

اور زلہ اور مہزلہ جیسے ہی لاونج میں داخل ہوئی تو شمالیہ بیگم نائلہ بیگم اور
زرم تینوں کی ہی نگاہیں محفل کو دیکھ کر بے ساختہ ہی اس کی طرف اٹھی
تھی اور سب نے ہی ماشاء اللہ کہا تھا کیونکہ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔۔
زرم تو بے ساختہ اپنے دھڑکتے ہوئے دھڑکنوں پر ہاتھ رکھے انہیں قابو
کرنے کی کوشش میں جو بری طرح سے دھڑکتے ہوئے سامنے لڑکی کو
اپنے سینے سے لگانے کی کوششوں میں تھا۔۔

میری بیٹی کہاں پر جا رہی ہے۔۔ شمالیہ بیگم نے پیار سے ان دونوں کے
قریب آتے دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے پوچھا۔۔

پتہ نہیں مورے آپی مجھے بھی نہیں بتا رہی کہ وہ مجھے کہاں بیچ رہی ہے۔۔
شائلہ بیگم کے کندھے پر سر رکھیں لاڈ سے جیسے اپنی آپی کی شکایت کرنی
چاہیے۔۔

تو مہزلہ کے اس انداز پر شائلہ بیگم نائلہ بیگم کے ساتھ ساتھ اور زلہ کے
چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

بتاؤ ذرا تم نے میری بچی کو تنگ کیوں کیا ہے اسے بتا کیوں نہیں دیتی کہ
اسے کہاں پر بھیج رہی ہو تم۔۔ شائلہ بیگم نے مصنوعی سا اور زلہ کو ڈانٹتے
اسے انکھیں دکھاتے کہا۔۔

اپ کی بیٹی کے نخرے ہی بہت ہے مجال ہے جو اتنے ٹائم میں اسے تیار
کرتے ہوئے ایک منٹ کے لیے بھی اس کی زبان بند ہوئی ہو کہ میں اسے
کہاں پر بیچ رہی ہوں۔۔

اپنے ہی سے ہی پوچھ لے انہوں نے ہی مجھے اسے تیار کرنے کے لیے کہا
تھا وہ اسے کوئی سر پرانز دکھانے کے لیے کہیں لے کے جانا چاہتے ہیں۔۔

اور زلہ کی بات سن کر مہزلہ نے جھٹکے سے شائلہ بیگم کے کندھے سے سر ہٹاتے زرم کی طرف دیکھا۔

جس کے لودیتے ہیں جذبات کو دیکھتے ہوئے پہلی بار مہزلی نے گھبراتے۔
آپی کی طرف رخ موڑا۔

میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی۔ اور ہی کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں جاؤں
گی۔ مہزلہ نے جیسے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

جاؤ مہزلہ میری جان اتنی ضد نہیں کرتے۔ اور زلہ نے اسے پیار سے
سمجھایا تو اس نے بے بسی سے شائلہ بیگم کی طرف دیکھا تو انہوں نے بھی
انکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی ان دونوں کی وجہ
سے اسے زرم کے ساتھ جانا پڑا۔

زرم نے جیسے ہی یہ گاڑھی حویلی سے باہر نکالی تو مہزلہ نے اس کی طرف
دیکھا۔

میں اپ سے ناراض ہوں ہی۔

میں منالوں گا اپنے بچے کو۔۔

لیکن میں بالکل بھی نہیں مانوں گی آپ سے۔۔

آپ نے اتنا غصہ کیا مجھ پر۔۔ میں پکی والی ناراض ہوں۔۔

اس کی بات سنتے ذرم نے گہرا سانس بھرا اور ساتھ ہی یہ ایک بازو اس کے کمر میں حائل کرتے اسے اٹھاتے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

یہ یہ کیا کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے۔۔

منار ہا ہوں میں اپنے چھوٹے سے بچے کو جو مجھ سے ناراض ہیں۔۔ ناک سے ناک ملاتے جواب دیا۔۔

لیکن میں آپ سے راضی نہیں ہوں گی۔۔ اور ذرم کے کندھے کے گرد دونوں بازو حائل کرتے مضبوطی سے اسے تھاما تھا۔۔

آپ ڈرائیونگ کر رہے ہیں اس طرح سے ہمارا ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے پلیز مجھے میری سیٹ پر بیٹھنے دیں۔۔

بالکل بھی نہیں میری جان تم یہیں پہ بیٹھی رہو۔۔

میں میں اپ سے ناراض نہیں ہوں اب تو بیٹھنے دے مجھے۔۔

یہ تو اور اچھی بات ہے اگر اپ ناراض نہیں ہیں تو سیٹ پر بیٹھنا ہی کیوں؟؟
ابھی اب اپ مجھے تنگ کر رہے ہیں اگر اپ نے مجھے تنگ کیا تو میں رو دوں
گی۔۔ اور اگر میں روئی تو میں اپ سے بالکل بھی نہیں مانوں گی۔۔ اور اپ
مجھے راضی کرتے ہی رہ جائیں گے۔۔ میں گھر واپس چلی جاؤں گی۔۔
مہزلہ مزید اسے خود کو تنگ کرتے دیکھ جی میں انیں ساری دھمکیاں اسے
دے دی۔۔

ہاںںں میری بلی مجھ کو ہی میاؤں۔۔

زرم نہیں مہزلہ کے بالوں پر لب رکھتے اسے گھورا۔۔

اپ ہمیشہ سے ایسی ہی ٹر کی تھے یا پھر مجھ سے یہ نکاح کے بعد سے ہوئے
ہیں۔۔ نہ جانے آج مہزلہ کی زبان پر ایسی باتیں کہاں سے آرہی تھی اور وہ
بھی اپنے ہی کافل مقابلہ کرنے پر اترائی تھی۔۔

زرم تو حیرت سے بس اپنے چھوٹے سے بچے کے تیور دیکھ کر رہ گیا تھا۔
اسے واقعی میں یقین نہیں ہو رہا تھا کیا یہ صرف اور صرف ایک دن کی
ناراضگی کی وجہ سے مہزلہ کی زبان اتنی تیز چلنے لگ گئی ہے یا پھر کوئی اور
بات تھی۔

کیا بات ہے تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی کھل گئی ہے
ناراضگی کی وجہ سے۔

دل میں پینتا ہوا سوال آخر کار زبان پر لے ہی آیا تھا وہ۔

ہاں تو اور کیا آپ کیا سوچ رہے ہیں کہ آپ مجھے ناراض کر دیں گے۔ تو
میں چپ چاپ گھر میں بیٹھی رہوں گی۔ آپ سے کچھ بھی نہیں کہوں گی
اور آپ کا جو دل میں آیا وہ کریں گے مجھے ناراض کریں گے مجھے باتیں سنائیں
گے مجھے غصے سے ڈانٹیں گے میری نخرے نہیں اٹھائیں گے مجھے لاڈ بھی
نہیں کریں گے۔ میں آپ سے سخت والی ناراض ہوں آپ مجھ سے بات نہ
ہی کریں تو بہتر ہے۔

غصے سے اپنی جھوٹی سی ناک کو پلاتے ہوئے مہزلہ شدید پتی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔

ہاتھ ہٹائیں میرے پاس سے ورنہ میں چلتی ہوئی گاڑی سے کھود جاؤں گی یا مجھے اپنی سیٹ پہ بیٹھنے دیں۔۔

تو اس کی بگڑے ہوئے تیور کو دیکھتے ہوئے زرم نے جلدی سے اپنے ہاتھ ہٹائے تو مہزلہ اگلے ہی پل جلدی سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔

زرم مزید کوئی رزسک نہیں لے سکتا تھا اس سرپری کا کیا پتا وہ سچ میں ہی گاڑی سے کھود جاتی تو۔۔

ہاں اب اس طرح سے اگے سے مجھے مجھ سے ڈر کر ہی رہے گا اگر اسندہ سے اپ نے مجھے ڈانٹی کی کوشش کی تو میں اپنے لالا سے بول دوں گی۔۔

مہزلہ نے اسے دھمکی لگائی اور اسے خود سے ڈرتے دیکھ اسے خود پر فخر ہوا کہ اس کا ہی اس سے ڈر رہا ہے۔۔

حالانکہ زرم تو مسکراہٹ دبا کر رہ گیا تھا اس کی چھوٹی سی فیری غصے میں مزید کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ نفی میں سر ہلاتے اس نے دوبارہ سے اپنی توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کی اس نے اپنے شہر کے فلیٹ میں اس کے لیے بہت ہی اچھا سا سپرائز پلان کیا ہوا تھا اور اب وہ اسے اسی کی طرف لے کر جا رہا تھا۔۔

مہزلہ بھی اس سے بے نیاز بنے کی کوشش کرتے باہر کے اتے جاتے منظر کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

— — —

شادی کی تیاریوں میں ایک ہفتہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔
سب ہی نہایت مصروف اس ایک ہفتے کے دوران تھے۔۔

کسی کو سر کھوجانے کی فرصت تک نہیں حاصل تھی۔۔

ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف اپنی مدد آپ کے تحت سارے گھر کی تیاریوں میں مصروف تھا۔۔

لیکن کسی نے بھی زرم کو کام کرنے بالکل بھی نہ دیا تھا۔۔

سب جانتے تھے کہ حویلی میں کوئی بھی فنکشن ہوتا یا پھر حویلی کی سپوت کی شادیاں ہوتی تو سارا کام ہی زرم بیچارے کو اکیلے ہی سنبھالنا پڑتا۔۔

اب اگر حویلی کے نواسے کی شادی تھی تو سارے حویلی کے سپوت نواسے کو کوئی بھی پریشانی دیے بغیر خود ہی سارا کام کرنے میں مصروف تھے۔۔

سارا کام ہی آرٹھ کے حوالے تھا ساتھ ہی ساتھ ملیار بصیر اور برلاس بھی اس کی مدد کروارہے تھے لیکن آرٹھ کچھ زیادہ ہی کام میں لگا ہوا تھا۔۔

ایک طرف اس کے لالا کی شادی تھی تو دوسری طرف اس کے سالی کی بھی رخصتی ہونے والی تھی دونوں طرف سے ہی اس پر کافی پریشور تھا۔۔

اسی لیے وہ اپنی طرف سے اپنا بیسٹ ہی دینا چاہتا تھا۔۔۔ ویسے بھی سارے گھر والوں میں سے صرف ایک اس کی چچی جان ہی تھی۔۔۔ جو اس سے باتیں کر رہی تھی باقی سب تو اسے دیکھ کر منہ موڑ لیتے تھے حتیٰ کہ اس کے مورے اور بابا بھی۔۔۔

آرش نے بھی سب سے بات کرنا چھوڑ دیا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک اور زلہ اسے معاف نہیں کرے گی کوئی بھی اس سے اس گھر میں ٹھیک طرح سے نہ ہی پیش آئے گا اور نہ ہی بات کرے گا۔۔۔

اس ایک ہفتے میں اسے بالکل بھی فرصت نہ ملی تھی صبح اٹھ کر وہ کاموں میں لگ جاتا اور دیر رات حویلی میں اتا۔۔۔ اسے اپنے کھانے پینے کا ہوش تک نہیں تھا۔۔۔ اور زلہ کو دیکھنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔ ہاں ایک طرف اس کے دل میں بہت کسک تھی نہ جانے کیوں کہ وہ اور زلہ کو دیکھ نہیں پاتا تھا۔۔۔ اور وہ ظالم لڑکی بھی تو اس کے سامنے آنے پر بھاگ جاتی تھی۔۔۔ وہ ظالم تھا انتہا کا ظالم تھا لیکن دوسری طرف اور زلہ بھی اس بار انتہا کی پتھر

دل لڑکی ثابت ہوئی تھی۔۔ وہ تو اسے اپنا دیدار تک نصیب نہیں کروا رہی تھی۔۔ صحیح معنوں میں اس نے آرش کی جان سولی پر لٹکائی ہوئی تھی۔۔
!{♡♡♡♡♡♡}

مان یہ دیکھیں نا پ نے کہا تھا کہ یہ بالکل فٹ اجائے گا لیکن یہ دیکھیں کتنا تنگ تنگ سا ہے میرا دم گھٹ رہا ہے اس میں۔۔ عنایہ کی روہانسی اواز ملیار کو سنائی دی۔۔

باہر اوٹ میں سیٹ کر دیتا ہوں نا۔۔ ڈریسنگ روم سے باہر اوٹ تو صحیح۔۔ ملیار نے اسے نرمی سے جواب دیا۔۔

پچھلے ادھے گھنٹے سے وہ یہی رونا رو رہی تھی کہ ڈریس فٹ ہے اور اسے تنگ سی ہے اس کا دم گھٹ رہا ہے لیکن وہ ڈریسنگ روم سے باہر نہیں ارہی تھی تاکہ ملیار اس کا ڈریس سیٹ کر دیتا۔۔

ملیار نے سپیشل ایک ہفتہ پہلے ہی ارڈر دے کر اس کے لیے پانچ ڈریسز بنوائے تھے اس کے سائز کے ہی تھا کہ وہ اس میں کمفرٹیبل فیل کرے۔۔

اپ کیا کریں گے اپ لڑکی ہے جو میری ڈریس کو اپ سیٹ کریں گے۔۔
جائیں یہاں سے مجھے بات ہی نہیں کرنی اپ سے۔۔ بلکہ بات کیا مجھے تو
نیچے جانا ہی نہیں ہے مہندی کے فنکشن میں۔۔ اتنی ریلی ہیٹ یو کسی کو بھی
میری فکر نہیں ہے۔۔ ہر کوئی بس اپنی تیاریوں میں مگن ہے۔۔ اور اپ
بھی۔۔ بس اتنا سا ہی کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔
ملیار تو ساری باتیں اس کی سکون سے سن رہا تھا ڈریسنگ روم کے اندر سے
سسکیوں کی آواز سنتے وہ بوکھلا کر جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔
دروازہ کھولتے وہ اندر آیا تو مرر کے سامنے ہی عنایہ کھڑی رو رہی تھی۔۔
کیا ہو گیا ہے میری جان کو میں ہوں ناپ کے پاس میں ابھی ٹھیک کر دیتا
ہوں بس۔۔

ملیار نے پیار سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ جانتا تھا کہ یہ اس کے موڈ
سو نگز ہی ہیں جو اس سے اتنا چڑچڑا بنائے ہوئے ہیں۔۔ ورنہ وہ اپنے مان کو
غصے میں بھی "ہیٹ یو" بولے ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

چھوڑیں مجھے مجھے نیچے جانا ہی نہیں ہے بلکہ مجھے کسی سے بات ہی نہیں کرنی
جائیں اپ بھی یہاں سے۔۔ عنایہ ہنوز ضدی بنتی اپنی ضد پر ہی اڑی رہی
اس نے نیچے نہیں جانا تھا تو نہیں جانا تھا بات ختم۔۔

میری جان میری پیاری سی جان ایسے ضد نہیں کرتے چلو او۔۔ میں ابھی
اپ کا ڈریس دو منٹ میں ٹھیک کر دیتا ہوں۔۔ چلیں دیکھیں اپ نے
خود ہی ٹھیک سے پہنا تک نہیں ہے۔۔

ملیار نے اس کا رخ شیشے کی طرف کیا تو عنایہ کو واقعی محسوس ہوا کہ اس نے
ہی ڈریس ٹھیک سے پہنا نہیں ہے۔۔

ملیار نے اس کا خوبصورت سا مہندی کلر کا فراک نیچے کسکھایا تو ایک دم سے
ہی عنایہ کو اپنی سانسیں ٹھیک ہوتی محسوس ہوئی۔۔ ورنہ اس فٹ سے
فراک میں اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔ ملیار نے اس کی فراک کو ٹھیک کیا تب
ہی اسے پتہ لگا کہ فرق واقع ہی میں کافی ڈیلی ہے جس میں اس کا متناسب سا
سراپہ بالکل چھپ سا گیا ہے۔۔

ہاں۔۔۔۔۔س۔س۔س۔۔۔۔۔ماں یہ تو بالکل ٹھیک ہو گیا۔۔ خوشی بھرے لہجے
میں کہا گیا۔۔

جی مان کی جان یہ ٹھیک ہو گیا ہے۔۔ پیار بھرے انداز میں جواب دیا۔۔
اب چلو بتاؤ کہ بالوں کو کلاہی چھوڑنا ہے یا پھر چھوٹی بنانی ہے۔۔
اب جیسے ہی آپ کو ٹھیک لگے آپ ویسا ہی کر دیں اور مجھے ایک چاکلیٹ اور
جوس لا کر دے دیں پلیز بھوک لگ رہی ہے مجھے۔۔ عنایہ نے ڈریسنگ
ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے التجا یہ بھرے انداز میں ملیار سے فرمائش کی۔۔
اور ملیار تو پہلے ہی اپنی چھوٹی سی جان پر فدا تھا بلا وہ التجا کرتی تو ملیار کیوں نہ
کر اس کی بات کو پورا کرتا۔۔

اس کے ناک پر جکھتے چھوٹی سی کس کرتے وہ اس کے لیے چاکلیٹ اور
جو س لینے چلا گیا۔۔

روم کے آخری کونے میں پہنچ کر چھوٹے سے فریزر سے چاکلیٹ اور جوس اٹھاتے ہوئے دوبارہ سے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آکر عنایہ کو تھماتا اب کو مب اٹھاتا اس کے الجھے ہوئے بالوں کو سلجھانے لگا۔

ساتھ ہی ساتھ وہ مرر میں نظر آتے اس کے عکس پر ایک نظر ڈالتا جو لاپرواہی سے مزے سے چاکلیٹ کھاتی ایک ایک سپ جوس کے پینے میں مصروف تھی۔

اس کے بالوں کی لوز سی چھوٹی بناتے دولٹو کو اس کے چہرے کے ارد گرد پیلاتے اس کے معصوم سے چہرے کو دیکھنے لگا جو اس وقت دنیا جہاں کی معصومیت اور مامتا کا نور اپنے چہرے پر سجائے لاپرواہی سے بس کھانے میں ہی مصروف تھی۔

اگر ملیار سے اس وقت کوئی پوچھتا کہ دنیا کا سب سے خوبصورت منظر کیا ہے؟؟؟

تو وہ بلا جھجک کہہ دیتا کہ اس کی بیوی ہے۔۔ اس کی معصومیت،، اس کے
چہرے پر مامتا کا نور،، اس کا لا پر واہ انداز،، اور مان بھر انداز،، جب وہ ملیار
سے اپنی فرمائشیں کرتی،، نخرے اٹواتی۔۔ سب کچھ ملیار کو دل و جان سے
قبول تھا۔۔

مان میں بس ریڈی ہوں اپ بھی ریڈی ہے تو نیچے چلتے ہیں دیر ہو جائے
گی۔۔ چاکلیٹ اور جو س ختم ہونے کی دیر تھی کہ اسے اب نیچے جانے کی
جلدی پڑ گئی تھی کہ کہیں دیر نہ ہو جائے میڈم کو۔۔

جی میری جان چلتے ہیں او۔۔۔ اپ کے سلیپرز کہا ہے جو میں اپ کے لیے
لے کر آیا تھا۔۔ کمرے سے باہر جانے سے پہلے ملیار کو اچانک سے یاد آیا کہ
اس نے اپنے پیروں میں کچھ بھی نہیں پہنا تھا اسی لیے جلدی سے پوچھا۔۔
وہ تو وہاں ڈریسنگ روم کے سب سے لاسٹ والے کھونے میں رکھے ہوئے
ہیں۔۔ معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔

گندی بچی۔۔۔ ابھی اگر میں نہ پوچھتا تو تم نے ایسے ہی باہر چلے جانا تھا کیا۔۔
ملیار نے پیار سے اس کی ناک کو اپنے دو انگلیوں میں کھینچتے پوچھا۔۔
نہیں مان میں جانتی تھی کہ اپ مجھ سے ضرور پوچھیں گے۔۔ بھلا ایسا ہو
سکتا ہے کہ میں بنا چیلوں کے باہر جاؤں اور اپ مجھے نوٹس ہی نہ کرے۔۔
عنایہ کے لہجے میں ایک مان تھا غرور تھا یقین تھا کہ اس کا شوہر اسے کبھی
بھی اس حالت میں بغیر سلیپرز کے باہر جانے دے ہی نہیں سکتا تھا۔
میرا مغرور بچہ۔۔ پیار سے ماتھے پر بوسا دیتے ہوئے ملیار گیا اور اس کے
سلیپرز لاتے اس کے پیروں میں پیار سے پہناتے اس کا ہاتھ پکڑے وہ
کمرے سے باہر نکال لایا تھا۔۔

اس وقت وہ دونوں ہی سیم ڈریسنگ کیے نظر لگ جانے کی حد تک
خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ جہاں ملیار نے مہندی کلر کا کرتا شلوار قمیض
پہن رکھی تھی وہیں پر عنایہ نے مہندی کلر کا لونگ فرائیڈ پہنے بالوں کی لوز
سی چوٹی بنائیں چہرے پر ارد گرد دو خوبصورت سے لٹوں کو کھلا چھوڑے

میک اپ سے پاک چہرہ لیے وہ معصومیت میں ہی ملیار خانزادہ کا دل لوٹ
چکی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

میری جان تم ریڈی ہو تو نیچے چلے ہیں۔۔ بصیر نے کمرے میں داخل ہوتے
آواز لگائی۔۔

بندہ توڑا انسانوں کی طرح بھی کمرے میں داخل ہو جاتا ہے نہ کہ بندروں
کی طرح اچھل اچھل کر۔۔

زربیش جو اپنے کے سامنے کھڑی بڑے ہی دھیان سے اپنی آنکھوں پر رائی
لائر لگا رہی تھی۔۔ بصیر کے اس طرح سے کمرے میں داخل ہونے پر
اور اس کی اونچی آواز سنتے اس کا دل دھڑک اٹھا تھا۔۔

شکر تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر ہی اس نے انی لائبر والا ہاتھ نیچے
کر لیا تھا ورنہ کوئی بعید نہ تھی کہ بصیر اس طرح سے چیختا اور اس کے
سارے میک اپ کا ہی ستیاناس ہو جاتا۔۔

اب میں نے کیا کیا ہے تمیز سے ہی تو ایسا ہوں۔۔ چڑتے ہوئے جواب دیا گیا۔۔

کہاں تمیز سے ائے ہو یہ تمہیں تمیز سے انا لگتا ہے۔۔

زربیش نے بھی دوبارہ سے اپنی آنکھوں پر اتنی لائنیں دھیرے دھیرے سے لگاتے جواب دیا۔۔

میرے پاس بالکل بھی مت انا گریہ اتنی لائنیں ذرا سا بھی خراب ہوا تو میں تمہارے چہرے کا حشر بگاڑ دوں گی۔۔ مر رہی ہیں ہی اسے اپنی طرف اتنا دیکھ کر زربیش نے پہلے ہی چیخ کر اسے اپنے پاس آنے سے وارن کیا تھا۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا اب اس اتنی لائنیں کی وجہ سے میں اپنی بیوی کے قریب بھی نہیں آؤں گا۔۔ حیرت سے منہ کھولے ہی جواب دیا گیا۔۔

بالکل ایسی ہی بات ہے اور دو منٹ رک جاؤ میں کون سا دو گھنٹے اتنی لائنیں کو لگانے میں لگاؤں گی۔۔

نہ جانے کیوں لیکن اس کا حیرت زدہ منہ دیکھ کر زربیش کو اس پر ڈھیروں
پیارا یا اسی لیے دیکی اواز میں جواب دیتے وہ اپنی دوسری آنکھ پر بھی اتنی لائنر
لگاتے اس کی طرف مڑ چکی تھی۔۔

چلو اب اجاؤ میرے پاس دونوں بازو ہوا میں اٹھاتے اسے اپنے پاس آنے کا
اشارہ کیا۔۔

بصیر جو دوبارہ جوابی کاروائی کرنے کے لیے تیار تھا اسے اس طرح سے دیکھ
کر سیکنڈ سے بھی پہلے بھاگتے ہوئے اس کے ہوا میں اٹھائے بازو میں سما
گیا تھا اور شدت سے اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔۔
زربیش بھی اس کے گرد دونوں بازو سختی سے حائل کرتے اسے اپنے سینے
سے لگا گئی تھی۔۔

میرا چھوٹا سا بے بی کتنی پیاری ہو تم یا اسی ہی لڑتی رہتی ہو مجھ سے۔۔ بصیر
نے اس کے گال پر لب رکھتے ہوئے کہا۔۔

میری بات سنو اگر یہ چھوٹا سا بے بی ملیار لالا عنایہ سے کہیں اور اگر زرم
لالا مہزلہ سے کہے تب تک تو یہ بات ٹھیک تھی۔۔۔ لیکن میں تمہیں کہاں
سے چھوٹی دکھتی ہوں یہ بتا دو بس؟؟ حیرت سے سوال کیا گیا۔۔
تو کیا ہوا تم میری بیوی ہو میری مرضی میں تمہیں کسی نام سے بھی
پکاروں۔۔ شان بے نیازی سے جواب دیا گیا۔۔

اچھا چلو اب زیادہ دیر نہ ہو جائے نیچے کی طرف چلتے ہیں۔۔ اس کی آنکھوں
جذبات کی حدت سے سرخ ہوتا دیکھ زربش نے جلدی سے اسے کہا۔۔
ہاں چلو اگر یہ فنکشن نہ ہو رہا ہوتا تو میں تمہارے ہوش اچھے سے ٹھکانے
لگاتا۔۔ اس وقت تیار ہو کر تم میرے جذبات میں اگ بھڑکا گئی ہو۔۔
بصیر نے گمبھیر سے آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کرتی کہا اور دوبارہ
سے شدت سے جھکتے اس کے ماتھے پر اور گالوں پر بوسہ دیتے اس کا ہاتھ
پکڑے وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔۔

وہ دونوں بھی اس وقت لائٹ سے یلو کلر کی سیم ڈریسنگ میں دنیا کے بے
انتہا خوبصورت ساکیل دکھائی دے رہے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ہائے آپنی میرادل دھڑک رہا ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے پتہ نہیں کیوں۔۔ مہزلہ
کی روہانساوازاو رزلہ کو سنائی دی۔۔

مہزلہ میری جان یہ وقت ہوتا ہی ایسے ہے کہ ہر کسی کو ڈر ہی لگتا ہے۔۔ اب
چلو خود کو ریلیکس کرو ایسی کوئی اتنی بڑی بات بھی نہیں ہے۔۔ اور زلہ نے
اسے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔۔

اپنی معصوم سی بہن کو وہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے تیار کر رہی تھی۔۔
خوبصورت سے یلو اور مہندی کلر کے کمرہ منیشن کا شرٹ فرائک اور ساتھ
ہی پجامہ پہنے چہرے پر معصومیت سجائے وہ اپنی آپنی کے سامنے کھڑی
سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔

اور زلہ نے زیادہ اس کے چہرے پر میک اپ اپلائی نہیں کیا تھا۔ بس ذرا سا بلسٹون اور اس کی گھنی پلکوں پر مسکارہ لگاتے مزید گھنی کرتے اس کے لبوں پر ریڈ لپ گلوں لگاتے۔۔۔ اس کے بالوں کو خوبصورت سائے سے کال کرتے ادھے اس کے اگے شانے پر بکھیرے اور باقی بالوں کو پیچھے کمر پر کھلا چھوڑے بھاری دوپٹے کو خوبصورتی سے کندھے پر سیٹ کیے وہ نیو جنریشن کی خوبصورت سی ڈول کو تیار کر چکی تھی۔۔

یہ مہزلہ کی ہی ضد تھی کہ نہ وہ مہندی پر کوئی بھاری جوڑا پہنیں گی اور نہ ہی اسے ہیوی میک اپ کرنا ہے اور جو لیری کے نام پر تو اس کے کانوں میں بس زرم کے دلائے ہوئے کل کے ڈائمنڈ ایر رنگز ہی تھے۔۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے ہماری گڑیا ہے نا آپی۔۔ عنایہ اور ملیار جیسے ہی مہزلہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو بے ساختہ ہی عنایہ کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا۔۔

بالکل آپی کی جان بہت پیاری لگ رہی ہے میری بہن۔۔

ملیار بھی اگے بڑھتا اپنی خوبصورت سی بہن کے ماتھے پر بوسہ دیتے اس کے سر پر کئی نوٹ وارتے ملازما کو آواز دیتے ملازمہ کے حوالے وہ پیسے کرچکا تھا۔۔

لالا اتنی بھی پیاری نہیں لگ رہی ہے۔۔ کہ اپنے اتنے پیسوں کی اس کی نظر اتار دی۔۔

برلاس جوا بھی ہی کمرے میں داخل ہوا تھا ملازمہ کو وہاں سے جاتے دیکھ اور اس کے ہاتھ میں بھاری نوٹوں کی گڈی دیکھ کر وہ حیرت سے منہ کھولے مصنوعی سا حیران ہوتے بولا۔۔

تم تو چپ کرو اگر اج بھی تم نے میری بہن کو تنگ کرنے کی ذرہ سی بھی کوشش کی تو تمہارا فنکشن میں انا بند کر دوں گا۔۔

ملیار جانتا تھا کہ وہ شرارت سے دوبارہ مہزلہ کو اج بھی تنگ کرے گا اس لیے پہلے سے ہی اسے وارن کیا تھا۔۔

بس پوری حویلی میں اپ لوگوں کو صرف میں ہی نظر آتا ہوں۔۔ مجھ
چھوٹے سے بچے پر ہی اپ لوگوں نے ظلم و ستم ڈھانے ہوتے ہیں۔۔ ناک
چڑاتے ہوئے کیوٹ ایکسپریشن بناتے جواب دیا گیا۔۔
مہزلہ نے بھی اسے ناک چڑاتے اپنے لالا کے سینے پر پورے حق سے اپنا سر
رکھے اسے چڑھایا تھا۔۔

لالا دیکھیں سوکھی لکڑی کو کس طرح سے یہ اپ کے سینے پر سر رکھے مجھے
ناک چڑھا رہی ہے۔۔ برلاس سے بھلا اپنی بے عزتی کہاں محسوس ہو سکتی
تھی وہ بھی اپنی چوٹی بہن کے سامنے۔۔

لالا میں تو کچھ بھی نہیں کر رہی انج تو میں دلہن ہوں نا۔۔ ملیار کی دیکھنے سے
پہلے ہی مہزلہ اپنے چہرے کے تاثرات کو کیوٹ سا بناتے اپنے لالا سے
مخاطب ہوئی۔۔

جی میری جان انج میری چھوٹی سی بہن دلہن ہے۔۔

لالا یہ بہت چالاک ہے اپ اس کی باتوں میں نہ آئے اس کے چہرے کی
معصومیت پر بالکل بھی نہ جانیے گا۔۔

برلاس نے دوبارہ سے دہائی دی تھی اس کی بلا کوئی سن کیوں نہیں رہا تھا۔
تم چپ کرو گے یا پھر تمہیں اس کمرے سے نکال دوں میں۔۔ ملیار نے اس
بار اسے ڈانٹا۔۔ تو وہ منہ بسور کر رہ گیا تھا۔۔

{ ہائے ہمارا بیچارہ برلاس 😊 }۔۔۔

{ ♥♥♥♥♥♥♥ }

مہندی کے فنکشن کی تیاریاں لان میں ہی رکھی گئی تھی۔۔ پورے لان کو
خوبصورت سے وائٹ اور ریڈ کلر کے تھیم کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔
پوری حویلی کی اونچی اونچی دیواروں کو برقی قلموں سے سجایا گیا تھا۔۔
حویلی کے اندرانے والے فنکشن کے لیے ہر ایک مہمان کی انکھیں اس
تیاری کو دیکھ کر پوری کی پوری کھل رہی تھی تیاری واقعی میں ہی سراہے
جانے کے قابل تھی۔۔

زرم خانزادہ شہزادوں سی آن بان لیے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے
بیٹھا سلطنت کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ وائٹ کلر کا کرتا اور شلووار بلیک کلر
کا واسکٹ پہنے وہ واقعی میں ہی شہزادہ لگ رہا تھا۔

اس کے مغرور نین نقش اونچی کھڑی مغرور ناک انکھوں میں دنیا جہاں کی
بے صبری سجائے اپنی چھوٹی سی دلہن کا انتظار کرنا اس کے لیے جان لیوا سا
ثابت ہو رہا تھا۔

مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ جگہوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ لیکن
بلا زرم سے کہا انتظار ہونا تھا اسی لیے پہلے ہی عورتوں والی سائیڈ پر اکروہ
صوفے پر بیٹھا بے چینی سے اپنی لٹل فیری کا انتظار کر رہا تھا۔

روحان بھی بالکل اس کے پاس بھی بیٹھا بلیک کلر کا پیٹ اور ساتھ ہی وائٹ
کلر کی شرٹ پہنیں بالوں کو اپنے بابا کی طرح ہی جیل سے سیٹ کیے سنجیدہ
ستاثرات کے ساتھ شرارت انکھوں میں لیے وہ چھوٹا سا منی زرم خانزادہ
معلوم ہو رہا تھا۔

اور آخر کار طویل انتظار کے بعد زرم خانزادہ کا یہ انتظار بھی ختم ہوا تھا۔
اپنی لٹل فیری کو ایک طرف اور زلہ اور دوسری طرف زریش کے ساتھ وہ
چلتی اپنی طرف اتی دکھائی دی۔

زرم اس کے چہرے کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا تھا۔
کیا کوئی اتنا پیارا بھی دیکھ سکتا ہے۔ مسلسل ہنوز اس کے خوبصورت سے
منموئے چہرے کو دیکھ کر زرم کو اپنی دھڑکنیں بڑھتی محسوس ہوئی۔
واقعی میں ہی وہ خوبصورت سی ڈول اس کے نصیب کا حصہ بننے جا رہی
تھی۔

مہزلہ کا ایک ایک قدم اٹھا کر اس کے پاس انا زرم کو اپنی دھڑکنیں سست
روئی سے چلتی محسوس ہوئی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر مہزلہ جلدی سے اس
کے پاس نہ پہنچی اور شدت سے زرم نے اسے اپنے سینے سے نہ لگایا تو وہ اپنی
دھڑکنوں سے جان گواہ بیٹھے گا۔

بنا اس کا اپنی طرف آنے کا انتظار کیے وہ اٹھا اور تیزی سے اس کی طرف
جاتے بنالوگوں کی پرواہ کیے اسے شدت سے اپنے گلے میں بیچ چکا تھا۔۔
اھوووووو۔۔ کی ہوٹنگ پورے لان میں گونج اٹھی تھی۔۔
اور زلی اور زریش مسکراتے ہوئے ان دونوں سے دور جا کر کھڑی ہو گئی
تھی۔۔

مہزلہ جو پہلے ہی گھبرا رہی تھی زرم کے اس پیش قدمی پر اس کے ہاتھوں کی
ہتھیلیاں پسینے سے بیھگ چکی تھی۔۔

اس کا دل شدت سے دھڑکتا ہوا وہ بس بے ہوش ہونے کے درپر تھی۔۔
زرم نے شدت سے اسے اپنے سینے سے لگائے ہی اس کے پیروں کو اپنے
پیر پر رکھے ہی سیٹج کی طرف روانہ کیا۔۔

اس چھوٹی سی جان کا کپکپانا وہ محسوس کر چکا تھا اس لیے جانتا تھا کہ اب وہ
ایک قدم بھی اٹھا نہیں پائے گی اسی لیے اسے اپنے وزن کے تحت وہ لے
کر سیٹج پر بٹا چکا تھا۔۔

میری جان کانپنا بند کرو کچھ نہیں کرتا اب میں۔۔ زرم نے دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی نما اواز میں کہہ کر اسے ریلیکس کرنا چاہا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ سرگوشی نما میں کہہ کر وہ مزید اس کی جان پر بوجھ ڈال گیا تھا۔

ہممممم مہزلہ نے ہیں بس ہمممم کہنے پر ہی اکتفا کیا کیونکہ منہ سے تو اس کے لفظ نکلنے سے انکاری تھے۔

واؤ بڑی آپ بہت ہی پیاری لگ رہی ہے۔۔ ان دونوں کے بیچ مزید کوئی بات ہوتی کہ روحان جلدی سے اتنا مہزلہ سے بولا۔

مہزلہ بھی اسے اپنے پاس دیکھ کر ریلیکس ہوئی تھی ورنہ زرم کی بولتی نظروں سے بچ پانا کہاں اتنا اسان تھا اس کے لیے۔

میری جان بڑی کی جان آپ بھی بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔ مہزلہ اسے اپنے پاس دیکھ کر ریلیکس ہوئی اور اسے اپنے بیچ میں ہی بٹھا کر جواب دیا۔

اب ذرم ان دونوں کو اپنی باتوں میں گم دیکھ کر گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔ دونوں جب بھی آپس میں ایک دوسرے سے ملتے اسے ہمیشہ کی طرح اگنور کر دیتے۔۔

ان دونوں کو دیکھ کر گہری سانس بھرتے وہ اٹھتا اور مردوں والی سائیڈ پر جا کر اپنے دوستوں سے ملنے چلا گیا۔۔

مہزلہ اور روحان میں بھی اس کا اٹھ کر جانا محسوس کیا لیکن دونوں دوبارہ سے اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔ جیسے کہ ان دونوں کو تو آس پاس کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔۔

سب ہی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔ تقریباً دو گھنٹے گزرنے کو اے تھے نہ ذرم ادھر آیا تھا نہ ہی مہزلہ نے اس کا کسی سے پوچھا تھا۔۔

لیکن مزید اب اس کے دل میں بے چینی سی پیدا ہو رہی تھی کیا وہ اس سے ناراض ہو کر اس طرف گیا تھا۔۔

آپی رسم کرے نا میں تھک گئی ہوں۔۔ مہزلہ کے پاس بس ایک یہی طریقہ
ملا زرم کو اپنے پاس بلانے کا۔۔

جی میری جان میں مورے سے کہتی ہوں۔۔۔ وہ کہتی ہے دادی کو۔۔
ٹھیک ہے۔۔۔ دو منٹ انتظار کرو۔۔

اور زلہ ابھی اپنی لانگ فرائک کے ساتھ ساتھ دوپٹے کو نفاست سے سیٹ
کیے مورے کے پاس جا کر انہیں رسم شروع کرنے کا کہہ گئی تھی۔۔
اور پھر مہزلہ کا کام اسان ہوا اس کے دل کی بے چینی ختم ہوئی کیونکہ اگلے
پانچ منٹوں کے اندر اندر دادی نے اس طرف پیغام پہنچا کر زرم کو بلوالیا
تھا۔۔

زرم کو بالکل اپنے پاس ٹھیک اتنا دیکھ کر اور اس کی بولتی آنکھوں سے بچنے
کے لیے وہ دوبارہ سے آنکھوں کو جو کھا گئی تھی اس کا دل مطمئن ہوا کہ وہ
اس سے ناراض ہو کر نہیں گیا تھا۔۔

اور بس پھر رسم شروع کر دی گئی اور رسم کرنے میں وہ دونوں کافی تھک گئے تھے زرم تو ایکٹو بیٹھا ہوا تھا لیکن مہزلہ کے چہرے پر صاف تکھن محسوس کیے جا رہی تھی۔۔

ادھر زرم بھی اسے تنگ کرنے کے خاطر اس کے کمر کے گرد ہاتھ پلائے اسے کھینچ کر اپنے پاس بٹھا چکا تھا کیونکہ روحان تو دوسرے بچوں کے ساتھ لان میں ہی کھیلنے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

اور ادھر مہزلہ کی جان پر بن گئی تھی وہ کہاں برداشت کر سکتی تھی زرم کا بے باک لمس وہ بھی سب کے سامنے۔۔

جیسے تیسے کر کے رسم ختم ہوئی اور زرم دوبارہ سے اٹھ کے دوسری طرف چلا گیا تھا تو مہزلہ بھی تکھن سے چور ہوتے اپنی آپي کو اشارہ کرتے کمرے میں جانے کا کہہ رہی تھی۔۔

اور زلہ بھی مزید اس کے تکلن کو نظر انداز نہ کرتے ہوئے اسے اٹھاتے کمرے کی طرف لے کر روانہ کر چکی تھی۔۔

دیر رات تک منہدی کا فنکشن چلتا رہا سب نے کافی انجوائے کیا تھا اور پھر
اہستہ اہستہ کر کے گاؤں کے مہمان حویلی سے روانہ ہو چکے تھے اور جو
مہمان دور سے آئے تھے ان کے لیے حویلی میں ہی رہنے کا انتظام کیا جا چکا
تھا۔

اس سارے فنکشن میں تکن سے چور بدن لیے آرش نے ایک بار بھی
اپنے دل کی ٹھنڈک کو دیکھا تک نہیں تھا۔
کاموں میں بری طرح سے مصروف وہ الجھے سے حلے میں ہی گھوم رہا تھا
تیار ہونے کی زحمت تک نہ کی گئی تھی۔

— — —

میم جس میٹنگ کو اپ نے مجھے اٹینڈ کرنے کے لیے دیا تھا وہ میں اٹینڈ کر چکا
ہوں۔۔ اور پریز نٹیشن بھی دے چکا ہوں۔۔ اور ڈیلر کو میری پریز نٹیشن

بہت اچھی لگی ہے۔۔ جس کی وجہ سے یہ پروجیکٹ میں ہمارے کمپنی کے نام کرچکا ہوں۔۔

ویری گڈ مسٹر ابتشام۔۔ مجھے آپ سے ایسی ہی امید تھی۔۔ مزید امید کروں گی کہ اگے بھی آپ اسی طرح سے کام کو پیچ کرتے رہیں گے اور کامیابی کو اپنے نام کریں گے۔۔

اور زلہ اس وقت حویلی کے لان میں سرد ٹڑا تی ہوئی ہواؤں میں کھڑی اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیے۔۔ فون کان سے لگائے اپنے سیکرٹری ابتشام سے بات کر رہی تھی۔۔ جسے اس نے تھوڑے ٹائم پہلے ہی ہائر کیا تھا۔۔ اور اپنی ذہانت کی وجہ سے وہ اور زلہ کے افس میں جلد ہی اپنی اہمیت سب پر واقف کرچکا تھا۔۔

وہ واقعی کافی ٹیلنٹڈ ثابت ہوا تھا اب اور زلہ کو کوئی بھی میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے اسلام آباد جانا نہیں پڑتا تھا۔۔ جو بہت زیادہ میٹنگز ضروری ہو وہ وہ

ان لائن ڈیل کر لیتی تھی۔۔ اور باقی اگے سارا کام وہ تو ابتشام پر چھوڑے ہوئے تھی۔۔ اور ابتشام نے بھی اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا ہوا تھا۔۔
او کے مسٹر اتشام تو کل میری بہن کی رخصتی ہے تو کل کے لیے میں اپ کو انوائٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔ امید کروں گی کہ اپ انیں گے اور انجوائے کریں گے۔۔ اور زلہ نے نہ جانے اس احساس کے تحت بس اسے انوائٹ کر لیا تھا۔۔

اسے وہ خود سے چھوٹا نٹ کٹ شرارتی سا ابتشام بہت ہی اچھا لگتا تھا۔۔
اس کی آنکھوں میں ہمیشہ ہی شرارت ہوتی۔۔ بے شک وہ اور زلہ سے چھوٹا تھا لیکن اور زلہ بھی اسے ہمیشہ اپنے بھائیوں کی طرح ہی مانتی رہی تھی۔۔
اوو ویمیم یہ تو میرے لیے بہت خوشی کی بات ہوگی کہ اپ نے مجھے انوائٹ کیا ہے۔۔ میں ضرور اوں گانہ انے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔ نٹ کٹ شرارتی ابتشام نے ہمیشہ کی طرح شرارت سے ہی جواب دیا۔۔

او کے چلے پھر ٹھیک ہے امید کرتی ہوں کہ اپائیں گے میں انتظار کروں
گی اپ کا۔ بات کرتے وقت اور زلہ کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ نے
احاطہ کیا ہوا تھا۔

جسے اپنے کمرے کے بالکنی میں کھڑے آرش خانزادہ نے بخوبی نوٹ کیا
تھا۔

اور وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ آخر دوسری طرف ایسا بھی کون خاص ہے
جو اس کی بیوی کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کا باعث بنا ہے۔

اور زلہ نے فون بن کیا اور چہرے پر مخصوص سی مسکراہٹ سجاتے اس سے
پہلے کہ وہ اندر کی طرف بڑھتی اس کے سامنے کسی جن کی طرح آرش
خانزادہ نازل ہوا۔

ایک پل کے لیے تو وہ ڈر کر رہ گئی تھی لیکن اگلے ہی پل خود کو سنبھالتے
ہوئے اس نے دوسری طرف سے جانا چاہا تو آرش نے اس طرف سے بھی
اس کا راستہ روک لیا تھا۔

کس سے بات کر رہی تھی تم اتنا مسکرا مسکرا کر؟؟

لہجے میں صاف جلن کا عنصر نمایاں تھا۔

میں کسی سے بھی بات کروں اپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟؟ ریٹیٹیوڈ

بھرے انداز میں جواب دیا۔

شوہر ہو میں تمہارا۔ فرق کیوں نہیں پڑے گا تم کس سے بات کرتی ہو اور

کیوں کر رہی تھی۔ جلتے کڑتے ہوئے دوبارہ سے اپنی باتوں پر زور دیا

گیا۔

میں جس کسی سے بھی بات کروں اپ کو اس بات سے کوئی خاص فرق نہیں

پڑنا چاہیے۔ اور شوہر کا لفظ اپ نہ ہی لیں تو بہتر ہے۔ تلخی سے جواب

دیتے اندر کی طرف جانا چاہا۔

یہیں رک کر میرے سوال کا جواب دو۔

کیسا سوال۔۔ یہی کہ میں کس سے بات کر رہی تھی۔

کیونکہ اس بار سوچ سمجھ کر سوال کیجئے گا۔۔ پچھلی بار والی اور زلی میں نہیں رہی کہ اپ میرے کردار پر سوال کریں اور میں چپ چاپ اپ کا چہرہ دیکھتی رہوں۔۔

اللہ کے کرم سے خود کو اتنا تو ڈیویپ کر چکی ہوں کہ اب اگر اپ نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی تو اسی انگلی کو توڑنے کی ہمت رکھتی ہوں میں۔۔ اب میرے راستے سے جائیں اور دوبارہ میرے راستے میں آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔

نہایت ہی سنجیدگی اور سپاٹ چہرے سے جواب دیتے ہوئے دوبارہ سے اس نے قدم اندر کی طرف بڑھانے چاہے۔۔

میرا حق ہے تم سے سوال پوچھنا اس طرح کی باتیں کر کے تم جا نہیں سکتی۔۔ اور ویسے بھی میں نے تمہارے کردار پر کوئی انگلی نہیں اٹھائی نہ ہی میں نے کچھ ایسا کیا ہے میں بس سوال پوچھ رہا ہوں۔۔ کہ کس سے بات کر رہی تھی تم بس؟؟

اور اس سوال کا جواب میں آپ کو کیوں دوں؟؟

کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں۔۔

واقعی۔۔ شوہر کے لفظ کا مطلب بھی جانتے ہیں آپ؟؟

اور زلہ کے ایسے کہنے پر واقعی میں ہی آرش کو چپ لگ گئی۔۔

بتائیں مجھے شوہر محافظ ہوتے ہیں کیا آپ محافظ ہیں میری عزت کے؟؟

شوہر بھری محفل میں اپنی بیوی کو عزت دیتے ہیں کیا آپ نے بھری محفل

میں میری عزت کی؟؟

شوہر اپنی بیوی کو ہمیشہ سرانکھوں پر بٹھا کر رکھتے ہے کیا آپ نے مجھے اپنی سر

انکھوں پر بٹھایا؟؟

بتائیں مجھے جب جب ایک بیوی کو شوہر کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ شوہر

کہاں گم ہو جاتا ہے؟؟

جب جب ایک بیوی کو اپنے شوہر کے اعتبار کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ شوہر

کہاں گم ہو جاتا ہے؟؟

جب ایک انجان شخص آپ کے سامنے آکر جھوٹی تصویر آپ کو دکھاتا ہے
تب اس شوہر کا فرض کیوں نہیں بنتا کہ اپنی بیوی پر بھری محفل میں اعتبار
کرے اسے یقین دلائے کہ میری بیوی ایسی نہیں ہے تب وہ شوہر کہا تھا؟؟
بتائیں مجھے بقول آپ کے آپ میرے شوہر ہیں؟؟
تو بتائیں شادی کے اس تین سے چار سال کے عرصے میں کبھی بھی آپ نے
اپنے شوہر والے فرائض نبھائے ہیں؟؟

اور زلہ آج سارے حساب کتاب چکنا کرنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔۔
آج وہ سراپہ سوال بنی آرش خانزادہ کے سامنے اپنی ساری یاد توں کے
جوابات مانگنے کے لیے کھڑی تھی۔۔۔

اور زلہ خانزادی کی اتنی تلخ حقیقتوں کو سن کر آرش خانزادہ کا سر شرمندگی
سے جھک گیا تھا۔۔

واقعی میں اس نے کبھی اور زلہ کو بیوی والا مان دیا ہی کب تھا؟؟
میں میں تم سے۔۔

او پلیز یہ معافی والا ڈھونگ تو بالکل بھی نہ رچانا۔۔۔

کیونکہ اب میں پچھلی والی اور زلہ نہیں رہی۔۔۔ کہ اپ دوا نسو بہا کر
میرے سامنے مجھ سے معافی مانگیں گے تو میں اپ کو معاف کر دوں گی۔۔
ظاہر سی بات ہے اتنا نقصان ہوا ہے میرا۔۔ عزت گواہی ہے میں نے
بھری محفل میں۔۔ اپنے شوہر کا اعتبار کبھی میں جیت نہیں سکی۔۔ ایسی
عورت ہوں میں اتنی اسانی سے کیسے معاف کر دوں بلکہ معاف کرنے کا تو
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔

اب اپ جائیں یہاں سے اور تب ہی ایسے گاجب اپ کے پاس ان سب
سوالات کے جوابات ہو۔۔

میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپ مجھے میرے سارے سوالوں کے
جواب دیں گے تب ہی اور زلہ خانزادی اپ کو معاف کر پائے گی ورنہ
"بھول جائے مجھے"۔۔

اور زلہ نے سفاکت کی انتہا کرتے ہوئے آرش کے وجود کو یوں ہی زلزلوں کی زد میں چھوڑتے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

آرش کا وجود جو پہلے ہی تھکن سے چھوڑ تھا بے ساختہ ہی وہ اپنے پورے قد سے لڑکڑا کر زمین بوس ہو چکا تھا۔۔

اور وہ شہزادوں سی آن بان رکھنے والا آرش خانزادہ مغرور،، اپنی سلطنت کا بے تاج بادشاہ،، کبھی بھی اپنی بیوی کا اعتبار نہ کرنے والا،، بھری محفل میں اپنی بیوی کو بے عزت کرنے والا،، اج اس مغرور خانزادے کو جب اس کی بیوی نے یہ جملہ بولا کہ "بھول جائے مجھے" تو وہ اپنے پورے قد سے زمین بوس ہو گیا تھا۔۔

آرش خانزادہ اس وقت اپنی ہی خانزادہ حویلی میں لاوارثوں کی طرح لان میں پڑا سرد ٹڑا تیا ہوئی ہواؤں میں اپنے ہوش و حواس گواہ بیٹھا تھا صرف اور صرف اس وجہ سے کہ اس کی بیوی نے اسے بھول جانے کے لیے کہا تھا۔۔

کیا واقعی میں وہ اپنی زندگی کی سانسے روک سکتا تھا؟؟ یہ سب کچھ اخرا س کے ساتھ ہی کیوں ہونا تھا۔۔ بند انکھوں سے ہی آرش خانزادہ کے انکھوں سے دوانسو ٹوٹ کر لان کے گھاس میں جذب ہو گئے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

صبح کی روشنی خانزادہ حویلی پر روشن ہو چکی تھی۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا یہ صبح کی روشنی خانزادہ حویلی والوں کے لیے خوشیوں کا باعث لائی ہے یا پھر غم کا۔۔

اج حویلی کے سب سے بڑے نواسے اور ساتھ ہی اس حویلی کی سب سے چھوٹی پوتی کی رخصتی کی تیاریاں اپنے عروج پر جاری تھی۔۔

کل رات اس لان میں جہاں پر آرش ہوش و حواس سے بیگانہ تھا صبح اسی لون میں رخصتی کی تیاریاں پورے جوش و خروش سے جاری تھی۔۔ ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف بے انتہا بھاگ دوڑ میں لگا ہوا تھا۔۔

ایسے میں وہ صرف ایک ہی کمرہ تھا جہاں پر اندھیرے کا راج تھا اور اپنے بیڈ پر لیٹھا وہ وجود انکھیں کھولے چھت کو گھور رہا تھا۔

کل رات اسے کمرے میں لانے والا اس کا ذرم لالا تھا۔

اس کا لالا تو اسے ہاسپٹل لے کر جانا چاہتا تھا لیکن اس کی ضد کی وجہ سے وہ اس وقت کمرے میں ہی لیٹا تھا۔۔۔ طبیعت خرابی کے باعث وہ اٹھ کر باہر جانا چاہتا تھا۔۔۔ تیاریوں میں سب کا ہاتھ بٹانا چاہتا تھا لیکن اس کے جسم نے بھی شاید اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

تم ٹھیک ہونا اب اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں؟؟ وہ سوچو میں ہی گھوم تھا کہ زرم خانزادہ کمرے کے اندر داخل ہوتے بولا۔

اوہ لالا اپ تو بالکل بچوں کی طرح مجھے ٹریٹ کر رہے ہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ اور اپ کی ضد کی وجہ سے یہاں پر لیٹا ہوا ہوں ورنہ ابھی تک میں باہر اپ کی رخصتی کی تیاریوں میں مگن ہوتا۔ نارمل سے لہجے میں جواب

دیا گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے لالا کا اتنا پیور ٹنٹ دن
خراب ہو جائے۔۔

نہیں تم تیاریاں نہیں کرو صرف اس وقت صرف آرام کرو۔۔ ابھی میں
تمہارے لیے ناشتہ بھجواتا ہوں اور اس ناشتے سے ایک ذرہ بھی مجھے پلٹ
میں دکھائی نہیں دینا چاہیے۔۔ سارا پلٹ ہی تم نے صاف کیا ہوا ہونا
چاہیے۔۔ ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔۔ اس بار دھمکی دی گئی۔۔
ٹھیک ہے لالا۔۔

آرٹھ نے بھی اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلاتے اپنے لالا کی بات
مانی۔۔

زرم نے ہاں میں سر ہلایا اور وہ اس کے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ اور ملازمہ
کو خاص ہدایت دی کہ وہ اسے ناشتہ کروائے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

آپی یار یہ کتنا بھاری ڈریس ہے۔۔ اس کو کس طرح سے میں پہنوں گی۔۔
دیکھیں تو صحیح یہ تو میرے وزن سے بھی زیادہ ہے۔ مجھے پکا یقین ہے کہ
اس کو پہن کر میں ایک دو بار ضرور گروں گی۔۔

مہزلہ اس وقت اور زلہ کے کمرے میں بیٹھی اسے ڈریس کے بارے میں بتا
رہی تھی۔۔

گڑیا یار کیا ہو گیا ہے ساری لڑکیاں ہی اپنی شادی پر ایسے ہی کپڑے پہنتی
ہے تم انوکی تو نہیں ہو یار۔۔ پیار سے سمجھایا گیا۔۔
ٹھیک ہے میں مانتی ہوں کہ میں انوکی نہیں ہوں لیکن کمزور تو ہوں نا۔۔
اتنے بھاری ڈریس کو میں کیسے کیری کروں گی اپ خود سوچیں یار۔۔ ابھی
بھی دہائیاں عروج پہ تھی۔۔

ناٹک بند کرو تھوڑا ہی ٹائم رہ گیا ہے۔۔ پولرو والی جیسے ہی اتی ہے تم نے تیار
ہونے کے لیے بیٹھ جانا ہے۔۔ جب پیار سے کام نہیں چلاتو اس بار گھوری
سے نواز ا گیا۔۔

مجھے نہیں کرنی شادی جائیں بھئی۔۔ ایک تو میری شادی ہے بجائے آپ کو
مجھ سے پیار پیار سے بات کرنا چاہیے تھی۔۔ آپ الٹا مجھے ہی ڈانٹ رہی ہے
اور گھور بھی رہی ہے۔۔ میں ملیر لالا سے آپ کی شکایت لگاؤں گی۔۔ آپ
بہت بدل گئی ہیں آپ۔۔

نروٹھ پن سے کہتے کہتے آخری الفاظوں میں نمی سی اس کے لہجے میں ابھر
اٹی تھی۔۔

اوو میری گڑیا رونے مت لگ جانا یار۔۔ اور میں کیوں بدلوں گی خود تو
سوچو تم بھی مجھے تنگ کر رہی ہونا۔۔ ساری لڑکیاں اپنی شادی پر ایسے ہی
کپڑے تو پہنتی ہے۔۔ اب اگر آپ یہ کپڑے نہیں پہنیں گی تو کیا پہنیں گی
مجھے بتادے۔۔ زرم لالانے کتنے پیار سے آپ کے لیے یہ کپڑے خریدے
ہیں اگر آپ اس طرح نہیں پہنیں گی تو ان کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔

اور جو ڈریسز میں نے اپنے لیے لیے ہیں اس کا میں کیا کروں گی پھر؟؟ وہ
بھی تو میں نے کتنے شوق سے لیے تھے کہ میں اپنی شادی پر یہ کپڑے
پہنوں گی۔۔

میری جان وہ کپڑے شادی کے نہیں تھے وہ شادی کے بعد پہننے والے تھے
اپ شادی کے بعد وہ سارے کپڑے پہن لینا ٹھیک ہے۔۔
اور زلہ نے اسے پیار سے ساری بات سمجھائی تو تب جا کر وہ مانی تھی۔۔
اب جاؤ جلدی سے نہاؤ ڈریس پہن کر اوتب تک پالروالی بھی اجائیں گی اور
پھر تیار بھی تو ہونا ہے نا۔۔

اور زلہ نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسا دیا تو مہزلہ بھی ہاں میں سر ہلاتی
اپنی آپنی کے گال کو چومتی واش روم کے اندر بھاگ گئی۔۔
مہزلہ کے جاتے ہی اور زلہ کے چہرے پر سنجیدگی درائی تھی۔۔ عجیب سی
بے چینی نے اسے آہستہ گھیرا تھا۔۔ نہ جانے کیوں لیکن اس کا دل برے
ہی انداز میں دھڑک رہا تھا۔۔

کچھ نہیں وہ بس ٹھیک ہونے کی دعائیں ہی کر سکتی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

اج پھر زرم خانزادہ کی بے چینی عروج پر تھی۔۔ اپنی جان لیوا تیاری سے
بے خبر وہ اج پھر بے چینی سے سیٹج کے صوفے پر بیٹھا اپنی لیٹل فیری کا
انتظار کر رہا تھا۔۔

اسے بالکل بھی کوئی بھی فرق نہیں پڑ رہا تھا نہ جانے کتنی ہی نظریں تھی جو
رشتک بھری اسے ہی دیکھنے میں مگن تھی۔۔ لیکن وہ سب سے بے نیاز
صرف اور صرف اپنی فیری کے انتظار میں تھا کہ کب وہ ائے اور اس کے
تڑپتے بھڑکتے ہوئے دل کو سکون ملے۔۔

اوہو لالا کیا ہو گیا ہے اہہ جاتی ہے ابھی میری گڑیا۔ اتنی بھی کیا بے
چینی۔۔ برلاس اور بصیر بلا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے دے سکتے تھے
کسی کو تنگ کرنے کا۔۔ یہاں پر بھی دونوں ٹپک پڑے تھے۔۔

تم دونوں اپنی اپنی شکلیں یہاں سے گم کرو میں نہیں چاہتا کہ میرا اتنا
امپورٹنٹ دن تم دونوں کی وجہ سے خراب ہو۔۔۔ زرم نے بھی ٹکاسا جواب
دیا۔۔

وہ دونوں منہ کھولے حیرت سے زرم کو دیکھنے پر مجبور تھے۔۔ کہ ایسا یہ ان کا
وہی لالا ہے ناجوان سے ہمیشہ نرمی سے پیش آتا تھا۔۔

بصیر لالا پہلے میں نے سنا تھا کہ جب آپ کے بڑے لالا کی شادی ہوتی ہے تو
وہ بدل جاتے ہیں۔۔ لیکن یہاں پر تو ہمارے بڑے لالا کی جیپ ہی نرالی
ہے وہ تو شادی سے پہلے ہی اپنے رنگ ڈھنگ بدلے ہوئے ہیں۔۔

مجھے لگتا ہے کہ ہمارے لالا تو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے اب ہمیں اپنا اپنا
انتظام کرنا پڑے گا۔۔ لہجے میں بے انتہا افسوس لاتے ہوئے بصیر سے دکھ
سے کہا گیا تھا۔۔

بصیر اور برلاس اس وقت ایک جیسی سیم ڈریسنگ میں ملبوس اپنی آنکھوں
میں بے انتہا کی شرارت لیے پورے ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔۔

ان دونوں کی باتوں میں زرم کو ذرا برابر بھی کوئی بھی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔
وہ تو بس بے چینی سے بیٹھا اپنی فیری کا انتظار کر رہا تھا۔

لالا ابھی ایک گھنٹہ انتظار کر لیں اپنی ان پیاسی نظروں کو بتائیں کہ اپ کی
فیری ایک گھنٹے سے پہلے نہیں آنے والی۔۔۔ افرال وہ دلہن ہے اور تیاری کا
اتنا حق تو ہے نہ ان کے پاس کہ وہ دو سے تین گھنٹے لگا کر تیار ہوں اپ کے
لیے۔۔۔ دوبارہ سے بصیر کو شرارت سو جی تو وہ دوبارہ سے اپنا منہ کھول
بیٹھا۔

اس بار زرم نے دونوں کو خطرناک گھوری سے نوازا۔۔۔ تو دونوں اگلے ہی
پل سیٹج سے بالکل آلہ دین کے جن کی طرح غائب ہوئے تھے۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

تم یہاں پر لڑکیوں کی سائیڈ پر کیا کر رہے ہو۔۔۔ جاؤ جہاں پر لڑکے ہیں وہاں
جاؤ۔۔۔ زرش جو سائیڈ پر صوفے پر بیٹھی جو س پینے میں مصروف تھی۔۔۔

کچھ لڑکیوں کو اپنے ہی جان کو تاڑتے دیکھ کر وہ جلدی اوٹھتی بصیر کے پاس پہنچتی اسے بے حد غصے میں گھورتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

ارے ارے میری پٹاخہ بیوی کیوں جوالہ مکی کی طرح منہ سے اگ کے شعلے برسا رہی ہو۔۔ بصیر نے اس کے خوبصورت سراپے کو بلیک کلر کے لانگ فرائک میں قید دیکھتے ہوئے کہا۔۔

فلحال مجھے یہاں پر تم سے کوئی بھی بحث نہیں کرنی۔۔ اور نہ ہی میرا موڈ خراب کرو۔۔ جاؤ لڑکوں کی سائیڈ پر۔۔ اور جب تک فنکشن ختم نہ ہو میں تمہیں لڑکیوں کی سائیڈ پر دندناتے ہوئے نہ دیکھوں۔۔ زریش نے اس بار اپنے لفظوں پر خاصا زور دیتے کہا۔۔

اوہو دیکھو تو صحیح کسی کے لہجے میں جلن کی بدبو ارہی ہے۔۔ ادھر ادھر نظر گھماتے بصیر خانزادہ نے خاص شرارت بھرے لہجے میں کہا۔۔

جلنے کی کیا اب تمہیں سڑنے کی بدبو بھی ائے گی۔۔ اگر دو سیکنڈ سے پہلے تم یہاں سے غائب نہ ہوئے۔۔ تو کوئی بعید نہیں ہے کہ سارے لوگوں

اور لڑکیوں کے سامنے میں تمہیں بیٹنا شروع کر دوں۔۔ اور ویسے بھی
میرے لالا کی شادی ہے میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی گڑ بڑ ہو۔۔ اسی لیے
سیکنڈ سے پہلے نکلو یہاں سے۔۔ زریش نے اس بار اس کے قریب ہوتے
اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے کہا۔۔

تو بصیر نے بھی جانے میں ہی عافیت جانی۔۔

بصیر کو لڑکوں والی سائیڈ پر جاتا دیکھ کر اس نے گہری سکون بھری سانس
بھری تھی۔۔ دوبارہ سے ان لڑکیوں کی طرف دیکھتے ان کو بھی ایک
گھوری سے نوازتے۔۔ دوبارہ سے جا کر صوفے پر بیٹھ کر اپنے جوس کو
انجوائے کرنے لگ گئی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

گل ذرا سائیڈ پر آکر میری بات سننا۔۔

بصیر کے جانے کے بعد وہاں پر برلاس نمودار ہوا۔۔

جی ٹھیک ہے چلیں۔۔

ہماری گل صدا کی معصوم اس کے ساتھ چلتی بنی۔۔

اسے انتہائی کھونے والی جگہ میں لا کر جہاں پر لوگ نہ ہونے کے برابر
تھے۔۔۔ برلاس نے جکھتے اس کے معصوم سے سرخ گال پر اپنے لب
رکھے۔۔

گل تو حیرت سے اپنی آنکھوں کو مزید بڑا کیے برلاس کو دیکھتے ہی چلی
گئی۔۔۔ آخر اتنے بولڈ انداز کی اسے کہاں امید تھی کہ وہ کمرے سے باہر
بھی ایسی حرکت کرے گا۔۔

یہ یہ اپ کیا کر رہے ہیں کوئی اجائے گا پلیر جائیں یہاں سے۔۔ کانپتے لہجے
میں التجا کی گئی۔۔

چلا جاتا اگر تمہاری یہ معصومیت مجھے اپنی طرف اٹریکٹ نہ کرتی۔۔۔ میں
کیا کروں اس میں تو میرا کوئی بھی قصور نہیں ہے تم ہو ہی اتنی
خوبصورت۔۔

برلاس ابھی بھی اسے تنگ کرنے سے باز نہ آیا۔۔

جاؤ یہاں سے پلیز۔۔ دوبارہ سے انکھوں میں نمی لیے التجا کی گئی۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی اسے دیکھ نہیں۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں اتنی گھبرا کیوں رہی ہو۔۔ حق حلال کی بیوی ہو تم میری۔۔ تمہارا بوائے فرینڈ تو نہیں ہوں جو اتنا ڈر رہی ہو۔۔ برلاس نے ذرا سا اسے گھورتے کہا۔۔

جو بھی ہو لیکن فی الحال اپ جائیں یہاں سے اس وقت۔۔

چلا جاؤں گا لیکن بعد میں پھر تم ہی مجھے مس کروں گی۔۔

کیسے باتیں کر رہے ہیں آپ میں نے آپ کو صرف دوسرے مردوں والی سائیڈ پر جانے کے لیے کہا ہے۔۔

کہتے ہی گل کی انکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے انسو بہنا شروع ہوئے۔۔

ہے ہے ہے میری جان رو کیوں رہی ہو۔۔ میں نے تو بس

ایسے ہی مذاق میں کہہ دیا۔۔ اور میں بلا کہاں جاؤں گا اپنی چھوٹی سی گل کو

چھوڑ کر۔۔ میں بھی تو مردوں والی سائیڈ پر جانے کے لیے ہی کہہ رہا

تھا۔۔ کہ بعد میں تو مس کرو گی پھر۔۔ اسے روتا دیکھ کر تو برلاس کی جان پر بنی۔۔ جلدی سے اسے اپنی بات کی وضاحت دی تھی۔۔ وہ جانتا تھا کہ گل اس کے معاملے میں کتنی حساس ہے اس کے بعد بھی ایسی بے وقوفی سر انجام دینا وہ اپنی عقل کو کوس کر رہ گیا تھا۔

اچھائی ایم ریلی سوری میری چھوٹی سی جان مجھے معاف کریں گے۔۔ اسے چپ نہ ہوتے دیکھ آخر میں برلاس کو یہی معافی مانگنی پڑی۔۔ ٹھیک ہے اب آپ جائیں گل نے بھی سنبھلتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے کہا۔۔

تو بلاس نے جھکتے اس کے خم انکھوں پر اپنے لب رکھے اور عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

میری جان اتنا رونے کی ضرورت نہیں ہے اتنی آسانی سے میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔

میں تو ہمیشہ ہی آپ کے پلو سے بند کر رہنا چاہتا ہوں۔۔ لیکن ایک آپ ہی ہیں جو آپ مجھے اپنے پیچھے گھمانا نہیں چاہتی۔۔ برلاس نے شرارت بھرے انداز میں کہا تو اس کے انداز کو دیکھ کر گل کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر برلاس خانزادہ کو یہ منظر دنیا کا حسین ترین منظر لگا تھا۔۔

بہت پیاری ہو تم۔۔ کہتے ہی شدت بھرے انداز میں اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

جس پر گل بوکھلائی تھی۔۔

کیا کر رہے ہیں آپ کوئی اجائے گا آپ کا بیڈ روم نہیں ہے یہ۔۔

تو پھر ٹھیک ہے میری جان چلیں پھر بیڈ روم میں چلتے ہیں۔۔

اب باز نہیں اسکتے اپنی شرارت سے۔۔

میں بازاجاؤں گا تو میری جان کے چہرے پر یہ مسکراہٹ کہاں سے دیکھنے کو ملے گی؟؟

اچھا ابھی تو جائیں نا اگر کسی نے اپ کو یہاں پہ میرے ساتھ دیکھ لیا تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔

کچھ بھی نہیں ہو گا میری جان سب ہی جانتے ہیں کہ ہم کیل ہے بہت سویٹ سے لورز ہیں۔۔۔ اور ہم یہاں پر کھڑے رومانس کر رہے ہیں بس اتنا ہی سوچنا ہے۔۔

برلاس نے بے حد سفاکی سے اس کے سامنے نقشہ کھینچا تو گل کی پوری انکھیں کھل گئی تھی۔

اپ نے تو یہاں سے جانا نہیں ہے میں ہی چلی جاتی ہوں۔۔ اس بار گھورتے ہوئے برلاس کے دونوں سینے پر ہاتھ رکھے اسے تھوڑا سا دور کیا اور ساتھ ہی وہ جھپک سے وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔۔

ہے ے ے چلی بھی گئی۔۔ برلاس جب تک خود کو سنبھالتا اور دوبارہ
سے اس کی طرف دیکھنا چاہتا تو وہاں سے غائب تھی۔۔
مسکراتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بھی مردوں والی سائیڈ پر چلا گیا
تھا۔۔

ریڈ کلر کا برائیڈل فرائک پہنے،، چہرے پر برائیڈل میک اپ اپلائی کیے،،
دوپٹے کو خوبصورتی سے بالوں کے جوڑے پر ٹکائے ہاتھوں میں بھر بھر کر
چوڑیاں پہنے نازک سے گلے میں بھاری گولڈ کانیکلس پہنے ساتھ ہی بھاری
بھاری ایر رنگز پہنے وہ اپنے کانوں پر ظلم کی انتہا کر رہی تھی۔۔

مہزلہ کی حالت بس رو دینے والی تھی۔۔ اس پر ٹوٹ کر روپ ایا تھا۔۔ اس وقت وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ کہ کوئی بعید نہ تھی ذرم اسے دیکھتا اور وہ اپنے ہوش و حواس ہی گواہ بیٹھتا۔۔

مہزلہ کی روہانسا حالت کو دیکھتے اور زلہ بھی پریشان تھی۔۔

کیا ہو گیا ہے میری جان تھوڑی سی دیر کی ہی تو بات ہے اس کے بعد اپ چنچ کر لینا۔۔ پیار سے اسے اور زلہ نے سمجھایا۔۔

آپی اپ تھوڑی دیر کی بات کر رہی ہیں مجھے یہ سمجھ نہیں رہا کہ اس فراق کے ساتھ میں سٹیج تک کیسے جاؤں گی۔۔ اب تو باقاعدہ طور پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے۔۔

میں ملبار لالا اور برلاس لالا کو بلا دیتی ہوں وہ دونوں تمہیں لے جائیں گے نا۔۔ اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔۔

اور زلہ ہنوز اسے نرمی سے سمجھا رہی تھی جانتی تھی کہ بات ساری ڈریس کی نہیں ہے اس کا دل ہی اندر سے بھرا ہوا ہے یہ دن ہر لڑکی پر اتا ہے اس پر

نہیں آیا تو کیا ہوا اس کی نصیب ایسی۔۔ لیکن دوسروں کی فیلنگز وہ اچھے سے سمجھ سکتی تھی۔۔

آپی پتہ نہیں کیوں مجھے رونا رہا ہے اور بار بار مجھے مورے کی یاد آرہی ہے۔۔ اس بار دل میں کہی بات زبان پر لاتے وہ باقاعدہ طور پر رونا شروع کر چکی۔۔۔

میری جان پولروالی نے اتنی محنت سے اپ کا میک اپ کیا ہے اب اگر اپ روئیں گی تو سارا خراب ہو جائے گا۔۔ جانتی ہوں کہ اپ کو مورے کی یاد آرہی ہے اپنے اتنے خاص دن پر لیکن اپ رو نہیں میں اپ کے پاس ہوں نا۔۔ اپنے انسوں پر ضبط کرتے اسے سمجھایا گیا۔۔ اس وقت وہ بخوبی ایک بڑی بہن ہونے کا فرض نبھا رہے تھے۔۔

مہزلہ نے غور سے اپنی بہن کو دیکھا تھا جو ہلکے سے پستہ کلر کے شلوار قمیض پہننے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے دوپٹے کو نفاست سے سر پر سجائے سادہ سادہ سی ہی اس کے رخصتی میں شامل تھی۔۔

آپی مورے کی یاد ایسی ہے کہ ایک پل کے لیے بھی بیٹیوں کے دل سے
نہیں نکل سکتی۔۔ اگر آپ کہتی ہیں کہ میں نہ روؤں تو ٹھیک ہے میں نہیں
روتی۔۔ مہزلہ نے اس بار سمجھداری سے کہا۔۔ کیونکہ وہ اپنی آپنی کے
چہرے پر تھکن صاف طور پر دیکھ سکتی تھی۔۔

ہاں میری جان میری بہن تو بہت سمجھدار ہو گئی ہے۔۔ جھکتے اس کے ماتھے
پر بوسہ دیتے کہا۔۔

اور نہیں تو کیا؟؟ میں تو شروع سے ہی سمارٹ ہوں بس آپ کو نظر ہی نہیں
اتی میں۔۔ اس بار اپنی آپنی کے موڈ کو فریش کرنے کے لیے اس نے گردن
اکڑا کر کہا۔۔

آپی آپ تیار کیوں نہیں ہوئی اسی طرح سادگی میں جائیں گی آپ۔۔ مہزلہ
نے سوال پوچھا۔۔

میری جان آپ کو پتہ تو ہے کہ مجھے کوئی خاص اتنا شوق نہیں ہے میک آپ
وغیرہ کا اور ویسے بھی میں نے نیوڈریس پہنا ہے بال بنائے ہیں نیو سلپرز

بھی پہنے ہیں۔۔ کیا آپ کو میری اتنی تیاری نظر نہیں آرہی یہ سادگی میں
ہے کیا۔۔ میں ایسی ہی ٹھیک ہوں۔۔ لیکن آج تو ہماری برائیدل بہت ہی
قیامت خیز لگ رہی ہے۔۔ اور زلہ نے اسے اپنی بات کی صفائی دی ساتھ
ہی ساتھ وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے شرارت سے اسے چھیڑ
بیٹھتی۔۔

ظاہر سی بات ہے بہن کس کی ہوں میں۔۔ اس بار پہلے سے بھی زیادہ
گردن اکڑا کر سوال کا جواب دیا گیا۔۔

مہزلہ اور اور زلہ نے ایک دوسرے کے چہرے کی طرف دیکھا تو بے ساختہ
ہی کمرے میں ان دونوں کے دلکش قہقہے گونجنے لگے۔۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ میری بہنوں کو اسی طرح سے خوش رکھے۔۔ ہنسنے کی
آواز سنتے ملیار کمرے میں داخل ہوتے بولا۔۔

ہاں لا لا شکر ہے اپا گئے ہیں اب سنبھالے اپنی گڑیا کو مجھے تو اس نے تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔۔ ملیار کے آنے کی دیر تھی اور زلہ نے مہزلہ کی ساری شکایتیں اس کے سامنے کھول دی۔۔

کیوں کیا کر دیا ہے میری بہن نے اتنی پیاری تو لگ رہی ہے۔۔ ملیار نے کہتے کل کی طرح اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی بالکل کل والا عمل دہراتے اس کی نظر اتاری تھی۔۔ اور اس کے سر سے ڈھیر سارے پیسیوں کو وارتے ہوئے پیار بھری نظروں سے اپنی دونوں بہنوں کی طرف دیکھا تھا۔۔

چلو اب جلدی کروادھر تمہاری دلہے میاں کا انتظار ختم نہیں ہو رہا۔۔ بے چین روح کی طرح پورے ہال میں وہ ادھر سے ادھر تڑپتا ہوا گھوم رہا ہے۔۔ ملیار نے شرارت آمیز انداز سے کہا تو بے ساختہ ہی مہزلہ کا دل دھڑکا۔۔ زرم کے بارے میں سوچ کر ہی اپنی ہتھیلیاں پسینے سے بیگتی محسوس ہوئی۔۔

دوسری طرف اور زلہ نے صرف مسکرا نے پر ہی اکتفا کیا۔

جی چلے لالا یہ تو ریڈی ہے بس ہم اپ کا ہی انتظار کر رہے تھے برلاس لالا کہاں پر ہے؟؟ اور زلہ نے کہا ساتھ ہی وہ برلاس کے بارے میں بھی پوچھ بیٹھی۔

یہاں پر کہیں میرے بارے میں بات تو نہیں ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ ملیار اور زلہ کو برلاس کے بارے میں کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھولتے ان کے درمیان اتنے شوخی سے بولا۔

نہیں اپ کون ہیں ہم تو اپنے برلاس لالا کے بارے میں بات کر رہے تھے ہے نا آپ۔۔ مہزلہ نے نادانی کا اظہار کرتے ساتھ اپنی آپ کو بھی گھسیٹا۔ چپ کر و میرے بھائی کو ہر وقت تنگ کرتی رہتی ہوا اتنا معصوم سا بھی چارہ سا تو ہے۔ اور زلہ اس کی شرارت سمجھتی اس کا ساتھ دینے کے بجائے برلاس کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے بولی۔

اور برلاس کی شکل تو واقعی میں ہی دیکھنے کے قابل تھی۔۔۔ اور زلہ نے جیسے ہی کہا کہ معصوم اور بیچارہ اساد کھتا ہے اگلے ہی پل برلاس کے چہرے پر معصومیت سے بھرپور بیچارے کے تاثرات صاف طور پر دکھائی دے رہے تھے۔۔

جنہیں دیکھتے ہوئے ان تینوں نے بے حد مشکل سے اپنی مسکراہٹ کو دبائے رکھا۔۔

مہزلہ کا توفیقہ چھوٹے چھوٹے بچا تھا۔۔

اپ تینوں مجھ پر ہنس رہے ہیں۔۔ میں تو پہلے سے ہی جانتا تھا کہ میں ہوں ہی سوتیلا۔۔ تینوں اپنے اپنے خوشیوں میں مگن رہتے ہیں اور مجھے تو کوئی کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے۔۔ اس بار تو لگتا تھا کہ برلاس نے واقعی ہی ساری بات دل پر لے لی ہے اسی لیے سنجیدہ سے تاثرات سے ان تینوں کو دیکھتے کہا۔۔

ایسی بات نہیں ہے یا تم تو ہماری جان ہو ملیار نے اگے بڑھتے اپنے چھوٹے
بھائی کو گلے سے لگایا۔

چلو اب جلدی کرو زیادہ دیر ہو جائے گی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ذرم لالا
یہیں کمرے پر ہی نہ اجائے۔۔ برلاس نے اس بار شرارت سے کہا تو
اور زلہ اور ملیار کا تو قہقہہ گونجا تھا اور مہزلہ صرف اسے گھور ہی سکی۔۔
ہاں ہاں چلو چلو۔۔ سب نے یک آواز ہوتے کہا اور ساتھ ہی وہ لوگ مہزلہ
کو لیے چل دیے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل ہوتی جا رہی تھی۔۔ لیکن اس کی چھوٹی
سی برائیڈل تھی جو انے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ یا پھر وہ جان بوجھ کر
ہی اس کو انتظار کروا رہی تھی۔۔

لیکن وہ چھوٹی سی برائیڈل کہاں جانتی تھی کہ یہ انتظار اس کے لیے ہی کافی
مہنگا پڑنے والا ہے۔۔

اس سے پہلے کہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا وہ اٹھ کر اندر جا کر مہزلہ کو خود ہی اپنی باہوں میں اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف لے کر جاتا مہزلہ ایک طرف اور زلہ اور دوسری طرف زریش کے جھرمٹ میں اسے اپنی طرف اتی ہوئی دکھائی دی۔۔

بے ساختہ ہی اس کی آنکھیں چندیا گئی۔۔۔ آج سے پہلے اپنی چھوٹی سی فیری کو
اس نے اتنے ڈارک میک اپ میں بلا کب دیکھا تھا۔۔۔ وہ تو اس کے
خوبصورتی کا اسیر تھا لیکن اب ذرم کو لگ رہا تھا کہ وہ اس کے اس روپ کا
بھی دیوانہ ہوتا جا رہا ہے۔۔

ذرم محسوس کر سکتا تھا وہ بے انتہا مشکل سے اپنے قدم بڑھاتے اس کی طرف ارہی تھی۔۔ بے ساختہ ہی اسے اپنی جان پر پیار اور ترس دونوں بیک وقت آیا۔۔

پیار اسی لیے کہ وہ اس کی خواہش کے مطابق اسی برائیڈل فراک کو پہنے بے
انتہا مشکل سے اس کی طرف ارہی تھی۔۔ اور ترس اسی لیے کہ اس کی

چھوٹی سی جان پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی۔۔۔ اتنا بھاری بھاری سب کچھ وہ پہنے ہوئے زرم کو سیدھا اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔۔

زرم اسے اپنے نزدیک پہنچتا دیکھ سٹیج سے اٹھا اور دو سے تین قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے وہ آگے گیا اور مہزلہ کو برائیڈل سٹائل میں گود میں اٹھاتے وہ سٹیج کی طرف خود لے آیا۔۔

اس کے اس عمل کو دیکھتے سارے خاندان بے حد حیران ہوئے تھے۔۔ ان لوگوں نے بلا اپنے لالا کا یہ روپ کب دیکھا تھا۔۔ وہ تو ہمیشہ اپنے لالا کو بس سنجیدہ سے تاثرات میں ہی دیکھ پائے تھے۔۔

لان میں لڑکیوں کی فل ہوٹنگ ہوئی تھی اور آج بھی کل کی طرح ہی مہزلہ سب کے سامنے شرمندہ ہو گئی تھی آنکھوں کو نیچے جھکائے ہی وہ زرم کے پہلو میں بیٹھی تھی۔۔

اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔

اور زرم تو اسے اس روپ میں دیکھ کر ہی اپنے آپ پر سے آپا کھو بیٹھا تھا۔
اسے بس تھا کہ کسی بھی طرح سے فنکشن ختم ہو اور وہ اسے لے کر کمرے
میں جائیں اور وہ لوگ ڈھیر ساری باتیں کریں۔

کیا ہوا ہے کانپ کیوں رہی ہو ریلیکس ہو جاؤ۔۔ زرم نے پیار سے اس کے
ہاتھ کی پشت کو انگوٹھے سے سہلاتے کہا۔

نہیں نہیں تو میں میں ٹھیک ہوں۔۔ لڑکھاتے لہجے میں اپنی طرف سے
مطمئن کرنا چاہا۔

میری جان میں بھی جانتا ہوں کہ آپ ٹھیک ہیں میں بس اسی لیے کہہ رہا
ہوں کہ ریلیکس ہو جائیں کانپ کیوں رہی ہیں یار۔۔ میں کھاتھوڑی نہ رہا
ہوں اپنی چھوٹی سی فیری کو۔

جی۔۔۔ مہزلہ صرف اتنا ہی کہہ پائی۔

فیری آپ تو کل سے زیادہ آج پیاری لگ رہی ہے۔

روحان سٹیج پر اتنے کھلے دل سے اپنی بڑی کی تعریف کرتے بولا۔

ظاہر سی بات ہے بیوی کس کی ہے وہ۔۔ زرم نے بھی فخر سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے کہا۔۔

اپ کی بیوی ہوتی تو شاید اتنی پیاری نہ ہوتی یہ میری ماما ہے اسی لیے اتنی پیاری ہے۔۔ روحان بھی بلا کہا کم تھا اپنے باپ سے۔۔ تھا تو وہ زرم کا بیٹا ہی نا۔۔

جاؤ یہاں سے ابھی تو ٹھیک سے رخصتی بھی نہیں ہوئی اور تم نے اپنا حق جمانا شروع کر دیا ہے میری بیوی پر۔۔ زرم نے گھور کر اپنے چھوٹے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔ کہنے کو تو وہ چار سال کا تھا لیکن باتیں اس کی بالکل 14 سالہ لڑکے کی ہوتی تھی۔۔

مہزلہ تو بس بے بسی سے ان دونوں باپ اور بیٹے کی باتیں ہی سن رہی تھی جو وہ دونوں اس کے ذات کے منسلک ہی لڑ رہے تھے۔۔

اچھا جاؤ یہاں سے مجھے میری بیوی کے ساتھ وقت گزارنے دو۔۔ زرم نے جان بوجھ کر اپنے بیٹے کو تنگ کرتے کہا۔۔

کیوں میں کیوں جاؤں یہاں سے اپ جائیں یہاں سے یہ میری ماما کا ٹائم ہے۔۔۔ روحان نے دو بد جواب دیا۔۔

چپ کر جائیں اپ دونوں کیا کر رہے ہیں۔۔ یہ وقت لڑائی کرنے کا ہے۔۔ مہزلہ ان دونوں کو خود پر لڑتا دیکھ کر اپنی ساری شرم و حیا کو بلائے طاق میں باڑ میں پھینکتے ہوئے بولی۔۔

ہاں تو تم صرف میری ہو یہ اپنے اس چھوٹے سے بیٹے کو سمجھا دو۔۔

نہیں بڑی اپ صرف میری ہے اپ اپنے شوہر کو سمجھا دے یہ بات۔۔

ان دونوں کی باتوں کو سن کر مہزلہ اپنا سر تھام کر رہ گئی تھی۔۔

اب اگر اپ دونوں میں سے کسی نے کچھ بھی کہا تو میں واقعی میں ہی رودوں

گی۔۔ مہزلہ نے دھمکی دی اور اس کی دھمکی کا راند ثابت ہوئی واقعی میں وہ

دونوں ہی اگلے ہی پل چپ کر گئے تھے۔۔

آخر مہزلہ کے رونے سے کون واقف نہیں تھا جب وہ رونے لگتی تو دونوں

ہی بوکھلا جاتے۔۔ اس کے انسو تو دونوں میں سے کسی کو بھی گوارا نہیں

تھے۔۔ چاہے پھر وہ ذرم کی لٹل فیری ہو یا پھر روحان کی چھوٹی سی ماما پلس
بڑی ہو۔۔

اچھا اچھا پاپ روئے نہیں ہم کچھ بھی نہیں کریں گے ہے نا بابا۔۔ روحان
نے جلدی سے شریف بنتے جواب دیا ساتھ ہی ساتھ اپنے باپ کو بھی
گھسیٹا۔۔

اگر باتیں ختم ہو گئی ہو تو کچھ کھانا نہیں ہے۔۔ اس سے پہلے کہ ذرم روحان
کو کوئی جواب دیتا زریش سٹیج پر اتی بولی۔۔

لالا میں اپ کی ہی بہن ہوں نا اور میرے لالا کی شادی ہو رہی ہے؟؟
زریش نے بات بول کر اپنے لالا کی تاکید چاہی۔۔

اور ذرم اسے نہ سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

کیا ہوا ہے گڑ یا سب کچھ ٹھیک تو ہے نا۔۔ ذرم بے حد پریشان ہوتا اٹھ کر
اپنی بہن کے پاس کھڑا ہوا۔۔ اور اسے سینے سے لگاتے اس کے ماتھے کو پیار
سے چوما۔۔

جی جی لالا سب ٹھیک ہی ہے میں بس ایسے ہی آپ سے پوچھنے آگئی۔ اتنے
پیار پر زرش کو اپنی آنکھوں میں نمی اترتی محسوس ہوئی۔

اس کالالا واقعی میں ہی دنیا کا سب سے بیسٹ لالہ ثابت ہوا تھا۔ آج اگر
زش اس مقام پر تھی اور دنیا والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب
دے سکتی تھی۔ اور اپنا حق دوسروں کے حلق سے کھینچ کر کیسے نکالنا ہے
بخوبی زرش کو آتا تھا تو یہ سب صرف اور صرف اس کے لالا کی وجہ سے ہی
تھا۔

تو میری بہن رونے کی کیا ضرورت ہے آپ کالالا ہے نا ہمیشہ آپ کے
پاس۔۔ زرم نے پیار سے اس کے گالوں پر لٹکتے ہوئے آنسوؤں کو صاف
کیا۔

اور زرش بھی مسکراتی دوبارہ سے اپنے لالا کے سینے پر سر رکھ گئی۔
دور سے یہ منظر دیکھتے ہوئے نہ جانے کیوں گل کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں
کی مانند اس کے گالوں پر بہتے چلے گئے۔

کاش کاش اس کا بھی کوئی بھائی ہوتا اور وہ بھی اسی طرح اس سے لاڈ کرتا۔
اس سے باتیں کرتا اس کے نخرے اٹھاتا سب کے سامنے اسے ڈیفینڈ کرتا۔
گل احساس کمتری میں مبتلا ہوتے سائیڈ پر جاتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی
تھی۔۔

انج تک اسے اللہ سے کوئی شکوہ نہ تھا کیونکہ وہ یتیم خانے میں اپنے بچپن کے
ساتھ ساتھ جوانی کا ایک حصہ بھی وہاں پر گزارائی تھی۔۔ لیکن اب اتنے
لوگوں کے بیچ اکرا اور ان لوگوں میں پیار دیکھ کر گل کو بھی رشتے چاہیے
ہوتے تھے اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ رو پڑتی تھی۔۔

اسے بھی ملیار اور زرم جیسا بھائی چاہیے تھا جو اپنی بہنوں پر اپنی جان
چھڑکتے تھے۔۔

اپنے انسوؤں کو صاف کرتی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتی وہ دوبارہ سے
سب کے بیچ چلی آئی۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کے برلاس کا موڈ آف ہو جائے۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

عنایہ میری جان طبیعت ٹھیک ہے نا پ کی۔۔ پین تو نہیں ہو رہا کہی کمر کا درد ٹھیک ہے نا۔۔ ملیار فنکشن کے سٹارٹ ہوتے ہر دو منٹ کے بعد یا تو عنایہ کو میسج کر کے پوچھتا یا پھر خود آکر اس سے پوچھتا۔۔

ملیار میں بالکل ٹھیک ہوں کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ مورے ہیں نا وہ تو مجھے کچھ کھٹا سا کھانے بھی نہیں دے رہی۔۔ وہاں دیکھے اتنے مزے کے گول گپے ہیں لیکن مورے نے مجھے یہاں اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے۔۔ پلیز آپ مجھے وہاں اپنے ساتھ لے کر چلے نا۔۔

عنایہ نے اس کے اتے ہی اپنے مورے کی شکایت کی ساتھ ہی ساتھ اسے فرمائش بھی کی۔۔

ملیار نے بے بسی سے عنایہ کی طرف دیکھا تھا اس کے لاسٹ کے منتہ چل رہے تھے۔۔ وہ بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ کچھ بھی الٹا سیدھا کھا کر اس کی طبیعت خراب ہو جائے۔۔ اور ویسے بھی گول گپے کا کٹھا پانی پینے کے بعد ہمیشہ ہی اس کا گلا خراب ہو جاتا تھا۔۔

ملیار اپ سوچ کیا رہے ہیں مجھے لے کر چلیں نا وہاں پر۔۔ مجھے گول گپے بھی کھانے ہیں اور بریانی بھی کھانی ہے۔۔ عنایہ نے لاڑ سے منہ پلاتے جلدی سے کہا۔۔

نہیں اپ گول گپے بالکل بھی نہیں کھائیں گی۔۔ اور ہاں بریانی کھائیں گی لیکن وہ بھی اپنی لمٹ تک اور ریٹنگ اپ بالکل بھی نہیں کریں گے۔۔ اپ جانتی ہیں نا کہ اپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور اس وقت میں اپ کی خراب طبیعت بالکل بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔ ملیار نے پیار سے اس کے دوپٹے سے نکلے ہوئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے کہا۔۔

تو کیا اگر میری طبیعت خراب ہوگی تو اس کی وجہ سے میں کھانا پینا چھوڑ
دوں۔۔۔ اپ مجھے گول گپے لا کر دے رہے ہیں یا پھر نہیں۔۔۔ میں اپ سے
ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔ کھانا کھل چکا تھا اور پورے لون میں ہی کھانے کی
خوشبو کو سونگھتے ہوئے عنایہ کی بھوک مزید بڑھ رہی تھی۔۔۔

سب ہی اگے پیچھے ہوتے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔۔

ٹھیک ہے اجاؤ لیکن اپ کو میرے پاس ہی بیٹھ کر کھانا کھانا پڑے گا اور میں
بس کہوں تو اپ کو بس ہی کرنا پڑے گا اور ایٹنگ نہیں کریں گی اپ۔۔۔
ملیار نے ایک بار پھر دوبارہ سے اسے پیار سے سمجھایا تو اس بار عنایہ نے بھی
اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

عنایہ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ کم از کم مان تو گیا تھا نا گول گیوں کے لیے
ورنہ گول گیوں کو دیکھ کر تو اس کا دل ہی باہر نکلا رہا تھا۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ہم کل ہی اپنا سارا پلان سرانجام دیے گا۔ میں کل ہی خانزادہ حویلی جاؤں گا۔ اور وہاں کی اینٹ کی اینٹ بجاؤں گا۔ آخر ان خانزادہ کی ہمت کیسا ہوا ہمارا پوتا کو اغوا کرنے کا۔ اب جب ہم بھی اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھے گا تو وہ منہ کے بل شہباز خان کی طرف دوڑتا جائے گا۔

اپنی حویلی کے چھت پر کھڑا شہباز خان ہاتھ میں سگھار لیے آنکھوں میں آگ سی چنگاری لیے خانزادہ حویلی پر نظروں کو ٹکائے ہوئے تھا۔ شہباز کو اپنی حویلی کے چھت پر اتے خانزادہ حویلی بالکل صاف طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

کس طرح سے وہ حویلی روشنیوں میں نہائے ہوئی تھی۔ اور اس وقت خانزادہ حویلی میں ہر طرف شور اور گانے بجانے کا ماحول چھایا ہوا ہو گا۔ وہ خود سے ہی سب کچھ سوچ رہا تھا۔

اور ساتھ ہی ساتھ دل میں اپنے پوتے کا انتقام لیے وہ خانزادہ حویلی کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ خانزادہ حویلی والوں کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ خود کو بھی اس آگ میں جلا بیٹھے گا۔

آخر اتنا آسان تو نہیں تھا خانزادہ حویلی والوں سے پنگالینا۔

کل جو میں نے کام کا بولا تھا وہ بالکل صحیح وقت پر ہونا چاہیے۔۔ ورنہ اپنا گلا سانس تم قبر میں لے گا۔ کیونکہ میں شہباز خان تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔ فون پر دوسری طرف اپنے بندے کو دھمکی دینے والے انداز میں کہتے شہباز خان نے فون بند کیا تھا۔۔

صرف آج کی رات خانزادہ صرف اور صرف آج کی رات کل سے تم لوگوں کی بربادیوں کا دن شروع۔۔ میرا پوتا کو جتنا بھی تم لوگوں نے نقصان پہنچایا ہے ان سب کا حساب تم سب کو دینا پڑے گا۔

اور سب سے پہلے تو اس تمہارے نواسے کو بشیر خانزادہ۔۔

دانت پیستے ہوئے خود سے ہی کہا گیا جیسے کہ اس کے دانتوں کے نیچے زرم ہو اور وہ اسے پیس رہا ہوں۔۔

اپنے پوتے اور خود کے کارناموں سے وہ صاف طور پر آگاہ تھا۔ وہ جانتا تھا اپنے پوتے کو کہ اب تک تو اس نے زرم کو ساری سچائی خود ہی بتادی ہوگی اور اس کے بہن کے بارے میں بھی۔ اور ماں باپ کے بارے میں بھی کہ اس کے ماں باپ کو شہباز خان نے مارا تھا۔

صرف آج کا ہی رات ہے جتنا خوش ہونا ہے وہ جا خوش بشیر خانزادہ۔ کیونکہ جس طرح سے سالوں پہلے ہم نے تمہارا اشیانہ بگاڑا تھا آج سالوں بعد بھی ہم تمہارا اشیانہ بگاڑیں گے۔

مگر وہ سی ہستے شہباز خان ہنوز خود سے ہی ہم کلامی کر رہا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس اندھیرے میں ایک اور شخص بھی تھا جو اس کی ساری باتیں سنتا حیرت سے نیچے بھاگ گیا تھا اس کے نظروں میں آنے سے پہلے ہی۔

لیکن شہباز خان تو اپنے جیت کے نشے میں چور وہیں چھت پر کر سی پر بیٹھا انکھوں میں دوبارہ سے آگ سی چنگاریاں سجائے وہ خانزادہ حویلی پر اپنی

نظریں ٹکائے ہوئے تھا جیسے کہ اس کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اس حویلی کو تباہ کرنا ہی رہ گیا ہے۔۔

انسان حسد کی آگ میں جل کر صرف اور صرف خود کا ہی نقصان کرتا ہے۔۔

دوسروں کو تو اس سے ذرہ برابر فرق بھی نہیں پڑتا۔۔

بالکل اسی طرح جس طرح سے بشیر خانزادہ کو شہباز خان سے کچھ فرق ہی نہیں پڑتا تھا اگر وہ حسد کی آگ میں جلا رہا تھا تو بشیر خانزادہ کو کیوں فرق پڑتا بلا؟؟؟

کیونکہ وہ ایک سمجھدار ضعیف تھے وہ جانتے تھے کہ حسد کی آگ میں جل کر شہباز خان نے خود ہی ایک دن مر جانا ہے۔۔

کھانا کھاتے ہی رخصتی کا شور بلند ہوا۔۔۔ ویسے تو مہزلہ کو کہی جانا نہیں تھا بس ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک ہی اس کی رخصتی ہونی تھی۔۔۔ اور پچھلی بار کے ایکسیڈنٹ سے ڈر کر بڑوں نے انہیں باہر جانے سے بھی منع کر دیا تھا۔۔۔

لیکن زرم ہنوز بضد تھا کہ وہ مہزلہ کو اپنے اسلام آباد کے فلائٹ لے کر جانا چاہتا ہے۔۔۔

اور اس کے ضد کے اگے ہار مانتے سب بڑوں نے اسے رضامندی دے دی تھی۔۔۔ صرف اور صرف اس شرط پر کہ وہ صبح اسے واپس حویلی لے آئے گا۔۔۔ اور جہاں سب نے زرم کی ایک بات مانی تھی تو زرم نے سب کی بھی اس بات کو مان کر سب کا مان بڑھا دیا تھا۔۔۔

مہزلہ اپنی آپنی کے گلے سے دور ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔ اپنے آپنی کے سینے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ سب کی آنکھیں ہی نم کر

گئی تھی۔۔ ملیار سے تو ملتے ہوئے مہزلہ کے انسو بالکل لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے۔۔

اچھا سوکھی لکڑی اب بند بھی کر ورونا اور میرے پاس بھی اجاؤ اپنے لالا سے نہیں ملو گے۔۔

انکھیں ضبط سے سرخ ہونے کے باوجود بھی برلاس شرارت کرنے سے باز نہ آیا۔ اس نے شرارت محض اپنی بہن کے موڈ کو ٹھیک کرنے کے لیے کی تھی۔۔

لیکن مہزلہ اس کے قریب جاتی اپنے برلاس لالا کے سینے پر سر رکھے ملیار اور اورزلہ کے قریب جانے سے زیادہ رو گئی تھی۔۔

اسے اس طرح سے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ کر اور اس کے وجود کو ہچکیاں کھائے دیکھ زرم نے بے بسی سے اپنی انکھیں میچھی تھی۔۔
ایک ہی جھٹکے سے اس کے قریب جاتے اسے برائیڈل سٹائل میں گود میں اٹھاتے وہ سامنے کھڑی بلیک گاڑی میں اسے بٹھا گیا تھا۔۔

سبھی اس افتدادر پر حیران ہوئے۔۔ گاڑی کا دروازہ بند کرتے زرم نے سب کو ہی انکھوں ہی انکھوں میں تسلی دی۔۔

سب جانتے تھے کہ زرم سے مہزلہ کار و نابر داشت نہیں ہوا اسی لیے وہ اسے لے کر چلتا بنا۔۔

اور سچ بھی تھا اگر زرم اس طرح سے زبردستی نہیں کرتا تو کوئی بعید نہ تھی کہ مہزلہ گھنٹے تک بھی رونے سے باز نہ آتی۔۔

اس لڑکی کے پاس اتنے انسو کہاں سے آتے ہیں وہ شدید پریشان ہوتا تھا۔۔ جب بھی وہ روتی ایسے بھر بھر کر اس کی انکھوں سے انسو بہتے جیسے اس نے اپنی انکھوں میں ہی تربیلہ ڈیم کو فکس کیا ہو۔۔

اپا نے مجھے کسی سے ملنے بھی نہیں دیا۔۔

مہزلہ کو اب ایک اور غم ستانے لگا کہ وہ کسی سے ٹھیک سے ملی بھی نہیں آخر اس کی رخصتی تھی سب سے مل کر اس نے اپنے دل کا بوجھ تو اتارنا تھا نا۔۔

ہاں میری جان میں تمہیں سب سے ملنے دیتا تا کہ تم رو رو کر اپنی چھوٹی سی
جان کو ہلکان کر دیتی اور جب دوبارہ میری باہوں میں اتی تو ہوش و حواس
سے بیگانہ ہوتی۔۔۔ زرم نے گھور کر اس کی طرف دیکھتے کہا۔۔

میری طرف دیکھ کر گھورے مت بیوی ہوں میں اپ کی۔۔ اس طرح سے
گھوریں گے تو میں واپس چلے جاؤں گی۔۔ کیا معصوم سی دھمکی دیتی اس کی
بیوی نے جو بمشکل اس کے سینے تک بھی نہیں اتی تھی وہ اسے چھوڑ جانے
کی باتیں کر رہی تھی۔۔

زرم تو اس کے اس انداز کو دیکھ کر عیش عیش کر اٹھاتا۔۔ جانتا تھا کہ یہ
ساری پٹیاں اس کی اپنی ہی بہن زربیش نے اس کی بیوی کو پڑھائی ہے۔۔
ورنہ اس کی معصوم سی فیری اتنی معصوم معصوم سی دملکیاں دینا بھلا کہا جانتی
تھی۔۔

اپنی بہن کی چالاکی پر بھی وہ مسکرایا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے ملکہ عالیہ۔۔ نہیں گھورتا میں اپنی بیوی کو۔۔ زرم نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے کہا۔۔

اور اس کے پیار بھری نظروں سے اس بار بھی مہزلہ رنج کر کنفیوز ہوتی دھڑکتے ہوئے دل کو تھام گئی۔۔

اب کیا ہوا میرے ایسے دیکھنے سے بھی مسئلہ ہے کیا۔۔ گاڑی میں اس کے دھڑکنوں کا شور زرم کو بخوبی سنائی دیا اسی لیے انجان بنتے ہوئے سوال کیا۔۔

اپ پلینز اگے دیکھ کر گاڑی چلائیں۔۔ اس کے والہانہ نظروں میں محبت کے دیپ جلتے دیکھ مہزلہ نے کنفیوز ہوتے کہا۔۔

میری جان ابھی تو میں نے کچھ کہا بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کچھ کیا ہے۔۔۔ تو ابھی سے ہی تمہارا دل اتنی شدت سے کیوں دھڑک رہا ہے۔۔

اج کی رات تو تمہاری خیر نہیں ہونے والی۔۔ اپنے اس نازک سے جسم پر تمہیں میری ساری شدتیں برداشت تو کرنی ہی پڑے گی۔۔ بہت تم نے

مجھے تڑپا لیا اب میری باری۔۔ زرم نے اپنی بے باک باتوں سے اس کی جان ہلکان کر دیتی گاڑی میں ہی۔۔

اور مہزلہ تو دوبارہ سے رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

اس شخص کی باتوں سے ہی اس کی جان ہلکان ہو رہی تھی نہ جانے اس کی شدتیں وہ خود پر کیسے سہ پاتی۔۔ شدت سے اسے اپنی ہتھیلیاں پسینے سے بھگیکتی محسوس ہوئی۔۔ اور اس کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے حالانکہ گاڑی میں ایسی ان تھا۔۔

زرم نے اسے کوئی جواب نہ دیتے دیکھ اس کی طرف دیکھا اور اس کی حالت کو دیکھتا بے ساختہ اپنی مسکراہٹ کو دبا گیا تھا۔۔

ابھی ان لوگوں کو اسلام آباد پہنچنے میں کافی وقت درکار تھا۔۔

زرم بھی فل سپیڈ سے گاڑی دوڑا رہا تھا اسے بس جلدی سے اپنے فلیٹ پر پہنچ کر اپنی فیری کو اپنی باہوں میں بھر لینا تھا۔۔

مجھے مجھے نیندار ہی ہے۔۔ مہزلہ نے جلدی سے بہانہ گاڑھا۔۔

سو جاؤا بھی تو فلیٹ میں پہنچنے میں بہت زیادہ وقت لگے گا دو سے تین گھنٹے تو آرام کر سکتی ہو۔۔

اور یہ ہوا تھا اس کا یہ پلان بھی فلاپ۔۔

زرم اس کے سارے بہانوں کو سمجھ سکتا تھا۔۔ لیکن آج تو وہ اسے ذرا سی بھی مہلت دینے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔۔

مہزلہ نے بھی گھور کر اس کی طرف دیکھا جس کے پاس ہر بات کے سوال کا جواب تھا۔۔

مہزلہ نے بھی اپنی آنکھیں بند کرتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگایا۔۔

ٹیک لگانے کی وجہ سے اس کا نیکلس اس کے نازک سی گردن پر اس کا دباؤ مزید بڑھا تو بے ساختہ کھانستے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

میں میں یہ اتار دوں پلیز۔۔ مہزلہ نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جیولری کی طرف اشارہ کیا۔۔

تو زرم نے سیکنڈ کی دیر کیے بغیر ہی گاڑی سائیڈ پر روکی تھی۔۔

میں اتار دیتا ہوں میری جان۔۔ زرم نے پیار سے اس کی طرف دیکھتے کہا تو
مہزلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔

دھیرے سے اس کا رخ موڑتے اس کی کمر اپنی طرف کرتے دوپٹہ اس کے
جوڑے سے ہٹاتے وہ نیکلس کی ڈور کو پیچھے سے کھینچتے نیکلس کو اگے سے لوز
کر گیا تھا۔۔

اس سارے دورانے میں کئی بار اس کے ٹنھڈے ہاتھوں کا لمس مہزلہ اپنے
پچھلی گردن پر محسوس کرتے کانپ گئی تھی۔۔

اب زرم نے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور نہایت ہی دیر سے نکلیس
اتارنا چاہا لیکن بیچ میں دوپٹہ رکاوٹ بن رہا تھا اسی لیے زرم نے پہلے اس کے
بالوں سے سارے پنوں کو آزاد کرتے اس کے دوپٹے کو اتارتے اسے بھاری
بوجھ سے جیسے آزاد کیا۔۔

اس کے باری دوپٹے کو اٹھاتے زرم نے بیک سیٹ پر ڈالا اور ساتھ ہی اس
کے نیکلس کو آزاد کرتے اس کے کانوں سے باری باری ایرنگز بھی اتارے

اور اس کی جیولری کو بھی اس کے دوپٹے کے اوپر ہی بیک سائیڈ پر رکھتے وہ اس کی طرف دیکھنے لگا جو بالکل ریلیکس ہو گئی تھی اب۔۔

لیکن اس طرح سے بغیر دوپٹے کا وجود ذرم کو اپنا ضبط از ماتا محسوس ہوا۔۔
لبوں پر ریڈ بلڈ کلر کی لپسٹک لگائیں انکھوں پر نہایت ہی لائٹ کلر کے شیڈز لگائیں گالوں پر بلسٹون لگائے دوپٹے اور ساری جیولری سے بے نیاز وہ سیدھا ذرم کے دل میں اترتی اس کی تشنگی کو مزید بڑھا گئی تھی۔۔

ذرم کو اپنے حلق میں کانٹے چپتے محسوس ہوئے تو بے ساختہ ہی اس نے جلدی پانی کی بٹل اٹھاتے اپنے سوکھتے ہوئے حلق کو تر کیا۔۔

اور گاڑی کو سپیڈ دیتے وہ دوبارہ سے خالی روڈ پر دوڑانا شروع ہوا۔۔

مہزلہ بھی اب ریلیکس ہوتی بغیر سامنے والے کی حالت دیکھتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتی اپنی انکھوں کو موند چکی تھی۔۔

دوسے تین گھنٹے کی تھکن میں بھی اس کی بس ہو گئی تھی اتنا بھاری جوڑا بھی
بھی اس کے اعصابوں پر سوار تھا اس کے انگ انگ میں درد ہو رہا تھا وہ بھی
ابھی سے۔۔

اور انکھیں موندتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

چلیں میم اب میں بھی روانہ ہوتا ہوں۔۔ ویسے مجھے کافی مزہ آیا یہاں پر اگر
اور میں نے انجوائے بھی کیا۔۔ رخصتی کے بعد سب ہی حویلی کے اندر لان
کی طرف بڑھ رہے تھے جب ابتسام نے اور زلہ کو دیکھتے اس کے پاس
جاتے کہا۔۔

اور زلہ کھوئے کھوئے ہوئے اعصابوں سے صرف ہاں میں سر ہلاتی اندر کی
طرف قدم بڑاتی کہ دوبارہ سے اس کی آواز کو سنتے رک گئی تھی۔۔
کیا ہوا سب کچھ ٹھیک ہے نا۔۔ ابتسام نے اپنے میم کے کھوئے کھوئے
ہوئے تاثرات کو دیکھتے کہا۔۔

یہ پوچھنے والے تم کون ہوتے ہو؟؟؟

کس حق سے تم میری بیوی سے پوچھ رہے ہو کہ سب کچھ ٹھیک ہے؟؟؟
بتاؤ مجھے۔۔ اور زلہ نے تو کوئی جواب نہ دیا تھا ہاں لیکن پیچھے سے اتے آرش
نے ابتسام کا جملہ بخوبی سنا تھا اور وہ تقریباً اس کے اوپر چھڑ دوڑا تھا۔
ہاتھوں سے تو آرش نے کوئی کاروائی نہیں کی تھی البتہ اپنی باتوں سے ہی وہ
اسے پٹخ پٹخ کر جیسے مارنے کی کوششوں میں تھا۔

تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ دونوں یہاں سے۔۔ آرش کی
چنگارتی ہوئی آواز سنتے ہی اور زلہ بھی اپنے کھوئے ہوئے تاثرات سے واپس
ہوش کی دنیا میں آتی ان دونوں کو دیکھتی بولی۔

او کے میم میں نکلتا ہوں۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے اپنے گھر جاتے وقت شاید
صبح ہی ہو جائے مجھے۔۔ بغیر آرش کے الفاظوں کے جواب دیے وہ اور زلہ
سے ملتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ اور زلہ کے لیے اس کے دل میں کوئی
فیلنگز نہیں تھی لیکن اس کے شوہر کا جلا جلا روپ اسے مزہ دے گیا تھا۔

ابتسام کے جانے کے بعد اور زلہ نے بھی اپنے قدم اندر کی طرف بڑھائے
لیکن اپنے پیچھے پیچھے اتے آرش کو دیکھ کر وہ جھنجھلا اٹھی۔۔

کیا مسئلہ ہے میرے پیچھے کیوں ارہے ہو تم جاؤ یہاں سے۔۔ تھکے ہوئے
اعصابوں سے کہتے اور زلہ نے دھیمی آواز میں اسے مخاطب کیا۔۔
میں تمہارے پیچھے نہیں ارہا غالباً حویلی کے اندر جانے کے لیے ایک یہی
راستہ استعمال ہوتا ہے۔۔

اس کے اس طرح سے تھکن بھرے انداز میں کہتے آرش کو اس کے لیے نہ
جانے کیوں لیکن بہت برا لگا۔۔ اس لڑکی نے اپنی زندگی میں کبھی خوشیاں
دیکھی ہی نہیں یا پھر کبھی خوشیوں پر اس کا حق تھا ہی نہیں۔۔ لیکن سچ بات
تو یہ تھی کہ اس لڑکی کے ساری خوشیوں کو ڈائن بنتے وہ کھا گیا تھا۔۔

تو ٹھیک ہے جاؤ پہلے تم۔۔ اس کی بات سنتے ہی اس کے راستے سے ہٹتے
اور زلہ نے اسے پہلے اندر جانے کا کہا۔۔

آرش اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت اور زلہ کے دل کی کیا حالت تھی وہ جاننا چاہتا تھا۔ لیکن وہ تو شاید اسے بات کرنے کا موقع بھی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اسی لیے اس سے دو ٹوک انداز میں مخاطب ہوتی اسے یہاں سے بس کسی بھی طرح سے رفع دفع کرنے کی کوششوں میں تھی۔۔۔ آرش نے بھی اس کے انکھوں میں ہلکورے لیتے درد کو دیکھتے حویلی کے اندر اپنے قدم بڑھائے تھے۔۔

دوبارہ اس لڑکے کو میں تمہارے پاس دندناتے ہوئے نہ دیکھوں۔۔۔
اپ کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے اپنے کام سے کام رکھیں اور جائیں یہاں سے۔۔

مجھے ہی اس بات سے فرق پڑے گا کیونکہ میں ہی تمہارا شوہر ہوں۔۔۔ لہجے میں جلن ہی جلن تھی اندر جانے کے بجائے وہ دوبارہ سے اور زلہ کے پاس ہی رکتا اسے مخاطب کر رہا تھا۔۔

اس وقت میں بحث کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں پلیز جائیں
یہاں سے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ بے حد تھکے ہوئے اعصابوں کے ساتھ
اور زلہ کہتی وہاں سے خود ہی غائب ہو گئی تھی۔۔

اور اس کے قدموں کو بیک یارڈ کی طرف جاتا دیکھ آرش سمجھ گیا تھا کہ وہ
اپنی فیورٹ جگہ پر تنہائی کو محسوس کرنے کے لیے بیک یارڈ کی طرف گئی
ہے۔۔۔

وہ بھی نفی میں سر ہلاتا اندر حویلی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡}

میری جان اٹھو دیکھو ہم فلیٹ پر پہنچ گئے ہیں۔۔ فلیٹ پر پہنچتی ہی زرم نے
مہزلہ کے کندھے سے اسے ہلاتے جگانا چاہا۔

اور مہزلہ کی نیند پکی تھی اس بات کو بلا زرم سے بہتر کون جان سکتا تھا۔
اسے یوں ہی دوبارہ سے گود میں اٹھاتے وہ اپنے فلیٹ کے اندر جا چکا تھا۔

مہزلہ سوئی جاگی کیفیت میں تھی۔۔ لیکن وہ ابھی بھی جان بوجھ کر اپنی
انکھوں کو بند کیے ہوئے تھی۔۔

زرم اسے فلیٹ کے اندر لاتا دروازے کے پاس ہی اسے اتارتا اسے اس کے
قدموں پر کھڑا کر چکا تھا۔۔

اج ہماری گولڈن نائٹ ہے فیری۔۔ اس طرح سے انکھیں بند کر لینے سے
حقیقت بدل نہیں جائے گی۔۔ انکھیں کھولوں اپنی اور اس لمحات کو محسوس
کروں۔۔

زرم نے بے ساختہ اس کے پاس جکھتے گمبیر لہجے میں سرگوشی نما آواز میں
اس کے کان میں کہا۔۔

جسے سنتی مہزلہ کی روح کانپ گئی تھی۔۔

اور پٹ سے اپنی انکھوں کو کھولتے ہوئے اس نے فلیٹ کے ایک گرد اپنی
نظریں دوڑائی۔

زرم کا فلیٹ اس وقت بے انتہا خوبصورتی سے سجا ہوا تھا پورا فلیٹ ہی ریڈ کلر کے بکے سے سجا جگہ جگہ لال گلاب کی پتیوں کو زمین پر بکھیرے ہوئے تھا۔

لال گلاب کی تازہ خوشبو اپنے ناک کی نتوں سے مہزلہ کو ٹکراتی محسوس ہوئی تو بے ساختہ ہی اس نے لمبی سانس بھری تھی یہ خوشبو اس کے اعصابوں پر کئی حد تک سوار بوجھ کو کم کر چکی تھی۔

اندر کمرے میں چلے یا پھر یہیں پر کھڑے ہو کر ساری رات گزارنی ہے تم نے۔۔۔ زرم نے اسے ٹکر ٹکر پورے فلیٹ کا جائزہ لیتے کہا۔

زرم کی بات سن کر مہزلہ کا ننھا سادل کانپا لیکن وہ اس سچویشن سے بھاگ نہیں سکتی تھی۔۔۔ اپنی آپ کی ساری باتیں اسے یاد تھی اسے اپنے شوہر کو اس کے حقوق سے محروم بالکل بھی نہیں رکھنا۔

اسی لیے دیرے سے ہاں میں سر ہلاتے وہ زرم کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیتے کمرے کی طرف بڑھ چکی تھی۔

اور زرم تو بس اس کی طرف سے تھوڑا سا رسیانس ملنے کا ہی انتظار کر رہا تھا جو کہ اسے گرین سگنل مہزلہ نے خود ہی دے دیا تھا۔

وہ بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو باہر فلیٹ سے زیادہ کمرے کا ماحول مزید خوبناک بنایا گیا تھا۔

کمرے کی لائٹس اف جگہ جگہ پر کینڈلز جلے ہوئے تھے ساتھ ہی ساتھ گلاب کے پتے کوزمین پر بکھرے اور ریڈ فلاور کے بکے سے پورے بیڈ کو سجا دیکھ کر مہزلہ کو اپنا پورا وجود پسینے سے تر ہوتا محسوس ہوا۔

جاؤ میری جان سب سے پہلے تو تم چینج کر کے او مزید اپنے آپ کو ان کپڑوں سے آزاد کریں۔۔۔ زرم جانتا تھا کہ وہ کتنی انکمفرٹیبل ہے اس فراک میں اسی لیے جلدی سے اسے چینج کرنے کے لیے بولا۔

وہ اسے جی بھر کر فنکشن میں اور ساتھ ہی ساتھ گاڑی میں اتے ہوئے بھی دیکھ چکا تھا مزید اس چھوٹی سی جان پر وہ ظلم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اسی لیے اسے چینج کرنے کے لیے بھیج دیا۔

اور خود بھی وارڈروب کی طرف بڑھتے ریلیکس سے ٹراؤزراور شرٹ اٹھائے وہ دوسرے کمرے میں فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔

تقریباً 10 منٹ بعد جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو مہزلہ بھی بیڈ پر لیٹی کمبل میں دبکے ہوئے سونے کا تاثر دے رہی تھی۔

مسکراتے ہوئے وہ اس کے پاس گیا جانتا تھا کہ وہ چھوٹی سی فیری بس اس سے ڈر رہی ہے۔۔ باقی تو کوئی بھی بات نہیں۔۔

مہزلہ کے بالکل پاس ہی بیڈ پر لیٹے زرم نے اس کے کمر اور پیٹ کے گرد اپنے دونوں بازو حائل کرتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔ اور مہزلہ کا دل اتنی شدت سے اس کے پہلو میں دھڑکا کہ اسے لگا کہ ابھی اگلے ہی پل اس کا دل نکل کر باہر آجائے گا۔

میں نے کہا تھا نا کہ تمہیں سونا نہیں ہے آج ہماری ویڈنگ نائٹ ہے جسے ہم نے منانا ہے۔۔ زرم نے جان لیو اسرگوشی اس کے کان میں کی۔۔ میں میں جاگی ہوئی ہوں۔۔ مہزلہ نے کانپتے لہجے میں جواب دیا۔۔

اس کا مطلب ہے کہ تم ریڈی ہو۔۔ زرم نے دھیرے سے اس کے پچھلی گردن کو لبوں سے چھوتے کہا۔۔

اور مہزلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ جانتی تھی کہ وہ اپنے محرم سے دور نہیں بھاگ سکتی اور ویسے بھی اس کے محرم کا اس پر حق تھا حقوق لینے کا۔۔ اپنے محرم کو ناراض کرتے ہو اپنے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اسی لیے اس نے ہاں میں سر ہلاتے خود سپردگی کے طور پر زرم کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

اس کے گال اس وقت لال انگارہ ہو گئے تھے۔۔ حالانکہ زرم کے مطابق ابھی اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہے اور ابھی سے ہی وہ سرخ پڑ رہی ہے۔۔ اس کے عمل سے زیادہ مہزلہ کو اس کی بے باک باتوں سے خوف محسوس ہوا۔۔

ہاں میری جان تمہیں ڈرنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میں تمہارے پاس ہی ہوں۔۔

اس کا حصار مزید خود کی کمر پر مضبوط ہوتے دیکھ زرم نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے کہا۔۔

زرم بھی اسے اپنی باہوں میں چھپاتا اس کے اوپر ایسا اور رفتہ رفتہ کر کے دھیرے دھیرے سے وہ اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرنا شروع ہوا۔۔
اس کے حصار میں گھبرائے ہوئی سی اس کے ہی شدتوں سے بچنے کے لیے اس کے سینے میں ہی پناہ لے رہی تھی۔۔

اور زرم بھی نہایت ہی احتیاط سے کام لیتا اسے اپنے حصار میں چھپائے دھیرے دھیرے سے اس کے وجود کو ہر پردے سے آزاد کرتا اسے خود میں گم کرتا چلا گیا۔۔

چاند بھی ان دونوں کے ملن کا گواہ تھا۔۔ ان دونوں کے ملن کو دیکھتے ہوئے چاند بھی شرما کر بادلوں کی اونٹ میں چھپ گیا تھا۔۔

اور مہزلہ اب پوری رات زرم کی شدتیں اپنے نازک سے وجود پر سہتے نڈل سی ہو گئی تھی۔۔

اور زرم کی بھی توساری شد تیں اپنی چھوٹی سی جان کے لیے ہی تھی۔۔
وہ دونوں ایک دوسرے کی قربت میں بے انتہا خوش آنے والے کل سے
انجان ایک دوسرے کو باہوں میں بھرے سو رہے تھے۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

اللہ میری بہن کی زندگی خشیوں سے بھر دے۔۔
اللہ اسے کبھی بھی کوئی بھی دکھ نہ دینا۔۔ اسے ہمیشہ اس کے محرم کے حصار
میں خوش رکھنا۔۔

اور زلہ اس وقت اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھی تہجد کی نماز ادا کرتے
اپنی بہن کی خشیوں کے کیے دعا گو تھی۔۔۔

اللہ میرے حق میں جو بہتر ہو آپ وہ کرے۔۔ میں اپنی ادنی سی بندی
ہو۔۔ اپنا اچھا برا نہی سمجھتی۔۔ آپ میرے حق میں سب بہتر کر دے
اللہ۔۔

میں اپنے سارے فیصلوں کا حق اپ کو دیتی ہوا اللہ۔۔ جو میرے حق میں

بہتر ہو آپ وہ کرے۔۔ اور مجھے اس اذیت سے نکال دے اللہ۔۔

پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ اپنے سارے فیصلے اپنے اللہ کے سپرد چھوڑ گئی۔۔

اور پھر اللہ تو بہتر انصاف کرنے والا ہے۔۔۔

اللہ اپنے بندوں کو خود سے کبھی بھی مایوس نہیں کرتا۔۔ یہ ہم ہی ہے جو اللہ

سے مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں۔۔ ورنہ اللہ تو ہمارے ماں اور باپ سے

بھی زیادہ ہم سے پیار کرتا ہے۔۔۔

لیکن افسوس کہ ہم اپنے اللہ سے پیار نہیں کرتے۔۔

ہم اپنے اللہ سے وفا نہیں نبھا پاتے۔۔

ہر انسان پر فیکٹ نہیں ہوتا۔۔ اور نہ ہی اللہ نے ہم سے جنت میں جانے

کے لیے پرفیکشن مانگی ہے۔۔

لیکن کم از کم ہم اپنے گناہوں سے زیادہ نیکی کر کے اپنے اللہ سے وفا کر سکتے

ہے۔۔۔

%۱ امتحان میں اگر ہمارے 60% بھی آئے اور ہم 40

فیل بھی تب بھی ہم نیکسٹ کلاس میں اینٹر کر جاتے ہیں۔۔

اسی طرح اللہ نے بھی ہم سے پرفیکشن نہیں مانگی کہ 100% لاو گے تب

ہی جنت میں جاو گے۔۔ کہنے کا مقصد صرف آپ لوگوں کی اصلاح ہے۔۔

کہ کم از کم ہم اتنا تو کرے کہ ہم اپنے اللہ سے وفا نبھاسکے۔۔

اور زلہ کے دماغ میں اس عالم کی باتیں گونجنے لگی۔۔ جو اس نے سنا تھا۔۔

اور سنتے ہی اس کے دل میں سکون اترتا چلا گیا۔۔

بے شک اللہ اپنے بندے کو مشکل حالات میں بالکل بھی نہیں چھوڑتا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

صبح بخیر میری جان۔۔ زرم کی انکھ تقریباً 11 بجے کھلی اور اپنے باہوں میں
بکھری اپنی ہی شرٹ میں سوئی ہوئی نظر اس کی سب سے پہلے ہی مہزلہ پر
پڑی۔۔

اس کے کان میں دیکھنے سے سرگوشی نما آواز میں اسے مارنگ و ش
کرتے اس کے ماتھے پر جھکتے عقیدت سے بوسہ دیا۔۔
کل رات زرم کو ایک نئے سرے سے عشق ہوا تھا مہزلہ سے۔۔
کل رات جس طرح وہ اس کے باہوں میں بکھری تھی اور دوبارہ سے اسی
کی باہوں میں اس نے سہارا لیا تھا زرم کو اس سے نئے سرے سے عشق
کرنے پر مجبور کر چکا تھا۔۔

ابھی بھی مہزلہ کے چہرے پر گلال بکھرے دیکھ زرم کو کل رات کے
سارے مناظر فلم کی طرح اپنی آنکھوں کے سامنے چلتے دکھائی دیے۔۔

مہزلہ کار و ناس کا اس کے حصار میں سرخ پڑنا ڈرتے آنکھوں کو زور سے
میچنا اس کے بازو پر اپنے ناخن گاڑنا ایک ایک کر کے اسے ساری باتیں یاد
آئی تو بے ساختہ اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔
مجھے ڈر ہے میری جان کہیں میری چاہت میرا جنون تمہارے لیے اس سے
بھی زیادہ بڑھ گیا تو تمہاری چھوٹی سی جان مجھے برداشت نہیں کر پائے
گی۔

زرم اس کے سرخ چہرے کی طرف دیکھتے دھیرے دھیرے اس کے
کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

لیکن دوسری طرف سے مہزلہ نیند میں کھوئی ہوئی تھی اور وہ مزے سے
اس کے سینے پر سر رکھے اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔

اور زرم اپنا فیورٹ کام یعنی کہ اس کے چہرے کو نہا رہا تھا۔

معصومیت سے بھرپور اس کے نصیب میں اس کی جو محرم آئی تھی وہ پور پور
اس کے عشق میں ڈوبا ہوا تھا۔

اوٹھ بھی جاؤ میری جان اور کتنا ٹرپانا ہے اپنے عاشق کو۔۔ دوبارہ سے
سرگوشی نما اواز میں کہتے مقابل کو نیند سے جگانا چاہا۔۔

لیکن مقابل کی نیند بہت ہی پکی معلوم ہو رہی تھی۔۔ جو اتنی سرگوشیوں
کے بعد بھی جاگنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

مہزلہ زرم کی جان اٹھونا۔۔ زرم نے شاید پہلی بار مہزلہ کو نام پکارا تھا اور نام
پکارتے اس کی دل کی دھڑکنیں شدت سے دھڑکنا شروع ہوئی۔۔
صرف نام لینے پر ہی اس کا یہ حال تھا نہ جانے وہ لڑکی جب اپنی انکھیں
کھولتی اور وہ اس کی انکھوں میں اپنا عکس دیکھتا تب تو زرم نے شاید پاگل ہی
ہو جانا تھا۔۔

مزید مہزلہ کو جاگتانا دیکھ کر زرم جھکا اور نہایت ہی دھیرے سے اس کے
گال پر اپنے دانت گاڑ دیے۔۔

مہزلہ کو اپنے گال پر چبن سی محسوس ہوئی تو اس نے بے ساختہ اپنی انکھیں
کھولی۔۔

نہند سے بھرپور انکھیں سرخ سرخ سی زرم کو ٹکڑ ٹکڑ دیکھ رہی تھی۔۔
جیسے کہ معاملہ سمجھنے کی کوشش میں ہو کہ اس کے ساتھ آخر ہوا کیا ہے۔۔
جیسے ہی اسے رات کے سارے مناظر یاد آئے تو بے ساختہ ہی اس کے
گالوں سے جیسے خون چھلکنے کے درپر تھا۔۔

بے ساختہ ہی مہزلہ نے اپنی انکھوں کو زور سے میچتے ہوئے تکیے میں اپنا چہرہ
چھپا لیا تھا۔۔

کل رات اپنے ہی کی بے شرمیوں کو یاد کرتے اسے شدت سے رونا نے لگا
کس طرح سے وہ اس کا سامنا کرتی وہ تو اس کے چہرے کی طرف بھی دیکھ
نہیں پار ہی تھی باتیں کرنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔

مہزلہ میری طرف دیکھو یا فری۔۔ زرم نے اسے تکیے میں چہرہ چھپاتے
دیکھ اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے کہا۔۔

لیکن مہزلہ پر اس کی باتوں کا کوئی بھی اثر نہ ہوا ہنسوز خاموشی سے تکیے میں
چہرہ چھپائے ہوئے لیٹی تھی۔۔

انج ہمارا ولیمہ ہے ہم نے حویلی بھی جانا ہے اگر تم اسی طرح سے اپنی ادائیں
دکھاتی رہی تو یہاں سے جانا مشکل ہو جائے گا میری جان۔۔ اس بار زرم
نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا اور اس کی سوچ کے مطابق مہزلہ نے پٹ
سے اپنی انکھیں کھولتے تکیے سے اپنا چہرہ باہر نکالا۔۔

تو یہاں پر تو میرے کپڑے بھی نہیں ہیں اب میں کیا پہنوں گی۔۔ روہانسا
ہوتے کہاں گیا مزید اسے رونا نے لگا تھا خود کی حالت پر اس کا پورا جسم درد
سے چور تھا انگ انگ میں درد ہی درد تھا۔۔

میری جان وارڈ راپ میں جاؤ اور وہاں تمہارے کپڑے پہلے سے ہی پڑے
ہوئے ہیں اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔ زرم نے پیار سے اس کے
گال کو انگوٹھے سے سہلاتے کہا۔۔

اپ اپ مجھے نہیں دیکھے میں اپ سے ناراض ہوں۔۔ نروٹھے پن سے
شرم سے انکھیں جھکاتے کہا۔۔

لیکن کیوں میری جان میں نے کیا کر دیا ہے۔۔

اپ اپ نے اپنے مجھے درد دیا۔

میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا پریشان کیوں ہوتی ہو میں ہوں نا اپ کے پاس۔

زرم نے پیار سب اسے اپنے سینے سے لگایا جانتا تھا کہ وہ بہت ہی چھوٹی ہے۔ لیکن اس کا اپنے جذباتوں پر بند بھی تو نہیں تھا۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا دیکھے یہاں پر بہت درد ہے۔ مہزلہ نے اپنا ہاتھ اگے کیا جہاں پر زرم کے جنونیت کے نشان واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

سوری میری جان اگے سے ایسا نہیں ہو گا پکا بھی تو اپنے ہی کو معاف کر دو نا۔ زرم نے پیار سے اس کے ہاتھ کو اسی جگہ پر نرمی سے لب رکھتے کہا "جیسے کہ اپنے دیے گئے زخم پر مرہم رکھنا چاہا ہو"۔

نہیں اپ گندے ہیں میں اپ کو بالکل بھی معاف نہیں کروں گی۔ کہتے ہی مہزلہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر چکی تھی۔

مہزلہ کو اس طرح روتے دیکھ ذرم بوکھلا اٹھاتا اس کے ہاتھ پیر پھول گئے
تھے۔۔

کیا ہوا ہے یا اس طرح سے کیوں رو رہی ہو زرم نے اسے اپنے سینے میں
بیچتے ہوئے بے بسی سے کہا۔۔

مہزلہ کو خود ہی اپنی حالت سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ اس کی عجیب سی حالت
ہو رہی تھی نہ وہ زرم کی طرف دیکھ پارہی تھی اور نہ ہی وہ اس سے کوئی
بات کر پارہی تھی۔۔ اس کا دل بس شدت سے رونے کو چاہ رہا تھا اور وہ رو
رہی تھی۔۔

میں آپ سے بالکل بھی بات نہیں کروں گی آپ بہت ہی گندے ہی
ہیں۔۔ مہزلہ نے روتے ہوئے کہا عجیب بات تھی۔۔ عجیب ہی تھی وہ لڑکی
زرم کے مطابق وہ اس سے شکایتیں کر رہی تھی۔۔ وہ بھی اس کی۔۔ اور
وہ بھی اسی کے سینے سے لگ کر۔۔

زرم کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس قدر حساس لڑکی ہوگی کہ اس طرح سے
روتی ہوئی وہ اس کے سینے سے ہی لگی اس کی ہی شکایتیں کر رہی ہوگی۔۔
ٹھیک ہے میری جان اپ کے ہی بہت گندے ہیں۔۔ اب تو رونا بند کرو
میں اپنی جان کو بہت ساری چیزیں دلاؤں گا ٹھیک ہے۔۔ زرم نے اسے
کسی بھی طرح سے قائل کرنا چاہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ گھر جا کر اس کی روتی
روتی سے سرخ آنکھوں کو دیکھ کر سب کچھ غلط مطلب اخذ کر لے۔۔
میں میں اپ سے کچھ بھی نہیں لوں گی میں اپنی آپ کے پاس چلی جاؤں
گی۔۔ اور ان سے ہی سارا سب کچھ منگوا لوں گی اپنے لیے۔۔ مہزلہ کے تو
انج تیر ہی بدلے ہوئے تھے۔۔ وہ تو کسی بھی طور پر زرم سے راضی ہونا ہی
نہیں چاہتی تھی۔۔

اچھا تو پھر میرے بچے کو کیا چاہیے مجھے بتادیں میں وہیں لے آؤں گا تاکہ میرا
چھوٹا سا بچہ مجھ سے راضی ہو جائے۔۔

وہ پہلا ایسا شوہر تھا کہ رخصتی کی صبح اپنی بیوی کو منانے کے لیے بے بسی کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ اور اس کی معصوم سی بیوی روتے ہوئے اس سے شکوے پر شکوے کر رہی تھی۔ کہ اس کے ہبی گندے ہیں۔ اور وہ بے بسی کی انتہا کو پہنچتے ہوئے بیوی کو شدت سے سینے سے لگائے اس کی اپنے لیے ہی شکایت سن رہا تھا جو اس کے سینے سے لگی اس کی ہی شکایتیں کرنے میں مصروف تھی۔

اچھا میری جان اب چپ کر جاؤنا اگر آپ اس طرح سے روئیں گی۔ تو پھر سب آپ کے ہبی کو ڈانٹیں گے۔ سب کو ایسا لگے گا کہ میں نے آپ پر ظلم کیا ہے۔ آپ کو مارا ہے۔ اسی لیے آپ ایسے رو رہی ہیں۔ زرم نے پیار سے اسے سمجھانا چاہا لیکن اسے کہاں پتہ تھا کہ اس کی کہیں باتیں ساری الٹی پڑ جائیں گی۔

واقعی میں میں سب کو بتاؤں گی کہ آپ نے مجھے ڈانٹا ہے۔ آپ نے مجھے مارا بھی ہے۔ اور ظلم بھی کیا ہے۔ مہزلہ نے نروٹے پن سے کہا۔ وہ ہنوز

اس کے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی دیکھنے کی تو اس کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔

میری جان میری طرف دیکھو تو صحیح کہ میں اپنے چھوٹے سے ناراض بچے کو مناسکوں۔۔ زرم کو آخر سمجھ نہیں رہی تھی کہ آخر اس کی غلطی کیا ہے کہ وہ اسے منائیں۔۔

میں اپ سے مانوں گی ہی نہیں چھوڑیں مجھے اور مجھے حویلی لے کر چلیں۔۔ مہزلہ بات سمجھ نہیں رہی کب سے پیار سے سمجھا رہا ہوں نا کہ چپ کر جا انسو صاف کرو اپنے ابھی کے ابھی۔۔ اس بار زرم نے تھوڑا سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہا اس کے انسو تو زرم کو کسی بھی طور پر برداشت نہیں تھے تو وہ اسے کیسے انسو بہانے دے سکتا تھا۔۔

مہزلہ نے حیرت سے بڑی بڑی آنکھیں کیے اپنے ہی کی طرف دیکھا جوا بھی اتنے پیار سے اسے منارہا تھا اور اگلے ہی پل اسے ڈانٹنے بھی لگ گیا تھا۔۔

اپ اپ نے مجھے ڈانٹا۔۔۔ صدے سے بھری اوازائی اور اگے ہی پل پہلے
سے بھی زیادہ شدت سے اس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہتے چلے
گئے۔۔۔

میری جان اگر اپ رونا بند نہیں کریں گے تو ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ میں
کل رات والے موڈ میں بھی اجاؤں گا۔۔۔ زرم نے اس بار شدت سے کہا
اور شدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے وارن کرنے والے انداز
میں کہا تو مہزلہ کو تو پل نہیں لگا تھا چپ ہونے میں۔۔۔

اسے چپ ہوتا دیکھ زرم نے گہری سانس بھری تھی چاہے بات اور وجہ
کیسے بھی ہو لیکن کم از کم وہ چپ تو ہو گئی تھی اب ذرم اسے آرام سے مناسکتا
تھا ورنہ اس کے رونے پر تو وہ بو کھلا گیا تھا۔۔۔

میں اپ سے بالکل بھی نہیں بات کروں گی اپ بہت گندے ہیں۔۔۔

میرا چھوٹا سا بچہ ہے میں اپنی جان سے بات کر لوں گا۔۔۔

میں اپ کے بات کا جواب ہی نہیں دوں گی۔۔۔

لیکن میں اپنی جان سے باتیں پھر بھی کرتا ہی رہوں گا۔۔ سینے سے لگائے
محبت سے جواب دیا۔۔

اپ چاہے کچھ بھی کہہ لیں لیکن اس بار میں اپ سے راضی نہیں ہوں
گی۔۔ نروٹے پن سے کہا گیا۔۔

میری جان ابھی کل ہی تو ہماری رخصتی ہوئی ہے اور آج ہمارا ولیمہ ہے ولیمہ
کے دن کون سی بیوی اپنے شوہر سے ناراض ہوتی ہے بس اتنا بتا دو۔۔ زرم
نے اسے اپنی باتوں میں گھما کر اسے کسی بھی طرح سے راضی کرنا چاہا۔۔
ہے ہے ہے جیسے کہ مجھے تو پتہ نہ ہو کہ آج ہمارا ولیمہ ہے اور کل رات
میں رخصت ہو کر اپنے ظالم شوہر کے پاس آگئی ہوں۔۔ مہزلہ نے نروٹے
پن سے کہتے جکھتے اس کے گال پر بالکل اسی طرح دانت گاڑے تھے جس
طرح سے زرم نے اسے نیند سے جگایا تھا۔۔

اور ساتھ ہی بھاگتے ہوئے واڈروب سے اپنا ڈریس لے کر وہ واش روم میں
بند ہو گئی تھی۔۔۔

اور زرم تو اس کی اس حرکت پر بالکل دم بخود رہ گیا تھا۔۔ اسے کہا اندازہ تھا
کہ اس کی چھوٹی سی بیوی یہ حرکت کر پائے گی۔۔ اس کا لمس اپنے گال پر
محسوس کرتے زرم کے چہرے پر مسکراہٹ اٹی۔۔

مطلب اس کی چھوٹی سی بیوی نے اسے سزا دی تھی۔۔

سوچتے ہوئے ہی زرم کے چہرے پر سرشار کرنے والی مسکراہٹ اٹی۔۔

واقعی میں یہ لڑکی اسے اپنے عشق میں ملنگ بنا کر ہی چھوڑے گی۔۔

گہری سانس بھرتے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مہزلہ کے بارے میں
سوچ کر رہ گیا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

آپی بہت میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہی ہے۔۔ اور زلہ آپی،،، زری آپی
گل آپی اپ بھی،،، اپ بھی عنایہ اپی۔۔

صدے سے مہزلہ کی انکھیں جسے باہر نکلنے کو ابل پڑی تھی۔۔

ان چاروں کی معنی خیز نظروں سے بچنے کے لیے اس کو کوئی راستہ نظر نہیں
ارہا تھا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے تو وہ حویلی میں زرم کے ساتھ آئی تھی رات ولیمہ تھا
باقی سب اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔

جب کہ اور زلہ زریش عنایہ اور گل اسے کمرے میں لے کر بیٹھی اس کے
سرخ سے چہرے کو دیکھتے اسے تنگ کر رہی تھی۔

اگر آپ سب نے مجھے تنگ کرنا نہ چھوڑا تو میں ہی سے شکایت کروں گی
آپ سب کی۔

نہایت ہی معصومیت سے دھمکی دی گئی۔

جسے سن کر چاروں لڑکیوں کے قہقہے کمرے میں گونجنے لگے۔

برلاس اور بصیر جو اور زلہ کے کمرے کے پاس سے ہی گزر رہے تھے زرم
کے پاس جا رہے تھے ساری لڑکیوں کے قہقہے سن کر دونوں نے حیرت سے
ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

لا لا کسی پیر بابا کو جلدی سے فون کرے مجھے لگ رہا ہے کہ ساری لڑکیوں
میں جنات کی روح اگئی ہے اس طرح سے بھیانک ہنسی کون ہنستا ہے۔۔
برلاس نے بے انتہا ڈرامیٹک انداز میں بصیر سے کہا تو اس کے انداز کو دیکھ کر
بصیر کی خود کی ہنسی گونج اٹھی۔۔

او بھائی چل یہاں سے اب اگر یہ بات بھی لڑکیوں نے سن لی تو ہم دونوں کو
دھیمک کی طرح دھمک کر رکھ دیں گے۔۔ اور میری والی سے تو کوئی بعید
ہی نہیں ہے کیا پتا وہ سب کے سامنے ہی مجھے کوٹ ڈالے۔۔ بصیر نے بے
انتہا بھیانک نقشہ کیچھا تو برلاس بصیر سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ گیا تھا۔
برلاس مسکراتا ہے اس کے پیچھے ہی جا چکا تھا۔۔

کیوں مجھے ڈر رہا ہے ہیں آرام سے ہنسنے کوئی جنات کی روح اگئی ہے کیا اپ
لوگوں میں۔۔ ان چاروں کو ایک ساتھ ہنستے قہقہے لگاتے دیکھ مہزلہ نے ڈر
سے بیڈ سے اترتے کہا۔۔

اس کے چہرے کی زرد رنگت اور اس کو خود سے ڈرتے دیکھ کر سب کی ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔۔

اور دوسری طرف مہزلہ کو یہی لگ رہا تھا کہ ان میں سچ میں ہی جنات کی روح اگئی ہے جو کہ قہقہے پر قہقہے لگا رہے ہیں اور ہنسی اپنی روک ہی نہیں رہے۔۔

اور زلہ کے کمرے کا دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا۔۔

جس سے اوازیں سارے باہر جا رہی تھی۔۔

دوسری طرف زرم کے پاس ملیار بصیر اور برلاس بھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے آرش نیچے ولیمے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔۔

آپی پلیز اپ تو چپ کر جائیں ناکیوں مجھے ڈرا رہی ہیں۔۔ اس بار تو باقاعدہ مہزلہ کی آنکھوں سے انسولٹریوں کی مانند بہ نکلے تھے۔۔

لیکن مجال تھی کہ ان چاروں کی ہنسی چپ ہونے کا نام لے رہی تھی۔۔

ان چاروں کا کوئی بھی ارادہ نہیں تھا مہزلہ کو ڈرانے کا لیکن جس طرح سے اس کے ایکسپریشن تھے اور اس کی باتوں کو سن کر خود بخود ہی ہنسی آئی جا رہی تھی۔۔ اور ہنسی کے دوران وہ لوگ لوٹ پوٹ ہوتی ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہے لگا رہی تھی بولنے سے تو وہ لوگ بالکل قاصر ہی ہو چکے تھے۔۔

اس بار زربیش نے اوٹھتے اسے پیار سے سمجھانا چاہا کہ وہ لوگ اس کے ایکسپریشن کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔۔

لالا لالا لالا لالا۔۔ زربیش کو ہنستے اور خود کی طرف بڑھتے دیکھ کر بے ساختہ ہی مہزلہ کی چیخ گونجی۔۔ اس کی چیخ کی آواز نے پوری حویلی کے در و دیوار کا لرزا کر رکھ دیا تھا۔۔

دوسری طرف زرم اور ملیار بھی بوکھلا کر مہزلہ کی چیخ سنتے وہ چاروں اٹھتے کمرے سے بھاگ کر اور زلہ کے کمرے کی طرف آئے۔۔

بھوت بھوت لالا بھوت۔۔ مہزلہ ملیار کو کمرے میں اتادیکھ تیر کی تیزی
سے ملیار کی طرف بڑھتی اس کے سینے میں چھپ چکی تھی۔۔
مہزلہ واقعی میں ہی ڈر چکی تھی اس کے لرزتے بدن کو دیکھ کر ان چاروں کو
اپنی غلطی کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔

اب تو ان چاروں کی ہنسی کو بھی بریک لگ گئی تھی اور چاروں کے منہ پر ہی
سنجیدگی بھری تاثرات تھے ساتھ ہی ساتھ شرمندگی ان کے چہروں پر
واضح تھی۔۔

گڑیا کیا ہو گیا ہے کہاں سے اپ نے بھوت دیکھ لیا ہے بتاؤ تو صحیح۔۔ اسے
اس طرح سے خود سے چپکٹا دیکھ اور اس کے لرزتے بدن کو دیکھ کر ملیار نے
پریشانی سے پوچھا۔۔

کیا ہوا ہے اسے اور یہ اس طرح سے ڈر کیوں رہی ہے اس کے منہ سے تو
الفاظ ہی نہیں نکل رہے کیا کیا ہے تم لوگوں نے میری فیری کے ساتھ۔۔
اس کی حالت کو دیکھ کر زرم سے بالکل بھی برداشت نہ ہوا اسے ایک ہی

جھٹکے سے ملیار کی باہوں سے نکال کر اپنے سینے میں قید کرتے سب سے
پوچھا۔۔

زرم کی اواز اونچی تھی لیکن اس نے بہت ہی کنٹرول کر کے خود کو غرانے
سے باز رکھا تھا۔۔ جانتا تھا کہ وہ سب حویلی کی ہی لڑکیاں ہیں ان پر یوں
چلا کر وہ کوئی غلط تاثر نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

لالا ہم سب تو بس ہنس رہے تھے اس کی بات پر اور وہ ہم سے خود بخود ہی
ڈرنے لگ گئی۔۔ واللہ قسم لے لیں اگر ہم نے ذرا سی بھی کوئی بھی بات
کی ہو اپ خود پوچھ لیں اس سے۔۔ زریش نے نروٹے پن سے اپنے لالا کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا بیوی کیا گئی تھی وہ تو اپنی بہن کو ہی بھول بیٹھا تھا
۔۔ اور بیوی کے لیے بہن کو سب کے سامنے ڈانٹ بھی رہا تھا۔۔

تم چاروں کے قہقہے سن کر ہی وہ بچی ڈر گئی ہو گی کس طرح سے جناتوں کی
طرح تم لوگ قہقہے لگا رہے تھے میں نے خود اپنے ان گنہگار کانوں سے

سنا۔ برلاس بلا کوئی موقع جانے دے سکتا تھا زریش کو تنگ کرنے کا یہاں پر بھی کو دپڑا تھا۔

تو اگر یہ تمہارے کان اتنے ہی گنہگار ہے تو ان کو کٹوا کیوں نہیں دیتے۔۔۔
زریش نے بھی تڑخ کر جواب دیا۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا اپنے اتنے پیارے پیارے کانوں سے میں محروم ہو جاؤں صرف تمہارے لیے۔۔ برلاس کے صدمے سے بھری آواز آئی۔۔

اور نہیں تو کیا ابھی تم نے خود ہی تو کہا کہ گنہگار ہے یہ۔۔ زریش نے بھی

اپنی مسکراہٹ دبائی تھی برلاس کے ایکسپریشن کو دیکھتے ہوئے۔۔

چپ کرو تم سب اور فیری کی حالت دیکھو۔۔ ان دونوں کی بحث مزید نہ

بڑھے اسی لیے زرم نے ان دونوں کو سختی سے کہہ کر چپ کروایا۔۔

یہاں او میرے پاس۔۔ اور زلہ اگے بڑھی اور اپنی بہن کے لیے باہیں وا

کرتے اسے اپنی طرف بلایا۔۔

مہزلہ نے ایک نظر اپنی آپنی کی طرف دیکھا تو بالکل سنجیدہ سی بنی اسے اپنی طرف بلارہی تھی اگلے ہی پل وہ بھاگتی ہوئی اپنی آپنی کے باہوں کے حصار میں چھپ گئی تھی۔۔

کچھ بھی نہیں ہوا میری جان تم ڈر رہی تھی تو ہم سب بس اسی وجہ سے ہنس رہے تھے۔۔ اور زلہ نے اسے پیار سے سمجھایا تب جا کر اس کے بدن کا کپکپانا بند ہوا تھا۔۔

ورنہ تو واقعی میں ہی مہزلہ کی حالت قابل رحم رکھ رہی تھی۔۔ لیکن لیکن زری آپنی کس طرح سے قہقہے لگا رہی تھی وہ تو واقعی میں ہی لگ رہا تھا کہ ان میں جنات کی روح اگئی ہے۔۔

مہزلہ کی بات سن کر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور زریش تو بس اس چھوٹی سی لڑکی کو گھور کر رہ گئی تھی جو اسے جنات سے تشبیہ دے رہی تھی۔۔۔

لڑکی نند ہوں میں تمہاری تمیز سے بات کیا کرو اب اگر میں اپنی اصلی روپ
میں آگئی اور تمہیں اپنا نندوں والا روپ دکھایا تو سچ میں ہی کانپ کر رہ جاو
گی۔۔۔ زری نے اپنا روعب جمانا چاہا۔۔

مہزلہ نے رونسا صورت بناتے زرم کی طرف دیکھا۔۔

تو زرم مینٹوں میں اس کی حالت سمجھ چکا تھا۔۔

گڑیا آپ کی باتوں سے میری فیری ڈر رہی ہے۔۔ ایسی باتیں نہ کرو اس کے
سامنے۔۔ زرم نے محض مہزلہ کو دیکھانے کی خاطر زریش کو مصنوعی سا
ڈانٹا۔۔

لالا آپ اپنی کل کی آئی بیوی کی وجہ سے مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔ زریش کا تو
صدمہ ہی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

زریش یار کیا ہو گیا ہے تم تو بڑی ہو سمجھ جاؤ لالا تمہیں ڈانٹ تھوڑی نہ
رہے ہیں۔۔ وہ تو بس پیار سے تمہیں سمجھا رہے ہیں۔۔ بصیر نے بھی اسے
سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔

لیکن لیکن بصیر تم دیکھ رہے ہو لا لا اپنی بیوی کے لیے مجھے ڈانٹ رہے ہیں
کیا یہ صدمہ کم نہیں ہے۔۔ کہ جان سے پیارا بھائی جنہوں نے ہمیشہ
میرے لاڈ اٹھائے ہیں اب وہ اپنی بیوی کے لیے مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔
زرباش نے سنجیدہ سے تاثرات بناتے بصیر اور زرم کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا تو زرم کی جان پر بنی تھی اپنی جان سے پیاری بہن کو ناراض ہوتے دیکھ
کر۔۔

میری گڑیا ناراض نہیں ہوتے میں تو بس پیار سے اپ کو سمجھا رہا تھا ڈانٹا
تھوڑی ہے میں نے۔۔ سیکنڈ سے پہلے زرم اپنی بہن کے پاس پہنچا اور اسے
اپنے سینے سے لگایا ساتھ اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔
گل کی آنکھوں میں حسرت پر برلاس صاف طور پر دیکھ سکتا تھا اسے دل سے
گل کے لیے بہت ہی برا لگا تھا۔۔ وہ بہت ہی جلد سچائی پتہ کرنے کی
کوشش کرے گا۔۔

زرم کے سینے سے لگی زریش نے جان بوجھ کر مہزلہ کو ایسے تاثر دیا کہ جیسے وہ جیت گئی ہو۔۔

مہزلہ نے منہ پھلایا اور ساتھ ہی وہ کمرے سے چلی گئی تھی۔۔ بنا کسی کو کچھ بھی کہے لیکن زرم سمجھ گیا تھا کہ وہ بھی اس سے ناراض ہو گئی ہے۔۔ وہ اسے بعد میں منانے کا ارادہ رکھتا تھا اس وقت کام ہی بہت تھے ولیمہ رات میں ہونے جا رہا تھا اور ابھی اس وقت تقریباً دوپہر تو ہو ہی چکی تھی۔۔

اب سب ہی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے کیونکہ سب کو ہی اپنی اپنی تیاریوں کی فکر لگ گئی تھی اور زریش بھی مسکراتی کمرے سے چلی گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مہزلہ کو کتنی ناراض کر چکی ہے۔۔

ولیمے کی تیاریاں تقریباً ساری ہو چکی تھیں۔۔ ہر کوئی اب اپنے اپنے کمرے میں گھسا اپنی تیاری میں مصروف تھا۔۔

آرٹھ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹھا گہری سوچوں میں مصروف تھا۔۔ نہ نجانے کیوں اس کا عجیب سادم گٹھ رہا تھا۔۔ عجیب سی بے چینی تھی۔۔ جو کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

پتہ نہیں اس کا یہ امتحان کب ختم ہو گا۔۔ کب اس کی یہ سزا ختم ہو گی یہ پھر اس سزا کو جیلھتے جیلھتے وہ خود ہی ختم ہو جائے گا۔۔

یا اللہ میرا یہ امتحان ختم کر دے۔۔ یہ پھر مزید مجھے اپنے پاس بلا لے۔۔ آرٹھ کی آنکھ سے ایک بولا بٹھکا آنسو نکلا تھا۔۔ یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔۔ کہ اور زلہ اسے خود سے دور کر دے گی۔۔

وہ اٹھا اور تیار ہونے چل دیا۔۔ مزید کچھ بھی سوچ کر اپنی طبیعت خراب کر کے اپنے لالا کا یہ اہم دن خراب نہیں کر سکتا تھا۔۔

&&&&&&&&

مہزلہ چلو اب تم تیار ہو گئی ہوں میں بھی جاتی ہوں تھوڑا کام ہے مجھے۔۔
اوکے آپی آپ پلینز کچھ کھانے کو بھی بھیجوا دے۔۔ مجھے بھوک لگ رہی
ہے۔۔ مہزلہ نے معصومیت سے کہتے اپنے ڈوپٹے کو ٹھیک کیا۔۔
سفید باربی فراک میں ڈوپٹے کو جوڑے پر ٹکائے وہ خود بھی ایک باربی
معلوم ہو رہی تھی۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔ اور زلہ نے کہا ساتھ ہی وہ کمرے میں سے نکلی تھی۔۔
تقریباً دس منٹ گزرنے کی دیر تھی کہ ملازمہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے
پکڑے کمرے میں داخل ہوئی۔۔
کھانا دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی۔۔

واہ شکریہ آپ کا بہت بہت۔۔ مجھے واقعی میں ہی کافی بھوک لگی ہوئی
تھی۔۔ مہزلہ نے ملازمہ سے کہا۔۔ تو ملازمہ اسے دیکھ کر پراسرار سا مسکرا
دی۔۔

اور کچھ بھی کہے بغیر وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ اور ساتھ ہی کسی کو فون ملاتے کہا۔

تمہارا کام چانچ میں ہو جائے گا۔ اگلے پانچ منٹ میں ہی آہہ کر تم اسے لے جاسکتے ہو۔ چھ منٹ کی گارنٹی میں نہیں دے سکتی۔ مقابل کو کہتے ساتھ ہی جواب سنتے فون بند کیا۔

مہزلہ نے بڑھے مزے سے سارا کھانا کھا لیا تھا۔ اب جوس کا گلاس اٹھائے وہ پینے میں مصروف ہو چکی۔

جوس کا ایک سیپ لے کر اسے کافی کٹھا لگا لیکن اگنور کرتی سارا جوس پی گئی۔

جوس پیتے ہی اسے اپنا سر بھاری بھاری سا محسوس ہوا۔ بے ساختہ ہی اس کی آنکھیں نیند کے بوج تلے جیسے بند ہونے کو تھی۔

اور اگلے ہی پل اچانک سے بیڈ پر گرتے وہ اپنے ہوش و حواس گنوا بیٹھی تھی۔

اسکے بیڈ پر گرنے کی دیر تھی کہ ایک موٹا ساند نما سا شخص اس کے کمرے میں کھڑکی کے ذریعہ اندر آیا۔ اور نہایت ہی خاموشی سے مہزلہ کو اٹھائے جیسا آیا تھا ویسے ہی چلا بھی گیا۔

ملازمہ کو جیسے ہی ڈن کا میسج ملا۔ وہ تیر کی تیزی سے کچن میں چلی گئی۔ سب آنے والے وقت سے انجان اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ کسی کا دیہان بھی مہزلہ کی طرف نہیں گیا۔ اور مہزلہ پانچ ہی منٹوں میں گھر سے غائب ہو چکی تھی۔

&&&&&

گل کیا ہوا۔ کہا گم ہوں۔ برلاس اسے پکارتا بالوں کو سیٹ کرتا ہوا بولا۔

ہمم، ہمم۔ کہیں بھی نہیں۔ آپ آپ بتائے کیا ہوا؟؟ گل چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوتے بولی۔

کیا ہوا ہے۔ کیوں پریشان ہو۔ پیار سے پوچھا گیا۔

بس پتہ نہیں کیوں عجیب سی فیلنگ ہے۔۔ جسے کہ کچھ اپنا کھونے جا رہا
ہوں یہ پھر ملنے جا رہا ہوں۔۔

گل نے کہتے انکھوں میں نمی لیے برلاس سے کہا۔۔

جو اس کے آنسو دیکھ کر تڑپتا اس کے پاس آ گیا تھا۔۔

یار تو اس میں رونے والی کیا بات تھی۔۔ اور ویسے بھی پریشان نہ ہوں۔۔

کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔ برلاس نے اس کا سر اپنے سینے سے لگائے بولا۔۔

ہاں لیکن دل ادا اس ہے میرا۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔ گل نے کہا جیسے کہ اس

بس میں نہ ہوں اس کا دل۔۔

گل یار شادی ہو رہی ہے گھر میں کسی نے بھی تمہیں پریشان دیکھا تو سب

ہی پریشان ہو جائنگے۔۔

برلاس نے پیار سے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ پریشان نہ ہو۔۔ گل نے گہری سانس بھرتے

خود کو ریلکس کرتے کہا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ چلو اٹھو تیار ہو۔۔ پھر نیچے چلتے ہے ہال میں جانا ہے آج تو سب کو۔۔ برلاس نے کہا۔۔ تو گل نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔ آج ولیے کا فنکشن خانزادہ حویلی والوں نے لان کے بجائے ہال میں رکھا تھا۔۔

جہاں سب کی رضامندی شامل تھی۔۔

&&&&&

چلو اب اگر سب ریڈی ہے تو نکلتے ہے۔۔ نائلہ بیگم نے زرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جو پیاری سی بلیک کلر کی ساڑی میں اپنے نازک سے سراپے کو چھپائے کھڑی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔۔ ہاں مورے میری طرف تو بالکل بھی نہ دیکھے اب اس ساڑی میں اور بے انتہا نازک سی ہیل میں میں اوپر تو جانے سے رہی۔۔ نائلہ بیگم جو اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی زرش نے اس کا غلط مطلب ہی اخذ کر لیا

تھا۔ کہ نائلہ بیگم اسے اوپر بھیجیں گی اور زلہ مہزلہ عنایہ اور گل وغیرہ کو
بلانے کے لیے کہ دیر ہو رہی ہے تو جائیں۔۔

میری جان میں تو اسی لیے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میری بیٹی تو آج بھی انتہا
پیاری لگ رہی ہے کہیں میری بیٹی کو میری ہی نظر نہ لگ جائے۔۔ نائلہ
بیگم نے پیار سے اس کے لیے اپنے ہاتھ اٹھائے تو زریش بے انتہادھیان
سے چلتی ان کے باہوں میں سما گئی تھی۔۔

میری جان اگر اتنی احتیاط کرنی پڑ رہی ہے تو پھر یہ اتنے باری ہیلز پہننے کی
ضرورت ہی کیا تھی۔۔ کچھ کمفرٹبل سا پہن لیتی نا۔۔

نائلہ بیگم نے پیار سے سمجھاتے اس کے کھلے ہوئے بالوں میں ہاتھ
پھیرتے کہا۔۔

اوہو مورے آپ کہاں فیشن کے بارے میں جانتے ہیں ساڑی کے ساتھ
اب میں سلیپرز تو پہننے سے رہی اور نہ ہی شوز پہننے سے رہی ساڑی کے ساتھ
تو ہیلز ہی اچھی رہتی ہے نا تو اسی لیے میں نے یہ پہنی ہے۔۔

زربش نے بڑوں کی طرح جيسے اپنے مورے کو بہت ہی جيسا انفارميشن کی بات بتائی تھی۔۔

ليکن میری جان اڄ تو ہم لان میں بھی نہیں ہیں کہ اپ کفر ٹیبل فیل نہ کرے تو گھر جا کر اور شوزیہ پھر سلیپرز پہن کے اجائیں۔۔ ہم نے ہال جانا ہے تو سوچ سمجھ کر ہیلز میں جائیے گا۔۔

نائلہ بیگم نے اسے دوبارہ سے محتاط انداز میں سمجھانا چاہا۔۔

اوہو مورے میں جانتی ہوں نا کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔

زربش نے دوبارہ سے ان کی بات ٹالی ابھی وہ لوگ مزید کچھ باتیں کرتے کہ اوپر سے عنایہ بھی ملیار کے سنگ بے انتہا احتیاط سے سیڑھیوں سے اترتی انہیں دکھائی دی۔۔

عنایہ نے اڄ بھی لونگ بھاری سا فراک پہنا ہوا تھا جس میں اس کا نازک سا سراپا بالکل چھپ سا گیا تھا۔۔ ملیار نے خاص طور پر یہ ڈریس اس کے لیے

ارڈر پر اسی لیے بنوائے تھے۔ تاکہ وہ ہر ڈریس میں کفر ٹیبل فیل کریں۔۔ اپنے سر اپے کی وجہ سے اس شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔۔ کیونکہ ظاہر سی بات ہے ہال میں صرف ملیار ہی تو نہیں ہوگا باقی گھر والے مرد بھی تو ہوں گے نا۔۔ چاہے پھر ان لوگوں نے الگ الگ سے مرد اور عورتوں کے لیے ہال بک کیے تھے۔۔ لیکن پھر بھی ملیار کے محتاط انداز کو دیکھ کر شائلہ بیگم کے لب اپنے بیٹے کے پوزیشنس کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔

واہ میری بہو تو بالکل چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔۔ شائلہ بیگم نے عنایہ کو دیکھتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو عنایہ کے لب اسودگی سے مسکرائے تھے۔۔

کیا ہوا میرے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا۔۔ اس کی زرد رنگت کو دیکھتے ہوئے شائلہ بیگم نے ایک اور سوال کیا۔۔

جی مورے کل رات میں نے اسے بہت کہا تھا کہ اوور ٹینگ نہ کریں لیکن عنایہ نے تو قسم کھا رکھی ہے مجھے پریشان کرنے کی۔۔

ملیار شاید اس سے بے حد سخت خفا نظر آ رہا تھا اسی لیے عنایہ کی طرف دیکھے بغیر ہی اس نے اپنے مورے کی بات کا جواب دیا۔۔

کیا ہو گیا ہے ملیار ایسے حالت میں تم اس کو کیسے ڈانٹ سکتے ہو۔۔ دیکھو بچی کی پہلی ہی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور تم نے اسے مزید رلا دیا۔۔ شائلہ بیگم نے ذرا سے سخت لہجے میں اپنے بیٹے کو ڈانٹا۔۔

لیکن مورے اپ اسے بھی تو دیکھے میں جتنا بھی اسے احتیاط کا کہتا ہوں۔۔

جتنا بھی اس کے ساتھ نرمی برتنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔ ہمیشہ ہی عنایہ

میری نرمی کا فائدہ اٹھاتی ہے دیکھیں کل رات میں نے اس سے کتنا کہا تھا کہ

اوور ٹینگ نہ کرے۔۔ اور رات میں اسی کی وجہ سے اسے اتنی شدید الٹیاں

ہوئی رنگت دیکھے اس کی کتنے زرد ہو گئی ہے۔۔ میری بات تو اس نے خود پر

نہ مانا جیسے فرض کر لیا ہے۔۔ جیسے کہ میں تو اس کے بہتری کے بارے میں کوئی بات ہی نہیں کرتا۔۔ جان بوجھ کر اس پر پابندیاں عائد کرتا ہوں۔۔

ملیاری اس وقت سخت چھڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔ جھنجھلا کر اپنے مورے کے سوال کا جواب دیا تھا کل رات اس نے جتنی پریشانی میں کاٹی تھی یہ بات صرف وہی جانتا تھا۔۔ کتنی شدید طبیعت خراب ہو گئی تھی عنایہ کی اور وہ بوکھلا کر رہ گیا تھا۔۔ اس کے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے تھے اب تھوڑا سا اسے دوبارہ سے سیدھی ٹرک پر لانے کے لیے اتنا غصہ اور ناراضگی تو بنتی تھی۔۔

تاکہ دوبارہ سے عنایہ اس کی بات آرام سے ہی مان سکے۔۔

میں اسندہ اپ کی بات آرام سے مان لوں گی اب نہیں کروں گی نا اور ریٹنگ پلیز مان جائیں نا۔۔

اس کو غصے میں دیکھتے ہوئے عنایہ نے بے حد پیار سے منمناتے ہوئے کہا اور اس کی معصوم صورت کو دیکھتے ہوئے ملیاری کو اس پہ ڈیروں پیار آیا تھا اور بغیر کسی کی پرواہ کیے اسے اپنے سینے میں زور سے بیچ لیا تھا۔۔

او کے ٹھیک ہے میری جان اب یہ لاسٹ بار ہے میں وار ننگ دے رہا
ہوں اور معاف بھی کر رہا ہوں اگے سے اپ اپنا مجھ سے زیادہ خیال رکھیں
گی ٹھیک ہے بات سمجھا رہی ہے نا۔۔

ملیار نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو عنایہ نے بھی
جھٹ سے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ مبادا ملیار کہیں دوبارہ سے
پھر سے ناراض نہ ہو جائے۔۔

چلو بچو اب اور بچوں کو بھی بلا لودیر ہو رہی ہے ہال کے لیے بھی نکلنا ہے۔۔
ہم نکلتے ہیں جب تک تم دونوں سب کا انتظار کرو اور سب کو لے کر نکلو۔۔
شائلہ بیگم نے خاص ان دونوں کو تاکید کی ساتھ ہی شائلہ بیگم اور اپنے اپنے
شوہروں کو ساتھ لے کر وہ حال کے لیے نکل گئی تھی۔۔ کیونکہ مہمانوں
کے آنے کا وقت ہو رہا تھا اور ضروری تھا کہ حویلی میں سے کوئی بڑا تو حال
میں موجود ہوتا نا۔۔ اسی لیے حویلی کی دونوں بہوں نے حال جانے کے
لیے راہ لی اپنے اپنے شہروں کے ساتھ۔۔

{♡♡♡♡♡♡}!

اور زلہ بھی نیچے اترائی تھی اور ساتھ گل اور برلاس بھی اب صرف انتظار تھا تو دو لہے اور دلہن کا جن کے آنے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔۔

یہ مہزلہ کو تو میں کمرے میں تیار چھوڑ کر ہی اپنے کمرے میں تیار ہونے گئی تھی اب اسے آنے میں اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے۔۔

اور زلہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے بقول تو مہزلہ بالکل تیار تھی اور اسے بس کسی کا پیغام ملنا تھا اور کمرے سے نکل کر حال کے لیے جانا تھا۔۔

ایک سیکنڈ میں دیکھ کر اتنا ہوں ملیار نے عنایہ کو صوفے پر بٹھایا اور ساتھ ہی مہزلہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

اب سب ہی بے چینی سے ملیار کا انتظار کر رہے تھے۔۔ تقریباً پانچ منٹ

کے بعد ہی ملیار بوکھلایا ہوا سادو بارہ سے سیڑھیوں سے اترتا ہوا نظر آیا اس

کے چہرے کے بوکھلائے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر ہی اور زلہ کو اپنا دل ڈوبتا
ہوا محسوس ہوا۔

کیا ہوا ہے لالا اب گڑیا کو اپنے ساتھ لے کر کیوں نہیں آئے اسے بتائیں نا
کہ دیر ہو رہی ہے۔

برلاس نے اگے بڑھتے ہوئے ملیار کو تھا ما جو بس گرنے کے درپر ہی تھا۔
مہزلہ مہزلہ تو اپنے کمرے میں نہیں ہے وہ کہاں جاسکتی ہے۔ بقول
تمہارے اور زلہ وہ تو کمرے میں بالکل تیار بیٹھی تھی تو پھر وہ اپنے کمرے
سے کہا چلی گئی۔

کیا کیا کہا تم نے یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم نے ٹھیک سے دیکھا نہیں ہو گا۔
وہ کمرے میں ہی ہوں گی تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے بارے
میں ایسے الفاظ بولنے کی میں جان لے لوں گا تمہاری۔ اگر تو تم نے اس
کے بارے میں کوئی بھی غلط الفاظ بولنے کی کوشش بھی کی تو۔

زرم جونیک سک ساتیار ہونٹوں پر سرشار سی مسکراہٹ لیے اپنی باربی
ڈول کا انتظار کرتے ہوئے سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔۔ ملیار کے آخری الفاظ
سننے ہوئے وہ غصے سے ملیار کی طرف بڑھتا اس کا گریبان تھامتے ہوئے
تقریباً ہاڑا تھا۔۔

لالا کیا ہو گیا ہے آپ کو صبر کریں اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم اس سچویشن کو
کیسے کنٹرول کریں گے۔۔ برلاس نے اگے بڑھتے ہوئے اور زرم کے
ہاتھوں سے ملیار کا گریبان چڑوایا تھا پیار سے۔۔

بصیر بھی تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ حویلی کے اندر داخل ہوا اور سب
اس کی طرف متوجہ ہوئے اس کے تنے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر سب کو ہی
کچھ غلط ہونے کا شبہ ہوا بے ساختہ ہی زرم کے ساتھ ساتھ ملیار بھی
صوفے پر ڈھے جانے والے انداز میں گرا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ اور زلہ بھی چکرا کر گرتی پیچھے سے آرش نے اسے
اپنے باہوں میں بھرا تھا۔۔ اور زلہ کو اس وقت اپنا کوئی بھی ہوش نہیں

تھا اسی لیے اس نے آرش کے ہاتھوں کو بالکل بھی جھٹکا نہیں تھا۔ وہ یوں ہی کھڑی بصیر کے کچھ بولنے کا انتظار کر رہی تھی کہ آخر اس کی گڑیا کہاں گئی کمرے سے۔

کیا ہوا ہے بصیر تم چپ کیوں ہو سب تمہارے بولنے کا انتظار کر رہا ہے تمہارے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا ہے کہ کچھ غلط ہوا ہے کیا ہوا ہے بتاؤ تو صحیح سب کو۔ زریش نے اگے بڑھتے ہوئے اس کو ہاتھوں سے ہلایا تھا۔

میں ابھی سی سی ٹی وی فٹیج دیکھ کر آیا ہوں۔

ہمارے حویلی کا ہیڈ جو ملازموں کو ہائر کرتا ہے وہ سارے ملازموں کے انفارمیشن بھی لیتا ہے۔ اگر ان میں کچھ بھی گڑ بڑ اسے نظر آتی ہے تو وہ ڈائریکٹلی مجھے انفارم کرتا ہے اور ابھی شادی کے سلسلے میں صبح ہائر کی ہوئی ملازمہ کی فائل انفارمیشن اسے کچھ ٹھیک نہیں لگی اور وہ مجھے دکھانے کے لیے لایا تھا۔ اور جب میں نے اس کی انفارمیشن دیکھی تو وہ غدار نکلی۔

سی سی ٹی وی فوٹیج کو چیک کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہی ملازمہ آخری بار مہزلہ کے کمرے میں کھانے کا کچھ سامان لے کر گئی تھی۔۔۔ اس کے بعد فون پر بات کرتے ہوئے وہ پانچ منٹ کے اندر اندر ہی کمرے کے باہر سے غائب ہو گئی۔۔ یعنی کہ مہزلہ کڈنیپ ہو چکی ہے۔۔ اور یہ جس کسی کا بھی کام ہے وہ بہت جلد منظر عام پر آجائے گا لیکن سب سے پہلے ہمیں اس ملازمہ کو ڈھونڈنا ہو گا۔۔

لیکن لیکن ہم اس کو ملازمہ کو ڈھونڈیں گے کیسے۔۔ وہ تو اس وقت گھر پر بھی نہیں ہے۔۔ میرے خیال سے مجھے نہیں لگتا کہ کام کرنے کے بعد وہ یہاں پر رہی ہو گی۔۔ پہلی فرصت سے اس نے اپنی جان کو بچانے کے لیے یہاں سے بھاگنا ہی ہو گا نا۔۔

زیر لیش نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے سمجھداری سے کہا: بجائے اس کے کہ سب لوگ اس ملازمہ کو حویلی میں ہی ڈھنڈنے لگ جاتے۔۔

اب کیا ہو گا۔۔ میری بہن۔۔ اور زلہ نے اتنا کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر چکی تھی۔۔

آرش نے بے چینی سے اسے روتے دیکھا جو اس کے حصار سے خود کو چھڑاتے ملیار کے پاس جا کر اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھ چکی تھی صوفے پر۔۔

صبر کرو اور زلہ کچھ بھی نہیں ہو گا انشاء اللہ ہمارے گلڑیا بالکل ٹھیک ہو گی جہاں کہیں بھی ہو گی۔۔

ملیار نے بھی شدت ضبط سے سرخ آنکھوں سمیت اسے سینے سے لگایا۔۔ کچھ بھی نہیں ہو گا کچھ بھی غلط نہیں سوچنا زرم وہ بالکل ٹھیک ہو گی وہ تمہاری بیوی ہے تم نے حوصلہ کر کے اسے ڈھونڈنا ہو گا۔ اتنی مشکل سے وہ تمہیں ملی تھی۔ اتنی مشکل سے وہ تمہارے نصیب میں آئی تھی۔۔ اتنی مشکل سے خوشیوں نے تمہارا مقدر چنا تھا اتنے آسانی سے تم اسے کسی

اور کے حوالے نہیں چھوڑ سکتے تھیں ہمت کر کے اسے ڈھونڈنا ہوگا
ذرم۔۔

ذرم کے اندر اپنی ہی ایک الگ سی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔۔ ذرم اپنے اندر
ایک الگ ہی جنگ لڑ رہا تھا جو بھی تھا وہ مہزلہ کو اتنی آسانی سے خود سے دور
ہونے نہیں دے سکتا تھا۔ جس کسی نے بھی اس کی بیوی کو ہاتھ لگایا تھا یہ
تو طے تھا کہ موت تو اس کا مقدر بننا ہی تھی۔۔ لیکن سب سے پہلے اس نے
اس ملازمہ کو ڈھونڈنا تھا۔ جس نے اس کی بیوی کو کھانے میں شاید کچھ ملا
کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ کڈنیپ ہوئی۔۔ یا کوئی بھی سراخ اس ملازمہ کو
ڈھونڈنے پر ان کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔۔

ان کی قسمت کہہ لو یا پھر کچھ اور کہ وہ ملازمہ ابھی تک حویلی سے باگھی نہیں
تھی۔۔ کیونکہ وہ شاطر ملازمہ بہت ہی پرسکون تھی کہ ابھی اتنی جلدی تو
حویلی کے مکینوں کو مہزلہ کے باگنے کا پتہ نہیں چل سکتا تھا اسی لیے وہ بڑے
ہی پرسکون انداز میں ہاتھ کا صفا کرتے چوری کر کے اس گھر سے فرار ہونا

چاہتی تھی۔۔ اتنے عرصے بعد تو اس کے ہاتھ اتنی لمبی پارٹی لگی تھی اتنی
اسانی سے تو وہ اس گھر سے نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

کم از کم وہ یہاں سے پانچ سے چھ مہینے کا خوراک اور اپنا خرچہ تولے کر ہی
جانا چاہتی تھی۔۔

سب جو پریشانی میں ادھر سے ادھر ٹھہل رہے تھے اچانک ہی ملازمہ کو
لاونج میں اتادیکھ کر سبھی حیران ہوئے تھے۔۔ اور دوسری طرف ملازمہ
بھی ان کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر سپیڈ سے دوڑنا بالکل بھی نہ بھولی
تھی۔۔

ملازمہ کو بھاگتے دیکھ کر سبھی تقریباً بوکھلا گئے تھے زرم پرتی سے اٹھتا ایک
ہی جھٹکے میں اس کے پیر کے اگے اپنا پیر پساتا اسے زمین بوس کرنے میں
کامیاب ہوا تھا۔۔

زری جلدی سے پاس او اور اس سے پو چھو کہ میری بیوی کہاں ہے ورنہ اگر
میں نے اسے ہاتھ لگایا تو قسم سے اسے زندہ زمین میں گاڑنے میں سیکنڈ بھی
نہیں لگاؤں گا۔

زرم نے بے انتہاد ہاڑتے ہوئے زریش کو اپنی طرف آنے کا کہا اور اس کی
دھاڑ کو سنتے تو ملازمہ کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔

پہلے ایسی فیملی سے بلا کہاں اس کا نانا پڑا تھا وہ تو ہر جگہ سے اسانی سے نکل
جاتی تھی لیکن یہاں پر وہ پھنس گئی تھی اسے معلوم نہیں تھا کہ یہاں وہ
خانزادوں میں پھنس گئی تھی۔

زریش بھی جلدی سے اپنے پیروں کو ہیل سے ازاد کرتی پھرتی سے ملازمہ
کی طرف بھاگی اور اسے ایک ہی جھٹکے میں زمین سے اٹھا کر کھڑا کرتے
سرخ سی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

کہاں ہے مہزلہ جلدی سے بتاؤ ورنہ تمہارے موت کو تمہارے پاس آنے
میں دو سیکنڈ بھی نہیں لگیں گے۔ زریش نے ہاتھوں سے کوئی کاروائی تو

نہیں کی تھی البتہ ہنوز آنکھوں سے ایسا ہی تاثر دے رہی تھی کہ اگلے دو
سیکنڈ میں اگر اس نے اپنا منہ نہ کھولا تو وہ اسے موت کی نیند سلانے میں ذرا
سی بھی دیر نہیں کرے گی۔

میں میں نہیں جانتی مجھے جانے دو پلینز یہاں سے اور اب کس کی بات کر
رہے ہیں۔ ملازمہ نے جھوٹ بولنے میں ہی خیریت جانہ کیونکہ ایک
طرف کھائی تو دوسری طرف کنواں تھا دونوں طرف اگر وہ کھودتی تو اس
نے مرنا ہی تھا۔

چٹاخ۔۔

ابھی ملازمہ مزید کچھ بولتے ہیں کہ ایک باری ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر پڑا
تھا اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہی نازک سی دھان پان سی لڑکی اور زلہ تھی جو
اپنی بہن کی خاطر اس لڑکی پر ہاتھ اٹھا چکی تھی۔

سب ہی حیران اور زلہ کے اس ایکٹ کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ بلا
کسی کو بھی اور زلہ سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ ملازمہ کو تھپڑ مارے گی۔

میری بہن کہاں ہے سیدھے سیدھے سے بتادو۔۔ ورنہ ابھی صرف ایک
ہی تھپڑ مارا ہے اکے کوئی بعید نہیں ہے کہ میں انہی تھپڑوں سے تمہارا منہ
لال کر دوں۔۔

گر جدارِ آواز میں اور زلہ نے دھاڑتے کہا۔۔

اس کی دھاڑ کو سن کر اپنی اپنی جگہ سب ہی حیران تھے کہ اس کا ایساری
ایکشن سب کے سامنے انا کسی شکڈ سے کم نہیں تھا۔۔

ملازمہ کے تو ہو اس ہی جھنجلا اٹھے تھے ایک تو باری ہاتھ کا تھپڑ اوپر سے اس
لڑکی کا چیخنا اس کے دماغ کو بری طرح سے جھنجھوڑا اٹھاتا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡} !

میں میں زیادہ کچھ نہیں جانتی مجھے بس اس نمبر سے میسج آیا تھا۔ اور اس لڑکی کی تصویر بھیجی گئی تھی۔ جس کو کڈنیپ کرنا تھا۔ اور جیسے مجھے بولا گیا تھا میں نے بالکل ویسے ہی کیا پیسوں کے لیے۔

ملازمہ نے کانپتے کانپتے ساری بات سب کو بتائی۔۔ اس کے چہرے پر ذرا سی بھی شرمندگی نظر نہیں آرہی تھی۔ آخر اس کا پیشہ ہی یہی تھا وہ یہی کام کرتی آرہی تھی شروع سے۔ تو اب اگر وہ پکڑی گئی تھی تو شرمندگی کیسی؟؟

تمہیں شرم نہیں آئی۔ میری چھوٹی سی بہن کو کسی درندے کے حوالے کرتے ہوئے۔ ایک عورت ہوتے ہوئے تم کیسے کسی عورت کی عزت کو داغدار کرنے کی کوشش کر سکتی ہو۔ اس کی بات سنتے اور زلہ پھٹ پڑی تھی۔ لگاتار اس کے آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ کاش اگر وہ اپنے کمرے میں تیار ہونے نہ جاتی تو شاید آج اس کی بہن اس کے پاس صحیح سلامت ہوتی۔

نمبر دو جس سے تمہیں میسج آیا تھا۔ اس ساری کاروائی میں سب سے پہلی بار ملیار نے اپنا منہ کھولا۔۔

ملازمہ ان سب کے قہر اور ان کی سرخ آنکھوں سے بری طرح کانپتے ہوئے ڈر چکی تھی۔ اور موبائل ان کے حوالے کرتے نمبر کی تصدیق کی۔۔
بصیر جلدی سے اس نمبر کی لوکیشن چیک کرو مجھے لگتا ہے یہ نمبر ان ہوگا بند نہیں ہوگا۔ اسے ہم گڑیا کی لوکیشن کا پتہ لگا سکتے ہیں۔۔ ملیار نے فکر مندی سے بصیر سے کہا۔۔

تو بصیر بھی وہ نمبر لیتا۔۔ اپنے سب سے خاص آدمی کو فون کرتا 10 منٹ میں لوکیشن اسے میسج کرنے کا بولا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

مہزلہ نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی اس کا سر اس وقت شدید بھاری ہو رہا تھا۔ شاید نہیں یقیناً اسے نشہ آور دوا کچھ زیادہ ہی مقدار میں دی گئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں کھولنے کا نام نہیں لے رہی

تھی۔۔ زور زبردستی اس نے اپنی انکھیں کھولی اور انکھیں کھولتے ہی اس کی نظر سیدھا چھت سے ٹکرائی۔۔

کمرے کے ماحول اور چھت کو دیکھتے ہوئے وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ تو اپنے کمرے میں تھی تو پھر وہ یہاں پر کیسے آئی۔۔ اس کا دماغ بالکل سن ہوا پڑا تھا۔۔ کچھ سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ یہاں پر کیا کر رہی ہے۔۔ اور سب سے بڑی بات کہ وہ کہاں پر ہے۔۔

زبردستی بیڈ پر بازوؤں کا زور ڈالتے وہ اٹھی اسے کسی نہ کسی طرح سے یہاں سے نکلنا تو تھا ہی۔۔ انکھیں کھولنے پر سب سے پہلا منظر اس نے یہی دیکھا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے۔۔

جس کی وجہ سے خوف اس کے پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا اور ساتھ ہی انکھوں میں انسو اٹھائے تھے۔۔

وہ ڈر چکی تھی واقعی میں وہ چھوٹی سی لڑکی اپنی عزت کے چلے جانے کے خوف سے ڈر چکی تھی۔۔

وہ اٹھی اور نیم اندھیرے کمرے میں دروازے کو تلاشنا چاہا۔ لیکن اس کا سر بری طرح سے چکرا رہا تھا۔ دھیرے دھیرے سے قدم اٹھاتی دیوار کے سہارے چلتی وہ دروازے تک پہنچی دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ لاک تھا۔ ظاہر سی بات ہے اسے کڈنیپ کیا گیا تھا تو وہ بلا دروازہ انلاک کیوں چھوڑتے ہیں؟؟

کوئی ہے پلیز دروازہ کھولیں۔۔ نقاہت بھری آواز میں اس نے کسی کو پکارنا چاہا۔ لیکن اس کی آواز کمرے کے دیواروں سے ٹکرا کر اسے دوبارہ سے سنائی دی۔۔

نیم اندھیرے میں وہ کھڑکی دیکھنے کو اپنی نظریں ادھر سے ادھر دوڑا رہی تھی۔ لیکن کمرے میں سوائے دروازے کے اور کوئی بھی دوسرا دروازہ نہیں تھا حتیٰ کہ واش روم تک نہیں تھا اس کمرے میں۔۔

اس سچویشن سے وہ بری طرح سے گھبرا چکی تھی سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کمرے تو کیا کرے۔۔

اپنی عزت کے چلے جانے کا خوف اس پر بری طرح سے حاوی ہوا تھا اور اج
پہلی بار مہزلہ کو اپنے ڈرپوک اور کانفیڈنٹ نہ ہونے پر شدید غصہ ایا تھا۔
کاش وہ ذرا سی تو کانفیڈنٹ لڑکی ہوتی یا پھر وہ اتنی ڈرپوک نہ ہوتی تو شاید اج
اپنے لیے تھوڑا ہی صحیح پر وہ لڑ سکتی تھی۔

ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے دونوں گھٹنوں کو اپنے سینے سے لگاتے وہ
چہرہ چھپائے رونے میں مصروف ہو چکی تھی۔

اس کا خوبصورت ساسفید کلر کا باربی فرائک جگہ جگہ سے گندا ہو گیا تھا۔
کہیں سے اس وقت اس کی حالت کو دیکھ کر ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ولیمے
کی دلہن ہے۔

اس وقت شدت سے اس کا دل دعا گو تھا کہ اس کے گھر والے اسے بچانے
ائے۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

لالو کیشن اگئی ہے اور یہ یہاں سے تقریباً دھے گھنٹے کی دوری پر کوئی
کھنڈر نما سی جگہ کی لو کیشن ہے۔۔ بصیر کے موبائل پر جیسے ہی نوٹیفکیشن
ہوئی بصیر نے سب کو ہی اطلاع دی ساتھ ہی ملیار،، برلاس،، آر ش،، زرم
اٹھتے باہر کی طرف بھاگنے والے انداز میں روانہ ہو چکے تھے۔۔
ملیار سے اور زلہ نے ضد کی تھی ان کے ساتھ جانے کی لیکن ملیار نے اسے
پیار سے سمجھایا کہ وہ گھر پر ہی رہے۔۔ اس طرح سے اس جگہ پر جانا
خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔۔ وہ اپنی بہن پر کوئی رزسک نہیں لینا چاہتا تھا
مزید ٹائم ضائع نہ ہو اس لیے اور زلہ بھی چپ چاپ صوفے پر بیٹھ کر ان کا
انتظار کرنے لگی۔۔

ہال سے بار بار شمائلہ بیگم اور نائلہ بیگم کی کالز پر کالز آرہی تھیں کہ وہ لوگ
ابھی تک پہنچے نہیں جنہیں زرش انتہائی نرمی سے ڈیل کر رہی تھی۔۔
اب ساری لڑکیوں کے زبانوں پر بس یہی دعا تھی کہ سب لوگ صحیح
سلامت واپس حویلے پہنچ جائیں۔۔

{♡♡♡♡♡♡}!

جی کون۔۔ گاڑی میں بیٹھے ہی زرم کے نمبر پر ان نون نمبر سے کال آئی۔۔
سب اپنی اپنی گاڑیوں میں الگ الگ سے گئے تھے لیکن زرم کی حالت کو
دیکھتے ہوئے آرش گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور زرم اس کے پاس ہی بیٹھا
تھا۔۔

اتنی جلدی مجھے بھول گیا تم۔۔ سامنے سے ہی شہباز خان کی مکروہ سے آواز
گو نجی۔۔

آرش نے زرم کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ موبائل کو سپیکر پر ڈالے تو زرم
نے موبائل کو سپیکر پر ڈالا۔۔

کیا چاہتے ہو اور اس وقت تمہارے فون کرنے کا کیا مقصد ہے۔۔ زرم نے
انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا۔ اس وقت جس کنڈیشن میں وہ تھا وہ بالکل
بھی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اس سے بات کرے۔۔

ہمارا پوتا ہمیں واپس کر دو تمہارا بیوی بھی تمہیں مل جائے گا۔ شہباز کی بات سنتا زرم اور آرش دونوں ہی پتھرائی ہوئی کیفیت میں جا چکے تھے۔ انہیں بالکل بھی یقین نہیں رہا تھا بلکہ ان کے تو وہم و گمان میں ہی نہیں تھا کہ شہباز خان ایسی اونچی حرکت سرانجام دے سکتا ہے۔ تم تم نے۔۔ زرم سے تو لفظ تک بولے نہیں جا رہے تھے۔

ہاں تو خانزادہ تمہیں کیا لگا تھا کہ تم ہمارا پوتا کو کڈ نیپ کر کے اسے مارے گا ہمارا سچائی اگلوائے گا تو ہم ہاتھ پر ہاتھ درے چپ بیٹھے گا۔ ہم تو وہ ہیں کہ اینٹ کا جواب ہم پتھر سے دے گا۔ شہباز خان نے نہایت ہی مغروریت سے کہتے اپنے موچوں کو تاؤ دیا۔

خدا کی قسم شہباز خان ابھی تک تو تمہارا یہ والا گناہ بھی تمہارے حصے میں تھا کہ تم نے میرے ماں باپ کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ سوچے سمجھے پلین کے تحت کروایا تھا لیکن یہ دوسرا گناہ بھی تمہارے حصے میں شامل ہو چکا ہے۔ اب تمہاری موت زرم خانزادہ کے ہاتھوں سے واقعی ہو چکی ہے۔ اب تم

بس اپنی خیر مناؤ۔۔ زرم نے انتہائی سچ لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا اس وقت زرم کی انکھیں خون چلکانے کے درپر تھی اور اس کے سر پر خون سوار ہو گیا تھا۔۔

زرم خانزادہ کی باتیں سن کر کچھ پل کے لیے تو شہباز خان بھی گڑ بڑا سا گیا تھا۔۔

جاؤ جاؤ ہم نے بھی تمہارا دکھتارگ پر ہاتھ رکھا ہے۔۔ تم ہمارا پوتا ہمیں واپس کرے گا تب ہی تمہارا بیوی تمہارے پاس صحیح سلامت پہنچے گا۔۔ شہباز خان بھی بلا کہا چپ رہنے والوں میں سے تھا۔ اس نے دوبارہ سے اپنی طرف سے کافی بڑی دھمکی تھی۔۔

گنتے رہو جتنی بار تم اپنے منہ سے میری بیوی کا نام نکال رہے ہو۔ اتنی ہی گولیاں تمہارے جسم میں پوستانہ کی تو مجھ میں خانزادوں کا خون ہی نہیں ہو گا۔ دوبارہ سے سرد لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا تو اس بار دوسری طرف سے فون ہی بند کر دیا گیا تھا۔۔

گاڑی کو تیز چلاؤ اور اس میں مزید کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ اپنی قمیض کی جیب سے گن نکالتے ہوئے لوڈ کرتے اس میں گولیاں دیکھتے زرم خانزادہ نے طیش میں اتے کہا۔

جی لالا۔۔۔ آرش بھی تابداری سے سر ہلاتا گاڑی کو مزید سپیڈ دے گیا تھا۔

شہباز خان اس کی بیوی کے ساتھ کچھ کرنا تو نہیں چاہتا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا خانزادوں کے قہر سے۔۔ اس نے تو صرف اپنے پوتے کو چھڑانے کے لیے زرم خانزادہ کی بیوی پر ہاتھ ڈالا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ یہی راستہ اس کے موت کی طرف جانے والا ہے۔

نہایت ہی تیزی سے گاڑی چلاتے ہوئے چار گاڑیاں اگے پیچھے اس کھنڈر نما کارخانے کے سامنے رکی۔

اگے پیچھے گنا جنگل سا تھا کوئی بھی زری روح نظر نہیں آرہی تھی۔ اس سنسان سے سڑک کو دیکھ کر ہی زرم کو مزید اپنی فیری کی فکر ہوئی۔

گاڑی بس رکنے کی دیر تھی کہ ذرم اپنے ہاتھ میں گن لیے نکلتا سیدھا ہی
فیکٹری کے اندر جانے والا تھا کہ بصیر نے ہاتھ سے پکڑتے اسے اپنی طرف
کھینچا۔۔

لالہ کیا کر رہے ہیں آپ اس طرح سے بے وقوفی سے ہم اندر نہیں جا
سکتے۔۔ ہم نہیں جانتے کہ اندر کتنے آدمی ہوں گے۔۔ ہمیں گولیاں بھی
لگ سکتی ہے ہم سب نے ایک دوسرے کی فکر کرنی ہے۔۔

اگے پیچھے سے چاروں طرف سے ایک ایک کر کے ہم سب اندر داخل
ہوں گے۔۔ اس طرح اگر ہم جلد بازی سے کام لیں گے تو ہم یہ شکست
کھائیں گے۔۔ بصیر نے نہایت ہی سمجھداری سے کہا تو ذرم نے بھی سر
ہلایا۔۔

اس کارخانے کے چار کھونے تھے الگ الگ کھونے سے بصیر نے برلاس
ملیار اور آرش کو جانے کا کہا۔۔

اور ذرم اور وہ خود مین گیٹ سے اندر جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔

سبھی ایک دوسرے سے بلیوٹو تھ کے ذریعے کنیکٹ تھے۔۔ جیسے ہی وہ لوگ اس کھنڈر نما جگہ میں داخل ہوئے تو ایسا لگا کہ وہاں پر جیسے صدیوں سے کوئی رہتا ہی نہیں ہو۔۔ کیونکہ ہر طرف دھول اور مٹی ہی نظر آرہی تھی۔۔

ایک قطار میں بہت سارے کمرے بنے ہوئے تھے۔۔

اہستہ اہستہ سے اگے بڑھتے ہوئے جتنے بھی آدمی زرم اور آرش کے سامنے ارہے تھے سب کو ہی وہ لوگ موت کی نیند سلارہے تھے لیکن بے انتہا خاموشی سے۔۔

برلاس ملیار اور آرش بھی دھیرے دھیرے سے اگے بڑھتے انہیں راستے کے بارے میں بتا رہے تھے کہ بیک سائیڈ پر تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔ یعنی کہ جتنے بھی لوگ ہیں وہ صرف اور صرف سامنے دروازے سے ہی تھے۔۔

شہباز خان جو انتہائی سکون سے اس ایک کمرے میں بیٹھا سگار پیتے ہوئے
ساتھ ہی ساتھ وہ مشروب بھی پی رہا تھا۔۔ باہر سے گولیوں کی آواز آئی تو وہ
تقریباً بوکھلا اٹھا تھا۔۔

وہ تھا بھی اس وقت شدید نشے میں۔۔ یہاں سے بھاگنے کا تو سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا تھا کیونکہ صوفے سے اٹھتے وقت بھی اس کے قدم لڑکڑارہے
تھے۔۔ بے ساختہ ہی اسے خود پر افسوس ہوا کہ اس نے آخر خانزادوں سے
پنگا ہی کیوں لیا۔۔

لیکن اب تو بہت دیر ہو چکی تھی اس نے پنگا لیا تھا اور خانزادے اس کا
جواب دینے بھی پہنچ گئے تھے۔۔

مہزلہ جو ایک کمرے میں ڈری سہمی سی کونے میں بیٹھی تھی باہر سے
گولیوں کی آواز کو چلتا سن کر اسے ایسا لگا کہ اگلے ہی پل وہ دوبارہ سے اپنے
ہوش و حواس گواہ بیٹھے گی۔۔

لیکن نہیں اس جگہ پر کوئی بھی نہیں تھا اس کا اپنا۔۔۔ جو اس کی عزت کی حفاظت کر سکتا تھا اگر وہ بھی خوش و خواہش سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔ تو اپنی عزت سے ہاتھ دو بیٹھے کی اور اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔۔ اسی لیے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو غنودگی میں جانے والے دماغ کو کنٹرول میں کیے انکھیں کھولے بے حس بنی بیٹھی تھی۔۔۔ گولیوں کی آواز مسلسل اس کے کانوں میں بج رہی تھی خوف سے اس کے پورے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی۔۔۔ لیکن وہ بے حس بنی یوں ہی بیٹھتی رہی خود کو زمین کے حوالے نہ ہونے دیا۔۔۔

اس کے چہرے پر جگہ جگہ مٹی لگی ہوئی تھی اور وہ پورا کمرہ ہی مٹی سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ اور اسے لٹایا بھی زمین پر گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ پوری ہی اس وقت مٹی میں گندی ہوئی پڑی تھی۔۔۔

مسلسل اس کے لبوں پر دعائیں ہی چل رہی تھی۔۔۔ اپنی عزت بچ جانے کے۔۔۔

بے ساختہ ہی دروازہ دھاڑ سے کھلا۔۔ اور نشے میں چور لڑکھڑاتا ہوا شہباز خان دروازے کے اندر اتے ہاتھ میں گن پکڑے مہزلہ کی جانب بڑھا۔۔
حواس تو شہباز خان کے قائم تھے لیکن وہ اپنے پیروں کو لڑکھڑانے سے روک نہیں سکتا تھا۔۔

اتنے خوفناک آدمی کو اپنی طرف اتادیکھ کر مہزلہ کو لگا کہ اب شاید اس کے روح پرواز ہونے کا ٹائم آگیا ہے۔۔ اس آدمی کے قریب آنے پر اس آدمی کے منہ سے نہایت ہی گندی بدبو اس کے ناک کے نتوں سے ٹکرائی تو بے ساختہ ہی اسے ابکائی آئی۔۔

اے اے اے چل میرے ساتھ۔۔ شہباز خان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گن کو اس کے ماتھے پر رکھتے ہوئے اسے چلنے کا کہا۔۔
مہزلہ کہاں چل سکتی تھی اس کے تو قدم اٹھنے سے انکاری تھے۔۔ وہ تو بہت شہباز خان کے ساتھ کیچنی چلی جا رہی تھی۔۔

شہباز خان جو خود بھی لڑکڑا رہا تھا ساتھ اسے مہزلہ کو بھی کیچھنا پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے وہ کمرے سے نکل ہی نہیں پارہا تھا۔ کبھی ایک طرف تو کبھی دوسری طرف۔۔ وہ دونوں ہی ڈولتے جا رہے تھے اور مہزلہ چاہ کر بھی اس کی وحشی گرفت سے اپنا ہاتھ چڑھا نہیں پارہی تھی۔۔

چھوڑو مجھے۔۔ نہ جانے مہزلہ میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کہ وہ چیخ اٹھی۔۔

اس کی چیخ کو سنتے باہر جو زرم کمرہ کمرہ چیک کر رہا تھا۔۔ بے ساختہ ہی اس چیخ کی آواز کے سمت چل پڑا۔۔ آرش اور ملیار دونوں ہی ساتھ ہی اس کمرے میں داخل ہوئے تو ان سے پہلے ہی وہاں پر زرم موجود تھا۔۔

شہباز خان تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی۔۔ اج اگر اسی ہاتھ کے میں نے ٹکڑے نہ کیے تو میں خود کو ہی اس دنیا سے مٹا دوں گا۔۔

مہزلہ کو شہباز خان کی گرفت میں دیکھتے زرم کے سر پر تو جیسے خون سوار ہو گیا تھا۔۔ بے ساختہ ہی گن کو پیچھے پھینکتے وہ اگے بڑھتے لڑکڑاتے ہوئے شہباز خان کہ منہ پر مکہ مار گیا۔۔ جس کی وجہ سے شہباز خان کی گرفت ڈیلی ہوئی تو بے ساختہ ہی مہزلہ بھاگتے ہوئے ملیار کی طرف جا چکی تھی۔۔ اور زرم کے سر پر تو خون سوار تھا اور پھر نہ رکنے والے موکوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔۔ شہباز خان پہلے ہی نشے کی حالت میں تھا وہ پہلے ہی مکے پر لہراتے ہوئے زمین پر جا گرا تھا۔۔

زرم اس کے اوپر بیٹھتا بے انتہا جنونی انداز میں دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے پر وار کرتے اس کے چہرے کو لہو لوہان کر گیا تھا وہ بھی منٹوں میں۔۔

اتنے میں برلاس اور بصیر بھی باہر کے ادھیوں کا صفایا کرتے اس کمرے میں داخل ہوئے۔۔

بے ساختہ ہی زرم نے اس کا وہی ہاتھ پکڑا جس سے اس نے مہزلہ کو اپنے گرفت میں لیے جکڑا تھا اور اس ہاتھ کو اپنے گٹھنے پر رکھتے اس نے کڑک کی آواز کے ساتھ اس کے ہاتھ کو موڑ دیا تھا۔

جس کی وجہ سے شہباز خان کی خوفناک چیخ اس جگہ کی درودیوار کو لرزا کر رکھ گئی۔

مہزلہ بے انتہا کانپتے ہوئے ڈر سے ملبار کے سینے سے چہرہ تک نہیں نکال پا رہی تھی۔

اس کے ہاتھ کو دو سے تین ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہوئے زرم کو اب بھی چین نہ آیا تو آرش کی طرف جاتے اس کے ہاتھ سے گن چھین کر گن کو لوڈ کرتے وہ شہباز خان کے دائیں پیر پر گولی چلا چکا تھا۔

گولی شہباز خان کے ٹانگ سے آر پار ہوئی تو شہباز خان کو صحیح سے دن میں تارے ہی نظر آگئے تھے۔

تمہاری تمہاری بہن بہن زندہ ہے۔۔ اس سے پہلے کہ زرم ایک اور گولی چلا کر اس کے دوسری ٹانگ کو بھی اپنا نشانہ بناتا شہباز خان نے درد کے انتہا سے چیختے ہوئے کہا۔۔

اور شہباز خان کے ان الفاظوں کو سنتے ہوئے کمرے میں موجود سب پر ہی سستہ طاری ہو گیا تھا۔۔

ساری بات سچ سچ بتاؤ اور اگر تمہاری بات میں ایک پرسنٹ بھی جھوٹ بھی شامل ہوا تو میں اس سے بھی زیادہ دردناک موت دوں گا۔۔

میں۔۔ میں۔۔ سچ۔۔ کہہ۔۔ رہا۔۔ ہوں۔۔ تم۔۔ تمہارے۔۔ ماں۔۔ بابا۔۔ کا۔۔ ایکسیڈنٹ۔۔ جب۔۔ میں۔۔ نے۔۔ کروایا۔۔ تھا۔۔ ت تو۔۔۔ تمہاری۔۔۔ تمہاری۔۔ بہن۔۔ بیچ۔۔ گئی۔۔ تھی۔۔

اسے۔۔ میں۔۔ نے۔۔ ہی۔۔ اپنے۔۔ ادھیوں۔۔ سے۔۔ کہہ۔۔ کر۔۔ یتیم۔۔ خانے۔۔ کے۔۔ باہر۔۔ چڑھایا۔۔ تھا۔۔ کہ۔۔ جب

وہ۔۔ بڑی۔۔ ہو۔۔ گئی۔۔ تو۔۔ بشیر۔۔ خانزادہ۔۔ کو نیچا دکھاؤں۔۔

گا۔۔۔ کہ اس۔۔۔ کے۔۔۔ حویلی کا۔۔۔ خون۔۔۔ ہی باہر یتیم۔۔۔ خانوں
میں۔۔۔ لاوارثوں۔۔۔ کی طرح۔۔۔ زندگی گزار۔۔۔ رہا۔۔۔ تھا۔۔۔
کون ہے وہ اور کہاں پر ہے اس وقت مجھے بتاؤ۔۔۔ زرم نے اس کی چپ
ہونے پر نہایت ہی بے صبری سے پوچھا۔۔۔

مجھے۔۔۔ مجھے۔۔۔ چھوڑ دو گے۔۔۔ تو۔۔۔ تو میں۔۔۔ تمہیں بتا دوں گا۔۔۔
شہباز خان بھی بلا کہاں اتنی آسانی سے اس کی باتوں میں آنے والا تھا۔۔۔
جلدی سے اپنی جان چھڑانے کی شرط رکھی۔۔۔
چھوڑ دوں گا اب جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔۔ سرد لہجے میں کہتے زرم نے دوبارہ
پوچھا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ تمہاری۔۔۔ تمہاری حویلی۔۔۔ حویلی میں حویلی کے۔۔۔ سب
سے۔۔۔ چھوٹے خان۔۔۔ سے شادی۔۔۔ شادی بھی۔۔۔ ہوئی۔۔۔
تھی۔۔۔ لڑکھاتے لہجے میں کہتے شہباز خان نے گویا سب پر ہی بم پھوڑ دیا
تھا۔۔۔

اور ہم تمہاری بات سچ کیوں مانے کیا پتہ تم جھوٹ بول رہے ہو ابھی
بھی۔۔

میں۔۔۔ میں۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ نہیں۔۔۔ بول۔۔۔ رہا۔۔۔ تمہاری
تمہاری۔۔۔ بہن کا نام گل۔۔۔ ورین ہی تھا نا۔۔۔ شہباز خان نے درد سے
تڑپتے ہوئے کہا تو سب حیران ہوئے تھے کہ وہ گلورین کا نام کیسے جانتا تھا وہ
بھی پورا۔۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ سب۔۔۔ یہ سب میں۔۔۔ میں نے۔۔۔ نے ہی کیا تو یقین
نہ ائے۔۔۔ تو۔۔۔ تو یہ۔۔۔ دیکھ لو۔۔۔ اپنی جان بچانے کے خاطر اور نشے
میں دھت سب ہی بولتا چلا گیا۔۔۔ نہیں جانتا تھا کہ یہ سب بتانے کے بعد
بھی وہ زندہ نہیں بچنے والا۔۔۔ اپنے موبائل کو زرم کی طرف بڑھایا۔۔
جہاں پر سالوں پہلے کی ایک ویڈیو چل رہی تھی۔۔۔ جہاں پر ایک گاڑی
میں اس کے مورے اور بابا کا ایکسیڈنٹ ہوا اس کے بعد اس کی چھوٹی سی
گڑیا یعنی کہ گل کو دو موٹے موٹے ادمی بے دردی سے اٹھائے اسے یتیم

خانے کے باہر چھوڑ گئے تھے۔۔۔ وہ بھی بارش میں بھیگا۔ اس ویڈیو کو دیکھتے ہوئے اب کوئی اور ثبوت مانگنے کے لیے بچا ہی نہیں تھا زرم کی زبان تو جیسے تالوں سے چپک گئی تھی۔۔

کمرے میں موجود سارے خاندانوں نے باری باری وہ ویڈیو دیکھی تو سب کو گویا جیسے سانپ سونگ گیا تھا۔۔

اور اور۔۔۔ پھر۔۔۔ پھر۔۔۔ جب جب۔۔۔ وہ سات۔۔۔ سال کی ہوئی۔۔۔ تو تو۔۔۔ میں نے اپنے۔۔۔ ہی ادھیڑوں۔۔۔ سے کہہ کر۔۔۔ اس کا آہستہ۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ شہباز خان کے منہ سے سچ نکلتا اور اس کی گل کا عیب اس کے بھائیوں کے سامنے پتہ چلتا۔۔۔ بے ساختہ ہی برلاس نے اپنی گن کا رخ شہباز خان کی طرف کرتے ایک ہی فائر اس کے ماتھے کے بالکل بیچ میں مارتے اس کو اس فانی دنیا سے کوچ کروا گیا۔۔

سب نے ہی حیرت سے برلاس کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں جیسے کہ ابھی وہ رونے لگ جائے گا۔

اور گولی کی آواز سنتے تو مہزلہ کی حالت مزید خراب ہو گئی تھی۔۔۔ تھر تھر کانپتے ہوئے وہ بس گر جانے کی ہی حالت میں تھی۔۔

بصیر نے نہایت افسوس سے برلاس کی طرف دیکھا جس نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے شہباز خان کو مار دیا تھا۔ لیکن شہباز خان ایک مجرم تھا اسے ایک نہ ایک دن مرنا تو تھا ہی۔۔ اور ظاہر سی بات ہے اس کا فرض تھا اپنے بھائی کو بچانا تو اتنی آسانی سے تو وہ اپنے بھائی کو قانون کے ہاتھ میں نہیں دینے جاسکتا تھا۔۔

چلیں اب سب یہاں سے نکلیں اس سے پہلے کہ میری ٹیم کے ساتھ یہاں پہنچے۔۔ بصیر نے سب سے کہا تو زرم نے مہزلہ کی طرف دیکھا۔۔ اور اس کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے اپنے فراغ سینے میں چھپا گیا تھا۔۔

سب کے لبوں پر زرم کے جنونیت کو دیکھتے ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

اور سب نے ہی جانے کے لیے اپنا رخ موڑا۔۔ لیکن دروازے میں شہباز خان کے خاص آدمی کو کھڑے دیکھ کر اس سے پہلے کوئی گولی چلاتا۔۔ اس آدمی کی گولی سے دو فائر نکلے تھے ڈر سے۔۔

سب نے ستنکے کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔ لیکن آرش کو دیکھ کر بے ساختہ ہی مہزلہ کی چیخ بلند ہوئی۔۔ سب ہی آرش کی طرف باگھے لیکن دھڑام کی آواز آئی۔۔ سب نے پیچھے دیکھا تو زرم ہوش و حواس سے بگانہ زمین پر پڑا تھا۔۔

لالا کو کیا ہوا۔۔ لالا آرش کے پاس ملیا تھا تو زرم کی طرف بصیر بڑا۔۔ برلاس وہاں ہر کھڑے کھڑے کیا کر رہے ہوں۔۔ آہہ کر مدد کرو۔۔ آرش کو اور لالا کو ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔۔ برلاس کو ایک جگہ ہر پھترائی ہوئی کیفیت میں نظریں گاڑے دیکھ کر ملیا نے چیخ کر کہا۔۔

لیکن برلاس ہنوز اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ ملیار اور بصیر نے بھی برلاس کے نظروں کی جانب دیکھا تو وہاں مہزلہ شکڈ کی حالت میں خون میں لت پت کھڑی زرم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

گولیاں دو چلی تھی۔ ایک آرش کو لگی تھی تو دوسری دروازے کی طرف قدم بڑاھتے زرم کے حصار میں موجود مہزلہ کو لگی تھی۔۔۔
زرم تو مہزلہ کو حالت دیکھ کر بے ہوش ہوا تھا۔

مہزلہ کا سفید گاؤن خون میں لت پت ہو چکا تھا۔ شاید اسے پتہ نہیں تھا کہ گولی اسے لگی ہے کیوں کہ وہ بس زرم کو ہی دیکھ رہی تھی۔ لیکن سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر مہزلہ نے اپنی طرف دیکھا تو وائٹ گاؤن ریڈ ہوا پڑا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ زمین بوس ہو گئی تھی۔۔۔

اس آدمی کو تو ملیار نے اپنے گن کی چھ کی چھ گولیاں ہی مار دیتی اور وہ اسے وقت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

اگر شہباز خان یہ سب دیکھتا تو خوشی سے جھوم اٹھتا۔ لیکن وہ تو خود ابدی
نیند سو گیا تھا۔

—

ہاسپٹل کے سرد کوریڈور میں اس وقت اگر تین جانے ائی سی یو کے اندر
پڑی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔ تو وہیں پر تین زندہ وجودوں
کی بھی سانسیں اٹکی تھی۔

پورا دن گزر گیا تھا اور تقریباً شام ڈلنے ہی والی تھی۔
رات اپنے سیاہی ہر سو پہلا چکی تھی۔ کسی نے بھی ابھی تک حویلی میں کسی
کو بھی اس بات کے بارے میں انفارم بالکل بھی نہ کیا تھا۔

ملیار نے بصیر اور برلاس دونوں کو سختی سے منع کیا تھا کہ گھر میں کسی کو بھی نہ پتہ چلے خاص کر کے اور زلہ کو۔۔

جانتا تھا اس کی بہن پہلے ہی اتنی ٹراما سے گزر رہی تھی اگر مہزلہ اور آرش کے بارے میں اسے پتہ چلتا کہ دونوں کو گولی لگی ہے تو شاید مہزلہ اور آرش تو ٹھیک ہو جاتے لیکن اور زلہ اپنی جان گواہ بیٹھے گی۔۔

عجیب بھائی تھا اپنی بہن کی زندگی تک وہ سنوار نہیں سکتا تھا انتہا کا بے بس تھا وہ ہمیشہ ہی اور زلہ کی زندگی میں دکھ کو دیکھتے ہوئے اسے گہری شرمندگی ہوتی تھی کہ کیسے بھائی ہے وہ کہ وہ اپنی بہن کی زندگی میں دکھ درد کو ختم نہیں کر سکا۔۔

تینوں کے لب بس دعا کر رہے تھے کہ وہ لوگ ٹھیک ہو جائے۔۔
زرم تو محض بے ہوش ہی ہوا تھا لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا ڈاکٹر نے اس کی ٹھیک ہونے کی حالت کا ان تینوں کو بتا دیا تھا۔۔

ان تینوں کی جان تو تب اٹکی تھی جب ڈاکٹر ز نے ان کو بتایا کہ جو میل
پیشنٹ ہے ان کے بالکل دل کے پاس ہی گولی لگی ہے۔۔ اور جو فیمیل ہے
ان کے بالکل ناف پر گولی لگی ہے۔۔

ایسی خطرناک جگہوں پر گولیوں کا سن کر وہ تینوں ہی بنا سانس لیے لبوں پر
اللہ تعالیٰ سے ان دونوں کی زندگی کی دعائیں کر رہے تھے۔۔

ڈاکٹر ز پر امید تو تھے لیکن ہنوز ان کے اپریشنز جاری تھے کیونکہ گولیاں ان
دونوں کے وجودوں کے اندر ہی تھی نکالی نہیں گئی تھی ابھی تک۔۔

اور ڈاکٹر ز کا کہنا تھا کہ جب تک گولی اندر رہتی اتنا ہی ان دونوں کے جانوں
کو خطرہ ہوگا۔۔

اسی لیے ملیار نے ڈاکٹر ز کو اپریشن کی اجازت دے دی تھی۔۔

دوپہر تقریباً دو بجے کے قریب ان کا اپریشن سٹارٹ ہوا تھا لیکن اب رات
ہونے کو آئی ہے اپریشن طویل پر طویل ہوتا جا رہا تھا ڈاکٹر ز اور نرس دوڑتے

باگتے کبھی ایک آئی سی یو میں جاتے کبھی ایمر جنسی میں ہاسپٹل کا پورا عملہ
ہی کافی ایکٹو نظر آ رہا تھا۔

ہاں کہو۔۔ ملیار نے اور زلہ کی کال آتے دیکھ اس بار نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھا
ہی لی تھی۔۔

لالا اپ میرے کال کیوں نہیں اٹھا رہے میں تقریباً صبح سے ہی آپ کو کالز
پر کالز کر رہی ہوں لیکن آپ اٹھا نہیں رہے اب جا کر آپ نے کال اٹھائی
ہے مجھے بتائیں کہ مہزلہ کیسی ہے ٹھیک ہے ناب وہ آپ لوگ اسے بچالے
ائے ہیں نا۔۔

ایک ہی سانس میں اس نے نہ جانے کتنے سوال پوچھ لیے تھے اور سارے
ہی سارے اپنی بہن کے بارے میں تھے اور اس کی خیریت معلوم کرنے
کے۔۔

سب سب ٹھیک ہے زلے۔۔ بس دعا کرو۔۔ ملیار نے اتنا ہی کہا مزید ضبط وہ خود پر نہیں رکھ سکتا تھا اسی لیے سرخ آنکھوں سمیت فون کو ایک ہی جھٹکے میں اس نے سوچ اف کرتے پینٹ کے پاکٹ میں ڈال دیا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید وہ اور زلہ کو کچھ بھی بتادے۔۔

دوسری طرف اور زلہ جو حیران و پریشان تھی۔۔ ملیار کے "بس دعا کرو" الفاظوں کو سنتے جیسے کہ اس کے سر پر پوری حویلی کی چھت اہہ گری ہو۔۔ کیا ہوا اور زلہ ملیار نے کیا بتایا ہے سب کچھ ٹھیک ہے نا۔۔ اس کے چہرے کی زرد رنگت کو دیکھتے ہوئے ڈرتے ڈرتے عنایہ نے بھی پوچھا۔۔ گل اور زرش کی بھی رنگت صاف طور پر زرد نظر آرہی تھی۔۔

شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم کو سارے ہی حالات سے واقف کر دیا گیا تھا وہ دونوں ہی ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے کمرے میں نوافل ادا کرنے گئی تھی۔۔

تم چپ کیوں ہو کیوں بتا نہیں رہی کہ ہوا ہے کیا ہے بتاؤ تو صحیح۔۔ زریش
نے جھنجھلاتے ہوئے کہا اس کی چپ نہ جانے کیوں اس کا دل ہولار ہی
تھی۔۔

وہ وہ لالا۔۔ اور زلہ کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری تھی۔۔ بے ساختہ اس
نے گہری سانس بھرتے صوفے کی پشت کو زور سے جکڑا تھا جیسے کہ خود کو
تکلیف میں جانے سے بچا رہے ہو۔۔

ہوا کیا ہے تم بتا کیوں نہیں رہی آخر ملیا نے ایسی بھی کون سی بات کر دی
ہے کہ تمہارے چہرے کی زدر رنگت ہی نہیں جا رہی۔۔ زریش اس کے
پاس جاتی اسے تھامتے ہوئے بولی۔۔

لالا نے بس اتنا کہا کہ دعا کرو۔۔ کیا مطلب ہے ان سب کا۔۔ کیا میں اپنا
آخری خون کا رشتہ بھی کھو چکی ہوں۔۔ بتاؤ مجھے زریش۔۔ اور زلہ نے
سپارٹ تاثرات کے ساتھ کہا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا اور دعا تو ہمیں ہر حال میں کرنی چاہیے نا انشاء اللہ وہ
لوگ اجائیں گے میں ابھی بصیر کو فون کر کے پتہ کرتی ہوں کہ کیا حال ہے
تم پریشان نہ ہو یہاں پر اکر بیٹھو۔۔ ذریش کو نہ جانے کیوں اس دکھوں کی
ماری لڑکی پر بے انتہا ترس آیا۔۔

اور اسے صوفے پر عنایہ کے ساتھ بٹھایا۔۔

عنایہ نے بھی اس کے گرد اپنے حصار باندھا اور زلہ ٹرانس کی کیفیت میں
اس کے سینے پر اپنا سر رکھ چکی تھی۔۔

انسو بہنے سے انکاری تھے۔۔ انکھوں میں ہنوز سرد تاثرات ہی تھے۔۔

حالانکہ اس کا دل اندر سے تڑپ رہا تھا چیخ چیخ کر اسے کہہ رہا تھا کہ ایک انسو
تو بہالو۔۔ لیکن وہ ہنوز اپنے دل کو سخت بناتی بالکل چپ بیٹھی رہی۔۔

ہاں ذریش بولو سب ٹھیک ہے نا۔۔ بصیر نے کال اٹھائی تو ذریش سے

پوچھا۔۔

کچھ ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے اپ لوگ کچھ بتا رہے ہیں کہ اپ لوگ کہاں ہیں
نہ ہی اپ لوگ گھر رہے ہیں اور نہ ہی اپ لوگ بتا رہے ہیں کہ اپ لوگ
کہاں پر ہے۔۔ زریش نے بے انتہا تحمل سے بات کا آغاز کرتے اسے بتایا۔۔
ہسپتال۔۔ یا لفظی جواب دیتے بصیر نے فون بند کر دیا تھا۔۔

اور ہاسپٹل کا نام سنتے تو زریش کی حالت اور زلہ سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔۔
آخر وہ لوگ ہاسپٹل کیوں گئے تھے کیا کسی کو کچھ ہو گیا تھا کیا وہ لوگ اور زلہ
کو بچا نہیں پائے تھے ہاسپٹل۔۔۔

عجیب سی کشمکش مبتلا ہو گئی تھی۔۔ نہ ہی اسے پوری بات بتائی گئی تھی اور نہ
ہی واضح طور پر سارے حالات سے آگاہ کیا گیا تھا۔۔

کیا کہا ہے بصیر لالانے۔۔ عنایہ نے زریش کو فون بند کرتے دیکھ پوچھا۔۔
کچھ نہیں بس اتنا کہا کہ ہسپتال میں ہے ہم۔۔ زریش نے بھی صاف گوئی
سے سب کے گوش بات اتاری جو بصیر نے اسے بتائی۔۔

اور اب سانسیں رکنے کی باری تو عنایہ کے ساتھ ساتھ گل کی بھی تھی۔۔

گل کی دماغ کی نسیں جیسے پٹنے کے قریب تھی۔۔

نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ برلاس بالکل ٹھیک ہے نابتاؤ مجھے وہ ٹھیک

ہے نا۔۔ وہ وہ ایسے مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔۔ اسے کہو کہ گل کا اس دنیا

میں برلاس کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔۔ اگر وہ بھی اسے چھوڑ کر چلا گیا تو

وہ لاوارث ہو جائے گی۔۔ اسے کہو کہ دل کے ایک کونے میں گل نے

برلاس سے محبت چھپا کر رکھی تھی وہ تمہارے نام کرتی ہے۔۔ پلیز مجھے

اس طرح سے اذیت نہ دے کوئی تو برلاس کو لا دے۔۔ سب نہایت ہی

شکڈ کی حالت میں گل کو دیکھ رہے تھے اس سے پینک اٹیک آیا تھا۔۔

بری طرح سے اپنے بالوں کو کھینچتی ہوئی وہ زمین پر بیٹھی زور زور سے اپنے

بالوں کو کھینچتی پاگلوں کی طرح حرکتیں کرتی سب کے آنکھوں میں آنسو

لانے کا سبب بنی۔۔

زربش اس کی طرف بڑھتی اسے اپنے سینے سے زبردستی لگا گئی تھی۔۔

نہ جانے گل کو اس لڑکی سے کیسی انسیت تھی کہ وہ ہمیشہ اس کی طرف
کچھی چلی جاتی تھی۔۔

اور اج پہلی بار زربش نے اسے گلے لگایا تو اسے بہت اپنے اپنے کی فیلنگ
محسوس ہوئی۔۔

چپ ہو جاؤا بھی تو کسی نے کچھ بھی نہیں بتایا برلاس بالکل ٹھیک ہے۔۔
زربش نے اسے سینے سے لگائے اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پیرتے
ہوئے نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔

لیکن وہ ہنوز اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔

گل میری جان اگر اپ اس طرح سے روئیں گی تو باقی سب بھی رونے لگ
جائیں گے۔۔ چپ ہو جائیں اپ۔۔ زربش نے پیار سے اسے سمجھایا وہ
بالکل بچوں کی طرح اسے ٹریٹ کر رہی تھی۔۔

وہ کافی چھوٹی بھی تھی اس سے۔۔ اسی لیے نہ جانے کیوں زریش کو اس کا رونا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لیے ہنوز اسے پیار اور نرمی سے ڈیل کرتے اسے چپ کر وار ہی تھی۔۔

عنایہ کی آنکھوں سے بھی آنسو بل بل بہنے لگ گئے تھے خوف نے اس کے پورے جسم میں سرایت کیا تھا کہ کہیں کسی کو کچھ ہونہ گیا ہو۔۔ جبکہ اور زلہ ہنوز اس کے سینے پر سر رکھے سپارٹ سی آنکھوں سے غیر مرے نقطے کو دیکھی جا رہی تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو تک نہ بہا تھا۔۔

اور نہ ہی وہ بہانہ چاہتی تھی۔۔

کیا ہم ہاسپٹل نہیں جاسکتے۔۔ تھوڑے ٹائم بعد اور زلہ کی آواز وہاں پر گونجی۔۔

ہاسپٹل کیسے جائیں گے ہمیں کوئی ہمارا فون نہیں اٹھا رہا اور نہ ہی ہمیں
ہاسپٹل کا ایڈریس پتہ ہے۔۔۔ زریش نے جلدی سے اس کی بات کا جواب
دیا۔۔

تو ہم پتہ کر والیتے ہیں ویسے بھی مجھے نہیں لگتا کہ گاؤں میں بہت سارے
ہاسپٹل ہوں گے گئے چنے ہی ہوں گے نا۔۔

وہ تو تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن اب دیکھو رات بھی پھیل رہی ہے اس
طرح سے ہمیں کوئی جانے بھی نہیں دے گا۔۔ تم ایک کام کرو ماموں سے
بات کر لو کیا پتہ وہ مان جائے تو ہم ان کے ساتھ چلے جائیں گے۔۔ زریش
نے جلدی سے اور زلہ سے کہا کہ وہ اور نگزیب ماموں سے بات کریں۔۔
اوپلو بچوں میں تم لوگوں کو لے کر چلتا ہوں میں بصیر سے فون پر ایڈریس
معلوم کر چکا ہوں۔۔ اور نگزیب خانزادہ جو اجلت میں ہاسپٹل کی جانب ہی
جا رہا تھا اور زلہ کی بات سنتے جلدی سے کہا۔۔

اور وہ چاروں بھی جلدی سے اجلت میں کھڑی ہوئی تھی بس اپنی اپنی چادر
اپنے اوپر اوڑتے وہ لوگ بالکل تیار بیٹھی ان کے ساتھ ہی روانہ ہو رہی
تھی۔۔۔

عنایہ بیٹی اپ بھی جاؤ گی وہ بھی اس حالت میں۔۔ پیچھے سے اتے شاملہ بیگم
نے عنایہ کو جانے سے روکا۔۔

پلیز مورے مجھے جانے دیں یہ لوگ سب چلی جائیں گی تو میرا دل یہاں پر
بیٹھ جائے گا۔ عنایہ نے آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے معصومیت سے کہا تو

شاملہ بیگم نے ہاں میں سر ہلاتے جیسے اسے جانے کی اجازت دی۔۔

شاملہ بیگم اور شاملہ بیگم تھکی ہوئی حالت میں صوفے پر بیٹھی اپنے بچوں

کے لیے دعا گو تھی ساتھ ہی وہ چاروں اور نگزیب خانزادہ کے ساتھ

ہاسپٹل کی جانب روانہ ہو گئی تھی۔۔

جس ہاسپٹل کا ایڈریس اور نگزیب خانزادہ کو بصیر نے دیا تھا وہ حویلی سے تقریباً گھنٹے کی دوری پر تھا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ ان لوگوں نے جو گاڑی میں گزارا سولی پر لٹک کر گزارا تھا۔

گاڑی میں بیٹھے پانچوں نفوس کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔

تقریباً گھنٹہ جیسے تیسے ان پانچوں نفوس نے گزارا اور جیسے ہی ہاسپٹل کے اگے گاڑی رکی تو گل حواس باختہ سی سب سے پہلے گاڑی سے اتری تھی۔ زری جلدی سے اترتی اس کا ہاتھ تھامتی اپنے ساتھ لگائی تھی جو بس کسی بھی طرح اڑ کر برلاس کے پاس جانا چاہتی تھی۔

عنایہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور زلہ نے گاڑی سے اترنے میں اسے مدد دی اور ساتھ ہی اس کے گرد اپنے بازو کے حصار حائل کرتے دھیرے دھیرے سے اسے ہاسپٹل کے اندر لے کر چلی۔

ریسپنڈنٹ سے اور نگزیب خانزادہ نے انی سی روم کا پتہ کیا اور ساتھ ہی وہ ان چاروں کو لے کر سیکنڈ فلور پر چلا گیا۔

برلاس۔۔۔ سب سے پہلے ہی گھلنے چبختے ہوئے بغیر کسی کی پرواہ کیے
مچلتے زربش کے بازوؤں سے اپنا ہاتھ چھڑاتے وہ دوڑ کر برلاس کے پاس گئی
اور اس کے سینے میں جیسے خود کو چھپانا چاہا۔۔

ملیار نے ملامت ہوتی نظروں سے بصیر کی طرف دیکھا تھا جس نے نظریں
چرائی تھی وہ کیا کرتا گھر میں سب بار بار اسی کو فون کر رہے تھے تو آخر تنگ
کر اسے بتانا ہی پڑا۔۔

زربش بھی بصیر کی طرف بڑی اور اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔۔
ملیار نے رخ موڑا تو وہاں پہ عنایہ اور اور زلہ اسے اپنی طرف اتے ہوئے
دکھائی دی۔۔ گہری سانس بڑھتے ہوئے ان دونوں کے پہنچنے سے پہلے ہی
وہ ان تک جاتا دونوں کو ہی اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔۔

عنایہ مہربان لمس پاتے ہی ملیار کے سینے سے لگی آنسو بہانے لگی۔۔

جبکہ اور زلہ اس کے سینے سے لگی بس سپارٹ تاثرات کے ساتھ ہی اسے دیکھ رہی تھی نہ اس کی آنکھوں سے ایک آنسو بہا تھا اور نہ ہی اس نے ملیار کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار باندھا تھا۔

ملیار نے شدت سے اس کا خود سے دور ہونا محسوس کیا تھا۔

کون ہے ائی سی یو کے اندر اور کیا ہوا ہے کوئی تو بتائیں۔

آخر کار زریش نے وہ سوال پوچھ ہی لیا تھا جو چاہ کر بھی اور زلہ پوچھ نہیں پا رہی تھی۔

اندر آرش لالا اور مہزلہ ہے دونوں کو گولی لگی ہے۔ آخر کار ہمت جتاتے ہوئے برلاس نے سب کو سچ بتا دیا۔

زریش عنایہ اور گل تو یہ سنتے ہی رونے لگ گئی تھی۔ جبکہ اور زلہ اپنے کاپنتے ہوئے ٹانگوں کو تھامتی بیچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔

زلے۔۔ ٹھیک ہوں لالا بڑی ڈیٹ ہڈی ہوں نہیں مرتی اتنی اسانی سے۔۔
ملیاری نے کی طرف بڑھ کر اسے تامنا چاہا کہ اور زلک نے تلخی سے جو الفاظ ادا
کیے وہ تڑپ اٹھاتا۔۔

ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو اللہ ہے نہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ملیاری نے
اسے ناامید نہ ہونے دیا۔۔

ناامید نہیں ہوں جانتی ہوں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اور زلہ اسی
کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔۔ اور زلہ کے چہرے کے تاثرات سپاٹ سے
کوئی کچھ بھی اخذ نہیں کر پارہا تھا لیکن اس کے مترادف اس کے لفظوں میں
اتناد رد تھا کہ ملیاری کے خود کی انکھیں بھی نمی سے بھر گئی تھی۔۔

کیا کرتا وہ بہت بے بس بھائی تھا وہ اپنی بہنوں کو خوش تک نہیں رکھ پارہا تھا
امتحان ایک کے بعد ایک اس کی بہنوں پر اتے چلے گئے اور وہ ان امتحانوں
سے اپنی بہنوں سے بچا نہیں پایا۔۔

ملیاری نے شدت سے اسے اپنے گلے سے لگایا۔ اور زلہ بھی اس کی شدت کو محسوس کرتی اس کے سینے سے ہی لگی رہی اور اس بار اس نے بھی ملیاری کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔

ڈاکٹرز نے کوئی جواب نہیں دیا وہ لوگ ہنوز ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں کوئی تو جواب دینا چاہیے تھا نا۔ زریش نے دوبارہ سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ڈاکٹرز نے کہا تھا کہ ان دونوں کو جو گولیاں لگی ہے وہ دونوں کے وجود میں ہی ہے تو اسی لیے دوپہر سے اپریشن ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اپریشن کمپلیٹ نہیں ہوا اسی لیے کوئی جواب بھی نہیں آیا ڈاکٹرز کی طرف سے۔ برلاس نے اس بار تفصیل سے ساری بات سب کے گوش اتاری۔ گل ابھی تک ہنوز اس کے سینے میں اپنا چہرہ چپائے کانپنے کے ساتھ ساتھ رونے میں مصروف تھی برلاس اسے بار بار یلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن گل کی ہچکیا تمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اور نگزیب خانزادہ بھی ایک طرف لوٹے ہوئے جوارى کی طرح بیچ پر سر
جھکائے بیٹھا تھا۔ اپنی بیٹیوں کے نصیب سے وہ تھک گئے تھے۔۔ کاش
کہ ایک باپ کے پاس اختیار ہوتا کہ وہ اپنی بیٹیوں کے نصیب لکھتا تو دنیا
ر شک کرتی بیٹیوں کے نصیبوں پر۔۔

کہتے ہیں کہ ماں باپ بیٹی پیدا ہونے پر نہیں ڈرتے لیکن جب وہ بیٹی پیدا
کرتے ہیں تو صرف اور صرف بیٹی کے نصیب کی فکر ہوتی ہے کہ نہ جانے
"ان کی بیٹی کی نصیب کیسی ہوگی۔۔

اور نگزیب خانزادہ بھی انہی باپوں میں سے تھے جو ہمیشہ اپنی بیٹی کو شہزادی
بنا کر رکھنا چاہتے تھے لیکن سب سے بڑا دکھ تو انہوں نے اپنی بیٹیوں کو دیا
تھا۔۔

اور اب اپنی بیٹیوں پر در پہ در اے مصیبتوں کو دیکھتے ہوئے وہ جیسے ہار گئے
تھے زندگی سے۔۔

ان کی محبت کم تھی جو دنیا میں انہیں سزا دینے کے لیے ان کو چھوڑ کر جا چکی
تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ ساتھ ان کی بیچوں کے نصیب سے بھی اب
اور نگزیب خانزادہ کا دل کانپنے لگا تھا۔

ڈاکٹر زڈاکٹر ز میرے لالا اور بہن کیسے ہے۔۔ ڈاکٹر ز جیسے ہی ائی سی یوروم
سے باہر نکلے تو برلاس نے دوڑ کر ان کی طرف جاتے پوچھا تھا۔
سب جو اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے لبوں پر آرش اور مہزلہ کے لیے
دعائیں جاری رکھے ہوئے تھے برلاس کی آواز سن کر سب نے ہی ڈاکٹر ز کی
طرف دیکھا سب کے دل ہی دھڑک اٹھے تھے کہ نہ جانے اب ڈاکٹر ز کیا
کہنے والے ہیں۔۔

ینگ مین پیشنس رکھیں۔۔ میل اور فیمیل دونوں کے وجودوں سے ہم
گولیاں نکالنے میں کامیاب رہے ہیں لیکن دونوں کی حالت ابھی بھی کافی
خراب ہے۔۔

اب لوگ بس دعا کریں کہ ان دونوں کو ہوش اجائے ہوش میں آنے پر ہی
ان دونوں کو صحیح سے ٹریٹمنٹ مل سکتا ہے۔۔ ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں
ان کو سارے حالات سے واقف کیا۔۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے اپنے ٹھکانے
کی طرف چلے گئے تھے۔۔

سب بے دم ہو کر بیچ پر بیٹھے۔۔ نہ جانے اب اگے کیا ہونے والا تھا سب کی
جان ہی سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔ سب کی حالت ہی اس بچے کی مانند تھی
جیسے کہ ایک بچے کا نوالہ حلق میں اٹک جاتا ہے جو نہ نگلا جاتا ہے اور نہ ہی اگلا
جاتا ہے۔۔

اسی طرح ہی سب اپنی اپنی جگہ پریشان لبوں پر دعاؤں کا ورد جاری رکھے
مہزلہ اور آرش کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔۔
اور زلہ کے سر میں شدید درد کی لہر اٹھی تھی جنہیں وہ اگنور کرتی وہیں پر
بے حس بنی بیٹھی رہی حتیٰ کہ اس کی آنکھیں درد کی وجہ سے لال ہو گئی
تھی۔۔ لیکن درد تھا ہنوز اس کی جان چھوڑنے کو ہی نہیں اڑھاتا تھا۔۔ گہرے

گہرے سانس لیتے ہوئے جیسے وہ اپنی طبیعت پر قابو پاتے ہوئے وہیں پر بیٹھنا چاہ رہی تھی۔۔ جانتی تھی کہ اگر ملیار نے اس کی طبیعت بگڑی دیکھی تو وہ اسے گھر جانے کے لیے کہے گا لیکن اس وقت وہ اپنی بہن کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔۔

دل کے کہیں ایک کونے میں اس کی محبت بھی تڑپ رہی تھی کہ اس کا عشق بھی اندر بری حالت میں لیٹا ہوا ہے اس کی بھی فکر کی جائے لیکن وہ ہنوز بے حس بنی جیسے کہ آج دنیا کو بتا دینا چاہتی ہو کہ اور زلہ سے بے حس کوئی بھی نہیں ہے۔۔

آنکھوں سے آنسو قطرہ کچرا کر کے بہنا شروع ہوئے تھے درد کی وجہ سے۔۔ ملیار نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ پریشان عنایہ کے پاس سے اٹھتا اس کے پاس جا کر بیٹھا۔۔

میرے ساتھ چلو میں ڈاکٹر سے خود تمہارا ٹریٹمنٹ کروانا چاہتا ہوں وہ بھی اپنی آنکھوں کے سامنے اور اگر تم نے کچھ بھی مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہوگا۔

ملیار نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور بیچ سے اٹھاتے ہوئے وہ نیچے ایمر جنسی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اور زلہ اس کے ساتھ بس کچی چلی جا رہی تھی اس کے سر میں درد کی وجہ سے پورے جسم میں چونٹیاں سی رینگتی اسے محسوس ہو رہی تھی۔

درد کی تاب کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس سے پہلے کہ وہ اپنے ہوش و حواس گنوا تی ملیار اسے لے کر ڈاکٹر کے روم میں داخل ہوا۔

ڈاکٹر پلینز اپ ان کا چیک اپ کریں۔ ان کے سر میں بہت درد ہے۔ ملیار نے اور زلہ کو ڈاکٹر کے پاس بیٹھاتے کہا۔

ڈاکٹر نے اور زلہ کی حالت دیکھی جس کے ہاتھ پیر درد کی وجہ سے کانپ رہے تھے اور اسے جلدی سے پین کلرک کر دی کافی ہائی ڈوز کی۔

مجھے ایک بات کا جواب سچ سچ بتائیں کیا اپ نیند کی گولیاں استعمال کرتی ہے؟؟ ڈاکٹر نے اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے سوال پوچھا۔

اور زلہ ملیار کے سامنے بالکل بھی اس بات کا خلاصہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

اور ملیار پر تو یہ بات جیسے بم کی طرح گری تھی۔ اس کی بہن اس کے پاس ہی رہتے ہوئے نیند کی گولیوں کا استعمال کرتی تھی اور وہ اس بات سے بھی غافل رہا تھا اس کے لیے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

sence to be continue...

-_____

اس کی بہن اس کے پاس ہی رہتے ہوئے نیند کی گولیوں کا استعمال کرتی تھی اور وہ اس بات سے بھی غافل رہا تھا اس کے لیے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ وہ بے یقین بھری نظروں سے اور زلہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو شر مندگی سے سر جھکائے ہوئے تھی۔

درد کی لہریں اب اس کے پورے جسم میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر نے جلدی سے اسے میڈیسن لکھ کر دی جو اگلے ہی پل نرس بھاگتا ہوا لے آیا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے اپنے سامنے ہی وہ دوائی کھانے کے لیے کہا اور اور زلہ نے بھی پانی کے ساتھ دوائی نگل لی۔

اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے دوائی اتنی جلدی اپنا اثر تو نہیں دکھائے گی لیکن اگر آپ آرام کریں گے تو انشاء اللہ اب بہتر ہو جائیں گی۔

سر کے درد کے باعث آپ کے جسم میں اور بھی بیماریاں نکل سکتی ہے اسی لیے سر کے درد کو اتنا ہلکے میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسے نرمی سے سمجھا رہی تھی۔۔

اور اب امید کرتی ہوں کہ اب آپ اگے اُسندہ سے نیند کی گولیوں کا استعمال بالکل بھی نہیں کریں گے۔۔

لیکن لیکن میں نیند کی گولیوں کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں مجھے اس کے بغیر نیند ہی نہیں آتی۔۔

اور زلہ نے ڈاکٹر کے سامنے جیسے اطراف کیا تھا مارے شرمندگی کے اس کا سر اوپر اٹھ ہی نہیں رہا تھا اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے وہ جیسے شرمندگی کی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی بات کر رہی تھی۔۔

آپ کو اپنے لیے نہیں اپنے اپنوں کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔۔ اور ان دوائیوں کو آپ کو چھوڑنا پڑے گا ورنہ ان فیوچر بہت سارے مسئلے آپ کے اندر نکلے جاسکتے ہیں۔۔ ابھی تو صرف سر کا درد ہے بعد میں نہ جانے یہ سر کا درد بھی آپ کے لیے جان لینے کا باعث نہ بن جائے۔۔

ڈاکٹر کے اتنا بھیانک نقشہ کھینچنے پر اور زلہ کو تو کچھ فرق نہیں پڑا لیکن البتہ
ملیاری کی سانسیں ضرور اٹک گئی تھیں۔۔

میں میں کوشش کروں گا کہ یہ چھوڑ دیں نیند کی دوائیاں لینا۔۔ ملیار نے
کانپتے لہجے پر قابو پاتے کہا۔۔

ٹھیک ہے ینگ مین امید کر سکتی ہوں کہ یہ چھوڑ سکتی ہے اگر یہ اپنے ساتھ
خود ہی کوشش کرے ورنہ کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔

ڈاکٹر نے کافی ساری انہیں انسٹرکشنز دی اور اس کے بعد ملیار اس کا ہاتھ
پکڑے دوبارہ سے آئی سی یوروم کی جانب چل پڑا۔۔

میں تمہیں برلاس کے ساتھ گھر بھجوا رہا ہوں اور اب کوئی چوں چراں کی
آواز مجھے سنائی نہ دے۔۔

ملیاری نے دو ٹوک اس سے بات کہی اور ساتھ ہی اسے منہ کھولتے دیکھ سختی
سے اسے ڈانٹا تھا۔۔

ملیاری کی سختی محسوس کرتے اور زلہ بھی چپ ہوئی وہ یہاں سے جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن مزید وہ ملیار کو دکھ بھی نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔
وہ اس کا واحد لالا تھا جس نے ہر مسئلے میں صرف اور صرف اس کا ساتھ دیا تھا بنا سوالات کیے۔۔

وہ دل سے ملیار کی بہت عزت کرتی تھی اور اسے اپنا بھائی مانتی بھی تھی اسی لیے وہ بھی اس پر اپنا بہنوں والا حق جتاتا تھا۔۔

برلاس تم اور زلہ گل اور عنایہ زرش ان سب لوگوں کو گھر لے کر چلے جاؤ۔۔

اور عنایہ میری جان اپ اور زلہ کے ساتھ اس کے کمرے میں ہی رہے گا ٹھیک ہے۔۔ اور جا کر اپ نے کھانا بھی کھانا ہے اور میڈیسن بھی لینی ہے بات سمجھا رہی ہے نا۔۔

ملیار نے اور زلا اور عنایہ دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سختی سے کہا تھا تو دونوں ہی اپنا سر جھکائے بس ہاں میں سر ہلا کر رہ گئی۔۔

ملیاری کو اتنا سختی سے دونوں سے بات کرتے دیکھ بصیر اور برلاس حیران بھی ہوئے تھے لیکن کوئی خاص توجہ نہیں دی برلاس نے اور زلہ کے گرد اپنے بازو حائل کیے اور ساتھ ہی اسے باہر کی طرف لے کر چل پڑا۔

اس کے پیچھے پیچھے گل بھی عنایہ کو تھا مے سہارا دیتے وہ باہر کے لیے اپنے قدم بڑھانے لگے۔

جاؤ میری جان تم بھی کھانا کھا لو اور سو جاؤ جیسے ہی ڈاکٹر کوئی مثبت جواب دیتے ہیں میں تمہیں فون کر کے بتا دوں گا ٹھیک ہے۔ بصیر نے بھی زریش کا گال اپنے انگوٹھے سے سہلاتے پیار سے اسے ہدایت دی تو زریش نے جان نثار ہوتی نظروں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔

اور ہاں میں سر ہلاتی وہ بھی سب کے پیچھے چل پڑی۔

بابا پ بھی چلے جائیں گھر آرام کر لیں میں اور بصیر یہاں پر ہے جیسے ہی کوئی جواب ڈاکٹر کی طرف سے ملے گا میں اپ کو فون کر دوں گا۔

ملیاری کا رخ اب اپنے بابا کی طرف تھا۔

مجھے یہیں پر رہنے دو ملیار ویسے ہی اپنے بیٹیوں کو دکھ دینے کا میں بہت سبب بنا ہوں اب اپنے بیٹیوں کے دکھوں پر مرہم رکھنا میرا فرض ہے۔۔ اور نگزیب خانزادہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو ملیار بھی ان کے پاس بیٹھا ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے تسلی دینے والے انداز میں ان کے گرد اپنے بازوؤں لپٹائے ان کا سراپہ کندھے پر رکھ گیا تھا۔۔

او میں فیری فیری کیسی ہے۔۔ بصیر اور ملیار گہری سوچوں میں گم تھے اور نگزیب خانزادہ ملیار کے کندھے پر سر رکھے انکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔۔ تب ہی ان سب کو زرم کی بولھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔۔ ان سب نے انکھیں اٹھا کر زرم کی طرف دیکھا۔۔ جہاں زرم لٹے ہوئے جوار کی طرح کھڑا انکھوں میں نمی لیے بہت ہی مضبوط سے سوال پوچھ رہا تھا۔ اس مضبوط توانا مرد کی ایسی حالت دیکھ کر ملیار اور بصیر کی انکھیں بھی نم ہونے کا باعث بنی تھی۔۔

بتاؤ مجھے بتا کیوں نہیں رہے میری بیوی کیسی ہے تم لوگ چپ کیوں ہو۔۔
میں نے میں نے خود دیکھا تھا اس کے سفید باربی فرائک پر خون ہی خون تھا
ہر طرف۔۔ مجھے بتانا پسند کرو گے کہ میرا جنون میرا معصوم سا عشق کہاں
پر ہے۔۔ کہیں اسے کچھ۔۔ نہیں نہیں یہ میں کیا کہہ رہا ہوں میری بیوی کو
کچھ بھی نہیں ہو سکتا میرے ہوتے ہوئے بھی اگر اسے کچھ ہو گیا تو توف
ہے ذرم خانزادہ کی زندگی پر۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہے نابتاؤ مجھے تم لوگ چپ
کیوں ہو۔۔ ذرم خانزادہ کی حالت بالکل پاگلوں جیسی تھی وہ ملیار کے
سامنے بیٹھا اسے ہاتھوں سے پکڑے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔
خود ہی سوال پوچھ کر خود کو خود ہی جواب دے رہا تھا ملیار کو کچھ بولنے کے
لیے وہ چھوڑ ہی کب رہا تھا۔۔

لالا سنبھالے خود کو کیا ہو گیا ہے بالکل ٹھیک ہے مہزلہ کچھ بھی نہیں ہوا
اسے۔۔

ملیار نے اسے تسلی اور نرمی سے ساری بات سمجھانا چاہی۔۔

ایسے کیسے اسے کچھ بھی نہیں ہوا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔ میری
انکھوں کے سامنے ہی تو اسے گولی لگی تھی۔۔ انکھوں کے سامنے ہی دیکھتے
ہی دیکھتے اس کا سفید فرائ خون سے تر ہو گیا تھا۔۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ
اسے کچھ بھی نہیں ہوا۔۔

کہاں ہے وہ بتاؤ مجھے مجھے ابھی کے ابھی اپنی بیوی سے ملنا ہے۔۔ ملیار کی
بات سنتے تو زرم ہتے سے ہی اکھڑ گیا تھا۔۔

لالا میری پوری بات تو سن لیں سنبھالے خود کو اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم
سب کی حالت کیا ہوگی۔۔ روحان کو کون سنبھالے گا۔۔ اس بار ملیار نے
ذرا سا اونچی آواز میں زرم کو خود سے مخاطب کیا تو زرم جیسے ہوش کی دنیا میں
ایا۔۔

انشاء اللہ مہزلہ ٹھیک ہو جائیں گی اندر اس کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے ساتھ ہی
آرٹھروسکوپک کٹائی کی گولی لگی تھی۔۔

ملیار نے اس بار تحمل سے اسے ساری بات بتائی تو زرم کو لگا کہ جیسے اس کی
سانسیں رکنے کے درپر ہو۔۔ ایک طرف اس کا بھائی تھا تو دوسری طرف
اس کی جان سے پیاری بیوی۔۔ کس کا غم مناتا وہ اپنے بھائی کا یا پھر اپنی بیوی
کا۔۔

قطرہ قطرہ کر کے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے وہ زرم خانزادہ
جو بچپن میں اپنے ماں باپ کے موت کے بعد کبھی بھی نہ رویا تھا۔۔ اب
اپنی بیوی کی حالت کو دیکھ کر وہ مضبوط تو انامرد پورے قد کے ساتھ زمین پر
گھٹنوں کے بل بیٹھتا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔۔
اسے اس طرح سے روتا دیکھ ملیار اور بصیر کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔ بھلا ان
لوگوں نے اپنے مضبوط لالا کو اتنا روتے کب دیکھا تھا وہ تو ہمیشہ ہی ہر
سچویشن کو کافی سمجھداری سے ہینڈل کرتا تھا۔۔ زندگی نے بھی کیسا رخ
موڑا تھا وہ سمجھدار مرد جو ہمیشہ سب کو سنبھالتا تھا جو بچوں کی مانند روتا اللہ
تعالیٰ سے جیسے اپنی بیوی کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

لالا۔۔۔ زرم کی ایسی حالت دیکھ کر ملیر اس کے گلے لگا اور شدت سے اس کے انسو بھی بہنے لگے بصیر ان دونوں کو دیکھ کر خود بھی آنکھوں سے انسو دور جھٹکتا ان دونوں کو سنبھالنے کے لیے اگے بڑھا۔

یہ وقت کمزور ہونے کا نہیں تھا وہ پانچوں بھائی تھے ایک دوسرے کا سہارا اس طرح سے اگر وہ دوسرے بھائی کو دیکھ کر رونا شروع کر دیتے تو تو کچھ بھی نہیں ہونے والا تھا کسی ایک کو اگے بڑھ کر سب کو سنبھالنا تھا اور اس وقت بصیر وہ کام سرانجام دے رہا تھا۔

لالا اپ کی فیری بالکل ٹھیک ہو جائیں گے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اس طرح اگر آپ روئیں گے تو آپ کے رونے سے فیری تو واپس نہیں آجائیں گی نا۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ناممکنات کو ممکن بناتا ہے سب کچھ ناممکن ہمارے لیے ہوتا ہے لیکن اللہ کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ دعائیں بہت طاقت ہوتی ہے دعائیں پہاڑوں کو بھی سر کا سکتی ہے اپنی جگہ سے۔۔۔ دعا مانگے اپنے اللہ تعالیٰ سے کیونکہ دعائیں

بہت طاقت ہوتی ہے وہ اپ کی فیری کو بالکل ٹھیک کر دیں گے اور آرش
لالا کو بھی۔۔۔

بصیر کا دکھ بھی تو کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اس کا بھی تو جان سے پیارا بھائی اندر
زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کے بھائی نے بھی تو کبھی خوشیاں
دیکھی ہی نہیں تھی اور اگر ذرا سی خوشیوں نے اس کا رخ کیا بھی تو اس کے
بھائی نے خود ہی اپنی خوشیوں سے منہ موڑ لیا تھا۔

چاہے اس کا بھائی جیسا بھی ہوتا لیکن وہ تو اس کا بڑا بھائی تھا نا اور بڑا بھائی تو
بالکل باپ جیسا اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو کیسے اس کا
دل نہ کھڑتا اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھ کر۔۔ لیکن اسے مضبوط بننا تھا
سب کے لیے اور وہ مضبوط بن رہا تھا اور سب کو سنبھال بھی رہا تھا۔

بصیر کی باتیں سن کر نہ جانے کیوں زرم کا دل پر سکون سا ہوا اس کے دل
میں ایک امید سی جاگی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی فیری کی زندگی مان سکتا
ہے۔۔ اسی کے ساتھ ہی وہ اٹھتا مسجد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

لالا۔۔ جانے دوا سے ملیار لالا۔۔ میں جانتا ہوں کہ زرم لالا ہاسپٹل کہ باہر
جو مسجد ہے ادھر ہی گئے ہوں گے مہزلہ کے لیے دعا مانگنے اپ اس کے
پیچھے نہ جائیں۔۔ بصیر نے نرمی سے ملیار کا ہاتھ پکڑتے بیچ پر پاس ہی
بٹھاتے کہا۔۔

اور نگزیب خانزادہ تو اس سارے واقع میں بالکل چھپ بیٹھے تھے انکھوں
سے تر تران کے انسو بھی بہہ رہے تھے نہ ہی تو وہ کسی کو تسلی دے پارہے
تھے اور نہ ہی وہ خود کو سنبھال پارہے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

بیٹھو سب تھوڑا تھوڑا ہی صحیح لیکن کھانا کھالو۔۔ ملیار لالا نے سختی سے مجھے
فون کر کے منع کیا تھا کہ کسی کو بھی بھوکا پیٹ سونے نہیں دوں میں۔۔
برلاس نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ساتھ ہی ملازمہ کو کھانا ٹیبل پر
لگانے کے لیے کہا۔۔

بچوں کے گھرانے کی خبر سنتے دادا دادی شائلہ بیگم نائلہ بیگم عالم زیب
خانزادہ وہ سب بھی کمروں سے نکل آئے تھے۔۔

اور سب نے ہی مہزلہ اور آرش کے بارے میں پوچھا تھا۔۔ برلاس نے بھی
سب کو آرش اور مہزلہ کے حالات کے بارے میں بتاتے سب کو سختی سے
کھانا کھانے کے لیے کہا۔۔

ساتھ ہی وہ خود اور زلہ کے پاس بیٹھانوالے بنا بنا کر اور زلہ کو کھانا کھلا رہا
تھا۔۔

اور زلہ ابھی چپ چاپ برلاس کے ہاتھوں کھانا کھا رہی تھی۔۔ زرش بھی
زبردستی عنایہ اور گل دونوں کو کھانا کھلانے پر مجبور کر رہی تھی اور سب
بڑے بھی بچوں کو دیکھ کر زہر مار کر چند نوالے اپنے حلق سے نیچے اتار رہے
تھے۔۔

اور زلہ کی حالت دیکھ کر سب کے دل پر جیسے سانپ لوٹ رہے تھے لیکن
سب ہی اس بچی پر ترس اور ہمدردی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔

کھانا کھانے کے بعد سبھی اپنے کمروں کی طرف دوبارہ سے لوٹ گئے تھے۔۔

دادا جی سب پوتوں سے ناراض تھے کہ وہ انہیں ہاسپٹل آنے بھی نہیں دے رہے تھے اور نہ ہی ان لوگوں نے آرٹس اور مہزلہ کے حالات کے بارے میں دادا جی کو بتایا تھا پہلے۔۔۔ یہ تو ابھی جب سب بچیوں کو پتہ چلا تو سب بچیوں نے گھر میں رونا رو کر سب کو ہی ساری سچائی سے واقف کیا۔۔ اور زلہ کو کافی ہدایت دے کر اور اسے عنایہ کے ساتھ کمرے میں بیچ کر کمرے کی لائٹس اف کرتے ان دونوں پر ٹھیک طرح سے کمفرٹ اور ٹیٹیں برلاس اب اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

جانتا تھا کہ زریش مضبوط ہے وہ خود کو خود ہی سنبھال سکتی ہے لیکن عنایہ اور زلہ اور گل تینوں کو برلاس نے ہی سنبھالنا تھا۔۔

برلاس نے جیسے ہی اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو گل اسے روتے ہوئے ملی۔۔ گہری سانس بھرتے وہ خود بھی تھک گیا تھا اس کا انگ انگ جیسے درد

کر رہا تھا۔ اور یہ تھکاوٹ جسمانی تھکاوٹ نہیں تھی یہ تو ذہنی تھکاوٹ تھی۔۔

گل میری جان کیا ہو گیا ہے یہاں پر میرے پاس او۔۔

برلاس نے نہایت ہی تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے گل کو اپنی طرف بلایا۔

برلاس کے چہرے پر تھکاوٹ دیکھ کر گل کو اس کے لیے برا فیل ہوا اور ابھی بھی رو کر وہ اسی کی تکلیف میں اسے اپنے پاس بلارہا تھا۔

گل اس کے قریب گئی اور بیڈ پر بیٹھتے پیچھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسے اپنی گود میں سر رکھنے کا اشارہ کیا۔

جسے سمجھتے وہ پر سکون سا ہوا تھا اور اس کی گود میں سر رکھے برلاس نے خود کو سکون کی گہرائیوں میں اترتا ہوا محسوس کیا۔

گل اب اپنے نرم نازک ہاتھوں سے برلاس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے جیسے مزید سکون مہیا کر رہی تھی۔

اپ پریشان نہ ہو انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائیں گے اور آرش لالا بھی اور ہماری گڑیا بھی۔۔ گل نے نرمی سے برلاس کی انکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

برلاس جو اپنی انکھیں بند کیے ہوئے تھا گل کی بات سنتے اس نے اپنی انکھیں کھولتے اس کی انکھوں میں دیکھا۔۔

اس سب میں تو برلاس کے ساتھ ساتھ سب ہی بھول گئے تھے کہ گل کے بارے میں انہیں کیا سچائی پتہ چلی ہے۔۔ برلاس ابھی اسے کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا تھا گھر کا ماحول پہلے ہی ٹھیک نہیں تھا اور وہ جانتا بھی نہیں تھا کہ وہ بات جان کر گل کا کیساری ایکشن سامنے انا تھا۔۔

اسی لیے چپ چاپ اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے ہونٹوں سے لگایا اور ساتھ دوبارہ سے انکھیں بند کر لی۔۔

کافی دیر تک گل اسے سکون میں دیکھ رہی تھی اور اس کے بعد گل کو برلاس
کی گہری گہری سانسوں کی اواز سنائی دی تو گل کو پتہ لگ گیا تھا کہ وہ سو گیا
ہے۔۔

نہایت ہی احتیاط سے اس کا سر اٹھاتے تکیے پر رکھا اور ساتھ خود بھی اس کے
پہلو میں لیٹتی اس کے سینے پر اپنا سر رکھے دونوں پر کمر ٹراؤتیں وہ خود
بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

{♡♡♡♡♡♡} !

زلے آپی پلیز سو جائیں نا۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا ہماری گڑیا بھی اور
ہمارے لالا بھی۔۔

عنایہ نے اسے جاگتے دیکھا تو اور زلہ کو تسلی دینے والے انداز میں کہا۔۔
اور زلہ نے اس کی بات سنتے اس کی طرف رخ موڑتے دیکھا جو اسے ہی
دیکھ رہی تھی۔۔

آرش اس کا بھی تو بھائی تھا لیکن وہ چھوٹی سی لڑکی کیسے خود پر ضبط کرتے
ہوئے سارے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھی تو وہ کیوں نہیں کر سکتی
تھی کیا وہ اتنی کمزور تھی کہ سب کو بار بار اسے دلا سے دینے پڑ رہے
تھے۔۔

میں ٹھیک ہوں تم بھی پر سکون ہو کر سو جاؤ اتنی دیر تک تمہارے لیے جاگنا
بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔

اور زلہ نے پیار سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا۔۔
اپ ٹھیک ہے لیکن اپ سو نہیں رہی تو میں کیسے سو سکتی ہوں۔۔ عنایہ نے
دوبارہ سے معصومیت میں ڈوبا ہوا سوال کیا۔۔

اور کچھ جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھاتے اور زلہ کے بالوں میں رکھا اور ساتھ
ہی دھیرے دھیرے سے اس کے بالوں کو سہلاتے وہ جیسے اسے سکون
دینے کی کوششوں میں تھی۔۔

اور زلہ نے پیار بھری نظروں سے اپنی بھابی پلس کزن کو دیکھا جو معصومیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس سچویشن میں اسے سنبھالنے کی اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کر رہی تھی۔

ڈاکٹر نے شاید اسے جو میڈیسن دی تھی اس میں نشہ بھی تھا اسی لیے دھیرے دھیرے سے اس کی آنکھوں پر وہ غنودگی چھاننے لگے اور وہ توڑی ہی دیر میں پر سکون ہوتے اپنی آنکھیں موند گئی تھی لیکن اس کے چہرے پر کہیں کہیں بے چینی صاف واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

اور وہ بے چینی مہزلہ اور آرش کی طرف سے تھی دل میں دھڑکا سا لگا تھا ہر وقت کہ کہیں ان دونوں کو کچھ ہونہ جائے لیکن دعائیں تھی اللہ تعالیٰ کی امید تھی۔ جو اسے ناامید نہیں ہونے دے رہی تھی۔

عناہ نے اسے اپنی آنکھیں موندے دیکھ اور اسے نیند کی گہرائیوں میں جاتے دیکھا تو اپنا ہاتھ نیچے کرتی وہ بھی ملبار کو ڈھیر سا رامس کرتی اپنی آنکھیں موند گئی تھی۔ اسے اس وقت ڈھیروں رونا بھی ا رہا تھا اس کا بھائی

بھی تو زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اس پر کیا کیفیت گزر رہی تھی کوئی
نہیں جانتا تھا اپنے بھائی کے لیے اس کے لب مسلسل دعاؤں کی صورت
میں ہل رہے تھے۔۔ لیکن اسے رونا نہیں تھا مضبوط بننا تھا کیونکہ گھر میں ہر
دوسرا شخص بکھرا پڑا تھا۔۔ کسی نہ کسی کو تو ہمت کرتے آگے انا ہی تھا ایسے
میں وہ ہی کیوں نہیں۔۔

ہر کوئی اپنی اپنی طرف سے اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ سب کو سنبھال
لے اور یہی تو ایک جوائنٹ فیملی میں رہنے کا فائدہ ہوتا ہے کہ مصیبت ایک
پر اتی ہے تو پریشان پورا گھر ہوتا ہے۔۔ یہ آپ کے اپنے ہی تو ہوتے ہیں جو
ہر مشکل وقت میں آپ کے پاس ہی کھڑے رہتے ہیں۔۔

سوچتے سوچتے نہ جانے کب عنا یہ بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ڈاکٹر زکچھ پتہ چلا کہ میرے بھائی اور بہن کو ہوش کب آئے گا۔۔ کچھ تو
رہسپانس کر رہے ہوں گے نا وہ اپنی طرف سے۔۔

ملیاری نے ڈاکٹرز کو ان کی سی روم سے نکلتے دیکھا تو جلدی سے ان کی طرف جاتے ہوئے پوچھا تھا۔

چونکہ بصیر کے کندھے پر اور نگزیب خانزادہ انکھیم موندے بیٹھے تھے تو اسی لیے صرف ملیاری نے ہی اٹھ کر پوچھنا بہتر سمجھا۔

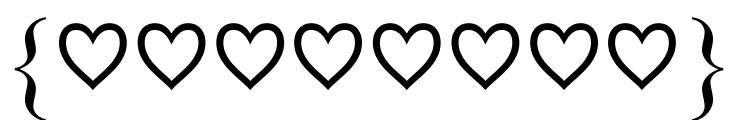
دیکھے ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا آپ لوگ دعا کریں صبح تک ان دونوں کو ہوش اجائے۔ اور اپنی طرف سے رسپانس کی بات ہے تو میل اور فیمیل دونوں ہی کر رہے ہیں شاید دونوں کو ہی اپنی اپنی زندگی گزارنی ہے اپنے من پسند شخص کے ساتھ اسی لیے دونوں اپنی طرف سے بھرپور کوششیں کرتے ہوئے خود کو خود ہی ٹھیک کرنا چاہ رہے ہیں۔

لیکن صرف ان کی کوششوں پر ہی ساری بات جڑی نہیں ہے۔ ان کی بوڈی اگر ان دونوں کے دماغ تک کوئی بات پہنچائیں گی تب ہی تو وہ لوگ کچھ رسپانس شو کریں گے۔ اگر باڈی مردہ ہو اور وہ لوگ اپنا رسپانس شو کریں تب ہم کچھ بھی نہیں کر پائیں گے اس لیے بس دعا کریں کہ وہ لوگ

ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ ائے۔۔ ڈاکٹر نے کافی تفصیلی انداز میں ملیار کو ان دونوں کی حالت کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی وہ اپنے کیمین کی طرف چل پڑے تھے۔۔

ملیار نے بھی گہری سانس بھری اور دھپ کر کے بیچ پر بیٹھ گیا۔۔
زرم کا ابھی تک کچھ بھی آتا پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔۔ گہری رات ہو چکی تھی۔۔

وہ بس سب سب کے لیے دعا گو ہی تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ سب صحیح سلامت ہو اور وہ لوگ اس سچویشن سے نکل ائے۔۔
یہ رات سب کے لی کافی بھاری پڑنے والی تھی۔۔ سب ہی اپنی اپنی طرف سے کوشش کر رہے تھے کہ سبھی سب کو سنبھال لے۔۔ اور انہی کوششوں میں وہ سب ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے تھے ساتھ ہر کسی کے لبوں پر آرش اور مہزلہ کے لیے دعائیں ہی تھیں۔۔



لالا اپ ٹھیک ہے نا۔۔ طبیعت ٹھیک ہے نا پ کی۔۔ کہاں تھے اپ
ساری رات۔۔ فجر کی نماز تقریباً قضا ہو گئی تھی۔۔ روشنی اپنے پر ہر سو پہلا
چکی تھی۔۔

تب ہی ملیار کو زرم خانزادہ ہاسپٹل کے اندر اتا ہوا دکھائی دیا وہ رات سے ہی
ہسپتال سے غائب تھا اور اب صبح کے وقت ا رہا تھا۔۔
میں ٹھیک ہوں ڈاکٹرز نے کچھ بتایا فیری اور آر ش کے بارے میں۔۔
سنجیدہ سے لہجے میں ملیار کو اپنی خیریت کے بابت بتانے کے بعد اور اس نے
مہزلہ اور آر ش کے بارے میں بھی ساتھ ہی پوچھا۔۔
نہیں ابھی تک تو کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی کو ہوش آیا
ہے۔۔ ملیار نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

اچھا ہوش اجائے گا تقریباً تھوڑی ہی دیر میں۔۔ جس طرح زرم نے پر امید
اور یقین سے کہا تھا بے ساختہ ہی ملیار اور بصیر کے دل سے آمین نکلا تھا۔
لالا اگر آپ ایک بار گھر چلے جاتے اور روحان سے مل لیتے تو اچھا ہوتا۔
زربیش بتا رہی تھی کہ وہ بہت ضد کر رہا ہے کہ بڑی چاہیے یا پھر بابا
چاہیے۔۔ بصیر نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ کہیں وہ غصہ ہی نہ ہو
جائے۔۔

صبح ہوتے ہی زربیش بار بار اسے فون پر فون کر کے یہی بول رہی تھی کہ
زرم لالا کا فون نہیں لگ رہا۔۔ اگر وہ ہاسپٹل میں ہو تو روحان سے وہ بات
کر لے روحان ضد کر رہا تھا۔۔ ہنوز نہ اس نے صبح سے کچھ کھایا تھا بلکہ
سب کو اور مزید تنگ کر رہا تھا۔ اس نے دو دن سے نہ اپنی بڑی کو دیکھا تھا
اور نہ ہی بابا کو۔۔

بارات والے دن بھی زرم اور مہزلہ اپنے فلیٹ چلے گئے تھے اس کو حویلی
ہی چھوڑ کر اور اس کے بعد ولیمے والے دن وہ کھیل میں مصروف رہا لیکن

جب تک وہ اپنی بڑی سے یا پھر بابا سے جا کر ملتا وہ لوگ گھر سے ہی جا چکے تھے۔۔

اس حالت میں میں مہزلہ کو چھوڑ کر تو نہیں جاسکتا ہاں لیکن بصیرتم برلاس سے کہہ دو کہ اسے اتے ہوئے اپنے ساتھ لے آئے۔۔ فالتو میں ہی وہاں حویلی میں سب کو تنگ کر رہا ہو گا یہاں پر آئے گا تو چپ چاپ بیٹھ جائے گا۔۔ زرم نے اسے جواب دیتے بیچ کی پشت سے اپنا سر لگایا اور اپنی دکھتی ہوئی آنکھوں کو بند کیا۔۔

آنکھوں کے پپوٹے انتہائی سوجھے ہوئے تھے اور آنکھیں بے انتہا ساتھ ہی سرخ تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ساری رات اس نے روتے ہوئے ہی گزاری۔۔

آنکھیں بے انتہا سرخ تھی اور ان سے وحشت جیسے ٹپک رہی تھی آنکھوں کے سر دپن کے ساتھ چہرے پر سنجیدگی رکھتے ہوئے اس وقت زرم خطرناک حد تک سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ زرم کے جواب میں برلاس نے کہا اسے عجیب تو لگا تھا کہ
روحان کو اس طرح سے ہاسپٹل بلانا لیکن اس وقت زرم کے چہرے پر
سنجیدگی چھاتی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اپنے لالا سے کوئی بھی
سوال جواب کرے۔۔

وہ تینوں الگ الگ اپنی اپنی ہی سوچوں میں مصروف تھے۔۔
ایسکیوز می اپ کے فیملی پشٹ کو ہوش اگیا ہے۔۔

ڈاکٹر نے اس بار پیشہ ورانہ انداز میں سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب
کے چہرے ہی کھل اٹھے تھے۔۔

بصیر اور ملیار نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا تھا جبکہ زرم سب کے سامنے ہی
زمین پر بیٹھ کر سجدہ کرتے ہوئے اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے رو گیا تھا۔
تھینک یو تھینک یو سوچ ڈاکٹر اور اور میرا بھائی کیسا ہے۔۔ بصیر نے کہا اور
ساتھ ہی آرش کی کنڈیشن کے بارے میں بھی بات کی۔۔

انشاء اللہ ہم پر امید ہے جس طرح سے فیملیل پیشنٹ کو ہوش آیا ہے اسی
طرح میل کو بھی ہوش اجائے گا بس اگے اپ لوگوں کی دعائیں ان کے
ساتھ ہیں تو وہ لوگ بالکل ٹھیک رہیں گے۔۔ ڈاکٹر نے ان سب کو تسلی میں
جواب دیا اور ساتھ ہی وہ دوبارہ سے انی سی روم کے اندر جا چکی تھی۔۔
ملیار نے زرم لالا کی طرف دیکھا جو ابھی تک سجدے میں ہی گرا اللہ کے
سامنے اپنی فیری کی زندگی لوٹانے پر اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا ساتھ ہی وہ
بچوں کی مانند رو رہا تھا اس حادثے کے بعد سے ملیار نے محسوس کیا تھا کہ
زرم خود پر سختی کا ہمیشہ خول ہی چھڑائے رکھتا ہے۔۔۔ لیکن اس کا دل
ہمیشہ سے بچپن والے زرم کی طرح ہی ہے۔۔ جو ذرا سی بات پر اپنی
انکھیں نم کرتے سختی سے اپنے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اسی
طرح اللہ تعالیٰ سے اپنے پسندیدہ چیز مانگتا تھا۔۔

لالا اٹھ جائیں پلینز ملینز نے زرم کے پاس جاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا تو زرم نے بیگھی انکھیں کھولے ملینز کی طرف دیکھا اور شدت سے اسے اپنے گلے میں بیچ لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کر لیا ملینز اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو رائیگا نہیں جانے دیا میں نے اپنے اللہ تعالیٰ سے میری فیری کی زندگی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے فیری کی زندگی مجھے دے دی میری دعا ہے کہ آرش میرا بھائی بھی جلدی سے ٹھیک ہو جائے اور اسے بھی ہوش ارہا ہے۔

زرم کی انکھ سے دوبارہ ایک بولا بھٹکا ہوا انسو ملینز کے کندھے میں جذب ہوا۔

انشاء اللہ لالا آرش کو بھی ہوش اجائے گا بس اپ نے بالکل بھی رونا نہیں ہے حالت دیکھے اپنی کیسے کیا ہو گئے ہیں اپ۔۔۔ ہماری گڑیا تو اپ کو دیکھ کر ہی ڈر جائے گی جلدی سے اپنا حلیا درست کرائیں گھر جا کر۔۔۔ اور تھوڑی دیر آرام بھی کر لیں۔۔۔ ملینز نے اس کا دھیان اس کی جانب

کروایا۔ ساتھ ہی لگے ہاتھ اسے گھر جانے کے لیے بھی کہہ دیا آرام کرنے کے لیے۔

نہیں ملیار میں جس حالت میں بھی ہوں ملازم سے اپنے لیے کپڑے منگوا کر ادھر ہی ہاسپٹل کہ واش روم میں چینج کر لوں گا۔ لیکن اپنی فیری کو چھوڑ کر گھر بالکل بھی نہیں جاؤں گا۔ زرم نے ضدی لہجے میں کہا تو ملیار نے بھی دوبارہ ذکر کرنا بہتر نہ سمجھی اور ہاں میں سر ہلایا۔

{ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥ }

زلے زلے۔۔۔ زلے زلے۔۔۔ زلے زلے۔۔۔ کہا ہوا تم۔۔۔ برلاس نیچے

لاونج میں کھڑا خوشی سے اونچا اونچا اور زلہ کو پکار رہا تھا جو کہ اوپر اپنے

کمرے میں ایک کونے میں دہکی ہوئی بیٹھی تھی۔۔

برلاس کی اواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ وہ باسانی اس تک پہنچ گئی تھی اور اس

کے اس طرح سے چیخ کر بلانے پر اور زلہ کا دل ایک پل کے لیے دہل اٹھا

لیکن پھر جلدی سے وہ نیچے کی طرف باگی بغیر اپنے حلیے کی پرواہ کیے۔۔

برلاس لالا کیا ہو گیا ہے سب کچھ ٹھیک ہے ناب اس طرح سے کیوں چیخ
رہے ہیں۔۔ اور زلہ سیڑھیوں سے جس طرح سے نیچے آئی تھی برلاس نے
نے اگے بڑھ کر بے ساختہ اسے تھاما تھا۔۔

دھیان سے ذلے کیا ہو گیا ہے۔۔ برلاس میں اسے ڈپتے ہوئے کہا وہ جس
طرح کے حلیے میں اپنے کمرے سے باہر آئی تھی بدلاس کے دل کو کچھ ہوا
تھا۔۔

کیا سے کیا حالت ہو گئی تھی اس کی بہن کی۔۔ گہری سانس بھرتے ہوئے
اس کے الجے ہوئے بالوں کو پشت پر ٹھیک طرح سے پہلاتے اسے اپنے
سینے سے لگایا۔۔

ہماری گڑیا کو ہوش اگیا ہے زلے بس اس لیے تمہیں بلارہا تھا خوشی سے
لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ میری پاگل بہن اس طرح سے بوکھلائے ہوئے
ائے گی۔۔

برلاس نے اسے خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی ساتھ اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔۔

کیا واقعی مہزلہ کو ہوش اگیا ہے۔۔ اور زلہ نے خوشی سے تقریباً چیختے ہوئے کہا اس کی بہن بالکل ٹھیک تھی اور اسے ہوش اگیا ہے۔۔ یہ بات اس کے لیے بہت ہی تھی بے ساختہ ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نے ڈرتے ڈرتے برلاس کی طرف دیکھا اور ایک امید کے تحت کہ اس کی طرف دیکھا جیسے کہ اب وہ کہے گا کہ آرش کو بھی ہوش اگیا ہے لیکن اسے چپ دیکھ کر اس کا دل پہلے سے بھی زیادہ دھڑکا تا خوف کے تحت۔۔ وہ وہ۔۔ اور زلہ کو سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ آرش کے بارے میں کس طرح پوچھے کا نپتے لہجے میں بولنا چاہا لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔۔

آرش لالا کو ابھی ہوش نہیں آیا ہے ڈاکٹر پر امید ہے کہ جس طرح سے گڑیا کو ہوش اگیا ہے اس طرح سے لالا کو بھی ہوش اجائے گا۔ اپنی بہن کی

انکھوں میں سوال کو دیکھتے ہوئے برلاس نے خود سے ہی جواب دیا ساتھ ہی اسے تسلی بھی دی تھی۔۔

مہزلہ کا دل نہ جانے کیوں بجھ گیا تھا ایک طرف اگر اسے اپنی بہن کے ہوش نے پر خوشی تھی تو دوسری طرف آرش کے ہوش میں نہ آنے کا سن کر اس کا دل اداس بھی ہو گیا تھا۔۔

اداس نہ ہونے لے انشاء اللہ وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ اس کے چہرے کی چمک کو مانند پڑتا دیکھ برلاس نے اسے دوبارہ سے تسلی دی ساتھ ہی عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

زربیش تم جلدی سے روحان کو تیار کر لولا لانے کہا ہے کہ وہ گھر میں سب کو تنگ کرتا رہے گا اسی لیے اسے ساتھ ہاسپٹل لے آؤ۔۔

شکر ہے چاچو کہ آپ کو ہی میرا ہوش اگیا ورنہ پھپھو تو بس مجھے تنگ ہی کر رہی تھی کب سے کہہ رہا ہوں کہ بابا سے بات کرو الیں لیکن بہانے بنا رہی ہے۔۔ اور جلدی سے مجھے بتائیں کہ بڑی کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ہاسپٹل میں

ہیں اور انہیں ہوش اگیا ہے وہ ٹھیک تو ہے نا کہیں انہیں زیادہ چھوٹ تو نہیں لگی۔۔

روحان جو کب سے وہیں پر کھڑا اپنے چاچو کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ رہا تھا جب برلاس نے اس کی بابت بات کی تو جلدی سے لگے ہاتھ اس نے اپنے پھپھو کی شکایت بھی کی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بڑی کے بارے میں بھی پوچھا۔۔

لٹل چیمپ سب بالکل ٹھیک ہے اب جلدی سے تیار ہو اور پھر ہم ہاسپٹل چلے جائیں گے وہاں پر اپنے بابا سے پوچھنا کہ اپ کی بڑی کو کیا ہوا ہے ٹھیک ہے۔۔ زریش نے گھور کر اپنے چھوٹے سے فتنے نما بھتیجے کو دیکھا صبح سے گن چکر اس نے بنا لیا تھا اور اب شکایت بھی وہ اس سے کر رہا تھا کہ وہ بہت تنگ کر رہی ہے۔۔

اوہو میری پھپھو تو سب سے بیسٹ ہے ان کے جیسا تو کوئی بھی نہیں ہے
اس گھر میں۔۔ زربش کی نظریں روحان نے اپنی طرف دیکھتا پا کر جلدی
سے سب کے سامنے کہا۔۔

اس ٹینشن زدہ ماحول میں روحان کی بات سن کر سب کے چہرے پر ہی
مسکراہٹ نے احاطہ کیا سب خوش تھے کہ چلو مہزلہ کو ہوش تو اگیا اب
سب کے لبوں پر آرش کے لیے ہی دعائیں تھی۔۔

اجاؤ میں تمہیں تیار کر لوں اس کے بعد برلاس کے پاس چلے جانا اور اپنے
بابا اور بڑی سے ڈھیر سارے باتیں کر لینا۔۔ زربش نے اسے اپنی طرف
انے کا اشارہ کیا۔۔

پھپھو میں بڑا ہو گیا ہوں میں خود تیار ہو سکتا ہوں میں اپنے بابا کے کمرے
میں جا رہا ہوں وہیں پر خود ہی تیار ہو جاؤں گا چاچو بس اپ دس منٹ میرا
ویٹ کریں میں اب بھی اتنا ہوں۔۔ روحان نے نہایت ہی سمجھدار بچوں کی

طرح ری ایکٹ کرتے ہوئے سنجیدہ سا چہرہ بناتے ہوئے کہا تو سب کو ہی
ٹوٹ کر اس پر پیارا یا تھا۔

او کے چلو ٹھیک ہے جاؤ اور جلدی سے اجانا۔ اور تم میں سے کوئی بصیر لالا
زرم لالا اور ملیار لالا کے لیے کھانا پیک کر دیں تاکہ میں ان کے لیے لے جا
سکوں یقیناً ان لوگوں نے رات میں بھی کچھ نہیں کھایا ہو گا۔ برلاس نے
روحان کو جانے کا اشارہ کیا ساتھ ہی ساتھ لاؤنج میں سب سے کہا اور خود
اپنے کمرے کی طرف فریش ہونے کے لیے بڑھ گیا تھا۔

وہ سو ہی رہا تھا جب بصیر نے اسے فون کیا تھا تو یوں ہی بنا فریش ہوئے وہ
اپنے کمرے سے بھاگ کر آیا اور سب کو اس خوشخبری کو سنوایا۔
سواب وہ فریش ہونے کی طرف بڑھ گیا۔

اور زلہ بھی مجھے ہوئے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔
اسے بھی برلاس کے ساتھ جانا تھا وہ برلاس کو رات سے ہی انفرم کر چکی
تھی کہ وہ جب صبح جائے گا تو وہ اس کے ساتھ ہی جائے گی۔

اسی لیے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے لیے ایک سادہ سا وائٹ
کلر کا شلوار قمیض کا سوٹ نکالا اور ساتھ ہی وہ شاور لینے کے لیے واش روم
کے اندر چلی گئی۔۔

تقریباً 10 منٹ بعد وہ فریش ہو کر اپنے کپڑے پہنتی واش روم سے باہر آئی
اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بالوں کو ڈرائیور کی مدد سے
سکھانے لگی۔۔

ابھی وہ یہ کام سرانجام نہیں دے رہی تھی تبھی اس کے موبائل پر ابتسام
کی کال آئی۔۔

اس نے ایک نظر موبائل پر ڈالی اور اسے شاید اٹھانے ہی پڑا تقریباً دو سے
تین دنوں سے وہ افس کے کسی بھی ورکر کا فون نہیں اٹھا رہی تھی لیکن اب
اگر ابتسام نے اسے فون کیا تھا تو ضرور کوئی بڑی ہی بات ہوگی اسی لیے اسی
سوچ کے تحت اس نے کال پک کر لی۔۔

السلام علیکم میم کیسی ہیں آپ۔۔ کال اٹھاتے ہی یہ مقابل نے جلدی سے
سلام میں پہل کی۔۔

وعلیکم السلام میں ٹھیک کوئی ضروری بات تھی کیا فون کس سلسلے میں کیا۔۔
اور زلہ نے سلام کا جواب دیا اور مقابل سے بالکل بھی پوچھنے کی زحمت نہ
کی تھی کہ وہ کیسا ہے اور بات پرانی تھی کہ اس نے کس سلسلے میں اسے فون
کیا۔۔

جبکہ اپنی میم کی طرف سے اس طرح سے دو ٹوک بات کرنے پر ابتسام کا
منہ بنا بندہ جھوٹے منہ ہی پوچھ لیتا ہے کہ تم کیسے ہو۔۔ لیکن خیر یہ بات وہ
صرف اپنے دل میں سوچ ہی سکا بولا نہیں تھا۔۔

میم وہ بہت ہی ایک ضروری میٹنگ نکل آئی ہے جسے میں بھی اٹینڈ نہیں کر
سکتا اسی لیے ایمر جنسی ہے اور آپ کو افسانا ہی پڑے گا۔۔ ابتسام بھی
جلدی سے سنجیدہ ہوتا اسے میٹنگ کے بارے میں بتانے لگا۔۔

ایسی بھی کون سی میٹنگ ہے اور وہ بھی اتنی ضروری کہ میرا ناواہاں پر اتنا ضروری ہو گیا ہے اور تم کیوں اٹینڈ نہیں کر سکتے میٹنگ کو۔۔

میم وہ دراصل کلائنٹ میرے ساتھ میٹنگ کرنا ہی نہیں چاہتا وہ چاہ رہا ہے کہ اسے اس کمپنی کے اونر کے ساتھ ہی میٹنگ کرنی ہے۔۔ ورنہ وہ اپنی طرف سے اس ڈیل کو ختم کر لیں گے اور اگر ڈیل ختم ہوئی تو ہماری کمپنی کو کافی نقصان پہنچ سکتا ہے اسی لیے میں نے جلدی سے اپ کو کال کی بغیر ان سے کوئی بھی بحث کیے اپ اجائیں جلدی سے۔۔

ابتسام نے افس میں ہوئی ساری صورتحال سے اور زلہ کو آگاہ کیا۔۔

چلو ٹھیک ہے میں اتی ہوں۔۔ ساری میٹنگ کی تیاریاں پہلے سے ہی کر رکھو

پریزنٹیشن فائل مجھے میل کر دو اتے وقت میں گاڑی میں ہی پڑھ لوں گی

اور مجھے صرف اور صرف 45 منٹ میں یہ میٹنگ اینڈ چاہیے۔۔ اور زلہ

نے سنجیدگی سے اسے حکم دیا ساتھ ہی ساتھ ساری فائلز اسے میل کرنے

کے لیے کہا۔۔

او کے میم چلیں ڈن ہے۔۔۔ ابتسام نے کہا وہ شکر ادا کر گیا تھا کہ چلو اس کلائنٹ سے اس کی جان چھوٹی ورنہ وہ اتنا بد تمیز تھا کہ اس سے بات ہی نہیں کر رہا تھا مسلسل صرف ایک ہی بات تھی کہ کمپنی کے اونر کو بلائیں تو کمپنی کے اونر کو بلائیں۔۔۔

اور زلہ سنجیدہ ہوئی ابھی اس کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ دوبارہ سے چیج لینے کے لیے جاتی۔۔۔ اسی لیے اپنی واڈروب سے بلیک کلر کی شال نکالی اپنے اوپر اچھی طرح سے اوڑتی برلاس کو ضروری میٹنگ کے بارے میں میسج پر بتاتے وہ حویلی سے گاڑی لے کر اپنے افس کی طرف روانہ ہوئی۔۔۔
{♡♡♡♡♡♡}

ابھی برلاس اگیا ہے تو اب تم دونوں آرام کرنے کے لیے گھر چلے جاؤ رات میں دوبارہ سے اجانا۔۔۔ زرم نے برلاس اور روحان کو اپنی طرف اتے دیکھ ملیار اور بصیر سے کہا اس سے پہلے کہ وہ دونوں منہ کھولتے تو رات میں واپس بلانے کے لیے بھی کہہ دیا تھا۔۔۔

لیکن لالا یہاں پر اپ کو ہماری ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔ ملیار نے بونگی سی
دلیل دی دراصل اس کا دل ہی نہیں تھا کہ وہ اپنی گڑیا کو یہاں پر چھوڑ کر
جائیں۔۔

برلاس بھی مہزلہ کا بھائی ہے ملیار اپنی بہنوں کے معاملے میں دوسروں پر
بھی یقین کرنا سیکھو جاؤ جا کر فریش ہو آرام کرو اور رات میں اجانا جاؤ بصیرتم
بھی۔۔ زرم نے اس بار دونوں کے منہ بنتے دیکھ سختی سے ڈپتے ہوئے کہا تو
دونوں بھی تیر کی طرح سیدھے ہوتے برلاس کے اتے ہی منہ بناتے وہاں
سے نکل ائے تھے۔۔

بابا روحان نے جلدی سے اپنے بابا کو پکارا اور ساتھ ہی اس کے ٹانگوں سے
لیٹا۔۔

بابا کی جان کیسے ہیں اپ زرم نے روحان کو اٹھاتے اپنے سینے سے لگاتے
کہا۔۔

میں ٹھیک ہوں بابا لیکن بیڈی کیسی ہے برلاس چاچو نے کہا کہ ہاسپٹل جا کر
بابا سے پوچھنا کہ بیڈی کو کیا ہوا ہے تو آپ مجھے بتائیں نا کہ بیڈی کو کیا ہوا ہے
وہ ٹھیک تو ہے نا۔ روحان نے بے چینی سے اپنے بابا سے پوچھا اپنی بیڈی
کے بارے میں سارا راستہ ہی وہ بے چین تھا اور برلاس اس کے چہرے پر
بے چینی کو واضح طور پر محسوس کر سکتا تھا لیکن اس نے اسے کے سوال کا
جواب نہ دیا۔

کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ زرم اسے سچائی سے واقف کرے گا بھی یا نہیں
کہ اس کی بیڈی کو گولی لگی ہے اس لیے اس نے چپ رہنے میں ہی بہتری
سمجھی۔

آپ کی بیڈی کڈنیپ ہو گئی تھی تو وہیں پر کچھ گندے انکل نے آپ کے بیڈی
کو چھوٹ پہنچائی اسی لیے ہم آپ کی بیڈی اور آپ کے آرش چاچو کو ہاسپٹل
لے کر آئے ہیں آپ اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بیڈی اور آپ کے آرش
چاچو بالکل ٹھیک ہو جائے۔ ملیا نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے

ہوئے اس کے معصوم سے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے ڈیل کرتے کہا۔

میں ضرور بڑی کے لیے دعا کروں گا لیکن آرش چاچو کو بھی کڈنیپ کیا تھا ان گندے انگلزنے کہ آرش چاچو بھی ہاسپٹل میں ہے۔

روحان کو بات سمجھ نہ آئی اگر ان گندے انگلزنے اس کی بڑی کو کڈنیپ کیا تھا اور چوٹ اس کی بڑی کو لگی تھی تو چاچو ہاسپٹل میں کیوں تھی؟؟

آرش چاچو اپ کی بیڑی کو گندے انگل سے بچار ہے تھے اسی لیے آپ کے آرش چاچو کو بھی چوٹ لگ گئی اور انہیں بھی ہاسپٹل لانا پڑا۔ اب آپ کی بڑی کو تو ہوش آگیا ہے لیکن آپ کے آرش چاچو کی طبیعت ٹھیک نہیں۔

آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہت ساری دعائیں کرنا۔ زرم جانتا تھا کہ

اس کا بیٹا ایسے ہی نہیں ٹلنے والا وہ اسے ساری حقیقت سے آگاہ کرنا ہی ہوگا

لیکن کچھ سچ اور جھوٹ کی ملاپ کرتے ہوئے اس نے روحان کو ہر حالت

سے آگاہ کیا۔

او کے بابا پ پریشان نہ ہو میں بڑی کے ساتھ ساتھ چاچو کے لیے بھی دعا کروں گا اور وہ لوگ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اور بڑی کو ہوش اگیا ہے تو کیا میں بڑی سے مل سکتا ہوں پلیز میں نے دو دن سے بڑی سے بات نہیں کہ نہ ہی ان کے ساتھ کھیلا ہے میں نے بڑی سے باتیں کرنی ہے وہ بھی بہت ساری۔۔

ایسکیوز می اپ میں سے مہزلہ کے ہسپینڈ کون ہے۔۔

زرم نے ابھی روحان کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا تھا کہ تب ہی وہاں پر ایک نرس نے اکران دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

میں ہوں کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نازم نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔۔

جی سب ٹھیک ہے ڈاکٹر زاپ کو اپنے کیمین میں بلارہے ہیں انہیں کوئی

ضروری بات کرنی ہے اپ سے اپ میرے ساتھ جائیں۔۔ نرس نے

زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے اپنے پیچھے انے کا اشارہ کیا

زرم بھی جلدی سے روحان کو برلاس کے ساتھ چھوڑتا اور برلاس کو کافی ساری تاکید دیتے ہوئے نرس کے پیچھے چل پڑا۔

ڈاکٹر کے کیمین میں ناک کر کے اندر اتے ڈاکٹر کو زرم نے چیئر پر بیٹھنے کے لیے کہا زرم بے چینی سے چیئر پر بیٹھا اور اب اس کا رواں رواں ڈاکٹر کی طرف متوجہ تھا کہ آخر ایسا بھی مہزلہ کے بارے میں ایسی بھی کون سے امپورٹنٹ بات ڈاکٹر کو کرنی ہے اسے ڈر بھی لگ رہا تھا اندر سے کہیں لیکن خود کو مضبوط بنائے بیٹھا تھا۔

جی تو آپ مس مہزلہ کے ہسبینڈ ہے۔ اچھا تو ہم نے ان کے کچھ ٹیسٹ کیے تھے انہی ٹیسٹ کے رپورٹ آئی ہیں۔ اور اس ٹیسٹ کو رپورٹ کے مطابق آپ کی بیوی کو بالکل ناف کے اندر گولی لگی تھی جس کی وجہ ان کا خون بھی کافی زیادہ بہہ گیا تھا اور ان کے اندرونی جسم کا بھی کافی ڈیج ہو گیا تھا تو اسی وجہ سے وہ کبھی بھی ماں نہیں بن سکتی۔

دھڑام۔۔

دھڑام۔۔

دھڑام۔۔

ایک ایک کر کے ہاسپٹل کے تین منزلہ عمارت زرم کو اپنے سر پر گرتی ہوئی محسوس ہوئی اس خبر کو سن کر۔۔ اسے اپنے لیے کوئی بھی فکر محسوس نہ ہوئی اس کا بیٹا تھا۔ اسے منزلہ کی فکر تھی کہ اس خبر کے بعد سن کرنے جانے اس کا کیساری ایکشن ہو گا۔

منزلہ کے پاس بھی روحان تھا اس کے لیے اس کی فیملی بالکل کمپیٹ تھی اسے اگے بچہ چاہیے بھی نہیں تھا اور نہ ہی اس نے بچے کے بارے میں سوچا تھا کیونکہ منزلہ تو ابھی چھوٹی سی ہی تھی۔ اس خبر کو سن کر اسے کافی دکھ تو ہوا تھا لیکن ایسا دکھ بھی نہیں تھا کہ وہ کچھ ایسے سوچ پاتا کہ وہ بچوں کے لیے دوسری شادی کر لیتا۔

کوئی بات نہیں ڈاکٹر میری فیملی بالکل کمپیٹ ہے۔ ہمارا آلریڈی ایک بیٹا ہے۔۔۔

اسے دکھ تو تھا لیکن اس کے مطابق اس کی فیملی مکمل تھی۔۔ اور اس خبر کو
زرم نے ہی پر دفن کرنے کا سوچا۔۔

دیکھے اگر 50% ان کے ماں بنے کے چانسز زہے تو 50% نہیں بھی
ہے۔۔ دینا امید پر قائم ہے۔۔

ڈاکٹر کی بات سنتے زرم نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ اور وہ پر سکون ہو گیا تھا۔۔
کہ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

کیا اگر آرش کو ہوش اگیا تو کیا تم اسے معاف کر دو گی؟؟
اور زلہ اپنی گاڑی میں بیٹھے گاڑی کو نہایت اسپید سے دوڑاتے ہوئے اسلام
اباد اپنے افس کی طرف روانہ تھی۔۔

بے ساختہ ہی اس کے دل نے اس سے یہ سوال پوچھا۔۔

اور ہزار بار ٹٹولنے پر بھی اس کے دل سے دوبارہ سے جواب صرف اور صرف "ہاں" میں ہی رہا تھا۔

تو کیا واقعی اور زلہ تم اتنی ہی کمزور ہو گئی ہو کہ صرف ایک ایکسیڈنٹ کے ہو جانے پر تم اپنے ساتھ ہوئی ساری زیادتوں کو بلا دو گی۔

ایک اور سوال اس کے دماغ میں ابھرا۔

نہیں لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ اسے اپنے اللہ کے لیے بھی تو معاف کر سکتی ہے نا۔

دل کی طرف سے بڑا ہی زبردست جواب دیا گیا۔

اور یہیں پر اکرا اور زلہ کے چہرے پر سکون ہی سکون بھر گیا تھا وہ واقعی میں آرش کو اپنے اللہ کے لیے معاف کر سکتی تھی ورنہ تو وہ اس انسان کے ساتھ زندگی تک نہیں گزارنا چاہتی تھی لیکن صرف اور صرف اپنے اللہ کے لیے وہ کر سکتی تھی ایسا۔

بے شک اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی خیر ہی ہوگی۔۔۔ ویسے بھی غیب کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے ناکیا پتہ اس بات کے پیچھے کوئی اچھی بات چھپی ہو۔۔

ایک کے بعد ایک دلائل اس کے دل سے آرش کے حق میں ارہی تھی۔۔ اور ہنوز گہری سوچ میں ڈوبتی وہ ڈرائیو کر رہی تھی صبح کا وقت تھا اس لیے زیادہ رش نہ ہونے کی وجہ سے وہ فل سپیڈ پر گاڑی چھوڑیں ہوئے تھی۔۔ ساتھ ہی ساتھ ابتسام نے جو اسے فائل میل کی تھی ایک نظر وہ اس پر بھی ڈال لیتی۔۔

میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد اس کا ارادہ میں دوبارہ سے ہاسپٹل جانے کا تھا۔۔

وہ ہر گز اس حالت میں میٹنگ اٹینڈ نہیں کرنا چاہتی تھی پر وہ کیا کر سکتی تھی ضروری تو نہیں کہ ہر بار وہ جو سوچے وہی ہو۔۔

صبح سے جب سے اس نے سنا تھا کہ مہزلہ کو ہوش اگیا تھا اس کا دل مچل رہا تھا کہ جلدی سے وہ اپنی بہن کے پاس جائے اور اسے دیکھے اس اپنی سینے سے لگا کر محسوس کرے کہ اس کی چھوٹی بہن اس کی گڑیا بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ہائے رے قسمت اینڈ وقت پر ابتسام کا کال کر کے اسے افس بلا نا اب کم از کم اٹھ گھنٹے تو اسے آنے جانے میں لگیں گے اور شاید 45 منٹ اسے میٹنگ میں بھی لگ جانے تھے۔۔۔

دن تو پورا اس کا اسی میں چلے جانا تھا۔۔۔

یہی سوچ کر اس کا سخت موڈ خراب ہوا تھا۔۔۔ عجیب زندگی تھی اپنی مرضی سے وہ گزار ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔ اسے سخت غصہ آیا تھا ابتسام کے ساتھ ساتھ اس کلائنٹ پر بھی جو بضد تھا کہ اسے کمپنی کے اوپر سے ہی میٹنگ کرنی ہے۔۔۔

گہری سانس بھرتے ہوئے وہ دوبارہ سے خود کو ڈرائیونگ کی طرف متوجہ کر چکی تھی۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ملیار اب اپ اٹھ بھی جائیں اور کتنا سونا ہے اپ نے۔۔

کمرے میں داخل ہوتے عنایہ نے دھیرے دھیرے سے چلتے بیڈ پر اس کے پاس جاتے کہا۔۔

ہمممم۔۔ عنایہ میری جان سونے دونا مجھے۔۔ عنایہ کی آواز سنتے ملیار نے

دوسری طرف کروٹ لیتے دوبارہ سے کمرے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

یہ کیسی تھکن ہے اپ کی جو اترنے کا نام نہیں لے رہی جب سے اپ

ہاسپٹل سے آئے ہیں سو ہی رہے ہیں کچھ کھالیں مجھ سے باتیں کر لیں ابھی

دوبارہ سے واپس اپ کو رات گزارنے کے لیے ہاسپٹل جانا پڑے گا۔۔

ملیار کو اٹھتے نہ دیکھ عنایہ نے جان بوجھ کر اپنی آواز کو روہا بنا دیا۔۔

اور اس کی آواز میں نمی کو محسوس کرتے ہی ملیار کی جان پر بنی تھی اگلے ہی

لمحے جھٹکے سے کمرے کو اپنے اوپر سے پھینکتے ہوئے وہ اٹھا اور اسے اپنے

قریب کرتے بٹھایا۔۔

کیا ہو گیا ہے میری جان کو دیکھو میں اٹھ گیا ناب میرا سارا ٹائم صرف اور صرف میری چھوٹی سی جان کے لیے۔۔

ملیار نے جلدی سے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا لیکن وہاں پر ناچتی صاف شرارت کو دیکھتے ہوئے بھی وہ جان کر انجان بنتا اس کی آنکھوں پہ جھکتا اپنا لمس چھوڑ گیا۔۔

ملیار اب اپ مجھے بتائیں نا۔ کیا اپ واقعی میں بہت زیادہ ہی ہاسپٹل میں تھک گئے تھے۔۔

عنا یہ جو اپنے لالا کے بارے میں سوال پوچھنے والی تھی ملیار کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ اپنے سوال کو پلٹ کر اس کی سرخ آنکھوں کے بارے میں پوچھنے لگی۔۔

تھک تو گیا تھا لیکن اب میری ساری تکھن اتر گئی ہیں اپنے بچے کو دیکھتے ہوئے۔۔ ملیار نے پیار سے اس کے سارے بالوں کو اس کی کمر پر بکیرتے کہا جو اس وقت جوڑے کی شکل میں قید تھے۔۔

ملیار یہ کیا کیا ہے اپ نے یار مجھ سے دوبارہ سے نہیں باندھے جاتے اتنی
مشکل سے زریش آپی سے میں نے بنوائے تھے۔۔ ملیار کو اپنے بال کھولتے
دیکھ عنایہ نے اس بار باقی میں ہی انکھوں میں انسو لیے کہا۔۔

کوئی بات نہیں میں ہوں نا میں باندھ دوں گا۔۔ جانے سے پہلے اس میں
رونے والی کیا بات تھی یار۔۔

ملیار نے ایک نظر اس کے بھرے بھرے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا
جانتا تھا کہ اب تو اسے اٹھنے اور بیٹھنے میں بھی کسی دوسرے بندے کا سہارا
چاہیے ہوتا ہے۔۔

زیادہ تر اگر وہ لیٹے رہے تو اس کا دم گٹھنے لگتا ہے جس کی وجہ سے جلدی ہی
اسے اٹھانا بھی پڑتا ہے۔۔ اسی لیے تو وہ رات کو اسے اکیلے کمرے میں
سونے نہیں دے سکتا تھا اور اور زلہ کے ساتھ اسے سونے کے لیے کہا۔۔

ملیادعا کرے کہ لالا اور مہزلہ بالکل ٹھیک ہو جائے وہ لوگ جلدی سے گھر
اجائے پھر اپ دوبارہ سے میرے پاس سے کہیں بھی نہیں جائے گا۔۔ مجھے
اپ کی بہت یاد آتی ہے اپ جیسا خیال میرا کوئی بھی نہیں رکھتا۔۔
عنایہ نے اس کے سینے پر تھوڑی جماتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے کہا تو ملیار نے بھی جھکتے اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔
ضرور میری جان انشاء اللہ وہ دونوں جیسے ہی ٹھیک ہوں گے میں اپنی جان
سے بالکل ہلوں گا بھی نہیں۔۔

ملیار نے بہت ہی پیار بھری نظروں سے عنایہ کے چہرے کی طرف
دیکھا۔۔ جہاں پر مامتا کا نور صاف نظر آ رہا تھا۔۔ اس کے پھولے ہوئے گال
جو پہلے ہی پھولے پھولے سے رہتے تھے مزید اور پھول گئے تھے۔۔۔
اور اس میں سرخیاں ہی سرخیاں تھیں ہاں لیکن ایک بات جو ملیار کو بہت
پریشان کرتی تھی وہ تو اس کے آنکھوں کے نیچے ہلکے تھے۔۔۔

جو دن بدن مزید گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ہاسپٹل سے فارغ ہونے کے بعد وہ اس کا تفصیلی چیک اپ کا ارادہ رکھتا تھا اور اسے ہاسپٹل لے جانے کا ارادہ بھی تھا اس کا۔

میری جان اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھ سے شیئر کریں۔ اندر ہی اندر کوئی بات ہے کیا کیوں پریشان ہوتی ہیں آپ مجھے بتائیں ایسی کون سی بات ہے جو اندر ہی اندر آپ کو اتنی پریشان کر رہی ہے۔

ملیار نے اپنے چہرے پر پریشان کن تاثرات لیے عنایہ سے پوچھا۔

کوئی کوئی بھی بات نہیں ہے ملیار شاید آپ کو ایسی ہی غلط غلط فہمی ہو رہی ہے۔ وہ بس میں کالج کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

عنایہ جوار باز اس کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ ملیار کو ساری بات بتا دے۔ وہ پکچرز والی۔ کہ کس طرح سے وہ اسے بلیک میل کرتا تھا۔

لیکن پھر اگلے ہی پل اس بات کو اپنے دل و دماغ سے اس نے جھٹک دیا تھا کیونکہ ایک دوبار کے بعد دوبارہ سے اسے میسج نہیں کیا تھا۔

یہی سب کچھ اندر ہی اندر سوچ سوچ کر وہ پریشان ہوتی تھی کہ اگر کسی
باہر والے کے منہ سے ملیار کو یہ سچ پتہ چلا کہ کوئی اس کی بیوی کو بلیک میل
کر رہا ہے تو اس کو زیادہ تکلیف ہوگی لیکن وہ کیا کرتی خود بھی تو بولنے کی
ہمت اس میں باقی نہیں رہی تھی۔۔

عنا یہ کہاں گم ہو یا جو بھی بات ہے مجھ سے شیئر کر ونا کیا اتنے عرصے میں
میں تمہارا بھروسہ جیت نہیں پایا جو کوئی بھی بات شیئر کرنے سے پہلے تم
اتنی ہچکچا رہی ہو۔۔ ملیار نے اسے گہری سوچوں میں گم ہوتے دیکھا تو اسے
بازو سے ہلاتے ہوش کی دنیا میں قدم رکھوایا۔۔

نہیں نہیں تو ملیار ایسے تو کوئی بھی بات نہیں ہے۔۔ اور میں اپ پر بھروسہ
کرتی ہوں اگر کوئی بات ہوگی تو میں سب سے پہلے اپ سے ہی شیئر کروں
گی۔۔

عنا یہ نے اس بار بہت ہی بڑی غلطی کر دی تھی ملیار کو نہ بتا کر۔۔ اس بار اگر
وہ بتا دیتی تو شاید ملیار کا بھروسہ وہ جیت پاتی لیکن وہ اپنے ڈر پر قابو ہی نہیں پا

رہی تھی تاکہ وہ ملیار کو ساری بات بتا سکے حالانکہ ملیار تو اب اس پر غصہ تک نہیں کرتا تھا۔

ٹھیک ہے پریشان نہ ہوں اس حالت میں تمہارا پریشان ہونا ٹھیک نہیں ہے۔۔ ملیار نے اس بار سپاٹ سے لہجے میں کہا۔۔
چلو ٹھیک ہے تم یہیں پر بیٹھو میں فریش ہو کر آتا ہوں اس کے بعد لنچ کرنے نیچے چلیں گے۔۔

ملیار نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا اور اٹھتے وہ واش روم میں گم ہوا۔۔
پیچھے عنایہ مزید پریشان ہو گئی تھی کیا وہ غلط کر رہی تھی۔۔۔ ملیار کو سچ نہ بتا کر آخر وہ اتنا اعتبار اسے سونپ رہا تھا۔۔۔ تو وہ کیوں کر اس کو نہیں بتانا چاہ رہی تھی۔۔

خود میں ڈھیر ساری ہمت پیدا کرتے ہوئے عنایہ نے سوچا کہ وہ جیسے ہی واش روم سے باہر آتا ہے تو وہ اسے باز والی ساری بات سچ سچ بتا دے گی۔۔

لیکن اب شاید دیر کر دی تھی اس نے اب تو شاید ملیار سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

اب وہ بیڈ پر بیٹھی بیٹھ شیٹ کے ڈیزائن پر اپنی انگلیاں پیر رہی تھی ساتھ ہی ساتھ ملیار کے واش روم سے نکلنے کا انتظار بھی کر رہی تھی۔۔

دل میں شدید خوف کا احساس جاگا تھا نہ جانے اس کاری ایکشن کیسے ہوتا لیکن دوسرے ہی پل وہ پر سکون بھی تھی کہ ملیار اس پر بھروسہ کرتا تھا اور اسے اعتبار سونپ رہا تھا تو وہ کیوں نہ ایک اچھی بیوی کا فرض نبھا کر خود ہی ساری بات اپنے شوہر کو بتا دیتی۔۔

ملیار واش روم سے باہر نکلا ٹاول سے اپنے چہرے کے پانی کو پہنچتے ہوئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس اکر کھڑا ہوا۔۔

عنایہ نے اسے باہر اتے دیکھا تو نہایت ہی مشکل سے بیڈ سے اٹھتے دھیرے دھیرے قدم لیتے اور اس کے پشت کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔۔

میں میں اپ کو اپ کو بتانا چاہتی ہوں سب کچھ۔۔ عنایہ نے بڑی ہمت کر کے یہ جملہ ادا کیا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے کچھ بھی بتانے کی۔۔ اس سے پہلے کہ عنایہ اپنی بات شروع کرتی ملیار نے سپاٹ سے لہجے میں کہا اسے واقعی میں دکھ ہوا تھا یار۔۔۔

کہ ان کی شادی کو تقریباً ایک سال پورا ہونے والا تھا لیکن اس اس ایک سال میں وہ عنایہ کا بھروسہ جیت نہیں پایا تھا۔۔۔

کہ وہ اسے ارباز جیسے گھٹیا انسان کے بارے میں بتا پاتی کہ وہ اسے بلیک میل کر رہا ہے کہ وہ اتنا گرا ہوا مرد تھا کہ اس کی بیوی اس پر بھروسہ ہی نہیں کر پار ہی تھی۔۔

پلیز اپ میری بات تو سنیں۔۔

کیا بات سنو میں تمہاری بتاؤں مجھے۔۔

یہی کہ میری بیوی کو شادی کے ایک سال بعد بھی مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔۔ وہ اپنے مسئلے کو اپنے اندر رکھ کر اندر ہی اندر ختم ہو رہی ہے لیکن اپنے شوہر کو وہ بتانا نہیں چاہ رہی۔۔ کیونکہ وہ اپنے شوہر کو اتنا گراہو امر د سمجھتی ہے کہ اس کا شوہر جان کر اسے جان سے ہی مار دے گا۔

ملیار یہ کیا کہہ رہے ہیں اپ۔۔

عنا یہ تو تڑپ ہی اٹھی تھی اس کے اس قدر سنگین الفاظوں پر۔۔

ہاں تو اور کیا کہوں تم ہی بتاؤ کہ کیا یہ باتیں جھوٹ ہے۔۔

بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے۔۔

تم مجھ پر بھروسہ کیوں نہیں کرتی۔۔

کتنی بار میں نے تم سے پوچھا ہے کہا ایک بار تو مجھ پر بھروسہ کرتی۔۔

تم کیا مجھے ار باز والی بات نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ گھٹا انسان تم کو بلیک میل کر رہا ہے۔۔

اگر تمہارے موبائل کو میں اپنے موبائل کے ساتھ کنیٹ نہ کرتا تو وہ
گھٹیا مرد ابھی تک تمہیں بلیک میل کرتا رہتا۔۔۔

صرف اور صرف جھوٹی تصویروں کی بنا پر۔۔ اور آپ ساری سچائی کو اپنے
اندر ہی اندر دباتے مجھے کچھ بھی نہ بتاتی۔۔

بر وقت تمہارے موبائل پر جب میسج آیا تو وہ میسج مجھے بھی موصول ہوا
تھا۔۔۔

اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے کیا باتیں کر رہی ہو کیونکہ وہ سارے میسجز
مجھے بھی ریسیو ہو رہے تھے۔۔

اگر میں تمہاری حفاظت کا سوچ کر بائے چانس یہ سب کچھ نہ بھی کرتا تو اب
تک تم اس گھٹیا مرد کے بلیک میل کرنے پر شاید۔۔

اپنے ضبط کو ازماتے ہوئے سرخ آنکھوں سے ملیار نے نہایت ہی دھیمی لہجے
میں عنایہ سے بات کی تھی۔۔ جو کچھ بھی تھا غصے کی حالت میں بھی وہ اس
کے حالت کو اگنور نہیں کر سکتا تھا۔۔

تو تو کیا وہ اسی لیے میسج اب نہیں کرتا کہ اپ اپ نے اسے مارا۔۔ اگے کا جملہ
دانستہ طور پر عنایہ نے ادھورا اچھوڑا۔۔

ہاں جس دن اس نے تمہیں میسج کیا اس سے تھوڑے ٹائم بعد ہی میں نے
اسے قید کر لیا تھا۔۔

لیکن تمہارا اس بات سے کیا واسطہ تم رہو اپنے خول میں۔۔ اندر ہی اندر
جو بات تمہیں پریشان کرتی ہے۔۔ وہ اپنے اندر ہی رکھو مجھ سے کچھ بھی
شیئر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کیونکہ تمہیں مجھ پر بھروسہ ہی نہیں
ہے۔۔ ملیار کی آنکھوں میں اس بار ضبط کرنے کے باوجود بھی نمی واضح
ہوئی۔۔

ملیار ایسی بات نہیں ہے پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں میں بس
ڈر گئی تھی انے والے حالات کو سوچ کر۔۔
عنایہ نے اسے بونگی سی دلیل دی۔۔

عنایہ تم بھی جانتی ہو کہ میں تمہارے لالا جیسے نہیں ہوں۔۔

کہ جھوٹی تصویروں کے بنا پر اس کی بہن کو بھری محفل میں بدنام کر
دوں۔۔

میں ملیار خانزادہ ہوں۔۔ اپنی بیوی پر بھروسہ کرنا جانتا ہوں۔۔

اور بیوی کی کیا عزت ہوتی ہے وہ بھی بخوبی مجھے پتہ ہے۔۔۔

تمہارے لالا کی طرح نہیں کہ بھری محفل میں ہی اس نے میری بہن کو
بدنام کر دیا تھا۔۔

میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں یہی ڈرتا کہ تمہارے لالانے میری بہن
کو بھری محفل میں بدنام کیا تو کہیں اپنی بہن کا بدلہ لینے کے چکر میں
تمہیں ہی بدنام نہ کر دوں۔۔۔

لیکن تم شاید بھول گئی تھی کہ تم صرف آرش خانزادہ کی بہن ہی نہیں ملیار
خانزادہ کی بیوی بھی ہو۔۔

آرش تو اس بات کو سمجھ نہیں پایا کہ وہ صرف اور زلہ کی ہی نہیں خود کی
عزت بھی برباد کر رہا تھا۔۔

لیکن میں اس بات کو بخوبی سمجھتا ہوں کہ اگر میں تم پر انگلی اٹھاؤں گا تو تمہارے ساتھ ساتھ میری عزت بھی خراب ہوگی۔۔۔

کیونکہ مجھے صرف تمہارے بھائی کے بارے میں نہیں اپنی عزت کے بارے میں بھی سوچنا ہے۔۔۔

اور سب سے بڑی بات کہ تم ملیار خانزادہ کا عشق ہو۔۔۔

اتنی آسانی سے کوئی بھی اگر تمہارے بارے میں کچھ بھی بول کر میرے دل میں تمہارے لیے عشق کو کم کر سکتا ہے اور نہ ہی تمہاری عزت کو۔۔۔
کانوں کا اتنا کچا نہیں ہوں کہ ہر اے دوسرے شخص کی باتوں پر یقین کرتے
تمہارے لالا کی طرح میری بہن کو موت کے منہ میں پہنچا دوں۔۔۔
ملیار نے دھیمے لہجے میں ساری بات نہایت ہی مشکل سے عنایہ کے سامنے
رکھی تھی۔۔۔

واقعی میں یہ تکلیف ہی بہت ہی ناقابل برداشت تھی کہ عنایہ اس کو اس
کے لالا جیسا سمجھ رہی تھی۔۔۔

اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ چاہ کر بھی اپنا غصہ اس پر نکالنا نہیں چاہ رہا تھا اور نہ ہی وہ اس سے کوئی ایسی بات کرنا چاہ رہا تھا کہ جس پر وہ ہرٹ ہو جائے۔۔

کافی دیر چپ رہنے کے بعد ملیار نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھا کر عنایہ کی طرف دیکھا تو وہ اس کے سامنے مجرموں کی طرح سر جھکائیں انسو بہانے میں مصروف تھے۔۔

عنایہ یہی تمہاری یہی بات مجھے اچھی نہیں لگتی تمہارا حق ہے مجھ سے لڑنے کا اس طرح سے تم مجرموں کی طرح سر جھکا کر رونے سے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔۔

کیوں تم مجھ پر بھروسہ نہیں کرتی۔۔ کیوں تم مجھے اور مردوں جیسے سمجھتی ہو۔۔

کیوں تم ملیار خانزادہ کو اپنے بھائی آرش خانزادہ جیسا سمجھتی ہو۔۔

کیوں تمہارے دل میں میرے لیے ڈر پیدا ہو جاتا ہے۔۔ بتاؤ مجھے بھروسہ
کرو مجھ پر میں کبھی بھی زندگی کسی بھی موڑ پر تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ کیا
کوئی اپنی سانسوں کے بغیر بھی جی پاتا ہے کیا؟؟؟

ملیاری تو اس کے انسو بہانے پر تڑپ ہی اٹھا تھا مقابل چاہے شتمگر جیسا بھی ہو
لیکن وہ اس کے عشق کے عہدے پر فائز تھا۔۔ اور اپنے عشق کی
انکھوں میں انسو دیکھنا خود کو انگاروں پر لوٹنے کے مترادف تھا۔

ائی ایم ائی ایم ریلی سوری ملیار لیکن لیکن میں کیا کروں۔۔ عنایہ کو سخت
شرمندگی نے آہہ گیرا تھا وہ شخص تو اس سے زیادہ اس کے بارے میں جانتا
تھا تو وہ کس بنا پر اپنے دل میں یہ بات لیے ہوئی تھی کہ وہ شخص اسے اپنے
بدلے کے طور پر استعمال کرے گا۔

پلیز عنایہ میری جان رونا تو بند کر ونا یہاں او میرے پاس یہاں پر بیٹھو۔

ملیاری نے جلدی سے اس کے انسو صاف کیا ساتھ ہی اسے اپنے حصار میں
لے کر دھیرے دھیرے چلتا اسے لے کر صوفے پر بیٹھا۔

غلطی میری ہی ہے مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔ میں اسندہ اپ پر بھروسہ
کروں گی۔۔

یہ میری ہی غلطی ہے کہ میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ اپ جیسا مجھ پر جان
لوٹانے والا انسان مجھ سے اپنی بہن کے کیے کا بدلہ لے گا۔۔
مجھے معاف کر دے اسندہ ایسی کوئی بھی بات ہمارے بیچ نہیں ہوگی۔۔
اور میں اپ سے پرومس کرتی ہوں کہ وہ مجھے اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو میں
سب سے پہلے اپ کو ہی بتاؤں گی۔۔

رونا بند کرو میری جان تم پر تم ملیار خانزادہ کا خون بھی معاف ہے۔۔
عنایہ کے آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ملیار خانزادہ تو بری طرح سے تڑپ رہا تھا
وہ عنایہ کی آنکھوں میں آنسو کیسے دیکھ سکتا تھا۔۔

اپ نے اپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔۔ عنایہ نے اپنے چہرے پر ڈھیروں
معصومیت لیے امید بھری نظروں سے ملیار کی طرف دیکھا۔۔

میری جان جب میں آپ سے ناراض ہی نہیں ہوں تو معافی کا تو سوال بھی پیدا نہیں ہوتا نہ۔۔۔

اسی لیے اب رونا بند کرو۔۔

ملیار نے اس کے پھولے ہوئے گلابی گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے کہا
ساتھ ہی ساتھ انگلیوں کے پوروں سے اس کے انسو بھی صاف کیے
تھے۔۔

ملیار آپ بہت اچھے ہیں ایک میں ہی اچھی نہیں ہوں۔۔

ملیار کی بات سن کر عنایہ بے ساختہ اس کے سینے سے لگتی ہے یہ جملہ بول
گئی۔۔

تمہیں کوئی حق بھی نہیں ہے میری عنایہ کے بارے میں یہ بولنے کا اس
لیے دوبارہ سے تمہارے منہ سے میں یہ الفاظ نہ سنو سمجھا رہی ہے نامیری
بات۔۔

ملیار نے زور سے اپنے سینے میں نیچے ہوئے اسے تنبیہ کرتی آواز میں کہا۔۔

او کے اب وہ بالکل بھی اپنی جان کے بارے میں کوئی میں غلط الفاظ
برداشت نہیں کرے گا۔ اور اس کی پوزیسیو نیس کو دیکھ کر عنایہ کے
چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

میری جان ہو تم ایسے ہی مسکرایا کرو جب تم مسکراتی ہو تو مجھے ایسا لگتا ہے
کہ جیسے میری زندگی میں خوشیاں اگئی ہیں۔ اور تم روتی ہو تو مجھے ایسا لگتا
ہے کہ میری ساری زندگی ہی خراب ہے۔ مختصر یہ سمجھ لو کہ تمہارے
رونے اور ہنسنے سے ملیار خانزادہ کی ساری زندگی جڑی ہے۔

ملیار نے پیار بھرے الفاظوں سے اپنے دل کی حالت کے بارے میں اسے
آگاہ کیا تو بے ساختہ ہی عنایہ جکھتی اس کے گال پر اپنا لب رکھ گئی۔

اور اس کے بعد شرما کر اسی کے سینے میں اپنا چہرہ بھی چھپالیا تھا۔

پہلے پہل تو ملیار کا کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا لیکن اپنے گال پر عنایہ کا لمس
محسوس کرتے وہ مسکرایا اور شرما کر اسے اپنے سینے میں چپتے دیکھ اسے زور
سے اپنے سینے میں چھپالیا۔

میرا کیوٹ اور معصوم سا بچہ۔۔ ملیار نے اس کے بالوں پر لب رکھتے ہوئے کہا۔۔

چلیں اب مجھے بھوک لگی ہے نیچے چل کر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد ہم ڈھیر ساری باتیں کریں گے اپ پھر رات کو اپنے ہاسپٹل بھی تو جانا ہے نا۔۔

عنا یہ نے جلدی سے اسے اپنا اگے کا پلان بتایا اور ناک چڑا کر اسے ہاسپٹل بھی تو جانے کا بتایا۔۔

ملیار جانتا تھا کہ اسے اس کا ہاسپٹل جانا برا نہیں لگتا لیکن وہ رات میں اس کو بہت مس کرتی ہے اسی وجہ سے تو اس کا ایساری ایکشن آیا ہے۔۔

لیکن وہ اپنی جان کے کیوٹ اور معصوم سی حرکتیں دیکھ کر مسکرا اٹھاتا تنے ٹینشن میں بھی اس کی چھوٹی سی جان اسے ریلیکس کرنا جانتی تھی۔۔

بے شک ملیار اگر اس بات کو اپنے انا کا مسئلہ بناتا تو شاید ان دونوں کی زندگی ہی برباد ہو سکتی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے آنے والے بچے پر بھی کافی اثر پڑ سکتا تھا۔

لیکن ایک سمجھدار مرد کا ثبوت دیتے ملیار نے یہیں پر دیا تھا کہ عنایہ کو معاف کر دیا تھا اور اسی لیے وہ پر سکون بھی تھا اور خوش بھی تھا اپنی زندگی میں۔۔

اگر اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے آرش خانزادہ بھی ایک بار ٹھنڈے دماغ سے اس ٹائم سوچ لیتا تو شاید اس وقت وہ بھی اور زلہ کے ساتھ اپنی زندگی خوشیوں میں گزارتا تھا۔

میرا مقصد صرف آپ لوگوں کو یہ بات سمجھانا ہے کہ انسان پر حالت جیسے بھی آتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ اس کی اپنی غلطیوں کی بنا پر ہی ہوتے ہیں۔۔

ملیاری نے جس طرح سے اپنی سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے بات کو سنبھال کر یہیں پر ختم کیا۔۔ تو وہ خوش بھی تھا۔۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا تو یہی حکم ہے نا کہ "عمورتوں کے معاملے میں نرمی برتو"۔۔

لیکن آرش نے اپنا غصہ نہیں سنبھالا اور غصہ حرام ہے اسی وجہ سے تو انج وہ خود ہی اتنی اذیت میں تھا۔۔ لیکن خیر اللہ تعالیٰ بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

کیسی طبیعت ہے تمہاری ٹھیک ہونا کہیں درد تو نہیں ہو رہا تو میں فیری۔۔
زرم مہزلہ کے پاس بیٹھا فکر مند لہجے میں اس سے سوال کر رہا تھا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں ابھی۔۔ بس کبھی کبھی تھوڑا پیٹ میں درد ہوتا ہے۔۔ مہزلہ نے آنکھوں میں نمی لیے زرم سے کہا نہ جانے کتنے دن بعد وہ اپنے ہی کا یہ چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

اسے حسرت سے اپنی طرف دیکھتا پا کر زرم جھکا اور اس کے ماتھے پر آنکھوں پر گالوں پر اور ناک پر اپنے بوسوں کی بو چھاڑ کر دی تھی۔۔ میری جان میں تمہارا ہی ہوں ایک بار ٹھیک ہو جاؤ پھر میں تمہیں کہیں بھی جانے نہیں دوں گا۔۔

زرم نے اس بار اس کا انجکشن والا ہاتھ اٹھایا اور اس پر اپنے لب رکھے۔۔ آپی آپی کہاں ہیں اور اور آرش لالا کیسے ہیں۔۔

تمہاری آپی گھر پر ہے وہ اتنی ہوگی انفارم کر دیا ہے اور آرش کو ابھی تک ہوش نہیں آیا ڈاکٹر پر امید ہے کہ اجائے گا اسے ہوش۔۔

ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔۔

کہیں کوئی خطرے والی بات تو نہیں ہے ناہی اپ مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں
رہے۔۔

میں اپنی چھوٹی سی جان سے بھلا کیوں کوئی بات چھپاؤں گا۔۔ سب کچھ
ٹھیک ہے تم بس آرام کرو۔۔

بڑی اپ مجھے بھول گئی تھی نا۔۔ ذرم مزید ابھی کچھ کہتا کہ دروازہ کھول کر
روحان کمرے کے اندر آیا۔۔

میں اپنی بڑی کو کیسے بھول سکتی ہوں یہاں او میرے پاس۔۔ اس کی آواز
سن کر مہزلہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور ساتھ ہی ہاتھ سے اسے اپنی
طرف آنے کا اشارہ بھی کیا۔۔

ارام سے روحان۔۔ روحان کو مہزلہ کی طرف بھاگتا دیکھ کر زرم اٹھ کر اس
کے پاس آتے اسے گود میں اٹھاتے نہایت ہی احتیاط سے مہزلہ کے پاس بیڈ
پر بٹایا تھا۔۔

بڑی کیا آپ کو زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔ روحان نے اپنے چہرے پر ڈھیروں افسوس سجاتے کہا۔۔

نہیں بڑی کی جان میں بالکل ٹھیک ہوں یہ تو بس آپ کے بابا ہیں جو میری فکر کر رہے ہیں باقی تو میں بالکل فٹ ہوں۔۔ مہزلہ کے زردیاں گلے چہرے پر روحان کی وجہ سے مسکراہٹ اتا دیکھ زرم بھی مسکرا اٹھا تھا۔۔ واقعی میں ہی ان دونوں کا رشتہ سب سے الگ تھا دونوں ہی ایک دوسرے کو ہر غم میں ہر دکھ درد میں مسکرا نے کا ہنر اپنے پاس رکھتے تھے۔۔ اچھا پھر آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر ہم گھر جائیں گے میں ویسے ہاسپٹل میں بہت بور ہو گیا ہوں۔۔ روحان نے ناک چڑھاتے کہا ایسا جیسے کہ ہاسپٹل کے بیڈ پر مہزلہ نہیں وہ لیٹا ہوا ہوا اور ڈاکٹر ز نے اسے ہاسپٹل سے باہر جانے کے لیے منع کیا ہوا ہوا بالکل ایسے ری ایکٹ کر رہا تھا۔۔ میری جان تو آپ گھر چلے جائیں نا آپ کو کس نے روک رکھا ہے یہاں پر میری تو مجبوری ہے لیکن آپ تو جاسکتے ہیں نہ حویلی۔۔

مہزلہ نے اسے اپنے قریب کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔
نہ جانے کیوں لیکن زرم کو یہ منظر بالکل بھی اچھا نہیں لگا اسی لیے رخ
موڑتے وہ کمرے سے ہی باہر نکل گیا ایسا نہیں تھا کہ اسے اپنے بیٹے سے
جلن ہو رہی تھی لیکن نہ جانے کیوں مہزلہ کا کسی اور کو چھونا اس سے
برداشت نہیں ہوتا تھا۔

اچھا بڑی لیکن میں آپ کے بغیر حویلی نہیں جانا چاہتا ویسے ہی مجھے مزہ نہیں
آتا کہ آپ کے بغیر حویلی میں اب۔۔

روحان نے ادا اسی بھری لہجے میں کہا جیسے کہ وہ اسے کوئی بہت اچھا پور ٹنٹ
بات بتا رہا ہو۔۔

اچھا چلو میں ٹھیک ہو جاؤں گی تو ہم ساتھ ہی گھر جائیں گے۔۔

مہزلہ نے اسے خوش کرنے کی خاطر کہا اور اگلے ہی پل روحان خوش ہو بھی
گیا تھا۔۔

او کے چلیں ٹھیک ہے بڑی اب اپ ارام کریں میں باہر بابا کے ساتھ ہوں
اپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلانا بابا کو نہیں ٹھیک ہے۔۔

روحان بالکل ایسے ری ایک کر رہا تھا کہ جیسے وہ اس کے بابا سے بڑا ہو اور
اسے اپنی بڑی کی بہت زیادہ فکر ہو۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں سب سے پہلے تمہیں ہی بلاؤں گی۔۔
مہزلہ روحان کی بات سنتی ہنستے ہوئے کہتے اپنی انکھیں موند گئی تھی۔۔
اور روحان بھی اپنی بڑی کے ڈرپ لگے ہوئے ہاتھ پر اپنے لب رکھتا بیڈ
سے نیچے اترتا کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔۔

کیا ہوا اپ بڑی کے پاس سے یہاں پر کیوں آگئے۔۔
اسے باہر اتے دیکھ ذرم نے سوال کیا۔۔

وہ بڑی کہہ رہی تھی کہ ان کو ارام کرنا ہے اسی لیے میں باہر آگیا۔۔
اپنے بابا کے بالکل پاس بیٹھتے ہوئے روحان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔
ذرم نے مزید کچھ بھی کہے بغیر ہاں میں سر ہلایا۔۔

بابا آر ش چاچو کو ہوش کب آئے گا تاکہ اس کے بعد ہم سب گھر چلے جائیں
یہ ہاسپٹل کتنا عجیب ہے نا۔

اپنے بابا کو بالکل چپ بیٹھے دیکھ رو حان سے برداشت نہ ہو اتب ہی بابا کی
طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

بابا کی جان ایسا نہیں کہتے ہاسپٹل ہی تو ہوتا ہے جہاں پر ہم اپنے اپنوں کو لے
کراتے ہیں اور یہی ڈاکٹر ز تو ان کی جان بچا لیتے ہیں اللہ نے ہی ان کے
ہاتھوں میں شفا دی ہے جس کی بنا پر وہ انسان کی جان بچا لیتے ہیں۔
زرم نے اسے اپنے اگے کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں جواب دیا۔

اچھا لیکن ہاسپٹل بہت بورنگ بھی ہے یہاں پر دوائیوں کی کتنی سمیل ہے
نا۔

روحان نے دوبارہ سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

تو آپ کے پاس اپشن ہے آپ گھر جاسکتے ہیں ویسے بھی جب آپ کی بڑی اور چاچو ٹھیک ہو جائیں گے تو ہم سب گھر واپس آجائیں گے۔۔

زرم نے اس کے ناک چھڑانے پر مسکراتے ہوئے اس کی ناک کو چھوتے کہا۔۔

لیکن نہیں بابا میں نے بڑی کے ساتھ ہی یہاں سے واپس جانا ہے اور ساتھ آرش چاچو بھی۔۔

تو پھر چلو ٹھیک ہے پھر بنا کچھ کہیں یہاں پہ چپ چاپ بیٹھے رہو جب رات میں تمہارے برلاس چاچو گھر جائیں گے تو تم انہی کے ساتھ جانا ہے۔۔
زرم نے اسے اپنے پاس دوسرے بیچ پر بیٹھاتے کہا۔۔

ایسے کیسے بابا میں کہہ تو رہا ہوں کہ میں بڑی اور چاچو کے ساتھ ہی واپس گھر جاؤں گا ورنہ نہیں۔۔

روحان نے اس بار ضدی سے لہجے میں کہا۔۔

روحان جتنا میں نے کہا ہے اتنا ہی بات کو سمجھ لیا کرو تمہارا یہاں پر اتنی دیر
رکنا اچھی بات نہیں ہے گھر جاؤ گے آپ۔۔

زرم نے اس بات ذرا سی سختی سے کہا تو روحان کا منہ بن گیا تھا اور اب وہ
چپ چاپ بالکل بیچ پر بیٹھا اپنے باپ سے خفا خفا نظر ا رہا تھا۔۔

زرم نے گہری سانس بھری تھی اس وقت اسے منا نہیں سکتا تھا گھر جانا اس
کا بہتر تھا وہ چھوٹا سا بچہ تھا اتنے دن ہسپتال میں گزارنا اس کی صحت کے
لیے اچھا نہیں ہونا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡} !

زلے کہاں پر ہو تم برلاس نے مجھے بتایا کہ تم ضروری میٹنگ کی وجہ سے
اسلام آباد چلی گئی ہو سب خیریت ہے نا۔۔

ملیار نے اسے فون کرتے ہوئے کہا۔۔

ہاں لا لا سب خیریت ہے بس ابھی میٹنگ ختم ہوئی ہے تھوڑی دیر میں میں
بس دوبارہ سے نکلنے والی ہوں میں ڈائریکٹ ہاسپٹل ہی اجاؤں گی۔۔

اور زلہ نے تھکے تھکے ہوئے انداز میں کہا واقعی میں اس کا انگ انگ درد کر رہا تھا۔

تکھن کا اندازہ تمہاری آواز سے صاف لگایا جاسکتا ہے تھوڑی دیر آرام کر لو اس کے بعد ہی نکلنا یا پھر ایسا کرو کہ ڈرائیور کو اپنے پاس بلا لو ڈرائیور کے ساتھ آجانا خود ڈرائیونہ کرو۔

ملیار کو اس کی فکر ہوئی اسی لیے کہا۔

نہیں لالا میں ٹھیک ہوں اور میں خود آ جاؤں گی آپ ڈرائیور کو نہ بھیجیں۔
ٹھیک ہے جیسے تمہیں بہتر لگے لیکن اپنا خیال بھی رکھنا ہے۔۔ ملیار نے مزید اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی۔

جی جی لالا ضرور بس پانچ سے دس منٹ آرام کروں گی اور اس کے بعد میں نکل آؤں گی آپ سے ملاقات ہاسپٹل میں ہی ہوگی انشاء اللہ۔

اور زلہ نے تفصیلی جواب دیا۔ ساتھ ہی اللہ حافظ کہتے ہیں فون بند کر دیا تھا۔

اور اس کا سر درد سے پٹ رہا تھا اس سر کے درد نے تو اس کی جان و بال کر رکھی ہے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

بصیر کیا تم رات میں دوبارہ سے ہاسپٹل جاؤ گے۔۔

زریش نے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھے ہاتھوں پر روشن لگاتے کہا۔۔

شاید ہو سکتا ہے کہ چلا جاؤں۔۔ لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے بے دہانی میں جواب دیا گیا۔۔

بصیر کیا تمہیں ذرا بھی میرا احساس ہے۔۔

زریش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

کیوں میں نے کیا کر دیا ہے۔۔ بصیر نے بھی حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے

کہا البتہ نظرا بھی بھی لیپ ٹاپ پر ہی جمائی ہوئی تھی۔۔

کچھ بھی نہیں بس تم بڑی رہو میرا تو تمہاری زندگی میں کوئی کام ہی نہیں ہے۔۔۔ دن بھر گھر میں سوتے رہو ذرا سا اٹھو تو کام کرو رات میں ہاسپٹل چلے جاؤ میری تو تمہاری زندگی میں شاید کوئی جگہ ہی باقی نہیں رہی ہے۔۔۔ زریش واقع ہی چھڑ گئی تھی نہ جانے کافی دنوں سے اس کا یہی روٹین تھا جب بھی وہ ہاسپٹل سے اتا تو تکا ہاراسو جاتا زریش اس کی تکھن کے احساس سے اسے کوئی بھی بات نہ کر پاتی اٹھتے ساتھ ہی کھانا کھاتے وہ اپنے کام میں مصروف ہو جاتا۔ اس کے بعد دوبارہ سے رات ہوتی اور وہ اس سے بنا بات کیے ہاسپٹل چلا جاتا۔۔

ایسے میں وہ کافی چھڑ چھڑی سی ہو گئی تھی بصیر اس پر ذرا سا بھی دھیان نہیں دے پارہا تھا۔۔

اسے ہاسپٹل جانے پر کوئی بھی مسئلہ نہیں تھا بصیر کے لیکن کم از کم وہ اس پر دھیان تو دے سکتا تھا نا گھر میں افس کا کام کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا پڑتی تھی اس کو۔۔

کیا ہو گیا ہے تم ناراض ہو گئی ہو کیا مجھ سے۔۔ بصیر نے فائنلی لیپ ٹاپ کو بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دے ہی دیا تھا۔۔
نہیں اپ کام کریں میرا آپ سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں بنتا میرے خیال سے۔۔

زربیش کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ یہاں او میرے پاس۔۔ بصیر نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔
نہیں نہیں آپ آرام کر رہے ہیں ویسے ہی تھوڑی دیر بعد آپ نے دوبارہ سے ملیار کے ساتھ دوبارہ سے ہاسپٹل جانا ہو گا نا تو اسی لیے آپ آرام ہی کر لیں۔۔

زربیش نے تلخ بھرے لہجے میں بصیر کو جواب دیا۔۔
تمہیں میرا ہاسپٹل جانا برا لگ رہا ہے وہاں میرا بھائی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہے اور تم چاہتی ہو کہ میں ہاسپٹل نہ جاؤں۔۔

اس کی تلخ لہجے میں کہی ہوئی بات کو بصیر نے غلط ہی مطلب دے دیا تھا اور کافی روڈ لہجے میں زریش کو جواب دیا۔

میں نے اپ کے ہاتھ پیر باندھے تو نہیں ہے کہ اپ یہیں پر میرے پاس ہی بیٹھے رہیں جائیں ہاسپٹل جائے میں آپ کو منع کر رہی ہوں۔

اس کی نات سنتے زریش کو ایک پل کے لیے برا تو لگا لیکن اگلے ہی پل دوبارہ سے اپنے خول میں خود کو سمیٹتی وہ اسے دھیمے لہجے میں جواب دے گئی۔

ہاں تو کیا چاہتی ہو کہ گھرا کر میں تمہارے نخرے اٹھاتا پھر ہاسپٹل جاؤں

افس کا کام کروں گھرا کر تھوڑی دیر کے لیے سو جاؤں اس کے بعد۔

میرے خیال سے میں نے اپ سے ایسی کوئی بھی فرمائش نہیں کی ہے کہ

اپ میرے نخرے اٹھائیں۔

بصیر کی باتیں زریش کو تکلیف دے رہی تھی اسی لیے اس کی بات مکمل

ہونے سے پہلے ہی اس نے جواب دینا ضروری سمجھا۔

ساتھ ہی اٹھ کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی تھی۔

وہ ایک مضبوط لڑکی تھی اور کسی کے سامنے وہ انسو بالکل بھی نہیں بہانا چاہتی تھی چاہے وہ پھر اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو۔۔

بصیر کے نخرے والی بات پر زریش کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ انسو پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے گالوں پر بہہ گئے تھے۔۔

وہ کیوں ایسا خود کو سمجھ گئی تھی کہ وہ بصیر کے لیے بہت زیادہ امپورٹنٹ ہے۔۔ حالات کبھی بھی ایک جیسے نہیں ہوتے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔ گہری سانس بھرتے ہوئے ڈریسنگ روم میں ہی ایک کونے میں بیٹھتی دونوں ٹانگوں کو اپنے سینے سے جوڑے سر رکھے وہ بے آواز روم میں مصروف تھی۔۔

زریش کے ڈریسنگ روم میں جانے کے بعد بصیر کو اندازہ ہوا کہ وہ کافی سخت الفاظ بول گیا تھا۔۔

زریش کو اس کو سمجھنا چاہیے تھا ادھر اس کا بھائی ٹھیک حالت میں نہیں تھا گھرا کر وہ تھوڑی دیر کے لیے سوتا اور پھر اس کے بعد افس کا کام بھی تھا وہ

ایک سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ ایسے میں اس کا اپنے مشن پر بھی کام کرنا جاری رکھنا تھا۔ اگر اس ٹائم میں وہ اسے ذرا سا ٹائم نہیں دے پاتا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ اس سے اتنا روڈ لہجے میں بات کرے گی۔ لیکن خیر جو بھی ہو غلطی میری ہی ہے مجھے اس سے اتنی روڈ لہجے میں بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔

بصیر نے گہری سانس بھرتے اپنی غلطی کو تسلیم کیا تھا۔

سوفے سے اٹھتا وہ ڈریسنگ روم کی جانب چلا گیا۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا تھا۔

زریش یار میری جان اتنی ریلی سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا۔

ڈریسنگ روم کا دروازہ جیسے ہی کھلا اس نے دائیں بائیں اپنی نظریں دوڑائی زریش نظر نہیں آئی لیکن ایک کھونے پر اس کی نظریں جم گئی۔

سیکنڈ سے پہلے بھی بھاگتے ہوئے وہ اس کے قریب گیا اور اسے کھینچ کر اپنی سینے میں بیچ لیا تھا اس کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھتے ہوئے اس نے زریش کو

زور سے اپنے گلے لگایا ہوا تھا اس کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے اسے۔۔

زرباش یار پلیر رونا بند کرو میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم اس طرح سے ہرٹ ہو جاؤ گی ایم ریلی سوری۔۔

اس کی ہچکیاں کھاتے وجود کو دیکھ کر بصیر کو دل سے اس کے لیے تکلیف ہوئی تھی۔۔ اس کا ارادہ اتنا ہرٹ کرنے کا تو نہیں تھا لیکن اس کے الفاظ ہی کافی تھے زرباش کو تکلیف پہنچانے کے لیے۔۔

پلیر یار رونا تو بند کرو نا۔۔ اسے رونا بند نہ ہوتے دیکھ کر بصیر نے اس بار اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے دونوں ہاتھوں میں بھرتے اپنے انگوٹھے سے اس کے آنسو صاف کرتے کہا۔۔

پل میں ہی اس نے اپنی آنکھوں کا ستیاناس کر دیا تھا ذرا سے رونے پر اس کی آنکھیں بری طرح سے سرخ ہو گئی تھی ساتھ ہی اس کی ناک حد درجہ لال تھی۔۔

یار تم لڑکیاں اچھی ہو ایک انسو بہاتی نہیں ہو اور چہرے سے ایسا لگتا ہے کہ
جیسے پورا دن روتی رہی ہو۔۔ اس حالت میں بھی اس کے چہرے کو دیکھتے
ہوئے نہ جانے کیوں بصیر کو شدت سے اس پر پیارا یا تھا اور جھکتے اس کے
گال پر لب رکھتے اسے دوبارہ شدت سے خود میں بیچ لیا تھا وہ تو اپنی زریش
کو ہرٹ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اس ایسا ہو گیا
تھا۔۔

دور ہو جائیں مجھ سے اب بھی میرے پاس میرے قریب آنے کی اپ کو
بالکل بھی ضرورت نہیں ہے جائیں یہاں سے۔۔ زریش نے ہچکیاں لیتے
سمیت ہی بصیر کو خود سے دور کرنا چاہا۔۔

لیکن اتنے آسانی سے ایسا کہاں ممکن تھا۔۔ بصیر اس کو اپنی سخت گرفت
میں لیے ہوئے تھا۔۔

پلیز چھوڑیں مجھے اپ کو اب دوبارہ سے ہاسپٹل جانا ہے تو اپ کو آرام کر لینا چاہیے۔۔ زریش نے اس کی کہی ہوئی بات اسے ہی واپس لوٹائی تو بصیر کو برا لگا تھا۔۔

اچھا یار ایم ریلی سوری غلطی میری ہی ہے مجھے تمہیں پر اپرلی ٹائم دینا چاہیے تھا میری ہی غلطی ہے کہ میں تمہیں ٹائم نہیں دے پایا اب تو معاف کر لو نا اپنے معصوم سے شوہر کو۔۔

بصیر نے اپنے غصے اپنی انا کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے زریش کو خود سے بالکل بھی الگ نہ ہونے دیا تھا ساتھ ہی وہ بار بار اس سے معافی بھی مانگ رہا تھا۔۔ مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی جاؤ یہاں سے۔۔

اچھا میری جان مجھے معاف تو کر دو نا۔۔

میں اپ کو بالکل بھی معاف نہیں کروں گی اپ نے کس طرح سے کہا کہ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہارے نخرے اٹھاؤں گا"۔۔

زریش نے بھاری آواز میں اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا تو بے ساختہ ہی
بصیر نے اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا ورنہ کوئی بعید نہ تھی اگر وہ اس کے
سامنے ہنساتو زریش اس کا کچھ مرنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کرتی۔۔
یار غصے میں تھا منہ سے نکل گیا اب جانے دونا معاف کر دونا اپنے معصوم
سے شوہر کو۔۔ اس بار اپنی دال نہ گلتے دیکھ بصیر نے اپنے چہرے پر
ڈھیروں معصومیت سجاتے ہوئے کہا۔۔

اب آپ اتنے بھی معصوم نہیں ہیں اس وقت آپ مجھے زہر لگ رہے ہیں
جائیں یہاں سے اور چھوڑے بھی مجھے۔۔ اتنی زور سے پکڑا ہے آپ نے
میری کمر میں درد ہو گیا ہے۔۔ زریش نے اس کے ہاتھوں کو اپنی کمر پر سے
ہٹانے کے لیے جدوجہد کرتے کہا۔۔

تو اگلے ہی پل جلدی سے بصیر نے اپنے حصار کو تھوڑا ڈھیلا کیا تھا البتہ اسے
چھوڑا بھی بھی نہیں تھا۔۔

اچھا میری جان میں سچ میں معافی مانگ رہا ہوں مجھے معاف کر دیں جانتا ہوں کہ میں روڈ ہو گیا تھا انی ایم ریلی سوری۔۔

بصیر نے اس بار اس کے کمر پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس کے سارے بالوں کو کمر پر بکھرتے ساتھ ہی ساتھ اس کے پورے چہرے کو اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔۔

کوئی بات نہیں لیکن اپ کو اتنی روڈ لہجے میں مجھ سے بات نہیں کرنی چاہیے تھی مجھے واقعی میں بہت ہی برا لگا۔۔

اس کی کنڈیشن کو سمجھتے ہوئے زریش نے بھی اس کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا جانتی تھی کہ اس کا بھائی ہاسپٹل میں ہے۔۔ کام کا بھی پریش ہے تو ایسے میں وہ ذرا ساروڈ ہو گیا تھا اور زریش نے بھی اس بات کو رفع دفع کرتے ہوئے اپنے شوہر کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو تمام لیا تھا۔۔

میں اسندہ سے ایسا بالکل بھی نہیں کروں گا چاہے مجھ پر کام کا جتنا بھی پریش ہو چاہے میں ہاسپٹل جاؤں یا نہ جاؤں لیکن تمہیں تمہارا وقت پورا پورا

دوں گا اور ساتھ میں بالکل بھی روڈ لہجے میں بات نہیں کروں گا اپنی جان سے۔۔

بصیر نے بھی اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس کے ماتھے پر دوبارہ سے پیار کرتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے اگر اگلی بار آپ نے ایسا کچھ بھی کیا تو میں آپ سے پکی والی ناراض ہو جاؤں گی ابھی تو تھوڑی تھوڑی تھی نا میں ناراض۔۔ زریش نے اس بار معصومیت سے کہا تو بصیر کو اپنی جان پر ڈھیروں پیار آیا تھا۔۔

چاہے زریش کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن اپنے من پسند شوہر اور پیار کرنے والے شخص کے ساتھ انسان ہمیشہ ہی بچہ بن جاتا ہے۔۔ اور اس وقت زریش کی مثال بھی بالکل ایسی ہی تھی وہ چاہے جتنی بھی مضبوط صحیح لیکن بصیر کے سامنے وہ ہمیشہ بچی بن جاتی تھی۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہی وہ مخلص شخص ہے یہی وہ مرد ہے جو اس کے نخرے بھی اٹھائے گا اور اسے پیار بھی کرے گا۔۔

ٹھیک ہے میری جان اگلی بار پکا والا ناراض ہو جانا لیکن ابھی تو اٹھو مجھے بہت
بھوک لگ رہی ہے۔۔

بصیر نے کافی دیر بعد اسے اپنے سینے سے لگے رہنے دیا آخر کار اس کی بھوک
نے اسے مزید ستایا تو جلدی سے زریش سے کہا۔۔

اچھا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ ابھی تک مورے لوگوں نے کھانا بنایا ہو گا۔
زریش نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا
جانتی جو تھی جو اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔

کوئی بات نہیں ہم نیچے چل کر ایک بار پوچھ لیتے ہیں کیا پتہ بنایا ہوا ہو اور اگر
نہ بھی بنایا ہوا ہو تو کچھ نہ کچھ تو رکھا ہو گا نامورے کچھ نہ کچھ دے ہی دے
گی مجھے چلو۔۔

اس کی شرارت کو سمجھتے ہوئے بصیر نے اس کے ناک پر اپنی ناک کو رُب
کرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا ساتھ ہی اسے اٹھاتے وہ خود بھی اٹھتا

اور کمرے میں اتے زریش کو اچھی طرح سے دوپٹہ اوڑاتے ہاتھوں میں ہاتھ لیے وہ دونوں ہی کمرے سے باہر نکل آئے تھے۔۔

مورے کھانا تیار ہے نا مجھے بہت ہی زیادہ بھوک لگ رہی ہے۔۔ کچن میں داخل ہونے سے پہلے ہی لاؤنج میں ہی بصیر نے زور زور سے چیخ کر پورے گھر کو سر پر اٹھا لیا تھا آخر کار اس نواب زادے کو بھوک جو لگ رہی تھی۔۔
توبہ ہے یہ لڑکا کتنا چیتا ہے ڈرا ہی دیا مجھے۔۔ نائلہ بیگم نے گھورتے ہوئے جواب دیا۔۔

اجاؤ کھانا تیار ہے تم یہی کچن میں ہی اکر کھا لو کیونکہ ٹیبل پر لگانے میں تو کافی ٹائم لگے گا اور تمہاری چیخ و پکار میں مزید نہیں سن سکتی۔۔
نائیلہ بیگم نے اسے ذرا سا ڈانٹتے اور پیار سے اتے کہا اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اسے وہی کچن میں ہی ٹیبل پر بٹھاتے اسے کھانا نکال کر دیا تو بصیر بھی کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

نائلہ بیگم اور زرش دونوں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا جواب
ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹا بنا ان کی طرف دیکھے بغیر کھانا کھاتا رہا۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

— — —

میری جان کیا تم جاگ رہی ہو۔۔ ہاسپٹل کے کمرے کے اندر داخل ہوتے
اور زلہ نے مہزلہ سے کہا۔۔ جوا نکھیں موندے بیڈ پر لیٹی تھی۔۔
اپنی بہن کی آواز سن کر مہزلہ نے پٹ سے اپنی انکھیں کھولی تھی اس نے دو
محض آرام کے لیے اپنی انکھیں بند کی تھی سوئی ہوئی تھوڑی نہ تھی وہ۔۔
آپی آپ اپنی گئی مجھ سے ملنے۔۔ آہہہ۔۔۔۔ اور زلہ کو دیکھ کر ایکسائٹمنٹ
سے بنا اپنے زخم کی پیرواہ کیے مہزلہ نے جیسے ہی اٹھنے کی کوشش کی تو بے
ساختہ ہی اس کے پیٹ پر کچاؤں سا محسوس ہوا جس کی وجہ سے درد کی لہر

اس کے پورے جسم میں سرایت کر گئی تھی اور بے ساختہ ہی پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ کرا اٹھی۔۔

کیا کر رہی ہو منزلہ پلینز لیٹ جاؤنا اپنے صحت کا دھیان تو رو کو کم از کم اتو گئی ہونا میں تمہارے پاس۔۔ تقریباً بوکھلاتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے اسے دوبارہ سے بیڈ پر آرام دہ انداز میں لٹا چکی تھی۔۔

اوہو آپنی میرا چھوڑے اب اپنا بتائیں کیسی ہے آپ میں نے کتنا انتظار کیا اب ائی کیوں نہیں مجھ سے ملنے اور آپ اب ارہی ہے۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں پلینز ڈاکٹر سے بولے کہ مجھے چھٹی دے دے میں نے گھر جانا ہے یہاں رہ رہ کر اور لیٹے لیٹے میں بہت ہی بور ہو گئی ہوں۔۔ منزلہ نے بچوں کی ماننا چہرہ بناتے ہوئے لب کو لاڈ سے مرو تے ہوئے اور زلہ سے کہا۔۔

تو اور زلہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔

میں بیمار ہوں نا اور بیمار لوگوں کو گھور کر نہیں دیکھتے۔۔ نہایت ہی معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔

بیمار ہونا تو اس لیے ہاسپٹل میں ہی لیتی رہو کوئی ضرورت نہیں ہے گھر جانے کی۔۔ اور زلہ نے بھی دو بد جواب دیا۔۔

لیکن آپی پلینز میں یہاں سے زیادہ گھر میں کمفرٹیبیل ہو گئی ٹھیک ہو سکتی ہوں یہاں پر مجھے بہت ہی عجیب عجیب سالگ رہا ہے۔۔ مہزلہ نے اس بار واقع میں ہی آنکھوں میں آنسو لیے اور زلہ سے کہا۔۔

ٹھیک ہے جب آرش کو بھی ہوش اجائے گا تو ساتھ ہی چلیں گے ابھی بحث کرنا بند کرو اور مجھے بتاؤ کہ کیسی ہو تم۔۔ اور زلہ نے گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔۔

ٹھیک ہوں میں آپی۔۔ کہتے ہی مہزلہ نے رخ موڑ لیا تھا اور زلہ کی طرف سے۔۔

میری گڑیا ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔ میں ہوں نا تمہارے پاس انشاء اللہ جیسے ہی آرش کو ہوش آئے گا تو ہم ہاسپٹل سے گھر چلے جائیں گے پکا۔۔ پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔۔

او کے ٹھیک ہے۔۔ اپنی بہن کے چہرے پر تکتی دیکھتے ہوئے مہزلہ نے بھی ناراضگی کو پیچھے چھوڑتے ٹھیک لہجے میں جواب دیا۔۔

اچھا مجھے بتاؤ بھوک تو نہیں لگ رہی تو میں کچھ لاکر دوں۔۔ اور زلہ نے اس کے چہرے پر معصومیت کو دیکھتے ہوئے کہا اس کا دل اپنی بہن کے لیے مچل اٹھا تھا ایک واحد وہی تو اس کے پاس اس دنیا میں تھی اپنے مورے کی آخری نشانی اور اپنے مورے سے اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی چوٹی بہن کا خیال ہمیشہ ہی خود سے پہلے رکھے گی۔۔

نہیں آپ مجھے بھوک نہیں لگ رہی ابھی ہی ائے تھے اور مجھے کھانا کھلا کر ہی گئے ہیں وہ۔۔ مہزلہ نے بھی اپنی بہن کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے عقیدت سے کہا۔۔

چلو پھر ٹھیک ہیں آرام کر لوں اپنی آنکھیں بند کرو جلدی سے شاباش۔۔ اور زلہ نے دوبارہ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پیرتے ہوئے اسے سکون پہنچانے کی خاطر کہا۔۔

تو مہزلہ نے بھی اپنی آنکھیں موندے ہوئے سکون کو محسوس کرتے
دھیرے دھیرے سے نیند کی وادیوں میں اترنا شروع کیا۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ڈاکٹر کیا آپ مجھے میل پشینٹ کی حالت کے بارے میں بتا سکتی ہیں کہ اب
وہ کیسا ہے کیا وہ ریکور کر رہے ہیں اور انہیں ہوش کب تک آئے گا۔
اپنے دل کے ہاتھوں بے چین ہوتے مہزلہ کے روم سے نکلنے کے بعد
اور زلہ ڈاکٹر کے کیمین میں پہنچ گئی تھی۔

جی جی بیٹھے میں آپ کو ان کی کنڈیشن کے بارے میں بتاتی ہوں۔ ڈاکٹر
نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اور زلہ بھی بیٹھ گئی تھی کر سی پر۔
دیکھیں ان کی کنڈیشن ابھی ٹھیک ہے لیکن ہم یہ بات سمجھ نہیں پا رہے کہ
وہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہے۔ ان کی حالت پہلے ٹھیک نہیں تھی کیونکہ
دل کے بالکل سے ایک انچ تھوڑا دور ہی انہیں گولی لگی تھی۔ جس کی وجہ

سے ان کے لیے ریکور کرنا کافی ہی مشکل تھا لیکن وہ ریکور کر چکے ہیں لیکن ابھی تک انہیں ہوش نہیں ارہا۔

ڈاکٹر نے اور زلہ کو آرش کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی حیرانی اور الجھن بھی بتائی۔

کیا میں ایک بار مل سکتی ہوں پیشنٹ سے پلیز۔

اور زلہ نے ڈاکٹر سے درخواست کی۔

جی جی ضرور اپ مل سکتی ہیں۔ ڈاکٹر نے بھی انہیں اجازت دی کہ کیا پتا

کے وہ ان کے پاس جاتی اور میل پیشنٹ کو ہوش اجاتا۔

او کے تھینک یو سو میچ ڈاکٹر۔ اور زلہ نے چہرے پر رسمی سی مسکراہٹ سجا

کے کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر ڈاکٹر کے کیمین سے باہر نکل آئی۔

کہاں گئی تھی تم۔ اور زلہ کو دور سے خود کی طرف اتے دیکھ ملیار نے اس

کے قریب جاتے پوچھا۔

وہ میں ڈاکٹر سے آرٹھ کی کنڈیشن کے بارے میں پوچھنے گئی تھی اور میں
ڈاکٹر سے اجازت لے چکی ہوں کہ میں ایک بار اسے مل سکتی ہوں تو ڈاکٹر
نے اجازت دے دی ہے اب میں ایک بار اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔
اور زلہ نے اپنے لالا کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔

میں ٹھیک کر رہی ہوں نہ لالا کہیں میں اس بار دوبارہ غلط تو نہیں۔۔ دل
کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور زلہ کی آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔۔
لالا کی جان اپ جو بھی کریں گے اپ بالکل ٹھیک ہی کریں گی اور ویسے بھی
اپ کا لالا اپ کے ساتھ ہی ہے اس بار اگر ایسا ویسا کچھ بھی ہوا تو میں آرٹھ
خانزادہ کو یقینا اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگاؤں
گا۔۔

ملیار نے پیار سے عقیدت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔۔
اب جاؤ اداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس سے مل کر جاؤ۔۔ کیا پتا وہ
ہوش میں اجائے۔۔

ملیار نے پیار سے اسے ریلیکس کرتے ہوئے آرش کے ہاسپٹل کے روم
کے اندر جانے کی اجازت دی۔۔

اور اور زلہ بھی مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئی۔۔

مشینوں میں جکڑے وجود کو دیکھتے ہوئے اور زلہ کے دل پر گھونسا پڑا۔۔

آرش تکلیف میں تھا تو اور زلہ ٹھیک کیسے ہو سکتی تھی۔۔

واقعی میں وہ انسان اس کے لیے کافی ظالم ثابت ہوا تھا ستمگر کہنا بالکل بھی

غلط نہ ہو گا۔۔ ہمیشہ غلطی بھی خود کرتا اور سزا بھی اسے ہی دیتا تھا۔۔

انکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہنا شروع ہو گئے تھے اور زلہ قدم اٹھاتے

آرش کے پاس بیڈ کے قریب جا کر چھوٹی سی چیر پر بیٹھ گئی تھی۔۔

آرش کے ڈرپ زدہ ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے دھیرے سے

انگھوٹے سے آرش کے ہاتھ کی پشت کو سہلایا جو انجیکشن کی وجہ سے

سو جن کا شکار تھا۔۔

اور زلہ نے کچھ بھی نہیں کہا تھا یہاں پر اتے ہی اس کے لبوں پر قفل پڑ گیا تھا۔ آنسو قطرہ قطرہ کر کے آرش کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

وہ جو یہاں نے سے پہلے سوچ کرائی تھی کہ اس شتمگر کو باتیں سنائیں گے اسے کہے گی کہ وہ کیوں اس قدر ظالم ثابت ہوا ہے اس کے معاملے میں کہ وہ اسے ابھی بھی سزائیں دے رہا ہے لیکن یہاں پر اگر تو مانو اس کے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔

آرش پلینز میری یہ سزا ختم کر دیں۔ بے اواز اور زلہ کے ہونٹوں سے جنبش ہوئی۔

بہت ظالم اور شتمگر ہیں آپ غلطیاں بھی خود کرتے ہیں اور سزائیں بھی مجھے ہی دیتے ہیں۔ اور زلہ نے ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

آپ کو معافی چاہیے تھی نا میں آپ کو معاف کر دوں گی لیکن اٹھ جائیں پلینز اس طرح سے خاموش رہ کر مجھے سزا کیوں دے رہے ہیں آپ۔

اور زلہ کو اس وقت خود پر سخت غصہ ا رہا تھا اور اپنے انسوؤں پر جو کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔

ٹھیک ہے اگر آپ نے اٹھنا ہی نہیں ہے تو میں یہاں سے جا رہی ہوں لیٹے رہے یہیں پر اور دوبارہ سے مجھے مت کہیے گا کہ مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔
اور زلہ نے اس بار واقعی ہی غصے سے کہا اور وہ اٹھ کر کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی تو اسے پتہ لگتا کہ آرش کے ہاتھ کی انگلی میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔

اگر وہ رک کر ہی دیکھ لیتی تو واقع میں ہی وہ خوشی سے اس پل جھوم اٹھتی۔۔ آخر اس کی وجہ سے اس کا محبوب ہوش میں آیا تھا تو اتنی خوشی تو اس کی بنتی ہی تھی۔۔

لیکن خیر وہ روم سے نکل گئی تھی اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا بھی نہیں تھا
انسولٹریوں کی مانند ابھی بھی اس کی آنکھوں سے جاری تھے باہر اکروہ اپنے
لالا کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو گئی تھی۔۔

ساری اذیتیں ساری زندگی کے امتحان آزمائشیں آخر اس کی ہی زندگی میں
کیوں لکھی تھی۔۔ پہلے اس کے مورے کا مرنا، اس کے بعد آرش کا پہلی
بار دھوکہ دینا، اسے انتقام کہہ دینا، اس کے بعد آرش کا اس کی زندگی میں
انا، اپنی محبت اپنے عشق سے روشناس کروانا، اس کے بعد دوبارہ سے
بھری محفل میں اس کی عزت اچھلنا، اس پر اعتبار نہ کرنا، اس کا ٹوٹ
جانا، اور اس کے بعد آرش کو گولی لگنا، ہاسپٹل کے بیڈ پر وہ زندگی اور
موت کی جنگ کا لڑنا، اور زلہ کا پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اسے ہوش
میں آنے کا کہنا، اور وہ ہوش میں آگیا تھا۔۔ پہلی بار اس کی زبان سے شکوہ
پسلا۔۔ یہ سب کچھ آخر اس کی زندگی میں ہی ہونا کیوں لکھا تھا اتنی آزمائشیں
آخر اس کی زندگی میں کیوں لکھی تھی۔۔

لالا کی جان رونا بند کریں میرا دل پھٹ جائے گا اس طرح سے آپ کو دیکھ کر۔۔ ملینار نے اس طرح سے اسے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو تڑپ اٹھا تھا۔۔

بصیر کی آنکھیں بھی ضبط کی وجہ سے سرخ ہو پڑی تھی زرم بھی اور زلہ کو دکھ سے دیکھ رہا تھا اس لڑکی نے اپنی زندگی میں بہت کچھ جھیلا تھا اور شاید ابھی بھی اس کا امتحان ختم نہیں ہوا تھا جو آرش کو ہوش نہیں ا رہا تھا۔۔

لالا لالا وہ اتنا ظالم اور سنگدل انسان کیسے ہو سکتا ہے۔۔ ایسا کیوں ہے لالا آپ کی بہن کو ایک ظالم اور سنگدل انسان سے عشق کیوں ہوا۔۔ کیوں آپ ہی مجھے بتائیں کیوں ہر بار اس انسان کی غلطی اور گناہ ہوتے ہوئے بھی میں اسے معاف کر جاتی ہوں آخر ایسا کیوں ہے لالا۔۔ میں خود کو کنٹرول کیوں نہیں کر پاتی میرا دل اس چیخ چیخ کر اس ظالم اور سنگدل انسان کی تڑپ پر کیوں رو رہا ہے لالا۔۔ میری آنکھیں آنسو کیوں بہ رہی ہے آپ دیکھیں نا مجھے میں کیوں میں کیوں ظالم نہیں بن جاتی میں اس کی طرح پتھر دل

کیوں نہیں بن رہی لالا۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ سب میری جان لے لے گا
لالا۔۔

لالا۔۔ دیکھی۔۔ لالا۔۔ مجھے۔۔ مجھے۔۔

س۔۔ سانس۔۔ ن نہیں۔۔ ا۔۔ رہ۔۔ ی۔۔ د۔۔ دے
دے۔۔ دیکھے۔۔ لالا۔۔ لالا۔۔

اچانک ہی لفظ ٹوٹ کر اور زلہ کے منہ سے نکلتے جا رہے ہوئے تو ملیار بوکھلا
اٹھا۔۔

زرم لالا پلینڈ دیکھیں میری بہن کو کیا ہو گیا ہے۔۔

ملیار کے منہ سے بے ساختہ ہی چیخ نکلی زرم اور بصیر بھی اور زلہ کی طرف
بڑے جو کھینچ کھینچ کر سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ لوگ ہاسپٹل میں ہی تھے ملیار اگے بڑھتے جلدی سے اسے گود میں

اٹھاتے ایمر جنسی روم کی طرف نیچے اسے لے کر دوڑا۔۔

اسے جلد ہی جلد اکسیجن کی ضرورت تھی ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا اور ملیار تو تیر کی تیزی سے بھاگ رہا تھا۔

ایمر جنسی روم میں داخل ہوتے جو اسے خالی بیڈھ نظر آیا اور زلہ کو وہیں پر لٹاتے ڈاکٹر ز کو چیخ چیخ کر وہ اپنی بہن کے پاس بلارہا تھا۔

ڈاکٹر نے اور زلہ کی کنڈیشن دیکھی تو اسے جلدی سے اکسیجن پاس کیا ساتھ ہی ساتھ اب سب جھکے اس کی اس کنڈیشن کے بارے میں کی وجہ معلوم کر رہے تھے۔

ایک طرف کھڑا ملیار آنکھوں میں آنسو لیے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا اپنے ان ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جہاں پر اس کی بہن کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی اور وہ کتنا بے بس بھائی تھا کاش وہ اپنی بہنوں کے لیے کچھ کر پاتا۔

کاش اپنی بہن کی اس افیت کی وجہ کو وہ ختم کر پاتا شاید پھر اس کی بہن دوبارہ کبھی جی نہیں پاتی اس کے بعد۔

ملیاری حوصلہ کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی اچھا ہوا کہ ہم ہاسپٹل میں ہی تھے اور
اسے نیچے لے آئے اب چلو دعا کرو اللہ سے وہ ٹھیک ہے۔۔

زرم نے ملیار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے حوصلہ دیا جبکہ بصیر میں
تو حوصلہ دینے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی کپکپاتی ہوئی ٹھانگوں کے ساتھ
وہ ایمر جنسی روم کے باہر ہی بیچ پر بیٹھ گیا۔۔

ایک کے بعد ایک مصیبت تھی ازما نشیں تھیں جو خانزادہ حویلی والوں پر
رہی تھی اور ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی پہلے مہزلہ اور آرش اور
اب اس طرح سے اور زلہ کی طبیعت بگڑنا۔۔

ایسے حالات میں وہ صرف اور صرف اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتا تھا
کہ اللہ تعالیٰ خانزادہ حویلی والوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی اسے ٹھیک ہونا ہی پڑے گا اس طرح سے دوسری بار
میں اسے اس کی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گا لاوا وہ بہن ہے میری اور

اس بار وہ ٹھیک ہوگی اسے ہونا ہی پڑے گا ٹھیک۔۔ ملیار بچوں کی مانند

بڑ بڑاتا ہوا اور زلہ کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

وہ اپنی بہن کی تکلیف کو خود پر گزرتا محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ آج بھی

بے بس پہلے کی طرح وہ آج بھی بے بس تھا اپنی بہن کے لیے کچھ نہیں کر پا

رہا تھا کاش وہ اتنا بے بس نہ ہوتا اس کے پاس اختیار ہوتا ہے تو اپنی اس بہن

کو لے کر وہ دنیا کے سرد و گرم کے ہواؤں سے اپنے محفوظ حصار کے سائے

تلے ہمیشہ ہی درندے نما لوگوں سے چھپائے رکھتا۔

خاص کر کے آرش کو تو وہ اپنی بہن کے پاس بھٹکنے بھی نہیں دینا چاہتا۔

اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اور زلہ کو اس ملک سے بھیج دیتا اور اسے کبھی

بھی واپس نہ بلاتا پاکستان۔

خانزادہ حویلی کا وہ ایک فرد واقع میں اس کی بہن کے معاملے میں نہایت ہی

سنگدل اور ظالم ثابت ہوا تھا۔ اس کی بہن کو تکلیف دینے میں۔۔ آرش

خانزادہ کا ہاتھ سب سے زیادہ تھا۔ اس کی بے بسی یہ تھی کہ وہ دوسری

طرف آرش کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ اسی کا کزن اسی کا جگری
یار تھا لیکن اپنی بہن کی تکلیف کو دیکھ کر اس بار اس کا آرش کو جان سے
مارنے کا دل چاہ رہا تھا۔ یہ تو طے ہو چکا تھا اب اگر اس کی بہن اس کی
جگری یار کو معاف کر بھی دیتی تو ملیار خانزادہ کبھی بھی آرش خانزادہ کو
معاف نہیں کر پاتا۔ شاید وہ اپنی جگری یار کو دیکھ کر اس پر ترس کھا کر
اسے معاف بھی کر دیتا لیکن اپنی بہن کے مجرم کو وہ کبھی بھی معاف نہیں
کر سکتا تھا۔

صبر کر و ملیار وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ڈاکٹر علاج کر رہے ہیں نام انہیں اپنا
کام تسلی سے کرنے دو تو اوں میرے ساتھ باہر بیٹھو۔

زرم نے زبردستی اسے اپنے حصار میں لیا اور اسے ایمر جنسی روم سے باہر
لے آیا تھا جو اور زلہ کو ہی بس دیکھے جا رہا تھا۔

زرم جانتا تھا کہ اگر وہ اسے ہی دیکھتے رہے گا تو اس کی مزید طبیعت بگڑ جائے
گی اسی لیے اسے زبردستی باہر لے کر بصیر کے ساتھ بٹھا لیا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

برلاس اب اپ کل جائیں گے ناتو مجھے بھی اپنے ساتھ ہاسپٹل لے کر جانا
ٹھیک ہے۔۔

برلاس اپنے کمرے میں بیٹھا آرام کر رہا تھا کہ جی جی اسے گل کی آواز سنائی
دی۔۔

آنکھیں کھول کر اس نے گل کی طرف دیکھا جو سادہ سے لان کے سود میں
ملبوس سیدھا سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی سادگی میں ہی۔۔
لیکن تمہیں ہاسپٹل کیوں جانا ہے ہو سکتا ہے کہ رات میں آرش لالا کو
ہوش اجائے اور کل تک وہ سب ہی واپس آجائے۔۔

برلاس نے ہاتھ سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اس کی
بات کا جواب بھی دیا۔۔

ایک بار ہی میں گئی تھی اور دوبارہ سے بھی گئی ہی نہیں مہزلہ کی طبیعت بھی
ٹھیک ہو گئی ہے اور آرش لالا کو بھی ایک بار دیکھ کر میں واپس آجاؤں گی۔۔

گل نے بھی برلاس کے پاس بیڈ پر جگہ بناتے بیٹھتے کہا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے اگر رات میں انہیں ہوش آگیا اور وہ لوگ گھرا گئے تب تو میں تمہیں لے کر نہیں جاسکتا ہاں لیکن اگر صبح میں نے جانا ہوا تو میں ضرور تمہیں لے کر چلا جاؤں گا۔

برلاس نے بھی اسے اپنے حصار میں لے کر اپنے ساتھ ہی لٹایا اور اس کے اوپر بھی کمفر ڈیتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔

گل اس کے پاس رہتے ہوئے بہت ہی زیادہ ٹھیک ہو گئی تھی۔ وہ اب پہلی والی گل نہیں رہی تھی برلاس کے پیار نے اسے بہت ہی زیادہ کالفیڈنٹ بنا دیا تھا۔

گل میری جان تم اپنی ماضی کے بارے میں تو اب کچھ بھی نہیں سوچتی نا۔
برلاس نے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

برلاس وہ میرا ماضی تھا اور میرا ماضی بھلانے میں اپ نے سب سے زیادہ
میرا ساتھ دیا ہے اب میں اپنے حال میں رہ رہی ہوں تو بلا مجھے میرا ماضی یاد
کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔

اور ویسے بھی میں جانتی ہوں کہ اپ نے کتنی محنت کی ہے مجھے میری ماضی
سے نکالنے کی کیونکہ میرا ماضی کوئی اچھا نہیں تھا میں خود بھی جانتی ہوں
اب دوبارہ سے میں اپنی ماضی میں نہیں جانا چاہتی کیونکہ میرا حال سے ہی
میں بہت خوش ہوں اور اپنے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بھی ہوں۔۔

برلاس کے سوال کا جواب گل نے نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا ماضی کا نام
سن کر ایک بار اس کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا لیکن اگلے ہی پل برلاس
کے گرد اپنے بازوؤں کے حصار کو مزید مضبوط بناتے ہوئے اس نے آخر کار
جواب دے ہی دیا تھا۔۔

ہاں میں جانتا ہوں میری جان میں ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہوں خود کو
کبھی بھی اکیلا محسوس نہیں کرنا۔۔

جب بھی خود کو اکیلا پاؤ تو صرف اتنا سوچنا کہ تمہارا شوہر تمہارا عشق
تمہارے بالکل پاس ہی ہے۔۔

برلاس نے اسے تسلی امیز انداز میں کہا تو گل نے محض ہاں میں سر ہلایا۔
ویسے گل تم مجھے یہ تو بتاؤ کہ ہاسپٹل میں اس دن بھاگتے ہوئے اگر تو میرے
گلے کیوں لگی تھی۔۔

برلاس نے اس بار شرارت آمیز انداز میں کہا۔۔

میں ڈر گئی تھی برلاس مجھے لگا کہ کہیں آپ کو کچھ ہونہ گیا ہو کیونکہ میری
زندگی کا ایک واحد سہارا آپ ہی ہے آپ کے بعد میں لاوارث ہی کہلاؤں
گی۔۔ آپ کو کونے کا احساس مجھ پر اس قدر حاوی ہوا کہ میرا رواروا کانپ
اٹھاتا اور میرا دل چیخ چیخ کر رو رہا تھا کہ کہیں دنیا میں میرا آخری اور واحد
سہارا کھو تو نہیں گیا بس اسی لیے میں ڈر گئی تھی۔۔ اور جیسے ہی آپ کو صحیح
سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو خود پر قابو نہ پاتے ہوئے میں آپ
کے گلے لگ کر رو گئی۔۔

گل نے بھی دیکھے لہجے میں جواب دیا۔۔

برلاس اس کے لاوارث خود کو کہلانے پر تڑپ اٹھا تھا لیکن ابھی صحیح وقت نہیں آیا تھا انشاء اللہ وہ زرم لالا سے خود ہی بات کرے گا وہ چاہتا تھا کہ زرم خود ہی اسے ساری سچائی بتا دے۔۔

وہ زرم سے کہے گا کہ گل کو احساس دلائے کہ وہ اس دنیا میں لاوارث نہیں ہے اور اسے بتائے کہ اس کا آخری اور واحد سہارا صرف برلاس خانزادہ ہی نہیں ہے اس کی پوری فیملی بھی اس کے ساتھ ہی ہے۔۔

گل کے گل ہی یہ کام جلد سرانجام دینے کی پوری کوشش کرے گا

انشاء اللہ۔۔۔

برلاس نے سوچا اور ساتھ ہی اپنی آنکھیں مون لی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

— — —

ڈاکٹر اب میری بہن کی کنڈیشن کیسی ہے۔۔

ملیار نے ڈاکٹر سے استفسار کیا۔۔

وہ بالکل ٹھیک ہے بس ذرا سی اکسیجن کی کمی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے سانس اکھڑنے لگا تھا اب وہ بالکل ٹھیک ہے اپ چاہے تو انہیں ڈسچارج کر سکتے ہیں۔۔

ڈاکٹر نے مصروف سے انداز میں ملیار کو جواب دیا تو ملیار بھی ہاں میں سر ہلاتے اور زلہ کی جانب چلا گیا۔۔

چلو جاؤ اوپر چلتے ہیں میں پوچھ رہی ہے تمہارا۔۔

اور زلہ کے پاس اتے ملیا نے پیار سے اس کے چہرے کی طرف دکھتے کہا تو اور زلہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔

اسے اپنے جسم میں عجیب سی کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔۔

نقاہت زدہ وجود کو دھیرے سے اٹھاتے پیروں میں چپل پہنتے وہ ملیار کے
سہارے دھیرے دھیرے سے قدم اٹھاتے مہزلہ کے اوپر روم کی جانب
چلی آئی۔۔

ایکسیو زمی اپ لوگوں میں سے یہاں پر کوئی بھی موجود نہیں تھا پچھلے ایک
گھنٹے سے میں اپ لوگوں کو بتانا چاہ رہی تھی کہ اپ کے میل پیشنٹ کو
ہوش اگیا ہے۔۔

جیسے ہی ملیار اور زلہ بصیر اور میں ذرم اوپر آئے تو نرس نے انہیں دیکھتے
ہوئے انہیں زندگی کی سب سے بڑی نوید سنادی تھی۔۔

چاروں کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نے احاطہ کیا اور چاروں ہی نرس کا
شکر یہ ادا کرتے ہوئے پرسکون سے انداز میں بیچ پر بیٹھے۔۔

ان کے دلوں سے ایک بہت بڑا بوج سا اتر گیا تھا وہ دونوں بالکل ٹھیک
تھے۔۔ یہ کافی بڑی بات تھی۔۔ بصیر نے بھی اگلے ہی پل جلدی سے
برلاس کو فون ملا کر آرش کے بارے میں بھی خوشخبری سنائی اور انہوں

نے رات تک گھرانے کے لیے بھی بتا دیا تھا کیونکہ اب مزید وہ لوگ
ہسپتال میں نہیں رکنا چاہتے تھے۔

برلاس نے بھی خوش و خوشی پورے گھر والوں کو اطلاع کر دی تھی۔
خوشی کے مارے ہم میں سے تو کسی نے نرس سے پوچھا ہی نہیں کہ ہم
آرٹھ لالاسے مل سکتے ہیں یا پھر نہیں۔
بصیر نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے بھی محض ہاں میں سر
ہلایا۔

اس وقت اس کا پورا وجود تھکن سے چور تھا۔

برلاس بصیر ملیار تینوں میں سے ایک نہ ایک دن گھر جا کر وہ لوگ آرام کر
ہی لیتے تھے لیکن پچھلے تین دنوں سے مسلسل زرم ہاسپٹل میں ہی موجود
تھا وہ ایک پل کے لیے گھر بھی نہیں گیا تھا۔

وہ بس ہر پل اپنی فیری کے پاس ہی رہنا چاہتا تھا اپنے گارڈ کے ذریعے اپنے
ڈریس وغیرہ منگوا کر وہ ہاسپٹل کے پاس ہی اپنے فلیٹ میں فریش ہو کر

واپس اجاتا لیکن خدا گواہ تھا کہ فریش ہونے کے لیے جانے پر بھی اس نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی آرام نہ کیا تھا۔

لالا اگر اپ زیادہ تھک گئے ہیں تو اپ ابھی سے گھر چلے جائیں ویسے بھی رات میں تو ہم سب گھرانے ہی والے ہیں ناتب تک اپ آرام بھی کر لیجئے گا۔

ملیار نے محسوس کیا تھا کہ زرم واقعی ہی کافی تھک گیا تھا اسی لیے انہیں گھر جانے کے لیے کہا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں اس حالت میں میں مہزلہ کو یہاں پر اکیلے چھوڑ کر نہیں جاسکتا ویسے بھی بس تھوڑی ہی دیر کی تو بات ہے پھر رات میں گھر جائیں گے تب ہی میں آرام کر لوں گا۔ زرم نے بھی رسالت سے جواب دیا تو ملیار بھی محض ہاں میں سر ہلا گیا۔

{♡♡♡♡♡♡}

{دو گھنٹے بعد}

کیا کہا ہے ڈاکٹر نے اب ہم گھر جاسکتے ہیں۔۔

اور زلہ نے یہ خبر جیسے ہی مہزلہ کو سنائی تو مہزلہ خوشی سے اچھل پڑی تھی۔۔

جی بالکل میری جان ہم گھر جاسکتے ہیں اور اس کو ہوش اگیا ہے اور ملیار لالا ڈسچارج پیپر زبوانے گئے ہیں۔۔ بصیر لالا تم لوگوں کی دوائیاں لینے گئے ہیں اور زرم لالا ڈاکٹر سے کہنے گئے ہیں کہ ایک بار تم لوگوں کا تفصیلی چیک اپ کر لیں تو پھر ہم گھر کے لیے نکلیں گے۔۔

اور زلہ نے اس کی خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے سوال کا جواب دیا تو خوشی سے مہزلہ اچھل پڑے اگلے ہی لمحے درد کی لہر اس کے جسم میں سرایت ہوئی تو اسے اندازہ ہوا کہ اسے ابھی مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔۔

البتہ نہ وہ کراہی تھی اور نہ ہی اس نے اپنے چہرے پر درد کا تاثر بیان ہونے دیا تھا جانتی تھی کہ اگر وہ ایسا کرتی تو ضرور یہاں ہاسپٹل میں رک جانے کا

ایک اور بہانہ اس کے ہی اور اس کی آپی کو مل جاتا جو وہ بالکل بھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔

تم ٹھیک تو ہونا۔۔ اور زلہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مہزلہ نے بھی بغیر ایک سیکنڈ کی دیر کیے بھی جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔

آپی روحان ہاسپٹل نہیں آیا کیا لالوگوں کے ساتھ۔۔

مہزلہ کو اس کی یاد نے ستایا تو جلدی سے اپنی آپی سے پوچھا۔۔

نہیں مہزلہ زرم لالا سے ضد تو بہت تھی کہ اسے روک دے اپنی بڈی کے ساتھ لیکن زرم لالا نے اسے برلاس کے ساتھ بھیج دیا۔۔

اوہو یہ ہی بھی نا بہت ہی ظالم انسان ہیں کیا ہی بتاؤ میں آپی اب اپ کو چھوٹا سا بچہ تھا اگر رہنے دے تو کیا ہو جاتا ہاسپٹل کا بل اجاتا کیا اس کے رہنے پر یہاں۔۔

مہزلہ نے جب اور زلہ کی بات سنی تو جلتے کھڑتے کہا اس کا بیچارا چھوٹا سا بڈی چلا گیا تھا۔۔ کیا کچھ پلان نہیں کیا تھا ان دونوں نے کہ وہ جب ہاسپٹل

سے ڈسچارج ہو کر گھر جائیں گے تو راستے میں زرم کے ساتھ بیکری جائیں گے۔۔۔ بہت ساری چیزیں لیں گے اور انہیں باہر سے کھانا بھی کھلوانے کی ضد کریں گے۔۔۔ لیکن اب تو اس کا چھوٹا سا بڑی ہی نہیں تھا۔۔۔ تو مطلب اسلام آباد سے حویلی جانے میں تین سے چار گھنٹے لگتے تھے۔۔۔ اور یہ تین سے چار گھنٹے اس کے بورنگ ہی گزرنے تھے یہ سوچ کر ہی اس کا دل بری طرح سے ادا اس ہو گیا تھا۔۔۔

کون ظالم ہے کس کو یہاں کابل دینا ہے۔۔۔

ابھی اور زلہ اسے ٹوکتی یا پھر مہزلہ مزید زرم کے شان میں قصیدے پرتی زرم روم کے اندر داخل ہوتے بولا آخری الفاظ اس نے خود ہی سنے تھے۔۔۔ ک کو کوئی بھی تو نہیں۔۔۔ زرم کو دیکھ کر ایک پل کے لیے تو مہزلہ گڑ بڑائی لیکن اگلے ہی پر خود پر قابو پاتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔

مہزلہ کی پتلی ہوتی حالت کو دیکھ کر اور زلہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور
ساتھ ہی ان دونوں کو اکیلا ٹائم سپین کرنے کی خاطر وہ کمرے سے باہر نکل
اٹی تھی۔۔

اس کا رخ اب آرش کے روم کی جانب تھا۔۔

ہاں تو میری فیری اب مجھے بتاؤ کہ کون ظالم ہے۔۔

اس کے ہشاش بشاش طہرے کو دیکھتے ہوئے زرم دل میں خوش ہوا اور

اپنے چہرے پر بھی مسکراہٹ سجاتے اس سے پوچھا۔۔

اب ہیں ظالم کیا ہو جاتا اگر آپ روحان کو یہیں پر رکنے دیتے اور ابھی ہم

دونوں ساتھ میں ہی گھر چلے جاتے اب یہاں سے حویلی تک کا راستہ کتنا

بورنگ گزرے گا میرا۔۔

اچانک ہی مہزلہ کے لبوں سے شکوہ پسلا تو زرم نے گھور کر اس کی طرف

دیکھا جو روحان کی فکر کر رہی تھی خود ہاسپٹل کے بیڈ پر ہونے کے باوجود

بھی۔۔

ہاں تو اب میری طرف گھور گھور کی کیا دیکھ رہے ہیں کچھ غلط بول رہی ہوں
گیا میں۔۔۔ کتنا کچھ پلان کیا تھا ہم لوگوں نے اور آپ نے سارے پلان پر
پانی پھیر دیا۔۔

مہزلہ نے سوچا کہ اب کہہ ہی دیا ہے تو اپنے دل کی بڑا اس اچھے سے وہ نکال
ہی لیں اسی لیے بغیر ذرم کے گھورنے کی پرواہ کیے مزید وہ بول گئی۔۔
اوہو فیری مجھے لگتا ہے کہ کہیں ڈاکٹر نے تمہیں غلط انجیکشن لگا دیا ہے اسی
لیے تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی چھلنے لگ گئی ہے۔۔

ذرم نے اپنے مضبوط قدم اٹھاتے قدم بقدم اس کے بیڈ کے پاس چلتے اتے
کہا تو مکزلہ کی جان لبوں پر اٹکی۔۔

ویسے میری جان تمہیں نہیں لگتا ہے کہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہوئی
ہے۔۔

ایک ہی دن تم نے مجھے اپنی قربت کا بخشا اور اس کے بعد ایسے غائب ہوئی
میرے جذباتوں میں اگ لگا کر کہ تمہیں چراغ لے کر بھی ڈھونڈنا پڑتا اس
کے بعد بھی تم مجھے نہ ملی۔۔

اپنی جذبات سے مچلتے سرخ آنکھوں سمیت زرم نے مہزلہ کی طرف دیکھتے
ہوئے اسے جان بوجھ کر ٹیز کرنے والے انداز میں کہا تو مہزلہ روہانسی ہو
گئی۔۔

ابھی کیا ہو گیا ہے آپ کو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں ہاسپٹل میں
ہوں اور آپ ایسی باتیں کر کے میری طبیعت مزید خراب کر رہے ہیں۔۔
مہزلہ نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے اپنی دبی دبی مسکراہٹ
کو دباتے مزید اس کے قریب جاتے اس کی آنکھوں میں قدرے جھک کر
دیکھا۔۔

میں جھوٹ تو نہیں بول رہا کچھ جو کچھ بھی بول رہا ہوں سچ ہی بول رہا ہوں
نا۔ ایک ہی دن کی قربت تم نے مجھے بخشی اور اس کے بعد گم ہو گئی۔۔ اس

کے بعد تو میرے جذبات تو میں اگ ہی لگ رہی تھی نا کون سا تم نے
میرے جذباتوں پر ٹھنڈے پانی کی پھوار کی تھی۔۔۔ بلکہ تمہیں تو دیکھ کر
مزید تمہارے نشے میں خود کو جکڑتے محسوس کر رہا ہوں۔۔۔ اور یہ نشہ تو
اب مجھے تہ عمر اپنی زندگی میں چاہیے ہی چاہیے وہ بھی ہر روز۔۔۔
زرم نے قدرے جھکتے ہوئے اس کے کان میں تقریباً سرگوش نما انداز میں
کہا۔۔۔

تو کچھ نہ سمجھانے پر مہزلہ نے رونا ہی شروع کر دیا تھا رونا ہی اس کے پاس تو
واحد اختیار تھا جس سے وہ ذرم کو اپنے قابو میں کر سکتی تھی ورنہ تو اس کی
بے باک باتوں کو سنتے سنتے اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا
تھا۔۔۔

ہےےےے میری جان رونا بند کرو میں تو صرف مذاق کر رہا تھا یار
اور اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔ زرم نے اسے چپ کروانے کے
خاطر کہا لیکن اسے چپ نہ ہوتے دیکھ آخر میں شرارت بھرا جملہ اس کے

کان میں بولا تو اگلے ہی پل مہزلہ نے قدرے سختی سے اپنے انسو پر قابو پاتے ہوئے آنسو صاف کیے۔۔

اور صاف چہرے کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کیا۔۔

بہت ہی بد تمیز ہے اپ ہی میں اپ سے بات ہی نہیں کروں گی میں اپ سے ناراض ہوں جائے یہاں سے۔۔

اپنی شرم اور گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے مہزلہ نے ناراضگی کا لبادہ اوڑتے زرم کو یہاں سے بیجنا چاہا۔۔

ایسے کیسے میری جان تم ناراض ہو تو میں تمہیں منالوں گا لیکن یہاں پر نہیں گھر جا کر یہ بیڈ کافی ان کمفر ٹیبل ہے یہاں کچھ ٹھیک سمجھ رہا ہے منا نہیں سکتا۔۔

زرم مسکراہٹ دباتے مزید اسے جان بوجھ کر تنگ کرنے والے انداز میں
کہا تو اس بار مہزلہ نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کے سچ مجھ پھوٹ پھوٹ کر رونا
شروع کر دیا تھا۔

زرم تقریباً بوکھلاتے ہوئے تڑپ کر اس کی طرف بڑھا اور اس کا سر اپنے
سینے میں زور سے نیچتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے چپ
کروایا۔

کیا ہو گیا ہے میری جان تمہیں میں نے ایسا بھی تو کچھ نہیں کہا کہ تم رونے
لگ جاؤ چلو چپ کرو اب مزید تنگ نہیں کرتا میں تمہیں۔۔

زرم نہ جانے کتنے دنوں بعد سکون محسوس کیا تھا مہزلہ کو اپنے سینے سے
لگا ہوا دیکھ کر اس کی نرم گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتے اس کے
دھڑکنوں کا رقص اپنے سینے پر محسوس کرتے زرم کو واقعی میں ہی انج پتہ
چلا کہ وہ زندہ ہی ہے۔۔ پچھلے تین سے چار دنوں سے وہ بالکل لاشوں کی
طرح زندگی گزار رہا تھا۔

اس کے بالوں کے اوپر لب رکھتے ہوئے زرم نے اس کے انسوپیار سے اپنے ہاتھ سے صاف کیے اور اسے رونے سے باز رکھنے کا اشارہ کیا۔
چلور و نابند کرو اور اچھے بچوں کی طرح اپنے انسو صاف کرو ہم گھر جانے والے ہیں نا اور راستے میں اپ کو جو کچھ بھی چاہیے میں اپ کو دیلا دوں گا اور ہم روحان کے ساتھ دوبارہ سے باہر جائیں گے اپ پریشان کیوں ہوتی ہیں۔۔

زرم نے پیار سے اسے منانے والے انداز میں کہا اور اس کی ساری ڈیمانڈز بھی مانی تھی کیونکہ جانتا تھا کہ جب تک وہ ان دونوں کی باتیں نہیں مان لیتا نہ وہ خود سکون میں اتا ہے نہ ان دونوں کو اپنی باتیں منوا کر سکون آتا تھا۔
چلو پھر ٹھیک ہے اب میں اپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔

اسے اپنی ساری باتیں مانتے دیکھ مہزلہ کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آیا تھا لیکن یہ پیار اس وقت جتنا اس کی جان خطرے میں ڈال سکتا تھا اسی لیے اس نے

نروٹے پن سے کہا۔ تاکہ وہ زرم کو ابھی بھی ایسا تاثر دے سکے کہ وہ نیم
رضامند ہے پوری طرح سے اس سے راضی نہیں ہوں۔۔

اور اس کے اندر نروٹے پن اور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے اس
کے دل کی باتوں کو سمجھتے ہوئے زرم مسکرا دیا تھا واقعی اس کی چھوٹی سی
فیری اس کی زندگی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}!

اجاؤ اندر کب تک وہاں پر کھڑی رہو گی۔۔

اور زلہ جو شیشوں پنچ کا شکار پچھلے دس منٹوں سے آرش کے ہاسپٹل کے
روم کے باہر کھڑی سوچ رہی تھی کہ وہ اندر جائے یا نہ جائے اچانک سے
جب اندر سے اس نے یہ آواز سنی۔۔

اسے حیرت بھی ہوئی کہ وہ تو باہر کھڑی تھی تو اندر آرش کو کیسے پتہ چلا کہ
وہ دروازے پر کھڑی ہے۔۔

زیادہ مت سوچیں اندراجائیں۔۔ اپ کی خوشبو سے میں اپ کو پہچان لیتا
ہوں مزید زور سے نہیں بول سکتا درد ہو رہا ہے مجھے۔۔

مختصر سے چند الفاظ کہہ کر ہی آرش نے اور زلہ کا دل دڑھکا دیا۔۔

کیا مطلب وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اس کو اس کی خوشبو سے پہچان لیتا ہے لیکن
جہاں تک اسے یاد ہے ان دونوں کے مابین تو ایسا کوئی رشتہ بھی نہیں بنا تھا
کہ آرش اسے اس کی خوشبو سے پہچان لیتا۔۔

خیر ساری سوچوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے اس نے آرش کے روم کا دروازہ
کھولا اور اندر داخل ہوئی۔۔

اندر آرش کی بے چین نظریں اس کے جسم کا طواف ہی کر رہی تھی اس
کے چہرے پر نظر آکر آرش کی نظر ٹک گئی تھی۔۔

اس کی آنکھیں ہر درجہ لال تھی یعنی کہ وہ تکلیف میں تھی اور وہ رو رہی تھی
نہ جانے کیوں لیکن آرش کے دل میں کمینی سی خوشی جاگی تھی۔۔ اور زلہ
کو اپنی فکر میں روتا دیکھ کر۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ خود غرضی کے اول درجے پر فائز تھا لیکن پھر بھی اپنے محبوب کو اپنی تڑپ میں روتا دیکھنا اس کی فیلنگ ہی الگ ہوتی ہے جب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اب دوسرے انسان کے لیے بہت ہی زیادہ خاص ہے۔۔ کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔۔ کہ میں تم سے ملنے آئی ہوں میں تو بس دیکھنے آئی تھی مروتا ہی صحیح ہم ایک گھر میں ایک چھت کے نیچے رہتے ہیں۔۔

اس کے چہرے پر پھلتے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اور زلہ نے اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے مصنوعی سنجیدگی اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔۔

اور یہ چکنا چور ہوا تھا آرش کے خوابوں کا محل ایک ہی لمحے میں اور زلہ کے الفاظوں سے۔۔

ظالم لڑکی دل خوش کرنے کے لیے ہی کہہ دیتی کہ کیسے ہو۔۔ آرش نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نروٹے پن سے کہا تو نہ جانے کیوں اور زلہ نے

اپنی مسکراہٹ دبائی تھی جو کہ اس کے نروٹے پن سے کہنے پر اس کے
چہرے پر آئی۔۔

اپ کو نہیں لگتا کہ اپ نے مجھے غلط خطاب دے دیا ہے ظالم اور سنگدل
ستمگر کا لفظ اپ پر ہی زیادہ جچتا ہے۔۔

اور زلہ نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے سپارٹ تاثرات کے
ساتھ کہا تو ایک لمحے کے لیے آرش کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔

میں زندگی بھر تا عمر تمہارے قدموں میں گر کر تمہارا غلام بن کر تم سے
معافی کا طلبگار رہوں گا۔۔

آرش نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذبات سے چورلہجے میں کہا تو
اور زلہ کو اس کی یہ ادا باگئی تھی اور ساتھ ہی اس کے الفاظ اور زلہ کو اپنے
دل پر لگے زخم پر مرہم لگنے کے مترادف محسوس ہوئے۔۔

کیا میں یہی سمجھوں کہ تمہاری خاموشی اسی میں ہے کہ تم نے مجھے معاف
کر دیا ہے۔۔

آرش نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت ہی ڈرے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔۔

اور زلہ جو فرش کو گھور رہی تھی بے ساختہ ہی اس کی طرف دیکھتے وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

اور اس کے نفی میں سر ہلانے کی دیر تھی کہ آرش کو اپنے دل کی جگہ میں درد اٹھتا محسوس ہوا نہ جانے کیوں لیکن اپنے چہرے کے تاثرات اس نے سپاٹ ہی رکھے وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ درد میں مبتلا ہو اور اور زلہ ہمدردی یا ترس کھا کر اس کے قریب آئے۔۔

میں نے معاف کیا یا نہیں کیا یہ نہیں جانتی میں اور سچ کہوں تو میرے لیے تمہیں معاف کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔۔

میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ اتنی آسانی سے ایک معافی کا لفظ کہہ کر میں بلا نہیں سکتی۔۔ لیکن ہاں شاید تمہارے ساتھ رہ کر اچھی یادیں اگر ہم بنا سکے تو شاید میں کچھ کچھ بھول سکوں۔۔

ارزلہ نے درد بھرے لہجے میں آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آرش کے چہرے پر ایک انجانی سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

اور اسی وقت ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹے ہوئے دل کی جگہ پر گولی کھانے کے باوجود بھی آرش نے روتے ہوئے خود سے عہد کیا تھا کہ آج کے بعد اور زلہ خانزادی پر آرش کی طرف سے انسو حرام ہے۔۔ وہ اسے اتنی خوشیاں دے گا کہ وہ آرش کے دھوکے کو بھول جائے گی آرش نے اپنے دل میں عہد کیا اور ساتھ ہی اس عہد کو نبھانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس نے اپنے صحت مند ہونے کی دعا کی اور ساتھ ہی ساتھ اور زلہ کو اپنے نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے آیت الکرسی پڑھ کر اور زلہ پر پھونکی تھی تاکہ وہ بھی اس کے دعاؤں کے حصار میں رہے۔۔

پاس آکر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھماؤ۔۔ آرش نے اس کے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے حسرت سے کہا۔۔ تو اور زلہ بھی اسے دیکھتے ہیں ہاں میں سر ہلاتے

اس کے قریب گئی اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ تھا دیا تھا۔

اور زلہ کے قریب اتے ہی آرش کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا اور دونوں کے ہاتھ ملنے کی دیر تھی کہ دونوں کی دل ہی الگ ہی انداز میں دھڑکے تھے۔ اور زلہ کے دل پر زخم ضرور تھا وہ سب کچھ بھولی نہیں تھی اور نہ ہی اس نے آرش کو معاف کیا تھا لیکن ایک اور موقع کے تحت وہ آرش کے قریب چلی آئی تھی اب نہ جانے اس کا یہ فیصلہ ٹھیک ہونے والا تھا یا پھر غلط یہ تو انے والے وقت میں پتہ چل رہا تھا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ محبوب کی تڑپ میں تڑپ کر اس کے نزدیک چلی آئی تھی۔

آرش نے مضبوطی سے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبایا اور اسے رونے سے باز رکھا۔

کیونکہ اس وقت اور زلہ کی انکھیں انسوؤں سے بھری ہوئی تھی اور اس کے انسو گال پر چھلکتے اس سے پہلے ہی آرش نے ہاتھ دباتے اسے رونے سے منع کیا تھا۔

یار گھر کب جانا ہے یہاں پر لیٹے لیٹے تو مجھے لگتا ہے کہ میں سچ میں ہی مریض بن جاؤں گا۔

آرش نے اس کا منہ ٹھیک کرنے کی خاطر ادھر ادھر باتوں میں اس کا دھیان لگانا چاہا اور وہ ذرا سا ہی صحیح پر کامیاب ہو گیا تھا۔

زرم لالا گئے ہیں ایک بار ڈاکٹر اپ کا اور مہزلہ کا چیک اپ کر لے پھر اس کے بعد ہم سب گھر جائیں گے۔

اچھا باہر اور کون کون ہے اور مہزلہ کی طبیعت اب کیسی ہے۔

آرش نے اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک اور سوال پوچھا اور زلہ کا اس کو اپنی طرف دیکھنا اسے پزل کر رہا تھا اسی لیے وہ اپنی نظروں کو آرش کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ پر دیے ہوئے تھی۔

مہزلہ بھی ٹھیک ہے۔۔ اسے آپ سے ایک دن پہلے ہی ہوش آگیا تھا۔
اور باہر ملیار لالا،، بصیر لالا،، اور زرم لالا ہے۔۔۔

اور زلہ نے اسے جواب دیا ساتھ ہی اس کا فون بج اٹھا جس کی وجہ سے
آر ش کو اس کا ہاتھ چھوڑنا پڑا۔

اور آر ش جی بھر کر بد مزہ ہوا تھا۔

اور کال کرنے والے پر غصہ بھی آیا تھا۔

ابھی تو میں نہیں آسکتی ایسا کرو کینسل کر دو۔ ہر ایک کلائنٹ کا یہی مسئلہ
ہے۔۔ اب ہر دوسرے دن میں وہاں آہہ کر میٹنگ اٹینڈ کرو۔۔ تمہیں
میں نے اسی لیے مینیجر رکھا ہے وہاں کہ ہر دوسرے دن کلائنٹ کو تم ڈیل
نہیں کر سکتے۔۔

اور زلہ نے غصہ سے آگ بگولہ ہوتے کہا۔۔ اب تو ہر دوسرے کلائنٹ کا
یہی مسئلہ ہے کہ اونر سے ہی میٹنگ کرنی ہے۔۔

او کے میم۔۔ میں بولتا ہوں ان سے۔۔ اگر مجھ سے میٹنگ کرتے ہے تو
ٹھیک ورنہ کینسل کر دیتا ہوں۔۔

ابتسام نے کہتے ہی کال کٹ کر دی۔۔

اور زلہ نے بھی غصہ سے کال کاٹتے دوبارہ سے آرش کے پاس آتے بٹھی
اور آرش سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

— — — — —

برلاس وہ لوگ ابھی تک گھر کیوں نہیں پہنچے لالا لوگوں سے تم نے بات
نہیں کی کیا کال پر۔۔

زربیش بے تابی سے بار بار حویلی کے پورچ کو دیکھ رہی تھی جہاں پر کوئی بھی
گاڑی اندر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

میری لالا لوگوں سے بات ہوئی ہے ابھی پانچ منٹ پہلے ہی تو وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ ادھے گھنٹے کا راستہ ہے وہ لوگ پہنچ جائیں گے تم اتنی بے چین کیوں ہو رہی ہو ذرا سے صبر ہی کر لو۔

برلاس نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا جو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہر دو منٹ بعد اکر پوچھتی کہ وہ لوگ کب پہنچیں گے اور وہ لوگ کب پہنچیں گے۔

بڑی ہو تم سے تمیز سے جواب دیا کرو۔ دانت پیستے ہوئے جواب دیا جیسے کے اسے اپنے دانتوں کے نیچے چبار ہی ہو۔

ہو نہہ بڑی ہو تو بڑی ہی رہو اور بڑوں والی حرکت بھی تو لاؤ نا خود میں۔ برلاس نے بھی جلتے کھڑتے جواب دیا۔

تم نازیادہ منہ نہ لگا کر و میرے۔ جانتے تو ہو کہ منہ توڑ دیا کرتی ہوں میں۔۔ شان بے نیازی سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔

سیر یسلی تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں تم سے ڈر جاؤں گا اور تمہاری ان بونگی
دھمکیوں سے۔۔ ہائے ہائے میں تو ڈر گیا کوئی ہے بچاؤ مجھے بچاؤ پلیز۔۔
برلاس نے کمال کی اداکاری کرتے ہوئے ڈرنے کا مصنوعی سا ایکٹ کیا۔۔
ڈرنا تو تمہیں پڑے گا ایک بار میرے لالا کو اجانے دو پھر تمہیں بتاتی ہوں
میں کہ ڈر کسے کہتے ہیں۔۔

زیر لیش نے جب اسے ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے تن
بدن میں آگ سی جلتی محسوس ہوئی آخر وہ برلاس پر اپنے بڑے ہونے کا
رعب کیوں نہیں جمع پارہی تھی وہ ہمیشہ اسے زچ کرنے میں کامیاب ہی
رہتا تھا۔۔

تم۔۔۔ ابھی دونوں میں سے کوئی بھی جوابی کاروائی کرتا کہ گل نے ان
دونوں کو دیکھا۔۔

وہ دیکھو لالا لوگ اگئے ہیں۔۔

گل کی آواز سنتے دونوں نے داخلی دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے ملیار
اور بصیر سب سے پہلے اندر داخل ہوئے۔۔

اس کے پیچھے ہی صرم اور مہزلہ تھے اور ان کے پیچھے آرش اور اورزلہ۔۔
آرش اور مہزلہ ابھی ٹھیک سے چل نہیں پارے تھے مہزلہ کو بھی اپنے زخم
پر کیچھا و محسوس ہوتا تو وہی حال آرش کا بھی تھا۔۔

آرش تو خود کو سنبھال سنبھال کر چل رہا تھا بغیر کسی کے سہارے کے۔۔
اورزلہ پر وہ اپنا بوجھ نہیں ڈال سکتا تھا اسے یہ اچھا نہیں لگا۔۔ بصیر نے
اس کے پاس آکر کہا اسے سہارا دینے کی کوشش کی۔۔ لیکن عرش نے
اسے خود سے منع کر دیا۔ اسے تھا کہ اس کا جگری یار ملیار اس کے پاس
ائے گا اور اسے سہارا دے گا۔ اس کے منع کرنے کے باوجود بھی۔۔ لیکن
اس کا بھرم بھرم ہی رہا وہ اس وقت ٹوٹا جب ملیار اس کی طرف دیکھے بغیر
ہی ہاسپٹل سے باہر نکل آیا تھا۔۔

آرش کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا کہ یہ واقعی اس کا وہی جگری یار ہے جو اس پر اپنی جان چھڑکنے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگاتا تھا۔۔۔ اور آج انہی آنکھوں میں اپنے لیے اجنبیت کو دیکھتے ہوئے آرش کو گولی لگنے سے کہیں زیادہ اس وقت اپنے دل میں درد اٹھتا محسوس ہوا۔۔

ملیار نے اپنی پشت پر آرش کی بے یقین بھری نظروں کو محسوس کیا تھا۔۔ لیکن اگنور کرتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ اگر اس وقت وہ آرش کا جگری یار ہوتا تو شاید آرش پر اپنی جان چھڑکنے میں دیر نہیں لگاتا۔۔ لیکن اس وقت وہ اور زلہ کا بھائی تھا اپنی بہن کے ساتھ کیے ظلم کو وہ بھول نہیں پا رہا تھا۔۔۔ آخر اس کی بہن نے یہ سارا عرصہ سسکتے ہوئے درد سہتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں ہی تو گزارا تھا۔۔

اس سے بہتر اور زلہ کی تکلیف کو کون جان سکتا تھا۔۔ اسی لیے اس وقت اس کا آرش سے دور رہنا ہی بہتر تھا۔۔

لالا اپا گئے۔۔ سب سے پہلے زربیش ہی دوڑ کر زرم کے پاس جاتی اس
کے سینے سے لگتی لاڈاٹھوانے لگی۔۔

ہاں لالا کی گڑیا میں اگیا ہوں گھر۔۔ زرم خان زادہ نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

مہزلہ ابھی تک اسی کے سہارے ہی کھڑی تھی۔۔ نہ زرم نے اسے خود سے دور کیا تھا اور نہ ہی مہزلہ نے اس سے دور ہونے کی کوشش کی تھی۔۔

زرم اور زربیش کا پیار دیکھتے ہوئے گل آج بھی آنکھوں میں حسرت لیے ان دونوں بہن بھائی کو دیکھ رہی تھی۔۔

بے ساختہ ہی زرم نے اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس کی۔۔ تو گل کو اپنے اور زرش کی طرف دیکھتا ہوا پا کر اسے حادثے والے دن کی شہباز خان کی ساری گفتگو ایک کے بعد ایک یاد آتی چلی گئی۔۔

حادثے کے بعد سے ایک دن کے لیے بھی اسے چین بھلا کہاں آیا تھا۔۔۔

اخرا اس کی فیری زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔ اور ان سب واقعے

میں وہ گل کو تو بھول ہی چکا تھا بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ اس نے گھر کا ایک چکر بھی نہیں لگایا تھا۔۔

گڑیا یہاں ہوں میرے پاس۔۔ زرم نے اسے اپنی طرف انے کا اشارہ کیا تو۔۔ گل نے حیران ہوتے دوبارہ سے ہاتھ اپنی طرف کیا جیسے تصدیق چاہ رہی ہو کہ واقعی میں ہی۔۔

اس دوران اُرش ویہی لاونج میں پڑھے صوفے پر اپنے مورے کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا اور ساتھ ہی مہزلہ کو بھی زریش کے حوالے کرتے اسے بھی صوفے پر بٹھا دیا تھا۔۔

جی جی گل ورین یہاں آئے میرے پاس۔۔ زرم نے اس بار باقاعدہ اس کا نام پکارتے ہوئے اپنے پاس انے کا اشارہ کیا۔۔

تو گل حیران ہوئی اور تھوڑا عجیب بھی لگا۔ اس نے اس گھر میں پورا نام کسی کو بھی نہیں بتایا تھا پھر زرم کیسے جانتا تھا۔۔

سب بڑے بھی حیران ہوتے زرم کو دیکھ رہے تھے۔۔ کہ وہ اپنی چھوٹی بہن کے نام سے گل کو کیوں پکار رہا ہے؟؟

گل اہستہ اہستہ قدم اٹھاتے اس کے قریب گئی اور فاصلے پر کھڑے ہوتے مجرموں کی طرح سر جھکائے اس کے اگے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔۔ جب اسے اپنی تھوڑی کے نیچے زرم کا ہاتھ محسوس ہوا زرم نے نہایت ہی پیار اور عقیدت سے اس کا چہرہ اٹھاتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بالکل زریش کی طرح ہی اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

لڑکوں میں سے اس ایکٹ کو دیکھ کر کوئی بھی حیران نہیں ہوا تھا ہاں لیکن عورتوں میں سے مہزلہ کے علاوہ سبھی منہ کھولے اور ہونقوں کی طرح زرم کو دیکھ رہے تھے۔۔

زرم نے ان سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر ایک نظر گل کی طرف دیکھا جو خود بھی حیرت کے مارے انکھیں بڑی بڑی کیے زرم کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

زرم اسے اپنے ساتھ لیے ہی صوفے پر بیٹھا اور گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار حائل کرتے ایک کے بعد ایک حادثے والے دن کی ساری بات اور ساتھ ہی ساتھ اس ویڈیو کے بارے میں سارے گھر والوں کو بتاتا چلا گیا۔

اس سارے واقعے میں سب سے زیادہ شکڈ زریش کو ہی ہوا تھا کیا واقعی ہی وہ اس کی چھوٹی بہن تھی۔۔ اسے گل سے انسیت تو بہت تھی اور اسے بالکل چھوٹی بہنوں والی فیلنگ اتی تھی۔۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سب کچھ سچ بن کر اس طرح سے اس کے سامنے آئے گا۔

دادا اور دادی بھی اپنی جگہ حیران تھے عالم زیب اور اورنگزیب خانزادہ بھی پیار اور عقیدت سے اپنی نئی بھانجی کو دیکھ رہے تھے جو زرم کے حصار میں چپنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم نے بھی پیار بھری نظروں سے زریش کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی سی بہن کو بھی دیکھا۔

اس گھر میں آنے کے بعد گل کو ہر کسی کی طرف سے ہی بہت پیار ملا تھا لیکن اب جب سب کو گل کی حقیقت کے بارے میں معلوم ہوا تو سب کی نظروں میں اس کی اہمیت کئی گنا اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

گل میری بچی یہاں اور میرے پاس میری بیٹی کی ایک اور بھی نشانی ہے میں تو جانتی ہی نہیں۔ مجھے تو لگا کہ ان ظالموں نے میری بیٹی اور داماد کی طرح تمہیں بھی مار دیا ہو گا۔

دادی نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو گل بھی ڈرتے ڈرتے برلاس کی طرف دیکھتی جیسے کہ چاہ رہی ہو اس سے پوچھنا کہ وہ جائے یا نہ جائے۔ برلاس نے مسکراتے ہوئے اس کے معصوم چہرے پر کنفیوژن دیکھے تو مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔

گل تو حیرت سے یہ سب کچھ سن رہی تھی جس خواب کا اس نے کبھی تصور کیا تھا۔ وہ حقیقت بن کر اس طرح سے اس کے سامنے اس کا اللہ تعالیٰ

لائے گا۔ اور اسے اتنے سارے رشتوں سے نوازے گا ایسا تو اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا۔

لیکن آج جب یہ سب کچھ حقیقت بن کر اس کے سامنے آیا تو اس کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے شکر میں اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے اور سب ہی پریشان ہو گئے کہ شاید گل اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پار ہی۔

گل جا کر دادی کے پاس بیٹھی اور دادی نے بھی اسے پیار سے اپنے سینے سے لگایا اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔ دادا نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مان دیا تھا۔

اور زلہ تو نہیں لیکن مہزلہ یہ سب کچھ حسرت سے دیکھ رہی تھی خدا گواہ تھا جب سے وہ دونوں بہنیں اس گھر میں آئی تھیں۔۔۔ ان کی دادی نے ان کی طرف پیار بھری نظروں سے بالکل بھی نہ دیکھا تھا اگر وہ انہیں کچھ بولتی نہیں تھی تو انہیں پیار بھی نہیں کرتی تھی۔

زرم نے ایک نظر مہزلہ کی طرف دیکھا جو حسرت سے دادی کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔ اور اسے دل سے اس لڑکی کے لیے برا لگا تھا۔ لیکن خیر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا سب کچھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن کسی سے زبردستی اپنی بیوی کو وہ تسلیم نہیں کروا سکتا تھا۔ اسی لیے اہستہ سے زریش کو اپنے جگہ پرانے کا اشارہ کرتے وہ خود جا کر مہزلہ کے پاس بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔

مہزلہ نے بھی چونک کر دیکھا تو وہاں پر زریش کی جگہ زرم کو پاتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے اس کے شانے سے لگ گئی۔۔

اگر اسے دادی کا پیار نہیں ملتا تھا تو کیا ہوا۔۔

جب سے اس کی مورے کا انتقال ہوا تھا اس کی بڑی بہن نے کبھی مورے کی کمی اسے محسوس نہیں ہونے دی تھی۔۔ ہر قدم پر اپنی بڑی بہن کو بالکل اپنے مورے کی طرح ہی پایا تھا اس نے۔۔ باپ نے بھی ہر قدم پر اسے پیار دیا۔۔ ماں کا پیار بھی دوسری طرف شائلہ بیگم کی صورت میں اسے مل

رہا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس کا شوہر جو اس پر جان چھڑکنے سے بی
گریز نہیں برتا تھا۔ ایک رشتے کے پیچھے وہ اتنے سارے رشتوں کو نہیں
گنوا سکتی تھی بے شک اللہ تعالیٰ جو بھی کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی خیریت
ہی ہوتی ہے۔

مسکراتے ہوئے اس نے دل میں سوچا اور سب کو بھاری باری دیکھتے ہوئے
اس کی نظریں اور زلہ پر جا کر ٹھہر گئی تھی۔

جو اپنے فون میں مصروف شاید کسی کو میسج کر رہی تھی۔ اس نے ہمیشہ اپنی
بڑی بہن کو اپنے خول میں ہی سمٹے دیکھا تھا۔ اگر اس کی بڑی بہن کے
ایموشنز پیار اور دکھ بھری باتیں غصے بھری باتیں کسی کے سامنے تھی تو وہ
واحد اور اکیلی ہی تھی اور اب تو اس دکھ میں ملیار بھی شامل تھا۔

دل سے اپنی بہن کی دائمی خوشیوں کے لیے دعائیں کی تھی۔ وہ بھی چاہتی
تھی کہ بالکل اس کے ہی کی طرح آرش لالا بھی بن جائے اور اس کی بہن

کو ہمیشہ دنیا کے سرد و گرم ہواؤں سے اپنے محفوظ حصار میں چھپائے رکھے۔۔

گہری سانس بھرتے ہوئے۔۔ اتے وقت زرم نے اسے زبردستی جو دوائیاں کھلائی تھی اب دھیرے دھیرے سے اس کی پلکیں باری ہونے لگی۔۔

شاید اس پر غنودگی طاری ہوتی جا رہی تھی اور زرم کے شانے سے لگ کر وہ کب نیند کی وادیوں میں گم ہوئی اسے کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔۔
سب ابھی بھی ہستے مسکراتے باتیں کرنے میں مصروف تھے لیکن مہزلہ زرم کے شانے سے لگ سو گئی تھی۔۔ اور زلمہ نے محسوس کیا ساتھ ہی زرم نے بھی محسوس کیا تھا۔۔

اور زرم نے اسے آرام دہ انداز میں صوفے پر بالکل اپنے پاس ہی لٹاتے اس کے پاؤں اپنے گود میں رکھے تھے۔۔

اس کے پیروں کو جوتوں سے آزاد کرتے ہوئے اور زلہ نے محسوس کیا کہ ایک پل کے لیے بھی زرم کے ماتھے پر شکن نہیں آئی تھی۔۔

اتی بھی کیوں وہ تو اس کی بہن کا دیوانہ تھا اور دیوانے تو ہوتے ہی ایسے ہیں اپنے محبوب کے کسی کام کو ہاتھ لگاتے وقت ان کے ماتھے پر شکن بلا کہا محسوس ہوتی ہے ہاں لیکن دیوانہ وار نظروں سے وہ اپنے محبوب کو ضرور تکتا رہتا ہے۔۔

اور زلہ ابھی بھی محسوس کر رہی تھی وہ نہایت ہی پیار بھری نظروں سے مہزلہ کے سوئے ہوئے چہرے کو محبت سے تک رہا تھا جیسے کہ اسے نیند سے جگا کر اپنے سینے میں بینچنا چاہتا ہو۔۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کے نیند کا خیال بھی ہو۔۔

اور ایسے ہی تو ہوتے ہیں دیوانے بالکل زرم خانزادہ جیسے جو مہزلہ خانزادی "کادیوانہ تھا"

اس کے عشق میں پاگل۔۔ کوئی یہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ 32 سالہ خاندانہ
ایک 21 سالہ خاندانی پر اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔

لالا وہ سو گئی ہیں تو آپ ایسا کریں کہ اسے کمرے میں چھوڑ کر جائیں کہیں
یہاں پر لیٹے لیٹے بے آرام نہ ہو جائے۔۔

زرباش نے زرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو زرم نے بھی ہاں میں سر
ہلاتے اسے اپنی گود میں اٹھایا۔۔

روحان کہاں ہے وہ دکھائی نہیں دیا مجھے۔۔ جانے سے پہلے بے ساختہ ہی
زرم نے روحان کے بارے میں پوچھا۔۔

اس نے آپ دونوں کا انتظار تو بہت کیا لیکن پھر انتظار کرتے کرتے ہی سو
گیا۔۔

لیکن یہ کہنا بالکل بھی نہ بولا تھا کہ پھوپھو آپ میرے بابا اور بڑی دونوں کو
بتانا کہ وہ بابا سے ناراض ہیں اور بڑی سے کہنا کہ بابا سے دور ہی رہے اور
دونوں ہی بابا سے ناراض ہے۔۔

زربش خانزادی نے بالکل من و من روحان کی بات ذرم خانزادہ کو بتائی تو
بے ساختہ ہی ذرم نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اور ساتھ ہی ایک نظر اپنے
باہوں میں سوئے ہوئے وجود کو دیکھا جو معصومیت سے اس کے سینے سے
لگی گہری گہری سانسیں بھر رہی تھی۔

یعنی کہ اس کے دونوں بچے کل اس سے ناراض ہوں گے اور کل سے پہلے
پہلے ہی اسے اپنے دونوں بچوں کو منانا تھا۔

سوچتے ہوئے مسکراتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا مہزلہ کو بھی
ساتھ لیے۔

کسی بڑے نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا اس وقت مہزلہ کو ذرم کی ضرورت
تھی تو ذرم کو بھی مہزلہ کی ضرورت تھی۔

دونوں کے ابھی رخصتی تو نہیں ہوئی تھی لیکن بہت ہی جلد سب بڑوں نے
فیصلہ کیا کہ وہ سب بچوں کی ہی رخصتی کروائیں گے جس جس کا بھی ولیمہ
پینڈنگ پر تھا۔

برلاس اور گل کا بھی،، اور زلہ اور آرش کا بھی،،

مہزلہ اور زرم کا بھی،،

تھوڑا سا آرش اور مہزلہ بچے کا طبیعت ٹھیک ہو جاتا ہے تو ہم سب کا ولیمہ رکھ دیں گے۔۔

دادا نے باقاعدہ سارے گھر والوں کے سامنے اعلان کیا تو بینگ پارٹی تو بہت خوش ہوئی تھی لیکن اور زلہ کے چہرے پر سایہ ساا کر لہرایا۔۔

سب کیوں اتنے بے حس ہوتے ہیں محض صرف اپنے سکون کی خاطر معافی کا لفظ مانگتے ہیں اور سامنے والا بندہ اگر کہہ دے کہ وہ اس نے معاف کر دیا ہے تو وہ بڑے ہی خوشی خوشی جا کر خود کو سکون محسوس کرواتا ہے۔۔۔ لیکن کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ سامنے والے بندے نے اگر معافی دی ہے تو اس کے اپنے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔۔

یہی حال اور زلہ کا بھی تھا چاہے وہ آرش کو معاف نہیں کر پائی تھی لیکن ابھی تک اپنے دل میں گزرے اپنے سسک سسک کر روناد کھ بھری راتیں

گزارنا اور آرش کا بے اعتبار کرنا بھری محفل میں عزت اچھلنا ابھی تک وہ
یہ سب بھولی نہیں تھی۔۔

بغیر کسی کو کسی بات کا جواب دیے وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

کیا ہوا تم اس طرح سے سب کے پاس سے اٹھ کر یہاں پر کیوں آگئی۔۔

آرش کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔

اور زلہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران ہوئی لیکن

اگلے ہی پل سرد نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

کیونکہ سب نیچے خوشیوں کی باتیں کر رہے تھے اور میں جانتی ہوں کہ مجھے

خوشیاں زیادہ دیر تک راست نہیں آتی اس لیے میں اٹھ کر یہاں پر آگئی۔۔

اور زلہ کی نظریں اس وقت کھڑکی سے نظراتے نیچے لان کی طرف تھی۔۔

اس کی بات سن کر آرش تڑپ اٹھا۔۔

اس بار ایسا بالکل بھی نہیں ہو گا اس بار میں اپنی خوشیوں کے درمیان کسی کو بھی آنے نہیں دوں گا۔ اور پلیز تم بھی ایسا سوچنا بند کر دو۔

آرٹھ نے باقاعدہ اس کے پاس جا کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن اس کے ہاتھ پکڑنے سے پہلے ہی اور زلہ اس سے دور ہو گئی۔

دور رہ کر بات کرو مجھ سے۔ اپنی زندگی میں ہوئے سارے خسارے کو میں ابھی تک بھولی نہیں ہوں۔

اور زلہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔

تو اس کے سر دلچے کو دیکھتے ہوئے آرٹھ اس سے دوری بنا گیا۔

اس لڑکی کو زندگی کی طرف کیسے لانا ہے یہ بات وہ بخوبی جانتا تھا۔

اب مزید اسے خود سے دور رکھ کر وہ کوئی بھی سنگین قدم اٹھانا نہیں چاہتا تھا جیسا وہ لڑکی چاہتی تھی وہ بالکل ویسا ہی بننا چاہتا تھا۔

وہ مانتا ہے کہ بہت ساری غلطیاں کی ہیں اس نے اور زلہ پر اعتبار نہ کر کے تو

اس نے شاید زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔ لیکن ابھی اپنی اسی

غلطی کو سدھارنے کے لیے اسے وہ دوسری بار دوسرا موقع دے رہی تھی۔۔

تو آرش کے لیے یہ موقع ہے غنیمت تھا وہ کسی بھی حال میں اس موقع کو
گنوانا نہیں چاہتا تھا۔۔

اس کے قریب جاتے ہوئے اسے زبردستی اپنے سینے میں بیچ لیا تھا اس کے
کمر کے گرد زور سے اپنے بازو حائل کرتے ہوئے آرش نے اسے اپنے سینے
سے لگایا تو ایک پل کے لیے اس کے سینے میں درد کی لہر اٹھی کیونکہ زخم پر
اور زلہ کا سربری طرح سے ٹکرایا تھا۔

چھوڑ مجھے یہ تم کیا کر رہے ہو دماغ خراب ہو گیا ہے کہ آج تمہارا۔۔ اور زلہ
نے بالکل بھی مزاحمت نہ کی تھی جانتی تھی کہ اس کے دل کے مقام پر گولی
کا زخم ابھی بھی تازہ ہے زیادہ مزاحمت کرنے سے وہاں سے خون رسنا
شروع ہو جائے گا جو کہ اس کی طبیعت کے لیے اچھا ثابت نہیں ہو گا۔
ہائے ہائے ہائے ہائے یہ عشق بھی نہ عاشق سے کیا کیا کروا تا ہے۔۔۔"

ستمگر کے اتنے ظلم ستم ڈھانے کے بعد بھی وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی اسے خود سے شدید نفرت محسوس ہوئی اس پل۔۔

کیوں کر آخر وہ اس انسان سے نفرت کیوں نہیں کر پاتی۔۔ اس کے خیال میں کسی سے نفرت کرنا اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے لیکن سامنے کھڑے انسان سے وہ نفرت کیوں نہیں کر پاتی اور آرش خانزادہ اس کی نفرت کا شکار کیوں نہیں ہوتا۔۔

اس وقت اس کا دل چاہا کہ خود کو ہی کھڑکی سے گرا کر نیچے لان میں کود جائے اور اس کے جسم پر اتنے زخم لگے کہ وہ کبھی بھر نہ پائے اور وہ اس وقت مر جائے۔۔

آرش اس کے مزاحمت نہ کرنے پر زخمی سا مسکرایا تھا جانتا تھا کہ وہ بھی اس کے بارے میں سوچ رہی ہے لیکن اس نے کیا کیا تھا بھری محفل میں اپنی ہی بیوی کو اپنے ہی دیوانی کور سوا کر دیا۔۔

نفرت تو اس وقت اسے خود سے بھی محسوس ہوئی تھی۔۔

دونوں عاشق نے ایک دوسرے کے ایک دوسرے سے نفرت کرنے کے بجائے وہ خود سے ہی نفرت کر رہے تھے لیکن دونوں کے نفرتوں میں بھی الگ الگ ہی اگ سی بڑکی ہوئی تھی۔۔

ایک طرف اور زلہ اگر اپنی نفرت میں صرف خود کو جلا کر جلا کر راک کر دینا چاہتی تھی۔۔

تو دوسری طرف آر ش اپنی نفرت میں دونوں کو خوشحال زندگی گزارنے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔۔

ان دونوں کی نفرتوں کا اگے جا کر کیا انجام بننے والا تھا اس بات سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔۔

جہاں سارے گھر والے ان کی رخصتی کی تیاریاں کرنے میں مصروف تھے وہی یہ دونوں اپنی اپنی نفرتوں میں ایک دوسرے کے باہوں میں موجود تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

یا اللہ تیرا بہت بہت شکر ہے کہ تو نے مجھے میرے رشتے واپس عطا کر دیے۔۔

میں جتنا اپ کا شکر ادا کروں اتنا ہی کم ہے۔۔

یہ بات میرے لیے بہت ہی قابل شکر ہے کہ ایک یتیم لڑکی کو اپنے اتنے سارے رشتے عطا کیے۔۔

میں اپ کا شکر یہ کن الفاظوں میں ادا کروں مجھے سمجھ نہیں رہا اللہ پاک۔۔
گل جائے نماز پر بیٹھی رو رو کر ہاتھوں کو دعا کی صورت میں اٹھائے اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی۔۔

برلاس جو کب سے ہی بیڈ پر بیٹھا اپنی بیوی کو روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔ مزید اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ وہ انسو بہائے کیونکہ پچھلے ادھے گھنٹے سے وہ یوں ہی جائے نماز پر بیٹھی دعا کی صورت میں ہاتھ اٹھائے بس اللہ کا شکر ہی ادا کر رہی تھی۔۔

برلاس کو اس کے شکر ادا کرنے سے کوئی بھی مسئلہ نہیں تھا لیکن وہ ہنوز بار بار روئے ہی جا رہی تھی بے شک وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جو انسان جتنی ہی شدت سے دعا مانگتا ہے روتے ہوئے تب ہی اس کی دعا اتنی ہی جلدی قبول ہوتی ہے۔۔ وہ اسے روک بھی نہیں رہا تھا لیکن اندر ہی اندر کہیں نہ کہیں اس کے انسو کو دیکھ وہ پریشان بھی تھا۔۔

مزید تقریباً دس منٹ گزرنے کے بعد گل نے اپنے انسوؤں سے ترچہ چہرے کو صاف کیا اور جائے نماز اٹھا کر طے کرتی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے کے بعد وہ برلاس کے پاس اکریڈ پر بیٹھ گئی تھی۔۔

اتنا روتی کیوں ہو تم ہاں میرا روتو بچہ۔۔ برلاس نے اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

میں کب روئی میں بالکل بھی روتو نہیں ہوں۔۔ اس کے روتو نام دینے پر گل نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔۔

اوہو اب میرا رتوں بچہ ناراض بھی ہو گیا ہے۔۔

میں آپ سے کہہ رہی ہوں ناکہ میں روتی نہیں ہوں کیوں آپ بار بار مجھے
روتی کہہ کر چڑا رہے ہیں۔۔

اچھا تو جا کر اپنے میں پہلے اپنی شکل دیکھو تم واقعی ہی ایک روتی بچہ ہی لگ
رہی ہو جا کر اپنے انکھیں دیکھو کس طرح سے سرخ ہو رہی ہے اور اپنی
ناک کو بھی دیکھو کس طرح سے پھلار کھا ہے تم نے۔۔
برلاس نے مزید شرارت کرتے ہوئے اسے تنگ کیا اور وہ تنگ ہو بھی گئی
تھی۔۔

آپ بہت برے ہیں مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی جارہی ہوں میں اپنے
لالا کے پاس۔۔

گل کے توانداز ہی نہ لے تھے اسے اپنی فیملی کیاملی وہ تو برلاس کو چھوڑنے
پر بھی راضی ہو گئی ہو۔۔

برلاس حیرت سے منہ کھولے ہو نقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا جواب بیڈ
سے اٹھ کر دو قدم چلتی کمرے سے نکلنے ہی والی تھی۔۔

بہت زیادہ نہیں جلدی ہو رہی تمہیں مجھ سے دور ہونے کی۔۔۔

برلاس پھرتی سے اٹھتا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے لا کر اسے بیڈ پر بٹھاتے کہا۔۔

اب اپ مجھے تنگ کریں گے تو میں اپنے لالا کے پاس ہی جاؤں گی ناپ کے ان سے شکایت کرنے۔۔

منہ چڑھا کر شکایت کرنے والے انداز میں کہتی وہ واقع ہی اس وقت برلاس کو بچی ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔

جا کر ایک بار اپنے میں خود کو دیکھ تو لو خود ہی بچی لگ رہی ہوا گر میں بچی بولوں تو تمہیں غصہ بھی ارہا ہے۔۔ مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔

اب تو میں سچ میں ہی چلی جاؤں گی اپ کو قدر ہی نہیں ہے میری۔۔ گل نہیں نروٹے پن سے کہا اور دوبارہ بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن برلاس نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے اسے بیڈ پر لٹھایا اور اس کے اوپر کسی کالی گٹا کی مانند چھا گیا۔۔

کیا کر رہے ہیں آپ ٹائم دیکھا ہے آپ نے ابھی ملازمہ اجائیں گی کہ دوپہر
کے کھانے کے لیے اجائے سب اور آپ کو پتہ نہیں کیسی حرکتیں سوچ رہی
ہیں۔۔

اج تو گل کی زبان نہایت ہی فر فر چل رہی تھی۔۔

برلاس جتنا حیران ہوتا اتنا ہی کم تھا خراپنی بیوی کا ایسا روپ پہلے بلا کب
دیکھا تھا جواب دیکھنے کو مل رہا ہے۔۔

مجھے لگتا ہے کہ تمہاری زبان مجھے اپنی طریقے سے ہی بند کروانی پڑے گی
ورنہ جب سے تمہیں تمہارے رشتے ملے ہیں بقول تمہارے تمہاری فیملی
تمہیں مل گئی ہے اب تو تمہاری زبان فر فر ہی چلے گی۔۔

برلاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا تو اگلے ہی
پل گل کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔

برلاس کا سنجیدہ روپ بلا وہ کہاں برداشت کر سکتی تھی۔۔

وہ وہ میں تو بس مذاق کر رہی تھی۔۔ گل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

اچھا تو مذاق اس طرح سے ہوتا ہے کہ شوہر کو ہی باتیں سناؤ گی تم اب۔۔
برلاس نے اس کی پتلی ہوتی حالت دیکھتے ہوئے نہایت ہی بمشکل اپنی
مسکراہٹ ضبط کی اور مزید سنجیدگی سے کہا اسے تنگ کرنے میں اب
برلاس کو مزہ جوار ہا تھا۔۔

تو تو میں میں آپ سے سوری بول دیتی ہوں۔۔ میرا ارادہ آپ کو ہرٹ
کرنے کا نہیں تھا۔۔ گل بیچاری نہایت ہی سیدھی سادھی سی لڑکی تھی وہ
کہاں بلا اپنے شوہر کے نخرے اور تنگ کرنے والے انداز کو سمجھ سکی
تھی۔۔

اسی لیے برلاس نے اگر تھوڑی سی سنجیدگی دکھائی تو مقابل گل کی جان ہی
ہوا ہو گئی تھی۔۔

سوری اب سوری کا کیا کروں میں تم نے جتنا کچھ کہنا تھا جو کچھ سنانا تھا وہ تو سنا لیا اور ساتھ ہی ساتھ تم نے دھمکی دی کہ اب تم اپنے لالا کے پاس چلی جاؤ گی یہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔

برلاس ہنوز سنجیدگی سے الفاظ ادا کرتے ہوئے گل کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جواب اہستہ اہستہ سے نمی سے بھرتی جا رہی تھی۔

اس بار گل نے اس کی باتوں کا کوئی بھی جواب نہ دیا ہاں البتہ آنسو لڑیوں کی مانند اس کی گال پر بہنا شروع ہو چکے تھے۔

گل کے آنسو کو دیکھ کر تو برلاس کے اوسان ہے خطا ہو گئے تھے کہاں جانتا تھا بلا کے چھوٹا مذاق اتنا سنجیدہ ہو جائے گا کہ اس کی معصوم سی بیوی رونے ہی لگ جائے گی۔

ہے ہے ہے گل میری جان رونا بند کرو میں تو صرف آپ کو محض تنگ کر رہا تھا کیا میری آنکھوں میں آپ کو شرارت نظر نہیں آرہی۔ کیوں

ہو تم اتنی سیدھی ساری معصوم سی۔۔ برلاس نے پیار سے اس کی آنکھوں
سے آنسو صاف کیے اور ساتھ ہی کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔۔
واقعی ہی گل کافی معصوم تھی ذرا سا شرارت بھی وہ نہ سمجھ سکی کہ برلاس
اسے صرف تنگ کر رہا ہے اور وہ معصوم دل کی لڑکی اس سے ڈر گئی تھی کہ
اس کا شوہر اس سے ناراض ہو گیا ہے اور ناراض بھی اس نے خود ہی کیا۔۔
دور ہو جائیں اب مجھ سے اب گلے لگانے کی کیا ضرورت ہے اتنا سارا ڈانٹ
تولیا اپنے۔۔ اور اب مذاق کا رخ دے رہے ہیں بات کو۔۔
حالانکہ اپنے دل کی بڑا اس تو ساری اپ نے مجھ پر نکال لی مذاق ہی مذاق
میں۔۔

گل نے روتے ہوئے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اسے خود
سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن برلاس نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے
ہوئے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔

اوہو میرا روتو بچا ایسا تو میں نے کچھ بھی نہیں سنایا اور میں واقعی میں ہی
صرف آپ کو تنگ کر رہا تھا میری جان اگر میری باتوں سے آپ ہرٹ ہوئی
تو میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔۔

برلاس نے نہایت ہی پیار بھرے لہجے میں اس کے انسود و بارہ سے اس کے
گالوں پر لڑکنے سے پہلے ہی صاف کیے اور ساتھ ہی ساتھ وہ معافی بھی
مانگ رہا تھا۔۔

اب کیا فائدہ۔۔ گل نے معصومیت سے روتے ہوئے کہا۔۔

تو برلاس کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔

جو اپنے چہرے پر ڈھیروں معصومیت لیے روئی روئی سرخ آنکھوں کے
ساتھ سیدھا اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔۔

تو پھر کس چیز میں فائدہ ہے وہ بتا دو میں اپنی بیوی کے لیے وہ بھی کرنے کو
تیار ہوں۔۔

برلاس نے اس کے بالوں میں انگلیاں پساتے ہوئے اپنے انگوٹھے سے اس کے دائیں گال کو سہلاتے کہا۔

اپ میرے اوپر سے تو اٹھ جائیں اتنے باری ہیں اپ اوپر سے مجھے سانس نہیں ارہی اتنی زور سے اپ نے مجھے بیچ کر کھا ہے خود میں۔

گل نے نروٹے پن سے کہتے ہوئے اسے خود سے تھوڑا دور کرنا چاہا لیکن برلاس نے اپنی گرفت تھوڑی ڈیلی کی لیکن اسے مکمل ابھی اپنے حصار سے ازاد نہیں کیا تھا۔

یہ سب کہنا بند کر دو دور جانے والی باتیں میں بالکل بھی نہیں مانوں گا تمہاری۔

برلاس نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

اس سے پہلے کہ دونوں میں سے مزید کوئی بات کرتا ملازمہ نے دروازے پر دستک دے کر دوپہر کے کھانے کا پیغام ان کو دیا۔

لوجی اگیا بلاوا تمہارے ظالم سسرالیوں کا۔۔ جو کبھی بھی سکون سے مجھے
رو مینس کرنے ہی نہیں دیتے۔۔

برلاس نے جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے والے انداز میں کہا تو گل نے گھور
کر اس کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں سے اسے خود پر سے دور ہٹنے کا
اشارہ بھی کیا۔۔

چلو چلی جاؤ تم بھی کیا یاد رکھو گی کہ کس سخی سے پالا پڑا تھا۔۔ برلاس نے
جکھتے اس کے سرخ سی آنکھوں پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتے کہا۔۔
تو گل کی سرخ آنکھوں کی طرح اس کا پورا چہرہ ہی سرخ انار کی طرح دہک
اٹھا۔۔

اب اپ میرے اوپر سے اٹھیں گے تبھی تو میں جا پاؤں گی نا۔۔
برلاس ہنوز اس کے سرخ چہرے کو مبہوت ہوتی نگاہوں سے دیکھنے میں
مصروف تھا کہ گل کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں آیا اور اگلے ہی اس کے
ماتھے پر جکھتے عقیدت سے بوسہ دیتے اس کے اوپر سے اٹھا۔۔

اور گل تو جیسے موقع کی تلاش میں تھی برلاس کے اٹھنے کی دیر تھی کہ وہ
بھی پھرتی سے اٹھی اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کرتے دوپٹہ تمیز سے اڑتے
ہوئے وہ اسے بھی انے کا کہتی اس کمرے سے باہر نکل گئی۔

پیچھے برلاس بھی بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراتے اس کے پیچھے ہی نکل آیا
تھا۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

بڑی اپ یہ کیوں کھا رہی ہیں ہم تو بابا سے ناراض ہیں نا اور ہمیں باہر کھانے
کا پلان بنانا ہے۔

روحان نے سرگوشی نما آواز میں مہزلہ کا بازو کھینچتے ہوئے اسے اپنی طرف
متوجہ ہوتے کہا۔

تو وہ تو بعد میں ہم پلان بنائیں گے نا بھی تو مجھے بھوک لگ رہی ہے اور دیکھو
تو صحیح مورے نے میری فیورٹ بریانی بھی بنائی ہے۔

مہزلہ نے للچائی آنکھوں سے ایک نظر بریانی کے ڈش پر ڈالی اور دوسری نظر وہ معصومیت سے کہتے ہوئے روحان کو جیسے امادہ کر رہی تھی کہ ابھی نہیں وہ لوگ رات کا پلان بنالیں گے ڈنر باہر کے لیے۔۔

او کے چلیں ٹھیک ہے بڑی ابھی ہم کھانا کھا لیتے ہیں بریانی تو میری بھی فیورٹ ہے روحان نے بھی کہا اور ساتھ ہی دونوں خوشی بخشی کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔۔

زرم جوان دونوں کی گفتگو ہوئی سن رہا تھا مسکراتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا جواب بریانی اپنے اپنے پلیٹ میں لینے کے بعد مزے سے دونوں کھا رہے تھے۔۔

ان دونوں کے بچپن کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا دیا تھا۔۔ واقعی میں ہی وہ دونوں اس کی زندگی کی جان تھے۔۔

بابا پ نے کہا تھا کہ سارے بچوں کی رخصتی کرنی ہے تو ان کے لیے ولیمے کا فنکشن بھی رکھنا ہو گا تو کیوں نہ تیاریاں ہم آج سے شروع کریں اور اگلے ہفتے ہی ہم فنکشن رکھ لیں۔۔

عالم زیب خان زادہ نے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

بات تو تمہاری ٹھیک ہے اگلے ہفتے تک ہی رکھ لیتے ہیں تب تک مہرلہ اور آرش بچہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔

دادا کی بات سن کر سارے کپلز اور ینگ جنریشن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا سب کے چہرے پر ہی مسکراہٹ تھی سوائے اورزلہ کے۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا واقعی میں ہی اسے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا جب بھی خوشیوں نے اس کے دامن کے راستوں کا چناؤ کیا تو ہمیشہ ہی اس کا دامن خالی رہ جاتا۔۔

آرش جو اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر خوف دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے جیسے اپنے ہونے کا یقین دلایا۔۔

تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ اگلے ہفتے ہی فنکشن سارے سٹارٹ کر لیتے ہیں
برلاس اور زرم کا تو ولیمہ ہی ہو گا لیکن آرش کا تو مہندی کا فنکشن بارات اور
ساتھ ساتھ ولیمہ بھی رکھ لیں گے۔۔

عالم زیب خانزادہ نے ایک اور بار اور نگزیب خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے ایک نظر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں
خوف لیے چہرہ ان کے دیکھنے پر جھکا گئی تھی۔۔

زلے میری بیٹی کیا تم راضی ہو۔۔ اگلے ہفتے ہی ہم تمہارے اور آرش کا
رخصتی کرنے کا کہہ رہے ہیں اگر تم راضی ہو تو مجھے بتا دو میں بھی راضی ہو
جاؤں گا اور اگر تم ابھی نہیں کرنا چاہ رہی یہ سب تو میں روک بھی سکتا ہوں
تمہارے لیے۔۔

اور زلہ نے حیرت سے اپنے بابا کی طرف دیکھا جنہوں نے آج پہلی بار انہیں
بیٹی ہونے کا مان بخشا تھا۔۔

اب سبھی اور زلہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اس کے راضی یا پھر نہ
راضی ہونے کا جواب سننے کے لیے سبھی بے تاب تھے خاص کر کے
آرش۔۔

میں راضی ہوں بابا جیسا اپ لوگوں کو ٹھیک لگے ویسا ہی کریں۔۔
اگر اور نگزیب خانزادہ نے اسے مان بخشا تھا تو اور زلہ نے بھی اسے بابا کہہ
کر مان بخش دیا تھا اور نگزیب خانزادہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔
کاش آج آمنہ بھی زندہ ہوتی دل نے اسے دہائی دی۔۔
محبت کو اتنی آسانی سے بلا کہاں بلایا جاسکتا ہے وہ بھی وہ محبت جس سے اپ
کی اولاد بھی ہو۔۔

مہزلہ بھی دل سے اپنی بہن کے لیے خوش ہوئی تھی۔۔
اور زلہ نے سب کو دیکھا جواب اپنے اپنے کھانے کی طرف متوجہ تھے تو
اس نے بھی اپنا ہاتھ آرش کے ہاتھ سے چھڑانا چاہا لیکن آرش نے ایسا نہ
ہونے دیا۔۔

آرش چھوڑو میرا ہاتھ کیا کر رہے ہوا گر کوئی دیکھ لے تو کیا سوچے گا۔
اور زلہ نے دانت پیستے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اس کی طرف جھکتے
ہوئے کہا۔

اس کی گرم گرم سانسوں کا شور آرش کے کان کے لوپر ٹکرایا تو آرش نے
خمار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

آرش کی نظروں میں چھاپے خمار کو دیکھ کر اور زلہ کے اوسان خطا ہو گئے
اور وہ سیکنڈ سے پہلے اپنی کرسی پر ٹھیک ہو کر بیٹھی۔

تم کیوں ابھی سے میرے جذباتوں میں طوفان برپا کر رہی ہو۔
گمبھیر لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے آرش نے اسے اپنے جذبات کے
بارے میں بتانا چاہا۔

اور زلہ کو ذرا بھی انٹرسٹ نہیں تھا اس کی باتوں میں اسی لیے گھور کر اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بغیر اس کی بات کا جواب دیتے وہ دوبارہ سے اپنے
کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔

میری جان ابھی ایک ہفتہ باقی ہے اس طرح گھور کر اپنے دشمن جاں پر ستم نہ کرو۔

اس کے چپ ہونے پر آرش چپ نہ ہوا بلکہ وہ ہنوز اسے مزے سے تنگ کرنے میں مصروف تھا۔

اگر ایک سیکنڈ سے پہلے تم چپ نہ ہوئے تو میں یہاں سے اٹھ کر چلی جاؤں گی۔

ہاں میری جان میں بھی تو تم سے یہی کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ کمرے میں چل کر ایسی باتیں کرتے ہیں ویسے بھی یہ باتیں سب کے بھیج کرنے کی تھوڑی نہ ہوتی ہے۔۔۔ ارش نے بے باقی کی انتہا کرتے ہوئے کہا تو اور زلہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔

اپ میں کوئی تمیز شرم یا غیرت نام کا ہار مون پیدا ہوا ہے یا نہیں۔۔۔ اور زلہ نے دانت پیستے ہوئے اس کی طرف سرخ چہرے سمیت دیکھتے کہا۔

نہیں یار مورے بتاتی ہے کہ پیدا ہوتے ہی انہوں نے بہت احتیاط سے انجکشن لگوائے تھے میرے اسی لیے غلط ہار مونز پیدا ہی نہیں ہوئے۔۔۔
اج تو آرش نے بھی جیسے قسم کھا رکھی تھی کہ ہر حال میں اور زلہ کو تنگ کرنا ہے تو تنگ کرنا ہی ہے۔۔۔ آرش کا مقصد صرف اور صرف اس کے ذہن سے اس بات کو نکالنا تھا جو وہ سوچے ہوئے تھی کہ خوشیاں اسے اس نہیں اتی اور جب بھی خوشیوں کا موقع آتا ہے تو کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے۔۔۔
تھوڑا ہی صحیح پر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔

اور زلہ نے اس بار اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا اس نے اٹھ کر کمرے میں جانا چاہا لیکن آرش نے اس کا ہاتھ بالکل بھی نہ چھوڑا۔۔۔
اچھا چلو اب کچھ نہیں کہتا کھانا کھاؤ اس کے بعد ہی کمرے میں جانے دوں گا ورنہ بالکل بھی نہیں۔۔۔

آرش نے اس پر بالکل اس طرح حق جتایا جیسے کہ وہ اسے معاف کر چکی ہو اور وہ دونوں بالکل نارمل ہو۔۔۔

کس خوشی میں آپ مجھ پر حق جتا رہے ہیں آپ کو پتہ نہیں کہ ابھی تک میں نے آپ کو معاف نہیں کیا۔ اور زلہ کو تو تپ ہی چھڑ گئی تھی منہ بسورتے ہوئے اس نے آرش کو جواب دیا۔

ہاں تو میری جان میں نے ایسا کب کہا کہ تم نے مجھے معاف کر دیا ہے اور نکاح میں ہوں میرے حق تو جتاؤں گا نا۔ "آخر کار تم میرے عشق کی اکلوتی وارث ہو"۔

اچھا اب اپنے یہ ڈائلاگ بازی بند کرو اور مجھے جانے دو یہاں سے میں نے کھانا نہیں کھانا۔

تمہیں میرے جذبات ڈائلاگ کی طرح لگ رہے ہیں۔

آرش نے باقاعدہ صدمے سے اپنا منہ ہی کھول لیا تھا حیرت سے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بغیر کسی کا لحاظ کیے اس نے تیز آواز میں کہا تو سب نے چونک کر بے ساختہ ہی آرش کی طرف دیکھا۔

کیا ہوا لا سب ٹھیک تو ہے نا۔

عنایہ نے اپنے لالا کے اتنی اونچی آواز سنی تو بے ساختہ ہی بوجھ بیٹھی۔۔

عنایہ کے پوچھنے پر آرش بھی اس کی طرف متوجہ ہوا اور آج ایک دن کے بعد اس نے اپنی لاڈلی بہن کو دیکھا۔۔

اس کی لاڈلی بہن سرخ سفید چہرہ لیے اپنے پھولے ہوئے وجود کے ساتھ خوبصورتی سے بیٹھی اپنے شوہر سے اپنے نخرے اٹھوار ہی تھی اور باقاعدہ اس کے ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی۔۔

کچھ نہیں لالا کی جان میں ٹھیک ہوں تم کھانا کھاؤ۔۔

کھانا کھانے کے بعد ہم سب انس کریم کھانے جائیں گے۔۔ آرش نے مہزلہ اور روحان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ دونوں اس گھر میں شدید انس کریم کے دیوانے تھے۔۔

یا ہوووووو۔۔ سب سے پہلے روحان نے ہی یاہو کا نعرہ لگاتے ہوئے

آرش کی بات سے سہمتی ظاہر کی۔۔

یہاں بیٹھے بیٹھے اور زلہ کو اپنے سر میں درد کی لہریں اٹھتی محسوس ہوئی مزید وہ یہاں سب کی باتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی نہ جانے کیوں عجیب سا لگ رہا تھا اسے وہ کمرے میں جا کر بس لیٹ جانا چاہتی تھی تھکن اس کے پورے وجود پر حاوی تھی اور اس کا انگ انگ درد کر رہا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے صدیوں سے بخار ہو۔

میرا ہاتھ چھوڑ مجھے کمرے میں جانے دو مجھے آرام کرنا ہے۔۔ سر میں درد ہے میرے۔۔

اور زلہ نے ارش کی طرف دیکھتے ہوئے درمیانے آواز میں اپنا ہاتھ چھوڑنے کے لیے کہا۔

آرش نے بھی اس کی آواز میں تھکن محسوس کی اور اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

جو آرش کو زرد سا معلوم ہوا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے نمایاں تھے ساتھ ہی ساتھ چہرے کی رنگت زردی جیسے تھی کہ خون کا آخری بوند بھی اس کے جسم سے کسی نے نچوڑ لیا ہو۔۔
تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگی اوچلو کمرے میں چل کر آرام کرو۔۔
آرش کی آواز پر سب نے متوجہ ہو کر اور زلہ کی طرف دیکھا۔
میں بالکل ٹھیک ہوں بس مجھے کمرے میں جا کر تھوڑا آرام کرنے دو باقی پھر میں سیٹ ہوں۔۔

اور زلہ نے ملیار کے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو اس کو آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے طبیعت کو۔۔
اوکے چلے جاؤ تم کمرے میں آرام کرو باقی اگر کسی کو انس کریم کھانا ہو تو مجھے بتادو میں ارڈر کر کے یہی پر منگوا لوں گا۔۔
آرش نے بھی اس کی طرف دیکھتے کہا۔۔

نہیں تم جاؤ اور زلہ کا خیال رکھو ان دونوں کو میں اس کریم کھلوانے خود ہی
لے کر چلا جاؤں گا۔

زرم نے اس کی طرف متوجہ ہوتے کہا تو آرش نے بھی ہاں میں سر ہلاتے
اور زلہ کے پیچھے چل دیا۔

باقی سب بھی ان دونوں کو جاتے دیکھ اپنے اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو
گئے تھے۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

اس وقت حویلی میں گہما گہمی کا راج تھا۔

ایک ہفتہ کیسے پر لگا کر اڑا تھا حویلی کے مکینوں کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں
تھا۔

سب ہی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ایک ہفتے میں اپنی تیاری مکمل بھی نہیں کر پائے تھے کہ مہندی کی رات ان کے سر پر اپہنچی تھی۔۔

کل مہندی کی رات ہے میں نے اپ سے پہلے کہا بھی تھا کہ مجھے شاپنگ کروالیں اب دیکھیں میری مہندی کے ڈریس کے ساتھ میچنگ جوتے نہیں ہیں اب میں کل کیا پہنوں گی۔۔

سب اتنے خوبصورت خوبصورت لگیں گے اور ایک عنایہ ہوگی جو موٹی بھی ہوگی اور میچنگ کے جوتے بھی نہیں ہوں گے ان کے پاس۔۔

ملیاری جو تکارا رات کے اٹھ بجے کمرے میں داخل ہوا تھا لان کی مکمل تیاریوں کی ذمہ داری ملیار کے مضبوط سے کندھوں پر اگئی تھی۔۔

آخر کار اس کے دونوں بہنوں کی شادی اور رخصتی ہونے والی تھی وہ کیوں کر پیچھے رہتا برلاس بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی تھا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی پیاری سی بیوی کا ایک انوکھا سا شکوہ اس کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔۔

تو اس میں اتنا گھبرانے والی کون سی بات ہے میری عنایہ تو مجھے ہر حال میں
ہی اچھی لگتی ہے اور وہ سے تمہیں کیا؟؟؟

ملیار نے اس کار وٹار وٹاسا خفگی بھرا لہجہ دیکھا تو مسکراتے ہوئے اسے جواب
دیا۔۔

لیکن حویلی سے باہر کے جو لوگ انہیں گے وہ کم از کم مجھے دیکھیں گے تو صحیح
نا اگر میرے پاس میچنگ کے جوتے نہیں ہوں گے تو ان کے سامنے میری
کیا عزت رہ جائے گی۔۔

عنایہ کی دہائیاں عروج پر تھی وہ چاہ کر بھی مہندی کے فنکشن میں اس
طرح نہیں جاسکتی تھی کہ اس کے مہندی کے ڈریس کے ساتھ اس کے
میچنگ جوتے ہی نہ ہوں۔۔

اے یار عنایہ اتنی باہر تیا ریاں کرنی تھی میں بھول گیا تھا تم مجھے یاد دلا دیتی
ابھی اس وقت میں تمہارے لیے جوتے کہاں سے لے کراؤں۔۔
ملیار نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیچارگی سے کہا۔۔

تو اپ کمرے میں ائے ہی کب ہیں صبح سے نکلے ہوئے تھے اپ اور اب جا کر مجھے اپ کا چہرہ دیکھنے کو مل رہا ہے نہ دوپہر کے کھانے پر تھے اور نہ ہی رات کے کھانے پر میں نے اپ کو دیکھا تو اپ مجھے خود بتائیں کہ میں کب بتاتی اپ کو۔۔

عنایہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جیسے کہ ساری غلطی اسی کی ہو۔۔
یار لیکن موبائل تو تمہارے پاس تھا نا تو مجھے ایک کال یا میسج ہی کر دیتی ہوں میں ان لائن ہی صحیح پر ارڈر کر دیتا تمہارے لیے اب تک تو اہی جاتا۔۔
دوبارہ بیچارگی سے دہائی دی گئی تھی۔۔

وہ چاہتا تو اسے اس کی غلطی اور لا پرواہی بتا دیتا کہ غلطی اسی کی ہے اسی ہی صحیح ٹائم پر بتانا چاہیے تھا۔۔

لیکن مقابل اس کی بیوی تھی جسے شر مندہ کرنا ملیار کو اپنا اپ شر مندہ کرنا لگا تھا۔۔

ابھی رات ہو رہی ہے اور ان لائن ڈیلیوری بھی اتنی جلدی پاسیبل نہیں ہے تو آپ اپنے کیسے سیکرٹری یا پھر مینیجر کو فون کر کے میرے لیے جوتے منگوا لینا۔۔ عنایہ نے بیچارگی سے کہا۔۔

عنایہ میری جان میں کوئی بزنس مین نہیں ہوں ایک سمپل سی پولیس کی جاب کرتا ہوں اگر بزنس مین ہوتا تو میری سیکرٹری یا پھر مینیجر بھی ہوتے لیکن میں پولیس کی جاب کرتا ہوں تو صرف حوالدار ہی رکھتا ہوں اور حوالدار اس وقت اپنے گھروں میں سکون سے سوئے ہوئے ہوں گے۔۔ ملیار نے اسے ڈبل بیچارگی سے کہا۔۔

اب کیا ہو گا۔۔ رونی سی صورت بنائیں کہا گیا۔۔ میں آرش سے بات کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ اپنے مینیجر یا پھر سیکرٹری سے کہہ کر منگوا لیں۔۔

اس کی ادا اس صورت دیکھ کر نہ جانے کیوں ملیار کو بہت برا لگا اسی لیے
جلدی سے دل میں انی بات عنایہ سے کہیں تو عنایہ کی صورت اور انکھوں
کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔

تو جائیں نا ابھی تک اپ یہاں پر کھڑے کیوں ہیں مزید ٹائم ویسٹ ہو جائے
گا۔۔

عنایہ نے اب شرارت بھری انکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو
ملیار بھی جلدی سے اس کے پاس جاتا بنا اسے سمجھنے کا موقع دے اس کے
ماتیں اور دونوں پھولے ہوئے گالوں پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا کمرے
سے جھپاک سے غائب ہوا تھا۔۔

ملیار ررررر۔۔ اللہ پوچھے اپ سے اس قدر شدت اور زور سے کون اپنی
بیوی پر ایسا ظلم ڈھاتا ہے۔۔

عنایہ نے چیختے ہوئے رونی صورت سے کہا تو ملیار نے کہا سنا تھا وہ تو پہلے ہی
دہائیاں نہ سننے کے لیے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

اب اتے ہیں کمرے میں تو میں اپ کو اچھے سے بتاؤں گی۔۔۔ اج کی رات
اپ کی سزا ہوگی کہ اپ پوری رات صوفے پر ہی سوئیں گے۔۔

چمکتی ہوئی آنکھوں سے عنایہ خود سے ہی بڑ بڑائی اور اپنے پلان پر ہی خود کو
شباباشی دیتے ہوئے وہ اب ارام دہ انداز میں بیڈ پر لیٹتی موبائل لیتے اس
میں سکرو لنگ کرنے میں مصروف ہو گئی۔۔

کل مہندی کی رات تھی اور ان ساری لڑکیوں نے اپنے لیے ایک جیسی ہی سیم ڈریسنگ کی پلاننگ کر رکھی تھی سوائے اور زلہ کے۔۔

عناہ پر یگنٹ تھی جس کی وجہ سے عناہ کے پیر بھی سو جن کا شکار تھے
اسی لیے عناہ کے جوتے کا سائزان لائن مل نہیں پایا اور ان لوگوں کے
پاس اتنا ٹائم تھا ہی نہیں کہ وہ لوگ شہر جا کر دوبارہ سے شاپنگ کر لیتے۔۔
ایک بار وہ لوگ گئے تھے لیکن وہ لوگ بھول گئے تھے دوبارہ نہ ان لوگوں
کے پاس جانے کا ٹائم تھا اور نہ ہی کسی نے جانے دینا تھا ان لائن بھی وہ لوگ

چیک کر چکے تھے آخری راستہ ان لوگوں کو ملیار کا ہی لگا تھا کہ ملیار ہی شاید
اپنی بیوی کے لیے کچھ کر سکیں۔۔

اور اب اپنی ساری ٹینشن اپنے ہی کو سونپتے ہوئے وہ پر سکون ہو کر لیٹ گئی
تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

خوش ہو۔۔ خوشی بھرے لہجے میں سوال پوچھا گیا
نہیں۔۔ دو بد مقابل نے جواب دیا۔۔

کیوں اب تو ہماری مہندی کی رسم کل ہونے والی ہے۔۔ مقابل نے جیسے
تڑپ کر جواب دیا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہاری ساری ذاتیاں بلا کر میں خوشی بخشی ہماری
مہندی کی رسم انجوائے کروں گی؟؟

اتنی جلدی تو رات کا کوئی منظر بھی نہیں بھولتا جتنی جلدی اب مجھے میرے
خسارے بھولنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔۔ بھری محفل میں میں نے اپنی

عزت کھوئی ہے بھری محفل میں مجھے رسوا کیا گیا ہے اتنی اسانی سے اس
رات کو بھول جانے کا حق تو نہ چینے مجھ سے۔۔

مقابل کے لہجے میں اور تڑپ کو دیکھ کر آرش دم بخود رہ گیا تھا۔

اور زلہ کے لہجے میں کیا کچھ نہ تھا دکھ،، درد،، تکلیف،، اذیت،، غرض کے
سامنے کھڑی لڑکی دکھ درد کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔

اس رات کو بھول جانے کا تو نہیں کہہ رہا لیکن اچھی یادیں بنا کر وہ رات مانند
توپڑھ سکتی ہے نا۔۔

آرش نے ایک کوشش کی اس لڑکی کو زندگی کی طرف لانے کی۔۔

اچھی خوشیاں تب مناؤں گی جب میرا دل چاہے گا ابھی میرا دل بالکل
ویران ہے کیا تمہیں میرے خالی انکھیں ویران اور بنجر زمین کی طرح
نہیں لگتی کہ تم مجھ سے خوش ہونے کا کہہ رہے ہو۔۔

اور زلہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ سے لہجے میں کہا تو آرش کا دل
تڑپ اٹھا۔۔

آرش نے بنا کچھ کہے اس کے قریب جاتے زبردستی اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

اور اور زلہ کو تو جیسے موقع ہی مل گیا تھا انسو بہانے کا قطرہ قطرہ کر کے انسو اس کے گال پر لڑکتے چلے گئے۔۔

اور زلہ نے مزاحمت تو بہت کی لیکن آرش کی گرفت مضبوط تھی جس کی وجہ سے وہ اس کے حصار سے نکل نہیں پائی اور آرش اسے مضبوطی سے سینے میں نیچے اسے رونے دے رہا تھا۔۔

آرش کو تھا کہ اس کا سارا غبار ایک ہی بار میں نکل جائے۔۔

اس لڑکی کی افیت بھری باتیں وہ نہیں سن سکتا تھا اس پر کیا گزرتی ہوگی۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا ساری غلطی اسی کی تھی اور وہ آج بھی خود کو گنہگار مانتا تھا معافی کے قابل تو وہ بالکل بھی نہیں تھا لیکن مقابل نے اسے معاف نہ کر کے ایک موقع ضرور دیا تھا۔۔

چھوڑ مجھے آرش تم اس قابل نہیں ہو کہ میرے انسو تمہارے سینے پر
بہے۔۔

اور زلہ تڑپ کر رہ گئی تھی اسے خود سے دور کرنے کے لیے وہ مزید
جدوجہد کر رہی تھی بارہا اسے خود سے دور ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی
لیکن آرش ایک قدم بھی اس سے پیچھے نہ ہٹا اور مزید اسے زور سے اپنے
سینے میں بٹخے رہا۔۔

جانتا تھا کہ اس لڑکی کو ابھی اس وقت اس کی ضرورت ہے اور وہ اسے خود
سے دور کر رہی ہے۔۔ لیکن آرش اپنی انا غرور ضد سب کچھ سائیڈ پر رکھ
کر اس لڑکی کی قدموں میں گر جانا چاہتا تھا۔۔ اور وہ کر بھی رہا تھا بارہاں وہ
خود سے دور کرے لیکن اس بار وہ اور زلہ کو اپنے دل کے کھونے میں چھپا
کر اپنے دل پر ہمیشہ کے لیے لگا لینا چاہتا تھا تا کہ وہ چاہ کر بھی باہر نہ
نکل سکے۔۔

دور ہو جاؤ مجھ سے آرش کیوں تکلیف پر تکلیف دے رہے ہو
مجھے۔۔ روتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔۔

بالکل بھی دور نہیں جاؤں گا میں جانتا ہوں اس وقت مجھے تمہاری ضرورت
ہے۔۔

تمہیں میری ضرورت نہیں ہے تو کیا ہوا مجھے تو خود کے پاس رہنے دو مجھے
تمہاری ضرورت ہے اس وقت۔۔

آرش یہ بول کر اسے اکوورڈسی فیل نہیں کروانا چاہتا تھا کہ وہ اسی لیے اس
کے پاس آیا ہے تاکہ اس کا دل کا غبار نکل جائے۔۔

اور اسے اس کی ضرورت ہے اسی لیے جملے میں رد و بدل کرتے ہوئے اسے
یہ کہا کہ اسے ضرورت ہے اس کی۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اپ کو میری اپ کو بس بہانا چاہیے ہوتا ہے میرے
قریب آنے کا۔۔

ایک پل کے لیے ہی سہی لیکن اپنا رونا بھول کر اس کے چہرے کی طرف
دیکھتے ہوئے بولے۔۔

بہانہ ہی سمجھ لو لیکن مجھے تمہارے قریب ہی رہنا ہے دور نہیں جانا۔
آرش نے بالکل ضدی بچے کی طرح کہا جس طرح بچہ ضد کرتا ہے کہ اسے
یہی والی ٹافی چاہیے تو چاہیے ہی ہے۔۔

اپنے تھوڑی ہیں جو آپ کو میری ضرورت ہوگی دور جائیں یہاں
سے۔۔

اور زلہ نے اس بار چڑھتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔
میں کیوں تم سے دور جاؤں بیوی ہو تم میری اب اگر ضرورت ہے تو ہے
ہی۔۔

اب میں تم سے دور بالکل بھی نہیں جاؤں گا بلکہ تم یہاں او میرے
ساتھ۔۔

آرش نے کہا اور ساتھ ہی بیڈ پر لے کر چلا گیا۔۔

یہاں میرے ساتھ ہی لیٹ جاؤ ویسے ہی مجھے رات کو نیند نہیں آتی
تمہارے پاس ہو گا تو نیند آ جائے گی۔۔

آر ش پہلے خود لیٹا اور ساتھ ہی اسے اپنے ساتھ لٹایا تھا ملیار نے اسے ڈکے
چکے لفظوں میں نیند کی گولیوں کے بارے میں بتا دیا تھا کہ اور زلہ اس کا
استعمال ابھی بھی کرتی ہے۔۔

اسی لیے آر ش اسے ہر حال میں اس دوائیوں سے بچانا چاہتا تھا۔۔
مجھے اس وقت نیند نہیں آرہی اور اب بھی اپنے کمرے میں چلے جائیں اس
طرح سے رخصتی سے پہلے ایک ہی کمرے میں رہنا۔۔
اور زلہ نے دانستہ طور پر اپنی بات ادھوری چھوڑی تھی وہ آر ش کو اپنی
باتوں کا مطلب سمجھنا چاہتی تھی لیکن مقابل اس کی باتوں کا مطلب سمجھ
کر بھی نہ سمجھ بننا چاہتا تھا۔۔

تو کیا ہوا ہم صرف سو ہی تو رہے ہیں کچھ کر تھوڑی نہ کر رہے ہیں۔۔

آرش نے معصومیت کی انتہا کر دی تھی ایسا کہ جیسے اسے تو کچھ پتہ ہی نہ ہو۔۔

زیادہ بچہ بننے کی ضرورت نہیں ہے اور میرے سامنے معصومیت کا ڈھونگ تو بالکل بھی نہیں چلانا جیسا کہ میں تو اپ کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں ہوں۔۔

اس کے معصومیت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اور زلہ کو کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا اپنے ماضی کے بارے میں اس لیے تلخ ہوتے ہوئے اسے روکنا چاہا کہ جیسے وہ کر رہا ہے تو وہ اسے اذیت پہنچا رہا ہے۔۔

او کے میں اب کچھ نہیں کہتا بس مجھے سونا ہے اور مجھے نیند آرہی ہے۔۔
آرش نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اس کی گردن پر لپیٹتے ہلکے ہلکے سے اس کے بالوں کو سہلانا شروع کیا تاکہ وہ پرسکون ہو کر اس سے پہلے ہی سو جائے ویسے بھی آرش کا مقصد اس کو سلانا تھا نہ کہ خود سونا تھا۔۔

اور زلہ بھی چپ چاپ اپنا سر دتکیے پر رکھتے گہری سوچو میں گم بیڈ پر لیٹی تھی۔۔

آر ش اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا اور اس کے سینے پر سر رکھے اس کی دھڑکتی ہوئی دھڑکنوں کو بھی ساتھ ہی ساتھ سن رہا تھا۔۔
تب ہی اس کا موبائل بجاس کا کوئی ارادہ تو نہیں تھا میسج ریسیو کرنے کا لیکن پھر سوچا کہ کیا پتہ کوئی امپورٹنٹ ہو۔۔

میسج کو دیکھتے ہی اسے ملیار کا میسج ملا جس میں وہ عنایہ کے جوتوں کے بارے میں اسے بتا رہا تھا۔۔

مجھے جوتوں کا نمبر بتا دو میں بول دیتا ہوں اپنے سیکریٹری کو۔۔

آر ش نے ایک ہاتھ سے بمشکل اسے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔۔

۔۔ ملیار کی طرف سے یک لفظی جواب آیا تو آر ش نے بھی اوکے کا جواب 9 دے کر موبائل سے اپنی سیکریٹری کو کال کی۔۔

تمہیں کچھ چاہیے تو نہیں مطلب تمہاری ساری چیزیں مکمل ہے نا۔
موبائل کان سے لگاتے اچانک ہی آرش کو یاد آیا تو اس نے اور زلہ سے بھی
پوچھ لیا۔

ہممم سب کچھ ہے میرے پاس۔۔ بے دلی سے جواب دیا گیا۔
شادی ہو رہی ہے ہماری۔۔ ویڈنگ نائٹ کے لیے اگر کچھ چاہیے ہو تو مجھے
بتا دو میں وہ منگوا لیتا ہوں۔۔ یا اگر مہندی کے لیے چاہیے بارات نائٹ کے
لیے چاہیے ولیمہ نائٹ کے لیے جو کچھ بھی چاہیے مجھے بتا دو کیونکہ میری
شدتوں سے تم بچنے نہیں والی۔۔ ہر بار میں غلطی کر جاتا ہوں لیکن اس بار
بالکل بھی نہیں کروں گا۔ اس بار تم میرے لمس میں ضرور بھگو گی اور
میں ہم دونوں کی جان ایک کر کے ہی رہوں گا۔ سرگوشی نما اواز میں
کہتے مقابل کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا تھا۔

اپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں اب مجھ سے اس لیے میں اب کو یہاں پر سونے نہیں دینا چاہتی تھی جائے اپنے کمرے میں اب۔۔

اور زلہ نے اس کی باتیں سنی تو خفت کو چھپانے کے خاطر غصے سے بولی۔۔
چلا جاؤں گا اتنی بھی کیا جلدی ہے مجھے بیچنے کی ابھی تو میں نے صرف باتیں ہی کی ہے جب عمل کروں گا تب تو۔۔

بس چپ کر جائیں مقابل کے بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اور زلہ کو کوئی اور ٹھکانہ نہ ملا تو اسی کے سینے میں اپنا سرخ چہرہ چھپا گئی۔۔

ہاں نو نمبر کے جھوٹے سلیپرز، سیلرز کھسے سب کچھ کل صبح 10 بجے سے پہلے پہلے حویلی میں حاضر چاہیے۔۔ سیکرٹری کی کال اٹھاتے ہی آر ش نے کہا اور

مقابل کا اوکے سنتے ہی کال بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر پھینکنے والے انداز میں رکھا۔۔۔

اور اور زلہ کو شدت سے اپنے سینے میں بیچ لیا تھا اس کی یہ ادا ہی گائل
کرنے کے لیے کافی تھی کہ وہ اسی سے پناہ کے لیے اسی میں چپ گئی۔۔
آرش نے اس بار اسے خود میں بیچتے ہوئے دھیرے دھیرے سے اس کے
بالوں کو سہلانا شروع کیا۔۔

نہ جانے کیوں لیکن اور زلہ کو مکمل سکون نے ان گرا تھا۔۔

دھیرے دھیرے سے اس کی انکھیں بند ہونے لگی نیند کی دوائیاں آج اسے
کھانے کی بالکل بھی ضرورت نہ پڑی۔۔

آرش کی باہوں میں جو سکون تھا اسی میں اور زلہ نے اپنی انکھیں موند لی
تھی۔۔

آرش نے بھی اسے شدت سے اپنے سینے میں بیچ لیا تھا اس کی یہ ادا ہی گائل
وہ اسے بھی اس کا مقصد اور ذرا کو سہلانا تھا خود نہیں سونا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

گل میری جان اب تو خوش ہونا۔۔ تمہیں تمہارے رشتے بھی مل گئے
ہے۔۔ تمہیں تمہارا برلاس بھی مل گیا ہے تم یتیم خانے سے بھی نکل آئی
ہو۔۔ اور فائنلی ہماری رخصتی بھی ہو رہی ہے۔۔ اب تو نہیں لگتا میرے
خیال سے میری کوئی بھی خواہش پینڈنگ پر ہے۔۔

برلاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شوخیاں لہجے میں کہا۔۔
جی ان سب کے لیے میں اللہ کے بعد بہت زیادہ آپ کی شکر گزار ہوں
کیونکہ شاید اگر آپ نہ ہوتے تو یہ سب کچھ بالکل بھی نہ ہوتا۔۔
گل نے مشکور نظر سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
واقعی اگر تم میری شکر گزار ہو تو یہاں میرے پاس بیڈ پر اوٹا وہاں دور دور
کھڑی کیا کر رہی ہو۔۔

برلاس کے آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی جو گل کو بھی صاف طور پر
دکھائی دے رہی تھی لیکن وہ اس کے پاس جا کر کوئی خطرہ مول نہیں لے
سکتی تھی کل مہندی کا فنکشن حویلی میں ہونا تھا تو ایسے میں اسے فریش

فریش نظر انا تھانہ کہ تھکا تھکا ہوا۔۔ اور کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ برلاس
اسے ایک بار اسے اپنی پناہوں میں قید کر دے تو فجر سے پہلے رہائی نہیں
دیتا۔۔

میں ادھر ہی ٹھیک ہوں وہاں اکراپ کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتی میں۔۔
گل نے خاص نخرہ اور ایڈیٹیوڈ دکھاتے ہوئے کہا۔۔

سیریسلی دیکھ لو۔۔ تم نہ آئی تو کیا ہوا کیا میں تمہارے پاس نہیں اسکتا۔۔
تمہیں اپنے پاس بلا ہی میں اسی لیے رہا تھا تا کہ تمہیں تھوڑی سی رہائی
جلدی مل جائے۔۔ لیکن اب اگر تم خود کی ہی خود کی دشمن بن رہی ہو تو
اس میں میری تو کوئی بھی غلطی نہیں ہے۔۔ برلاس نے نہایت خطرناک
لہجے میں کہتے ہوئے اٹھتے قدم با قدم اس کے پاس جاتے کہا۔۔

سیریسلی برلاس اب دور رہے مجھ سے۔۔ اپنی آواز کے بھاری پن سے مجھے
زیادہ ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اور اپ کو اب یہ بات جان لینی
چاہیے کہ میں اکیلی نہیں ہوں یہاں پر۔۔ پہلے یہ پوری فیملی صرف اپ کی

تھی اب یہ پوری فیملی میری بھی ہے۔۔ اگر آپ نے مجھے ذرا سی بھی تنگ کرنے کی کوشش کی تو میں ممائی جان اور مامو جان سے تمہاری شکایت لگا لوں گی۔۔

گل بھی کہا بلا پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔۔ ایک کے بعد ایک ٹکا کر ایسا وار کیا کہ برلاس بلبلا اٹھا۔۔

سچی میری جان آپ کو ایسا لگتا ہے کہ میں آپ کی مامو اور ممائی جان سے ڈرتا ہوں اپنی بیوی کے قریب آنے کے لیے مجھے اب یہ دھمکیاں سننی پڑے گی کیا عمر بھر۔۔

برلاس نے گھور کر اپنی معصوم سی بیوی کی طرف دیکھا تھا جواب اس سے دور ہونے کے لیے اپنی فیملی کی دھمکیاں دینے لگی تھی ورنہ پہلے تو اس کے معصوم معصوم سے بہانے ہی برلاس سنتا اور مسکرا کر اسے مزید اپنا دل اس کی قربت کے لیے مچلتا محسوس ہوتا۔۔

تو اگر آپ ٹھیک سے مان جاتے تو مجھے آپ کو دھمکیاں دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔۔ معصومیت کی انتہا ہی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے کہ چڑیا کے پر نکل آئے ہیں اب انہیں اب بروقت اگر میں کاٹ دوں تو آگے میرے لیے آسانی ہوگی ورنہ اگر یہ چڑیا کے پر بڑے ہو گئے تو تو یہ میرے لیے ہی مشکل بات ہوگی۔۔

برلاس نے بھی مصنوعی سا اس کے کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنی قریب اپنے حصار میں جکڑا اور ساتھ ہی دائرہ بھی کھجاتے ہوئے ایکٹنگ کرنے والے انداز میں کہا۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا آپ مجھے چڑیا کہہ رہے ہیں۔۔ اور کہاں ہے میرے پر آپ کو نظر آرہے ہیں کیا مجھے کیوں نظر نہیں آرہے۔۔
چور کی دائرہ میں تنکا۔۔

میری جان میں نے آپ کا نام کب لیا۔۔

یعنی واقعی میں آپ کو بھی ایسا لگتا ہے کہ آپ کے پر نکل آئے ہیں اور آپ مجھے کاٹ دینے چاہیے۔۔۔ برلاس نے انکھیں نکالتے ہوئے اسے ذرا سا ڈرانا چاہا لیکن گل اب کہاں ڈرنے والوں میں سے تھی۔۔۔ اسے تو جیسے ہفتے کلیم کا خزانہ مل گیا تھا اپنی فیملی کو پا گئے۔۔۔ اگر آپ نے مجھے مزید ڈرایا تو میں یہاں سے بھاگ جاؤں گی گل نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔

ہا ہا ہا ہا سیر یسلی میری جان۔۔۔

اگلے ہی پل برلاس کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔

میری پناہوں میں قید ہو کر آپ یہاں سے بھاگ سکتی ہے کیا۔۔۔

برلاس اس کے معصوم چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا بے ساختہ جھکا اور

اس کے پھولے ہوئے سرخ سے گال پر اپنے لب رکھتے گل کے اوسان خطا کر گیا۔۔۔

دیکھیں میں آپ کو پیار سے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں نا۔۔ دور ہو کر
بات کریں آپ مجھ سے سمجھ نہیں رہا آپ کو۔۔

گل نے ذرا سا اپنے لہجے میں اکڑ پیدا کر کے اسے ڈرانا چاہا لیکن لفظوں کی
کپکپاہٹ محسوس کرتے برلاس بھی مسکرایا۔۔

نہیں میری جان اگر آپ اتنے معصوم سے لہجے میں اپنے شوہر نامدار کو
دھمکیاں دیں گی تو میں بہکنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔۔

برلاس اب اسے برائڈل سٹائل میں اپنے گود میں اٹھا تھا بیڈ کی طرف لے
کر چل پڑا لائنٹس وہ پہلے ہی کمرے کی اف کر چکا تھا۔۔

نہ کریں برلاس نہ کریں۔۔ اگر آپ مجھے بیڈ پر لے کر گئے تو مجھ سے برا کوئی
بھی نہیں ہوگا۔۔

گل کی دہیاں عروج پر تھی۔۔ لیکن وہاں سننے والا کون تھا۔۔

برلاس تو اسکی معصوم معصوم سی دھمکیوں پر ہنستا اسے اپنی پناہوں میں قید
کر گیا۔۔

اور گل کا احتجاج کسی بھی کام نہ آیا۔۔ برلاس کے آگے۔۔ وہ اس کے اوپر
گھٹا کی مانند چاہتا اس پر اپنی شدتیں لٹتا چلا گیا۔۔
گل بیچاری اس کی شدتیں برداشت کرنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی
تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡}!

فیری کیا تم ریڈی ہوں۔۔ زرم اور روحان تیار ہو کر مہزلہ کے کمرے میں
داخل ہوتے بولے۔۔
ماشاء اللہ مہزلہ کو دیکھ کر دونوں کے لبوں سے بھی اختیار ہی نکلا تھا۔۔
دونوں باپ اور بیٹے دم بخود ہو کر مہزلہ کا روپ دیکھ رہے تھے جو یلو کلر کے
فراک میں چمک رہا تھا۔۔

کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔۔ سرگوشی نما اواز میں زرم کے لبوں
نے جنبش کے۔۔

مہزلہ یلو کلر کا پاؤں کا چوترا فراک پہنے دوپٹے کو گلے میں ڈالے اپنے لمبے
گھنے بالوں کو کرل کیے ادھے پشت پر بکھرے اور ادھے اگے کی طرف
ڈالے میک اپ کے نام پر صرف پنک لپ گلوں اور گالوں پر سرخ لالی
لگائے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

اور شاید ان دونوں باپ بیٹے کے لیے تو وہ اپسرا ہی لگ رہی تھی۔۔
بڑی اپ کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔ بابا جلدی سے بڑی کی نظر اتاریں
ایسا نہ ہو کہ وہ باہر جائے اور کوئی انہیں نظر لگا لے اور وہ کہیں گر جائے۔۔
روحان کی تو الگ ہی منطق تھی نظر لگ جانے کے وجہ سے بھلا کوئی گرتا
ہے کیا؟؟ وہ تو بس بیمار ہو جاتا ہے۔۔

روحان کی اواز پر زرم بھی ہوش کی دنیا میں اتنا مہزلہ کی طرف بڑھا۔۔

مہزلہ ان دونوں کو اس طرح سے سکتے کی حالت میں خود کی طرف دیکھتا پا کر شدید کنفیوژن کا شکار ہوئی۔

ان دونوں باپ بیٹوں کی سرگوشی نما آواز وہ بالکل بھی سن نہیں پارہی تھی۔ اسی وجہ سے وہ ابھی تک ان دونوں کو خود کو دیکھتا پا کر یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید وہ پیاری نہیں لگ رہی اسی لیے دونوں باپ بیٹے اسے اتنے غور سے دیکھ رہے ہیں۔

کیا ہوا میں پیاری نہیں لگ رہی کیا۔ پریشان ہوتے کہا ساتھ ہی اپنا رخ دوبارہ سے اپنے کی طرف کرتے ہوئے اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالی بظاہر تو اسے کوئی بھی کمی نہیں لگ رہی تھی۔ لیکن شاید زرم اور روحان کو لگ رہی ہو گی جو دونوں اتنے گھور کر اس کی طرف کب سے دیکھ رہے ہیں۔

نہیں بڑی اب پیاری نہیں لگ رہی اب بہت ہی زیادہ پیاری لگ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نظر ضرور لگے گی باہر جا کر۔

روحان بھاگ کر مہزلہ کی طرف جاتا تو مہزلہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے
احاطہ کیا اس کی بات سن کر۔۔

زرم بھی مسکرا کر اب اپنی کل کائنات کی طرف بڑھا روحان کو گود میں
اٹھاتے مہزلہ کو جان نثار ہوتی نظروں سے دیکھا۔۔

اپ کو میں پیاری نہیں لگ رہی کیا بتائیں تو صحیح میری تعریف کریں نا جیسے
کہ میرے بیٹے نے کی ہے۔۔

مہزلہ نے شاید پہلی بار روحان کو اپنا بیٹا بولا تھا اور نہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ بچی
بنی رہتی اور وہ اسے بالکل اپنے دوست کی طرح ٹریٹ کرتی لیکن پہلے بار بیٹا
کہنے پر اسے عجیب سے ہی ممتا کے احساس نے گھیرا اور ساتھ ہی زرم کو بھی
اس کا روحان کو بیٹا کہنا اچھا لگا۔۔

بالکل بابا اب بھی بڑی کی تعریف کریں نہ وہ کتنی پیاری لگ رہی ہے بالکل
ڈول جیسی۔۔

روحان نے بھی چمکتے ہوئے آنکھوں سے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

بابا کی جان آپ دونوں ہی بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔ زرم نے کہا اور ساتھ ہی اپنے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالتے ہوئے ان دونوں پر وار تے ہوئے وہ باہر ملازم کو دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

اس کی تعریف پہ نہ جانے کیوں لیکن مہزلہ کے گال انار کی طرح سرخ ہوئے تھے۔۔

بابا بڑی ریڈ ریڈ کیوں ہو رہی ہے۔۔

اسے حد درجے تک لال ہوتا دیکھ کر جہاں زرم اسے پیار بھری نظروں

سے دیکھ رہا تھا وہی روحان زرم سے پوچھ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔۔

وہ اسی لیے کیونکہ آپ کی بڑی بلش کر رہی ہے۔۔ زرم نے بھی صاف گوئی

کا مظاہرہ کرتے ہوئے روحان کو اس کے سوال کا جواب دیا۔۔

اچھا اب بس چپ کرو اور کوئی سوال پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اپ بھی ناس کے ساتھ بچے ہی بن جاتے ہیں۔۔

روحان کو دوبارہ سے منہ کھولتا دیکھ کر مہزلہ نے اسے ڈانٹ کر چپ کروایا اور ساتھ ہی اس کی ڈانٹ کا نشانہ زرم بھی بنا تھا۔۔

اوکے بڑی۔۔

اوکے پر نسز۔۔

دونوں نے یک زبان ہو کر اچھے بچوں کی طرح گردن ہلا کر اس کی ڈانٹ کا مصنوعی سا اثر لیتے کہا تو مہزلہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔ وہ دونوں باپ بیٹے ہمیشہ اسے پر نس ٹریٹمنٹ دیتے ہی رہتے تھے۔۔ اور وہ بھی کافی حد تک ان دونوں کی عادی ہو گئی تھی اب اگر وہ دونوں اسے ذرا سا بھی اگنور کرتے تو مہزلہ کا شدید دل دکھتا۔۔ اور وہ رونے بیٹھ جاتی جس کے بعد زرم اور روحان کا کام ہوتا اسے منانا۔۔

اب چلیں جلدی کریں باہر چلتے ہیں ایسا نہ ہو کہ فنکشن سٹارٹ ہو جائے اور ہم یہیں پر رہ جائیں۔۔

مہزلہ نے جل بازی مچاتے ہوئے کہا تو دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ ائی تھی۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ ہمارے بغیر کوئی بھی فنکشن سٹارٹ نہیں کرے گا۔

ہے نہ نبا بابتائیں نابڈی کو۔

روحان نے اپنے بڈی کی طرف دیکھتے ہوئے افسوس سے کہا کہ جیسے اسے اس بات کی امید نہیں تھی۔

تو سٹارٹ نہیں کریں گے تو ہمیں وقت پر پہنچنا تو چاہیے ناب کیا یہیں پر بیٹھے رہنا ہے تم دونوں نے تو تم لوگ رہو میں جاتی ہو۔

مہزلہ نے تپ کر دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

چاروں ناچار روہان اور زرم کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا کیونکہ وہ دونوں اسے اکیلا تو بالکل بھی نہیں چھوڑ سکتے تھے خاص کراچ کے دن جب وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی۔۔

یار بابا بڈی کے تو نخرے بہت زیادہ نہیں ہو رہے۔۔ روحان نے دیرے سے زرم کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تو زرم نے گھور کر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا تھا۔۔

تو کیا ہوا وہ ماما ہے تمہاری اور نخرے کرنا ان پر فرض ہے اور اٹھانا ہم پر۔۔
ویسے بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "عورتوں کے معاملے میں نرمی برتو" چاہے پھر وہ ماں ہو بیوی ہو یا پھر بہن ہو۔۔

زرم نے اسے دھیرے سے اپنی ساری بات سمجھائی تو روحان نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

تھینک یو بابا اپ دنیا کی سب سے بیسٹ بابا ہے۔۔

روحان نے زرم کے سمجھانے پر کہا تو زرم نے بھی مسکراتے ہوئے

دھیرے سے اپنے بیٹے کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی اپنی بیوی کو دیکھا
جواب شاید اور زلہ کے کمرے کی طرف جارہی تھی۔۔

جاؤ تم اپنی بڑی کے ساتھ جاؤ ان کی حفاظت کرو اور میں باہر مردان خانے
میں جاتا ہوں وہاں کی تیاریاں ابھی دیکھنی ہے میں نے۔۔

زرم نے روحان سے کہا تھا اور روحان بھی مسکراتے ہوئے بھاگتا مہزلہ کے
ساتھ ہو گیا تھا۔۔

ان دونوں کی طرف سے دل کو مطمئن کرتے ہوئے زرم اب نیچے لان کی
طرف بڑھا تھا تاکہ مہندی کی تیاریاں دیکھ لے اور اگر کچھ باقی ہو تو ساتھ وہ
کام بھی کر لے۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

واؤ آپلی اپ تو بہت ہی پیاری لگ رہی ہیں اج۔۔

ابھی سے اپ پر اتنا ٹوٹ کر روپ ایا ہے پتہ نہیں ولیمہ اور بارات کے رات
اپ کتنی حسین لگیں گی۔۔

اپ کا چہرہ بھی کتنا گلو کر رہا ہے اور اپ پر یہ لہنگہ بالکل فٹ ایا ہے۔۔
کمرے میں داخل ہوتے ہی مہزلہ نے ہیں جب اور زلہ کو اپنے کے سامنے
بالکل تیار بیٹھا ہوا دیکھا تو چہک کر اپنے آپ کے پاس جاتی ان کی تعریف
کرنے لگی۔۔

اور زلہ جو گہری سوچوں میں گم تھی مہزلہ کی آواز سن کر سوچوں سے باہر آتی
اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

اور زلہ نے شارٹ سے کُرتی اور نیچے گہرے گیر والا لہنگہ پہنا ہوا تھا۔۔ وہ
اس وقت واقع میں ہی بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی بالوں کی چھوٹی
بنائیں ساتھ ہی اس پر پیلے پھول لگائیں چہرے کے گرد اس کے اوارہ لٹ
بھکرے ساتھ ہی بیوٹیشن کے مہارت سے کیے گئے میک اپ میں وہ بالکل
اپسراہ لگ رہی تھی۔۔

مہزلہ اگر اس کی اتنی تعریف کر رہی تھی تو وہ بالکل صحیح جگہ پر تھی اور زلہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی آخر اسے اسے صبر کا پل ملا تھا۔

ہمیشہ جب عنایہ کی شادی تھی جب زرش کی تھی جب مہزلہ کی تھی تو وہ ان سب کو بس دیکھ کر ہی رہتی اور ہر بار وہ یہی سوچتی کہ کیا یہ دن اس کے نصیب میں ہوگا بھی یا نہیں اور اج وہی دن اس کے نصیب میں ہوا تو اس پر ٹوٹ کر روپ انا تو بہت عام سی بات تھی۔

وہ خود سے لا پرواہ رہنے والی لڑکی اگر سجنے سنورنے پر اے تو قیامت خیز لگتی ہے یہ بات اور زلہ ثابت کر چکی تھی۔

اچھا بس کرو مجھ سے زیادہ تو میری چھوٹی بہن پیاری لگ رہی ہے۔
اچھا اب تم دونوں اپنی بحث شروع مت کر لینا تم دونوں بہنوں سے زیادہ میں پیارے لگ رہی ہوں زرش گل اور عنایہ کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی عنایہ نے کہا۔

مہزلہ اور زلہ نے مسکرا کر عنایہ کی طرف دیکھا تو وہ واقعی میں ہی پیاری لگ رہی تھی۔۔

سبھی بہت پیارے لگ رہے ہیں لیکن میری آپنی کی تو بات ہی الگ ہے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے مہزلہ نے گردن اکڑا کر فخریہ انداز میں کہا تو سب کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

بڑی اپ جھوٹ کیوں بول رہی ہیں۔۔ روحان نے خفگی سے اپنی بڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ہےےے میں نے کیا جھوٹ بولا ہے بتاؤ مجھے۔۔ روحان کی بات سن کر سب ہی حیران ہوئے اور ساتھ ہی مہزلہ نے جلدی سے پوچھا۔۔

زلے چچی سے زیادہ اپ پیاری لگ رہی ہے اور ویسے بھی میری بڑی کی تو بات ہی الگ ہے اپ ان سب سے زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔۔

روحان بلا کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی بڑی بھری محفل میں ہو اور اس سے کوئی پیارا لگے۔۔ اسی لیے اپنی بڑی کا دفاع کرتے ہوئے کہا اور

ساتھ ہی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پڑی چیئر پر کھڑے ہوتے مہزلہ کے گال پر اپنے لب رکھے۔۔

اس کے بعد اور اس کے عمل پر جہاں مہزلہ سرخ ہوئی تھی وہی زربلش کا قہقہہ کمرے میں گونجا اور باقی سب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

بھائی گڑیا یہ تو اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ اگے ہے تمہیں سرخ کرنے کا ایک بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔۔

زربلش کی گوہر افشائیاں سن کر مہزلہ کا دل اب دھڑکنے لگا تھا۔۔
پھپھو اپ پلینز چپ کر جائیں میری بڑی کوتنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

روحان کے تواج انداز ہی نہ الے تھے اپنی بڑی کے علاوہ وہ کسی کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھ بھی نہیں رہا تھا حالانکہ وہ خود بلیک پینٹ اور شرٹ پہنیں چھوٹی سی شال اپنے گرد اوڑے جو زرم نے خاص اس کے لیے بنوائی

تھی وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگ رہا تھا اس کے سرخ سفید پھولے ہوئے گالوں پر پر کوئی فدا ہوتا اسے چومنے کے لیے بے قرار تھا لیکن روحان کا اصول تھا کہ اس کی بڑی اور بابا کے علاوہ کوئی بھی اس کے قریب نہیں آئے گا۔ حالانکہ اس کے جان سے پیارے چاچو بھی نہیں۔۔۔ بھائی یہ تو اپنی بڑی پر فدا ہو گیا ہے چلو ہم دلہن کو نیچے لے کر چلتے ہیں ورنہ روحان کا تو بڑی نامہ ختم ہی نہیں ہو گا۔ عنایہ نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

بچپن سے روحان عنایہ اور زرش کے زیادہ قریب رہا تھا کیونکہ وہ دونوں ہی اس کے ساتھ گھر میں رہتی تو وہ اپنی ہر خواہش زرش اور عنایہ کی طرف لے کر آتا لیکن جب سے مہزلہ آئی تھی وہ ان دونوں کی طرف دیکھتا ہی نہیں تھا اب تو بس ہر طرف بڑی بڑی اور بڑی۔۔۔ اس کے علاوہ تو جیسے روحان نے کوئی اور لفظ بولنا سیکھا ہی نہیں تھا اسی لیے اس وقت عنایہ کی جلن فطری طور پر تھی۔۔۔

اوہو عنایہ پھوپھو اور زربیش پھوپھو اپ دونوں بھی پیاری لگ رہی ہیں گل
چاچی اب بھی پیاری لگ رہی ہیں اور زلے چچی بھی پیاری لگ رہی ہے
لیکن میری بڑی سے زیادہ نہیں میری ماما تو سب سے زیادہ پیاری لگ رہی
ہے۔۔

روحان کے اس طرح کہنے پر سب مسکرائے پر مہزلہ تو اپنی جگہ بالکل
ساکت ہو گئی تھی۔۔

اپنے لیے ماما کا لفظ پہلی بار اس نے روحان کے منہ سے سنا تھا اور اسے بے حد
پیارا لگا تھا۔۔ نہ جانے کیوں اسے خواہش ہوئی کہ روحان اب اسے بڑی کی
جگہ ماما کہہ کر پکارے اس کی چھوٹی سی ماما کی چھوٹی سی خواہش تھی تو روحان
بھلا کیوں کر ناپوری کرتا کہ مہزلہ اسے ایک بار کہہ کر بولتی تو۔۔

بڑی کیا ہو گیا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا اپ کی چلیں سب جارہے ہیں نیچے
ہم دونوں بھی چلتے ہیں۔۔ روحان نے مہزلہ کا بازو اپنی طرف کھینچتے ہوئے
کہا تو مہزلہ ہوش کی دنیا میں آئی تو کمرہ خالی تھا زربیش اور گل اور زلہ کو لے کر

نیچے سیٹج کی طرف روانہ تھی عنایہ ان کے پیچھے پیچھے دھیرے دھیرے
قدموں سے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی تو وہ بھی روحان کا ہاتھ تھا میں ان
کے پیچھے ہی چلتی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

ماشاء اللہ ماشاء اللہ میری پانچویں سیٹیاں بہت ہی پیاری لگ رہی ہے اللہ تم
لوگوں کو نظر بد سے بچائے۔۔

نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم نے ان پانچویں کو نیچے اتے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ
ہی لبوں سے ماشاء اللہ نکلا تھا پانچویں کی ہی نظر اتارتے ہوئے بے شمار پیسے
ان لوگوں کے سروں سے وارتے وہ ملازمہ کے حوالے کرتی چلی گئی اور
ملازمہ کی تواج لاٹری ہی نکل آئی تھی۔۔

سب کے چہرے پر ہی دھیمی سی مسکراہٹ تھی لیکن اور زلہ کے چہرے پر
مسکراہٹ نہیں تھی وہ بس بظاہر سب کو دکھانے کے لیے ہونٹ پلائے

رکھ رہی تھی لیکن اندر سے اس کا دل کس طرح سے ویران اور بنجر تاھ
صرف وہی جانتی تھی۔۔

بے شک یہ سب کچھ اس کے لیے اسان نہیں تھا لیکن وہ اپنے اپنوں کے
لیے یہ سب کچھ کرنا چاہتی تھی اور وہ کر بھی رہی تھی۔۔

دیکھو بھئی ذرا لڑکیاں تیار ہو گئی ہے لیکن ہمارے لڑکے کبھی ٹائم پر تیار
نہیں ہو سکتے نائلہ بیگم نے شائلہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں
نے بھی ان کی بات کی تاکید کی۔۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں اپ بھا بھی یہ لڑکے تو بہت ہی زیادہ ٹائم لگاتے ہیں
تیار یوں میں۔۔

ایسا کس نے کہا سب سے زیادہ وقت پر سب سے پہلے ہی تیار ہو کر ہم
پانچوں ہی باہر تیار یوں میں مصروف تھے اور اپ ادھر پر ہماری ہی برائیاں
کر رہی ہے۔۔

وہ پانچوں جولاؤنج میں اپنی اپنی مورے سے ہی ملنے ارہے تھے اپنی
مورے کے اپنے بارے میں گوہر افشانیوں سن کر تڑپ اٹھے اور برلاس
سے رہانہ گیا تو جلدی سے اپنے دفاع میں بولا۔

اواچھا تو اس کا مطلب تم لوگ لان میں باہر تیاریاں دیکھ رہے تھے اور ہمیں
لگا کہ تم لوگ ابھی اپنے کمروں سے ہی باہر نہیں نکلے۔

شمالہ بیگم نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے ساتھ اس کا کان بھی مروڑا تھا
جوہر وقت حاضر جواب رہتا تھا۔

کیا ہو گیا ہے تائی جان مجھ معصوم پر بلا کیوں ظلم کر رہی ہیں اپ چھوڑیں
میرا بیوی کے سامنے میری عزت کا کباڑا کرنے پر تلی ہوئی ہے اپ۔
برلاس نے انتہائی ڈرامیٹک انداز میں کہا تو سب نے ہی اپنی مسکراہٹ دبائی
تھی جانتے تھے کہ اگر ایک بار ہنس دیے تو برلاس کے چٹکوں نے ان کا
ہنس ہنس کر برا حال کرنا ہے۔

ہاں اگر تو معصوم ہو گیا تو پتہ نہیں کہ دنیا میں اصل رہنے والے معصوم کہا جائیں گے۔۔ زریش بھی کہاں پیچھے رہنے والوں میں سے تھی اس نے بھی دو بد جواب دیا۔۔

تم تو چپ کرو چڑیل کہیں کی آئینے میں اپنی شکل ایک بار دیکھی بھی ہے اس طرح سے تم لان میں باہر جاؤ گی تو ضرور کوئی نہ کوئی بچہ چیخ کر وہ اپنے گھر ہی بھاگ جائے گا کیونکہ چڑیل انٹی کو جو دیکھ لیں گے۔۔ برلاس تو ایک موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دے دیتا اور اس بار تو سونے پر سہاگہ زریش نے اسے چیر ڈالا تھا۔۔

باقی سب ان دونوں کے نوک جوک کو مسکرا کر دیکھ رہے تھے بصیر کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ برلاس اس کی خوبصورت سی بیوی کو چڑیل کہیں۔۔

چپ کر واپنی زبان۔۔ اور خبردار جو میری خوبصورت بیوی کو تم نے چڑیل لگا۔ بصیر نے برلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ج تو ز ریش کو دیکھ کر بصیر کے جذبات ہی مچل اٹھے تھے وہ لگی اتنی پیاری رہی تھی۔۔

ہاں بھئی بدل جاؤ بدل جاؤ سب ہی بدل جاؤ ایک میں ہی مخلص ہوں جو تم سب کا ساتھ دیتا ہوں اور شادی کے بعد ابھی تک بالکل ویسا ہی ہو باقی تو تم سب نے اپنی اپنی پارٹیاں بدل کر اپنی بیوی پر فدا ہوتے اپنی بیویوں کے سامنے اپنے نمبر بڑھاتے ہوتا کہ کمرے میں وہ لوگ تم پر رحم کرے اور تم لوگوں کو ادھی رات کو کمرے سے باہر لاؤنج کے صوفے پر یہ نہ سونا پڑے۔۔

برلاس نے بھیانک سا نقشہ کھینچتے ہوئے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب نے ہی خونخوار نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔۔

اواچھا کہیں پھر سے کچھ غلط بھول گیا ہوں میں کیا؟؟ سب کو اپنی طرف گھورتا پا کر برلاس کو اندازہ ہوا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی بھول گیا ہے۔۔

اچھا چپ کرو اب سب نوک جوک بند کرو لڑائیاں بند کرو اور چلو جلدی
سے باہر سب انتظار کر رہے ہوں گے مہندی کی رسم بھی سٹارٹ کرنی
ہے۔۔

نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم نے ان سب کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو سب ہی چپ
کرتے اپنی اپنی بیویوں کا ہاتھ تائیں باہر لان کی طرف بڑھ گئے تھے۔
چونکہ آرش اور اورزلہ کا بھی نکاح پہلے سے ہی ہوا تھا تو ان دونوں نے لان
میں مہندی کے فنکشن میں ساتھ ہی اینٹری کی تھی۔۔
تمہارے ہاتھ اتنے سرد کیوں ہو رہے ہیں طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری کہیں
بی پی تو لو نہیں کچھ کھایا تھا نا تم نے انے سے پہلے۔۔

آرش نے اس کا ہاتھ پکڑتے وقت محسوس کیا تھا کہ اس کے ہاتھ سرد ہو
رہے ہیں تو اسی لیے فکر مند انداز میں اسے کہی سوال پوچھ ڈالے۔۔
میں بالکل ٹھیک ہوں اور میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اپ کو۔۔

اور زلہ نے آرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے قاتل انکھوں کو
اپنی طرف دیکھتا پا کر آرش بے چین ہوا اٹھا۔

واوو۔۔ تمہاری انکھیں بہت حسین لگ رہی ہیں آرش تو ایک دوپیل کے
لیے اس کی انکھوں میں کھوتا بے ساختہ ہی اس کے لبوں نے سرگوشی نما
آواز میں کہا۔

جانتی ہوں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور زلہ نے مغرور انداز میں کہا۔
اور نہ جانے کیوں آرش کو اس کا یہ مغرور انداز بہت ہی پیارا لگا تھا۔ وہ تو
چاہتا ہی یہی تھا کہ وہ اس کے سامنے نخرے دکھائیں غرور کرے اپنی
خوبصورتی پر تاکہ وہ اس کی خوبصورتی کا مزید اسیر ہو جائے۔

میری جان تم واقعی ہی خوبصورت لگ رہی ہو۔ آرش نے مسکراتے کہا
اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ دوبارہ سے اپنی گرفت میں لیا جو کہ اور زلہ نے
بہت چھڑانے کی کوشش کی لیکن آرش نے ایسا ہونے نہ دیا۔

چلیں مورے رسم سٹارٹ کرتے ہیں ویسے بھی مجھ سے زیادہ انتظار نہیں ہو رہا کھانا بھی تو کھانا ہے نا۔

عنایہ نے اپنے مورے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی جلد بازی پر شائلہ بیگم مسکرا دی اور ساتھ ہی وہ لوگ سیٹیج کی طرف اور زلہ اور آرش کی طرف بڑھتے اب مہندی کی رسم کرنے پہنچ گئے تھے۔

اور زلہ کے ہاتھ پر ذرا سی مہندی لگانے کے بعد دونوں کامنہ میٹھا کروایا اور ساتھ ہی شائلہ بیگم اور عالم زیب خانزادہ سیٹیج سے نیچے اترائے اب باری باری کر کے سب کیل بائے کیل مہندی کی رسم کر رہے تھے۔ اور مہندی کی رسم میں تقریباً دو گھنٹے لگ گئے تھے کیونکہ سب ہی ینگ جنریشن مستی کرنے میں مصروف تھے اور بیٹھے بیٹھے اور زلہ کی کمر ٹوٹنے کے قریب تھی۔

اس کے چہرے پر تھکن تو سب ہی دیکھ سکتے تھے لیکن ینگ جنریشن نے تنگ کرتے ہوئے اسے بالکل بھی کمرے میں نہ جانے دیا تھا۔

شادی ہو رہی ہے تمہاری اتنی جلدی کرے میں چلی جاؤ گی تو انجوائے کیسے
کرو گی۔۔ اور ویسے بھی شادی صرف ایک ہی بار ہوتی ہے بار بار نہیں ہوتی
اسی لیے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاؤ تھکن کو دور کرو اور سارے فنکشن
کو انجوائے کرو۔۔

زربیش نے دھیرے سے اس کے کان میں جھکتے کہا تو اور زلہ نے بھی بناؤٹی
مسکراہٹ چہرے پر سجاتے اس کی کہی ہوئی باتوں پر عمل کیا۔۔
کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دے
رہی سب ہی اس کے لیے دعا گو تے کہ وہ ماضی کو بھول کر اپنے حال میں
ہی خوش رہنا سیکھ جائیں۔۔

چلو لڑکیوں اب بس بھی کروں گاؤں کے سب لوگ بھی اپنے اپنے گھروں
کی طرف روانہ ہو گئے تو نائلہ بیگم اور شائلہ بیگم نے بھی ان سب کو ٹوکتے
ہوئے کہا۔۔

مزید اور زلہ سے بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا کمر کا اسی لیے شکر ادا کرتی
ہوئی وہ شائلہ بیگم کے ساتھ ہی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

اس کے چلے جانے کے بعد آر ش کو سارا منظر ہی ادا اس ادا اس سا لگا بھی
تک اس کے یہاں بیٹھے رہنے پر جو خوشی اس کے اس پاس تھی اب وہ کہیں
گم ہو گئی تھی۔۔ اور وہ دیوانہ مان بیٹھا تھا کہ اس کی زندگی میں بہار ہی اس
کی بیوی اور زلہ کی وجہ سے ہے۔۔

اور زلہ کو جاتے دیکھ کر باقی سب بھی باری باری اپنے اپنے کمروں کی طرف
بڑھ گئے تھے کل ایک اور تھکا دینے والا دن ان کے انتظار میں تھا تو اسی لیے
اس وقت سب کا آرام کرنا ضروری تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

صبح کے چھ بجے کا وقت تھا۔ روشنی دھیرے دھیرے سے حویلی پر چھانے لگی تھی۔ ایسے میں اور زلہ اپنے کمرے کے کھڑکی میں کھڑی گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئے تھی۔

نیلی نیلی سی روشنی اترتے دیکھ اسے اپنے دل میں ٹھنڈک سی محسوس ہوئی۔

اسے یہ وقت بے انتہا پیارا لگتا تھا تنہائی بھرا اور سکون دہ۔ صبح اٹھ کر اس کے روز کا معمول ہوتا کہ یہ وقت تقریباً دھاگھنٹہ اس نے کھڑکی میں کھڑے ہو کر اس وقت کو دیکھنا تھا جب پوری طرح سے روشنی زمین پر پھیل جاتی تھی تب جا کر وہ آرام کرتی تھی۔

ابھی بھی گہرا سانس بھرتے تھکن سے اس کا بدن چور تھا تب جا کر وہ بیڈ پر لیٹی۔

پلکوں پر ٹھہری ہوئی نمی آنکھوں سے بہہ گئی تھی۔ دھیرے دھیرے پلکیں باری ہوتی وہ نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی۔

انج اس کی بارات تھی لیکن اس کی اپنی حالت عجیب عجیب سی تھی۔۔۔ نہ جانے کیوں بس بے چینی تھی خوف تھا جو کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اسے ابھی بھی یہی ڈر تھا کہ کہیں کچھ ہونہ جائے۔۔۔

یہی سب کچھ سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی اور گہری پر سکون نیند سوتے اسے پتہ نہ چلا کہ انج بھی اس نے نیند کی دوائیوں کا استعمال نہ کیا تھا۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

اس وقت صبح کے 11 بج رہے تھے خان حویلی والے سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ چونکہ کل رات کافنکشن کافی دیر میں جا کر اختتام پذیر ہوا تھا اسی وجہ سے سب ہی لیٹ اٹھے اور ناشتہ کرنے کے بعد ابھی اپنی اپنی مصروفیت میں مصروف ہونے والے تھے۔۔۔

زلے بیٹی کہیں کس چیز کی کمی تو نہیں ہے نا اگر کوئی اس چیز چاہیے تو مجھے بتا دو میں منگوالیتا ہوں۔۔

اور نگزیب خانزادہ نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو گم سم سی بس ناشتے کے پلیٹ کو گھور رہی تھی۔۔

سب کچھ ہے میرے پاس بابا۔۔ اور زلہ نے مختصر سا کہہ کر دوبارہ سے نظر اپنی پلیٹ پر جمالی تھی۔۔

ناشتہ کرو۔۔ آرش نے اسے ناشتہ نہ کر کے دیکھ ٹوکتے کہا۔۔

بھوک مر گئی ہے۔۔ اور زلہ نے چڑھتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔

جاگ بھی جائے گی میری جان لیکن رات میں۔۔ آرش نے بڑا معنی خیز جملے میں کہا۔۔

یہ ٹھہر کی پن اپ کا ختم کب ہو گا۔۔ گھور کر سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔۔

یہ ٹھہر کی پن نہیں ہے بیوی یہ رومانس ہوتا ہے۔۔

آر ش نے کہا اور ساتھ ہی ساتھ اب نوالہ بنا کر اور زلہ کے منہ میں بنا کسی
تگودود کے ڈال رہا تھا۔۔

اپ کو شرم نہیں ارہی سب ہماری طرف ہی دیکھ رہے ہیں اتنا بھی بے
باک بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

اور زلہ نے اسے ذرا سی شرم دلانی چاہی۔۔

میری جان شرم کرنے کے لیے اپ ہیں نہ اگر ہم دونوں ہی شرم کرنے
بیٹھ گئے تب تو کچھ بھی نہیں حاصل ہو گا۔۔ آر ش بار بار بے باک جملے ادا
کرتے ہوئے اس کے کانوں سے دھواں نکالنے کا سبب بن رہا تھا۔۔
بڑے ہی بے شرم اور بد تمیز قسم کے انسان ہیں اپ۔۔

ذرا جو کسی کا کحاظ ہو اپ کو یہاں اپ کے مورے اور بابا بھی ہیں اپ کی
بہن بھی ہے بھائی بھی ہے میری بھی ساری فیملی بیٹھی ہوئی ہے لیکن کس
طرح دیدہ دلیری سے اپ مجھے ناشتہ کروا رہے ہیں۔۔ اس بار ڈرہ سی شرم
دلانی چاہیے جو کہ اس کی کہیں مر گئی تھی۔۔

انہیں سب لوگوں کے سامنے میں نے تمہیں اپنے حق حلال کی بیوی بنایا تھا
اب یہ لوگ دیکھے نہ دیکھیں مجھے اس سے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔
آرش کا انداز ابھی بھی نہایت ہی لا پر واہ تھا۔

اسے واقعی میں کسی سے فرق نہیں پڑ رہا تھا جو کوئی اس کے بارے میں جو
کچھ بھی سوچ رہے ہو اسے کیا۔

اس کی اپنی حق حلال کی بیوی تھی۔۔ شرعی قانونی طور پر اس نے دلی
رضامندی سے اسے قبول کیا تھا۔۔ تو اب کسی اور کے سامنے اسے ناشتہ
کروانے سے وہ ہاتھ کیوں پیچھے کرے۔۔ ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ اور زلہ
خود سے ناشتہ نہیں کرے گی۔۔ اسی لیے زبردستی ہی صحیح اسے تھوڑا بہت
کھلا رہا تھا۔۔ جانتا تھا کہ بعد میں اس نے بڑی ہو جانا ہے۔۔ اور اپنے کھانے
پینے کا دھیان تو بالکل بھی نہیں رکھنا۔

آرش لالا کتنے رومینٹک ہے نا۔۔ عنایہ نے دھیمے سے سرگوشی کرتے
اپنے پاس بیٹھی مہزلہ سے کہا۔

ہاں مجھے تو بہت اچھا لگ رہا ہے آپ کے لیے آخر کار میری آپنی بھی سب ہیپی
کیپلز کی طرح ہیپی ہی ہے۔۔ عنایہ کی بات سنتے مہزلہ نے بھی جوش سے
کہا۔۔

مہزلہ نادان تھی نہیں سمجھ سکتی تھی کہ ہنستے مسکراتے چہروں کے پیچھے جو
درد ہوتا ہے وہ صرف ہنسنے والا ہی جانتا ہے۔۔

ہاں اب سب اچھا اچھا ہو جائیں۔۔ عنایہ نے بھی دل سے اور زلہ کے لیے
دعا کی تھی۔۔ ان سب نے بھی تکلیفیں سہی تھی لیکن شادی سے پہلے
ازمائشیں ان پر بھی اتنی تھی لیکن شادی سے پہلے۔۔۔
لیکن اور زلہ ہی واحد تھی جس پر ازمائشوں اور امتحانوں نہ حد کر ڈالی
تھی۔۔

شادی سے پہلے بھی اس کی ازمائش تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی اور شادی
کے بعد تو شاید وہ کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی تھی۔۔

بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ اگر آپ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک جنبی کے لیے
دوسرے گھر جاتے ہیں تو اس جنبی کا رویہ آپ کے ساتھ ٹھیک ہونا چاہیے
سارے گھر سے آپ لوگوں کو فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔

لیکن اور زلہ کے نصیب میں شاید یہی لکھا تھا اتنی آزمائشوں کے بعد آخر کار
خوشیوں نے اس کا راستہ دیکھ ہی لیا تھا۔۔

ناشتہ کرے سب ہمیں اس طرح ندووں کی طرح کیوں گھور رہے ہو۔۔
اگر اتنا ہی ترس رہے ہو تو اپنی اپنی بیوی تم لوگوں کے پاس ہے ان کو بھی
ناشتہ کروانا شروع کر دو۔۔ سب کو اپنی طرف دیکھ کر پا کر اس بار آرش
نے چڑھتے ہوئے کہا تو سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

آرش کا یہ روپ واقعی ہی سب کے لیے ہی انوکھا سا تھا۔۔ سب ہی آرش کو
اس طرح سے اور زلہ کا خیال رکھتے دیکھ کر خوش ہوئے تھے سب سے
زیادہ خوش تو ملیا رہا تھا کہ "چلو دیرائے درست اے" کم از کم اس کے
جگری یار کو اس کی بہن کی قدر تو پتہ چلی۔۔

چلو بچوں جلدی جلدی کرو اس کے بعد کافی تیاریاں بھی دیکھنی ہے تم
لوگوں نے اس طرح سے لاپرواہی میں ٹائم گزار دو گے تو رات سر پر پہنچ
جائے گی جلدی جلدی کرو اور سب اپنی تیاریوں کی طرف متوجہ ہو۔۔
شائلہ بیگم نے ان سب کو ٹوکتے ہوئے کہا تو وہ لوگ بھی اپنی تیاری کی فکر
کرتے جلدی جلدی سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

شام کے چھ بجے کا وقت تھا سبھی تیار اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے ہال کی
طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔

یہ آرش کے ہی ضد تھی کہ اسے شادی ہال میں ہی کرنی ہے نہ کہ اپنے گھر
کے لان میں۔۔

حالانکہ حویلی کا وسیع و عریض لان کسی شادی ہال سے کم نہیں تھا بلکہ شادی
ہال کے مقابلے میں حویلی کا لان قدرے بڑھا تھا۔۔

لیکن آرش کی ضد کے سامنے سب بڑوں کو حامی ہی بھرنی پڑی اب کل
ولیمے کے ساتھ ساتھ آج کی بارات کا فنکشن بھی ہال میں ہی یہ کیے جانا
تھا۔۔

سبھی تیار ہال کی طرف بڑھ رہے تھے اور حویلی سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا
ادھے گھنٹے کا راستہ تھا اسی لیے سبھی پر سکون تھے تقریباً سات بجے تک
سبھی ہال پہنچ گئے تھے۔۔

ابھی تک شادی ہال میں کوئی بھی نہیں آیا تھا دھیرے دھیرے کر کے آٹھ
بجے تک مہمانوں نے انا شروع ہونا تھا۔۔
اور زلہ کو برائیڈل روم میں بٹھالیا گیا تھا۔۔

ابھی ایک گھنٹہ تھا اس لیے پالروالی کو بھی برائیڈل روم میں ہی اسے تیار
کرنے کے لیے بیٹھا دیا تھا وہ گھر سے تیار ہو کر نہیں آئی تھی۔۔

کیونکہ زربیش کا کہنا تھا کہ وہ جلدی تیار ہو کر اس کامیک اپ بگڑ جائے گا اسی لیے ہال میں ہی پالروالی کو بلا کر اور زلہ کامیک اپ جاری تھا اور اس کی تیاری شروع ہو گئی تھی۔۔

آرٹس بھی باقی سب کے ساتھ ہال میں ہی تیار بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا۔۔

آج تو اس کے چہرے کی چمک ہی نرالی تھی۔۔ اور اس کی آنکھوں کی چمک کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے پورا قلع ہی اس نے فتح کر لیا ہو۔۔

بلیک کلر کی شروانی میں اس کا سرخ سفید سارنگ دمک رہا تھا۔۔ وہ واقعی میں ہی آج ایک خانزادہ معلوم ہو رہا تھا اس کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔۔ کوئی بھی اس کے چہرے کی طرح دیکھ کر صاف بتا گا سکتا تھا کہ وہ کس قدر خوش ہے۔۔

اس کے چہرے کی خوشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ بیگم اور شمائلہ بیگم نے کئی بار اس کی نظر اتاری تھی کہ کہیں اسے کسی کی نظر نہ لگ جائے۔۔

وہ واقف تھی آرش کے پچھلی اذیتوں سے اگر اس نے اپنی بیوی کو اذیتیں دی تھی تو اس نے بھی کم اذیتیں نہیں صحیح تھی۔۔

انکھوں میں ہر وقت جو پہلے نمی رہتی تھی اب وہیں انکھیں چمک رہی تھی۔۔ انکھوں کے نیچے جو حلقے نمایاں تھے اب اس کے چہرے پر سرخ سفید رنگت کی وجہ سے نظر ہی نہیں رہے تھے۔۔

لالا کو تو دیکھیں اب کس طرح سے خوش نظر رہا ہے۔۔ محفل زعفران ہو اور اس میں برلاس اپنا حصہ نہ ڈالے امپا سیبل۔۔

اگر تو تم نے اپنے منہ سے کچھ اناپ شباب نکالا تو میں دولہا ہونے کا لحاظ بھی نہیں کروں گا اور تجھے ادھر ہی سب کے سامنے کوٹ ڈالوں گا پھر اپنے چہرے پر بے تحاشہ زخم لیے تو میری شادی اٹینڈ کرے گا کیونکہ یہاں سے تجھے میں جانے تو ہر گز نہیں دوں گا۔۔

اس سے پہلے ہی کہ مزید برلاس اپنے منہ سے کچھ الٹی سیدھی باتیں نکال کر اس کی عزت کا کباڑہ کرتا اس نے برلاس کو وارن کرنا ضروری سمجھا تھا۔

اور آرش کے وارن کرنے والے سنجیدہ سے انداز کو دیکھ کر برلاس نے منہ بنا لیا تھا۔

کیا لالا آج تو آپ کی شادی ہے تھوڑا سا تنگ کرنے دینا کون سا بل اجانا ہے یہاں پر۔۔ منہ بناتے ہوئے ہی منمناتے ہوئے کہا اسے واقعی میں اپنا چہرہ بہت عزیز تھا ٹوٹے پھوٹے چہرے کے ساتھ وہ شادی بالکل بھی اٹینڈ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ویسے بھی کل اس کا ولیمہ تھا آج کا فنکشن تو جیسے تیسے کر کے گزر جاتا لیکن کل اپنے ولیمے پر تو وہ سب کی نظروں کا مرکز بننے والا تھا تو اتنی آسانی سے وہ کیسے اپنا منہ سجانے دیتا اپنے لالا کو۔

بالکل بھی نہیں اگر تم تنگ کرتے تو میں نے تمہیں اجازت بھی دے دیتا
ہے لیکن تم سامنے میری عزت کا جنازہ نکالتے ہو اسی لیے جتنا چپ رہو گے
تمہارے لیے اتنا ہی بہتر ہو گا۔

دوبارہ سے آرش نے اس کی دہائی سنی تو اسے سخت انداز میں چپ رہنے کو
کہا اور سبھی برلاس کے منہ کو دیکھ کر مسکراہٹ دبا گئے تھے واقعی میں ہی
برلاس کو آرش اور زرم ہی چپ کروا سکتے تھے ورنہ ملیار اور بصیر کے تو
بس کی بات نہیں تھی۔

اب لوگ بہت زیادتی کر جاتے ہیں میرے ساتھ۔
برلاس نے کہا لیکن کسی نے بھی اس کی بات پر دھیان نہ دیا تو وہ وہاں سے
اٹھ کر اپنے مورے لوگوں کے پاس چلا گیا تھا۔

اسے جاتا دیکھ سب نہیں اپنے ر کے ہوئے قمقیے لگائیں تھے جو پیچھے سے
برلاس نے بھی بخوبی سنے تھے لیکن وہ ان سب سے ناراض ہوتا اپنے
مورے کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔

باتوں ہی باتوں میں گھنٹے کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا اور اس وقت سات
سے نو بجے کا وقت ہو گیا تھا پورا ہال ہی مہمانوں سے بھر گیا تھا ہر طرف
رنگ و بو کا سیلاب تھا کہیں کسی نے میکسی پہن رکھی تھی تو کسی نے لونگ
فراک تو کسی نے ساڑی پہن کر اپنے فیشن کو سب پر واضح کیا تھا۔

اور خود کو دلہن سے بھی خوبصورت ماننے والی لڑکیوں کا تو الگ ہی حساب
{ 😊😊 } تھا۔

{ ♥♥♥♥♥♥ }

بیٹا جا کر دیکھو تیار ہوئی یا نہیں جلدی آنے کے لیے کہوں۔۔ شائلہ بیگم نے
گل کو روکتے ہوئے کہا جو ریڈ کلر کا پاؤں کو چھوتا سمپل سافراک پہنیں
سادگی میں بھی سب کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔

جی ممانی جان میں بول دیتی ہوں۔۔ گل نے بھی دھیمی سی مسکراہٹ
چہرے پر سجاتے کہا اور ساتھ ہی وہ برائیڈل روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

یار جلدی کرو ممانی جان بار بار بول رہی ہے کہ اجاؤ سب رشتہ داروں کے منہ کھل رہے ہیں بس بھی کرو اپنی اپنی تیاریوں کو۔۔

گل نے برائڈل روم کے اندر اتے ہوئے کہا۔۔ اور زلہ تو گب سے تیار ایک طرف بیٹھی بس ان لوگوں کو نخرے کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی جو کبھی ایک پوز میں اپنی پکچر بناتی کبھی ایک پوز میں زریش کے ساتھ ساتھ عنایہ اور مہزلہ بھی آج پاگل بنتی (پاگل پنٹی) پر اترائی تھی۔۔

چلو شکر ہے تم بھی آگئے آؤ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ پکچر لو۔۔ زریش نے اسے اپنی طرف آنے کی دعوت دی وہ چاروں آج بھی ایک ہی جیسے ریڈ کلر کے سمپل سے فرائڈ پہنے بالوں کا الگ الگ طریقے سے ہیئر سٹائل بنائیں سادہ سے میک اپ میں پیارے لگ رہی تھی۔۔

روحان زریش اور عنایہ کی آج بھی تقریباً دھڑے گھنٹے تک بحث ہوتی رہی تھی۔۔ روحان کا یہی کہنا تھا کہ اس کی ماما سب سے زیادہ پیاری لگ رہی ہے

حالانکہ زربش اور عنایہ اسے جی بھر کر گھوری ڈالنے کے باوجود بھی اپنی
تعریف نہیں کروائی تھی۔۔

یا خدا یا بس کر دے زربش آپنی نیچے سب بلارہے ہیں ہم سب کو پورا ہال
مہمانوں سے بھرا ہوا ہے۔۔

گل کے چہرے پر معصومیت بھری پریشانی کو دیکھتے ہوئے زربش نے پیار
بھری نظروں سے اپنی چھوٹی سی بہن کو دیکھا۔۔

اور زلہ بھی ایک طرف بیٹھی ان سب سے عاجز رہی تھی۔۔ بلڈریڈ کلر کا
لہنگہ پہنے بھاری سادو پٹہ بالوں کے جوڑے پر ٹکائے ڈارک میک اپ کیے
زیورات سے لدی ہاتھوں میں بھر بھر کر ریڈ چوڑیاں پہنے آج واقع میں ہی
آسمان سے اتری ہوئی حور معلوم ہو رہی تھی۔۔

اور زلہ کے خوبصورتی کو دیکھ کر گل بھی کئی لمحوں کے لیے ٹٹک کر اسے
ٹٹکی باندھے دیکھنے میں مصروف ہوئی تھی۔۔

اور پھر زربش کے گلا کنکھارنے پر ہوش کی دنیا میں اتی اور زلہ پر آیت
الکرسی پڑھ کر پھونک مارتے ان سب کو دوبارہ سے باہر جانے پر زور دیتی
ہے۔۔

اب چلو بھی جلدی سے دیر ہو رہی ہے۔۔ گل نے دوبارہ سے جلدی مچائی تو
سب اور زلہ کو لیے باہر سیٹج پر اگئی تھی نائلہ بیگم اور شمائلہ بیگم نے آج بھی
ان پانچوں کی نظر اتاری اور اور زلہ کو سیٹج پر لے جا کر بٹھایا گیا۔۔
آرش خانزادہ تو اپنے اسمان سے اتری ہوئی حور کو دیکھ کر اپنے ہوش کی گواہ
بیٹھا تھا۔۔

بے چربی سے صوفے پر بیٹھا بس یہ دو سے تین گھنٹے گزرنے کا انتظار کر رہا
تھا تاکہ وہ اور زلہ کو کمرے میں لے جا کر اپنے سینے میں بیچ کر دنیا سے چھپا
لیں۔۔ آرش نے اس کے سر پر کئی نوٹوں کی گڈیاں واری تھی تاکہ اس
کے خانزادی کو کسی کی نظر نہ لگے۔۔

آرش کی بے چینی عروج پر جا پہنچی تھی سب ہی کھانا کھا کر دوبارہ سے خوش
گیوں میں مصروف ہو چکے تھے بے چینی تھی جو بڑھتی ہوئی جا رہی
تھی۔۔۔

اس نے بے ساختہ ہی اور زلہ کا ہاتھ پکڑ کر دبایا تھا اور اور زلہ تو کانپ کر رہ
گئی تھی۔۔

پہلے ہی اس کی ہتھیلی پسینے سے بھیگی ہوئی تھی آرش کے پکڑنے پر رہی سہی
کسر بھی اس نے پوری کر دی تھی۔۔۔

اللہ اللہ کر کے یہ ٹائم بھی گزر گیا اور رخصتی کے وقت اور زلہ بھی باقی
لڑکیوں کی طرح روئی لیکن اوہ پر سکون تھی کہ وہ اسی گھر میں ہیں اسے
پر اے گھر جانا نہیں پڑ رہا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

اس وقت وہ آرش کے کمرے میں بیٹھی بہت سی تلخ یادوں کو اپنے ذہن
میں لیے سوچے ہوئے تھے۔۔

جس بات کو وہ سوچنے کا تصور تک نہیں کر سکتی تھی اب وہی بات سچ ہو گئی
ہے اور وہ آرش کی سیج سجائے اس کے کمرے میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی
تھی۔۔

خیر اب اسے بھی اپنی نئی زندگی شروع کرنی تھی بہت سی تلخ یادوں نے اس
کا راستہ تور و کا تھا۔ لیکن وہ اپنی نئی زندگی اب شروع کرنا چاہتی تھی۔۔
اور ویسے بھی وہ جانتی تھی کہ آرش اس کے لیے بالکل بھی انتظار نہیں
کرے گا آخر مرد جو ٹھہرا۔۔

وہ اپنی سوچوں میں ہی گھوم تھی کہ کلک کی آواز کے ساتھ کمرے کا دروازہ
کھولتا چلا گیا کمرے کے دروازہ لاک کرتے ہوئے آرش اس کی طرف
بڑھا۔۔

اور زلہ کا دل تو الگ انداز میں دھڑکنے لگا لیکن خود پر قابو پاتے ہوئے وہ
نظریں نیچے کیے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

آرش اس کے پاس جاتے اسے سوچو میں گم دیکھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے گیا تھا۔۔ بھرے بھرے ہاتھوں پر سرخ کلر کی مہندی دیکھتے اس وقت آرش کو اپنا دل مچلتا محسوس ہوا۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔ آرش نے اس کے ہاتھوں کو دبا کر اپنی طرف متوجہ کرانا چاہا۔۔

کچ کچھ نہیں۔۔ کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

تو اج ہماری ویڈنگ نائٹ ہے کہیں میری شیرنی خانزادی کو ڈر تو نہیں لگ رہا۔۔

آرش نے لاپرواہ انداز میں کہتے ہوئے اسے خود کے ساتھ فرینک کرانا چاہا تاکہ وہ اسے کھل کر بات کر سکیں۔۔

ویڈنگ نائٹ کا سنتے ہیں اور زلہ کا دل جو پہلے ہی سپیڈ سے دوڑ رہا تھا اب مزید دوڑتے ہوئے جیسے باہر نکلنے کو بیتاب تھا۔۔

کمرے میں جگہ جگہ ریڈ گلاب کے پھولوں کی خوشبو ساتھ ہی اے سی کی
ٹھنڈک کمرے کا ماحول عجیب سا رومانوی بنائے ہوئے تھی۔

اور اوپر سے خود پرگاری آرش کی جذبات مچلتی آنکھوں کا مطلب سمجھ کر
بھی اور زلہ کی حالت غیر سے غیر ہوتی جا رہی تھی۔

آرش نے اس کا ہاتھ دھیرے سے اٹھا کر اپنے لبوں سے لگایا اور ساتھ ہی
ایک ایک کر کے اسے بھاری جھولری سے آزاد کیا۔

ساتھ ہی آرش چھوٹی موٹی باتیں کر کے اس کا دیکھان ادھر سے ادھر بٹا رہا
تھا اور اس کے جوڑے کو بھی پنوں سے آزاد کر رہا تھا۔

یاریہ پولروالی کو اور پن نہیں ملی تھی کیا۔ سائیڈ ٹیبل کی طرف دیکھتے
ہوئے پن کو دیکھ کر آرش کہنے سے خود کو روک نہ پایا۔

اور زلہ نے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا بھاری دوپٹے سے آزاد ہو کر
اسے سکون محسوس ورنہ اسے تو لگ رہا تھا کہ اس کی گردن ہی ٹوٹ جائے
گی۔

کیا تم تیار ہو پیچھے سے ہی آرش نے اسے اپنی باہوں میں بھرتے ہوئے اس کے کان میں سے سرگوش نما اواز میں کہتے کان کی لوں کو ذرا سا چھیڑا تو اور زلہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔

اور زلہ نے اس بار بھی جواب نہ دیا تھا وہ بالکل چھپ تھی اور اس کی چپ کو ہاں سمجھتے ہوئے آرش اسے بیڈ پر لیٹاتے اس کے گالوں پر جو زور سے بائٹ کر گیا۔۔

سسی۔۔ اور زلہ کی ذرا سی اواز نکلی تھی اور ساتھ ہی وہ زور سے انکھیں میچتے ہوئے جیسے اس سے چپنا چاہ رہی تھی۔۔

اور زلہ کی اداؤں کو دیکھ کر اپنا دل مزید روک نہیں پارہا تھا ساتھ اس کے ہونٹوں پر جھکتے وہ اس کی سانسوں کو روک گیا تھا۔۔

قطرہ قطرہ کر کے اس پر اپنی جنونیت کو انڈیلنے ہوئے آرش نے واقع ہی عملی اظہار کر کے اسے بتا دیا تھا کہ وہ اسے کس حد تک چاہتا ہے۔۔

اور زلہ تو بس اپنی دھڑکنوں کا شور سنتے گھبرا رہی تھی۔۔

آرش کبھی اس کے سفید پھولے ہوئے گالوں پر بائٹ کرتا کبھی اس کی
چھوٹی سی ناک میں چمکتی ہوئی نوزپن پر اپنے لب رکھتے اسے سرخ کرتا کبھی
اس کی آنکھوں کو عقیدت سے چومتا کبھی اس کے ہونٹوں پر اپنی شدتیں
اندھیلتا غرض کے وہ اج سراپہ محبت عشق جنونیت بنی آرش کا امتحان لینے پر
تلی ہوئی تھی۔۔

آرش جتنا اسے پیار کرتا اسے کم لگ رہا تھا۔۔
اور زلہ تو اپنے نازک سے وجود پر بس اس کی شدتیں ہی برداشت کر رہی
تھی لبوں پر سسکیاں روکتے ہوئے وہ ناکام سی ہو رہی تھی۔۔
آآآ ششششش۔۔۔ کانپتے ہوئے لبوں سے ڈرتے ہوئے اور زلہ نے آرش
کو پکارا۔۔

اس کی ڈری ہوئی آواز سنتے آرش نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے خود کو
اور اس کو سانس لینے کی مہلت دی۔۔ ورنہ خود کے ساتھ ساتھ وہ اس کی
بھی سانسیں بند کرنے کے درپر تھا۔۔

اور زلہ سسکیاں آرش کو مزید بہکنے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔

رُت جواں،، دل جواں،، حسرت جواں۔

تو بھی تو ہی ہے سارے جواں،،-----

رات جیسے جیسے لمحہ بہ لمحہ سرک رہی تھی بالکل اسی طرح آرش کی شدتیں
بھی برتی ہی جا رہی تھی۔

جسے اور زلہ جیسے نازک سی لڑکی اپنے وجود پر برداشت کر کے اس کی بس ہو
رہی تھی۔

لیکن آرش خانزادہ کا جنون تھا جو کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اس پر
اپنی شدتیں انڈیلتا کبھی وہ نرمی کا مظاہرہ کرتا تو کبھی جنونیت کا کبھی اس پر
اپنی عشق کو اشکار کرتا تو کبھی محبت سے اسے خود میں سمیٹتا۔

غرض کے اور زلہ کو وہ آج اپنے عملی مظاہرے سے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس
کے لیے کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

وہ بتانا چاہتا تھا اس لڑکی کو کہ وہ زندگی ہے اس کی اپنے عملی مظاہرے سے۔۔

وہ اس کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ خود سے کبھی بھی اسے دور نہیں کرنا چاہتا۔
ڈر اس پر حاوی ہوتا تو وہ اس پر اپنی جنونیت انڈیلتا اور اس کی محبت یاداتی ہے اس کی آنکھوں میں اپنا عکس یاد آتا اپنی شدتوں کی بنا پر اس کی آنکھوں میں انسواتے تو وہ محبت سے اسے خود میں سمیٹ لیتا۔

اور زلہ بھی اس کی شدتیں برداشت کرتی اس کے پہلو میں خاموشی سے لیٹی رہی مزید اس کی بس ہو چکی تھی لیکن آرش خانزادہ کی بس نہیں ہو رہی تھی۔۔

تمام اذیتیں اور مشکلوں کو سہہ کرانج اور زلہ کو اس کے صبر کا پل مل ہی گیا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

صبح بخیر آرش کی جان۔۔ گزری رات کا خمار ابھی تک آرش کی آنکھوں میں
چھایا ہوا تھا۔ اور بھلا وہ بھولتا بھی کیسے کیا گزری رات بلائے جانے کے
قابل تھی۔۔ وہ رات تو اس کی زندگی کی سب سے حسین رات تھی اور
ہمیشہ اچھے یادوں میں وہ رات اسے یاد رہنے والی تھی۔۔

صبح ہی صبح اٹھا اور زلہ کو اپنی باہوں میں پا کر اسے ایسا لگا جیسا کہ اس کا سپنا ہی
پورا ہو گیا ہو بھر بھر کے دل میں جو سکون اتر اٹھا اس سے صرف آرش ہی
واقف تھا۔۔

اور سرخ سی اس کے حصار میں دبی ہوئی سورہی تھی۔۔ اسے اور زلہ سے
اتنی نازک مزاجی کی امید نہیں تھی جس طرح سے وہ اوپر اوپر خود کو بہت
ہی مضبوط ثابت کرتی تھی۔۔ گزری رات آرش کو پتہ چلا کہ وہ لڑکی نازک
سی سہمی ہوئی ہے اندر سے۔۔

اس وقت بھی وہ اس کی شدتیں اپنے نازک سے وجود پر سہتی فل مکمل اس
کے حصار میں قید تھی۔۔

اٹھ جاؤ میری جان 10 بج چکے ہیں۔۔ آرش نے اسے نرمی سے اٹھانا چاہا
اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ اسے پر سکون بھی کر رہا تھا۔۔
نظروں کی گہری تپش پر اور زلہ اٹھ چکی تھی۔۔ انکھیں کھولتے اس نے
آرش کی طرف دیکھا جو پیار بھری نظروں سے اسے ہی تک رہا تھا۔۔
وہ دونوں پر سکون اسی لیے تھے کیونکہ ولیمے کا فنکشن ایک دن چھوڑ کر رکھا
گیا تھا یعنی کہ ولیمہ کل ہونا تھا وہ بھی سب کا۔۔

ایسی بھی آرش کی ہی ضد تھی کہ وہ لوگ برات کے بعد بہت تھک جائیں
گے۔۔

تو اسی لیے ایک دن چھوڑ کر ولیمے کا فنکشن رکھا جائے اور اس کی ضد کے
اگے ہمیشہ ہی سب بڑوں نے اپنی ہار مانی تھی۔۔ ایسے ہی تو اسے حویلی کا
ضدی خانزادہ نہیں مانا جاتا تھا۔۔

دادا جی تو اسے جی بھر کر کوستے تھے لیکن آرش کو کسی بات کی بھلا کہا فکر
تھی۔۔

صبح ہو گئی ہے کیا۔۔ اور اس کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر اور زلہ نے بے مقصد بونگا سا سوال پوچھا۔۔

جی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اتنی جلدی صبح کیوں ہو گئی۔۔ اس کا گھبرانا محسوس کرتے آرش نے معنی خیز جملے سے کہا تو پیل لگا تھا اور زلہ کے گالوں کو سرخ ہونے میں۔۔

اپ اپ اٹھے مجھے مجھے اٹھنے دیں۔۔ اور زلہ نے گھبرا کر ادھر سے جانا چاہا لیکن وہ آرش کی باہوں میں قید تھی اتنی اسانی سے وہ یہاں سے نہیں نکل کر جاسکتی تھی۔۔

کیوں ولیمہ تو کل ہے تو اتنی جلدی تمہیں اٹھ کر کیوں جانا ہے وجہ جان سکتا ہوں۔۔ انکھوں میں دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

نیچے نیچے بھی تو جانا ہے ناپتہ نہیں سب سب کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔ اور زلہ کی تو زبان ہی اج لھڑکھڑا رہی تھی اور اسے تو واقعی معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ بول کیا رہی ہے۔۔

اس کی بات سن کر آرش نے اپنا قہقہہ کس مشکل سے دبایا تھا یہ بات وہی جانتا تھا۔

میری جان کسی کو کچھ سوچنے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔۔۔ ہم نیولی کیل ہیں سب بہتر جانتے ہوں گے۔۔ کہ ہم دیر صبح تک کیوں سوئے ہیں۔۔ آرش نے دبے لفظوں میں اسے سمجھانا چاہا۔

اس بار اور زلہ نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا عجیب تھا زبان تو ادھر ادھر لھڑکھڑا رہی تھی بولنا وہ کچھ اور چاہتی تھی زبان سے نکل کچھ اور رہا تھا۔ بولو کچھ چپ کیوں ہو گئی۔۔ کافی دیر تک اسے نہ کچھ بولتے دیکھ دوبارہ سے اکسایا گیا۔۔ دراصل آرش کو اس کی باتیں واقعی میں ہی مزہ دے رہی تھی۔۔

اپ اپ کچھ کچھ نہیں۔۔ دوبارہ سے کچھ اور بولتے دیکھ اور زلہ نے جلدی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا۔

بول دو میری جان اگر میرے سامنے بھی تمہیں سوچ سمجھ کر بولنا پڑے تو
شوہر ہونے کا کیا فائدہ۔۔ آرش نے اسے کھلی چھوٹ دی تو اور زلہ نے
حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔۔

اس طرح سے حیرت سے کیوں دیکھ رہی ہو جان۔۔ گمبھیر لہجے میں
پوچھا۔۔

یہ کیا جان جان لگا رکھا ہے اپ نے۔۔ چڑھتے ہوئے کہا۔۔
جان ہو تو جان ہی کہوں گا ناب اور کیا کہوں اور زلہ جانے من،، جان
بہار،، جانے جہاں،، جان آرش،، یا پھر آرش کے بچوں کے ہونے والی
خوبصورت سی ماما۔۔ بے باک لہجے میں گویا مقابل کی جان لبوں پر اٹکائی
گئی۔۔

کچھ کچھ بھی نہ بولے اپ چپ چپ رہیں بس۔۔ بوکھلاتے ہوئے بس اسے
چپ رہنے کے لیے کہا مبادا کہیں وہ اس سے زیادہ ہی پھیل نہ جائے۔۔

اس کا مطلب تمہیں میرا بولنا اچھا نہیں لگ رہا۔۔ جان بوجھ کے لہجے میں
افسردگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔۔

ایسا ایسا تو کچھ بھی نہیں کہا میں نے۔۔ جلدی سے صفائی پسند لہجے میں کہا۔۔
اور زلہ محسوس کر رہی تھی گزری رات کے بعد اس کے جذبات واقع میں
ہی آرش کے لیے بدل چکے تھے۔۔

حقیقت تھی کہ وہ ابھی تک اسے معاف نہیں کر پائے تھی۔۔ لیکن جس
طرح سے گزری رات میں آرش نے اس پر اپنے جذبات واقف کیے
تھے۔۔ وہ رات واقعی ہی بلائے جانے کے قابل نہیں تھی۔۔

آرش کے ساتھ خود بخود ہی اس کے لہجے میں نرمی درائی تھی۔۔ ورنہ رات
اس کے چھونے سے پہلے اسے یہی لگ رہا تھا کہ اگر مقابل نے اسے چھوا
بھی تو اسے خود سے نفرت ہو جائے گی۔۔

لیکن جس طرح نرمی محبت عشق جنون سے اس کے شوہر نے اسے چھو ا تھا
اسے بالکل ایسے لگا جیسے کہ وہ نازک سی کانچ کی گڑیا ہو جسے توڑنے سے اس
کا شوہر ڈر رہا ہو۔۔

مقابل کا ایسا انداز ہی اس کے دل پر اثر انداز ہوا اور اس کا لہجہ خود بخود ہی
نرم ہو گیا۔۔

کچھ گزری رات کی بے باکیوں کو یاد کرتے ہوئے بھی وہ آرش سے نظریں
تک ملا نہیں پار ہی تھی۔۔

کون سی گہری سوچوں میں گم ہو مجھے بھی بتا دو شوہر پاس ہے اور بیوی گہری
سوچوں میں گم ہے لگتا ہے کہ ابھی تک تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔ جان
بوجھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی اپ اٹھے تاکہ میں فریش ہونے جا سکوں پھر نیچے بھی
چلیں گے مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔ نہ چاہتے ہوئے اس کے شوہر کی پیار
بھری نظروں نے اسے جھوٹ بولنے پر مجبور کیا۔۔

ویری گڈ میں نے کہا تھا نا کہ رات تک تمہاری بھوک جاگ جائے گی اب
دیکھو جاگ گئی ہے نا تمہاری بھوک۔۔ چمکتے ہوئے آنکھوں سے کہا۔۔
اور زلہ کو تو لگ رہا تھا کہ آج اس کا ستارہ ہی گردش میں ہے جو کچھ بھی وہ
کہتی آرش اس بات میں سے اپنی مطلب کی بات نکال کر اسے تنگ کرنے
لگ جاتا۔۔

بہت ہی بد تمیز ہے اپ اٹھے۔۔ اور اپنے بازو ہٹائیں میرے اوپر سے تاکہ
میں بھی فریش ہونے جاسکوں۔۔

اس بار اور زلہ نے چڑھتے ہوئے جواب دیا واقعی میں وہ تنگ آگئی تھی بار
بار ہر بات پر وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔

اوکے جانو۔۔ آرش نے نہایت ہی ٹھہر کی پن سے کہتے نچلے لب کو دباتے
آنکھ اونک کرتے اسے کہا تو اور زلہ نے گھور کر اسے دیکھا جو ٹھہر کی پن سے
باز نہیں ارہا تھا۔۔

آرش نے اس کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ سے اسے اپنی باہوں میں قید کرتا اور زلہ پھرتی سے بیڈ سے اٹھتی جھپک سے ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو گئی۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔ کمرے میں آرش کا اونچا قہقہہ گونجا۔

اس کمرے کے در و دیوار نے جہاں ایک عرصے تک اس کمرے کے مالک کی صرف سسکیاں ہی سنی تھیں اب اس قہقہے کو سن کر جیسے سب کچھ ہی جھوم اٹھا تھا۔

بد تمیز کہیں کا بے شرم۔۔ آرش کے ہنسنے کی آواز ڈریسنگ روم میں اور زلہ کو سنائی دی اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھے شرم سے سرخ پڑتے اس نے آرش کو کئی القابات سے نوازا تھا۔۔

واڈروب کی طرف بڑھتے اس نے ایک خوبصورت سالائٹ تیج کلر کا اپنے لیے فراک نکالا اور ساتھ ہی وہ واش روم میں فریش ہونے کی طرف چلی گئی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}!

فیری۔۔ گسبھیر لہجے میں سرگوشی نما اواز میں اسے پکارا۔۔

ہمممم۔۔ نیند میں ڈوبی ہوئی اواز میں جواب دیا گیا۔۔

میری جان اٹھونا۔۔ پیار بھرے لہجے میں فرمائش کی گئی۔۔

ابھی سونے دینا ابھی تو رات ہو رہی ہے۔۔ مہزلہ نے مقابل کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے گال کے نیچے رکھا اور دوبارہ سے وہ سوتی بنی۔۔

میری جان رات گزر چکی ہے اور دوسرا دن بھی چڑھ چکا ہے اگر آپ اٹھ کر

دیکھنے کی زحمت کرے تو آپ کو پتہ لگے۔۔ زرم کو اس وقت وہ نیند میں

ڈوبی ہوئی بالکل سلیپنگ کونین کی مانند لگ رہی تھی۔۔

لیکن صبح کے 11 بج چکے تھے اور اس کی سلیپنگ کونین کی نیند ہی پوری

نہیں ہو رہی تھی اسی لیے زبردستی وہ اسے اٹھانے اس کے کمرے میں پہنچ

گیا تھا۔۔

اسے کندھوں سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں بیڈ پر بٹھایا۔۔

مہزلہ نے نیم باریک آنکھوں کو کھولتے نہ سمجھی سے ارد گرد دیکھا اور جب
نظر ذرم پر پڑی تو وہ دوبارہ سے نیند میں جھولتی اس کے سینے سے جا لگی۔
ذرم کا دل بھی ساختہ ہی دھڑکا۔ اسے خود سے دور کرنے کی ہمت اس
میں بالکل بھی نہ تھی۔ اسی لیے اس کے نازک سے کمر میں اپنے دونوں
مضبوط بازو حائل کرتے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا اور سختی سے اسے
اپنے سینے میں بیچ لیا۔

مہزلہ جو پرسکون سی دوبارہ نیند کی وادیوں میں اترنے والی تھی۔ اپنی کمر پر
نہ برداشت ہونے والی گرفت کو محسوس کرتے اس کی آنکھیں پھٹ سے
کھلی تھی۔

ہی۔۔۔ ہی چھوڑیں درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔ کہراتے مہزلہ نے اس کے ہاتھ
پر دونوں ہاتھ رکھتے اس کے ہاتھوں کی گرفت سے خود کو چھڑانا چاہا۔
ہوش میں اتے ہی ذرم نے اپنی گرفت ڈیلی کرتے اس کے چہرے کی
طرف دیکھا۔

اس کی معصومیت میں ڈوبتے ہوئے زرم اتنا ڈوبا کہ اسے پتہ ہی نہیں لگا بے ساختہ ہی جھکتے وہ اس کی آنکھوں پر اپنا نرم گرم لمس چھوڑ چکا۔

مہزلہ اس کے لمس پر کانپ کر رہ گئی تھی۔

نہ جانے کتنے عرصے بعد اس نے زرم کا لمس محسوس کیا تھا۔ ابھی تک تو وہ اس ایک رات کی وحشت سے بھی نہ نکلی تھی۔ اور دوبارہ سے اس کا ہی اس پر اپنی وحشت انڈیلنا شروع ہوا۔

ہہ ہہی۔ کیا کیا ہو گیا ہے چھوڑیں مجھے۔ زرم کو اپنے گالوں پر زور سے بیٹھ کر دیکھ اور مہزلہ نے اسے ہوش دلانا چاہا۔

مہزلہ کی آواز پر زرم نے ہوش میں آتے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو سرخ ہوتا مزید اس کے جذبات میں طلاطم برپا کر گیا تھا۔

نہ جانے کیوں انج زرم کے منہ زور جذبات منہ کو ارہے تھے جنہیں وہ بالکل بھی کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔ اور اسی جذبات میں بہہ کر وہ مہزلہ کے قریب چلا گیا۔ ابھی تو صرف اس کی آنکھوں پر ہی لمس چھوڑا تھا کہ اس

لڑکی کی بس ہو گئی نہ جانے وہ عمر بھر اس کی شدتیں کیسے برداشت کر پائے گی۔۔

کیا ہوا ہے آپ کو۔۔ مقابل کی صرف آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مہزلہ نے گھبراتے پوچھا۔۔

کچھ بھی نہیں میری جان بس مجھے آپ پر بہت پیارا رہا ہے ذرم نے کہتے جھکتے اس کے گال پر شدت سے اپنے لب رکھے۔۔

اسے گھبراتا دیکھ کر ذرم نے اسے اپنے قریب کیا اور دھیرے دھیرے سے اس کے بالوں کو سہلاتے اسے پر سکون کرنا چاہا۔۔

آپ نے ڈرا دیا تھا مجھے اور نیند سے بھی اٹھا دیا بہت ہی برے ہے آپ ہی۔۔ مہزلہ نے روحانے ہوتے کہا۔۔

او میرا چھوٹا سا بچہ میرا بالکل بھی آپ کو ڈرانے کا کوئی بھی موڈ نہیں تھا۔۔

ہاں لیکن میں جگانے ضرور آیا تھا آپ کو لیکن آپ کو دیکھ کر اور آپ کی معصومیت کو دیکھ کر میری نیت پھسل گئی۔۔

زرم نے شرارت بھرے انداز میں کہتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
کوئی نئی بات بتائیں ابھی آپ کی نیت تو ہر وقت ہی پسلی رہتی ہے۔۔۔ بے
ساختہ ہی مہزلہ کے لبوں سے شکوہ پسلا تو زرم نے حیرت سے اسے دیکھا۔
وہ وہ۔۔۔ مقابل کو حیرت سے اپنی طرف تکتا پا کر مہزلہ کنفیوز ہوتی آنکھوں
سے اسے دیکھتی گئی۔۔۔

زرم نے کچھ بھی نہیں کہا بس مہزلہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے
میں بھرتے ہوئے اس کی سانسوں کو روک گیا۔۔۔
مقابل کی اس ستم ظریفی پر مہزلہ کی آنکھیں ناقابل حد تک پھیل گئی تھی وہ
ابھی تک سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔ سانسوں کی
رکتی ڈور کو محسوس کرتے وہ اس کے حصار میں پر پڑا کر رہ گئی۔۔۔

زرم دھیرے سے پیچھے ہوا اور اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے اس پر
پھونک ماری تو اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر زرم کو آج اپنے اوپر سے سارا
کنٹرول اٹھتا محسوس ہوا۔۔۔

جاؤ جلدی سے بھاگ جاؤ یہاں سے ورنہ اگر میرا کنٹرول خود پر سے اٹھ گیا تو
میری شدتیں سہنا تمہارے لیے اسان نہیں ہو گا اج جانے دے رہا ہوں
لیکن کل نہیں۔۔

کل ہمارا ولیمہ ہو گا اور خود کو بالکل میرے لیے تیار رکھنا اج کا ٹائم دے ہی
اسی لیے رہا ہوں تاکہ تم خود کو تیار کر لو جاؤ میری جان۔۔

زرم نے جان لٹاتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے اس کے گال پر جھکتے
نرمی سے بوسہ دیا اور ساتھ ہی اسے جانے کے لیے کہا۔۔

اور مہزلہ کو تو جیسے کوئی خزانہ مل گیا تھا پھرتی سے اٹھتے وہ بھاگ کر واش
روم میں بند ہو گئی۔۔

پیچھے زرم اس کی جلد بازی کو دیکھ کر مسکرا کر رہ گیا اور اٹھتا وہ بھی باہر اس
کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔

! {♡♡♡♡♡♡♡}

گل کیا تم ریڈی ہو کل کے لیے۔۔ برلاس نے سنجیدہ سا چہرہ بناتے اس سے پوچھا۔۔

کیا مطلب کل کیا ہے جس کے لیے مجھے ریڈی ہونا ہے۔۔ نا سمجھی سے سوال کے بدلے سوال ہی پوچھا گیا۔۔

تم اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو کل ہمارا ولیمہ ہے کیا تم بھول گئی ہو۔۔ برلاس نے خطرناک حد تک اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

ہاں ولیمہ ہے ہمارا مجھے یاد ہے یہ بات اور میں تیار بھی ہوں تو اس میں اپ مجھے ڈانٹ کیوں رہے ہیں۔۔

گل نے روہان سے آواز میں کہا۔۔

ڈانٹوں نہیں تو اور کیا کروں اپنا لاپرواہ موڈ دیکھو کس طرح سے تم بھول گئی

تھی کہ کل ہمارا ولیمہ ہے۔۔ برلاس جان بوجھ کر شرارت کرتا اسے تنگ

کرنے پر آمادہ تھا۔۔

مجھے یاد تھا اپ نے بس اچانک ریڈی ہونے کے لیے پوچھا تب ہی میں نے
بوکھلا کر سوال پوچھا تھا۔۔۔ باقی مجھے یاد ہے کہ کل ہمارا ولیمہ ہے۔۔۔ گل
اس کے تنگ کرنے پر تنگ ہو بھی گئی تھی اسی لیے چڑھتے ہوئے اسے
کہا۔۔

اچھا اگر تمہیں یہ یاد ہے کہ کل بیمار اولیمہ ہے تو تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ کل
ہماری ویڈنگ نائٹ بھی ہے۔۔۔ برلاس نے بلا آخر اپنے مطلب کی بات پر
ایا۔۔

کیا مطلب ہے اپ کا ویڈنگ تو ہماری ہو چکی ہے اور نائٹ بھی اپ کوئی
اتنے شریف نہیں ہیں کہ ابھی تک اپ میرا انتظار کرتے۔۔
اس کی ویڈنگ نائٹ کی بات کو لے کر گل نے بھی ساختہ ہوتے اسے
کہا۔۔

اور گل کے اتنے کھلے لفظوں میں اظہار پر برلاس جو سب کو تنگ کرتا ہوا یا
تھا وہ خود ہی حیرت سے منہ کھلے اپنی بیوی کو دیکھ کر رہ گیا۔۔

جس کی معصومت کے چرچے پورے گھر میں مشہور تھے۔۔ اس سے کوئی پوچھتا کہ اس کی بیوی کیسے بے باک اور کھلے لفظوں میں ویڈنگ نائٹ کا تبصرہ کر رہی ہے۔۔

کون کہتا ہے کہ تم معصوم ہوا گراج کے بعد سے کسی نے گھر میں کہا کہ گل معصوم ہے تو اس کے ساتھ جنگ ہو گی۔۔ برلاس نے ڈرمیٹک انداز میں کہا۔۔

کہاں پر جنگ ہے چاچو مجھے بھی جانا ہے۔۔

رکے میں ڈیڈ اور باقی کے چاچو کو بھی بلا کر لاتا ہوں۔۔

آخر سب نے اپنی اپنی گن بھی تو تیار رکھنی ہے۔۔

روحان جو برلاس چاچو کے کمرے سے گزر کر اپنی بڈی کے کمرے میں جانے والا تھا۔۔

برلاس کی بات سن کر اس کے کان کھڑے ہوئے۔۔ اور کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے ہوئے اس نے چیختے ہوئے کہا۔۔

روحان کی چیختی آواز سن کر جہاں گل ڈری تھی وہیں پر برلاس بوکھلایا تھا۔

یہ آفت کہاں سے ٹپک پڑی تھی وہ بے ساختہ سوچ کر رہ گیا تھا۔

چھوٹے چوزے یہاں پر کہیں بھی جنگ نہیں ہو رہی۔ اور تو بڑا ایا تیز مار

خان بنے۔

گن چلانی بھی اتی ہے وزن اٹھایا بھی ہے کبھی۔ جو بھاگ رہا ہے گن

اٹھانے۔

منٹ سے پہلے برلاس نے اسے پکڑا تھا اور نہ جس طرح سے وہ تیزی سے

بھاگ رہا تھا۔

اسے کوئی بعید نہ تھی کہ وہ سچ میں اپنے ڈیڈ کے پاس چلا جاتا۔

اور اس کے بعد زرم سے جو اس کی درگت بنی تھی او خدا یا۔ وہ گہری

سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

اپ نے مجھے چوزہ کہا ڈیڈ کو بلا لینے دیں اب تو واقعی میں ہی جنگ ہوگی۔

پھر اپ کو پتہ چلے گا کہ میں چوزہ ہوں یا نہیں۔

روحان نے خطرناک لہجے میں کہا۔

چپ کر اور چل ہیاں سے۔۔ میں تو تیری پھپھو کو بول رہا تھا جو معصومیت کا ناطک کرتی ہے سارے گھر والوں کے سامنے۔

برلاس نے دہائی دیتے اسے چپ کرانا چاہا جو مسلسل اپنے پیروں کو مزاحمت میں لاتا اس کے ٹانگوں کا حشر نشر بگاڑ چکا تھا۔

اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ اپ میری پھوپھو کو تنگ کر رہے تھے میں ابھی بابا کو بلا کر لاتا ہوں اور بابا سے کہتا ہوں کہ برلاس چاچو پھپھو کو تنگ کر رہے ہیں اور پھپھو رو بھی رہی ہے۔

برلاس کی بات سن کر روحان کے ننھے سے دماغ میں طوفانی سائیکڈیا یا اور اگلے ہی پل اپنے ہی چاچو کو وہ بلیک میل کرنے لگا۔

گل کو بے ساختہ اپنے چھوٹے سے بھتیجے پر جی بھر کر پیارایا تھا جو اس کے لیے اپنے چاچو تک سے لڑ گیا۔

کیا چاہیے بتا۔۔ برلاس نے گھور کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا جس کے
چہرے پر شیطانی مسکراہٹ اس وقت احاطہ کیے ہوئے تھی اس وقت
برلاس کو وہ زہر سے بھی برا لگا تھا۔۔

کچھ نہیں بس اپ کو مجھے اور بڑی کو چکلیٹ اس کریم لا کر دینی ہوگی۔۔
روحان نے بھی جلدی سے اپنی فرمائش بیان کی تو برلاس نے گھور کر اس کی
طرف دیکھا۔۔

میں بالکل بھی نہیں لاؤں گا ویسے بھی میرے پاس پیسے نہیں ہیں میری
بیوی بھی کہہ کہہ کر تک چکی ہے کہ مجھے مونگ پلی چاہیے۔۔
لیکن میں اسے لا کر نہیں دے پایا کیونکہ میرے پاس پیسے ہی نہیں ہے۔۔
برلاس نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا کہ شاید اس شیطان سے اس کا
پچھا چھوٹ جائے۔۔

لیکن روحان سے پچھا چھڑانا بلا اتنا کہاں اسان تھا اس نے بھی اپنے چاچو
کے ساتھ ہی اتنا وقت گزارا تھا اتنی اسانی سے تو بالکل بھی نہیں۔۔

ٹھیک ہے اپ نہ دیں میں ابھی بابا کو جا کر سب کچھ سچ سچ بتا دیتا ہوں۔۔
چلیں میرے ساتھ گل پھپھو ہم ابھی بابا سے برلاس چاچو کی شکایت
کرتے ہیں۔۔

روحان نے گل کی طرف جاتے اس کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی بھاگنے والے
انداز میں کمرے سے نکلنا چاہا۔۔

کہ برلاس نے پہلے ہی کمرے کو لگ کر دیا تھا اب گل تو اس کے ڈر سے
لاک کے پاس جانے سے رہی۔۔ اور روحان لوک تک پہنچنے سے رہا۔۔
اسی لیے وہ پر سکون ہوتا شاہانہ انداز میں ٹانگ پر ٹانگ رکھتا صوفے پر جا کر
بیٹھتا ان دونوں کو دیکھنے میں مصروف ہوا۔۔

روحان کے مزاحمت کرنے پر برلاس اسے پہلے ہی اپنی گود سے اتار چکا
تھا۔۔

انیں گل پھپھو دروازہ کھولیں اگر چاچو نے کچھ بھی بولنے کی کوشش کی تو وہ
وازا اٹھا کر میں چاچو کا سر پھوڑ دوں گا۔۔

روحان نے نہایت ہی پرسکون انداز میں جو گوہر افشانی کی اس پر برلاس کا
منہ حیرت سے کھل گیا تھا اسے اپنے ننھے سے بھتیجے سے یہ توقعات تو بالکل
بھی نہیں تھی۔۔

چوزے ابھی تک زمین سے تو اگا نہیں اور تم مجھے مارنے کی باتیں کر رہا ہے
ہاں۔۔

برلاس نے اس کی طرف جاتے اسے مصنوعی گریبان سے پکڑتے ایک
ہاتھ سے اوپر اٹھایا۔۔

تو گل تڑپ کر اپنے بھتیجے کے پاس پہنچی تھی۔۔ اسے اپنی گود میں لے
چکی تھی برلاس کے ظلم و ستم سے اپنے چھوٹے سے بھتیجے کی حفاظت بھی تو
کرنی تھی۔۔

اجاؤ روحان دروازہ کھول دیا ہے میں نے۔۔ گل نے کہا اور جلدی سے وہ
دونوں جھپک سے کمرے سے غائب ہوئے تھے۔۔

برلاس تو بس منہ اور انکھیں کھولے ہو نقوں کی طرح کھلے دروازے کو
دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ دونوں سیکنڈ سے پہلے غائب ہوئے تھے اس کے
دماغ نے اسے الرٹ کیا کہ ضرور کچھ غلط ہونے والا ہے اور اگلے ہی پل وہ
ان دونوں کے پیچھے ہوا کی تیزی کے ساتھ بھاگا تھا۔



پوری حویلی اس وقت گہماگہمی کا شکار تھی ہر طرف ملازم ادھر سے ادھر
بھاگتے بھگ دوڑ مچائے ہوئے تھے۔۔۔ اج حویلی کے تین خاندانوں کا ولیمہ
ہونے جا رہا تھا تو ایسے میں حویلی میں بگدوڑ مچنا نہایت ہی نارمل سی بات
تھی۔۔

نائلہ بابھی کیا آپ نے ساری بچوں کو بول دیا ہے کہ کل کی طرح آج بالکل
بھی دیر نہ کریں۔۔ شمائلہ بیگم نے نائلہ کو مخاطب کیا جو لان میں ہی بیٹھے
ساری بچوں کے لیے گجرے بنا رہی تھی۔۔

ہاں سب کو بول تو دیا ہے لیکن اب بھی ایک بار سختی سے بول لیجئے گا پتہ تو ہے بچوں کی لاپرواہی کا بھابھا بھی اب کو۔۔ شاملہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔

چلو ٹھیک ہے اور مجھے بتاؤ کہ آرش اور زلہ کو لے کر اگیا ہے کیا۔۔ نائلہ بیگم نے ایک اور سوال پوچھا۔۔

نہیں بھابھا بھی پتہ نہیں اس لڑکے کو صبح ہی صبح کیا شوق چڑھا تھا کہ نئی نویلی دلہن کو وہ باہر گھمانے لے گیا ہے۔۔ اتنا ہے تو میں اس کے کان کھچوں گی بہت ہی اپنی من مانی کرنے لگ گیا ہے ضدی کو ہوتا جا رہا ہے دن بدن۔۔ شاملہ بیگم کے لہجے میں آرش کے لیے پیار ہی پیار تھا جسے نائلہ محسوس کرتے مسکرا دی۔۔

تم نے ہی اسے اتنا سر پر چڑھا رکھا ہے تمہاری ہی پیار اور لاڈ کے نتیجے میں وہ آج اس قدر ضدی ہو گیا ہے۔۔

نائیلہ بیگم نے نروٹے پن سے کہا۔۔

اچھا چلیں بھا بھی جلدی سے اور کام بھی نیٹا لیتے ہیں پھر ہمیں بھی تیار ہو کر
جلدی سے ہال کے لیے نکلنا چاہیے مہمانوں کا استقبال بھی ہم نے ہی کرنا
ہے۔۔ شائلہ بیگم نے اس بار نائلہ بیگم کو مخاطب کرتے کہا تو نائلہ بیگم نے
بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔

{♡♡♡♡♡♡}

یار مجھے تو ہمیشہ سے صرف ایسا شوق رہا ہے کہ برائڈل فوٹو شوٹ کروا کر
میں واپس سے اپنے گھر آ جاؤں۔۔

لیکن یہ کہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے فوٹو شوٹ کروانے کے بعد میں نے پیا
کے گھر بھی جانا ہو گا۔۔ اور زلہ کے کمرے میں اس وقت ساری ہی لڑکیاں
تیار ہونے میں مصروف تھیں کہ تب ہی مہزلہ نے اونچی آواز میں سب کو اپنی
طرف متوجہ ہوتے کہا تو سب کا بے ساختہ ہی قہقہہ گونجا تھا۔۔
تو تمہیں انفلو نسر بننا چاہیے تھا گل نے جلدی سے مشورہ دیا۔۔

یار پھر میرا ایک اور مشورہ بھی ہے۔۔ تمہیں اپنی اپنی کو پہلے سے ہی بول دینا چاہیے تھا کہ مجھے صرف برائیڈل فوٹو شوٹ ہی کروانا ہے۔۔ اور اس کے بعد واپس سے گھر اجانا ہے تمہیں پیا کے گھر جانا ہی نہیں تھا تو۔۔ عنایہ نے بھی جلدی سے اپنی نرالے خدمات پیش کی۔۔

چپ کرو تم لوگ میری معصوم سی بھابھی کو نہ جانے کیا کیا سکھا رہے ہو۔۔ زریش نے سب کو ڈبیت کر چپ کر دیا تو بے ساختہ ہی مہزلہ نے زریش کی طرف معصومیت سے منہ بناتے ہوئے دیکھا۔۔

میرا بھائی لالھوں میں ایک ہے جس کو ملاگا اس کا نصیب ہی کھل جائے گا۔۔ اور وہ تمہیں ملا ہے اسی لیے تمہیں خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی تصور کرنا چاہیے۔۔

زریش نے اسے پیار سے سمجھایا خروہ ان کے اکلوتے بھائی کی اکلوتی بیوی تھی اپنے بھائی کی بیوی کو وہ اپنے بھائی کے خلاف کیسے بھڑکا سکتی تھی۔۔

لیکن آپ آپسی۔۔ مہزلہ نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا کہ تب ہی اور زلہ نے اسے چپ کر وایا۔۔

مجھے بتاؤ ڈر لگ رہا ہے کیا؟؟؟ معصوم چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اور زلہ نے سوال پوچھا۔۔

ہاں آپ یہ دیکھیں۔۔۔ مہزلہ نے جواب دیا اور پل میں ہی اپنی ہتھیلی اپنی آپ کے سامنے کی اور زلہ اس کی حالت سمجھ کر مسکراہٹ دبا گئی تھی۔۔۔ لیکن باقی کے تینوں اس کی طرف اور اس کے خالی ہتھیلی کی طرف نہ سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ کو بالکل ٹھیک تو ہے۔۔ گل نے نہ سمجھی سی معصومیت بھرا سوال کیا۔۔

اوہو گل آپ میری ہتھیلیاں دیکھے نا کیسے پسینے سے بھگی ہوئی ہیں۔۔ اسی طرح میرا دل بھی زور زور سے دھڑک رہا ہے۔۔ پتہ نہیں کیوں اور یہ میری پیشانی دیکھے کیسے پسینے سے تر ہے۔۔

مہزلہ نے سب کو معصوم سے بھرپور جواب دے کر اپنے بارے میں بتایا۔۔

تو اس کی حالت اور اس کے روہان سے چہرے کو دیکھ کر سب سے پہلے ہی پولر والی کا اونچا سا قہقہہ کمرے میں گونجا اور ساتھ ہی محفل ہی زعفران ہو گئی تھی۔۔

آہسہ۔۔۔ ابھی وہ لوگ سب ہنس ہی رہے تھے کہ عنایہ کے کہرانے پر سب نے بے ساختہ ہی عنایہ کی طرف دیکھا جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے پیچھے ہوتے صوفے پر بالکل ڈھ سی گئی تھی۔۔

تم ٹھیک ہونا عنایہ۔۔ درد ہو رہا ہے کیا کہیں۔۔ میں ملیار کو بلا کر لاؤں۔۔ زربش اور باقی سب بے ساختہ ہی اس کی طرف دوڑے۔۔ زربش نے اسے سوال پوچھا تو عنایہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں نہیں آپ! میں ٹھیک ہوں بس کافی دیر سے میں کھڑی تھی نا اس لیے شاید کمر میں درد ہو گیا باقی تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔

عنایہ نے چہکتے ہوئے سب کو مطمئن کرنا چاہا لیکن اس کے چہرے کی
زردی سب دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔

ذرا سے درد نے اس کے چہرے کو پیل میں زرد کر دیا تھا۔۔

عنایہ۔۔ کہاں ہیں یہ دوائیاں عنایہ کو دے دو۔۔ ابھی ان سب میں سے
عنایہ کو کوئی کچھ کہتا آرام کے لیے کہ تبھی ملیار دروازہ کھولتے اندر آیا۔
کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔ ڈاکٹر کے پاس لے کر چلو۔۔۔۔
مجھے بتایا کیوں نہیں تم لوگوں نے۔۔ تو میں نے منع کیا تھا نا زیادہ چلنے
پھرنے سے۔۔ درد ہو رہا ہے کیا بتاؤ تو صحیح چپ کیوں ہو تم۔۔
ملیار کی تو گویا جان ہی لبوں پر اٹک گئی تھی عنایہ کو یوں بے سد صوفے پر
بیٹھا دیکھ۔۔

ملیار اپ چپ کریں گے تب ہی تو میں اپ کے کسی سوال کا جواب دوں گی
ناور میں بالکل ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔

عنایہ نے بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

عنایہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ملیار کو ابھی بھی وہ نارمل نہیں لگ رہی تھی۔ اسی لیے جلدی سے ملازمہ سے کہہ کر اس کے لیے کھانا منگوایا اپنے سامنے کھانا کھلانے کے بعد اسے دوائیاں دی اور تب جا کر ملیار تھوڑا مطمئن ہوا۔

اور سارے واقعے میں باقی چاروں لڑکیاں تو تیار ہونے میں مصروف ہو گئی تھیں۔

لیکن پولروالی رشک بھری نظروں سے کبھی عنایہ کو تو کبھی وہ شہزادے سی ان بان رکھنے والے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جو اپنی بیوی کے نخرے اٹھاتا اس کی فکر میں تقریباً گھل گیا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡}

لالا میں بھی یہاں پر موجود ہوں۔۔ اس سے پہلے کہ ملیار کمرے سے نکلتا اس کے کانوں میں مہزلہ کی روٹی روٹی سے آواز گونجی تو بے ساختہ ہی اس کے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

لالا کی جان تواج بالکل ڈزنی لینڈ کی پری لگ رہی ہے۔۔ ملیار اس کی طرف گھوما اور اسے اپنے پاس بلاتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا گو کہ وہ ابھی تک پوری تیار نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ اس کی بہن تھی۔۔ اور ملیار کا تو کہنا تھا کہ دنیا کی تمام تر معصومیت اور حسن اس کی چھوٹی سی بہن پر اکر ہی ختم ہو جاتی ہے۔۔

تھینک یو لالا۔۔ شرم سے گال سرخ پڑھتے عنایہ نے جلدی سے اپنے لالا کا شکریہ ادا کیا۔۔

چلو اب آپ سبھی جلدی سے تیار ہو جائیں اور پھر ہمیں ہال بھی تو چلنا ہے نا۔۔ زیادہ دیر نہ ہو جائے۔۔ اور زلہ کی طرف جاتے اس کے ماتھے پر بھی

بوسہ دیتے ہوئے ملیار نے زرش گل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب کے سرہاں میں ہلے تو وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

پیچھے وہ سبھی جلدی جلدی سے تیاری میں مصروف ہو گئی تھی۔ البتہ عنایہ اب صوفے پر بیٹھ کر ہی اپنا میک آپ کروا رہی تھی۔

اور زلہ گل اور عنایہ نے پنک کالر کی لمبی فرا کس پہنی تھی۔ جو ویسے کے لحاظ سے بالکل پرفیکٹ لگ رہی تھی۔ فراک کا ٹیل کافی بڑا تھا اور ساتھ ہی وہ نیچے گیر سے کافی پھولا پھولا بھی لگ رہا تھا اسی لیے تو ملیار نے مہزلہ سے کہا تھا کہ وہ بالکل ڈزنی لینڈ کی پری لگ رہی ہے۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

شام کے سات بج چکے تھے۔ شائلہ بیگم اور نائلہ بیگم کا غصہ کسی طور پر کم ہونے کو نہیں ا رہا تھا۔

کہا بھی تھا میں نے ان لڑکیوں سے کہ ٹائم پر تیار ہو جائے اور دیکھے سات بج گئے ہیں بھابھی۔ لیکن ابھی تک یہ لوگ نیچے نہیں ائے۔

نہ جانے ایسی کون سی تیاری ہے ان کی جو مکمل ہونے کا نام نہیں لیتی۔۔
وہاں پر مہمانوں کا اناشروع ہو گیا ہے بار بار ملیار کے بابا کی کالزار ہی ہے۔۔
لیکن مجال ہے کہ یہ لڑکیاں نیچے اجائے اور ہم لوگ چلتے بنے یہاں سے۔۔
شائلہ بیگم کو اب واقعی ہی غصے نے اگہرا تھا تقریباً گھنٹے سے وہ لوگ لاونج
کے حال میں بیٹھی ساری لڑکیوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔
ایک واحد مہزلہ اور گل ہی تھی جو نیچے ان کے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔
زربش اور عنایہ نہ جانے اوپر ایسے کون سے کام سرانجام دے رہی تھی جو
نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔
اوہو شائلہ اتنا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اجاتی ہے ابھی لڑکیاں۔۔
نائلہ بیگم نے تحمل بھرے انداز میں کہا گو کہ غصہ انہیں بھی اڑھا تھا لیکن
اس وقت شائلہ کو پر سکون کرنا زیادہ ضروری تھا۔۔

بھا بھی مجھے تو لگتا ہے کہ ہم لوگوں کو اور چلے جانا چاہیے ان لوگوں میں سے کوئی بھی آنے والا نہیں ہے۔۔۔ آرش ملیر اور بصیر خود ہی اپنی اپنی بیویوں کو لینے ا جائے گا چلیں چلیں۔۔۔

شائلہ بیگم نے اس بار غصے سے سرخ ہوتے کہا تو نائلہ بیگم نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔

مورے تھوڑی دیر صبر کر جائے نہ ابھی اجاتی ہے آپی لوگ۔۔۔ مہزلہ نے ایک اور بار التجا کرتے ہوئے انہیں روکنا چاہا۔۔۔

چپ کر کے چلو ہمارے ساتھ۔۔۔ ورنہ تم لوگ بھی یہیں پہ رہ جاؤ اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ ا جانا۔۔۔ ہماری تو کوئی ویلیو ہی نہیں ہے ایک گھنٹے سے صبر ہی کر رہے ہیں نا ہم لوگ۔۔۔ اور ان کی نظر میں کوئی بات ہی نہیں ہے۔۔۔ مہزلہ کے کہنے پر شائلہ بیگم نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

او کے او کے چلے ممانی جان ہم اپ لوگوں کے ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔۔ مہزلہ کے ہاتھ کو دباتے اور اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتے گل نے ان کے ساتھ

ہی جانے میں عافیت کم از کم وہ برلاس کے معنی خیز نظروں اور اشاروں سے تو بچ سکتی تھی نا۔۔

کیا ہوا زرم بیٹا تم اب تک یہیں ہو ہال نہیں پہنچے کیا۔۔ وہ چاروں اٹھتی باہر جاتی ہی کہ زرم انہیں لاونج کے اندر اتا ہوا دکھائی دیا۔۔

وہ ممائی جان میں مہزلہ کو لینے آیا ہوں میں اسے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں۔۔

زرم نے ابھی تک مہزلہ کو نہیں دیکھا تھا جانتا تھا کہ اگر ایک نظر بھی اس

نے اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھا تو دوبارہ اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو

جائے گا اور سب کے سامنے اپنی بے خودی پر وہ کنٹرول رکھنا چاہتا تھا۔۔

چلو ٹھیک ہے تم مہزلہ کو ساتھ لے کر جاؤ اور برلاس کہاں ہے پھر وہ بھی

گل کو لے کر چلا جائے گا۔۔ ہم ڈرائیور کے ساتھ چلے جائیں گے ٹھیک ہے

بھابھی۔۔ شائلہ بیگم نے نائلہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے بھی

ہاں سر ہلایا تو وہ دونوں ساتھ ڈرائیور کی طرف چلی گئی۔۔۔

اور زرم بھی باقی چاروں لڑکوں کو کال کرتا انہیں انے کے لیے کہتا خود
مہزلہ کا ہاتھ پکڑے اسے لانج سے باہر پورچ کی طرف لے کر چلا گیا۔
{ پوچ جانے سے پہلے }

بہت پیاری لگ رہی ہو میری گڑیا۔ زرم نے اگے جا کے عقیدت سے گل
کے ماتھے پر بوسہ دیا تو گل کی آنکھوں میں نمی لہرائی تھی۔ ایسے پیار کے
لیے تو وہ ترستی ہوئے انی تھی جو انج اسے مل گیا تھا۔
گل نے محض مسکرا نے پر ہی اکتفا کیا۔

اور گل کے تو سارے پلان ہی چوپٹ ہو گئے تھے کہاں اس نے سوچ رکھا
تھا کہ وہ برلاس کے ساتھ ہال تک کا جانے کا راستہ بالکل بھی طے نہیں
کرے گی اور کہا قسمت اسے اسی جگہ پر لا کر کھڑا کر چکی تھی۔
ایک کام کرو تم یہ شال اوڑو کہیں تمہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

زرم خانزادہ نے سفید کڑکڑاتے ہوئے کاٹن کے شلوار قمیض کے اوپر بلیک کلر کی شال اوڑرکھی تھی بے ساختہ ہی وہ اتارتے اس نے مہزلہ کے گرد اوڑتے اس کی فکر کرتے ہوئے کہا۔

اوہو ہی بس کریں چلیں اب میں اتنی بھی پیاری نہیں لگ رہی اور میرا بڑی کہاں ہے۔

کیوں نہیں پیاری لگ رہی تمہیں دیکھ کر ہی تو میری ساری دنیا ساکت ہو جاتی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں تمہاری خوبصورتی کو بیان کرنے کے لیے۔

اور روحان بابالوگوں کے ساتھ ہال چلا گیا ہے۔

مہزلہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے فرط جذبات سے زرم نے اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

ہہ ہہی۔۔۔ بے ساختہ ہی مہزلہ کے دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی اور 200 کی سپیڈ سے بھاگتے وہ بالکل گھوڑوں کی طرح بے لگام ہو گئے تھے۔۔

جانتا ہوں میری جان کے تھوڑی دیر اور بھی کنٹرول رکھنا ہے مجھے اور اس کے بعد تم میرے حصار میں ہو گی۔۔

زرم نے جلدی سے اسے خود سے پیچھے کیا گو کہ اس کے جذبات اس کے ہاتھوں سے نکل رہے تھے۔۔۔ جلدی سے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

دوسری طرف جاتے وہ خود بھی گاڑی میں بیٹھا اور حویلی سے گاڑی نکال کر ہال کے راستے پر گامزن کر چکا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡} !

مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی مجھ سے چپنے کی تیاری میں ہے۔۔۔ برلاس کو جیسے ہی زرم کا میسج ملا وہ بھاگتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ورنہ وہ حویلی کے بیک یارڈ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہی ہال جانے کا ارادہ رکھتا

تھا۔۔ کیونکہ وہ مطمئن تھا کہ گل مورے لوگوں کے ساتھ چلی جائے گی۔۔

بالکل بھی نہیں میں ڈرتی آپ سے۔۔ اور ویسے بھی آپ اچھے بھلے انسان ہیں کوئی جن توڑی ہے جو مجھے آپ سے ڈر لگے گا۔۔

گل نے بھی اپنے ڈر کو چھپاتے ہوئے نارمل سے لہجے میں کہا اور نہ اس کے لاونج میں داخل ہونے کے انداز سے ہی اس کا دل دھڑک اٹھا تھا سفید کرکراتے ہوئے سوٹ کے اوپر بلیک شور اوڑے وہ الگ ہی پر سنلٹی کا مالک گل کی دھڑکنوں کو بے ساختہ ہی دھڑکا چکا تھا۔۔

وہ نہایت ہی شہزادوں سی ان بان رکھنے والا شخص بہت ہی پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

اور گل کو یہ اعتراف کرنے میں ذرا سی بھی جھجک محسوس نہ ہوئی کیونکہ سامنے کھڑا شخص پوری اب و تاب سے اس کے دل کے سب سے اونچے مستند پر برجمان ہو چکا تھا۔۔

ٹھیک ہے تو چلو اگر مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا تو ہال کی طرف چلتے ہیں۔۔

ویسے بھی آج رات تو رہائی ناممکن ہے۔۔

برلاس نے اس کے قریب آکر گمبھیر لہجے میں کہا اور اس کے روپ کو دیکھ کر وہ بالکل دنگ رہ گیا تھا۔

بیوٹی فل ماشاء اللہ بے ساختہ ہی اس کے لب پڑ پڑائے تھے۔

برلاس کے لبوں کی جنبش کو سنتے ہوئے گل کے پہلے سے بلش لگے ہوئے گلابی گال مزید سرخ ہوئے تھے۔

چلیں اب دیر نہیں ہو رہی آپ کو۔۔ برلاس کو یک ٹک اپنی طرف دیکھتا پا کر گل نے نروس لہجے میں کہا۔

ہمممممم۔۔ چلو چلتے ہیں برلاس کہہ کر اس کے پاس بڑھا اور اس کے گرد اپنا

حصار باندھتے ہوئے اسے پوربچ کی جانب لے کر چلا گیا۔

برلاس کیا مورے لوگ چلے گئے ہیں۔۔ وہ پوربچ میں کھڑا گاڑی کی جانب

گل کو بٹھا ہی رہا تھا کہ پیچھے سے اسے زریش کی آواز سنائی دی۔

ہمممم۔۔۔ آپی مورے تو نہیں لیکن ممانی جان بہت غصہ ہو رہی تھی۔۔۔
ویسے ان کا غصہ کرنا بالکل ٹھیک ہے کتنی دیر لگادی اپ تینوں نے آتے
آتے۔۔۔

مہزلہ تو ذرم لالا کے ساتھ چلی گئی میں ان کے ساتھ جارہی ہوں۔۔۔
اور مورے نے خاص تاکید کی ہے کہ ان تینوں سے کہو کہ اپنے شوہر کو
فون کرے اور انہیں بلائیں اور ان کے ساتھ ہی ہال چلی جائیں۔۔۔
برلاس کوئی جواب دیتا کہ اس سے پہلے ہی گل بول پڑی اور برلاس تو اپنے
گل کے معصومیت سے ہلتے ہوئے ہونٹوں کو بس دیکھ رہا تھا باتیں کب وہ
سن رہا تھا۔۔۔

اوہوووو۔۔۔ تم جاوا اپنے شوہر کے ساتھ مستیاں کرواںجوائے کرو ہم خود
چلے جائیں گے کیا کہتے ہو۔۔۔ زریش نے کہانا سیدی انداز میں اور زلہ اور
عنایہ کی طرف دیکھا۔۔۔

عنایہ نے تو نفی میں سر ہلایا البتہ اور زلہ نے جٹ سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ڈرائیو میں کروں گی۔۔ اور زلہ نے جلدی سے کہا۔۔

کیا ہو گیا ہے تم سب کو لالا کو فون کر رہا ہوں کہ اگر سب کو لے کر جائے

دماغ خراب ہو گیا ہے اتنی شام میں اب تم لوگ اکیلے نکلو گے۔۔

برلاس نے کہا اور ساتھ ہی ملیار کو فون کر دیا اس سے پہلے کہ ملیار کو

بتاتا۔۔ زرش نے اور زلہ کو آنکھوں میں اشارہ کیا اور دو ہی

منٹ کا کھیل تھا۔۔

برلاس جو فون میں مصروف دوسری طرف ملیار کو انا کے بارے میں

اطلاع دے رہا تھا۔۔

زرش اور اور زلہ کو بھاگتے گاڑی میں بیٹھا دیکھ دھول اڑاتی گاڑی کو دیکھ کر

رہ گیا تھا جو لمحوں میں اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر کر حویلی سے باہر

نکل چکی تھی۔۔

وہ ہونک بنا منہ کھولے حیرت اور صدمے سے ان دونوں کو دیکھ کر رہ گیا
تھا جن دونوں نے اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر اپنے اپنے شوہروں کے
قہروں کو اواز دے دیجیے۔۔

ملیار لالا جلدی سے گھرا جاؤ عنایہ کو اپنے ساتھ ہال لے جاؤ۔۔ اور آرش لالا
اور بصیر لالا سے کہہ دو کہ ان کی دونوں بیویاں خود ہی ہال کی طرف اچکی
ہے۔۔

برلاس نے جب یہ خبر ملیار کو تو سنائی تو وہ بھی ڈر گیا تھا مسئلہ ان دونوں کے
ڈرائیو کرنے سے نہیں تھا مسئلہ ان دونوں کے اکیلے آنے سے گاؤں میں
اتنے دشمن تھے ان لوگوں کے نہ جانے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں ان دونوں کو بتا دیتا ہوں۔۔ تم کام کرو کہ گارڈز کو فون کرو
اور انہیں ان دونوں کی گاڑی کے پیچھے جانے کے لیے کہو۔۔

اور پلیر عنایہ کو اپنے ساتھ لے آؤ یہاں پر بہت کام ہے جو مجھے سنبھالے
ہیں۔۔

ملیار نے ریکویسٹ کی تو برلاس نے بھی اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔
اجاؤ عنایہ ہمارے ساتھ ہی چلو ملیار لالا کو کام ہے تو وہ اس لیے نہیں ا
سکتے۔۔ فون بند کرتے ہی برلاس نے احترام من اسے اپنے ساتھ آنے کے
لیے کہا تو عنایہ بھی اپنے وجود کو ڈھکتے ہوئے پیچھے جا کر گاڑی میں بیٹھ چکی
تھی۔۔

البتہ یہ خبر سن کر گاڑی میں بیٹھی گل کی تو باچھیں ہی کھل گئی تھی۔۔ اسے
لگا تھا کہ برلاس راستے میں جاتے ہوئے اسے کافی تنگ کرے گا لیکن اب
وہ پرسکون تھی۔۔

ساتھ عنایہ تھی تو اسے بالکل بھی تنگ نہیں کرنے والا تھا۔
ان دونوں کو بیٹھا کر وہ بھی گاڑی ہال کی طرف روانہ کر چکا تھا۔
البتہ جانے سے پہلے اس نے گارڈز کو بھی فون کر دیا تھا کہ وہ زریش اور
اورزلہ کی گاڑی کے پیچھے اپنی گاڑی لے کر چلے جائے۔۔

اور زلہ اور زریش پر تو اسے غصہ بھی رہا تھا کیا ضرورت تھی ان دونوں کو اکیلے جانے کی اس کے ساتھ ہی چلی جاتی۔۔ لیکن نہیں دونوں کو شاید اپنے وجود میں وٹامن ڈی (ڈانٹ) کی کافی کمی ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے تو دونوں بنا انجام کی پرواہ کیے خود ہی نکل چکی۔۔

اپنے آرش لالا اور بصیر لالا سے کہا نہیں کہ اور زلہ اور زریش آپ کی اکیلی ہی چلی گئی ہے۔۔

عنایہ نے فکر مند سے لہجے میں برلاس سے سوال پوچھا۔۔

ہاں میں ملیار لالا کو کہہ چکا ہوں اب تک انہوں نے دونوں لالا کو ہر بات سے آگاہ کر لیا ہو گا تو ان دونوں کا اللہ ہی حافظ ہے دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔۔

البتہ میں نے گارڈز کو بول دیا ہے ان دونوں کی گاڑی کا پیچا ہی کر رہے ہیں انہیں ہال تک وہ لوگ سیفلی پہنچا دیں گے۔۔

برلاس نے جواب دیا تو عنایہ اور گل دونوں ہی مطمئن ہو گئی تھی۔۔

-_____

ہال میں ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب امدایا تھا۔

ایک طرف بنے سٹچ پر گل کے ساتھ برلاس اور زرم کے ساتھ مہزلہ بیٹھی ہوئی تھی لیکن ابھی تک اور زلہ کا کوئی عطا پتہ نہیں تھا۔

آر ش اور بصیر غصے سے بیچ و تاب کھا کر رہ گئے تھے اخراں دونوں کی بیویوں کو ضرورت ہی کیا تھی خود ڈرائیو کر کے ہال تک آنے کی۔

برلاس گارڈ کو فون کر واپس تک وہ لوگ پہنچے کیوں نہیں ہے۔۔ حالانکہ تم نے کہا تھا کہ وہ لوگ تم سے پہلے ہی نکل گئی تھی۔

آر ش خانزادہ نے غصے سے سخت چہرے کے ساتھ برلاس کی طرف جاتے ہی اپنے اواز کو حد درجہ کنٹرول کرتے ہوئے کہا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ دھاڑے۔۔

لالا وہ لوگ ابھی۔۔

وہ دیکھیں اگئی آپ دونوں کی بیویاں۔۔ اس سے پہلے کہ برلاس اپنی بات مکمل کرتا دونوں کو ہال میں انٹر ہوتا دیکھ سب ہی اور زلہ کے حسن کو دیکھ کر دم بخود ہوئے تھے۔۔ تو وہیں پر زریش لمبے قد کے ساتھ بلیک ساڑھی باندھے بے انتہا نازک سا سراپہ لیے زمین پر اتری ہوئی حور معلوم ہو رہی تھی۔۔

آر ش جو اور زلہ کے آنے کا سن کر غصے سے اس کی طرف مڑا تھا لیکن اور زلہ کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا۔ اتنا حسن اس کی بیوی تو یوں ہی لاپرواہی گھومتی تھی خود سے آج جب وہ سجنے سنوارنے پر آئی ہے تو واقعی میں ہی آر ش کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

بے ساختہ ہی اسے ہوا میں اکسیجن کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔

اور اپنا لمبا فیری ٹیل کافراک پیچھے سے زریش کو تھمائیں دھیرے دھیرے
سے اس کی دل کی دھڑکنوں پر وار کرتی ہوئی سیٹیج کی طرف ارہی تھی۔

اور زلہ کو دیکھ کر اس کا سارا غصہ ایک ہی منٹ میں جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

تھا۔ کہاں کا غصہ اور کیسا غصہ وہ جواب تک سوچے ہوئے تھا کہ اٹھ کر

اسے بہت ڈانٹے گا اب اس کے حسن کو دیکھ کر وہ مبہوت ہوتا اسے دیکھ رہا

تھا حتیٰ کہ اسے یہ تک ہوش نہیں تھا کہ جا کر اس کا ہاتھ پکڑ کے ایٹ لیسٹ

اس سیٹیج پر لا کر بٹھا تو دے۔

یک ٹک اپنی جگہ کھڑا وہ بس اور زلہ کو ہی دیوانہ وار تک رہا تھا۔

لالا جائے نا اپنی بیوی کو پکڑ کر لے آئیں اپ کی ہی ہے بعد میں آرام سے

دیوانہ وار انہی تکتے رہنا۔

عنایہ کے شرارتی اواز پر آرش خانزادہ کو ہوش کی دنیا میں لے آئی تھی۔

ہوش کی دنیا میں آتا ہو جلدی سے اور زلہ کی طرف بڑھا اس کی طرف ہاتھ
بڑھاتے اسے سیٹج پرانے میں مدد دیتا ایسے صوفے پر بٹھا کر خود بھی اس کے
ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

ہاتھ آرش نے ابھی بھی نہ چھوڑا تھا ہاتھ دبا کر اس نے اور زلہ کو وارن
ضرور کیا تھا اور ساتھ ہی اور زلہ الرٹ بھی ہو گئی تھی۔
جانتی جو تھی کہ وہ ڈانٹے گا تو ضرور کیونکہ اس نے حرکت ہی ایسی کی
تھی۔

تمہیں تمہیں گھر جا کر رات میں بتاؤں گا تمہاری اس حرکت کی سزا تمہیں
سے ضرور ملے گی۔

بصیر نے زریش کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا۔

ہممم بڑے آئے مجھے سزا دینے والے۔ پہلے منہ دھو کر آجائے۔

ہنو ووں۔۔ زریش نے بھی چڑھتے ہوئے کہا بلا بصیر کی اتنی مجال کہ وہ

زریش خانزادی کو سزا دے سکے۔

میری جان بڑا کیا چھوٹا بھی اے گا ایک بار تم کمرے میں چل کر تو دیکھو

تمہارا منی ورژن میں نے انج اپڈیٹ نہ کیا تو میرا نام ہی بدل دینا۔

بصیر نے نہایت بے باکی سے انکھ و نک کرتے ہوئے اپنا انگوٹھا اپنے ہی لبوں

پر پھیرتے ہوئے کہا تو زریش اس کی حرکت کو دیکھ کر سرخ پڑ گئی تھی۔

مجھے تو لگتا ہے کہ سو شرم کرنے والے انسان مرے ہوں گے تب ایک جا

کر بصیر بے شرم پیدا ہوا ہو گا۔

زریش نے بھی اپنے جلے دل کے پوٹے پوڑے۔

ہاں ہاں میری جان بے شرم کیا تم مجھے کہیں ایسے القابات سے نوازو گی بس

ایک بار رات ہونے دو اج تو تمہاری خیر نہیں۔ بصیر کو بھی اسے تنگ

کرنے میں نہایت ہی مزہ ا رہا تھا وہ بھلا کیوں کر پیچھے رہتا اپنی بیوی کو تنگ

کرنے میں۔

جاو یہاں سے اور جا کر مردوں کی طرف جائیں یہاں عورتوں کی طرف کیا کرنے آئے ہیں ویسے بھی آپ کو زرش خانزادی سے بہتر اور خوبصورت بیوی نہیں مل سکتی چاہے بھی۔۔

نہایت ہی مغرور لہجے میں کہا گیا۔۔

اور میری جان آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ بصیر خانزادہ کو زرش خانزادی کے علاوہ کسی کی چاہ ہو سکتی ہے۔۔ بصیر نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذبات میں بہتے کہا۔۔

بھئی مرد ہے یقین سے نہیں کہا جاسکتا کچھ بھی کیا پتا ابھی کوئی مجھ سے خوبصورت دیکھے اور آپ کی نظر فلیٹ ہو جائے۔۔ زرش نے حقیقت بیان کی جو کہ نہایت ہی تخت تھی۔۔

زرش دماغ خراب ہو گیا ہے کیا کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔ بے شک زرش نے جو الفاظ ادا کیے تھے وہ سخت تھے اور تلخ بھی تھے لیکن نہ جانے کیوں

بصیر کو بہت ہی برا لگا وہ بھلا کیوں کراتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے
کسی بھی لڑکی کے سامنے فلیٹ ہو گا۔

کچھ غلط کہا کیا میں نے۔۔ زرش نے دوبارہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
سنجیدگی سے سوال کیا۔

رفتہ رفتہ جو بحث پیار بھری شروع ہوئی تھی اب آرام دہ انداز میں لڑائی پر جا
کر اینڈ ہونے والی تھی۔

لیکن زرش تمہیں سمجھنا چاہیے کہ پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتی
اسی طرح ہر مرد ایک ہی فطرت کا نہیں ہوتا ہر مرد کی فطرت میں دھوکہ
دینا ہی نہیں ہوتا۔ بصیر نے سمجھانے والے انداز میں کہا اتنی خوشی کے
موقع پر وہ لڑائی اب بحث بالکل بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بالکل پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتی الگ الگ ہوتی لیکن ہاتھ تو ایک
ہی ہوتا ہے نا۔ زرش نے بھی دو بد جواب دیا۔

خیر بصیر نے گہری سانس بھری اور ساتھ ہی وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا ایک
نظر زریش کو خفگی بھری ضرور دیکھی تھی۔۔

اور زریش اس کی خفگی بھری نظروں کو دیکھ کر تڑپ گئی تھی کہاں زریش
نے بصیر کا ایسا سرد انداز دیکھا تھا بے شک وہ منہ پٹ ضرور تھی جو بھی دل
میں ہوتا وہ منہ پر لے کراتی وہ سامنے والے کی ایسے کی ترسی کر کے رکھ
دیتی لیکن آج اس کے زیادہ بولنے کی وجہ سے اس کا شوہر ہی اس سے
ناراض ہو گیا تھا۔۔

گہری سانس اس نے بھری تھی اب ضرور زریش نے رات کو ہی بصیر کو
منانا تھا کیونکہ دن تو پورا فنکشن میں ہی گزر جانا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}!

ہی۔۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے کھانا کسی سے کہہ کر منگوائیں نہ میرے
لیے۔۔ مہزلہ نے منمناتے ہوئے سرگوشی بھرے آواز میں زرم سے

کہا۔۔

ٹھیک ہے کیا کھانا ہے مجھے بتاؤ۔۔ زرم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال پوچھا جتنی اس کی صحت تھی وہ ڈبل اس سے کھانا کھاتی تھی لیکن مجال تھی جو ایک نوالہ بھی اسے لگتا۔۔

کچھ بھی لے آئیں بس مجھے بھوک لگ رہی ہے تاکہ میں کچھ کھالوں اور میرا پیٹ بھر جائے۔۔ اور روحان کو بھی بلا لیں پلیز میں اس کے ساتھ ہی کھانا کھاؤں گی۔۔

مہزلہ نے کھانے کی فرمائش کے ساتھ ساتھ ایک اور بھی فرمائش کی جسے زرم نے مسکراتے ہوئے ہاں کہا بھلا وہ اپنی فیری اور اپنے بیٹے کی خواہشات کو پورا ہی تو کرتا تھا۔۔

زرم نے ویٹر کو اپنی طرف انے کا اشارہ کیا جو کہ لیڈی ہی تھی اسے مہزلہ کے لیے کھانا لانے کے لیے کہا اور ساتھ ہی اس نے ملیار کو میسج کر کے روحان کو سٹیج پر آنے کے لیے بول دیا تھا اب وہ بڑا ہی مصروف سا کام کر رہا تھا اور وہ کام تھا مہزلہ کو تکنا۔۔

انج رات تم ریڈی ہونا میں تمہارے بالکل بھی بہانے برداشت نہیں
کروں گا۔۔ بے ساختہ ہی زرم نے جھکتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔
ہی پلیز رات ابھی رات میں ہی پڑی ہے ابھی تو مجھے ٹھیک سے اپنا فنکشن
انجوائے کرنے دیں اسی طرح سرگوشیاں اگر اپ کرنے لگے تو مجھے لگتا ہے
کہ میں ادھر ہی بے ہوش ہو جاؤں گی۔۔ مہزلہ نے محض دل میں سوچا
کاش کہنے کی ہمت بھی وہ خود میں پیدا کر پاتی۔۔ اس نے دل ہی دل میں
سوچا۔۔

البتہ زرم کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا تھا ہاتھ پیر دوبارہ سے کانپنے لگ
گئے تھے تھوڑی دیر پہلے جب وہ مطمئن ہوئی تھی اب دوبارہ سے اس کی
حالت بگڑنے لگی تھی جسے دیکھ ذرا ساس بھر کر رہ گیا تھا۔۔
کھانا کھا لو تم دونوں میں اپنے دوستوں کی طرف جا رہا ہوں۔۔ زرم نے
دونوں کو تاکید کی اور ساتھ ہی روحان کو اپنی جگہ پر بٹھاتا وہ اپنے دوستوں کی
طرف چلا گیا۔۔

گل کیا تم نے کھانا کھانا ہے۔۔ لاؤں میں تمہارے لیے کچھ۔۔ برلاس نے
گل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو نظریں نیچے کیے اپنے ہاتھوں کو ہی
گھورنے میں مصروف تھی۔۔

نہیں مجھے بھوک نہیں لگ رہی گل نے مختصر سا جواب دیا۔۔
کیا ہو گیا ہے پریشان کیوں سب ٹھیک ہے نا۔۔ گل کی پریشان صورت کو
دیکھتے ہوئے برلاس نے سوال پوچھا۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے بس ایسے ہی کچھ بھی نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔
گل نے مسکراتے ہوئے برلاس کو اطمینان دلانا چاہا۔۔ دراصل وہ نہایت
ہی ڈر رہی تھی نہ جانے کیوں لیکن اس کا دل خوف سے بھرا ہوا تھا۔۔
مجھے تم بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہی اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتادو۔۔
برلاس نے دوبارہ سے اپنی بات پر زور دیا۔۔ گو کہ گل نے اسے مطمئن
کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کا چہرہ پھر بھی اسے مطمئن نہیں کر
پارہا تھا۔۔

بس ایسے ہی مجھے ڈر لگ رہا ہے کبھی اتنے خوشیاں دیکھی نہیں ہے نا اسی
لیے بس دل میں تھوڑا سا ڈر ہے باقی میں ٹھیک ہوں۔۔ گل کے دل میں جو
ڈر تھا وہ اس نے برلاس کو سنایا تو برلاس نے گہری سانس بھری تھی۔۔
گل میری جان ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا اگر پوزیٹو سوچو گی تب ہی پوزیٹو
ہو گا۔۔ تم اگر نیگیٹیوٹی کو اپنے پاس جتنا ہی سوچو گی اتنا ہی ساری چیزیں
آس پاس سب ہی نیگیٹو ہی ہو گا۔۔

اور ویسے بھی ابھی صرف یہی خوشی دیکھی ہے ابھی اگے تو میں تمہارا
مقدر خوشیوں سے بھرنے والا ہوں۔۔

برلاس نے اس کا مہندی سے بھرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اسے
خوشی کی نوید سنائی تو بے ساختہ ہی گل کی آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر
مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

اپ میرے مقدر میں لکھے جا چکے ہیں اس سے بڑی خوشی کی کیا اور بات ہو
سکتی ہے برلاس۔۔

فرت جذبات سے کہتے گل نے بغیر کسی کے پرواہ کیے برلاس سے کہا اور
اس کی ہاتھوں کی پشت اپنی انکھوں سے لگالی تھی۔۔

گل کیا کر رہی ہو یا رتم بیوی ہو تم میری عشق کرتا ہوں میں تم سے اس
طرح کر کے مجھے شرمندہ مت کرو۔۔ برلاس نے بے ساختہ ہی اس کے
ماٹھے سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔

وہ بالکل بھی ایسا نہیں چاہتا تھا کہ گل سے ایسی عزت اور ویسے بھی عزت
دلوں میں ہوتی ہے ہاتھ چوم لو ہاتھ انکھوں سے لگا لو ان کے پیروں میں گر
جاؤ یہ عزت نہیں ہے صرف رسوائی ہوتی ہے۔۔

میں جانتی ہوں کہ اپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تبھی تو اج میں اتنی خوش
ہوں وہ بھی اپ کے ساتھ۔۔ گل نے بھی انکھوں سے نمی صاف کرتے
کہا۔۔

جی میری جان اسی طرح اپ نے اگے بھی جوش رہنا ہے اب چلو جلدی
سے اپنا موڈ ٹھیک کرو کچھ کھانا ہے تو میں ویٹر سے منگوا لو تمہارے لیے۔۔

نہیں ابھی مجھے بھوک نہیں ہے گھر جا کر کھالوں گی میں کچھ۔۔ گل نے بھی نرمی سے جواب دیا۔۔

تو برلاس نے بھی اس پر زیادہ زور نہ دیا اور ہاں میں سر ہلاتے وہ دوبارہ سے ارد گرد کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

تم نے جو ہاتھ حرکت سر انجام دی ہے اس کی وضاحت دینا پسند کرو گی۔۔
آر ش خانزادہ نے اور زلہ سے ڈرائیونگ کے بابت اور اکیلے ہال میں آنے کی بابت استفسار کیا۔۔

بالکل بھی نہیں دوں گی میرا دل چاہ رہا تھا ڈرائیونگ کر کے آنے کا۔۔ تو میں اگئی بس بات ختم۔۔ اور زلہ نے بھی شان بے نیازی سے جواب دیا۔۔
اگر ہماری کسی دشمن کی نظر تم دونوں پر پڑ جاتی اور بائے چانس ہی تم لوگوں کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جاتا {اللہ نہ کرے یہ بولتے وقت آر ش خانزادہ کا دل دہل اٹھتا}۔۔ پھر کیا ہوتا بتانا پسند کرو گی۔۔

آرش نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سخت نظروں سے پوچھا اسے اور زلہ کے ڈرائیونگ کرنے سے کوئی بھی مسئلہ نہیں تھا لیکن وہ اس معاملے میں اس کے ساتھ نرمی نہیں برت سکتا تھا۔

اگے بھی اگر وہ ایسا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی تو آرش کو پہلے سے ہی سخت سونا پڑتا وہ دوبارہ سے اپنی زندگی میں اسے کھونا بالکل بھی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

اچھانا بھی مجھے انجوائے کرنے دے دوبارہ دوبارہ تو میرا ولیمہ نہیں ہوگا اس بارے میں گھر میں جا کر بات کریں گے ہم۔

اور زلہ نے گویا بات ہی ختم کی اور آرش نے بھی گہرا سانس بھرتے ہوئے اس کی طرف سے رخ موڑ لیا تھا۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}!

حال میں ولیمے کا فنکشن کافی عروج پر تھا ہر طرف کھانا کھا لیا گیا تھا مردوں والی سائیڈ پر بھی اور عورتوں والی سائیڈ پر بھی۔

اور کھانا کھانے کی ہی دیر تھی کہ سب ہی لوگ اتے اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

لوگوں کو اپنے گھروں کو جاتا دیکھ وہ ترسے ہوئے خانزادوں نے بھی شکر کا سانس بھرا تھا۔

آخر ان لوگوں کو بھی تو اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا تھا جو کہ انہیں آخر کار مل ہی گیا تھا۔

گوں کے جو رشتہ دار تھے وہ لوگ ابھی واپس حویلی میں ہی ان لوگوں کے ساتھ ہی جانے تھے لیکن اور لوگوں کو جاتے دیکھ کر زرم نے بے ساختہ گہری سانس بھری تھی۔

ممافی جان پتہ نہیں یہ فنکشن وغیرہ کب ختم ہوں گے مجھے عجیب سی تکھن ہو رہی ہے میں گھر جانا چاہتا ہوں۔۔۔ زرم نے اپنے لہجے میں بے زارگی پیدا کرتے کہا تھا کہ وہ مہزلہ کو یہاں سے لے کر گل ہو جائے۔

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انہیں یہاں سے جاتے جاتے صبح بھی ہو سکتی ہے جس
رفتار سے مہمان تیزی سے جارہے تھے اتنے ہی رفتار سے ہال کے کام بھی
سب نبٹھانے تھے۔۔

زرم ہمیشہ سے چونکہ سنجیدہ رہتا تھا تو اسی لیے کسی کی بھی نظر اس طرف گئی
ہی نہیں کہ وہ جان بوجھ کر حویلی جانا چاہتا ہے۔۔

مہزلہ کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کے لیے ہاں لیکن اگر یہی بات آرٹس یا
برلاس میں سے کوئی کرتا تو ضرور نائلہ بیگم اور شمائلہ بیگم اسے جانے سے
منع کر دی تھی کیونکہ ان دونوں کی طبیعت سے وہ لوگ واقف تھے اور
زرم کے سنجیدہ تبطعی

ت سے بھی۔۔

اسی لیے شمائلہ بیگم نے اسے گھر جانے کے لیے ہاں کر دی تھی اور اب زرم
گاڑی میں بیٹھا فل سپیڈ سے گاڑی حویلی کی طرف روانہ کیے ہوئے تھا۔۔

مہزلہ بھی پر سکون تھی کیونکہ وہ بھی کافی تھک گئی تھی اور اسے بھی حویلی جا کر آرام کرنا تھا لیکن وہ کیا جانتی تھی کہ حویلی جا کر اس کا آرام آرام ہی رہ جاتا۔

وہ اپنا کیا آرام کرتی زرم تو اسے اپنے آرام کے لیے لے کر جانے والا تھا۔ تقریباً دھڑے گھنٹے بعد ہی وہ لوگ گھر پہنچ گئے تھے۔ مہزلہ نے راستے میں ہی ساری جو لیری اتار کر زرم کے گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھ چکی تھی۔ زرم اسے ہی نہارنے میں مصروف تھا جو نہایت ہی تھکے ہوئے انداز میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

چلو میری جان اپ کو میں اندر لے کر چلتا ہوں ویسے بھی آپ بہت تھک گئے ہیں نا۔

زرم نے کہا اور ساتھ ہی موقع پاتے اسے گود میں اٹھاتے وہ اندر کی طرف لے کر چلا گیا۔

مہزلہ بھی جانتی تھی کہ گھر کے اندر کوئی بھی نہیں ہے اس لیے وہ بھی
پر سکون ہوتی اس کے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی۔۔

زرم اسے اس کے کمرے میں لے جانے کے بجائے اسے اپنے کمرے لے
کر اگیا تھا کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی مہزلہ کی جان لبوں پر اٹکی۔۔ اور
اس کی ہتھیلیاں بے ساختہ ہی پسینے سے بیھگ چکی تھی۔۔ پیشانی عرق الود
ہو گئی تھی۔۔ دل بے ساختہ دھڑکنوں سے نکلنے کے لیے بے تاب ہوا
تھا۔۔

کمرے کے خوب ناک ماحول کو دیکھ کر مہزلہ کو یاد آیا کہ زرم نے اسے کیا
دھمکی دی تھی انج واقع میں ہی وہ اس کی جان لبوں پر لے کر انے کا ارادہ
رکھتا تھا۔۔

کمرے میں لائٹس بند تھی ہر جگہ کینڈلز کو جلا کر روشنی پیدا کی گئی تھی۔۔
پورا کمرہ گلاب کی پتیوں سے مہک رہا تھا ساتھ ہی بیڈ پر طرح طرح کے

پھول لگے ہوئے تھے جو کمرے میں عجیب سا ہی رومانوی ماحول بنائے ہوئے تھے۔

میری جان میں نے تمہیں کل رات ہی اس بارے میں واضح طور پر آگاہ کیا تھا۔

تمہیں یاد ہے نا؟؟ زرم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گمبھیر لہجے میں پوچھا ساتھ ہی اپنا انگوٹھا اس کے گال پر سہلاتے ہوئے گویا اس کی جان ہی لبوں میں اٹکائی۔

ہممم۔۔۔ کچھ لفظ تو منہ سے نکلنے سے انکاری تھے اسی لیے صرف ہممم کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

زرم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اہستہ اہستہ سہلاتے اسے پر سکون کرنے کے لیے لا کر وہ بیڈ پر بٹھایا گیا تھا۔

کیا تم تیار ہو اپنے نازک سے وجود پر میری شدتوں کو سہنے کے لیے۔۔ زرم
نے اپنی آنکھوں میں لودیتے جذبات سجاتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے کہا۔۔

مہزلہ بھلا کیا کہہ سکتی تھی وہ منع کرنے سے تو رہی اسی لیے ہاں میں سر
ہلاتے ہیں خود سپردگی کے طور پر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔
زرم تو اس کی اس ادا پر جان وارنے والے انداز میں اس کا چہرہ اپنے سینے
سے نکالتے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرتے اس کے ماتھے پر جکھتے
شدت سے اپنے لب رکھے تھے۔۔

ماتھے پر سے لبوں کا سفر جاری ہوا تو وہ اس کے ہونٹوں کے پاس ہی اکر رکا
تھا اور اس عرصے میں مہزلہ کی جان لبوں پر اٹک چکی تھی۔۔
پورا چہرہ ہی تپ کر لال ہو گیا تھا ہاتھ پیر الگ سے کپکپا رہے تھے دل تو گویا
شرط لگا کر بیٹھا تھا کہ اس نے باہر اکر ہی رہنا ہے۔۔

ہے ے ے میری جان ریلیکس رہو اسی طرح اگر تم کانپتی رہی تو تو میرا
تمہارے پاس انا مشکل ہو جائے گا۔۔ زرم نے اس کا کانپنا محسوس کیا تو اس
کے لبوں پر جھکنے کے بجائے اسے ریلیکس کرنے لگا۔

دھیرے سے اس کے بھاری سے دوپٹے کو اس کے وجود سے آزاد کرتے
برلاس نے اس کا رعنائیاں چھا لکتا وجود دیکھا اور اس کے وجود کو دیکھتے ہی
زرم کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہونے لگی مزید وہ انتظار کرنے کی حالت میں
بالکل بھی نہ تھا۔

مہزلہ کے گردن میں چہرہ چھپاتے وہ مہزلہ کو دوبارہ سے سخت کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

زز زمممم۔۔۔۔۔ پلیرا ہستہ کریں۔۔ نہ جانے مہزلہ کے منہ سے یہ الفاظ
کیوں نکلے تھے حالانکہ ابھی تو زرم نے کچھ کرنا شروع ہی نہ کیا

😊😊 تھا۔۔

میری جان میں کچھ شروع کروں تب بولنا نا کہ ذرم اہستہ کریں ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے۔۔

انکھ دباتے نہایت ہی بے باک لہجے میں اسے چھوتے کہا تو مہزلہ گویا بے ہوش ہونے کے در پر ہوئی۔۔

اس کے بعد زرم نے کمرے کی لائٹس اف کی اور مہزلہ کی زبان تو گویا تالوں سے چپک چکی تھی۔۔ دل کی شرط تھی کہ وہ باہر ائے گا تو وہ باہر آ کر ہی رہتا ہے۔۔ اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے نہ جانے کیوں زرم کو اس پر ترس بھی آ رہا تھا لیکن وہ اپنے جذبات پر بند نہیں باندھ سکتا تھا وہ اس کی بیوی تھی اور اس کے قریب جا کر اپنے حقوق تو اس نے لینے ہی تھے نا۔۔ میری جان بہت میٹھی ہو تم۔۔ اس پر اپنی شدتیں برساتے ہوئے زرم نے گویا اس کے کانوں میں رس گھولتا ہوا جملہ پیار بھرے انداز میں کہا تو مہزلہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے اپنی جھپ دکھلائی۔۔

لیکن اگلے ہی پل زرم کے جنونیت بھرے شدتوں کو سہتے وہ بوکھلا بھی گئی تھی۔۔

زرم اسے دیکھ رہا تھا جو کبھی اس کے پیار بھر حصار میں کانپتی اسی میں چپتی اور اس کے جنون شدتوں کو سہتے ہوئے اس کے بازو میں اپنے ناخن کبوتی۔۔

مہزلہ کے ناخن مارنے پر بھی اسے ذرا سا ہوش نہ رہا تھا وہ تو اس کے وجود میں گم کسی الگ ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔۔

یہ تو طے تھا کہ دن بدن وہ لڑکی اس کا عشق بنتی جا رہی تھی۔۔ جس کے بغیر رہنا نہ ممکن ہوتا جا رہا تھا زرم کے لیے۔۔ اور ہوتا بھی کیوں نہ وہ حسین تھی معصوم تھی اور سب سے بڑھ کر وہ وفادار تھی اس کی۔۔

وہ معصوم لڑکی اس کی امیری یا پھر غریبی کی وجہ سے اس کے پاس نہیں آئی تھی وہ تو محض اس کے پیار کرنے کی وجہ سے اس کے شفاف محبت بھرے دل کو دیکھ کر اس کے پاس آئی تھی۔۔

تو اسی لیے زرم کا اس کے لیے پاگل ہونا تو بنتا تھا۔

زرم نے اسے خود کے حصار میں چھپاتے ہوئے اسے شدت سے اپنے گلے سے لگایا۔

مہزلہ پر سکون ہوئی کہ گویا اسے ایک پل کے لیے ہی سہی لیکن راحت ملی لیکن اگلے ہی پل وہ مزید بھوکھلا گئی تھی۔۔ زرم کی شدتیں اپنے نازک سے وجود پر سہنا اس جیسی چھوٹی سی جان کے لیے بہت نہیں بہت ہی زیادہ مشکل ہو رہا تھا۔

زرم کو وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے یہ سننے کی صلاحیت میں نہیں تھا۔

جس قدر شدت سے وہ اپنی شدتیں اس پر انڈیل رہا تھا مہزلہ کا تو اللہ ہی حافظ تھا۔

رات لمحہ لمحہ سر کھتی جا رہی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیار میں گم
ایک دوسرے کے مزید قریب ہوتے ایک دوسرے کو الگ ہی دنیا کے
سیر کرواتے ایک دوسرے کی باہوں میں ہی سو گئے تھے۔۔

—

ہائے ہائے میں تو بری طرح سے تک گیا ہوں۔۔ زرم لالا اچھے تھے
معصوم سی شکل اور تھکن کا کہہ کر گھر بھاگ گئے۔۔ صحیح کھیل گئے ہم
معصوموں کے ساتھ وہ۔۔ برلاس دہائیاں دیتا تکھ ہار کے صوفے پر بیٹھا
سارا کام سرانجام دینے کے بعد اب بری طرح سے زرم کو کوس رہا تھا۔۔
جو سارا کام ان سب کے حوالے کرتا خود ارام کرنے کے لیے گھر پہنچ گیا تھا
اپنی بیوی کے ساتھ۔۔

کاش میں ایک بار ذرم لالا کو جاتے ہوئے دیکھ لیتا پھر تم لوگ مجھے اپنی
انکھوں سے یہاں پر نہ دیکھتے۔۔ مطلب عجیب حد ہو گئی ہے اپنے چھوٹے
بھائیوں کو کام کے لیے چھوڑ دو اور خود بیوی کے ساتھ مزے کرنے کے
لیے گھر پہنچ جاؤ۔۔

برلاس کی دہائیاں تھی جو کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔
اخرا اس بیچارے کو اتنا سارا کام کرنا پڑا تو اس کا اتنا بولنا تو بندہ تھا۔۔
باقی سب خاموشی سے اس کی دہائیاں سن رہے تھے البتہ زریش اور گل کی
گھور نے پر اس پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔
میری جان مجھے اس طرح سے یہ گھور گھور کرنے دیکھو۔۔ کمزور دل کا بندہ
ہوں یہی اگر دل ہار گیا تو سب سے منہ چپاتی پھر وگی۔۔
سب کے سامنے نہایت ہی بے باکی سے کہتے ہوئے ایک انکھ و نک کرتے
برلاس نے گل کو سرخ کر ڈالا تھا۔۔

منہ بند کرو برلاس اب تمہارے منی سے میں ذرا سا کچھ بھی نہ سنو۔ کیا
کیا ہے تم نے بس ذرا سے کرسیاں ہی تو سمیٹی ہے اور برتن ویٹرز کے
حوالے کیا ہے اتنے سے کام سے تم تھک گئے ہو کیا۔
گل کی روہانسی حالت کو دیکھتے ہوئے شائلہ بیگم نے اسے اڑے ہاتھ سے
لیا۔

مورے یہ اپ کو ذرا سا کام لگ رہا ہے مجھ جیسے نواب زادے کے لیے تو یہ
بہت ہی زیادہ کام ہے نا۔

جس نے انج تک ایک گلاس پانی بھی خود سے اٹھ کر نہ پیا ہو اس کے لیے یہ
کام بہت زیادہ ہی ہوتا ہے بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں اپ مورے۔ اس بار
بصیر نے بھی باتوں میں اپنا حصہ ڈال کر برلاس کو تپا دینے والی مسکراہٹ
کے ساتھ تپایا۔

چلو بچو اب بہت زیادہ دیر ہو رہی ہے مزید دیر نہیں کرنی چاہیے اب سب
حویلی کی طرف روانہ ہو۔

آرش بیٹے سب کو اپنی ذمہ داری میں حویلی سہی سلامت اپ نے پہنچانا ہے
میں جانتی ہوں کہ یہ برلاس تمہیں تنگ کرنے سے باز نہیں آئے گا۔
شمالہ بیگم اور نائلہ بیگم نے اسے خاص تائید کی تو آرش نے بھی حامی
بھری۔۔

اور پھر سب بڑے ہی حال سے نکلتے چلے گئے۔۔

لالا میں بول رہا ہوں کہ کیوں نہ ہم پیزا پارٹی کرنے چلیں۔۔ برلاس نے
اپنا ایک الگ ہی نرالا سا شوشہ چھوڑا۔۔

آرش جہاں مطمئن ہوا تھا کہ اب جا کر وہ اور زلہ کے ساتھ الگ سے ٹائم
سپینڈ کرے گا برلاس کے اس طرح کہنے پر وہ اسے بری طرح سے گھور رہا
تھا۔۔

یا ہووو۔۔ میں نے بھی جانا ہے پیزا کھانے۔۔ روحان جوان کے ساتھ
ہی تھا اس نے سب سے پہلے برلاس کی بات کی تاکید کی۔۔ اور خاصے
جوشیلے انداز میں کہا۔۔

ویسے ایڈریا تو اچھا ہے ہلکی ہلکی سی بارش ہو رہی ہے تو پیزا کھانے کا تو مزہ ہی
اجائے گا۔ ملیار اور بصیر نے بھی ہاں میں سر ہلایا تو آرش کو چاروں نہ چار
سب کے ساتھ ماننا ہی پڑا۔

ٹھیک ہے چلو پھر چلتے ہیں لیکن سب اپنی اپنی گاڑی میں الگ جائیں گے۔
آرش نے برلاس کو گھوری سے نوازتے کہا اور ساتھ ہی اور زلہ کا ہاتھ
پکڑے وہ حال سے نکلتا گیا۔

باقی سب بھی اس کی تخلیق میں باہر نکلے۔

لٹل چیمپ تم ہمارے ساتھ اجاؤ۔ ملیار نے روحان کو اپنے پاس آنے کا
اشارہ کیا تو روحان بھی بھاگتے ہوئے ملیار کے پاس آیا اور گاڑی کے بیک
سیٹھ کر بیٹھ بھی گیا تھا۔

اور پھر وہ چاروں گاڑیاں پیزا ہٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ چاروں
خانزارے اپنی مثال اپ تھے تو وہیں پر خانزادیاں بھی کچھ کم نہ لگ رہی
تھی۔

چاروں نے اپنے اپنے خاندانوں کے کہنے پر شمال اوڈر کھی تھی کیونکہ ان کے خاندانوں کا کہنا تھا کہ ان کا دلہن والا روپ ان کے علاوہ کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔۔

پیزا ہٹ ہال سے تقریباً 20 منٹ کی دوری پر تھا اور 20 منٹ کے بعد وہ سب ہی اپنی چاروں لینڈ کروزر سے نکلے اپنے اپنی بیویوں کی فرمائش پر ان کے لیے پزا لینے پیزا ہٹ کے اندر اچکے تھے۔۔

ساری خاندانیاں گاڑی کے اندر ہی بیٹھی ہوئی تھی ایسا بھی ان کے خاندانوں نے ہی ان کو حکم دیا تھا۔۔

زرباش نے مزاحمت تو بہت کی لیکن بصیر کی گھوری اور اس کی خفگی کو دیکھ کر وہ زیادہ مزاحمت نہ کر پائی تھی ورنہ اس کا دل تو باہر ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں بیٹھ کر پیزا کھانے کا تھا۔۔

مگر بصیر نے اس کے سارے دل پر پانی پھیر دیا تھا۔۔

لیکن زرش خانزادی بھی کسی سے کم تھوڑی نہ تھی جانے سے پہلے اسے
خاص تاکید کرتے بھیجا تھا۔ کہ اسے سردی میں ہاٹ چاکلیٹ ملک شیک
بھی پینا ہے۔۔

بصیر نے اس کی بات پر اسے کوئی خاص ریکشن تو نہ دیا تھا لیکن زرش
جانتی تھی کہ چاکلیٹ ملک شیک تو بہت کم بات ہے وہ تو اس کے لیے اپنی
جان تک بھی دے سکتا تھا۔۔

دس منٹ گزارنے کے بعد سارے ہی خانزادے باہر ائے اور دوبارہ سے
اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھتے اپنے اپنے بیویوں کے حوالے پیزا کرتے ہوئے
گاڑیوں کو حویلی کی طرف روانہ کر چکے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

رات کے تقریباً تین بجے کا وقت تھا جب چاروں گاڑیاں خان حویلی کے
اندرا کرپورچ میں رکی۔۔

سب سے آخر میں آرش نے اپنی گاڑی پارک کی اور اور زلہ کے لیے دروازہ کھولا۔ راستے میں وہ سب ہی پیزا کھا چکے تھے۔

اسی لیے اندر جا کر کسی نے بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھے بغیر ہی اوپر اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

اجاؤ بے بی ہم بھی اپنے کمرے میں جاتے ہیں مزید تو مجھ سے صبر نہیں ہو رہا انگ انگ درد سے چور ہے میرا۔

آرش خانزادہ نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔

اور زلہ نے شکر ادا کیا تھا کہ ولیمے کی ساری تیاریوں اور ان بن میں آرش وہ بات بھول ہی گیا تھا۔ کہ اور زلہ کو گھر جا کر ڈرائیونگ والی بات پر سخت سزا دینی ہے۔

گہری سانس بھرتے ہوئے وہ بھی آرش کے پیچھے پیچھے اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔

کل کی بنسبت کمرہ آج زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ یا اور زلہ نے کل کمرے کی جانب ٹھیک طرح سے اپنی نظریں دوڑائی نہیں تھی۔

آج اس کا دل روشن تھا اور خوش تھا تو اسے کمرہ ہی اچھا نظر آ رہا تھا کل اگر وہ اداس تھی تو پورا کمرہ ہی اسے اداس ہی نظر آ رہا تھا۔

ایک سیکنڈ کیا میں نے تمہیں یہ سب اتارنے کے لیے کہا ہے۔

آرشی نے اور زلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی اپنی جو لیری اتارنے میں مصروف تھی۔

تو آپ کا کیا ارادہ ہے جناب آپ مجھے وہ بتادیں۔

اور زلہ نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے پیار والے لہجے میں جواب دیا۔

جانتی تھی کہ آرشی اپنے نخرے اس سے اٹھانا چاہ رہا ہے۔

اور اور زلہ تو پھر اس کی دیوانی تھی تو وہ کیوں نہ اپنے محبوب کے نخرے

اٹھاتی۔

میرے ارادے تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن ہاں سب سے پہلے ارادہ تمہیں
سزا دینے کا ہے کہ تم مجھے بناتائے خود ڈرائیو کر کے حال تک کیوں آئی۔۔
آرش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

اور زلہ جو یہ سوچ کر بیٹھی تھی کہ اب تک آرش اس سارے واقعے کو بلا چکا
ہو گا لیکن اسے دوبارہ سے اس واقعے پر اتنا دیکھ اس نے گہری سانس بھری
تھی۔۔

اوہو آرش اب اس بات کو ختم بھی کریں میں کہہ چکی تھی کہ میرا دل چاہ رہا
تھا ڈرائیونگ کرنے کا اور ویسے بھی اسندہ نہیں جاؤں گی اپ کی اجازت
کے بغیر بس اب خوش ہو جائے اور جلدی سے اپنا موڈ ٹھیک کریں۔۔
اور زلہ نے اس کے قریب آکر اس کے دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھے کہا
اپنے ہاتھ کے نیچے اسے آرش کی دھڑکتی ہوئی دھڑکن صاف سنائی دے
رہی تھی۔۔

آرش نے اس کا مہندی بھرا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر سے ہٹا کر اپنے لبوں سے لگایا۔

میں دوبارہ تمہیں کھو نہیں سکتا زلے۔ اگر اس بار تمہیں کچھ بھی ہوا تو آرش خانزادہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ بہت ہی مشکل سے تمہیں پایا ہے اپنی زندگی میں اپنی ہی غلطیوں اور بے وقوفیوں کی وجہ سے تم ہمیشہ ہی مجھ سے دور رہی ہو۔ اب دوبارہ میں بالکل بھی نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے دور ہو یا پھر یہ دوریاں ہماری قسمت میں ہو۔ اور کل رات کے بعد تو تم میرے اور بھی زیادہ قریب ہو گئی ہو جان۔

اسی لیے میں ڈر گیا تھا تمہارے اکیلے نکلنے کی وجہ سے۔ دوبارہ اگر کبھی بھی ایسا موڈ بنے بھی تو مجھ سے کہنا بھلے چاہے ڈرائیونگ تم کر لینا پسینہ سیٹ پر مجھے بٹھا لینا لیکن تم نے مجھے ساتھ لے کر ہی جانا ہے میرے بنا تم نے باہر جانا ہی نہیں ہے سمجھا رہی ہے نامیری بات۔

آرش نے پیار بھرے لہجے میں اسے سمجھایا اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے ہوئے عقیدت سے اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھے تھے۔

جی جی جناب میں بالکل سمجھ گئی ہوں کہ اب سے میں نے اپنے ہی کے بغیر باہر قدم تک نہیں رکھنا۔

اور زلہ نے بھی شوخیہ بھرے انداز میں کہا تو آرش نے اس کے خوبصورت سے چہرے کی طرف دیکھا اور اس کے گال پر جھکتے بانٹ کیا۔

آہہ۔۔ آرش۔۔ خفگی پہلی لہجے میں پکارا گیا۔

جی آرش کی جان۔۔ آرش کی جان بھی اپ پر قربان۔۔

کہیں کہ خادم کے لیے کیا حکم ہے۔۔ آرش نے اس کے دائیں کال پر جہاں

بانٹ کیا تھا وہاں سرخ پڑتے گال پر اپنا انگوٹھا سہلاتے کہا۔

چھوڑیں مجھے اب سے بات ہی نہیں کرنی اتنی زور سے بانٹ کون کرتا

ہے۔۔

خفگی لہجے میں منہ پھلاتے اور زلہ نے اسے کہا۔

میں کرتا ہوں آرش خانزادہ۔ تم میرا جنون ہو اور اپنا جنون میں تمہارے

اس نازک سے بدن پر ڈھاتا ہی رہوں گا۔ تم میرا معصوم سا عشق ہو

تمہیں خود سے دور بالکل بھی جانے نہیں دے سکتا میں۔ تم میری وہ

محبت ہو جس کو میں نے اپنی بیوقوفیوں کی نظر کیا تھا۔ لیکن میرا خدا مجھ پر

مہربان تھا جس نے میری محبت دوبارہ سے میری جھولی میں ڈال دی۔

اب تمہارا مجھ سے دور جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرا دل چاہتا ہے

کہ میں پوری رات اپنی محبت عشق جنون اور شدتوں کا اظہار کروں لیکن ڈر لگتا ہے کہیں یہ رات بھی کم نہ پڑ جائے۔

شدت سے اور زلہ کے بازو میں اپنے دونوں بازو حائل کرتے اسے اپنے

سینے میں بیچ لیا تھا۔

اور زلہ کی انکھیں تشکر کے احساس سے نم تھی۔ بے شک آرش نے اسے

کافی تکلیف دی تھی۔ لیکن پچھلے دو دنوں سے آرش اس پر جتنا اپنا پیار لٹا

چکا تھا اور زلہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی تصور کرنے لگی تھی۔۔
وہی اور زلہ جس کو دنیا میں جینے کی تمنا ہی نہیں تھی اب آرش کے سنگ وہ
زندگی جینا چاہتی تھی۔۔

اُئی لو یو میری جان۔۔ آرش نے گھمبیر سرگوشی اس کے کان میں کی۔۔
آرش کا اظہار محبت سن کر اور زلہ کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔۔

اُئی لو یو ٹوہی۔۔ اس دیوانی نے بھی آج اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔
اور اپنی دیوانی کا بھی اظہار محبت سن لینے کے بعد نے اس کا چہرہ اپنے سینے
سے نکالا اور شدت سے جھکتا اس کی سانس سے گھونٹ گیا تھا۔۔

اجازت ہے کیا آج رات بھی میری دیوانی اپنے نازک سے بدن پر میری
شدتیں سہنے کی طاقت رکھتی ہے۔۔

آرش نے نہایت خوبصورت سے انداز میں اسے اجازت طلب کرنی چاہی تو
اور زلہ نے بھی خود سپردگی کے طور پر اس کا چہرہ جکھاتے اس کے ماتھے پر
اپنے نرم سے لب رکھے تھے۔۔

اور اپنی دیوانی کے نرم لبوں کا لمس اپنے ماتھے پر محسوس کرتے آرش جتنا
شکر ادا کرتا اتنا ہی کم تھا اپنے پورے وجود میں اسے سکون کی لہریں سرایت
کرتی محسوس ہوئی تھی۔

آرش نے برائڈل سٹائل میں اسے اپنی گود میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف لے
کر چل پڑا۔

اور بیڈ پر پہلے اسے لٹھاتے خود اس کے اوپر کالی گھٹا کی مانند وہ چھایا۔
اور رفتہ رفتہ کر کے اس کے وجود میں سرایت کرتا وہ اور زلہ پر اپنی شدتیں
انڈیلنا شروع ہوا تھا۔

سرکتی رات کی طرح آرش اس پر اپنی شدتیں واضح کرتا اور زلہ کو اپنے
سینے میں چھپنے پر مجبور کر دیتا۔

اس کے لمس پر شرماتی اسی میں چھپتی اپنی زندگی کے ٹھیک ہونے پر اپنی
خدا کی شکر گزار تھی۔

آر ش خانزادہ بھی جتنا اپنے خدا کا شکر ادا کرتا اتنا ہی کم تھا اس کے بے
وقوفیوں اور درد دینے کے باوجود بھی خدا نے اس کی محبت اس سے دور نہ
کی۔۔ ہاں ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ آر ش کو لگا کہ اب زندگی ختم ہو جانی
چاہیے۔۔

لیکن ہم بندوں سے زیادہ ہمارے لیے کیا بہتر ہوتا ہے یہ اللہ ہی جانتا
ہے۔۔ اسی لیے تو اللہ نے اسے درد دیا اس نے بھی ہجر ساہا۔۔ اس کے بعد
ہی اس کی محبت اس کے حوالے کی گئی تھی۔۔ جس کا وہ اپنے اللہ تعالیٰ کا تہہ
دل سے شکر گزار بھی تھا۔۔

اور زلہ کو شدت سے اپنے سینے میں بینچتے ہوئے اس نے اپنی انکھیں موند
لی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

بصیر میری بات تو سن لو یار۔۔ زربش اس کے پیچھے پیچھے گھومتی پورے
کمرے میں گھوم رہی تھی لیکن مجال تھی کہ بصیر ایک جگہ بیٹھ کر اس کی
بات سن لیتا ہے۔۔

کیا بات سنو میں تمہاری دور ہٹوں بقول تمہارے تم سے خوبصورت کوئی
لڑکی دکھی تو میری نیت ادھر ہی پسل جائے گی تو ٹھیک ہے پھسل جانے دو
میری نیت کو ویسے بھی کون سے تمہیں فرق پڑتا ہے اور تم مجھ سے پیار یا پھر
محبت کرتی ہو کہ تمہیں دکھ ہو میری دوسری لڑکی کے پاس جانے پر۔۔
بصیر نے بھی سر دلچے میں کہا۔۔

بصیر خانزادہ اب تم اپنے حد سے بڑھ رہے ہو تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی
دوسری لڑکی کے بارے میں بات کرنے کی۔۔ اور کیا مطلب ہے تمہارا کہ
میں تم سے پیاری محبت نہیں کرتی۔۔ کیا تم نہیں جانتے میری دیوانگی کی
کوئی بھی حد نہیں ہے۔۔ اس کے قریب جاتی زربش نے غصے سے اس کے

گریبان کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑتے ہیں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے لفظ چباتے چباتے ادا کیے۔۔

اچھا تو یہ کیسی دیوانگی ہے تمہاری کہ تم مجھے ہی بولتی ہو میری ہی نیت پر شک کرتی ہو کہ دوسری لڑکی کو دیکھ کر میری نیت پھسل جاتی ہے کیا اتنا ہی کمزور نفس کا شخص نظر آتا ہوں میں تمہیں۔۔ بصیر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے گریبان پر سے ہٹاتے کہا۔۔

لفظ چاہے جتنی بھی سخت تھے لیکن ہاتھوں کی حرکت میں بلا کی نرمی تھی۔۔

اچھا میں معافی مانگتی ہو تم سے ایم ریلی سوری میری ہی غلطی تھی مجھے تمہاری نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس بار واقعی میں ہی زریش کی اپنی غلطی تھی اسی لیے جلدی سے معافی مانگ بھی لی۔۔

اچھا تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہاری معافی مانگنے سے میرے دل میں جو دکھ اٹھا تھا وہ کم ہو جائے گا۔۔

بصیر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اپنے چہرے پر ڈھیر
ساری معصومیت سجائے اب انکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔
تمہاری معصومیت پر مر مٹنے والوں میں سے میں نہیں ہوں۔۔ تمہارے
شیرنی بنے روپ سے میں نے پیار کیا تھا اب یہ معصومیت دکھا کر معافی
مت مانگو مجھ سے۔۔۔

بصیر نے گھور کر اس کی طرف دیکھا اس کا غصہ تو اس لمحے میں ہی بیٹھ گیا تھا
اپنی شرنی کے معصوم سے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے۔۔
بصیر جانتا تھا کہ وہ صرف معصومیت کا دیکھا وا ہوا کر رہی ہے لیکن اس کے
چہرے پر معصومیت کو دیکھتے ہوئے وہ عاشق اپنا دل نہ ہارتا تو کیا کرتا۔
ہائے اپ مجھے معاف کر چکے ہیں میں جانتی ہوں انی لو یو سوچ۔۔
زربیش نے اس کی انکھیں پڑھتے ہوئے اس کے پاس جاتے شدت سے اس
کے سینے سے اپنا سر لگایا اور اپنے دونوں بازو اس کے کمر کے گرد حائل
کیے۔۔

میں نے کب کہا کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

بصیر مسکرایا لیکن اپنی آواز کو ذرا سا سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

تم نہ بھی کہو تب بھی میں تمہاری آنکھوں کی بات سمجھ سکتی ہوں اور

تمہارے آنکھیں ہی مجھے ایسا تاثر دے رہی تھی کہ جاؤ زرش خانزادی

معاف کیا۔ نہایت ہی ڈرمیٹک انداز میں کہتی وہ بصیر خانزادہ کو ہنسنے پر مجبور

کر گئی تھی۔

ہائے کیسے ناہماری مرٹو میں اتنی خوبصورت سی ہنسی پر میرا سہونا

خانزادہ۔ زرش نے اس کے قریب جاتے اس کے گال پر لب رکھتے

شرمانے کی ناکام سی ایکٹنگ کرتے کہا۔

ہاں ہاں بس کرو خوب جانتا ہوں تمہارے مسکے بازی اگر میں ناراض نہ ہوتا

تو تمہاری مجال تھی کہ تم میرے قریب اتنی بلکہ جب میں تمہارے قریب

اتا تو سو نخرے بھی تمہارے اٹھانے پڑتے مجھے۔

بصیر نے بھی بدلے میں شدت سے اس کے گال پر ہونٹ رکھتے اسے
بوکھلانے پر مجبور کرتے کہا۔۔

اپ کیوں میرا سٹیٹمنٹ بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں ابھی ہی تو آپ کو میرا
سوہنا خانزادہ کہا ہے کیوں چاہتے ہیں کہ میں آپ کو ظالم خانزادہ کہوں۔۔
زربیش نے گھور کر اپنے سرخ ہوئے گال کو ڈریسنگ روم کے ائینے میں
دیکھتے ہوئے بصیر سے کہا۔۔

ابھی رات باقی ہے میری جان ظالم خانزادہ کیا اس کے ساتھ ساتھ تم مجھے
اور بھی بہت سارے القابات سے نوازو گی لیکن آج تو تماری خیر نہیں۔۔
بصیر نے قدم ب قدم بڑھاتے اس کی طرف جاتے خطرناک عزم لیے
کہا۔۔

دور رہیں مجھ سے بصیر میں بہت تھک گئی ہوں۔۔
پاس تو بالکل بھی آنے نہیں دے سکتی میں آپ کو۔۔
ہائے یہ تکھن۔۔

زربش نے جان بوجھ کر اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ارادہ بس بصیر کو تنگ کرنے کا تھا ورنہ وہ جانتی تھی کہ بصیر خانزادوں کو خود سے دور کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ہاں تو میری جان میں تمہاری ساری تکھن اتار دوں گا نا۔ بس ایک بار تم میری باہوں میں آکر تو دیکھو تمہاری ساری تکھن نہ اتاری تو کہنا۔

نہایت لوفرانہ انداز میں کہتے زربش کو وہ بالکل بھی اچھا نہ لگا۔

بصیر اگر تم نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میں یہ وازا اٹھا کر تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔

زربش نے دوبارہ سے صرف اسے تنگ کرنے کی خاطر دھمکی دے ڈالی۔

میری جان ایک بار نہیں تم دو سے تین بار مارو لیکن اب سے تم مجھے خود سے دور کرنے سے رہی۔

اب بس کرو دور دور کیوں بھاگ رہی ہو یہاں او۔

مزید بصیر خانزادہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو اس کے قریب ایک ہی قدم
میں سارا فاصلہ مٹاتے ہوئے اسے برائیڈل سٹائل میں گود میں اٹھاتے جا
کر بیڈ پر پٹک دیا تھا۔

پہلے تو میں شاید نرمی سے ہی کام چلا لیتا لیکن دور دور جا کر اور تمہاری باتوں
نے میرے اندر اشتعال پیدا کر دیا ہے اب نرمی کی تو مجھے ذرا سی بھی امید نہ
رکھنا چاہوں۔

بصیر نے جان بوجھ کر اپنے چہرے پر غصہ سجاتے اور سنجیدہ انداز میں کہا تو
زربیش کی جان پل میں لبوں پر اٹکی تھی۔

وہ تو میں مذاق کر رہی تھی۔ سیکنڈ بھی نہ لگا تھا زربیش کو اپنا روپ بدلنے
میں شیرنی بنی روپ سے وہ بھیگی بلی بن گئی تھی۔

اب کیا فائدہ اب تمہاری معصومیت سے میں نہیں قائل ہونے والا یہ تو
مذاق کرنے سے پہلے تو میں سوچنا چاہیے تھا نا۔

اس کے بھیگی بلی بنے روپ کو دیکھ کر بصیر خانزادہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

بصیر نے جکھتے اس کے گردن میں اپنا چہرہ چھپایا اور ساتھ اسے مچلنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

اب تو واقعی ہی زرش خانزادی کے لبوں پر قفل پڑ گیا تھا۔۔

اور ایسا ہی ہوتا قربت کے لمحات میں زرش خانزادی شیرنی سے بھیگی بلی ہی بن جاتی تھی۔۔۔ جو بات بصیر خانزادہ کو ہنسنے پر بھی مجبور کر دیتی اور وہ

واقعی میں اسے کافی تنگ بھی کرتا تھا۔۔ زرش اسے بعد میں کافی ان لائن لٹن کرتی لیکن قربت کے لمحات میں شاید بصیر کے بقول اس میں لڑکی والی روح اجاتی تھی اسی لیے تو وہ بصیر سے اتنا شرماتی تھی۔۔

اب بھی بصیر نے قطرہ قطرہ کر کے اپنی شدتیں اس کے جسم میں انڈیلنے اسے بوکھلانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

زربش تو بس چپ چاپ اس کی منمانيوں كو ملاحظه فرما رہي تھي لبوں پر قفل
پڑھ چكا تھا۔ اس وقت وہ كچھ بهي بولنے سے انكاري تھي سرخ پڑھتے
چهرے كے ساتھ وہ تكيے ميں اپنا چهره چپا چكي تھي۔

اور اس كے اس حركت پر بصير خانزاده كا اونچا قهقهه كمرے ميں گونجا جسے
سننے زربش بس خود كو بهي كو س كر رہ گئي تھي۔

نه جانے كيوں وہ جتني بهي بهادر بنتي ليكن قربت كے لمحات ميں هميشه بهي
اس پر بصير خانزاده كا سحر طاري هو جاتا اور جتنا بصير خانزاده بے باك تھا اللہ
توبہ۔

شير ني بني لڑكي كو بهي وہ اپني بے باكيوں سے شرمانيے پر مجبور كر دے تھا۔
بصير خانزاده اس پر پوري طرح چاهتا اسے اپنے حصار ميں لے كر هميشه كي
طرح اپني من مانيوں پر اترتا بغير اس كي سننے اس پر اپني نه ختم هونے والي
شدتوں كا آغاز كر چكا تھا۔

اور زربیش بیچاری شرمانے کے علاوہ کر ہی کیا سکتی تھی وہ شیرنی بنی لڑکی اس کی بے باکیوں کے اگے مجبور ہو کر شرم سے بس کسی کھونے میں چھپ جانا چاہتی تھی۔۔

جو بھی تھا جیسا بھی تھا وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس تھے ایک دوسرے کا سکون تھے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے حصار میں پر سکون ہو کر مسکرائے تھے۔۔ اور دونوں ہی ایک دوسرے میں گم ہو کر اپنی انکھیں موند چکے تھے۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

گل میری جان میں آخری بار تھمیں وان کر رہا ہوں نکال آوور یسنگ روم سے باہر۔۔ ورنہ تم میرا وہ روپ دیکھو گے جو تم نے انج تک دیکھا ہی نہیں۔۔

برلاس نے چڑتے ہوئے کہا وہ تنگ آگیا تھا ایک گھنٹے سے وہ ڈریسنگ روم کے باہر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ جو یہ کہہ کر اپنی جان چھڑا کر گئی تھی کہ اسے ڈریس بہت بھاری لگ رہا ہے تو اسے یہ اتارنا ہے۔۔

اور برلاس نے بھی خوشی خوشی اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔

لیکن برلاس کو کیا پتہ تھا کہ وہ جو سب کو بیوقوف بناتا ہے اس کی بیوی اسے ہی بے وقوف بنا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی تھی۔۔

لیکن آج اپنی س رات کو برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے نہ چاہتے ہوئے

بھی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ڈریسنگ کی (کی) نکال کر وہ ڈریسنگ روم کا

دروازہ جھٹکے سے کھول کر اشتعال سے اندر آیا۔۔ مقصد صرف گل کو

ڈرانا تھا ورنہ وہ غصہ بالکل بھی نہیں تھا اس کی معصوم سی حرکتوں پر برلاس

کو غصہ کب آیا تھا بھلا۔۔

آہستہ۔۔ گل جوارام دا انداز میں ڈریسنگ روم کے صوفے پر لیٹی بس
نیند کی وادی میں اترنے ہی والی تھی دروازے کے کھٹاک کی آواز اتنی
زوردار سنتے وہ نیند میں اٹھ کر ہڑبڑا کر چیخی تھی۔۔

بربرلاس۔۔ ٹکڑے ٹکڑے میں اس کے نام ادا کرتی وہ برلاس کو ہنسنے پر
مجبور کر گئی۔۔

بہت برا کیا تم نے مجھ سے چھپ کر اب تو تمہیں مجھ سے کوئی بھی نہیں بچا
سکتا آخر کیا سوچ کر اپنی چھوٹی سی جان پر تم نے اتنا ظلم ڈھایا اور کیا سوچ کر
تم یہاں پر آکر چھپی تھی مجھے بس اتنا بتا دو۔۔

اس کے قریب جاتے برلاس نے اسے ایک ہی جھٹکے میں سونے پر بٹھایا اور
خود صوفے پر بیٹھ کے اسے اپنی گود میں بٹھا چکا تھا۔۔

اور برلاس تو اسے اتنے قریب سے دیکھ کر اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں رکھ
پا رہا تھا۔۔

وہ اسی کے شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس اس کی دھڑکنیں بری طرح سے
دھڑکا چکی تھی۔۔

برلاس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ کر گل نے بے
ساختہ ہی تھوک نگلاتھا۔۔

گل کے تھوک نکلنے پر برلاس کی نظر بے ساختہ ہی اس کے گردن کی ہڈی
پر جا کر ٹھہر چکی تھی۔۔

برلاس کو اپنے حلق میں کانٹے چھپتے محسوس ہوئے بغیر ایک پل بھی ضائع
کیے برلاس جھکتا گل کے شہ رگ پر اپنی شدتیں ڈھاتا گل کو سسکنے کے ساتھ
ساتھ اسے بوکھلانے پر مجبور کر چکا تھا۔۔

برلاس کا یہ روپ دیکھ کر گل بہت ہی زیادہ ڈر گئی تھی انج سے پہلے برلاس کا
یہ روپ اسے بالکل بھی دیکھنے کو نہ ملا تھا۔۔

کیوں ہو تم اتنی معصوم مجھے بس یہ بتادو کیوں تم نے مجھے اپنے پیچھے اتنا دیوانہ
بنادیا ہے بتاؤ۔۔

اس کی شہ رگ کو سرخ چھوڑتا اس پر اپنا انگوٹھا سہلاتا گل کو جیسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ وہ۔۔ گل تو اس کے اس روپ کو دیکھ کر بالکل چپ ہی ہو گئی تھی منہ سے تو الفاظ نکلنے سے انکاری تھی۔۔

وہ وہ کیا میری جان بڑی دیدہ دلیری سے تم ڈریسنگ روم میں اکربند ہوئی تھی نا مجھ سے بچنے کے لیے تو اب منہ کیوں بند ہو گیا ہے تمہارا بولو کیا سوچ کر تم یہاں پر چھپی تھی کیا اپنی ننھی سی جان پر میرا غصہ برداشت کر سکتی ہو۔۔

اپ اپ وہ پپ پیچھے تو ہو جائیں۔۔

کانپتے الفاظ میں کہتے ہیں گل نے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن برلاس نے اسے مزید اپنے قریب کر لیا تھا اس کی گردن میں چہرہ چپاتے اس کی پوری گردن پر اپنی بیرڈر گڑتا وہ گل کو سسکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

برلاس سے مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا اسی لیے بغیر گل کی سنین اسے
اپنی گود میں اٹھاتے کمرے کی طرف لے کر جاتا بیڈ پر نرمی سے لیٹاتا
کمرے کی لائٹس اف کرتا خود میں گم کر چکا تھا۔

ڈرو نہیں یار نہیں کرتا میں اپنے جان پر غصہ بڑا ہی رحم دل ہو تم بھی کیا یاد
رکھو گی کہ کیسا نرم دل ہسبینڈ تمہیں ملا تھا۔

گل کی زبان تو گویا تالوں سے چپک چکی تھی کچھ کہنے کے قابل وہ بلا کہاں
رہی تھی۔۔ برلاس کی بے باکیاں اور بے تابیاں کے اگے گل کی چھوٹی سی
جان ہمیشہ ہی بے بس ہو کر رہ جاتی تھی۔۔

برلاس اب بہت برے ہیں۔۔ برلاس کے دانتوں کا لمس اپنی گردن پر
محسوس کرتے بے ساختہ ہی گل نے کہا تو برلاس نے مسکراتے اس کی
گردن میں چہرہ چھپایا اور اس کی وجود میں گم ہوتا چلا گیا۔

گل بھی مسکراتی اس کے قید اپنے بازو حائل کرتی خود سپردگی کے طور پر
اس کے سینے پر اپنے دانت گاڑ چکی تھ تھی۔۔

برلاس بھی اسے اور اپنے وجود کے قریب کرتا اس پر اپنی شدتیں ڈھاتا اس
کی نازک سی جان کو سہمنے پر مجبور کرتا اپنے وجود میں چھپاتا نکھیں موند چکا
تھا۔۔

گل بھی اپنے شوہر کے محفوظ باہوں کے حصار میں سوتی دنیا جہاں سے
غافل اپنے مضبوط صاحبان کے باہوں میں ریزہ ریزہ ہو کر لیٹ چکی
تھی۔۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

صبح نہایت ہی خوشگوار تھی۔۔ کیونکہ اس صبح میں خان حویلی والوں کے
لیے خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔۔ پورے خانزادہ حویلی والے اس وقت
چمکتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے صبح کے
تقریباً 11 بجے کا ٹائم ہو رہا تھا سب ہی رات دیر سونے کی وجہ سے دیر سے
نیند سے بیدار ہوئے تھے۔۔

مہزلہ زرم کی نظروں کے حصار میں ڈانگ ٹیبل پر بیٹھی شرمائی شرمائی سی
زرم کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔۔ روحان ان کے برابر میں ہی بیٹھا
ایک پیپی فیملی کا تاثر دے رہا تھا۔۔

برابر میں آرش خانزادہ اپنے عشق کے ساتھ بیٹھا اپنی پوری بے تابعیوں
سمیت اسے اپنے ہی ہاتھوں سے ناشتہ کروانے میں مصروف تھا۔۔
بقول اس کے اس کی بیوی اس کے ہاتھ سے ہی ناشتہ کرنا پسند کرتی ہے
ورنہ اس کا دل ہی نہیں چاہتا ناشتہ کرنے کو۔۔

اور اس کی عجیب سی دلیل سن کر سب ہی خانزادہ حویلی میں مسکرائے
تھے۔۔

بصیر اور زرش بھی لڑتے لڑتے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔
بے شک وہ دونوں لڑ رہے تھے لیکن ایک دوسرے کی آنکھوں میں
احترام اور محبت دیکھنے لائق تھی۔۔

گل بھی شرمائی گھبرائی سی برلاس کے بے باک نظروں کے حصار سے بری طرح سے گھبراتی نروس ہوتی ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھی بس ناشتے کو گھورنے کے ساتھ ساتھ برلاس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

برلاس کو تو بہت مزہ ا رہا تھا اسے تنگ کرنے میں لیکن گل شدید روہانسی ہوتی اس بار اس کے پیر پر چٹکی ہی کاٹ چکی تھی۔

جس پر برلاس نے بڑی مشکل سے اپنی آہہ روکی تھی۔۔ ورنہ اگر وہ سب کے سامنے چیختا تو اس کی عزت کا کباڑا ہی ہو جاتا۔

کمرے میں چل کر تمہاری صحیح سے ٹویننگ کرنی پڑے گی انکھوں ہی انکھوں میں اسے ایسا تاثر دیتے ہوئے برلاس نے اسے خطرناک گھوری سے نوازام۔

جس پر گل کا ذرا سا بھی اثر نہ ہوا تھا البتہ برلاس ادھر ادھر باتوں میں مشغول ہو گیا تھا۔

مقصد صرف گل کو ناشتے کی طرف متوجہ کروانا تھا جو وہ کر بھی چکا تھا۔

عنایہ میری جان تمہاری طبیعت ٹھیک ہے ناکل رات سے ہی تم بے چین
بے چین سی نظر آرہی ہو اگر زیادہ تکلیف ہے تو میں تمہیں ہاسپٹل لے کر
چلوں ڈاکٹر سے ایک بار چیک اپ کروالیں گے۔۔

ملیار نے عنایہ کے بے چین ہوتے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ڈاکٹر
نے دو سے تین دن بعد کی ڈیڑھ دی تھی لیکن عنایہ کو کل رات سے ہی
شدید تکلیف ہو رہی تھی۔۔

مجھے بہت ہی زیادہ درد ہو رہا ہے مورے۔۔۔

ابھی سب ناشتے میں ہی مصروف تھے کہ بے ساختہ ہی عنایہ زور سے
چینچی۔۔

سب ناشتہ چھوڑتے بوکھلاتے ہوئے اس کی طرف بڑے تھے ملیار نے تو
سیکند بھی ضائع کیے بغیر اسے اپنی گود میں اٹھایا اور گاڑی کی طرف لے کر
بھاگا تھا۔۔

اللہ خیر کرے۔۔ دادی نے بے ساختہ ہی کہا شائلہ بیگم نائلہ بیگم کو ملیار کے پیچھے جانے کے لیے کہا۔۔

جاؤ ذرم بیٹا تم بھی جاؤ ملیار کو تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔ دادی نے ذرم کو بھی جانے کے لیے کہا۔۔

ذرم بھی ہامی بھرتا مہزلہ کی طرف ایک نظر ڈالتے وہ حویلی سے باہر ملیار کی طرف چلا گیا۔۔

آرش بھی بے تاب سا اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھتا۔۔
اسی لیے بغیر کسی کی بھی پروا کیے ایک نظر اور زلہ کو دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں بتایا کہ وہ جارہا ہے۔۔

اور زلہ نے بھی آنکھوں میں ہاں کا تاثر دیا تو وہ بھاگنے والے انداز میں حویلی سے نکل کر ہاسپٹل کی طرف چلا گیا تھا۔۔

دعاؤں کا ورد کرو بچیوں پریشانی اور انسو بہانے سے کچھ نہیں ہو گا دعا کرو کہ
اللہ عنایہ کو صحت مند اولاد سے نوازے۔۔

دادی نے سب سے کہا تو سب ہی وہیں پر ڈائننگ ہال سے قریب لاؤنج میں بیٹھتے مختلف دعاؤں کا ورد کرنا شروع ہو چکی تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

ایک گھنٹے کی دوری پر ہاسپٹل تھا لیکن ایک گھنٹے کا راستہ عنایہ کی چیخ و پکار پر ملیار نے بوکھلاتے ہوئے صرف اور صرف ادھے گھنٹے میں ہی طے کیا تھا۔۔

شائلہ بیگم نائلہ بیگم ان کے ساتھ ہی تھی عنایہ کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر نہ جانے کیوں ملیار کی آنکھوں میں بار بار نمی آئے جارہی تھی۔۔

اس وقت سرد سے کوریڈور میں بیٹھا بے چینی سے ہاسپٹل کو دیکھ رہا تھا وہ ایک پرائیویٹ ہاسپٹل تھا اس لیے رش نہ ہونے کے برابر تھا۔۔

آرش اور زرم بھی تقریباً پانچ منٹ پہلے ہی ہاسپٹل پہنچے تھے اور ملیار کو تسلیاں ہی دے رہے تھے۔۔

آرش تو ملیار کی آنکھوں میں انسو دیکھ کر ہی تڑپ اٹھا تھا۔۔

اسے زور سے اپنے سینے میں بیچتے ہوئے اپنے جگر می یار کے سینے میں سکون پیدا کیا تھا گویا۔۔

ایک گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد نرس ایک خوبصورت سا گول مٹول سا بچہ لا کر ملیار کی گود میں تماچکی تھی۔۔

اس بچے کو اپنے گود میں لیتے نہ جانے کیوں ملیار کی آنکھوں سے زار و قطار ہی آنسو روانہ ہو گئے تھے۔۔۔ اپنے وجود کا حصہ اپنے گود میں پا کر ملیار کے پورے جسم میں سکون اترتا چلا گیا تھا۔۔

بچہ نہایت ہی خوبصورت تھا بڑی بڑی عنایہ جیسی آنکھیں اور اس کی تھبکی سے ناک ملیار پر گئی تھی۔۔ اور اس کے بھرے بھرے سے لب وہ گویا ملیار کو عنایہ کا عکس ہی نظر آ رہا تھا۔۔

ارے واہ یہ تو روحان کا سا تھا اگیا ہے۔۔ ماشاء اللہ سے بہت ہی خوبصورت

ہے ملیار کا بیٹا۔۔ زرم نے مسکراتے ہوئے کہا تو ملیار بے ساختہ ہی مسکرایا تھا۔۔۔

ملیاری کا بیٹا ہاں ملیاری کا بیٹا۔۔۔

مسکراتے ہوئے اس نے یہ لفظ ادا کیے تو گویا اس کے وجود میں سکون سا اتر ا تھا۔۔

میں سب کو فون کر دیتا ہوں کہ سب ہی اجائے۔۔ آرش نے جلدی سے کہا اور اور زلہ کو فون کر کے گویا خوشخبری سنائی تو پوری حویلی میں جشن کا سماں ہو گیا تھا۔۔

سبھی نہایت ہی ایکساٹڈ تھے ہاسپٹل جانے کے لیے عنایہ کا چھوٹا سا بیٹا دیکھنے کے لیے بھی۔۔۔

ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے ملیاری نے اپنا بے بی شائلہ بیگم کے حوالے کرتے ہوئے ڈاکٹر کی طرف جاتے پوچھا۔۔

ٹھیک ہے اپ کی وائف بھی وہ بس بے ہوش ہے تھوڑی ہی دیر میں انہیں ہوش اجائے گا۔۔

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ملیاری گویا مزید پر سکون ہو گیا تھا۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡}

ایک گھنٹے بعد پوری ہی خانزادہ حویلی عنایہ کے ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم
میں کھڑی خوشی سے چیخ رہی تھی۔۔

ہر کوئی ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے بے بی کو پہلے میں اٹھاؤں گا پہلے
میں اٹھاؤں گی یہی نعرے لگا رہے تھے۔۔

اور بڑے تو بس بچوں کو مسکراتے ہوئے ہی دیکھ رہے تھے۔۔

ان سب کی زندگی گویا اب پر سکون سی تھی۔۔

چپ کرو تم سب میں سب سے چھوٹا چاچو ہوں اس کا تو اسی لیے سب سے
پہلا حق مجھے ہے اٹھانے کا۔۔

برلاس نے اپنی آواز کو رعب دار بناتے ہوئے گویا سب پر حکم جاڑنا چاہا۔۔

چھوٹے ہو تو پیچھے ہی رہو۔۔ زریش نے بھی جلدی سے اسے پیچھے کی

طرف چھوڑا۔۔

پہلے میری بیوی کو اٹھانے دو کیونکہ میں سب سے بڑا ماموں ہوں بچے کا تو
اسی لیے سب سے پہلا حق میری بیوی کا ہے۔۔

آر ش خان زادہ نے اور زلہ کو بچے کے لیے بے تاب دیکھا تو جلدی سے سب
سے کہا۔۔

ہبی سب سے پہلے بچے کو میں نے ہی اٹھانا ہے۔۔

زرم جو مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہا تھا روہانسی سی اواز اس کے کانوں
میں ٹکرائی تو بے ساختہ ہی مہزلہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں آنسو لیے
اسے فرمائش کر رہی تھی اور بلا ایسا ہو سکتا تھا کہ زرم کی فیری اس سے
فرمائش کرے اور زرم اس کو پورا نہ کرے۔۔

سب کو جنگ کرتے دیکھ کر زرم خاموشی سے بچوں کی طرف گیا اور اسے
نہایت خاموشی سے جھولے سے اٹھا کر مہزلہ کی گود میں تمنا دیا۔۔

اور مہزلہ بڑے ہی احتیاط پیار سے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔ اور
سب اپنی لڑائی میں مصروف تھے۔۔ روحان بھی اپنی بڑی کے پاس اتا بے
بی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہوا۔۔

یہ کیا کیا آپ نے لالا اس سو کی لکڑی کو کیوں تمنا دیا بے بی سب سے پہلے اب
تو بے بی بالکل بھی صحت مند نہیں ہو گا۔۔

برلاس کی نظر اچانک ہی لڑتے لڑتے مہزلہ کی طرف اٹھی تو چیختے ہوئے کہا
سب ہی نے ہی مہزلہ کی طرف دیکھا تو سب ہی منہ پھلا گئے تھے مم
وہ سب لڑنے میں مصروف تھے اور زرم خان زادہ اپنی فیری کی خواہش
پوری کر گیا تھا۔۔

اب جب تم کھیل ہی چکی ہو تو ہم سب کو بھی دبا دوتا کہ ہم بھی پیار کر لے
بچے کو۔۔

زیش نے مہزلہ کی طرف دیکھتے گھورتے کہا۔۔

نہیں میں پہلے آپی کو دوں گی۔۔ مہزلہ نے کہا اور جلدی سے اور زلہ کی طرف بھاگتے چھوٹے سے بے بی کو اس کی گود میں تماچکی تھی۔۔
سب کا نہایت ہی بھرپور اور اونچا سا قہقہہ ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں گونجا تھا۔۔

اور زریش کا تو منہ ہی دیکھنے لائق تھا اور منہ بناتے ہوئے خفا خفا سی نظر ارہی تھی بصیر سے بلا اپنی بیوی کی خفگی بلا کہاں برداشت ہو سکتی تھی۔۔
اسی لیے جلدی سے اپنی بھا بھی کے گود سے نہایت ہی احتیاط سے بچہ اٹھاتے اپنی بیوی کے گود میں تھما دیا۔۔

اب بس بھی کر دو بے بی کو لیٹنے بھی دو تقریباً ایک گھنٹے سے پہلے میں پہلے میں کہہ کر سب کی گود میں وہ جا چکا ہے۔۔

نائلہ بیگم نے سب بچوں سے سختی سے کہا تو سب ہی منہ بنا گئے تھے بے بی ابھی بھی مہزلہ کی باہوں میں ہی تھا۔۔

زرم اسے بچے کے لیے ترستا ہوا دیکھ رہا تھا اسی لیے پیار سے اس کی گود سے
بے بی کو اٹھا کر جھولے میں لٹایا اور ساتھ ہی روحان کو اٹھا کر اس کے گود
میں بٹھا دیا۔

فیری تمہارا بھی تو بے بی ہے نا اس کے ساتھ پیار کر لوں۔۔ زرم نے
مسکراتے ہوئے روحان کو دیکھا۔

ہاں یہ بھی تو میرا چھوٹا سا بے بی ہی ہے مہزلہ نے جکھتے روحان کے دونوں
گالوں پر پیار کیا تو روحان کا پورا منہ ہی سرخ ہو گیا تھا۔

ہائے میرا بے بی شرم رہا ہے۔۔ مہزلہ نے مسکراتے اسے خود اس کے سینے
سے لگایا تھا۔

اور روحان بھی اپنی ماما کی گود میں سکون محسوس کرتے ان کے سینے سے سر
لگا چکا تھا۔

اور زرم نے مسکراتے ہوئے مہزلہ کے گرد بازو کا حصار باندھتے اس کا سر
اپنی کندھے پر رکھا تھا۔

باقی سارے کیپلز تو ابھی بھی ایک دوسرے سے ہی لڑ رہے تھے کہ پہلے میں
نے اٹھایا اور پہلے میں نے اٹھایا۔۔

البتہ آرش خانزادہ اور زلہ کو ایک طرف لا کر بیچ پر بٹھا چکا تھا کہ اس سے
زیادہ دیر کھڑا نہیں رہنا چاہیے ورنہ اس کی بیوی تھک جائے گی۔۔

اب جہاں بصیر اور برلاس لڑ رہے تھے تو وہیں پر سب بیٹھے ان دونوں کی
لڑائی انجوائے کر رہے تھے گل اور زرش بھی ایک طرف بیٹھی اپنے اپنے
شوہروں کو لڑتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔

یوں ہی ہنستے مسکراتے خانزادہ حویلی والوں پر بھی خوشیاں مہربان ہو ہی گئی
تھی۔۔

{♡♡♡♡♡♡♡♡}

ختم شد